سُنن ابُو داود (اُردو)
www.KitaboSunnat.com
کتابُ التطوّع
جلد دوم
کتابُ الصِّیام
تالیف
امام ابُوداود سُلیمان بن اشعث سجستانی رحمہ اللہ تعالیٰ
ترجمہ و فوائد
فضیلۃ الشیخ ابُوعمار عُمر فاروق سعیدی حفظہ اللہ
تحقیق و تخریج
حافظ ابُوطاہر زُبیر علی زئی حفظہ اللہ
نظرثانی، تنقیح و اضافہ
حافظ صلاح الدین یُوسف حفظہ اللہ
دارُالسّلام
کتاب و سنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ

© مكتبة دار السلام، ١٤٢٧هـ
فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر
مكتبة دارالسلام
سنن ابوداود باللغة الاردية الجزء الثاني/ مكتبة دارالسلام - الرياض، ١٤٢٧ هـ
ص: ٨٧٥ مقاس: ١٧×٢٤ سم
ردمك: ٠-٤٠٣-٩٨٠٣-٩٩٦٠
١- الحديث - سنن أ. العنوان
ديوي: ٢٣٥،٤ ١٤٢٧/٤٤٨٣
رقم الإيداع: ١٤٢٧/٤٤٨٣
ردمك: ٠-٤٠٣-٩٨٠٣-٩٩٦٠



**سعودی عرب** (ہیڈ آفس)

پوسٹ بکس: 22743 الریاض: 11416 سعودی عرب فون: 4033962-4043432 1 00966 فیکس: 4021659
E-mail: darussalam@awalnet.net.sa - riyadh@dar-us-salam.com
Website: www.dar-us-salam.com

● طریق مکہ۔العلیا۔الریاض فون: 4614483 1 00966 فیکس: 4644945 ● الملز۔الریاض فون: 4735220 فیکس: 4735221
● سویلم فون: 2860422 1 00966 ● جدہ فون: 6879254 2 00966 فیکس: 6336270
● مدینہ منورہ موبائل: 503417155 00966 فیکس: 8151121 ● خمیس مشیط فون: 2207055 7 00966 موبائل: 0500710328
● الخبر فون: 8692900 3 00966 فیکس: 8691551

**شارجہ** فون: 5632623 6 00971
فیکس: 5632624

**لندن** فون: 4885 539 208 0044
فیکس: 5394889 208

**امریکہ** ❶ ہوسٹن فون: 7220419 713 001
فیکس: 7220431
❷ نیویارک فون: 6255925 718 001
فیکس: 6251511

**پاکستان** (ہیڈ آفس و مرکزی شوروم)

❶ 36- لوئر مال، سیکرٹریٹ سٹاپ، لاہور
فون: 7110081-7111023-7232400-7240024 42 0092 فیکس: 7354072
Website: www.darussalampk.com E-mail: info@darussalampk.com

❷ غزنی سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور فون: 7120054 فیکس: 7320703
❸ مُون مارکیٹ اقبال ٹاؤن۔ لاہور فون: 7846714

**کراچی شوروم** Z-110,111 (D.C.H.S) مین طارق روڈ کراچی
فون: 0092-21-4393936 فیکس: 4393937
Email: darussalamkhi@darussalampk.com

**اسلام آباد شوروم** F-8 مرکز، اسلام آباد فون: 051-2500237

جلد دوم

# سُنَن ابُو داود (اُردو)

كِتابُ التطوّع ............ كتابُ الصِّيام

تالیف

امام ابُو داود سلیمان بن اشعث سجستانی رحمہ اللہ تعالیٰ

ترجمہ و فوائد

فضیلۃ الشیخ ابُو عمار عمر فاروق سعیدی حفظہ اللہ

تحقیق و تخریج

حافظ ابُو طاہر زُبیر علی زئی حفظہ اللہ

نظرثانی، تنقیح و اضافہ

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ

دارُ السّلام

کتاب و سُنّت کی اشاعت کا عالمی ادارہ

ریاض • جدہ • شارجہ • لاہور

اسلام آباد • کراچی • لندن • ہیوسٹن • نیو یارک

DARUSSALAM

# فہرست مضامین (جلد دوم)

## ۹- [كِتَابُ الزَّكَاةِ] زکوٰۃ کے احکام ومسائل 224

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(المعجم ٥) - [كِتَابُ التَّطَوُّعِ] (التحفة . . .)

# نوافل اور سنتوں کے احکام و مسائل

تَطَوُّع کا مطلب ہے دل کی خوشی سے کوئی کام کرنا۔ یعنی شریعت نے اس کے کرنے کو فرض و لازم نہیں کیا ہے لیکن اس کے کرنے کی ترغیب دی ہے اور اس کے فضائل بیان کیے ہیں۔ نیز انہیں فرائض میں کمی کوتاہی کے ازالے کا ذریعہ بتلایا ہے۔ اس لحاظ سے نفلی عبادات کی بھی بڑی اہمیت اور قرب الٰہی کے حصول کا ایک بڑا سبب ہے۔ اس باب میں نوافل ہی کی فضیلتوں کا بیان ہوگا۔

(المعجم ١) - **باب تَفْرِيعِ أَبْوَابِ التَّطَوُّعِ وَرَكَعَاتِ السُّنَّةِ** (التحفة ٢٩١)

**باب:١- نوافل اور سنتوں کی رکعات کے احکام و مسائل**

**١٢٥٠ - حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى: حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ:

١٢٥٠- ام المومنین سیدہ ام حبیبہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص ایک دن میں بارہ رکعتیں

---

١٢٥٠ـ تخريج: أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب فضل السنن الراتبة قبل الفرائض وبعدهن وبيان عددهن، ح: ٧٢٨ من حديث داود بن أبي هند به.

حدثني النُّعْمَانُ بنُ سَالِمٍ عن عَمْرِو بنِ أَوْسٍ، عن عَنْبَسَةَ بنِ أَبِي سُفْيَانَ، عن أُمِّ حَبِيبَةَ قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَنْ صَلَّى فِي يَوْمٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً تَطَوُّعًا بُنِيَ لَهُ بِهِنَّ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ».

بطور نفل نماز پڑھتا ہے اس کے لیے ان کے بدلے جنت میں ایک گھر بنا دیا جاتا ہے۔"

فائدہ: یہ بشارت فرائض سے پہلے اور بعد کی سنتوں سے متعلق ہے جنہیں سنن مؤکدہ یا سنن راتبہ کہا جاتا ہے۔ اس حدیث سے سنن مؤکدہ کی فضیلت واضح ہوتی ہے۔ ان بارہ رکعتوں کی تفصیل دیگر احادیث میں رسول اللہ ﷺ نے یوں بیان فرمائی ہے: چار رکعت ظہر سے پہلے' دو رکعت اس کے بعد' دو رکعت مغرب کے بعد' دو رکعت عشاء کے بعد اور دو رکعت نماز فجر سے پہلے۔ دیکھیے: (جامع الترمذی' الصلاۃ' حدیث:٤١٥) صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ظہر سے پہلے دو رکعتیں پڑھنے کا ذکر بھی ملتا ہے۔ دیکھیے: (صحیح بخاری' التطوع' حدیث:١١٧٢- ١١٨٠ و صحیح مسلم' صلاۃ المسافرین' حدیث: ٧٢٩) اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص دن میں فرائض کے علاوہ دس رکعت ہی ادا کر لیتا ہے اس کے لیے بھی جنت میں گھر بنا دیا جاتا ہے۔ تاہم علماء اس کی بابت فرماتے ہیں کہ اگر نماز ظہر سے قبل اتنا وقت ہو کہ چار رکعت پڑھی جا سکتی ہوں تو چار رکعت ہی پڑھنی چاہییں۔ اور بہتر ہے کہ یہ دو دو رکعت کر کے پڑھی جائیں' اگرچہ ایک سلام سے بھی پڑھنا جائز ہے۔

**١٢٥١- حَدَّثَنا** أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا هُشَيْمٌ: حَدَّثَنا خَالِدٌ؛ ح: وحدثنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ - المَعْنٰى - عن عَبْدِ الله بنِ شَقِيقٍ قال: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عن صلاةِ رسولِ الله ﷺ مِنَ التَّطَوُّعِ، فقالت: كَانَ يُصَلِّي قَبْلَ الظُّهْرِ أَرْبَعًا فِي بَيْتِي، ثُم يَخْرُجُ فَيُصَلِّي بِالنَّاسِ، ثُمَّ يَرْجِعُ إِلٰى بَيْتِي فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ، وكَانَ يُصَلِّي بِالنَّاسِ المَغْرِبَ ثُم

١٢٥١- عبداللہ بن شقیق کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کے نوافل کے متعلق معلوم کیا تو انہوں نے کہا: "آپ ظہر سے پہلے میرے گھر میں چار رکعتیں پڑھتے تھے۔ پھر تشریف لے جاتے اور لوگوں کو نماز پڑھاتے۔ پھر میرے گھر میں لوٹ آتے اور دو رکعتیں پڑھتے۔ اور آپ لوگوں کو مغرب کی نماز پڑھاتے' پھر میرے گھر میں لوٹ آتے اور دو رکعتیں پڑھتے۔ اور آپ انہیں عشاء کی نماز پڑھاتے' پھر میرے گھر میں تشریف لاتے اور دو رکعتیں پڑھتے اور آپ

**١٢٥١- تخريج:** أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب جواز النافلة قائمًا وقاعدًا . . . الخ، ح: ٧٣٠، وابن ماجه، ح: ١١٦٤ من حديث هشيم بن بشير به.

يَرْجِعُ إِلَى بَيْتِي فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ، وكان يُصَلِّي بِهِم الْعِشَاءَ ثُمَّ يَدْخُلُ بَيْتِي فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ، وكان يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ تِسْعَ رَكَعَاتٍ فِيهِنَّ الْوِتْرُ، وكان يُصَلِّي لَيْلًا طَوِيلًا قَائِمًا وَلَيْلًا طَوِيلًا جَالِسًا، فَإِذَا قَرَأَ وَهُوَ قَائِمٌ رَكَعَ وَسَجَدَ وَهُوَ قَائِمٌ، وَإِذَا قَرَأَ وَهُوَ قَاعِدٌ رَكَعَ وَسَجَدَ وَهُوَ قَاعِدٌ، وكان إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ، ثُم يَخْرُجُ فَيُصَلِّي بِالنَّاسِ صلاةَ الْفَجْرِ.

رات میں نو رکعات پڑھتے ان میں وتر (بھی) ہوتا۔ آپ ایک لمبی رات کھڑے ہو کر نماز پڑھتے اور ایک لمبی رات بیٹھ کر نماز پڑھتے۔ جب آپ کھڑے ہو کر قراءت کرتے تو رکوع بھی کھڑے ہو کر کرتے اور سجدہ کرتے اور جب آپ بیٹھ کر قراءت کرتے تو رکوع بھی بیٹھ کر ہی کرتے اور سجدہ کرتے۔ اور جب فجر طلوع ہو جاتی تو دو رکعتیں پڑھتے، پھر آپ (مسجد) تشریف لے جاتے اور لوگوں کو فجر کی نماز پڑھاتے۔

فائدہ: مؤکدہ سنتیں گھر میں پڑھنی زیادہ افضل ہیں۔ اس سے گھر میں برکت اترتی اور گھر والوں اور بچوں کو نماز اور عبادت کی ترغیب ملتی ہے۔ نبی ﷺ نے بھی مسلمانوں کو گھروں میں سنتیں پڑھنے کی تاکید کی ہے۔

١٢٥٢- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن نَافِعٍ، عن عَبْدِ الله بنِ عُمَرَ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ كَان يُصَلِّي قَبْلَ الظُّهْرِ رَكْعَتَيْنِ وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ، وَبَعْدَ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ في بَيْتِهِ، وَبَعْدَ صلاةِ الْعِشَاءِ رَكْعَتَيْنِ، وكان لَا يُصَلِّي بَعْدَ الْجُمُعَةِ حَتَّى يَنْصَرِفَ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ.

۱۲۵۲- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ظہر سے پہلے دو رکعتیں اور اس (ظہر) کے بعد دو رکعتیں، مغرب کے بعد دو رکعتیں اپنے گھر میں اور نماز عشاء کے بعد دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ اور جمعہ کے بعد نہیں پڑھتے تھے حتیٰ کہ لوٹ آتے اور دو رکعتیں پڑھتے۔

١٢٥٣- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن شُعْبَةَ، عن إبراهِيمَ بنِ مُحَمَّدِ بنِ الْمُنْتَشِرِ، عن أَبِيهِ، عن عَائشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ

۱۲۵۳- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ ظہر سے پہلے چار رکعتیں اور نماز فجر سے پہلے کی دو رکعتیں نہ چھوڑا کرتے تھے۔

١٢٥٢ـ تخريج: أخرجه البخاري، الجمعة، باب الصلوة بعد الجمعة وقبلها، ح: ٩٣٧، ومسلم، الجمعة، باب الصلوة بعد الجمعة، ح: ٨٨٢ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٦٦، (والقعنبي، ص: ١١٩، ١٢٠).

١٢٥٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، التهجد، باب الركعتين قبل الظهر، ح: ١١٨٢ عن مسدد به.

ﷺ كانَ لا يَدَعُ أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صلاةِ الْغَدَاةِ.

فائدہ: ظہر سے پہلے اور بعد میں دو دو اور چار چار رکعات‘ دونوں طرح صحیح ہے۔ (دیکھیے: حدیث:۱۲۶۹)

## (المعجم ٢) - باب رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ (التحفة ٢٩٢)

## باب:۲- فجر کی سنتوں کا بیان

١٢٥٤- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيٰى عن ابنِ جُرَيْجٍ: حدثني عَطَاءٌ عن عُبَيْدِ بن عُمَيْرٍ، عن عَائشةَ قالت: إِنَّ رسولَ الله ﷺ لم يَكُنْ عَلٰى شَيْءٍ مِنَ النَّوَافِلِ أَشَدَّ مُعَاهَدَةً مِنْهُ عَلَى الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الصُّبْحِ.

۱۲۵۴- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کسی نوافل پر اتنی پابندی نہ فرماتے تھے جتنی کہ فجر کی سنتوں کی کرتے تھے۔

فائدہ: رسول اللہ ﷺ فجر کی سنتیں سفر میں بھی ترک نہیں فرماتے تھے۔ اس لیے بعض محدثین مثلاً حسن بصری ؒ انہیں واجب کہتے ہیں‘ ایسے ہی امام ابوحنیفہ ؒ بھی‘ اس سے واضح ہوا کہ دوسری سنتوں کے مقابلے میں فجر کی ان دو سنتوں کی بہت زیادہ اہمیت ہے۔



## (المعجم ٣) - بَابٌ: فِي تَخْفِيفِهِمَا (التحفة ٢٩٣)

## باب:۳- فجر کی سنتیں ہلکی پڑھنے کا بیان

١٢٥٥- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ أبي شُعَيْبٍ الْحَرَّانِيُّ: حَدَّثَنا زُهَيْرُ بنُ مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ سَعِيدٍ عن مُحَمَّدِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن عَمْرَةَ، عن عَائشةَ قالت: كانَ النَّبِيُّ ﷺ يُخَفِّفُ الرَّكْعَتَيْنِ

۱۲۵۵- سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ فجر سے پہلے کی سنتیں اس قدر ہلکی پڑھتے تھے کہ میں کہتی بھلا آپ نے ان میں فاتحہ بھی پڑھی ہے؟

١٢٥٤_ تخريج: أخرجه البخاري، التهجد، باب تعاهد ركعتي الفجر ومن سماهما تطوعًا، ح: ١١٦٩، ومسلم، صلٰوة المسافرين، باب استحباب ركعتي سنة الفجر والحث عليهما، ... الخ، ح: ٧٢٤/ ٩٤ من حديث يحيى القطان به.

١٢٥٥_ تخريج: أخرجه البخاري، التهجد، باب ما يقرأ في ركعتي الفجر، ح: ١١٧١ من حديث زهير بن معاوية، ومسلم، صلٰوة المسافرين، باب استحباب ركعتي سنة الفجر والحث عليهما ... الخ، ح: ٧٢٤/ ٩٢ من حديث يحيى بن سعيد الأنصاري به.

قَبْلَ صلاةِ الْفَجْرِ حتَّى إنِّي لَأَقُولُ: هَلْ قَرَأَ فيهِمَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ؟.

**١٢٥٦- حَدَّثَنا** يَحْيَى بنُ مَعِينٍ: حَدَّثَنا مَرْوَانُ بنُ مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ كَيْسَانَ عن أبي حَازِمٍ، عن أَبي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَرَأَ في رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ ﴿قُلْ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلْكَـٰفِرُونَ﴾ وَ﴿قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ﴾.

**۱۲۵۶- حضرت ابوہریرہ** رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فجر کی سنتوں میں ﴿قل یاایہا الکافرون﴾ اور ﴿قل ھو اللہ أحد﴾ کی قراءت فرمائی۔

**فائدہ:** اس قراءت کا اختیار و التزام مستحب ہے اور معنوی اعتبار سے بھی اس کی خاص اہمیت ہے کہ دن کی ابتداہی میں مسلمان کفر و کفار سے اپنی براءت اور اللہ عزوجل کی توحید اور اس کے اسماء و صفات کا اظہار و اقرار کرتا ہے۔ علاوہ ازیں دیگر قراءت کا ذکر آگے آ رہا ہے۔

**١٢٥٧- حَدَّثَنا** أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ العَلَاءِ: حدثني أَبُو زِيَادَةَ عُبَيْدُالله بن زِيَادَةَ الْكِنْدِيُّ عن بلالٍ أَنَّهُ حَدَّثَهُ: أَنَّهُ أَتَى رسولَ الله ﷺ لِيُؤْذِنَهُ بِصَلَاةِ الْغَدَاةِ فَشَغَلَتْ عَائِشَةُ بِلَالًا بِأَمْرٍ سَأَلَتْهُ عَنْهُ حتى فَضَحَهُ الصُّبْحُ فَأَصْبَحَ جِدًّا. قالَ: فَقَامَ بِلَالٌ فَآذَنَهُ بِالصَّلَاةِ وَتَابَعَ أَذَانَهُ فَلَمْ يَخْرُجْ رسولُ الله ﷺ، فَلَمَّا خَرَجَ صَلَّى بالنَّاسِ وَأَخْبَرَهُ أَنَّ عَائشةَ شَغَلَتْهُ بِأَمْرٍ سَأَلَتْهُ عَنْهُ حتى أَصْبَحَ جِدًّا، وَأَنَّهُ أَبْطَأَ عَلَيْهِ بِالْخُرُوجِ فَقالَ: «إنِّي كُنْتُ رَكَعْتُ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ» فقالَ: يَارسولَ الله! إِنَّكَ أَصْبَحْتَ

**۱۲۵۷- حضرت بلال** رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو نماز فجر کی (جماعت کا وقت ہو جانے کی) اطلاع دینے کے لیے آئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو کسی بات میں مشغول کر لیا حتیٰ کہ صبح خوب سفید ہو گئی۔ پھر بلال کھڑے ہوئے اور آپ علیہ الصلاۃ والسلام کو خبر دی اور کئی بار خبر دی مگر رسول اللہ ﷺ تشریف نہ لائے بالآخر جب نکلے تو لوگوں کو نماز پڑھائی۔ تو بلال نے آپ سے کہا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو باتوں میں لگا لیا تھا اور وہ اس سے کچھ پوچھ رہی تھیں حتیٰ کہ خوب صبح ہو گئی اور آپ نے بھی تشریف لانے میں تاخیر کر دی۔ آپ نے فرمایا: ''میں فجر کی رکعتیں پڑھ رہا تھا۔'' کہا اے اللہ کے رسول! آپ نے بہت صبح کر دی۔ آپ



**١٢٥٦ـ تخريج:** أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب استحباب ركعتي سنة الفجر والحث عليهما ... الخ، ح: ٧٢٦ من حديث مروان بن معاوية الفزاري به.

**١٢٥٧ـ تخريج:** [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ٢/ ٤٧١ من حديث أبي داود به، وهو في مسند أحمد: ٦/ ١٤، وحسنه النووي في رياض الصالحين، (ح: ١١٠٣ بتحقيقي).

جِدًّا قالَ: «لَوْ أَصْبَحْتُ أَكْثَرَ مِمَّا أَصْبَحْتُ لَرَكَعْتُهُمَا وَأَحْسَنْتُهُمَا وَأَجْمَلْتُهُمَا».

نے فرمایا: ''اگر میں اس سے بھی زیادہ صبح کرتا تو میں ان سنتوں کو پڑھتا اور عمدگی اور خوبصورتی سے پڑھتا۔''

**١٢٥٨ - حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ يَعْنِي ابْنَ إِسْحَاقَ الْمَدَنِيَّ، عن ابنِ زَيْدٍ، عن ابنِ سِيلَانَ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رسُولُ الله ﷺ: «لَا تَدَعُوهُمَا وَإِنْ طَرَدَتْكُمُ الْخَيْلُ».

۱۲۵۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فجر کی دو سنتیں مت چھوڑو اگرچہ دشمن کے گھوڑے تم کو کھدیڑ رہے ہوں۔''

فائدہ: یہ حدیث ضعیف ہے، البتہ دیگر احادیث سے صبح کی سنتوں کی اہمیت واضح ہے اور ان کا حکم دیگر سنتوں کے مقابلے میں بہت زیادہ تاکیدی ہے۔

**١٢٥٩ - حَدَّثَنَا** أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بنُ حَكِيمٍ: أخبرني سَعِيدُ بن يَسَارٍ عن عَبْدِ الله بن عَبَّاسٍ: أَنَّ كَثِيرًا مِمَّا كَانَ يَقْرَأُ رَسُولُ الله ﷺ فِي رَكْعَتَي الْفَجْرِ بِـ ﴿ءَامَنَّا بِٱللَّهِ وَمَآ أُنزِلَ إِلَيْنَا﴾ [آل عمران: ٨٤] هذه الآية. قالَ هذه فِي الرَّكْعَةِ الأُولَى، وَفِي الرَّكْعَةِ الآخِرَةِ بِـ ﴿ءَامَنَّا بِٱللَّهِ وَٱشْهَدْ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ﴾ [آل عمران: ٥٢].

۱۲۵۹- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ فجر کی سنتوں میں اکثر یہ آیات تلاوت کیا کرتے تھے: ﴿آمنا باللّٰہ وما أنزل إلينا﴾ پہلی رکعت میں۔ اور دوسری رکعت میں ﴿آمنا باللّٰہ و اشهد بأنا مسلمون﴾۔

**١٢٦٠ - حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بنُ الصَّبَّاحِ بنِ سُفْيَانَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بنُ مُحَمَّدٍ عن عُثْمَانَ بنِ عُمَرَ يَعْنِي ابنَ مُوسَى، عن أَبِي

۱۲۶۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو فجر کی سنتوں میں یہ آیات قراءت کرتے ہوئے سنا۔ ''پہلی رکعت میں ﴿قل آمنا باللّٰہ

١٢٥٨ـ **تخريج**: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٢/ ٤٠٥ من حديث خالد به * ابن سيلان مجهول الحال، وثقه ابن حبان وحده.

١٢٥٩ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب استحباب ركعتي سنة الفجر والحث عليهما . . . الخ، ح: ٧٢٧ من حديث عثمان بن حكيم به.

١٢٦٠ـ **تخريج**: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٢/ ٤٣ من حديث عبدالعزيز بن محمد الدراوردي به، ولبعض الحديث شواهد * عثمان بن عمر بن موسى قاضي مشهور، وثقه ابن حبان وحده، وجهله ابن معين وغيره، فهو مجهول الحال.

الْغَيْثِ، عن أَبي هُرَيْرَةَ : أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ في رَكْعَتَي الْفَجْرِ ﴿قُلْ ءَامَنَّا بِاللَّهِ وَمَآ أُنزِلَ عَلَيْنَا﴾ [آل عمران : ٨٤] فِي الرَّكْعَةِ الأُولَى وَفِي الرَّكْعَةِ الأُخْرَى بهذه الآية : ﴿رَبَّنَآ ءَامَنَّا بِمَآ أَنزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُولَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّـٰهِدِينَ﴾ [آل عمران : ٥٣] أو ﴿إِنَّآ أَرْسَلْنَـٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَلَا تُسْـَٔلُ عَنْ أَصْحَـٰبِ الْجَحِيمِ﴾ [البقرة : ١١٩]. شَكَّ الدَّرَاوَرْدِيُّ .

وما أنزل علينا﴾ اور دوسری رکعت میں ﴿ربنا آمنا بما أنزلت واتبعنا الرسول فاكتبنا مع الشاهدين﴾ یا ﴿انّا ارسلنك بالحق بشيرا وّ نذيرًا ولا تسئل عن اصحٰب الجحيم﴾ یہ شک عبدالعزیز بن محمد دراوردی کو ہوا ہے۔

فائدہ: نماز میں قراءت کرتے ہوئے اگر منتخب آیات یا سورتیں معروف ترتیب سے آگے پیچھے ہو جائیں' تو کوئی حرج نہیں۔

## (المعجم ٤) - باب الاِضْطِجَاعِ بَعْدَهَا (التحفة ٢٩٤)

## باب:۴- فجر کی سنتوں کے بعد لیٹ جانا

١٢٦١ - حَدَّثنا مُسَدَّدٌ وَأَبو كَامِلٍ وَعُبَيْدُالله بنُ عُمَرَ بنِ مَيْسَرَةَ قالوا : حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَاحِدِ: حَدَّثَنا الأَعْمَشُ عن أبي صَالِحٍ، عن أَبي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إذا صَلَّى أَحَدُكُمُ الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الصُّبْحِ فَلْيَضْطَجِعْ عَلَى يَمِينِهِ». فَقالَ لَهُ مَرْوَانُ بنُ الْحكَمِ: أَمَا يُجْزِىءُ أَحَدَنَا مَمْشَاهُ إِلَى الْمَسْجِدِ حَتَّى يَضْطَجِعَ عَلَى يَمِينِهِ؟ - قالَ عُبَيْدُالله في حَدِيثِهِ : - قَالَ : لَا . قالَ: فَبَلَغَ ذٰلِكَ ابنَ عُمَرَ فَقالَ: أَكْثَرَ أَبو هُرَيْرَةَ عَلَى نَفْسِهِ قالَ: فقيلَ لابنِ عُمَرَ

۱۲۶۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی فجر سے پہلے سنتیں پڑھے' تو چاہیے کہ اپنی دائیں کروٹ پر لیٹ جائے۔'' مروان بن حکم نے ان سے کہا: کیا بھلا لیٹنا ہی ضروری ہے' کیا مسجد کی طرف چلنا کافی نہیں؟ (عبیداللہ کی روایت میں ہے) کہا: نہیں۔ یہ بات حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو پہنچی تو انہوں نے کہا: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنی جان پر بہت بوجھ ڈال دیا ہے۔ (کہیں سہو وخطا کے مرتکب نہ ہو جائیں اور لوگ بھی اعتراض کرتے ہیں۔) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا گیا: کیا آپ اس کا انکار کرتے ہیں جو انہوں نے بیان کیا ہے؟ انہوں نے کہا:

١٢٦١ـ **تخريج: [إسناده ضعيف]** أخرجه الترمذي، الصلوٰة، باب ماجاء في الاضطجاع بعد ركعتي الفجر، ح: ٤٢٠ من حديث عبدالواحد به، وقال: "حسن صحيح غريب"، وصححه ابن خزيمة، ح: ١١٢٠، وابن حبان، ح: ٦١٢ * الأعمش مدلس تقدم، ح: ١٤، ولم أجد تصريح سماعه .

هَلْ تُنْكِرُ شَيْئًا مِمَّا يَقُولُ؟ قَالَ: لَا، وَلٰكِنَّهُ اجْتَرَأَ وَجُبْنَّا. قَالَ: فَبَلَغَ ذٰلِكَ أَبَا هُرَيْرَةَ. قَالَ: فَمَا ذَنْبِي إِنْ كُنْتُ حَفِظْتُ وَنَسُوا.

نہیں، لیکن حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جرأت مند ہیں اور ہم خائف (بزدل) یہ بات حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو انہوں نے کہا: اس میں میرا کیا قصور ہے کہ میں نے یاد رکھا ہے اور یہ بھول گئے ہیں۔

**فائدہ:** اس مسئلے میں ”اعلام اهل العصر باحكام ركعتي الفجر“ علامہ شمس الحق ڈیانوی رحمہ اللہ کی ایک اہم مفصل کتاب ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ فجر کی سنتوں کے بعد دائیں کروٹ پر لیٹنا سنت ہے۔ خواہ کسی نے تہجد پڑھی ہو یا نہ۔ اور اس کے راوی حضرت عائشہ، ابو ہریرہ، عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم ہیں۔

**١٢٦٢- حَدَّثَنَا** يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عن سَالِمٍ أَبِي النَّضْرِ، عن أَبِي سَلَمَةَ ابن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن عَائِشَةَ قالت: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا قَضَى صَلَاتَهُ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ نَظَرَ، فَإِنْ كُنْتُ مُسْتَيْقِظَةً حَدَّثَنِي وَإِنْ كُنْتُ نَائِمَةً أَيْقَظَنِي، وَصَلَّى الرَّكْعَتَيْنِ ثُمَّ اضْطَجَعَ، حَتَّى يَأْتِيَهِ الْمُؤَذِّنُ فَيُؤْذِنَهُ بِصَلَاةِ الصُّبْحِ، فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ ثُمَّ يَخْرُجُ إِلَى الصَّلَاةِ.

**١٢٦٢- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں** کہ رسول اللہ ﷺ آخر رات میں جب اپنی نماز مکمل فرما لیتے تو دیکھتے، اگر میں جاگ رہی ہوتی تو مجھ سے باتیں کرنے لگتے اور اگر سوئی ہوتی تو جگا دیتے اور دو رکعتیں پڑھتے، پھر لیٹ جاتے، حتیٰ کہ آپ کے پاس مؤذن آ کر آپ کو نماز صبح کے وقت کی اطلاع دیتا، پھر آپ ہلکی سی دو رکعتیں پڑھتے، پھر نماز کے لیے نکل جاتے۔



**فوائد ومسائل:** ① اس حدیث میں وتروں کے بعد گفتگو کرنے اور دو رکعتیں پڑھ کر لیٹ جانے کا ذکر ہے۔ جس سے یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ فجر کی دو سنتوں کے بعد لیٹنا سنت نہیں ہے، نبی ﷺ تو یوں ہی استراحت کے لیے لیٹ جاتے تھے، کبھی نماز تہجد کے بعد (جیسا کہ اس حدیث میں ہے) اور کبھی فجر کی سنتوں کے بعد۔ لیکن یہ استدلال اس لیے صحیح نہیں کہ اس حدیث میں گفتگو کرنے اور وتروں کے بعد لیٹنے والی بات محفوظ نہیں ہے یعنی ایک راوی کو وہم ہوا ہے، جب کہ دوسرے تمام راویوں نے لیٹنے کا ذکر فجر کی سنتوں کے بعد ہی کیا ہے۔ اس لیے فجر کی سنتوں کے بعد لیٹنے کو غیر مستحب قرار دینا صحیح نہیں ہے۔ ملاحظہ ہو: (فتح الباری، باب من تحدث بعد الركعتين ولم يضطجع: ٥٢/٣)

**١٢٦٢ـ تخريج:** أخرجه البخاري، التقصير، باب: إذا صلى قاعدًا ثم صح . . . الخ، ح: ١١١٩ من حديث مالك، ومسلم، صلوة المسافرين، باب صلوة الليل وعدد ركعات النبي ﷺ في الليل . . . الخ، ح: ٧٤٣ من حديث سالم أبي النضر به.

علاوہ ازیں شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی فجر کی دو سنتوں سے پہلے لیٹنے اور گفتگو کرنے کو شاذ قرار دیا ہے۔ (ضعیف ابوداود) ② اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ وتروں کے بعد دو رکعتیں نفل پڑھنا بھی جائز ہے اور نبی ﷺ نے جو یہ فرمایا ہے کہ ''تم وتر کو اپنی رات کی آخری نماز بناؤ'' تو یہ حکم وجوب کے طور پر نہیں' استحباب کے طور پر ہے۔ (مرعاة المفاتیح)

**١٢٦٣- حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عن زِيَادِ بن سَعْدٍ عَمَّنْ حَدَّثَهُ: ابنِ أَبِي عَتَّابٍ أَوْ غَيْرِهِ، عن أبي سَلَمَةَ قالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا صَلَّى رَكْعَتَي الْفَجْرِ فإِنْ كُنْتُ نَائِمَةً اضْطَجَعَ وَإِنْ كُنْتُ مُسْتَيْقِظَةً حَدَّثَنِي.

۱۲۶۳- ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ جب فجر کی دو رکعتیں پڑھ لیتے' تو اگر میں سوئی ہوتی تو لیٹ جاتے اور اگر جاگ رہی ہوتی تو مجھ سے باتیں کرنے لگتے۔

**١٢٦٤- حَدَّثَنَا** عَبَّاسٌ الْعَنْبَرِيُّ وَزِيَادُ ابنُ يَحْيٰى قالَا: حَدَّثَنَا سَهْلُ بنُ حَمَّادٍ عن أبي مَكِينٍ: أخبرنا أَبُو الْفَضْلِ - رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ - عن مُسْلِمِ بنِ أَبِي بَكْرَةَ، عن أبِيهِ قالَ: خَرَجْتُ مع النَّبِيِّ ﷺ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ فَكَانَ لَا يَمُرُّ بِرَجُلٍ إِلَّا نَادَاهُ بِالصَّلَاةِ أَوْ حَرَّكَهُ بِرِجْلِهِ. قال زِيَادٌ: قال: حَدَّثَنَا أَبُو الْفُضَيْلِ.

۱۲۶۴- حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ نماز فجر کے لیے نکلا تو آپ جس کسی آدمی کے پاس سے گزرتے اسے نماز کے لیے آواز دیتے یا اپنے پاؤں سے حرکت دیتے۔ زیاد نے (حدثنا ابو الفضل کی بجائے) حدثنا ابو الفضیل کہا ہے۔



## (المعجم ٥) - بَابٌ: إِذَا أَدْرَكَ الْإِمَامَ وَلَمْ يُصَلِّ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ (التحفة ٢٩٥)

## باب: ۵- جس نے فجر کی سنتیں نہ پڑھی ہوں اور جماعت ہو رہی ہو؟

**١٢٦٥- حَدَّثَنَا** سُلَيْمَانُ بنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ عنْ عَاصِمٍ، عن

۱۲۶۵- حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص آیا اور رسول اللہ ﷺ فجر کی نماز پڑھا رہے

**١٢٦٣ـ تخريج:** [صحيح] انظر الحديث السابق.

**١٢٦٤ـ تخريج:** [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٣/ ٤٦ من حديث أبي داود به * أبوالفضل مجهول، جهله أبوالحسن بن القطان الفاسي وغيره.

**١٢٦٥ـ تخريج:** أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب كراهة الشروع في نافلة بعد شروع المؤذن في إقامة الصلوة ... الخ، ح: ٧١٢ من حديث حماد بن زيد به.

عَبْدِ اللهِ بنِ سَرْجِسٍ قالَ: جَاءَ رَجُلٌ وَالنَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي الصُّبْحَ فَصَلَّى الرَّكْعَتَيْنِ ثُمَّ دَخَلَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي الصَّلَاةِ فَلَمَّا انْصَرَفَ قالَ: يافُلَانُ! أَيَّتُهُمَا صَلَاتُكَ، الَّتِي صَلَّيْتَ وَحْدَكَ أَوِ الَّتِي صَلَّيْتَ مَعَنَا؟.

تھے۔ اس نے دو رکعت (فجر کی سنتیں) پڑھیں پھر نبی ﷺ کے ساتھ نماز میں شامل ہو گیا۔ جب آپ فارغ ہوئے تو پوچھا: ''اے فلاں! تمہاری نماز کون سی ہے؟ وہ جو تم نے اکیلے پڑھی یا وہ جو ہمارے ساتھ پڑھی؟''

فائدہ: جماعت ہو رہی ہو تو کسی کے لیے سنت یا نفل پڑھنا جائز نہیں ہے۔ خواہ یقین ہو کہ سنتوں کے بعد پہلی رکعت پالوں گا۔ یہی حکم فجر کی سنتوں کا ہے۔ جماعت کے دوران میں باہر صحن میں یا کسی کونے میں فجر کی سنتیں پڑھنی جائز نہیں، جیسا کہ اکثر مساجد میں یہ معمول ہے۔

١٢٦٦- **حَدَّثَنا** مُسْلِمُ بنُ إبراهِيمَ: حَدَّثَنا حَمَّادُ بنُ سَلَمَةَ؛ ح: وحَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن وَرْقَاءَ؛ ح: وحَدَّثَنا الحسنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابنِ جُرَيْجٍ؛ ح: وحَدَّثَنا الحسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ هَارُونَ عن حَمَّادِ بن زَيْدٍ، عن أيوبَ؛ ح: وحَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ المُتَوَكِّلِ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا زَكَرِيَّا بنُ إِسْحَاقَ، كُلُّهُمْ عَنْ عَمْرِو بن دِينَارٍ، عنْ عَطَاءِ بنِ يَسَارٍ، عن أَبي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا صَلَاةَ إِلَّا المَكْتُوبَةَ».

١٢٦٦- حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب نماز (جماعت) کھڑی ہو جائے تو پھر فرض کے علاوہ کوئی نماز نہیں۔''

فائدہ: اس حدیث سے بھی جماعت کے ہوتے ہوئے سنتیں پڑھنے کی ممانعت کا اثبات ہوتا ہے۔ اور بیہقی کی یہ روایت کہ ''جب جماعت کھڑی ہو جائے تو کوئی نماز نہیں سوائے فرض نماز کے الّا یہ کہ صبح کی سنتیں ہوں۔'' بالکل بے اصل اور ضعیف ہے۔ دیکھیے: (عون المعبود)

١٢٦٦- **تخريج**: أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب كراهة الشروع في نافلة بعد شروع المؤذن في إقامة الصلوٰة ... الخ، ح: ٧١٠ عن أحمد بن حنبل به.

(المعجم ٦) - **باب** مَنْ فَاتَتْهُ مَتَى يَقْضِيهَا (التحفة ٢٩٦)

باب:٦- فجر کی سنتیں رہ جائیں تو کب ادا کرے؟

**١٢٦٧- حَدَّثَنَا** عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ سَعِيدٍ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ قَيْسِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: رَأَى رَسُولُ اللهِ ﷺ رَجُلًا يُصَلِّي بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ رَكْعَتَيْنِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «صَلَاةُ الصُّبْحِ رَكْعَتَانِ» فَقَالَ الرَّجُلُ: إِنِّي لَمْ أَكُنْ صَلَّيْتُ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا فَصَلَّيْتُهُمَا الْآنَ، فَسَكَتَ رَسُولُ اللهِ ﷺ.

۱۲۶۷- حضرت قیس بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا جو فجر کی نماز کے بعد دو رکعتیں پڑھ رہا تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صبح کی نماز دو رکعتیں ہیں۔'' تو اس شخص نے جواب دیا کہ میں نے پہلی دو سنتیں نہیں پڑھی تھیں' جواب پڑھی ہیں۔ تب رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے۔

**فوائد ومسائل:** ① سنتیں رہ جائیں تو بعد میں پڑھنا افضل ہے۔ بالخصوص فجر کی سنتیں کہ نبی علیہ السلام انہیں سفر میں بھی نہیں چھوڑتے تھے۔ ② فجر کی سنتیں فرضوں کے بعد ادا کرنا جائز ہے۔ اور وہ حدیث جس میں ہے کہ ''نماز فجر کے بعد نماز نہیں۔'' اس سے مراد عام نوافل ہیں نہ کہ اس قسم کی نماز جو کسی سبب سے پڑھی جا رہی ہو۔ ③ اگر یقین ہو کہ طلوع شمس کے انتظار میں یہ فوت نہیں ہو جائیں گی تو مؤخر کر لے۔ اس طرح اس حدیث پر عمل ہو جائے گا کہ ''نماز فجر کے بعد نماز نہیں'' ④ رسول اللہ ﷺ کا کسی کام کو دیکھ یا سن کر خاموش رہنا اس کی توثیق کی دلیل سمجھا جاتا ہے' اس لیے اس حدیث سے یہ استدلال بالکل صحیح ہے کہ جو شخص فجر کی دو سنتیں فجر کی فرض نماز سے پہلے نہیں پڑھ سکا وہ فرضوں کے بعد پڑھ سکتا ہے۔

**١٢٦٨- حَدَّثَنَا** حَامِدُ بْنُ يَحْيَى الْبَلْخِيُّ قَالَ: قَالَ سُفْيَانُ: كَانَ عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ يُحَدِّثُ بِهٰذَا الْحَدِيثِ عَنْ سَعْدٍ

۱۲۶۸- حامد بن یحیٰ بلخی نے کہا کہ سفیان نے کہا: عطاء بن ابی رباح یہ حدیث سعد بن سعید سے بیان کیا کرتے تھے۔

١٢٦٧_ **تخريج:** [حسن] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في من تفوته الركعتان قبل الفجر . . . الخ، ح:٤٢٢، وابن ماجه، ح:١١٥٤ من حديث سعد بن سعيد به، وسنده ضعيف لانقطاعه، وللحديث شواهد كثيرة عند ابن خزيمة، ح:١١١٦، وابن حبان، ح:٦٢٤، والحاكم: ١/ ٢٧٤، ٢٧٥ وغيرهم، وعموم الأحاديث الصحيحة تؤيده، ولم يثبت ما يخالفه.

١٢٦٨_ **تخريج:** [حسن] انظر الحديث السابق.

ابنِ سَعِيدٍ.

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوٰى عَبْدُ رَبِّهِ وَيَحْيَى ابْنَا سَعِيدٍ هٰذَا الحَدِيثَ مُرْسَلًا أَنَّ جَدَّهُمْ زَيْدًا صَلّٰى مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، بِهٰذِهِ الْقِصَّة.

امام ابوداود نے کہا کہ عبد ربہ اور یحییٰ ...... ابنائے سعید...... نے یہ حدیث مرسل روایت کی کہ ان کے دادا زید نے نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی اور یہ قصہ بیان کیا۔

فائدہ: اس میں یحییٰ اور عبد ربہ کے دادا کا نام زید بتلایا گیا ہے' یہ صحیح نہیں ہے۔ بلکہ دادا کا نام ''قیس'' ہے' جیسا کہ حدیث ۱۲۶۷ میں ہے۔ (شیخ البانی ؒ)

## (المعجم ٧) - باب الْأَرْبَعِ قَبْلَ الظُّهْرِ وَبَعْدَهَا (التحفة ٢٩٧)

## باب: ۷-ظہر سے پہلے اور بعد چار چار سنتیں

١٢٦٩- حَدَّثَنا مُؤَمَّلُ بنُ الفَضْلِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ شُعَيْبٍ عنِ النُّعْمَانِ، عن مَكْحُولٍ، عن عَنْبَسَةَ بنِ أبي سُفْيَانَ قالَ: قالَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ زَوْجُ النَّبِيِّ ﷺ قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ حَافَظَ عَلَى أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ وَأَرْبَعٍ بَعْدَهَا حَرُمَ عَلَى النَّارِ».

۱۲۶۹- سیدہ ام حبیبہ ؓ زوجہ نبی ﷺ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص ظہر سے پہلے اور اس کے بعد چار چار رکعتوں کی پابندی کرے گا' وہ آگ پر حرام کر دیا جائے گا۔''

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ الْعَلَاءُ بنُ الْحَارِثِ وَسُلَيْمَانُ بنُ مُوسٰى عنْ مَكْحُولٍ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

امام ابوداود نے کہا' اس حدیث کو علاء بن حارث اور سلیمان بن موسیٰ نے مکحول سے اپنی سند سے اس کی مثل روایت کیا ہے۔

١٢٧٠- حَدَّثَنا ابنُ الْمُثَنّٰى: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ قالَ: سَمِعْتُ عُبَيْدَةَ يُحَدِّثُ عن إبراهِيمَ، عنِ ابنِ مِنْجَابٍ، عن قَرْثَعٍ، عن أبي أَيُّوبَ

۱۲۷۰- حضرت ابوایوب ؓ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں' آپ نے فرمایا: ''ظہر سے پہلے کی چار رکعات کہ ان میں سلام نہ ہو' ان کیلئے آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔''

---

١٢٦٩ـ تخريج: [حسن] أخرجه النسائي، قيام الليل، باب الاختلاف على إسماعيل بن أبي خالد، ح: ١٨١٦ من حديث مكحول به، وللحديث طرق عند الترمذي، ح: ٤٢٧، ٤٢٨، وابن ماجه، ح: ١١٦٠ وغيرهما.

١٢٧٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب: في الأربع الركعات قبل الظهر، ح: ١١٥٧، وعبد بن حميد، ح: ٢٢٦ من حديث عبيدة بن معتب به * وهو ضعيف كما قال أبوداود وغيره.

عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «أَرْبَعٌ قَبْلَ الظُّهْرِ لَيْسَ فِيهِنَّ تَسْلِيمٌ تُفْتَحُ لَهُنَّ أَبْوَابُ السَّمَاءِ».

قال أَبُو دَاوُدَ: بَلَغَنِي عَنْ يَحْيَى بنِ سَعِيدٍ القَطَّانِ قال: لَوْ حَدَّثْتُ عن عُبَيْدَةَ بِشَيْءٍ لَحَدَّثْتُ عَنْهُ بِهَذَا الحَدِيثِ.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ یحییٰ بن سعید قطان سے مجھے یہ بات پہنچی ہے انہوں نے کہا کہ اگر میں عبیدہ سے کچھ بیان کرتا تو یہ حدیث روایت کرتا۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: عُبَيْدَةُ ضَعِيفٌ. قالَ أَبُو دَاوُدَ: ابنُ مِنْجَابٍ هُوَ سَهْمٌ.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ عبیدہ ضعیف ہے۔ اور ابن منجاب کا نام سہم ہے۔

فائدہ: شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو "حسن" کہا ہے۔ جب کہ آیندہ حدیث: ۱۲۹۵ ان کے نزدیک "صحیح" ہے۔ جس میں ہے کہ دن اور رات کے نفل دو دو رکعت ہیں اس لیے سنتوں اور نوافل کو دو دو کر کے ہی پڑھنا راجح اور افضل ہے۔ تاہم ایک سلام سے چار رکعت پڑھ لینا بھی جائز ہے۔



## (المعجم ٨) - باب الصَّلَاةِ قَبْلَ الْعَصْرِ (التحفة ٢٩٨)

## باب:۸-عصر سے پہلے نماز

١٢٧١- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ إبراهِيمَ: حَدَّثَنا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ مِهْرَانَ القُرَشِيُّ: حَدَّثَنِي جَدِّي أَبُو المُثَنَّى عَنِ ابنِ عُمَرَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «رَحِمَ الله امْرَءًا صَلَّى قَبْلَ الْعَصْرِ أَرْبَعًا».

۱۲۷۱- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جو عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھے۔"

١٢٧٢- حَدَّثَنا حَفْصُ بن عُمَرَ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَاصِمِ ابن ضَمْرَةَ، عن عَلِيٍّ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي قَبْلَ الْعَصْرِ رَكْعَتَيْنِ.

۱۲۷۲- سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ عصر سے پہلے دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔

---

١٢٧١- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في الأربع قبل العصر، ح: ٤٣٠ عن أحمد بن إبراهيم الدورقي وغيره به، وقال: "حسن غريب"، وصححه ابن خزيمة، ح: ١١٩٣، وابن حبان، ح: ٦١٦.

١٢٧٢- تخريج: [إسناده حسن] وصححه النووي في رياض الصالحين(ح: ١١٢١ بتحقيقي)، ولم أر لمضعفه حجة قوية.

فائدہ: یہ سنتیں مستحب ہیں اور سنن راتبہ (مؤکدہ سنتوں) میں شمار نہیں ہوتیں۔ نیز دو رکعتوں والی روایت چار رکعتوں کے منافی نہیں، بلکہ اس کو کبھی کبھار پر محمول کیا جائے گا یعنی کبھی چار رکعت ادا کی تو کبھی دو رکعت۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (عون المعبود) شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک یہ روایت "چار رکعات" کے الفاظ کے ساتھ حسن ہے۔

## (المعجم ٩) - باب الصَّلَاةِ بَعْدَ الْعَصْرِ (التحفة ٢٩٩)

## باب:٩-عصر کے بعد نماز

١٢٧٣- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا عَبْدُاللهِ بنُ وَهْبٍ: أخبرني عَمْرُو ابنُ الحارِث عن بُكَيْرِ بنِ الأَشَجِّ، عن كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَباسٍ أَنَّ عَبْدَ الله بن عَباسٍ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بنَ أَزْهَرَ وَالمِسْوَرَ ابنَ مَخْرَمَةَ أَرسَلُوهُ إِلَى عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالُوا: اقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنَّا جَميعًا، وَسَلْهَا عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ، وَقُلْ إِنَّا أُخْبِرْنَا أَنَّكِ تُصَلِّينَهُمَا وَقَدْ بَلَغَنَا أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ نَهَى عَنْهُمَا، فَدَخَلْتُ عَلَيْهَا فَبَلَّغْتُهَا مَا أَرْسَلُونِي بِهِ فَقَالَتْ: سَلْ أُمَّ سَلَمَةَ فَخَرَجْتُ إِلَيْهِمْ فَأَخْبَرْتُهُمْ بِقَوْلِهَا فَرَدُّونِي إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ بِمِثْلِ مَا أَرْسَلُونِي بِهِ إِلَىٰ عَائِشَةَ فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ سَمِعْتُ رسولَ الله ﷺ يَنْهَىٰ عَنْهُمَا ثُمَّ رَأَيْتُهُ يُصَلِّيهِمَا، أَمَّا حِينَ صَلَّاهُما: فإِنَّهُ صَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ دَخَلَ - وَعِنْدِي نِسْوَةٌ مِنْ بَني حَرَام مِنَ الأَنْصَارِ - فَصَلَّاهُمَا فَأَرْسَلْتُ إِلَيْهِ

١٢٧٣- جناب کریب مولیٰ ابن عباس سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس، عبدالرحمٰن بن ازہر اور مسور بن مخرمہ ؓ نے مجھے نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت عائشہ ؓ کی خدمت میں بھیجا اور کہا کہ انہیں ہم سب کی طرف سے سلام کہنا اور ان سے عصر کے بعد دو رکعتوں کا مسئلہ پوچھنا اور کہنا کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آپ یہ رکعتیں پڑھتی ہیں جب کہ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے منع فرمایا ہے۔ چنانچہ میں (یعنی کریب) ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور وہ سب بات پہنچائی جو انہوں نے مجھ سے کہی تھی تو حضرت عائشہ ؓ نے کہا کہ جاؤ ام سلمہ ؓ سے معلوم کرو۔ میں ان حضرات کے پاس واپس آیا اور ان کا جواب بتایا تو انہوں نے مجھے حضرت ام سلمہ ؓ کی خدمت میں بھیج دیا، اس بات کے ساتھ جو انہوں نے مجھے سیدہ عائشہ ؓ کے متعلق کہی تھی۔ حضرت ام سلمہ ؓ نے جواب دیا کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو سنا تھا کہ آپ ان سے (عصر کے بعد نماز سے) منع فرماتے تھے لیکن میں نے آپ کو پڑھتے ہوئے پایا۔ (ایک دن) آپ عصر کی نماز

١٢٧٣- تخريج: أخرجه البخاري، السهو، باب: إذا كلم وهو يصلي فأشار بيده واستمع، ح: ١٢٣٣، ومسلم، صلوٰة المسافرين، باب معرفة الركعتين اللتين كان يصليهما النبي ﷺ بعد العصر، ح: ٨٣٤ من حديث عبدالله بن وهب به.

الْجَارِيَةَ فَقُلْتُ قُومِي بِجَنْبِهِ فَقُولِي لَهُ: تَقُولُ أُمُّ سَلَمَةَ: يَارَسُولَ اللهِ! أَسْمَعُكَ تَنْهٰى عَنْ هَاتَيْنِ الرَّكْعَتَيْنِ وَأَرَاكَ تُصَلِّيهِمَا فَإِنْ أَشَارَ بِيَدِهِ فَاسْتَأْخِرِي عَنْهُ. قَالَتْ: فَفَعَلَتِ الْجَارِيَةُ فَأَشَارَ بِيَدِهِ فَاسْتَأْخَرَتْ عَنْهُ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: «يَابِنْتَ أَبِي أُمَيَّةَ! سَأَلْتِ عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ، إِنَّهُ أَتَانِي نَاسٌ مِنْ عَبْدِ الْقَيْسِ بِالإِسْلَامِ مِنْ قَوْمِهِمْ، فَشَغَلُونِي عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ فَهُمَا هَاتَانِ».

پڑھا کر تشریف لائے اور میرے ہاں انصار کے قبیلۂ بنی حرام کی کچھ عورتیں بیٹھی تھیں' آپ نے یہ رکعتیں پڑھیں تو میں نے خادمہ کو آپ علیہ السلام کے پاس بھیجا' میں نے اس سے کہا کہ جا کر آپ کے پاس کھڑی ہو جانا اور کہنا کہ ام سلمہ پوچھتی ہیں کہ اے اللہ کے رسول! میں نے آپ کو سنا ہے کہ آپ ان سے منع فرماتے ہیں اور میں آپ کو دیکھتی ہوں کہ آپ انہیں پڑھ رہے ہیں؟ اگر آپ اپنے ہاتھ سے اشارہ فرمادیں تو ان سے ذرا دور ہو جانا۔ چنانچہ خادمہ نے ایسے ہی کیا تو آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا تو وہ پیچھے ہٹ گئی۔ جب آپ فارغ ہوئے تو فرمایا: ''اے دختر بنی امیہ! تو نے عصر کے بعد کی ان دو رکعتوں کے متعلق پوچھا ہے تو بات یہ ہے کہ میرے پاس قبیلۂ عبدالقیس کے کچھ لوگ اپنی قوم کا اسلام لے کر آئے اور انہوں نے مجھے ظہر کے بعد کی رکعتوں سے مشغول کر دیا۔ تو یہ وہی دو رکعتیں ہیں۔



**فوائد ومسائل:** ① ظہر کی پچھلی سنتیں مؤکد سنتوں میں سے ہیں اور ان کا پڑھنا مستحب ہے۔ ② ممنوع وقت میں کسی مشروع سبب سے نماز پڑھنا جائز ہے۔ ③ عصر کے بعد ان رکعات کی ہیشگی نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی خصوصیت تھی۔ ④ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مسئلے کی تحقیق میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی طرف تحویل کرنا' ان آداب میں سے ہے کہ اہل علم اور اہل فضل کی طرف مراجعت کی جائے۔

## (المعجم ١٠) - بَابُ مَنْ رَخَّصَ فِيهِمَا إِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ مُرْتَفِعَةً (التحفة ٣٠٠)

## باب: ۱۰- ان حضرات کی دلیل جو عصر کے بعد نماز کی اجازت دیتے ہیں بشرطیکہ سورج اونچا ہو

١٢٧٤- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ، عَنْ وَهْبِ بْنِ الأَجْدَعِ، عَنْ

۱۲۷۴- سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے عصر کے بعد نماز سے منع فرمایا ہے الا یہ کہ سورج اونچا ہو۔

١٢٧٤ـ **تخريج:** [**إسناده صحيح**] أخرجه النسائي، المواقيت، باب الرخصة في الصلوٰة بعد العصر، ح: ٥٧٤ من حديث منصور به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٢٨٤، وابن حبان، ح: ٦٢٠.

عَلِيٍّ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عن الصَّلَاةِ بَعْدَ الْعَصْرِ إِلَّا وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ.

فائدہ: یہ رخصت اداسببی نماز کے لیے ہے' عام نوافل مراد نہیں ہیں۔ جیسے کہ اگلی احادیث میں آ رہا ہے۔

١٢٧٥- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَاصِمِ بن ضَمْرَةَ، عن عَلِيٍّ قالَ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يُصَلِّي فِي إِثْرِ كلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ رَكْعَتَيْنِ إِلَّا الْفَجْرَ وَالْعَصْرَ.

۱۲۷۵- سیدنا علی ؓ سے مروی ہے' انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ فجر اور عصر کے علاوہ ہر فرض نماز کے بعد دو رکعت پڑھا کرتے تھے۔

فائدہ: یہ حدیث ضعیف ہے' صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ نبی ﷺ عصر کے بعد دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے جس کا سبب پیچھے (حدیث ۱۲۷۳ میں) گزرا ہے۔

١٢٧٦- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إبراهِيمَ: حَدَّثَنا أَبَانٌ: حَدَّثَنا قَتَادَةُ عَنْ أَبِي العَالِيَةِ، عن ابن عَبَّاسٍ قالَ: شَهِدَ عِنْدِي رِجَالٌ مَرْضِيُّونَ، فيهِمْ عُمَرُ بنُ الْخَطَّابِ، وَأَرْضَاهُمْ عِنْدِي عُمَرُ أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ قالَ: «لا صلَاةَ بَعْدَ صلَاةِ الصُّبْحِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَلَا صلَاةَ بَعْدَ صلَاةِ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ».

۱۲۷۶- حضرت ابن عباس ؓ کہتے ہیں' مجھے کئی پسندیدہ لوگوں نے بتایا' ان میں حضرت عمر بن خطاب ؓ بھی ہیں بلکہ ان سب میں حضرت عمر ؓ سب سے بڑھ کر پسندیدہ ہیں' انہوں نے بتایا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''صبح کی نماز کے بعد کوئی نماز نہیں حتی کہ سورج طلوع ہو جائے۔ اور نماز عصر کے بعد کوئی نماز نہیں حتی کہ سورج غروب ہو جائے۔''

فوائد و مسائل: ① سورج طلوع یا غروب ہونے میں دیر ہو تو سببی نماز پڑھی جا سکتی ہے۔ ویسے عام نفل پڑھنا ناجائز ہے۔ ② اہل بیت اور خلفائے راشدین ؓ میں انتہائی اخوت اور محبت کے روابط تھے۔ بہت بڑے ظالم ہیں وہ لوگ جو ان مقدس ہستیوں کو ایک دوسرے کا حریف ثابت کرنے کی مذموم کوشش کرتے ہیں۔

١٢٧٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ١٢٤، والنسائي في الكبرٰى، ح: ٣٤١ من حديث سفيان الثوري به، وتابعه مطرف * أبوإسحاق مدلس وعنعن، ولبعض الحديث شواهد عند الترمذي، ح: ٥٩٨، ٥٩٩ وغيره، وثبت عن علي رضي الله عنه أنه صلى بعد العصر ركعتين، رواه البيهقي: ٢/ ٤٥٩.

١٢٧٦ـ تخريج: أخرجه البخاري، مواقيت الصلٰوة، باب الصلٰوة بعد الفجر حتى ترتفع الشمس، ح: ٥٨١، ومسلم، صلٰوة المسافرين، باب الأوقات التي نهي عن الصلٰوة فيها، ح: ٨٢٦ من حديث قتادة به.

١٢٧٧ - حَدَّثَنا الرَّبيعُ بن نَافِعٍ: حَدَّثَنا محمدُ بنُ المُهَاجِرِ عن الْعَبَّاسِ بنِ سَالِمٍ، عن أَبِي سَلَّامٍ، عن أَبِي أُمَامَةَ، عن عَمْرِو بن عَبَسَةَ السُّلَمِيِّ أَنَّهُ قال: قُلْتُ: يَارسُولَ الله! أَيُّ اللَّيْلِ أَسْمَعُ؟ قال: «جَوْفُ اللَّيْلِ الآخِرُ، فَصَلِّ مَا شِئْتَ فَإِنَّ الصَّلَاةَ مَشْهُودَةٌ مَكْتُوبَةٌ حتى تُصَلِّيَ الصُّبْحَ ثُمَّ أَقْصِرْ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَتَرْتَفِعَ قِيسَ رُمْحٍ أَو رُمْحَيْنِ فَإِنَّهَا تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ وَيُصَلِّي لهَا الكُفَّارُ، ثُم صَلِّ مَا شِئْتَ فَإِنَّ الصَّلَاةَ مَشْهودَةٌ مَكْتُوبَةٌ حتى يَعْدِلَ الرُّمْحُ ظِلَّه، ثم أَقْصِرْ فَإِنَّ جَهَنَّمَ تُسْجَرُ وَتُفْتَحُ أَبْوَابُهَا، فإذا زَاغَتِ الشَّمْسُ فَصَلِّ مَا شِئْتَ فإِنَّ الصَّلَاةَ مَشْهُودَةٌ حَتَّى تُصَلِّيَ الْعَصْرَ، ثُمَّ أَقْصِرْ حتى تَغْرُبَ الشَّمْسُ فإنها تَغْرُبُ بَيْنَ قرنَي شَيْطَانٍ وَيُصَلِّي لها الكُفَّارُ». وَقَصَّ حَدِيثًا طَوِيلًا. قال العَبَّاسُ: هٰكَذَا حَدَّثَني أَبُو سَلَّام عن أَبِي أُمَامَةَ إِلَّا أَنْ أُخْطِيءَ شَيْئًا لا أُرِيدُهُ فَأَسْتَغْفِرُ الله وَأَتُوبُ إِلَيهِ.

١٢٧٧- حضرت عمرو بن عبسہ سلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! رات کا کون سا حصہ زیادہ مقبول ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”آخر رات کا درمیانی حصہ۔ سو جس قدر جی چاہے نماز پڑھو۔ بے شک نماز میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور اس کا اجر لکھا جاتا ہے حتیٰ کہ فجر پڑھ لو۔ پھر رک جاؤ حتیٰ کہ سورج نکل آئے اور ایک یا دو نیزوں کے برابر اونچا آ جائے۔ بے شک یہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے اور اس وقت کفار اس کی عبادت کرتے ہیں۔ پھر نماز پڑھتے رہو' بے شک نماز میں فرشتے حاضر ہوتے اور اس کا اجر لکھا جاتا ہے حتیٰ کہ نیزے کا سایہ اس (نیزے) کے برابر ہو جائے (یعنی دوپہر ہو جائے اور کوئی زائد سایہ باقی نہ رہے) تو رک جاؤ۔ بے شک (اس وقت) جہنم بھڑکائی جاتی ہے اور اس کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ جب سورج ڈھل جائے تو جس قدر جی چاہے نماز پڑھو' بے شک نماز میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں' حتیٰ کہ عصر پڑھ لو' پھر رک جاؤ حتیٰ کہ سورج غروب ہو جائے۔ بے شک یہ شیطان کے دو سینگوں کے مابین غروب ہوتا ہے اور (اس وقت) کفار اس کی عبادت کرتے ہیں۔“ اور لمبی حدیث بیان کی۔ عباس بن سالم نے کہا کہ ابوسلّام نے مجھے ابوامامہ سے ایسے ہی بیان کیا ہے الا یہ کہ مجھ سے کوئی نادانستہ بھول ہو گئی ہو تو اللہ سے استغفار اور توبہ کرتا ہوں۔

١٢٧٧ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب: بعد باب في دعاء الضيف، ح: ٣٥٧٩ من حديث أبي أمامة به مختصرًا، وقال: "حسن صحيح غريب"، وصححه الحاكم: ١/ ١٦٣، ١٦٥، وأصله في صحيح مسلم، ح: ٨٣٢.

فائدہ: ① اس حدیث میں تین اوقات میں نماز پڑھنا ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ نماز فجر کے بعد' عین نصف النہار (زوال) کے وقت اور نماز عصر کے بعد۔ دیگر احادیث میں ہے کہ سورج کے طلوع اور غروب ہونے کے وقت بھی نماز ممنوع ہے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم' صلاۃ المسافرین' حدیث:۸۳۱) ان میں سے عین نصف النہار (زوال) اور سورج کے طلوع و غروب ہونے کے اوقات خاص ممنوع اوقات ہیں جبکہ فجر اور عصر کے بعد سببی نمازیں پڑھی جا سکتی ہیں۔ بعض علماء اس بات کے قائل ہیں کہ جمعہ کے دن زوال کے وقت بھی نوافل پڑھے جا سکتے ہیں لیکن اس کی بابت جتنی بھی روایات آتی ہیں' وہ سب ضعیف ہیں۔ اس لیے جمعہ کا اختصاص صحیح نہیں۔ امام ابن تیمیہ اور امام ابن القیم رحمہما اللہ نے بھی مذکورہ احادیث کی وجہ سے یہی موقف اختیار کیا ہے کہ جمعہ کے دن زوال کے وقت نوافل کی ادائیگی صحیح ہے۔ دیکھیے: (مجموعہ فتاوی ابن تیمیہ: ۱۲/۱۲۲' بتحقیق عامر الجزار' انور الباز- زاد المعاد: ۱/۳۷۸' بتحقیق شعیب الارنووط) شیخ البانی رحمہ اللہ بھی اسی کے قائل ہیں۔ دیکھیے: (الاجوبة النافعة' ص: ۳۴' ۳۵) لیکن ان حضرات کے موقف کی کوئی مضبوط بنیاد نہیں ہے۔ اس لیے جمعہ کے دن بھی زوال کے وقت نوافل پڑھنا صحیح نہیں۔

١٢٧٨ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْراهِيمَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ: حَدَّثَنَا قُدَامَةُ بْنُ مُوسٰى عن أَيُّوبَ بنِ حُصَيْنٍ، عن أَبِي عَلْقَمَةَ، عن يَسَارٍ مَوْلَى ابنِ عُمَرَ قَالَ: رَآنِي ابنُ عُمَرَ وَأَنَا أُصَلِّي بَعْدَ طُلُوعِ الفَجْرِ فَقَالَ: يَايَسَارُ! إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَرَجَ عَلَيْنَا وَنَحْنُ نُصَلِّي هَذِهِ الصَّلَاةَ فَقَالَ: «لِيُبَلِّغْ شَاهِدُكُم غَائِبَكُم لا تُصَلُّوا بَعْدَ الْفَجْرِ إِلَّا سَجْدَتَيْنِ».

۱۲۷۸- جناب یسار مولیٰ ابن عمر کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھے دیکھا کہ میں طلوع فجر کے بعد نماز پڑھ رہا تھا تو انہوں نے فرمایا: اے یسار! رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم یہ نماز پڑھا کرتے تھے تو آپ نے فرمایا: ''تمہارا حاضر (موجود) شخص اپنے غائب کو بتا دے کہ سوائے دو رکعتوں کے طلوع فجر کے بعد نماز نہ پڑھا کرو۔''

فائدہ: شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک یہ روایت صحیح ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ طلوع فجر کے بعد فرضوں سے پہلے صرف دو رکعت سنتیں ہی پڑھی جائیں۔ تاہم رات کے وتر دن چڑھے پڑھنا مشکل ہوں تو اس وقت میں ادائیگی جائز ہے۔ جیسے کہ سببی نماز کا مسئلہ ہے۔

١٢٧٩ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ:

۱۲۷۹- اسود اور مسروق (دونوں) نے کہا: ہم حضرت

---

١٢٧٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء لا صلوة بعد طلوع الفجر إلا ركعتين، ح: ٤١٩ من حديث قدامة به، وقال: "غريب" * ابن الحصين مجهول (تقريب)، وللحديث شواهد ضعيفة، وحديث مسلم، ح: ٧٢٣ يغني عنه.

١٢٧٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، مواقيت الصلوة، باب ما يصلى بعد العصر من الفوائت ونحوها، ح: ٥٩٣، ومسلم، صلوة المسافرين، باب معرفة الركعتين اللتين كان يصليهما النبي ﷺ بعد العصر، ح: ٨٣٥ من حديث شعبة به.

حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن أَبِي إِسْحَاقَ، عنِ الأَسْوَدِ وَمَسْرُوقٍ قَالَا: نَشْهَدُ عَلَى عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: مَا مِنْ يَوْمٍ يَأْتِي عَلَيَّ النَّبِيَّ ﷺ إِلَّا صَلَّى بَعْدَ الْعَصْرِ رَكْعَتَيْنِ.

عائشہ ؓ کی بابت گواہی دیتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ کوئی دن ایسا نہ گزرتا تھا کہ نبی ﷺ عصر کے بعد دو رکعتیں نہ پڑھتے ہوں۔ (یعنی ہر روز بلاناغہ پڑھا کرتے تھے۔)

فائدہ: یہ ہمیشگی نبی ؑ کی خصوصیت تھی اور ان رکعتوں کی اصل ابتدا ظہر کی سنتیں قضا پڑھنے سے ہوئی تھی۔ (دیکھیے حدیث:۱۲۷۳)

١٢٨٠- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ الله بنُ سَعْدٍ: حَدَّثَنا عَمِّي: حَدَّثَنا أَبِي عن ابنِ إِسْحَاقَ، عن محمدِ بنِ عَمْرِو بنِ عَطَاءٍ، عن ذَكْوَانَ مَوْلَى عَائِشَةَ: أَنَّهَا حَدَّثَتْهُ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ كان يُصَلِّي بَعْدَ الْعَصْرِ وَيَنْهَى عنها وَيُوَاصِلُ وَيَنْهَى عن الوِصَالِ.

۱۲۸۰- جناب ذکوان مولیٰ عائشہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ ؓ نے ان سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ عصر کے بعد نماز پڑھا کرتے تھے جب کہ لوگوں کو اس سے منع کرتے تھے۔ خود وصال کرتے (یعنی دو دو دن کے اکٹھے روزے رکھتے یا اس سے زیادہ کے بھی اور درمیان میں افطار نہ کرتے) اور لوگوں کو وصال سے منع فرماتے تھے۔

ملحوظہ: منذری کہتے ہیں کہ اس کی سند میں محمد بن اسحاق بن یسار ہے اور اس کی حدیث کے حجت ہونے میں اختلاف ہے۔ (عون المعبود) محققین کے نزدیک یہ حدیث ضعیف ہے۔

## (المعجم ١١) - باب الصَّلَاةِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ (التحفة ٢٠١)

## باب:۱۱- نمازِ مغرب سے پہلے نفل

١٢٨١- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ الله بنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَارِثِ بنُ سَعِيدٍ عن حُسَيْنٍ المُعَلِّمِ، عن عَبْدِ الله بنِ بُرَيْدَةَ، عن عَبْدِ الله الْمُزَنِيِّ قَالَ: قَالَ رسُولُ الله ﷺ: «صَلُّوا قَبْلَ المَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ»، ثُمَّ

۱۲۸۱- حضرت عبداللہ مزنی ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نمازِ مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھا کرو“ پھر فرمایا: ”نمازِ مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھا کرو جو چاہے۔“ یہ اس ڈر سے کہ کہیں لوگ اسے سنت نہ بنالیں۔

١٢٨٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الخطيب: ١/ ٣٢٤ من حديث عبيدالله بن سعد به * ابن إسحاق مدلس وعنعن.

١٢٨١ـ تخريج: أخرجه البخاري، مواقيت الصلوة، باب من كره أن يقال للمغرب العشاء، ح: ٥٦٣ من حديث عبدالوارث بن سعيد به.

قَالَ: «صَلُّوا قَبْلَ المَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ لِمَنْ شَاءِ»، خَشْيَةَ أَنْ يَتَّخِذَهَا النَّاسُ سُنَّةً.

فائدہ: اذانِ مغرب کے بعد اقامت سے قبل دو رکعت سنت ادا کرنا مندوب اور مستحب عمل ہے۔ عہدِ رسالت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم انہیں ذوق وشوق سے پڑھا کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے دو مرتبہ ان کی بابت فرمایا: [صَلُّوا قَبْلَ صَلاَةِ الْمَغْرِبِ] ''مغرب کی نماز سے قبل نماز پڑھو۔'' تیسری مرتبہ فرمایا: [لِمَنْ شَاءَ] ''جس کا دل چاہے۔'' (صحیح بخاری التهجد' حدیث:١١٨٣ و صحیح مسلم' صلاة المسافرین' حدیث:٨٣٨) آپ نے یہ اس لیے فرمایا کہ کہیں لوگ اسے سنت نہ سمجھ لیں (سنت مؤکدہ نہ بنالیں۔) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا معمول تھا کہ اذان مغرب کے فوراً بعد اور اقامت سے پہلے دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں مؤذن اذانِ مغرب سے فارغ ہوتا تو ہم سب ستونوں کی طرف دوڑتے اور دو رکعتیں ادا کرتے' لوگ اس کثرت سے دو رکعتیں پڑھتے کہ نووارد سمجھتا مغرب کی نماز ہو چکی ہے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم' صلاة المسافرین' حدیث :٨٣٧) نیز مرثد بن عبداللہ رحمہ اللہ ایک مرتبہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا: کیا یہ عجیب بات نہیں کہ ابوتمیم مغرب کی نماز سے پہلے دو رکعت پڑھتے ہیں؟ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم بھی رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اسی طرح پڑھتے تھے' انہوں نے پوچھا: اب کیوں نہیں پڑھتے؟ فرمانے لگے کہ مصروفیت کی وجہ سے۔ دیکھیے: (صحیح بخاری' التهجد' حدیث:١١٨٤) علاوہ ازیں صحیح ابن حبان میں مروی ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے خود بھی مغرب سے پہلے دو رکعتیں ادا کی ہیں۔ دیکھیے: (صحیح ابن حبان (ابن بلبان) الصلاة' حدیث:١٥٨٨) رسول اللہ ﷺ کے قول وفعل کے ہوتے ہوئے ایسی محبوب ومرغوب سنت کو قول امام اور فتوائے مذہب کی بنا پر ترک کر دینا بہت بڑی محرومی ہے۔



١٢٨٢- حَدَّثَنا مُحمدُ بنُ عبدِ الرحيم البَزَّازُ: أَخْبَرَنا سَعِيدُ بنُ سُلَيْمانَ: حَدَّثَنا مَنْصُورُ بنُ أَبِي الأَسْوَدِ عن المُخْتَارِ بن فُلْفُلٍ، عن أَنَسِ بن مَالِكٍ قال: صَلَّيْتُ الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ المَغْرِبِ على عَهْدِ رَسُولِ الله ﷺ. قال: قُلْتُ لِأَنَسٍ: أَرَآكُم رَسُولُ اللهِ ﷺ؟ قال: نَعَمْ، رَآنَا فَلَمْ يَأْمُرْنَا وَلَمْ يَنْهَنَا.

١٢٨٢- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھی ہیں۔ (مختار کہتے ہیں) میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا آپ کو رسول اللہ ﷺ نے دیکھا تھا؟ انہوں نے کہا: ہاں! آپ نے ہم کو حکم دیا' نہ منع فرمایا۔

١٢٨٢- **تخریج**: أخرجه مسلم، صلٰوة المسافرين، باب استحباب ركعتين قبل صلٰوة المغرب، ح:٨٣٦ من حديث مختار بن فلفل به.

فائدہ: یعنی لازمی حکم نہیں دیا کہ ضرور پڑھا کرو بلکہ ترغیب کے طور پر پڑھنے کا حکم دیا جیسا کہ اس سے پہلی روایت میں ہے۔ علاوہ ازیں پڑھنے والوں کو منع نہیں فرمایا جبکہ آپ کی خاموشی اس عمل کی توثیق ہے۔

١٢٨٣- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ محمدٍ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا ابنُ عُلَيَّةَ عن الجُرَيْرِيِّ، عن عَبْدِ الله بنِ بُرَيْدَةَ، عن عَبْدِ الله بنِ مُغَفَّلٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «بَيْنَ كُلِّ أَذَانَيْنِ صَلَاةٌ بَيْنَ كُلِّ أَذَانَيْنِ صَلَاةٌ لِمَنْ شَاءَ».

۱۲۸۳- حضرت عبداللہ بن مغفل ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہر دو اذانوں کے درمیان نماز ہے۔ ہر دو اذانوں کے درمیان نماز ہے' جو چاہے۔"

فائدہ: "دو اذانوں" سے مراد معروف اذان اور اقامت ہے۔ اور ان دونوں کے مابین جن نوافل کی رسول اللہ ﷺ نے پابندی و تاکید کی اور ترغیب دی ہے' انہیں سنن راتبہ (مؤکدہ) کہتے ہیں اور جن کی پابندی نہیں کی انہیں غیر مؤکدہ کہتے ہیں۔

١٢٨٤- حَدَّثَنا ابنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عَنْ أبي شُعَيْبٍ، عن طَاوسٍ قَالَ: سُئِلَ ابنُ عُمَرَ عن الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ المَغْرِبِ فَقَالَ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا على عَهْدِ رَسُولِ الله ﷺ يُصَلِّيهِمَا وَرَخَّصَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ.

۱۲۸۴- جناب طاوس کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر ؓ سے مغرب سے پہلے کی دو رکعتوں کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اسے پڑھتا ہو۔ اور عصر کے بعد دو رکعتوں کی رخصت دی۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ يَحْيَى بنَ مَعِينٍ يَقُولُ: هوَ شُعَيْبٌ. يَعْنِي: وَهِمَ شُعْبَةُ في اسْمِهِ.

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن معین کو سنا' کہتے تھے کہ راوئ حدیث ابو شعیب دراصل شعیب ہے' شعبہ کو اس کے نام میں وہم ہوا ہے۔

فائدہ: اس حدیث میں بیان کردہ بشرط صحت حضرت ابن عمر ؓ کی نفی کو ان کی لاعلمی پر محمول کیا جائے گا' کیونکہ صحیح احادیث سے صحابۂ کرام کا مغرب کی اذان کے بعد دو رکعتیں پڑھنا ثابت ہے۔



---

١٢٨٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب: كم بين الأذان والإقامة ومن ينتظر إقامة الصلوة؟ ح: ٦٢٤، ومسلم، صلوة المسافرين، باب: بين كل أذانين صلوة، ح: ٨٣٨ من حديث سعيد بن إياس الجريري به.

١٢٨٤ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه عبد بن حميد، ح: ٨٠٤ من حديث شعبة مختصرًا، والبيهقي: ٢/٤٧٦، ٤٧٧ من حديث أبي داود به.

## (المعجم ١٢) - باب صَلَاةِ الضُّحَى (التحفة ٣٠٢)

## باب:١٢-نماز چاشت کے احکام ومسائل

١٢٨٥ - حَدَّثنا أَحْمَدُ بنُ مَنِيعٍ عن عَبَّادِ ابن عَبَّادٍ؛ ح: وحَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا حَمَّادُ ابنُ زَيْدٍ المَعْنَى عن وَاصِلٍ، عَنْ يَحْيَى بنِ عُقَيْلٍ، عن يَحْيَى بنِ يَعْمُرَ، عن أبي ذَرٍّ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «يُصْبِحُ عَلَى كُلِّ سُلَامٰى مِنَ ابنِ آدَمَ صَدَقَةٌ، تَسْلِيمُهُ على مَنْ لَقِيَ صَدَقَةٌ، وَأَمْرُهُ بِالمَعْرُوفِ صَدَقَةٌ، وَنَهْيُهُ عن المُنْكَرِ صَدَقَةٌ، وَإِمَاطَةُ الأَذَى عن الطَّرِيقِ صَدَقَةٌ، وَبُضْعَةُ أَهْلِهِ صَدَقَةٌ، وَيُجْزِىءُ مِنْ ذَلِكَ كُلِّهِ رَكْعَتَانِ مِنَ الضُّحَى».

١٢٨٥- حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''صبح ہوتی ہے تو ابن آدم کے انگ انگ پر صدقہ لازم ہو چکا ہوتا ہے۔ چنانچہ اس کا اپنے ملنے والوں کو سلام کہنا صدقہ ہے۔ نیکی کا حکم دینا صدقہ ہے۔ برائی سے روکنا صدقہ ہے۔ راستے سے اذیت والی چیز دور کرنا صدقہ ہے۔ اور اہلیہ سے ہم بستر ہونا صدقہ ہے۔ اور ان سب سے چاشت کی دو رکعتیں کفایت کرتی ہیں۔''

قال أبو داود: وحَدِيثُ عَبَّادٍ أَتَمُّ. وَلَمْ يَذْكُرْ مُسَدَّدٌ الأَمْرَ وَالنَّهْيَ - زَادَ في حَدِيثِهِ: وَقَالَ: كَذَا وكَذَا - وَزَادَ ابنُ مَنِيعٍ في حَدِيثِهِ: قالوا: يَارَسُولَ الله! أَحَدُنَا يَقْضِي شَهْوَتَهُ وَتَكُونُ لَهُ صَدَقَةٌ؟ قَالَ: «أَرَأَيْتَ لَوْ وَضَعَهَا في غَيْرِ حِلِّهَا أَلَمْ يَكُن يَأْثَمُ».

امام ابوداود نے کہا: عباد کی روایت زیادہ کامل ہے۔ اور مسدد نے اپنی روایت میں امر و نہی کا بیان نہیں کیا بلکہ کہا: یہ اور یہ۔ اور ابن منیع نے اپنی روایت میں اضافہ کیا: صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! انسان اپنی نفسانی خواہش پوری کرے اور یہ اس کے لیے صدقہ بنے؟ (کیوں کر؟) آپ نے فرمایا: ''بتاؤ اگر وہ یہ کام حلال جگہ میں نہ کرتا (یعنی زنا کرتا) تو کیا گناہ نہ ہوتا۔''

فائدہ: سورج طلوع ہوتے ہی جو نماز پڑھی جائے وہ ''اشراق'' اور جو سورج کے قدرے بلند ہونے پر پڑھی جائے ''ضحیٰ'' (چاشت) کہلاتی ہے۔ حقیقت میں یہ ایک ہی نماز ہے' اس کی کم از کم دو اور زیادہ سے زیادہ آٹھ رکعات ہیں۔

---

١٢٨٥ـ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ١٧٨، والنسائي في الكبرٰى، ح: ٩٠٢٨ من حديث واصل به، وانظر الحديث الآتي، ح: ٥٢٤٣.

١٢٨٦- حَدَّثَنا وَهْبُ بنُ بَقِيَّةَ: أخبرنا خَالِدٌ عن وَاصِلٍ، عن يَحْيَى بنِ عُقَيْلٍ، عن يَحْيَى بنِ يَعْمُرَ، عن أَبِي الأَسْوَدِ [الدُّؤَلِيِّ] قال: بَيْنَمَا نَحْنُ عند أَبِي ذَرٍّ قال: «يُصْبِحُ على كُلِّ سُلَامَى مِنْ أَحَدِكُم في كُلِّ يَوْمٍ صَدَقَةٌ، فَلَهُ بِكُلِّ صَلَاةٍ صَدَقَةٌ وَصِيَامٍ صَدَقَةٌ وَحَجٍّ صَدَقَةٌ وَتَسْبِيحٍ صَدَقَةٌ وَتَكْبِيرٍ صَدَقَةٌ وَتَحْمِيدٍ صَدَقَةٌ» فَعَدَّ رَسُولُ الله ﷺ مِنْ هذه الأَعْمَالِ الصَّالِحَةِ ثُمَّ قال: «يُجْزِىءُ أَحَدَكُمْ مِنْ ذَلِكَ رَكْعَتَا الضُّحٰى».

١٢٨٦- جناب ابوالاسود دؤلی کہتے ہیں کہ ہم حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے پاس تھے کہ انہوں نے کہا: ”صبح ہوتی ہے تو تمہارے ایک ایک کے انگ انگ پر صدقہ لازم ہو چکا ہوتا ہے اور ہر روز ایسے ہوتا ہے۔ چنانچہ اس کی ہر نماز‘ روزہ‘ حج‘ تسبیح‘ تکبیر اور تحمید صدقہ ہوتی ہے۔“ رسول اللہ ﷺ نے یہ اعمال صالحہ شمار فرمائے‘ پھر فرمایا: ”تمہیں ان سب سے چاشت کی دو رکعتیں کفایت کرتی ہیں۔“

توضیح: یہ دو رکعتیں اس صدقہ لازمہ سے کفایت کرتی ہیں۔ اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ فرائض سے بھی کفایت ہو جاتی ہے۔

١٢٨٧- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ سَلَمَةَ المُرَادِيُّ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ عن يَحْيَى بنِ أَيُّوبَ، عن زَبَّانَ بنِ فَائِدٍ، عن سَهْلِ بنِ مُعَاذِ بنِ أَنَسٍ الجُهَنِيِّ، عن أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «مَنْ قَعَدَ في مُصَلَّاهُ حِينَ يَنْصَرِفُ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ حتى يُسَبِّحَ رَكْعَتَيِ الضُّحٰى لا يَقُولُ إِلَّا خَيْرًا غُفِرَ لَهُ خَطَايَاهُ وَإِنْ كَانَتْ أَكْثَرَ مِنْ زَبَدِ البَحْرِ».

١٢٨٧- جناب سہل بن معاذ بن انس جہنی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص فجر کی نماز سے فارغ ہو کر اپنی جائے نماز پر بیٹھا رہے اور ضحیٰ (چاشت) کی دو رکعتیں پڑھ کر اٹھے اور اس دوران میں خیر ہی کی بات کرے تو اس کی خطائیں معاف کر دی جاتی ہیں‘ خواہ سمندر کی جھاگ سے زیادہ ہوں۔“

١٢٨٨- حَدَّثَنا أَبُو تَوْبَةَ الرَّبِيعُ بنُ نَافِعٍ:

١٢٨٨- حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ

١٢٨٦ـ تخريج: أخرجه مسلم، صلوٰة المسافرين، باب استحباب صلوٰة الضحى وأن أقلها ركعتان ... الخ، ح: ٧٢٠ من حديث واصل به.

١٢٨٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٣٨ من حديث زبان بن فائد به، وهو ضعيف، ضعفه الجمهور. وللحديث شواهد ضعيفة.

١٢٨٨ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٣/ ٤٩، وتقدم طرفه، ح: ٥٥٨.

حَدَّثَنا الْهَيْثَمُ بنُ حُمَيْدٍ عن يَحْيَى بنِ الْحَارِثِ، عن الْقَاسِمِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن أَبِي أُمَامَةَ؛ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «صَلَاةٌ فِي إِثْرِ صَلَاةٍ لَا لَغْوَ بَيْنَهُمَا كِتَابٌ فِي عِلِّيِّينَ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک نماز کے بعد دوسری نماز اس طرح کہ ان کے مابین کوئی لغو نہ ہو' (اس عمل سے) علیین میں نام درج ہو جاتا ہے۔''

فائدہ: [عِلِّيِّين] وہ مقام ہے جہاں صالحین کے اعمال نامے رکھے گئے ہیں اور ان میں ان کے اعمال درج ہوتے ہیں۔ اس کے بالمقابل کفار وفجار کے لیے ''سِجِّين'' ہے۔ جیسے کہ سورۃ المطففین میں ذکر ہے۔

**١٢٨٩- حَدَّثَنا** دَاوُدُ بنُ رُشَيْدٍ: حَدَّثَنا الْوَلِيدُ عن سَعِيدِ بنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عن مَكْحُولٍ، عن كَثِيرِ بنِ مُرَّةَ، عن نُعَيْمِ ابنِ هَمَّارٍ قال: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «يَقُولُ الله عَزَّوَجَلَّ: يَا ابنَ آدَمَ! لَا تُعْجِزْنِي مِنْ أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ فِي أَوَّلِ نَهَارِكَ أَكْفِكَ آخِرَهُ».

١٢٨٩- حضرت نعیم بن ہمّار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' فرماتے تھے: ''اللہ عزوجل فرماتا ہے: اے ابن آدم! تو میرے لیے شروع دن میں چار رکعات پڑھنے سے عاجز نہ رہ' میں آخر دن تک تیری کفایت کروں گا۔''

توضیح: رسول اللہ ﷺ کو ''جوامع الکلم'' سے مشرف فرمایا گیا تھا۔ آپ کے اس فرمان میں ''شروع دن'' سے مراد طلوع فجر ہو تو صبح کی نماز میں چار رکعتیں ہوتی ہیں۔ اور اس کا مفہوم اس حدیث کے موافق ہوگا جس میں ہے کہ ''جو صبح کی نماز پڑھ لے وہ اللہ کی امان میں آ گیا۔'' (صحیح مسلم' المساجد' حدیث: ٦٥٧) اگر اس سے مراد دن کی ابتدا طلوع شمس ہو' تو اس میں نماز چاشت کی ترغیب ہے۔

**١٢٩٠- حَدَّثَنا** أحمدُ بنُ صالِحٍ وأحمدُ بنُ عَمْرِو بنِ السَّرْحِ قالا: أخبرنا ابنُ وَهْبٍ: حدثني عِيَاضُ بنُ عَبْدِ الله عن مَخْرَمَةَ بنِ سُلَيْمَانَ، عن كُرَيْبٍ مَوْلَى

١٢٩٠- حضرت ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے روز چاشت کی آٹھ رکعات پڑھی تھیں۔ آپ ہر دو رکعت پر سلام پھیرتے تھے۔ احمد بن صالح نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ

**١٢٨٩_ تخريج:** [صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٢٨٧ من حديث مكحول، والنسائي في الكبرٰى، ح: ٤٦٦ من حديث كثير بن مرة به، وصححه ابن حبان، ح: ٦٣٤، وللحديث شواهد كثيرة عند أحمد: ٤/ ٢٠١، ١٥٣ وغيره.

**١٢٩٠_ تخريج:** [حسن] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ما جاء في صلوة الليل والنهار مثنٰى مثنٰى، ح: ١٣٢٣ من حديث ابن وهب به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٢٣٤، وللحديث شواهد عند البخاري، ح: ٢٨٠ وغيره.

ابنِ عَبَّاسٍ، عن أُمِّ هَانِيءٍ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ يَوْمَ الْفَتْحِ صَلَّى سُبْحَةَ الضُّحٰى ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ يُسَلِّمُ مِنْ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ قال أحمدُ بنُ صَالِحٍ: إِنَّ رَسُولَ الله ﷺ صَلَّى يَوْمَ الْفَتْحِ سُبْحَةَ الضُّحٰى فَذَكَرَ مِثْلَهُ قال ابنُ السرحِ: إِنَّ أُمَّ هَانِيءٍ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ الله ﷺ ولَمْ يَذْكُر سُبْحَةَ الضُّحٰى بمَعْنَاهُ.

نے فتح مکہ کے دن چاشت کی نماز پڑھی اور اسی کے مثل ذکر کیا۔ ابن سرح نے کہا: ام ہانی ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف لائے ...... اور نماز چاشت کا نام نہیں لیا۔ (بلکہ ویسے ہی کہا کہ آپ نے آٹھ رکعات پڑھیں) سابقہ حدیث کے معنی میں۔

فائدہ: شیخ البانی ؒ نے اس کی تضعیف کی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ یہ روایت تو صحیح ہے کیونکہ بخاری و مسلم میں یہ روایت موجود ہے۔ لیکن ان میں ''ہر دو رکعت پر سلام پھیرتے تھے۔'' کے الفاظ نہیں ہیں۔ یہ الفاظ منکر ہیں اور اس کی وجہ سے روایت ضعیف ہے' ورنہ اصل واقعہ صحیح ہے۔

١٢٩١- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن عَمْرِو بن مُرَّةَ، عنِ ابنِ أبِي لَيْلٰى قال: مَا أَخْبَرَنَا أَحَدٌ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ صلَّى الضُّحَى غَيْرُ أُمِّ هَانِيءٍ فإِنَّهَا ذَكَرَتْ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ يَوْمَ فَتحِ مَكَّةَ اغْتَسَلَ في بَيْتِهَا وَصلَّى ثَمَانِ رَكَعَاتٍ، فَلَمْ يَرَهُ أَحَدٌ صَلَّاهُنَّ بَعْدُ.

١٢٩١- جناب ابن ابی لیلیٰ کہتے ہیں کہ ہمیں ام ہانی ؓ کے علاوہ کسی نے خبر نہیں دی کہ اس نے دیکھا ہو کہ نبی ﷺ نے نماز چاشت پڑھی' ام ہانی ؓ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے فتح مکہ کے روز اس کے گھر میں غسل کیا اور آٹھ رکعتیں پڑھیں (اس کے سوا) اور کسی نے نہیں دیکھا کہ اس کے بعد آپ نے یہ رکعات پڑھی ہوں۔

فوائد ومسائل: ① نبی ﷺ نے نماز چاشت پابندی سے نہیں پڑھی ہے۔ اور آپ کی اس نماز کو ''صلوٰۃ فتح'' کا نام بھی دیا گیا ہے۔ ② سفر میں بھی نوافل پڑھنے چاہییں' مگر سنن راتبہ (مؤکدہ) ثابت نہیں ہیں۔

١٢٩٢- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ

١٢٩٢- جناب عبداللہ بن شقیق کہتے ہیں کہ میں نے

١٢٩١ـ تخريج: أخرجه البخاري، التقصير، باب من تطوع في السفر في غير دبر الصلوات وقبلها، ح:١١٠٣ عن حفص بن عمر، ومسلم، صلوة المسافرين، باب استحباب صلوة الضحى . . . الخ، ح:٣٣٦ بعد، ح:٧١٩ من حديث شعبة به.

١٢٩٢ـ تخريج: أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب استحباب صلوة الضحى . . . الخ، ح:٧١٧ من حديث يزيد بن زريع به.

زُرَيْعٍ : حدثَنَا الجُرَيْرِيُّ عنْ عَبْدِ الله بنِ شَقِيقٍ قالَ : سَأَلْتُ عَائِشَةَ هَلْ كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يُصَلِّي الضُّحٰى فَقَالَتْ : لَا إِلَّا أَنْ يَجِيءَ مِنْ مَغِيبِهِ، قُلْتُ : هَلْ كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَقْرِنُ بَيْنَ السُّوَرِ؟ قالَتْ : مِنَ المُفَصَّلِ .

حضرت عائشہ ؓ سے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ چاشت کی نماز پڑھا کرتے تھے؟ کہا نہیں' الا یہ کہ سفر سے تشریف لاتے۔ میں نے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ سورتیں ملا کر پڑھ لیا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ مفصل میں سے (یعنی آخری منزل کی سورتوں میں سے)۔

فائدہ: صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ سفر سے واپسی پر پہلے مسجد میں تشریف لاتے' دو رکعتیں پڑھتے' احباب سے ملاقات ہوتی پھر گھر تشریف لے جاتے۔ (صحیح بخاری' المغازی' حدیث:٤٤١٨)

١٢٩٣- حَدَّثَنا القَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن عُرْوَةَ بنِ الزُّبَيْرِ، عن عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّها قالَتْ : مَا سَبَّحَ رَسُولُ الله ﷺ سُبْحَةَ الضُّحَى قَطُّ وإِنِّي لَأُسَبِّحُهَا وإِنْ كَانَ رَسُولُ الله ﷺ لَيَدَعُ العَمَلَ وَهُوَ يُحِبُّ أَنْ يَعْمَلَ به خَشْيَةَ أَنْ يَعْمَلَ به النَّاسُ فَيُفْرَضَ عَلَيْهِم .

١٢٩٣- حضرت عائشہ ؓ زوجۂ نبی ﷺ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ضحیٰ کے نفل کبھی نہیں پڑھے' میں البتہ پڑھتی ہوں۔ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ کچھ عمل کرنا چاہتے مگر چھوڑ دیتے تھے' کہ لوگ عمل کریں گے تو کہیں ان پر فرض نہ کر دیا جائے۔

فائدہ: حضرت عائشہ ؓ کے بیان کا مفہوم یہ ہے کہ نبی ﷺ نے یہ نوافل پابندی سے نہیں پڑھے۔

١٢٩٤- حَدَّثَنا ابنُ نُفَيْلٍ وأحمدُ بنُ يُونُسَ قَالا : حَدَّثَنا زُهَيْرٌ : حَدَّثَنا سِمَاكٌ قَال : قُلْتُ لِجَابِرِ بنِ سَمُرَةَ : أَكُنْتَ تُجَالِسُ رسولَ الله ﷺ؟ قال : نَعَمْ كَثِيرًا فَكَانَ لا يَقُومُ مِن مُصَلَّاهُ الَّذِي صَلَّى فيه الغَدَاةَ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَإِذَا طَلَعَتْ قَامَ ﷺ .

١٢٩٤- جناب سماک کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن سمرہ ؓ سے پوچھا کہ کیا آپ رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں بیٹھا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: ہاں بہت زیادہ۔ آپ ﷺ جہاں فجر کی نماز ادا فرماتے وہاں سے اس وقت تک نہ اٹھتے جب تک کہ سورج طلوع نہ ہو جاتا۔ جب (سورج) طلوع ہو جاتا تو پھر آپ ﷺ

52

١٢٩٣ـ تخريج : أخرجه البخاري، التهجد، باب تحريض النبي ﷺ على قيام الليل . . . الخ، ح :١١٢٨ ومسلم، صلوة المسافرين، باب استحباب صلوة الضحى . . . الخ، ح :٧١٨ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى) :١/ ١٥٢، ١٥٣ .

١٢٩٤ـ تخريج : أخرجه مسلم، المساجد، باب فضل الجلوس في مصلاه بعد الصبح وفضل المساجد، ح : ٦٧٠ عن أحمد بن عبدالله بن يونس به .

کھڑے ہوجاتے۔

فائدہ: یہ حدیث صحیح مسلم میں بھی ہے اور امام نووی نے اس پر یہ باب درج فرمایا ہے: (باب فضل الجلوس فی مصلاه بعد الصبح' وفضل المساجد' صحيح مسلم' المساجد' حديث: ٦٧٠) مگر اس میں نبی ﷺ کا نماز اشراق یا چاشت پڑھنے کا بیان نہیں ہے۔

## (المعجم ١٣) - باب صَلَاةِ النَّهَارِ (التحفة ٣٠٣)

## باب: ۱۳- دن کے نوافل (کس طرح پڑھے جائیں)

١٢٩٥- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ مَرْزُوقٍ: أخبرنا شُعْبَةُ عنْ يَعْلَى بنِ عَطَاءٍ، عن عَلِيِّ ابنِ عَبْدِ الله البَارِقِيِّ، عن ابنِ عُمَرَ عن النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «صَلَاةُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مَثْنَى مَثْنَى».

۱۲۹۵- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''رات اور دن کی نماز دو دو رکعت ہے۔''

فائدہ: مستحب اور افضل یہ ہے کہ نوافل دن کے ہوں یا رات کے دو دو رکعت کر کے پڑھے جائیں۔ ایک سلام سے چار رکعت بھی جائز ہیں جیسے کہ گزشتہ حدیث (۱۲۷۰) میں گزرا ہے۔ امام نسائی ؒ نے اس حدیث میں ''دن'' کے ذکر کو وہم قرار دیا ہے۔[ جب کہ دوسرے علماء نے اسے ثقہ راوی کی زیادت قرار دیا ہے جو کہ مقبول ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: (التعلیقات السلفیہ: ۱/ ۱۹۸) اس لیے سنن ونوافل' چاہے دن کے ہوں یا رات کے' دو دو کر کے پڑھنا راجح ہے' گو بیک سلام' چار رکعات بھی جائز ہیں۔]

١٢٩٦- حَدَّثَنا ابنُ المُثَنَّى: حَدَّثَنا مُعَاذُ بنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ: حَدَّثَني عَبْدُ رَبِّهِ بنُ سَعِيدٍ عن أَنَسِ بن أبي أَنَسٍ، عن عَبْدِ الله بن نَافِعٍ، عنْ عَبْدِ الله بن الحارِثِ، عن المُطَّلِبِ عن النَّبِيِّ ﷺ

۱۲۹۶- جناب عبداللہ بن حارث' مطلب سے وہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''نماز دو دو رکعت ہے۔ یوں کہ تم ہر دو رکعت پر تشہد پڑھو' اپنی زاری اور مسکینی کا اظہار کرو' دونوں ہاتھ اٹھاؤ اور کہو[ اَللّٰھُمَّ! اَللّٰھُمَّ!] ''اے اللہ! اے اللہ!'' اور جو یوں نہ کرے تو

**١٢٩٥ـ تخريج:** [**حسن**] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء أن صلوة الليل والنهار مثنى مثنى، ح: ٥٩٧، والنسائي، ح: ١٦٦٧، وابن ماجه، ح: ١٣٢٢ من حديث شعبة به، وللحديث شواهد، انظر الموطأ، ح: ٢٦٠ بتحقيقي.

**١٢٩٦ـ تخريج:** [**إسناده ضعيف**] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في صلوة الليل والنهار مثنى مثنى، ح: ١٣٢٥ من حديث شعبة به، وحسنه أبوحاتم الرازي في علله، ح: ٣٦٥، وأشار ابن خزيمة، ح: ١٢١٢ إلى ضعفه، وضعفه البخاري وغيره، وهو الراجح * في سماع عبدالله بن نافع من عبدالله بن الحارث نظر، وفي السند علل أخرى.

قال: «الصَّلَاةُ مَثْنَى مَثْنَى أَنْ تَشَهَّدَ فِي كُلِّ رَكْعَتَيْنِ وَأَنْ تَبَاءَسَ وَتَمَسْكَنَ وَتُقْنِعَ بِيَدَيْكَ وتَقُولَ: اللَّهُمَّ! اللَّهُمَّ! فَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَهِيَ خِدَاجٌ».

اس کی یہ نماز ناقص ہے۔

سُئِلَ أَبُو دَاوُدَ عن صَلَاةِ اللَّيْلِ مَثْنَى قال: إِنْ شِئْتَ مَثْنَى وَإِنْ شِئْتَ أَرْبَعًا.

امام ابوداود رحمہ اللہ سے رات کی نماز دو رکعت ہونے کے متعلق پوچھا گیا تو کہا: چاہو تو دو دو رکعت پڑھ لو اور چاہو تو چار چار۔

**ملحوظہ**: یہ حدیث تو ضعیف ہے مگر چار رکعات پڑھنے کا ذکر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں موجود ہے جس میں رمضان کی رات کی نماز کا سوال کیا گیا تھا۔ دیکھیے: (صحیح بخاری، التهجد، حدیث:۱۱۴۷) [لیکن دوسری روایات میں صراحت ہے کہ نبی ﷺ کی رات کی نماز (نماز تہجد) دو دو رکعت ہوا کرتی تھیں، سوائے وتر کے، اس لیے آپ کا زیادہ عمل دو دو کر کے ہی پڑھنے کا تھا نہ کہ چار چار کر کے پڑھنے کا۔ صرف بیان جواز کے لیے آپ نے بعض دفعہ چار چار کر کے پڑھی ہیں۔ بنابریں نوافل دو دو کر کے پڑھنا ہی زیادہ بہتر ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: فتح الباری: ۲/۶۱۸، اوائل کتاب الوتر، حدیث: ۹۹۰، ۹۹۲]



## (المعجم ١٤) - باب صَلَاةِ التَّسْبِيحِ (التحفة ٣٠٤)

## باب: ۱۴- نمازِ تسبیح کے احکام ومسائل

١٢٩٧- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ بِشْرِ ابنِ الْحَكَمِ النَّيْسَابُورِيُّ: حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ عَبْدِ العَزِيزِ: حَدَّثَنا الْحَكَمُ بنُ أَبَانٍ عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال لِلْعَبَّاسِ بنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ: «يَاعَبَّاسُ! يَاعَمَّاهُ! أَلَا أُعْطِيكَ؟ أَلَا أَمْنَحُكَ؟ أَلَا أَحْبُوكَ؟ أَلَا أَفْعَلُ بِكَ عَشْرَ خِصَالٍ إِذَا أَنْتَ فَعَلْتَ ذٰلِكَ غَفَرَ الله لَكَ ذَنْبَكَ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ قَدِيمَهُ وَحَدِيثَهُ خَطَأَهُ وَعَمْدَهُ،

۱۲۹۷- عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے عباس! اے چچا جان! کیا میں آپ کو ایک ہدیہ نہ دوں؟ عطیہ اور تحفہ نہ دوں؟ کیا میں آپ کو دس باتیں نہ سکھا دوں۔ جب آپ ان پر عمل کریں گے تو اللہ آپ کے اگلے پچھلے، قدیم جدید، خطأ، عمداً، چھوٹے بڑے، پوشیدہ اور ظاہر سب ہی گناہ معاف فرما دے گا۔ دس باتیں یہ ہیں کہ آپ چار رکعات پڑھیں۔ ہر رکعت میں آپ سورۂ فاتحہ اور ایک سورت پڑھیں۔ جب آپ

١٢٩٧_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في صلوة التسبيح، ح: ١٣٨٧ عن عبدالرحمٰن بن بشر به، وصححه أبوبكر الآجرّي، وأبوداود وغيرهما، الترغيب والترهيب: ١/ ٤٦٨.

صَغِيرَهُ وَكَبِيرَهُ سِرَّهُ وَعَلَانِيَتَهُ - عَشْرَ خِصَالٍ - أَنْ تُصَلِّي أَربَعَ رَكَعَاتٍ تَقْرَأُ في كُلِّ رَكْعَةٍ فَاتِحَةَ الكِتَابِ وَسُورَةً. فَإِذَا فَرَغْتَ مِنَ الْقِرَاءَةِ في أَوَّلِ رَكْعَةٍ وَأَنْتَ قَائِمٌ قُلْتَ: سُبْحَانَ الله وَالْحَمْدُ لله وَلَا إِلٰهَ إِلَّا الله وَالله أَكْبَرُ خَمْسَ عَشَرَةَ مَرَّةً، ثم تَرْكَعُ فَتَقُولُهَا وَأَنْتَ رَاكِعٌ عَشْرًا ثم تَرْفَعُ رَأْسَكَ مِنَ الرُّكُوعِ فَتَقُولُها عَشْرًا ثم تَهْوِي سَاجِدًا فَتَقُولُها وَأَنْتَ سَاجِدٌ عَشْرًا ثم تَرْفَعُ رَأْسَكَ مِنَ السُّجُودِ فَتَقُولُهَا عَشْرًا ثم تَسْجُدُ فَتَقُولُهَا عَشْرًا ثم تَرْفَعُ رَأْسَكَ فَتَقُولُهَا عَشْرًا فَذَلِكَ خَمْسٌ وَسَبْعُونَ، في كلِّ رَكْعَةٍ تَفْعَلُ ذٰلِكَ في أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ إِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ تُصَلِّيَهَا في كلِّ يَوْمٍ مرَّةً فَافْعَلْ، فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَفِي كلِّ جُمُعَةٍ مَرَّةً، فَإِنْ لَمْ تَفْعَل فَفِي كُلِّ شَهْرٍ مَرَّةً، فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَفِي كُلِّ سَنَةٍ مَرَّةً، فَإِنْ لَمْ تَفعَلْ فَفِي عُمُرِكَ مَرَّةً».

پہلی رکعت میں قراءت سے فارغ ہو جائیں اور قیام میں ہوں تو پندرہ بار یہ تسبیح پڑھیں: [سُبحانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُلِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَر] پھر رکوع کریں اور حالت رکوع میں دس بار یہی تسبیح پڑھیں۔ پھر رکوع سے سر اٹھائیں اور دس بار یہی تسبیح پڑھیں۔ پھر سجدہ کریں اور سجدے میں دس بار یہ پڑھیں۔ پھر سجدے سے سر اٹھائیں تو یہی تسبیح دس بار پڑھیں۔ پھر دوسرا سجدہ کریں تو اس میں بھی دس بار پڑھیں۔ پھر سر اٹھائیں تو دس بار پڑھیں۔ ہر رکعت میں یہ کل پچھتر (۷۵) تسبیحات ہوئیں۔ اور آپ چاروں رکعتوں میں ایسے ہی کریں۔ اگر ہمت ہو تو ہر روز (یہ نماز) پڑھا کریں۔ اگر ہر روز نہ پڑھ سکیں تو ہر ہفتے میں ایک بار، اگر ہفتے میں نہ پڑھ سکیں تو ایک مہینے میں ایک بار پڑھیں۔ اگر یہ نہ کر سکیں تو سال میں ایک بار پڑھیں۔ اگر سال میں بھی نہ پڑھ سکیں تو اپنی زندگی میں ایک بار پڑھ لیں۔"

١٢٩٨- **حَدَّثَنا** مُحَمَّدُ بنُ سُفْيَانَ الأُبُلِّيُّ: حَدَّثَنا حَبَّانُ بنُ هِلَالٍ أَبُو حَبِيبٍ: حَدَّثَنا مَهْدِيُّ بن مَيْمُونٍ: حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ مالِكٍ عن أبي الْجَوْزَاءِ: حدثني رَجُلٌ كَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ يُرَوْنَ أَنَّهُ عَبْدُ الله بنُ

۱۲۹۸- جناب ابوالجوزاء کہتے ہیں کہ مجھ سے ایک صحابی نے بیان کیا جنہیں لوگ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سمجھتے ہیں کہ نبی ﷺ نے مجھ سے فرمایا: "کل میرے پاس آنا میں تمہیں ایک ہدیہ دوں گا، عطیہ دوں گا۔" مجھے خیال ہوا کہ آپ مجھے کوئی مال عنایت فرمائیں گے۔ (میں حاضر

**١٢٩٨ــ تخريج:** [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٣/ ٥٢ من حديث أبي داود به * عمرو بن مالك ضعيف، والحديث الآتي: ١٢٩٩ يغني عنه.

عَمْرٍو قال: قال لِيَ النَّبِيُّ ﷺ: «ائْتِنِي غَدًا أَحْبُوكَ وَأُثِيبُكَ وَأُعْطِيكَ» حتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ يُعْطِينِي عَطِيَّةً. قالَ: «إِذَا زَالَ النَّهارُ فَقُمْ فَصَلِّ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ» فَذَكَرَ نَحْوَهُ. قالَ: «ثُمَّ تَرْفَعُ رَأْسَكَ - يَعْنِي مِنَ السَّجْدَةِ الثَّانِيَةِ - فَاسْتَوِ جَالِسًا وَلَا تَقُمْ حتى تُسَبِّحَ عَشْرًا، وَتُحَمِّدَ عَشْرًا، وَتُكَبِّرَ عَشْرًا، وَتُهَلِّلَ عَشْرًا، ثُمَّ تَصْنَعُ ذٰلِكَ في الأَرْبَعِ رَكَعَاتٍ». قالَ: «فإِنَّكَ لَوْ كُنْتَ أَعْظَمَ أَهْلِ الأَرْضِ ذَنْبًا غُفِرَ لَكَ بِذٰلِكَ». قالَ: قُلْتُ: فَإِنْ لَمْ أَسْتَطِعْ أَنْ أُصَلِّيَهَا تِلْكَ السَّاعَةَ قال: «صَلِّهَا مِنَ اللَّيْلِ وَالنَّهارِ».

ہوا تو) آپ نے فرمایا: ”جب سورج ڈھل جائے تو کھڑے ہو جاؤ اور چار رکعتیں پڑھو۔“ اور مذکورہ بالا کی مانند ذکر کیا۔ اس روایت میں کہا: ”جب تم دوسرے سجدے سے سر اٹھاؤ تو ٹھیک طرح سے بیٹھ جاؤ اور دس بار سبحان اللّٰه‘ دس بار الحمدللّٰه‘ دس بار اللّٰه اکبر اور دس بار لاالٰه الا اللّٰه پڑھو۔ جب تک یہ نہ پڑھ لو کھڑے نہ ہو۔ اور پھر چاروں رکعتوں میں ایسے ہی کرو۔“ فرمایا: ”اگر تم اہل زمین میں سب سے زیادہ گناہ گار بھی ہوئے تو اس سے وہ سب معاف کر دیے جائیں گے۔“ میں نے کہا: اگر میں اس وقت میں نہ پڑھ سکوں تو؟ آپ نے فرمایا: ’رات دن میں کسی بھی وقت پڑھ لو۔“

قال أَبُو دَاوُدَ: وَحَبَّانُ بنُ هِلَالٍ خالُ هِلَالٍ الرَّائِيِّ.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ حبان بن ہلال‘ ہلال الرائی (الرازی) کے ماموں ہیں۔

قال أَبُو دَاوُدَ: رواه الْمُسْتَمِرُّ بنُ الرَّيَّانِ عن أَبِي الْجَوْزَاءِ، عن عَبْدِ الله ابنِ عَمْرٍو مَوْقُوفًا وَرَوَاهُ رَوْحُ بنُ الْمُسَيَّبِ وَجَعْفَرُ بنُ سُلَيْمَانَ عن عَمْرِو ابنِ مَالِكٍ النُّكْرِيِّ، عن أَبِي الْجَوْزاءِ، عنِ ابنِ عَبَّاسٍ قَوْلَهُ، وَقال في حَدِيثِ رَوْحٍ: فَقَالَ: حَدِيثُ النَّبِيِّ ﷺ. [حُدِّثْتُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ].

امام ابو داود ؒ کہتے ہیں اس روایت کو مستمر بن ریان نے ابوالجوزاء سے انہوں نے عبداللہ بن عمرو ؓ سے موقوفاً بیان کیا ہے۔ اور اسے روح بن مسیب اور جعفر بن سلیمان نے عمرو بن مالک نکری سے انہوں نے ابوالجوزاء سے انہوں نے ابن عباس سے ان کا قول بیان کیا ہے۔ روح کی روایت میں ہے کہ حضرت ابن عباس ؓ نے فرمایا: یہ نبی ﷺ کی حدیث ہے۔ (میری اپنی بات نہیں ہے۔) یعنی مجھے حدیث نبوی کہہ کر بیان کی گئی۔

١٢٩٩- حَدَّثَنا أَبُو تَوْبَةَ الرَّبِيعُ بنُ

١٢٩٩- عروہ بن رویم‘ انصاری سے روایت کرتے

١٢٩٩ـ تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي: ٣/ ٥٢ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق.

نَافِعٍ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ مُهَاجِرٍ عن عُرْوَةَ ابنِ رُوَيْمٍ: حدثني الأَنْصَارِيُّ؛ أَنَّ رسولَ الله ﷺ قالَ لِجَعْفَرٍ بِهذَا الحديث. فَذَكَرَ نَحْوَهُمْ؛ قالَ في السَّجْدَةِ الثَّانِيَةِ مِنَ الرَّكْعَةِ الأُولى؛ كما قالَ في حَدِيثِ مَهْدِيِّ بنِ مَيْمُونٍ.

ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جعفر کو فرمایا: بقیہ حدیث کے الفاظ وہی ہیں جو کہ مہدی بن میمون نے نقل فرمائے لیکن اس روایت میں ان الفاظ کا اضافہ ہے کہ انہوں نے پہلی رکعت کے دوسرے سجدے کے بارے میں فرمایا۔

**فائدہ:** صلوٰۃ تسبیح کی احادیث کی اسانید پر کچھ کلام ہے مگر مجموعی لحاظ سے یہ صحیح ثابت ہے۔ جیسے کہ علامہ البانی رحمہ اللہ نے تحقیق کی ہے۔ علامہ ابن الجوزی رحمہ اللہ کا اس کو موضوعات میں شمار کرنا قطعاً صحیح نہیں ہے۔ مذکورہ بالا پہلی حدیث جزء القراءۃ خلف الامام بخاری کے علاوہ سنن ابن ماجہ' صحیح ابن خزیمہ اور مستدرک حاکم میں مروی ہے۔ امام بیہقی وغیرہ نے اس کو صحیح کہا ہے۔ امام ابوداود رحمہ اللہ کے فرزند ابوبکر سے مروی ہے کہ میں نے اپنے والد سے سنا کہ صلاۃ التسبیح میں یہ حدیث سب سے زیادہ صحیح ہے۔ ابن مندہ' آجری' خطیب' ابوسعد سمعانی' ابوموسیٰ مدینی' ابوالحسن بن مفضل' منذری' ابن الصلاح اور نووی رحمہم اللہ نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔ امام ابن المبارک اس کے قائل وفاعل تھے (عون المعبود)۔

(المعجم ١٥) - **باب رَكْعَتَي الْمَغْرِبِ أَيْنَ تُصَلَّيَانِ** (التحفة ٣٠٥)

باب:۱۵-مغرب کی سنتیں کہاں پڑھی جائیں؟

**١٣٠٠- حَدَّثَنا** أَبُو بَكْرِ بن أَبي الأَسْوَدِ: حَدَّثَني أَبُو مُطَرِّفٍ مُحَمَّدُ بنُ أَبي الوَزِيرِ: أخبرنا مُحَمَّدُ بنُ مُوسَى الْفِطْرِيُّ عن سَعْدِ بن إِسْحَاقَ بن كَعْبِ بنِ عُجْرَةَ، عن أبيه، عنْ جَدِّهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَتَى مَسْجِدَ بَنِي عَبْدِ الأَشْهَلِ فَصَلَّى فِيهِ المَغْرِبَ فَلَمَّا قَضَوْا صَلَاتَهُمْ رَآهُمْ يُسَبِّحُونَ بَعْدَهَا. فَقَالَ: «هذِهِ صَلَاةُ الْبُيُوتِ».

۱۳۰۰-حضرت کعب بن عجرہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ قبیلۂ بنی عبدالاشہل کی مسجد میں تشریف لائے اور وہاں مغرب کی نماز پڑھی۔ نماز کے بعد آپ نے ان کو دیکھا کہ وہ اس کے بعد نفل پڑھ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''یہ گھروں کی نماز ہے۔''

---

**١٣٠٠- تخريج:** [**إسناده حسن**] أخرجه الترمذي، الصلوٰة، باب ما ذكر في الصلوٰة بعد المغرب أنه في البيت أفضل، ح: ٦٠٤، والنسائي، ح: ١٦٠١ من حديث محمد بن موسى به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٢٠١.

فائدہ: مستحب یہی ہے کہ مغرب کی سنتیں یا اس کے بعد دیگر نوافل گھروں میں پڑھے جائیں۔

١٣٠١- حَدَّثَنا حُسَيْنُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْجَرْجَرَائِيُّ: حَدَّثَنا طَلْقُ بنُ غَنَّامٍ: حَدَّثَنا يَعْقُوبُ بنُ عَبْدِ الله عن جَعْفَرِ ابنِ أبي الْمُغِيرَةِ، عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن ابنِ عَباسٍ قالَ: كَانَ رسولُ الله ﷺ يُطِيلُ القِرَاءَةَ في الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ المَغْرِبِ حَتَّى يَتَفَرَّقَ أَهْلُ المَسْجِدِ.

١٣٠١- جناب سعید بن جبیر' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مغرب کے بعد کی رکعتوں میں قراءت اس قدر طویل کرتے کہ اہل مسجد (گھروں کو) چلے جاتے۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ نَصْرٌ المُجَدَّرُ عن يَعْقُوبَ الْقُمِّيِّ وَأَسْنَدَهُ مِثْلَهُ. قالَ أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بنُ عِيسَى بنِ الطَّبَّاعِ: حَدَّثَنا نَصْرٌ المُجَدَّرُ عن يَعقُوبَ مِثْلَهُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نصر المجدّر نے یعقوب قمی سے اس کے مثل مسند روایت کیا ہے۔ نیز محمد بن عیسیٰ بن طباع نے بواسطہ نصر المجدّر' یعقوب سے اس کے مثل روایت کیا ہے۔

فائدہ: ممکن ہے کہ بعض اوقات آپ نے یہ رکعات مسجد میں اور طویل قراءت سے پڑھی ہوں۔

١٣٠٢- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ وَسُلَيْمانُ بنُ دَاوُدَ الْعَتَكِيُّ قالَا: حَدَّثَنا يَعْقُوبُ عن جَعْفَرٍ، عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ عن النَّبِيِّ ﷺ بمَعْنَاهُ مُرْسَلٌ.

١٣٠٢- جناب سعید بن جبیر نے نبی ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی مرسل بیان کیا۔

قال أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بنَ حُمَيْدٍ يقولُ: سَمِعْتُ يَعْقُوبَ يقولُ: كلُّ شَيْءٍ حَدَّثْتُكُمْ عن جَعْفَرٍ، عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ عن النَّبِيِّ ﷺ فَهُوَ مُسْنَدٌ عن ابنِ عَبَّاسٍ عن النَّبِيِّ ﷺ.

امام ابوداود کہتے ہیں: میں نے محمد بن حمید سے سنا' انہوں نے کہا: میں نے یعقوب قمی سے سنا' وہ کہتے تھے ہر وہ روایت جو میں تمہیں جعفر سے وہ سعید بن جبیر سے وہ نبی ﷺ سے بیان کرتا ہوں وہ سب بواسطہ ابن عباس' نبی ﷺ سے مسند (موصول) ہیں۔

١٣٠١- تخريج: [حسن] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ٣٧٩ عن الحسين بن عبدالرحمٰن به.

١٣٠٢- تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي: ٢/ ١٩٠ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق، قول يعقوب لا يثبت عنه * محمد بن حميد ضعيف.

## (المعجم ١٦) - باب الصَّلَاةِ بَعْدَ الْعِشَاءِ (التحفة ٣٠٦)

## باب:١٦-عشاء کے بعد نماز

١٣٠٣- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ رَافِعٍ : حَدَّثَنا زَيْدُ بنُ الْحُبَابِ الْعُكْلِيُّ : حَدَّثَنا مالِكُ بنُ مِغْوَلٍ : حدثني مُقَاتِلُ بنُ بَشِيرٍ الْعِجْلِيُّ عن شُرَيْحِ بنِ هَانِيءٍ، عن عَائشةَ قال : سَأَلْتُهَا عن صَلَاةِ رَسُولِ الله ﷺ فَقالَتْ : ما صَلَّى رَسُولُ الله ﷺ الْعِشَاءَ قَطُّ فَدَخلَ عَلَيَّ إِلَّا صَلَّى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ أَوْ سِتَّ رَكَعَاتٍ وَلَقَدْ مُطِرْنَا مَرَّةً بِاللَّيْلِ فَطَرَحْنَا لَهُ نِطعًا ، فَكأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى ثَقْبٍ فيه يَنْبُعُ المَاءُ مِنْهُ، وَمَا رَأَيْتُهُ مُتَّقِيًا الأَرْضَ بِشَيْءٍ مِنْ ثِيَابِهِ قَطُّ.

١٣٠٣- شریح بن ہانی حضرت عائشہ ؓ سے روایت کرتے ہیں‘ شریح نے کہا کہ میں نے ان سے رسول اللہ ﷺ کی نماز کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ جب بھی عشاء کی نماز پڑھ کر میرے ہاں تشریف لاتے تو چار یا چھ رکعات پڑھتے۔ ایک رات بارش ہوگئی ہم نے آپ کے لیے چمڑا بچھا دیا‘ پس گویا میں دیکھ رہی ہوں کہ اس کے ایک سوراخ سے پانی نکل رہا تھا۔ اور میں نے آپ کو کبھی نہیں دیکھا کہ (اثنائے نماز میں) اپنے کپڑوں کو مٹی سے بچاتے ہوں۔



١٣٠٣ـ تخريج : [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٥٨/٦، والنسائي في الكبرٰى، ح: ٣٩١ من حديث مالك بن مغول به * مقاتل بن بشير مجهول الحال، وثقه ابن حبان: ٥٠٩/٧ وحده، وقال الذهبي: "لا يعرف"(ميزان الاعتدال: ١٧١/٤).

# قیام اللیل یا نمازِ تہجد اور تراویح کے احکام و مسائل

رات کے پچھلے پہر نرم و گداز بستر چھوڑ کر اٹھنا اور اللہ کی عبادت کرنا' قیام اللیل یا تہجد کہلاتا ہے۔ یہ فرض تو نہیں ہے' ایک نفلی عبادت ہے لیکن رسول اللہ ﷺ اس کا بھی خصوصی اہتمام فرماتے تھے اور پابندی سے رات کا کچھ حصہ اللہ کی عبادت کرتے ہوئے گزارتے۔ علاوہ ازیں اپنی اُمت کو بھی آپ نے اس کی ترغیب دی' فرمایا: [عَلَيْكُمْ بِقِيَامِ اللَّيْلِ فَإِنَّهُ دَأْبُ الصَّالِحِينَ قَبْلَكُمْ، وَهُوَ قُرْبَةٌ إِلَى رَبِّكُمْ وَ مَكْفَرَةٌ لِلسَّيِّئَاتِ وَ مَنْهَاةٌ لِّلإِثْمِ] (جامع الترمذي، الدعوات، باب من فتح له منكم باب الدعاء...... حديث: ٣٥٤٩) ''تم قیام اللیل کا اہتمام کرو' اس لیے کہ یہ تم سے پہلے گزر جانے والے نیک لوگوں کا طریقہ رہا ہے' علاوہ ازیں یہ تمہارے رب کے قرب کا' برائیاں دور کرنے کا اور گناہوں سے باز رہنے کا سبب اور ذریعہ ہے۔''

اس کی وجہ یہ ہے کہ رات کے آخری تہائی حصے میں' جو تہجد کا خاص وقت ہے' اللہ تبارک و تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے اور کہتا ہے:

[مَنْ يَّدْعُونِي فَأَسْتَجِيبَ لَهُ؟ مَنْ يَّسْأَلُنِي فَأُعْطِيَهُ؟ مَنْ يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرَلَهُ؟] (صحيح بخاري، التهجد، باب الدعاء والصلاة من آخر الليل، حديث: ١١٤٥ و صحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب الترغيب في الدعاء والذكر...... حديث: ٧٥٨)

''کون ہے جو مجھے پکارے' میں اس کی پکار کو قبول کروں؟ کون ہے جو مجھ سے مانگے تو میں اس کو دوں؟ کون ہے جو مجھ سے معافی مانگے تو میں اسے معاف کر دوں؟''

اس اعتبار سے رات کا یہ آخری حصہ اللہ سے دعا و مناجات کا' توبہ و استغفار کا اور اس کی عبادت کر کے اس کو راضی کرنے کا خاص وقت اور خاص طریقہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس عبادت کی خصوصی توفیق عطا فرمائے۔ اسے قیام اللیل بھی کہا جاتا ہے اور تہجد بھی اور رمضان المبارک میں اسی کو تراویح کہا جاتا ہے۔

مذکورہ تفصیل سے واضح ہے کہ اس قیام اللیل کا اصل وقت تو رات کا وہ آخری تیسرا حصہ ہے جب پہلے دو حصے گزر جائیں۔ تاہم اس کا آغاز عشاء کی نماز کے بعد ہی سے ہو جاتا ہے' یعنی اگر کوئی شخص عشاء کے بعد تہجد کی نماز پڑھنا چاہے تو پڑھ سکتا ہے' اسی طرح نصف رات میں پڑھنا چاہے تو پڑھ سکتا ہے اور دو حصے گزر جانے کے بعد رات کے تیسرے حصے میں پڑھنا چاہے تو پڑھ سکتا ہے۔ نبی ﷺ نے یہ نماز کبھی

ابتدائی وقت میں' کبھی درمیانی وقت میں اور کبھی آخری وقت میں پڑھی ہے۔تاہم آپ کا زیادہ معمول آخری وقت ہی میں پڑھنے کا رہا ہے۔

نمازِ تہجد میں نبی ﷺ کا قیام' رکوع' قومہ اور سجدہ ہر رُکن لمبا ہوتا تھا' گویا نہایت خشوع خضوع سے یہ نماز ادا فرماتے' بعض دفعہ آپ کے پیر سوج جاتے۔اس خشوع اور اطمینان کا اہتمام نہایت ضروری ہے۔

- نبی ﷺ کا عام معمول' رمضان ہوتا یا غیر رمضان' گیارہ رکعت کا تھا' یعنی آپ دو دو کر کے آٹھ رکعت تہجد اور تین وتر یا دس رکعات اور ایک وتر پڑھتے بعض دفعہ وتر کے بعد دو مختصر رکعت اور پڑھتے اور یوں کبھی ۱۳ رکعت ہو جاتیں۔
- جو شخص قیام اللیل کا عادی یا اس کی نیت رکھنے والا ہو تو اسے چاہیے کہ وہ عشاء کی نماز کے ساتھ وتر نہ پڑھے' وتر تہجد کی نماز کے پڑھنے کے بعد آخر میں پڑھے' اس لیے کہ وتر کو رات کی آخری نماز بنانا مستحب ہے۔
- جس شخص نے وتر پڑھ لیے ہوں اور پھر اُسے تہجد پڑھنے کا موقع مل جائے تو وہ تہجد کے نوافل پڑھ لے' اسے وتر توڑنے یا دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔
- بہتر ہے کہ تہجد کی ۸ رکعات ہی پڑھی جائیں اگر عبادت میں زیادہ وقت صرف کرنا چاہے تو تعداد میں اضافہ کرنے کی بجائے قیام اور رکوع و سجود وغیرہ ارکانِ نماز کو لمبا کرے جیسا کہ نبی ﷺ کا معمول تھا۔
- تاہم کوئی ۸ رکعات سے کم پڑھنا چاہے تو کم بھی پڑھ سکتا ہے۔
- مستقل تہجد گزار سے کسی وقت تہجد کی نماز رہ جائے تو وہ اگر صرف وتر پڑھنا چاہے تو نمازِ فجر سے پہلے یا نماز فجر کے بعد وتر پڑھ لے اور اگر تہجد کی قضا کرنا چاہتا ہے تو سورج نکلنے کے بعد ۱۲ رکعات پڑھ لے۔تاہم اگر وہ یہ قضا نہیں دے گا تو گناہ گار نہیں ہوگا۔

## قیام رمضان یعنی نمازِ تراویح

پہلے بتلایا جا چکا ہے کہ تراویح بھی دراصل تہجد ہی کی نماز ہے جسے حدیث میں قیام اللیل سے تعبیر کیا گیا ہے اور اس کی فضیلت میں کہا گیا ہے:

[مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِه] (صحيح بخاري' صلاة التراويح' باب فضل من قام رمضان' حديث:۲۰۰۸- و صحيح مسلم' صلاة المسافرين' باب الترغيب في قيام

رمضان...... حدیث:۷۵۹)

''جس نے رمضان (میں رات) کو قیام کیا ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے' تو اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔''

رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ تین راتوں کو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ باجماعت قیام کیا اور چوتھی رات کو لوگ منتظر رہے لیکن آپ تشریف نہیں لائے۔ بعد میں آپ نے بتلایا کہ ''مجھے تمہارے ذوق وشوق اور انتظار کا پتہ تھا' لیکن میں اس لیے نہیں آیا کہ کہیں تم پر یہ قیام فرض نہ کر دیا جائے اگر ایسا ہو گیا تو تم اس پر عمل نہیں کر سکو گے۔ اس لیے تم رمضان کا یہ قیام اپنے اپنے گھروں میں کیا کرو۔'' (ابوداود' باب في قيام شهر رمضان' حديث:۱۳۷۵ او جامع الترمذی' الصّوم' باب ماجاء في قيام شهر رمضان' حديث:۸۰۶ وصحيح بخاری' الأدب' باب مايجوز من الغضب...... حديث:۶۱۱۳' ۷۲۹۰ وصحيح مسلم' صلاة المسافرين' باب استحباب صلاة النافلة في بيته...... حديث:۷۸۱)

اس کے بعد یہ قیام اپنے اپنے گھروں میں انفرادی طور پر ہوتا رہا حتی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں حضرت ابیّ بن کعب اور تمیم داری رضی اللہ عنہما کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو جماعت کے ساتھ گیارہ رکعت پڑھایا کریں۔ (موطأ امام مالك' الصلاة في رمضان' باب ماجاء في قيام رمضان:۱/۱۱۵' طبع بيروت) اس لیے کہ یہی طریقۂ نبوی تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اپنے اپنے طور پر لوگ مختلف تعداد کے ساتھ قیام کرتے تھے' کوئی ۱۶' کوئی ۲۰' کوئی ۳۲ اور کوئی چالیس رکعات پڑھتا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی خواہش کے مطابق آسانی کیلئے رات کے پہلے حصے میں مسنون عدد کے ساتھ اس کے باجماعت کرانے کا انتظام فرما دیا' جو اب تک امت میں معمول بہ ہے۔ ۲۰ رکعت کا کوئی ثبوت صحیح سند سے رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے نہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے۔ دونوں سے صحیح طور پر جو ثابت ہے' وہ وتر سمیت گیارہ رکعات ہی ہیں۔ (تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو ہمارا رسالہ ''رمضان المبارک کے احکام ومسائل'' مطبوعہ دارالسلام۔)

# أَبْوَابُ قِيَامِ اللَّيْلِ

# قیام اللیل (تہجد) کے احکام و مسائل

## (المعجم ١٧) - **باب نَسْخِ قِيَامِ اللَّيْلِ وَالتَّيْسِيرِ فِيهِ** (التحفة ٣٠٧)

## باب:١٧-نماز تہجد میں آسانی کا ذکر اور یہ کہ اس کا واجب ہونا منسوخ ہے

١٣٠٤- **حَدَّثَنا** أَحْمَدُ بنُ مُحمَّدٍ المَرْوَزِيُّ ابْنُ شَبُّويَه: حدثني عَلِيُّ بنُ حُسَيْنٍ عن أَبِيهِ، عن يَزِيدَ النَّحْوِيِّ، عن عِكْرِمَةَ، عنِ ابنِ عَبَّاسٍ قالَ في المُزَّمِّلِ: ﴿قُمِ ٱلَّيۡلَ إِلَّا قَلِيلٗا ۝ نِّصۡفَهُۥٓ﴾ [المزمل: ٢، ٣] نَسَخَتْهَا الآيَةُ الَّتِي فيهَا ﴿عَلِمَ أَن لَّن تُحۡصُوهُ فَتَابَ عَلَيۡكُمۡۖ فَٱقۡرَءُواْ مَا تَيَسَّرَ مِنَ ٱلۡقُرۡءَانِۚ﴾ [المزمل: ٢٠] وَ﴿نَاشِئَةَ ٱلَّيۡلِ﴾ [المزمل: ٦]: أَوَّلُهُ وَكَانَتْ صَلاَتُهُمْ لِأَوَّلِ اللَّيْلِ يَقُولُ: هُوَ أَجْدَرُ أَنْ تُحْصُوا مَا فَرَضَ الله عَلَيْكُمْ مِنْ قِيَامِ اللَّيْلِ وَذٰلِكَ أَنَّ الإِنْسَانَ إِذَا نَامَ لَمْ يَدْرِ مَتَى يَسْتَيْقِظُ، وَقَوْلُهُ: ﴿وَأَقۡوَمُ قِيلًا﴾ [المزمل: ٦] هُوَ أَجْدَرُ أَنْ يَفْقَهَ فِي الْقُرآنِ وَقَولُهُ: ﴿إِنَّ لَكَ فِي ٱلنَّهَارِ سَبۡحٗا طَوِيلٗا﴾ [المزمل: ٧] يَقُولُ: فَرَاغًا طَوِيلًا.

١٣٠٤-جناب عکرمہ راوی ہیں کہ حضرت ابن عباس ؓ نے سورۂ مزمل کی تفسیر میں فرمایا کہ ﴿قُمِ الَّيۡلَ اِلَّا قَلِيۡلًا ۝ نِّصۡفَه﴾ (١) کو اسی سورت کی دوسری آیت ﴿عَلِمَ أَنۡ لَّنۡ تُحۡصُوۡهُ فَتَابَ عَلَيۡكُمۡ فَاقۡرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الۡقُرۡآنِ﴾ (٢) نے منسوخ کر دیا۔ اور ﴿نَاشِئَةَ الَّيۡلِ﴾ (٣) سے رات کے ابتدائی حصے میں جاگنا مراد ہے۔ اور صحابۂ کرام کی نماز (قیام اللیل) رات کے ابتدائی حصے میں ہوا کرتی تھی۔ اور اس وقت میں اللہ کا فرض کردہ قیام اللیل ٹھیک ٹھیک ادا کرنے میں زیادہ آسانی ہے کیونکہ سو جانے کے بعد انسان کو خبر نہیں ہوتی کہ کب بیدار ہوگا (یا نہ بیدار ہو سکے گا۔) ﴿وَأَقۡوَمُ قِيۡلًا﴾ (٣) کا مفہوم یہ ہے کہ قرآن کو سمجھنے کے لیے یہ وقت بہت بہتر ہے اور ﴿اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبۡحاً طَوِيۡلًا﴾ (٤) سے مراد لمبی فرصت ہے۔ (یعنی دن کے وقت دنیاوی امور میں مشغولیت ہوتی ہے اس لیے رات کا وقت عبادت میں لگاؤ۔)

فائدہ: آیات کا ترجمہ یہ ہے: (١) ''رات میں قیام کیجیے (نماز پڑھیے) مگر تھوڑا سا' یعنی رات کا نصف۔ (٢) ''اسے علم ہے کہ تم اسے نبھا نہیں سکو گے' چنانچہ اس نے تم پر مہربانی کی' پھر قرآن میں سے جتنا آسان ہو تم پڑھو۔'' (٣) ﴿اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيۡلِ هِيَ أَشَدُّ وَطۡأً وَّ أَقۡوَمُ قِيۡلًا﴾ ''بلاشبہ رات کا اٹھنا (نفس کے) کچلنے میں زیادہ سخت اور دعا و ذکر کے لیے مناسب تر ہے۔'' (٤) ''یقیناً دن میں آپ کے لیے بہت مصروفیت ہے۔''

---

١٣٠٤- **تخريج:** [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٢/ ٥٠٠ من حديث أبي داود به.

١٣٠٥ - حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ مُحمَّدٍ يَعْني المَرْوَزِيَّ: حَدَّثَنا وَكِيعٌ عن مِسْعَرٍ، عن سِمَاكٍ الْحَنَفِيِّ، عنِ ابنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ أَوَّلُ المُزَّمِّلِ كَانُوا يَقُومُونَ نَحْوًا مِنْ قِيَامِهِمْ في شَهْرِ رَمَضَانَ حَتى نَزَلَ آخِرُهَا، وَكَانَ بَيْنَ أَوَّلِهَا وَآخِرِهَا سَنَةٌ.

۱۳۰۵- حضرت ابن عباس ﷟ کہتے ہیں: جب سورت مزمل کا ابتدائی حصہ ﴿قُمِ الَّيۡلَ اِلَّا قَلِيۡلاً......﴾ نازل ہوا تو صحابۂ کرام ایسے قیام کرتے تھے جیسے کہ رمضان میں قیام کرتے ہیں حتیٰ کہ اس سورت کا آخری حصہ نازل ہوا۔ اور ان دونوں حصوں کے نزول میں ایک سال کا فرق تھا۔

## (المعجم ١٨) - باب قِيَامِ اللَّيْلِ (التحفة ٣٠٨)

## باب:۱۸- رات کے قیام کا بیان

١٣٠٦ - حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ عن مَالِكٍ، عنْ أَبِي الزِّنَادِ، عنِ الأَعْرَجِ، عنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «يَعْقِدُ الشَّيْطَانُ عَلَى قَافِيَةِ رَأْسِ أَحَدِكُمْ - إِذَا هُوَ نَامَ - ثَلَاثَ عُقَدٍ يَضْرِبُ مَكَانَ كلِّ عُقْدَةٍ: عَلَيْكَ لَيْلٌ طَوِيلٌ فَارْقُدْ. فَإِنِ اسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ الله انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ، فَإِنْ تَوَضَّأَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ، فَإِنْ صَلَّى انْحَلَّتْ عُقَدُهُ، فَأَصْبَحَ نَشِيطًا طَيِّبَ النَّفْسِ وَإِلَّا أَصْبَحَ خَبِيثَ النَّفْسِ كَسْلَان».

۱۳۰۶- حضرت ابو ہریرہ ﷟ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی سوتا ہے تو شیطان اس کی گدی کے پاس تین گرہیں لگا دیتا ہے اور ہر گرہ پر یہ دم کرتا ہے۔ ”رات لمبی ہے سو یا رہ“ اگر وہ جاگ جائے‘ اللہ کا ذکر کرے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے اگر وہ وضو کر لے تو دوسری کھل جاتی ہے۔ اور اگر نماز پڑھ لے تو تیسری بھی کھل جاتی ہے اور وہ ہشاش بشاش خوش خوش صبح کرتا ہے۔ ورنہ بری حالت اور کسل مندی کی کیفیت میں صبح کرتا ہے۔“

**فوائد ومسائل:** ① شیطان کا دم کرنا اور گرہ لگانا امور غیبیہ میں سے ہے‘ ان کی کیفیت مجہول ہے۔ ② یہ اور اس قسم کی دیگر احادیث میں جس شیطان کا ذکر آتا ہے وہ غالباً ”قرین“ ہی ہوتا ہے۔ یعنی جو ہر انسان کے ساتھ رہتا ہے۔ ③ اس حدیث میں نماز تہجد اور بالتبع نماز فجر اول وقت میں باجماعت کی ظاہری برکات کا بیان ہے اور تجربہ اس کا بہترین شاہد ہے کہ دنیا کے قیمتی سے قیمتی مقویات بھی یہ فرحت وسرور نہیں دے سکتے جو اس عمل سے حاصل ہوتے ہیں۔

١٣٠٥- **تخريج:** [إسناده صحيح] أخرجه ابن جرير الطبري في تفسيره: ٢٩/ ٧٨، ٧٩ من حديث مسعر به.

١٣٠٦- **تخريج:** أخرجه البخاري، التهجد، باب عقد الشيطان على قافية الرأس إذا لم يصل بالليل، ح: ١١٤٢ من حديث مالك، ومسلم، صلوة المسافرين، باب الحث على صلوة الليل وإن قلت، ح: ٧٧٦ من حديث أبي الزناد به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٧٦، (والقعنبي، ص: ١٠٩، ١١٠).

١٣٠٧- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عنْ يَزِيدَ بنِ خُمَيْرٍ قالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الله بنَ أَبي قَيْسٍ يَقُولُ: قالَتْ عَائِشَةُ لَا تَدَعْ قِيَامَ اللَّيْلِ فَإِنَّ رَسُولَ الله ﷺ كَانَ لَا يَدَعُهُ، وَكَانَ إِذَا مَرِضَ أَوْ كَسِلَ صَلَّى قَاعِدًا.

١٣٠٧- حضرت عبداللہ بن ابی قیس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''رات کا قیام مت چھوڑو کیونکہ رسول اللہ ﷺ اسے نہ چھوڑتے تھے۔ اگر آپ بیمار ہوتے یا کسل مندی کی کیفیت ہوتی تو بیٹھ کر نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔''

١٣٠٨- حَدَّثَنا ابنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنا يَحْيَى: حَدَّثَنا ابنُ عَجْلَانَ عَنِ الْقَعْقَاعِ، عنْ أَبي صَالِحٍ، عنْ أَبي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «رَحِمَ الله رَجُلًا قامَ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّى وَأَيْقَظَ امْرَأَتَهُ، فَإِنْ أَبَتْ نَضَحَ في وَجْهِهَا المَاءَ. رَحِمَ الله امْرَأَةً قامَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّتْ وَأَيْقَظَتْ زَوْجَها، فَإِنْ أَبَى نَضَحَتْ في وَجْهِهِ المَاءَ».

١٣٠٨- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رحم فرمائے اللہ تعالیٰ اس بندے پر جو رات کو اٹھ کر نماز پڑھتا اور اپنی بیوی کو جگاتا ہے۔ اگر وہ انکار کرے تو اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارتا ہے۔ اور رحم فرمائے اللہ تعالیٰ اس بندی پر جو رات کو اٹھ کر نماز پڑھتی اور اپنے شوہر کو جگاتی ہے۔ اگر وہ انکار کرے تو اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارتی ہے۔''



**فائدہ:** مذکورہ بالا عمل ﴿تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى﴾ (المائدة:٢) کی شاندار عملی تفسیر ہے۔ اور اس میں یہ بھی ہے کہ اپنے اعزہ واحباب کو خیر کے کاموں پر زور سے آمادہ کرنا مستحب اور مطلوب عمل ہے۔

١٣٠٩- حَدَّثَنا ابنُ كَثِيرٍ: أَخبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ مِسْعَرٍ عنْ عَلِيِّ بنِ الأَقْمَرِ؛ ح: وَحَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ حَاتِمِ بنِ بَزِيعٍ:

١٣٠٩- حضرت ابوسعید اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب شوہر اپنی اہلیہ کو رات کے وقت جگاتا ہے اور وہ دونوں نماز

---

١٣٠٧- **تخريج**: **[إسناده صحيح]** أخرجه أحمد: ٦/ ٢٤٩ عن أبي داود الطيالسي به، وهو في مسنده، ح: ١٥١٩ على وهم وقع في سنده.

١٣٠٨- **تخريج**: **[إسناده حسن]** أخرجه النسائي، قيام الليل، باب الترغيب في قيام الليل، ح: ١٦١١ من حديث يحيى القطان به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١١٤٨، وابن حبان، ح: ٦٤٦، والحاكم على شرط مسلم: ١/ ٣٠٩، ووافقه الذهبي.

١٣٠٩- **تخريج**: **[إسناده ضعيف]** أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ما جاء فيمن أيقظ أهله من الليل، ح: ١٣٣٥ من حديث شيبان به، وصححه ابن حبان، ح: ٦٤٥ * سفيان والأعمش مدلسان وعنعنا، وللحديث طرق ضعيفة.

حَدَّثَنا عُبَيْدُالله بنُ مُوسَى عَنْ شَيْبَانَ، عن الأَعْمَشِ، عنْ عَلِيِّ بنِ الأَقْمَرِ - المعنَى - عنِ الأَغَرِّ، عن أبي سَعِيدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ قالَا: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إِذَا أَيْقَظَ الرَّجُلُ أَهْلَهُ مِنَ اللَّيلِ فَصَلَّيَا أَوْ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ جَمِيعًا كُتِبَ فِي الذَّاكِرِينَ وَ الذَّاكِرَاتِ» وَلَمْ يَرْفَعْهُ ابنُ كَثِيرٍ وَلَا ذَكَرَ أَبَا هُرَيْرَةَ، جَعَلَهُ كَلَامَ أَبِي سَعِيدٍ.

پڑھتے یا دو رکعتیں پڑھتے ہیں تو ان کا اندراج ذاکرین و ذاکرات میں ہو جاتا ہے۔'' ابن کثیر نے اس کو مرفوع ذکر نہیں کیا اور نہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا نام ہی لیا بلکہ اسے ابو سعید کا کلام بتایا۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ ابنُ مَهْدِيٍّ عن سُفيَانَ قالَ: وَأُرَاهُ ذَكَرَ أَبَا هُرَيْرَةَ.

امام ابو داود فرماتے ہیں کہ ابن مہدی نے سفیان سے روایت کیا اور کہا: میرا خیال ہے کہ اس نے ابو ہریرہ کا نام لیا۔



قالَ أَبُو دَاوُدَ: وحَدِيثُ سُفْيَانَ مَوْقُوفٌ.

امام ابوداود نے کہا: سفیان کی حدیث موقوف ہے۔

**فائدہ:** اس حدیث میں گویا آیت کریمہ ﴿وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّاللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا﴾ (الاحزاب:٣٥) ''اللہ کا بہت زیادہ ذکر کرنے والے مرد اور اللہ کا بہت زیادہ ذکر کرنے والی عورتوں کے لیے اللہ نے مغفرت اور اجر عظیم تیار فرمایا ہے۔'' کی تفسیر کی طرف اشارہ ہے۔

## (المعجم . . .) - **باب النُّعَاسِ فِي الصَّلَاةِ** (التحفة ٣٠٩)

## باب: ...... نماز میں اونگھ آنے لگے تو......

١٣١٠ - **حَدَّثَنا** الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عن أبيهِ، عن عَائشةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قالَ: «إِذَا نَعَسَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلْيَرْقُدْ حتَّى يَذْهَبَ عَنْهُ النَّوْمُ فَإِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا صَلَّى وَهُوَ نَاعِسٌ لَعَلَّهُ

١٣١٠- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ نبی ﷺ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کو نماز میں اونگھ آنے لگے تو اسے چاہیے کہ سو جائے' حتی کہ اس کی نیند پوری ہو جائے کیونکہ جب کوئی اونگھتے ہوئے نماز پڑھے تو ہو سکتا ہے کہ وہ استغفار کرنا چاہتا ہو مگر اپنے

١٣١٠ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الوضوء، باب الوضوء من النوم، ح: ٢١٢، ومسلم، صلٰوة المسافرين، باب أمر من نعس في صلٰوته . . . الخ، ح: ٧٨٦ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١١٨.

يَذْهَبُ يَسْتَغْفِرُ فَيَسُبَّ نَفْسَهُ».

آپ کو گالیاں ہی دینے لگے۔“

**فوائد ومسائل:** ① مثلاً: [اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِی] کی بجائے [اَللّٰھُمَّ اعْفِرْلِی] (عین کے ساتھ) کہہ بیٹھے تو اس کا معنی یہ ہوگا ”اے اللہ! مجھے خاک آلود کر۔“ ② نماز میں خشوع خضوع اور حضور قلبی مطلوب ہے۔ ③ جس شخص پر نیند کا بہت زیادہ غلبہ ہو تو اسے چاہیے کہ پہلے اپنی نیند پوری کرلے' پھر نماز پڑھے' اور بقول امام نووی رحمہ اللہ یہ ارشاد دن' رات' فرض اور نفل تمام نمازوں کے لیے عام ہے' مگر مسلمان کو کسی طرح روا نہیں کہ اپنی نماز کو ضائع کرے۔ چاہیے کہ اپنے معمولات کو صحیح انداز سے ترتیب دے تاکہ اس کی نماز متاثر نہ ہو۔

**١٣١١- حَدَّثَنا** أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا عَبْدُالرَّزَّاقِ: أخبرنَا مَعْمَرٌ عن هَمَّامِ بنِ مُنَبِّهٍ، عن أَبي هُرَيْرَةَ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ مِنَ اللَّيْلِ فَاسْتَعْجَمَ الْقُرْآنُ عَلَى لِسَانِهِ فَلَمْ يَدْرِ مَا يَقُولُ فَلْيَضْطَجِعْ».

١٣١١- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی رات کو اٹھ کر نماز پڑھے اور پھر قرآن کو اپنی زبان پر بھاری محسوس کرنے لگے' اسے معلوم نہ ہو کہ کیا کہہ رہا ہے تو چاہیے کہ سو جائے۔“

**فائدہ:** نیند کے غلبے یا مسلسل نماز وقراءت کرنے سے تھکاوٹ کے باعث بھی زبان اٹکنے لگتی ہے۔ ایسی صورت میں انسان کو آرام کرلینا چاہیے۔

**١٣١٢- حَدَّثَنا** زِيَادُ بنُ أَيُّوبَ وَهَارُونُ ابنُ عَبَّادٍ الأَزْدِيُّ: أَنَّ إِسْمَاعِيلَ بنَ إِبْرَاهِيم حَدَّثَهُمْ قَالَ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْعَزِيزِ عن أَنَسٍ قالَ: دَخَلَ رَسُولُ الله ﷺ الْمَسْجِدَ وَحَبْلٌ مَمْدُودٌ بَيْنَ سَارِيَتَيْنِ فَقَالَ: «مَا هَذَا الْحَبْلُ؟» فَقِيلَ: يَارَسُولَ الله! هذِهِ حَمْنَةُ ابْنَةُ جَحْشٍ تُصَلِّي فَإِذَا أَعْيَتْ تَعَلَّقَتْ بِهِ فَقَال رَسُولُ الله ﷺ «لِتُصَلِّي مَا أَطَاقَتْ فَإِذَا أَعْيَتْ فَلْتَجْلِسْ»

١٣١٢- حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں داخل ہوئے اور دو ستونوں کے درمیان ایک رسی لٹکی ہوئی تھی۔ پوچھا: ”یہ رسی کیسی ہے؟“ کہا گیا: اے اللہ کے رسول! یہ حمنہ بنت جحش نماز پڑھتی ہے' جب تھک جاتی ہے تو اس کے ساتھ لٹک جاتی ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تک طاقت ہو نماز پڑھے اور جب تھک جائے تو بیٹھ جائے۔“ زیاد نے روایت کیا: ”آپ نے پوچھا یہ کیا ہے؟“ وہ (صحابہ

**١٣١١_ تخريج:** أخرجه مسلم، صلٰوة المسافرين، باب أمر من نعس في صلٰوته . . . الخ، ح: ٧٨٧ من حديث عبدالرزاق به، وهو في مصنفه، ح: ٤٢٢١، ومسند أحمد: ٢/ ٣١٨، وصحيفة همام بن منبه، ح: ١١٦ .

**١٣١٢_ تخريج:** أخرجه مسلم، صلٰوة المسافرين، باب فضيلة العمل الدائم من قيام الليل وغيره . . . الخ، ح: ٧٨٤ من حديث إسماعيل بن إبراهيم (ابن علية) به، ورواه البخاري، ح: ١١٥٠ من حديث عبدالعزيز به .

قالَ زِيَادٌ: فَقالَ ما هذا؟ قالُوا لِزَيْنَبَ تُصَلِّي، فَإِذَا كَسِلَتْ أَوْ فَتَرَتْ أَمْسَكَتْ بِهِ، فَقالَ: «حُلُّوهُ». فقال: «لِيُصَلِّ أَحَدُكُمْ نَشاطَهُ فَإِذَا كَسِلَ أَوْ فَتَرَ فَلْيَقْعُدْ».

کرام) کہنے لگے: یہ زینب کی ہے' نماز پڑھتی رہتی ہے' جب سست ہو جاتی ہے یا تھک جاتی ہے تو اسے تھام لیتی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اسے کھول دو۔ تمہیں چاہیے کہ جب تک چستی سے نماز پڑھی جائے پڑھو' جب سستی محسوس کرو یا تھک جاؤ تو بیٹھ جاؤ۔''

**فوائد ومسائل:** ① جب دین کی حلاوت (لذت اور مٹھاس) حاصل ہوتی ہے تو اس کا اظہار انتہائی بندگی اور کثرت نماز کی صورت میں ہوتا ہے۔ ہمارے سلف صالحین مرد اور عورتیں سب ہی اسی معیار پر پورے اترتے تھے' رضی اللہ عنہم۔ ② عورتوں کو بھی مساجد میں نوافل پڑھنے کی رخصت ہے بشرطیکہ حجاب کا انتظام ہو۔ ③ غلطی اور برائی کو ہاتھ سے دور کرنے کی سعی کرنی چاہیے۔ ④ عبادت میں میانہ روی ہی احسن عمل ہے۔ ⑤ اس حدیث میں زینب رضی اللہ عنہا کا ذکر ہی صحیح ہے نہ کہ حمنہ بنت جحش کا۔ (شیخ البانی رحمہ اللہ)

## (المعجم ١٩) - باب مَنْ نَامَ عَنْ حِزْبِهِ (التحفة ٣١٠)

## باب: ١٩- جو شخص اپنے معمول کے وظیفے سے سو جائے

١٣١٣- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا أَبُو صفوانَ عَبْدُ الله بنُ سَعِيدِ بنِ عبدالمَلِكِ ابن مَرْوانَ؛ ح: وَحدثنا سُلَيْمانُ بنُ دَاوُدَ وَمُحمَّدُ بنُ سَلَمَةَ المُرَادِيُّ قالا: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ المَعنى عن يُونُسَ، عن ابنِ شِهابٍ أَنَّ السَّائِبَ بنَ يَزِيدَ وَعُبَيْدَالله أَخْبَرَاهُ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بنَ عَبْدٍ قالا: عن ابنِ وَهْبِ ابنِ عَبدٍ الْقَارِيِّ قال: سَمِعْتُ عُمرَ بن الْخَطَّابِ يقُول: قَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ نَامَ عَنْ حِزْبِهِ أَوْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ فَقَرَأَهُ مَا بَيْنَ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَصَلَاةِ الظُّهْرِ كُتِبَ لَهُ كَأَنَّمَا قَرَأَهُ مِنَ اللَّيْلِ».

١٣١٣- ابن وہب بن عبدالقاری سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو سنا' بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنا ورد وظیفہ نہ پڑھ سکا ہو اور سو گیا ہو اور پھر اسے فجر اور ظہر کے درمیان پڑھ لے تو اس کے لیے ایسے ہی لکھا جاتا ہے گویا اس نے اس کو رات میں پڑھا ہو۔''



١٣١٣ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب جامع صلوة الليل ومن نام عنه أو مرض، ح: ٧٤٧ من حديث عبدالله بن وهب به.

فائدہ: نوافل کی قضائی دینا' مندوب ومستحب ہے۔

(المعجم ٢٠) - **باب مَنْ نَوَى الْقِيَامَ فَنَامَ** (التحفة ٣١١)

باب:٢٠-جس نے رات کو اٹھنے کی نیت کی مگر اٹھ نہ سکا ہو

١٣١٤- **حَدَّثَنَا** الْقَعْنَبِيُّ عن مالِكٍ، عن مُحمَّدِ بنِ المُنْكَدِرِ، عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن رَجُلٍ عِنْدَهُ رَضِيٍّ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قَالَ: «مَا مِنِ امْرِىءٍ تَكُونُ لَهُ صَلَاةٌ بِلَيْلٍ يَغْلِبُهُ عَلَيْهَا نَوْمٌ إِلَّا كُتِبَ لَهُ أَجْرُ صَلَاتِهِ وَكَانَ نَوْمُهُ عَلَيْهِ صَدَقَةً».

١٣١٤-سیدہ عائشہ ؓ زوجۂ نبی ﷺ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص رات کو نماز ادا کرتا ہو مگر کسی رات اس پر نیند غالب آ جائے تو اس کے لیے اس کی نماز کا اجر لکھ دیا جاتا ہے اور نینداس کے لیے صدقہ ہوتی ہے۔''

فائدہ: اس حدیث سے اللہ کے فضل وکرم کی اس وسعت کا اثبات ہوتا ہے جو وہ اپنے نیک بندوں کے ساتھ فرماتا ہے۔

(المعجم ٢١) - **بَابٌ: أَيُّ اللَّيْلِ أَفْضَلُ** (التحفة ٣١٢)

باب:٢١-رات کا کون سا حصہ (عبادت کے لیے) افضل ہے؟

١٣١٥- **حَدَّثَنَا** الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن ابنِ شِهَابٍ، عنْ أَبِي سَلَمَةَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، وَعنْ أَبِي عَبْدِ الله الأَغَرِّ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «يَنزِلُ رَبُّنَا عَزَّوَجلَّ كلَّ لَيْلَةٍ إِلَى سَمَاءِ الدُّنْيَا حِينَ يَبْقَى ثُلُثُ اللَّيْلِ الآخِرُ فَيَقُولُ: مَنْ يَدْعُونِي فَأَسْتَجِيبَ لَهُ، مَنْ يَسْأَلُنِي

١٣١٥- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہمارا رب عزوجل ہر رات جب رات کا آخری تیسرا حصہ باقی ہوتا ہے آسمانِ دنیا پر تشریف لاتا ہے اور فرماتا ہے: کون ہے جو مجھ سے دعا کرے اور میں قبول کروں۔ کون ہے جو مجھ سے مانگے اور میں اسے دوں۔ اور کون ہے جو مجھ سے معافی چاہے اور میں اس کو بخش دوں۔''

**١٣١٤ـ تخريج:** [صحيح] أخرجه النسائي، قيام الليل، باب من كان له صلوة بالليل فغلبه عليها النوم، ح: ١٧٨٥ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١١٧ * الرجل الرضي هو الأسود بن يزيد، وللحديث شواهد.

**١٣١٥ـ تخريج:** أخرجه البخاري، التهجد، باب الدعاء والصلوة من آخر الليل، ح: ١١٤٥ عن القعنبي، ومسلم، صلوة المسافرين، باب الترغيب في الدعاء والذكر في آخر الليل والإجابة فيه، ح: ٧٥٨ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٢١٤.

فَأُعْطِيَهُ، مَنْ يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرَ لَهُ».

فوائد و مسائل: ① معلوم ہوا کہ رات کا آخری تیسرا پہر بہت زیادہ افضل ہے۔ ② ایسی آیاتِ قرآن اور احادیث صحیحہ کو' جن میں اللہ عزوجل کی اس قسم کی صفات (مثلاً) اترنا' آنا' کلام کرنا' ہنسنا' تعجب کرنا اور عرش پر بیٹھنا وغیرہ کا ذکر ہے' محققین اہل السنۃ والجماعۃ (یعنی اہل الحدیث) ان کے ظاہر پر محمول کرتے ہیں' وہ کسی تاویل' تشبیہ یا تعطیل و تحریف کے قائل نہیں اور نہ ان کی حقیقت اور کُنہ ہی کے درپے ہوتے ہیں۔ یہ صفات ایسی ہی ہیں جیسا کہ اس کی ذات مقدس کے شایانِ شان ہیں۔ جس طرح اللہ عزوجل کی ''ذات'' دیگر ذوات کے مشابہ نہیں' اسی طرح اس کی صفات بھی کسی سے مشابہ نہیں۔ ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾ (الشورٰی:۱۱) جو لوگ مندرجہ بالا حدیث کی تاویل یوں کر دیتے ہیں کہ اللہ کی رحمت اترتی ہے یا اس کا امر اترتا ہے وہ ذرا غور کریں کہ یہ جملے: ''کون ہے جو مجھ سے دعا کرے' میں قبول کروں۔ کون ہے جو مجھ سے مانگے' میں اس کو دوں۔ کون ہے جو مجھ سے معافی چاہے' میں اس کو معاف کر دوں۔'' کس طرح رحمت یا امر پر منطبق ہو سکتے ہیں۔ یہ بلاشبہ رب کبریاء ہی سے متعلق ہیں' نیز رحمت کا اتر کر آسمان دنیا تک رہ جانا مخلوق کے لیے کیونکر نفع آور ہے۔ حالانکہ وہ خود فرماتا ہے: ﴿وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ﴾ (الاعراف:۱۵۶) الغرض ظاہر قرآن و حدیث پر ایمان اور اس کے مطابق عمل اور اسوۂ رسول ﷺ کا اتباع اور سبیل المومنین (صحابہ کرام) اختیار کرنا ہی ایک مسلمان کے لیے باعث نجات و تقرب ہے۔ (فوائد از علامہ وحید الزمان)

## (المعجم ٢٢) - باب وَقْتِ قِيَامِ النَّبِيِّ ﷺ مِنَ اللَّيْلِ (التحفة ٣١٣)

## باب:٢٢- نبی ﷺ رات کو کس وقت اٹھتے تھے؟

١٣١٦- حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ يَزِيدَ الْكُوفِيُّ: حَدَّثَنَا حَفصٌ عَنْ هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عن أَبِيهِ، عن عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنْ كَانَ رَسُولُ الله ﷺ لَيُوقِظُهُ الله عَزَّوَجلَّ بِاللَّيْلِ فَما يَجِيءُ السَّحَرُ حتى يَفْرُغَ مِنْ حِزْبِهِ.

١٣١٦- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ بلاشبہ اللہ عزوجل رسول اللہ ﷺ کو رات میں جگا دیتا تھا۔ چنانچہ سحر (صبح) نہ ہو پاتی تھی کہ آپ اپنے معمول کی عبادت سے فارغ ہو چکے ہوتے تھے۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ ہر ہر فرد کو نیکی کی توفیق اللہ عزوجل ہی کی طرف سے ملتی ہے۔ اور اس سے ہمیشہ یہی دعا کرنی چاہیے جیسا کہ معروف حدیث میں ہے: [رَبِّ أَعِنِّي عَلَى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَ حُسْنِ عِبَادَتِكَ] (سنن نسائی' السہو' حدیث:۱۳۰۴) ''اے اللہ! اپنا ذکر کرنے' شکر کرنے اور عمدہ طور سے اپنی عبادت کرنے میں میری مدد فرما۔''

---

١٣١٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٣/ ٣ من حديث أبي داود به * حفص بن غياث مدلس وعنعن.

١٣١٧- حَدَّثَنا إِبراهِيمُ بنُ مُوسَى: حدثنا أَبُو الأَحْوَصِ؛ ح: وَحدثنا هَنَّادٌ عَنْ أَبي الأَحْوَصِ، وهذا حديثُ إبراهِيمَ عن أَشْعَثَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مَسْرُوقٍ قالَ: سَأَلْتُ عَائشةَ عَنْ صَلاةِ رَسُولِ الله ﷺ، فَقُلْتُ لَهَا أَيَّ حِينٍ كَانَ يُصَلِّي؟ قَالَتْ: كَانَ إِذَا سَمِعَ الصُّرَاخَ قَامَ فَصَلَّى.

١٣١٧- مسروق کہتے ہیں کہ میں نے ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ سے رسول اللہ ﷺ کی نماز کے متعلق پوچھا کہ آپ کس وقت نماز پڑھا کرتے تھے؟ تو انہوں نے کہا: آپ جب مرغ کی پکار سنتے تو اٹھ کھڑے ہوتے اور نماز پڑھتے تھے۔

فائدہ: مرغ بالعموم رات کے آخری سہ پہر ہی کو پکارتا ہے اور کبھی آدھی رات کو بھی آواز دے دیتا ہے۔

١٣١٨- حَدَّثَنا أَبُو تَوْبَةَ عَنْ إِبراهِيمَ ابنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبي سَلَمَةَ، عَنْ عَائشةَ قَالَتْ: مَا أَلْفَاهُ السَّحَرُ عِنْدِي إِلاَّ نَائِمًا تَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ.

١٣١٨- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ جب بھی میرے ہاں ہوتے تو سحری کے وقت سوئے ہوئے ہوتے تھے۔

توضیح: نبی علیہ السلام کا یہ سونا قیام اللیل کے بعد راحت کے لیے ہوتا تھا۔ بعض اوقات محض لیٹنا ہوتا اور بعض اوقات حضرت عائشہ ؓ سے گفتگو فرماتے۔ اور ممکن ہے کہ یہ لمبی راتوں کی بات ہو نہ کہ چھوٹی راتوں کی۔ علامہ قسطلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ قیام اللیل کے بعد آرام کرنا' بدن کو راحت دیتا اور جاگنے کی مشقت دور کرتا ہے علاوہ ازیں جسم کو نحیف بھی نہیں ہونے دیتا۔ بخلاف صبح تک جاگتے رہنے کے' اس سے کمزوری ہو جاتی ہے۔ (عون المعبود)

١٣١٩- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ عِيسَى: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ زَكَرِيَّا عنْ عِكْرِمَةَ بنِ عَمَّارٍ، عنْ مُحمَّدِ بنِ عَبْدِ الله الدُّؤَلِيِّ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ ابنِ أَخي حُذَيْفَةَ، عَنْ حُذَيْفَةَ قالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا حَزَبَهُ أَمْرٌ صَلَّى.

١٣١٩- حضرت حذیفہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کو جب کوئی غم لاحق ہوتا تو نماز پڑھنے لگتے تھے۔



---

١٣١٧ـ تخريج: أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب صلوة الليل وعدد ركعات النبي ﷺ في الليل ... الخ، ح: ٧٤١ عن هناد، والبخاري، التهجد، باب من نام عند السحر، ح: ١١٣٢ من حديث أبي الأحوص به.

١٣١٨ـ تخريج: أخرجه البخاري، التهجد، باب من نام عند السحر، ح: ١١٣٣ من حديث إبراهيم بن سعد، ومسلم، صلوة المسافرين، باب صلوة الليل وعدد ركعات النبي ﷺ في الليل، ح: ٧٤٢ من حديث سعد بن إبراهيم به.

١٣١٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٥/ ٣٨٨ من حديث يحيى بن زكريا به ※ محمد بن عبدالله الدؤلي مجهول الحال.

فائدہ: امام صاحب کی ترتیب سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ اس سے مراد رات کی نماز کا اہتمام ہے' ویسے یہ کسی بھی وقت سے خاص نہ ہوتی تھی' بشرطیکہ وقت کراہت نہ ہوتا۔

۱۳۲۰- حَدَّثَنا هِشَامُ بنُ عَمَّارٍ : حَدَّثَنا الْهِقْلُ بنُ زِيَادٍ السَّكْسَكِيُّ: حَدَّثَنا الأَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيَى بنِ أبي كَثِيرٍ، عَنْ أبي سَلَمَةَ قَال: سَمِعْتُ رَبِيعَةَ بنَ كَعْبٍ الأَسْلَمِيَّ يقولُ: كُنْتُ أَبِيتُ مَعَ رَسُولِ الله ﷺ آتِيهِ بِوَضُوئِهِ وَبِحَاجَتِهِ فَقَال: «سَلْنِي». فَقُلْتُ مُرَافَقَتَكَ في الْجَنَّةِ، قَال: «أَوَغَيْرَ ذَلِكَ؟» قُلْتُ: هُوَ ذَاكَ، قَال: «فَأَعِنِّي عَلَى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُودِ».

۱۳۲۰- حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رات گزارتا تھا' آپ کو وضو کا پانی اور دیگر ضروریات پیش کرتا تھا۔ (ایک بار) آپ نے فرمایا: ''مانگو......!'' میں نے عرض کیا: جنت میں آپ کی رفاقت (کا سائل ہوں۔) فرمایا: ''کوئی دوسری چیز؟'' میں نے عرض کیا: بس یہی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''تو تو اپنے اس مطلب کے لیے کثرتِ سجود سے میری مدد کر۔''

فائدہ: یعنی میں تیری سفارش کروں گا کہ تو میرے ساتھ جنت میں رہے مگر کثرت عبادت ضروری ہے۔ سجدے بہت کیا کرو۔ حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ کی منتہائے نظر پر زبان بے ساختہ عَش عَش کر اٹھتی ہے۔ رضي الله تعالی عنه وارضاه.

۱۳۲۱- حَدَّثَنا أَبُو كَامِلٍ: حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنا سَعِيدٌ عن قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بنِ مَالِكٍ في هذِهِ الآيَةِ: ﴿تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ﴾ [السجدة: ١٦] قَالَ: كَانُوا يَتَيَقَّظُونَ مَا بَيْنَ المَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ يُصَلُّونَ قالَ: وَكَانَ الْحَسَنُ يَقُولُ: قِيَامُ اللَّيْلِ.

۱۳۲۱- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اس آیت کریمہ: ﴿تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا وَّ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ﴾ ''ان کے پہلو بستروں سے دور رہتے ہیں' وہ اپنے رب کو خوف اور امید سے پکارتے ہیں اور جو ہم نے ان کو دیا اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔'' کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ یہ لوگ (صحابہ) مغرب اور عشاء کے درمیان جاگتے تھے' یعنی نماز پڑھتے تھے۔ اور جناب حسن بصری اس سے رات کا قیام (تہجد) مراد لیتے ہیں۔

۱۳۲۰- تخريج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب فضل السجود والحث عليه، ح: ٤٨٩ من حديث الهقل بن زياد به.

۱۳۲۱- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۳/ ۱۹ من حديث أبي داود به، وللحديث شواهد عند الترمذي، ح: ۳۱۹٦ وغيره * قتادة وسعيد بن أبي عروبة مدلسان وعنعنا.

١٣٢٢- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ المثَنَّى: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ سَعِيدٍ وَابنُ أَبِي عَدِيٍّ عنْ سعيدٍ، عنْ قَتَادَةَ، عنْ أَنسٍ في قَوْلِهِ: ﴿كَانُوا۟ قَلِيلًا مِّنَ ٱلَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ﴾ [الذاريات: ١٧] قالَ: كَانُوا يُصَلُّونَ فِيما بَيْنَ المَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ زَادَ في حَدِيثِ يَحْيى وَكَذَلِكَ ﴿تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ﴾.

۱۳۲۲-حضرت انس رضی اللہ عنہ نے آیت کریمہ: ﴿كَانُوا قَلِيلًا مِّنَ الَّيلِ مَا يَهجَعُونَ﴾ ”یہ لوگ رات میں بہت کم سوتے تھے۔“ کی تفسیر میں فرمایا کہ صحابۂ کرام مغرب اور عشاء کے مابین نماز پڑھا کرتے تھے۔ اور یحییٰ کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ آیت کریمہ ﴿تتجا فى جُنُوبُهُم﴾ سے بھی یہی مراد ہے۔

فائدہ: مذکورہ آیات میں قیام اللیل کی ترغیب ہے اور اس کے وقت میں توسیع ہے۔ اگر کوئی شخص مغرب اور عشاء کے درمیان نوافل پڑھے جیسا کہ صحابہ سے منقول ہے تو یہ بھی قیام اللیل میں شامل ہے۔ ترجیح اور افضلیت رات کے آخری حصے کو ہے۔

(المعجم ٢٣) - **باب افْتِتَاحِ صَلاَةِ اللَّيْلِ بِرَكْعَتَيْنِ** (التحفة ٣١٤)

**باب:۲۳- تہجد شروع کرتے وقت پہلے دو رکعتیں پڑھنا**

١٣٢٣- حَدَّثَنا الرَّبِيعُ بنُ نَافِعٍ أَبُو تَوْبَةَ: حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ حَيَّانَ عنْ هِشَامِ بنِ حَسَّانَ، عن ابن سِيرِينَ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ قَال: قَال رَسُولُ الله ﷺ: «إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ مِنَ اللَّيْلِ فَلْيُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ».

۱۳۲۳-حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی رات کو اٹھے تو چاہیے کہ (پہلے) دو ہلکی رکعتیں پڑھے۔“

١٣٢٤- حَدَّثَنا مَخْلَدُ بنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنا إِبْرَاهِيمُ يَعْنِي ابنَ خَالِدٍ عنْ رَبَاحٍ، عنْ مَعْمَرٍ، عنْ أَيُّوبَ، عن ابنِ سِيرِينَ، عنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قال: «إِذَا» - بِمَعْنَاهُ - زَادَ: «ثُمَّ لِيُطَوِّلْ بَعْدُ مَا شَاءَ».

۱۳۲۴-حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ”جب......“ اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا اور اس میں مزید کہا: ”پھر اس کے بعد جس قدر چاہے لمبی نماز پڑھے۔“

---

١٣٢٢_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٣/ ١٩ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق.

١٣٢٣_ تخريج: أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب صلوة النبي ﷺ ودعائه بالليل، ح: ٧٦٨ من حديث هشام ابن حسان به.

١٣٢٤_ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق.

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَىٰ هٰذَا الحَدِيثَ حَمَّادُ بنُ سَلَمَةَ وَزُهَيْرُ بنُ مُعَاوِيَةَ، وَجَمَاعَةٌ عن هِشَامٍ أَوْقَفُوهُ عَلَى أَبِي هُرَيْرَةَ، وَكَذٰلِكَ رَوَاهُ أَيُّوبُ وَابنُ عَوْنٍ أَوْقَفُوهُ عَلَى أَبِي هُرَيْرَةَ، وَرَوَاهُ ابنُ عَوْنٍ عنْ مُحَمَّدٍ قال: «فيهما تَجَوَّزْ».

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کو حماد بن سلمہ' زہیر بن معاویہ اور ایک جماعت نے ہشام بن محمد سے روایت کیا ہے' تو انہوں نے اس کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ پر موقوف کیا ہے۔ اور اسی طرح اس (حدیث) کو ایوب اور ابن عون نے روایت کیا ہے، تو انہوں نے بھی اس کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ پر موقوف کیا ہے۔ اور ابن عون' محمد بن سیرین سے روایت کرتے ہیں' تو اس میں ہے کہ ان دونوں (پہلی رکعات) کو مختصر رکھے۔

فائدہ: تہجد شروع کرتے ہوئے پہلی دو رکعتیں ہلکی اور مختصر پڑھنا مستحب ہے اور رسول اللہ ﷺ کے معمولات سے اسی طرح ثابت ہے۔ اس سے طبیعت میں نشاط آجاتی ہے۔ اور اس کے بعد جس قدر چاہے لمبی نماز پڑھتا رہے۔



١٣٢٥ - حَدَّثَنا ابنُ حَنْبَلٍ يَعْنِي أَحْمَدَ: حَدَّثَنا حَجَّاجٌ قال: قالَ ابنُ جُرَيْجٍ: أخبرَنِي عُثْمانُ بنُ أَبِي سُلَيْمانَ عنْ عَلِيٍّ الأَزْدِيِّ، عنْ عُبَيْدِ بنِ عُمَيْرٍ، عنْ عَبْدِ الله ابنِ حُبْشِيٍّ الْخَثْعَمِيِّ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سُئِلَ أَيُّ الأَعْمَالِ أَفْضَلُ؟ قالَ: «طُولُ الْقِيَامِ».

١٣٢٥- حضرت عبداللہ بن حبشی خثعمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ سے پوچھا گیا: کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: "(نماز میں) لمبا قیام۔"

فائدہ: اور اس کا مسنون ادب یہ ہے کہ پہلی دو رکعتیں ہلکی ہوں اور یہ حدیث بالتفصیل آگے آرہی ہے۔ (حدیث:۱۴۴۹)

## (المعجم ٢٤) - باب صَلَاةِ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى (التحفة ٣١٥)

## باب:۲۴- رات کی نماز دو دو رکعت کر کے پڑھنا

١٣٢٦ - حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عنْ مَالِكٍ، عنْ نَافِعٍ وَعَبْدِ الله بنِ دِينَارٍ، عنْ عَبْدِ الله بنِ

١٣٢٦- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے رات کی نماز کے

١٣٢٥ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الزكوة، باب جهد المقل، ح: ٢٥٢٧ من حديث حجاج بن محمد به، وهو في مسند أحمد: ٣/ ٤١١، ٤١٢.

١٣٢٦ـ تخريج: أخرجه البخاري، الوتر، باب ماجاء في الوتر، ح: ٩٩٠، ومسلم، صلوٰة المسافرين، باب صلوٰة الليل مثنٰى مثنٰى . . . الخ، ح: ٧٤٩ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٢٣.

عُمَرَ: أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ صَلَاةِ اللَّيْلِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنَىٰ مَثْنَىٰ فَإِذَا خَشِيَ أَحَدُكُمُ الصُّبْحَ صَلَّى رَكْعَةً وَاحِدَةً تُوتِرُ لَهُ مَا قَدْ صَلَّى».

بارے میں پوچھا' تو آپ نے فرمایا: ''رات کی نماز دو دو رکعت ہے۔ جب تم میں سے کسی کو صبح ہو جانے کا اندیشہ ہو تو ایک رکعت پڑھ لے۔ یہ اس کی پڑھی ہوئی نماز کو وتر بنا دے گی۔''

(المعجم ٢٥) - **باب رَفْعِ الصَّوْتِ بِالْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ اللَّيْلِ** (التحفة ٣١٦)

باب: ٢٥- رات کی نماز میں قراءت جہری کرنا

١٣٢٧- **حَدَّثَنا** مُحَمَّدُ بنُ جَعْفَرٍ الْوَرَكَانِيُّ: حَدَّثَنا ابنُ أَبِي الزِّنَادِ عن عَمْرِو بن أبي عَمْرٍو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عن ابن عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَتْ قِرَاءَةُ النَّبِيِّ ﷺ على قَدْرِ مَا يَسْمَعُهُ مَنْ فِي الْحُجْرَةِ وَهُوَ فِي الْبَيْتِ.

١٣٢٧- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ (رات کی نماز میں) نبی ﷺ کی قراءت اس قدر (بلند) ہوتی تھی کہ صحن میں بیٹھا آدمی سن سکتا تھا جبکہ آپ گھر میں (یعنی کمرے میں) ہوتے تھے۔

١٣٢٨- **حَدَّثَنا** مُحَمَّدُ بنُ بَكَّارِ بنِ الرَّيَّانِ: حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ بنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عِمْرَانَ بنِ زَائِدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عن أَبِي خَالِدٍ الْوَالِبِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ: كَانَتْ قِرَاءَةُ النَّبِيِّ ﷺ بِاللَّيْلِ يَرْفَعُ طَوْرًا وَيَخْفِضُ طَوْرًا.

١٣٢٨- حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ رات کو کبھی بلند آواز سے اور کبھی دھیمی آواز سے قراءت کرتے تھے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: أَبُو خَالِدٍ الْوَالِبِيُّ اسْمُهُ هُرْمُزُ.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ ابوخالد والبی کا نام ہرمز ہے۔

١٣٢٩- **حَدَّثَنا** مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ:

١٣٢٩- حضرت ابوقتادہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک

---

١٣٢٧- **تخريج**: **[إسناده حسن]** أخرجه أحمد: ١/ ٢٧١، والترمذي في الشمائل، ح: ٣٢١ من حديث عبدالرحمٰن بن أبي الزناد به.

١٣٢٨- **تخريج**: **[إسناده حسن]** وصححه ابن خزيمة، ح: ١١٥٩، وابن حبان، ح: ٦٥٧، والحاكم: ١/ ٣١٠، ووافقه الذهبي.

١٣٢٩- **تخريج**: **[إسناده حسن]** أخرجه الترمذي، الصلوٰة، باب ماجاء في القراءة بالليل، ح: ٤٤٧ من حديث ◀◀

حَدَّثَنا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عن النَّبِيِّ ﷺ؛ ح: وَحدثنا الْحَسَنُ بنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ إسْحَاقَ: أخبرنا حَمَّادُ بنُ سَلَمَةَ عن ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ الله بنِ رَبَاحٍ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ لَيْلَةً فَإِذَا هُوَ بِأَبِي بَكْرٍ يُصَلِّي يَخْفِضُ مِنْ صَوْتِهِ. قَال: وَمَرَّ بِعُمَرَ بنِ الخَطَّابِ وَهُوَ يُصَلِّي رَافِعًا صَوْتَهُ. قال: فَلَمَّا اجْتَمَعَا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ قال النَّبِيُّ ﷺ: «ياأبا بَكْرٍ! مَرَرْتُ بِكَ وَأَنْتَ تُصَلِّي تَخْفِضُ صَوْتَكَ؟» قَال: قَدْ أَسْمَعْتُ مَنْ نَاجَيْتُ يَارسولَ الله! - قال -: وَقال لِعُمَرَ: «مَرَرْتُ بِكَ وَأَنْتَ تُصَلِّي رافِعًا صَوْتَكَ؟». قال: فَقال: يَارسولَ الله! أُوقِظُ الْوَسْنانَ وَأَطْرُدُ الشَّيْطَانَ.

رات نبی ﷺ نکلے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے‘ وہ نماز پڑھ رہے تھے اور ان کی آواز دھیمی تھی۔ اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے‘ وہ بھی نماز پڑھ رہے تھے‘ ان کی آواز بلند تھی۔ جب وہ دونوں نبی ﷺ کے پاس اکٹھے ہوئے تو آپ نے فرمایا: ”اے ابوبکر! میں تمہارے پاس سے گزرا‘ تم نماز پڑھ رہے تھے اور تمہاری آواز دھیمی تھی؟“ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے جس سے مناجات کی اسے سنایا۔ پھر آپ نے عمر سے کہا: ”میں تمہارے پاس سے گزرا‘ تم بلند آواز سے نماز پڑھ رہے تھے؟“ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں سوتے کو جگا رہا تھا اور شیطان کو بھگا رہا تھا۔

زَادَ الْحَسَنُ فِي حَدِيثِهِ: فَقَال النَّبِيُّ ﷺ: «يَاأبا بَكْرٍ! ارْفَعْ مِنْ صَوْتِكَ شَيْئًا»، وَقَالَ لِعُمَرَ: «اخْفِضْ مِنْ صَوْتِكَ شَيْئًا».

حسن نے اپنی روایت میں اضافہ کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”ابوبکر! اپنی آواز کچھ بلند کیا کرو۔“ اور عمر سے فرمایا: ”تم اپنی آواز کچھ دھیمی رکھا کرو۔“



**فوائد ومسائل:** ① رسول اللہ ﷺ معلم کتاب وحکمت اور مزکی نفوس وقلوب تھے‘ اس لیے اپنے اصحاب کرام کے احوال کا جائزہ لیتے رہتے تھے‘ لہٰذا اساتذہ اور مربی وداعی حضرات کو اپنے زیر درس وتربیت طلبہ کا ہر حال میں خیال رکھنا چاہیے۔ ② حضرات صاحبین رضی اللہ عنہما کی حسن نیت کمال درجے کی تھی‘ مگر رسول اللہ ﷺ کا اپنا معمول ان دونوں کا جامع تھا جس کا ذکر قرآن میں ہے: ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذَٰلِكَ

◄◄ يحيى بن إسحاق به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١١٦١، وابن حبان، ح: ٦٥٦، والحاكم: ١/ ٣١٠ على شرط مسلم، ووافقه الذهبي.

سَبِيلًا ﴾(الاسراء:١١٠) ''اپنی نماز کی قراءت نہ تو بہت (بلند) آواز سے کریں اور نہ بالکل آہستہ' بلکہ ان دونوں کے مابین کی راہ اختیار کریں۔'' اور بقول علامہ طیبی رسول اللہ ﷺ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ مناجاتِ رَبّانی کے مقام سے ذرا نیچے رہ کر اپنی قراءت سے مخلوق کو بھی فائدہ دو۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ افادۂ مخلوق کے مقام سے قدرے بلند ہو کر مناجاتِ رَبّانی سے بھی حظ حاصل کرو۔ ③ اللہ کی رحمتوں کے حصول اور شیطان کو بھگانے اور اس کے شر سے محفوظ رہنے کا بہترین نسخہ نماز پڑھنا اور قرآن کریم کی تلاوت ہے۔

١٣٣٠- حَدَّثَنا أَبُو حُصَيْنِ بنُ يَحْيَى الرَّازِيُّ: حَدَّثَنا أَسْبَاطُ بنُ مُحمَّدٍ عنْ مُحمَّدِ بنِ عَمْرٍو، عنْ أَبي سَلَمَةَ، عنْ أَبي هُرَيْرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ بِهَذِهِ الْقِصَّةِ لَمْ يَذْكُرْ: فَقالَ لِأَبِي بَكْرٍ: «ارْفَعْ شَيْئًا» وَلَا لِعُمَرَ: «اخْفِضْ شَيْئًا».

١٣٣٠- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے یہی قصہ بیان کرتے ہیں مگر اس حدیث میں یہ نہیں ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا: ''اپنی آواز قدرے اونچی کرو۔'' اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: ''اپنی آواز کچھ دھیمی رکھو۔''

زَادَ: «وَقَدْ سَمِعْتُكَ يَابِلَالُ! وَأَنْتَ تَقْرَأُ مِنْ هٰذِهِ السُّورَةِ وَمِنْ هٰذِهِ السُّورَةِ» قَالَ: كَلَامٌ طَيِّبٌ يَجْمَعُهُ اللهُ بَعْضَهُ إِلَى بَعْضٍ، فَقالَ النَّبِيُّ ﷺ: «كُلُّكُمْ قَدْ أَصَابَ».

اس روایت میں مزید یہ ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''میں نے سنا تم کچھ اس سورت سے اور کچھ اس سورت سے پڑھ رہے تھے۔'' انہوں نے کہا: یہ ایک عمدہ کلام ہے۔ اللہ نے اس کے بعض کو بعض کے ساتھ جمع فرما دیا ہے تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم سب نے درست کیا۔''

١٣٣١- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عنْ هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عنْ عُرْوَةَ، عنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَجُلًا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَقَرَأَ فَرَفَعَ صَوْتَهُ بِالْقُرْآنِ فَلَمَّا أَصْبَحَ قَال رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَرْحَمُ اللهُ فُلَانًا كَأَيِّنْ مِنْ آيَةٍ أَذْكَرَنِيهَا اللَّيْلَةَ كُنْتُ قَدْ أُسْقِطْتُهَا».

١٣٣١- سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک شخص رات کو اٹھا اور قراءت کرنے لگا اور اپنی آواز بلند رکھی۔ جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ فلاں پر رحم فرمائے! اس نے آج رات مجھے کتنی ہی آیتیں یاد دلا دیں جن میں مجھے ذہول ہو رہا تھا۔''



١٣٣٠- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٣/ ١١ من حديث أبي داود به.

١٣٣١- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ٣/ ١٢ من حديث حماد بن سلمة به، ورواه البخاري، ح: ٢٦٥٥، ومسلم، ح: ٧٨٨ من حديث هشام بن عروة به.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ هَارُونُ النَّحْوِيُّ عَنْ حَمَّادِ بنِ سَلَمَةَ فِي سُورَةِ آلِ عِمْرَانَ فِي الحُرُوفِ: ﴿وَكَأَيِّن مِّن نَّبِيٍّ﴾ [آل عمران: ١٤٦].

امام ابوداود کہتے ہیں کہ اس کو ہارون نحوی نے حماد بن سلمہ سے بیان کیا تو سورۂ آل عمران کی آیت ﴿وَكَأَيِّن مِّن نَّبِيٍّ﴾ نقل کی۔

توضیح: امام اسماعیل فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا قرآن کو بھولنا دوطرح سے ہوسکتا ہے۔ایک عارضی' دوسرا دائمی۔ عارضی نسیان بنی آدم کی طبائع میں فطرتاً رکھا گیا ہے' اس میں رسول اللہ ﷺ بھی شامل ہیں۔نماز کی رکعات بھول جانے پر آپ فرماتے ہیں: [إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ أَنْسٰى كَمَا تَنْسَوْنَ] (صحیح بخاری' الصلاۃ' حدیث:٤٠١ وصحیح مسلم' المساجد' حدیث:٥٧٢) ''میں بشر ہوں' جیسے تم بھولتے ہو میں بھی بھول جاتا ہوں۔'' اور اس قسم کے نسیان کا ازالہ ہو جاتا ہے' کبھی ازخود اور کبھی دوسرے کے یاد دلانے سے اور اللہ عزوجل نے حفاظتِ قرآن کا ذمہ لیا ہوا ہے۔ارشاد ربانی ہے: ﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾ (الحجر:٩) ''ہم نے اس ذکر کو نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔'' نسیان کی دوسری قسم یہ ہے کہ آپ کے سینے سے ان آیات کا حفظ بالکلیہ ختم کر دیا جائے۔ یہ نسخ کی ایک قسم اور صورت ہے۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰى ○ إِلَّا مَاشَاءَ اللّٰهُ﴾ (الاعلیٰ: ٦'٧) ''ہم آپ کو پڑھائیں گے' پھر آپ بھولیں گے نہیں' مگر جو اللہ چاہے۔'' دوسری جگہ فرمایا: ﴿مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا أَوْ مِثْلِهَا﴾ (البقرہ:١٠٦) ''جب کوئی آیت ہم منسوخ کریں یا بھلوا دیں تو اس سے بہتر یا اس جیسی لے آئیں گے۔'' حدیث میں جس نسیان کا ذکر ہے وہ پہلی صورت ہے جو کوئی عیب نہیں۔ (بذل المجهود)

١٣٣٢- حَدَّثَنَا الحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ: أخبرنا مَعْمَرٌ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بنِ أُمَيَّةَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قال: اعْتَكَفَ رَسُولُ الله ﷺ فِي المَسْجِدِ فَسَمِعَهُمْ يَجْهَرُونَ بِالْقِرَاءَةِ. فَكَشَفَ السِّتْرَ وَقَالَ: «أَلَا إِنَّ كُلَّكُمْ مُنَاجٍ رَبَّهُ، فَلَا يُؤْذِيَنَّ بَعْضُكُمْ بَعْضًا. وَلَا يَرْفَعْ بَعْضُكُم عَلٰى بَعْضٍ فِي الْقِرَاءَةِ» أَوْ قَالَ:

١٣٣٢- حضرت ابوسعید (خدری) ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں اعتکاف فرمایا۔آپ نے لوگوں کو سنا کہ وہ اونچی آواز سے قراءت کر رہے ہیں۔آپ نے پردہ ہٹایا اور فرمایا: ''خبردار! تم بلاشبہ سب کے سب اپنے رب سے مناجات کر رہے ہو مگر کوئی دوسرے کو ہرگز ایذا نہ دے اور قراءت میں اپنی آواز دوسرے پر بلند نہ کرے۔'' یا فرمایا: ''نماز میں (اپنی آواز بلند نہ کرے۔'')

١٣٣٢_ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٩٤ عن عبدالرزاق به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١١٦٢، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ٤٢١٦، ومسند أحمد: ٣/ ٩٤.

«فِي الصَّلَاةِ».

فائدہ: نمازی اور غیر نمازی کو اپنے اردگرد اور ماحول کا خیال رکھتے ہوئے قراءت قرآن میں اپنی آواز بلند کرنی چاہیے۔ اس کا قطعاً جواز نہیں کہ کوئی شخص دوسرے کیلئے عبادت میں اذیت کا باعث بنے۔ اس سے ضمناً یہ بھی سمجھ میں آتا ہے کہ مساجد میں کسی معقول وجہ کے بغیر لاؤڈ سپیکر کا استعمال مناسب نہیں۔ ایسے ہی گھروں میں ریڈیو اور ٹیپ کی آواز سے ہمسایوں کو اذیت دینا بھی جائز نہیں ہے۔

١٣٣٣ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ عن بَحِيرِ بنِ سَعْدٍ، عَنْ خَالِدِ بنِ مَعْدَانَ، عن كَثِيرِ بنِ مُرَّةَ الْحَضْرَمِيِّ، عن عُقْبَةَ بنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ قالَ: قال رَسُولُ الله ﷺ: «الْجَاهِرُ بِالْقرآنِ كَالْجَاهِرِ بِالصَّدَقَةِ وَالمُسِرُّ بِالْقُرآنِ كَالمُسِرِّ بِالصَّدَقَةِ».

١٣٣٣- حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قرآن کو اونچی آواز سے پڑھنے والا ایسے ہے جیسے کوئی دکھا کر صدقہ کرے۔ اور دھیمی آواز سے قرآن پڑھنے والا ایسے ہے جیسے کوئی مخفی طور پر صدقہ دے۔''

فائدہ: یعنی انسان کی نیت کے مطابق اس کو اجر ملتا ہے۔ اگر قراءت میں آواز بلند کرنے سے دوسروں کو ترغیب دینا مقصود ہو تو یقیناً مباح اور مطلوب و ماجور ہے ورنہ نہیں۔

## (المعجم ٢٦) - بَابٌ: فِي صَلَاةِ اللَّيْلِ (التحفة ٣١٧)

## باب:٢٦- رات کی نماز (تہجد) کا بیان

١٣٣٤ - حَدَّثَنَا ابنُ المُثَنَّى: حَدَّثَنا ابنُ أَبِي عَدِيٍّ عن حَنْظَلَةَ، عن الْقَاسِمِ بنِ مُحَمَّدٍ، عن عَائشَةَ قالَتْ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ عَشْرَ رَكَعَاتٍ وَيُوتِرُ بِسَجْدَةٍ وَيَسْجُدُ سَجْدَتَي الْفَجْرِ فَذَلِكَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً.

١٣٣٤- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات میں دس رکعتیں پڑھا کرتے' اور ایک رکعت وتر پڑھتے۔ اور (بعد ازاں) دو رکعتیں فجر کی پڑھتے۔ اس طرح یہ کل تیرہ رکعات ہوئیں۔

---

١٣٣٣ـ تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، فضائل القرآن، باب٢٠، ح: ٢٩١٩ من حديث إسماعيل بن عياش به، وقال: "حسن غريب"، وصححه ابن حبان، ح:٦٥٨، ١٧٩١.

١٣٣٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، التهجد، باب:كيف صلوة النبي ﷺ؟ ... الخ، ح: ١١٤٠، ومسلم، صلوة المسافرين، باب صلوة الليل وعدد ركعات النبي ﷺ في الليل ... الخ، ح:٧٣٨/ ١٢٨ من حديث حنظلة به.

فائدہ: فجر کی سنتوں کو بھی بعض روایات میں رات کی نماز میں شمار کیا گیا ہے۔ اس لیے کہ یہ اوّل وقت میں پڑھی جاتی تھیں اور وتروں کے ساتھ گویا متصل ہوتی تھیں۔ اس طرح رات کی نماز کی تعداد تیرہ ہو جاتی ہے۔ تاہم زیادہ روایات میں یہ تعداد گیارہ ہی بیان ہوئی ہے' یعنی ان میں فجر کی دو سنتیں شامل نہیں کی گئیں۔

**١٣٣٥- حَدَّثَنا** الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن عُرْوَةَ بنِ الزُّبَيْرِ، عنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ رَسولَ الله ﷺ كانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ إحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُوتِرُ مِنْهَا بِوَاحِدَةٍ فَإِذَا فَرَغَ مِنْهَا اضْطَجَعَ عَلَى شِقِّهِ الأَيْمَنِ.

**١٣٣٥-** سیدہ عائشہ ؓ زوجہ نبی ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کو گیارہ رکعات پڑھا کرتے تھے۔ ان میں سے ایک رکعت وتر ہوتی۔ ان سے فارغ ہونے کے بعد آپ اپنی دائیں کروٹ پر لیٹ جاتے تھے۔

**١٣٣٦- حَدَّثَنا** عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ إبراهِيمَ وَنَصْرُ بنُ عَاصِمٍ - وَهٰذَا لَفْظُهُ - قالَا: حَدَّثَنا الْوَلِيدُ: حَدَّثَنا الأَوْزَاعِيُّ - وَقال نَصْرٌ: عن ابنِ أبي ذِئْبٍ وَالأَوْزَاعِيِّ - عن الزُّهْرِيِّ، عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يُصَلِّي فيمَا بَيْنَ أَنْ يَفْرُغَ مِنْ صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِلَى أَنْ يَنْصَدِعَ الْفَجْرُ إحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُسَلِّم مِنْ كُلِّ ثِنْتَيْنِ، وَيُوتِرُ بواحِدَةٍ، وَيَمْكُثُ في سُجُودِهِ قَدْرَ مَا يَقْرَأُ أَحَدُكُمْ خَمْسِينَ آيَةً قَبْلَ أَنْ يَرْفَعَ رَأْسَهُ، فَإِذَا سَكَتَ المُؤَذِّنُ بالأُولى مِنْ صلَاةِ الْفَجْرِ قَامَ فَرَكَعَ

**١٣٣٦-** حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز عشاء سے فارغ ہونے کے بعد سے فجر طلوع ہونے کے درمیان میں گیارہ رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ ہر دو رکعتوں پر سلام کہتے اور ایک رکعت وتر پڑھتے۔ آپ اپنے سجدے میں اتنی دیر رہتے کہ جس میں تم پچاس آیتیں پڑھ لو۔ اور مؤذن جب فجر کی اذان کہتا' آپ اٹھ کر ہلکی ہلکی دو رکعتیں پڑھتے' پھر اپنی دائیں کروٹ پر لیٹ جاتے حتٰی کہ مؤذن آ جاتا۔



**١٣٣٥_ تخريج:** أخرجه مسلم، صلٰوة المسافرين، باب صلٰوة الليل وعدد ركعات النبي ﷺ في الليل . . . الخ، ح: ٧٣٦ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٢٠.

**١٣٣٦_ تخريج: [صحيح]** أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في كم يصلي بالليل، ح: ١٣٥٨ عن عبدالرحمٰن بن إبرهيم به، وانظر الحديث الآتي.

رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ، ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلَى شِقِّهِ الأَيْمَنِ حَتَّى يَأْتِيَهُ الْمُؤَذِّنُ.

١٣٣٧- حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني ابنُ أبي ذِئْبٍ وَعمْرُو بنُ الْحَارِثِ وَيُونُسُ بنُ يَزِيدَ؛ أَنَّ ابنَ شِهَابٍ أَخْبَرَهُمْ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ قال: وَيُوتِرُ بِوَاحِدَةٍ وَيَسْجُدُ سَجْدَةً قَدْرَ مَا يَقْرَأُ أَحَدُكُمْ خَمْسِينَ آيَةً قَبْلَ أَنْ يَرْفَعَ رَأْسَهُ فإِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ مِنْ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَتَبَيَّنَ لَهُ الْفَجْرُ وَسَاقَ مَعْنَاهُ. قَالَ: وَبَعْضُهُمْ يَزِيدُ عَلَى بَعْضٍ.

۱۳۳۷- ابن شہاب نے اپنی سابقہ سند سے اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔ اس میں ہے: آپ ایک رکعت وتر پڑھتے اور سجدے میں اتنی دیر رہتے کہ تم میں سے ایک شخص پچاس آیتیں پڑھ لے۔ اور مؤذن جب اذان فجر سے فارغ ہوتا اور فجر واضح طور پر طلوع ہو چکی ہوتی۔ اور مذکورہ حدیث کے ہم معنی بیان کیا' البتہ رواۃ ایک دوسرے سے کچھ اضافے سے بیان کرتے ہیں۔



١٣٣٨- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا وُهَيْبٌ: حَدَّثَنا هِشَامُ بنُ عُرْوَةَ عن أبِيهِ، عن عَائشةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً يُوتِرُ مِنْهَا بِخَمْسٍ لا يَجْلِسُ فِي شَيْءٍ مِنَ الْخَمْسِ حَتَّى يَجْلِسَ في الآخِرَةِ فَيُسَلِّمَ.

۱۳۳۸- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات میں تیرہ رکعت پڑھتے' ان میں سے پانچ رکعت وتر ہوتیں۔ آپ ان پانچوں رکعات میں کسی میں بھی (تشہد) نہ بیٹھتے۔ بلکہ آخر ہی میں بیٹھتے اور سلام پھیرتے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ ابنُ نُمَيْرٍ عَنْ هِشَامٍ نَحْوَهُ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ اس روایت کو ابن نمیر نے ہشام سے مذکورہ بالا حدیث کی مانند بیان کیا ہے۔

١٣٣٩- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ،

۱۳۳۹- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ سے منقول ہے

---

١٣٣٧ـ تخريج: أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب صلوة الليل وعدد ركعات النبي ﷺ في الليل . . . الخ، ح: ٧٣٦ من حديث عبدالله بن وهب به.

١٣٣٨ـ تخريج: أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب صلوة الليل وعدد ركعات النبي ﷺ في الليل . . . الخ، ح: ٧٣٧ من حديث هشام بن عروة به.

١٣٣٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، التهجد، باب ما يقرأ في ركعتي الفجر، ح: ١١٧٠ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٢١.

عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عن أبيهِ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يُصَلِّي بِاللَّيْلِ ثَلاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً ثُمَّ يُصَلِّي إِذَا سَمِعَ النِّدَاءَ بِالصُّبْحِ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ.

کہ رسول اللہ ﷺ رات کو تیرہ رکعات پڑھا کرتے' پھر جب صبح کی اذان سنتے تو ہلکی سی دو رکعتیں پڑھتے۔

فائدہ: یہ تیرہ رکعتیں' ان مختصر دو رکعتوں کو ملا کر ہوتی ہیں جو قیام اللیل (نماز تہجد) کے آغاز میں بعض دفعہ نبی ﷺ پڑھا کرتے تھے۔ درج ذیل روایت میں بھی یہی بیان کیا گیا ہے۔

١٣٤٠- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ وَمُسْلِمُ بنُ إبراهِيمَ قالَا: حَدَّثَنا أَبَانٌ عن يَحْيَى، عن أبي سَلَمَةَ، عن عَائِشَةَ: أَنَّ نَبِيَّ الله ﷺ كانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ ثَلاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً كَانَ يُصَلِّي ثَمانِيَ رَكَعَاتٍ وَيُوتِرُ بِرَكْعَةٍ ثُمَّ يُصَلِّي. - قالَ مُسْلِمٌ: بَعْدَ الْوِتْرِ ثُمَّ اتَّفَقَا - رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ قَاعِدٌ، فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ قَامَ فَرَكَعَ، وَيُصَلِّي بَيْنَ أَذَانِ الْفَجْرِ وَالإِقَامَةِ رَكْعَتَيْنِ.

۱۳۴۰- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ رات کو تیرہ رکعات پڑھا کرتے۔ آپ (پہلے) آٹھ رکعات پڑھتے' پھر ایک رکعت وتر پڑھتے۔ اس کے بعد بیٹھ کر دو رکعتیں پڑھتے۔ جب آپ کا ارادہ ہوتا کہ رکوع کریں تو کھڑے ہو کر رکوع کرتے۔ پھر اذان فجر اور اقامت کے مابین دو رکعتیں پڑھتے۔

١٣٤١- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن سَعِيدِ بنِ أبي سَعِيدٍ المَقْبُرِيِّ، عن أبي سَلَمَةَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ: كَيْفَ كَانَتْ صَلَاةُ رَسُولِ الله ﷺ فِي رَمَضَانَ؟ فَقَالَتْ: مَا كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَزِيدُ فِي

۱۳۴۱- ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے حضرت عائشہ ؓ سے پوچھا کہ رمضان میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کیسے ہوتی تھی؟ تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ رمضان یا غیر رمضان میں گیارہ رکعات سے زیادہ نہ پڑھا کرتے تھے۔ آپ چار رکعتیں پڑھتے' مت پوچھو کہ وہ کتنی عمدہ اور کتنی طویل ہوتی تھیں! پھر چار رکعتیں پڑھتے' مت



١٣٤٠ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، صلٰوة المسافرين، باب صلوة الليل وعدد ركعات النبي ﷺ في الليل ... الخ، ح: ٧٣٨ من حديث يحيى بن أبي كثير به، وصرح بالسماع.

١٣٤١ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، التهجد، باب قيام النبي ﷺ بالليل في رمضان وغيره، ح: ١١٤٧، ومسلم، صلٰوة المسافرين، باب صلٰوة الليل وعدد ركعات النبي ﷺ في الليل ... الخ، ح: ٧٣٧ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٢٠.

رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهِ عَلَى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً، يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ، ثُمَّ يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ، ثُمَّ يُصَلِّي ثَلَاثًا. قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! أَتَنَامُ قَبْلَ أَنْ تُوتِرَ؟ فَقَالَ: «يَاعَائِشَةُ! إِنَّ عَيْنَيَّ تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي».

پوچھو کہ وہ کتنی عمدہ اور کتنی طویل ہوتی تھیں! (یعنی انتہائی ٹھہراؤ اور اطمینان سے پڑھتے اور قراءت از حد طویل ہوتی تھی۔) پھر تین رکعات پڑھتے۔ حضرت عائشہ ؓ کہتی ہیں کہ میں نے آپ سے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ وتروں سے پہلے سو جاتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''اے عائشہ! میری آنکھیں سوتی ہیں، مگر دل نہیں سوتا۔''

**فوائد ومسائل:** ① نبی ﷺ کا قیام اللیل دو دو رکعات اور چار چار رکعات دونوں طرح ثابت ہے۔ تاہم آپ کا اکثر معمول دو دو رکعت پڑھنے کا تھا۔ ② حضرت عائشہ ؓ کا خصوصیت سے یہ بتانا کہ آپ رمضان اور غیر رمضان میں کبھی بھی گیارہ رکعات سے زیادہ نہ پڑھتے تھے، ان لوگوں پر تعریض ہے، جنہوں نے رمضان میں قیام اللیل کی رکعات میں اضافہ کرنا شروع کر دیا تھا، مگر انہوں نے یہ بھی بیان کیا کہ آپ کا قیام، رکوع اور سجود بھی بہت لمبا ہوتا تھا۔ اس لیے عاملین بالسنہ پر لازم ہے کہ دونوں امور کا اہتمام کیا کریں، عدد کا بھی اور کیفیت کا بھی۔ ③ رسول اللہ ﷺ کی خصوصیت تھی کہ سونے سے بے وضو نہیں ہوتے تھے۔ اور نبی کا دل کسی بھی وقت غافل نہیں ہوتا کیونکہ وہ مہبط وحی ہوتا ہے۔ اور یہ سوال کہ آپ اور آپ کے صحابہ سفر میں فجر کی نماز کے وقت سوتے رہ گئے تھے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ طلوع فجر کا تعلق آنکھ کے دیکھنے سے ہے نہ کہ دل کی معرفت سے۔ ④ حضرت عائشہ ؓ کے سوال جواب سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ عام لوگوں کو وتروں سے پہلے نہیں سونا چاہیے کہ کہیں رہ نہ جائیں اور رسول اللہ ﷺ کا معاملہ خاص ہے۔

١٣٤٢- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ: حدثنا قَتَادَةُ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ قَالَ: طَلَّقْتُ امْرَأَتِي فَأَتَيْتُ الْمَدِينَةَ لِأَبِيعَ عَقَارًا كَانَ لِي بِهَا فَأَشْتَرِيَ بِهِ السِّلَاحَ وَأَغْزُوَ فَلَقِيتُ نَفَرًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالُوا: قَدْ أَرَادَ نَفَرٌ مِنَّا سِتَّةٌ أَنْ يَفْعَلُوا ذٰلِكَ فَنَهَاهُمُ النَّبِيُّ ﷺ، وَقَالَ: «لَكُمْ

۱۳۴۲-سعد بن ہشام کہتے ہیں کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی اور مدینے چلا آیا تاکہ یہاں کی اپنی جائیداد فروخت کر کے اسلحہ وغیرہ خرید لوں اور جہاد کے لیے نکل جاؤں۔ چنانچہ میں بعض صحابۂ کرام سے ملا تو انہوں نے بتایا کہ ہم میں سے چھ آدمیوں نے ایسے ہی کرنا چاہا تھا، مگر نبی ﷺ نے ان کو منع فرما دیا تھا۔ اور فرمایا: ''تمہارے لیے اللہ کے رسول میں بہترین نمونہ

١٣٤٢- **تخريج**: أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب جامع صلوة الليل ومن نام عنه أو مرض، ح: ٧٤٦ من حديث قتادة به.

فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ» فَأَتَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَسَأَلْتُهُ عن وِتْرِ النَّبِيِّ ﷺ؟ فقال: أَدُلُّكَ عَلٰى أَعْلَمِ النَّاسِ بِوِتْرِ رَسُولِ اللهِ ﷺ: فَأْتِ عَائِشَةَ فَأَتَيْتُهَا فَاسْتَتْبَعْتُ حَكِيمَ بنَ أَفْلَحَ فَأَبٰى فَنَاشَدْتُهُ فَانْطَلَقَ مَعِي، فَاسْتَأْذَنَّا عَلٰى عَائِشَةَ، فَقَالَتْ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: حَكِيمُ بنُ أَفْلَحَ قالَتْ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قال: سَعْدُ بنُ هِشَامٍ، قالَتْ: هِشَامُ بنُ عَامِرٍ الَّذِي قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ؟ قالَ: قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَتْ: نِعْمَ الْمَرءُ كَانَ عَامِرًا. قال: قُلْتُ: ياأُمَّ الْمُؤْمِنِينَ! حَدِّثِينِي عَنْ خُلُقِ رَسُولِ اللهِ ﷺ قالَتْ: أَلَسْتَ تَقْرَأُ الْقُرْآنَ فَإِنَّ خُلُقَ رَسُولِ اللهِ ﷺ كَانَ الْقُرْآنَ. قال: قُلْتُ: حَدِّثِينِي عَنْ قِيَامِ [رَسُولِ اللهِ ﷺ] بِاللَّيْلِ قالَتْ: أَلَسْتَ تَقْرَأُ ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلْمُزَّمِّلُ﴾؟ قالَ: قُلْتُ: بَلٰى، قالَتْ: فإِنَّ أَوَّلَ هَذِهِ السُّورَةِ نَزَلَتْ، فَقامَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللهِ ﷺ حَتَّى انْتَفَخَتْ أَقْدَامُهُمْ وَحُبِسَ خَاتِمَتُهَا فِي السَّمَاءِ اثْنَي عَشَرَ شَهْرًا، ثُمَّ نَزَلَ آخِرُهَا، فَصَارَ قِيَامُ اللَّيْلِ تَطَوُّعًا بَعْدَ فَرِيضَةٍ، قالَ: قُلْتُ: حَدِّثِينِي عَنْ وِتْرِ النَّبِيِّ ﷺ؟ قَالت: كَانَ يُوتِرُ بثَمانِي رَكَعَاتٍ، لَا يَجْلِسُ إِلَّا فِي الثَّامِنَةِ، ثُمَّ يَقُومُ فَيُصَلِّي رَكْعَةً أُخْرَى، لا يَجْلِسُ إِلَّا فِي الثَّامِنَةِ وَالتَّاسِعَةِ، وَلَا يُسَلِّمُ إِلَّا فِي التَّاسِعَةِ، ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ،

ہے۔'' چنانچہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا۔ میں نے ان سے نبی ﷺ کے وتروں کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے کہا: میں تمہیں وہ شخصیت بتاتا ہوں جو رسول اللہ ﷺ کے وتروں کے متعلق سب سے زیادہ باخبر ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس چلے جاؤ۔ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں آیا اور حکیم بن افلح کو اپنے ساتھ چلنے کو کہا' انہوں نے انکار کیا۔ میں نے ان کو قسم دی تو وہ میرے ساتھ چل پڑے۔ ہم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات کی اجازت چاہی تو انہوں نے پوچھا: کون ہو؟ کہا: حکیم بن افلح۔ پوچھا: تمہارے ساتھ اور کون ہے؟ کہا: سعد بن ہشام۔ کہنے لگیں: وہی ہشام بن عامر جو احد کے روز قتل ہو گئے تھے؟ میں نے کہا: ہاں۔ وہ کہنے لگیں: عامر بہت بھلے انسان تھے۔ میں نے کہا: اے ام المومنین! مجھے رسول اللہ ﷺ کے خُلُق (اخلاق و عادات) کے متعلق ارشاد فرمائیں۔ کہنے لگیں: کیا تم قرآن نہیں پڑھتے ہو؟ رسول اللہ ﷺ کا خلق بس قرآن ہی تھا۔ میں نے کہا: مجھے رسول اللہ ﷺ کے قیام اللیل کے متعلق ارشاد فرمائیں۔ کہنے لگیں: کیا تم سورۂ ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلْمُزَّمِّلُ﴾ نہیں پڑھتے ہو؟ میں نے کہا: کیوں نہیں۔ انہوں نے کہا: اس سورت کا ابتدائی حصہ نازل ہوا تو اصحاب رسول ﷺ نے قیام کرنا شروع کیا' حتی کہ ان کے پاؤں سوج جاتے۔ اور اس سورت کا آخری حصہ بارہ مہینے آسمان پر روکے رکھا گیا۔ (یعنی نازل نہیں ہوا۔) پھر کہیں اس کا آخری حصہ نازل ہوا تو رات کا قیام نفل قرار پایا جبکہ پہلے فرض تھا۔ میں نے کہا: مجھے نبی ﷺ کے وتر کے متعلق بیان فرمائیں۔ وہ کہنے لگیں:

فَذَلِكَ إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً يَابُنَيَّ! فَلَمَّا أَسَنَّ وَأَخَذَ اللَّحْمَ أَوْتَرَ بِسَبْعِ رَكَعَاتٍ لَمْ يَجْلِسْ إِلَّا فِي السَّادِسَةِ وَالسَّابِعَةِ، وَلَمْ يُسَلِّمْ إِلَّا فِي السَّابِعَةِ، ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ، فَتِلْكَ تِسْعُ رَكَعَاتٍ يَابُنَيَّ! وَلَمْ يَقُمْ رسولُ الله ﷺ لَيْلَةً يُتِمُّهَا إِلَى الصَّبَاحِ، وَلَمْ يَقْرَإِ الْقُرْآنَ فِي لَيْلَةٍ قَطُّ، وَلَمْ يَصُمْ شَهْرًا يُتِمُّهُ غَيْرَ رَمَضَانَ، وَكَانَ إِذَا صَلَّى صَلَاةً دَاوَمَ عَلَيْهَا، وَكَانَ إِذَا غَلَبَتْهُ عَيْنَاهُ مِنَ اللَّيْلِ بِنَوْمٍ صَلَّى مِنَ النَّهَارِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً، قَالَ: فَأَتَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ، فَحَدَّثْتُهُ، فَقَالَ: هذَا وَاللهِ! هُوَ الْحَدِيثُ، وَلَوْ كُنْتُ أُكَلِّمُهَا لَأَتَيْتُهَا حَتَّى أُشَافِهَهَا بِهِ مُشَافَهَةً، قال: قُلْتُ: لَوْ عَلِمتُ أَنَّكَ لَا تُكَلِّمُهَا مَا حَدَّثْتُكَ.

آپ آٹھ رکعات پڑھتے' ان میں آپ صرف آٹھویں رکعت پر تشہد بیٹھتے' پھر اٹھتے اور ایک اور رکعت پڑھتے۔ آپ آٹھویں اور نویں رکعت ہی پر بیٹھتے اور نویں پر سلام پھیرتے۔ اس کے بعد آپ دو رکعتیں پڑھتے' بیٹھے ہوئے۔ بیٹے! یہ گیارہ ہوئیں۔ پھر جب آپ بڑی عمر کے ہو گئے اور کچھ فربہ بھی' تو سات رکعات وتر پڑھنے لگے۔ آپ چھٹی اور ساتویں رکعت پر بیٹھتے اور ساتویں ہی پر سلام پھیرتے۔ پھر دو رکعتیں پڑھتے جبکہ آپ بیٹھے ہوئے ہوتے۔ بیٹے! یہ اس طرح نو رکعات ہوتیں۔ اور رسول اللہ ﷺ نے کبھی بھی ساری رات صبح تک قیام نہیں فرمایا۔ اور آپ نے کبھی بھی ایک رات میں قرآن ختم نہیں کیا۔ اور رمضان کے علاوہ کسی بھی مہینے کے پورے روزے نہیں رکھے۔ اور جب کوئی نماز (یعنی نفل) شروع کر لیتے تو اس پر ہمیشگی فرماتے۔ اگر کبھی کسی رات نیند کا غلبہ ہو جاتا تو دن میں بارہ رکعات پڑھتے۔ (سعد کہتے ہیں) پھر میں حضرت ابن عباس ؓ کے پاس آیا اور انہیں یہ سب بتایا تو انہوں نے کہا: قسم اللہ کی! یہی حدیث ہے (جو میں چاہتا تھا۔) اگر میں ان سے بولتا ہوتا تو میں خود ان کی خدمت میں حاضر ہوتا اور بالمشافہ سنتا۔ سعد نے کہا: اگر مجھے معلوم ہوتا کہ آپ ان سے نہیں بولتے ہیں تو میں آپ کو یہ حدیث نہ سناتا۔



فوائد ومسائل: ① جناب سعد بن ہشام ؒ جیسا انداز فکر وعمل کہ انسان نفس ودنیا کی لذتوں سے بالکل ہی منقطع ہو جائے' اسوۂ رسول ﷺ اور عمل صحابہ کے خلاف ہے۔ ② تحقیق مسائل میں سائل کو افضل واعلیٰ علمی شخصیت کی طرف تحویل (Refer) کرنا آداب علمی کا حصہ ہے۔ ③ رات کی نماز کے کئی نام ہیں۔ قیام اللیل' تہجد اور وتر۔ رمضان کی مناسبت سے ''تراویح'' کا لفظ بعد کے زمانے میں مروج ہوا ہے۔ ④ رسول اللہ ﷺ کا خُلُق قرآن تھا'

یعنی آپ اس کے اوامر ونواہی اور دیگر آداب کے مجسم نمونہ تھے۔ ⑤ تہجد اور وتر پڑھنے کے تقریباً تیرہ طریقے ہیں۔ دیکھیے: (محلی: ٢/٨٢-٩١/مسئلہ: ٢٩) اور ان میں کوئی تعارض نہیں۔ ⑥ نو رکعت مسلسل کی نیت باندھنا بالکل جائز اور سنت ہے۔ اس صورت میں آٹھویں رکعت پر تشہد پڑھ کر نویں رکعت پڑھی جائے اور پھر سلام پھیرا جائے۔ سات رکعت کی نیت ہو تو چھٹی پر تشہد کے لیے بیٹھے اور ساتویں پر سلام پھیرے۔ تین اور پانچ رکعتوں میں صرف ایک آخری تشہد ہوتا ہے۔ ⑦ وتروں کے بعد کبھی کبھی دو رکعت بھی مستحب ہیں۔ ⑧ تہجد قضا ہو جائے تو فجر کی نماز سے پہلے یا بعد وتر ادا کر لے۔ یا پھر دن میں بارہ رکعت پڑھ لی جائیں۔ ⑨ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کلام نہ کرنا یا تو ان کے ہاں نہ جانے کی بنا پر تھا یا ان سیاسی احوال کی بنا پر جو حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کے مابین ظاہر ہوئے تھے۔ واللہ اعلم' تاہم اس کے باوجود اعزازِ شخصی اور جلالتِ علمی کا کامل اعتراف و اقرار ملحوظِ خاطر تھا۔ رضی اللہ عنهم و ارضاهم.

**١٣٤٣- حَدَّثَنا** مُحمَّدُ بنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ سَعِيدٍ عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ بِإِسْنَادِهِ نَحْوَهُ قال: يُصَلِّي ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ لَا يَجْلِسُ فِيهِنَّ إِلَّا عِنْدَ الثَّامِنَةِ، فَيَجْلِسُ فَيَذْكُرُ الله ثُمَّ يَدْعُو ثُم يُسَلِّمُ تَسْلِيمًا يُسْمِعُنَا، ثُم يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ، وَهُوَ جَالِسٌ، بَعْدَ مَا يُسَلِّمُ، ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَةً، فَتِلْكَ إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً يَابُنَيَّ! فَلَمَّا أَسَنَّ رسولُ الله ﷺ وَأَخَذَ اللَّحْمَ أَوْتَرَ بِسَبْعٍ وَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ بَعْدَ مَا سَلَّمَ - بِمَعْنَاهُ - إِلَى مُشَافَهَةٍ.

١٣٤٣-سعید نے قتادہ سے اپنی سند سے اسی مذکورہ حدیث کی مانند روایت کیا۔ کہا: آپ آٹھ رکعات پڑھتے' ان میں کسی میں بھی نہ بیٹھتے' صرف آٹھویں رکعت پر بیٹھتے' اللہ کا ذکر اور دعا کرتے پھر سلام پھیرتے اس طرح کہ ہمیں سنواتے (یعنی بلند آواز سے سلام کہتے) پھر سلام کے بعد بیٹھے بیٹھے دو رکعتیں پڑھتے' پھر ایک رکعت پڑھتے۔ بیٹے! یہ کل گیارہ رکعتیں ہوتیں۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ بڑی عمر کے ہو گئے اور کچھ فربہ بھی تو آپ سات رکعت وتر پڑھنے لگے اور سلام کے بعد بیٹھے بیٹھے دو رکعتیں پڑھتے۔ سابقہ حدیث کے ہم معنی ''بالمشافہ سنتا'' تک بیان کیا۔

**فائدہ:** تہجد میں آٹھ رکعت اکٹھی کی بھی نیت کی جا سکتی ہے۔ اور درمیان میں کوئی تشہد نہیں ہوگا۔ اور سلام اونچی آواز سے کہنا بھی مباح ومسنون ہے۔

**١٣٤٤- حَدَّثَنا** عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ بِشْرٍ: حَدَّثَنا سَعِيدٌ بِهَذا

١٣٤٤-سعید نے یہی حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا: سلام کہتے اس طرح کہ ہمیں سنواتے۔ جیسے کہ

---

١٣٤٣- تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق.

١٣٤٤- تخريج: [صحيح] انظر الحديثين السابقين.

الحَدِيثِ قالَ: يُسَلِّمُ تَسْلِيمًا يُسْمِعُنَا، كَمَا قَالَ يَحْيَى بنُ سَعِيدٍ.

یحییٰ بن سعید نے روایت کیا۔

**١٣٤٥- حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا ابنُ أَبِي عَدِيٍّ عنْ سَعِيدٍ بِهٰذَا الْحَدِيثِ. قالَ ابنُ بَشَّارٍ بِنَحْوِ حَدِيثِ يَحْيَى بنِ سَعِيدٍ إِلَّا أَنَّهُ قالَ: وَيُسَلِّمُ تَسْلِيمَةً يُسْمِعُنَا.

**۱۳۴۵-** محمد بن بشار نے ابن ابی عدی سے' انہوں نے سعید سے یہی حدیث روایت کی۔ ابن بشار نے یحییٰ بن سعید کی حدیث کی مانند بیان کیا' مگر کہا: آپ سلام کہتے ایک سلام اور ہمیں سنواتے۔

**فائدہ:** نماز کو ختم کرنے کے لیے صرف ایک سلام بھی کافی ہوتا ہے۔ تہجد میں نبی ﷺ اس پر عمل کیا کرتے تھے۔

**١٣٤٦- حَدَّثَنَا** عَلِيُّ بنُ حُسَيْنٍ الدِّرْهَمِيُّ: حَدَّثَنَا ابنُ أَبِي عَدِيٍّ عن بَهْزِ ابنِ حَكِيمٍ، حَدَّثَنَا زُرَارَةُ بنُ أَوْفَى: أَنَّ عَائِشَةَ سُئِلَتْ عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ الله ﷺ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ فَقَالَتْ: كَانَ يُصَلِّي صَلَاةَ الْعِشَاءِ فِي جَمَاعَةٍ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى أَهْلِهِ فَيَرْكَعُ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ يَأْوِي إِلَى فِرَاشِهِ وَيَنَامُ، وَطَهُورُهُ مُغَطًّى عِنْدَ رَأْسِهِ، وَسِوَاكُهُ مَوْضُوعٌ حَتَّى يَبْعَثَهُ الله سَاعَتَهُ الَّتِي يَبْعَثُهُ مِنَ اللَّيْلِ، فَيَتَسَوَّكُ وَيُسْبِغُ الْوُضُوءَ، ثُمَّ يَقُومُ إِلَى مُصَلَّاهُ فَيُصَلِّي ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ يَقْرَأُ فِيهِنَّ بِأُمِّ الْكِتَابِ وَسُورَةٍ مِنَ الْقُرْآنِ وَمَا شَاءَ الله، وَلَا يَقْعُدُ فِي شَيْءٍ مِنْهَا حَتَّى يَقْعُدَ فِي الثَّامِنَةِ، وَلَا يُسَلِّمُ وَيَقْرَأُ فِي التَّاسِعَةِ، ثُمَّ يَقْعُدُ فَيَدْعُو

**۱۳۴۶-** بہز بن حکیم نے کہا کہ زُرارہ بن اوفیٰ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ ؓ سے رسول اللہ ﷺ کی رات کی نماز کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: آپ عشاء کی جماعت کے بعد گھر لوٹتے تو چار رکعت (سنت عشاء) پڑھتے۔ پھر اپنے بستر پر آ جاتے اور سو جاتے۔ اور آپ کے وضو کا پانی آپ کے سرہانے ڈھانپ کر رکھا ہوتا' مسواک بھی رکھی ہوتی حتیٰ کہ اللہ آپ کو رات میں آپ کے مقررہ وقت پر اٹھا دیتا۔ پھر آپ (جاگتے) مسواک اور کامل وضو کرتے اور اپنے مصلے پر تشریف لے آتے۔ آپ آٹھ رکعات پڑھتے' ان میں آپ ام القرآن (سورۂ فاتحہ) اور قرآن کی کوئی سورت پڑھتے اور جو اللہ چاہتا۔ آپ ان رکعات میں (کوئی تشہد) نہ بیٹھتے' صرف آٹھویں رکعت میں بیٹھتے مگر سلام نہ پھیرتے' پھر نویں میں قراءت کرتے' پھر بیٹھتے اور دعا کرتے جو اللہ چاہتا۔ ان دعاؤں میں اللہ سے سوال

**١٣٤٥- تخريج:** [صحيح] انظر، ح: ١٣٤٢ والحديثين بعده.

**١٣٤٦- تخريج:** [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٢٣٦ من حديث بهز بن حكيم به.

بِمَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَدْعُوَهُ وَيَسْأَلُهُ وَيَرْغَبُ إِلَيْهِ وَيُسَلِّمُ تَسْلِيمَةً وَاحِدَةً شَدِيدَةً يَكَادُ يُوقِظُ أَهْلَ الْبَيْتِ مِنْ شِدَّةِ تَسْلِيمِهِ، ثُمَّ يَقْرَأُ وَهُوَ قَاعِدٌ بِأُمِّ الْكِتَابِ وَيَرْكَعُ وَهُوَ قَاعِدٌ، ثُمَّ يَقْرَأُ الثَّانِيَةَ فَيَرْكَعُ وَيَسْجُدُ وَهُوَ قَاعِدٌ، ثُمَّ يَدْعُو مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَدْعُوَ، ثُمَّ يُسَلِّمُ وَيَنْصَرِفُ فَلَمْ تَزَلْ تِلْكَ صَلَاةُ رَسُولِ اللهِ ﷺ حَتَّى بَدَّنَ فَنَقَصَ مِنَ التِّسْعِ ثِنْتَيْنِ فَجَعَلَهَا إِلَى السِّتِّ وَالسَّبْعِ وَرَكْعَتَيْهِ وَهُوَ قَاعِدٌ، حَتَّى قُبِضَ عَلَى ذَلِكَ.

کرتے اور اسی کی طرف رجوع ورغبت کا اظہار فرماتے' پھر سلام کہتے ایک ہی سلام بڑی اونچی آواز سے' اس قدر اونچی آواز کہ قریب ہوتا کہ گھر والے جاگ جائیں' پھر (بیٹھے بیٹھے دو رکعتیں پڑھتے) سورۂ فاتحہ پڑھتے اور رکوع کرتے بیٹھے ہوئے' پھر دوسری رکعت پڑھتے اور رکوع اور سجدہ کرتے بیٹھے ہوئے' پھر خوب دعا کرتے جو اللہ چاہتا' پھر سلام پھیرتے اور اٹھ جاتے۔ رسول اللہ ﷺ کی نماز اسی انداز سے رہی' مگر جب آپ فربہ ہو گئے تو آپ نے نو رکعتوں میں سے دو رکعتیں کم کر لیں' یعنی وتر کے بغیر چھ رکعات اور وتر کے ساتھ سات رکعات پڑھنے لگے اور ان کے بعد دو رکعتیں پڑھتے جبکہ آپ بیٹھے ہوئے ہوتے' حتیٰ کہ اسی عادت پر آپ کی روح قبض ہوئی۔

**فوائد ومسائل:** ① صبح اٹھنے کے لیے رات ہی کو تیاری کر کے سونا بہت اہم مسئلہ ہے۔ ② پانی اور دیگر غذاؤں اور مشروبات کو ہمیشہ ڈھانپ کر رکھنا چاہیے۔

**١٣٤٧- حَدَّثَنَا** هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أخبرنا بَهْزُ بْنُ حَكِيمٍ فَذَكَرَ هَذَا الْحَدِيثَ بِإِسْنَادِهِ قَالَ: يُصَلِّي الْعِشَاءَ ثُمَّ يَأْوِي إِلَى فِرَاشِهِ لَمْ يَذْكُرِ الْأَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَسَاقَ الْحَدِيثَ وَقَالَ فِيهِ: فَيُصَلِّي ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ يُسَوِّي بَيْنَهُنَّ فِي الْقِرَاءَةِ وَالرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ وَلَا يَجْلِسُ فِي شَيْءٍ مِنْهُنَّ إِلَّا فِي الثَّامِنَةِ فَإِنَّهُ كَانَ يَجْلِسُ ثُمَّ يَقُومُ وَلَا يُسَلِّمُ فِيهِ فَيُصَلِّي رَكْعَةً يُوتِرُ بِهَا ثُمَّ يُسَلِّمُ تَسْلِيمَةً يَرْفَعُ بِهَا صَوْتَهُ حَتَّى

١٣٤٧- بہز بن حکیم نے اپنی سابقہ سند سے یہ حدیث بیان کی اور کہا...... آپ ﷺ عشاء کی نماز پڑھ کر اپنے بستر پر آ جاتے۔ اس نے چار رکعت پڑھنے کا ذکر نہیں کیا...... اور بیان کیا کہ آپ آٹھ رکعات پڑھتے' ان کی قراءت' رکوع اور سجود میں برابری ہوتی اور درمیان میں کوئی تشہد نہ بیٹھتے سوائے آٹھویں کے۔ آپ اس آٹھویں رکعت میں بیٹھتے مگر سلام نہ پھیرتے' بلکہ کھڑے ہو کر ایک رکعت وتر پڑھتے۔ پھر سلام کہتے' ایک سلام' اس میں آپ کی آواز بہت اونچی ہوتی حتیٰ کہ ہمیں جگا دیتے۔ پھر مذکورہ روایت کے ہم معنی بیان کیا۔

١٣٤٧- تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٢٣٦ عن يزيد بن هارون به.

يُوقِظَنَا ثُمَّ سَاقَ مَعْنَاهُ.

١٣٤٨- حَدَّثَنَا [عَمْرُو] بنُ عُثْمَانَ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ يَعْنِي ابنَ مُعَاوِيَةَ، عن بَهْزٍ: حَدَّثَنَا زُرَارَةُ بنُ أَوْفَى عن عَائِشَةَ أُمِّ المُؤْمِنِينَ أَنَّهَا سُئِلَتْ عن صَلَاةِ رَسُولِ الله ﷺ؟ فَقَالَتْ: كَانَ يُصَلِّي بِالنَّاسِ الْعِشَاءَ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى أَهْلِهِ فَيُصَلِّي أَرْبَعًا ثُمَّ يَأْوِي إِلَى فِرَاشِهِ. ثُمَّ سَاقَ الْحَدِيثَ بِطُولِهِ، وَلَمْ يَذْكُرْ سَوَّى بَيْنَهُنَّ فِي الْقِرَاءَةِ وَالرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِي التَّسْلِيمِ: حَتَّى يُوقِظَنَا.

۱۳۴۸- بہز نے زرارہ بن اوفی سے روایت کیا وہ کہتے ہیں کہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی نماز کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا: آپ علیہ الصلاۃ والسلام لوگوں کو عشاء کی نماز پڑھا کر گھر تشریف لاتے اور چار رکعتیں پڑھتے پھر اپنے بستر پر آ جاتے...... اور حدیث تفصیل کے ساتھ بیان کی...... مگر اس میں یہ ذکر نہیں کیا کہ آپ (تہجد کی رکعات میں) قراءت' رکوع اور سجود برابر رکھتے اور نہ سلام ہی کے بارے میں یہ کہا کہ آپ اس سے ہمیں جگا دیتے۔

فائدہ: اس میں بھی چار رکعات کی بجائے' محفوظ الفاظ دو رکعت ہی ہیں' جیسا کہ پہلے گزرا۔ (شیخ البانی رحمہ اللہ)

١٣٤٩- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابنَ سَلَمَةَ، عن بَهْزِ بنِ حَكِيمٍ، عن زُرَارَةَ بنِ أَوْفَى، عنْ سَعْدِ بنِ هِشَامٍ، عن عَائِشَةَ بِهذا الْحَدِيثِ وَلَيْسَ فِي تَمَامِ حَدِيثِهِمْ.

۱۳۴۹- بہز بن حکیم' زرارہ بن اوفی سے' وہ سعد بن ہشام سے وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہی حدیث روایت کرتے ہیں مگر یہ حدیث ان کی روایت کے برابر نہیں ہے۔ (روایات یزید بن ہارون' ابن ابی عدی اور مروان بن معاویہ)

١٣٥٠- حَدَّثَنَا مُوسَى يَعْنِي ابنَ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ كانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ

۱۳۵۰- ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کو تیرہ رکعات پڑھتے۔ نو رکعتیں وتر ہوتیں ...... یا جیسے کہ کہا...... اور آپ دو رکعتیں پڑھتے بیٹھے ہوئے۔ اور اذان اور اقامت کے درمیان فجر کی سنتیں پڑھتے۔

١٣٤٨- تخريج: [صحيح] انظر الحديثين السابقين.

١٣٤٩- تخريج: [صحيح] تقدم: ١٣٤٢.

١٣٥٠- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٣/ ٣٢ من حديث أبي داود، وأحمد: ٦/ ٥٥، ١٨٢ من حديث محمد بن عمرو الليثي به.

رَكْعَةً، يُوتِرُ بِتِسعٍ - أَوْ كَمَا قالَتْ - وَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ، وَرَكْعَتَيِ الْفَجْرِ بَيْنَ الأَذَانِ وَالإِقَامَةِ.

١٣٥١- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عنْ مُحمَّدِ بنِ عَمْرٍو، عن مُحمَّدِ بنِ إبراهِيمَ، عنْ عَلْقَمَةَ بنِ وَقَّاصٍ، عنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ كَانَ يُوتِرُ بِتِسْعِ رَكَعَاتٍ ثُمَّ أَوْتَرَ بِسَبْعِ رَكَعاتٍ وَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ بَعْدَ الْوِتْرِ يَقْرَأُ فِيهِمَا، فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ قَامَ فَرَكَعَ ثُمَّ سَجَدَ.

١٣٥١-علقمہ بن وقاص حضرت عائشہ ؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (پہلے) نو رکعت وتر پڑھا کرتے تھے' پھر سات رکعت پڑھنے لگے۔ آپ وتروں کے بعد بیٹھ کر دو رکعت پڑھا کرتے تھے' آپ ان میں قراءت بھی کیا کرتے تھے۔ جب آپ رکوع کرنا چاہتے تو کھڑے ہو جاتے اور رکوع کرتے پھر سجدہ کرتے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَى الْحَدِيثَيْنِ خَالِدُ ابنُ عَبْدِ الله الوَاسِطِيُّ عنْ مُحمَّدِ بنِ عَمْرٍو مِثْلَهُ قالَ فِيهِ: قالَ عَلْقَمَةُ بنُ وَقَّاصٍ: يَاأُمَّتَاهُ! كَيْفَ كَانَ يُصَلِّي الرَّكْعَتَيْنِ فَذَكَرَ مَعْنَاهُ.

امام ابوداود نے کہا: خالد بن عبداللہ واسطی نے یہ دونوں حدیثیں (یعنی حدیث ابی سلمہ اور علقمہ) محمد بن عمرو سے اسی کے مثل روایت کی ہیں۔ ان میں ہے کہ علقمہ بن وقاص نے کہا: اے اماں جان! آپ ﷺ دو رکعتیں کیسے پڑھا کرتے تھے؟ تو انہوں نے اسی کے ہم معنی بیان کیا۔

١٣٥٢- حَدَّثَنَا وَهْبُ بنُ بَقِيَّةَ عنْ خَالِدٍ؛ ح: وَحَدَّثَنا ابنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنا عَبْدُ الأَعْلٰى: حَدَّثَنا هِشَامٌ عنِ الحَسَنِ، عنْ سَعْدِ بنِ هِشَامٍ قالَ: قَدِمْتُ المَدِينَةَ

١٣٥٢-سعد بن ہشام بیان کرتے ہیں کہ میں مدینے آیا اور حضرت عائشہ ؓ سے ملاقات کی۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کی نماز کے متعلق ارشاد فرمائیں۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ لوگوں کو عشاء

---

**١٣٥١ـ تخريج**: أخرجه مسلم، صلٰوة المسافرين، باب جواز النافلة قائمًا وقاعدًا، ح: ٧٣١ من حديث محمد بن عمرو به.

**١٣٥٢ـ تخريج**: **[إسناده ضعيف]** أخرجه النسائي، قيام الليل، باب: كيف يفعل إذا افتتح الصلٰوة قائمًا . . . الخ، ح: ١٦٥٢ من حديث عبدالأعلى به مطولاً * الحسن البصري مدلس وعنعن، وحديث البيهقي: ٢/ ٥٠١، ٥٠٢ يغني عنه.

فَدَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ فَقُلْتُ: أَخْبِرِينِي عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ قالَت: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي بِالنَّاسِ صَلَاةَ الْعِشَاءِ ثُمَّ يَأْوِي إِلَى فِرَاشِهِ فَيَنَامُ فَإِذَا كَانَ جَوْفُ اللَّيْلِ قَامَ إِلَى حَاجَتِهِ وَإِلَى طَهُورِهِ، فَتَوَضَّأَ ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَصَلَّى ثَمَانِي رَكَعَاتٍ، يُخَيَّلُ إِلَيَّ أَنَّهُ يُسَوِّي بَيْنَهُن في الْقِرَاءَةِ وَالرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ، ثُمَّ يُوتِرُ بِرَكْعَةٍ، ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ، ثُمَّ يَضَعُ جَنْبَهُ فَرُبَّمَا جَاءَ بِلَالٌ فَآذَنَهُ بِالصَّلَاةِ، ثُمَّ يُغْفِي وَرُبَّمَا شَكَكْتُ أَغْفَا أَوْ لَا؟ حَتَّى يُؤْذِنَهُ بِالصَّلَاةِ، فَكَانَتْ تِلْكَ صَلَاتُهُ، حَتَّى أَسَنَّ وَلَحُمَ فَذَكَرَتْ مِنْ لَحْمِهِ مَا شَاءَ اللهُ. وَساقَ الْحَدِيثَ.

کی نماز پڑھاتے' پھر اپنے بستر پر آ کر سو جاتے' پھر رات کے درمیانی حصے میں اٹھتے' ضروریات سے فارغ ہوتے اور پانی لے کر وضو کرتے' پھر اپنے مصلے پر آ جاتے اور آٹھ رکعتیں پڑھتے۔ مجھے محسوس ہوتا کہ ان کی قراءت' رکوع اور سجود برابر ہوتے' پھر ایک رکعت وتر پڑھتے' پھر بیٹھ کر دو رکعتیں پڑھتے' پھر اپنا پہلو رکھتے' پھر بسا اوقات بلال آ جاتے اور آپ کو نماز کی خبر دیتے' پھر آپ تھوڑا سا سو جاتے' مجھے شک ہوتا کہ آپ سوئے بھی ہیں یا نہیں حتیٰ کہ وہ آپ کو نماز کی خبر دیتے۔ آپ کی نماز ایسے ہی رہی حتیٰ کہ آپ بڑی عمر کے ہو گئے اور کچھ بھاری بھی۔ اور (حضرت عائشہ ؓ نے) آپ کے کچھ فربہ ہو جانے کا ذکر کیا۔ اور حدیث بیان کی۔

فائدہ: امام نووی ؒ لکھتے ہیں کہ وتروں کے بعد دو رکعت پڑھنا نبی ﷺ کا بعض اوقات کا معمول ہے جو بیانِ جواز کے لیے ہے' ہمیشہ کا عمل نہیں۔ اور احادیث میں وارد لفظ [کَانَ] ہر جگہ دوام واستمرار کا معنی نہیں دیتا۔ کئی مشہور صحیح احادیث میں آیا ہے کہ نبی ﷺ کی نماز تہجد میں وتر آخر میں ہوا کرتے تھے جیسے کہ امام ابوداود ؒ نے پیش آمدہ احادیث میں ثابت کیا ہے۔ علاوہ ازیں آپ کا ارشاد گرامی بھی ہے کہ ''اپنی رات کی نماز کا آخر وتروں کو بناؤ۔'' الغرض وتروں کے بعد دو رکعت پڑھنا اور ترک کرنا دونوں ثابت ہیں۔

**١٣٥٣- حَدَّثَنا** مُحَمَّدُ بنُ عِيسَى: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: أخبرنا حُصَيْنٌ عَنْ حَبِيبِ ابنِ أبي ثَابِتٍ؛ ح: وَحَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ فُضَيْلٍ عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ حَبِيبِ بنِ أبي ثابِتٍ، عَنْ

**١٣٥٣-** حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ وہ (ایک بار) نبی ﷺ کے ہاں سوئے تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ آپ جاگے' مسواک کی اور وضو کیا۔ اس دوران میں آپ ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ﴾ سے لے کر آخر سورت تک تلاوت فرما رہے تھے۔ پھر آپ

**١٣٥٣_ تخريج:** [صحيح] تقدم: ٥٨، رواه مسلم، ح: ٧٦٣/ ١٩١ من حديث محمد بن فضيل به.

17557

مُحَمَّدِ بنِ عَلِيِّ بنِ عَبْدِ اللهِ بنِ عَبَّاسٍ، عن أَبِيهِ، عن ابنِ عَبَّاسٍ: أَنَّهُ رَقَدَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَرَآهُ اسْتَيْقَظَ فَتَسَوَّكَ وَتَوَضَّأَ وَهُوَ يَقُولُ: ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ﴾ [آل عمران: ١٩٠] حَتَّى خَتَمَ السُّورَةَ ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ أَطَالَ فِيهِمَا الْقِيَامَ وَالرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ ثُمَّ انْصَرَفَ، فَنَامَ حَتَّى نَفَخَ، ثُمَّ فَعَلَ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ سِتَّ رَكَعَاتٍ كُلَّ ذَلِكَ يَسْتَاكُ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ وَيَقْرَأُ هَؤُلَاءِ الآيَاتِ، ثُمَّ أَوْتَرَ - قال عُثْمانُ: بِثَلَاثِ رَكَعَاتٍ فَأَتَاهُ الْمُؤَذِّنُ فَخَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ. وَقَالَ ابْنُ عِيسَى: ثُمَّ أَوْتَرَ فَأَتَاهُ بِلَالٌ فَآذَنَهُ بِالصَّلَاةِ حِينَ طَلَعَ الْفَجْرُ فَصَلَّى رَكْعَتَي الْفَجْرِ، ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ ثُمَّ اتَّفَقَا - وَهُوَ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ! اجْعَلْ فِي قَلْبِي نُورًا، وَاجْعَلْ فِي لِسَانِي نُورًا، وَاجْعَلْ فِي سَمْعِي نُورًا، وَاجْعَلْ فِي بَصَرِي نُورًا، وَاجْعَلْ خَلْفِي نُورًا، وَأَمَامِي نُورًا، وَاجْعَلْ مِنْ فَوْقِي نُورًا، وَمِنْ تَحْتِي نُورًا. اللَّهُمَّ! وَأَعْظِمْ لِي نُورًا».

نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوئے۔ آپ نے دو رکعتیں پڑھیں' ان کا قیام' رکوع اور سجود بہت لمبا کیا۔ پھر آپ پلٹے اور سو گئے' حتیٰ کہ خراٹے لینے لگے۔ آپ نے اس طرح تین بار کیا۔ چھ رکعتیں پڑھیں۔ ہر بار آپ اٹھ کر مسواک کرتے' وضو کرتے اور مذکورہ آیات کی تلاوت کرتے۔ پھر آپ نے وتر پڑھے۔ عثمان کا بیان ہے کہ آپ نے تین رکعتیں پڑھیں۔ پھر مؤذن آ گیا تو آپ نماز کے لیے تشریف لے گئے۔ محمد بن عیسیٰ نے بیان کیا کہ پھر آپ نے وتر پڑھے' پھر بلال آ گئے' انہوں نے آپ کو نماز کا وقت ہو جانے کی اطلاع دی جب کہ فجر طلوع ہوئی۔ پھر آپ نے فجر کی سنتیں پڑھیں' پھر آپ نماز کے لیے تشریف لے گئے۔ اس کے بعد دونوں راویوں (ابن عیسیٰ اور عثمان) کا متفقہ بیان ہے کہ نماز کے لیے جاتے ہوئے آپ پڑھ رہے تھے [اَللّٰهُمَّ! اجْعَلْ فِي قَلْبِي نُوراً، وَاجْعَلْ فِيْ لِسَانِيْ نُوراً، وَاجْعَلْ فِيْ سَمْعِي نُوراً، وَاجْعَلْ فِيْ بَصَرِي نُوراً، وَاجْعَلْ خَلْفِيْ نُوراً، وَ أَمَامِيْ نُوراً، وَاجْعَلْ مِنْ فَوْقِي نُوراً، وَمِنْ تَحْتِي نُوراً، اَللّٰهُمَّ! وَأَعْظِمْ لِيْ نُوراً] ''اے اللہ! میرے دل میں نور بھر دے' میری زبان میں نور کر دے' میرے کانوں میں نور کر دے' میری آنکھوں میں نور کر دے' میرے پیچھے نور کر دے' میرے آگے نور کر دے' میرے اوپر نور کر دے' میرے نیچے نور کر دے۔ اے اللہ! میرے لیے نور کو بہت عظیم کر دے۔''

**١٣٥٤- حَدَّثَنا** وَهْبُ بنُ بَقِيَّةَ عَنْ خَالِدٍ، عَنْ حُصَيْنٍ نَحْوَهُ. قَالَ: «وَأَعْظِمْ لِي نُورًا».

۱۳۵۴- خالد نے حصین سے اس کے مثل بیان کیا اور کہا: [وَاَعْظِمْ لِیْ نُوراً] یعنی [اَللّٰھُمَّ] کے بغیر۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَكَذٰلِكَ قَالَ أَبُو خَالِدٍ الدَّالَانِيُّ عَنْ حَبِيبٍ فِي هٰذَا. وَكَذٰلِكَ قَالَ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ. وَقَالَ سَلَمَةُ بنُ كُهَيْلٍ عَنْ أَبِي رِشْدِينَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ.

امام ابوداود کہتے ہیں: ابوخالد دالانی نے حبیب سے سابقہ روایت میں اور اس روایت میں بھی ایسے ہی کہا ہے۔ اور سلمہ بن کہیل نے بواسطہ ابورشدین' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔

**فوائد و مسائل:** ① صبح بیدار ہونے پر مسواک کرنا مسنون و مستحب عمل ہے۔ ② رات کو جاگنے کے اوراد میں سے ایک اہم ورد سورۂ آل عمران کی آخری آیات کی تلاوت بھی ہے۔ ③ تہجد کی نماز کو مختلف حصوں میں بانٹ کر پڑھنا بھی جائز ہے۔ ④ فجر کی نماز کے لیے جاتے ہوئے مسنون دعا [اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِی قَلْبِیْ نُوراً ...... الخ] ہے۔ اور اس کا مفہوم یا تو ظاہری اور حقیقی نور کے حصول کی دعا ہے' جس سے قیامت کے اندھیروں میں نبی ﷺ خود اور آپ کے متبعین روشنی حاصل کریں گے یا علم و ہدایت اور اعمالِ طاعت کی توفیق اور ثبات مراد ہے یا یہ دونوں ہی مراد ہیں۔ ⑤ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا تتبع سیرت کا شوق قابل تعجب ہے اور ان کے رتبۂ علیا کی دلیل بھی۔

**١٣٥٥- حَدَّثَنا** مُحَمَّدُ بنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنا أَبُو عَاصِمٍ: حَدَّثَنا زُهَيْرُ بنُ مُحَمَّدٍ عَنْ شَرِيكِ بنِ عَبْدِ اللهِ بنِ أَبِي نَمِرٍ، عَنْ كُرَيْبٍ، عنِ الْفَضْلِ بنِ عَبَّاسٍ قَالَ: بِتُّ لَيْلَةً عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ لِأَنْظُرَ كَيْفَ يُصَلِّي فَقَامَ فَتَوَضَّأَ وَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ قِيَامُهُ مِثْلُ رُكُوعِهِ، وَرُكُوعُهُ مِثْلُ سُجُودِهِ، ثُمَّ نَامَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ فَتَوَضَّأَ وَاسْتَنَّ ثُمَّ قَرَأَ بِخَمْسِ آيَاتٍ مِنْ آلِ عِمْرَانَ: ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ

۱۳۵۵- حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک رات نبی ﷺ کے گھر میں گزاری تاکہ دیکھوں کہ آپ نماز کیسے پڑھتے ہیں۔ چنانچہ آپ اٹھے' وضو کیا اور دو رکعتیں پڑھیں۔ آپ کا قیام آپ کے رکوع کی مانند تھا' اور آپ کا رکوع آپ کے سجدے کے مثل۔ پھر آپ سو گئے' پھر جاگے' وضو کیا' مسواک کی' پھر سورۂ آل عمران کی آخری پانچ آیتیں تلاوت کیں: ﴿اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ اخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ ...... الخ﴾ آپ اسی انداز میں کرتے

**١٣٥٤_ تخريج: [صحيح]** انظر الحديث السابق.

**١٣٥٥_ تخريج: [إسناده ضعيف]** أخرجه الطبراني في الكبير: ١٨/ ٢٩٦، ٢٩٧ من حديث زهير بن محمد به * كريب، لم يدرك الفضل بن عباس رضي الله عنهما، وأصل الحديث صحيح، ثابت، انظر، ح: ١٣٥٣، ١٣٥٨.

وَٱخۡتِلَٰفِ ٱلَّيۡلِ وَٱلنَّهَارِ﴾ فَلَمْ يَزَلْ يَفْعَلُ هَذَا حتَّى صَلَّى عَشْرَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى سَجْدَةً وَاحِدَةً فَأَوْتَرَ بِهَا وَنَادَى الْمُنَادِي عِنْدَ ذَلِكَ فَقَامَ رَسُولُ الله ﷺ بَعْدَمَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ فَصَلَّى سَجْدَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ حَتى صَلَّى الصُّبْحَ.

رہے حتی کہ دس رکعتیں پڑھیں' پھر کھڑے ہوئے اور ایک رکعت پڑھی اور اس سے اپنی نماز کو وتر بنایا۔ اور اسی اثناء میں مؤذن نے اذان کہی' تو اس کے خاموش ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ہلکی سی دو رکعتیں پڑھیں پھر بیٹھ رہے حتی کہ صبح کی نماز پڑھی۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: خَفِيَ عَلَيَّ مِنِ ابنِ بَشَّارٍ بَعْضُهُ.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ میں ابن بشار کی حدیث کا بعض حصہ سن نہیں سکا (جس طرح کہ میں چاہتا تھا۔)

فائدہ: یہ روایت صحیح سند سے پہلے گزر چکی ہے' دیکھیے حدیث: ١٣٥٣۔

**١٣٥٦- حَدَّثَنا** عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا وَكِيعٌ: حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ قَيْسٍ الأَسَدِيُّ عنِ الْحَكَم بن عُتَيْبَةَ، عن سَعِيدِ ابنِ جُبَيْرٍ، عنِ ابنِ عَبَّاسٍ قالَ: بِتُّ عِنْدَ خَالَتِي مَيْمُونَةَ فَجاءَ رَسُولُ الله ﷺ بَعْدَ مَا أَمْسَى فَقَالَ: «أَصَلَّى الْغُلَامُ؟» قَالُوا: نَعَمْ، فَاضْطَجَعَ حَتَّى إِذَا مَضَى مِنَ اللَّيْلِ مَا شَاءَ الله قَامَ فَتَوضَّأَ ثُمَّ صَلَّى سَبْعًا أَوْ خَمْسًا أَوْتَرَ بِهِنَّ لَمْ يُسَلِّمْ إِلَّا في آخِرِهِنَّ.

١٣٥٦- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنی خالہ میمونہ ؓ کے ہاں رات گزاری' رسول اللہ ﷺ تشریف لائے جبکہ رات ہو چکی تھی۔ آپ نے پوچھا: ''کیا لڑکے نے نماز پڑھ لی ہے؟'' انہوں نے کہا: ہاں۔ چنانچہ آپ بھی لیٹ گئے حتی کہ جب رات کا کچھ حصہ گزر گیا جو اللہ نے چاہا تو آپ اٹھے اور وضو کیا۔ پھر آپ نے سات یا پانچ رکعات پڑھیں اور انہیں وتر بنایا۔ اور ان رکعات میں آپ نے (درمیان میں) کوئی تشہد نہیں کیا۔

فائدہ: گھر والوں کی بالخصوص ماں کی ذمہ داری ہے کہ نوخیز بچوں کو نماز اور دیگر اعمال خیر کا عادی بنائے اور والد یا سرپرست کا حق ہے کہ ان امور کے متعلق خبردار رہے اور باز پرس کرتا رہے۔

**١٣٥٧- حَدَّثَنا** ابنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنا ابنُ أبي عَدِيٍّ عنْ شُعْبَةَ، عنِ الْحَكَمِ، عنْ سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن ابن عَبَّاس قالَ:

١٣٥٧- حضرت ابن عباس ؓ کا بیان ہے کہ میں نے اپنی خالہ حضرت میمونہ بنت حارث ؓ کے ہاں رات گزاری۔ چنانچہ نبی ﷺ نے عشاء کی نماز پڑھی' پھر

**١٣٥٦ـ تخريج:** أخرجه البخاري، انظر الحديث الآتي، ورواه أحمد: ١/ ٣٥٤ عن وكيع به.

**١٣٥٧ـ تخريج:** أخرجه البخاري، العلم، باب السمر في العلم، ح: ١١٧ من حديث شعبة به.

بِتُّ فِي بَيْتِ خَالَتِي مَيْمُونَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ فَصَلَّى النَّبِيُّ ﷺ الْعِشَاءَ ثُمَّ جَاءَ فَصَلَّى أَرْبَعًا ثُمَّ نَامَ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ فَأَدَارَنِي فَأَقامَنِي عَنْ يَمِينِهِ، فَصَلَّى خَمْسًا، ثُمَّ نَامَ حَتَّى سَمِعْتُ غَطِيطَهُ - أَو خَطِيطَهُ - ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ فصلَّى الْغَدَاةَ.

گھر میں تشریف لائے اور چار رکعتیں پڑھیں' پھر سو رہے' پھر جاگے اور نماز پڑھنے لگے۔ میں بھی اٹھا اور آپ کی بائیں جانب کھڑا ہوا' تو آپ نے مجھ کو اپنی دائیں جانب پھیرلیا۔ پھر آپ نے پانچ رکعتیں پڑھیں۔ پھر سو گئے' حتیٰ کہ میں نے آپ کے خراٹے سنے۔ پھر آپ اٹھے اور دو رکعتیں پڑھیں' پھر نماز فجر کے لیے تشریف لے گئے۔

١٣٥٨- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بنُ مُحمَّدٍ عَنْ عَبْدِ المَجِيدِ، عَنْ يَحْيَى بنِ عَبَّادٍ، عنْ سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ حَدَّثَهُ - في هَذِهِ الْقِصَّةِ - قالَ: قَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ حَتَّى صَلَّى ثَمانِيَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ أَوْتَرَ بِخَمْسٍ وَلَمْ يَجْلِسْ بَيْنَهُنَّ.

١٣٥٨- حضرت ابن عباس ؓ نے اس قصے میں بیان کیا کہ آپ اٹھے اور دو دو رکعتیں کر کے نماز پڑھی' حتیٰ کہ آٹھ رکعتیں پڑھیں' پھر پانچ رکعتیں وتر پڑھے اور ان کے درمیان میں تشہد کے لیے نہیں بیٹھے۔



١٣٥٩- حَدَّثَنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ يَحْيَى الحَرَّانِيُّ: حَدَّثَني مُحمَّدُ بنُ سَلَمَةَ عنْ مُحمَّدِ بنِ إِسْحَاقَ، عنْ مُحمَّدِ بنِ جَعْفَرِ ابنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عُرْوَةَ بنِ الزُّبَيْرِ، عنْ عَائِشَةَ قالَتْ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يُصَلِّي ثَلاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً بِرَكْعتَيْهِ قَبْلَ الصُّبْحِ سِتًّا مَثْنَى مَثْنَى وَيُوتِرُ بِخَمْسٍ لَا يَقْعُدُ بَيْنَهُنَّ إِلَّا في آخِرِهِنَّ.

١٣٥٩- سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فجر کی سنتوں سمیت تیرہ رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ چھ رکعتیں دو دو کر کے' پھر پانچ وتر اور ان میں صرف آخر ہی میں بیٹھتے تھے۔

١٣٦٠- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنا اللَّيْثُ

١٣٦٠- سیدہ عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ

**١٣٥٨ـ تخريج**: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ١٣٤٤ من حديث عبدالعزيز بن محمد الدراوردي به.

**١٣٥٩ـ تخريج**: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٣/ ٢٨ من حديث أبي داود به * ابن إسحاق صرح بالسماع.

**١٣٦٠ـ تخريج**: أخرجه مسلم، صلٰوة المسافرين، باب صلٰوة الليل وعدد ركعات النبي ﷺ في الليل ... الخ، ◄◄

عَنْ يَزِيدَ بنِ أبي حَبِيبٍ، عَنْ عِرَاكِ بنِ مالك، عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ أَنَّها أَخْبَرَتْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كانَ يُصَلِّي بِاللَّيْلِ ثَلاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً بِرَكْعَتَيِ الْفَجْرِ.

رات میں فجر کی سنتوں سمیت تیرہ رکعات پڑھا کرتے تھے۔

١٣٦١- حَدَّثَنا نَصْرُ بنُ عَلِيٍّ وَجَعْفَرُ بنُ مُسَافِرٍ: أَنَّ عَبْدَ الله بنَ يَزِيدَ المُقْرِئَ أَخبَرَهُمَا عنْ سَعِيد بنِ أَبِي أَيُّوبَ، عَنْ جَعْفَرِ بنِ رَبِيعَةَ، عنْ عِراكِ بنِ مَالِكٍ، عنْ أبي سَلَمَةَ، عنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ صَلَّى الْعِشَاءَ ثُمَّ صَلَّى ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ قَائِمًا وَرَكْعَتَيْنِ بَيْنَ الأَذَانَيْنِ وَلَمْ يَكُنْ يَدَعُهُمَا.

١٣٦١- سیدہ عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عشاء کی نماز پڑھی' پھر کھڑے ہو کر آٹھ رکعتیں پڑھیں۔ اور دونوں اذانوں (فجر کی اذان اور اقامت) کے درمیان دو رکعتیں پڑھیں اور آپ انہیں ترک نہ کیا کرتے تھے۔

قالَ جَعْفَرُ بنُ مُسَافِرٍ في حَدِيثِهِ: وَرَكْعَتَيْنِ جَالِسًا بَيْنَ الأَذَانَيْنِ. زَادَ جَالِسًا.

جعفر بن مسافر کی روایت ہے کہ دو اذانوں کے مابین دو رکعتیں بیٹھ کر پڑھتے۔ یہ اضافہ (بیٹھ کر) جعفر بن مسافر کا ہے۔

فائدہ: اس روایت میں شیخ البانی ؒ کے نزدیک [بَيْنَ الأَذَانَيْنِ] ''دونوں اذانوں کے درمیان'' کے الفاظ ثابت نہیں۔ بلکہ اصل الفاظ (جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے) [بعد الوتر] ہیں۔ یعنی وتروں کے بعد نبی ﷺ نے دو رکعتیں پڑھیں۔

١٣٦٢- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ وَمُحَمَّدُ بنُ سَلَمَةَ المُرَادِيُّ قالَا: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ عنْ مُعَاوِيَةَ بنِ صَالِحٍ، عنْ عَبْدِ الله ابن أبي قَيْسٍ قال: قُلْتُ لِعَائِشَةَ بِكَمْ كَانَ

١٣٦٢- عبداللہ بن ابی قیس کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ ؓ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کتنی رکعات وتر پڑھا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: آپ (کبھی) چار اور تین' (کبھی) چھ اور تین (کبھی) آٹھ اور

◀◀ ح: ٧٣٧ عن قتيبة به.

١٣٦١ـ تخريج: أخرجه البخاري، التهجد، باب المداومة على ركعتي الفجر، ح: ١١٥٩ من حديث عبدالله بن يزيد المقرىء به.

١٣٦٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ١٤٩ من حديث معاوية بن صالح به، وصححه ابن الملقن في تحفة المحتاج: ١/ ٤٠٤، ح: ٤٤٥.

رَسُولُ اللهِ ﷺ يُوتِرُ قَالَتْ: كَانَ يُوتِرُ بِأَرْبَعٍ وَثَلَاثٍ وَسِتٍّ وَثَلَاثٍ وَثَمَانٍ وَثَلَاثٍ وَعَشْرٍ وَثَلَاثٍ، وَلَمْ يَكُنْ يُوتِرُ بِأَنْقَصَ مِنْ سَبْعٍ وَلَا بِأَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثَ عَشْرَةَ.

تین اور (کبھی) دس اور تین رکعات پڑھا کرتے تھے۔ آپ کے وتر سات سے کم اور تیرہ رکعت سے زیادہ نہ ہوتے تھے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: زَادَ أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: وَلَمْ يَكُنْ يُوتِرُ بِرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ. قُلْتُ: مَا يُوتِرُ؟ قَالَتْ: لَمْ يَكُنْ يَدَعُ ذٰلِكَ وَلَمْ يَذْكُرْ أَحْمَدُ وَسِتٍّ وَثَلَاثٍ.

امام ابوداود نے کہا: احمد بن صالح نے مزید روایت کیا کہ آپ فجر سے پہلے دو رکعتیں ''وتر'' نہ کرتے تھے۔ میں نے پوچھا کہ وتر کرنے کا کیا معنی؟ حضرت عائشہ ؓ نے کہا: کہ آپ یہ رکعتیں چھوڑا نہ کرتے تھے۔ اور احمد نے چھ اور تین رکعات کا ذکر نہیں کیا۔

١٣٦٣- حَدَّثَنا مُؤَمَّلُ بنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنا إِسْمَاعِيلُ بنُ إِبراهِيمَ عن مَنْصُورِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ [أَبِي] إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيِّ، عَنِ الأَسْوَدِ بنِ يَزِيدَ: أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ فَسَأَلَهَا عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِاللَّيْلِ فَقَالَتْ: كَانَ يُصَلِّي ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً مِنَ اللَّيْلِ، ثُمَّ إِنَّهُ صَلَّى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً وَتَرَكَ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ قُبِضَ حِينَ قُبِضَ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ تِسْعَ رَكَعَاتٍ، وَكَانَ آخِرُ صَلَاتِهِ مِنَ اللَّيْلِ الْوِتْرُ.

١٣٦٣- اسود بن یزید سے روایت ہے کہ وہ حضرت عائشہ ؓ کے پاس آئے اور ان سے رسول اللہ ﷺ کی رات کی نماز کے متعلق دریافت کیا' تو انہوں نے کہا: آپ رات میں تیرہ رکعات پڑھا کرتے تھے۔ پھر گیارہ رکعات پڑھنے لگے اور دو رکعتیں چھوڑ دیں۔ پھر جب آپ کی وفات ہوئی ہے تو آپ رات کو نو رکعات پڑھتے تھے۔ اور آپ کی آخری نماز وتر ہوا کرتی تھی۔



فائدہ: شیخ البانی ؒ کے نزدیک یہ روایت ضعیف ہے۔ صحیح مسلم میں یہ روایت صرف ان الفاظ کے ساتھ ہے: ''رسول اللہ ﷺ رات کو (نفلی) نماز پڑھتے تھے' حتیٰ کہ آپ کی آخری نماز وتر ہوتی تھی۔'' (حدیث:٧٤٠)

١٣٦٤- حَدَّثَنا عَبْدُ الْمَلِكِ بنُ شُعَيْبِ

١٣٦٤- کریب مولیٰ ابن عباس کہتے ہیں کہ میں

---

**١٣٦٣_ تخريج:** أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب صلوة الليل وعدد ركعات النبي ﷺ في الليل ... الخ، ح: ٧٤٠ من حديث أبي إسحاق الهمداني به.

**١٣٦٤_ تخريج:** أخرجه البخاري، الوتر، باب ماجاء في الوتر، ح: ٩٩٢، ومسلم، صلوة المسافرين، باب ◀◀

ابنِ اللَّيْثِ: حَدَّثَنِي أبي عَنْ جَدِّي، عَنْ خَالِدِ بنِ يَزِيدَ، عَنْ سَعِيدِ بنِ أبي هِلَالٍ، عَنْ مَخْرَمَةَ بنِ سُلَيْمَانَ أَنَّ كُرَيْبًا مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ قالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ كَيْفَ كَانَتْ صَلَاةُ رَسُولِ الله ﷺ بِاللَّيْلِ؟ قالَ: بِتُّ عِنْدَهُ لَيْلَةً وَهُوَ عِنْدَ مَيْمُونَةَ، فَنَامَ حتَّى إذَا ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ أَوْ نِصْفُهُ اسْتَيْقَظَ، قَامَ إلَى شَنٍّ فِيهِ مَاءٌ فَتَوَضَّأَ وَتَوَضَّأْتُ مَعَهُ، ثُمَّ قَامَ فَقُمْتُ إلَى جَنْبِهِ عَلَى يَسَارِهِ فَجَعَلَنِي عَلَى يَمِينِهِ، ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ عَلَى رَأْسِي كَأَنَّهُ يَمَسُّ أُذُنِي كَأَنَّهُ يُوقِظُنِي فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ. قُلْتُ: قَرَأَ فِيهِمَا بِأُمِّ الْقُرآنِ فِي كلِّ رَكْعَةٍ ثُمَّ سَلَّمَ، ثُمَّ صَلَّى حَتَّى صَلَّى إحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً بِالْوِتْرِ ثُمَّ نامَ فَأَتَاهُ بِلَالٌ فَقَالَ: الصَّلَاةَ يَارسولَ الله! فَقَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ صَلَّى لِلنَّاسِ.

نے حضرت ابن عباس ؓ سے دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ رات کو کیسے نماز پڑھتے تھے؟ انہوں نے کہا: میں نے ایک رات آپ ﷺ کے ہاں گزاری جبکہ آپ حضرت میمونہ ؓ کے گھر میں تھے۔ آپ سو گئے' جب تہائی رات گزر گئی یا آدھی' تو آپ اٹھے' مشکیزے کی طرف گئے' اس میں پانی تھا' آپ نے وضو کیا' تب میں نے بھی آپ کے ساتھ وضو کیا۔ پھر آپ کھڑے ہو گئے' میں بھی آپ کے بائیں پہلو میں کھڑا ہو گیا' تو آپ نے مجھے دائیں طرف کر لیا۔ پھر آپ نے اپنا ہاتھ میرے سر پر رکھا گویا آپ میرے کان کو چھو رہے ہوں' مجھے جگا رہے ہوں' تو آپ نے دو رکعتیں پڑھیں ہلکی ہلکی' میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھی' پھر سلام پھیرا۔ حتیٰ کہ گیارہ رکعتیں پڑھیں وتر سمیت' پھر سو گئے' حتیٰ کہ آپ کے پاس حضرت بلال ؓ آئے اور کہا: نماز' اے اللہ کے رسول! آپ کھڑے ہوئے' دو رکعتیں پڑھیں۔ پھر لوگوں کو نماز پڑھائی۔

فائدہ: نماز میں حسب ضرورت کوئی عمل جائز اور مباح ہے' خواہ دوسرے کی اصلاح ہی کرنی ہو۔

١٣٦٥- حَدَّثَنا نُوحُ بْنُ حَبِيبٍ وَيَحْيَى بنُ مُوسَى قالَا: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا مَعْمَرٌ عن ابنِ طَاوسٍ، عنْ عِكْرِمَةَ بنِ خَالِدٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قَال: بِتُّ عِنْدَ خَالَتِي مَيْمُونَةَ فَقَامَ النَّبِيُّ

۱۳۶۵- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنی خالہ حضرت میمونہ ؓ کے ہاں رات گزاری۔ پس نبی ﷺ رات کو اٹھے اور نماز پڑھنے لگے۔ آپ نے تیرہ رکعات پڑھیں' ان میں فجر کی سنتیں بھی شامل تھیں۔



◄◄ صلٰوة النبي ﷺ ودعائه بالليل، ح: ٧٦٣ من حديث مخرمة بن سليمان به.

١٣٦٥ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٣٦٥ من حديث عبدالرزاق به، وهو في مصنفه، ح: ٤٧٠٦، ورواه النسائي في الكبرٰى، ح: ١٤٢٥.

ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ، فَصَلَّى ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً مِنْهَا رَكْعَتَا الْفَجْرِ حَزَرْتُ قِيَامَهُ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ بِقَدْرِ ﴿يَأَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ﴾ لَمْ يَقُلْ نُوحٌ: مِنْهَا رَكْعَتَا الْفَجْرِ.

میں نے ہر رکعت میں آپ کے قیام کا اندازہ لگایا کہ سورۂ مزمل کے برابر تھا۔ نوح نے اپنی روایت میں فجر کی سنتوں کا ذکر نہیں کیا۔

**١٣٦٦- حَدَّثَنَا** الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مالك، عَنْ عَبْدِ الله بنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ عَبْدَ الله ابنَ قَيْسِ بنِ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَهُ عَنْ زَيد بنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّهُ قالَ: لأَرْمُقَنَّ صَلَاةَ رَسُولِ الله ﷺ اللَّيْلَةَ قالَ: فَتَوَسَّدْتُ عَتَبَتَهُ أَوْ فُسْطَاطَهُ فَصَلَّى رَسُولُ الله ﷺ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ طَوِيلَتَيْنِ طويلَتَيْنِ طويلَتَيْن ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ، وَهُمَا دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا، ثُمَّ أَوْتَرَ، فَذَلِكَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً.

۱۳۶۶- حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: آج رات میں رسول اللہ ﷺ کی نماز دیکھوں گا۔ چنانچہ میں نے آپ کے دروازے یا خیمے کی چوکھٹ کو اپنا تکیہ بنالیا' پس آپ نے دو رکعتیں پڑھیں ہلکی ہلکی' پھر دو رکعتیں پڑھیں لمبی لمبی' پھر دو رکعتیں پڑھیں جو ان سے قدرے کم لمبی تھیں' پھر دو رکعتیں پڑھیں جو ان سے کم تھیں' پھر دو رکعتیں پڑھیں جو ان سے کم تھیں' پھر دو رکعتیں پڑھیں جو ان سے کم تھیں' پھر (ایک) وتر پڑھا۔ یہ (مکمل) تیرہ رکعات ہوئیں۔

**١٣٦٧- حَدَّثَنَا** الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عنْ مَخْرَمَةَ بنِ سُلَيْمانَ، عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ؛ أَنَّ عَبْدَ الله بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ بَاتَ عِنْدَ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ وَهِيَ خَالَتُهُ قالَ: فَاضْطَجَعْتُ فِي عَرْضِ الْوِسَادَةِ وَاضْطَجَعَ رَسُولُ الله ﷺ وَأَهْلُهُ

۱۳۶۷- کریب مولیٰ ابن عباس کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ان کو بتایا کہ میں نے ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں رات گزاری اور وہ ان کی خالہ تھیں۔ فرماتے ہیں: میں تکیے کے عرض میں لیٹ گیا اور رسول اللہ ﷺ اور آپ کی اہلیہ اس کے طول میں لیٹ گئے۔ رسول اللہ ﷺ سو گئے' حتیٰ کہ جب

---

**١٣٦٦ـ تخريج:** أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب صلوة النبي ﷺ ودعائه بالليل، ح: ٧٦٥ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٢٢.

**١٣٦٧ـ تخريج:** متفق عليه، تقدم: ١٣٦٤، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٢١، ١٢٢.

فِي طُولِهَا، فَنَامَ رَسُولُ الله ﷺ حَتَّى إِذَا انْتَصَفَ اللَّيْلُ أَوْ قَبْلَهُ بِقَلِيلٍ أَوْ بَعْدَهُ بِقَلِيلٍ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ رَسُولُ الله ﷺ فَجَلَسَ يَمْسَحُ النَّوْمَ عَنْ وَجْهِهِ بِيَدِهِ، ثُمَّ قَرَأَ الْعَشْرَ الآيَاتِ - الْخَوَاتِمَ مِنْ سُورَةِ آلِ عِمْرَانَ - ثُمَّ قَامَ إِلَى شَنٍّ مُعَلَّقَةٍ فَتَوَضَّأَ مِنْهَا فَأَحْسَنَ وُضُوءَهُ، ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي. قَالَ عَبْدُ الله: فَقُمْتُ فَصَنَعْتُ مِثْلَ مَا صَنَعَ ثُمَّ ذَهَبْتُ فَقُمْتُ إِلَى جَنْبِهِ، فَوَضَعَ رَسُولُ الله ﷺ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى رَأْسِي، فَأَخَذَ بِأُذُنِي يَفْتِلُهَا، فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثمَّ رَكْعَتَيْنِ - قالَ الْقَعْنَبِيُّ: سِتَّ مِرَارٍ - ثُمَّ أَوْتَرَ، ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتَّى جَاءَهُ الْمُؤَذِّنُ فَقَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الصُّبْحَ.

آدھی رات ہوئی یا اس سے کچھ پہلے کا وقت ہوگا یا بعد کا تو رسول اللہ ﷺ جاگ گئے۔ آپ اٹھ کر بیٹھ گئے اور اپنے ہاتھ سے اپنا چہرہ ملا' گویا نیند دور کرتے ہوں۔ پھر آپ نے سورۂ آل عمران کی آخری دس آیتیں پڑھیں' پھر آپ ایک مشکیزے کی طرف گئے جو لٹک رہا تھا' اس سے آپ نے وضو کیا اور اچھا وضو کیا' پھر نماز پڑھنے کھڑے ہو گئے۔ حضرت عبداللہ فرماتے ہیں: پھر میں بھی اٹھ کھڑا ہوا اور جیسے آپ نے کیا تھا میں نے بھی کیا اور آپ کے (بائیں) پہلو میں جا کھڑا ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ میرے سر پر رکھا' میرا کان پکڑا اور اسے کچھ مروڑا۔ آپ نے دو رکعتیں پڑھیں' پھر دو رکعتیں' پھر دو رکعتیں' پھر دو رکعتیں' پھر دو رکعتیں' پھر دو رکعتیں۔ قعنبی نے کہا کہ چھ بار (دو دو رکعتیں پڑھیں۔) پھر (ایک) وتر پڑھا۔ اس کے بعد لیٹ گئے' حتی کہ آپ کے پاس مؤذن آیا تو آپ نے اٹھ کر ہلکی سی دو رکعتیں پڑھیں' پھر تشریف لے گئے اور فجر کی نماز پڑھی۔

## (المعجم ٢٧) - باب مَا يُؤْمَرُ بِهِ مِنَ الْقَصْدِ فِي الصَّلَاةِ (التحفة ٣١٨)

## باب: ٢٧- نماز (اور دیگر عبادات) میں میانہ روی اختیار کرنے کا حکم

**١٣٦٨- حَدَّثَنا** قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنا اللَّيْثُ عن ابنِ عَجْلَانَ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عنْ عَائِشَةَ؛ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «اكْلَفُوا مِنَ الْعَمَلِ مَا تُطِيقُونَ،

١٣٦٨- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عمل اسی قدر اختیار کرو جس کی تم میں طاقت ہو کیونکہ اللہ عزوجل (تمہیں ثواب دینے سے) نہیں اکتاتا' حتی کہ تم ہی (عمل سے) اکتا

**١٣٦٨ـ تخريج:** أخرجه البخاري، اللباس، باب الجلوس على الحصير ونحوه، ح: ٥٨٦١، ومسلم، صلوة المسافرين، باب فضيلة العمل الدائم من قيام الليل وغيره . . . الخ، ح: ٧٨٢ من حديث سعيد المقبري به مطولاً، ورواه النسائي، ح: ٧٦٣ عن قتيبة به.

فَإِنَّ اللهَ لَا يَمَلُّ حَتَّى تَمَلُّوا، فَإِنَّ أَحَبَّ الْعَمَلِ إِلَى اللهِ أَدْوَمُهُ وَإِنْ قَلَّ»، وَكَانَ إِذَا عَمِلَ عَمَلًا أَثْبَتَهُ.

جاؤ۔ بلاشبہ اللہ عزوجل کو وہی عمل محبوب ہے جو ہمیشہ ہو اگر چہ تھوڑا ہی ہو۔'' اور نبی ﷺ جب کوئی عمل اختیار کرتے تو اس پر ہمیشگی کرتے تھے۔

١٣٦٩- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعْدٍ: حَدَّثَنَا عَمِّي: حَدَّثَنَا أَبِي عن ابنِ إِسْحَاقَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ إِلَى عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُونٍ فَجَاءَهُ فَقَالَ: «يَا عُثْمَانُ! أَرَغِبْتَ عَنْ سُنَّتِي؟» قَالَ: لَا، وَاللهِ! يَارَسُولَ اللهِ! وَلَكِنْ سُنَّتَكَ أَطْلُبُ، قَالَ: «فَإِنِّي أَنَامُ وَأُصَلِّي وَأَصُومُ وَأُفْطِرُ، وَأَنْكِحُ النِّسَاءَ، فَاتَّقِ اللهَ يَا عُثْمَانُ! فَإِنَّ لِأَهْلِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّ لِضَيْفِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّ لِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، فَصُمْ وَأَفْطِرْ، وَصَلِّ وَنَمْ».

١٣٦٩-ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان بن مظعون ؓ کو اپنے پاس بلوایا۔ وہ آپ کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا: ''اے عثمان! کیا تم نے میری سنت (طور طریقے) سے اعراض کر لیا ہے؟'' انہوں نے کہا: نہیں، قسم اللہ کی! اے اللہ کے رسول! بلکہ میں تو آپ کی سنت ہی کا متلاشی ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''پھر میں تو سوتا بھی ہوں اور نماز بھی پڑھتا ہوں۔ روزے رکھتا بھی ہوں اور چھوڑتا بھی ہوں۔ عورتوں سے نکاح بھی کیا ہے۔ پس اللہ سے ڈرو، اے عثمان! یقیناً تمہارے گھر والوں کا بھی تم پر حق ہے۔ تمہارے مہمان کا بھی تم پر حق ہے۔ تمہاری جان کا بھی تم پر حق ہے۔ لہٰذا روزے رکھو اور چھوڑ بھی دیا کرو۔ نماز پڑھا کرو اور سویا بھی کرو۔''



فائدہ: اللہ کی عبادت اور ریاضت میں اپنی جان کو گھلا دینا اور مشروع دنیاوی امور سے منہ موڑ لینا دین نہیں، بلکہ بے دینی ہے۔ اہل کتاب میں یہ کیفیت ''رہبانیت'' کہلاتی تھی جس کا اسلام میں کوئی تصور نہیں۔

١٣٧٠- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبراهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ كَيْفَ كَانَ عَمَلُ رَسُولِ اللهِ ﷺ هَلْ كَانَ يَخُصُّ شَيْئًا

١٣٧٠-جناب علقمہ بیان کرتے ہیں، میں نے حضرت عائشہ ؓ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کے اعمال کا کیا انداز تھا، کیا آپ نے کوئی دن خاص کر رکھے تھے؟ انہوں نے کہا: نہیں، آپ کے ہر عمل میں ہیشگی ہوتی تھی اور تم میں

---

١٣٦٩_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢٦٨/٦ عن عمه يعقوب بن إبراهيم بن سعد به * ابن إسحاق صرح بالسماع.

١٣٧٠_ تخريج: أخرجه البخاري، الرقاق، باب القصد والمداومة على العمل، ح: ٦٤٦٦، ومسلم، صلوة المسافرين، باب فضيلة العمل الدائم من قيام الليل وغيره ... الخ، ح: ٧٨٣ من حديث جرير بن عبدالحميد به.

مِنَ الأَيَّامِ؟ قَالَتْ: لَا، كَانَ [كلُّ] عَمَلُهُ دِيمَةً، وَأَيُّكُمْ يَسْتَطِيعُ مَا كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَسْتَطِيعُ؟.

وہ استطاعت کہاں جو رسول اللہ ﷺ کو حاصل تھی۔

**فائدہ:** ہیشگی اسی عمل پر ہو سکتی ہے جو افراط وتفریط سے ہٹ کر اعتدال پر مبنی ہو اور مداومت اختیار کرنا ہی سب سے بڑی ریاضت ہے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ



## (المعجم ٦) - [كِتَابُ تَفْرِيعِ أَبْوَابِ شَهْرِ رَمَضَانَ] (التحفة...)

## ماہ رمضان المبارک کے احکام ومسائل

### (المعجم ١) - بَابٌ: فِي قِيَامِ شَهْرِ رَمَضَانَ (التحفة ٣١٩)

١٣٧١- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ وَمُحَمَّدُ بنُ الْمُتَوَكِّلِ قالَا: حَدَّثَنا عَبْدُالرَّزَّاقِ: أخبرنا مَعْمَرٌ- قالَ الْحَسَنُ في حَدِيثِهِ: وَمَالِكُ بْنُ أَنَسٍ- عنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أبي سَلَمَةَ، عَنْ أَبي هُرَيْرَةَ قالَ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يُرَغِّبُ في قِيَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَأْمُرَهُمْ بِعَزِيمةٍ، ثُمَّ يَقُولُ: «مَنْ قَامَ رَمَضَانَ

### باب:۱- رمضان میں قیام اللیل کے احکام ومسائل

۱۳۷۱- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ قیام رمضان کی ترغیب دیا کرتے تھے بغیر اس کے کہ آپ واجبی طور پر ان کو حکم دیں۔ پھر فرماتے تھے: ''جس نے ایمان کی بنا پر اور تقرب وثواب کی غرض سے رمضان کا قیام کیا' اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔'' پھر رسول اللہ ﷺ کی رحلت ہو گئی اور معاملہ ایسے ہی رہا۔ اس کے بعد خلافتِ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ابتدائی دور میں بھی یہی صورت رہی۔

---

١٣٧١ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، صلٰوة المسافرين، باب الترغيب في قيام رمضان وهو التراويح، ح: ٧٥٩ من حديث عبدالرزاق به، وهو في مصنفه، ح: ٧٧١٩، ورواه مالك في الموطأ (يحيى): ١/ ١١٣، ١١٤.

إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ»، فَتُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَالأَمْرُ عَلَىٰ ذَلِكَ، ثُمَّ كانَ الأَمْرُ عَلَى ذَلِكَ في خِلَافَةِ أَبي بَكْرٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، وَصَدْرًا مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ.

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَا رَوَاهُ عُقَيْلٌ وَيُونُسُ وَأَبُوأُوَيْسٍ: «مَنْ قامَ رَمَضَانَ» وَرَوَىٰ عُقَيْلٌ: «مَنْ صامَ رَمَضَانَ وقَامَهُ».

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عقیل' یونس اور ابواویس نے ایسے ہی روایت کیا ہے: ''یعنی جس نے رمضان کا قیام کیا۔'' اور عقیل کی روایت ہے: ''جس نے رمضان کے روزے رکھے اور اس کا قیام کیا۔''

فائدہ: رمضان کی راتوں کا قیام مسنون ومستحب عمل ہے اور انتہائی فضیلت کا حامل' مگر واجب نہیں ہے۔ اور اس میں غفلت کرنا بہت بڑی محرومی ہے۔

١٣٧٢- **حَدَّثَنا** مَخْلَدُ بنُ خَالِدٍ وَابْنُ أَبي خَلَفٍ المَعْنَىٰ، قالَا: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ، عنْ أبي سَلَمَةَ، عنْ أَبي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ: «مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ، وَمَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيمانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

۱۳۷۲- سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے مرفوعاً بیان کرتے ہیں: ''جس نے ایمان اور تقرب وثواب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھے' اس کے پچھلے گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔ اور جس نے ایمان اور تقرب وثواب کے لیے لیلۃ القدر کا قیام کیا' اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔''

قالَ أَبُودَاوُدَ: كَذا رَوَاهُ يَحْيَى بنُ أَبِي كَثِيرٍ عنْ أَبِي سَلَمَةَ، وَمُحَمَّدُ بنُ عَمْرٍو عنْ أبي سَلَمَةَ.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ یحییٰ بن ابی کثیر اور محمد بن عمرو نے ابوسلمہ سے ایسے ہی روایت کیا ہے۔

١٣٧٣- **حَدَّثَنا** الْقَعْنَبِيُّ عنْ مَالِكٍ،

۱۳۷۳- سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا زوجۂ نبی ﷺ سے مروی

---

١٣٧٢ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، فضل ليلة القدر، باب فضل ليلة القدر، ح: ٢٠١٤ من حديث سفيان بن عيينة به.

١٣٧٣ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب الترغيب في قيام رمضان وهو التراويح، ح: ٧٦١ من حديث مالك، والبخاري، صلوة التراويح، باب فضل من قام رمضان، ح: ٢٠١٢ من حديث ابن شهاب الزهري به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١١٣، (والقعنبي، ص: ١٥٣).

عنِ ابْنِ شِهَابٍ، عنْ عُرْوَةَ بنِ الزُّبَيْرِ، عنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّىٰ فِي المَسْجِدِ، فَصَلَّىٰ بِصَلاتِهِ نَاسٌ، ثُمَّ صَلَّىٰ مِنَ الْقَابِلَةِ فَكَثُرَ النَّاسُ، ثُمَّ اجْتَمَعُوا مِنَ اللَّيْلَةِ الثَّالِثَةِ فَلَمْ يَخْرُجْ إِلَيْهِمْ رَسُولُ الله ﷺ، فَلَمَّا أَصْبَحَ قَالَ: «قَدْ رَأَيْتُ الَّذِي صَنَعْتُمْ، فَلَمْ يَمْنَعْنِي مِنَ الْخُرُوجِ إِلَيْكُمْ إِلَّا أَنِّي خَشِيتُ أَنْ تُفْرَضَ عَلَيْكُمْ» وَذٰلِكَ فِي رَمَضَانَ.

ہے کہ نبی ﷺ نے مسجد میں نماز پڑھی (یعنی رمضان کی رات میں قیام فرمایا) تو لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی۔ آپ نے اگلی رات پھر نماز پڑھی تو لوگ بھی بہت ہو گئے۔ پھر جب وہ تیسری رات جمع ہوئے تو رسول اللہ ﷺ گھر سے نکلے ہی نہیں۔ جب صبح ہوئی تو فرمایا: ”تم نے جو کیا وہ میں نے دیکھا ہے اور مجھے تمہاری طرف نکلنے سے بس یہی مانع رہا کہ مجھے اندیشہ ہوا کہیں یہ نماز تم پر فرض نہ کر دی جائے۔“ اور یہ رمضان کی بات ہے۔

فائدہ: صحیح بخاری میں تیسری رات بھی نماز پڑھنے کا ذکر ہے۔ دیکھیے: (صحیح بخاری، الجمعة، حدیث: ۹۲۴)

١٣٧٤- حَدَّثَنا هَنَّادُ بنُ السَّرِيِّ: حَدَّثَنا عَبْدَةُ عن مُحمَّدِ بنِ عَمْرٍو، عن مُحمَّدِ بنِ إبراهِيمَ، عن أبي سَلَمَةَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّاسُ يُصَلُّونَ فِي المَسْجِدِ فِي رَمَضَانَ أَوْزَاعًا فَأَمَرَنِي رَسُولُ الله ﷺ فَضَرَبْتُ لَهُ حَصِيرًا فَصَلَّى عَلَيْهِ، بِهٰذِهِ الْقِصَّةِ قَالَتْ فيه، قالَ: تَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ: «أَيُّهَا النَّاسُ! أَمَا وَالله! مَا بِتُّ لَيْلَتِي هٰذِهِ بِحَمْدِ الله غَافِلًا وَلَا خَفِيَ عَلَيَّ مَكَانُكُمْ».

۱۳۷۴- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ لوگ مسجد میں ٹکڑیوں میں بٹ کر نماز پڑھتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا تو میں نے آپ کے لیے چٹائی بچھا دی۔ آپ نے نماز پڑھی...... اور یہ قصہ بیان کیا...... اور آپ نے فرمایا: ”لوگو! میں نے اللہ کے فضل سے رات غفلت میں نہیں گزاری اور نہ تمہارا یہاں جمع ہونا مجھ پر مخفی رہا ہے۔“

١٣٧٥- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَزِيدُ

۱۳۷۵- حضرت ابوذر ؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم



١٣٧٤ـ تخريج: [إسناده حسن] وتقدم أصله: ١٣٦٨.

١٣٧٥ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ماجاء في قيام شهر رمضان، ح: ٨٠٦، والنسائي، ح: ١٣٦٥، وابن ماجه، ح: ١٣٢٧ من حديث داود بن أبي هند به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٢٠٦، وابن حبان، ح: ٩١٩.

ابنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنا دَاوُدُ بنُ أَبِي هِنْدٍ عن الْوَلِيدِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عن جُبَيْرِ بنِ نُفَيْرٍ، عن أبي ذَرٍّ قال: صُمْنَا مَعَ رَسُولِ الله ﷺ رَمَضَانَ فَلَمْ يَقُمْ بِنَا شَيْئًا مِنَ الشَّهْرِ حَتَّى بَقِيَ سَبْعٌ، فَقَامَ بِنَا حَتَّى ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ، فَلَمَّا كَانَتِ السَّادِسَةُ لَمْ يَقُمْ بِنَا، فَلَمَّا كَانَتِ الْخَامِسَةُ قَامَ بِنَا حَتَّى ذَهَبَ شَطْرُ اللَّيْلِ فَقُلْتُ: يَارسولَ الله! لَوْ نَفَّلْتَنَا قِيَامَ هَذِهِ اللَّيْلَةِ. قالَ: فَقالَ: «إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا صَلَّى مَعَ الإمَام حَتَّى يَنْصَرِفَ حُسِبَ لَهُ قِيَامُ اللَّيْلَةِ». قالَ: فَلمَّا كانَتِ الرَّابِعةُ لَمْ يَقُمْ، فَلمَّا كانَتِ الثَّالِثَةُ جَمَعَ أَهْلَهُ وَنِسَاءَهُ وَالنَّاسَ فَقَامَ بِنَا حتى خَشِينَا أَنْ يَفُوتَنَا الْفَلَاحُ. قالَ، قُلْتُ: وَمَا الْفَلَاحُ؟ قالَ: السَّحُور. ثُمَّ لَمْ يَقُمْ بِنَا بَقِيَّةَ الشَّهْرِ.

نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رمضان کے روزے رکھے' آپ نے ہمارے ساتھ کوئی قیام نہ کیا' حتیٰ کہ مہینے میں ایک ہفتہ باقی رہ گیا' تو آپ نے ہمیں قیام کروایا' حتیٰ کہ تہائی رات ہوگئی۔ جب (آخر سے) چھٹی رات آئی تو آپ نے قیام نہ کرایا۔ جب پانچویں آئی تو ہمیں قیام کروایا' حتیٰ کہ آدھی رات گزر گئی۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کاش آپ ہمیں بقیہ رات بھی اس کا قیام کروا دیتے؟ تو آپ نے فرمایا: ''انسان جب امام کے ساتھ نماز پڑھتا ہے اور اس کے فارغ ہونے تک اس کے ساتھ رہتا ہے تو اس کے لیے پوری رات کا قیام شمار کیا جاتا ہے۔'' جب چوتھی رات آئی تو آپ نے قیام نہ کرایا۔ جب تیسری رات آئی تو آپ نے اپنے اقارب' بیویوں اور دوسرے لوگوں کو جمع فرمایا اور ہمیں قیام کرایا' یہاں تک کہ ہمیں فکر ہوئی کہ کہیں ہماری ''فلاح'' ہی نہ رہ جائے۔ (جبیر نے کہا) میں نے پوچھا کہ ''فلاح'' سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے کہا ''سحری۔'' پھر بقیہ راتوں میں آپ نے ہم کو قیام نہیں کرایا۔

**فوائد ومسائل:** ① رسول اللہ ﷺ نے ان تین راتوں میں مسجد میں اجتماعی طور پر یہ قیام کرا کے ثابت فرما دیا کہ یہ نماز (المعروف بہ تراویح) جماعت اور اجتماعیت کے ساتھ مستحب ومسنون ہے' مگر فرض ہونے کے اندیشے سے آپ نے اس تسلسل کو قائم نہ رکھا۔ ② امام کے ساتھ قیام مکمل کر لینے میں پوری رات کا قیام لکھا جاتا ہے۔ واللہ ذو الفضل العظیم۔ ③ اس روایت میں قیام کی رکعات کا ذکر نہیں تاہم حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی صراحت وارد ہے کہ [صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ ثَمَانَ رَكَعَاتٍ وَ أَوْتَرَ] ''رسول اللہ ﷺ نے ہم کو ماہ رمضان میں آٹھ رکعات پڑھائیں اور وتر پڑھایا۔'' یہ روایت طبرانی صغیر' مسند ابی یعلیٰ' قیام اللیل مروزی' صحیح ابن خزیمہ اور صحیح ابن حبان میں آئی ہے۔ اور علامہ ذہبی نے المیزان' ج:۲' ص:۳۱۱ میں اس کی سند کو ''وَسَط'' کہا ہے۔

١٣٧٦- حَدَّثَنا نَصْرُ بنُ عَلِيٍّ وَ دَاوُدُ ابنُ أُمَيَّةَ؛ أَنَّ سُفْيَانَ أَخْبَرَهُمْ عن أَبِي يَعْفُورٍ - وقالَ دَاوُدُ: عن ابنِ عُبَيْد بنِ نِسْطَاسٍ - عن أبي الضُّحَىٰ، عن مَسْرُوقٍ، عن عَائِشَةَ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ أَحْيا اللَّيْلَ وَشَدَّ المِيزَرَ وَأَيْقَظَ أَهْلَهُ.

۱۳۷۶- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ جب رمضان کا (آخری) عشرہ شروع ہوتا' تو نبی ﷺ راتوں کو جاگتے' اپنی کمر کس لیتے اور اپنے گھر والوں کو بھی جگاتے۔

قال أَبُودَاوُدَ: أَبُو يَعْفُور اسْمُهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بنُ عُبَيْدِ بنِ نِسْطَاسٍ.

امام ابوداود بیان کرتے ہیں کہ ابویعفور کا نام عبدالرحمٰن بن عبید بن نسطاس ہے۔

١٣٧٧- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي مُسْلِمُ بنُ خَالِدٍ عن الْعَلَاءِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عن أبِيهِ، عن أَبي هُرَيْرَةَ قالَ: خَرَجَ رَسُولُ الله ﷺ فإِذَا أُنَاسٌ في رَمَضَانَ يُصَلُّونَ في نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ: «مَا هَؤُلَاءِ؟» فَقِيلَ: هَؤُلَاءِ نَاسٌ لَيْسَ مَعَهُمْ قُرْآنٌ، وَأُبَيُّ بنُ كَعْبٍ يُصَلِّي، وَهُمْ يُصَلُّونَ بِصَلَاتِهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَصَابُوا وَنِعْمَ مَا صَنَعُوا».

۱۳۷۷- حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور دیکھا کہ لوگ رمضان میں مسجد کی ایک جانب میں نماز پڑھ رہے ہیں۔ آپ نے پوچھا: ''ان کو کیا ہے؟'' کہا گیا کہ ان لوگوں کو قرآن یاد نہیں ہے اور ابی بن کعب ؓ نماز پڑھ رہے ہیں تو یہ لوگ بھی ان کے ساتھ نماز پڑھ رہے ہیں' تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''انہوں نے درست کیا اور بہت خوب کیا۔''

قال أَبُودَاوُدَ: لَيْسَ هذا الحديثُ بالقَوِيِّ، مُسْلِمُ بنُ خَالِدٍ ضَعِيفٌ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث قوی نہیں ہے۔ مسلم بن خالد ضعیف ہے۔



---

**١٣٧٦ـ تخريج**: أخرجه البخاري، فضل ليلة القدر، باب العمل في العشر الأواخر من رمضان، ح: ٢٠٢٤، ومسلم، الاعتكاف، باب الاجتهاد في العشر الأواخر من شهر رمضان، ح: ١١٧٤ من حديث سفيان بن عيينة به.

**١٣٧٧ـ تخريج**: [حسن] أخرجه البيهقي: ٢/ ٤٩٥ من حديث أبي داود به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٢٠٨، وابن حبان، ح: ٩٢١.

فائدہ: اس روایت کو شیخ البانی ﷫ نے سنن ابوداود میں ضعیف قرار دیا ہے۔ لیکن اپنی ہی کتاب ''صلوٰۃ التراویح'' میں اسے بطور متابع اور شاہد کے قابل قبول قرار دیا ہے اور ایک حسن درجے کی مرسل روایت کی بنیاد پر اس واقعے کی اصلیت کو تسلیم کیا ہے جس سے صلوٰۃ تراویح کا تقریری ثبوت نبی ﷺ سے مہیا ہوتا ہے۔ (دیکھیے: صلاة التراويح' للألباني' ص:٩)

## (المعجم ٢) - بَابٌ: فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ (التحفة ٣٢٠)

## باب:٢- ليلۃ القدر کے احکام ومسائل

١٣٧٨- حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ حَرْبٍ وَمُسَدَّدٌ المَعْنَى، قالَا: حَدَّثَنا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ عن عَاصِمٍ عن زِرٍّ قال: قُلْتُ لِأُبَيِّ بنِ كَعْبٍ: أَخْبِرْنِي عن لَيْلَةِ الْقَدرِ يَاأَبَا الْمُنْذِرِ! فإِنَّ صَاحِبَنَا سُئِلَ عَنْهَا، فَقَالَ: مَنْ يَقُمِ الْحَوْلَ يُصِبْهَا، فَقَالَ: رَحِمَ الله أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَالله! لَقَدْ عَلِمَ أَنَّهَا فِي رَمَضَانَ- زَادَ مُسَدَّدٌ: وَلٰكِنْ كَرِه أَنْ يَتَّكِلُوا، أَوْ أَحَبَّ أَن لَا يَتَّكِلُوا، ثُمَّ اتَّفَقَا - وَاللهِ! إِنَّهَا لَفِي رَمَضَانَ لَيْلَةَ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ لا يَسْتَثْنِي. قُلْتُ: ياأَبَا الْمُنْذِرِ! أَنَّىٰ عَلِمْتَ ذَلِكَ؟ قال: بِالآيَةِ الَّتِي أَخْبَرَنَا رَسُولُ الله ﷺ.

١٣٧٨- زِرّ بن حبیش کہتے ہیں کہ میں نے حضرت اُبی بن کعب ﷜ سے کہا: اے ابوالمنذر! مجھے لیلۃ القدر کے بارے میں بتایئے کیونکہ ہمارے صاحب (حضرت عبداللہ بن مسعود ﷜) سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: جو شخص سارا سال قیام کرتا رہے' وہ اسے پالے گا۔ تو انہوں نے کہا: اللہ ابوعبدالرحمٰن (یعنی ابن مسعود ﷜) پر رحم فرمائے' اللہ کی قسم! انہیں خوب معلوم ہے کہ یہ رمضان میں ہوتی ہے۔ (مسدد نے اضافہ کیا) لیکن انہوں نے ناپسند کیا کہ لوگ (صرف رمضان ہی پر) تکیہ کرلیں یا انہوں نے چاہا ہے کہ لوگ اسی پر تکیہ نہ کرلیں۔ (پھر سلیمان اور مسدد دونوں نے کہا:) قسم اللہ کی! یہ رمضان کی ستائیسویں شب کو ہوتی ہے' ان شاء اللہ نہ کہا: میں نے کہا: اے ابوالمنذر! آپ کو اس کا کیسے علم ہوا؟ انہوں نے کہا: اس علامت سے' جو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بتائی ہے۔

قُلْتُ لِزِرٍّ: ما الآيَةُ؟ قالَ: تُصْبِحُ الشَّمْسُ صَبِيحَةَ تِلْكَ اللَّيْلَةِ مِثْلَ الطَّسْتِ لَيْسَ لَها

(عاصم نے کہا) میں نے جناب زِرّ سے پوچھا: وہ علامت کیا ہے؟ انہوں نے کہا: اس رات کی صبح کو سورج

١٣٧٨ـ تخريج: أخرجه مسلم، الصيام، باب فضل ليلة القدر والحث على طلبها . . . الخ، ح: ٧٦٢ بعد، ح: ١١٦٩ من حديث عاصم به.

شُعاعٌ حَتّٰى تَرْتَفِعَ .

طشت (تانبے کی بڑی پلیٹ) کی طرح نکلتا ہے اور اونچا ہونے تک اس میں شعاع (اور حدت) نہیں ہوتی۔

**فوائد ومسائل:** ① لیلۃ القدر کی عبادت دیگر راتوں کے مقابلے میں ہزار مہینے کی عبادت سے افضل ہے۔ ﴿لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ﴾ (القدر:٣) اور یہ مدت تراسی سال چار مہینے بنتی ہے۔ ② یہ دعویٰ بالجزم تو قطعاً صحیح نہیں کہ یہ رات ستائیسویں رمضان ہی کو ہوتی ہے' بلکہ امکان ہوتا ہے۔ اسی طرح دیگر طاق راتوں میں بھی ممکن ہے۔ ③ مذکورہ علامت اگرچہ رات گزر جانے کے بعد کی ہے' اس میں فائدہ یہ ہے کہ اگر اس رات سے استفادہ کیا ہو تو انسان شکر کرے۔ اگر محروم رہا ہو تو آیندہ کے لیے شوق کرے۔ ④ یہ علامت حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کو کسی سال ستائیسویں کی صبح نظر آئی ہوگی تو اسی سے انہوں نے یقین کرلیا کہ ہر سال یہی رات لیلۃ القدر ہوتی ہے' مگر صحیح یہ ہے کہ یہ لیلۃ القدر آخری عشرہ کی طاق راتوں میں منتقل ہوتی رہتی ہے۔

**١٣٧٩- حَدَّثَنا** أَحْمَدُ بْنُ حَفْصِ بْنِ عَبْدِ اللهِ السُّلَمِيُّ: حَدَّثَني أبي: حَدَّثَني إبراهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عن عَبَّادِ بنِ إسْحَاقَ، عن مُحَمَّدِ بنِ مُسْلِمٍ الزُّهْرِيِّ، عنْ ضَمْرَةَ بنِ عَبْدِ اللهِ بنِ أُنَيْسٍ، عن أبيهِ قالَ: كُنْتُ في مَجْلِسِ بَنِي سَلِمَةَ وَأَنَا أَصغَرُهُمْ فَقَالُوا: مَنْ يَسْأَلُ لَنَا رَسُولَ الله ﷺ عنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ - وَذٰلِكَ صَبِيحَةَ إِحْدَىٰ وَعِشْرِينَ مِنْ رَمَضَانَ - فَخَرَجْتُ فَوَافَيْتُ مَعَ رَسُولِ الله ﷺ صلاةَ المَغْرِبِ، ثُمَّ قُمْتُ بِبَابِ بَيْتِهِ فَمَرَّ بِي، فَقَالَ: «ادْخُلْ» فَدَخَلْتُ فَأُتِيَ بِعَشَائِهِ فَرَأَيْتُني أَكُفُّ عَنْهُ مِنْ قِلَّتِهِ، فَلَمَّا فَرَغَ قالَ: «نَاوِلْني نَعْلَيَّ»، فَقَامَ وَقُمْتُ مَعَهُ، فَقَالَ: «كَأَنَّ لَكَ حاجَةً؟» قُلْتُ: أَجَلْ أَرْسَلَني إِلَيْكَ رَهْطٌ مِنْ بَني سَلِمَةَ يَسْأَلُونَكَ عَنْ لَيْلَةِ

١٣٧٩- ضمرہ بن عبداللہ بن انیس اپنے والد سے روایت کرتے ہیں' انہوں نے کہا کہ میں بنی سلمہ کی ایک مجلس میں تھا اور میں ان سب سے چھوٹا تھا' انہوں نے کہا: کون ہے جو رسول اللہ ﷺ سے ہمارے لیے لیلۃ القدر کے متعلق پوچھ آئے؟ اور یہ رمضان کی اکیسویں تاریخ کی صبح تھی۔ پس میں نکلا اور مغرب کی نماز رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پڑھی۔ پھر میں آپ کے گھر کے دروازے پر کھڑا ہو گیا۔ آپ میرے پاس سے گزرے تو فرمایا: ''اندر آ جاؤ۔'' میں اندر چلا گیا' آپ کو عشائیہ پیش کیا گیا۔ مجھے یاد ہے کہ میں کھانا کم ہونے کی وجہ سے جھجک رہا تھا (یعنی بہت کم کھا رہا تھا۔) جب فارغ ہو گئے تو فرمایا: ''مجھے میرے جوتے دو۔'' چنانچہ آپ کھڑے ہو گئے اور میں بھی آپ کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا۔ آپ نے فرمایا: ''شاید تم کسی کام سے آئے تھے؟'' میں نے عرض کیا: ہاں! بنی سلمہ کی ایک جماعت نے مجھے آپ کی



**١٣٧٩- تخريج:** [حسن] أخرجه النسائي في السنن الكبرٰى، ح: ٣٤٠١ من حديث حفص بن عبدالله، به، وهو في مشيخة إبراهيم بن طهمان، ح: ٤٩، وله شاهد عند الطحاوي في معاني الآثار: ٣/ ٨٦.

الْقَدْرِ، فَقَالَ: «كَمِ اللَّيْلَةُ؟» فَقُلْتُ: اثْنَتَانِ وَعِشْرُونَ، قَالَ: «هِيَ اللَّيْلَةُ»، ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ: «أَوِ الْقَابِلَةُ»: يُرِيدُ لَيْلَةَ ثَلَاثٍ وَعِشْرِينَ.

خدمت میں بھیجا ہے' وہ لوگ لیلۃ القدر کے متعلق دریافت کرنا چاہتے ہیں۔آپ نے فرمایا:''آج کون سی رات ہے؟ میں نے کہا: آج بائیسویں ہے۔آپ نے فرمایا:''یہی رات ہے۔'' پھر آپ نے اپنی بات دہرائی اور فرمایا:''اگلی رات ہے۔'' یعنی تیئیسویں رات۔

**فوائد ومسائل:** ① بائیسویں کی رات اس اعتبار سے لیلۃ القدر ہو سکتی ہے جیسے کہ آیندہ حدیث حضرت ابن عباس (۱۳۸۱) میں ہے کہ''اسے آخری دس راتوں میں تلاش کرو۔ آخری نویں' ساتویں اور پانچویں رات میں تلاش کرو۔'' لہٰذا اگر مہینہ تیس راتوں کا ہو تو آخری نویں رات بائیسویں تاریخ بنتی ہے۔ واللہ اعلم. ② استاذ' معلم و مربی سے مسائل دریافت کرنے کا ادب۔

۱۳۸۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبراهِيمَ عَنِ ابنِ عَبْدِ الله بن أُنَيْسٍ الْجُهَنِيِّ، عن أبيهِ قالَ: قُلْتُ: يَارَسُولَ الله! إنَّ لِي بَادِيَةً أَكُونُ فيهَا وَأَنَا أُصَلِّي فيهَا بِحَمْدِ الله، فَمُرْنِي بِلَيْلَةٍ أَنْزِلُهَا إِلَىٰ هٰذَا المَسْجِدِ، فَقَالَ: «انْزِلْ لَيْلَةَ ثَلَاثٍ وَعِشْرِينَ».

۱۳۸۰- حضرت عبداللہ بن انیس جہنی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں دیہات میں رہتا ہوں اور بحمد اللہ وہیں نماز پڑھتا ہوں۔ تو آپ مجھے کسی رات (لیلۃ القدر) کے متعلق ارشاد فرمادیں کہ اس رات میں یہاں اس مسجد میں آ جاؤں۔ آپ نے فرمایا: ''تیئیسویں کی رات کو آ جانا۔''

فَقُلْتُ لِابْنِهِ: فَكَيْفَ كَانَ أَبُوكَ يَصْنَعُ؟ قَالَ: كَانَ يَدْخُلُ المَسْجِدَ إِذَا صَلَّى الْعَصْرَ، فَلَا يَخْرُجُ مِنْهُ لِحَاجَةٍ حَتَّى يُصَلِّيَ الصُّبْحَ، فَإِذَا صَلَّى الصُّبْحَ وَجَدَ دَابَّتَهُ عَلَى بَابِ المَسْجِدِ فَجَلَسَ عَلَيْهَا فَلَحِقَ بِبَادِيَتِهِ.

(محمد بن ابراہیم نے کہا:) میں نے ان کے بیٹے (ضمرہ بن عبداللہ) سے کہا: تو تمہارے والد کیسے کیا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: وہ عصر پڑھ کر مسجد میں داخل ہو جایا کرتے تھے اور کسی حاجت کے لیے باہر نہ نکلتے تھے' حتیٰ کہ صبح کی نماز پڑھتے۔ پس نماز صبح کے بعد اپنی سواری مسجد کے دروازے پر پاتے تھے' اس پر بیٹھتے اور اپنی منزل پر (دیہات میں) چلے آتے۔



---

۱۳۸۰_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٤/ ٣٠٩، ٣١٠ من حديث أبي داود به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٢٠٠، وأصله عند مسلم، ح: ١١٦٨، وانظر، ح: ١٢٤٩.

فوائد ومسائل: ① عبادت کے خاص اجر کے لیے دنیا کی تین مساجد خاص ہیں اور اس مقصد سے ان کا سفر کرنا مشروع ہے۔ مسجد الحرام' مسجد نبوی اور بیت المقدس۔ اور بغرض فضیلت عبادت کسی اور مقام کا سفر کرنا ناجائز ہے' نیز اوقات فضیلت میں عبادت کا خاص اہتمام کرنا مرغوب ومطلوب ہے۔ ② خیال رہے کہ اوقاتِ فضیلت بھی شریعت نے بیان کر دیے ہیں۔ یہ قیاسی مسئلہ نہیں ہے جیسے کہ آج کل لوگوں نے میلاد النبی یا معراج کی رات اور دن کو اپنی طرف سے خاص فضیلت کا حامل تصور کر لیا ہے۔

١٣٨١- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ عن النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «الْتَمِسُوهَا في الْعَشْرِ الأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ، في تَاسِعَةٍ تَبْقَى، وَفي سَابِعَةٍ تَبْقَى، وَفي خَامِسَةٍ تَبْقَى».

۱۳۸۱- حضرت ابن عباس ؓ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”لیلۃ القدر کو رمضان کی آخری دس (راتوں) میں تلاش کرو۔ آخری نویں' ساتویں اور پانچویں رات میں۔“

فائدہ: عرب کا تاریخ شمار کرنے میں ایک دستور یہ بھی ہے کہ جب مہینہ نصف سے آگے بڑھ جاتا ہے تو وہ اس کے بقیہ دنوں سے تاریخ بتاتے ہیں۔ اور قمری مہینہ کبھی تیس دن کا ہوتا ہے اور کبھی انتیس کا۔ اس طرح آخری نویں' ساتویں اور پانچویں رات کے دو احتمال ہوتے ہیں۔ اگر مہینہ تیس دنوں کا ہو تو یہ راتیں بائیسویں چوبیسویں اور چھبیسویں بنتی ہیں۔ اور آخری جانب سے طاق راتیں بنتی ہیں۔ اور اگر انتیس دنوں کا ہو تو یہ راتیں اکیسویں تیئیسویں اور پچیسویں ہوتی ہیں...... اس ذومعنی ارشاد سے رمضان کے آخری پورے عشرے بالخصوص ان تین راتوں کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ اور اس لیلۃ القدر کو مخفی رکھنے کی حکمت یہ ہے کہ بندے زیادہ سے زیادہ عبادت کا اہتمام کر کے اللہ کا تقرب حاصل کریں۔

## (المعجم ٣) - بَابٌ: فِيمَنْ قَالَ: لَيْلَةُ إِحْدَى وَعِشْرِينَ (التحفة ٣٢١)

## باب:۳- اکیسویں رات کے لیلۃ القدر ہونے کی دلیل

١٣٨٢- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ،

۱۳۸۲- حضرت ابوسعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں

١٣٨١ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، فضل ليلة القدر، باب تحري ليلة القدر في الوتر من العشر الأواخر، ح: ٢٠٢١ عن موسى بن إسماعيل به.

١٣٨٢ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الاعتكاف، باب الاعتكاف في العشر الأواخر، ح: ٢٠٢٧ من حديث مالك، ومسلم، الصيام، باب فضل ليلة القدر والحث على طلبها ... الخ، ح: ١١٦٧ من حديث يزيد بن عبدالله بن الهاد به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٣١٩، وانظر، ح: ٨٩٤، ٨٩٥، ٩١١.

عن يَزِيدَ بن عَبْدِ الله بنِ الْهادِ، عن مُحمَّدِ ابنِ إبراهِيمَ بنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيِّ، عن أبي سَلَمَةَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قالَ: كَان رَسُولُ الله ﷺ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الأَوسَطَ مِنْ رَمَضَانَ، فاعْتَكَفَ عَامًا حتَّى إِذَا كَانَتْ لَيْلَةُ إِحْدَىٰ وَعِشْرِينَ - وَهِيَ اللَّيْلَةُ الَّتِي يَخْرُجُ فيهَا مِنِ اعْتِكَافِهِ - قَالَ: «مَنْ كَانَ اعْتَكَفَ مَعِي فَلْيَعْتَكِفِ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ، وَقَدْ رَأَيْتُ هَذِهِ اللَّيْلَةَ ثُمَّ أُنْسِيتُهَا، وَقَدْ رَأَيْتُنِي أَسْجُدُ مِنْ صَبِيحَتِهَا في ماءٍ وَطِينٍ، فَالْتَمِسُوها في الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ وَالْتَمِسُوها في كلِّ وِتْرٍ».

کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے درمیانی عشرے میں اعتکاف کیا کرتے تھے۔ آپ نے ایک سال اعتکاف کیا' حتیٰ کہ جب اکیسویں رات آ گئی اور (قبل ازیں) آپ اس رات کو اپنے اعتکاف سے نکل آیا کرتے تھے' تو آپ نے فرمایا: ''جس نے میرے ساتھ اعتکاف کیا ہے تو وہ آخری عشرہ اعتکاف کرے۔ میں نے اس رات (لیلۃ القدر) کو دیکھا ہے' مگر بھلوا دیا گیا ہوں۔ اور میں نے اپنے آپ کو دیکھا ہے کہ اس کی صبح کو پانی اور مٹی (کیچڑ) میں سجدہ کر رہا ہوں۔ چنانچہ تم اسے آخری عشرے میں تلاش کرو اور اسے ہر طاق رات میں تلاش کرو۔''

قال أَبُو سَعِيدٍ: فَمُطِرَتِ السَّمَاءُ مِنْ تِلْكَ اللَّيْلَةِ، وكَانَ المَسْجِدُ عَلَى عَرِيشٍ فَوَكَفَ المَسْجِدُ، فَقالَ أَبُو سَعِيدٍ: فَأَبْصَرَتْ عَيْنَايَ رَسُولَ الله ﷺ وَعَلَىٰ جَبْهَتِهِ وَأَنْفِهِ أَثَرُ المَاءِ وَالطِّينِ مِنْ صَبِيحَةِ إِحْدَىٰ وَعِشْرِينَ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: چنانچہ اسی رات بارش ہوگئی اور مسجد کی چھت' جو چھڑیوں کی بنی ہوئی (چھپر نما) تھی' ٹپک پڑی۔ میری آنکھوں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کی پیشانی اور ناک پر پانی اور مٹی (کیچڑ) کا نشان تھا اور یہ اکیسویں رات کی صبح تھی۔

١٣٨٣- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ الْمُثَنَّىٰ: حَدَّثَنا عَبْدُالأَعْلَىٰ: حَدَّثَنا سَعِيدٌ عن أَبِي نَضْرَةَ، عن أبي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «الْتَمِسُوهَا في الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ والْتَمِسُوهَا في التَّاسِعَةِ وَالسَّابِعَةِ وَالْخَامِسَةِ».

۱۳۸۳- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسے رمضان کے آخری عشرے میں تلاش کرو۔ نویں' ساتویں اور پانچویں رات میں تلاش کرو۔'' (یعنی آخر مہینہ سے۔)

---

١٣٨٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، ح: ١١٦٧/ ٢١٧ عن محمد بن المثنى به * سعيد هو ابن إياس الجريري.

قالَ: قُلْتُ: يَاأَبَا سَعِيدٍ! إِنَّكُم أَعْلَمُ بِالْعَدَدِ مِنَّا. قالَ: أَجَلْ. قُلْتُ: ما التَّاسِعَةُ وَالسَّابِعَةُ وَالْخَامِسَةُ؟ قالَ: إِذَا مَضَتْ وَاحِدَةٌ وَعِشْرُونَ فَالَّتِي تَلِيهَا التَّاسِعَةُ، وَإِذَا مضى ثَلَاثٌ وَعِشْرُونَ فَالَّتِي تَلِيهَا السَّابِعَةُ، وَإِذَا مَضَىٰ خَمْسٌ وَعِشْرُونَ فَالَّتِي تَلِيهَا الْخَامِسَةُ.

میں نے کہا: اے ابوسعید! آپ گنتی ہم سے بہتر جانتے ہیں۔ انہوں نے کہا: ہاں۔ میں نے کہا: نویں، ساتویں اور پانچویں سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے کہا: جب اکیسویں گزر جائے تو اس کے بعد والی نویں ہے اور جب تیئیسویں گزر جائے تو اس کے بعد والی ساتویں ہے اور جب پچیسویں گزر جائے تو اس کے بعد والی پانچویں ہے۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: لَا أَدْرِي أَخَفِيَ عَلَيَّ مِنْهُ شَيْءٌ أَمْ لَا.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں: مجھے نہیں معلوم کہ اس حدیث میں مجھ پر کوئی امر مخفی رہا ہے یا نہیں۔ (کیونکہ حتمی تاریخ کے تعین میں شبہ سا رہتا ہے۔)

## (المعجم ٤) - باب مَنْ رَوَى أَنَّهَا لَيْلَةُ سَبْعَ عَشَرَةَ (التحفة ٣٢٢)

## باب:٤- سترھویں رات کے لیلۃ القدر ہونے کی روایت

١٣٨٤- حَدَّثَنا حَكِيمُ بنُ سَيْفٍ الرَّقِّيُّ: حَدَّثَنا عُبَيْدُالله يَعْني ابنَ عَمْرٍو، عن زَيْدٍ يَعْني ابنَ أبي أُنَيْسَةَ، عن أبي إِسْحَاقَ، عن عَبْدِ الرحمٰنِ بنِ الأَسْوَدِ، عن أَبِيهِ، عن ابنِ مَسْعُودٍ قالَ: قالَ لَنَا رَسُولُ الله ﷺ: «اطْلُبُوهَا لَيْلَةَ سَبْعَ عَشْرَةَ مِنْ رَمَضَانَ وَلَيْلَةَ إِحْدَىٰ وَعِشْرِينَ، وَلَيْلَةَ ثَلَاثٍ وَعِشْرِينَ» ثُمَّ سَكَتَ.

١٣٨٤- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا: ”اسے (یعنی لیلۃ القدر کو) رمضان کی سترھویں، اکیسویں اور تیئیسویں رات میں تلاش کرو۔“ پھر خاموش ہو رہے۔

## (المعجم ٥) - باب مَنْ رَوَى فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ (التحفة ٣٢٣)

## باب:٥- آخری سات راتوں میں لیلۃ القدر کا ہونا

١٣٨٥- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ،

١٣٨٥- حضرت ابن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ

١٣٨٤_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٤/ ٣١٠ من حديث أبي داود به * أبوإسحاق عنعن.

١٣٨٥_ تخريج: أخرجه مسلم، الصيام، باب فضل ليلة القدر والحث على طلبها... الخ، ح: ١١٦٥ من حديث ◀◀

عن عَبْدِالله بنِ دِينَارٍ، عن ابنِ عُمَرَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ في السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آخری سات راتوں میں شب قدر تلاش کرو۔“

فائدہ: اس میں بھی اجمال ہے۔ آخری سات راتوں میں طاق اور جفت دونوں ہی شامل ہیں۔ اگر صرف طاق راتیں مراد لی جائیں تو سترھویں رات سے شمار کرنا ہوگا۔

## (المعجم ٦) - باب مَنْ قَالَ: سَبْعٌ وَعِشْرُونَ (التحفة ٣٢٤)

## باب:٦- ستائیسویں رات کے لیلۃ القدر ہونے کا بیان

١٣٨٦- حَدَّثَنا عُبَيْدُ الله بنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنا أبِي: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن قَتَادَةَ أَنَّهُ سَمِعَ مُطَرِّفًا عن مُعَاوِيَةَ بنِ أبي سُفْيَانَ عن النَّبِيِّ ﷺ في لَيْلَةِ الْقَدْرِ قال: «لَيْلَةُ الْقَدْرِ لَيْلَةُ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ».

١٣٨٦- حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”ستائیسویں کی رات شب قدر ہے۔“



فائدہ: امام شافعی وغیرہ کہتے ہیں کہ جن مختلف راتوں میں لیلۃ القدر ہونے کا ذکر ہے وہ ہمیشہ کیلئے نہیں ہیں بلکہ یہ حسب حال سوالوں کے جوابات تھے۔ مثلاً وہ کہتے کہ کیا ہم اسے فلاں رات میں تلاش کریں؟ آپ فرماتے: ہاں! فلاں رات میں تلاش کرو۔ واللہ اعلم اور جس نے جو سنا اسی کا قائل رہا۔ اور ستائیسویں رات کے شب قدر ہونے کے قائلین کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ (عون المعبود)

## (المعجم ٧) - باب مَنْ قَالَ: هِيَ فِي كُلِّ رَمَضَانَ (التحفة ٣٢٥)

## باب:٧- پورے رمضان میں لیلۃ القدر ہونے کا بیان

١٣٨٧- حَدَّثَنا حُمَيْدُ بنُ زَنْجُويَه النَّسَائِيُّ: حَدَّثَنا سَعِيدُ بنُ أبي مَرْيَمَ:

١٣٨٧- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے لیلۃ القدر کے بارے میں پوچھا گیا

◄◄ مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٣٢٠.

١٣٨٦- تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي: ٤/ ٣٢١ من حديث أبي داود به، وصححه ابن حبان، ح: ٩٢٥، وله شواهد.

١٣٨٧- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٤/ ٣٠٧ من حديث سعيد بن أبي مريم به، وسنده ضعيف * أبوإسحاق عنعن، وللحديث شواهد عند أحمد: ٥/ ٣١٨، ٣٢١، ٣٢٤ وغيره، لكنها ضعيفة.

حدَّثنا مُحمَّدُ بنُ جَعْفَرِ بنِ أبي كَثِيرٍ: حَدَّثَنا مُوسَى بنُ عُقْبَةَ عن أبي إسْحَاقَ، عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن عَبْدِ الله بنِ عُمَرَ قال: سُئِلَ رَسُولُ الله ﷺ وَأَنَا أَسْمَعُ عن لَيْلَةِ الْقَدْرِ فَقَالَ: «هِيَ في كلِّ رَمَضَانَ».

جبکہ میں سن رہا تھا' آپ نے فرمایا: ''یہ سارے رمضان میں ہوتی ہے۔''

قالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ سُفْيَانُ وَشُعْبَةُ عن أَبِي إسْحَاقَ مَوْقُوفًا عَلَى ابنِ عُمَرَ لَمْ يَرْفَعَاهُ إلَى النَّبِيِّ ﷺ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس کو سفیان اور شعبہ نے ابواسحاق سے' ابن عمر سے موقوفاً روایت کیا ہے اور نبی ﷺ تک مرفوع بیان نہیں کیا ہے۔

فائدہ: لیلۃ القدر کے رمضان المبارک میں ہونے میں تو کوئی اختلاف نہیں۔ علاوہ ازیں دلائل کی رُو سے راجح بات یہ ہے کہ یہ آخری عشرے کی طاق راتوں میں سے کوئی ایک رات ہوتی ہے اور ان میں سے بھی بعض کے نزدیک ۲۷ ویں شب کا امکان زیادہ ہے۔ واللہ اعلم. باقی رہی یہ روایت جس میں سارے رمضان میں ہونے کی صراحت ہے' اس کے مرفوع ہونے میں اختلاف ہے' جیسا کہ خود امام ابوداود نے بھی وضاحت کی ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی اس کو موقوف ہی صحیح تسلیم کیا ہے۔ اسی طرح حدیث: ۱۳۸۴ بھی ضعیف ہے جس میں سترھویں رات میں بھی ہونے کے امکان کا ذکر ہے۔

## أَبْوَابُ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ وَتَحْزِيبِهِ وَتَرْتِيلِهِ

## قراءت قرآن' اس کے جز مقرر کرنے اور ترتیل سے پڑھنے کے مسائل

### (المعجم ٨) - بَابٌ: فِي كَمْ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ (التحفة ٣٢٦)

### باب:۸- قرآن کریم کم سے کم کتنے دنوں میں ختم کیا جائے؟

١٣٨٨- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إبراهِيمَ وَمُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ قالا: حَدَّثَنا أَبَانُ عن يَحْيَىٰ، عن مُحَمَّدِ بنِ إبراهِيمَ، عن أبي سَلَمَةَ، عن عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو؛ أَنَّ النَّبِيَّ

۱۳۸۸- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ان سے فرمایا تھا: ''قرآن کریم کو ایک مہینے میں ختم کیا کرو۔'' انہوں نے کہا: مجھے اس سے زیادہ کی طاقت ہے۔ آپ نے فرمایا: ''بیس دنوں میں

١٣٨٨ـ تخريج: [صحيح] وهو متفق عليه من حديث يحيى بن أبي كثير عن محمد بن عبدالرحمٰن بن ثوبان به، (البخاري، ح: ٥٠٥٤، ومسلم، ح: ١١٥٩)، وهو المحفوظ.

ﷺ قالَ لَهُ: «اقْرَإِ الْقُرْآنَ في شَهْرٍ». قالَ: إِنِّي أَجِدُ قُوَّةً. قالَ: «اقْرَأْ في عِشْرِينَ». قالَ: إِنِّي أَجِدُ قُوَّةً. قالَ: «اقْرَأْ في خَمْسَ عَشَرَةَ». قالَ: إِنِّي أَجِدُ قُوَّةً. قالَ: «اقْرَأْ في عَشْرٍ». قالَ: إِنِّي أَجِدُ قُوَّةً. قال: «اقْرَأْ في سَبْعٍ وَلَا تَزِيدَنَّ عَلَى ذَلِكَ».

ختم کیا کرو۔" کہا: مجھے اس سے زیادہ کی طاقت ہے۔ فرمایا: "پندرہ دنوں میں ختم کیا کرو۔" انہوں نے کہا: میں اس سے بھی زیادہ کی طاقت پاتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: "دس دنوں میں ختم کیا کرو۔" کہا: مجھے اس سے بھی زیادہ کی ہمت ہے۔ فرمایا: "سات دن میں ختم کیا کرو اور اس سے کم ہرگز نہ کرنا۔"

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَحَدِيثُ مُسْلِمٍ أَتَمُّ.

امام ابوداود نے فرمایا کہ مسلم بن ابراہیم کی روایت زیادہ کامل ہے۔

**فائدہ:** قرآن مجید کو کم از کم ایک ہفتے میں ختم کرنا چاہیے اور یہ افضل ہے۔ تاہم تین دن سے کم میں قرآن مجید ختم کرنا از حد مکروہ ہے جیسے کہ اگلی روایت میں آ رہا ہے۔ اسی مناسبت سے قرآن مجید کے تیس پارے اور سات منازل بنائی گئی ہیں، مگر یہ رسول اللہ ﷺ یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تقسیم نہیں ہے بلکہ بعد کی ہے۔



١٣٨٩- **حَدَّثَنا** سُلَيْمانُ بنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن عَطَاءِ بنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو قالَ: قالَ لِي رَسُولُ الله ﷺ: «صُمْ مِنْ كلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَاقْرَإِ الْقُرْآنَ فِي شَهْرٍ» فنَاقَصَني ونَاقَصْتُهُ فَقَالَ: «صُمْ يَوْمًا وَأَفْطِرْ يَوْمًا».

١٣٨٩- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: "ہر مہینے تین دن روزے رکھو اور ایک مہینے میں قرآن پڑھو۔" آپ مجھ سے کمی کرواتے رہے اور میں کمی کرتا رہا۔ بالآخر آپ نے فرمایا: "ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن افطار کرو۔"

قَال عَطَاءٌ: وَاخْتَلَفْنَا عَنْ أَبِي فَقَالَ بَعْضُنَا: سَبْعَةَ أَيَّامٍ. وَقالَ بَعْضُنَا: خَمْسًا.

عطاء کہتے ہیں کہ میں نے اور میرے ساتھیوں نے میرے والد (سائب) سے روایت کرنے میں اختلاف کیا۔ ہم میں سے کچھ سات دن روایت کرتے ہیں اور کچھ پانچ (یعنی قراءت قرآن میں۔)

١٣٩٠- **حَدَّثَنا** ابْنُ المثَنَّى: حَدَّثَنا

١٣٩٠- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں

---

**١٣٨٩ـ تخريج:** [**إسناده حسن**] أخرجه أحمد: ٢/ ١٦٢، ٢١٦ من حديث عطاء بن السائب به * حماد هو ابن زيد.

**١٣٩٠ـ تخريج:** [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ١٩٥ من حديث همام، وابن ماجه، ح: ١٣٤٧، والترمذي، ح: ٢٩٤٩ من حديث قتادة طرفًا منه، وقال الترمذي: "حسن صحيح".

عَبْدُالصَّمَدِ: حَدَّثَنا هَمَّامٌ: حَدَّثَنا قَتَادَةُ عَنْ يَزِيدَ بنِ عَبْدِ الله، عنْ عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو أَنَّهُ قالَ: يَارَسُولَ الله! في كَمْ أَقرأُ الْقُرآنَ؟ قالَ: «في شَهْرٍ». قال: إنِّي أَقْوَىٰ مِنْ ذَلِكَ - رَدَّدَ الْكَلَامَ أَبُو مُوسَى وَتَنَاقَصَهُ - حَتَّى قالَ: «اقْرَأْهُ في سَبْعٍ». قالَ: إنِّي أَقْوَىٰ مِنْ ذَلِكَ. قالَ: «لَا يَفْقَهُ مَنْ قَرَأَهُ في أَقَلَّ منْ ثَلَاثٍ».

نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں کتنے دنوں میں قرآن پڑھوں؟ آپ نے فرمایا: ''ایک مہینے میں۔'' انہوں نے کہا: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ ابو موسیٰ (ابن مثنیٰ) نے یہ جملہ بار بار دہرایا۔ یعنی انہوں نے اس مدت میں کمی چاہی۔ بالآخر آپ نے فرمایا: ''سات دنوں میں پڑھو۔'' انہوں نے کہا: میں اس سے بھی زیادہ طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''جس شخص نے تین دن سے کم میں قرآن پڑھا' اس نے اسے سمجھا ہی نہیں۔''

فائدہ: قرآن مجید کی تلاوت فہم پر مبنی ہونی چاہیے خواہ تھوڑی ہو یا زیادہ۔ عامی اور عجمی لوگوں کے لیے بلافہم تلاوت بھی یقیناً باعث اجر وثواب ہے اور مطلوب بھی' مگر علم وفہم کی اہمیت اور اولویت مسلّم ہے۔ ذاتی عمل کی اصلاح اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ اسی پر مبنی ہے۔

١٣٩١- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ حَفْصٍ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقَطَّانُ - خَالُ عِيسَى بنِ شَاذَانَ - حَدَّثَنا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنا الْحُرَيْشُ بنُ سُلَيْمٍ عنْ طَلْحَةَ بنِ مُصَرِّفٍ، عنْ خَيْثَمَةَ، عنْ عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو قالَ: قالَ لِي رَسُولُ الله ﷺ: «اقْرَإِ الْقُرْآنَ فِي شَهْرٍ». قالَ: إنَّ بِي قُوَّةً. قالَ: «اقْرَأْهُ فِي ثَلَاثٍ».

١٣٩١- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''قرآن ایک مہینے میں پڑھا کرو۔'' انہوں نے کہا: مجھ میں (اس سے زیادہ کی) طاقت ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اسے تین روز میں مکمل پڑھا کرو۔''

قَالَ أَبُو عَلِيٍّ: سَمِعْتُ أَبَا دَاوُدَ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ يَعْني ابنَ حَنْبَلٍ، يَقُولُ: عِيسَى بْنُ شَاذَانَ كَيِّسٌ.

ابوعلی لؤلؤی (راویٔ سنن ابی داود) کہتے ہیں: میں نے امام ابوداود کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ امام احمد بن حنبل کہا کرتے تھے کہ عیسیٰ بن شاذان دانا آدمی ہے۔

فائدہ: ان احادیث سے معلوم ہوا کہ ایک رات میں قرآن ختم کرنا مکروہ اور غلط ہے۔ اور کچھ لوگ جو اپنے ائمہ کی شان میں یہ بیان کرتے ہیں کہ وہ رات کے وضو سے فجر کی نماز ادا کرتے تھے' رات کو ہزار رکعت پڑھتے اور قرآن

---

١٣٩١_ تخريج: [صحيح] وله شاهد عند أحمد: ٢/ ١٨٨، وسنده قوي.

مجید ختم کرتے تھے' تو یہ سب باتیں نادان دوستوں کی خودساختہ ہیں۔ان میں ان بزرگوں کی طرف غلطی اور مخالفت سنت کی نسبت ہے۔حالانکہ ائمہ کرام سنت رسول کے محبّ اور اسی کے قائل و فاعل تھے۔ایسی بے سروپا باتوں سے ان کا مقام و مرتبہ کسی طور بڑھتا نہیں ہے۔(دیکھیے: معیار الحق' از شیخ الکل سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ) غور کرنے کی بات ہے کہ اوسط درجے کے دنوں کی راتیں بارہ گھنٹے کی ہوتی ہیں۔اس میں سے عشاء اور فجر کے اوقات جو کم و بیش چار گھنٹے ہوتے ہیں انہیں مستثنیٰ کر دیں تو صرف آٹھ گھنٹے یعنی ۴۸۰ منٹ باقی بچتے ہیں۔اگر اتنی دیر میں ایک ہزار رکعتیں پڑھی جائیں تو ایک رکعت کے لیے بمشکل بیس پچیس سیکنڈ ملیں گے۔آخر اتنے وقت میں جس رفتار سے نماز پڑھی جائے گی وہ عبادت ہوگی یا کھیل؟ بلکہ مشین بن کر رہ جائے گی اس لیے یہ قطعی ہے کہ اس طرح کی باتیں عقیدت مندوں نے گھڑ کر امام کی طرف منسوب کر دی ہیں درآں حالیکہ خود امام نے یہ کام نہیں کیا ہے۔

## (المعجم ٩) - باب تَحْزِيبِ الْقُرْآنِ (التحفة ٣٢٧)

## باب:٩-قرآن مجید کے پارے اور حصے کرنا

١٣٩٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فَارِسٍ: حَدَّثَنَا ابنُ أَبِي مَرْيَم: أخبرنا يَحْيَى بنُ أَيُّوبَ عن ابنِ الهَادِ قَالَ: سَأَلَنِي نَافِعُ بنُ جُبَيْرِ بنِ مُطْعِمٍ فَقَالَ لِي: في كَمْ تَقْرَأُ الْقُرْآنَ؟ فَقُلْتُ: مَا أُحَزِّبُهُ، فَقَالَ لِي نَافِعٌ: لَا تَقُلْ مَا أُحَزِّبُهُ فَإِنَّ رَسُولَ الله ﷺ قَالَ: «قَرَأْتُ جُزْءًا مِنَ الْقُرْآنِ» قَالَ: حَسِبْتُ أَنَّهُ ذَكَرَهُ عن المُغِيرَةِ بنِ شُعْبَةَ.

١٣٩٢-ابن الہاد کہتے ہیں کہ جناب نافع بن جبیر بن مطعم (تابعی) نے مجھ سے پوچھا کہ تم کتنے دنوں میں قرآن پڑھتے ہو؟ میں نے کہا کہ میں اس کے (لازمی) حصے نہیں کرتا ہوں (بلکہ جو توفیق ہوتی ہے پڑھ لیتا ہوں۔) اس پر جناب نافع نے کہا کہ اس طرح مت کہو کہ میں اس کے حصے نہیں کرتا کیونکہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: ''میں نے قرآن کا ایک جزء (حصہ) پڑھا۔'' (ابن الہاد نے) کہا: میرا خیال ہے کہ شیخ نے اس کو مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

فائدہ: ''حِزب'' (حصہ) کا مطلب ہے' بطور ورد اور وظیفے کے کوئی حصہ مقرر کر لینا' بزرگ موصوف نے ایسا کرنے کا انکار کیا' جس پر نافع رحمہ اللہ نے کہا' اس کے انکار کی ضرورت نہیں ہے' اس لیے کہ حصے حصے کر کے قرآن پڑھنا خود نبی ﷺ سے ثابت ہے۔چنانچہ قرآن کریم کے جو حصے [رُبع' نصف' ثلث اور جزء (پارہ وغیرہ)]-بنے ہوئے ہیں' اسی طرح رکوع بھی، یہ اگرچہ رسول اللہ ﷺ کے مقرر کردہ نہیں ہیں لیکن یہ عوام کی آسانی کے لیے بنائے گئے ہیں۔اور اس کی بنیاد یہی حدیث اور اس قسم کی دیگر احادیث ہیں۔

١٣٩٢- تخريج: [إسناده ضعيف] انفرد به أبوداود. قول الراوي: "حسبت أنه ذكره عن معاوية" يدل على أنه لم يحفظه.

١٣٩٣- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا قُرَّانُ ابنُ تَمَّامٍ؛ ح: وَحَدَّثنا عَبْدُ اللهِ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا أَبُوخالِدٍ - وَهٰذَا لَفْظُهُ - عَنْ عَبْدِ اللهِ بنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بنِ يَعْلَىٰ، عَنْ عُثْمَانَ بنِ عَبْدِ اللهِ بنِ أَوْسٍ، عَنْ جَدِّهِ، - قَالَ عَبْدُ اللهِ بنُ سَعِيدٍ في حَدِيثِهِ: أَوْسِ بنِ حُذَيْفَةَ - قَالَ: قَدِمْنَا عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ في وَفْدِ ثَقِيفٍ قَالَ: فَنَزَلَتِ الأَحْلَافُ عَلَى الْمُغِيرَةِ بنِ شُعْبَةَ وَأَنْزَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بَنِي مَالِكٍ في قُبَّةٍ لَهُ. - قَالَ مُسَدَّدٌ: وَكَانَ في الْوَفْدِ الَّذِينَ قَدِمُوا عَلَىٰ رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنْ ثَقِيفٍ - قَالَ: كَانَ كلَّ لَيْلَةٍ يأْتِينا بَعْدَ الْعِشَاءِ يُحَدِّثُنَا - قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: قَائِمًا عَلَىٰ رِجْلَيْهِ حَتى يُرَاوِحَ بَيْنَ رِجْلَيْهِ مِنْ طُولِ الْقِيَامِ وَأَكْثَرُ مَا يُحَدِّثُنَا ما لَقِيَ مِنْ قَوْمِهِ مِنْ قُرَيْشٍ ثُم يَقُولُ: «لَاسَوَاءَ [لاأَنسَىٰ] كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ مُسْتَذَلِّينَ» - قال مُسَدَّدٌ: «بِمَكَّةَ - فَلَمَّا خَرَجْنَا إِلَى المَدِينَةِ كَانَتْ سِجالُ الحَرْبِ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ، نُدالُ عَلَيْهِمْ وَيُدَالُونَ عَلَيْنَا» فَلَمَّا كَانَتْ لَيْلَةً أَبْطَأَ عِنْدَ الْوَقْتِ، الَّذِي كَانَ يَأْتِينَا فِيهِ، فَقُلْنَا لَقَدْ أَبْطَأْتَ عَنَّا

١٣٩٣- حضرت اوس بن حذیفہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم ثقیف کے وفد کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ (اس وفد میں سے) حلیف لوگ حضرت مغیرہ بن شعبہ ؓ کے مہمان بن گئے اور (دوسرے) بنی مالک کو رسول اللہ ﷺ نے اپنے ایک خیمے میں اقامت دی۔ مسدد نے کہا کہ اوس بن حذیفہ اس وفد میں شامل تھے جو ثقیف کی طرف سے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ اوس بن حذیفہ ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ عشاء کے بعد ہمارے ہاں روزانہ تشریف لاتے اور بات چیت کرتے تھے۔ ابو سعید نے کہا: آپ اپنے پاؤں پر کھڑے کھڑے باتیں کرتے اور زیادہ دیر کھڑے رہنے کی وجہ سے کبھی ایک پاؤں پر زور دے کر کھڑے ہوتے کبھی دوسرے پر۔ اور آپ ﷺ بالعموم اپنی قوم قریش کے ساتھ بیتے حالات بیان فرمایا کرتے۔ فرماتے: ''ہم برابر نہ تھے' بلکہ کمزور و ناتواں تھے...... مسدد کے الفاظ ہیں: ''مکے میں...... جب ہم مدینے آ گئے تو ہم میں اور ان میں لڑائی شروع ہوگئی۔ کبھی ہم ان پر غالب آتے کبھی وہ۔'' ایک رات آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنے مقررہ وقت پر آنے میں تاخیر کر دی تو ہم نے کہا آج رات آپ تاخیر سے تشریف لائے ہیں؟ فرمایا: ''میرا ایک جزء قرآن کا رہتا تھا' میں نے اس کی تلاوت مکمل کیے بغیر آنا پسند نہ کیا۔''



**١٣٩٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف]** أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب: في كم يستحب يختم القرآن، ح: ١٣٤٥ من حديث أبي خالد الأحمر به * عثمان بن عبدالله بن أوس روى عنه جماعة، ووثقه ابن حبان، وقال الذهبي: محله الصدق (ميزان الاعتدال: ٣/ ٤٢)، ولكن في إدراكه جده نظر، فالسند غير متصل، والله أعلم.

اللَّيْلَةَ. قالَ: «إِنَّهُ طَرَأَ عَلَيَّ جُزْئِي مِنَ الْقُرْآنِ، فَكَرِهْتُ أَنْ أَجِيءَ حتَّى أُتِمَّهُ».

قالَ أَوْسٌ: سَأَلْتُ أَصْحَابَ رَسُولِ الله ﷺ كَيْفَ تُحَزِّبُونَ الْقُرآنَ؟ قَالُوا: ثَلَاثٌ، وَخَمْسٌ، وَسَبْعٌ، وَتِسْعٌ، وَإِحْدَى عَشْرَةَ، وَثَلَاثَ عَشْرَةَ، وَحِزْبُ الْمُفَصَّلِ وَحْدَهُ».

اوس کہتے ہیں: میں نے اصحاب رسول ﷺ سے معلوم کیا کہ آپ لوگ قرآن کے حصے کس طرح کرتے ہیں؟ توانہوں نے کہا کہ پہلا حصہ تین سورتوں کا' (بقرہ' آل عمران اور نساء) دوسرا حصہ پانچ سورتوں کا (مائدہ سے براءۃ تک) تیسرا حصہ سات سورتوں کا (یونس سے نحل تک) چوتھا حصہ نو سورتوں کا (بنی اسرائیل سے فرقان تک)' پانچواں حصہ گیارہ سورتوں کا (شعراء سے یٰسٓ تک) چھٹا حصہ تیرہ سورتوں کا (صافات سے حجرات تک) اور ساتواں حصہ مفصل کا (قٓ سے آخر تک۔)

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَحَدِيثُ أَبِي سَعِيدٍ أَتَمُّ.

امام ابوداود نے کہا: ابوسعید کی حدیث زیادہ کامل ہے۔



فائدہ: اس روایت میں اشارہ ہے کہ موجودہ معروف منازل قرآن' قرن اول میں معمول بہا تھیں۔

**١٣٩٤- حَدَّثَنا** مُحمَّدُ بنُ المِنْهَالِ: حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنا سَعِيدٌ عنْ قَتَادَةَ، عن أبي الْعَلَاءِ يَزِيدَ بنِ عَبْدِ الله بنِ الشِّخِّيرِ، عنْ عَبْدِ الله يَعْنِي ابنَ عَمْرٍو قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لَا يَفْقَهُ منْ قَرَأَ الْقُرآنَ فِي أَقَلَّ مِنْ ثَلَاثٍ».

۱۳۹۴- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے تین دن سے کم میں قرآن پڑھا اس نے اسے سمجھا ہی نہیں۔''

**١٣٩٥- حَدَّثَنا** نُوحُ بنُ حَبِيبٍ: حَدَّثَنا عَبْدُالرَّزَّاقِ: أخْبَرَنا مَعْمَرٌ عنْ

۱۳۹۵- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے پوچھا کہ کتنے دنوں میں

---

**١٣٩٤ـ تخريج:** [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، القراءات، باب: في كم أقرأ القرآن؟ ح: ٢٩٤٩، وابن ماجه، ح: ١٣٤٧ من حديث قتادة به، وقال الترمذي: "حسن صحيح".

**١٣٩٥ـ تخريج:** [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، القراءات، باب: في كم أقرأ القرآن؟، ح: ٢٩٤٧ من حديث معمر به، وقال: "حسن غريب"، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ٥٩٥٧.

سِمَاكِ بنِ الْفَضْلِ، عَنْ وَهْبِ بن مُنَبِّهٍ، عنْ عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو: أَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ في كَمْ يُقْرَأُ الْقُرْآنُ؟ قالَ: «فِي أَرْبَعِينَ يَوْمًا» ثُمَّ قالَ: «في شَهْرٍ»، ثمَّ قالَ: «في عِشْرِينَ» ثمَّ قالَ: «في خَمْسَ عَشْرَةَ»، ثُمَّ قالَ: «في عَشْرٍ»، ثُمَّ قالَ: «في سَبْعٍ»، لَمْ يَنْزِلْ منْ سَبْعٍ.

قرآن پڑھا جائے؟ آپ نے فرمایا: ''چالیس دنوں میں۔'' پھر فرمایا: ''ایک مہینے میں۔'' پھر کہا: ''بیس دنوں میں۔'' پھر کہا: ''پندرہ دنوں میں۔'' پھر کہا: ''دس دنوں میں۔'' پھر کہا: ''سات دنوں میں۔'' اور سات سے کم نہیں کیا۔

فائدہ: شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک اس میں [لَمْ يَنْزِلْ مِنْ سَبْعٍ] کے الفاظ صحیح نہیں' کیونکہ صحیح روایت (۱۳۹۱) میں ''تین دن میں پڑھ'' کا حکم ہے۔

۱۳۹۶- حَدَّثَنا عَبَّادُ بنُ مُوسَىٰ: حَدَّثَنا إسْمَاعِيلُ بنُ جَعْفَرٍ عنْ إسْرَائِيلَ، عنْ أبي إسْحَاقَ، عنْ عَلْقَمَةَ والأَسْوَدِ قالَا: أَتَى ابنَ مَسْعُودٍ رَجُلٌ فَقالَ: إنِّي أَقْرَأُ المُفَصَّلَ فِي رَكْعَةٍ فَقالَ: أَهَذًّا كَهَذِّ الشِّعْرِ وَنَثْرًا كَنَثْرِ الدَّقَلِ؟ لٰكِنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ النَّظَائِرَ السُّورَتَيْنِ فِي رَكْعَةٍ: النَّجْمَ وَالرَّحْمٰنَ فِي رَكْعَةٍ، وَاقْتَرَبَتْ وَالْحَاقَّةَ فِي رَكْعَةٍ، وَالطُّورَ وَالذَّارِيَاتِ في رَكْعَةٍ، وَإذَا وَقَعَتْ وَنُونَ في رَكْعَةٍ، وَسَأَلَ سَائِلٌ وَالنَّازِعَاتِ فِي رَكْعَةٍ، وَوَيْلٌ لِلْمُطَفِّفِينَ وَعَبَسَ فِي رَكْعَةٍ، والمُدَّثِّرَ وَالمُزَّمِّلَ في رَكْعَةٍ، وَهَلْ أَتَىٰ وَلَا أُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فِي رَكْعَةٍ، وَعَمَّ يَتَسَاءَلُونَ

۱۳۹۶- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ میں ایک رکعت میں پورا جزء مفصل (آخری منزل) پڑھ لیتا ہوں۔ انہوں نے کہا: کیا تم شعروں کی طرح جلدی جلدی پڑھتے ہو؟ یا سوکھی ردی کھجوروں کی طرح بکھیرتے ہو؟ حالانکہ نبی ﷺ یکساں قسم کی دو دو سورتیں ایک رکعت میں پڑھا کرتے تھے۔ ''النَّجم'' اور ''الرَّحمٰن'' ایک رکعت میں۔ ''اِقتَرَبَت'' اور ''الحَاقَّة'' ایک رکعت میں۔ ''الطُّور'' اور ''الذّارِيَات'' ایک رکعت میں۔ ''اِذَا وَقَعَت'' اور ''نٓ'' ایک رکعت میں۔ ''سَأَلَ سَائِلٌ'' اور ''النَّازِعَاتِ'' ایک رکعت میں۔ ''وَيلٌ لِلمُطَفِّفِينَ'' اور ''عَبَسَ'' ایک رکعت میں۔ ''المُدَّثِّر'' اور ''المُزَّمِّل'' ایک رکعت میں۔ ''هَلْ اَتٰی'' اور ''لَا اُقسِمُ بِيَومِ القِيَامَةِ'' ایک رکعت میں۔ ''عَمَّ يَتَسَاءَلُون'' اور



۱۳۹۶- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١/٤١٨ من حديث أبي إسحاق به * وهو مدلس وعنعن، وحديث البخاري، ح: ٤٩٩٣، ومسلم، ح: ٨٢٢، وغيرهما يغني عنه.

وَالْمُرْسَلَاتِ فِي رَكْعَةٍ، وَالدُّخَانَ وَإِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ فِي رَكْعَةٍ.

"اَلْمُرْسَلَات" **ایک رکعت میں۔** "اَلدُّخَان" اور "اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ" **ایک رکعت میں۔**"

قال أَبُو دَاوُدَ: هَذَا تَأْلِيفُ ابْنِ مَسْعُودٍ رَحِمَهُ الله.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سورتوں کی یہ مذکورہ ترتیب حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی تالیف ہے۔ (یعنی ان کے مصحف کی ترتیب اس طرح تھی۔)

**فوائد ومسائل:** ① شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک اس میں سورتوں کی تفصیل صحیح نہیں ہے۔ ② قرآن مجید کو ترتیل اور فہم کے بغیر پڑھنا مکروہ ومعیوب ہے۔ البتہ عامی اور سادہ لوح لوگ مستثنیٰ ہیں۔ ③ رسول اللہ ﷺ کا نماز تہجد میں سورۂ بقرہ، نساء اور آل عمران وغیرہ پڑھنا بعض اوقات پر محمول ہے ورنہ آپ کی قراءت متوسط ہوا کرتی تھی۔ ④ رسول اللہ ﷺ نے اپنے حین حیات قرآن مجید مدون ومرتب کروادیا تھا مگر وہ مختلف اوراق، تختیوں اور چمڑے کے ٹکڑوں پر لکھا گیا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور بعد ازاں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک مصحف اور ایک قراءت پر جمع فرمایا۔ مختلف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس جو اپنے اپنے نسخے تھے ان کی ترتیب مختلف تھی۔



**١٣٩٧- حَدَّثَنا** حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ، عنْ إِبراهِيمَ، عنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ يَزِيدَ قالَ: سَأَلْتُ أَبَا مَسْعُودٍ وَهُوَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ، فَقَالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ قَرَأَ الآيَتَيْنِ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ فِي لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ».

١٣٩٧- عبدالرحمٰن بن یزید بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا جبکہ وہ بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص رات کو سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتیں پڑھ لے یہ اس کو کافی ہو جاتی ہیں۔“

**فائدہ:** سورۂ بقرہ کی آخری دو آیات کا ”کافی ہونا“ یا کفایت کرنا“ کئی معانی کا محتمل ہے۔ مثلاً قیام اللیل سے کافی ہیں۔ یا شیطان اور دیگر آفات وغیرہ سے تحفظ کا باعث ہیں۔ یہ سبھی مراد ہیں۔ یا یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کم سے کم یہ قراءت لمبی قراءت سے کفایت کرتی ہیں۔

**١٣٩٨- حَدَّثَنا** أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ:

١٣٩٨- حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے

---

**١٣٩٧ـ تخريج:** أخرجه البخاري، فضائل القرآن، باب فضل سورة البقرة، ح:٥٠٠٨، ومسلم، صلوة المسافرين، باب فضل الفاتحة وخواتيم سورة البقرة ... الخ، ح:٨٠٧ من حديث شعبة به.

**١٣٩٨ـ تخريج:** [إسناده حسن] أخرجه ابن خزيمة، ح:١١٤٤ من حديث ابن وهب به، وشك في صحته، وصححه ابن حبان، ح:٦٦٢، إلا أنه قال: أن أبا سويد حدثه ... الخ.

حَدَّثَنَا ابنُ وَهْبٍ: أخبرنا عَمْرٌو؛ أَنَّ أَبَا سَوِيَّةَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ ابنَ حُجَيْرَةَ يُخْبِرُ عَنْ عَبْدِ الله بنِ عَمْرِو بنِ الْعَاصِ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ قَامَ بِعَشْرِ آيَاتٍ لَمْ يُكْتَبْ مِنَ الْغَافِلِينَ، وَمَنْ قامَ بِمِائَةِ آيَةٍ كُتِبَ مِنَ الْقَانِتِينَ، وَمَنْ قامَ بِأَلْفِ آيَةٍ كُتِبَ مِن الْمُقَنْطِرِينَ».

روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جس شخص نے دس آیتوں سے قیام کیا وہ غافلوں میں شمار نہیں ہوتا۔ اور جو سو آیتوں سے قیام کرے وہ ’’قانتین‘‘ (عابدین) میں لکھا جاتا ہے۔ اور جو ہزار آیتوں سے قیام کرے وہ ’’مقنطرین‘‘ (بے انتہا ثواب جمع کرنے والوں) میں لکھا جاتا ہے۔‘‘

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: ابنُ حُجَيْرَةَ الأَصْغَرُ عَبْدُ الله بنُ عَبْدالرَّحْمَٰنِ بنِ حُجَيْرَةَ.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ ابن حجیرہ الاصغر سے مراد عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن حجیرہ ہے۔

**١٣٩٩ - حَدَّثَنا** يَحْيَى بنُ مُوسَى الْبَلْخِيُّ وَهَارُونُ بنُ عَبْدِ الله قالَا: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ يَزِيدَ: حَدَّثَنا سَعِيدُ بنُ أَبِي أَيُّوبَ: حَدَّثَنِي عَيَّاشُ بنُ عَبَّاسٍ الْقِتْبَانِيُّ عَنْ عيسَى بنِ هِلَالٍ الصَّدَفِيِّ، عَنْ عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو قالَ: أَتَى رَجُلٌ رَسُولَ الله ﷺ فَقَالَ: أَقْرِئْنِي يَارَسُولَ الله! فَقالَ: «اقْرَأْ ثَلَاثًا مِنْ ذَوَاتِ الٓر» فَقال: كَبِرَتْ سِنِّي، وَاشْتَدَّ قَلْبِي، وَغَلُظَ لِسَانِي قالَ: «فَاقْرَأْ ثَلَاثًا مِنْ ذَوَاتِ حٰمٓ»، فَقَالَ مِثْلَ مَقَالَتِهِ، فَقَالَ: «اقْرَأْ ثَلَاثًا مِنَ الْمُسَبِّحَاتِ»، فَقَالَ مِثْلَ مَقَالَتِهِ. فَقَالَ الرَّجُلُ: يَا رَسُولَ الله! أَقْرِئْنِي سُورَةً

١٣٩٩- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! مجھے کچھ قرآن پڑھائیے۔ آپ نے فرمایا: ’’تین سورتیں پڑھو جن کی ابتدا میں ’’الٓر‘‘ ہے۔‘‘ (یونس، ہود اور یوسف) اس نے کہا: میری عمر بڑی ہو گئی ہے۔ دل سخت ہو گیا ہے (نسیان غالب ہے) اور زبان موٹی ہو گئی ہے (اس وجہ سے یہ بڑی بڑی سورتیں یاد نہیں کر سکتا۔) آپ نے فرمایا: ’’تو ’’حٰمٓ‘‘ والی تین سورتیں پڑھ لو۔‘‘ اس پر بھی اس نے اپنی پہلی بات ہی کہی۔ آپ نے فرمایا: ’’تو مسبحات والی تین سورتیں یاد کر لو۔‘‘ (جن کے شروع میں سَبَّحَ یا یُسَبِّحُ آتا ہے۔) اس پر بھی اس نے اپنی وہی بات دُہرائی اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی



**١٣٩٩ـ تخريج:** [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ١٦٩ عن عبدالله بن يزيد المقرىء، والنسائي في الكبرٰى، ح: ٨٠٢٧ من حديث سعيد بن أبي أيوب به، وصححه ابن حبان، ح: ٤٧٢، والحاكم على شرط الشيخين: ٢/ ٥٣٢، وقال الذهبي: "بل صحيح".

جَامِعَةً، فَأَقْرَأَهُ النَّبِيُّ ﷺ ﴿إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ﴾ حَتَّى فَرَغَ مِنْهَا. فَقَالَ الرَّجُلُ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالحَقِّ لا أَزِيدُ عَلَيْهَا أَبَدًا ثُمَّ أَدْبَرَ الرَّجُلُ، فَقال النَّبِيُّ ﷺ: «أَفلَحَ الرُّوَيْجِلُ» مَرَّتَيْنِ.

جامع سورت پڑھا دیجیے۔ تو نبی ﷺ نے اس کو سورۂ ﴿اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ﴾ پڑھائی' آخر تک۔ تب وہ شخص کہنے لگا: قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے! میں اس سے کبھی زیادہ نہ کروں گا۔ پھر وہ پیٹھ پھیر کر چلا گیا تو نبی ﷺ نے دو مرتبہ فرمایا: ''اس چھوٹے سے مرد نے نجات پائی۔''

## (المعجم ١٠) - بَابٌ: فِي عَدَدِ الآيِ (التحفة ٣٢٨)

## باب:١٠- آیتوں کا شمار کرنا

١٤٠٠- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ مَرْزُوقٍ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ: أَخْبَرَنَا قَتَادَةُ عن عَبَّاسٍ الْجُشَمِيِّ، عن أَبي هُرَيْرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «سُورَةٌ مِنَ الْقُرْآنِ ثَلَاثُونَ آيَةً تَشْفَعُ لِصَاحِبِهَا حَتَّى غُفِرَ لَهُ: ﴿تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ﴾».

١٤٠٠- سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''قرآن کریم کی ایک سورت تیس آیتوں والی' اپنے پڑھنے والے کے لیے سفارش کرے گی' حتیٰ کہ اسے بخش دیا جائے گا۔'' (مراد ہے) ﴿تَبَارَكَ الَّذِىْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ﴾



فائدہ: اس حدیث میں سورۂ ملک کو بطورِ وِرد و وظیفہ اختیار کرنے کی فضیلت کا بیان ہے' نیز یہ بھی ہے کہ بسم الله سورت کی آیات کا جز نہیں ہے۔

١٤٠٠ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الأدب، باب ثواب القرآن، ح:٣٧٨٦، والترمذي، ح:٢٨٩١ من حديث شعبة به، وقال الترمذي: "حسن"، وصححه ابن حبان، ح:١٧٦٦، والحاكم: ٢/ ٤٩٧، ٤٩٨، ووافقه الذهبي.

# سجدۂ تلاوت کے احکام ومسائل

سجدۂ تلاوت مستحب ہے' لہٰذا اسے بلاوجہ ترک نہیں کرنا چاہیے' البتہ یہ سجدہ واجب نہیں ہے کہ انسان اس کے ترک پر گناہ گار ہو کیونکہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سورۃ النجم کی آیت تلاوت کی اور سجدہ نہ کیا۔ (صحیح البخاری' سجود القرآن و سننها' حدیث: ۱۰۷۲' ۱۰۷۳) اسی طرح امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ انہوں نے منبر پر سورۂ نحل کی آیت سجدہ پڑھی اور منبر سے اتر کر سجدہ کیا اور پھر انہوں نے دوسرے جمعے میں اس آیت کی تلاوت کی اور سجدہ نہ کیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر سجدۂ تلاوت فرض نہیں کیا۔ اِلاّ یہ کہ ہم خود سجدہ کرنا چاہیں اور آپ نے یہ کام کبار صحابہ کی موجودگی میں کیا۔ (صحیح البخاری' سجود القرآن و سننها' حدیث: ۱۰۷۷)

نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عمل سے واضح ہوتا ہے کہ سجدۂ تلاوت مستحب ہے اور افضل یہ ہے کہ اسے ترک نہ کیا جائے' خواہ فجر کے بعد کا وقت ہی کیوں نہ ہو' جس میں نماز پڑھنے کی ممانعت ہے' کیونکہ اس

ہے' جیسے سجدۂ تلاوت اور تحیۃ المسجد وغیرہ۔

○ سجدۂ تلاوت بھی سجدۂ نماز کی طرح ہے۔ افضل یہ ہے کہ آدمی سیدھا کھڑا ہو کر پھر سجدے کے لیے جھکے' سات اعضاء پر سجدہ کرے۔ سجدے کو جاتے اور سجدہ سے سر اٹھاتے ہوئے اللہ اکبر کہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے یہ ثابت ہے کہ آپ نماز میں ہر دفع نیچے جھکتے اور اوپر اٹھتے وقت اللہ اکبر کہتے تھے' جب سجدہ سے سر اٹھاتے تو بھی اللہ اکبر کہتے۔ (سنن النسائي' التطبيق' حديث: ۱۱۵۰' ۱۱۵۱) حضرت ابوہریرہ اور کئی دیگر صحابہ کرام ؓ سے مروی احادیث میں اسی طرح بیان کیا گیا ہے۔ سجدۂ تلاوت بھی چونکہ سجدۂ نماز ہی ہے اور دلائل سے یہی ظاہر ہوتا ہے' لہٰذا اس کے لیے بھی اللہ اکبر کہا جائے لیکن نماز سے باہر سجدہ کی صورت میں صرف سجدہ کے آغاز میں اللہ اکبر کہنا مروی ہے اور یہی طریقہ معروف ہے جیسا کہ امام ابوداود اور امام احمد ؒ نے روایت کیا ہے۔ (سنن ابی داود' سجود القرآن' حديث: ۱۴۱۳ ومسند احمد: ۱۷/۲) نماز کے علاوہ سجدے سے سر اٹھاتے وقت اللہ اکبر یا سلام کہنا مروی نہیں۔ بعض اہل علم کا موقف ہے کہ سجدے کو جاتے وقت اللہ اکبر کہے اور فارغ ہو کر سلام بھی پھیرے لیکن یہ کسی حدیث سے ثابت نہیں' لہٰذا نماز کے علاوہ سجدے کی صورت میں صرف تکبیر اولیٰ ہی لازم ہے۔

○ سجدۂ تلاوت قاری اور سامع (پڑھنے اور سننے والے) کے لیے سنت ہے۔ اگر قاری سجدہ کرے تو سامع کو بھی قاری کی اتباع کی وجہ سے سجدہ کرنا چاہیے۔

○ جہری نمازوں میں ایسی سورتوں کی قراءت بھی جائز ہے جس کی آخری یا درمیانی یا کوئی بھی آیت سجدے والی ہو۔

○ افضل اور اَولیٰ یہی ہے کہ سجدۂ تلاوت باوضو اور قبلہ رو ہو کر کیا جائے۔

○ قرآن مجید میں کل ۱۵ سجدے ہیں۔ احناف اور شوافع ۱۴ سجدوں کے قائل ہیں۔ احناف سورۂ حج میں ایک سجدے کے قائل ہیں جبکہ سورۂ حج میں دو سجدوں کا ثبوت احادیث سے ملتا ہے' یہ احادیث اگرچہ سنداً ضعیف ہیں لیکن حافظ ابن کثیر ؒ فرماتے ہیں کہ ان کے کچھ شواہد بھی ہیں جو ایک دوسرے کی تقویت کا باعث ہیں۔ (تفسير ابن كثير' سورة الانبياء' آيت : ۱۸) نیز محقق عصر شیخ البانی ؒ نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے۔ (تعليقات المشكوٰة' الصلوٰة' باب سجود القرآن' حديث: ۱۰۳۰) نیز ابوداود کی حدیث کو' جس میں سورۂ حج کے دو سجدوں کا ذکر ہے' شیخ زبیر علی زئی ﷾ نے حسن قرار دیا ہے۔ ملاحظہ ہو

حدیث:۱۴۰۲ کی تخریج وتحقیق۔شوافع سورۂ صٓ کے سجدے کے قائل نہیں ہیں جبکہ صحیح بخاری میں روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سورۂ صٓ کا سجدہ کرتے ہوئے دیکھا ہے۔(صحیح البخاری' سجود القرآن' حدیث:۱۰۶۹) احادیث سے قرآن پاک میں ۱۵ سجود تلاوت کا ذکر ملتا ہے' لہٰذا قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہوئے ۱۵ مقامات پر سجدہ کرنا مستحب ہے۔

○ سجدۂ تلاوت کی معروف دعا [سَجَدَ وَجُهِيَ لِلَّذِيْ خَلَقَهُ وَ صَوَّرَهُ وَ شَقَّ سَمْعَهُ وَ بَصَرَهُ' تَبَارَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ] (صحیح مسلم' صلاة المسافرین' حدیث:۷۷۱) کا سجدہ نماز میں پڑھنا تو صحیح ثابت ہے مگر سجدۂ قرآن میں اس کا پڑھنا صحیح سند سے ثابت نہیں۔تاہم ایک دوسری دعا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے' اور وہ یہ ہے: [اَللّٰهُمَّ اكْتُبْ لِيْ بِهَا عِنْدَكَ أَجْراً' وَضَعْ عَنِّيْ بِهَا وِزْرًا وَاجْعَلْهَالِيْ عِنْدَكَ ذُخْرًا' وَ تَقَبَّلْهَا مِنِّيْ كَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ عَبْدِكَ دَاوُدَ] (جامع الترمذی' الجمعه' باب ماجاء مایقول فی سجود القرآن' حدیث:۵۷۹ وسنن ابن ماجه' حدیث:۱۰۵۳ و صحیح ابن خزیمه حدیث:۵۶۲' ۵۶۳) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اسے حسن قرار دیا ہے۔فتوحات ربانیہ:۲/۲۷۶ نیز امام ابن خزیمہ' حاکم' ابن حبان اور شیخ احمد شاکر رحمہم اللہ نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے' لہٰذا اس دعا کو سجدۂ تلاوت میں پڑھنا چاہیے۔(مزید تفصیل کیلئے دیکھیے' حدیث:۱۴۱۴ کے فوائد)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

# (المعجم ٧) - [كِتَابُ سُجُودِ الْقُرْآنِ] (التحفة ...)

# سجود قرآن کے احکام ومسائل



## (المعجم ١) - باب تَفْرِيعِ أَبْوَابِ السُّجُودِ وَكَمْ سَجْدَةً فِي الْقُرْآنِ؟ (التحفة ٣٢٩)

## باب:۱-سجدۂ تلاوت کا بیان اور یہ کہ قرآن مجید میں کتنے سجدے ہیں؟

١٤٠١- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ بنِ الْبَرْقِيِّ: حَدَّثَنا ابنُ أبي مَرْيَمَ: أَخْبَرَنَا نافِعُ بنُ يَزِيدَ، عن الْحَارِثِ ابنِ سَعِيدٍ الْعُتَقِيِّ، عن عَبْدِ الله بنِ مُنَيْنٍ - مِنْ بَنِي عَبْدِ كُلَالٍ - عن عَمْرِو بنِ الْعَاصِ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَقْرَأَهُ خَمْسَ عَشْرَةَ سَجْدَةً في الْقُرْآنِ مِنْهَا ثَلَاثٌ فِي الْمُفَصَّلِ وَفي سُورَةِ الْحَجِّ سَجْدَتَانِ.

۱۴۰۱-حضرت عمرو بن العاص ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے مجھے قرآن میں پندرہ سجدے پڑھائے' ان میں سے تین جزء مفصل (آخری منزل) میں (سورۃ النجم' سورۃ الانشقاق' اور سورۃ العلق میں) اور دو سورۂ حج میں ہیں۔

قال أَبُو دَاوُدَ: رُوِيَ عن أَبِي الدَّرْدَاءِ عن النَّبِيِّ ﷺ إِحْدَىٰ عَشْرَةَ سَجْدَةً، وَإِسْنَادُهُ وَاهٍ.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ حضرت ابو الدرداء ؓ کے واسطے سے نبی ﷺ سے گیارہ سجدے منقول ہیں' البتہ اس کی سند کمزور ہے۔

---

١٤٠١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب عدد سجود القرآن، ح:١٠٥٧ من حديث ابن أبي مريم به * الحارث بن سعيد مجهول الحال، ولم أجد فيه توثيقًا معتبرًا، وللحديث شاهد ضعيف عند الترمذي، ح:٥٦٨، ٥٦٩، وابن ماجه، ح:١٠٥٥.

١٤٠٢- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ عَمْرِو بنِ السَّرْحِ : أَخْبَرَنَا ابنُ وَهْبٍ : أخبرني ابنُ لَهِيعَةَ ؛ أَنَّ مِشْرَحَ بنَ هَاعَانَ أَبَا المُصْعَبِ حَدَّثَهُ ؛ أَنَّ عُقْبَةَ بنَ عَامِرٍ حَدَّثَهُ قال : قُلْتُ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ : يَارسولَ الله! في سُورَةِ الْحَجِّ سَجْدَتانِ؟ قال : «نَعَمْ، وَمَنْ لَمْ يَسْجُدْهُما فَلَا يَقْرَأْهُما».

١۴٠٢-حضرت عقبہ بن عامر ؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا سورۂ الحج میں دو سجدے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں! اور جو یہ نہ کرنا چاہے وہ ان کی تلاوت ہی نہ کرے۔“

فائدہ: اس حدیث سے سورۂ الحج میں دو سجدوں کا اثبات ہوتا ہے۔

(المعجم ٢) - **باب مَنْ لَمْ يَرَ السُّجُودَ فِي الْمُفَصَّلِ** (التحفة ٣٣٠)

باب:٢-ان حضرات کی دلیل جو مفصل (آخری منزل) میں سجدہ کے قائل نہیں

١٤٠٣- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ رَافِعٍ : حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بنُ الْقَاسِمِ - قالَ مُحمَّدٌ: رَأَيْتُهُ بِمَكَّةَ -: حَدَّثَنا أَبُو قُدَامَةَ عن مَطَرٍ الْوَرَّاقِ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ : أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَمْ يَسْجُدْ في شَيْءٍ مِنَ المُفَصَّلِ مُنْذُ تَحَوَّلَ إِلَى المَدِينَةِ.

١۴٠٣-حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ تشریف لانے کے بعد جزء مفصل میں کسی مقام پر سجدہ نہیں کیا۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے تاہم صحیح حدیث آگے آرہی ہے۔ (حدیث: ١۴٠٧)

١٤٠٤- حَدَّثَنا هَنَّادُ بنُ السَّرِيِّ : حَدَّثَنا وَكِيعٌ عن ابنِ أبي ذِئْبٍ، عن يَزِيدَ

١۴٠۴-حضرت زید بن ثابت ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے سورۃ النجم کی



---

١٤٠٢ـ **تخريج**: [**إسناده حسن**] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في السجدة في الحج، ح :٥٧٨ من حديث ابن لهيعة به، وقال : "هذا حديث ليس إسناده بالقوي" * ابن لهيعة صرح بالسماع، ومشرح بن هاعان "حسن الحديث".

١٤٠٣ـ **تخريج** : [**إسناده ضعيف**] أخرجه ابن خزيمة، ح : ٥٦٠ من حديث محمد بن رافع به * أبوقدامة الحارث ابن عبيد ضعيف، ضعفه الجمهور من جهة حفظه، وأخرج له مسلم، ح : ٢٦٦٧، ٢٨٣٨ متابعةً.

١٤٠٤ـ **تخريج** : أخرجه البخاري، سجود القرآن، باب من قرأ السجدة ولم يسجد، ح : ١٠٧٣ من حديث ابن أبي ذئب، ومسلم، المساجد، باب سجود التلاوة، ح : ٥٧٧ من حديث يزيد بن عبدالله بن قسيط به.

ابنِ عَبْدِ الله بنِ قُسَيْطٍ، عن عَطَاءِ بنِ يَسَارٍ، عن زَيْدِ بنِ ثَابِتٍ قال: قَرَأْتُ عَلَىٰ رَسُولِ الله ﷺ النَّجْمَ فَلَمْ يَسْجُدْ فِيهَا.

تلاوت کی' مگر آپ نے اس میں سجدہ نہیں کیا۔

فائدہ: سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہے' اس لیے چھوڑا بھی جاسکتا ہے مگر اس سے تساہل اور غفلت کو اپنی عادت بنالینا کسی طرح درست نہیں۔

١٤٠٥- حَدَّثَنا ابنُ السَّرْحِ: أَخْبَرَنَا ابنُ وَهْبٍ: حَدَّثَنا أَبُو صَخْرٍ عن ابنِ قُسَيْطٍ، عن خَارِجَةَ بنِ زَيْدِ بنِ ثَابِتٍ، عن أَبِيهِ عن النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَاهُ.

۱۴۰۵- خارجہ بن زید بن ثابت اپنے والد سے وہ نبی ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کرتے ہیں۔

قال أَبُو دَاوُدَ: كَانَ زَيْدٌ الإِمَامَ فَلَمْ يَسْجُدْ فيهَا.

امام ابوداود رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ زید امام تھے اور انہوں نے سجدہ نہیں کیا۔



فائدہ: امام ابوداود رحمہ اللہ کے قول کا مفہوم یہ ہے کہ چونکہ حضرت زید رضی اللہ عنہ قراءت کر رہے تھے اور معناً امام تھے' جب امام نے سجدہ چھوڑ دیا تو نبی ﷺ نے بھی بحیثیت سامع چھوڑ دیا۔ واللہ اعلم۔ (عون المعبود)

## (المعجم ٣) - باب مَنْ رَأَى فِيهَا سُجُودًا (التحفة ٣٣١)

## باب:۳- آخری منزل میں سجدۂ تلاوت کے قائلین کا ثبوت

١٤٠٦- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن أَبِي إِسْحَاقَ، عن الأَسْوَدِ، عن عَبْدِ الله: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قَرَأَ سُورَةَ النَّجْمِ فَسَجَدَ بِهَا، وَمَا بَقِيَ أَحَدٌ مِنَ الْقَوْمِ إِلَّا سَجَدَ، فَأَخَذَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ كَفًّا مِنْ حَصًا أَوْ تُرَابٍ فَرَفَعَهُ إِلَىٰ وَجْهِهِ

۱۴۰۶- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سورۃ النجم کی تلاوت کی اور اس میں سجدہ کیا اور حاضرین میں سے سب نے سجدہ کیا' سوائے ایک آدمی کے۔ اس نے کنکریوں کی یا مٹی کی ایک مٹھی لی اور اپنے چہرے کی طرف اٹھائی اور کہا: مجھے یہی کافی ہے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بعد

---

١٤٠٥ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الدارقطني: ١/٤٠٩، ٤١٠، ح: ١٥١٢ من حديث ابن وهب به، وسنده حسن، وصححه ابن خزيمة، ح: ٥٦٦، والحديث السابق شاهد له.

١٤٠٦ـ تخريج: أخرجه البخاري، أبواب سجود القرآن، باب سجدة النجم، ح: ١٠٧٠ عن حفص بن عمر، ومسلم، المساجد، باب سجود التلاوة، ح: ٥٧٦ من حديث شعبة به.

وَقال: يَكْفِينِي هَذَا. قال عَبْدُ الله: فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ بَعْدَ ذَلِكَ قُتِلَ كَافِرًا.

میں میں نے اسے دیکھا کہ حالت کفر میں قتل کر دیا گیا۔

فوائد ومسائل: ① سورۃ النجم میں سجدۂ تلاوت ہے۔ ② پڑھنے اور سننے والے سب ہی سجدہ کریں۔ ③ تکبر سے خیر کی توفیق چھین لی جاتی ہے اور یہ شخص جس نے سجدہ نہیں کیا تھا' امیہ بن خلف تھا جو کفار مکہ کے سرداروں میں سے تھا۔

(المعجم ٤) - **باب السُّجُودِ في ﴿إِذَا ٱلسَّمَآءُ ٱنشَقَّتْ﴾ و﴿ٱقْرَأْ﴾** (التحفة ٣٣٢)

**باب:۴- سورۂ ﴿إِذَا السَّمَآءُ انشَقَّتْ﴾ اور ﴿اِقْرَأْ﴾ میں سجدۂ تلاوت کا بیان**

١٤٠٧- **حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن أَيُّوبَ بنِ مُوسَىٰ، عن عَطَاءِ بنِ مِينَاءَ، عن أَبي هُرَيْرَةَ قال: سَجَدْنَا مَعَ رَسُولِ الله ﷺ فِي ﴿إِذَا ٱلسَّمَآءُ ٱنشَقَّتْ﴾ وَ﴿ٱقْرَأْ بِٱسْمِ رَبِّكَ ٱلَّذِى خَلَقَ﴾.

۱۴۰۷- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سورۂ ﴿إِذَا السَّمَآءُ انشَقَّتْ﴾ اور ﴿اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ﴾ میں سجدے کیے۔

[قال أَبُو دَاوُدَ: أَسْلَمَ أَبُوهُرَيْرَةَ سَنَةَ سِتٍّ عَامَ خَيْبَرَ، وَهٰذَا السُّجُودُ مِنْ رَسُولِ الله ﷺ آخِرُ فِعْلِهِ].

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فتح خیبر کے موقع پر سن چھ ہجری میں مسلمان ہوئے ہیں۔ اور یہ سجدے کرنا رسول اللہ ﷺ کا آخری عمل ہے۔

١٤٠٨- **حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا الْمُعْتَمِرُ قال: سَمِعْتُ أَبِي قال: حَدَّثَنا بَكْرٌ عن أبي رَافِعٍ قال: صَلَّيْتُ مع أَبي هُرَيْرَةَ الْعَتَمَةَ فَقَرَأَ ﴿إِذَا ٱلسَّمَآءُ ٱنشَقَّتْ﴾ فَسَجَدَ فَقُلْتُ: مَا هَذِهِ السَّجْدَةُ؟ قال: سَجَدْتُ بِهَا خَلْفَ أَبِي الْقَاسِمِ فَلَا أَزَالُ أَسْجُدُ بها حَتَّى أَلْقَاهُ.

۱۴۰۸- ابو رافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی' انہوں نے نماز میں سورۂ ﴿إِذَا السَّمَاءُ انشَقَّتْ﴾ تلاوت کی اور سجدہ بھی کیا۔ میں نے پوچھا کہ یہ کیسا سجدہ ہے؟ انہوں نے کہا: میں نے حضرت ابوالقاسم ﷺ کے پیچھے یہ سجدہ کیا ہے۔ اور میں اسے نہیں چھوڑوں گا یہاں تک کہ آپ سے جاملوں۔

---

١٤٠٧ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، المساجد، باب سجود التلاوة، ح:٥٧٨ من حديث سفيان بن عيينة به.

١٤٠٨ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، سجود القرآن، باب من قرأ السجدة في الصلٰوة فسجد بها، ح:١٠٧٨ عن مسدد، ومسلم، المساجد، باب سجود التلاوة، ح:٥٧٨ من حديث المعتمر بن سليمان به * بكر هو ابن عبدالله المزني، أبورافع هو نفيع.

فائدہ: سجدۂ تلاوت نماز کے دوران میں بھی کیا جاتا ہے‘ نماز خواہ فرض ہو یا نفل۔

(المعجم ٥) - **باب السُّجُودِ فِي ﴿صٓ﴾** (التحفة ٣٣٣)

باب:۵-سورۂ صٓ میں سجدۂ تلاوت کا بیان

١٤٠٩- **حَدَّثَنا** مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا وُهَيْبٌ: حَدَّثَنا أَيُّوبُ عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: لَيْسَ ﴿صٓ﴾ مِنْ عَزَائِمِ السُّجُودِ، وَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَسْجُدُ فيهَا.

۱۴۰۹-عکرمہ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس ؓ نے بیان کیا کہ سورۂ صٓ کا سجدہ واجبی سجدوں میں سے نہیں ہے‘ جب کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ اس میں سجدہ کرتے تھے۔

١٤١٠- **حَدَّثَنا** أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني عَمْرٌو يَعْني ابنَ الْحَارِثِ عن ابنِ أَبِي هِلَالٍ، عن عِيَاضِ بنِ عَبْدِ الله بنِ سَعْدِ بنِ أَبِي سَرْحٍ، عن أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ قَالَ: قَرَأَ رَسُولُ الله ﷺ وَهُوَ عَلَى المِنْبَرِ: ﴿صٓ﴾ [ص: ١] فَلَمَّا بَلَغَ السَّجْدَةَ نَزَلَ فَسَجَدَ، وَسَجَدَ النَّاسُ مَعَهُ، فَلَمَّا كَانَ يَوْمٌ آخَرُ قَرَأَهَا، فَلَمَّا بَلَغَ السَّجْدَةَ تَشَزَّنَ النَّاسُ لِلسُّجُودِ فَقَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إِنَّمَا هِيَ تَوْبَةُ نَبِيٍّ وَلٰكِنِّي رَأَيْتُكُمْ تَشَزَّنْتُمْ لِلسُّجُودِ» فَنَزَلَ فَسَجَدَ وَسَجَدُوا.

۱۴۱۰-حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے‘ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے منبر پر سورۂ صٓ کی تلاوت کی۔ جب سجدے کی آیت پر پہنچے تو آپ منبر سے نیچے تشریف لائے اور سجدہ کیا اور آپ کے ساتھ لوگوں نے بھی سجدہ کیا۔ پھر ایک دوسرا موقع آیا اور آپ نے اسی کی تلاوت فرمائی۔ جب آپ سجدے کی آیت پر پہنچے تو لوگ سجدے کے لیے تیار ہو گئے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ ایک نبی (حضرت داود ؑ) کی توبہ کا ذکر ہے لیکن میں نے تمہیں دیکھا ہے کہ تم سجدہ کرنا چاہتے ہو۔“ چنانچہ آپ اترے اور سجدہ کیا اور لوگوں نے بھی سجدہ کیا۔

فائدہ: خطیب دوران خطبہ میں اگر سجدہ کی آیت تلاوت کرے‘ تو منبر سے اتر کر سجدہ کر سکتا ہے اور سامعین بھی اس کی اقتدا کریں۔



---

**١٤٠٩ـ تخريج**: أخرجه البخاري، سجود القرآن، باب سجدة ص، ح: ١٠٦٩ من حديث أيوب به.

**١٤١٠ـ تخريج**: [حسن] أخرجه الدارمي، ح: ١٤٧٤، ١٥٦٢، وابن خزيمة، ح: ١٤٥٥، ١٧٩٥ من حديث سعيد ابن أبي هلال به، وأعله ابن خزيمة، وشك في صحته، وصححه ابن حبان، ح: ٦٨٩، ٦٩٠، والحاكم: ١/ ٢٨٤، ٢٨٥ على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد عند البيهقي: ٢/ ٣١٩ وغيره، فالحديث بها حسن.

(المعجم ٦) - **بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يَسْمَعُ السَّجْدَةَ وَهُوَ رَاكِبٌ أَوْ فِي غَيْرِ صَلَاةٍ** (التحفة ٣٣٤)

باب:٦-جب کوئی سجدے کی آیت سنے اور سواری پر ہو یا نماز میں نہ ہو تو......؟

**١٤١١- حَدَّثَنا** مُحمَّدُ بنُ عُثْمانَ الدِّمَشْقِيُّ أَبُوالْجُماهِرِ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْعزِيزِ يَعْني ابنَ مُحمَّدٍ، عن مُصْعَبِ بنِ ثَابِتِ ابنِ عَبْدِ الله بنِ الزُّبَيْرِ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قَرَأَ عَامَ الْفَتْحِ سَجْدَةً فَسَجَدَ النَّاسُ كُلُّهُمْ مِنْهُمُ الرَّاكِبُ وَالسَّاجِدُ في الأَرْضِ حَتَّى إِنَّ الرَّاكِبَ لَيَسْجُدُ عَلَى يَدِهِ.

١٤١١-حضرت ابن عمر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر سجدے کی آیت تلاوت فرمائی تو سب لوگوں نے سجدہ کیا۔ ان میں سے کچھ سواریوں پر سوار تھے اور کچھ زمین پر سجدہ کرنے والے تھے۔سوار لوگوں نے اپنے اپنے ہاتھ پر سجدہ کیا۔

**فائدہ:** بصورت عذر اشارے سے جھک کر بھی سجدہ کرنا جائز ہے۔

**١٤١٢- حَدَّثَنا** أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ سَعِيدٍ؛ ح: وحَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ أَبي شُعَيْبٍ الْحَرَّانِيُّ: حَدَّثَنا ابنُ نُمَيْرٍ المَعْنَىٰ، عن عُبَيْدِالله، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ قال: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَقْرَأُ عَلَيْنَا السُّورَةَ. - قال ابنُ نُمَيْرٍ: في غَيْرِ الصَّلَاةِ ثُم اتَّفَقَا - فَيَسْجُدُ وَنَسْجُدُ مَعَهُ حَتَّى لا يَجِدُ أَحَدُنَا مكَانًا لِمَوْضِعِ جَبْهَتِهِ.

١٤١٢-حضرت ابن عمر ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہم پر کوئی سورت تلاوت فرماتے......ابن نمیر نے کہا: نماز کے علاوہ عام حالت میں پھر دونوں کا بیان ہے...... کہ آپ سجدہ کرتے اور ہم بھی آپ کے ساتھ سجدہ کرتے حتیٰ کہ ہم میں سے بعض کو پیشانی رکھنے کے لیے جگہ نہ ملتی تھی۔

**فوائد ومسائل:** ① حافظ ابن حجر ؒ نے فتح الباری میں طبرانی کے حوالے سے ذکر کیا ہے کہ ازدحام کی وجہ سے اگر کسی کو سجدہ کرنے کی جگہ نہ ملتی تو وہ اپنے ساتھی کی کمر ہی پر سجدہ کر لیتا۔ (فتح الباری: ٢/٢٣ ٧) ② امام نووی ؒ

١٤١١ـ **تخريج:** [إسناده ضعيف] أخرجه ابن خزيمة، ح: ٥٥٦ من حديث محمد بن عثمان به، وصححه الحاكم: ١/ ٢١٩، ووافقه الذهبي * مصعب بن ثابت ضعفه الجمهور.

١٤١٢ـ **تخريج:** أخرجه البخاري، سجود القرآن، باب من سجد لسجود القارىء، ح: ١٠٧٥، ومسلم، المساجد، باب سجود التلاوة، ح: ٥٧٥ من حديث يحيى القطان به، وهو في المسند لأحمد: ٢/ ١٧.

فرماتے ہیں جب قاری اور سامع نماز میں نہ ہوں تو ان دونوں کا آپس میں ربط ضروری نہیں۔ خواہ کوئی لمبا سجدہ کرے اور دوسرا مختصر۔ ایک پہلے اٹھ جائے اور دوسرا بعد میں۔ اسی طرح اگر پڑھنے والا سجدہ نہ بھی کرے تو سننے والا کر سکتا ہے' باوضو ہو یا بے وضو' مرد ہو یا عورت یا بچہ۔

١٤١٣ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ الْفُرَاتِ أَبُو مَسْعُودٍ الرَّازِيُّ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الله بنُ عُمَرَ عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ قال: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَقْرَأُ عَلَيْنَا الْقُرْآنَ فَإِذَا مَرَّ بِالسَّجْدَةِ كَبَّرَ وَسَجَدَ وَسَجَدْنَا مَعَهُ.

۱۴۱۳- حضرت ابن عمر ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہم پر قرآن پڑھا کرتے تھے۔ جب سجدے کی آیت سے گزرتے تو اللہ اکبر کہتے اور سجدے میں چلے جاتے اور ہم بھی آپ کے ساتھ سجدہ کرتے۔

قال عَبْدُ الرَّزَّاق: كَانَ الثَّوْرِيُّ يُعْجِبُهُ هَذَا الْحَدِيثُ.

جناب عبدالرزاق نے بیان کیا کہ امام ثوری کو یہ حدیث بہت پسند تھی۔

قال أَبُودَاوُدَ: يُعْجِبُهُ، لِأَنَّهُ كَبَّرَ.

امام ابوداود نے بیان کیا...... کیونکہ اس میں تکبیر کا ذکر ہے۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ سجدۂ تلاوت کے لیے جاتے اور اٹھتے وقت تکبیر کہنی چاہیے۔ لیکن شیخ البانی ؒ کے نزدیک اس میں ''تکبیر'' کا ذکر منکر ہے' تکبیر کے بغیر صحیح ہے۔

## (المعجم ٧) - باب مَا يَقُولُ إِذَا سَجَدَ (التحفة ٣٣٥)

## باب: ۷- سجدۂ تلاوت کی دعا

١٤١٤ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عن رَجُلٍ، عن أَبِي الْعَالِيَةِ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَقُولُ في

۱۴۱۴- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کو سجدۂ قرآن میں یہ دعا تکرار سے پڑھا کرتے تھے: [سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِي خَلَقَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَ بَصَرَهُ بِحَوْلِهِ وَ قُوَّتِهِ] ''میرا چہرہ

١٤١٣ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٢/ ٣٢٥ من حديث أبي داود به، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ٥٩١١ * عبدالله العمري عن نافع قوي كما تقدم، ح: ١١٥٦.

١٤١٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء مايقول في سجود القرآن، ح: ٥٨٠ من حديث خالد الحذاء به، ولم يذكر "الرجل"، وقال: "حسن صحيح" * رجل مجهول، والحديث صحيح في السجود مطلقًا، انظر، ح: ٧٦٠.

سُجُودِ الْقُرْآنِ بِاللَّيْلِ، يقُولُ فِي السَّجْدَةِ مِرارًا: «سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِي خَلَقَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ بِحَوْلِهِ وَقُوَّتِهِ».

اس ذات کے لیے سجدہ ریز ہے جس نے اس کو پیدا کیا اور اپنی طاقت اور قوت سے اس کے کان اور آنکھ بنائے۔''

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے' تاہم شیخ البانی ؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے لیکن ہمارے محقق ؒ فرماتے ہیں کہ اس میں ایک راوی مجہول ہے' جسے امام ابوداود نے ''عن رجل'' کہا ہے' اس لیے یہ روایت ضعیف ہے۔ جبکہ یہی دعا صحیح مسلم میں بھی ہے لیکن وہاں اسے سجدہ نماز میں پڑھنے کا ذکر ہے نہ کہ سجدہ قرآن میں (دیکھیے: صحیح مسلم' صلاۃ المسافرین' حدیث:۷۷۱) نیز امام نسائی ؒ بھی اس دعا کو اپنی سنن میں لائے ہیں لیکن انہوں نے بھی اسے سجدے کی دعاؤں میں مختلف الفاظ سے ذکر کیا ہے۔ (دیکھیے: سنن النسائی' الدعاء فی السجود) البتہ امام ابوداود' امام ترمذی' امام ابن خزیمہ اور امام ابن ماجہ ؒ نے اسے سجدہ تلاوت کے باب میں ذکر کیا ہے۔ ابوداود کی روایت کی سند ضعیف ہے کیونکہ اس میں ایک راوی ہے' جسے امام ابوداود نے ''عن رجل'' کہا ہے۔ اسی علت کی بنا پر امام ابن خزیمہ نے بھی اسے ضعیف کہا ہے۔ (دیکھیے: صحیح ابن خزیمہ: ۱/۲۸۳' ۲۸۴) سنن ترمذی کی روایت بھی ضعیف ہے کیونکہ خالد الحذاء کا ابوالعالیہ سے سماع ثابت نہیں۔ (دیکھیے: سنن الترمذی' الصلاۃ' حدیث: ۵۸۰) اور سنن ابن ماجہ کی روایت صحیح تو ہے لیکن وہ بھی مطلق سجدے کی دعا ہے' حدیث میں صراحت نہیں ہے کہ اسے سجدہ تلاوت میں پڑھا جائے لیکن امام ابن ماجہ نے اسے سجدۂ تلاوت کی دعا کے باب میں درج کیا ہے۔ علاوہ ازیں یہ روایت بھی حضرت علی ؓ سے مروی ہے اور صحیح مسلم کی روایت مطلق سجدے والی بھی حضرت علی سے مروی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی مطلق سجدہ کے بارے میں مروی ہے۔ (دیکھیے: صحیح مسلم' صلاۃ المسافرین' حدیث: ۷۷۱ اور سنن ابن ماجہ' اقامۃ الصلوات' حدیث: ۱۰۵۴)
سجدہ تلاوت کی صحیح دعا جو ابن عباس ؓ سے مروی ہے اسے امام ترمذی' امام نووی اور حافظ ابن حجر ؒ نے حسن کہا ہے۔ (فتوحات ربانیہ: ۲/۲۷۶) امام ابن خزیمہ' ابن حبان' حاکم' ذہبی اور شیخ احمد شاکر ؒ نے صحیح قرار دیا ہے اور شیخ البانی ؒ نے بھی حسن کہا ہے۔ یہ دعا' ابتداء میں سجدۂ تلاوت کے احکام ومسائل میں درج ہے۔ ان دلائل کی روشنی میں دوسری دعا ہی پڑھنا بہتر ہے۔ هذا ما عندى والله اعلم بالصواب.

## (المعجم ٨) - بَابٌ: فِيمَنْ يَقْرَأُ السَّجْدَةَ بَعْدَ الصُّبْحِ (التحفة ٣٣٦)

## باب:۸- جو شخص صبح کے بعد آیات سجدہ کی تلاوت کرے

١٤١٥- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بنُ الصَّبَّاحِ

۱۴۱۵- ابوتمیمہ ھجیمی کہتے ہیں کہ جب ہم قافلے

١٤١٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٢/٣٢٦ من حديث أبي داود به * أبوبحر عبدالرحمٰن بن عثمان ضعيف (تقريب)، ورواه أحمد: ٢/ ٢٤، ١٠٦ عن وكيع عن ثابت بن عمارة به بلفظ: "صليت مع رسول الله ﷺ وأبي بكر وعمر وعثمان، فلا صلٰوة بعد الغداة حتى تطلع يعني الشمس"، وسنده حسن.

الْعَطَّارُ : حَدَّثَنا أَبُو بَحْرٍ : حَدَّثَنا ثَابِتُ بنُ عُمَارَةَ : حَدَّثَنا أَبُو تَمِيمَةَ الْهُجَيْمِيُّ قال : لَمَّا بُعِثْنَا ، الرَّكْبَ - قال أَبُو دَاوُدَ : يَعْني إِلَى المَدِينَةِ - قال : كُنْتُ أَقُصُّ بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ فأَسْجُدُ فِيهَا ، فَنَهَانِي ابنُ عُمَرَ فَلَمْ أَنْتَهِ - ثَلَاثَ مَرَّاتٍ - ثُمَّ عَادَ فَقَال : إِنِّي صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُولِ الله ﷺ وَمَعَ أَبي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمانَ فَلَمْ يَسْجُدُوا حتَّىٰ تَطْلُعَ الشَّمْسُ .

والوں کے ساتھ مدینہ آئے تو میں نماز فجر کے بعد وعظ کیا کرتا تھا اور اس میں سجدۂ تلاوت کیا کرتا تھا۔ پس حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھ کو روکا' تین بار۔ مگر میں نہ رکا۔ پھر پلٹ کر انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے اور حضرت ابوبکر' حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ نمازیں پڑھی ہیں۔ یہ حضرات سجدہ نہ کرتے تھے' حتیٰ کہ سورج طلوع ہو جاتا۔

**فائدہ** : یہ حدیث ضعیف ہے اس لیے اوقات مکروہ میں نماز تو یقیناً ناجائز ہے۔ مگر سجدۂ تلاوت نماز نہیں ہے۔ بنابریں اوقاتِ مکروہہ میں سجدۂ تلاوت جائز ہے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

(المعجم ٨) - [كِتَابُ الْوِتْرِ] (التحفة . . .)

# وتر کے احکام ومسائل

## تَفْرِيعُ أَبْوَابِ الْوِتْرِ

## وتر کے فروعی احکام ومسائل

### (المعجم ١) - باب اسْتِحْبَابِ الْوِتْرِ (التحفة ٣٣٧)

### باب:۱-وتر کے استحباب کا بیان

١٤١٦- حَدَّثَنَا إبراهِيمُ بنُ مُوسَى: أَخْبَرَنَا عِيسَى عن زَكَرِيَّا، عن أبي إسْحَاقَ، عن عَاصِمٍ، عن عَلِيٍّ قال: قَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «يَاأَهْلَ الْقُرْآنِ! أَوْتِرُوا فإِنَّ الله وِتْرٌ يُحِبُّ الْوِتْرَ».

۱۴۱۶-سیدنا علی ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے قرآن والو! وتر پڑھا کرو۔ بلاشبہ اللہ عزوجل وتر (اکیلا) ہے، وتر کو پسند کرتا ہے۔“

١٤١٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء أن الوتر ليس بحتم، ح:٤٥٣، ٤٥٤، والنسائي، ح:١٦٧٦، ١٦٧٧، وابن ماجه، ح:١١٦٩ من حديث أبي إسحاق السبيعي به، وقال الترمذي: "حسن"، وللحديث شواهد ضعيفة عند أحمد: ١/ ١٠٧ وغيره * أبوإسحاق عنعن.

فوائد ومسائل: ①[وتر] کا اطلاق دو معانی پر ہوتا ہے۔ایک نماز وتر جس کی تعداد ایک' تین اور پانچ' ہے۔ یہ نماز اگرچہ نفل ہے مگر از حد اہم اور تاکیدی ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ سفر میں بھی اس کا التزام فرمایا کرتے تھے۔اس بنا پر بعض ائمہ اسے ''واجب'' کہتے ہیں۔اور دوسرا معنی ''قیام اللیل اور تہجد'' ہے۔چونکہ وتر کا اصل وقت اور موقع یہی ہے۔اس لیے اسے ''وتر'' سے تعبیر کیا جاتا ہے۔مذکورہ بالا حدیث میں یہی دوسرا مفہوم متبادر ہے۔روایت میں اس کا اشارہ موجود ہے۔ ② یہ ارشاد ''اہل قرآن'' کو ہے اور تمام ہی مسلمان ''اہل قرآن'' ہیں مگر حفاظ اور علماء اس کے بالخصوص مخاطب ہیں۔

١٤١٧- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا أَبُو حَفْصٍ الْأَبَّارُ عن الأَعمَشِ، عن عَمْرِو بنِ مُرَّةَ، عن أبي عُبَيْدَةَ، عن عَبْدِ الله عن النَّبيِّ ﷺ - بِمَعْنَاهُ - زَادَ: فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ: ما تَقُولُ؟ قال: «لَيْسَ لَكَ وَلَا لِأَصْحَابِكَ».

۱۴۱۷- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ نے نبی ﷺ سے اس کے ہم معنی روایت کی ہے اور مزید یہ اضافہ کیا ہے کہ ایک دیہاتی بولا' آپ کیا کہتے ہیں؟ (حضرت عبداللہ ؓ نے) کہا: یہ حکم تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کے لیے نہیں ہے۔

١٤١٨- حَدَّثَنا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ وَقُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ المَعْنَىٰ قالا: حَدَّثَنا اللَّيْثُ عن يَزِيدَ بنِ أبي حَبِيبٍ، عن عَبْدِ الله بنِ رَاشِدٍ الزَّوْفِيِّ، عن عَبْدِ الله بنِ أبي مُرَّةَ الزَّوْفِيِّ، عن خَارِجَةَ بنِ حُذَافَةَ - قال أَبُو الْوَلِيدِ: الْعَدَوِيِّ - قال: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ الله ﷺ فَقَالَ: «إِنَّ الله تَعَالَىٰ قَدْ أَمَدَّكُمْ بِصَلَاةٍ، وَهِيَ خَيْرٌ لَكُمْ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ، وَهِيَ الْوِتْرُ، فَجَعَلَهَا لَكُم فِيما بَيْنَ الْعِشَاءِ إِلَى طُلُوعِ الْفَجْرِ».

۱۴۱۸- خارجہ بن حذافہ عدوی ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ایک (مزید اضافی) نماز سے تمہاری مدد فرمائی ہے اور یہ تمہارے لیے سرخ اونٹوں سے بھی بڑھ کر ہے۔یہ نماز وتر ہے اور اس کا وقت عشاء سے طلوع فجر کے درمیان مقرر فرمایا ہے۔''

فائدہ: اس حدیث میں شیخ البانی ؒ کے نزدیک صرف یہ الفاظ [وَهِيَ خَيْرٌ لَكُمْ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ] ''اور یہ

١٤١٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في الوتر، ح: ١١٧٠ عن عثمان ابن أبي شيبة به * أبو عبيدة لم يسمع من أبيه كما تقدم، ح: ٩٩٥.

١٤١٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في فضل الوتر، ح: ٤٥٢ عن قتيبة، وابن ماجه، ح: ١١٦٨ من حديث الليث بن سعد به، وسنده ضعيف، ولبعض الحديث شواهد، انظر نصب الراية: ٢/ ١١١، ومسند أحمد: ٦/ ٧، وأنوار السنن في تحقيق آثار السنن: ٥٨٤.

تمہارے لیے سرخ اونٹوں سے بھی بڑھ کر ہے'' ضعیف ہیں

(المعجم ٢) - **بَابٌ: فِيمَنْ لَمْ يُوتِرْ** (التحفة ٣٣٨)

باب:۲- جو شخص وتر نہ پڑھے؟

١٤١٩- **حَدَّثَنا** ابنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنا أَبُو إِسْحَاقَ الطَّالَقَانِيُّ: حَدَّثَنا الْفَضْلُ بنُ مُوسَىٰ عن عُبَيْدِاللهِ بنِ عَبْدِ اللهِ الْعَتَكِيِّ، عن عَبْدِ اللهِ بنِ بُرَيْدَةَ، عن أَبِيهِ قال: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «الْوِتْرُ حَقٌّ فَمنْ لَمْ يُوتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا، الْوِتْرُ حَقٌّ فَمنْ لَمْ يُوتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا، الْوِتْرُ حَقٌّ فَمنْ لَمْ يُوتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا».

۱۴۱۹- عبداللہ بن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں' ان کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا' آپ فرماتے تھے: ''وتر حق ہے' جو وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔ وتر حق ہے' جو وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں' وتر حق ہے' جو وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔''

**فائدہ:** ''ہم میں سے نہیں'' کا مطلب ہے' ہماری سنت اور طریقے پر نہیں۔

١٤٢٠- **حَدَّثَنا** الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن يَحْيَى بنِ سَعِيدٍ، عن مُحمَّدِ بنِ يَحْيَى ابنِ حَبَّانَ، عن ابنِ مُحَيْرِيزٍ؛ أَنَّ رَجُلًا مِنْ بَنِي كِنَانَةَ - يُدْعَى الْمُخْدَجِيَّ - سَمِعَ رَجُلًا بِالشَّامِ - يُدْعَىٰ أَبَا مُحمَّدٍ - يَقُولُ: إِنَّ الْوِتْرَ وَاجِبٌ. قالَ الْمُخْدَجِيُّ: فَرُحْتُ إِلَىٰ عُبَادَةَ بنِ الصَّامِتِ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ عُبَادَةُ: كذَبَ أَبُو مُحمَّدٍ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «خَمْسُ صَلَوَاتٍ كَتَبَهُنَّ اللهُ

۱۴۲۰- ابن محیریز سے مروی ہے کہ بنو کنانہ کے ایک شخص مخدجی نامی نے شام میں ایک شخص کو سنا جسے ابومحمد کہا جاتا تھا' وہ کہتا تھا کہ وتر واجب ہے۔ مخدجی نے کہا کہ میں حضرت عبادہ بن صامت ؓ کے پاس گیا اور انہیں ابومحمد کی بات بتائی۔ تو حضرت عبادہ نے کہا: ابومحمد نے غلط کہا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا ہے' آپ فرماتے تھے: ''پانچ نمازیں ہیں جو اللہ نے بندوں پر فرض کی ہیں۔ جس نے انہیں ادا کیا اور ان کا حق ہلکا سمجھتے ہوئے ان میں سے کچھ ضائع نہ کیا تو ایسے شخص کے لیے

**١٤١٩ـ تخريج:** [ضعيف] أخرجه أحمد: ٥/ ٣٥٧ من حديث الفضل بن موسٰى به، وصححه الحاكم: ١/ ٣٠٥، ٣٠٦ * أبوالمنيب عبيدالله العتكي حسن الحديث إلا فيما أنكر عليه، وهذا الحديث مما أنكر عليه.

**١٤٢٠ـ تخريج:** [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الصلوة، باب المحافظة على الصلوات الخمس، ح: ٤٦٢ من حديث مالك، وابن ماجه، ح: ١٤٠١ من حديث محمد بن يحيى بن حبان به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٢٣، وصححه ابن حبان، ح: ٢٥٢، ٢٥٣، وله شاهد تقدم، ح: ٤٢٥.

عَلَى الْعِبَادِ، فَمنْ جَاءَ بِهِنَّ لَمْ يُضَيِّعْ مِنْهُنَّ شَيْئًا اسْتِخْفَافًا بِحَقِّهِنَّ كَانَ لَهُ عِنْدَ الله عَهْدٌ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، وَمَنْ لَمْ يَأْتِ بِهِنَّ فَلَيْسَ لَهُ عِنْدَ الله عَهْدٌ، إِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ وَإِن شَاءَ أَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ».

اللہ کے ذمے یہ عہد ہے کہ وہ اسے جنت میں داخل کرے گا۔ اور جس نے ان کو ادا نہ کیا تو ایسے شخص کے لیے اللہ کے ہاں کوئی عہد نہیں' چاہے تو اسے عذاب دے اور چاہے تو جنت میں داخل کر دے۔''

فوائد ومسائل: ① معلوم ہوا کہ ''وتر'' فرض نمازوں کی طرح واجب نہیں ہیں اور یہی حال دیگر سنن کا ہے۔ مثلاً تحیۃ المسجد وغیرہ۔ ② ترک نماز کفر ہے۔ ایسا شخص بھی اللہ کی مشیت میں ہے' چاہے تو عذاب دے یا چاہے تو بخش دے۔ ﴿لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْأَلُونَ﴾ (الانبیاء: ۲۳) ''اللہ جو کرے اس کا سوال نہیں ہو سکتا' پوچھ گچھ بندوں سے ہوگی۔''

## (المعجم ٣) - بَابٌ: كَمِ الْوِتْرُ؟ (التحفة ٣٣٩)

## باب: ۳- وتر میں کتنی رکعات ہیں؟

١٤٢١- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا هَمَّامٌ عن قَتَادَةَ، عن عَبْدِ الله بنِ شَقِيقٍ، عن ابنِ عُمَرَ؛ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ سَأَل النَّبِيَّ ﷺ عَنْ صَلَاةِ اللَّيْلِ، فَقَالَ بِإِصْبَعَيْهِ هَكَذَا «مَثْنَى مَثْنَى، وَالْوِتْرُ رَكعةٌ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ».

۱۴۲۱- حضرت ابن عمر ؓ سے مروی ہے کہ ایک دیہاتی آدمی نے نبی ﷺ سے رات کی نماز کے بارے میں پوچھا تو آپ نے اپنی انگلیوں سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: ''اس طرح' دو دو رکعت۔ اور وتر ایک رکعت ہے رات کے آخر میں۔''

١٤٢٢- حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمَٰنِ بنُ الْمُبَارَك: حَدَّثَنا قُرَيْشُ بنُ حَيَّانَ الْعِجْلِيُّ: حَدَّثَنا بَكْرُ بنُ وائِلٍ عن الزُّهْرِيِّ، عن عَطَاءِ بنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ، عن أَبِي أَيُّوبَ الأَنْصَارِيِّ قال: قال رَسُولُ الله

۱۴۲۲- حضرت ابو ایوب انصاری ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وتر نماز ہر مسلمان پر حق ہے' چنانچہ جو پانچ پڑھنا چاہے' پڑھ لے۔ اور جو تین پڑھنا چاہے' پڑھ لے۔ اور جو ایک پڑھنا چاہے' وہ ایک پڑھ لے۔''

---

١٤٢١- تخريج: أخرجه مسلم، صلوٰة المسافرين، باب صلوٰة الليل مثنٰى مثنٰى، والوتر ركعة من آخر الليل، ح: ٧٤٩ من حديث عبدالله بن شقيق به.

١٤٢٢- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، قيام الليل، باب ذكر الاختلاف على الزهري في حديث أبي أيوب في الوتر، ح: ١٧١٢، وابن ماجه، ح: ١١٩٠ من حديث الزهري به، وصرح بالسماع، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٣٠٢، ووافقه الذهبي.

ﷺ: «الْوِتْرُ حَقٌّ عَلَىٰ كلِّ مُسْلِمٍ، فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُوتِرَ بِخَمْسٍ فَلْيَفْعَلْ، وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُوتِرَ بثَلَاثٍ فَلْيَفْعَل، وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُوتِرَ بِوَاحِدَةٍ فَلْيَفْعَلْ».

**فائدہ:** مذکورہ بالا روایات میں وتر کی تعداد ایک' تین' پانچ کا ذکر ہے' جبکہ صحیح مسلم' سنن ابن ماجہ اور سنن النسائی میں سات' نو اور گیارہ رکعت کا ذکر بھی ہے۔ تفصیل کیلئے دیکھیں: (صحیح مسلم' صلاۃ المسافرین' حدیث: ۷۳۶' ۷۳۷' ۷۳۸ و سنن النسائی' قیام اللیل' حدیث: ۱۶۹۷' ۱۶۹۸' ۱۷۰۵' ۱۷۰۷' ۱۷۱۰ و سنن ابن ماجہ' إقامة الصلوات' حدیث: ۱۱۹۰' ۱۱۹۱' ۱۱۹۲) ہمارے ہاں اکثر لوگ تین وتر پڑھتے ہیں اور وہ بھی سنت کے خلاف اور ایک رکعت وتر کو صحیح نہیں سمجھتے اور ایک وتر پڑھنے والے کو بھی اچھا خیال نہیں کرتے' حالانکہ ایک رکعت وتر حدیث رسول سے ثابت ہے۔ تین رکعت وتر پڑھنے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیا جائے اور پھر ایک رکعت وتر الگ پڑھا جائے۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجہ' حدیث: ۱۱۷۷) تاہم ایک سلام کے ساتھ درمیان میں تشہد کیے بغیر بھی جائز ہے۔ درمیان میں تشہد بیٹھنے سے نماز مغرب سے مشابہت ہو جاتی ہے اور نبی کریم ﷺ نے نماز مغرب کی مشابہت سے منع فرمایا ہے۔ دیکھیے: (سنن الدارقطنی: ۲۵/۲' ۲۷ و صحیح ابن حبان' حدیث: ۶۸۰)

(المعجم ٤) - **باب مَا يَقْرَأُ فِي الْوِتْرِ** (التحفة ٣٤٠)

**باب:۴- نماز وتر میں قراءت**

**١٤٢٣- حَدَّثَنَا** عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو حَفْصٍ الأَبَّارُ؛ ح: حَدَّثَنَا إبراهِيمُ ابنُ مُوسَى: أَخْبَرَنَا مُحمَّدُ بنُ أَنَسٍ - وَهَذَا لَفْظُهُ - عن الأَعمَشِ، عن طَلْحَةَ وَزُبَيْدٍ، عن سَعِيدِ بنِ عَبْدِالرَّحْمَٰنِ بنِ أَبْزَىٰ، عن أبِيهِ، عن أُبَيِّ بنِ كَعْبٍ قال: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يُوتِرُ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الأَعْلَىٰ، وَقُلْ لِلَّذِينَ كَفَرُوا، وَالله الْوَاحِدُ الصَّمَدُ.

**۱۴۲۳-** حضرت ابی بن کعب ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز وتر میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَىٰ ' قُلْ يَا اَيُّهَا الْكَافِرُوْن اور قُلْ هُوَاللّٰهُ أَحَد﴾ پڑھا کرتے تھے۔

**١٤٢٣ـ تخريج:** [صحيح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء فيما يقرأ في الوتر، ح: ١١٧١ عن عثمان بن أبي شيبة به، وصححه ابن حبان، ح: ٦٧٦، ٦٧٧، رواه جماعة عن زبيد به، وللحديث شواهد عند الحاكم: ١/ ٣٠٥، ٢/ ٥٢٠ وغيره.

١٤٢٤- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ أبي شُعَيْبٍ: حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ سَلَمَةَ: حَدَّثَنا خُصَيْفٌ عن عَبْدِ الْعَزِيزِ بنِ جُرَيْجٍ قال: سَأَلْتُ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ: بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ يُوتِرُ رَسُولُ الله ﷺ؟ فَذَكَرَ مَعْنَاهُ. قال: «وفي الثَّالِثَةِ بِقُلْ هُوَ الله أَحَدٌ وَالمُعَوِّذَتَيْنِ».

۱۴۲۴-عبدالعزیز بن جریج کہتے ہیں کہ میں نے ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے سوال کیا کہ رسول اللہ ﷺ وتروں میں کیا پڑھا کرتے تھے؟ تو مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا اور کہا: ”تیسری رکعت میں ﴿قُلْ هُوَاللّٰه أَحَد﴾ اور ”معوذتین“ (سورۃ الفلق اور سورۃ الناس) پڑھا کرتے تھے۔“

## (المعجم ٥) - باب الْقُنُوتِ فِي الْوِتْرِ (التحفة ٣٤١)

## باب:۵- نماز وتر میں دعائے قنوت کا بیان

١٤٢٥- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ وَأَحْمَدُ ابنُ جَوَّاسٍ الْحَنَفِيُّ قالَا: حَدَّثَنا أَبُو الأَحْوَصِ عن أبي إِسْحَاقَ، عن بُرَيْدِ بنِ أبي مَرْيَمَ، عن أبي الْحَوْرَاءِ قال: قال الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: عَلَّمَنِي رَسُولُ الله ﷺ كلِمَاتٍ أَقُولُهُنَّ في الْوِتْرِ. - قال ابنُ جَوَّاسٍ: في قُنُوتِ الْوِتْرِ - «اللَّهُمَّ! اهْدِنِي فِيمَنْ هَدَيْتَ، وعَافِنِي فِيمَن عَافَيْتَ، وَتَوَلَّنِي فِيمَنْ تَوَلَّيْتَ، وَبَارِكْ لِي فِيمَا أَعْطَيْتَ، وَقِنِي شَرَّ مَا قَضَيْتَ، إِنَّكَ تَقْضِي وَلَا يُقْضَى عَلَيْكَ، وَإِنَّهُ لا يَذِلُّ مَنْ وَالَيْتَ وَلا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ، تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ».

۱۴۲۵-ابواسحاق نے برید بن ابی مریم سے انہوں نے ابوالحوراء سے روایت کی کہ جناب حسن بن علی ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے کچھ کلمات تعلیم فرمائے جنہیں میں وتر میں کہا کروں۔ (استاد) ابن جوّاس کے لفظ ہیں: ”میں انہیں وتر کے قنوت میں پڑھا کروں۔“ اور وہ یہ ہیں: [اَللّٰھُمَّ ! اھْدِنِیْ فِیْمَنْ ھَدَیْتَ، وَعَافِنِیْ فِیْمَنْ عَافَیْتَ، وَتَوَلَّنِیْ فِیْمَنْ تَوَلَّیْتَ، وَبَارِكْ لِیْ فِیْمَا أَعْطَیْتَ، وَقِنِیْ شَرَّمَا قَضَیْتَ، اِنَّكَ تَقْضِیْ وَلَا یُقْضٰی عَلَیْكَ، وَ اِنَّهٗ لَا یَذِلُّ مَن وَّالَیْتَ وَلَا یَعِزُّمَنْ عَادَیْتَ، تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ] ”اے اللہ! جن لوگوں کو تو نے ہدایت دی ہے مجھے بھی ان کے ساتھ ہدایت دے۔ اور جن کو تو نے عافیت دی ہے مجھے بھی ان کے ساتھ عافیت دے

١٤٢٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الوتر، باب ماجاء ما يقرأ في الوتر، ح:٤٦٣، وابن ماجه، ح:١١٧٣ من حديث محمد بن سلمة به، وقال الترمذي: "حسن غريب"، وسنده ضعيف * خصيف ضعيف مشهور، وللحديث شواهد دون قوله: "والمعوذتين".

١٤٢٥ـ تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي، قيام الليل، باب الدعاء في الوتر، ح:١٧٤٦ عن قتيبة به، وحسنه الترمذي، ح:٤٦٤، وصححه ابن خزيمة، ح:١٠٩٥، ١٠٩٦.

(یعنی ہر قسم کی برائیوں اور پریشانیوں وغیرہ سے۔) اور جن کا تو والی (دوست اور محافظ) بنا ہے ان کے ساتھ میرا بھی والی بن۔ اور جو نعمتیں تو نے عنایت فرمائی ہیں ان میں مجھے برکت دے۔ اور جو فیصلے تو نے فرمائے ہیں ان کے شر سے مجھے محفوظ رکھ۔ بلاشبہ فیصلے تو ہی کرتا ہے' تیرے مقابلے میں کوئی فیصلہ نہیں ہوتا۔ اور جس کا تو والی اور محافظ ہو وہ کہیں ذلیل نہیں ہوسکتا۔ اور جس کا تو مخالف ہو وہ کبھی عزت نہیں پا سکتا' بڑی برکتوں (اور عظمتوں) والا ہے تو اے ہمارے رب! اور بہت بلند و بالا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① قنوت کے کئی معانی ہیں یعنی اطاعت' خشوع' نماز' دعا' عبادت' قیام' طول قیام اور سکوت۔ اور نماز وتر میں بمعنی دعا ہے۔ ② امام ترمذی فرماتے ہیں کہ قنوت کی دعاؤں میں اس سے بڑھ کر عمدہ دعا نبی ﷺ سے مروی نہیں ہے۔ ③ اس دعا کے پانچویں جملے [وَقِنِي شَرَّمَا قَضَيُتَ] کی تفصیل یہ ہے کہ اللہ عزوجل کے تمام تر فیصلے حق اور خیر ہی ہوتے ہیں۔ مگر انسانوں یا مخلوق کے اپنے تأثر یا اعتبار سے' ان کے اپنے حق میں برے یا شر سمجھے جاتے ہیں' ورنہ ان کا صدور فی نفسہ خیر ہی پر مبنی ہوتا ہے۔ ④ دعا کے آخر میں [رَبَّنَا وَ تَعَالَيُتَ] کے بعد [نَسُتَغُفِرُكَ وَ نَتُوبُ اِلَيُكَ] کے الفاظ کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہیں' لہٰذا انہیں دوران دعا میں نہیں پڑھنا چاہیے۔ ⑤ دعا کے آخر میں (صلی اللّٰہ علی النبی محمد) کے الفاظ صرف سنن النسائی کی روایت میں ہیں لیکن حافظ ابن حجر' امام قسطلانی اور امام زرقانی ﷭ نے ان الفاظ کو ضعیف قرار دیا ہے۔ تاہم ان الفاظ کو دعا کے آخر میں پڑھ لینے میں کچھ قباحت نہیں کیونکہ ابوحلیمہ معاذ انصاری کے بارے میں ہے کہ وہ قنوت وتر میں رسول اللہ ﷺ پر درود و سلام پڑھا کرتے تھے۔ دیکھیے: (فضل الصلاۃ علی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم' از إسماعیل القاضی' رقم:۱۰۷) اور یہ واقعہ حضرت عمر ؓ کے دور کا ہے۔ اس اثر کو حافظ ابن حجر اور شیخ البانی ﷭ نے صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (صفة صلاة النبی:۱۸۰) اسی طرح حضرت ابی بن کعب ؓ کے بارے میں ہے کہ وہ بھی قنوت وتر میں نبی کریم ﷺ پر درود و صلوۃ پڑھا کرتے تھے۔ اس اثر کی سند بھی صحیح ہے' اسے امام ابن خزیمہ ؒ نے صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیں: (صفة صلاة النبی ﷺ' ص:۱۸۰) ⑥ [وَلَا يَعِزُّ مَنُ عَادَيُتَ] کے الفاظ کی بابت بعض علمائے محققین نے لکھا ہے کہ یہ الفاظ صرف سنن بیہقی میں ہیں۔ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ یہ الفاظ سنن ابوداود کے بعض نسخوں میں نہیں ہیں۔ تاہم سنن ابوداود کے بعض نسخوں میں موجود ہیں۔ ملاحظہ ہو: سنن ابوداود مطبوعہ دارالسلام اور مطبوعہ دارالکتب علمیہ بیروت' وغیرہ۔

**١٤٢٦- حَدَّثَنا** عَبْدُ الله بنُ مُحمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنا أَبُو إسْحَاقَ بإسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ. قالَ في آخِرِهِ قالَ: هَذَا يَقُولُ في الْوِتْرِ في الْقُنُوتِ وَلَمْ يَذْكُرْ: أَقُولُهُنَّ في الْوِتْرِ.

أَبُو الْحَورَاءِ رَبِيعَةُ بنُ شَيْبَانَ.

۱۴۲۶-ابواسحاق نے اپنی سند سے مذکورہ حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔اس روایت کے آخر میں ہے کہ اسے وتر کے قنوت میں کہے اور یہ جملہ نہیں کہا کہ میں انہیں وتر میں کہوں۔

ابوالحوراء کا نام ربیعہ بن شیبان ہے۔

**١٤٢٧- حَدَّثَنا** مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن هِشَامِ بنِ عَمْرٍو الْفَزَارِيِّ، عن عَبْدِ الرَّحْمَٰنِ بنِ الْحَارِثِ بنِ هِشَامٍ، عن عَلِيِّ بنِ أبي طَالِبٍ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ كَانَ يَقُولُ في آخِرِ وِتْرِهِ: «اللَّهُمَّ! إنِّي أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ».

۱۴۲۷-حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے وتر کے آخر میں یہ کہا کرتے تھے: [اَللّٰهُمَّ! اِنِّیٓ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَ بِمُعَا فَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ، وَ اَعُوْذُبِكَ مِنْكَ، لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ] ''اے اللہ! میں تیری ناراضی سے بچتے ہوئے تیری رضا کی پناہ میں آتا ہوں۔تیرے مؤاخذے سے بچتے ہوئے تیرے عفو وکرم کی پناہ لیتا ہوں۔میں تجھ سے (یعنی تیرے غیظ وغضب سے) تیری (رحمت کی) امان چاہتا ہوں۔میں تیری تعریفیں شمار نہیں کرسکتا۔تو ویسا ہی ہے جیسے کہ تو نے خود اپنی صفات بیان فرمائی ہیں۔''

قال أَبُو دَاوُدَ: هِشَامٌ أَقْدَمُ شَيْخٍ لِحَمَّادٍ، وَبَلَغَني عن يَحْيَى بنِ مَعِينٍ أَنَّهُ قالَ: لَمْ يَرْوِ عَنْهُ غَيْرُ حَمَّادِ بنِ سَلَمَةَ.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ ہشام' حماد کے قدیم ترین استاذ ہیں۔اور یحییٰ بن معین سے مروی ہے کہ ان (ہشام) سے سوائے حماد بن سلمہ کے اور کسی نے روایت نہیں کی۔

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَىٰ عِيسَى بنُ يُونُسَ عن سَعِيدِ بنِ أبي عَرُوبَةَ، عن قَتَادَةَ، عن

امام ابوداود نے کہا: عیسیٰ بن یونس نے سعید بن ابی عروبہ سے' انہوں نے قتادہ سے' انہوں نے سعید بن

---

١٤٢٦ـ **تخريج**: [صحيح] انظر الحديث السابق.

١٤٢٧ـ **تخريج**: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب: في دعاء الوتر، ح:٣٥٦٦ من حديث حماد بن سلمة به، وقال: "حسن غريب"، ورواه النسائي، ح:١٧٤٨، وابن ماجه، ح:١١٧٩.

سَعِيدِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ أَبْزَى، عن أبِيهِ، عن أُبَيِّ بنِ كَعْبٍ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قَنَتَ - يَعْنِي فِي الْوِتْرِ- قَبْلَ الرُّكُوعِ.

عبدالرحمٰن بن ابزیٰ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رکوع سے پہلے قنوت پڑھی۔ یعنی وتر میں۔

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَىٰ عِيسَى بنُ يُونُسَ هٰذَا الْحَدِيثَ أَيْضًا عن فِطْرِ بنِ خَلِيفَةَ، عن زُبَيْدٍ، عن سَعِيدِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابنِ أَبْزَىٰ، عن أبِيهِ، عن أُبَيٍّ عن النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ.

امام ابوداود نے کہا: عیسیٰ بن یونس نے یہ حدیث بھی فطر بن خلیفہ سے انہوں نے زبید سے انہوں نے سعید بن عبدالرحمٰن بن ابزیٰ سے وہ اپنے والد سے وہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی ﷺ سے مذکورہ بالا کے مثل روایت کی ہے۔

وَرُوِيَ عن حَفْصِ بنِ غِيَاثٍ عن مِسْعَرٍ، عن زُبَيْدٍ، عن سَعِيدِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ أَبْزَىٰ، عن أبِيهِ، عن أُبَيِّ بنِ كَعْبٍ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قَنَتَ فِي الْوِتْرِ قَبْلَ الرُّكُوعِ.

اور حفص بن غیاث سے مروی ہے وہ مسعر سے وہ زبید سے وہ سعید بن عبدالرحمٰن بن ابزیٰ سے وہ اپنے والد سے وہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے وتر میں رکوع سے پہلے قنوت پڑھی۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَحَدِيثُ سَعِيدٍ عن قَتَادَةَ رَوَاهُ يَزِيدُ بنُ زُرَيْعٍ عن سَعِيدٍ، عن قَتَادَةَ، عن عَزْرَةَ، عن سَعِيدِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ أَبْزَىٰ، عن أبِيهِ عن النَّبِيِّ ﷺ، لَمْ يَذْكُرِ الْقُنُوتَ وَلَا ذَكَرَ أُبَيًّا.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ سعید بن ابی عروبہ کی (مذکورہ بالا) روایت جو انہوں نے قتادہ سے روایت کی ہے اس کو یزید بن زریع نے سعید سے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے عزرہ سے انہوں نے سعید بن عبدالرحمٰن بن ابزیٰ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے نبی ﷺ سے روایت کی ہے مگر اس میں قنوت کا ذکر کیا نہ ابی بن کعب کا۔ (یعنی مرسل ہے۔)

قال أَبُودَاوُدَ: وكَذٰلِكَ رَوَاهُ عَبْدُ الأَعْلَىٰ وَمُحَمَّدُ بنُ بِشْرٍ الْعَبْدِيُّ - وَسَمَاعُهُ بِالْكُوفَةِ - مَعَ عِيسَى بنِ يُونُسَ وَلَمْ يَذْكُرُوا الْقُنُوتَ، وَقَدْ رَوَاهُ أَيْضًا هِشَامٌ الدَّسْتَوَائِيُّ وَشُعْبَةُ عن قَتَادَةَ، لَمْ

امام ابوداود کہتے ہیں کہ اس کو عبدالاعلیٰ اور محمد بن بشر عبدی نے بھی ایسے ہی روایت کیا ہے۔ اور ان (محمد بن بشر) کا سماع عیسیٰ بن یونس کے ساتھ کوفہ میں ثابت ہے۔ انہوں نے قنوت کا ذکر نہیں کیا ہے۔ اور اس کو ہشام دستوائی اور شعبہ نے بھی قتادہ سے روایت کیا ہے اور ان

يَذْكُرا الْقُنُوتَ.

دونوں نے قنوت کا ذکر نہیں کیا۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَحَدِيثُ زُبَيْدٍ رَوَاهُ سُلَيْمانُ الأَعمَشُ وَشُعْبَةُ وَعَبْدُ المَلِكِ ابنُ أبي سُلَيْمانَ وَجَريرُ بنُ حَازِمٍ، كُلُّهُمْ عن زُبَيْدٍ، لَمْ يَذْكُرْ أَحَدٌ مِنْهُمُ القُنُوتَ إِلَّا مَا رُوِيَ عن حَفْصِ بنِ غِيَاثٍ عن مِسْعَرٍ، عن زُبَيْدٍ فإِنَّهُ قالَ في حَدِيثِهِ: إنَّهُ قَنَتَ قَبْلَ الرُّكُوعِ.

امام ابوداود نے کہا: اور حدیث زبید کو سلیمان اعمش' شعبہ' عبدالملک بن ابی سلیمان اور جریر بن حازم سبھی نے زبید سے روایت کیا ہے' مگر ان میں سے کسی نے بھی قنوت کا ذکر نہیں کیا سوائے حفص بن غیاث کے جسے انہوں نے بواسطہ مسعر' زبید سے روایت کیا ہے کہ ''آپ نے رکوع سے پہلے قنوت پڑھی۔''

قال أَبُو دَاوُدَ: وَلَيْسَ هُوَ بِالمَشْهُورِ مِنْ حَدِيث حَفْصٍ، نَخَافُ أن يكُونَ عن حَفْصٍ عن غَيْرِ مِسْعَرٍ.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ حفص کی یہ حدیث مشہور نہیں ہے' اندیشہ ہے کہ مسعر کے علاوہ کسی اور سے روایت ہوگی۔

قال أَبُو دَاوُدَ: يُرْوَىٰ أَنَّ أُبَيًّا كَانَ يَقْنُتُ في النِّصْفِ مِنْ رَمَضَانَ.

ابوداود کہتے ہیں: روایت ہے کہ حضرت ابی رضی اللہ عنہ نصف رمضان میں قنوت پڑھا کرتے تھے۔

**فوائد ومسائل:** ① دعائے قنوت وتر کی بابت حضرت ابی بن کعب سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ تین وتر پڑھتے اور دعائے قنوت رکوع سے قبل پڑھتے۔'' دیکھیے: (سنن النسائی قیام اللیل' حدیث:۱۷۰۰ و سنن ابن ماجه' إقامة الصلاة' حدیث:۱۱۸۲) نیز مصنف ابن ابی شیبہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل مذکور ہے کہ یہ قنوت وتر رکوع سے پہلے پڑھتے تھے۔ دیکھیے: (مصنف ابن ابی شیبہ:۹۷/۲) واضح رہے کہ مسنون طریقہ تو یہی ہے کہ وتروں میں دعائے قنوت قبل از رکوع ہو' البتہ قنوت نازلہ بالخصوص رکوع کے بعد ہی ثابت ہے۔ تاہم بعض علماء دعائے قنوت وتر رکوع کے بعد پڑھنے کے قائل ہیں اور وہ بھی جائز ہے۔ لیکن علمائے محققین حافظ ابن حجر' شیخ البانی رحمہ اللہ' صاحب مرعاۃ مولانا عبیداللہ رحمانی رحمہ اللہ' حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ اور دیگر علماء نے قنوت وتر قبل از رکوع والی روایات کو زیادہ صحیح کہا ہے اور انہیں بعد از رکوع والی روایات پر ترجیح دی ہے۔ جس سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ افضل اور اولیٰ یہی ہے کہ قنوت وتر رکوع سے قبل پڑھی جائے۔ (واللہ اعلم) ② دعائے قنوت وتر میں ہاتھ اٹھانے کے بارے میں کوئی مرفوع روایت نہیں ہے۔ تاہم مصنف ابن ابی شیبہ میں کچھ آثار ملتے ہیں' جن میں صرف ہاتھ اٹھانے کا تذکرہ ہے۔ دیکھیے: (مصنف ابن ابی شیبہ:۱۰۱/۲) بعض علماء کے نزدیک ہاتھ اٹھا کر یا ہاتھ اٹھائے بغیر' دونوں طریقوں سے قنوت وتر پڑھنا صحیح ہے۔ تاہم ہاتھ اٹھا کر دعائے قنوت پڑھنا اس لیے راجح ہے کہ

ایک تو قنوتِ نازلہ میں نبی ﷺ سے ہاتھ اٹھانا ثابت ہے' تو اس پر قیاس کرتے ہوئے قنوتِ وتر میں بھی ہاتھ اٹھانے صحیح ہوں گے۔ دوسرے بعض صحابہ سے قنوتِ وتر میں ہاتھ اٹھانے کا ثبوت ملتا ہے۔ ③ عام دعا کے اختتام پر ہاتھوں کو منہ پر پھیرنا گو کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔ مگر بعض صحابہ' مثلاً حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم سے یہ عمل ثابت ہے۔ دیکھیے: (الادب المفرد' حدیث:٦٠٩) اس لیے اس کا جواز ہے۔ تاہم اگر کوئی شخص دعائے قنوت کے بعد اپنے ہاتھ منہ پر نہیں پھیرتا' تو اس کا یہ عمل صحیح ہے' کیونکہ اس کا ثبوت صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی نہیں ملتا۔

١٤٢٨ - حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ مُحمَّدِ بنِ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ بَكْرٍ: أنبأنا هِشَامٌ عن مُحمَّدٍ عن بَعْضِ أَصْحَابِهِ: أَنَّ أُبَيَّ بنَ كَعْبٍ أَمَّهُمْ يَعْني في رَمَضَانَ وكانَ يَقْنُتُ في النِّصْفِ الآخِرِ مِنْ رَمَضَانَ.

١٤٢٨- محمد بن سیرین اپنے بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے ان کی رمضان میں امامت کرائی اور وہ رمضان کے نصف آخر میں قنوت پڑھا کرتے تھے۔

١٤٢٩ - حَدَّثَنا شُجَاعُ بنُ مَخْلدٍ: حَدَّثَنا هُشَيْمٌ: أخبرنا يُونُسُ بنُ عُبَيْدٍ عن الْحَسَنِ: أَنَّ عُمَرَ بنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ الله عَنْهُ جَمَعَ النَّاسَ عَلَى أُبَيِّ بنِ كَعْبٍ فَكَانَ يُصَلِّي لَهُمْ عِشْرِينَ لَيْلَةً، وَلَا يَقْنُتُ بِهِمْ إلَّا في النِّصْفِ البَاقِي. فَإِذَا كَانَتِ الْعَشْرُ الْأَوَاخِرُ تَخَلَّفَ فَصَلَّىٰ في بَيْتِهِ، فَكَانُوا يَقُولُونَ: أَبَقَ أُبَيٌّ.

١٤٢٩- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ پر جمع فرما دیا۔ وہ انہیں بیس رات نماز پڑھاتے تھے اور قنوت نہ کرتے تھے' مگر نصف اخیر میں قنوت کرتے تھے۔ اور جب آخری عشرہ آ جاتا تو جماعت کرانا چھوڑ دیتے اور اپنے گھر میں پڑھتے تھے تو لوگ کہتے کہ ابیؓ بھاگ گئے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَهٰذَا يَدُلُّ عَلَىٰ أَنَّ الَّذِي ذُكِرَ في الْقُنُوتِ لَيْسَ بِشَيْءٍ وَهٰذَان الْحَدِيثَانِ يَدُلَّانِ عَلَى ضُعْفِ حَدِيثِ أُبَيٍّ؛

امام ابوداود کہتے ہیں: یہ دلیل ہے کہ قنوت کے بارے میں جو ذکر ہوا وہ صحیح نہیں ہے۔ اور یہ دونوں حدیثیں حضرت ابیؓ سے مروی اس حدیث کے ضعیف

**١٤٢٨ـ تخريج**: [**إسناده ضعيف**] أخرجه البيهقي: ٢/ ٤٩٨ من حديث أبي داود به، قال العيني: "فيه مجهولٌ" (شرح سنن أبي داود: ٥/ ٣٤٢، ح: ١٣٩٨)، ومراده بذلك "بعض أصحابه".

**١٤٢٩ـ تخريج**: [**إسناده ضعيف**] أخرجه البيهقي: ٢/ ٤٩٨ من حديث أبي داود به، وقال العيني: "فيه انقطاعٌ، فإن الحسن لم يدرك عمر بن الخطاب" (شرح سنن أبي داود: ٥/٣٤٣، ح: ١٣٩٩)، وقال: قال النووي في الخلاصة: "الطريقان ضعيفان".

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَنَتَ فِي الْوِتْرِ.

ہونے کی دلیل ہیں جس میں ہے کہ نبی ﷺ وتر میں قنوت پڑھا کرتے تھے۔

## (المعجم ٦) - بَابٌ: فِي الدُّعَاءِ بَعْدَ الْوِتْرِ (التحفة ٣٤٢)

## باب:٦-وتروں کے بعد کی دعا

١٤٣٠- حَدَّثَنَا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ أبي عُبَيْدَةَ: حَدَّثَنا أَبِي عن الأَعْمَشِ، عن طَلْحَةَ الْأَيَامِيِّ، عن ذَرٍّ، عن سَعِيدِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمَٰنِ بنِ أَبْزَىٰ، عن أَبِيهِ، عن أُبَيِّ بنِ كَعْبٍ قال: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ إِذَا سَلَّمَ فِي الْوِتْرِ قال: «سُبْحَانَ المَلِكِ الْقُدُّوسِ».

۱۴۳۰-حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب وتر سے سلام پھیرتے تو کہتے [سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوس] ''پاک ہے وہ ذات جو حاکم مطلق ہے اور ہر اعتبار سے پاک ہے۔''

فائدہ: سنن نسائی (باب ذکر الاختلاف علی شعبة فیه' حدیث:۱۷۳۳) میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ مذکورہ الفاظ تین بار کہتے اور آخری بار آواز بلند کرتے۔ نیز سنن دارقطنی کی صحیح روایت میں ہے کہ نبیٔ کریم ﷺ حدیث میں مذکور الفاظ تین مرتبہ پڑھنے کے بعد بآواز بلند یہ الفاظ بھی پڑھتے [رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ] (سنن الدارقطنی: ۲/۳۰' حدیث:۱۶۴۴)

١٤٣١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ عَوْفٍ: حَدَّثَنَا عُثْمانُ بنُ سَعِيدٍ عن أبي غَسَّانَ مُحَمَّدِ بنِ مُطَرِّفٍ المَدَنِيِّ، عَنْ زَيْدِ بنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بنِ يَسَارٍ، عَنْ أبي سَعِيدٍ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ نَامَ عَنْ وِتْرِهِ أَوْ نَسِيَهُ فَلْيُصَلِّهِ إِذَا ذَكَرَهُ».

۱۴۳۱-حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنے وتر پڑھنے سے سوجائے (اور نہ پڑھ سکے) یا بھول جائے تو جب یاد آئے پڑھ لے۔''



---

١٤٣٠ـ تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي، قيام الليل، باب ذكر الاختلاف على شعبة فيه، ح: ١٧٣٥ من حديث سعيد بن عبدالرحمٰن به.

١٤٣١ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الصلوٰة، باب ماجاء في الرجل ينام عن الوتر أو ينسى، ح: ٤٦٥، وابن ماجه، ح: ١١٨٨ من طريق آخر عن زيد بن أسلم به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٣٠٢، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد كثيرة عند البخاري، ح: ١١٧٨، ١٩٨١، ومسلم، ح: ٧٢١ وغيرهما.

فائدہ : یہ حدیث' اس باب سے متعلق نہیں ہے۔شاید یہاں باب اور اس کا عنوان سہواً رہ گیا ہے۔(عون المعبود) بہر حال اس حدیث میں وتر کی اہمیت کا اثبات ہے کہ اگر وہ سوتے رہ جانے سے یا بھول جانے کی وجہ سے رہ جائے' تو یاد آنے اور جاگنے کے بعد اسے پڑھ لے۔اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وتر کی قضا بھی ضروری ہے اور اس حدیث کی رُو سے اسے فجر کی نماز سے پہلے' یا نماز فجر کے بعد پڑھ لیا جائے' کیونکہ مکروہ اوقات میں قضا شدہ نماز کی قضا جائز ہے۔ایک دوسری رائے اس سلسلے میں یہ ہے کہ وتر اپنے وقت میں نہ پڑھے جاسکیں تو پھر انہیں پڑھنے کی ضرورت ہی نہیں ہے اس موقف کی تائید میں بھی بعض روایات آتی ہیں۔لیکن بعض علماء کے نزدیک یہ حکم ان لوگوں کے لیے ہے جو عمداً وتر چھوڑ دیں۔دیکھیے : (حاشیہ ترمذی' احمد محمد شاکر' ج:۲' ص:۳۳۳) اور بعض روایات میں نبی ﷺ کا یہ عمل بیان ہوا ہے کہ اگر کبھی نیند یا بیماری کی وجہ سے آپ کا قیام اللیل رہ جاتا' تو آپ سورج نکلنے کے بعد بارہ رکعت پڑھتے۔دیکھیے : (صحیح مسلم' صلاۃ المسافرین' باب:۱۸' حدیث:۷۴۶) اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے اکثر علماء کی رائے یہ ہے کہ جس کے وتر رہ جائیں تو وہ سورج نکلنے کے بعد اس کی قضا جفت کی شکل میں دے' یعنی ایک وتر کی جگہ دو رکعت' تین وتر کی جگہ چار رکعات پڑھے۔لیکن ہمارے خیال میں ایسا اس شخص کے لیے ضروری ہوگا جو قیام اللیل (نماز تہجد) کا عادی ہوگا' عام شخص کیلئے وتروں کی قضا' وتر ہی کی شکل میں مناسب معلوم ہوتی ہے۔واللہ اعلم.



## (المعجم ٧) - بَابٌ: فِي الْوِتْرِ قَبْلَ النَّوْمِ (التحفة ٣٤٣)

## باب:۷-سونے سے پہلے وتر پڑھنا

١٤٣٢- حَدَّثَنا ابنُ الْمُثَنَّىٰ: حَدَّثَنا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنا أَبَانُ بنُ يَزِيدَ عن قَتَادَةَ، عن أبي سَعِيدٍ - مِنْ أَزْدِشَنُوءَةَ - عن أبي هُرَيْرَةَ قال: أَوْصَانِي خَلِيلِي ﷺ بِثَلَاثٍ لَا أَدَعُهُنَّ فِي سَفَرٍ وَلَا حَضَرٍ: رَكْعَتَي الضُّحَىٰ، وَصَوْمِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ، وَأَنْ لَا أَنَامَ إِلَّا عَلَىٰ وِتْرٍ.

۱۴۳۲-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میرے خلیل ﷺ نے مجھے تین باتوں کی وصیت فرمائی تھی' میں انہیں سفر و حضر میں نہیں چھوڑتا' چاشت کی دو رکعتیں' ہر مہینے میں تین روزے اور یہ کہ وتر پڑھے بغیر نہ سوؤں۔

فائدہ: جس شخص کو سو جانے کے بعد فجر تک سوئے رہ جانے کا اندیشہ ہو' اسے سونے سے پہلے وتر پڑھ لینے چاہییں۔

١٤٣٣- حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَهَّابِ بنُ

۱۴۳۳-حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

---

١٤٣٢ـ تخريج: [صحيح] وللحديث شواهد كثيرة عند البخاري، ح:١١٧٨، ١٩٨١، ومسلم، ح:٧٢١ وغيرهما.

١٤٣٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٦/ ٤٥١ عن أبي اليمان به، والسند معلل * صفوان سمعه من ◄◄

نَجْدَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ عن صَفْوَانَ بْنِ عَمرٍو، عنْ أبي إِدْرِيسَ السَّكُونِيِّ، عن جُبَيْرِ بنِ نُفَيْرٍ، عن أبي الدَّرْدَاءِ قال: أَوْصَانِي خَلِيلِي ﷺ بِثَلَاثٍ لَا أَدَعُهُنَّ بِشَيْءٍ، أَوْصَانِي بِصِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كلِّ شَهْرٍ، وَلَا أَنَامُ إِلَّا عَلَى وِتْرٍ، وَبِسُبْحَةِ الضُّحَىٰ في الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ.

میرے خلیل ﷺ نے مجھے تین باتوں کی وصیت فرمائی تھی' میں انہیں کسی صورت نہیں چھوڑتا۔ مجھے وصیت فرمائی کہ ہر مہینے تین دن کے روزے رکھوں' وتر پڑھ کر سویا کروں اور ضحیٰ کے نفل پڑھوں سفر اور حضر میں۔

فوائد ومسائل: ① شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک اس روایت میں [في الحضرِ وَالسَّفَرِ] ''سفر' حضر میں'' کے الفاظ صحیح نہیں ہیں۔ ② یہ حضرات یقیناً تہجد گزار تھے مگر بموجب وصیت رسول اللہ ﷺ سونے سے پہلے وتر پڑھا کرتے تھے۔ ③ ان احادیث میں کام کاج والے اور طلبۂ علم کے لیے تسہیل وترغیب ہے کہ رات کے پہلے حصے میں قیام اللیل کرلیا کریں۔



١٤٣٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بنِ أبي خَلَفٍ: حَدَّثَنَا أَبُو زَكَرِيَّا يَحْيَى بْنُ إِسْحَاقَ السَّيْلَحِينِيُّ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عن ثَابِتٍ، عن عَبْدِ الله بنِ رَبَاحٍ، عن أبي قَتَادَةَ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قالَ لِأَبِي بَكْرٍ: «مَتَىٰ تُوتِرُ؟» قال: أُوتِرُ مِنْ أَوَّلِ اللَّيْلِ، وَقال لِعُمَرَ: «مَتَىٰ تُوتِرُ؟» قال: أُوتِرُ آخِرَ اللَّيْلِ، فَقَالَ لِأَبِي بَكْرٍ: «أَخَذَ هٰذَا بِالْحَزْمِ» وقال لِعُمَرَ: «أَخَذَ هٰذَا بِالْقُوَّةِ».

۱۴۳۴- حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ''تم وتر کس وقت پڑھتے ہو؟'' انہوں نے کہا: میں رات کے اول حصے میں پڑھتا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تم وتر کس وقت پڑھتے ہو؟ انہوں نے کہا: میں رات کے آخری حصے میں پڑھتا ہوں۔ آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا: ''اس نے احتیاط کو اختیار کیا ہے۔'' اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: ''اس نے عزم و قوت کو اختیار کیا ہے۔''

فائدہ: انسان کو ہمیشہ اعتماد والا عمل اختیار کرنا چاہیے۔ اگر آخر رات میں اٹھنا مشکل محسوس ہوتا ہو' تو سونے سے پہلے وتر پڑھ لینے چاہییں اور صبح کو اٹھ کر تہجد پڑھ لے' وتر دہرانے کی ضرورت نہیں۔



◄◄ بعض المشيخة عن أبي إدريس كما في مسند أحمد، وحديث مسلم: ٧٢٢ يغني عن هذا الحديث.

١٤٣٤- تخريج: [حسن] تقدم، ح: ١٣٢٩، وأخرجه ابن خزيمة، ح: ١٠٨٤ من حديث يحيى بن إسحاق به.

## (المعجم ۸) - بَابٌ: فِي وَقْتِ الْوِتْرِ (التحفة ٣٤٤)

## باب:۸- نماز وتر کا وقت

١٤٣٥- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ: حَدَّثَنا أَبُو بَكْرِ بنُ عَيَّاشٍ عن الأَعْمَشِ، عن مُسْلِمٍ، عن مَسْرُوقٍ قال: قُلْتُ لِعَائِشَةَ: مَتَى كَانَ يُوتِرُ رَسُولُ الله ﷺ؟ قَالَتْ: كلَّ ذَلِكَ قَدْ فَعَلَ: أَوْتَرَ أَوَّلَ اللَّيْلِ وَوَسَطَهُ وَآخِرَهُ، وَلَكِنِ انْتَهَى وِتْرُهُ - حِينَ مَاتَ - إِلَى السَّحَرِ.

۱۴۳۵-مسروق بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ ؓ سے دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ کس وقت وتر پڑھا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: آپ نے سب ہی اوقات میں وتر پڑھے ہیں۔ رات کے شروع میں' درمیان میں اور آخر میں بھی۔ لیکن آخری زندگی میں آپ کے وتر سحر کے وقت ہونے لگے تھے۔

فائدہ: نماز عشاء کا وقت آدھی رات تک ہے۔ اور وتروں کا سحر (صبح صادق سے پہلے) تک۔

١٤٣٦- حَدَّثَنا هَارُونُ بنُ مَعْرُوفٍ: حَدَّثَنا بنُ أَبي زَائِدَةَ قال: حَدَّثَني عُبَيْدُ الله ابنُ عُمَرَ عن نَافِعٍ، عن بنِ عُمَرَ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «بَادِرُوا الصُّبْحَ بالْوِتْرِ».

۱۴۳۶- حضرت ابن عمر ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”صبح ہونے سے پہلے پہلے وتر پڑھ لو۔“

فائدہ: رات کو وتر رہ جائیں تو فجر صادق کے بعد پڑھے جا سکتے ہیں۔

١٤٣٧- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا اللَّيْثُ بنُ سَعْدٍ عن مُعَاوِيَةَ بنِ صَالِحٍ، عن عَبْدِ الله بنِ أبي قَيْسٍ قال: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عن وِتْرِ رَسُولِ الله ﷺ قَالَتْ: رُبَّمَا أَوْتَرَ أَوَّلَ اللَّيْلِ وَرُبَّمَا أَوْتَرَ مِنْ آخِرِهِ،

۱۴۳۷- جناب عبداللہ بن ابی قیس بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ ؓ سے رسول اللہ ﷺ کے وتروں کے متعلق پوچھا' تو انہوں نے کہا: کبھی تو آپ رات کے پہلے حصے میں پڑھ لیتے تھے اور کبھی رات کے آخر میں۔ میں نے آپ کی قراءت کے بارے میں



---

١٤٣٥ـ تخريج: أخرجه مسلم، صلٰوة المسافرين، باب صلٰوة الليل وعدد ركعات النبي ﷺ في الليل . . . الخ، ح: ٧٤٥ من حديث الأعمش به.

١٤٣٦ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الصلٰوة، باب ماجاء في مبادرة الصبح بالوتر، ح: ٤٦٧ من حديث يحيى بن زكريا بن أبي زائدة به، وقال: "حسن صحيح"، وله طريق آخر عند مسلم، ح: ٧٥٠ في صحيحه.

١٤٣٧ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الصلٰوة، باب ماجاء في القراءة بالليل، ح: ٤٤٩ عن قتيبة به، وقال: "حسن صحيح غريب"، وأصله في صحيح مسلم، ح: ٣٠٧.

قُلْتُ: كَيْفَ كَانَتْ قِرَاءَتُهُ؟ أَكَانَ يُسِرُّ بِالْقِرَاءَةِ أَمْ يَجْهَرُ؟ قالَتْ: كلَّ ذَلِكَ كَانَ يَفْعَلُ، رُبَّمَا أَسَرَّ وَرُبَّمَا جَهَرَ، وَرُبَّمَا اغْتَسَلَ فَنَامَ، وَرُبَّمَا تَوَضَّأَ فَنَامَ.

پوچھا کہ کیا آپ خاموشی سے پڑھتے تھے یا بلند آواز سے؟ انہوں نے کہا: آپ ہر طرح کر لیتے تھے' کبھی خاموشی سے پڑھتے اور کبھی بلند آواز سے۔ اور کبھی غسل کر کے سو جاتے اور کبھی وضو کر کے سو رہتے۔

قال أَبُودَاوُدَ: [و] قال غَيْرُ قُتَيْبَةَ: تَعْني في الْجَنَابَةِ.

امام ابوداود نے کہا' قتیبہ کے علاوہ دوسرے راویوں نے کہا کہ حضرت عائشہ ؓ کا اشارہ غسل جنابت کی طرف تھا۔

**١٤٣٨- حَدَّثَنا** أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عن عُبَيْدِ الله: حَدَّثَني نَافِعٌ عن ابنِ عُمَرَ عن النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «اجْعَلُوا آخِرَ صَلَاتِكُم بِاللَّيْلِ وِتْرًا».

۱۴۳۸- حضرت ابن عمر ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اپنی رات کی آخری نماز وتر کو بناؤ۔''

**فوائد ومسائل:** ① جسے یقین ہو کہ وہ صبح سے پہلے اٹھ سکتا ہے تو وہ اس ارشاد پر عمل کر کے فضیلت کا ثواب حاصل کرے۔ ورنہ سونے سے پہلے وتر پڑھنے کی رخصت معلوم ہے' جیسے کہ پیچھے گزرا۔ ② اس حدیث سے استدلال کر کے کہا گیا ہے کہ وتر پڑھنے کے بعد کوئی نفلی نماز پڑھنی جائز نہیں۔ لیکن دوسرے علماء نے اس امر کو استحباب پر محمول کیا ہے' کیونکہ خود نبی ﷺ سے بھی وتر کے بعد دو رکعت نفل پڑھنا ثابت ہے۔



## (المعجم ٩) - بَابٌ: في نَقْضِ الْوِتْرِ (التحفة ٣٤٥)

## باب:۹- وتر توڑنے کا مسئلہ

**١٤٣٩- حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا مُلَازِمُ ابنُ عَمْرٍو: حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ بَدْرٍ عن قَيْسِ بنِ طَلْقٍ قال: زَارَنَا طَلْقُ بنُ عَلِيٍّ في يَوْمٍ مِنْ رَمَضَانَ، وَأَمْسَى عِنْدَنَا وَأَفْطَرَ،

۱۴۳۹- قیس بن طلق بیان کرتے ہیں کہ حضرت طلق بن علی ؓ رمضان میں ایک دن ہمارے ہاں آئے اور ہمارے ہی ہاں شام کی اور افطار کیا' اور پھر ہمیں اس رات نماز پڑھائی اور وتر بھی پڑھائے' پھر اپنی مسجد کی

---

**١٤٣٨ـ تخريج:** أخرجه البخاري، الوتر، باب: ليجعل آخر صلوته وترًا، ح:٩٩٨، ومسلم، صلوة المسافرين، باب صلوة الليل مثنى مثنى والوتر ركعة من آخر الليل، ح:٧٥١ من حديث يحيى القطان به، وهو في المسند لأحمد: ٢/ ٢٠.

**١٤٣٩ـ تخريج:** [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء لا وتران في ليلة، ح:٤٧٠، والنسائي، ح:١٦٨٠ من حديث ملازم بن عمرو به، وقال الترمذي: "حسن غريب"، وصححه ابن خزيمة، ح:١١٠١، وابن حبان، ح:٦٧١.

ثُمَّ قَامَ بِنَا تِلْكَ اللَّيْلَةَ وَأَوْتَرَ بِنَا، ثُمَّ انْحَدَرَ إِلَى مَسْجِدِهِ فَصَلَّىٰ بِأَصْحَابِهِ، حَتَّى إِذَا بَقِيَ الْوِتْرُ قَدَّمَ رَجُلًا فَقَالَ: أَوْتِرْ بِأَصْحَابِكَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا وِتْرَانِ فِي لَيْلَةٍ».

طرف چلے گئے اور وہاں اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھائی۔ اور جب وتر باقی رہے تو ایک شخص کو آگے کر دیا اور کہا: اپنے ساتھیوں کو وتر پڑھاؤ' بے شک میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے' آپ فرماتے تھے "ایک رات میں دو وتر نہیں۔" (یعنی دوبارہ وتر نہیں۔)

فائدہ: کچھ حضرات اس بات کے قائل ہیں کہ اگر انسان نے عشاء کے وقت وتر پڑھ لیے ہوں اور پھر جب وہ تہجد کے لیے اٹھے تو پہلے ایک رکعت پڑھے تاکہ پہلے کی پڑھی ہوئی نماز وتر جفت بن جائے۔ بعدازاں اپنی نماز پڑھتا رہے اور پھر آخر میں ایک رکعت پڑھ لے' تاکہ اس ارشاد پر عمل ہو جائے جس میں ہے کہ "اپنی رات کی نماز کا آخری حصہ وتر کو بناؤ۔" مگر راجح یہی ہے کہ وتر کو نہ توڑا جائے کیونکہ اس بارے میں مروی روایت ضعیف ہے۔ [گویا پڑھے ہوئے وتر کو توڑ کر جفت بنانا نبی ﷺ سے ثابت نہیں۔ اس لیے جو شخص تہجد کا عادی نہ ہو' اس کے لیے یہی بہتر ہے کہ وہ وتر عشاء کے ساتھ ہی پڑھ لے۔ پھر اگر اسے تہجد کے وقت اٹھنے کا موقع مل جائے' تو وہ دو دو رکعت کر کے نماز تہجد پڑھ لے' آخر میں اسے وتر پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔]



## (المعجم ۱۰) - بَابُ الْقُنُوتِ فِي الصَّلَاةِ (التحفة ٣٤٦)

## باب:۱۰- عام نمازوں میں قنوت پڑھنا

فائدہ: اس سے مراد ایسی دعا ہے جو مسلمانوں اور امت سے متعلق ہو' مثلاً اسلام اور مسلمانوں کے لیے نصرت' مجاہدین کے لیے ثابت قدمی اور کامیابی' یا کسی وبا اور مصیبت عامہ سے نجات کی دعا' یا کفار کے لیے بددعا۔ اسے اصطلاحاً "دعائے قنوتِ نازلہ" کہتے ہیں۔ اسے پانچوں فرض نمازوں میں حسب ضرورت آخری رکعت میں رکوع کے بعد پڑھا جا سکتا ہے۔ امام جہری (بلند) آواز میں دعا پڑھے اور مقتدی آمین کہیں۔ امام حسب احوال دعا کرائے۔ جہاں نام لینے کی ضرورت ہو نام بھی لے سکتا ہے۔ اس دعائے قنوت نازلہ میں دوام نہیں ہے۔

١٤٤٠ - حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أُمَيَّةَ: حَدَّثَنَا مُعَاذٌ يَعْنِي ابْنَ هِشَامٍ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَٰنِ: حَدَّثَنَا أَبُوهُرَيْرَةَ قَالَ:

۱۴۴۰- جناب ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ ؓ نے کہا: قسم اللہ کی! میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی سی نماز پڑھاؤں گا۔ چنانچہ وہ نماز ظہر' عشاء اور فجر کی آخری رکعت میں قنوت پڑھتے تھے' مومنین کے

١٤٤٠ـ تخريج: أخرجه مسلم، المساجد، باب استحباب القنوت في جميع الصلوات إذا نزلت بالمسلمين نازلة .. الخ، ح:٦٧٦ من حديث معاذ بن هشام، والبخاري، الأذان، باب:١٢٦، ح:٧٩٧ من حديث هشام الدستوائي به.

وَالله! لَأُقَرِّبَنَّ بِكُم صَلَاةَ رَسُولِ الله ﷺ، قالَ: فَكَانَ أَبُوهُرَيْرَةَ يَقْنُتُ في الرَّكْعَةِ الآخِرَةِ مِنْ صَلَاةِ الظُّهْرِ، وَصَلَاةِ الْعِشَاءِ الآخِرَةِ، وَصَلَاةِ الصُّبْحِ، وَيَدْعُو لِلْمُؤْمِنِينَ وَيَلْعَنُ الْكَافِرِينَ.

لیے دعا کرتے اور کفار پر لعنت۔

**١٤٤١- حَدَّثَنا** أَبُوالْوَلِيدِ وَمُسْلِمُ بنُ إبراهِيمَ وَحَفْصُ بنُ عُمَرَ؛ ح: وحدثنا ابنُ مُعَاذٍ: حدثني أبي قَالُوا كُلُّهُمْ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن عَمْرِو بنِ مُرَّةَ، عن ابنِ أبي لَيْلَىٰ، عن الْبَرَاءِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْنُتُ في صَلَاةِ الصُّبْحِ.

۱۴۴۱- حضرت براء رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ صبح کی نماز میں قنوت پڑھا کرتے تھے۔

قالَ أَبُودَاوُدَ: زَادَ ابنُ مُعَاذٍ: وَصَلَاةِ المَغْرِبِ.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ ابن معاذ نے مزید کہا کہ نماز مغرب میں بھی۔

**١٤٤٢- حَدَّثَنا** عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ إبراهِيمَ: حَدَّثَنا الْوَلِيدُ: حَدَّثَنا الأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَني يَحْيَى بنُ أبي كَثِيرٍ: حَدَّثَني أَبُو سَلَمَةَ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عن أَبي هُرَيْرَةَ قالَ: قَنَتَ رَسُولُ الله ﷺ في صَلَاةِ الْعَتَمَةِ شَهْرًا، يَقُولُ في قُنُوتِهِ: «اللَّهُمَّ! نَجِّ الْوَلِيدَ بنَ الْوَلِيدِ، اللَّهُمَّ! نَجِّ سَلَمَةَ بنَ هِشَامٍ، اللَّهُمَّ! نَجِّ الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ، اللَّهُمَّ! اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلَى

۱۴۴۲- جناب ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے عشاء کی نماز میں ایک مہینے تک قنوت پڑھی۔ آپ اپنے قنوت میں یہ دعا کرتے تھے: ”اے اللہ! ولید بن ولید کو نجات دے۔ اے اللہ! سلمہ بن ہشام کو نجات دے۔ اے اللہ ضعیف مومنین کو نجات دے۔ اے اللہ! قبیلۂ مضر پر اپنی سزا سخت کر دے۔ اے اللہ! ان پر قحط مسلط کر دے جیسا کہ قوم یوسف پر آیا تھا۔“ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک دن آپ نے دعا نہ کی تو میں



**١٤٤١ـ تخريج:** أخرجه مسلم، المساجد، باب استحباب القنوت في جميع الصلوات . . . الخ، ح: ٦٧٨ من حديث شعبة به.

**١٤٤٢ـ تخريج:** أخرجه مسلم، ح: ٦٧٥ من حديث الوليد بن مسلم به، وانظر الحديث السابق.

مُضَرَ، اللَّهُمَّ! اجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ سِنِينَ كَسِنِي يُوسُفَ». قالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: وَأَصْبَحَ رَسُولُ الله ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ فَلَمْ يَدْعُ لَهُمْ، فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ: «وَمَا تَرَاهُمْ قَدْ قَدِمُوا!».

نے آپ سے پوچھا' تو آپ نے فرمایا: ''کیا دیکھتے نہیں کہ وہ آ گئے ہیں۔''

١٤٤٣- حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ مُعَاوِيَةَ الْجُمَحِيُّ: حَدَّثَنَا ثَابِتُ بنُ يَزِيدَ عن هِلَالِ ابنِ خَبَّابٍ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: قَنَتَ رَسُولُ الله ﷺ شَهْرًا مُتَتَابِعًا في الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ وَصَلَاةِ الصُّبْحِ في دُبُرِ كلِّ صَلَاةٍ إِذَا قالَ: «سَمِعَ الله لِمَنْ حَمِدَهُ» مِنَ الرَّكْعَةِ الآخِرَةِ يَدْعُو عَلَى أَحْيَاءٍ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ: عَلَىٰ رِعْلٍ وَذَكْوانَ وَعُصَيَّةَ، وَيُؤَمِّنُ مَنْ خَلْفَهُ.

۱۴۴۳- جناب عکرمہ سے حضرت ابن عباس ؓ کا یہ بیان منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مہینہ متواتر ظہر' عصر' مغرب' عشاء اور فجر کی نمازوں میں قنوت پڑھی۔ ہر نماز کی آخری رکعت میں رکوع سے ''سمع اللہ لمن حمدہ'' کہنے کے بعد بنو سُلَیم میں سے رِعل' ذکوان اور عُصَیّہ کے قبائل پر بددعا کرتے تھے اور آپ کے پیچھے والے آمین کہتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① سری نمازوں میں بھی قنوت' جہری (بلند آواز سے) پڑھا جائے گا اور مقتدی آمین کہیں گے۔
② رِعل' ذکوان اور عُصَیّہ وہ قبائل ہیں جنہوں نے اصحاب بئر معونہ پر حملہ کر کے انہیں شہید کر ڈالا تھا۔

١٤٤٤- حَدَّثَنَا سُلَيْمانُ بنُ حَرْبٍ وَمُسَدَّدٌ قالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عن أَيُّوبَ، عن مُحَمَّدٍ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ: أَنَّهُ سُئِلَ: هَلْ قَنَتَ النَّبِيُّ ﷺ في صَلَاةِ الصُّبْحِ؟ فَقَالَ نَعَمْ، فَقِيلَ لَهُ: قَبْلَ الرُّكُوعِ أَوْ بَعْدَ الرُّكُوعِ؟ قال: بَعْدَ الرُّكُوعِ. -

قال مُسَدَّدٌ: - بِيَسِيرٍ.

۱۴۴۴- حضرت انس بن مالک ؓ سے پوچھا گیا: کیا نبی ﷺ نے نماز فجر میں قنوت پڑھی تھی؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ پوچھا گیا: رکوع سے پہلے یا بعد؟ کہا: رکوع کے بعد۔

مسدد کی روایت میں ہے کہ..... تھوڑی مدت تک۔

١٤٤٣ـ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ١/ ٣٠١ من حديث ثابت بن يزيد به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٦١٨، والحاكم على شرط البخاري: ١/ ٢٢٥، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد عند الدارقطني: ٢/ ٣٧، ح: ١٦٧١ وغيره.

١٤٤٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، الوتر، باب القنوت قبل الركوع وبعده، ح: ١٠٠١ عن مسدد، ومسلم، المساجد، باب استحباب القنوت في جميع الصلوات . . . الخ، ح: ٦٧٧/ ٢٩٨ من حديث أيوب السختياني به.

١٤٤٥- حَدَّثَنا أَبُوالْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ: حَدَّثَنا حَمَّادُ بنُ سَلَمَةَ عن أَنَسِ بنِ سِيرِينَ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَنَتَ شَهْرًا ثُمَّ تَرَكَهُ.

۱۴۴۵- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ایک مہینے تک قنوت پڑھی، پھر چھوڑ دی۔

١٤٤٦- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا بِشْرُ بنُ المُفَضَّلِ: حَدَّثَنا يُونُسُ بنُ عُبَيْدٍ عن مُحمَّدِ بنِ سِيرِينَ: حَدَّثَني مَنْ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ ﷺ صَلَاةَ الْغَدَاةِ فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ قَامَ هُنَيَّةً.

۱۴۴۶- جناب محمد بن سیرین کہتے ہیں مجھے اس شخص نے بیان کیا جس نے نبی ﷺ کے ساتھ فجر کی نماز پڑھی تھی کہ جب آپ نے دوسری رکعت سے سر اٹھایا تو تھوڑی دیر کھڑے رہے۔ (قنوت کے لیے)

## (المعجم ١١) - باب فَضْلِ التَّطَوُّعِ فِي الْبَيْتِ (التحفة ٣٤٧)

## باب:۱۱- گھر میں نفل پڑھنے کی فضیلت

١٤٤٧- حَدَّثَنا هَارُونُ بنُ عَبْدِ الله الْبَزَّازُ: حَدَّثَنا مَكِيُّ بنُ إبراهِيمَ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله يَعْني ابنَ سَعِيدِ بنِ أبي هِنْدٍ، عن أبي النَّضْرِ، عن بُسْرِ بنِ سَعِيدٍ، عن زَيْدِ بنِ ثَابِتٍ أَنَّهُ قال: احْتَجَرَ رَسُولُ الله ﷺ في المَسْجِدِ حُجْرَةً، فَكَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَخْرُجُ مِنَ اللَّيْلِ فَيُصَلِّي فِيهَا - قال: - فَصَلَّوْا مَعَهُ بِصَلَاتِهِ يَعْني رِجَالًا، وكَانُوا يَأْتُونَهُ كلَّ لَيْلَةٍ، حَتَّى إذَا كَانَ لَيْلَةٌ مِنَ اللَّيَالِي

۱۴۴۷- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں حجرہ بنا لیا، آپ رات کو گھر سے تشریف لاتے اور اس حجرے میں نماز پڑھتے۔ کہا کہ لوگوں نے بھی آپ کی نماز کے ساتھ نماز پڑھی اور وہ ہر رات آپ کے پاس آتے، حتیٰ کہ ایک رات آپ تشریف نہ لائے تو وہ کھانسنے لگے۔ (تاکہ آپ ﷺ کو تنبیہ ہو۔) کچھ نے اپنی آوازیں بلند کیں اور (کچھ نے) آپ کے دروازے پر کنکریاں بھی ماریں۔ بالآخر آپ تشریف لائے تو غصے میں تھے اور فرمایا: ''لوگو!



١٤٤٥ـ تخريج: أخرجه مسلم، أيضًا من حديث حماد بن سلمة به، ح: ٦٧٧/ ٣٠٠.

١٤٤٦ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، التطبيق، باب القنوت في صلوة الصبح، ح: ١٠٧٣ من حديث بشر بن المفضل به.

١٤٤٧ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأدب، باب ما يجوز من الغضب والشدة لأمر الله تعالى، ح: ٦١١٣ عن مكي ابن إبراهيم، ومسلم، صلوة المسافرين، باب استحباب صلوة النافلة في بيته وجوازها في المسجد . . . الخ، ح: ٧٨١ من حديث عبدالله بن سعيد بن أبي هند به.

لَمْ يَخْرُجْ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَتَنَحْنَحُوا، وَرَفَعُوا أَصْوَاتَهُمْ، وَحَصَبُوا بَابَهُ، قَالَ: فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ رسولُ الله ﷺ مُغْضَبًا فَقَالَ: «أَيُّهَا النَّاسُ! مَا زَالَ بِكُمْ صَنِيعُكُمْ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنْ سَيُكْتَبَ عَلَيْكُمْ، فَعَلَيْكُمْ بِالصَّلَاةِ فِي بُيُوتِكُم فإِنَّ خَيْرَ صَلَاةِ المَرْءِ فِي بَيْتِهِ إِلَّا الصَّلَاةَ المَكْتُوبَةَ».

تمہارا برابر یہی حال رہا' حتیٰ کہ مجھے اندیشہ ہوا کہ تم پر فرض نہ کر دی جائے۔ سو اپنے گھروں میں نماز پڑھو۔ بلاشبہ فرض کے علاوہ مرد کی بہترین نماز وہی ہے جو وہ اپنے گھر میں پڑھے۔''

**فوائد و مسائل:** ① یہ نمازیں رمضان کے قیام اللیل کے سلسلے کی ہیں جن کی تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔ ② مردوں کے لیے نوافل گھر میں پڑھنا افضل ہیں' مگر عورتوں کے لیے فرض بھی گھروں میں افضل ہیں۔

١٤٤٨- **حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن عُبَيْدِالله: أَخْبَرَنَا نَافِعٌ عن ابنِ عُمَرَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «اجْعَلُوا فِي بُيُوتِكُمْ مِنْ صَلَاتِكُمْ وَلَا تَتَّخِذُوهَا قُبُورًا».

۱۴۴۸- حضرت ابن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی نمازوں کا کچھ حصہ گھروں میں بھی پڑھا کرو اور انہیں قبرستان مت بناڈالو۔''

**فائدہ:** اس سے مراد سنن اور نوافل ہیں۔ اور ''قبرستان'' کا ذکر اس لیے فرمایا کہ وہاں نماز پڑھنے سے منع فرمایا گیا ہے' گویا قبرستان نماز پڑھنے کی جگہ نہیں ہے' پس تم گھروں میں نفلی نمازیں اور سنتیں نہیں پڑھو گے' تو گھر بھی قبرستان بن جائیں گے۔ یہ حدیث پہلے بھی گزر چکی ہے۔ (۱۰۴۳)

## (المعجم ١٢) - باب [طُولِ الْقِيَامِ] (التحفة ٣٤٨)

## باب: ۱۲- لمبے قیام کی فضیلت

١٤٤٩- **حَدَّثَنا** أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا حَجَّاجٌ قالَ: قالَ ابنُ جُرَيْجٍ: حَدَّثَني عُثْمانُ بنُ أبي سُلَيْمانَ عَنْ عَلِيٍّ الأَزْدِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ بنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ الله

۱۴۴۹- حضرت عبداللہ بن حُبشی الخثعمی ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سے پوچھا گیا: کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ''لمبا قیام۔'' کہا گیا: کون سا صدقہ افضل ہے؟ فرمایا: ''جو قلیل مال والا محنت کر کے

١٤٤٨ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الصلوة، باب كراهية الصلوة في المقابر، ح: ٤٣٢ من حديث مسدد، ومسلم، صلوة المسافرين، باب استحباب صلوة النافلة في بيته . . . الخ، ح: ٧٧٧ من حديث يحيى القطان به.
١٤٤٩ـ **تخريج**: [إسناده حسن] تقدم تخريجه، ح: ١٣٢٥.

ابنِ حُبْشِيٍّ الْخَثْعَمِيِّ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سُئِلَ: أَيُّ الأَعْمَالِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «طُولُ الْقِيَامِ»، قِيلَ: فَأَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ؟ قالَ: «جُهْدُ الْمُقِلِّ»، قِيلَ: فَأَيُّ الْهِجْرَةِ أَفْضَلُ؟ قال: «مَنْ هَجَرَ مَا حَرَّمَ الله عَلَيْهِ»، قِيلَ: فَأَيُّ الْجِهَادِ أَفْضَلُ؟ قال: «مَنْ جاهَدَ الْمُشْرِكِينَ بِمَالِهِ وَنَفْسِهِ»، قِيلَ: فَأَيُّ الْقَتْلِ أَشْرَفُ؟ قال: «مَنْ أُهْرِيقَ دَمُهُ وَعُقِرَ جَوَادُهُ».

صدقہ دے۔'' کہا گیا: کون سی ہجرت افضل ہے؟ فرمایا: ''جو شخص اللہ کے حرام کردہ امور کو چھوڑ دے۔'' کہا گیا: کون سا جہاد افضل ہے؟ فرمایا: ''جو شخص مشرکین سے اپنے مال اور اپنی جان کے ساتھ جہاد کرے۔'' پوچھا گیا: کون سا قتل شرف والا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''جس کا خون بہا دیا گیا اور اس کے گھوڑے کو بھی کاٹ دیا گیا۔''

فائدہ: اللہ اکبر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دین و ایمان کی سمجھ آ جانے کے بعد گویا دنیاوی خواہشات ان کے دلوں سے اتر ہی گئی تھیں۔ روٹی' کپڑے اور مکان کے بارے میں نہ ان حضرات نے پوچھا نہ آپ نے فرمایا۔ درحقیقت یہ چیزیں دنیا کے سفر میں راہ گزری کے لیے ہیں' مگر افسوس کہ اب لوگوں کے ذہنوں پر یہ مادی اشیاء بہت زیادہ غالب آ گئی ہیں۔ والی اللہ المشتکیٰ.



## (المعجم ١٣) - باب الْحَثِّ عَلَى قِيَامِ اللَّيْلِ (التحفة ٣٤٩)

## باب: ١٣- قیام اللیل کی ترغیب

١٤٥٠- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنا يَحْيَىٰ: حَدَّثَنا ابنُ عَجْلَانَ: حَدَّثَنا الْقَعْقَاعُ بنُ حَكِيمٍ عن أَبِي صَالِحٍ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ قَال: قَال رَسُولُ الله ﷺ: «رَحِمَ الله رَجُلًا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّى، وَأَيْقَظَ امْرَأَتَهُ فَصَلَّتْ، فَإِنْ أَبَتْ نَضَحَ في وَجْهِهَا المَاءَ. رَحِمَ الله امْرَأَةً قَامَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّتْ، وَأَيْقَظَتْ زَوْجَهَا، فَإِنْ أَبَى نَضَحَتْ في وَجْهِهِ المَاءَ».

١٤٥٠- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رحم کرے اللہ اس شخص پر جو رات کو اٹھ کر نماز پڑھتا اور اپنی بیوی کو جگاتا ہے اور وہ بھی نماز پڑھتی ہے۔ اگر انکار کرتی ہے' تو اس کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارتا ہے۔ اور رحم کرے اللہ تعالیٰ اس عورت پر جو رات کو اٹھتی اور نماز پڑھتی ہے اور اپنے شوہر کو بھی جگاتی ہے۔ اور اگر وہ انکار کرتا ہے' تو اس کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارتی ہے۔''

---

١٤٥٠ـ تخريج: [حسن] تقدم تخريجه، ح: ١٣٠٨.

فائدہ: یہ حدیث پیچھے بھی گزری ہے۔(۱۳۰۸)

**١٤٥١- حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ بَزِيعٍ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللهِ بْنُ مُوسَى عَن شَيْبَانَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَن عَلِيِّ بْنِ الأَقْمَرِ، عَنِ الأَغَرِّ أَبِي مُسْلِمٍ، عَن أَبِي سَعِيدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ قَالا: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنِ اسْتَيْقَظَ مِنَ اللَّيْلِ وَأَيْقَظَ امْرَأَتَهُ فَصَلَّيَا رَكْعَتَيْنِ جَمِيعًا، كُتِبَا مِنَ الذَّاكِرِينَ اللهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ».

۱۴۵۱-حضرت ابوسعید خدری اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص رات کو جاگے اور اپنی بیوی کو بھی جگائے‘ پھر وہ دونوں دو رکعتیں پڑھیں تو ان کا شمار ذاکرین وذاکرات میں ہوتا ہے جو اللہ کو بہت زیادہ یاد کرنے والے ہوتے ہیں۔“

فائدہ: یہ حدیث بھی پیچھے گزر چکی ہے۔(۱۳۰۹)

## (المعجم ١٤) - بَابٌ: فِي ثَوَابِ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ (التحفة ٣٥٠)

## باب:۱۴-قرآن پڑھنے کا ثواب

**١٤٥٢- حَدَّثَنَا** حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن عَلْقَمَةَ بنِ مَرْثَدٍ، عن سَعْدِ ابنِ عُبَيْدَةَ، عن أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن عُثْمَانَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قال: «خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ».

۱۴۵۲-حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو قرآن سیکھتا اور سکھاتا ہے۔“

فائدہ: تعلیم قرآن کریم کے ساتھ ساتھ حدیث نبوی بھی ضمناً اس شرف میں شامل ہے۔ کیونکہ یہ قرآن کی تفسیر اور اس کا نبوی بیان ہے اور بالتبع دیگر علوم شرعیہ بھی۔ اور یہ حدیث معلمین قرآن وسنت کے لیے فخر وانبساط کا باعث ہے۔ اہل دنیا خواہ انہیں کسی نظر سے دیکھیں۔

**١٤٥٣- حَدَّثَنَا** أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ

۱۴۵۳-حضرت سہل بن معاذ جُہَنی اپنے والد سے

---

١٤٥١ـ **تخريج**: [ضعيف] تقدم، ح: ١٣٠٩.

١٤٥٢ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، فضائل القرآن، باب: خيركم من تعلم القرآن وعلمه، ح: ٥٠٢٧ من حديث شعبة به.

١٤٥٣ـ **تخريج**: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٤٠ من حديث زبان بن فائد به، وصححه الحاكم، ح: ٥٦٧، ٥٦٨، ورده الذهبي بقوله: "زبان ليس بالقوي"، وزبان ضعيف كما تقدم، ح: ١٢٨٧.

السَّرْحِ: أَخْبَرَنَا ابنُ وَهْبٍ: أخبرَني يَحْيَى ابنُ أَيُّوبَ عن زَبَّانَ بنِ فَائِدٍ، عن سَهْلِ بنِ مُعَاذٍ الْجُهَنِيِّ، عن أبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ وَعَمِلَ بِمَا فِيهِ أُلْبِسَ وَالِدَاهُ تَاجًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، ضَوْؤُهُ أَحْسَنُ مِنْ ضَوْءِ الشَّمْسِ فِي بُيُوتِ الدُّنْيَا، لَوْ كَانَتْ فِيكُمْ، فَما ظَنُّكُمْ بِالَّذِي عَمِلَ بِهذَا».

روایت کرتے ہیں' ان کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے قرآن پڑھا اور جو اس میں ہے' اس نے اس پر عمل کیا' تو اس کے ماں باپ کو قیامت کے دن ایک تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی سورج کی روشنی سے بڑھ کر خوبصورت ہوگی' اگر وہ دنیا میں تمہارے گھروں میں ہوتا۔ (جب ماں باپ کا یہ درجہ ہے) تو تمہارا کیا خیال ہے خود اس پر عمل کرنے والے کا کیا مقام ہوگا۔''

١٤٥٤- **حَدَّثَنا** مُسْلِمُ بنُ إبراهِيمَ: حَدَّثَنا هِشَامٌ وَهَمَّامٌ عن قَتَادَةَ، عن زُرَارَةَ بنِ أَوْفَى، عن سَعْدِ بنِ هِشَامٍ، عن عَائِشَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَهُوَ مَاهِرٌ بِهِ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ، وَالَّذِي يَقْرَؤُهُ وَهُوَ يَشْتَدُّ عَلَيْهِ فَلَهُ أَجْرَانِ».

۱۴۵۴- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص قرآن پڑھتا ہے اور وہ اس میں ماہر ہے' وہ اعمال نامہ لکھنے والے معزز اور اطاعت گزار فرشتوں کے ساتھ ہوگا۔ اور جو شخص قرآن پڑھتا ہے' مگر اسے پڑھنے میں مشقت ہوتی ہے (اٹک اٹک کر پڑھتا ہے) تو اس کے لیے دو اجر ہیں۔''

**فائدہ:** ''دو اجر ہیں'' ایک قرآن پڑھنے کا اور دوسرا مشقت برداشت کرنے اور بددل نہ ہونے کا۔

١٤٥٥- **حَدَّثَنا** عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا أبُو مُعَاوِيَةَ عن الأَعْمَشِ، عن أبي صَالِحٍ، عن أَبي هُرَيْرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «مَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ الله يَتْلُونَ كِتَابَ الله وَيَتَدَارَسُونَهُ بَيْنَهُمْ إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِم السَّكِينَةُ، وَغَشِيَتْهُم الرَّحْمَةُ، وَحَفَّتْهُم المَلَائِكَةُ، وَذَكَرَهُمُ الله فِيمَنْ عِنْدَهُ».

۱۴۵۵- حضرت ابوہریرہ ؓ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''جو لوگ اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں جمع ہو کر کتاب اللہ کی تلاوت کرتے اور آپس میں اس کا درس و مذاکرہ کرتے ہیں تو ان پر سکینت نازل ہوتی ہے' رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہے' فرشتے انہیں اپنے گھیرے میں لے لیتے ہیں اور اللہ عزوجل ان کا ذکر ان میں کرتا ہے جو اس کے پاس ہوتے ہیں۔'' (ملائکہ مقربین میں۔)

---

**١٤٥٤ـ تخريج:** أخرجه البخاري، التفسير، سورة عبس، ح: ٤٩٣٧، ومسلم، صلُوة المسافرين، باب فضل الماهر بالقرآن والذي يتتعتع فيه، ح: ٧٩٨ من حديث قتادة به.

**١٤٥٥ـ تخريج:** أخرجه مسلم، الذكر والدعاء، باب فضل الاجتماع على تلاوة القرآن وعلى الذكر، ح: ٢٦٩٩ من حديث أبي معاوية الضرير به مطولاً.

فائدہ: تلاوت قرآن، درس وتدریس اور وعظ وتبلیغ مسجد میں ہو یا مدرسے میں یا کسی اور مقام پر اس فضل کی ہر جگہ امید ہے۔ ان شاء اللہ تعالی.

١٤٥٦- حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ دَاوُدَ المَهْرِيُّ: أخبرنا ابنُ وَهْبٍ: أخبَرَنَا مُوسَى ابنُ عُلَيِّ بنِ رَبَاحٍ عن أبِيهِ، عن عُقْبَةَ بنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ قال: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ الله ﷺ وَنَحْنُ في الصُّفَّةِ فَقَالَ: «أيُّكُمْ يُحِبُّ أنْ يَغْدُوَ إلَى بُطْحَانَ أو الْعَقِيقِ فَيأْخُذَ نَاقَتَيْنِ كُومَاوَيْنِ زَهْرَاوَيْنِ بِغَيْرِ إثْم بالله وَلَا قَطْعِ رَحِم؟» قالُوا: كُلُّنَا يَارسولَ الله! قالَ: «فَلأَنْ يَغْدُوَ أَحَدُكُم كلَّ يَوْم إلَى المَسْجِدِ فَيَتَعَلَّمَ آيَتَيْنِ مِنْ كِتابِ الله خَيْرٌ لَهُ مِنْ نَاقَتَيْنِ، وَإنْ ثَلَاثٌ فَثَلَاثٌ مِثلَ أَعْدَادِهِنَّ مِنَ الإبِلِ».

[قَالَ أَبُو عُبَيْدٍ: الكُومَاءُ النَّاقَةُ العَظِيمَةُ السَّنَامِ].

١٤٥٦- حضرت عقبہ بن عامر جہنی ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے جبکہ ہم صفہ میں تھے۔ آپ نے فرمایا: ”تم میں سے کون پسند کرتا ہے کہ بُطحان یا عقیق وادی میں جائے اور وہاں سے موٹی تازی خوبصورت اونچے کوہان والی دو اونٹنیاں لے آئے اور اس میں کسی گناہ یا قطع رحمی کا مرتکب بھی نہ ہو۔“ کہا: اے اللہ کے رسول! ہم سب یہ چاہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”تمہارا ہر روز مسجد جا کر کتاب اللہ سے دو آیتیں سیکھ لینا، دو اونٹنیوں کے حصول سے بہتر ہے، اگر تین آیتیں سیکھے تو تین اونٹنیوں سے بہتر ہے۔ اسی طرح مزید آیتوں کی تعداد کے مطابق اونٹنیوں سے بہتر ہے۔“

جناب ابوعبید نے ”كُومَاء“ کا ترجمہ بیان کیا کہ ”اونچے کوہان والی اونٹنی۔“

فوائد ومسائل: ① بُطحان اور عقیق مدینے کے قریب دو وادیوں کے نام ہیں۔ اور یہاں اونٹوں کی منڈیاں لگا کرتی تھیں۔ ② محبت دنیا، جب کہ وہ دین کے تابع ہو تو جائز ہے۔ ③ قطع رحمی ناجائز اور حرام ہے۔ ④ یہ حدیث تعلیم قرآن کی افضلیت پر دلالت کرتی ہے۔

## (المعجم ١٥) - باب فَاتِحَةِ الْكِتَابِ (التحفة ٣٥١)

## باب:١٥- سورۂ فاتحہ کی فضیلت

١٤٥٧- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ أبي شُعَيْبٍ

١٤٥٧- حضرت ابو ہریرہ ؓ نے بیان کیا کہ رسول

١٤٥٦ـ تخريج: أخرجه مسلم، صلوٰة المسافرين، باب فضل قراءة القرآن في الصلوٰة وتعلمه، ح:٨٠٣ من حديث موسى بن عُلَيّ به.

١٤٥٧ـ تخريج: أخرجه البخاري، التفسير، باب قوله: "ولقد أتيناك سبعًا من المثاني والقرآن العظيم"، ح:٤٧٠٤ من حديث محمد بن عبدالرحمٰن بن أبي ذئب به.

الْحَرَّانِيُّ: حَدَّثَنَا عِيسَى بنُ يُونُسَ: حَدَّثَنا ابنُ أَبي ذِئْبٍ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبي هُرَيْرَةَ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «الْحَمدُ لله رَبِّ الْعَالَمِينَ أُمُّ الْقُرْآنِ وَأُمُّ الْكِتَابِ وَالسَّبْعُ المَثَانِي».

اللہ ﷺ نے فرمایا: ''[اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْن] امّ القرآن ہے' امّ الکتاب اور السبع المثانی ہے۔''

فائدہ: [اُمّ] بمعنی اصل ہے۔ چونکہ یہ سورت مبارکہ مضامین قرآن کا خلاصہ ہے بالخصوص توحید (توحید الوہیت' ربوبیت' اسماء وصفات)' رسالت اور قیامت۔ اس لیے اسے امّ القرآن اور امّ الکتاب کا نام دیا گیا ہے۔ اور ''السّبع المثانی'' یعنی وہ سات آیات جو بار بار دہرائی جاتی ہیں۔ سورۃ الحجر' آیت: ۸۷ میں ہے: ﴿وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعاً مِّنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ﴾ ''بلاشبہ ہم نے آپ کو سات آیتیں دی ہیں جو بار بار دہرائی جاتی ہیں اور عظمت والا قرآن دیا ہے۔''

١٤٥٨- حَدَّثَنا عُبَيْدُ الله بنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنا خَالِدٌ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن خُبَيْبِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قال: سَمِعْتُ حَفْصَ بنَ عَاصِمٍ يُحَدِّثُ عن أبي سَعِيدِ بنِ المُعَلَّىٰ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ بِهِ وَهُوَ يُصَلِّي فَدَعَاهُ، قال: فَصَلَّيْتُ ثُمَّ أَتَيْتُهُ، قال: فَقَال: «مَا مَنَعَكَ أَنْ تُجِيبَنِي؟» قال: كُنْتُ أُصَلِّي، قال: «أَلَمْ يَقُلِ الله تَعَالَى: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ ٱسْتَجِيبُواْ لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ﴾ [الأنفال: ٢٤] لأُعَلِّمَنَّكَ أَعْظَمَ سُورَةٍ مِنْ - أو في - الْقُرْآنِ - شَكَّ خَالِدٌ - قَبْلَ أَنْ أَخْرُجَ مِنَ المَسْجِدِ»، قال: قُلْتُ: يَارَسُولَ الله! قَوْلَكَ، قال: «﴿ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ﴾ هِيَ السَّبْعُ

۱۴۵۸- حضرت ابوسعید بن معلیٰ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ان کے پاس سے گزرے جب کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ پس آپ نے ان کو بلایا۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنی نماز مکمل کی پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے پوچھا: ''تم کو مجھے جواب دینے سے کیا چیز مانع ہوئی'' (حاضر کیوں نہیں ہوئے؟) انہوں نے کہا: میں نماز پڑھ رہا تھا۔ آپ نے فرمایا: ''کیا اللہ نے یہ نہیں فرمایا: اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کو جواب دو جب وہ تمہیں بلائیں ایسی چیز کی طرف جو تمہیں زندگی دے۔'' (جو وہ حکم دیں اس پر فوراً عمل پیرا ہو جاؤ۔) (پھر فرمایا:) ''میں تمہیں مسجد سے جانے سے پہلے اعظم (افضل) سورت سکھاؤں گا۔'' خالد کو شک ہوا ہے کہ حدیث کے لفظ ''مِنَ الْقُرآن'' ہیں یا ''فِی الْقُرْآن'' (پھر کچھ دیر گزری تو) میں نے عرض کیا: اے



١٤٥٨ـ تخريج: أخرجه البخاري، التفسير، باب ماجاء في فاتحة الكتاب، ح: ٤٤٧٤ من حديث شعبة به.

الْمَثَانِي الَّتِي أُوتِيتُ وَالْقُرْآنُ الْعَظِيمُ».

اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا تھا...... آپ نے فرمایا......''(وہ سورت)﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ ہے۔ یہ السّبع المثانی ہے جو مجھے دی گئی ہے اور القرآن العظیم ہے۔''

**فوائد ومسائل:** ① رسول اللہ ﷺ کا مقام یہ ہے کہ آپ کی پکار کا فوراً جواب دینا فرض تھا۔ خواہ انسان نماز میں بھی ہو۔ اور اب یہ ہے کہ مومن کو چاہیے کہ کتاب وسنت کے احکام سن کر بلا حیل وحجت ان پر عمل کرے اور تر دد اور پس وپیش کی کیفیت سے باز رہے اور اسی میں حیات اور نجات ہے۔ ② ''اعظم'' کے معنی مقدار میں بڑا ہونا ہی نہیں ہیں بلکہ مقام ورتبہ کے لحاظ سے بھی بڑے کو''اعظم'' کہتے ہیں۔ اس سے زبان زد عوام روایت [فَإِذَا رَأَيْتُمُ اخْتِلَافًا فَعَلَيْكُمْ بِالسَّوَادِ الْأَعْظَمِ] (سنن ابن ماجه' الفتن' حديث:۳۹۵۰) کے معنی بھی متعین ہو جاتے ہیں۔ ''سواد اعظم کی اتباع کرو''یعنی وہ جماعت جو افضل ہو۔ یہ روایت اگرچہ سخت ضعیف ہے' لیکن اگر اسے کسی درجے میں تسلیم کر لیا جائے' تو اعظم کے معنی یہاں اکثر کے نہیں' افضل کے ہوں گے۔ اور افضلیت اتباع قرآن وسنت میں ہے نہ کہ بھیڑ جمع ہو جانے میں۔

## (المعجم ١٦) - بَابُ مَنْ قَالَ هِيَ مِنَ الطُّوَلِ (التحفة ٣٥٢)

## باب:۱۶- ان لوگوں کی دلیل جو کہتے ہیں کہ فاتحہ لمبی سورتوں میں سے ہے

**١٤٥٩- حَدَّثَنَا** عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عن الأَعْمَشِ، عن مُسْلِمٍ الْبَطِينِ، عن سَعِيد بنِ جُبَيْرٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: أُوتِيَ رَسُولُ الله ﷺ سَبْعًا مِنَ الْمَثَانِي الطُّوَلِ، وَأُوتِيَ مُوسَى سِتًّا، فَلَمَّا أَلْقَى الأَلْوَاحَ رُفِعَتْ ثِنْتَانِ وَبَقِيَ أَرْبَعٌ.

۱۴۵۹- حضرت ابن عباس ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کو سات آیتیں دی گئی ہیں جو بار بار دہرائی جاتی ہیں اور بڑی لمبی ہیں۔ اور موسیٰ علیہ السلام کو چھ دی گئی تھیں۔ جب انہوں نے تختیوں کو زمین پر ڈال دیا تو ان میں سے دو کو اٹھا لیا گیا اور چار باقی رہیں۔

**فائدہ:** بار بار دہرائی جانے والی سات آیتیں فاتحہ کی ہیں جو باعتبار الفاظ اگرچہ مختصر ہیں مگر باعتبار معانی بڑی لمبی ہیں۔

## (المعجم ١٧) - بَابُ مَا جَاءَ فِي آيَةِ الْكُرْسِيِّ (التحفة ٣٥٣)

## باب:۱۷- آیت الکرسی کی فضیلت

---

**١٤٥٩ـ تخريج:** [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الافتتاح، باب تأويل قول الله عز وجل: ﴿ولقد أتيناك سبعًا من المثاني والقرآن العظيم﴾ ح: ٩١٦ من حديث جرير بن عبدالحميد به.

١٤٦٠- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ المُثَنّٰى: حَدَّثَنا عَبْدُ الأَعْلَى: حَدَّثَنا سَعِيدُ بنُ إِيَاسٍ عن أبي السَّلِيلِ، عن عَبْدِ الله بنِ رَبَاحٍ الأَنْصَارِيِّ، عن أُبَيِّ بنِ كَعْبٍ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «أَبَا المُنْذِرِ أَيُّ آيةٍ مَعَكَ مِنْ كِتَابِ الله أَعْظَمُ؟» قال: قُلْتُ: الله وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قال: «أَبَا المُنْذِرِ أَيُّ آيةٍ مَعَكَ مِنْ كِتَابِ الله أَعْظَمُ؟» قال: قُلْتُ: الله لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ، قال: فَضَرَبَ في صَدْرِي وَقَال: «لِيَهْنِ لَكَ يَاأَبَا المُنْذِرِ! الْعِلْمُ».

۱۴۶۰-حضرت ابی بن کعب ؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا: ”اے ابو منذر! تمہیں کتاب اللہ میں سے سب سے عظیم آیت کون سی یاد ہے؟“ میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے (پھر) فرمایا: ”اے ابو منذر! تمہیں کتاب اللہ میں سے کون سی آیت یاد ہے جو سب سے اعظم ہو؟“ میں نے عرض کیا: ﴿اَللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَالْحَيُّ الْقَيُّوْمُ﴾ اس پر آپ ﷺ نے میرے سینے میں مارا اور فرمایا: ”اے ابو منذر! تمہیں علم مبارک ہو۔“



فوائد ومسائل: ① یہ حدیث آیۃ الکرسی کی فضیلت پر دلالت کرتی ہے۔ ② آیۃ الکرسی دیگر عام آیات کی نسبت سے لمبی ہونے کے ساتھ ساتھ معانی اور فضیلت وثواب کے لحاظ سے بہت بڑی ہے۔ کیونکہ یہ اللہ عزوجل کی صفات پر مشتمل ہے۔ ③ علم اللہ تعالیٰ کی خاص دین ہے جسے وہ عنایت فرما دے اور بالخصوص قرآن وسنت کا علم۔ ④ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص ہر فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھے اس کو موت کے علاوہ کوئی چیز جنت میں جانے سے مانع نہیں ہے۔“ (السنن الكبرىٰ للنسائي' عمل اليوم والليلة' حديث:۹۹۲۸) ⑤ یہ حدیث تعظیم رسول ﷺ پر بھی دلالت کرتی ہے۔ ⑥ اس سے قرآن مقدس کے بعض حصے کی بعض پر فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ ⑦ دینی مصلحت کی بنا پر کسی شخص کی منہ پر مدح سرائی جائز ہے جب کہ اس کے خود پسندی اور تکبر میں مبتلا ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔ واللہ اعلم.

## (المعجم ١٨) - بَابٌ: فِي سُورَةِ الصَّمَدِ (التحفة ٣٥٤)

## باب:۱۸-سورۂ اخلاص کی فضیلت

١٤٦١- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ،

۱۴۶۱-حضرت ابو سعید خدری ؓ سے منقول ہے

١٤٦٠_ تخريج: أخرجه مسلم، صلوٰة المسافرين، باب فضل سورة الكهف وآية الكرسي، ح: ٨١٠ من حديث عبدالأعلى بن عبدالأعلى به.

١٤٦١_ تخريج: أخرجه البخاري، فضائل القرآن، باب فضل "قل هو الله أحد" ح: ٥٠١٣ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٢٠٨، (والقعنبي، ص: ١٤٢، ١٤٣).

عن عَبْدِالرَّحْمٰنِ بنِ عَبْدِ الله بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن أبِيهِ، عن أبي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ رَجُلًا سَمِعَ رَجُلًا يَقْرَأُ قُلْ هُوَ الله أَحَدٌ يُرَدِّدُهَا، فَلَمَّا أَصْبَحَ جَاءَ إِلَىٰ رَسُولِ الله ﷺ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ، وكَأَنَّ الرَّجُلَ يَتَقَالُّهَا، فَقَال النَّبِيُّ ﷺ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ».

کہ ایک شخص نے دوسرے کو سنا کہ وہ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ بار بار پڑھ رہا تھا۔ صبح ہوئی تو وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس بات کا آپ سے ذکر کیا...... اور وہ گویا اس کو کم سمجھ رہا تھا۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، بے شک یہ تہائی قرآن کے برابر ہے۔“

## (المعجم ١٩) - بَابٌ: فِي الْمُعَوِّذَتَيْنِ (التحفة ٣٥٥)

## باب:١٩-مُعَوِّذتین کی فضیلت

١٤٦٢- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ عَمْرِو بنِ السَّرْحِ: أخبرنا ابنُ وَهْبٍ قال: أخبرَني مُعَاوِيَةُ عن الْعَلَاءِ بنِ الْحَارِثِ، عن الْقَاسِمِ مَوْلَىٰ مُعَاوِيَةَ، عن عُقْبَةَ بنِ عَامِرٍ قال: كُنْتُ أَقُودُ بِرَسُولِ الله ﷺ نَاقَتَهُ في السَّفَرِ فَقَالَ لِي: «يَاعُقْبَةُ! أَلَا أُعَلِّمُكَ خَيْرَ سُورَتَيْنِ قُرِئَتَا»، فَعَلَّمَنِي ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ وَ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ قال: فَلَمْ يَرَنِي سُرِرْتُ بِهِمَا جِدًّا. [قَالَ] فَلَمَّا نَزَلَ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ صَلَّى بِهِمَا صَلَاةَ الصُّبْحِ لِلنَّاسِ. فَلَمَّا فَرَغَ رَسُولُ الله ﷺ مِنَ الصَّلَاةِ الْتَفَتَ إِلَيَّ فَقَالَ: «يَاعُقْبَةُ! كَيْفَ رَأَيْتَ».

١٤٦٢- حضرت عقبہ بن عامر ؓ نے کہا کہ میں ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کی نکیل پکڑے چل رہا تھا کہ آپ نے مجھ سے فرمایا: ”اے عقبہ! کیا میں تمہیں دو بہترین پڑھی گئی سورتیں نہ سکھا دوں۔“ چنانچہ آپ نے مجھے ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ سکھائیں۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے محسوس کیا کہ میں ان پر کوئی بہت زیادہ خوش نہیں ہوا ہوں۔ کہا: پھر جب رسول اللہ ﷺ نماز فجر کے لیے اترے اور لوگوں کو نماز پڑھائی تو نماز میں یہی دو سورتیں تلاوت کیں۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ”اے عقبہ! کیسا پایا۔“ (ان سورتوں کو؟)

فوائد ومسائل: ① حضرت عقبہ ؓ شاید سمجھے کہ کوئی خاص لمبی سورتیں پڑھائی جائیں گی مگر یہ مختصر تھیں، اس لیے

---

١٤٦٢- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الاستعاذة، باب ماجاء في سورتي المعوذتين، ح: ٥٤٣٨ عن أحمد بن عمرو بن السرح به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٥٣٥.

ابتداءً کوئی زیادہ خوش نہیں ہوئے، تو نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے نماز فجر میں ان کی قراءت کر کے ان کی فضیلت واہمیت واضح فرما دی۔ نیز ثابت ہے کہ یہ سورتیں دافع سحر، باعث حفظ وامان اور جامع تعوذات ہیں۔ ④ اور بعض لوگ اب بھی ایسے ہیں کہ وہ لمبے لمبے پُر مشقت وظیفوں کے شائق رہتے ہیں۔ حالانکہ چاہیے کہ سنت صحیحہ سے ثابت شدہ سہل اور خفیف اذکار کو اپنا معمول بنایا جائے، اس میں محنت کم اور اجر وفضیلت زیادہ ہے۔

**١٤٦٣- حَدَّثَنا** عَبْدُ الله بنُ مُحمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ سَلَمَةَ عن مُحمَّدِ بنِ إسْحَاقَ، عن سَعِيدِ بنِ أَبِي سَعِيدٍ المَقْبُرِيِّ، عن أبِيهِ، عن عُقْبَةَ بنِ عَامِرٍ قال: بَيْنَا أَنا أَسِيرُ مَعَ رَسُولِ الله ﷺ بَيْنَ الْجُحْفَةِ وَالأَبْوَاءِ، إذ غَشِيَتْنَا رِيحٌ وَظُلْمَةٌ شَدِيدَةٌ، فَجَعَلَ رَسُولُ الله ﷺ يَتَعَوَّذُ بِـ ﴿أَعُوذُ بِرَبِّ ٱلْفَلَقِ﴾ وَ﴿أَعُوذُ بِرَبِّ ٱلنَّاسِ﴾ [وَهُو] يَقُولُ: «يَا عُقْبَةُ! تَعَوَّذْ بِهِمَا، فَمَا تَعَوَّذَ مُتَعَوِّذٌ بِمِثْلِهِمَا». قال: وَسَمِعْتُهُ يَؤُمُّنَا بِهِمَا في الصَّلَاةِ.

۱۴۶۳- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا، ہم جحفہ اور ابواء کے درمیان تھے کہ آندھی آئی اور سخت اندھیرا چھا گیا، تو رسول اللہ ﷺ ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ پڑھنے لگے اور فرمانے لگے ”اے عقبہ! ان کی تلاوت سے تعوذ کیا کرو۔ (اللہ سے پناہ مانگا کرو۔) کسی پناہ مانگنے والے نے ان سے بڑھ کر افضل کلمات سے پناہ نہیں مانگی۔“ عقبہ کہتے ہیں: میں نے سنا کہ آپ انہی سورتوں کے ساتھ نماز میں ہماری امامت فرماتے تھے۔

(المعجم ٢٠) - **بَابٌ: كَيْفَ يُسْتَحَبُّ التَّرْتِيلُ فِي الْقِرَاءَةِ** (التحفة ٣٥٦)

باب:۲۰- قراءت کی ترتیل کا استحباب

**١٤٦٤- حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَىٰ عن سُفْيَانَ: حَدَّثَني عَاصِمُ بنُ بَهْدَلَةَ، عن زِرٍّ، عن عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «يُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْآنِ

۱۴۶۴- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”صاحب قرآن سے کہا جائے گا کہ پڑھتا جا اور چڑھتا جا، اور اسی طرح ٹھہر ٹھہر کر پڑھ، جیسے کہ دنیا میں پڑھا کرتا تھا، جہاں آخری

**١٤٦٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف]** أخرجه البيهقي: ٢/ ٣٩٤، ٣٩٥ من حديث أبي داود به * ابن إسحاق عنعن، والحديث السابق: ١٤٦٢ يغني عنه.

**١٤٦٤ـ تخريج: [إسناده حسن]** أخرجه الترمذي، فضائل القرآن، باب [إن الذي ليس في جوفه من القرآن كالبيت الخرب ...]، ح: ٢٩١٤ من حديث سفيان الثوري به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان، ح: ١٧٩٠، والذهبي (تلخيص المستدرك: ١/ ٥٥٣)، وله شاهد عند ابن ماجه، ح: ٣٧٨٠.

اقْرَأْ وَارْتَقِ، وَرَتِّلْ كَمَا كُنْتَ تُرَتِّلُ فِي الدُّنْيَا، فإِنَّ مَنْزِلَكَ عِنْدَ آخِرِ آيةٍ تَقْرَؤُهَا».

آیت ختم کرے گا وہیں تیرا مقام ہوگا۔''

**فوائد و مسائل:** ① سورۂ مزمل میں حکم ہے کہ ﴿وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلاً﴾ یعنی قرآن کریم کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھو یعنی جلدی نہ کی جائے اور الفاظ و معانی سے حظ حاصل کیا جائے۔ ② اس حدیث میں مخلص با عمل حفاظ' قراء اور قرآن کی تلاوت کو اپنا معمول بنانے والوں کی فضیلت کا بیان ہے کہ عام مسلمانوں کے مقابلے میں یہ لوگ سب سے افضل ہوں گے جبکہ بعض علماء کا یہ قول بھی ہے کہ قرآن کے تقاضوں پر عمل بھی بمعنی ''قراءت ہی ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿كِتَابٌ اَنْزَلْنَاهُ اِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِيَدَّبَّرُوا آيَاتِهِ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ﴾ (صٓ:۲۹) ''یہ عظیم کتاب ہے جو ہم نے آپ کی طرف نازل کی ہے' بڑی بابرکت ہے تاکہ لوگ اس کی آیات میں غور و فکر کریں اور عقل والے نصیحت پکڑیں۔'' اور ایسا حفظ اور ایسی تلاوت جو اخلاص اور عمل سے خالی ہو اس پر مذکورہ درجات مرتب نہیں ہوں گے۔ العیاذ باللہ

١٤٦٥- **حَدَّثَنا** مُسْلِمُ بنُ إبراهِيمَ: حَدَّثَنا جَرِيرٌ عن قَتَادَةَ قال: سَأَلْتُ أَنَسًا عَنْ قِرَاءَةِ النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: كَانَ يَمُدُّ مَدًّا.

۱۴۶۵- قتادہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نبی ﷺ کی قراءت کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے کہا: آپ الفاظ کو مد کے ساتھ (کھینچ کر' لمبا کر کے) پڑھا کرتے تھے۔

**فائدہ:** یعنی جن الفاظ میں مَد ہے ان کو مَد سے اور جن میں لِین ہے ان کو لِین سے۔ مقصد یہ کہ معروف عربی لحن کے ساتھ پڑھتے تھے۔

١٤٦٦- **حَدَّثَنا** يَزِيدُ بنُ خَالِدِ بنِ مَوْهَبٍ الرَّمْلِيُّ: حَدَّثَنا اللَّيْثُ عن ابنِ أَبي مُلَيْكَةَ، عن يَعْلَى بنِ مَمْلَكٍ: أَنَّهُ سَأَلَ أُمَّ سَلَمَةَ عَنْ قِرَاءَةِ رَسُولِ الله ﷺ وَصَلَاتِهِ، فَقَالَتْ: وَمَا لَكُم وَصَلَاتَهُ، كَانَ يُصَلِّي وَيَنَام قَدْرَ مَا صَلَّى، ثُمَّ يُصَلِّي قَدْرَ مَا نَامَ،

۱۴۶۶- یعلی بن مملک سے روایت ہے کہ انہوں نے ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی قراءت اور آپ کی نماز کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے کہا: تمہارا ان کی نماز سے کیا مقابلہ؟ آپ نماز پڑھتے تھے پھر اسی قدر سو جاتے تھے جتنا کہ نماز پڑھی ہوتی تھی۔ پھر اٹھ کر نماز پڑھتے تھے جس قدر کہ سوئے ہوتے۔ پھر سو

١٤٦٥ـ **تخريج:** أخرجه البخاري، فضائل القرآن، باب مد القراءة، ح: ٥٠٤٥ عن مسلم بن إبراهيم به.

١٤٦٦ـ **تخريج:** [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، فضائل القرآن، باب ماجاء كيف كانت قراءة النبي ﷺ، ح: ٢٩٢٣ من حديث الليث بن سعد به، وقال: "حسن صحيح" * يعلى بن مملك، وثقه الترمذي وابن حبان، فحديثه لا ينزل عن درجة الحسن.

ثُمَّ يَنَامُ قَدْرَ ما صَلَّى حَتَّى يُصْبِحَ، وَنَعَتَتْ قِرَاءَتَهُ فإذَا هِيَ تَنْعَتُ قِرَاءَتَهُ حَرْفًا حَرْفًا.

جاتے جس قدر نماز پڑھی ہوتی' حتیٰ کہ صبح ہو جاتی۔ انہوں نے آپ علیہ السلام کی قراءت کا انداز بھی بتایا کہ ایک ایک حرف الگ الگ ہوتا تھا۔

١٤٦٧- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ: أخْبَرَنَا شُعْبَةُ عن مُعَاوِيَةَ بنِ قُرَّةَ، عن عَبْدِ الله بنِ مُغَفَّلٍ قال: رَأَيْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ، وَهُوَ عَلَىٰ نَاقَةٍ يَقْرَأُ بِسُورَةِ الْفَتْحِ، وَهُوَ يُرَجِّعُ.

۱۴۶۷- حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فتح مکہ کے دن دیکھا کہ آپ اپنی اونٹنی پر سوار سورۂ فتح پڑھ رہے تھے اور ترجیع سے پڑھ رہے تھے۔

فائدہ: صحیح حدیث میں ہے کہ جناب معاویہ بن قرہ نے حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کی قراءت پڑھ کر سنائی اور کہا کہ اگر لوگوں کے اکٹھے ہو جانے کا اندیشہ نہ ہوتا' تو میں تمہیں سیدنا ابن مغفل رضی اللہ عنہ کی قراءت سناتا جو انہوں نے مجھے نبی ﷺ سے سنائی تھی۔ شعبہ کہتے ہیں: میں نے پوچھا ان کی ترجیع کس طرح تھی؟ انہوں نے کہا: آ آ آ' تین بار۔'' (صحیح بخاری' التوحید' حدیث:۷۵۴۰) ترجیع سے مراد آواز کو حلق میں لوٹانا اور بلند کرنا ہے تا کہ لحن لذیذ بن جائے۔ معلوم ہوا ترجیع اور عمدہ لحن سے قرآن پڑھنا مستحب اور مطلوب ہے۔



١٤٦٨- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا جَرِيرٌ عن الأعْمَشِ، عن طَلْحَةَ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ عَوْسَجَةَ، عن الْبَرَاءِ ابنِ عَازِبٍ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «زَيِّنُوا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ».

۱۴۶۸- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی آوازوں سے قرآن کو زینت دو۔''

فائدہ: عمدہ آواز اور مشروع لحن سے قرآن پڑھنے میں لذت آتی ہے اور سننے میں دل لگتا ہے اور اس کے برعکس اگر آواز بھدی اور لحن غلط اور غیر مشروع ہو تو طبیعت میں گرانی محسوس ہوتی ہے۔ علامہ منذری اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں کہ اس میں مقلوب ترکیب (علم بیان کی ایک صفت کا نام ہے کہ جس کی عبارت الٹی سیدھی جس طرح بھی

---

١٤٦٧ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، التوحيد، باب ذكر النبي ﷺ وروايته عن ربه، ح: ٧٥٤٠، ومسلم، صلٰوة المسافرين، باب ذكر قراءة النبي ﷺ سورة الفتح يوم فتح مكة، ح: ٧٩٤ من حديث شعبة به.

١٤٦٨ـ **تخريج**: [صحيح] أخرجه النسائي، الافتتاح، باب تزيين القرآن بالصوت، ح: ١٠١٦ من حديث جرير ابن عبد الحميد به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٥٥١، وابن حبان، ح: ٦٦٠، ورواه ابن ماجه، ح: ١٣٤٢ من حديث طلحة به.

پڑھی جائے مفہوم وہی رہے۔) استعمال ہوئی ہے۔ اور اصل یہ ہے کہ ''اپنی آواز کو قرآن سے زینت دو۔'' یعنی اس کی قراءت کو اپنا معمول وشعار بنالو۔ اس مفہوم میں وہ ایک روایت بھی لائے ہیں۔ (تفصیل کیلئے دیکھیے: عون المعبود)

١٤٦٩ - حَدَّثَنا أَبُوالْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ وَقُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ وَيَزِيدُ بنُ خَالِدِ بنِ مَوْهَبٍ الرَّمْلِيُّ - بِمَعْنَاهُ - أَنَّ اللَّيْثَ حَدَّثَهُمْ: عن عَبْدِ الله بنِ أَبي مُلَيْكَةَ، عن عُبَيْدِالله بنِ أبي نَهِيكٍ، عن سَعْدِ بنِ أبي وَقَّاصٍ - وقال يَزِيدُ: عن ابنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عن سَعِيدِ بنِ أبي سَعِيدٍ، وقال قُتَيْبَةُ: هُوَ في كِتَابِي عن سَعِيدِ ابن أبي سَعِيدٍ - قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَتَغَنَّ بالْقُرْآنِ».

١٤٦٩- ابوالولید طیالسی کی سند سے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے...... اور یزید (راوی) کی سند میں حضرت سعید بن ابی سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور قتیبہ نے بھی یہی کہا کہ میری کتاب میں سعید بن ابی سعید ہے...... انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص قرآن کو خوش الحانی سے نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔''

169

**فوائد ومسائل:** ① یعنی قرآن کریم کو خوش الحانی سے پڑھنا' تاکیدی ارشاد ہے۔ لہٰذا بچوں کو اوائل عمری سے اس کی تربیت دی جانی چاہیے' مگر یہ درس ماہر اساتذہ سے لیا جائے۔ از خود مشق کرنے سے بہت سی غلطیاں ہوتی ہیں اور گانے کے انداز سے بہت مشابہت ہو جاتی ہے جو کہ ممنوع ہے۔ علاوہ ازیں تصنع بھی نہیں ہونا چاہیے' جو استاذ کے بغیر اپنے طور پر آواز کو خوب صورت بنانے سے بالعموم پیدا ہو جاتا ہے۔ ② اس حدیث کا ایک دوسرا مفہوم بھی ہے جسے علامہ خطابی رحمہ اللہ نے ذکر کیا کہ "لَمْ يَتَغَنَّ بمعنى لَمْ يَسْتَغْنِ" ہے۔ یعنی جو شخص قرآن پڑھ کر اس کا علم حاصل کر کے طلب دنیا اور دیگر لایعنی علوم بالخصوص لغو قسم کے شعر وسخن سے بے پروا نہ ہو جائے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ مقصد یہ ہے کہ قاری قرآن اور عالم دین کو چاہیے کہ اس شرف کے حاصل ہو جانے پر حُطام دنیا (دنیا کے مال ودولت) کو جمع کرنے اور لغو مشاغل سے بالاتر رہے۔

١٤٧٠ - حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ بنُ عُيَيْنَةَ عن عَمْرٍو، عن ابن أبي مُلَيْكَةَ، عنْ عُبَيْدِالله بنِ أبي نَهِيكٍ،

١٤٧٠- حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا...... اور مذکورہ بالا حدیث کے مثل بیان کیا۔

---

**١٤٦٩ـ تخريج:** [صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ١٧٥ من حديث الليث بن سعد، والحميدي، ح: ٧٦، ٧٧ من حديث ابن أبي مليكة به، وانظر الحديث الآتي.

**١٤٧٠ـ تخريج:** [صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ١٧٩، والحميدي، ح: ٧٦ عن سفيان بن عيينة به، وصححه الحاكم: ١/ ٥٦٩، ووافقه الذهبي، وللحديث طرق كثيرة جدًا، وهو من الأحاديث المتواترة.

عنْ سَعْدٍ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ مِثْلَهُ.

١٤٧١- حَدَّثَنا عَبْدُ الأَعْلَى بنُ حَمَّادٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْجَبَّارِ بنُ الوَرْدِ قال: سَمِعْتُ ابنَ أَبِي مُلَيْكَةَ يَقُولُ: قال عُبَيْدُالله بنُ أبي يَزِيدَ: مَرَّ بِنَا أَبُولُبَابَةَ فَاتَّبَعْنَاهُ حَتَّى دَخَلَ بَيْتَهُ، فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ فإِذَا رَجُلٌ رَثُّ الْبَيْتِ، رَثُّ الْهَيْئَةِ، فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ». قال: فَقُلْتُ لِابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ: يَاأَبَا مُحمَّدٍ! أَرَأَيْتَ إِذَا لَمْ يَكُنْ حَسَنَ الصَّوْتِ؟ قال: يُحَسِّنُهُ مَا اسْتَطَاعَ.

۱۴۷۱- عبیداللہ بن ابی یزید نے بیان کیا کہ حضرت ابولبابہ ؓ ہمارے پاس سے گزرے' ہم ان کے پیچھے ہو لیے' حتیٰ کہ وہ اپنے گھر میں داخل ہو گئے تو ہم بھی اندر گئے۔ ہم نے دیکھا کہ بڑا ہی پرانا گھر اور ان کی اپنی حالت بھی ازحد سادہ سی تھی۔ میں نے ان سے سنا' کہتے تھے: میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ فرماتے تھے: ''جو شخص قرآن کریم کو خوش الحانی سے نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔'' (راویٔ حدیث عبدالجبار نے) کہا: میں نے ابن ابی ملیکہ سے کہا: اگر وہ خوش آواز نہ ہو تو؟ انہوں نے کہا: جہاں تک ممکن ہو آواز کو عمدہ بنائے۔



فائدہ: جناب ابن ابی ملیکہ نے حدیث کے الفاظ کو ''خوش الحانی'' پر محمول کیا ہے جبکہ حضرت ابولبابہ ؓ کا ظاہر حال ذاتی اور گھر بار کا یہ تھا کہ انہوں نے اس طرف کوئی توجہ ہی نہیں رکھی تھی۔ غالباً انہوں نے الفاظ حدیث کے معنی ''استغنا'' مراد لے رکھے تھے۔ واللہ اعلم (بذل المجهود)

١٤٧٢- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ سُلَيْمانَ الأَنْبَارِيُّ قالَ: قالَ وَكِيعٌ وَابنُ عُيَيْنَةَ: يَعْنِي يَسْتَغْنِي [بِهِ].

۱۴۷۲- محمد بن سلیمان انباری بیان کرتے ہیں کہ حضرت وکیع اور ابن عیینہ ؒ مذکورہ حدیث کے معنی یہ لیتے تھے کہ اس سے مراد ''استغنا'' ہے۔

١٤٧٣- حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ بنُ دَاوُدَ المَهْرِيُّ: أَخْبَرَنَا ابنُ وَهْبٍ: حَدَّثَني عُمَرُ

۱۴۷۳- حضرت ابوہریرہ ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ عزوجل کسی چیز کو اس قدر کان

١٤٧١ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ٢/ ٥٤ من حديث أبي داود به، وله شواهد عند البخاري، ح: ٧٥٢٧ وغيره.

١٤٧٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] (انفرد به أبوداود).

١٤٧٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب استحباب تحسين الصوت بالقرآن، ح: ٧٩٢ من حديث ابن وهب، والبخاري، التوحيد، باب قول النبي ﷺ: "الماهر بالقرآن مع السفرة الكرام البررة ... الخ، ح: ٧٥٤٤ من حديث يزيد بن عبدالله بن الهاد به.

ابنُ مَالِكٍ وَحَيْوَةُ عن ابنِ الْهادِ، عن مُحمَّدِ بن إبراهِيمَ بنِ الْحَارِثِ، عن أبي سَلَمَةَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن أَبي هُرَيْرَةَ؛ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «مَا أَذِنَ الله لِشَيْءٍ مَا أَذِنَ لِنَبِيٍّ حَسَنِ الصَّوْتِ يَتَغَنَّىٰ بِالْقُرْآنِ يَجْهَرُ بِهِ».

لگا کرنہیں سنتا' جتنا کہ کسی خوش الحان نبی کے بلند آواز سے قرآن پڑھنے پر کان لگاتا ہے۔"

فائدہ: یہاں [يَتَغَنَّى بِالْقُرْآنِ] کے معنی [يَجْهَرُ بِه] یعنی بلند آواز سے پڑھنا لیے گئے ہیں۔

## (المعجم ٢١) - باب التَّشْدِيدِ فِيمَنْ حَفِظَ الْقُرْآنَ ثُمَّ نَسِيَهُ (التحفة ٣٥٧)

## باب:٢١-قرآن یاد کر کے بھلا دینے کی مذمت

١٤٧٤- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنا ابنُ إدْرِيسَ عن يَزِيدَ بنِ أبي زِيَادٍ، عن عِيسَى بنِ فَائِدٍ، عن سَعْدِ بنِ عُبَادَةَ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «مَا مِن امْرِىءٍ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ ثُمَّ يَنْسَاهُ إلَّا لَقِيَ الله يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَجْذَمَ».

١٤٧٤-حضرت سعد بن عبادہ ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص قرآن پڑھ کر بھلا دے' وہ قیامت کے روز اللہ سے اس حالت میں ملے گا کہ وہ جذام زدہ ہوگا۔"



ملحوظہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ یزید بن ابی زیاد نا قابل حجت ہے۔ بہر حال یہ بہت بڑا عیب ہے کہ انسان قرآن پڑھ کر یا حفظ کر کے یا ترجمہ پڑھ کر بھلا دے۔ ظاہر ہے کہ یہ اسی وقت ہوتا ہے جب انسان غفلت شعار ہو' ورنہ اگر حافظہ ہی ساتھ چھوڑ جائے تو وہ اور بات ہے۔ وہ ان شاء اللہ معاف ہے۔

## (المعجم ٢٢) - بَابٌ: أُنْزِلَ الْقُرْآنُ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ (التحفة ٣٥٨)

## باب:٢٢-قرآن مجید سات حروف پر اتارا گیا ہے

١٤٧٥- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ،

١٤٧٥-عبدالرحمٰن بن عبدالقاری کہتے ہیں کہ میں

١٤٧٤_ تخريج: [إسناده ضعيف] * يزيد بن أبي زياد ضعيف، تقدم: ٧٤٩، وعيسى بن فائد مجهول (تقريب)، ولم يسمعه من سعد، بينهما رجل مجهول كما رواه أحمد: ٤/ ٢٨٥، والدارمي: ٣٣٤٣.

١٤٧٥_ تخريج: أخرجه البخاري، الخصومات، باب كلام الخصوم بعضهم في بعض، ح: ٢٤١٩، ومسلم، صلوة المسافرين، باب بيان أن القرآن أنزل على سبعة أحرف وبيان معناها، ح: ٨١٨ من حديث مالك، به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٢٠١، (والقعنبي، ص: ١٣، ١٣٥).

عن ابنِ شِهَابٍ، عن عُرْوَةَ بنِ الزُّبَيْرِ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ عَبْدِ الْقَارِيِّ قال: سَمِعْتُ عُمَرَ بنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ: سَمِعْتُ هِشَامَ بنَ حَكِيمِ بنِ حِزَامٍ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ عَلَى غَيْرِ ما أَقْرَأُهَا، وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَقْرَأَنِيهَا، فَكِدْتُ أَنْ أَعْجَلَ عَلَيْهِ، ثُمَّ أَمْهَلْتُهُ حَتَّى انْصَرَفَ، ثُمَّ لَبَّبْتُهُ بِرِدَائِي فَجِئْتُ بِهِ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنِّي سَمِعْتُ هَذَا يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ عَلَى غَيْرِ ما أَقْرَأْتَنِيهَا، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اقْرَأْ» فَقَرَأَ الْقِرَاءَةَ الَّتِي سَمِعْتُهُ يَقْرَأُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «هٰكَذَا أُنْزِلَتْ». ثُمَّ قال لِي: «اقْرَأْ»، فَقَرَأْتُ، فَقَالَ: «هٰكَذَا أُنْزِلَتْ». ثُمَّ قالَ: «إِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَاقْرَؤُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ».

نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو سنا' وہ بیان کرتے تھے کہ میں نے ہشام بن حکیم بن حزام کو سورۂ فرقان پڑھتے سنا' مگر اس کی قراءت اس کے خلاف تھی جو میں پڑھتا تھا اور رسول اللہ ﷺ ہی نے مجھے یہ سورت پڑھائی تھی۔ قریب تھا کہ میں اس پر جلدی کرتا (اور جھپٹ پڑتا) مگر میں نے اس کو مہلت دی حتیٰ کہ وہ فارغ ہوا' پھر میں نے اس کی گردن اپنی چادر سے پکڑ لی اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے آیا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے اس کو سورۂ فرقان پڑھتے سنا ہے اور یہ اس کے خلاف پڑھتا ہے جو آپ نے مجھے پڑھائی ہے' تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''پڑھو۔'' چنانچہ اس نے اسی قراءت میں پڑھی جو میں نے اس سے سنی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسی طرح اتاری گئی ہے۔'' پھر مجھے فرمایا: ''پڑھو۔'' چنانچہ میں نے بھی پڑھی' تو آپ نے فرمایا: ''ایسے ہی اتاری گئی ہے۔'' پھر فرمایا: ''بلاشبہ یہ قرآن سات حروف پر نازل کیا گیا ہے' تو اس سے جو آسان لگے پڑھو۔''



**فوائد ومسائل:** ① حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ ہیجان اس غیرت کی بنا پر تھا جو ان کے علم کے مطابق خلاف سنت نبوی قراءت سن کر پیدا ہوئی تھی۔ ② [سَبْعَةِ اَحْرُفٍ] ''سات حروف'' کی مختلف تاویلات ہیں اور اس سلسلے میں علامہ سیوطی نے ''الإتقان'' میں تیس اقوال ذکر کیے ہیں۔ ان اقوال میں سے قریب تر قول اور علامہ شمس الحق ڈیانوی رحمہ اللہ صاحب عون المعبود کی ترجیح کے مطابق یہ ہے کہ اس سے وہ لغات اور اسالیب نطق مراد ہیں جو اہم سات قبائل عرب میں مروج تھے۔ ان لوگوں کے لیے اس دور میں کسی دوسرے قبیلے کی لغت اور اسلوب کو قبول کر لینا بعض اسباب کی وجہ سے از حد مشکل تھا۔ وہ قبائل یہ ہیں: حجاز' ہذیل' ہوازن' یمن' طے' ثقیف اور بنی تمیم۔ اوائل خلافت عثمان رضی اللہ عنہ تک ان قراءتوں اور حروف میں قرآن پڑھا جاتا رہا' مگر جب مملکت اسلامیہ کی حدود از حد وسیع ہو گئیں اور عجم کی کثیر تعداد اسلام میں داخل ہو گئی' اور مختلف قراءتوں سے ان کے آپس میں الجھنے کے واقعات میں کثرت آ گئی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اہل علم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور دیگر اصحاب حل وعقد کے مشورے سے ایک قراءت (قراءت قریش) پر مصاحف

لکھوا کر مملکت میں پھیلا دیے تا کہ امت' قرآن میں اختلاف وافتراق سے محفوظ رہے' بلاشبہ ان کا یہ احسان قیامت تک بھلایا نہیں جاسکتا۔ رضي الله تعالیٰ عنه وأرضاه۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: علوم القرآن)

١٤٧٦- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فَارِسٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا مَعْمَرٌ قال: قال الزُّهْرِيُّ: إِنَّمَا هَذِهِ الأَحْرُفُ في الأَمْرِ الْوَاحِدِ لَيْسَ يَخْتَلِفُ في حَلَالٍ وَلَا حَرَامٍ.

۱۴۷۶- زہری ؒ نے کہا کہ یہ (سات مختلف) حروف ایک ہی معنی ومفہوم کے حامل ہوتے ہیں۔ ان سے حلال وحرام میں کوئی اختلاف نہیں ہوتا۔

١٤٧٧- حَدَّثَنا أَبُوالْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ: حَدَّثَنَا هَمَّامُ بنُ يَحْيَىٰ عن قَتَادَةَ، عن يَحْيَى بنِ يَعْمُرَ، عن سُلَيْمَانَ بنِ صُرَدٍ الْخُزَاعِيِّ، عن أُبَيِّ بنِ كَعْبٍ قال: قال النَّبِيُّ ﷺ: «يَاأُبَيُّ! إِنِّي أُقْرِئْتُ الْقُرْآنَ، فَقِيلَ لِي: عَلَىٰ حَرْفٍ أَوْ حَرْفَيْنِ، فَقَالَ الْمَلَكُ الَّذِي مَعِي: قُلْ: عَلَى حَرْفَيْنِ، قُلْتُ: عَلَى حَرْفَيْنِ فَقِيلَ لِي: عَلَى حَرْفَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةٍ، فَقَالَ الْمَلَكُ الَّذِي مَعِي: قُلْ عَلَى ثَلَاثَةٍ، قُلْتُ: عَلَى ثَلاثَةٍ، حَتَّى بَلَغَ سَبْعَةَ أَحْرُفٍ، ثُمَّ قال: لَيْسَ مِنْهَا إِلَّا شَافٍ كَافٍ إِنْ قُلْتَ سَمِيعًا عَلِيمًا عَزِيزًا حَكِيمًا مَا لَمْ تَخْتِمْ آيَةَ عَذَابٍ بِرَحْمَةٍ، أَوْ آيَةَ رَحْمَةٍ بِعَذَابٍ».

۱۴۷۷- حضرت ابی بن کعب ؓ نے کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اے ابی! مجھے قرآن پڑھایا گیا تو کہا گیا: ایک حرف پر (پڑھنا پسند کرتے ہو) یا دو حرفوں پر؟ تو وہ فرشتہ جو میرے ساتھ تھا' اس نے کہا کہو: دو حرفوں پر۔ تو میں نے کہا: دو حرفوں پر۔ پھر مجھے کہا گیا: دو حرفوں پر یا تین حرفوں پر؟ وہ فرشتہ جو میرے ساتھ تھا' اس نے کہا کہ کہو' تین پر۔ میں نے کہا: تین حرفوں پر' حتیٰ کہ بات سات حرفوں تک پہنچی۔ پھر کہا: ان میں سے ہر ایک حرف شافی کافی ہے۔ اگر آپ سَمِیْعًا عَلِیْمًا کی بجائے عَزِیْزًا حَکِیْمًا کہہ دیں تو صحیح ہے' مگر کسی آیت عذاب کو رحمت کے ساتھ یا کسی آیت رحمت کو عذاب کے ساتھ نہ بدلیں۔''



---

١٤٧٦ـ تخريج: [إسناده صحيح] وهو في الجامع لمعمر بن راشد، ص: ٢١٩، ومصنف عبدالرزاق، ح: ٢٠٣٧٠.

١٤٧٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٥/ ١٢٤ من حديث همام به * قتادة مدلس، تقدم، ح: ٢٩، وعنعن، ولبعض الحديث شاهد صحيح دون قوله: "سميعًا عليمًا عزيزًا حكيمًا".

فائدہ: یہ روایت شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک صحیح ہے۔ تاہم اواخر آیات میں صفات الٰہیہ میں تغییر کی رخصت صرف رسول اللہ ﷺ ہی کو حاصل تھی۔ امت میں سے کسی کو یہ حق حاصل نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے ثابت شدہ متواتر قراءت کا التزام واجب ہے۔

١٤٧٨- **حَدَّثَنا** ابنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن الْحَكَمِ، عن مُجَاهِدٍ، عن ابنِ أبي لَيْلَى، عنْ أُبَيِّ بنِ كَعْبٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ عِنْدَ أَضَاةِ بَنِي غِفَارٍ فَأَتَاهُ جِبْرَئِيلُ فَقالَ: إنَّ الله يَأْمُرُكَ أَنْ تُقْرِىءَ أُمَّتَكَ عَلَى حَرْفٍ. قَالَ: «أَسْأَلُ الله مُعَافَاتَهُ وَمَغْفِرَتَهُ إنَّ أُمَّتِي لَا تُطِيقُ ذلِكَ»، ثُمَّ أَتَاهُ ثَانِيَة فَذَكَرَ نَحْوَ هَذَا حَتَّى بَلَغَ سَبْعَةَ أَحْرُفٍ، قالَ: إنَّ الله يَأْمُرُكَ أَنْ تُقْرِىءَ أُمَّتَكَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَأَيُّمَا حَرْفٍ قَرَؤُوا عَلَيْهِ فَقَدْ أَصَابُوا.

١٤٧٨- حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ قبیلہ بنی غفار کے تالاب کے پاس تھے کہ آپ پر جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ آپ کو یہ حکم دیتا ہے کہ اپنی امت کو ایک حرف پر قرآن پڑھائیں۔ آپ ﷺ نے کہا: ’’میں اللہ عزوجل سے عفو و مغفرت کا سائل ہوں‘ کیونکہ میری امت اس کی طاقت نہیں رکھتی۔‘‘ پھر جبریل علیہ السلام دوسری بار آئے اور پہلے کی مانند ذکر کیا‘ حتیٰ کہ سات حرفوں تک پہنچے۔ فرمایا: اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ اپنی امت کو (کلام اللہ) سات حرفوں پر پڑھائیں‘ جس حرف پر بھی وہ پڑھیں گے‘ صحیح ہوگا۔

## (المعجم ٢٣) - باب الدُّعَاءِ (التحفة ٣٥٩)

## باب: ٢٣- (آدابِ) دعا

١٤٧٩- **حَدَّثَنا** حَفْصُ بنُ عُمَرَ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عنْ مَنْصُورٍ، عنْ ذَرٍّ، عن يُسَيْعٍ الْحَضْرَمِيِّ، عنِ النُّعْمَانِ بنِ بَشِيرٍ عنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «الدُّعَاءُ هيَ الْعِبَادَةُ ﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾» [غافر: ٦٠].

١٤٧٩- حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ’’دعا عبادت ہی ہے۔ تمہارے رب نے فرمایا ہے: مجھے پکارو‘ میں قبول کروں گا۔‘‘

١٤٧٨- **تخريج**: أخرجه مسلم، صلٰوة المسافرين، باب بيان أن القرآن أنزل على سبعة أحرف وبيان معناها، ح: ٨٢١ عن ابن المثنٰى به.

١٤٧٩- **تخريج**: **[إسناده صحيح]** أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، باب: ومن سورة البقرة، ح: ٢٩٦٩، وابن ماجه، ح: ٣٨٢٨ من حديث ذر بن عبدالله الهمداني به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان، ◀◀

فائدہ: جب دعا عبادت ہے تو غیر اللہ سے دعا کرنا شرک ہوا۔ لہٰذا زبان زد عام کلمات یارسول اللہ، یا علی، یا حسین، یا غوث وغیرہ قسم کے انداز سے دعائیں کرنا، نعرے لگانا یا ان کے طغرے لکھنا اور لٹکانا صریح شرک ہے اور ان سے بچنا فرض ہے اور علمائے حق پر واجب ہے کہ عوام کو مسئلہ توحید کی اہمیت اور نزاکت سے آگاہ کرتے رہا کریں۔

١٤٨٠- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عنْ شُعْبَةَ، عنْ زِيَادِ بنِ مِخْرَاقٍ، عنْ أَبِي نَعَامَةَ، عن ابنٍ لِسَعْدٍ قالَ: سَمِعَنِي أَبِي وَأَنا أَقُولُ: اللَّهُمَّ! إِنِّي أَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ، وَنَعِيمَهَا وَبَهْجَتَهَا، وَكَذَا وَكَذَا، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ النَّارِ وَسَلَاسِلِهَا، وَأَغْلَالِهَا وَكَذَا وَكَذَا، فَقالَ: يَابُنَيَّ! إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «سَيَكُونُ قَوْمٌ يَعْتَدُونَ فِي الدُّعَاءِ»، فَإِيَّاكَ أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ، إِنَّكَ إِنْ أُعْطِيتَ الْجَنَّةَ أُعْطِيتَهَا وَما فِيهَا مِنَ الْخَيْرِ، وَإِنْ أُعِذْتَ مِنَ النَّارِ أُعِذْتَ مِنْهَا وَما فِيهَا منَ الشَّرِّ.

۱۴۸۰- حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے ایک صاحبزادے کہتے ہیں، میرے والد نے مجھے سنا کہ میں اس طرح سے دعا کر رہا تھا: اے اللہ! میں تجھ سے جنت کا سوال کرتا ہوں اور اس کی نعمتوں کا اور رونقوں کا اور یہ اور یہ۔ اور جہنم سے پناہ مانگتا ہوں اور اس کی زنجیروں اور طوقوں سے اور اس کی ایسی ایسی بلاؤں سے۔ تو انہوں نے کہا: بیٹے! میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، آپ فرماتے تھے: ''عنقریب کچھ لوگ ہوں گے جو دعا میں مبالغہ کریں گے۔'' تو خیال رکھو کہیں ان میں سے نہ بن جانا۔ اگر تجھے جنت مل گئی تو اس کی تمام خیرات تمہیں مل جائیں گی۔ اور اگر جہنم سے بچ گئے تو اس کی تمام آفتوں سے بھی بچ جاؤ گے۔

فائدہ: یہ روایت شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک صحیح ہے۔ ہمارے فاضل محقق کے نزدیک بھی اس کا پہلا حصہ [سَيَكُونُ قَوْمٌ يَعْتَدُونَ فِي الدُّعَاءِ] صحیح ہے، کیونکہ اتنا حصہ دوسرے طریق سے ثابت ہے، دیکھیے حدیث:٩٦-

١٤٨١- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بنُ يَزِيدَ: حَدَّثَنَا حَيْوَةُ:

۱۴۸۱- صحابیٔ رسول ﷺ حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو نماز

◀◀ ح: ٢٣٩٦، والحاكم: ١/ ٤٩٠، ٤٩١، ووافقه الذهبي.

١٤٨٠ـ **تخريج:** [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ١٨٣، ح: ١٥٨٤ من حديث شعبة به * أبونعامة قيس بن عباية سمعه من مولى لسعد، وهو مجهول عن ابن لسعد به، وانظر، ح: ٩٦، فهو شاهد لشطره الأول: "سيكون قوم يعتدون في الدعاء"، وهو صحيح.

١٤٨١ـ **تخريج:** [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب [في إيجاب الدعاء بتقديم الحمد والثناء والصلوٰة على النبي ﷺ قبله . . .]، ح: ٣٤٧٧ من حديث عبدالله بن يزيد المقرىء به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح: ٧٠٩، ٧١٠، وابن حبان، ح: ٥١٠، والحاكم: ١/ ٢٣٠، ٢٦٨، والذهبي.

أخبرَني أَبُو هَانِىءٍ حُمَيْدُ بنُ هَانِىءٍ: أَنَّ أَبَا عَلِيٍّ عَمْرَو بنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ فَضَالَةَ بنَ عُبَيْدٍ صَاحِبَ رَسُولِ الله ﷺ يَقُولُ: سَمِعَ رَسُولُ الله ﷺ رَجُلًا يَدْعُو في صَلَاتِهِ، لَمْ يُمَجِّدِ الله وَلَمْ يُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «عَجِلَ هَذَا»، ثُمَّ دَعَاهُ فَقَالَ لَهُ - أَوْ لِغَيْرِهِ -: «إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِتَمْجِيدِ رَبِّهِ وَالثَّنَاءِ عَلَيْهِ، ثُمَّ يُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، ثُمَّ يَدْعُو بَعْدُ بِمَا شَاءَ».

میں دعا کرتے ہوئے سنا کہ اس نے اللہ کی حمد وثنا نہ کی تھی اور نہ نبی ﷺ کے لیے درود پڑھا تھا' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس نے جلدی کی۔'' پھر اس کو بلایا اور اسے یا کسی دوسرے سے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو پہلے اپنے رب کی حمد وثنا بیان کرے' پھر نبی ﷺ کے لیے درود پڑھے' اس کے بعد جو چاہے دعا کرے۔''

فائدہ: نماز میں تشہد کی ترتیب بھی یہی ہے اور نماز کے علاوہ دعاؤں کا ادب بھی یہی ہے۔



١٤٨٢- حَدَّثَنا هَارُونُ بنُ عَبْدِ الله: حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ هَارُونَ عن الأَسْوَدِ بنِ شَيْبَانَ، عن أبي نَوْفَلٍ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَسْتَحِبُّ الْجَوَامِعَ مِنَ الدُّعَاءِ وَيَدَعُ مَا سِوَى ذَلِك.

۱۴۸۲- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ جامع دعائیں پسند فرمایا کرتے تھے اور اس کے علاوہ کو چھوڑ دیتے تھے۔

فائدہ: یعنی ایسی دعائیں جو دنیا وآخرت کی بھلائیوں کی جامع ہوں' نیز ان کے الفاظ کم اور معانی وسیع ہوں جیسے کہ معروف دعا ہے: ﴿رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾

١٤٨٣- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن أَبِي الزِّنَادِ، عن الأَعْرَجِ، عن أَبي هُرَيْرَةَ؛ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «لَا يَقُولَنَّ

۱۴۸۳- حضرت ابوہریرہ ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی ایسے دعا مت کرے کہ یا اللہ! مجھے بخش دے اگر چاہے تو۔ یا اللہ

١٤٨٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ١٤٨، ١٨٨ من حديث الأسود بن شيبان به، وصححه ابن حبان، ح: ٢٤١٢، والحاكم: ١/ ٥٣٩، ووافقه الذهبي.

١٤٨٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، الدعوات، باب: ليعزم المسألة فإنه لا مكره له، ح: ٦٣٣٩ عن القعنبي به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٢١٣، (ابن القاسم) ح: ٣٣٦، وأبومصعب الزهري، ح: ٦١٧.

أَحَدُكُمْ: اللَّهُمَّ! اغْفِرْ لِي إِنْ شِئْتَ، اللَّهُمَّ! ارْحَمْنِي إِنْ شِئْتَ، لِيَعْزِمِ المَسْأَلَةَ، فإِنَّهُ لَا مُكْرِهَ لَهُ».

مجھ پر رحم فرما اگر چاہے تو۔ جو مانگنا ہے عزیمت اور پختگی سے مانگو۔ اللہ کو کوئی مجبور نہیں کر سکتا۔“

فائدہ: اس انداز سے دعا میں گویا داعی خود راغب نہیں ہوتا اور اسے ضرورت نہیں ہے۔ ہونا یہ چاہیے کہ پختگی اور عزیمت سے مانگا جائے: ”اے اللہ! مجھے یہ چیز عنایت فرما۔“ کیونکہ اللہ جب دینا چاہے تو کوئی اس کو روک نہیں سکتا۔

١٤٨٤- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن أبي عُبَيْدٍ، عن أَبي هُرَيْرَةَ؛ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قَالَ: «يُسْتَجَابُ لِأَحَدِكُم مَا لَمْ يَعْجَلْ فَيَقُولُ: قَدْ دَعَوْتُ فَلَمْ يُسْتَجَبْ لِي».

۱۴۸۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے ایک کی دعا قبول ہوتی رہتی ہے جب تک کہ وہ جلدی نہ کرے۔ یعنی یوں کہے کہ میں نے دعا کی مگر قبول نہیں ہوئی۔“

توضیح: یعنی تاخیر سے بے چین ہو جائے یا ویسے ہی مایوسی کا اظہار کرنے لگے اور یہ دونوں ہی صورتیں مذموم ہیں۔ خیال رہے کہ قبولیت کے لیے ایک وقت مقرر ہے لہٰذا بندے کو ہمیشہ مانگتے رہنا چاہیے‘ بے چین نہیں ہونا چاہیے۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام کی فرعون کے لیے بددعا چالیس سال بعد قبول ہوئی تھی۔ اور مایوسی (قنوط ویاس) کافروں کی صفت ہے۔ نیز قبولیت دعا کی کئی صورتیں ہوتی ہیں: ① عین مطلوب کا بروقت مل جانا۔ ② تاخیر سے ملنا‘ جس میں کوئی نہ کوئی حکمت پوشیدہ ہوتی ہے۔ ③ بعض اوقات عین مطلوب تو نہیں دیا جاتا مگر اس کے بدلے کوئی اور شر دور کر دیا جاتا ہے یا فائدہ پہنچا دیا جاتا ہے۔ ④ یا اس کی دعا کو آخرت کے لیے ذخیرہ کر لیا جاتا ہے جب کہ انسان از حد محتاج ہوگا۔ (عون المعبود) کبھی ایسے بھی ہوتا ہے کہ ایک نافرمان اور عاصی قسم کا آدمی دعا کرتا ہے تو اس کا مطلوب اسے بڑی جلدی مل جاتا ہے‘ مگر صالح انسان مانگتا رہتا ہے اور اسے نہیں دیا جاتا۔ اس کی حقیقی حکمت تو اللہ ہی جانے‘ مگر بقول بعض بزرگوں کے چونکہ دست دعا بلند کرنا اور ”اے اللہ! اے اللہ!“ پکارنا بذاتہ عبادت اور محبوب عمل ہے اور اللہ عزوجل کو اچھا لگتا ہے کہ یہ بندہ اس کی چوکھٹ پر بیٹھا رہے‘ اس لیے اس کا مطلوب اس کو نہیں دیا جاتا بلکہ اس کے درجات بلند کیے جاتے اور بعض دوسری نعمتیں دی جاتی ہیں۔ جبکہ دوسرا عاصی انسان اللہ کا مبغوض ہوتا ہے اور اللہ کو اس کی اپنے دربار میں حاضری پسند نہیں ہوتی‘ تو جونہی وہ کوئی طلب پیش کرتا ہے‘ تو اللہ کی مشیت ہوتی ہے تو فوراً اسے دے دی جاتی ہے‘ نتیجتاً وہ اپنا مطلوب پا کر پھر سے اللہ سے غافل ہو جاتا ہے۔ اس طرح وہ



**١٤٨٤ـ تخريج**: أخرجه البخاري، الدعوات، باب يستجاب للعبد ما لم يعجل، ح: ٦٣٤٠، ومسلم، الذكر والدعاء، باب بيان أنه يستجاب للداعي مالم يعجل . . . الخ، ح: ٢٧٣٥ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٢١٣، (أبومصعب، ح: ٦١٨، وابن القاسم، ص: ١٢٩).

تقرب الی اللہ اور اجروثواب سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب ...... ونسأل اللّٰه العافية۔

١٤٨٥- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ: حَدَّثَنا عَبْدُ المَلِكِ بنُ مُحمَّدِ بنِ أَيْمَنَ عن عَبْدِ الله بنِ يَعْقُوبَ بنِ إسْحَاقَ، عن مَنْ حَدَّثَهُ، عن مُحمَّدِ بنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ: حدَّثَني عَبْدُ الله بنُ عَبَّاسٍ؛ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «لَا تَسْتُرُوا الْجُدُرَ، مَنْ نَظَرَ في كِتَابِ أَخِيهِ، بِغَيْرِ إِذْنِهِ فَإِنَّمَا يَنْظُرُ فِي النَّارِ، سَلُوا الله بِبُطُونِ أَكُفِّكُمْ، وَلَا تَسْأَلُوهُ بِظُهُورِهَا، فإِذَا فَرَغْتُمْ فَامْسَحُوا بِهَا وُجُوهَكُمْ».

۱۴۸۵- محمد بن کعب قرظی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دیواروں کو (کپڑوں وغیرہ سے) مت ڈھانپو۔ جس شخص نے اپنے بھائی کی کتاب (یا تحریر) میں اس کی اجازت کے بغیر دیکھا وہ آگ میں دیکھتا ہے۔ اللہ سے مانگو تو ہتھیلیاں پھیلا کر مانگو' ہاتھوں کی پشت سے مت مانگو اور جب تم دعا سے فارغ ہو تو انہیں اپنے چہروں پر پھیر لیا کرو۔“

قالَ أَبُو دَاوُدَ: رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عن مُحمَّدِ بنِ كَعْبٍ، كُلُّهَا وَاهِيَةٌ، وَهَذَا الطَّرِيقُ أَمْثَلُهَا وَهُوَ ضَعِيفٌ أَيْضًا.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ یہ حدیث محمد بن کعب سے کئی سندوں سے مروی ہے اور سبھی ضعیف ہیں۔ اور یہ (مذکورہ) سند ان سب میں سے اچھی ہے' مگر یہ بھی ضعیف ہے۔



فائدہ: ”دعا کے بعد چہرے پر ہاتھ پھیرنے“ کی احادیث انفراداً ضعیف ہیں' مگر بقول حافظ ابن حجر رحمہ اللہ مجموعی لحاظ سے درجۂ حسن تک پہنچتی ہیں۔ (بلوغ المرام' كتاب الجامع' باب الذكر والدعاء' حدیث: ۱۵۵۴) شیخ البانی رحمہ اللہ اور ہمارے محقق شیخ زبیر علی زئی حفظہ اللہ وغیرہ' حافظ ابن حجر کی اس رائے سے متفق نہیں۔ لیکن بعض دوسرے شیوخ بعض آثار صحابہ کی بنیاد پر' جن میں حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم کا یہ عمل بیان کیا گیا ہے کہ وہ دعا کے بعد اپنے ہاتھ اپنے چہرے پر پھیر لیتے تھے۔ دیکھیے: (الادب المفرد' حدیث: ۶۰۹)' دعا کے بعد ہاتھوں کو چہرے پر پھیرنے کو جائز قرار دیتے ہیں۔ اسی طرح دعائے قنوت بھی ان علماء کے نزدیک دعا ہی ہے۔ بنابریں ان کے نزدیک ہاتھ پھیرنے کے عموم سے استدلال کرتے ہوئے اس کے بعد بھی چہرے پر ہاتھ پھیرنا جائز ہوگا۔

---

١٤٨٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٢/ ٢١٢ من حديث أبي داود به، وفيه مجهول وعلة أخرى، وللحديث شواهد ضعيفة عند ابن ماجه، ح: ٣٨٦٦ وغيره، وقوله: "لا تستروا الجدر" حسن، له شاهد عند الطحاوي في معاني الآثار: ٤/ ٢٨٣.

ایک جلیل القدر تابعی حضرت حسن بصری اور امام احمد سے قنوت وتر میں بھی ہاتھ پھیرنے کا عمل ثابت ہے۔ دیکھیے: (قیام اللیل للمروزی ص:۲۳۶ ومسائل الامام احمد روایت ابن عبداللہ ج:۲ ص:۳۰۰) تاہم دعائے قنوتِ وتر چونکہ نماز کا ایک حصہ ہے۔ اس لیے دعائے قنوتِ وتر کے بعد منہ پر ہاتھ پھیرنے سے بچنا بہتر ہے۔ کیونکہ اس کا اثبات حدیث سے ہوتا ہے نہ عمل صحابہ سے۔ واللہ اعلم.

١٤٨٦- **حَدَّثَنا** سُلَيْمانُ بنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ الْبَهْرَانِيُّ قال: قَرَأْتُهُ في أَصْلِ إِسْمَاعِيلَ يَعْنى ابنَ عَيَّاشٍ: حَدَّثَني ضَمْضَمٌ عن شُرَيْحٍ: أخبرنا أَبُو ظَبْيَةَ؛ أَنَّ أَبَا بَحْرِيَّةَ السَّكُونِيَّ حَدَّثَهُ عن مَالِكِ بنِ يَسَارٍ السَّكُونِيِّ ثُمَّ الْعَوْفِيِّ؛ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «إِذَا سَأَلْتُمُ اللهَ فَسَلُوهُ بِبُطُونِ أَكُفِّكُمْ وَلَا تَسْأَلُوهُ بِظُهُورِهَا».

۱۴۸۶- ابو بحریہ سکونی مالک بن یسار سکونی عوفی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم اللہ سے سوال کرو (دعا کرو) تو اپنے ہاتھوں کی ہتھیلیوں سے مانگا کرو، ہاتھوں کی پشت سے نہ مانگا کرو۔“

قالَ أَبُو دَاوُدَ: قال سُلَيْمانُ بنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ: لَهُ عِنْدَنَا صُحْبَةٌ يَعْني مَالِكَ ابنَ يَسَارٍ.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ سلیمان بن عبدالحمید نے کہا کہ ہمارے علم کے مطابق مالک بن یسار کو شرف صحابیت حاصل ہے۔

فائدہ: عام دعاؤں میں ہتھیلیاں ہی پھیلانی چاہئیں، مگر نماز استسقاء میں جب قحط اور خشکی دور کرنے کی دعا کی جائے تو بطور تفاؤل (نیک شگون) ہاتھوں کی پشت اوپر کی جانب کی جائے جو کہ سنت رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے۔

١٤٨٧- **حَدَّثَنا** عُقْبَةُ بنُ مُكْرَمٍ: حَدَّثَنا سَلْمُ بنُ قُتَيْبَةَ عن عُمَرَ بنِ نَبْهَانَ، عن قَتَادَةَ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ قال: رَأَيْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَدْعُو هَكَذَا بِبَاطِنِ كَفَّيْهِ وَظَاهِرِهِما.

۱۴۸۷- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ اپنے ہاتھوں کی ہتھیلیوں کی جانب سے اور پشت کی جانب سے بھی دعا کرتے تھے۔

---

١٤٨٦ـ **تخريج**: [**إسناده حسن**] أخرجه الطبراني في مسند الشاميين، ح: ١٦٣٩ من حديث إسماعيل بن عياش به، وللحديث شاهد، (مجمع الزوائد: ١٠/ ١٦٩).

١٤٨٧ـ **تخريج**: [**إسناده ضعيف**] * عمر بن نبهان ضعيف، ضعفه ابن معين وأبو حاتم وغيرهما.

فائدہ: شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک یہ روایت صحیح ہے لیکن ان الفاظ کے ساتھ کہ "آپ نے ہتھیلیوں کا ظاہر منہ کی طرف اور پشت زمین کی طرف کی۔"

١٤٨٨- حَدَّثَنا مُؤَمَّلُ بنُ الْفَضْلِ الْحَرَّانِيُّ: حَدَّثَنا عِيسَى يَعْني ابنَ يُونُسَ: حَدَّثَنا جَعْفَرٌ، يَعْني ابنَ مَيْمونٍ صَاحِبَ الْأَنْمَاطِ: حَدَّثَني أبُو عُثْمانَ عن سَلْمَانَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إِنَّ رَبَّكُمْ حَيِيٌّ كَرِيمٌ يَسْتَحْيِي مِنْ عَبْدِهِ إِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ إِلَيْهِ، أَنْ يَرُدَّهُما صِفْرًا».

۱۴۸۸- حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بلاشبہ تمہارا رب بہت حیا والا اور سخی ہے۔ بندہ جب اس کی طرف اپنے ہاتھ اٹھاتا ہے تو اسے حیا آتی ہے کہ انہیں خالی لوٹا دے۔"

فوائد و مسائل: اللہ عزوجل کا "حیا کرنا" اس کی خاص صفت ہے اور اسی طرح ہے جیسے اس کی ذات کو لائق ہے۔ اہل السنہ کا اللہ تعالیٰ کی تمام صفات پر ایمان ہے۔ ان کی تفصیل و کنہ میں جانا اور پڑنا درست نہیں ہے۔

١٤٨٩- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا وُهَيْبٌ يَعْني ابنَ خَالِدٍ: حدثني الْعَبَّاسُ بنُ عَبْدِ الله بنِ مَعْبدِ بنِ العَبَّاسِ بنِ عَبْدِ الْمُطَّلِب، عنْ عِكْرِمَةَ، عنِ ابنِ عَبَّاسٍ قالَ: المَسْأَلَةُ أَنْ تَرْفَعَ يَدَيْكَ حَذْوَ مَنْكِبَيْكَ أَوْ نَحْوَهُمَا، وَالاسْتِغْفَارُ أَنْ تُشِير بِإِصْبَعٍ وَاحِدَةٍ. وَالابْتِهَالُ أَنْ تَمُدَّ يَدَيْكَ جَمِيعًا.

۱۴۸۹- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہا کہ سوال (یعنی دعا کا ادب) یہ ہے کہ تم اپنے ہاتھ اپنے کندھوں کے برابر یا اس کے قریب بلند کرو۔ اور استغفار یہ ہے کہ اپنی ایک انگلی سے اشارہ کرو اور ابتہال (عجز و انکسار) یوں ہے کہ اپنے دونوں ہاتھوں کو لمبا کرو۔

١٤٩٠- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عُثْمَانَ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ: حدثني عَبَّاسُ بنُ عَبْدِ الله

۱۴۹۰- عباس بن عبداللہ بن معبد بن عباس نے اسی مذکورہ حدیث کو بیان کیا تو اس میں کہا کہ ابتہال (عجز

١٤٨٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب "إن الله حيي كريم . . ."، ح: ٣٥٥٦ من حديث جعفر بن ميمون به، وقال: "حسن غريب"، وسنده ضعيف، وللحديث شاهد ضعيف عند ابن حبان، ح: ٢٣٩٩.

١٤٨٩ـ تخريج: [حسن] انظر، ح: ١٤٩١.

١٤٩٠ـ تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق والآتي.

ابنِ مَعْبَدِ بنِ عَبَّاسٍ بهذا الْحَدِيثِ قالَ فِيهِ: وَالابْتِهَالُ هَكَذَا وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَجَعَلَ ظُهُورَهُما مِمَّا يَلِي وَجْهَهُ.

وانکسار اور دعا میں مبالغہ) ایسے ہے اور (عملاً) اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور ان کی پشت کو اپنے چہرے کی طرف کیا۔

فائدہ: جیسے کہ دعائے استسقاء میں ثابت ہے۔

١٤٩١- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فَارِسٍ: حَدَّثَنا إِبراهِيمُ بنُ حَمْزَةَ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بنُ مُحمَّدٍ عن الْعَبَّاسِ بنِ عَبْدِ الله بنِ مَعْبدِ بنِ الْعَبَّاسِ، عنْ أَخِيهِ إِبراهِيمَ بنِ عَبْدِ الله، عن ابنِ عَبَّاس أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

۱۴۹۱- عباس بن عبداللہ بن معبد بن عباس اپنے بھائی ابراہیم بن عبداللہ سے وہ حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا...... اور اسی کی مانند ذکر کیا۔

١٤٩٢- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا ابنُ لَهِيعَةَ عن حَفْصِ بن هَاشِمِ بنِ عُتْبَةَ بنِ أبي وَقَّاصٍ، عن السَّائِبِ بنِ يَزِيدَ، عن أبِيهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كانَ إذَا دَعَا فَرَفَعَ يَدَيْهِ، مَسَحَ وَجْهَهُ بِيَدَيْهِ.

۱۴۹۲- سائب بن یزید اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ جب دعا کرتے اور اپنے ہاتھ اٹھاتے تو اپنے چہرے پر پھیر لیا کرتے تھے۔

فائدہ: اس مسئلے کی توضیح کے لیے دیکھیے' حدیث: ۱۴۸۵ کے فوائد۔ نیز خیال رہے کہ ہر موقع کی دعا میں ہاتھ اٹھانا بھی ثابت نہیں ہے۔ بے شمار مواقع ہیں کہ وہاں دعا مشروع ہے' مگر ہاتھ اٹھانے ثابت ہی نہیں ہیں۔ مثلاً کھانے کے بعد یا نیند کے موقع پر' وغیرہ۔

١٤٩٣- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى

۱۴۹۳- عبداللہ بن بریدہ سے روایت ہے کہ ان

---

١٤٩١ـ **تخريج**: [**إسناده حسن**] (انفرد به أبوداود).

١٤٩٢ـ **تخريج**: [**إسناده ضعيف**] أخرجه أحمد: ٤/ ٢٢١ عن قتيبة به * حفص بن هاشم مجهول (تقريب)، وللحديث لون آخر عند الفريابي، (النكت الظراف: ٩/ ١٠٦، ١٠٧).

١٤٩٣ـ **تخريج**: [**إسناده صحيح**] أخرجه ابن ماجه، الدعاء، باب اسم الله الأعظم، ح: ٣٨٥٧ من حديث مالك ابن مغول به، وحسنه الترمذي، ح: ٣٤٧٥، وصححه ابن حبان، ح: ٢٣٨٣، والحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٥٠٤، ووافقه الذهبي.

عنْ مَالِكِ بنِ مِغْوَلٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ بُرَيْدَةَ عن أبيهِ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ سَمِعَ رَجُلًا يَقُولُ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ أَنِّي أَشْهَدُ أَنَّكَ أَنْتَ الله لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ الأَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ. فَقَالَ: «لقد سَأَلْتَ الله بالاسْمِ الَّذِي إِذَا سُئِلَ بِهِ أَعْطَىٰ وَإِذَا دُعِيَ بِهِ أَجَابَ».

کے والد کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دعا کرتے سنا وہ کہہ رہا تھا: [اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَسْأَلُكَ اَنِّی اَشْهَد اَنّكَ اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلٰه اِلَّا اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِی لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُن لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ] ''اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس بنا پر کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو ہی اللہ ہے۔ تیرے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ تو اکیلا ہے' بے نیاز ہے' جس نے نہ جنا اور نہ جنا ہی گیا اور کوئی بھی اس کی برابری کرنے والا نہیں۔'' تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو نے اللہ سے اس کے اس نام سے سوال کیا ہے کہ جب اس سے اس نام سے مانگا جائے تو عنایت فرماتا ہے' دعا کی جائے تو قبول کرتا ہے۔''



**فوائد و مسائل:** ① اللہ عزوجل کے اسمائے حسنیٰ اور صفات عالیہ کے وسیلہ سے دعا کرنا مستحب' مسنون اور مطلوب ہے اور مشروع وسیلہ کی ایک صورت ہے۔ ② اللہ عزوجل کے تمام اسماء عظیم ہیں ان میں فرق کرنا یا ایک کو دوسرے پر فوقیت دینا جائز نہیں جس کے قائل ابوالحسن الاشعری اور ابوبکر محمد الباقلانی وغیرہ ہیں۔ ان کے نزدیک ''اعظم'' عظیم کے معنی میں ہے۔ ابن حبان کا خیال ہے کہ یہاں ''اعظمیت'' سے مراد داعی کے لیے مزید اجر و ثواب ہے۔ امام طیبی کہتے ہیں: یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے اسم اعظم ہے کہ جب اس کے ساتھ دعا کی جائے تو اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔ (عون المعبود)

١٤٩٤- حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ خَالِدٍ الرَّقِّيُّ: حَدَّثَنا زَيْدُ بنُ حُبَابٍ: حَدَّثَنا مَالِكُ بنُ مِغْوَلٍ بِهَذا الحديثِ قالَ فِيهِ: «لَقَدْ سَأَلَ اللهَ بِاسْمِهِ الأَعْظَمِ».

۱۴۹۴- مالک بن مغول نے یہی حدیث بیان کی' اس میں کہا: ''بے شک اس نے اللہ عزوجل سے اس کے بڑے نام (اسم اعظم کے واسطے) سے سوال کیا ہے۔''

**فائدہ:** معلوم ہوا کہ اسمائے حسنیٰ میں ''اسم اعظم'' بھی ہے اور وہ سورۂ اخلاص میں ہے۔

---

**١٤٩٤ـ تخريج:** [صحيح] انظر الحديث السابق، أخرجه الترمذي، الدعوات، باب ماجاء في جامع الدعوات عن رسول الله ﷺ، ح: ٣٤٧٥ من حديث زيد بن حباب به، وقال: "حسن غريب".

**١٤٩٥- حَدَّثَنا** عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ عُبَيْدِ الله الْحَلَبِيُّ: حَدَّثَنا خَلَفُ بنُ خَلِيفَةَ عن حَفْصٍ يَعْني ابنَ أَخِي أَنَسٍ، عن أَنَسٍ: أَنَّهُ كَانَ مع رَسُولِ الله ﷺ جَالِسًا وَرَجُلٌ يُصَلِّي، ثُمَّ دَعَا: اللَّهُمَّ! إنِّي أَسْأَلُكَ بِأَنَّ لَكَ الْحَمْدَ، لا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ المَنَّانُ بَدِيعُ السَّمٰوَاتِ وَالأَرْضِ، يَاذَا الْجَلَالِ وَالإِكْرَامِ يَاحَيُّ يَاقَيُّومُ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَقَدْ دَعَا الله بِاسْمِهِ العَظِيمِ الَّذِي إِذَا دُعِيَ بِهِ أَجَابَ، وَإِذَا سُئِلَ بِهِ أَعْطَى».

۱۴۹۵-حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور ایک آدمی نماز پڑھ رہا تھا۔ اس نے دعا کی: [اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْاَلُكَ بِاَنَّ لَكَ الْحَمْدَ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْمَنَّانُ بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، یَا ذَالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ] ”اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس لیے کہ تیری ہی تعریف ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو بے انتہا احسان کرنے والا ہے، آسمان و زمین کو بے مادہ و بے نمونہ پیدا کرنے والا ہے۔ اے جلال و اکرام والے! اے زندہ! اے نگرانی کرنے والے!“ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”تحقیق اس نے اللہ سے اس کے اس عظیم نام کے واسطے سے دعا کی ہے جس سے دعا کی جائے تو وہ قبول کرتا ہے، مانگا جائے تو دیتا ہے۔“

**١٤٩٦- حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا عِيسَى ابنُ يُونُسَ: حَدَّثَنا عُبَيْدُالله بنُ أَبِي زِيَادٍ عن شَهْرِ بنِ حَوْشَبٍ، عن أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «اسْمُ الله الأَعْظَمُ فِي هَاتَيْنِ الآيَتَيْنِ ﴿وَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ لَّآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ٱلرَّحْمَٰنُ ٱلرَّحِيمُ﴾ [البقرة: ١٦٣] وَفَاتِحَةِ سُورَةِ آلِ عِمْرَانَ ﴿الٓمٓ ٱللَّهُ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ٱلْحَيُّ ٱلْقَيُّومُ﴾».

۱۴۹۶-شہر بن حوشب حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کا اسم اعظم ان دو آیتوں میں ہے: ﴿وَاِلٰھُکُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَّا اِلٰهَ اِلَّا ھُوَالرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ﴾ اور سورۂ آل عمران کی ابتدائی آیت میں ﴿الٓمّٓ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا ھُوَالْحَیُّ الْقَیُّوْمُ﴾۔“

---

**١٤٩٥ـ تخريج:** **[إسناده صحيح]** أخرجه النسائي، السهو، باب الدعاء بعد الذكر، ح: ١٣٠١ من حديث خلف ابن خليفة به، وصححه ابن حبان، ح: ٢٣٨٢، والحاكم على شرط مسلم: ١/ ٥٠٣، ٥٠٤، ووافقه الذهبي.

**١٤٩٦ـ تخريج:** **[إسناده حسن]** أخرجه الترمذي، الدعوات، باب: [في إيجاب الدعاء بتقديم الحمد والثناء والصلٰوة على النبي ﷺ قبله . . .]، ح: ٣٤٧٨ من حديث عيسى بن يونس به، وقال: "حسن صحيح".

١٤٩٧- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ غِيَاثٍ عن الأَعْمَشِ، عن حَبِيبِ بنِ أبي ثَابِتٍ، عن عَطَاءٍ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: سُرِقَتْ مِلْحَفَةٌ لَها فَجَعَلَتْ تَدْعُو عَلَىٰ مَنْ سَرَقَهَا، فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ: «لا تُسَبِّخِي عَنْهُ».

۱۴۹۷-ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ ان کا ایک لحاف چوری ہو گیا تو وہ چور پر بددعا کرنے لگیں۔ نبی ﷺ فرمانے لگے: ”اس کے گناہ کو ہلکا مت کر۔“

قال أَبُو دَاوُدَ: لا تُسَبِّخِي: لا تُخَفِّفِي عَنْهُ.

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں: لَا تُسَبِّخِيْ کے معنی [لَا تُخَفِّفِيْ] ہیں یعنی ”ہلکا نہ کر، کم نہ کر۔“

توضیح: یہ روایت سنداً ضعیف ہے اس لیے اس سے وہ مسئلہ ثابت نہیں ہوتا جو اس میں بیان کیا گیا ہے۔

١٤٩٨- حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن عَاصِمِ بنِ عُبَيْدِالله، عن سَالِمِ بنِ عَبْدِ الله، عن أبِيهِ، عن عُمَرَ قال: اسْتَأْذَنْتُ النَّبِيَّ ﷺ في الْعُمْرَةِ فَأَذِنَ لِي وَقال: «لا تَنْسَنَا يَا أُخَيَّ! مِنْ دُعَائِكَ»، فَقَالَ كَلِمَةً مَا يَسُرُّنِي أَنَّ لِي بِهَا الدُّنْيَا. قال شُعْبَةُ: ثُمَّ لَقِيتُ عَاصِمًا بَعْدُ بِالمَدِينَةِ فحدَّثَنِيهِ فَقَالَ: «أَشْرِكْنَا يَا أُخَيَّ فِي دُعَائِكَ».

۱۴۹۸-حضرت عمر ؓ کا بیان ہے کہ میں نے نبی ﷺ سے عمرہ کرنے کی رخصت چاہی۔ آپ نے مجھے اجازت دے دی اور فرمایا: ”میرے پیارے بھائی! ہمیں اپنی دعا میں مت بھولنا۔“ آپ نے ایسے لفظ فرمائے کہ مجھے ان کے بدلے دنیا بھی ملے تو پسند نہیں۔ شعبہ کہتے ہیں کہ میں بعد میں جناب عاصم سے مدینہ میں ملا تو انہوں نے مجھے یہ حدیث بیان کی۔ ان کے لفظ تھے: ”میرے عزیز بھائی! ہمیں اپنی دعا میں شریک رکھنا۔“

فوائد ومسائل: ① یہ روایت سنداً اگرچہ ضعیف ہے لیکن معناً صحیح ہے۔ یعنی اس سے جو باتیں ثابت ہوتی ہیں دوسرے دلائل سے بھی وہ ثابت ہیں۔ مثلاً رسول اللہ ﷺ کا حضرت عمر کو اپنا بھائی کہنا۔ ② اجتماعی زندگی میں کسی بڑے اہم کام کے اقدام کے لیے بزرگوں سے اجازت لینا۔ ③ اہل فضل سے دعائے خیر کی درخواست کرنا بالخصوص جب وہ کسی فضیلت والے عمل میں ہوں۔



---

١٤٩٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٦/ ٤٥ من حديث الأعمش، والنسائي في الكبرىٰ، ح: ٧٣٥٩ من حديث حبيب بن أبي ثابت به، وهو مدلس، ولم أجد تصريح سماعه، وللحديث شاهد ضعيف عند أحمد: ٦/ ٢١٥.

١٤٩٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب: ١٠٩، ح: ٣٥٦٢ من حديث عاصم بن عبيدالله به، وقال: "حسن صحيح"، ورواه ابن ماجه، ح: ٢٨٩٤ * عاصم بن عبيدالله ضعيف، ضعفه الجمهور.

**١٤٩٩- حَدَّثَنا** زُهَيْرُ بنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنا أبُومُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنا الأعْمَشُ عن أبِي صَالِحٍ، عن سَعْدِ بنِ أبي وَقَّاصٍ قال: مَرَّ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ وَأَنَا أَدْعُو بِإِصْبَعَيَّ فَقَال: «أَحِّد أَحِّد،» وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ.

۱۴۹۹-حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ میرے پاس سے گزرے اور میں اپنی دو انگلیاں اٹھائے دعا کر رہا تھا تو آپ نے فرمایا: ”ایک سے ایک سے۔“ اور انگشت شہادت سے اشارہ فرمایا۔

فائدہ: نماز میں ایک انگلی سے اشارہ اللہ کی توحید کا اثبات اور اس کی طرف اشارہ ہے۔

## (المعجم ٢٤) - باب التَّسْبِيحِ بِالْحَصَى (التحفة ٣٦٠)

## باب:۲۴-(شمار کی غرض سے) کنکریوں پر تسبیح پڑھنا

**١٥٠٠- حَدَّثَنا** أحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا عَبْدُالله بنُ وَهْبٍ: أخبرني عَمْرٌو؛ أَنَّ سَعِيدَ بنَ أبي هِلَالٍ حَدَّثَهُ عن خُزَيْمَةَ، عن عَائِشَةَ بِنْتِ سَعْدِ بنِ أبي وَقَّاصٍ، عن أبِيهَا: أَنَّهُ دَخَلَ مَعَ رَسُولِ الله ﷺ عَلَى امْرَأَةٍ وَبَيْنَ يَدَيْهَا نَوًى - أَوْ حَصًى - تُسَبِّحُ بِهِ فَقَال: «أُخْبِرُكِ بِمَا هُوَ أَيْسَرُ عَلَيْكِ مِنْ هذَا أَوْ أَفْضَلُ؟» فقَال: «سُبْحَانَ الله عَدَدَ ما خَلَقَ في السَّمَاءِ، وَسُبْحَانَ الله عَدَدَ ما خَلَقَ في الأَرْضِ، وَسُبْحَانَ الله عَدَدَ ما خَلَقَ بَيْنَ ذَلِكَ وَسُبْحَانَ الله عَدَدَ ما هُوَ خَالِقٌ، وَالله أَكْبَرُ مِثْلَ ذَلِكَ، وَالْحَمْدُ

۱۵۰۰- عائشہ بنت سعد بن ابی وقاص اپنے والد (حضرت سعد رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتی ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک عورت کے پاس آئے جب کہ اس عورت کے سامنے گٹھلیاں تھیں یا کنکریاں، وہ ان کے ساتھ تسبیح پڑھ رہی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا میں تمہیں وہ چیز نہ بتاؤں جو تمہارے لیے اس سے آسان تر یا افضل ہو؟“ تو آپ نے فرمایا: [سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي السَّمَاءِ......الخ] ”اللہ کی تسبیح ہے اس مخلوق کی تعداد میں جو اس نے آسمان میں پیدا کی۔ اللہ کی تسبیح ہے اس مخلوق کی تعداد میں جو اس نے زمین میں پیدا کی۔ اللہ کی تسبیح ہے اس مخلوق کی تعداد میں جو اس نے ان دونوں کے مابین پیدا کی، اللہ کی تسبیح ہے اس مخلوق کی

---

**١٤٩٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف]** أخرجه النسائي، السهو، باب النهي عن الإشارة بإصبعين وبأي أصبع يشير، ح: ١٢٧٤ من حديث أبي معاوية الضرير به، وللحديث شواهد عند ابن حبان، ح: ٢٤٠٥ وغيره * الأعمش عنعن، وللحديث شواهد ضعيفة.

**١٥٠٠ـ تخريج: [إسناده حسن]** أخرجه الترمذي، الدعوات، باب: في دعاء النبي ﷺ وتعوذه في دبر كل صلٰوة، ح: ٣٥٦٨ من حديث عبدالله بن وهب به، وقال: "حسن غريب"، وصححه ابن حبان، ح: ٢٣٣٠، والحاكم: ١/ ٥٤٧، ٥٤٨، وانظر إتحاف المهرة: ٥/ ١٤٦، وأورده الضياء في المختارة: ٣/ ٢٠٩، ٢١٠، ح: ١٠١٠، ١٠١١.

لله مِثْلَ ذَلِكَ وَلَا إِلَهَ إِلَّا الله مِثْلَ ذَلِكَ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِالله مِثْلَ ذَلِكَ».

تعداد میں جو وہ پیدا کرے گا۔ اور اَللّٰهُ اَكْبَر اسی کے مثل اور الحمدللّٰہ اسی کے مثل اور لا اِلٰه اِلااللّٰہ اسی کے مثل اور لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہ اسی کے مثل۔''

فائدہ : اللہ کا ذکر معروف تسبیح کے دانوں پر شمار کر کے پڑھنا رسول اللہ ﷺ کے قول و فعل کے خلاف ہے۔ نبی علیہ الصلاۃ والسلام انگلیوں پر پڑھا کرتے اور یہی تعلیم فرمایا کرتے تھے۔ جیسے کہ آئندہ احادیث میں آ رہا ہے۔ محبّ صادق کو انہی امور پر قانع رہنا چاہیے جو آپ نے ارشاد فرمائے ہیں۔ تاہم اگر کسی کو حساب میں مشکل پیش آتی ہو اور آسانی کی غرض سے تسبیح پر پڑھتا ہو تو مباح ہے، مگر استحباب و فضیلت کے خلاف ہے۔ اگر ریا کاری مقصد ہو تو سراسر حرام ہے۔ مزید دیکھیے: (فتاویٰ ابن تیمیہ ۲۲/۵۰۶) یہ خیال نہ کیا جائے کہ یہ چیزیں اس دور میں ناپید تھیں۔ حضرت عائشہ ؓ کا ہار ٹوٹنے کا واقعہ معروف ہے۔ گلے کا ہار اور تسبیح ملتی جلتی چیزیں ہیں۔

١٥٠١- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الله ابنُ دَاوُدَ عن هَانِيءِ بنِ عُثْمانَ، عن حُمَيْضَةَ بِنْتِ يَاسِرٍ، عن يُسَيْرَةَ، أَخْبَرَتْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَهُنَّ أَنْ يُرَاعِينَ بِالتَّكْبِيرِ وَالتَّقْدِيسِ وَالتَّهْلِيلِ وَأَنْ يَعْقِدْنَ بِالأَنَامِلِ، فَإِنَّهُنَّ مَسئُولَاتٌ مُسْتَنْطَقَاتٌ.

۱۵۰۱- حضرت یسیرہ ؓ نے خبر دی کہ نبی ﷺ نے انہیں (صحابیات کو) حکم دیا تھا کہ وہ اللہ کی تکبیر [اَللّٰهُ اَكْبَر] تقدیس [سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوس] اور تہلیل [لَا اِلٰه اِلَّا اللّٰه] کی پابندی اختیار کریں اور یہ کہ اپنی انگلیوں پر شمار کیا کریں کیونکہ ان سے سوال ہوگا اور یہ بلوائی جائیں گی۔

فائدہ: روز قیامت جسم کے اعضاء بلوائے جائیں گے اور شہادت دیں گے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: ﴿اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰى اَفْوَاهِهِمْ وَ تُكَلِّمُنَا اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ﴾ (یٰسٓ:۶۵) ''آج ہم ان کے مونہوں پر مہر کر دیں گے اور ان کے ہاتھ ہم سے بات کریں گے اور ان کے پاؤں ان کے کیے کی گواہی دیں گے۔'' اور سورۃ النور میں ہے: ﴿يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ (النور: ۲۴) ''اس دن ان کی زبانیں، ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں ان کے خلاف گواہی دیں گے جو یہ عمل کرتے رہے۔''

١٥٠٢- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ الله بنُ عُمَرَ بنِ

۱۵۰۲- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ بیان کرتے ہیں



---

١٥٠١ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب في فضل التسبيح والتهليل والتقديس، ح:٣٥٨٣ من حديث هانيء بن عثمان به، وقال: "غريب"، وصححه الذهبي، تلخيص المستدرك: ١/٥٤٧، وحسنه النووي في الأذكار، ص: ١٤، والحافظ ابن حجر.

١٥٠٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب منه [في فضل التسبيح والتحميد والتكبير . . . الخ]، ح: ٣٤١١ من حديث عثام بن علي به، وقال: "حسن غريب" * الأعمش مدلس وعنعن.

مَيْسَرَةَ وَمُحَمَّدُ بنُ قُدَامَةَ في آخَرِينَ قالُوا: حَدَّثَنا عَثَّامٌ عن الأَعمَشِ، عن عَطَاءِ بنِ السَّائِبِ، عن أبِيهِ، عن عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو قال: رَأَيْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَعْقِدُ التَّسْبِيحَ - قال ابنُ قُدَامَةَ - بِيَمِينِهِ.

کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ اپنے ہاتھ (کی انگلیوں) پر تسبیح شمار کرتے تھے۔ (استاذ) ابن قدامہ نے وضاحت کی کہ اپنے دائیں ہاتھ سے۔

فائدہ: تسبیحات صرف دائیں ہاتھ ہی پر شمار کرنا سنت ہے۔

**١٥٠٣- حَدَّثَنا** دَاوُدُ بنُ أُمَيَّةَ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ بنُ عُيَيْنَةَ عن مُحمَّدِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مَوْلَىٰ آلِ طَلْحَةَ، عن كُرَيْبٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: خَرَجَ رَسُولُ الله ﷺ مِنْ عِنْدِ جُوَيْرِيَةَ، - وكَانَ اسْمُها بَرَّةَ فَحَوَّلَ اسْمَها - فَخَرَجَ وَهِيَ في مُصَلَّاهَا، وَدَخَلَ وَهِيَ في مُصَلَّاهَا، فَقَالَ: «[أ]لَمْ تَزَالِي في مُصَلَّاكِ هَذَا؟» قالَتْ: نَعَمْ، قال: «قَدْ قُلْتُ بَعْدَكِ أَرْبَعَ كلِمَاتٍ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ لَوْ وُزِنَتْ بِمَا قُلْتِ لَوَزَنَتْهُنَّ: سُبْحَانَ الله وَبِحَمْدِهِ عَدَدَ خَلْقِهِ وَرِضَا نَفْسِهِ وَزِنَةَ عَرْشِهِ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهِ».

١٥٠٣- حضرت ابن عباس ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ، حضرت جویریہ ؓ کے ہاں سے نکلے...... اس سے پہلے ان کا نام ''بَرّہ'' (نیک اور صالحہ) تھا۔ اور آپ نے ان کا نام تبدیل کر دیا تھا...... آپ ان کے ہاں سے نکلے اور وہ اپنے مصلّے پر تھیں، پھر واپس تشریف لائے تو (دیکھا کہ) وہ اپنے مصلّے ہی پر ہیں۔ آپ نے پوچھا: ''کیا تم اس وقت سے اپنے مصلّے ہی پر ہو؟'' وہ کہنے لگیں: ہاں! آپ نے فرمایا: ''میں نے تمہارے (ہاں سے جانے کے) بعد چار کلمات تین بار کہے ہیں، اگر ان کو تمہاری تسبیحات اور ذکر سے وزن کیا جائے تو یہ (میرے کلمات) بھاری ہو جائیں گے۔ یعنی [سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهِ عَدَدَ خَلْقِهِ وَرِضَا نَفْسِهِ وَ زِنَةَ عَرْشِهِ وَ مِدَادَ كَلِمَاتِهِ] ''پاکیزگی ہے اللہ کی اس کی تعریفوں کے ساتھ، اس قدر جتنی کہ اس کی مخلوق ہے اور اتنی کہ اس سے وہ راضی ہو جائے اور اس کے عرش کے وزن کے برابر اور اس قدر جتنی کہ اس کے کلمات کی روشنائی ہے۔''



**١٥٠٣ـ تخريج**: أخرجه مسلم، الذكر والدعاء، باب التسبيح أول النهار وعند النوم، ح:٢٧٢٦ من حديث سفيان ابن عيينة به.

فوائد ومسائل: ① ایسے نام رکھنا جن میں خودستائی کا مفہوم نکلتا ہو، مناسب نہیں ہے۔ اسی طرح جن میں کوئی برا معنی ہو، نبی ﷺ ایسے ناموں کو تبدیل کر دیا کرتے تھے۔ ② جامع اور مختصر ورد اختیار کرنا افضل ہے اور مذکورہ بالا تسبیح انتہائی مختصر اور جامع ہے۔

**١٥٠٤- حَدَّثَنا** عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ إبراهِيمَ: حَدَّثَنا الْوَلِيدُ بنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنا الأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَني حَسَّانُ بنُ عَطِيَّةَ: حَدَّثَني مُحمَّدُ بنُ أبي عَائِشَةَ: حَدَّثَني أَبُو هُرَيْرَةَ قالَ: قال أَبُوذَرٍّ يَارَسُولَ الله! ذَهَبَ أَصْحَابُ الدُّثُورِ بِالأُجُورِ، يُصَلُّونَ كمَا نُصَلِّي، وَيَصُومُونَ كما نَصُوم، وَلَهُمْ فُضُولُ أَمْوَالٍ يَتَصَدَّقُونَ بِهَا، وَلَيْسَ لَنَا مَالٌ نَتَصدَّقُ بِهِ، فقَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «يَا أَبَا ذَرٍّ! أَلَا أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ تُدْرِكُ بِهِنَّ مَنْ سَبَقَكَ وَلَا يَلْحَقُكَ مَنْ خَلْفَكَ إِلَّا مَنْ أَخَذَ بِمِثْلِ عَمَلِكَ؟» قالَ: بَلَىٰ، يَارسولَ الله! قالَ: «تُكَبِّرُ الله دُبُرَ كلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَتَحْمَدُهُ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَتُسَبِّحُهُ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَتَخْتِمُهَا بِلَا إِلٰهَ إِلَّا الله وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَىٰ كلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ. غُفِرَتْ لَهُ ذُنُوبُهُ وَلَوْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ».

۱۵۰۴- حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوذر ؓ نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ مال و دولت والے تو اجر و ثواب لے گئے (اور ہم خالی رہ گئے!) وہ نمازیں پڑھتے ہیں جیسے کہ ہم پڑھتے ہیں، وہ روزے رکھتے ہیں جیسے کہ ہم رکھتے ہیں اور ان کے پاس زائد اموال ہیں جو وہ صدقہ کرتے ہیں لیکن ہمارے پاس نہیں ہیں کہ صدقہ کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابوذر! کیا میں تمہیں ایسے کلمات نہ سکھا دوں جن سے تم اپنے سے آگے بڑھنے والوں کو پالو اور پیچھے رہنے والے تمہیں نہ پا سکیں الا یہ کہ کوئی تمہاری طرح کا عمل کرے؟'' کہا: ہاں اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ''ہر نماز کے بعد تینتیس (۳۳) بار اللہ اکبر تینتیس (۳۳) بار الحمد للہ اور تینتیس (۳۳) بار سبحان اللہ کہا کرو اور ان کا اختتام [لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَه لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ] پرھو، اس سے اس کے گناہ بخش دیے جائیں گے اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔''

فائدہ: صحیح مسلم، المساجد، حدیث: ۵۹۵ و سنن النسائی، السھو، حدیث: ۱۳۵۴ اور سنن بیہقی (دعوات) میں اس ورد کی ترتیب سبحان اللہ، الحمد للہ اور اللہ اکبر وارد ہے۔ شیخ البانی ؒ کی تحقیق کے مطابق اس روایت میں آخری جملہ [غُفِرَتْ لَهُ ذُنُوبُهُ ......الخ] صحیح نہیں ہے بلکہ مدرج ہے۔ تاہم دوسری روایات سے یہ جملہ مرفوعاً ثابت ہے۔

**١٥٠٤ـ تخريج: [إسناده صحيح]** أخرجه أحمد: ٢/ ٢٣٨ عن الوليد بن مسلم به.

(المعجم ٢٥) - **باب مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا سَلَّمَ** (التحفة ٣٦١)

**باب:۲۵-آدمی سلام پھیرنے کے بعد کون سے اذکار بجالائے**

١٥٠٥- **حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا أَبُو مُعَاوِيَةَ عن الأَعْمَشِ، عن المُسَيَّبِ بنِ رَافِعٍ، عنْ وَرَّادٍ مَوْلَى المُغِيرَةِ بنِ شُعْبَةَ، عن المُغِيرَةِ بن شُعْبَةَ: كَتَبَ مُعَاوِيَةُ إِلَى المُغِيرَةِ بنِ شُعْبَةَ أَيُّ شَيْءٍ كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَقُولُ: إِذَا سَلَّمَ مِنَ الصَّلَاةِ؟ فَأَمْلَاهَا المُغِيرَةُ عَلَيْهِ، وَكَتَبَ إِلَى مُعَاوِيَةَ قالَ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَقُولُ: «لَا إِلٰهَ إِلَّا الله وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ المُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، اللَّهُمَّ! لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ».

۱۵۰۵-حضرت مغیرہ بن شعبہ ؓ سے مروی ہے کہ حضرت معاویہ ؓ نے حضرت مغیرہ کو خط لکھا اور دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نماز سے سلام کے بعد کیا پڑھا کرتے تھے؟ تو حضرت مغیرہ نے حضرت معاویہ ؓ کی طرف لکھوا بھیجا کہ رسول اللہ ﷺ پڑھا کرتے تھے: [لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيْكَ لَهُ' لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَاالْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ] ''اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں' وہ اکیلا ہے' اس کا کوئی ساجھی نہیں۔ ملک اسی کا ہے۔ تعریف اسی کی ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ اے اللہ! جو تو عنایت فرمادے اسے کوئی نہیں روک سکتا اور جو تو روک لے وہ کوئی دے نہیں سکتا اور کسی بھی مال دار کو تیرے مقابلے میں اس کا مال فائدہ نہیں دے سکتا۔''



فائدہ: کہاں یہ زبان رسالت مآب ﷺ کے اوراد مبارکہ اور کہاں جاہل صوفیوں کے خود ساختہ وظیفے! سچ ہے ''قدر زر زرگر بداند یا بداند جوہری'' یہ اصحاب الحدیث ہی کا شرف ہے کہ وہ رسالت مآب ﷺ کے ہر ہر فعل کو اپنا لینا ہی سعادت جانتے ہیں۔

١٥٠٦- **حَدَّثَنا** مُحَمَّدُ بنُ عِيسَى: حَدَّثَنَا ابنُ عُلَيَّةَ عن الحَجَّاجِ بنِ أَبي عُثْمانَ، عنْ أَبي الزُّبَيْرِ قالَ: سَمِعْتُ

۱۵۰۶-ابو الزبیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ کو منبر پر یہ کہتے ہوئے سنا کہ نبی ﷺ جب نماز سے پھرتے (یعنی سلام کے بعد) تو یہ پڑھا

---

١٥٠٥ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، المساجد، باب استحباب الذكر بعد الصلوٰة وبيان صفته، ح:٥٩٣ من حديث أبي معاوية الضرير، والبخاري، الأذان، باب الذكر بعد الصلوٰة، ح:٨٤٤ من حديث وراد به.

١٥٠٦ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، المساجد، باب استحباب الذكر بعد الصلوٰة وبيان صفته، ح:٥٩٤ من حديث إسماعيل ابن علية به.

عَبْدَ الله بنَ الزُّبَيْرِ عَلَى المِنْبَرِ يَقُولُ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا انْصَرَفَ مِنَ الصَّلَاةِ يَقُولُ: «لَا إِلٰهَ إِلَّا الله وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ المُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، لَا إِلٰهَ إِلَّا الله، مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الكَافِرُونَ، أَهْلُ النِّعْمَةِ وَالْفَضْلِ وَالثَّنَاءِ الْحَسَنِ، لَا إِلٰهَ إِلَّا الله مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ».

کرتے تھے: [لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَه' لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ' لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ' اَهْلُ النِّعْمَةِ وَالْفَضْلِ وَالثَّنَاءِ الْحَسَنِ' لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ] ''ایک اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ ملک اسی کا ہے' تعریف اسی کی ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ ہم خالص اسی کی اطاعت کرتے ہیں' خواہ کافروں کو یہ ناپسند ہو۔ (اے اللہ!) تو ہی نعمت و فضل والا اور بہترین تعریف کا مستحق ہے۔ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں! ہم خالص اسی کی اطاعت کرتے ہیں خواہ کافروں کو یہ ناپسند ہی ہو۔''

١٥٠٧- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ سُلَيْمانَ الأَنْبَارِيُّ: حَدَّثَنا عَبْدَةُ عنْ هِشَام بنِ عُرْوَةَ، عنْ أَبي الزُّبَيْرِ قالَ: كَانَ عَبْدُ الله ابنُ الزُّبَيْرِ يُهَلِّلُ فِي دُبُرِ كلِّ صَلَاةٍ فَذَكَرَ نَحْوَ هذَا الدُّعَاءِ زَادَ فِيهِ: «وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِالله، لَا إِلٰهَ إِلَّا الله، لَا نَعْبُدُ إِلَّا إِيَّاهُ، لَهُ النِّعْمَةُ» وَسَاقَ بقيّةَ الْحَدِيث.

١٥٠٧- ابو الزبیر کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ہر نماز کے بعد [لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه وَحْدَه ...... الخ] پڑھا کرتے تھے اور مذکورہ بالا حدیث کی مانند دعا ذکر کی اور یہ اضافہ کیا: [وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ' لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه' لَا نَعْبُدُ اِلَّا اِيَّاهُ لَه النِّعْمَةُ ......] اور بقیہ حدیث بیان کی۔

١٥٠٨- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ وَسُلَيْمانُ بنُ دَاوُدَ الْعَتَكِيُّ - وَهذَا حَدِيثُ مُسَدَّدٍ - قالَا:

١٥٠٨- حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا کہ آپ نماز کے بعد یہ پڑھا کرتے



١٥٠٧- تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ٢/ ١٨٤، ١٨٥ من حديث أبي داود به.
١٥٠٨- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٤/ ٣٦٩، والنسائي في عمل اليوم والليلة، ح: ١٠١ من حديث المعتمر به * داود بن راشد لين الحديث، ضعفه الجمهور، وشيخه مجهول الحال، لم يوثقه غير ابن حبان فيما أعلم.

حَدَّثَنا المُعْتَمِرُ قالَ: سَمِعْتُ دَاوُدَ الطُّفاوِيَّ قالَ: حَدَّثَني أَبُو مُسْلِم الْبَجَلِيُّ عنْ زَيْدِ بن أَرْقَمَ قالَ: سَمِعْتُ نَبِيَّ الله ﷺ يَقُولُ: - وَقَالَ سُلَيْمانُ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَقُولُ في دُبُرِ صَلَاتِهِ -: «اللَّهُمَّ! رَبَّنَا وَرَبَّ كلِّ شَيْءٍ، أَنَا شَهِيدٌ أَنَّكَ أَنْتَ الرَّبُّ وَحْدَكَ لَا شَرِيكَ لَكَ، اللَّهُمَّ! رَبَّنَا وَرَبَّ كلِّ شَيْءٍ، أَنَا شَهِيدٌ أَنَّ مُحمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ، اللَّهُمَّ! رَبَّنَا وَرَبَّ كلِّ شَيْءٍ، أَنَا شَهِيدٌ أَنَّ الْعِبَادَ كُلَّهُمْ إِخْوَةٌ، اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَرَبَّ كلِّ شَيْءٍ اجْعَلْنِي مُخْلِصًا لَكَ وَأَهْلِي في كلِّ سَاعَةٍ في الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ، يَاذَا الجَلَالِ وَالإِكْرَامِ اسْمَعْ وَاسْتَجِبْ. الله أَكْبَرُ الأَكْبَرُ، اللَّهُمَّ! نُورُ السَّمٰوَاتِ وَالأَرْضِ - قالَ سُلَيْمانُ بنُ دَاوُدَ: رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَالأَرْضِ - الله أَكْبَرُ الأَكْبَرُ، حَسْبِيَ الله وَنِعْمَ الْوَكِيلُ، الله أَكْبَرُ الأَكْبَرُ».

تھے: [اَللّٰهُمَّ! رَبَّنَا وَ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ' اَنَا شَهِيدٌ اَنَّكَ اَنْتَ الرَّبُّ وَحْدَكَ لَاشَرِيكَ لَكَ' اَللّٰهُمَّ! رَبَّنَا وَ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ' اَنَا شَهِيدٌ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُكَ وَ رَسُولُكَ' اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ' اَنَا شَهِيدٌ اَنَّ الْعِبَادَ كُلَّهُمْ اِخْوَةٌ' اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ اجْعَلْنِي مُخْلِصًالَكَ وَاَهْلِي فِي كُلِّ سَاعَةٍ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ يَا ذَا الْجَلَالِ وَ الْإِكْرَامِ' اسْمَعْ وَاسْتَجِبْ۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ الْاَكْبَرُ' اَللّٰهُمَّ! نُوْرُالسَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ' اَللّٰهُ اَكْبَرُ الْاَكْبَرُ' حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ' اَللّٰهُ اَكْبَرُ الْاَكْبَرُ] ''اے اللہ! ہمارے رب اور ہر ہر شے کے رب! میں گواہ ہوں کہ تو اکیلا ہی رب ہے۔ تیرا کوئی ساجھی نہیں۔ اے اللہ! ہمارے رب اور ہر ہر شے کے رب! میں گواہ ہوں کہ محمد ﷺ تیرے بندے اور رسول ہیں۔ اے اللہ! ہمارے رب اور ہر ہر شے کے رب! میں گواہ ہوں کہ سارے بندے (ایک دوسرے کے) بھائی ہیں۔ اے اللہ! ہمارے رب اور ہر ہر شے کے رب! مجھے اور میرے اہل کو دنیا اور آخرت کے اندر ہر گھڑی میں اپنا مخلص بنائے رکھ۔ اے جلال و اکرام والے! میری دعا سن اور قبول فرما۔ اللہ سب سے بڑا ہے' بہت ہی بڑا۔ اے اللہ! آسمانوں اور زمین کا نور ہے... سلیمان بن داود نے ''نُور'' کے بجائے ''رَبّ'' کا لفظ کہا ہے۔ (یعنی) اے آسمانوں اور زمین کے رب...... اللہ سب سے بڑا ہے' بہت ہی بڑا۔ مجھے اللہ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے' بہت ہی بڑا۔''

١٥٠٩- حَدَّثَنا عُبَيْدُ الله بنُ مُعَاذ [قال]: حَدَّثَنا أبي: حَدَّثَنا عَبْدُ الْعَزيزِ بنُ أبي سَلَمَةَ عنْ عَمِّهِ المَاجِشُونِ بن أبي سَلَمَةَ، عنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الأَعْرَجِ، عنْ عُبَيْدِالله بن أبي رَافِعٍ، عنْ عَلِيٍّ بن أبي طَالِبٍ قالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إذَا سَلَّمَ مِنَ الصَّلَاةِ قَالَ: «اللَّهُمَّ! اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ، وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَما أَسْرَفْتُ وَما أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي أَنْتَ المُقَدِّمُ وَالمُؤَخِّرُ لَا إلٰهَ إلَّا أَنْتَ».

١٥٠٩-حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ جب نماز سے سلام پھیرتے تو یہ پڑھا کرتے تھے: [اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ مَاقَدَّمْتُ وَ مَا اَخَّرْتُ، وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَسْرَفْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّی اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَالْمُؤَخِّرُ لا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ] ''اے اللہ! مجھے بخش دے وہ تقصیرات، جو میں نے پہلے کیں، جو بعد میں کیں، جو پوشیدہ کیں اور جنہیں ظاہراً کیا اور جو میں حد سے گزرتا رہا، اور وہ جن کے متعلق تو مجھ سے زیادہ باخبر ہے تو ہی (جسے چاہے) آگے کرنے والا اور (جسے چاہے) پیچھے رکھنے والا ہے۔ (نیکی کی توفیق دیتا ہے یا محروم کر دیتا ہے۔) تیرے علاوہ اور کوئی معبود نہیں۔''

١٥١٠- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عنْ عَمْرِو بنِ مُرَّةَ، عنْ عَبْدِ الله بنِ الْحَارِثِ، عن طُلَيْقِ بنِ قَيْسٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَدْعُو: «رَبِّ أَعِنِّي وَلَا تُعِنْ عَلَيَّ، وَانْصُرْنِي وَلَا تَنْصُرْ عَلَيَّ وَامْكُرْ لِي وَلَا تَمْكُرْ عَلَيَّ، وَاهْدِنِي وَيَسِّرْ هُدَايَ إِلَيَّ، وَانْصُرْنِي عَلَى مَنْ بَغَىٰ عَلَيَّ. اللَّهُمَّ! اجْعَلْنِي لَكَ شَاكِرًا، لَكَ ذَاكِرًا، لَكَ رَاهِبًا، لَكَ مِطْوَاعًا، إلَيْكَ مُخْبِتًا - أَوْ مُنِيبًا - رَبِّ! تَقَبَّلْ تَوْبَتِي،

١٥١٠-حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے: [رَبِّ اَعِنِّیْ وَلَا تُعِنْ عَلَیَّ، وَانْصُرْنِیْ وَلَا تَنْصُرْ عَلَیَّ، وَامْکُرْلِیْ ولا تَمْکُر عَلَیَّ، وَاهْدِنِیْ وَيَسِّرْ هُدَایَ اِلَیَّ وَانْصُرْنِیْ علَی مَنْ بَغیٰ عَلَیَّ، اَللّٰھُمَّ! اجْعَلْنِیْ لَکَ شَاکِرًا، لَکَ ذَاکِرًا، لَکَ رَاهِبًا لَکَ مِطْوَاعًا، اِلَیْکَ مُخْبِتًا- اَوْ مُنِیْبًا- رَبِّ! تَقَبَّلْ تَوْبَتِیْ، وَاغْسِلْ حَوْبَتِیْ، وَاَجِبْ دَعْوَتِیْ، وَثَبِّتْ حُجَّتِیْ، وَاهْدِ قَلْبِیْ، وَ سَدِّدْ لِسَانِیْ، وَ اسْلُلْ سَخِیْمَةَ قَلْبِیْ] ''اے میرے

**١٥٠٩ـ تخريج:** [صحيح] تقدم، ح: ٧٦٠.

**١٥١٠ـ تخريج:** [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب [رب أعني ولا تعن علي . . .]، ح: ٣٥٥١ من حديث سفيان الثوري به، وصرح بالسماع، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان، ح: ٢٤١٤، ٢٤١٥، والحاكم: ١/ ٥١٩، ٥٢٠، ووافقه الذهبي.

وَاغْسِلْ حُوْبَتِي، وَأَجِبْ دَعْوَتِي، وَثَبِّتْ حُجَّتِي، وَاهْدِ قَلْبِي، وَسَدِّدْ لِسَانِي، وَاسْلُلْ سَخِيمَةَ قَلْبِي».

رب! میری مدد فرما' میرے خلاف کسی کی مدد نہ کر (جو مجھے تیری اطاعت سے روک دے۔) میری نصرت فرما' میرے خلاف کسی کی نصرت نہ کر۔ میرے حق میں تدبیر فرما' میرے خلاف تدبیر نہ کر۔ میری رہنمائی فرما اور ہدایت کو میرے لیے آسان فرما دے۔ اور جو میرے خلاف بغاوت کرے اس کے مقابلے میں میری مدد فرما' یا اللہ! مجھے بنا دے اپنا شکر گزار' اپنا ذکر کرنے والا' تجھی سے ڈرنے والا' ازحد اطاعت گزار اور بہت ہی تواضع کرنے والا۔ اے میرے رب! میری توبہ قبول کر لے۔ میری خطائیں دھو ڈال۔ میری دعا قبول فرما۔ میری حجت قائم فرما دے۔ میرے دل کو ہدایت دے (اور ہدایت پر ثابت قدم رکھ) میری زبان کو حق پر مستقیم رکھ اور میرے دل سے میل کچیل (بغض' حسد اور کینہ وغیرہ) نکال دے۔''

١٥١١- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيى عن سُفْيَانَ قال: سَمِعْتُ عَمْرَو بنَ مُرَّةَ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ قال: «وَيَسِّرِ الْهُدَىٰ إِلَيَّ» وَلَمْ يَقُلْ «هُدَايَ».

۱۵۱۱- عمرو بن مرہ نے اپنی سند سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا اور : [وَيَسِّرِ الْهُدىٰ إِلَيَّ] کہا [هُدَايَ] نہیں کہا۔

١٥١٢- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إبراهِيمَ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن عَاصِمٍ الأَحْوَلِ وَخَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عن عَبْدِ الله بنِ الْحَارِثِ، عن عَائِشَةَ رَضِيَ الله عَنْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا سَلَّمَ قال: «اللّٰهُمَّ! أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ

۱۵۱۲- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ جب سلام پھیرتے تو پڑھتے: [اَللّٰهُمَّ اَنتَ السَّلاَمُ وَ مِنكَ السَّلاَمُ تَبَارَكتَ يَاذَاالجَلاَلِ وَالإِكرَام] ''اے اللہ تو (سراپا) سلامتی ہے اور تجھی سے سلامتی (حاصل ہوتی) ہے۔ تو بڑی برکتوں والا ہے اے

١٥١١ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق.

١٥١٢ـ تخريج: أخرجه مسلم، المساجد، باب استحباب الذكر بعد الصلوٰة وبيان صفته، ح: ٥٩٢ من حديث شعبة به.

السَّلَامُ، تَبَارَكْتَ يَاذَا الْجَلَالِ وَالإِكْرامِ».

جلال واکرام والے!''

قال أَبُو دَاوُدَ: سَمِعَ سُفْيَانُ مِنْ عَمْرِو ابنِ مُرَّةَ- قالُوا: - ثَمَانِيَةَ عَشَرَ حَدِيثًا.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ سفیان نے عمرو بن مرہ سے سنا ہے۔ اور محدثین کا کہنا ہے کہ انہوں نے ان سے اٹھارہ احادیث سنی ہیں۔

**ملحوظہ** : امام ابوداود رحمہ اللہ کا یہ مقولہ سابقہ سند سے متعلق ہے۔ اور مذکورہ دعا کے الفاظ صحیح احادیث میں اسی قدر ہیں جو بیان ہوئے اور کچھ لوگ جو پڑھتے ہیں: [وَاِلَيْكَ يَرْجِعُ السَّلَامُ، وَاَدْخِلْنَا دَارَالسَّلَامِ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَ تَعَالَيْتَ يَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ] صحیح سند سے ثابت نہیں ہیں۔ پس آپ ﷺ کی دعا میں ان کا اضافہ ایسے ہی ہے جیسے خالص دودھ میں پانی ملا دیا جائے، جو بہر حال غلط ہے، خواہ آب زمزم ہی کیوں نہ ملایا جائے۔

**١٥١٣- حَدَّثَنَا** إِبراهِيمُ بنُ مُوسَى: أخبرنا عِيسَى عن الأَوْزَاعِيِّ، عن أبي عَمَّارٍ، عن أبي أَسْمَاء، عن ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ الله ﷺ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنْصَرِفَ مِنْ صَلَاتِهِ اسْتَغْفَرَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قال: «اللَّهُمَّ!» فَذَكَرَ مَعْنَى حَدِيثِ عَائِشَةَ.

۱۵۱۳- حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ (مولی رسول اللہ ﷺ) سے منقول ہے کہ نبی ﷺ جب نماز سے اٹھ کر جانا چاہتے تو تین بار استغفار (اَسْتَغْفِرُاللّٰہ) کہتے تھے۔ پھر اس کے بعد پڑھتے [اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامِ...... الخ] اور حدیث حضرت عائشہ کی حدیث کے ہم معنی بیان کی۔

(المعجم ٢٦) - **بَابٌ: فِي الْاِسْتِغْفَارِ** (التحفة ٣٦٢)

باب:۲۶- استغفار کا بیان

**١٥١٤- حَدَّثَنَا** النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا مَخْلَدُ ابنُ يَزِيدَ: حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ وَاقِدٍ الْعُمَرِيُّ عن أبي نُصَيْرَةَ، عن مَوْلًى لِأَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ الله عَنْهُ قال:

۱۵۱۴- سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو استغفار کو اختیار کر لے وہ ''مُصِر'' (اصرار کرنے والے) لوگوں میں نہیں، خواہ ایک دن میں ستر بار گناہ کا اعادہ کرے۔''

---

**١٥١٣ـ تخريج**: أخرجه مسلم، أيضًا، ح: ٥٩١/ ١٣٥ من حديث الأوزاعي به.

**١٥١٤ـ تخريج**: [حسن] أخرجه الترمذي، الدعوات، [باب: "ما أصر من استغفر . . ."] ح: ٣٥٥٩ من حديث عثمان بن واقد به، وقال: "غريب . . . وليس إسناده بالقوي"، وحسنه ابن كثير في تفسيره: ١/ ٤١٦، وفي نسخة: ٢/ ١٠٦، وضعفه ابن المديني وهو الصواب، وللحديث شاهد غريب حسن: عند الطبراني في الدعاء، ح: ١٧٩٧، فالحديث به حسن.

قال رَسُولُ الله ﷺ: «ما أَصَرَّ مَنِ اسْتَغْفَرَ وَإِنْ عَادَ فِي الْيَوْمِ سَبْعِينَ مَرَّةً».

فوائد ومسائل: ① استغفار کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگنا کہ وہ ان کو اپنی رحمت سے ڈھانپ دے اور بندے کو رسوا نہ کرے۔ ② اپنے گناہوں پر اڑنا اور اصرار کرنا' ظالموں اور گناہ گاروں کی عادت ہے۔ ﴿يَسْمَعُ آيَاتِ اللّٰهِ تُتْلٰى عَلَيْهِ ثُمَّ يُصِرُّ مُسْتَكْبِراً كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ﴾ (الجاثيه:٨) ''اللہ کی آیات کو سنتا ہے جو کہ اس پر پڑھی جاتی ہیں پھر اڑا رہتا ہے (اپنے گناہوں پر) تکبر کرتے ہوئے' گویا اس نے ان کو سنا ہی نہیں' تو ایسے کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجیے۔'' جبکہ متقی انسان کی صفت اس کے برخلاف ہوتی ہے۔ ﴿وَلَمْ يُصِرُّوا عَلٰى مَافَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ﴾ (آل عمران:١٣٥) ''متقی اپنے کیے پر اصرار نہیں کرتے اور وہ جانتے ہیں۔''

١٥١٥- حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ حَرْبٍ وَمُسَدَّدٌ قالَا: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن ثَابِتٍ، عن أَبي بُرْدَةَ، عن الأَغَرِّ الْمُزَنِيِّ - قال مُسَدَّدٌ في حَدِيثِهِ: وكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ - قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إِنَّهُ لَيُغانُ عَلىٰ قَلْبِي، وَإِنِّي لَأَسْتَغْفِرُ الله في كلِّ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ».

١٥١٥- حضرت اغر مزنی ؓ سے مروی ہے...... مسدد کی روایت میں ہے کہ ان کو شرف صحبت حاصل تھا...... کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے دل پر بھی پردہ سا آ جاتا ہے اور میں اللہ سے ایک ایک دن میں سو سو بار استغفار کرتا ہوں۔''

توضیح: رسول اللہ ﷺ فداہ ابی و اُمّی کے شب و روز اللہ کی اطاعت میں گزرتے تھے اور ان میں کوئی لمحہ غفلت کا نہ ہوتا تھا۔ نیز آپ کا دل مبارک ان تمام عوارض سے پاک صاف اور بالاتر تھا جو عام انسانوں کو لاحق ہوتے ہیں۔ اس کے باوجود آپ ﷺ کا یہ فرمانا کہ ''میرے دل پر پردہ سا آ جاتا ہے'' اس کی تفصیل ہمارے لیے مشکل ہے۔ اس لیے امام لغت اصمعی نے کہا ہے کہ ''اگر غیر نبی کے دل کی بات ہوتی تو میں اس پر بات کرتا۔'' علامہ سندھی بھی ''تفویض'' کو ترجیح دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بطور افہام وتفہیم کے بات اس قدر ہے کہ آپ کی حالت اس طرح کی ہو جاتی تھی کہ آپ اس پر استغفار فرماتے۔ (عون المعبود) جب رسول اللہ ﷺ رسول ہوتے ہوئے بھی استغفار فرماتے تھے تو عام انسانوں کی کیا حالت ہونی چاہیے۔

١٥١٦- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ:

١٥١٦- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کہتے ہیں کہ

١٥١٥ـ تخريج: أخرجه مسلم، الذكر والدعاء، باب استحباب الاستغفار والاستكثار منه، ح: ٢٧٠٢ من حديث حماد بن زيد به، وتابعه حماد بن سلمة.

١٥١٦ـ تخريج: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الأدب، باب الاستغفار، ح: ٣٨١٤ من حديث أبي أسامة به، وقال◀◀

حَدَّثَنا أَبُو أُسَامَةَ عن مَالِكِ بنِ مِغْوَلٍ، عن مُحمَّدِ بنِ سُوقَةَ، عن نافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ قال: إِنْ كُنَّا لَنَعُدُّ لِرَسُولِ الله ﷺ في المَجْلِسِ الْوَاحِدِ مِائَةَ مَرَّةٍ: «رَبِّ اغْفِرْ لِي وَتُبْ عَلَيَّ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ».

بلاشبہ ہم شمار کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ ایک ایک مجلس میں سوسو بار یہ کلمہ دہراتے تھے: [رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَتُبْ عَلَیَّ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْم] ''اے میرے رب! مجھے بخش دے اور (رحمت کے ساتھ) میری طرف رجوع فرما۔ بلاشبہ تو بہت زیادہ رجوع فرمانے والا اور رحم کرنے والا ہے۔''

١٥١٧- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَني حَفْصُ بنُ عُمَرَ بنِ مُرَّةَ الشَّنِّيُّ: حَدَّثَني أبي عُمَرُ بنُ مُرَّةَ قال: سَمِعْتُ هِلَالَ ابنَ يَسَارِ بنِ زَيْدٍ مَوْلَى النَّبِيِّ ﷺ قال: سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُنِيهِ عن جَدِّي أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ قالَ: أَسْتَغْفِرُ الله الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ، غُفِرَ لَهُ وَإِن كَانَ فَرَّ مِنَ الزَّحْفِ».

١٥١٧- حضرت زید ؓ (مولیٰ نبی ﷺ) نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جو شخص یوں کہتا ہے: [اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَالْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَ اَتُوْبُ اِلَیه] ''میں معافی مانگتا ہوں اللہ سے' وہ ذات کہ اس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں' وہ زندہ ہے اور نگرانی کرنے والا ہے۔ اور میں اسی کی طرف توبہ اور رجوع کرتا ہوں۔'' تو اس کو بخش دیا جاتا ہے اگرچہ وہ جہاد سے بھی بھاگا ہو۔''

فائدہ: زبان زد عام استغفار کے الفاظ [اَسْتَغْفِرُاللّٰهَ رَبِّیْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْه] اگرچہ معناً صحیح ہیں' مگر رسول اللہ ﷺ کے فرمودہ نہیں ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے فرمودہ الفاظ کو اختیار کرنا ہی سنت اور آپ سے محبت ہے۔

١٥١٨- حَدَّثَنا هِشَامُ بنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنا الْوَلِيدُ بنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنا الْحَكَمُ ابنُ مُصْعَبٍ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عَلِيِّ بنِ

١٥١٨- حضرت ابن عباس ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے استغفار کا التزام کیا' اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر تنگی سے نکلنے کی راہ اور ہر غم

---

◄◄ الترمذي "حسن صحيح غريب"، ح: ٣٤٣٤، وصححه ابن حبان، ح: ٢٤٥٩.

١٥١٧ـ تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب: في دعاء الضيف، ح: ٣٥٧٧ عن موسى بن إسماعيل به، وقال: "غريب"، وللحديث شاهد حسن عند الحاكم: ١/ ٥١١، ٢/ ١١٧، ١١٨، وصححه في الرواية الثانية على شرط مسلم، ووافقه الذهبي.

١٥١٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الأدب، باب الاستغفار، ح: ٣٨١٩ عن هشام بن عمار به، وصححه الحاكم: ٤/ ٢٦٢، وقال الذهبي: "الحكم (بن مصعب) فيه جهالة".

عَبْدِ الله بنِ عَبَّاسٍ، عن أَبِيهِ أَنَّهُ حَدَّثَهُ: عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ؛ أَنَّهُ حَدَّثَهُ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ لَزِمَ الاسْتِغْفَارَ جَعَلَ الله لَهُ مِنْ كلِّ ضِيقٍ مَخْرَجًا، وَمِنْ كلِّ هَمٍّ فَرَجًا، وَرَزَقَهُ مِنْ حَيْثُ لا يَحْتَسِبُ».

سے راحت کا سامان پیدا فرما دے گا۔ اور ایسے ایسے مقامات سے رزق مہیا فرمائے گا جس کا اسے وہم وگمان بھی نہ ہوگا۔''

**فوائد و مسائل:** یہ روایت تو سنداً ضعیف ہے' تاہم استغفار کی اہمیت وفضیلت قرآن و احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ اس لیے استغفار کی کثرت ہر صاحب تقویٰ کا شیوہ ہے۔ قرآن مجید میں ہے: ﴿وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًاo وَّ يَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ﴾ (الطلاق:۲' ۳) ''جو اللہ کا تقویٰ اختیار کرے اللہ اس کے لیے تنگی سے نکلنے کی راہ پیدا فرما دیتا ہے اور ایسے مقام سے رزق دیتا ہے جس کا اسے گمان بھی نہ ہو۔'' استغفار کے ہوتے ہوئے مومن متبع سنت کو کسی دست غیب اور بدعی عمل کی حاجت نہیں۔ رزق کی تنگی دامن گیر ہو یا دنیا کے ہموم و افکار کا ہجوم' تو استغفار کرے وسعت ہو جائے گی۔ اور رنج وفکر سے نجات پائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًاo يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًاo وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا﴾ (نوح:۱۰-۱۲) ''اللہ سے بخشش مانگو بے شک وہ بہت ہی بخشنے والا ہے۔ وہ تم پر موسلا دھار بارشیں برسائے گا (قحط وتنگدستی جاتی رہے گی اور فراخی حاصل ہوگی) اور مالوں اور اولاد سے تمہاری مدد فرمائے گا اور تمہیں باغات اور نہریں دے گا۔'' (فوائد وحید الزمان' بتصرف)

**١٥١٩- حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَارِثِ؛ ح: وحدَّثنا زِيَادُ بنُ أَيُّوبَ: حَدَّثَنا إِسْمَاعِيلُ المَعْنَى عن عَبْدِ الْعَزِيزِ ابنِ صُهَيْبٍ قال: سَأَلَ قَتَادَةُ أَنَسًا: أَيُّ دَعْوَةٍ كَانَ يَدْعُو بِهَا النَّبِيُّ ﷺ أَكْثَرَ؟ قالَ: كَانَ أَكْثَرُ دَعْوَةٍ يَدْعُو بِهَا: «اللَّهُمَّ [ربَّنا] آتِنَا في الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفي الآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ». وَزَادَ زِيَادٌ: وكَانَ

١٥١٩- عبدالعزیز بن صہیب بیان کرتے ہیں کہ جناب قتادہ نے حضرت انس ؓ سے پوچھا کہ نبی ﷺ کون سی دعا زیادہ کیا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: آپ کی اکثر دعا یہ ہوا کرتی تھی: [اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ] ''اے اللہ! اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں ہر طرح کی بھلائیاں عنایت فرما اور آخرت میں بھی جملہ حسنات و خیرات سے سرفراز فرما اور آگ کے عذاب سے محفوظ رکھ۔''

---

**١٥١٩ـ تخريج:** أخرجه البخاري، الدعوات، باب قول النبي ﷺ: "ربنا آتنا في الدنيا حسنة"، ح:٦٣٨٩ عن مسدد، ومسلم، الذكر والدعاء، باب فضل الدعاء باللّٰهم آتنا في الدنيا حسنة . . . الخ، ح:٢٦٩٠ من حديث إسماعيل ابن علية به.

أَنَسٌ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَدْعُوَ بِدَعْوَةٍ دَعَا بِهَا، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَدْعُوَ بِدُعَاءٍ دَعَا بِهَا فِيها .

زیاد نے مزید کہا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ جب کوئی دعا کرنا چاہتے تو انہی الفاظ سے دعا کرتے اور جب کوئی (خاص) دعا کرنا چاہتے تو اس میں اسے بھی شامل کر لیتے تھے۔

١٥٢٠ - **حَدَّثَنا** يَزِيدُ بنُ خَالِدٍ الرَّمْلِيُّ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ شُرَيْحٍ عنْ أبي أُمَامَةَ بنِ سَهْلِ بن حُنَيفٍ عنْ أبِيهِ قال: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ سَأَلَ الله الشَّهَادَةَ بِصِدْقٍ بَلَّغَهُ الله مَنَازِلَ الشُّهَدَاءِ، وَإِنْ مَاتَ عَلَىٰ فِرَاشِهِ» .

١٥٢٠- ابو امامہ بن سہل بن حنیف اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے سچے دل سے شہادت کا سوال کیا اللہ تعالیٰ اس کو شہداء کی منازل تک پہنچا دے گا خواہ اپنے بستر ہی پر اسے موت آئے۔''

فائدہ: دعا کی قبولیت کیلئے ''سچے دل سے دعا کرنا'' شرط ہے کیونکہ صدق و اخلاص ہی پر تمام اعمال کا دارومدار ہے۔ونسأل اللہ التوفیق.

١٥٢١ - **حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا أَبُو عَوَانَةَ عنْ عُثْمانَ بنِ المُغِيرَةِ الثَّقَفِيِّ، عنْ عَلِيِّ بنِ رَبِيعَةَ الأَسَدِيِّ، عنْ أَسْماءَ بنِ الْحَكَمِ الْفَزَارِيِّ قالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ الله عَنْهُ يَقُولُ: كُنْتُ رَجُلًا إِذَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ الله ﷺ حَدِيثًا نَفَعَنِي الله مِنْهُ بِمَا شَاءَ أَنْ يَنْفَعَنِي، وَإِذا حَدَّثَنِي أَحَدٌ مِنْ أَصْحابِهِ اسْتَحلَفْتُهُ، فَإِذَا حَلَفَ لِي صَدَّقْتُهُ. قالَ: وَحَدَّثَنِي أَبُو بَكْرٍ - وَصَدَقَ أَبُو بَكْرٍ - أَنَّهُ

١٥٢١- سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ میں ایسا شخص تھا کہ جب میں رسول اللہ ﷺ سے کوئی حدیث سنتا تو اللہ تعالیٰ مجھے اس سے جو چاہتا فائدہ عنایت فرماتا۔ اور جب کوئی اور صحابی حدیث بیان کرتا' تو میں اس سے قسم لیتا تھا اور جب وہ قسم اٹھاتا تو میں اس کی تصدیق کرتا تھا۔ کہا: مجھ سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی اور انہوں نے سچ کہا' انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ فرما رہے تھے: ''کوئی بندہ ایسا نہیں جو کوئی گناہ کر بیٹھے پھر وضو کرے اچھی طرح' پھر کھڑا ہو

---

١٥٢٠ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، الإمارة، باب استحباب طلب الشهادة في سبيل الله تعالى، ح: ١٩٠٩ من حديث عبدالله بن وهب به.

١٥٢١ـ **تخريج**: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، باب: ومن سورة آل عمران، ح: ٣٠٠٦ من حديث أبي عوانة الوضاح به، وقال: "حسن"، ورواه ابن ماجه، ح: ١٣٩٥، وصححه ابن حبان، ح: ٢٤٥٤، وأورده الضياء في المختارة: ١/ ٨٢ـ٨٧، ح: ٧ـ١١ وأُعلّ بعلة غير قادحة.

قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَا مِنْ عَبْدٍ يُذْنِبُ ذَنْبًا فَيُحْسِنُ الطُّهُورَ، ثُمَّ يَقُومُ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ يَسْتَغْفِرُ اللهَ إِلَّا غَفَرَ اللهُ لَهُ»، ثُمَّ قَرَأَ هَذِهِ الآيَةَ: ﴿وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ﴾ إِلَى آخِرِ الآيَةِ [آل عمران: ١٣٥].

اور دو رکعتیں پڑھے اور اللہ سے استغفار کرے، مگر اللہ اسے معاف کر دیتا ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: ﴿وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوبِهِمْ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَافَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ﴾ ''متقی وہ لوگ ہیں جو اگر کبھی کوئی بے حیائی کا کام کریں یا اپنی جانوں پر کوئی ظلم کر بیٹھیں، تو اللہ کو یاد کرتے اور اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں۔ اور اللہ کے سوا اور کون ہے جو گناہ بخش دے۔ اور یہ لوگ جانتے بوجھتے اپنے کیے پر نہیں اڑتے اور نہ اصرار کرتے ہیں۔''

**فوائد ومسائل:** ① حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے احادیث کے سلسلے میں قسم لینا اعتماد مزید کے لیے ہوتا تھا۔ اور فرمان نبی ﷺ پر اسی وقت عمل واجب ہوتا ہے جب وہ کامل شروط کے ساتھ صحیح ثابت ہو۔ ② اس قدر اہتمام کے باوجود وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے قسم لینے کی جرأت نہ کرتے تھے۔ اس میں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے مرتبے کی بلندی، ان کا احترام، ان کے صدق پر گہرا اعتماد اور ان کے باہمی برادرانہ روابط کا شاندار ثبوت ہے۔ ③ توبہ واستغفار کی نیت سے نماز مستحب ہے۔



**١٥٢٢- حَدَّثَنَا** عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مَيْسَرَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ الْمُقْرِىءُ: حَدَّثَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ: حَدَّثَنِي عُقْبَةُ بْنُ مُسْلِمٍ يَقُولُ: حدثني أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيُّ عن الصُّنَابِحِيِّ، عَنْ مُعَاذِ بن جَبَلٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَخَذَ بِيَدِهِ وَقَالَ: «يَامُعَاذُ! وَاللهِ! إِنِّي لَأُحِبُّكَ»، فَقَالَ: «أُوصِيكَ يَامُعَاذُ! لَا تَدَعَنَّ فِي دُبُرِ كُلِّ

١٥٢٢- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: ''اے معاذ! قسم اللہ کی! مجھے تم سے محبت ہے۔'' پھر فرمایا: ''اے معاذ! میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ کسی نماز کے بعد یہ دعا ہرگز ترک نہ کرنا: [اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَ شُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ] ''اے اللہ اپنا ذکر کرنے، شکر کرنے اور بہترین انداز میں اپنی عبادت کرنے میں میری مدد فرما۔'' چنانچہ معاذ رضی اللہ عنہ نے یہ

**١٥٢٢ـ تخريج: [إسناده صحيح]** أخرجه النسائي، السهو، باب: نوع آخر من الدعاء، ح: ١٣٠٤ من حديث حيوة بن شريح به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٧٥١، وابن حبان، ح: ٢٣٤٥، والحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٢٧٣، ووافقه الذهبي، وصححاه مرةً أخرى: ٣/ ٢٧٣، ٢٧٤.

صَلَاةٍ تَقُولُ: اللَّهُمَّ! أَعِنِّي عَلَىٰ ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ»، وَأَوْصَىٰ بِذَلِكَ مُعَاذٌ الصُّنَابِحِيَّ، وَأَوْصَى بِهِ الصُّنَابِحِيُّ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ.

وصیت (اپنے شاگرد) صنابحی کو کی اور پھر صنابحی نے یہ وصیت (اپنے شاگرد) ابوعبدالرحمٰن کو کی۔

**فوائد و مسائل:** ① کیا مرتبۂ بلند ہے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا کہ رسول اللہ ﷺ قسم اٹھا کر فرماتے ہیں "مجھے تم سے محبت ہے۔" رضي الله عنه وأرضاه. چنانچہ ہم بھی یہی کہتے ہیں "قسم اللہ کی! ہمیں معاذ سے اور تمام صحابہ سے محبت ہے۔" ② اعمال خیر کی توفیق اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ملتی ہے۔ چنانچہ چاہیے کہ مذکورہ دعا کو اپنا وِرد اور معمول بنالیا جائے۔ ③ بعض روایات میں صراحت ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے اپنے شاگرد صنابحی کو جب یہ حدیث سنائی تو اس کا ہاتھ پکڑ کر اور اللہ کی قسم اٹھا کر کہ "مجھے تم سے محبت ہے" یہ حدیث سنائی' جس طرح رسول اللہ ﷺ نے قسم اٹھائی تھی' اسی طرح جناب صنابحی رحمہ اللہ نے بھی ہاتھ پکڑ کر اور قسم اٹھا کر کہ "مجھے تم سے محبت ہے" اپنے شاگرد کو یہ حدیث سنائی۔

**١٥٢٣- حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ: حَدَّثَنَا ابنُ وَهْبٍ عن اللَّيْثِ بن سَعْدٍ؛ أَنَّ حُنَيْنَ بنَ أَبِي حَكِيمٍ حَدَّثَهُ عَنْ عُلَيِّ بنِ رَبَاحٍ اللَّخْمِيِّ، عنْ عُقْبَةَ بن عَامِرٍ قالَ: أَمَرَنِي رَسُولُ الله ﷺ أَنْ أَقْرَأَ بِالْمُعَوِّذَاتِ دُبُرَ كلِّ صلَاةٍ.

**١٥٢٣- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے** انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا تھا کہ ہر نماز کے بعد معوِّذات پڑھا کروں۔

**فائدہ:** جامع ترمذی میں یہ روایت مُعوِّذات کی بجائے تثنیہ کے صیغہ سے مُعَوِّذَتین آیا ہے اور ان سے مراد ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ ہے اور انہیں اس روایت میں صیغۂ جمع کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اور ممکن ہے کہ ان کے ساتھ ﴿قُلْ يَا اَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ بھی مراد ہو کیونکہ یہ سب سورتیں تمام تعوذات کی جامع ہیں۔ سورۃ الکافرون میں شرک سے براءت اور سورۃ الاخلاص میں اظہار و اقرار توحید اور مُعَوِّذَتین میں ہر شر سے اللہ کی پناہ لینے کا بیان ہے۔

**١٥٢٤- حَدَّثَنَا** أَحْمَدُ بنَ عليِّ بنِ سُوَيْدٍ

**١٥٢٤- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے**

---

**١٥٢٣ـ تخريج:** [**إسناده حسن**] أخرجه النسائي، السهو، باب الأمر بقراءة المعوذات بعد التسليم من الصلوة، ح:١٣٣٧ عن محمد بن سلمة به، وحسنه الترمذي، ح:٢٩٠٣، وصححه ابن خزيمة، ح:٧٥٥، وابن حبان، ح:٧٥٥، والحاكم:١/ ٢٥٣ على شرط مسلم، ووافقه الذهبي.

**١٥٢٤ـ تخريج:** [**إسناده ضعيف**] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح:١٠٢٩١، وأحمد:١/ ٣٩٤، ٣٩٧ من حديث ◀◀

السَّدُوسِيُّ: حَدَّثَنا أَبُودَاوُدَ عنْ إِسْرَائِيلَ، عنْ أبي إِسْحَاقَ، عنْ عَمْرِو بن مَيْمُونٍ، عنْ عَبْدِ الله: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ كَانَ يُعْجِبُهُ أَنْ يَدْعُوَ ثَلَاثًا وَيَسْتَغْفِرَ ثَلَاثًا.

ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ بات پسند تھی کہ دعا کے کلمات تین تین بار دہرائیں اور تین بار استغفار کریں۔

١٥٢٥- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله ابنُ دَاوُدَ عنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بن عُمَرَ، عنْ هِلَالٍ، عنْ عُمَرَ بنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عن ابن جَعْفَرٍ، عنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ قالَتْ: قالَ لِي رَسُولُ الله ﷺ: «أَلَا أُعَلِّمُكِ كَلِمَاتٍ تَقُولِينَهُنَّ عِنْدَ الْكَرْبِ - أَوْ فِي الْكَرْبِ -: الله الله رَبِّي لَا أُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا».

١٥٢٥-حضرت اسماء بنت عمیس ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''کیا میں تمہیں ایسے کلمات نہ سکھا دوں جو تم پریشانی کی صورت میں پڑھا کرو..... یعنی [اَللّٰه اَللّٰه رَبِّی لَا أُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا] ''اللہ اللہ ہی میرا رب ہے میں اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں بناتی (بناتا۔'')

قال أَبُودَاوُدَ: هَذَا هِلَالٌ مَوْلَى عُمَرَ بنِ عَبْدِالْعَزِيزِ، وَابنُ جَعْفَرٍ هُوَ عَبْدُالله بنُ جَعْفَرٍ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ راوی حدیث ہلال' یہ عمر بن عبدالعزیز ؒ کا مولیٰ ہے۔ اور ابن جعفر سے مراد عبداللہ بن جعفر ہے۔

فائدہ: اس دعا میں راز یہ ہے کہ بندہ جس قدر اپنے خالق و مالک سے ربط و تعلق میں مضبوط ہوگا' اسی قدر دنیاوی پریشانیوں سے محفوظ رہے گا۔ اس سے کٹ کر نا ممکن ہے کہ کوئی راحت و سکون پا سکے۔ اور جو عصیان کے باوجود اپنے آپ کو راحت میں سمجھتے ہیں' فریب خوردہ ہیں۔ درحقیقت اللہ نے انہیں مہلت دی ہوئی ہے اور آخرت میں ان کے لیے کچھ نہیں ہے۔ وَنَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَافِية.

١٥٢٦- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عنْ ثَابِتٍ وَعَلِيِّ بنِ زَيْدٍ وَسَعِيدٍ الْجُرَيْرِيِّ، عنْ أَبِي عُثْمانَ

١٥٢٦-حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ نے بیان کیا کہ میں ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔ جب ہم مدینہ کے قریب پہنچے تو لوگوں نے اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر

---

إسرائيل به، وصححه ابن حبان، ح: ٢٤١٠ * أبوإسحاق مدلس وعنعن.

١٥٢٥ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الدعاء، باب الدعاء عند الكرب، ح: ٣٨٨٢ من حديث عبدالعزيز بن عمر به، وللحديث شواهد عند ابن حبان، ح: ٢٣٦٩ وغيره.

١٥٢٦ـ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٣٩٩، ٤٠٠، ح: ١٩٨٠٤ من حديث حماد بن سلمة به مختصرًا، وأصله متفق عليه، البخاري، ح: ٢٩٩٢، ومسلم، ح: ٢٧٠٤ مختصرًا ومطولاً.

النَّهْدِيِّ؛ أَنَّ أَبَا مُوسَى الْأَشْعَرِيَّ قَالَ: كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي سَفَرٍ، فَلَمَّا دَنَوْا مِنَ الْمَدِينَةِ كَبَّرَ النَّاسُ وَرَفَعُوا أَصْوَاتَهُمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَاأَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّكُمْ لَا تَدْعُونَ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا، إِنَّ الَّذِي تَدْعُونَهُ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ أَعْنَاقِ رِكَابِكُمْ»، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَاأَبَا مُوسَىٰ! أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى كَنْزٍ مِنْ كُنُوزِ الْجَنَّةِ؟» فَقُلْتُ: وَمَا هُوَ؟ قَالَ: «لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ».

کہنا شروع کر دیا اور اپنی آوازیں اونچی کیں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لوگو! تم کسی بہرے یا غائب کو نہیں پکار رہے ہو، بے شک جسے تم پکارتے ہو وہ تمہارے اور تمہاری سواریوں کی گردنوں کے درمیان (نہایت قریب ہے، لہٰذا چیخنے چلّانے کی ضرورت نہیں۔) ہے۔“ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ابوموسیٰ! کیا میں تمہیں جنت کا ایک خزانہ نہ بتاؤں؟“ میں نے عرض کیا: وہ کیا ہے؟ فرمایا: ”[لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ] کسی برائی سے بچنا اور دور رہنا اور کسی نیکی اور خیر کی ہمت پانا اللہ کے بغیر ممکن نہیں۔“

فوائد ومسائل: ① اللہ عزوجل بذاتہ عرش مُعَلّٰی پر ہے اور اپنے علم، سمع، بصر اور قدرت کے لحاظ سے اپنے بندوں اور مخلوق کے انتہائی قریب ہے۔ اسی مفہوم میں یہاں ذکر ہوا ہے کہ ”وہ تمہارے اور تمہاری سواریوں کی گردنوں کے درمیان ہے۔“ ② قرآن کریم اور احادیث صحیحہ میں اللہ عزوجل کی صفات دو انداز سے مذکور ہوئی ہیں: اثباتی اور سلبی، جیسے کہ سورۂ اخلاص میں ہے کہ وہ اکیلا ہے۔ صَمَد ہے۔ ان میں اثبات ہے۔ ”اس نے جنا نہیں، وہ جنا نہیں گیا، کوئی اس کی برابری کرنے والا نہیں ہے۔“ ان میں سلب کا اثبات ہے۔ مذکورہ بالا حدیث میں دوسری نوع کی صفات کا ذکر ہے۔ ”وہ بہرا نہیں ہے“ یعنی سمیع ہے۔ ”وہ غائب نہیں ہے“ یعنی قریب ہے۔ ③ چلّا چلّا کر اللہ کا ذکر کرنا بے عقلی ہے۔ جن مواقع پر اونچی آواز سے ذکر کرنے کا بیان آیا ہے وہاں آواز بالکل مناسب اور معقول رکھنے کی تعلیم ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذَٰلِكَ سَبِيلًا﴾ (بنی اسرائیل:۱۱۰) ④ امام نووی نے کلمہ [لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ] کو کلمۂ استسلام وتفویض سے تعبیر کیا ہے یعنی بندہ فی ذاتہ کسی چیز کا مالک نہیں مگر وہی جو اللہ چاہے۔ ⑤ شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک اس میں [اِنَّ الَّذِیْ تَدْعُوْنَهٗ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَ اَعْنَاقِ رِكَابِكُمْ] ”بے شک جسے تم پکارتے ہو وہ تمہارے اور تمہاری سواریوں کی گردنوں کے درمیان ہے۔“ کے الفاظ منکر (ضعیف) ہیں۔

١٥٢٧- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ ابْنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِي

۱۵۲۷- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ وہ لوگ اللہ کے نبی ﷺ کے ساتھ تھے اور ایک گھاٹی

١٥٢٧- تخريج: أخرجه البخاري، القدر، باب لا حول ولا قوة إلا بالله، ح: ٦٦١٠، ومسلم، الذكر والدعاء، باب استحباب خفض الصوت بالذكر إلا في المواضع . . . الخ، ح: ٢٧٠٤ من حديث أبي عثمان النهدي به.

عُثْمانَ، عنْ أبي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ: أَنَّهُمْ كَانُوا مَعَ نَبِيِّ الله ﷺ وَهُمْ يَتَصَعَّدُونَ في ثَنِيَّةٍ، فَجَعَلَ رَجُلٌ كُلَّمَا عَلَا الثَّنِيَّةَ نَادَى لَا إِلٰهَ إِلَّا الله وَالله أَكْبَرُ. فَقالَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ: «إِنَّكُمْ لَا تُنَادُونَ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا»، ثُمَّ قالَ: «يَاعَبْدَ الله بنَ قَيْسٍ!» فَذَكَرَ مَعْنَاهُ.

پر چڑھ رہے تھے ایک آدمی جب بھی کسی گھاٹی پر چڑھتا تو خوب اونچی آواز سے کہتا: [لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَر] تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”تم کسی بہرے یا غائب کو نہیں پکارتے ہو۔“ (وہ سمیع اور قریب ہے چلاتے کیوں ہو؟) پھر فرمایا: ”اے عبداللہ بن قیس!“ (ابوموسیٰ اشعری) اور مذکورہ حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔

١٥٢٨- حَدَّثَنا أَبُو صَالِحٍ مَحْبُوبُ بنُ مُوسَىٰ: أخبرنا أَبُو إِسْحَاقَ الْفَزَارِيُّ عنْ عَاصِمٍ، عنْ أَبي عُثْمانَ، عنْ أَبي مُوسَىٰ بِهَذَا الْحَدِيثِ. وَقالَ فيهِ: فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «يَاأَيُّهَا النَّاسُ! ارْبَعُوا عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ».

۱۵۲۸- ابوعثمان نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے یہی حدیث روایت کی ہے اور اس میں کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”لوگو! اپنے آپ پر رحم کرو (چلاؤ نہیں۔“)

١٥٢٩- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنا أَبُو الْحُسَيْنِ زَيْدُ بنُ الْحُبَابِ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ شُرَيْحٍ الْإِسْكَنْدَرَانِيُّ قالَ: حَدَّثَني أَبُو هَانِيءٍ الْخَوْلَانِيُّ؛ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا عَلِيٍّ الْجَنْبِيَّ؛ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ؛ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «مَنْ قال: رَضِيتُ بِاللهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا، وَبِمُحَمَّدٍ ﷺ رَسُولًا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ».

۱۵۲۹- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص: [رَضِيتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّ بِالْاِسْلَامِ دِينًا، وَّ بِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا] ”میں اللہ کے رب ہونے پر، اسلام کے دین ہونے پر اور محمد ﷺ کے رسول ہونے پر راضی ہوں۔“ کہے اس کے لیے جنت واجب ہو گئی۔“

فائدہ: شرط یہ ہے کہ قول کے ساتھ ساتھ عمل اور کردار کی تائید بھی ہو۔



١٥٢٨ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة خيبر، ح: ٤٢٠٦، ومسلم، الذكر والدعاء، باب استحباب خفض الصوت بالذكر إلا في المواضع . . . الخ، ح: ٢٧٠٤ من حديث عاصم به.

١٥٢٩ـ **تخريج**: [**إسناده صحيح**] أخرجه النسائي في عمل اليوم والليلة، ح: ٥ من حديث زيد بن الحباب به.

١٥٣٠- حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ دَاوُدَ الْعَتَكِيُّ: حَدَّثَنا إِسْمَاعِيلُ بنُ جَعْفَرٍ عن الْعَلَاءِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن أبِيهِ، عن أبي هُرَيْرَةَ؛ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ [صَلَاةً] وَاحِدَةً [صَلَّى] اللهُ عَلَيْهِ عَشْرًا».

١٥٣٠- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص ایک بار مجھ پر درود (صلاۃ) پڑھتا ہے' اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل کرتا ہے۔''

١٥٣١- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا الْحُسَيْنُ بنُ عَلِيٍّ الْجُعْفِيُّ عنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ يَزِيدَ بنِ جَابِرٍ، عن أَبِي الأَشْعَثِ الصَّنْعَانِيِّ، عن أَوْسِ بنِ أَوْسٍ قالَ: قالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُم يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَأَكْثِرُوا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِيهِ، فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوضَةٌ عَلَيَّ». قالَ: فَقَالُوا: يَارسولَ الله! وَكَيْفَ تُعْرَضُ صَلَاتُنَا عَلَيْكَ وَقَدْ أَرَمْتَ؟ -قال: يَقُولُونَ: بَلِيتَ- قالَ: «إِنَّ اللهَ حَرَّمَ عَلَى الأَرْضِ أَجْسَادَ الأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ».

١٥٣١- حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے افضل دنوں میں سے جمعے کا دن فضیلت والا ہے' سو اس دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو۔ بلاشبہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔'' صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمارا درود آپ پر کیسے پیش کیا جائے گا حالانکہ آپ کا جسم (قبر میں) بوسیدہ ہو چکا ہوگا؟ فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کے جسم زمین پر حرام کر دیے ہیں۔''



(المعجم ٢٧) - **باب النَّهْيِ أَنْ يَدْعُوَ الْإِنْسَانُ عَلَى أَهْلِهِ وَمَالِهِ** (التحفة ٣٦٣)

باب: ٢٧- اپنے مال اور اولاد کو بددعا کرنا منع ہے

١٥٣٢- حَدَّثَنا هِشَامُ بنُ عَمَّارٍ وَيَحْيَى ابنُ الْفَضْلِ وَسُلَيْمانُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

١٥٣٢- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے آپ کو بددعا نہ

---

١٥٣٠- **تخريج**: أخرجه مسلم، الصلوة، باب الصلوة على النبي ﷺ بعد التشهد، ح: ٤٠٨ من حديث إسماعيل ابن جعفر به.

١٥٣١- **تخريج**: [**ضعيف**] تقدم تخريجه، ح: ١٠٤٧.

١٥٣٢- **تخريج**: [**صحيح**] تقدم تخريجه، ح: ٤٨٥، ٦٣٤.

قَالُوا: حَدَّثَنا حَاتِمُ بنُ إِسْمَاعِيلَ: حدثنا يَعْقُوبُ بنُ مُجَاهِدٍ أَبُو حَزْرَةَ عن عُبَادَةَ بنِ الْوَلِيدِ بنِ عُبَادَةَ بنِ الصَّامِتِ، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «لا تَدْعُوا عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ، وَلا تَدْعُوا عَلَى أَوْلَادِكُمْ، وَلا تَدْعُوا عَلَىٰ خَدَمِكُمْ، وَلا تَدْعُوا عَلَى أَمْوَالِكُمْ، لا تُوَافِقُوا مِنَ الله سَاعَةَ نَيْلٍ فيهَا عَطَاءٌ فَيَسْتَجِيبَ لَكُمْ».

دؤ اپنی اولاد کو بددعا نہ دؤ اپنے خادموں کو بددعا نہ دو اور اپنے مالوں کو بددعا نہ دؤ ایسا نہ ہو کہ وہ اللہ کی طرف سے عطا و قبولیت کی گھڑی ہو (ادھر تم کوئی بددعا کرو کہ اللہ تعالیٰ اسے) تمہارے لیے قبول کر لے۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هذا الحدِيثُ مُتَّصِلٌ، عُبَادَةُ بنُ الْوَلِيدِ بنِ عُبَادَةَ لَقِيَ جَابِرًا.

امام ابوداود فرماتے ہیں کہ یہ حدیث متصل ہے' عبادہ بن ولید بن عبادہ نے حضرت جابر ؓ سے ملاقات کی ہے۔

فائدہ: بعض گھڑیاں اللہ کی جانب سے قبولیت کی ہوتی ہیں۔ان کا علم اللہ ہی کو ہے' اس لیے بندے کو ہمیشہ محتاط رہنا چاہیے اور کسی بھی وقت زبان سے کوئی غلط بات نہیں نکالنی چاہیے' ہوسکتا ہے پوری ہو جائے اور پھر پچھتا تا پھرے۔

## (المعجم ٢٨) - باب الصَّلَاةِ عَلَى غَيْرِ النَّبِيِّ ﷺ (التحفة ٣٦٤)

## باب:۲۸- نبی ﷺ کے علاوہ دوسروں کے لیے صلاۃ

١٥٣٣- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عِيسَى: حَدَّثَنا أَبُو عَوَانَةَ عن الأَسْوَدِ بنِ قَيْسٍ، عن نُبَيْحٍ الْعَنَزِيِّ، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله؛ أَنَّ امْرَأَةً قَالَتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ: صَلِّ عَلَيَّ وَعَلَى زَوْجِي، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «صَلَّى الله عَلَيْكِ وَعَلَىٰ زَوْجِكِ».

۱۵۳۳- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے مروی ہے کہ ایک عورت نے نبی ﷺ سے کہا: میرے اور میرے شوہر کے لیے دعائے رحمت فرما دیجیے' تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تجھ پر اور تیرے شوہر پر اپنی رحمتیں (اور برکتیں) نازل فرمائے۔''

توضیح: لفظ [صلاۃ] کے متعدد معانی ہیں' ان میں سے ایک معنی ''دعا'' ہے۔اور جو [صلاۃ] رسول اللہ ﷺ کے لیے ہے وہ اپنے مفہوم میں جامع اور عظیم تر ہے اور اس کے خاص الفاظ ہم مسلمانوں کو تعلیم کر دیے گئے ہیں جیسے

١٥٣٣ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٩٧ عن أبي عوانة به، ورواه النسائي في عمل اليوم والليلة، ح: ٤٢٣، وصححه ابن حبان، ح: ١٩٥٠ـ١٩٥٢.

کہ درود ابراہیمی وغیرہ میں ہے۔ غیر نبی کے لیے ''صلاۃ'' درود شریف میں بالتبع عموماً پڑھی جاتی ہے جیسے کہ [صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آله وَصَحْبِهِ اَجْمَعِيْن] اور [صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ عَلٰى آلِهِ وَ سَلَّم] جیسے مختصر درود میں آل واصحاب کا ذکر معروف ہے اور آپ ﷺ کو حکم دیا گیا تھا کہ زکوۃ پیش کرنے والوں کے لیے خاص دعا (صلوۃ) فرمایا کریں جیسے اللہ کا فرمان ہے: ﴿خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَ تُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ﴾ (التوبہ: ۱۰۳) ''ان کے مالوں میں سے صدقہ لیجیے جس سے آپ انہیں پاک کریں اور ان کا تزکیہ فرمائیں اور ان کے حق میں دعائے خیر فرمائیں۔ بلاشبہ آپ کی دعا ان کے لیے سکون کا باعث ہے۔'' چنانچہ نبی ﷺ لفظ [صلاۃ] سے صحابہ کو دعا دیا کرتے تھے جیسے کہ اس حدیث میں وارد ہے مگر یہ ''صلاۃ'' بمعنی دعائے رحمت ہے' کیونکہ ''صلاۃ'' کا لفظ کئی معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

## (المعجم ٢٩) - باب الدُّعَاءِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ (التحفة ٣٦٥)

## باب:۲۹- غائبانہ دعا کی فضیلت

١٥٣٤- حَدَّثَنا رَجاءُ بنُ المُرَجَّا: حَدَّثَنا النَّضْرُ بنُ شُمَيْلٍ: أَخْبَرَنَا مُوسَى بنُ ثَرْوَانَ: حدثني طَلْحَةُ بنُ عُبَيْدِالله بنِ كَرِيزٍ: حدثَتْني أُمُّ الدَّرْدَاءِ قالَتْ: حدثني سَيِّدِي: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «إِذَا دَعَا الرَّجُلُ لِأَخِيهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ قَالَتِ المَلَائِكَةُ آمِينَ، وَلَكَ بِمِثْلٍ».

۱۵۳۴- ام الدرداء ؓ بیان کرتی ہیں کہ میرے آقا حضرت ابو الدرداء ؓ نے بیان کیا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا' آپ فرماتے تھے: ''جب کوئی شخص اپنے بھائی کے لیے غائبانہ دعا کرتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں ''آمین'' (اے اللہ! قبول فرما) اور تجھے بھی یہی کچھ حاصل ہو۔''

فوائد ومسائل: ① حضرت ابو الدرداء ؓ کی دو بیویاں تھیں اور دونوں کی کنیت ''ام الدرداء'' تھی۔ بڑی صحابیہ تھیں ان کا نام ''خیرہ'' ہے اور جن کا اس سند میں ذکر ہے' وہ تابعیہ ہیں ان کا نام ''هجيمه يا جهيمه ياجمانه'' وارد ہے۔ رحمہا اللہ تعالیٰ۔ ② اس میں ترغیب ہے کہ انسان اپنے قریبی اور بعیدی تمام عزیزوں کو بلکہ عام مسلمانوں کو بھی اپنی دعاؤں میں شامل رکھا کرے تاکہ فرشتے اس کے لیے دعا کریں اور فرشتوں کی دعا (ان شاء اللّٰه) قبولیت کے لیے بہت زیادہ مددگار ہوگی۔

---

١٥٣٤- تخريج: أخرجه مسلم، الذكر والدعاء، باب فضل الدعاء للمسلمين بظهر الغيب، ح: ٢٧٣٢ من حديث طلحة بن عبيدالله بن كريز به.

۱۵۳۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: حدثني عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زِيَادٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَبْدِ الله بنِ عَمْرِو بنِ الْعَاصِ؛ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «إِنَّ أَسْرَعَ الدُّعَاءِ إِجَابَةً دَعْوَةُ غَائِبٍ لِغَائِبٍ».

۱۵۳۵-حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بہت جلد قبول ہونے والی دعا یہ ہے کہ انسان کسی غیر موجود کے لیے غائبانہ دعا کرے۔“

۱۵۳٦- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبراهِيمَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عن يَحْيَىٰ، عن أَبِي جَعْفَرٍ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قالَ: «ثَلَاثُ دَعَوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٌ لَا شَكَّ فِيهِنَّ: دَعْوَةُ الْوَالِدِ، وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ، وَدَعْوَةُ الْمَظْلُومِ».

۱۵۳٦-حضرت ابو ہریرہ ؓ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”تین دعاؤں کے قبول ہونے میں شک نہیں۔ باپ کی دعا' مسافر کی دعا اور مظلوم کی دعا۔“

فائدہ: یہ تینوں شخصیات بالعموم ایسی ہوتی ہیں کہ ان میں اخلاص' صدق' رقت قلب اور انکساری بہت زیادہ ہوتی ہے اور ان کی دعا میں خیر اور شر کے دونوں پہلو ممکن ہیں' لہٰذا بیٹے کو چاہیے کہ باپ کے ساتھ باادب' معاون اور مطیع رہے اور اس کی دعاؤں سے حصہ حاصل کرنے والا بنے۔ مسافر کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ بھی واضح ہے کہ اس کی بددعا از حد نقصان دہ ثابت ہو سکتی ہے' اس لیے کسی پر کبھی ظلم نہیں کرنا چاہیے اور ان حضرات کو بھی یہی لائق ہے کہ اللہ کی رحمتوں کے سائل رہیں اور مشکلات پر صبر کر کے اللہ سے اجر لیں۔

## (المعجم ۳۰) - باب مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا خَافَ قَوْمًا (التحفة ٣٦٦)

## باب:۳۰-انسان کو اگر کسی سے کوئی خوف ہو تو کون سی دعا کرے؟

۱۵۳۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى:

۱۵۳۷-حضرت ابو موسیٰ اشعری ؓ نے بیان کیا

---

۱۵۳۵_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، البر والصلة، باب ما جاء في دعوة الأخ لأخيه بظهر الغيب، ح: ١٩٨٠ من حديث عبدالرحمٰن بن زياد الإفريقي به، وقال: "غريب . . . والإفريقي يضعف في الحديث".

۱۵۳٦_ تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، البر والصلة، باب ما جاء في دعوة الوالدين، ح: ١٩٠٥، وابن ماجه، ح: ٣٨٦٢ من حديث هشام الدستوائي به، وقال الترمذي: "حسن"، وصححه ابن حبان، ح: ٢٤٠٦، وللحديث شواهد عند الحاكم: ١/ ٤١٧، ٤١٨، والهيثمي في مجمع الزوائد: ١٠/ ١٥١.

۱۵۳۷_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي في عمل اليوم والليلة، ح: ٦٠١ عن محمد بن المثنى به، وصححه ◀◀

حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ: حدثني أَبِي عن قَتَادَةَ، عن أبي بُرْدَةَ بنِ عَبْدِ الله؛ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا خَافَ قَوْمًا قالَ: «اللَّهُمَّ! إِنَّا نَجْعَلُكَ في نُحُورِهِمْ وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شُرُورِهِمْ».

کہ نبی ﷺ کو جب کسی قوم سے کوئی اندیشہ ہوتا تو اس طرح دعا کرتے: [اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجعَلُكَ فِی نُحُورِهِمُ وَنَعُوذُبِكَ مِنُ شُرُورِهِمُ] ''اے اللہ ہم تجھے ان کے مقابلے میں پیش کرتے ہیں اوران کی شرارتوں سے تیری پناہ میں آتے ہیں۔''

**فائدہ:** دشمنوں اور بدطینت لوگوں کے شرور سے بچنے کیلئے مشروع مادی اسباب اختیار کرنا بھی توکل کا لازمی حصہ ہے اور اللہ کی رحمت کا سائل رہنا مسلمان کا فریضہ اور اس کا شعار ہے۔

## (المعجم ٣١) - بَابُ الاِسْتِخَارَةِ (التحفة ٣٦٧)

## باب:٣١- استخارے کے احکام ومسائل

١٥٣٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ مُقَاتِلٍ خَالُ الْقَعْنَبِيِّ وَمُحَمَّدُ بنُ عِيسَى - المَعْنَىٰ وَاحِدٌ، - قالُوا: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ أبِي الْمَوَالِ: حدثني مُحَمَّدُ بنُ المُنكَدِرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بنَ عَبْدِ الله قال: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يُعَلِّمُنَا الاسْتِخَارَةَ كما يُعَلِّمُنَا السُّورَةَ مِنَ الْقُرآنِ، يَقُولُ لَنَا: «إِذَا هَمَّ أَحَدُكُمْ بِالأَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الفَرِيضَةِ وَلْيَقُلْ: اللَّهُمَّ! إِنِّي أَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ، وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ، وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيمِ، فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ، وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ، وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ. اللَّهُمَّ! فإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا

١٥٣٨- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں استخارے کی (اس اہتمام سے) تعلیم فرماتے تھے جیسے کہ قرآن کی کوئی سورت۔ آپ ہمیں فرماتے کہ جب تم میں سے کوئی کسی کام کا ارادہ کرے تو اسے چاہیے کہ فرضوں کے علاوہ دو رکعتیں پڑھے اور یوں دعا کرے: [اَللّٰهُمَّ إِنِّی اَستَخِیرُكَ بِعِلُمِكَ وَاَستَقُدِرُكَ بِقُدُرَتِكَ...... الخ] ''اے اللہ! میں تیرے علم کے واسطے سے خیر اور بھلائی چاہتا ہوں۔ اور تیری قدرت کے واسطے سے قدرت طلب کرتا ہوں۔ اور تیرے فضل عظیم کا سوال کرتا ہوں۔ بے شک تو قدرت رکھتا ہے اور میں قدرت نہیں رکھتا۔ تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا۔ اور تو تمام غیبوں اور پوشیدہ امور سے پوری طرح باخبر ہے۔ اے اللہ! اگر تیرے علم میں یہ معاملہ (یہاں اپنے کام کا نام لے) میرے دین' دنیا'

◀◀ ابن حبان (الإحسان)، ح: ٤٧٤٥، والحاكم على شرط الشيخين: ٢/ ١٤٢، ووافقه الذهبي * قتادة مدلس وعنعن.

**١٥٣٨ـ تخريج:** أخرجه البخاري، التهجد، باب ما جاء في التطوع مثنى مثنى، ح: ١١٦٢ من حديث عبدالرحمٰن ابن أبي الموال به.

الأَمْرَ - يُسَمِّيهِ بِعَيْنِهِ الَّذِي يُرِيدُ - خَيرٌ لِي فِي دِينِي وَمَعاشِي وَمَعَادِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي، فَاقْدُرْهُ لِي وَيَسِّرْهُ لِي وَبَارِكْ لِي فِيهِ. اللَّهمَّ! وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُهُ شَرًّا لِي - مِثْلَ الأَوَّلِ - فَاصْرِفْنِي عَنْهُ وَاصْرِفْهُ عَنِّي، وَاقْدُرْ لِي الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ، ثُمَّ رَضِّنِي بِه» أَوْ قَال: «فِي عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِه».

آخرت اور انجام کے لحاظ سے بہتر ہے تو اسے میرے حق میں مقدر فرما دے' اسے میرے لیے آسان کر دے اور مجھے اس میں برکت دے۔ اور اگر یہ معاملہ (یہاں اپنے کام کا نام لے) تیرے علم کے مطابق میرے لیے برا ہے' دین' دنیا' آخرت یا انجام کے لحاظ سے' تو مجھے اس سے پھیر دے اور اس کو مجھ سے پھیر دے اور میرے لیے خیر مقدر فرما دے جہاں بھی ہو' پھر مجھے اس پر راضی کر دے۔'' راوی نے کہا یا شاید [خیراً لِی فِی دِینِی وَ مَعَاشِی وَ مَعَادِی وَعَاقِبَةِ اَمرِی] کی بجائے [فِی عَاجِلِ اَمرِی وَ آجِلِه] کے لفظ فرمائے ''یعنی میرے معاملے میں یہ جلد یا بدیر...... بہتر ہو۔''

قال ابنُ مَسْلَمَةَ وَابنُ عِيسَى: عن مُحمَّدِ بنِ المُنْكَدِرِ، عن جَابِرٍ.

ابن مسلمہ اور ابن عیسیٰ اس سند کو لفظ ''عن'' سے بیان کرتے ہیں۔ ''عن محمد بن المنکدر عن جابر۔''



**فوائد ومسائل:** ① ''استخارے'' کے معنی ہیں خیر مانگنا اور اس (خیر) کے لیے آسانی کی توفیق طلب کرنا۔ اور یہ ایسے امور میں ہوتا ہے جن میں خیر اور شر کے دونوں پہلوؤں کا احتمال ہو۔ فرائض اور واجبات شرعیہ میں استخارے کے کوئی معنی نہیں۔ ہاں وقت وکیفیت کے متعلق استخارہ ہو سکتا ہے۔ مثلاً یا اللہ! حج کو اس سال جاؤں یا آئندہ سال۔ فضائی راستہ اختیار کروں یا بری یا بحری وغیرہ۔ ② استخارے کا یہی طریقہ مشروع اور سنت ہے۔ یہ نماز اور دعا اوقات کراہت کے علاوہ کسی بھی وقت ہو سکتی ہے۔ اس سے انسان کا اضطراب ختم اور کسی ایک جانب پر استقرار حاصل ہو جاتا ہے۔ تب انسان کو وہ کام کر گزرنا چاہیے۔ اللہ اس میں برکت دے گا۔ اور اگر اضطراب قائم رہے تو مسلسل کئی روز تک یہ عمل دہرانا چاہیے۔ ان شاء اللہ کسی ایک پہلو پر دل ٹک جائے گا۔ خیال رہے کہ یہ کوئی ضروری نہیں کہ خواب ہی میں نظر آئے...... اور ایسا ہو بھی ہو سکتا ہے...... کچھ لوگ دوسروں سے استخارہ کراتے ہیں' یہ بے معنی سی بات ہے۔ صاحب معاملہ کو خود نماز پڑھ کر دعا کرنی چاہیے۔ شریعت کا اصرار اسی امر پر ہے کہ ہر بندہ اپنے رب سے براہ راست تعلق قائم کرے۔ ③ اس دعا میں هذَا الْاَمرَ...... کی جگہ اپنی حاجت کا نام لے' مثلاً هذَا النِّكَاح یا هذَا البَيع وغیرہ یا هذَا الْاَمر پر پہنچ کر اپنے اس کام کی نیت مستحضر کرلے جس کے لیے وہ استخارہ کر رہا ہے۔

(المعجم ٣٢) - **بَابٌ: فِي الاِسْتِعَاذَةِ** (التحفة ٣٦٨)

## باب:٣٢-تعوُّذات کا بیان

**١٥٣٩- حَدَّثَنا** عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا وَكِيعٌ: حَدَّثَنا إِسْرائِيلُ عنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عنْ عَمْرِو بن مَيْمُونٍ، عن عُمَرَ ابنِ الْخَطَّابِ قالَ: كانَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَعَوَّذُ مِنْ خَمْسٍ: مِنَ الْجُبْنِ، وَالْبُخْلِ، وَسُوءِ الْعُمُرِ وَفِتْنَةِ الصَّدْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ.

١٥٣٩-حضرت عمر بن خطاب ؓ نے کہا کہ نبی ﷺ پانچ باتوں سے اللہ کی پناہ مانگا کرتے تھے بزدلی' بخیلی' انتہائی بڑھاپے اور لاچاری کی عمر سے' سینے کے فتنے سے (حسد' کینہ اور برے اخلاق وعقائد سے) اور عذاب قبر سے۔

**فوائد ومسائل:** ① یعنی ہمہ قسم کی الجھنوں' پریشانیوں اور دکھوں وغیرہ سے اللہ کی پناہ' حفاظت اور امان طلب کرنا۔شریعت سے ثابت ''تعویذ'' یہی ہیں جن کا ذکر آگے آرہا ہے۔اور جو لوگ کچھ لکھ لکھا کر اپنے گلے میں ڈال لیتے یا بازو پر باندھ لیتے ہیں رسول اللہ ﷺ کی تعلیم وتوجیہ سے ثابت نہیں ہے' لہٰذا اس سے بچنا چاہیے اور کچھ تو ایسے ہیں کہ ان تعویذات میں کفریہ اور شرکیہ الفاظ وکلمات لکھتے ہیں جو سراسر جہنم خریدنے کا سودا ہے۔أعاذنا الله منهم.
② اس موضوع اور مفہوم کی اور بھی احادیث ہیں ان سب کو دیکھ لیا جائے تو زیادہ مفید ہوگا

**١٥٤٠- حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا الْمُعْتَمِرُ قال: سَمِعْتُ أَبِي قالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بن مَالِكٍ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَالْهَرَمِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ».

١٥٤٠-حضرت انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے:[اَللّٰهُمَّ إِنّی أَعُوذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَالْهَرَمِ' وَأَعُوذُبِكَ مِنْ عذَابِ القَبْرِ' وَأَعُوذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ] ''اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں عاجز آ جانے سے' کسل مندی وسستی سے' بزدلی' بخیلی اور انتہائی بڑھاپے سے۔اور تیری پناہ چاہتا ہوں قبر کے عذاب سے اور زندگی اور موت کے فتنے سے۔''



---

**١٥٣٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف]** أخرجه ابن ماجه، الدعاء، باب ما تعوذ منه رسول الله ﷺ، ح:٣٨٤٤ من حديث وكيع به، وصححه ابن حبان، ح:٢٤٤٥، والحاكم على شرط الشيخين:١/ ٥٣٠، ووافقه الذهبي * أبوإسحاق عنعن، وللحديث شواهد ضعيفة.

**١٥٤٠ـ تخريج:** أخرجه البخاري، الجهاد، باب ما يتعوذ من الجبن، ح:٢٨٢٣ عن مسدد، ومسلم، الذكر والدعاء، باب التعوذ من العجز والكسل وغيره، ح:٢٧٠٦ من حديث المعتمر بن سليمان به.

فائدہ: دین و دنیا کی بھلائیوں کے حصول میں محرومی تین اسباب سے ہوتی ہے کہ انسان میں ان کے کرنے کی ہمت ہی نہیں ہوتی' یا سستی غالب آ جاتی ہے' یا جرأت کا فقدان ہوتا ہے۔[بخل] سے مراد وہ کیفیت ہے کہ جہاں خرچ کرنا مشروع و مستحب ہو' لیکن انسان وہاں خرچ نہ کرے۔[ھرم] بڑی عمر ہونے کی یہ حالت کہ انسان دوسروں پر بوجھ بن جائے۔ نہ عبادت کر سکے اور نہ دنیا کا کام۔''زندگی کے فتنے'' یہ کہ آزمائشیں اور پریشانیاں غالب آ جائیں' نیکی کے کاموں سے محروم رہے۔''موت کا فتنہ'' یہ کہ انسان اعمال خیر سے محروم رہ جائے یا مرتے دم کلمۂ توحید نصیب نہ ہو۔ اور''قبر'' آخرت کی سب سے پہلی منزل ہے اس میں بندہ اگر پھسل یا پھنس گیا تو بہت بڑی ہلاکت ہے اور''عذاب قبر'' سے تعوذ' امت کے لیے تعلیم ہے ورنہ انبیائے کرام ؑ اس سے محفوظ ہیں۔

١٥٤١- حَدَّثَنا سَعِيدُ بنُ مَنْصُورٍ وَقُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ قالَا: حَدَّثَنا يَعْقُوبُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمَٰنِ - قالَ سَعِيدٌ الزُّهْرِيُّ - عن عَمْرِو بنِ أبي عَمْرٍو، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ قال: كُنْتُ أَخْدُمُ النَّبِيَّ ﷺ فَكُنْتُ أَسْمَعُهُ كَثِيرًا يَقُولُ: «اللّٰهُمَّ! إنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ وَظَلَعِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ» وَذَكَرَ بَعْضَ مَا ذَكَرَهُ التَّيْمِيُّ.

۱۵۴۱-حضرت انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا اور میں آپ کو بہ کثرت سنتا تھا کہ آپ یہ دعا کرتے تھے: [اَللّٰهُمَّ إنّی اَعُوذُبِك مِنَ الْهمّ وَالْحَزَنِ وَظَلَعِ الدَّيْنِ وَ غَلَبَةِ الرِّجَال]''اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں پریشانی اور غم سے' قرضے کے بوجھ سے اور لوگوں (ظالموں) کے غلبے اور زورآوری سے۔'' نیز کچھ وہ بھی ذکر کیا جسے تیمی (معتمر بن سلیمان) نے (اوپر والی حدیث میں) بیان کیا ہے۔

فائدہ :[الحزن] یہ لفظ''حا'' کے ضمہ اور''زا'' کے سکون سے پڑھا جاتا ہے اور دونوں کی فتحہ سے بھی۔[ھم] اور [حزن] میں فرق یہ ہے کہ [ھم] مستقبل کے اندیشوں کو کہا جاتا ہے اور [حزن] ان پریشانیوں کو جو ماضی کے کسی واقعہ کی وجہ سے ہوں۔[ظَلَعَ] اور [ضَلَعَ] تقریباً ہم معنی ہیں' صحیح بخاری میں [ضَلَعَ] ضاد کے ساتھ آیا ہے۔

١٥٤٢- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن أَبِي الزُّبَيْرِ المَكِّيِّ، عن طَاوسٍ، عن عَبْدِ الله بن عَباسٍ؛ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ كَانَ

۱۵۴۲- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ انہیں یہ دعا اس طرح سکھاتے تھے جیسے کہ قرآن: [اَللّٰهُمَّ! إنِّی اَعُوذُبِكَ مِنْ عَذَابِ

١٥٤١ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الدعوات، باب الاستعاذة من الجبن والكسل، ح: ٦٣٦٩ من حديث عمرو بن أبي عمرو به.

١٥٤٢ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، المساجد، باب ما يستعاذ منه في الصلوٰة، ح: ٥٩٠ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٢١٥.

يُعَلِّمُهُمْ هَذَا الدُّعَاءَ كَمَا يُعَلِّمُهُمُ السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ».

جَهَنَّمَ، وَ اَعُوذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَ اَعُوذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ، وَ اَعُوذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَ الْمَمَاتِ] ''اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں جہنم کے عذاب سے' قبر کے عذاب سے' مسیح دجال کے فتنے سے اور زندگی و موت کے فتنے سے۔''

**فائدہ:** دعا کے الفاظ میں [اَعُوذُ] کا تکرار ان امور کی دہشت و اہمیت کے پیش نظر ہے۔

**١٥٤٣- حَدَّثَنا** إِبراهِيمُ بنُ مُوسَى الرَّازِيُّ: أخبرنا عِيسَىٰ: حَدَّثَنا هِشَامٌ عن أبِيهِ، عنْ عَائِشَةَ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كانَ يَدْعُو بِهَؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ: «اللَّهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ وَعَذَابِ النَّارِ، وَمِنْ شَرِّ الْغِنَىٰ وَالْفَقْرِ».

**۱۵۴۳- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان کلمات سے دعا فرمایا کرتے تھے:** [اَللّٰهُمَّ ! إِنِّی اَعُوذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ وَ عَذَابِ النَّارِ، وَمِنْ شَرِّ الْغِنىٰ وَالْفَقْرِ] ''اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں آگ کے فتنے سے اور آگ کے عذاب سے' مالداری کے شر سے اور فقیری کے شر سے۔''



**فوائد و مسائل:** ① [فِتْنَةِ النَّارِ] سے مراد ایسے عمل ہیں جو دخول جہنم کا باعث بنیں۔ یا جہنم کے داروغوں کے وہ سوال مراد ہیں جو وہ بطور زجر و توبیخ کریں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿كُلَّمَا أُلْقِيَ فِيهَا فَوْجٌ سَأَلَهُمْ خَزَنَتُهَا أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَذِيرٌ﴾ (الملك:٨) ''جب بھی کوئی گروہ اس میں ڈالا جائے گا تو اس کے داروغے اس سے پوچھیں گے: کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا؟'' اور ''عذاب النار'' یہ کہ انسان جہنمی بن کر عذاب پائے۔ واللہ اعلم. ② ''مالداری کا شر'' یہ ہے کہ انسان مالدار ہو کر فخر و عصیان اور ظلم کا مرتکب ہونے لگے یا حرام کمائے اور حرام میں خرچ کرنے لگے۔ ③ اور ''فقیری کا شر'' یہ ہے کہ انسان اغنیاء پر حسد کرنے لگے یا اللہ کی تقسیم پر راضی نہ رہے۔ یا حق کے بغیر ان کے مال میں طمع کرنے لگے' یا ان کے سامنے اپنی عزت کو داؤ پر لگا دے یا اسلام ہی سے روگردان ہو جائے۔ وغیرہ۔

**١٥٤٤- حَدَّثَنا** مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ: أخبرنا إِسْحَاقُ بنُ عَبْدِ الله

**۱۵۴۴- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ یہ دعا فرمایا کرتے تھے:** [اَللّٰهُمَّ إِنِّی اَعُوذُبِكَ

---

**١٥٤٣ـ تخريج:** أخرجه البخاري، الدعوات، باب التعوذ من المأثم والمغرم، ح:٦٣٦٨، ومسلم، الذكر والدعاء، باب الدعوات والتعوذ، ح:٥٨٩ بعد ح:٢٧٠٥ (وأيضًا، ح:٥٨٧-٥٨٩) من حديث هشام بن عروة به مطولاً.

**١٥٤٤ـ تخريج: [إسناده صحيح]** أخرجه النسائي، الاستعاذة، باب الاستعاذة من الذلة، ح:٥٤٦٢ من حديث حماد به، وصححه ابن حبان، ح:٢٤٤٣، والحاكم: ١/ ٥٤١، ووافقه الذهبي.

عن سَعِيدِ بنِ يَسَارٍ، عنْ أَبِي هُرَيْرَةَ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كانَ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْفَقْرِ وَالْقِلَّةِ وَالذِّلَّةِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ أَظْلِمَ أَوْ أُظْلَمَ».

مِنَ الْفَقْرِ وَالْقِلَّةِ وَالذِّلَّةِ' وَاَعُوذُبِكَ مِنْ أَنْ أَظْلِمَ أَوْ أُظْلَمَ] ''اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں محتاجی سے' قلت سے اور ذلت سے' اور تیری پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ میں ظلم کا ارتکاب کروں یا مجھ پر ظلم کیا جائے۔''

فائدہ: ''فقر'' دوطرح سے ہوتا ہے' مال کا یا دل کا۔ انسان کے پاس مال نہ ہو مگر دل کا غنی اور سیر چشم ہو تو یہ ممدوح ہے مگر اس کے برعکس انسان ''حرص'' کا مریض ہو یہ تو بہت ہی قبیح خصلت ہے۔ نیز فقیری اور غریبی کی یہ کیفیت کہ انسان ضروریات زندگی کے حصول سے محروم اور عاجز ہو کہ لازمی واجبات بھی ادا نہ کر سکے۔ اس سے رسول اللہ ﷺ نے پناہ مانگی ہے۔ ''قلت'' سے مراد اعمال خیر اور ان کے اسباب کی قلت ہے اور ''ذلت'' یہ کہ انسان عصیان کا مرتکب ہو کر اللہ کے سامنے رسوا ہو جائے یا لوگوں کی نظروں میں اس کا وقار نہ رہے کہ اس کی دعوت ہی نہ سنی جائے۔ اس سے اللہ کی پناہ مانگنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ اسی طرح انسان کا اپنے معاشرے میں ظالم بن جانا یا مظلوم بن جانا کوئی بھی صورت ممدوح نہیں۔



١٥٤٥- حَدَّثَنا ابنُ عَوْفٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْغَفَّارِ بنُ دَاوُدَ: حَدَّثَنا يَعْقُوبُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عن مُوسَى بنِ عُقْبَةَ، عن عَبْدِ الله بنِ دِينَارٍ، عن ابن عُمَرَ قالَ: كَانَ مِنْ دُعاءِ رَسُولِ الله ﷺ: «اللَّهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ، وَتَحْوِيلِ عَافِيَتِكَ، وَفُجَاءَةِ نِقْمَتِكَ، وَجَمِيعِ سَخَطِكَ».

۱۵۴۵- حضرت ابن عمر ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی دعاؤں میں سے یہ دعا تھی: [اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَعُوذُبِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ' و تَحوِيلِ عَافِيَتِكَ' وَ فُجَاءَ ةِ نِقْمَتِك' وَ جَمِيعِ سَخَطِكَ] ''اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ تیری کوئی نعمت چھن جائے یا تیری دی ہوئی تندرستی وراحت پلٹ جائے یا کوئی ناگہانی عذاب آ جائے۔ اور تیرے تمام غصے اور ناراضیوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔''

فائدہ: نعمتوں میں سب سے بڑی اور عظیم نعمت اسلام' ہدایت اور استقامت کی نعمت ہے۔ صحت و عافیت اور مادی نعمتیں بھی سراسر اسی کا فضل واحسان ہے۔ [تحوِيلِ] بعض نسخوں میں [تحوّل] بھی وارد ہے' معنی دونوں کے ایک ہی ہیں۔

١٥٤٦- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عُثْمانَ:

۱۵۴۶- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ

---

**١٥٤٥ـ تخريج**: أخرجه مسلم، الذكر والدعاء، باب أكثر أهل الجنة الفقراء . . . الخ، ح:٢٧٣٩ من حديث يعقوب بن عبدالرحمٰن به.

**١٥٤٦ـ تخريج**: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الاستعاذة، باب الاستعاذة من الشقاق والنفاق وسوء◀◀

حَدَّثَنا بَقِيَّةُ : حَدَّثَنا ضُبَارَةُ بنُ عَبْدِ اللهِ بنِ أَبِي السُّلَيْكِ عنْ دُوَيْدِ بن نَافِعٍ : حَدَّثَنا أَبُو صَالِحٍ السَّمَّانُ قال : قال أَبُو هُرَيْرَةَ : إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَدْعو يَقُولُ : «اللَّهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الشِّقَاقِ وَالنِّفَاقِ وَسُوءِ الأَخْلَاقِ».

انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ یہ دعا فرمایا کرتے تھے: [اَللّٰهُمَّ! اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الشِّقَاقِ وَالنِّفَاقِ وَسُوْءِ الْاَخْلَاقِ] ''اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ (حق کی) مخالفت کروں یا منافق اور بداخلاق بنوں۔''

١٥٤٧- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ عن ابنِ إِدْرِيسَ، عن ابن عَجْلَانَ، عن المَقْبُرِيِّ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ قالَ: كانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُوعِ فَإِنَّهُ بِئْسَ الضَّجِيعُ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخِيَانَةِ فَإِنَّهَا [بِئْسَتِ] الْبِطَانَةُ».

١٥٤٧- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا فرمایا کرتے تھے: [اَللّٰهُمَّ! اِنِّی اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُوْعِ فَاِنَّهٗ بِئْسَ الضَّجِيْعُ، وَ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخِيَانَةِ فَاِنَّهَا بِئْسَتِ الْبِطَانَةُ] ''اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں بھوک سے، بیشک یہ بہت بری ہم خواب ہے۔ اور میں تیری پناہ چاہتا ہوں خیانت سے، بیشک پوشیدہ خصلتوں میں سے یہ بہت بری خصلت ہے۔''

فائدہ: اس حدیث اور دعا سے یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ محض بھوک اور فاقے میں کوئی ثواب نہیں' اللہ اس سے محفوظ رکھے۔ وہی بھوک اللہ کے ہاں مفید ہے جو تقرب کی نیت سے ہو یعنی ''روزہ۔'' اور ''خیانت'' جو ''امانت'' کی ضد ہے دینی' دنیاوی اور مادی و معنوی تمام امور کو شامل ہے۔ اللہ اس سے بچائے۔

١٥٤٨- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ : حَدَّثَنا اللَّيْثُ عنْ سَعِيدِ بنِ أَبِي سَعِيدٍ المَقْبُرِيِّ، عن أَخِيهِ عَبَّادِ بنِ أَبِي سَعِيدٍ؛ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الأَرْبَعِ: مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ، وَمِن قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ، وَمِنْ

١٥٤٨- عباد بن ابی سعید سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ ؓ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے: [اَللّٰهُمَّ! اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْاَرْبَعِ: مِنْ عِلْمٍ لَّا يَنْفَعُ، وَمِنْ قَلْبٍ لَّا يَخْشَعُ، وَمِنْ نَفْسٍ لَّا تَشْبَعُ، وَمِنْ دُعَاءٍ لَّا يُسْمَعُ] ''اے اللہ! میں چار چیزوں سے تیری پناہ چاہتا

◄◄الأخلاق، ح: ٥٤٧٣ عن عمرو بن عثمان به ✽ ضبارة مجهول (تقريب).

١٥٤٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الاستعاذة، باب الاستعاذة من الجوع، ح: ٥٤٧٠ عن محمد ابن العلاء به، وصححه ابن حبان، ح: ٢٤٤٤، وللحديث شواهد كثيرة ✽ ابن عجلان عنعن.

١٥٤٨ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الاستعاذة، باب الاستعاذة من نفس لا تشبع، ح: ٥٤٦٩ عن قتيبة به، ورواه ابن ماجه، ح: ٣٨٣٧، وصححه الحاكم: ١/ ١٠٤، ٥٣٤، ووافقه الذهبي.

نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ ، وَمِنْ دُعَاءٍ لَا يُسْمَعُ » .

ہوں: ایسا علم جو فائدہ نہ دے' ایسا دل جس میں خشوع نہ ہو (تیرے سامنے جھکتا نہ ہو۔) ایسی طبیعت جو سیر نہ ہوتی ہو اور ایسی دعا جو قبول نہ ہو۔"

فائدہ: اس دعا میں ایسے علوم جو دین و دنیا کے فوائد سے خالی بلکہ وقت اور صلاحیت ضائع کرنے والے ہوں' ان سے اللہ کی پناہ طلب کی گئی ہے۔ گل و بلبل کی داستانیں اور کاکل و کمر کے افسانے اسی کا حصہ ہیں۔ دین کا بنیادی علم فرائض اور واجبات کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے' مزید اللہ کا فضل ہے' حسب صلاحیت کوشش کرنی چاہیے۔ دنیاوی علوم جو فرد اور معاشرہ کی اہم ضرورت ہیں' ان کا حصول درست ہے۔

١٥٤٩ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُتَوَكِّلِ : حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ : قَالَ أَبُو الْمُعْتَمِرِ : أُرَى أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَنَا، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ : «اللَّهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ صَلَاةٍ لَا تَنْفَعُ» وَذَكَرَ دُعَاءً آخَرَ .

١٥٤٩- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے: [اَللّٰهُمَّ ! إِنِّی اَعُوْذُبِكَ مِنْ صَلَاةٍ لَّا تَنْفَعُ] "اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں ایسی نماز سے جو فائدہ نہ دے۔" اور ایک دوسری دعا بھی ذکر کی۔

فائدہ: نماز کے نمایاں فوائد میں سے ایک یہ ہے جو قرآن کریم نے ذکر کیا ہے: ﴿إِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ﴾ (العنکبوت:٤٥) "بے شک نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے۔" اور اسی طرح جو اللہ کے ہاں قبول نہ ہو وہ بھی غیر نافع ہے۔

١٥٥٠ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ ، عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ ، عَنْ فَرْوَةَ بْنِ نَوْفَلٍ الْأَشْجَعِيِّ قَالَ : سَأَلْتُ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ عَمَّا كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدْعُو بِهِ، قَالَتْ : كَانَ يَقُولُ : «اللَّهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ أَعْمَلْ» .

١٥٥٠- فروہ بن نوفل اشجعی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ ام المومنین رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کیا دعا مانگا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: آپ فرمایا کرتے تھے: [اَللّٰهُمَّ ! إِنِّی اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّمَا عَمِلْتُ وَ مِنْ شَرِّمَالَمْ اَعْمَلْ] "اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں ان اعمال کے شر سے جو میں نے کیے ہیں اور ان اعمال کے شر سے بھی جو میں نے نہیں کیے۔"

فائدہ: یعنی اے اللہ! مجھے برے اعمال سے بچنے کی توفیق دے اور جو کر چکا ہوں ان کی نحوست اور عذاب سے

١٥٤٩ـ تخريج : [إسناده ضعيف] الراوي شك في سنده .

١٥٥٠ـ تخريج : أخرجه مسلم ، الذكر والدعاء ، باب: في الأدعية ، ح : ٢٧١٦ من حديث جرير بن عبدالحميد به .

محفوظ رکھ اور آئندہ کے لیے بھی محفوظ رکھ۔ ایسا نہ ہو کہ غلط کیش بنا رہوں اور اسی پر خوش رہوں۔ بعض اوقات کچھ لوگ اپنی ماضی کی غلطیوں پر بڑے نازاں ہوتے ہیں۔ چاہیے کہ انسان اس پر نادم ہو اور توبہ کرے۔

**١٥٥١- حَدَّثَنا** أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بن عَبْدِ الله بنِ الزُّبَيْرِ؛ ح: وحدثنا أَحْمَدُ: حَدَّثَنا وَكِيعٌ، المَعْنَى، عنْ سَعْدِ بنِ أَوْسٍ، عنْ بِلَالٍ الْعَبْسِيِّ، عن شُتَيْرِ بنِ شَكَلٍ، عن أَبِيهِ - قالَ في حَدِيثِ أَبِي أَحْمَدَ شَكَلِ بنِ حُمَيْدٍ - قالَ: قُلْتُ: يَارسولَ الله! عَلِّمْنِي دُعَاءً. قالَ: «قُلْ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ سَمْعِي، وَمِنْ شَرِّ بَصَرِي، وَمِنْ شَرِّ لِسَانِي، وَمِنْ شَرِّ قَلْبِي، وَمِنْ شَرِّ مَنِيِّي».

١٥٥١- شُتیر بن شکل (ابو احمد یعنی محمد بن عبداللہ بن زبیر کی سند میں اس راوی کا نام شکل بن حمید ہے) اپنے والد سے روایت کرتے ہیں' وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی دعا سکھا دیجیے۔ آپ نے فرمایا یہ کہو: [اَللّٰهُمَّ ! إِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ سَمْعِی' وَمِنْ شَرِّ بَصَرِی' وَمِنْ شَرِّ لِسَانِیْ' وَمِنْ شَرِّ قَلْبِیْ' وَمِنْ شَرِّ مَنِیِّی] ''اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں' اپنے کان کی برائی سے' آنکھ کی برائی سے' زبان کی برائی سے' دل کی برائی سے اور مادہ منویہ کی برائی سے۔''

**فائدہ:** اس دعا میں تمام قسم کے گناہوں اور ان کے اسباب سے تحفظ کی دعا ہے۔ کان سے انسان بری باتیں' مزامیر (سازو آواز یعنی گانے بجانے) غیبت اور جھوٹ وغیرہ سنتا ہے۔ آنکھ سے غیر محرم اور حرام چیزوں کو دیکھنا اور پڑھنا مراد ہے۔ زبان سے کفر' شرک' بدعت' جھوٹ' بہتان' غیبت اور گالی گلوچ وغیرہ ہوتی ہے۔ دل کی برائی نفاق' حسد' بخل' طمع اور کبر وغیرہ ہیں۔ مادہ منویہ کی برائی یہ ہے کہ انسان اپنے جذبات جنسی پر قابو نہ رکھ سکے اور اس وجہ سے خباثت پر آمادہ ہو یا بے محل نطفہ بہائے...... یا اس سے ایسی اولاد پیدا ہو جو فتنہ و فساد کا باعث بنے۔

**١٥٥٢- حَدَّثَنا** عُبَيْدُ الله بنُ عُمَرَ: حَدَّثَنا مَكِّيُّ بنُ إِبراهِيمَ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ سَعِيدٍ عنْ صَيْفِيٍّ مَوْلَىٰ أَفْلَحَ مَوْلَىٰ أَبي أَيُّوبَ، عنْ أَبِي الْيَسَرِ؛ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ

١٥٥٢- حضرت ابو الیسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا فرمایا کرتے تھے: [اَللّٰهُمَّ ! إِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَدْمِ' وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ التَّرَدِّیْ' وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْغَرَقِ' وَالْحَرَقِ' وَالْهَرَمِ' وَاَعُوْذُبِكَ

---

١٥٥١ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب [دعاء "اللهم إني أعوذبك من شر سمعي ..."]، ح: ٣٤٩٢ من حديث أبي أحمد محمد بن عبدالله الزبيري به، وقال: "حسن غريب"، وهو في المسند: ٣/ ٤٢٩، (أطراف المسند: ٢/ ٥٨١)، وصححه الحاكم: ١/ ٥٣٢، ٥٣٣، ووافقه الذهبي.

١٥٥٢ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الاستعاذة، باب الاستعاذة من التردي والهدم،

كانَ يَدْعُو: «اللَّهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَدْمِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ التَّرَدِّي، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْغَرَقِ، وَالْحَرَقِ، وَالْهَرَمِ، وَأَعُوذُ بِكَ [مِنْ] أَنْ يَتَخَبَّطَنِيَ الشَّيْطَانُ عِنْدَ الْمَوْتِ، وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ أَمُوتَ فِي سَبِيلِكَ مُدْبِرًا، وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ أَمُوتَ لَدِيغًا».

مِنْ أَنْ يَتَخَبَّطَنِيَ الشَّيْطَانُ عِنْدَالْمَوْتِ، وَأَعُوذُبِكَ أَنْ أَمُوتَ فِى سَبِيْلِكَ مُدْبِرًا، وَأَعُوذُبِكَ أن أَمُوتَ لَدِيْغًا] ''اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں کہ کوئی مکان یا دیوار مجھ پر آ گرے یا کسی بلند مقام سے گر پڑوں۔ میں تیری پناہ چاہتا ہوں غرق ہونے سے، جلنے یا ازحد بوڑھا ہو جانے سے۔ تیری پناہ چاہتا ہوں اس سے کہ شیطان مجھے موت کے وقت بدحواس کر دے، یا اس بات سے کہ جہاد میں پیٹھ دیتے ہوئے مروں یا اس کیفیت سے کہ زہریلے جانور کے کاٹے سے مجھے موت آئے۔''

فائدہ: یہ دعا اور اس قسم کی دیگر دعائیں امت کی تعلیم کے لیے ہیں ورنہ رسول اکرم ﷺ جہاد سے پیٹھ پھیرنے اور شیطان سے محفوظ تھے، اسی طرح آپ سخت قسم کی بیماریوں سے بھی محفوظ تھے۔ (عون المعبود) شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے۔



١٥٥٣- حَدَّثَنا إِبراهِيمُ بنُ مُوسَى الرَّازِيُّ: أَخْبَرَنَا عِيسَى عن عَبْدِ الله بنِ سَعِيدٍ: حَدَّثَني مَوْلًى لِأَبِي أَيُّوبَ عَنْ أَبِي الْيَسَرِ زَادَ فِيهِ: «وَالْغَمِّ».

۱۵۵۳-حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کے ایک مولیٰ حضرت ابو الیسر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں ...... اس روایت میں [وَالْغَمِّ] کا اضافہ بھی ہے۔

١٥٥٤- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ: أَخْبَرَنَا قَتَادَةُ عن أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبَرَصِ وَالْجُنُونِ وَالْجُذَامِ وَسَيِّءِ الأَسْقَامِ».

۱۵۵۴-حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ یہ دعا فرمایا کرتے تھے: [اَللّٰهُمَّ ! إِنِّىْ اَعُوذُبِكَ مِنَ البَرَصِ وَ الْجُنُون وَالْجُذَامِ وَ سَيِّ ءِ الْاَسْقَامِ] ''اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں برص (پھلبہری) سے، پاگل پن سے، کوڑھ سے اور بری بیماریوں سے۔''

◀◀ ح: ٥٥٣٣-٥٥٣٥ من حديث عبدالله بن سعيد به.

١٥٥٣- تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق.

١٥٥٤- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ١٩٢ من حديث حماد بن سلمة، والنسائي: ٨/ ٢٧٠، ح: ٥٤٩٥ من حديث قتادة به * قتادة مدلس وعنعن.

فائدہ : اس قسم کی بیماریوں میں بعض اوقات انسان اپنے آپ سے بھی بیزار ہو جاتا ہے اور تیمار داروں کو بھی مشقتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ (عافانا اللّٰه منها)

١٥٥٥ - حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ عُبَيْدِ الله الْغُدَانِيُّ : حَدَّثَنا غَسَّانُ بنُ عَوْفٍ : أَخْبَرَنَا الْجُرَيْرِيُّ عن أَبِي نَضْرَةَ ، عن أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قال : دَخَلَ رَسُولُ الله ﷺ ذَاتَ يَوْمِ الْمَسْجِدَ فَإِذَا هُوَ بِرَجُلٍ مِنَ الأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ : أَبُو أُمَامَةَ ، فَقَالَ : «يَاأَبا أُمَامَةَ! مَا لِي أَرَاكَ جَالِسًا فِي الْمَسْجِدِ فِي غَيْرِ وَقْتِ الصَّلَاةِ؟» قالَ : هُمُومٌ لَزِمَتْنِي وَدُيُونٌ يَارسولَ الله! قالَ : «أَفَلَا أُعَلِّمُكَ كَلَامًا إِذَا قُلْتَهُ أَذْهَبَ الله هَمَّكَ وَقَضَى عَنْكَ دَيْنَكَ؟» قال : قُلْتُ : بَلَىٰ ، يَارسولَ الله! قال : «قُلْ : إِذَا أَصْبَحْتَ وَإِذَا أَمْسَيْتَ : اللَّهُمَّ! إِنِّي أَعوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ ، وَأَعوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ ، وَأَعوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ والْبُخْلِ وَأَعوذُ بِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ» قالَ : فَفَعَلْتُ ذٰلِكَ فَأَذْهَبَ الله هَمِّي وَقَضَى عَنِّي دَيْنِي .

١٥٥٥- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک روز مسجد میں تشریف لائے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک انصاری آدمی ہے جس کا نام ابو امامہ تھا' آپ نے فرمایا: ''اے ابوامامہ! کیا بات ہے کہ میں تمہیں مسجد میں دیکھ رہا ہوں اور نماز کا وقت بھی نہیں ہے؟'' انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے غموں اور قرضوں نے گھیر رکھا ہے' تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں ایسے کلمات نہ سکھا دوں' اگر تم انہیں پڑھنے لگو' تو اللہ تعالیٰ تمہارے غم دور کر دے گا اور تمہارے قرضے ادا کر دے گا۔'' (ادا کرنے کا سبب پیدا فرما دے گا۔) میں نے کہا: کیوں نہیں اے اللہ کے رسول! فرمایا: ''صبح و شام یہ کلمات پڑھا کرو: [اَللّٰهُمَّ ! إِنِّی اَعُوذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالحَزَنِ ، وأَعُوذُبِكَ مِنَ الْعَجزِ وَ الْكَسَلِ ، وأَعُوذُبِكَ مِنَ الْجُبنِ وَالْبُخلِ وأَعُوذُبِكَ مِنَ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَ قَهرِ الرِّجَالِ] '' اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں پریشانی اور غم سے' عاجز رہ جانے اور کسل مندی سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں بزدلی اور بخیلی سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں قرضے اور ظالموں کے غلبے سے۔'' حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے یہ دعا کرنی شروع کی تو اللہ تعالیٰ نے میری پریشانیاں دور کر دیں اور قرضوں (کی ادائیگی) کا سبب بھی پیدا فرما دیا۔

ملحوظہ : یہ حدیث اگرچہ ضعیف ہے مگر اس کے معانی دیگر مختلف دعاؤں میں صحیح اسانید سے ثابت ہیں۔



---

**١٥٥٥ـ تخريج : [إسناده ضعيف]** ﷺ الجريري اختلط ، وتلميذه لين الحديث (تقريب) .

# زکوٰۃ کی اہمیت وفضیلت

نماز اور زکوٰۃ دین کے ایسے رکن ہیں جن کا ہر دور اور ہر مذہب میں آسمانی تعلیمات کے پیروکاروں کو حکم دیا گیا ہے' گویا یہ دونوں فریضے ایسے ہیں جو ہر نبی کی امت پر عائد ہوتے رہے ہیں اور دین اسلام نے بھی زکوٰۃ کی اس اہمیت کو نہ صرف برقرار رکھا بلکہ اس میں مزید اضافہ کیا اور اسے اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں تیسرا رکن قرار دیا۔قرآن مجید میں نماز کی اقامت اور زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم عموماً ساتھ ساتھ ہے۔ دو درجن سے زائد مقامات پر قرآن کریم نے ﴿اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ﴾ کے ساتھ ﴿وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ﴾ کا حکم دیا ہے۔قرآن مجید کے اس اسلوب بیان سے واضح ہے کہ دین میں جتنی اہمیت نماز کی ہے' اتنی ہی زکوٰۃ کی ہے۔ان دونوں میں بایں طور تفریق کرنے والا کہ ایک پر عمل کرے اور دوسرے پر نہ کرے' سرے سے ان کا عامل نہیں سمجھا جائے گا۔ بلکہ جس طرح ترک نماز انسان کو کفر تک پہنچا دیتا ہے' اسی طرح زکوٰۃ بھی شریعت میں اتنا ہی مقام رکھتی ہے کہ اس کی ادائیگی سے انکار' اعراض اور فرار مسلمانی کے زمرے سے نکال دینے کا باعث بن جاتا ہے۔زکوٰۃ کی فرضیت مشہور قول کے مطابق ہجرت کے

دوسرے سال ہوئی۔

لغوی اعتبار سے زکوٰة کے ایک معنی بڑھوتری اور اضافے کے اور دوسرے معنی پاک وصاف ہونے کے ہیں۔ شرعی اصطلاح کے مطابق زکوٰة میں دونوں ہی مفہوم پائے جاتے ہیں۔ زکوٰة کی ادائیگی سے بقیہ مال پاک صاف ہوجاتا ہے اور عدم ادائیگی سے اس میں غرباء ومساکین کا حق شامل رہتا ہے جس سے بقیہ مال ناپاک ہوجاتا ہے۔ جیسے کسی جائز اور حلال چیز میں ناجائز اور حرام چیز مل جائے تو وہ جائز اور حلال چیز کو بھی حرام کردیتی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ نے زکوٰة اسی لیے فرض کی ہے کہ وہ تمہارے بقیہ مال کو پاک کردے۔'' (سنن ابی داود' الزکوٰة' باب فی حقوق المال' حدیث:۱۶۶۴) قرآن مجید میں بھی یہ بات بیان کی گئی ہے: ﴿خُذْمِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا﴾ (التوبۃ:۱۰۳) ''(اے پیغمبر!) ان کے مالوں سے صدقہ لے کر اس کے ذریعے سے ان کی تطہیر اور ان کا تزکیہ کردیں۔''



اس سے معلوم ہوا کہ زکوٰة وصدقات سے انسان کو طہارت و پاکیزگی حاصل ہوتی ہے۔ طہارت کس چیز سے؟ گناہوں سے اور اخلاق رزیلہ سے۔ مال کی زیادہ محبت انسان کو خودغرض' ظالم' متکبر' بخیل' بددیانت وغیرہ بناتی ہے' جبکہ زکوٰة' مال کی شدید محبت کو کم کرکے اسے اعتدال پر لاتی ہے اور انسان میں رحم وکرم' ہمدردی واخوت' ایثار وقربانی اور فضل واحسان کے جذبات پیدا کرتی ہے اور انسان جب اللہ کے حکم پر زکوٰة ادا کرتا ہے تو اس سے یقیناً اس کے گناہ بھی معاف ہوجاتے ہیں۔ ﴿اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ﴾ (ھود:۱۱۴) ''بلاشبہ نیکیاں' برائیوں کو دور کردیتی ہیں۔''

زکوٰة کے دوسرے معنی بڑھوتری اور اضافے کے ہیں۔ زکوٰة ادا کرنے سے بظاہر تو مال میں کمی واقع ہوتی نظر آتی ہے' لیکن حقیقت میں اس سے اضافہ ہوتا ہے' بعض دفعہ تو ظاہری اضافہ ہی اللہ تعالیٰ فرمادیتا ہے' ایسے لوگوں کے کاروبار میں ترقی ہوجاتی ہے۔ اور اگر ایسا نہ بھی ہو تو مال میں معنوی برکت ضرور ہوجاتی ہے۔ معنوی برکت کا مطلب ہے خیر وسعادت کے کاموں کی زیادہ توفیق ملنا۔ اسی لیے نبی ﷺ نے فرمایا: ''صدقے سے مال میں کمی نہیں ہوتی۔'' (صحیح مسلم' البر' باب استحباب العفو والتواضع' حدیث:۲۵۸۸)

مذکورہ گزارشات کے بعد زکوٰة وصدقات کے کچھ فضائل وبرکات بیان کیے جاتے ہیں تاکہ قاری مسئلہ کی حقیقت کو کما حقہ سمجھ سکے' حدیث قدسی ہے: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اے ابن آدم!) تو (میرے

ضرورت مند بندوں پر) خرچ کر میں (خزانۂ غیب سے) تجھ کو دیتا رہوں گا۔" (صحیح البخاری' التوحید' باب:۳۵'حدیث:۷۴۹۶)

اسی کی بابت حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "(اللہ کی راہ میں کشادہ دلی سے) خرچ کرتی رہو اور گن گن کر مت رکھو، اگر تم گن گن کر اور حساب کر کے خرچ کرو گی تو وہ بھی تمہیں حساب ہی سے دے گا اور دولت جوڑ جوڑ کر بند کر کے مت رکھو، ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تمہارے ساتھ یہی معاملہ کرے گا۔ اس لیے جتنی توفیق ہو فراخ دلی سے خرچ کرتی رہو۔" (صحیح البخاری' الهبة' باب:۵' حدیث:۲۵۹۱' والزکٰوۃ' باب:۲۲' حدیث:۱۴۳۴' وصحیح مسلم' الزکٰوۃ' باب الحث علی الانفاق......' حدیث:۱۰۲۹)

صدقہ کی بابت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا' کون سا صدقہ اجر میں زیادہ بڑا ہے؟ آپ نے فرمایا: "زیادہ اجر وثواب والا صدقہ وہ ہے جو تندرستی کی حالت میں اس وقت کیا جائے جب انسان کے اندر دولت کی چاہت اور اسے اپنے پاس رکھنے کی حرص ہو اور اسے خرچ کی صورت میں محتاجی کا خطرہ اور روک رکھنے کی صورت میں دولت مندی کی امید ہو۔ ایسا نہ ہو کہ تم سوچتے اور ٹالتے رہو یہاں تک کہ تمہارا آخری وقت آجائے اور اس وقت تم مال کے بارے میں وصیت کرنے لگو کہ اتنا مال فلاں کو اور اتنا فلاں کو (اللہ کے لیے) دے دیا جائے' درآں حالیکہ اس وقت وہ مال (تمہاری ملکیت سے نکل کر) فلاں (وارثوں) کا ہو چکا ہو۔" (صحیح مسلم' الزکٰوۃ' باب بیان ان افضل الصدقة صدقة الصحیح الشحیح' حدیث: ۱۰۳۲)

ان فضائل و برکات کی پوری اہمیت اس وقت تک واضح نہیں ہوسکتی جب تک کہ دوسرا پہلو یعنی صدقات وخیرات سے پہلو تہی اور اعراض کی سخت وعید اور اس پر عذابِ شدید کی تنبیہ سامنے نہ ہو۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جسے اللہ تعالیٰ نے مال و دولت سے نوازا' لیکن اس نے اس کی زکوٰۃ نہ دی تو وہ دولت قیامت کے دن اس کے لیے گنجے سانپ کی شکل میں بنا دی جائے گی جس کی آنکھوں کے اوپر دو نقطے ہوں گے (یہ دونوں نشانیاں سخت زہریلے سانپ کی ہیں) وہ سانپ اس کے گلے کا طوق بنا دیا جائے گا' پھر وہ سانپ اپنی دونوں باچھوں سے اس کو پکڑ کر کھینچے گا اور کہے گا: میں تیرا مال ہوں' تیرا خزانہ ہوں۔ یہ فرمانے کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ آل عمران کی آیت (۱۸۰) تلاوت فرمائی: "وہ لوگ جو اللہ کے فضل وکرم سے حاصل کردہ مال میں بخل کرتے ہیں (زکوٰۃ ادا

نہیں کرتے) یہ نہ سمجھیں کہ یہ ان کے حق میں بہتر ہے (نہیں) بلکہ یہ ان کے حق میں (انجام کے لحاظ سے) بدتر ہے۔ یہ مال جس میں وہ بخل کرتے ہیں (اور اس کی زکوٰۃ بھی نہیں نکالتے) قیامت کے دن ان کے گلے میں طوق بنا کے ڈال دیا جائے گا۔'' (صحیح البخاری' الزکوٰۃ' باب اثم مانع الزکوٰۃ حدیث: ۱۴۰۳)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' یا (فرمایا) قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں' یا جیسے بھی آپ نے حلف اٹھایا (حلف کے الفاظ صحابی کو صحیح یاد نہیں رہے۔) جس آدمی کے پاس بھی کچھ اونٹ' گائیں یا بکریاں ہوں' وہ ان کا حق (زکوٰۃ) ادا نہ کرے تو اسے قیامت کے دن ان جانوروں سمیت لایا جائے گا' یہ جانور دنیا کے مقابلے میں زیادہ قدآور اور زیادہ موٹے تازہ ہوں گے' وہ اسے اپنے پیروں سے روندیں گے اور اپنے سینگوں سے ٹکریں مارتے ہوئے گزریں گے' جب آخر تک سب گزر جائیں گے تو پہلے والے پھر اسی طرح اس پر لوٹائے جائیں گے حتیٰ کہ لوگوں کے درمیان فیصلے ہونے تک اس کے ساتھ یہی معاملہ جاری رہے گا۔'' (صحیح البخاری' الزکوٰۃ' باب زکوٰۃ البقر' حدیث: ۱۴۶۰)



قرآن کریم کی یہ آیت بھی انہی لوگوں کی وعید میں نازل ہوئی ہے جو اپنے سونے چاندی اور اپنے مال و دولت میں سے زکوٰۃ نہیں نکالتے: ﴿وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِيمٍ○ يَوْمَ يُحْمَىٰ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوَىٰ بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ هَٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِأَنفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنتُمْ تَكْنِزُونَ﴾ (التوبۃ: ۹/ ۳۴-۳۵) ''اور جو لوگ سونا چاندی بطور خزانہ جمع کرتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے تو انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجیے۔ جس دن کہ ان کی دولت کو دوزخ کی آگ میں تپایا جائے گا' پھر اس سے ان کے ماتھے' ان کے پہلو اور ان کی پیٹھیں داغی جائیں گی (اور کہا جائے گا:) یہ ہے تمہاری وہ دولت جسے تم نے جوڑ جوڑ کر رکھا تھا' پس تم اپنی اس دولت اندوزی کا آج مزا چکھو۔'' لیکن اس وعید سے وہ لوگ خارج ہیں جو اپنے مال میں سے زکوٰۃ نکالتے اور صدقہ خیرات کرتے رہتے ہیں۔

اس اخروی عقوبت کے علاوہ اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی اس قوم کو جو زکوٰۃ کی ادائیگی سے اعراض کرتی ہے' امساکِ باراں اور قحط سالی جیسے ابتلاء سے دوچار کر دیتا ہے' جیسا کہ فرمانِ نبوی ہے: ''جو قوم بھی زکوٰۃ سے انکار کرتی ہے' اللہ تعالیٰ اسے بھوک اور قحط سالی میں مبتلا کر دیتا ہے۔'' (الطبرانی فی

الأوسط' حديث: ۴۵۷۷'۶۷۸۸'وصحيح الترغيب للألبانی:۱/۴۶۷)

ایک دوسری روایت میں ہے: ''جولوگ اپنے مالوں کی زکوۃ ادانہیں کرتے وہ بارانِ رحمت سے محروم کردیے جاتے ہیں اگر چوپائے نہ ہوں تو ان پر کبھی بھی بارش کا نزول نہ ہو۔'' (سنن ابن ماجه' الفتن' باب العقوبات' حديث:۴۰۱۹' وحسنه الألبانی فی الصحیحة' حدیث:۱۰۶-۲۱۶/۱'۲۱۷)

یہاں یہ بات بھی ذہن نشین کرلینی چاہیے کہ اسلام کا مطالبہ صرف زکوۃ ہی پر ختم نہیں ہوجاتا بلکہ صاحب استطاعت کو ہرضرورت کے موقع پراللہ کی راہ میں خرچ کرتے رہنا چاہیے۔قرآن مجید نے اسی لیے متعدد مقامات پر''زکوۃ'' کی بجائے''انفاق'' کا لفظ استعمال کیا ہے جو عام ہے اورزکوۃ اوردیگر صدقات دونوں کومحیط ہے۔[مُتَّقِيْنَ] کی صفات میں بتایا گیا ہے: ﴿وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنفِقُوْنَ﴾ (البقرة:۳)''اوروہ ہمارے دیے ہوئے مال میں سے انفاق (خرچ) کرتے ہیں۔''نیز فرمایا: ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوْا اَنفِقُوا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ﴾ (البقرة:۲۶۷) ''اے ایمان والو!اپنی پاکیزہ کمائی سے انفاق(خرچ)کرو۔''

زکوۃ وصدقات دیتے وقت اس امر کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے کہ ان کے اولین مستحق آدمی کے درجہ بدرجہ اپنے قرابت دار ہیں۔قرابت داروں کے حقوق کی ادائیگی'جس میں غریب وبےسہاراافراد کی اعانت ودست گیری شامل ہے'حقوق العباد میں دوسرے نمبر پر ہے۔سب سے پہلے آدمی کے والدین ہیں اوردوسرے نمبر پراس کے دیگر قریب ترین رشتہ دار۔اگرانسان کے پاس اہل خانہ اوروالدین کی کفالت کے بعد کچھ مال بچ رہے تو اسے درجہ بدرجہ اپنے قریب ترین رشتہ داروں پرخرچ کرنا چاہیے۔اسے شریعت میں صلہ رحمی کہتے ہیں۔اس سے دوگنا اجر ملے گا'ایک صلہ رحمی کا اوردوسرا صدقے کا۔

زکوۃ اس مال میں سے نکالی جائے جس میں انسان کوملکیت تامہ حاصل ہو'ملکیت تامہ کا مطلب ہے کہ وہ مال اس کے دست تصرف میں ہو۔اس کوجس طرح چاہے خرچ کرے'اس میں کوئی رکاوٹ نہ ہو'اس میں کسی اور کا کوئی دخل نہ ہواوراس مال کے تجارتی فوائد میں وہ بلاشرکت غیرے مالک ہو۔

مشترکہ(لمٹیڈ) کمپنیوں میں سے سب کے مجموعی مالوں میں سے بھی سب کی طرف سے زکوۃ نکالی جانی چاہیے۔(ملخص از کتاب''زکوۃ وعشر'' تالیف حافظ صلاح الدین یوسف،مطبوعہ دارالسلام)

## (المعجم ٩) - كِتَابُ الزَّكَاةِ (التحفة ٣)

## زکوٰۃ کے احکام ومسائل



### (المعجم ١) - [وُجُوبُهَا] (التحفة ١)

**١٥٥٦- حَدَّثَنَا** قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ الثَّقَفِيُّ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عن عُقَيْلٍ، عن الزُّهْرِيِّ، أخبرني عُبَيْدُاللهِ بنُ عَبْدِ اللهِ بنِ عُتْبَةَ عن أَبِي هُرَيْرَةَ قالَ: لَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، وَاسْتُخْلِفَ أَبُو بَكْرٍ بَعْدَهُ، وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ، قَالَ عُمَرُ بنُ الْخَطَّابِ لِأَبِي بَكْرٍ: كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، فَمَنْ قالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ عَصَمَ مِنِّي مَالَهُ وَنَفْسَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ وَحِسَابُهُ عَلَى اللهِ؟» فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: وَاللهِ! لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ، فَإِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ المَالِ، وَاللهِ! لَوْ

### باب:١-زکوٰۃ واجب ہونے کا بیان

**١٥٥٦-** حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی اور ان کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا گیا اور قبائل عرب میں سے جنہوں نے کفر اختیار کرنا تھا' انہوں نے کفر اختیار کر لیا' تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ لوگوں سے کس بنا پر قتال (جنگ) کریں گے؟ حالانکہ رسول اللہ ﷺ فرما گئے ہیں: ''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے قتال کروں حتی کہ وہ [لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه] کہیں۔ تو جس نے [لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه] کہا' اس نے مجھ سے اپنا مال اور اپنی جان کو محفوظ کر لیا' اِلَّا یہ کہ اسلام کا کوئی حق ہو' اور ان کا حساب اللہ کے ذمے ہے۔'' اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: قسم اللہ کی! میں ہر اس شخص سے لازماً جنگ کروں گا جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق

**١٥٥٦ـ تخريج:** أخرجه البخاري، الاعتصام بالكتاب والسنة، باب الاقتداء بسنن رسول الله ﷺ، ح:٧٢٨٤، ٧٢٨٥، ومسلم، الإيمان، باب الأمر بقتال الناس حتى يقولوا: لا إله إلا الله محمد رسول الله . . . الخ، ح:٢٠، كلاهما عن قتيبة بن سعيد به، حديث رباح عند أحمد: ١/ ٤٧، ٤٨، وحديث معمر عند عبدالرزاق، ح:٦٩١٦ وغيره.

مَنَعُونِي عِقَالًا كَانُوا يُؤَدُّونَهُ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلَى مَنْعِهِ. فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: فَوَاللهِ! مَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَأَيْتُ اللهَ قَدْ شَرَحَ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ لِلْقِتَالِ، قَالَ: فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ.

کرے گا کیونکہ زکوٰۃ مال کا (شرعی) حق ہے۔قسم اللہ کی! اگران لوگوں نے مجھ سے وہ رسی بھی روک لی جو وہ رسول اللہ ﷺ کو ادا کیا کرتے تھے تو میں اس کے روک لینے پر بھی ان سے جنگ کروں گا۔تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا: قسم اللہ کی! میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس جنگ کے لیے ابوبکر کا سینہ کھول دیا ہے اور بالآخر میری سمجھ میں بھی یہ بات آ گئی کہ یہی بات حق ہے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ رَبَاحُ بْنُ زَيْدٍ وعَبْدُ الرَّزَّاقِ عنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ بِإِسْنَادِهِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث رباح بن زید اور عبدالرزاق نے معمر سے' انہوں نے زہری سے اسی کی سند سے روایت کی ہے۔

قالَ بَعْضُهُمْ: عِقَالًا، ورَوَاهُ ابْنُ وَهْبٍ عنْ يُونُسَ قَالَ: عَنَاقًا.

بعض نے [عِقَالًا] ''رسی'' کا لفظ بیان کیا ہے' جبکہ ابن وہب نے یونس سے [عَنَاقًا] ''بکری کا بچہ'' روایت کیا ہے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَقَالَ شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ ومَعْمَرٌ والزُّبَيْدِيُّ عن الزُّهْرِيِّ فِي هٰذا الْحَدِيثِ قال: لَوْ مَنَعُونِي عَنَاقًا. وَرَوَى عَنْبَسَةُ عنْ يُونُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ فِي هذا الْحَدِيثِ قَالَ: عَنَاقًا.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ شعیب بن ابی حمزہ' معمر اور زبیدی نے بھی زہری سے اس حدیث میں اسی طرح کہا ہے (کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا:) [لَوْ مَنَعُونِي عَنَاقًا] ''اگر ان لوگوں نے مجھ سے بکری کا ایک بچہ بھی روک لیا تو......'' ایسے ہی عنبسہ نے یونس سے' انہوں نے زہری سے لفظ: [عَنَاقًا] ''بکری کا بچہ'' روایت کیا ہے۔

١٥٥٧ - حَدَّثَنا ابْنُ السَّرْحِ وَسُلَيْمانُ ابنُ دَاوُدَ قَالَا: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ هَذَا الْحَدِيثَ. قَالَ: قَالَ أَبُوبَكْرٍ: إِنَّ حَقَّهُ أَدَاءُ الزَّكَاةِ وَقَالَ: عِقَالًا.

١٥٥٧- یونس نے زہری سے یہ حدیث روایت کرتے ہوئے کہا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مال کا حق ہے کہ زکوٰۃ ادا کی جائے۔اور اس روایت میں لفظ: [عِقَالًا] ''رسی'' بیان کیا۔



---

١٥٥٧_ **تخريج**: متفق عليه، انظر الحديث السابق.

**فوائد ومسائل:** ① رسول اللہ ﷺ کی وفات حقیقی وفات تھی۔ ''پردہ پوشی'' والی بات صحابہ کرام ؓ میں کہیں بھی سمجھی سمجھائی نہیں گئی' جیسے کہ آج کل بعض لوگ باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ② قبائل عرب تین طرح سے کافر ہوئے تھے۔ ایک وہ لوگ تھے جو اسلام سے مرتد ہو کر مسیلمہ کذاب کے پیرو ہو گئے تھے۔ دوسرے وہ تھے جنہوں نے نماز' زکوٰۃ اور دیگر احکام شریعت سے سرتابی کی تھی۔ اور تیسرے وہ تھے جنہوں نے صرف زکوٰۃ کی ادائیگی سے انکار کیا تھا۔ ان کا یہ انکار بھی کفر ہی کہلایا تھا۔ (تفصیل آگے آ رہی ہے۔) ③ اسلامی حکومت اور معاشرے میں نماز اور زکوٰۃ لازم وملزوم ہیں اور زکوٰۃ کے انکار پر جنگ ہو سکتی ہے۔ ④ دین میں فہم وبصیرت کے اعتبار سے صحابہ کرام ؓ میں بھی فرق تھا اور حضرت ابوبکر صدیق ؓ سب سے فائق تھے۔ ⑤ جہاد کی حقیقت' اشاعت توحید وسنت اور غلبۂ دین کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ ⑥ حکومت اسلامیہ میں رعیت کی جان و مال اور آبرو ہر طرح سے محفوظ ہوتی ہے اور رہنی چاہیے۔ ⑦ حکومت اسلامیہ بجا طور پر یہ حق رکھتی ہے کہ اپنی رعایا سے حقوق وفرائض اسلام کی پابندی کا مطالبہ کرے اور اس مقصد کے لیے قتال بھی جائز ہے۔ ⑧ حدیث میں وارد لفظ: [عَنَاقًا] ''بکری کے بچے'' سے محدثین یہ استدلال کرتے ہیں کہ جانوروں کے بچے ماؤں کے تابع ہیں جیسے کہ بعض صورتوں میں مال مستفاد کا حکم ہے۔ ⑨ اختلاف روایت کو بالاسانید بیان کرنا دلیل ہے کہ محدثین کرام نقل احادیث میں غایت درجہ محتاط اور امین تھے۔

**رافضیوں کے کچھ شبہات اور ان کا جواب:** رافضیوں کا اتہام ہے کہ حضرت ابوبکر ؓ پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے مسلمانوں کو قیدی بنایا حالانکہ یہ لوگ' جن سے قتال کیا گیا' اصحاب تاویل تھے (ان کے زعم میں زکوٰۃ کا ایک خاص مفہوم تھا) ان کا خیال تھا کہ قرآن کریم کا یہ ارشاد: ﴿خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَ تُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَ صَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ﴾ (التوبة:١٠٣) ''(اے پیغمبر!) ان سے صدقات لیجیے' اس سے آپ انہیں پاک کریں اور ان کا تزکیہ کریں۔ آپ ان کے لیے دعا کیجیے' بلاشبہ آپ کی دعا ان کے لیے سکینت کا باعث ہے۔'' یہ خطاب خاص ہے۔ اس کا تعلق صرف رسول اللہ ﷺ سے ہے' کوئی اور اس کا مخاطب یا اس میں شریک نہیں ہے۔ اس میں ایسی شرطیں ہیں جو کسی اور میں نہیں ہیں' یعنی تطہیر وتزکیہ اور صاحب صدقہ کیلئے صلاۃ' یعنی دعا۔ یہ امور صرف نبی ﷺ کے ساتھ خاص ہیں۔ اور جب ذہنوں میں اس قسم کے شبہات موجود ہوں تو ایسے لوگوں کو معذور جاننا چاہیے ان پر تلوار اُٹھانا کسی طور روا نہیں۔ ان لوگوں کے خیال میں ان سے قتال ظلم وزیادتی تھا۔

(جواب) حقیقت یہ ہے کہ ان (رافضیوں) کا دین میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ ان کا کل سرمایہ بہتان' تکذیب اور صحابہ کرام ؓ کی عیب چینی ہے۔ اور یہ کھلی حقیقت ہے کہ مرتدین کئی طرح کے تھے۔ ایک وہ تھے جنہوں نے سرے سے اسلام ہی کا انکار کیا تھا اور نبوتِ مسیلمہ کذاب یا کسی اور مدعیٔ نبوت کی دعوت دی تھی۔ دوسرے وہ تھے جنہوں نے نماز اور زکوٰۃ چھوڑتے ہوئے شریعت کا انکار کیا۔ انہی لوگوں کو صحابہ ؓ نے کافر کہا اور اسی بنا پر حضرت ابوبکر ؓ نے ان کی اولادوں کو قیدی بنایا اور اس میں صحابہ کرام ؓ کی کثیر تعداد ان کی مؤید ومعاون تھی۔ اسی موقع پر ایک لونڈی حضرت علی المرتضیٰ ؓ کو ملی تھی جو کہ بنی حنیفہ کے قبیلہ سے تھی' اس سے ان کی اولاد بھی ہوئی۔ محمد بن حنفیہ حضرت

علی ﷺ کے فرزند گرامی قدر اسی لونڈی سے ہیں...... (البتہ اواخر دور صحابہ میں ان کا یہ اجماع ہو گیا تھا کہ مرتدین کو قیدی نہ بنایا جائے۔) تیسرے وہ لوگ تھے جنہوں نے صرف زکوٰۃ کا انکار کیا تھا' علاوہ ازیں باقی امور دین میں وہ اس پر پوری طرح کاربند رہے تھے۔ یہ لوگ ''باغی'' تھے۔ ان میں سے کسی کو بھی انفرادی طور پر ''کافر'' نہیں کہا گیا' اگرچہ لفظ ارتداد اور مرتد ان پر بھی بولا گیا ہے کیونکہ انکارِ زکوٰۃ وحقوقِ دین میں یہ دوسروں کے مشابہ ہو گئے تھے۔ اور لغوی اعتبار سے جو شخص ایک عمل کرتا ہو پھر اس سے انکار کر دے تو وہ اس سے ''مرتد'' ہی ہوتا ہے۔ چونکہ ان لوگوں نے اطاعت سے سرتابی کی اور حق اسلام کا انکار کیا اس وجہ سے مدح وثنا کا لفظ ان سے چھن گیا اور ایک برا لقب ان کے حصے میں آیا۔

رہے یہ شبہات کہ ﴿خُذۡ مِنۡ اَمۡوَالِهِمۡ...... ﴾ کا خطاب رسول اللہ ﷺ سے خاص ہے تو معلوم ہونا چاہیے کہ کتاب اللہ کے خطاب تین طرح کے ہیں: ایک عام خطاب' مثلاً: ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا قُمۡتُمۡ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغۡسِلُوۡا وُجُوۡهَكُمۡ ...... ﴾(المائدۃ:٦) ''اے ایمان والو! جب نماز کے لیے کھڑے ہونے کا ارادہ کرو تو اپنے چہرے دھولیا کرو......'' دوسرا وہ جو رسول اللہ ﷺ سے مخصوص ہوتا ہے' دوسروں کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ ایسے خطابات میں اوروں کی شراکت کا شبہ صریح الفاظ سے ختم کر دیا جاتا ہے' مثلاً: ﴿وَ مِنَ الَّيۡلِ فَتَهَجَّدۡ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ...... ﴾(بنی اسرائیل:٧٩) ''اور رات میں کچھ جاگا کریں (قرآن کے ساتھ)' یہ حکم مزید ہے آپ کے لیے۔'' دوسری جگہ نکاح کے مسئلہ میں ہے: ﴿خَالِصَةً لَّكَ مِنۡ دُوۡنِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ﴾ (الأحزاب:٥٠) ''(اگر کوئی خاتون اپنے آپ کو نبی کو بخش دے تو نبی کا اس سے نکاح کرنا جائز ہے)...... یہ رخصت خاص ہے آپ کے لیے نہ کہ دوسرے مومنین کیلئے۔'' خطاب کی تیسری نوع وہ ہے جس میں مخاطب تو رسول اللہ ﷺ کو کیا ہوتا ہے مگر مراد آپ اور آپ کی امت دونوں ہی ہوتے ہیں۔ آپ کا ذکر مبارک اس لیے ہوتا ہے کہ آپ داعی الی اللہ ہیں۔ احکام الٰہی کے مبیّن ہیں۔ اس میں امت کو ہدایت ہوتی ہے کہ جس طرح آپ ﷺ کر کے دکھائیں اسی طرح کریں' مثلاً: ﴿اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوۡكِ الشَّمۡسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيۡلِ﴾(بنی اسرائیل: ٧٨) ''نماز قائم کیجیے سورج ڈھلنے سے رات کے اندھیرے تک'' اور ﴿فَاِذَا قَرَاۡتَ الۡقُرۡاٰنَ فَاسۡتَعِذۡ بِاللّٰهِ﴾(النحل:٩٨) ''جب آپ قرآن پڑھنے لگیں تو اللہ کی پناہ اختیار کیا کریں۔'' زیر بحث مسئلہ اور خطاب ﴿خُذۡ مِنۡ اَمۡوَالِهِمۡ صَدَقَةً ...... ﴾ اسی آخری نوع سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ نبی ﷺ سے مخصوص نہیں بلکہ آپ کے ساتھ آپ کی امت کے خلفاء وامراء بھی اس میں شریک ہیں...... رہا مسئلہ تطہیر وتزکیہ اور صاحب زکوٰۃ کیلئے دعا کا...... تو یہ ایک عام عمل ہے۔ کوئی بھی مخلص مسلمان اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کر کے یہ مقام ومرتبہ حاصل کرسکتا ہے۔ وہ تمام اجور وثواب جن کا آپ کے زمانے میں وعدہ فرمایا گیا ہے وہ قیامت تک کیلئے جاری ہیں۔ ان میں کسی قسم کا انقطاع نہیں۔ (ماخوذ از نیل الأوطار: ١٣٦/٤)

## (المعجم ٢) - بَابُ مَا تَجِبُ فِيهِ الزَّكَاةُ باب:٢-کن چیزوں میں زکوٰۃ واجب ہے؟

(التحفة ٢)

۱۵۵۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ: قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ عَمْرِو ابْنِ يَحْيٰى الْمَازِنِيِّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ ذَوْدٍ صَدَقَةٌ، وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ أَوَاقٍ صَدَقَةٌ، وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ».

۱۵۵۸- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا: ”پانچ اُونٹوں سے کم میں زکوٰۃ نہیں۔ اور پانچ اوقیہ (چاندی) سے کم میں زکوٰۃ نہیں۔ اور پانچ وسق سے کم (غلّے) میں زکوٰۃ نہیں۔“

فوائد ومسائل: ① سونے چاندی' مال مویشی اور دیگر اجناس کے لیے مقررہ نصاب سے کم میں زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔ ویسے کوئی دینا چاہے تو صدقہ ہے اور محبوب عمل ہے۔ ② ایک اوقیہ میں چالیس درہم اور ایک درہم تقریباً ۲.۹۷۵ گرام چاندی کا ہوتا ہے۔ اس طرح ایک اوقیہ کا وزن ایک سو انیس گرام' اور پانچ اوقیہ چاندی کا وزن پانچ سو پچانوے گرام ہوا۔ جس کا وزن تولہ کے حساب سے ۵۱ تولہ (اور سابقہ علماء کے حساب سے ½ ۵۲ تولہ) ہوتا ہے۔ ③ ایک وسق میں ساٹھ صاع ہوتے ہیں جیسا کہ اگلی روایات میں آ رہا ہے' اور ایک صاع میں چار مد۔ ایک صاع کا وزن تقریباً ڈھائی کلو ہوتا ہے۔ اس حساب سے پانچ وسق کا کل وزن سات سو پچاس کلو ہو جائے گا۔ یعنی تقریباً ۱۹ من۔

زکوٰۃ کی ادائیگی میں بنیادی اہمیت کا سوال یہ ہے کہ زکوٰۃ کس کس مال پر فرض ہے؟ سنن ابوداود میں جو احادیث بیان کی گئی ہیں ان میں سونا' چاندی' چرنے والے اونٹ' گائیں بھیڑ اور بکریوں کا تفصیل سے ذکر ہے۔ زرعی اجناس میں جو زکوٰۃ ادا کی جاتی ہے' اسے عشر کہا جاتا ہے۔ اس حوالے سے وہ حدیثیں ذکر کی گئی ہیں جن میں قابل زکوٰۃ (عشر) اجناس کا تفصیل سے ذکر نہیں۔ البتہ یہ وضاحت ہے کہ جو کھیتیاں بارش، دریاؤں' چشموں یا زمین کی رطوبت سے سیراب ہوتی ہیں ان کی زکوٰۃ عشر یعنی دسواں حصہ ہے اور جن کو اونٹوں کے ذریعے سے (رہٹ چلا کر یا اونٹوں پر پانی لاد کر) سیراب کیا جاتا ہے ان کی زکوٰۃ (نصف عشر) یعنی بیسواں حصہ ہے۔

اس پر تمام فقہاء کا اتفاق ہے کہ زرعی اجناس پر زکوٰۃ' عشر یا نصف عشر ہے۔ اختلاف اجناس کے حوالے سے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ گھاس' ایندھن اور بے ثمر درختوں کو چھوڑ کر زمین سے اُگائی جانے والی ہر چیز پر عشر کے قائل ہیں۔ انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ”جو کھیتیاں بارش' دریاؤں اور چشموں سے سیراب ہوں ان میں عشر اور جن کی آبپاشی اونٹوں کے ذریعے سے کی جائے ان میں نصف عشر ہے۔“ کے الفاظ میں پائے جانے والے عموم سے استدلال کیا

---

۱۵۵۸ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الزكٰوة، باب زكٰوة الورق، ح: ١٤٤٧ من حديث مالك، ومسلم، الزكٰوة، باب: ليس فيما دون خمسة أوسق صدقة، ح: ٩٧٩ من حديث عمرو بن يحيى بن عمارة به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٢٤٤.

ہے۔علاوہ ازیں وہ قرآنی آیت : ﴿وَمِمَّآ اَخۡرَجۡنَا لَکُمۡ مِّنَ الۡاَرۡضِ﴾ (البقرۃ :۲۶۷) کے عموم سے استدلال کرتے ہوئے یہ بھی کہتے ہیں کہ زمین کی پیداوار تھوڑی ہو یا زیادہ' اس میں عشر یا نصف عشر ہوگا۔حالانکہ اس عموم کی تخصیص حدیث رسول ﷺ سے ثابت ہے کہ ۱۹ من سے کم پیداوار عشر سے مستثنیٰ ہے۔

ان کے شاگرد امام ابو یوسف اور امام محمد ؒ صرف ان اجناس پر زکوٰۃ ضروری سمجھتے ہیں جو بہ آسانی سال تک باقی رہ سکتی ہیں اور ان کا لین دین ناپ سے ہوتا ہو یا وزن سے' ان کے مطابق ہر قسم کے غلے' شکر' کپاس وغیرہ پر عشر دینا ہوگا۔امام مالک ؒ انسان کی اُگائی ہوئی تمام ایسی زرعی اجناس پر عشر ضروری سمجھتے تھے جو خشک کر کے محفوظ کی جا سکتی ہیں۔امام احمد ؒ خشک ہونے والے پھل اور ہر قسم کے بیجوں پر زکوٰۃ کے قائل تھے۔

جلیل القدر فقہائے تابعین امام حسن بصری' امام شعبی' موسیٰ بن طلحہ اور مجاہد ؒ صرف گندم' جَو' کھجور اور کشمش میں عشر کے قائل ہیں جن کا نام رسول اللہ ﷺ نے خود لیا ہے۔امام بیہقی ؒ نے ان تابعین کے حوالے سے وہ ساری روایات ذکر کی ہیں جن میں رسول اللہ ﷺ نے صرف ان اشیاء میں عشر لینے کا حکم دیا ہے۔یہ روایات مرسل ہیں۔ لیکن حضرت موسیٰ بن طلحہ ؒ نے وضاحت کی ہے کہ ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ کی وہ تحریر موجود ہے جو آپ نے لکھوا کر حضرت معاذ بن جبل ؓ کو عطا فرمائی تھی۔اس میں یہ لکھا ہوا ہے کہ عشر ان چار چیزوں میں ہے۔ان ساری روایات کو ذکر کر کے امام بیہقی ؒ کہتے ہیں: ''یہ تمام روایات مرسل ہیں لیکن متعدد اسانید سے ایک دوسرے کی تائید کرتی ہیں۔ان کے ساتھ حضرت ابو بردہ ؓ کے طریق سے حضرت ابو موسیٰ اشعری ؓ کی روایت ہے جو انہی چار چیزوں کے عشر کے بارے میں ہے۔(السنن الکبری للبیھقی' الزکوٰۃ' باب الصدقۃ فیما یزرعہ الآدمیون...)

ابو بردہ ؓ والی روایت کی صحت کے بارے میں امام بیہقی کا فیصلہ ہے:[رواتہ ثقات و ھو متصل ] ''یعنی اس کے راوی ثقہ ہیں اور اس کی سند متصل ہے۔''(نیل الأوطار: الزکوٰۃ' باب زکوٰۃ الزرع و الثمار)

امام شافعی ؒ نے انہی چار چیزوں پر قیاس کر کے یہ کہا ہے:[عشر ما یقات و یُدَّخر] ''عشر ان بنیادی غذائی اجناس پر ہے جو بطور خوراک استعمال ہوتی ہوں اور جن کا ذخیرہ کیا جا سکتا ہے۔'' گندم' جَو' کھجور' کشمش کی طرح جن علاقوں میں چاول وغیرہ بنیادی غذائی جنس ہیں وہاں ان پر عشر ہوگا۔کپاس اور دیگر بہت سی قیمتی اشیاء (Cash Crops) اور تازہ سبزیوں پر اگرچہ براہ راست عشر نہیں لیکن ان کی آمدنی کے حوالے سے اگر نصاب اور مدت نصاب مکمل ہو جائے تو زکوٰۃ کی ادائیگی ضروری ہوگی۔اسی طرح چرنے والے (سائمہ) جانوروں کے ریوڑوں کی زکوٰۃ کی تفصیل احادیث میں بیان کر دی گئی ہے۔لیکن جدید دور کے مویشی فارموں کے جانور چرا کر نہیں پالے جاتے بلکہ ان کی خوراک کا مستقل انتظام کیا جاتا ہے، اس لیے ان کو سائمہ (چرنے والے) جانوروں میں شمار نہیں کیا جا سکتا' بنا بریں ان کی زکوٰۃ آمدنی پر ہوگی۔

پہلے سونا اور چاندی نقدی کے طور پر استعمال ہوتے تھے۔آج کل کرنسی نوٹ استعمال ہوتے ہیں۔علمائے امت کا

اجماع ہے کہ کرنسی کو انہی پر قیاس کیا جائے گا۔ سعودی علماء اور پاک و ہند کے علماء نے کرنسی نوٹوں کے لیے چاندی کو نصاب بنایا ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ اس طرح زکوٰۃ دینے والوں کی تعداد زیادہ ہوگی جس میں غرباء و مساکین کا فائدہ زیادہ ہے۔ اگر سونے کو نصاب بنایا جائے گا تو بہت سے اصحابِ حیثیت بھی زکوٰۃ دینے والوں میں سے نکل جائیں گے۔ مثال کے طور پر جس کے پاس ۷۵ ہزار روپے سے کم فاضل بچت کے طور پر ایک سال پڑے رہے ہوں گے، وہ بھی صاحبِ نصاب متصور نہیں ہوگا' کیونکہ ساڑھے سات تولہ سونے کی قیمت (۱۰ ہزار روپے فی تولہ کے حساب سے) ۷۵ ہزار ہوگی۔ یوں لاکھوں افراد اصحابِ حیثیت کے دائرے سے نکل جائیں گے جس کا سارا نقصان غرباء و مساکین اور مدارسِ دینیہ کو ہوگا۔ اس پہلو سے دیکھا جائے تو یہ مؤقف راجح لگتا ہے۔ بہر حال یہ اجتہادی مسئلہ ہے' اور دونوں میں سے کسی کو بھی اپنایا جا سکتا ہے۔ چاندی کا نصاب بنیاد ماننے کی صورت میں ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت جتنی فاضل رقم رکھنے والا صاحبِ نصاب ہوگا اور سونے کو کرنسی کی بنیاد ماننے کی صورت میں ۷۵ ہزار روپے فاضل رقم رکھنے والا صاحب نصاب متصور ہوگا اور اس سے کم رقم رکھنے والا شخص زکوٰۃ سے مستثنیٰ ہوگا۔

رسول اللہ ﷺ کے دور میں اور صدیوں بعد تک قیمتی پتھروں' جواہرات اور موتیوں کا استعمال دنیا کے بہت سے حصوں میں زینت اور تفاخر کے لیے تو تھا' قدر یا مالیت کو محفوظ کرنے کا ذریعہ سونا چاندی ہی تھے۔ جواہرات کے کھرے کھوٹے ہونے کی پہچان چونکہ عام تاجر کے بس میں نہ تھی اور ان کی قیمتوں کے تعین کا کوئی ایک باقاعدہ معیار بھی موجود نہ تھا۔ مختلف ماہرین کی رائے قیمتوں کے بارے میں ایک دوسرے سے بہت زیادہ مختلف ہوتی تھی۔ سونے چاندی کی طرح معیاری ٹیکسالوں میں ڈھال کر ان کو درہم و دینار کی شکل بھی نہ دی جا سکتی تھی اس لیے یہ کرنسی یا مالیت کے تحفظ کے لیے مناسب نہ تھے۔ مالِ تجارت کے طور پر تو ان کی زکوٰۃ تھی' البتہ براہ راست ان پر زکوٰۃ کی وصولی ممکن نہ تھی۔ لیکن آج کل سائنسی بنیادوں پر ان کی پہچان' قیمت کا تعین اور اس کے لیے قابل قبول معیار سب کچھ آسان ہو گیا ہے۔ ان کی باقاعدہ منڈیاں قائم ہو گئی ہیں اور ان خوبیوں کی وجہ سے یہ زیب و زینت کے علاوہ بڑے پیمانے پر مالیت قدر کے تحفظ' ذخائر اور بنکوں میں نوٹ جاری کرنے کی غرض سے محفوظ ضمانتوں کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔

اس بات کا امکان موجود ہے کہ وقت کے ساتھ ساتھ زیادہ سے زیادہ لوگ زکوٰۃ سے بچنے کے لیے اپنے مالیاتی اثاثے جواہرات کی صورت میں محفوظ کرنے شروع کر دیں۔ امیر خواتین تو اب سونے چاندی کے بجائے ان سے کئی گنا زیادہ قیمتی جواہر کو زیب و زینت اور اثاثوں کے تحفظ کے لیے استعمال کرنے لگی ہیں اور ان پر زکوٰۃ بھی نہیں دینی پڑتی۔ یہ صورت حال فقراء اور مستحقین زکوٰۃ کے مفاد کے خلاف ہے۔ جس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عنبر کے بارے میں، اس بنیاد پر کہ رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں کوئی ہدایت موجود نہ تھی' صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا تھا اور اس کی روشنی میں خمس کی وصولی کا فیصلہ فرمایا تھا۔ (الموسوعة الفقهية- كويت- زكوٰة' باب زكوٰة المستخرج

من البحار) مزید یہ کہ حضرت عمر ؓ کے پاس شام سے کچھ لوگ آئے کہ ہمیں گھوڑوں اور غلاموں کی صورت میں کچھ مال ملا ہے' ہم ان کی زکوۃ ادا کر کے اسے پاک کرنا چاہتے ہیں تو حضرت عمر ؓ نے صحابۂ کرام ؓ سے مشورہ کر کے جن میں حضرت علی ؓ بھی شامل تھے' زکوۃ لینے کا فیصلہ کیا۔ (مستدرك حاكم' الزكوة' حديث:۱۴۵۶) اسی طرح اب علماء اگر قیمتی پتھروں کے حوالے سے غور کریں اور متفقہ طور پر ان کی زکوۃ کے بارے میں فیصلہ کریں تو یہ عین مصلحت اسلامی کا تقاضا ہوگا۔ یاد رہے کہ پتھروں پر زکوۃ نہ ہونے کی جو مرفوع روایت عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده کے حوالے سے منقول ہے وہ ضعیف ہے' اس لیے قابل اعتبار نہیں۔ (السنن الكبرى للبيهقي' الزكوة' باب مالا زكوة فيه من الجواهر غير الذهب والفضة)

**۱۵۵۹- حَدَّثَنا** أَيُّوبُ بنُ مُحَمَّدٍ الرَّقِّيُّ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنا إِدْرِيسُ بْنُ يَزِيدَ الأَوْدِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ الْجَمَلِيِّ، عن أَبِي الْبَخْتَرِيِّ الطَّائِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ - يَرْفَعُهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ - قال: «لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسَاقٍ زَكَاةٌ»، وَالْوَسْقُ سِتُّونَ مَخْتُومًا.

۱۵۵۹- حضرت ابوسعید خدری ؓ نبی ﷺ کی طرف نسبت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں: ''پانچ وسق سے کم (غلے) میں زکوۃ نہیں۔'' اور ایک ''وسق'' ساٹھ معیاری ''صاع'' کا ہوتا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَبُو الْبَخْتَرِيِّ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِي سَعِيدٍ.

امام ابوداود فرماتے ہیں کہ ابوالبختری نے حضرت ابوسعید خدری ؓ سے براہ راست نہیں سنا۔

**۱۵۶۰- حَدَّثَنا** مُحَمَّدُ بنُ قُدَامَةَ بْنِ أَعْيَنَ: حَدَّثَنا جَرِيرٌ عَنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ إبراهِيمَ قَالَ: الْوَسْقُ سِتُّونَ صَاعًا مَخْتُومًا بِالْحَجَّاجِيِّ.

۱۵۶۰- جناب ابراہیم نخعی ؒ کا بیان ہے کہ ایک وسق ساٹھ مہر لگے ہوئے حجاجی صاع کا ہوتا ہے۔

**فوائد ومسائل:** ① وسق کی مقدار خیر القرون سے ساٹھ صاع ہی معروف اور معین ہے۔ ② حَجَّاجِی: امیر حجاج بن یوسف کی طرف نسبت ہے کہ حکومت کی طرف سے اس پر مہر لگی ہوتی تھی۔



---

**۱۵۵۹۔ تخريج: [إسناده ضعيف]** أخرجه ابن ماجه، الزكوة، باب الوسق ستون صاعًا، ح: ۱۸۳۲ من حديث محمد بن عبيد الطنافسي به.

**۱۵۶۰۔ تخريج: [إسناده ضعيف]** أخرجه ابن أبي شيبة: ۳/ ۱۳۸ من حديث المغيرة بن مقسم به، وهو مدلس وعنعن.

١٥٦١- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنِي مُحمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الأنْصَارِيُّ: حَدَّثَنا صُرَدُ بْنُ أَبِي المَنَازِلِ سَمِعْتُ حَبِيبًا الْمَالِكِيَّ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لِعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ: يَاأَبَا نُجَيْدٍ! إنَّكُمْ لَتُحَدِّثُونَّا بِأَحَادِيثَ مَا نَجِدُ لَهَا أَصْلًا فِي الْقُرْآنِ، فَغَضِبَ عِمْرانُ وَقَالَ لِلرَّجُلِ: أَوَجَدْتُمْ فِي كلِّ أَرْبَعِينَ دِرْهَمًا دِرْهَمٌ، وَمِنْ كلِّ كَذَا وَكَذَا شَاةً شَاةٌ، وَمِنْ كَذَا وكَذَا بَعِيرًا كَذَا وَكَذَا. أَوَجَدْتُمْ هَذَا فِي الْقُرْآنِ؟ قَالَ: لَا. قَالَ: فَعَمَّنْ أَخَذْتُمْ هَذَا؟ أَخَذْتُمُوهُ عَنَّا وَأَخَذْنَاهُ عَنْ نَبِيِّ اللهِ ﷺ، وَذَكَرَ أَشْيَاءَ نَحْوَ هَذَا.

١٥٦١-حبیب مالکی کا بیان ہے کہ ایک شخص نے (صحابیٔ رسول) حضرت عمران بن حصین ؓ سے کہا: اے ابو نُجید! آپ لوگ ہمیں کچھ ایسی احادیث بیان کرتے ہیں جن کی اصل ہمیں قرآن میں نہیں ملتی۔ اس پر حضرت عمران ؓ غصے میں آ گئے اور اس سے کہا: کیا تمہیں قرآن میں یہ ملتا ہے کہ ہر چالیس درہم میں ایک درہم (زکوٰۃ) ہے؟ اور ہر اتنی اتنی تعداد بکریوں میں ایک بکری ہے؟ اور اتنے اتنے اونٹوں میں یہ کچھ (زکوٰۃ) ہے؟ کیا تم لوگوں کو یہ سب قرآن میں ملتا ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ حضرت عمران ؓ کہنے لگے: تو تم نے یہ (مسائل واحکام) کس سے لیے ہیں؟ بلاشبہ تم یہ ہم (صحابہ) ہی سے لیتے ہو اور ہم نے انہیں اللہ کے رسول ﷺ سے لیا ہے۔ (حضرت عمران ؓ نے) اس طرح کی اور بھی کئی چیزیں ذکر کیں۔



ملحوظہ: اس میں یہ اشارہ ہے کہ فتنۂ انکار حدیث ایک قدیم فتنہ ہے جس کی ابتدا دور صحابہ ؓ کے آخر میں ہو گئی تھی۔ بلاشبہ اکثر فروعات ہمیں صحیح احادیث ہی میں ملتی ہیں۔ قرآن حکیم نے اصول ذکر کیے ہیں اور کہیں کہیں اہم فروع بھی۔ اس حدیث میں صحابیٔ رسول حضرت عمران ؓ نے نہایت جامعیت اور ایجاز سے فتنۂ انکارِ حدیث کی بیخ کنی کر دی ہے۔

## (المعجم ٣) - باب الْعُرُوضِ إِذَا كَانَتْ لِلتِّجَارَةِ هَلْ فِيهَا زَكَاةٌ؟ (التحفة ٣)

## باب:٣-کیا سامان تجارت میں زکوٰۃ ہے؟

١٥٦٢- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ بنِ

١٥٦٢-حضرت سمرہ بن جندب ؓ نے فرمایا: ”امابعد!

١٥٦١ـ تخريج: [حسن] أخرجه الطبراني في الكبير: ١٨/ ٢١٩ من حديث محمد بن بشار به، وللحديث شاهد عند الحاكم: ١/ ١٠٩، ١١٠، والطبراني: ١٨/ ١٦٥، ١٦٦، ح: ٣٦٩، وابن حبان في الثقات: ٧/ ٢٤٧، ٢٤٨ * الحسن البصري صرح بالسماع عنده، وباقي السند حسن.

١٥٦٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٤/ ١٤٦، ١٤٧ من حديث أبي داود به * خبيب مجهول، وجعفر بن سعد ضعفه الجمهور، ويؤيده حديث "وأدوا زكوة أموالكم" رواه الترمذي، ح: ٦١٦ بسند حسن، وأصله عند أبي داود، ح: ١٩٥٥، وقال الله تعالى: "أنفقوا من طيبات ما كسبتم" (البقرة: ٢٦٧).

سُفْيَانَ: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ حَسَّانَ: حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بْنُ مُوسٰى أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنا جَعْفَرُ ابْنُ سَعْدِ بنِ سَمُرَةَ بنِ جُنْدُبٍ: حَدَّثَني خُبَيْبُ بْنُ سُلَيْمانَ، عَنْ أَبِيهِ سُلَيْمانَ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قال: أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ رَسُولَ الله ﷺ كانَ يَأْمُرُنَا أَنْ نُخْرِجَ الصَّدَقَةَ مِنَ الَّذِي نُعِدُّ لِلْبَيْعِ.

بلاشبہ رسول اللہ ﷺ ہمیں حکم دیا کرتے تھے کہ جو مال ہم تجارت کیلئے تیار کریں اس سے صدقہ (زکوٰۃ) دیا کریں۔"

**ملحوظہ**: امام ابوداود اور علامہ منذری ؒ اس حدیث پر ساکت (خاموش) ہیں۔ ابن عبدالبر ؒ نے اس کی سند کو حسن کہا ہے۔ علامہ ابن حجر ؒ نے اس کی سند کے بارے میں کہا ہے کہ اس میں جہالت ہے۔ (راوی مجہول ہے۔) شیخ شوکانی ؒ نے بھی "السیل الجرار" میں ایسے ہی لکھا ہے۔ (السیل الجرار: ۲/ ۲۶، ۲۷)' ارواء الغلیل فی تخریج احادیث منار السبیل للألبانی میں ہے کہ مال تجارت میں زکوٰۃ کی احادیث ضعیف ہیں۔ فتاویٰ ابن تیمیہ میں ہے کہ اموال تجارت میں زکوٰۃ ہے۔ (۱۵/۲۵) ابن المنذر نے فرمایا ہے کہ اہل علم کا اس مسئلے پر اجماع ہے کہ سال گزرنے پر مال تجارت میں زکوٰۃ ہے۔ حضرت عمرؓ ابن عمر اور ابن عباس ؓ سے یہی مروی ہے۔ فقہائے سبعہ' حسن' جابر بن زید' میمون بن مہران' طاؤس' نخعی' ثوری' اوزاعی' ابوحنیفہ' احمد' اسحاق' ابو عبید اور امام ابن تیمیہ ؒ کا یہی فتویٰ ہے۔ الغرض احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ مال تجارت کسی بھی قسم کا ہو اس کی قیمت کا اعتبار کر کے اس کی زکوٰۃ ادا کر دی جائے۔

اموال تجارت میں زکوٰۃ کی ادائیگی کا طریقہ یہ ہے کہ سال بہ سال جتنا تجارتی مال دوکان یا گودام وغیرہ میں ہو' اس کی قیمت کا اندازہ کر لیا جائے۔ علاوہ ازیں جتنی رقم گردش میں ہو اور جو رقم موجود ہو' اس کو بھی شمار کر لیا جائے۔ نقد رقم' کاروبار میں لگا ہوا سرمایہ اور سامان تجارت کی تخمینی قیمت سب ملا کر جتنی رقم ہو' اس پر ڈھائی فیصد کے حساب سے زکوٰۃ ادا کی جائے۔ تاہم کوئی تجارتی مال اس طرح کا ہے کہ وہ خریدا' لیکن وہ کئی سال تک فروخت نہیں ہوا' تو اس مال کی زکوٰۃ اس کے فروخت ہونے پر صرف ایک سال کی ادا کی جائے گی۔ ورنہ عام مال جو دوکان میں فروخت ہوتا رہتا ہے اور نیا سٹاک آتا رہتا ہے' وہاں چونکہ فرداً فرداً ایک ایک چیز کا حساب مشکل ہے' اس لیے سال کے بعد سارے مال کا بہ حیثیت مجموعی قیمت کا اندازہ کر کے زکوٰۃ نکالی جائے۔ اگر کوئی رقم کسی کاروبار میں منجمد ہوگئی ہو' جیسا کہ بعض دفعہ ایسا ہو جاتا ہے اور وہ رقم دو تین سال یا اس سے زیادہ دیر تک پھنسی رہتی ہے یا کسی ایسی پارٹی کے ساتھ سابقہ پیش آ جاتا ہے کہ کئی سال رقم وصول نہیں ہوتی تو ایسی ڈوبی ہوئی رقم کی زکوٰۃ سال بہ سال دینی ضروری نہیں۔ جب رقم وصول ہو جائے' اس وقت سال کی زکوٰۃ ادا کر دی جائے' وہ جب بھی وصول ہو۔

## (المعجم ٤) - **باب الْكَنْزِ مَا هُوَ؟ وَزَكَاةُ الْحُلِيِّ** (التحفة ٤)

## باب:۴- کنز کی تعریف اور زیورات کی زکوٰۃ کا مسئلہ

**١٥٦٣- حَدَّثَنَا** أَبُو كَامِلٍ وَحُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ، المَعْنَى، أَنَّ خَالِدَ بْنَ الْحَارِثِ حَدَّثَهُمْ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ امْرَأَةً أَتَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَمَعَهَا ابْنَةٌ لَهَا، وَفِي يَدِ ابْنَتِهَا مَسَكَتَانِ غَلِيظَتَانِ مِنْ ذَهَبٍ، فَقَالَ لَهَا: «أَتُعْطِينَ زَكَاةَ هَذَا؟» قَالَتْ: لَا. قَالَ: «أَيَسُرُّكِ أَنْ يُسَوِّرَكِ اللهُ بِهِمَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ سِوَارَيْنِ مِنْ نَارٍ؟» قَالَ: فَخَلَعَتْهُمَا فَأَلْقَتْهُمَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، وَقَالَتْ: هُمَا لِلهِ وَلِرَسُولِهِ.

۱۵۶۳- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ (شعیب) اپنے دادا (عبداللہ بن عمرو ؓ) سے روایت کرتے ہیں کہ ایک خاتون رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئیں۔ ان کے ساتھ ان کی بیٹی بھی تھی اور بیٹی کے ہاتھ میں سونے کے دو موٹے موٹے کنگن تھے۔ آپ نے اس خاتون سے پوچھا: ''کیا تم اس کی زکوٰۃ دیتی ہو؟'' اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''کیا تمہیں یہ بات اچھی لگتی ہے کہ قیامت کے روز اللہ تمہیں ان کے بدلے آگ کے دو کنگن پہنائے؟'' چنانچہ اس عورت نے ان کو اتارا اور نبی ﷺ کے سامنے ڈال دیا اور کہنے لگی: یہ اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہیں۔

**فوائد ومسائل:** ① مال کو جوڑ جوڑ کر رکھنا' خزانہ بنانا اور اللہ کا حق ادا نہ کرنا' عند اللہ بہت معیوب اور عذاب الیم کا باعث ہے۔ جیسے کہ سورۂ توبہ میں ارشاد ہے: ﴿وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَ لَا يُنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ○ يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَ جُنُوبُهُمْ وَ ظُهُورُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِأَنْفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُونَ﴾ (التوبة:۳۴'۳۵) ''اور وہ جو سونے چاندی کو جوڑ جوڑ کر رکھتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے آپ انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجیے۔ جس دن کہ اسے جہنم کی آگ میں گرم کیا جائے گا' پھر اس سے ان کی پیشانیاں' پہلو اور پیٹھیں داغی جائیں گی' یہ ہے وہ جسے تم نے اپنے لیے خزانہ بنا رکھا تھا' اب اس خزانہ جوڑنے کا مزا چکھو۔'' لغت میں [کَنز] یہ ہے کہ دولت کو زمین میں دفن کر کے رکھا جائے' مگر عرف شرع میں جس مال کی زکوٰۃ نہ دی جائے' وہ کنز کہلاتا ہے۔ سونے چاندی کے زیور کی زکوٰۃ میں کچھ اختلاف ہے۔ تاہم جمہور علماء زیور میں زکوٰۃ کے قائل ہیں اور احتیاط کے لحاظ سے بھی یہی مسلک زیادہ صحیح ہے۔ زیور کی زکوٰۃ دونوں طریقوں سے نکالی جا سکتی ہے۔ زیور میں چالیسواں حصہ سونا یا چاندی بطور زکوٰۃ نکال دی جائے یا چالیسویں حصے کی قیمت ادا کر دی جائے۔ دونوں طرح جائز ہے۔ تاہم کسی کے پاس اگر حد نصاب ($7\frac{1}{2}$

---

**١٥٦٣- تخريج: [إسناده حسن]** أخرجه النسائي، الزكوٰة، باب زكوٰة الحلي، ح: ٢٤٨١ من حديث خالد بن الحارث به، وحسنه ابن القطان الفاسي، (نصب الراية: ٢/ ٣٧٠)، ورواه الترمذي، ح: ٦٣٧ من طريق آخر.

تولہ سونا یا ½ ۵۲ تولے چاندی) سے کم زیور ہے تو اس پر زکوۃ عائد نہیں ہوگی۔ ② بچے بچیاں جب اپنے ماں باپ کی سرپرستی میں ہوں تو ان پر واجب ہے کہ ان کے مال کی زکوۃ ادا کریں یا کروائیں۔

**١٥٦٤- حَدَّثَنا** مُحَمَّدُ بْنُ عِيسٰى: حَدَّثَنا عَتَّابٌ يَعْنِي ابْنَ بَشِيرٍ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ عَجْلَانَ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَلْبَسُ أَوْضَاحًا مِنْ ذَهَبٍ، فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! أَكَنْزٌ هُوَ؟ فَقَالَ: «مَا بَلَغَ أَنْ تُؤَدَّى زَكَاتُهُ فَزُكِّيَ فَلَيْسَ بِكَنْزٍ».

۱۵۶۴- حضرت ام سلمہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ میں سونے کے ہار پہنا کرتی تھی۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول! کیا یہ کنز ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”جو زکوۃ کی مقدار کو پہنچ جائے اور اس کی زکوۃ ادا کردی جائے تو وہ کنز نہیں ہے۔“

**١٥٦٥- حَدَّثَنا** مُحَمَّدُ بْنُ إِدْرِيسَ الرَّازِيُّ: حَدَّثَنا عَمْرُو بْنُ الرَّبِيعِ بْنِ طَارِقٍ: حَدَّثَنا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ عَنْ عُبَيْدِاللهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ: أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ أَخْبَرَهُ عن عَبْدِ اللهِ بْنِ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ أَنَّهُ قَالَ: دَخَلْنَا عَلٰى عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَرَأَى فِي يَدِي فَتَخَاتٍ مِنْ وَرِقٍ، فَقَالَ: «مَا هٰذَا يَاعَائِشَةُ؟!» فَقُلْتُ: صَنَعْتُهُنَّ أَتَزَيَّنُ لَكَ يَارسولَ الله! قَالَ: «أَتُؤَدِّينَ زَكَاتَهُنَّ؟» قُلْتُ: لَا، أَوْ مَا شَاءَ اللهُ، قَالَ: «هُوَ حَسْبُكِ مِنَ النَّارِ».

۱۵۶۵- عبداللہ بن شداد بن ہاد کہتے ہیں کہ ہم ام المومنین حضرت عائشہ ؓ کے ہاں گئے تو انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف لائے۔ آپ نے دیکھا کہ میرے ہاتھوں میں چاندی کی (موٹی موٹی) انگوٹھیاں ہیں تو آپ نے پوچھا: ”عائشہ! یہ کیا ہے؟“ میں نے عرض کیا: میں نے انہیں آپ کی خاطر زینت کے لیے پہنا ہے اے اللہ کے رسول! آپ نے پوچھا: ”کیا تم ان کی زکوۃ دیتی ہو؟“ میں نے کہا: نہیں یا اسی طرح کی کوئی بات کی۔ آپ نے فرمایا: ”تجھے جہنم میں لے جانے کے لیے یہی کافی ہے۔“



**فوائد ومسائل:** ① یہ اور مذکورہ بالا احادیث دلیل ہیں کہ استعمال کے زیورات میں بھی زکوۃ واجب ہے۔

**١٥٦٤ـ تخريج:** [**إسناده ضعيف**] أخرجه الحاكم: ١/ ٣٩٠ من حديث ثابت بن عجلان به، وصححه على شرط البخاري، ووافقه الذهبي، والسند منقطع * عطاء بن أبي رباح لم يسمع من أم سلمة كما قال أحمد وغيره.

**١٥٦٥ـ تخريج:** [**إسناده صحيح**] أخرجه الدارقطني: ٢/ ١٠٥، ١٠٦، ح: ١٩٣٤ من حديث عمرو بن الربيع به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٣٨٩، ٣٩٠، ووافقه الذهبي.

② ولیٔ امر اور داعی حضرات کو چاہیے کہ لوگوں کو ہمیشہ ان کا انجام یاد دلاتے رہا کریں۔ آخرت کی فکر ہی سے اعمال کی اصلاح اور ان میں اخلاص پیدا ہوتا ہے۔ ③ عورتوں کا یہ شرعی اور اخلاقی فریضہ ہے کہ اپنی زیب وزینت اور ہار سنگھار صرف اور صرف اپنے شوہروں کی دلداری کیلئے کیا کریں۔

١٥٦٦- حَدَّثَنا صَفْوانُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عَنْ عُمَرَ بْنِ يَعْلٰى فَذَكَرَ الْحَدِيثَ نَحْوَ حَدِيثِ الخَاتَمِ. قِيلَ لِسُفْيَانَ: كَيْفَ تُزَكِّيهِ؟ قَالَ: تَضُمُّهُ إِلَى غَيْرِهِ.

١٥٦٦-سفیان نے عمر بن یعلیٰ سے روایت کی اور انگوٹھی والی حدیث کی مانند ذکر کیا......سفیان سے پوچھا گیا کہ اس کی زکوٰۃ کیسے دے؟ (یعنی انگوٹھی وغیرہ کی) تو انہوں نے فرمایا: دوسرے زیورات کے ساتھ ملا لے (اور نصاب کے مطابق زکوٰۃ دے۔)

(المعجم ٥) - بَابٌ: فِي زَكَاةِ السَّائِمَةِ (التحفة ٥)

باب:٥- جنگل میں چرنے والے جانوروں کی زکوٰۃ

١٥٦٧- حَدَّثَنا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ قال: أَخَذْتُ مِنْ ثُمَامَةَ بنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَنَسٍ كِتَابًا زَعَمَ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ كَتَبَهُ لِأَنَسٍ وَعَلَيْهِ خَاتَمُ رَسُولِ اللهِ ﷺ حِينَ بَعَثَهُ مُصَدِّقًا وَكَتَبَهُ لَهُ فإِذَا فِيهِ: هَذِهِ فَرِيضَةُ الصَّدَقَةِ الَّتِي فَرَضَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى الْمُسْلِمِينَ، الَّتِي أَمَرَ اللهُ بِهَا نَبِيَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَمَنْ سُئِلَهَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ عَلٰى وَجْهِهَا فَلْيُعْطِهَا، وَمَنْ سُئِلَ فَوْقَهَا فَلَا يُعْطِهِ:

١٥٦٧-حماد بیان کرتے ہیں کہ میں نے یہ تحریر جناب ثمامہ بن عبداللہ بن انس سے حاصل کی ہے۔وہ کہتے تھے کہ اسے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے لیے لکھا تھا جبکہ ان کو صدقہ کے لیے تحصیلدار بنا کے بھیجا تھا اور اس پر رسول اللہ ﷺ کی مہر تھی......اس میں تحریر تھا: یہ فریضۂ زکوٰۃ کی تفصیل ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں پر فرض کیا تھا' جس کا اللہ نے اپنے نبی ﷺ کو حکم دیا تھا۔سو جس بھی مسلمان سے اس کے مطابق مطالبہ کیا جائے' وہ ادا کرے اور جس سے اس کے علاوہ مزید مانگا جائے تو وہ نہ دے۔

فِيمَا دُونَ خَمْسٍ وَعِشْرِينَ مِنَ الْإِبِلِ: الْغَنَمُ، في كُلِّ خَمْسٍ ذَوْدٍ شَاةٌ، فَإِذَا

پچیس سے کم اونٹوں میں (زکوٰۃ بکریوں کی صورت میں ہے۔) ہر پانچ اونٹوں پر ایک بکری ہے۔ جب

١٥٦٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٤/ ١٤٥ عن سفيان الثوري عن عمر بن يعلى عن أبيه عن جده به الخ * عمر بن يعلى ضعيف (التقريب: ٤٩٣٣)، وأبوه ضعيف.

١٥٦٧ـ تخريج: أخرجه البخاري، الزكوة، باب العرض في الزكوة، ح: ١٤٤٨ من حديث ثمامة به.

بَلَغَتْ خَمْسًا وَعِشْرِينَ، فَفِيهَا بِنْتُ مَخَاضٍ إِلَى أَنْ تَبْلُغَ خَمْسًا وَثَلَاثِينَ، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهَا بِنْتُ مَخَاضٍ فَابْنُ لَبُونٍ ذَكَرٌ، فَإِنْ بَلَغَتْ سِتًّا وَثَلَاثِينَ فَفِيهَا بِنْتُ لَبُونٍ إِلَى خَمْسٍ وَأَرْبَعِينَ، فَإِذَا بَلَغَتْ سِتًّا وَأَرْبَعِينَ فَفِيهَا حِقَّةٌ طَرُوقَةُ الْفَحْلِ إِلَى سِتِّينَ، فَإِذَا بَلَغَتْ إِحْدٰى وَسِتِّينَ فَفِيهَا جَذَعَةٌ إِلَى خَمْسٍ وَسبْعِينَ، فَإِذَا بَلَغَتْ سِتًّا وَسَبْعِينَ فَفِيهَا ابْنَتَا لَبُونٍ إِلَى تِسْعِينَ، فَإِذَا بَلَغَتْ إِحْدَى وَتِسْعِينَ فَفِيهَا حِقَّتَانِ طَرُوقَتَا الْفَحْلِ إِلَى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ، فَإِذَا زَادَتْ عَلَى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ فَفِي كلِّ أَرْبَعِينَ بِنْتُ لَبُونٍ وَفي كلِّ خَمْسِينَ حِقَّةٌ، فَإِذَا تَبَايَنَ أَسْنَانُ الْإِبِلِ في فَرَائِضِ الصَّدَقَاتِ، فَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ الْجَذَعَةِ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ جَذَعَةٌ وَعِنْدَهُ حِقَةٌ فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ وَأَنْ يَجْعَلَ مَعَهَا شَاتَيْنِ إِنِ اسْتَيْسَرَتَا لَهُ أَوْ عِشْرِينَ دِرْهَمًا، وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ الْحِقَّةِ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ حِقَّةٌ وَعِنْدَهُ جَذَعَةٌ فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ وَيُعْطِيهِ الْمُصَدِّقُ عِشْرِينَ دِرْهَمًا أَوْ شَاتَيْنِ، وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ الْحِقَّةِ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ حِقَّةٌ وَعِنْدَهُ ابْنَةُ لَبُونٍ فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ. قال أَبُو دَاوُدَ: مِنْ هٰهنَا لَمْ أَضْبِطْهُ عَنْ

پچیس ہو جائیں تو ان میں ایک بنت مخاض (ایک برس کی مادہ اونٹنی) ہے' پینتیس تک۔ اگر ان میں کوئی ایک برس کی (بنت مخاض) نہ ہو تو دو برس کا نر اونٹ دے (جسے ابن لبون کہتے ہیں۔) اور جب چھتیس ہو جائیں تو ان میں دو سال کی مادہ اونٹنی (بنت لبون) ہے' پینتالیس تک۔ اور جب چھیالیس ہو جائیں تو ان میں حِقّہ ہے (تین سال کی مادہ اونٹنی) جو جفتی کے لائق ہو' ساٹھ تک۔ جب اکسٹھ ہو جائیں تو ان میں جَذعہ (چار سال کی مادہ اونٹنی) ہے' پچھتر تک۔ اور جب چھہتّر ہو جائیں تو ان میں دو عدد بنت لبون (دو دو برس کی مادہ اونٹنیاں) ہیں' نوے تک۔ اور جب اکانوے ہو جائیں تو ان میں دو عدد حِقّہ (تین تین سال کی مادہ اونٹنیاں) ہیں' جو جفتی کے لائق ہوں' ایک سو بیس تک۔ اور جب ایک سو بیس سے بڑھ جائیں تو ہر چالیس میں بنت لبون (دو سال کی مادہ اونٹنی) اور ہر پچاس میں حِقّہ (تین سال کی مادہ اونٹنی) ہے۔ اگر زکوٰۃ میں واجب ہونے والے جانوروں کی عمروں میں فرق ہو' تو جس پر جَذعہ لازم ہو (چار سال کی مادہ) مگر اس کے پاس جذعہ نہ ہو بلکہ (اس سے کم عمر) حِقّہ (تین سال کی اونٹنی) ہو تو اس سے حِقّہ لے لی جائے اور وہ اس کے ساتھ دو بکریاں ملا دے اگر میسر ہوں یا بیس درہم (چاندی کے۔) اور جس پر زکوٰۃ میں حِقّہ (تین سال کی) واجب ہوئی ہو' مگر اس کے پاس حِقّہ نہ ہو بلکہ جَذعَہ (چار سال کی) ہو تو اس سے جَذعَہ لے لی جائے اور تحصیلدار اس کو بیس درہم دیدے یا دو بکریاں۔ اور جس

مُوسٰى كَمَا أُحِبُّ - وَيَجْعَلُ مَعَهَا شَاتَيْنِ إِنِ اسْتَيْسَرَتَا لَهُ أَوْ عِشْرِينَ دِرْهَمًا، وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ بِنْتِ لَبُونٍ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ إِلَّا حِقَّةٌ فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ. قال أَبُو دَاوُدَ: إِلٰى هٰهُنَا ثُمَّ أَتْقَنْتُهُ، وَيُعْطِيهِ الْمُصَدِّقُ عِشْرِينَ دِرْهَمًا أَوْ شَاتَيْنِ، وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ ابْنَةِ لَبُونٍ وَلَيْسَ عِنْدَهُ إِلَّا ابْنَةُ مَخَاضٍ فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ وَشَاتَيْنِ أَوْ عِشْرِينَ دِرْهَمًا، وَمَن بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ ابْنَةِ مَخَاضٍ وَلَيْسَ عِنْدَهُ إِلَّا ابْنُ لَبُونٍ ذَكَرٌ فَإِنَّهُ يُقْبَلُ مِنْهُ وَلَيْسَ مَعَهُ شَيْءٌ، وَمَنْ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ إِلَّا أَرْبَعٌ فَلَيْسَ فِيهَا شَيْءٌ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ رَبُّهَا.

پر حِقّہ (تین سال کی اونٹنی) واجب ہوئی ہومگر موجود نہ ہو بلکہ بنت لبون (دو سال کی مادہ) ہو تو اس سے بنت لبون لے لی جائے ...... امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حدیث کے اس حصے کے بعد مجھے اپنے شیخ موسیٰ بن اسمٰعیل سے کما حقہ ضبط نہیں ہے...... اور صاحب مال اس کے ساتھ دو بکریاں دے اگر میسر ہوں یا بیس درہم۔ اور جس پر زکوٰۃ میں بنت لبون (دو سال کی مادہ) لازم آئی ہومگر اس کے پاس حِقّہ (یعنی تین سال کی مادہ) ہو تو اس سے وہ حِقّہ لے لی جائے ...... امام ابوداود فرماتے ہیں: اس حصے کے بعد مجھے خوب ضبط ہے ...... اور تحصیلدار اسے بیس درہم دے دے یا دو بکریاں۔ اور جس پر بنت لبون (دو سالہ مادہ) لاگو ہوئی ہومگر اس کے پاس ایک سالہ (بنت مخاض) ہو تو اس سے وہی قبول کر لی جائے اور ساتھ دو بکریاں لی جائیں یا بیس درہم۔ اور جس پر بنت مخاض (ایک سالہ مادہ) لازم آئی ہومگر اس کے پاس دو سالہ نر (ابن لبون) موجود ہو تو اس سے وہی لے لیا جائے مگر اس کے ساتھ کچھ (واپس) نہیں ہوگا۔ اور جس شخص کے پاس صرف چار اونٹ ہوں تو اس پر کوئی زکوٰۃ واجب نہیں ہے اِلّا یہ کہ ان کا مالک چاہے۔



وَفِي سَائِمَةِ الْغَنَمِ إِذَا كَانَتْ أَرْبَعِينَ فَفِيهَا شَاةٌ إِلٰى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ، فَإِذَا زَادَتْ عَلٰى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ فَفِيهَا شَاتَانِ إِلٰى أَنْ تَبْلُغَ مِائَتَيْنِ، فَإِذَا زَادَتْ عَلٰى مِائَتَيْنِ فَفِيهَا ثَلَاثُ شِيَاهٍ إِلٰى أَنْ تَبْلُغَ ثَلَاثِمِائَةٍ، فَإِذَا زَادَتْ عَلٰى ثَلَاثِمِائَةٍ فَفِي

اور چرنے والی بکریوں کی زکوٰۃ (کی تفصیل) یہ ہے کہ چالیس سے لے کر ایک سو بیس تک میں ایک بکری ہے۔ اگر اس سے بڑھ جائیں تو دو بکریاں ہیں دو سو تک۔ دو سو سے زیادہ میں تین بکریاں ہیں، تین سو تک۔ اگر بکریاں تین سو سے بڑھ جائیں تو ہر ہر سو میں ایک ایک بکری ہے۔

كلِّ مِائَةِ شَاةٍ، شاةٌ.

ولا يُؤْخَذُ فِي الصَّدَقَةِ هَرِمَةٌ وَلا ذَاتُ عُوَارٍ مِنَ الْغَنَمِ وَلا تَيْسُ الْغَنَمِ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ المُصَدِّقُ، ولا يُجْمَعُ بَيْنَ مُفْتَرِقٍ ولا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ خَشْيَةَ الصَّدَقَةِ، وَما كَانَ مِنْ خَلِيطَيْنِ فَإِنَّهُما يَتَرَاجَعَانِ بَيْنَهُما بالسَّوِيَّةِ، فَإِنْ لَمْ تَبْلُغْ سَائِمَةُ الرَّجُلِ أَرْبَعِينَ فَلَيْسَ فيها شَيْءٌ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ رَبُّها.

زکوٰۃ میں کوئی بوڑھی یا عیب دار بکری نہ لی جائے اور نہ بکرا (جفتی والا نر) ہی لیا جائے اِلّا یہ کہ تحصیلدارِ زکوٰۃ کی خواہش ہو۔ اور زکوٰۃ کے خوف سے دو علیحدہ ریوڑوں کو جمع نہ کیا جائے اور نہ اکٹھے مال کو علیحدہ علیحدہ کیا جائے۔ اور جن دو مشترک مالکوں کا مال اکٹھا ہو اور زکوٰۃ اکٹھی ہی لی گئی ہو تو وہ آپس میں برابر برابر لین دین کر لیں۔ اگر کسی کی جنگل میں چرنے والی بکریاں چالیس کی گنتی کو نہ پہنچتی ہوں تو ان میں کوئی زکوٰۃ نہیں اِلّا یہ کہ ان کا مالک چاہے۔

وَفي الرِّقَةِ رُبُعُ الْعُشْرِ فَإِنْ لَمْ يَكُنِ الْمَالُ إِلَّا تِسْعِينَ وَمائَةً فَلَيْسَ فِيهَا شَيْءٌ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ رَبُّهَا.

چاندی میں چالیسواں حصہ ہے۔ اگر مال صرف ایک سو نوے درہم ہو تو اس میں کوئی زکوٰۃ نہیں اِلّا یہ کہ اس کا مالک چاہے۔

**فوائد ومسائل:** ① فریضۂ زکوٰۃ کی اس تفصیل سے مقام رسالت کی بھی وضاحت ہوتی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَ أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ﴾ (النحل:٤٤) ”ہم نے آپ کی طرف یہ ذکر نازل کیا ہے تاکہ آپ لوگوں کو ان کی طرف نازل کردہ بات کی خوب وضاحت فرما دیں۔“ ② احادیث نبویہ کا ایک معقول حصہ دورِ رسالت میں آپ کے حین حیات ضبطِ تحریر میں لایا گیا تھا' ان میں سے مذکورہ بالا تفصیلاتِ زکوٰۃ بھی ہیں' لہٰذا منکرین حجیت حدیث کو غور کرنا چاہیے۔ ③ شرعی حقوق مالیہ طلب کرنے پر ادا کرنے واجب ہیں۔ اگر حکومت اس فریضے سے غافل ہو تو مسلمانوں کو از خود ان کا ادا کرنا فرض ہے۔ ④ مقررہ مقدارِ زکوٰۃ سے زیادہ کا مطالبہ ہو تو جرأت سے انکار کرنا چاہیے۔ اِلّا یہ کہ حالات دگرگوں ہوں۔ ⑤ مقررہ نصاب سے کم میں زکوٰۃ واجب نہیں۔ مالک خوشی سے پیش کرے تو قبول کر لی جائے جو اس کے لیے باعث اجر وثواب ہے۔ ٹیکس اور زکوٰۃ وصدقات میں یہی بنیادی فرق ہے کہ مسلمان شرعی واجبات تنگی ترشی میں بخوشی ادا کرتا ہے بخلاف ٹیکسوں کے۔ ⑥ اونٹوں کی مذکورہ بالا زکوٰۃ کے جانوروں کی عمریں بالکل پوری ہونی چاہییں۔ مثلاً ”بِنْتُ مَخَاض“ وہ اونٹنی ہے جو ایک سال کی ہو کر دوسرے سال میں داخل ہو چکی ہو۔ ”بِنْتُ لَبُون“ وہ اونٹنی ہے جو دو سال کی ہو کر تیسرے میں لگ چکی ہو' اسی طرح باقی بھی۔ ⑦ لاگو ہونے والی زکوٰۃ میں حسب مصلحت جانوروں کو بدلنا یا ان کی قیمت لینا دینا بھی جائز ہے۔ ⑧ اکٹھے ریوڑوں کو علیحدہ کرنا یوں ہے کہ..... مثلاً ایک ریوڑ میں دو مالکوں کی کل پچاس بکریاں ہوں تو ان میں ایک بکری زکوٰۃ آتی ہے مگر تحصیلدارِ زکوٰۃ کی آمد کے موقع پر یہ دونوں اپنے اپنے جانور علیحدہ کر لیں تو پچیس

پچیس بکریوں میں کوئی زکوٰۃ نہ آئے گی۔ یہ حیلہ ناجائز اور حرام ہے۔ اسی طرح علیحدہ علیحدہ ریوڑوں کو اکٹھے دکھانا بھی ناجائز اور حرام ہے۔ مثلاً ساٹھ ساٹھ بکریوں کے دو ریوڑوں پر دو بکریاں زکوٰۃ لاگو ہوگی لیکن اگر ان کو ایک ہی ریوڑ شمار کیا کرایا جائے تو ایک سو بیس میں صرف ایک بکری آئے گی۔ اس طرح ایک بکری بچا لینا حرام ہوگا۔ ⑨ لاگو شدہ زکوٰۃ کے جانوروں میں مادہ جانور لینا دینا اس لیے تاکیدی ہے کہ ان کی افزائش ہوتی رہتی ہے جبکہ نر صرف جفتی کا فائدہ دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اونٹوں میں اگر بنت مخاض (ایک سالہ مادہ) لازم آئی ہو مگر موجود نہ ہو تو ابن لبون (دو سالہ نر) لیا جائے اور کچھ واپس نہ کیا جائے۔ ⑩ زکوٰۃ میں اللہ تعالیٰ ہی کو راضی کرنا مطلوب ہے اس لیے اسے اخلاص سے عمدہ مال پیش کیا جائے۔ ضعیف' بیمار یا عیب دار جانور پیش کرنا یا قبول کرنا ناجائز ہے۔ ⑪ ایسے جانور جو گھروں میں پالے جاتے ہیں' جنگل میں چرنے نہیں جاتے ان پر اس انداز سے زکوٰۃ نہیں بلکہ اگر وہ تجارت کے لیے ہیں تو ان کی مجموعی قیمت پر زکوٰۃ آئے گی یا ان سے حاصل آمدنی پر زکوٰۃ ہوگی۔ واللہ اعلم. ⑫ جن دو مشترک مالکوں کا مال اکٹھا ہو اور زکوٰۃ اکٹھی ہی لی گئی ہو تو وہ آپس میں برابر لین دین کر لیں۔ اس کی مثال یہ ہے کہ دو شرکاء تھے۔ ساٹھ ساٹھ بکریاں ہر ایک کی تھیں۔ مجموعی طور سے ایک بکری زکوٰۃ لی گئی۔ ظاہر ہے آدھی آدھی بکری دونوں پر لازم آئی۔ تو اب جس کے مال سے ایک بکری لی گئی ہے وہ اپنے دوسرے ساتھی سے آدھی بکری کے دام لے لے گا اور وہ دوسرا اسے آدھی بکری کے دام دے گا۔ اس طرح دونوں پر زکوٰۃ برابر برابر ہو جائے گی۔



١٥٦٨- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مُحَمَّد النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا عَبَّادُ بنُ الْعَوَّامِ عن سُفْيَانَ ابنِ حُسَيْنٍ، عن الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قال: كَتَبَ رَسُولُ الله ﷺ كِتَابَ الصَّدَقَةِ فَلَمْ يُخْرِجْهُ إلى عُمَّالِهِ حَتَّى قُبِضَ فَقَرَنَهُ بِسَيْفِهِ، فَعَمِلَ بِهِ أَبُو بَكْرٍ حَتَّى قُبِضَ، ثُمَّ عَمِلَ بِهِ عُمَرُ حَتَّى قُبِضَ فَكَانَ فِيهِ: في خَمْسٍ مِنَ الإِبِلِ شَاةٌ، وَفي عَشْرٍ شَاتَانِ، وَفي خَمْسَ [عَشْرَةَ] ثَلَاثُ شِيَاهٍ، وَفي عِشْرِينَ أَرْبَعُ شِيَاهٍ، وَفي خَمْسٍ

۱۵۶۸- سالم اپنے والد (عبداللہ بن عمر ؓ) سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے زکوٰۃ کی تفصیل لکھی تھی مگر اسے اپنے عاملوں کی طرف بھیجنے نہ پائے تھے کہ آپ کی وفات ہوگئی جب کہ آپ نے اس کو اپنی تلوار کے ساتھ (نیام میں) رکھا ہوا تھا۔ چنانچہ حضرت ابوبکر ؓ نے اس پر عمل کیا حتی کہ ان کی وفات ہوگئی' پھر حضرت عمر ؓ نے عمل کیا حتی کہ ان کی وفات ہوگئی۔ اس میں یہ تحریر تھا: ''پانچ اونٹوں میں ایک بکری' دس میں دو بکریاں' پندرہ میں تین بکریاں اور بیس میں چار بکریاں ہیں۔ پچیس اونٹوں میں ایک سالہ مادہ اونٹنی (بنت

---

**١٥٦٨ـ تخريج:** [حسن] أخرجه الترمذي، الزكوٰة، باب ماجاء في زكوٰة الإبل والغنم، ح: ٦٢١ من حديث عباد ابن العوام به، وقال: "حسن"، وسنده ضعيف، ورواه ابن ماجه، ح: ١٧٩٨ من طريق آخر عن الزهري به، وعلقه البخاري، (قبل، ح: ١٤٥٠)، وللحديث طرق وهو بها حسن * والزهري صرح بالسماع، انظر، ح: ١٥٧٠.

وَعِشْرِينَ ابْنَةُ مَخَاضٍ إِلَى خَمْسٍ وَثَلَاثِينَ، فَإِن زَادَتْ وَاحِدَةً فَفِيهَا ابْنَةُ لَبُونٍ إِلَى خَمْسٍ وَأَرْبَعِينَ، فَإِذَا زَادَتْ وَاحِدَةً فَفِيهَا حِقَّةٌ إِلَى سِتِّينَ، فَإِذَا زَادَتْ وَاحِدَةً فَفِيهَا جَذَعَةٌ إِلَى خَمْسٍ وَسَبْعِينَ، فإذا زَادَتْ وَاحِدَةً فَفِيهَا ابْنَتَا لَبُونٍ إِلَى تِسْعِينَ، فَإِذا زَادَتْ وَاحِدَةً فَفِيهَا حِقَّتَانِ إِلَى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ، فَإِنْ كَانَتِ الْإِبِلُ أَكْثَر مِنْ ذَلِكَ، فَفِي كلِّ خَمْسِينَ حِقَّةٌ، وَفِي كُلِّ أَرْبَعِينَ ابْنَةُ لَبُونٍ، وَفِي الْغَنَمِ فِي كُلِّ أَرْبَعِينَ شَاةً شَاةٌ إِلَى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ، فَإِنْ زَادَتْ وَاحِدَةً فَشَاتَانِ إِلَى مِائَتَيْنِ، فَإِذَا زَادَتْ وَاحِدَةً عَلَى الْمِائَتَيْنِ فَفِيهَا ثَلَاثُ شِيَاهٍ إِلَى ثَلَاثِمِائَةٍ، فَإِنْ كَانَتِ الْغَنَمُ أَكْثَر مِنْ ذَلِكَ فَفِي كلِّ مِائَةِ شَاةٍ شَاةٌ وَلَيْسَ فيهَا شَيْءٌ حتَّى تَبْلُغَ الْمِائَةَ، وَلا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ، وَلَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ مَخافَةَ الصَّدَقَةِ، وَما كَان مِنْ خَلِيطَيْنِ فَإِنَّهُمَا يَتَرَاجَعَانِ بَيْنَهُمَا بِالسَّوِيَّةِ، وَلا يُؤْخَذُ في الصَّدَقَةِ هَرِمَةٌ وَلَا ذَاتُ عَيْبٍ».

قالَ: وَقالَ الزُّهْرِيُّ: إِذَا جَاءَ الْمُصَدِّقُ قُسِمَتِ الشَّاءُ أَثْلَاثًا ثُلُثًا شِرَارًا وَثُلُثًا خِيارًا وَثُلُثًا وَسَطًا فَأَخَذَ الْمُصَدِّقُ مِنَ الْوَسَطِ، وَلم يَذْكُر الزُّهْرِيُّ الْبَقَرَ.

مخاض) ہے' پینتیس تک۔ اگر ایک بھی بڑھ جائے تو اس میں بنت لبون (دو سالہ اونٹنی) ہے' پینتالیس تک۔ اگر ایک بھی بڑھ جائے تو ان میں حِقّہ (تین سالہ اونٹنی) ہے' ساٹھ تک۔ اگر ایک بھی بڑھ جائے تو ان میں جَذعہ ہے (چار سالہ اونٹنی) پچھتر تک۔ اگر ایک بھی بڑھ جائے تو ان میں دو بنت لبون (دو دو سال کی اونٹنیاں) ہیں' نوے تک۔ اگر ایک بھی بڑھ جائے تو ان میں دو حِقے (تین تین سال کی مادہ) ہیں' ایک سو بیس تک۔ اگر اونٹ اس سے زیادہ ہوں تو ہر پچاس میں ایک حِقہ (تین سال کی مادہ) اور ہر چالیس میں ایک بنت لبون (دو سالہ) ہے' اور بکریوں میں ہر چالیس میں ایک بکری ہے' ایک سو بیس تک۔ اگر ایک بھی بڑھ جائے تو دو بکریاں ہیں دو سو تک۔ اگر دو سو سے ایک بھی زیادہ ہو جائے تو اس میں تین بکریاں ہیں تین سو تک۔ اگر بکریاں اس سے زیادہ ہوں تو ہر سو میں ایک بکری ہے۔ اور سو سے کم میں کچھ نہیں حتی کہ سو پوری ہو جائیں۔ اکٹھے جانوروں کو زکوٰۃ کے اندیشے سے علیحدہ علیحدہ نہ کیا جائے اور علیحدہ علیحدہ کو جمع نہ کیا جائے۔ اور جن کے جانور اکٹھے ہوں وہ دونوں آپس میں برابر برابر لین دین کر لیں۔ اور زکوٰۃ میں کوئی بوڑھا یا عیب والا جانور نہ لیا جائے۔''

امام زہری کہتے ہیں کہ جب زکوٰۃ وصول کرنے والا آئے تو بکریوں کو تین حصوں میں بانٹ لیا جائے یعنی ہلکے' عمدہ اور درمیانے درجے میں اور تحصیلدار زکوٰۃ درمیانے درجے سے لے۔ امام زہری نے گایوں کا ذکر نہیں کیا۔

فائدہ: بکریاں تین سو ہوں تو تین بکریاں زکوۃ ہوگی' تین سو ننانوے تک۔ چار سو پوری ہوں تو چار بکریاں ہوں گی چار سو ننانوے تک۔علی هذا القیاس.

١٥٦٩- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ يَزِيدَ الْوَاسِطِيُّ: أَخبرَنَا سُفْيَانُ بنُ حُسَيْنٍ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ. قالَ: «فَإِنْ لَمْ تكُن ابْنَةُ مَخاضٍ فابْنُ لَبُونٍ»، وَلم يَذْكُرْ كلامَ الزُّهْرِيِّ.

١٥٦٩-سفیان بن حسین نے اپنی (مذکورہ بالا) سند سے اور اسی کے ہم معنی بیان کیا ......اور کہا:''اگر بنت مخاض (ایک سالہ اونٹنی) نہ ہو تو ابن لبون (دو سالہ نر) پیش کر دے۔'' اور زہری کا کلام ذکر نہیں کیا۔

١٥٧٠- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الْعَلاءِ: أخبرنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يُونُسَ بنِ يَزِيدَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قالَ: هٰذِهِ نُسْخَةُ كِتَابِ رَسُولِ الله ﷺ الَّذِي كَتَبَهُ فِي الصَّدَقَةِ، وَهِيَ عِنْدَ آلِ عُمَرَ بنِ الْخَطَّابِ. قال ابنُ شِهَابٍ: أَقْرَأَنِيها سَالِمُ بْنُ عَبْدِ الله بنِ عُمَرَ فَوَعَيْتُهَا عَلٰى وَجْهِهَا، وَهِيَ الَّتِي انْتَسَخَ عُمَرُ بنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ مِنْ عَبْدِ الله بنِ عَبْدِ الله بنِ عُمَرَ وَسَالِمِ بْنِ عَبْدِ الله بنِ عُمَرَ، فَذَكَرَ الحديثَ. قال: «فإِذَا كَانَتْ إِحْدٰى وَعِشْرِينَ وَمِائَةً فَفِيهَا ثَلَاثُ بَنَاتِ لَبُونٍ حتَّى تَبْلُغَ تِسْعًا وَعِشْرِينَ وَمِائَةً، فَإِذَا كَانَتْ ثَلَاثِينَ وَمِائَةً فَفِيهَا بِنْتا لَبُونٍ وَحِقَّةٌ حَتّٰى تَبْلُغَ تِسْعًا وَثَلَاثِينَ وَمِائَةً، فَإِذَا كَانَتْ أَرْبَعِينَ وَمِائَةً ففيهَا حِقَّتَانِ وَبِنْتُ لَبُونٍ

١٥٧٠- جناب ابن شہاب نے کہا: یہ نقل ہے اس تحریر کی جو رسول اللہ ﷺ نے صدقہ (زکوۃ) کے بارے میں لکھی تھی اور یہ آل عمر بن خطاب کے پاس محفوظ تھی۔ ابن شہاب نے کہا: اسے مجھے سالم بن عبداللہ بن عمر نے پڑھوایا اور میں نے اس کو اسی طرح یاد کر لیا اور یہی وہ تحریر ہے جسے حضرت عمر بن عبدالعزیز ؒ نے عبداللہ بن عبداللہ بن عمر اور سالم بن عبداللہ بن عمر سے نقل کروایا تھا ......اور حدیث بیان کی۔ کہا:''جب (اونٹوں کی تعداد) ایک سو اکیس ہو جائے تو ان میں تین بنت لبون (دو دو سالہ مادہ) ہیں' ایک سو انتیس تک۔ جب ایک سو تیس ہو جائیں تو ان میں دو بنت لبون (دو دو سالہ مادہ) اور ایک حِقّہ (تین سالہ مادہ) ہوگی' ایک سو انتالیس تک۔ اور جب ایک سو چالیس ہو جائیں تو ان میں دو حِقّے (تین تین سالہ مادہ) اور ایک بنت لبون (دو سالہ مادہ) ہوگی ایک سو انچاس تک۔ جب ایک سو پچاس ہو جائیں تو ان

١٥٦٩ـ تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي: ٤/ ٨٨ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق.

١٥٧٠ـ تخريج: [حسن] أخرجه الدارقطني: ٢/ ١١٦، ١١٧، ح: ١٩٦٧ من حديث ابن المبارك به، وجعله الحاكم: ١/ ٣٩٣ شاهدًا صحيحًا لحديث سفيان بن حسين.

حتّى تَبْلُغَ تِسْعًا وَأَرْبَعِينَ وَمِائَةً، فَإِذَا كَانَتْ خَمْسِينَ وَمِائَةً فَفِيهَا ثَلَاثُ حِقَاقٍ حتّٰى تَبْلُغَ تِسْعًا وَخَمْسِينَ وَمِائَةً، فَإِذَا كَانَتْ سِتِّينَ وَمِائَةً فَفِيهَا أَرْبَعُ بَنَاتِ لَبُونٍ حتّٰى تَبْلُغَ تِسْعًا وَسِتِّينَ وَمِائَةً، فَإِذَا كَانَتْ سَبْعِينَ وَمِائَةً فَفِيهَا ثَلَاثُ بَنَاتِ لَبُونٍ وَحِقَّةٌ حتّٰى تَبْلُغَ تِسْعًا وَسَبْعِينَ وَمِائَةً، فَإِذَا كَانَتْ ثَمَانِينَ وَمِائَةً فَفِيهَا حِقَّتَانِ وَابْنَتَا لَبُونٍ حتّٰى تَبْلُغَ تِسْعًا وَثمانِينَ وَمِائَةً، فَإِذَا كَانَتْ تِسْعِينَ وَمِائَةً فَفِيهَا ثَلَاثُ حِقَاقٍ وَبِنْتُ لَبُونٍ حتّٰى تَبْلُغَ تِسْعًا وَتِسْعِينَ وَمِائَةً، فَإِذَا كَانَتْ مِائَتَيْنِ فَفِيهَا أَرْبَعُ حِقَاقٍ أَوْ خَمْسُ بَنَاتِ لَبُونٍ، أَيُّ السِّنِينَ وُجِدَتْ أُخِذَتْ. وفي سَائِمَةِ الْغَنَمِ»، فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ سُفْيَانَ بنِ حُسَيْنٍ، وَفيه: «وَلَا يُؤْخَذُ في الصَّدَقَةِ هَرِمَةٌ وَلَا ذَاتُ عَوَارٍ مِنَ الْغَنَمِ وَلَا تَيْسُ الْغَنَمِ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ الْمُصَدِّقُ».

میں تین عدد حِقّہ ہوں گی (تین تین سالہ مادہ) ایک سو انسٹھ تک۔ جب ایک سو ساٹھ ہو جائیں تو ان میں چار عدد بنت لبون ہوں گی ایک سو انہتر تک۔ جب ایک سو ستر ہو جائیں تو ان میں تین عدد بنت لبون اور ایک حقہ ہو گی ایک سو اناسی تک۔ جب ایک سو اسی ہو جائیں تو ان میں دو عدد حِقّے اور دو عدد بنت لبون ہوں گی ایک سو نواسی تک۔ جب ایک سو نوے ہو جائیں تو ان میں تین عدد حِقّے اور ایک بنت لبون ہوں گی ایک سو ننانوے تک۔ اور جب دو سو ہو جائیں تو ان میں چار عدد حِقّے یا پانچ عدد بنت لبون ہوں گی جس عمر کا جانور بھی ہو لے لیا جائے۔ اور چرنے والی بکریوں میں۔'' حدیث سفیان ابن حسین کی مانند ذکر کیا۔ اس میں ہے: ''صدقے میں کوئی بوڑھی یا عیب دار بکری نہ لی جائے اور نہ نر بکرا' اِلّا یہ کہ تحصیلدار زکوۃ چاہے۔''

فوائد ومسائل: ① اونٹوں میں زکوۃ کی یہ تفصیل اسی قاعدے کے تحت ہے جو گزشتہ حدیث میں بیان ہو چکا ہے کہ ''ایک سو بیس سے زیادہ ہو جائیں تو (ان کے حصے بنا لیے جائیں) ہر پچاس میں ایک حِقّہ اور ہر چالیس میں ایک بنت لبون اور کسر معاف ہے۔'' ② خلیط بمعنی شریک ہی ہے، مگر کچھ فرق کیا گیا ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب ان کے مال ایک دوسرے سے نمایاں اور ممیّز ہوں تو یہ خلیط نہیں ہوتے (شریک ہوتے ہیں) اور جب چرواہا' چراگاہ' باڑا اور ان کا نر ایک ہو تو خلیط کہلاتے ہیں.....علاوہ ازیں یہ بھی ہے کہ ہر ایک کے مال کی تعداد بھی نصاب کے مطابق ہو.....جبکہ امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ ضروری نہیں ہے بلکہ جب مجموعی مال نصاب کو پہنچتا ہو تو یہ خلیط ہیں خواہ ایک کا حصہ ایک بکری ہی کیوں نہ ہو۔ ③ اکٹھے مال کو متفرق کرنا یا متفرق کو جمع کرنا دو غرض سے ہو سکتا ہے زکوۃ ساقط کرنے کے لیے یا اس کی مقدار کم کرنے کے لیے۔ مثلاً ساٹھ بکریوں کو جدا جدا کر دیا

جائے تو کوئی زکوٰۃ نہ ہوگی...... یا پچاس پچاس کے ریوڑ پر دو بکریاں آتی ہیں مگر جمع کر دی جائیں تو ایک ہی آئے گی اور اس طرح ایک بکری بچالی جائے...... یہ حکم مالک' چرواہے اور تحصیلدار زکوٰۃ سبھی کو ہے کیونکہ ممکن ہے تحصیلدار کسی کو فائدہ پہنچانے کی غرض سے یہ کام کرے...... یا زکوٰۃ میں اضافے کے لیے کوئی تدبیر کرنا چاہے' ایسا کرنا کسی کو بھی روا نہیں ہے۔

**١٥٧١- حَدَّثَنا** عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ: قَالَ مَالِكٌ: وَقَوْلُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: لا يُجْمَعُ بَيْنَ مُفْتَرِقٍ وَلا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ هُوَ أَنْ يَكُونَ لِكُلِّ رَجُلٍ أَرْبَعُونَ شَاةً، فَإِذَا أَظَلَّهُمُ الْمُصَدِّقُ جَمَعُوهَا، لِأَنْ لَا يَكُونَ فيهَا إِلَّا شَاةٌ، وَلا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ أَنَّ الْخَلِيطَيْنِ إِذَا كَانَ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِائَةُ شَاةٍ وَشَاةٌ، فَيَكُونُ عَلَيْهِمَا فيهَا ثَلاثُ شِيَاهٍ، فَإِذَا أَظَلَّهُمَا الْمُصَدِّقُ فَرَّقَا غَنَمَهُمَا فَلَمْ يَكُنْ عَلٰى كلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا إِلَّا شَاةٌ، فَهٰذَا الَّذِي سَمِعْتُ فِي ذٰلِكَ.

**١٥٧١- امام مالک** رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے: متفرق مال کو جمع یا اکٹھے مال کو جدا جدا نہ کیا جائے۔ وہ یوں کہ مثلاً ہر شخص کی چالیس چالیس بکریاں ہوں جب تحصیلدارِ زکوٰۃ آئے تو وہ اپنے مال کو اکٹھا کر کے دکھائیں' تاکہ اس میں ایک بکری ہی آئے۔ اور اکٹھے مال کو جدا جدا نہ کیا جائے۔ یعنی دو خلیط (شریک) ہوں اور ہر ایک کی ایک سو ایک بکری ہو (مجموعہ دو سو دو) تو اس میں تین بکریاں زکوٰۃ ہے مگر تحصیلدارِ زکوٰۃ کی آمد پر یہ اپنے اپنے مال کو جدا جدا کر لیں تو ہر ایک پر صرف ایک ایک بکری آئے گی۔ (اس طرح ایک بکری بچالیں۔) اس کی میں نے یہی تفصیل سنی ہے۔

**١٥٧٢- حَدَّثَنا** عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ، وَعَنِ الْحَارِثِ الأَعْوَرِ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ زُهَيْرٌ: أَحْسَبُهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «هَاتُوا رُبْعَ الْعُشُورِ مِنْ كلِّ أَرْبَعِينَ دِرْهَمًا

**١٥٧٢-** حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' (راویٔ حدیث) زہیر کہتے ہیں کہ میرے خیال میں انہوں نے نبی ﷺ سے بیان کیا' آپ نے فرمایا: ''چالیسواں حصہ ادا کرو' ہر چالیس درہم میں سے ایک درہم۔ اور جب تک دو سو درہم پورے نہ ہو جائیں' تم پر کچھ لازم نہیں۔ جب دو سو درہم ہو جائیں تو ان میں پانچ درہم (زکوٰۃ)

---

**١٥٧١ـ تخريج:** [صحيح] وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٢٦٤.

**١٥٧٢ـ تخريج:** [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الزكوٰة، باب زكوٰة الورق والذهب، ح: ١٧٩٠ من حديث أبي إسحاق السبيعي به مختصرًا، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٢٦٢، ٢٢٩٧ * أبوإسحاق عنعن.

دِرْهَمٌ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ شَيْءٌ حتَّى تَتِمَّ مِائَتَيْ دِرْهَمٍ، فَإِذَا كانَتْ مِائَتَي دِرْهَمٍ فَفِيهَا خَمْسَةُ دَرَاهِمَ، فَمَا زَادَ فَعَلٰى حِسَابِ ذَلِكَ. وَفِي الْغَنَمِ فِي كلِّ أَرْبَعِينَ شَاةً شَاةٌ، فَإِنْ لَم يَكُنْ إِلَّا تِسْعٌ وَثَلَاثُونَ فَلَيْسَ عَلَيْكَ فِيهَا شَيْءٌ». وَسَاقَ صَدَقَةَ الْغَنَمِ مِثْلَ الزُّهْرِيِّ. وقالَ: «وفي الْبَقَرِ في كلِّ ثَلَاثِينَ تَبِيعٌ وَفي الْأَرْبَعِينَ مُسِنَّةٌ وَلَيْسَ على الْعَوَامِلِ شَيْءٌ. وَفِي الإِبِلِ» فَذَكَرَ صَدَقَتَهَا كما ذَكَرَ الزُّهْرِيُّ. قالَ: «وفي خَمْسٍ وَعِشْرِينَ خَمْسَةٌ مِنَ الْغَنَمِ، فإذا زَادَتْ وَاحِدَةً فَفِيهَا ابْنَةُ مَخَاضٍ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ ابْنَةُ مَخَاضٍ فَابْنُ لَبُونٍ ذَكَرٌ إِلَى خَمْسٍ وَثَلَاثِينَ، فإذَا زَادَتْ وَاحِدَةً فَفِيهَا بِنْتُ لَبُونٍ إِلَى خَمْسٍ وَأرْبَعِينَ، فَإِذَا زَادَتْ وَاحِدَةً فَفِيهَا حِقَّةٌ طَرُوقَةُ الْجَمَلِ إِلَى سِتِّينَ». ثُمَّ سَاقَ مِثْلَ حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ. قالَ: «فَإِذَا زَادَتْ وَاحِدَةً يَعْني وَاحِدَةً وَتِسْعِينَ فَفِيهَا حِقَّتَانِ طَرُوقَتَا الْجَمَلِ إِلَى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ، فإِنْ كَانَتِ الإِبِلُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ فَفِي كلِّ خَمْسِينَ حِقَّةٌ، وَلا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ وَلا يُجْمَعُ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ خَشْيَةَ الصَّدَقَةِ، وَلا يُؤْخَذُ في الصَّدَقَةِ هَرِمَةٌ وَلا ذَاتُ عَوَارٍ وَلا تَيْسٌ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ الْمُصَدِّقُ، وَفي النَّبَاتِ ما سَقَتْهُ

ہے۔ اور جو اس سے زیادہ ہو وہ اسی حساب سے ہے (اس کی چالیسواں حصہ زکوۃ دی جائے۔) اور بکریوں میں ہر چالیس میں ایک بکری ہے۔ یہ اگر انتالیس ہوں تو تم پر ان میں کچھ نہیں۔'' اور ان کی تفصیل اسی طرح بیان کی جیسے کہ زہری کی روایت میں بیان ہو چکی ہے۔ اور گایوں بیلوں کی زکوۃ میں فرمایا: ''ہر تیس جانوروں میں ایک سالہ بچھڑا ہے اور ہر چالیس میں دو سالہ۔ اور ایسے جانور جن سے کام لیا جاتا ہے ان پر کوئی زکوۃ نہیں۔ اور اونٹوں کی زکوۃ''...... سابقہ حدیث زہری کی مانند بیان کی۔ کہا: ''پچیس اونٹوں میں پانچ بکریاں ہیں۔ اگر ایک بھی بڑھ جائے تو ان میں ایک بنت مخاض (ایک سالہ مادہ) ہے۔ اگر بنت مخاض نہ ہو تو ابن لبون مذکر (دو سالہ اونٹ)' پینتیس تک۔'' اگر ایک بھی بڑھ جائے تو ان میں ایک بنت لبون ہے (دو سالہ مادہ) پینتالیس تک۔ جب ایک بھی بڑھ جائے تو ان میں ایک حِقّہ ہے (تین سالہ مادہ) جو جفتی کے قابل ہو' ساٹھ تک۔ پھر حدیث زہری کی مانند بیان کیا۔ اور کہا: ''اگر ایک بھی بڑھ جائے یعنی اکانوے ہو جائیں تو ان میں دو حِقّے ہیں جو کہ جفتی کے قابل ہوں۔ ایک سو بیس تک۔ جب اونٹوں کی تعداد اس سے زیادہ ہو جائے تو ہر پچاس میں ایک حِقّہ (تین سالہ مادہ) ہے۔ زکوۃ کے خوف سے اکٹھے جانوروں کو جدا جدا نہ کیا جائے اور نہ علیحدہ علیحدہ کو جمع کیا جائے۔ اور زکوۃ میں کوئی بوڑھا یا عیب دار یا نر (جفتی والا) جانور نہ لیا جائے' اِلّا یہ کہ تحصیلدار چاہے (نر لے سکتا ہے۔) اور زرعی اجناس میں جو زمینیں دریا یا بارش

الْأَنْهَارُ أَوْ سَقَتِ السَّمَاءُ الْعُشْرُ وَما سُقِيَ بِالْغَرْبِ فَفِيهِ نِصْفُ الْعُشرِ». وَفي حَدِيثِ عَاصِمٍ وَالْحَارِثِ: «الصَّدَقَةُ في كلِّ عَامٍ». قال زُهَيْرٌ: أَحْسَبُهُ قال: «مرَّةً» وَفي حَدِيثِ عَاصِمٍ: «إذا لَمْ يَكُنْ في الإِبِلِ ابْنَةُ مَخاضٍ ولا ابْنُ لَبُونٍ فَعَشَرَةُ دَرَاهِمَ أَوْ شَاتَانِ».

سے سیراب ہوتی ہوں ان میں دسواں حصہ ہے اور جو ڈول (رہٹ' ٹیوب ویل وغیرہ) سے سیراب ہوتی ہوں ان میں بیسواں حصہ ہے۔'' عاصم اور حارث کی روایت میں ہے: ''زکوٰۃ ہر سال ہے۔'' زہیر نے کہا: میرا خیال ہے کہ انہوں نے کہا: ''(ہر سال) ایک بار ہے۔'' عاصم کی روایت میں ہے: ''اگر اونٹوں میں بنت مخاض (ایک سالہ مادہ) یا ابن لبون (دو سالہ نر) نہ ہو تو دس درہم یا دو بکریاں دے۔''

**فوائد ومسائل:** ① صحیح تر احادیث میں اونٹوں کی زکوٰۃ کی بابت یہ مروی ہے کہ چوبیس تک میں چار بکریاں ہیں۔ پچیس ہو جائیں تو ان میں ایک بنت مخاض (ایک سالہ مادہ) ہے۔ ② گایوں کی زکوٰۃ کی تفصیل یوں بنتی ہے کہ تیس سے انتالیس تک ایک سالہ بچھڑی' خیال رہے لفظ ''تبیع'' (بچھڑا' بچھڑی) مذکر مؤنث دونوں کے لیے بولا جاتا ہے۔ چالیس میں دو سالہ' انسٹھ تک۔ ساٹھ سے انہتر تک میں ایک ایک سالہ دو بچھڑیاں۔ ستر ہو جائیں تو ایک عدد ایک سالہ اور ایک عدد دو سالہ' اناسی تک۔ اسّی گایوں میں دو دو سالہ دو عدد' نواسی تک۔ نوے گایوں میں تین عدد ایک سالہ بچھڑیاں' ننانوے تک۔ اور سو گایوں میں دو عدد ایک سالہ اور ایک عدد دو سالہ جانور دینا ہوگا (علیٰ هذا القياس۔) خیال رہے کہ بھینسیں بھی گایوں کے حکم میں ہیں۔ امام ابن المنذر نے اس پر اجماع لکھا ہے۔ دیکھیے: (فتاوىٰ ابن تيمية: ٣٧/٢٥) ③ ہل چلانے' پانی کھینچنے یا گاڑیاں چلانے میں زیر استعمال یا دودھ کے لیے پالے گئے جانوروں پر کوئی زکوٰۃ نہیں۔ ان کی آمدنی پر زکوٰۃ ہے۔ ④ بارانی اور سیلابی زمینوں سے دسواں حصہ جب کہ نہری' چاہی اور ٹیوب ویل وغیرہ سے سیراب ہونے والی زمینوں کی کاشت پر بیسواں حصہ آتا ہے۔ بشرطیکہ مجموعی حاصل پانچ وسق ہو۔ (برصغیر میں یہ ماپ تقریباً بیس من غلہ کے برابر کہا جاتا ہے۔)



١٥٧٣- حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ دَاوُدَ المَهْرِيُّ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ - وَسَمَّى آخَرَ - عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عن عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ والحارِثِ الْأَعْوَرِ، عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِبَعْضِ

١٥٧٣- سیدنا علی ؓ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں...... اس کا کچھ ابتدائی حصہ وہی ہے جو اوپر مذکور ہوا ...... کہا: ''جب تمہارے پاس دو سو درہم ہوں اور ان پر ایک سال گزر جائے تو ان پر پانچ درہم (زکوٰۃ) ہے۔ اور سونے میں تم پر کچھ نہیں حتی کہ تمہارے پاس بیس دینار

١٥٧٣- تخريج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ١٣٨/٤ من حديث أبي داود به.

أَوَّلِ هٰذَا الْحَدِيثِ قَالَ: «فَإِذَا كَانَتْ لَكَ مِائَتَا دِرْهَمٍ وَحَالَ عَلَيْهَا الحَوْلُ، فَفِيهَا خَمْسَةُ دَرَاهِمَ، وَلَيْسَ عَلَيْكَ شَيْءٌ يَعْنِي فِي الذَّهَبِ، حَتّٰى تكونَ لَكَ عِشْرُونَ دِينَارًا، فَإِذَا كَانَتْ لَكَ عِشْرُونَ دِينَارًا وَحَالَ عَلَيْهَا الحَوْلُ فَفِيهَا نِصْفُ دينارٍ، فما زَادَ فَبِحِسَابِ ذٰلِكَ». قَالَ: فَلَا أَدْرِي أَعَلِيٌّ يَقُولُ فَبِحِسَابِ ذٰلِكَ أَوْ رَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ؟ «وَلَيْسَ فِي مَالٍ زَكَاةٌ حَتّٰى يَحُولَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ» إِلَّا أَنَّ جَرِيرًا قَالَ: ابْنُ وَهْبٍ يَزِيدُ فِي الْحَدِيثِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: «لَيْسَ فِي مَالٍ زَكَاةٌ حَتّٰى يَحُولَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ».

ہوں' پس جب تمہارے پاس بیس دینار ہوں اور ان پر ایک سال گزر جائے تو ان پر آدھا دینار (زکوٰۃ) ہے اور جو زیادہ ہو تو وہ اسی حساب سے ہوگا۔'' (ابواسحاق نے) کہا: مجھے نہیں معلوم کہ ''اسی حساب سے'' والی بات حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خود کہی ہے یا نبی ﷺ کی جانب سے۔ ''اور کسی مال پر زکوٰۃ نہیں حتی کہ اس پر سال گزر جائے۔'' (راویٔ حدیث) جریر کا بیان ہے کہ ابن وہب حدیث میں یہ اضافہ کرتے تھے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے: ''کسی مال پر زکوٰۃ نہیں حتی کہ اس پر سال گزر جائے۔''

**فوائد ومسائل:** ① درہم کا وزن موجودہ حساب سے ۲.۹۷۵ گرام اور دینار (سونے) کا وزن ۴.۲۵ گرام ہوتا ہے۔ اس طرح چاندی کا نصاب زکوٰۃ پانچ سو پچانوے گرام اور سونے کا پچاسی گرام ہوا۔

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کتاب الزکوٰۃ کے آغاز ہی سے نصاب کے حوالے سے جو احادیث ذکر کی ہیں ان سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام میں سونا' چاندی (چاہے درہم و دینار وغیرہ کرنسی کی شکل میں ہوں' زیور کی شکل میں ہوں یا کسی اور شکل میں)' بنیادی غذائی اجناس اور چرنے والے مویشیوں پر ہر جنس کے لیے الگ الگ زکوٰۃ فرض کی گئی ہے۔ ان کا الگ الگ نصاب مقرر کیا گیا ہے۔ ہر مستقل جنس میں سے جس کا نصاب پورا ہو جائے گا اور سال گزر جائے گا اس پر مقرر شرح سے زکوٰۃ کی ادائیگی ضروری ہو جائے گی۔ اگر کسی بھی چیز کا نصاب پورا نہ ہوگا' یا اس پر سال نہ گزرا ہوگا تو اس پر زکوٰۃ نہ ہوگی۔

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ قابل زکوٰۃ اشیاء خصوصاً سونا' چاندی میں دونوں کو ملا کر مجموعی حیثیت سے نصاب کو متعین کیا جانا چاہیے۔ یعنی اگر کسی شخص کے پاس سال بھر سونے کا آدھا نصاب اور چاندی کا آدھا نصاب موجود رہا ہو تو اس پر زکوٰۃ کی ادائیگی فرض ہوگی۔ البتہ وہ دونوں میں سے الگ الگ ۲½ فیصد زکوٰۃ ادا کرے گا۔

لیکن احادیث مبارکہ کے الفاظ اس کی تائید نہیں کرتے۔ وہ حدیث' جسے امام ترمذی رحمہ اللہ کے پوچھنے پر امام بخاری

ﷺ نے صحیح قرار دیا ہے۔ (جامع الترمذی' الزکوٰۃ' باب ماجاء فی زکوٰۃ الذھب والورق' حدیث:۶۲۰)
اس سلسلے میں واضح ہے کہ اگر کسی کے پاس ۱۹۰ درہم چاندی ہو تو زکوٰۃ وصول نہیں کی جائے گی۔ اور اگر سونے کے نصاب میں آدھا دینار بھی کم ہوگا تو زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔ اسی طرح حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اگر چاندی پانچ اوقیہ (یا دو سو درہم) سے کم ہو تو اس میں زکوٰۃ نہیں ہوگی۔ دیکھیے: (صحیح البخاری' الزکوٰۃ' باب زکوٰۃ الورق' حدیث: ۱۴۴۷' وصحیح مسلم' الزکوٰۃ' باب لیس فیما دون خمسۃ اوسق صدقۃ' حدیث:۹۷۹) صحابۂ کرام حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بھی رسول اللہ ﷺ سے یہی بات بیان کی ہے۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجہ' الزکوٰۃ' باب زکوٰۃ الورق والذھب' حدیث:۱۷۹۰' ۱۷۹۱)

اسلام میں جہاں فقراء اور مساکین کے لیے شفقت ورحمت کے طور پر زکوٰۃ کا نظام قائم کیا گیا وہاں دینے والوں کے لیے بھی آسانی کا راستہ اختیار کیا گیا ہے اور ہر چیز کا الگ الگ نصاب رکھا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دورِ زوال میں جب زکوٰۃ کی وصولی کا صحیح نظام موجود نہ رہا تب بھی اصحاب مال کی ایک بڑی تعداد خود بخود اس کی ادائیگی کا اہتمام کرتی رہی اور اب بھی کرتی ہے۔

ایک سوال یہ بھی کیا جاتا ہے کہ چاندی کے نصاب کی مالیت سونے کے نصاب کے مقابلے میں بہت کم بنتی ہے۔ یہ درست ہے۔ اس سلسلے میں بات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے زکوٰۃ کا نصاب مقرر فرماتے ہوئے یہ التزام نہیں فرمایا کہ تمام اشیاء کے نصاب ہم مالیت ہوں۔ مختلف اشیاء کے نصاب مثلاً پانچ اونٹ' تیس گائیں' چالیس بکریاں اور پانچ وسق (۷۵۰ کلوگرام) غلہ یا کھجور کی مالیت مساوی نہ تھی جیسا کہ آگے دیے ہوئے قیمتوں کے چارٹ سے واضح ہو جائے گا۔ ہم نے یہ چارٹ مندرجہ ذیل صحیح یا حسن درجے کی روایات سے مرتب کیا ہے۔

1) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت آپ کی زرہ ایک یہودی کے پاس تیس صاع جو کے عوض رہن رکھی ہوئی تھی۔ (صحیح البخاری' الجھاد والسیر' باب ما قیل فی درع النبی صلی اللہ علیہ وسلم والقمیص فی الحرب' حدیث: ۲۹۱۶)

2) حضرت انس رضی اللہ عنہ نقدی کے حوالے سے زرہ رہن رکھ کر حاصل کیے جانے والے قرضے کی مالیت بتاتے ہوئے فرماتے ہیں: آپ ﷺ نے اپنی زرہ ایک دینار کے بدلے میں ایک یہودی کے پاس گروی رکھی تھی' وفات تک یہ ایک دینار میسر نہ آیا کہ دے کر زرہ چھڑا لیتے۔ (صحیح ابن حبان' الرھن' باب ثمن الشعیر الذی کان للیھودی علی المصطفٰی ﷺ عند رھنہ ایاہ درعہ' حدیث: ۵۹۰۷)

3) رسول اللہ ﷺ نے دیت کے لیے سو اونٹ مقرر فرمائے' لیکن شہر والوں کے لیے ان کی قیمت چار سو دینار یا ان کی ہم مالیت چاندی/ درہم مقرر فرمائی۔ یہ قیمت اونٹوں کی قیمتوں میں کمی بیشی کے مطابق گھٹتی بڑھتی رہتی تھی' اس لیے آپ ﷺ ہی کے عہد میں یہ قیمت چار سو سے آٹھ سو دینار تک پہنچ گئی۔ (سنن النسائی' القسامۃ' باب ذکر اختلاف علی خالد الحذاء' حدیث: ۴۸۰۵' ارواء الغلیل' حدیث:۲۱۹۹)

4) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ان کا تھکا ماندہ اونٹ ایک اوقیہ چاندی کے عوض خرید لیا۔ (سنن النسائی، البیوع، باب البیع یکون فیه الشرط فیصح البیع والشرط، حدیث:٤٦٤١) اور ایک اوقیہ چاندی چالیس درہم کے برابر تھی۔

5) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق فریضۂ زکوٰۃ کے بارے میں ان کیلئے یہ تحریر لکھی...... جس آدمی کے ذمے زکوٰۃ میں جذعہ (چار سال کی اونٹنی) ہو لیکن اس کے پاس حقہ (تین سال کی اونٹنی) ہو تو حقہ قبول کرلیں اور ساتھ دو بکریاں اور اگر بکریاں میسر نہ ہوں تو بیس درہم وصول کریں......
(صحیح البخاری، الزکوٰۃ، باب من بلغت عنده صدقة بنت مخاض و لیست عنده، حدیث:١٤٥٣)

ان احادیث کی روشنی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں مختلف اشیاء کی قیمتوں کا چارٹ اس طرح بنتا ہے۔ اس میں مختلف اوقات میں دیت کی مقدار کے تعین کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔

| اونٹ | دینار | درہم | شعیر |
|---|---|---|---|
| 100 | 800-400 | 8000 | |
| | 1 | | 30صاع |

۞ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اونٹ مہنگے ہو گئے تو آپ نے دیت کی قیمتوں پر نظر ثانی فرمائی اور نئی قیمتیں یہ سامنے آئیں۔ دیکھیے: (ابوداود، الدیات، باب الدیة کم هی، حدیث:٤٥٤٢)

| اونٹ | دینار | درہم | بقر | غنم |
|---|---|---|---|---|
| 100 | 1000 | 12000 | 200 | 2000 |

اس دور میں غلے کی قیمتوں کا تعین ان احادیث کی مدد سے کیا جاسکتا ہے:

۞ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے دور میں لوگوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ''میرا خیال ہے کہ شام کی گندم ''سمراء'' کے دو مد (½ صاع) کھجور کے ایک صاع کے برابر ہیں۔ لوگوں نے اسے قبول کرلیا' لیکن اس حدیث کو روایت کرنے والے جلیل القدر صحابی حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے خود اس بات کو قبول نہیں کیا۔ (ابوداود، الزکوٰۃ، باب کم یؤدی فی صدقة الفطر، حدیث:١٦١٦)

۞ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ سے ثابت ہے کہ آپ نے صدقۃ الفطر کے لیے گندم کا نصف صاع اور ان لوگوں کے لیے جنہیں بیت المال سے (نقد) عطیہ ملتا تھا' نصف درہم مقرر فرمایا۔ (المحلّی، الزکوٰۃ، مسئلة مقدار ما یخرج زکاة الفطر: ١٣٠/٦) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے عہد میں غلے کی قیمت کا چارٹ اس طرح بنے گا:

| گندم | جو | درہم |
|---|---|---|
| ½1 صاع | 1 صاع | ½ |

* حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے زمانے میں اونٹ کی قیمت ۱۰۰ درہم ہوگئی تو اس طرح دیت ۱۰۰ اونٹ کے مقابل ۱۰,۰۰۰ درہم قرار پائی۔ (المحلّٰی' الدیة احکام شبه العمد: ۱۰/۳۰۰)
* ان تمام احادیث کو سامنے رکھیں تو پتہ چلتا ہے کہ اونٹ جن کے لیے عرب ''مال'' کا لفظ بولتے تھے، قیمت میں سب سے زیادہ مستحکم تھے' انہی کو دیت میں اصل قرار دیا گیا۔ ان کے بعد سونا مستحکم تھا اور کرنسی کے طور پر استعمال ہونے کے لائق تھا، اسی لیے قیمتوں کے تعین کے لیے اس کو بنیاد بنایا گیا۔ مذکورہ بالا احادیث اور چارٹوں کے ذریعے سے زکوٰۃ کے نصاب یعنی 5 اونٹوں کو بنیاد بنا کر قیمتوں کا چارٹ اس طرح بنتا ہے:

| | اونٹ | دینار | درہم | بقر | غنم | غلہ | شعیر | تمر |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| عہدِ رسالت | 1 | 8-4 | 80-40 | - | 8-4 | - | 120 صاع | 2 وسق |
| عہدِ عمر رضی اللہ عنہ | 1 | 10 | 120 | 2 | 20 | - | 300 صاع | 5 وسق |

قیمتوں کے حوالے سے 5 اونٹوں کو بنیاد بنائیں' جو زکوٰۃ کا نصاب ہیں' تو قیمتوں کا تناسب یہ ہوگا:

| | اونٹ | دینار | درہم | بقر | غنم | غلہ | شعیر | تمر |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| عہدِ رسالت | 5 | 40-20 | 400-200 | - | 40-20 | - | 600 صاع | 10 وسق |
| عہدِ عمر رضی اللہ عنہ | 5 | 50 | 600 | 10 | 100 | - | 1500 صاع | 15 وسق |

رسول اللہ ﷺ نے زکوٰۃ کا جو نصاب مقرر فرمایا وہ یہ تھا:

| زکوٰۃ کا نصاب | اونٹ | دینار | درہم | بقر | غنم | غلہ شعیر | تمر |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | 5 | 20 | 200 | 30 | 40 | 300 صاع | 5 وسق |

رسالت مآب ﷺ کے عہد میں قیمتوں کے چارٹ اور زکوٰۃ کے نصاب کا موازنہ کریں تو مندرجہ ذیل باتیں سامنے آتی ہیں:

1) رسول اللہ ﷺ نے تمام اشیاء کے نصاب کو لازمی طور پر ہم مالیت نہیں رکھا۔ یہ بات گایوں اور غلے کی مالیت کے فرق سے زیادہ نمایاں ہو جاتی ہے۔
2) خود رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں قیمتوں میں تبدیلی آ گئی۔ آپ نے نقد دیت قیمتوں کے مطابق بڑھا دی' لیکن زکوٰۃ کے نصاب میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔

3) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں قیمتوں کا فرق اور زیادہ ہو گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی دیت میں دینار اور درہم بڑھا دیے لیکن زکوٰۃ کا نصاب جوں کا توں رکھا۔

4) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے صدقۃ الفطر کے معاملے میں قیمتوں کے پیش نظر اجتہاد فرمایا۔ (حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ جیسے صحابی نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے اجتہاد کو قبول نہیں کیا) لیکن اصل زکوٰۃ کے نصاب میں کسی تبدیلی کا سوچا تک نہیں۔ان حقائق سے ثابت ہو جاتا ہے:

(ا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نصاب کے تعین میں معاشرے کی ضرورتوں کو پیش نظر رکھا ہے۔ مالیت کو دوسری حیثیت دی ہے۔اسی لیے آپ نے غلے کا نصاب جس کی ضرورت سب سے فائق ہوتی ہے' سب سے کم رکھا تا کہ بنیادی ضرورت کی یہ چیز لوگ آپس میں زیادہ سے زیادہ تقسیم کریں اور کوئی محروم نہ رہے۔اس کے بعد غنم بکریوں میں نصاب نسبتاً کم ہے کہ ایک گھرانے کی بنیادی ضرورتوں کے حوالے سے بکری کی اونٹ یا گائے کی نسبت ضرورت زیادہ تھی۔

(ب) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹوں کی مالیت کے مطابق دینار و درہم کا نصاب مقرر فرمایا لیکن جب یہ نقدی اونٹ کے مقابلے میں سستی ہو گئی تو دیت کی قیمتوں میں تبدیلی کی' تاہم زکوٰۃ کے نصاب کو ایک ہی جگہ منجمد رکھا۔ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم نے بھی قیمتوں کی تبدیلیوں کے باوجود زکوٰۃ کا نصاب علی حالہ قائم رکھا اور آج تک اسی صورت میں برقرار ہے۔ زکوٰۃ چونکہ عبادت ہے' اس لیے اس کے طریق میں تبدیلی نہیں آ سکتی۔ اس کے مقابلے میں دیت جان یا عضو کی قیمت ہے اور اس میں اونٹ کو بنیاد بنایا گیا' اس لیے وہ قیمتوں کی تبدیلی کے پیش نظر تبدیل کی جاتی رہی۔

آج کل زکوٰۃ کو ٹیکس کے نظام پر قیاس کر کے یہ کہا جاتا ہے کہ زیادہ مال داروں سے زیادہ زکوٰۃ وصول کرنی چاہیے اس لیے کہ جتنا کسی کا مال بڑھتا ہے اس کی قدر اس شخص کی حقیقی ضرورت کے مقابل کم ہوتی جاتی ہے کیونکہ اسے اتنی ضرورت نہیں ہوتی جتنی کہ محتاج کو۔ یہ قیاس درست نہیں۔ زکوٰۃ میں امیروں کے لیے قدر میں کمی کی بجائے فقیروں کی شدید احتیاج کی نسبت سے نصاب اور شرح کا تعین کیا گیا ہے۔ ۵ وسق غلہ اس زمانے میں ۵ اونٹوں کی قیمت کا آدھا یا اس سے بھی کم بنتا تھا۔ پھر اس میں زکوٰۃ بھی چالیس فیصد کی بجائے دس فیصد یا اگر بارانی ہو تو ۲۰ فیصد رکھی گئی ہے۔ مقصد یہی ہے کہ فقراء کو غلے کی زیادہ سے زیادہ ضرورت ہے' اس لیے زیادہ سے زیادہ مقدار میں ان کو پہنچایا جائے چاہے نسبتاً کم مال داروں کو اس غرض سے قربانی دینی پڑے۔ پھر یہ قربانی ان کے لیے عظیم اجر و ثواب کا باعث ہے۔ اسلامی معاشرے کا حسن یہ ہے کہ اس میں ایثار کرنے والوں کا دائرہ وسیع ترین ہوتا ہے۔ زکوٰۃ عبادت ہے' ٹیکس کی طرح نہیں۔ ہاں زائد از ضرورت مال اللہ کی راہ میں خرچ کروانے کے لیے الگ طریقے موجود ہیں۔ اور مسلمان کسی حکومت کی طرف سے وصولی کے بغیر بھی انفاق کے ان طریقوں کو اپناتے ہیں' حکومت بھی اس سلسلے میں اقدامات کر سکتی ہے۔

تعین نصاب کے اسلامی طریقے کی ایک اور بڑی حکمت یہ ہے کہ ہر چیز میں الگ الگ نصاب اتنا مقرر کیا گیا جو ایک کنبے کی ضروریات کے لیے کفایت کر سکتا ہو۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''دو سو درہم ایک کنبے کی

سال بھر کی ضرورت کے لیے کفایت کرتے ہیں۔'' (حجۃ اللہ' باب: زکوٰۃ کی مقدار کا بیان)

اگر کفالت کا ذریعہ اونٹ ہوں تو ایک کنبے کے لیے کم از کم ۵ جانور اور اگر بکریاں ہوں تو تقریباً چالیس کی ضرورت ہوگی' چاہے ان کی قیمت اونٹوں سے کم بنتی ہو اور کھیتی والوں کے لیے سال بھر کا غلہ تقریباً ۱۹ من ضروری ہو گا۔ یہ بھی ملحوظ رہے کہ کھیتی میں اصل زمین پر زکوٰۃ نہیں بلکہ صرف پیداوار پر زکوٰۃ ہے' جبکہ مویشی والوں کے اصل سرمائے پر زکوٰۃ ہے۔ نصابِ زکوٰۃ کی حکمتوں کو سمجھنے کے لیے ایک اور بات جس پر دھیان دینا چاہیے یہ ہے کہ کھیت میں ہر سال ایک یا دو مرتبہ پیداوار ہوتی ہے اور بیج کے مقابلے میں اس میں اضافے کی مقدار بہت زیادہ ہے' جبکہ اونٹ اور گائے میں اضافے کے لیے تین یا چار سال انتظار کرنا پڑتا ہے۔ بھیڑ بکریوں میں نئی نسل نسبتاً زیادہ جلدی یعنی ڈیڑھ دو سال میں بڑی ہو جاتی ہے۔ یہ بھی ملحوظ رہنا چاہیے کہ اونٹ یا بھیڑ بکریاں جن کی زکوٰۃ رکھی گئی ہے' جنگلوں' چراگاہوں سے اپنا رزق حاصل کرتی ہیں۔ گائیوں کے لیے مزید کچھ نہ کچھ اہتمام کرنا پڑتا ہے۔ ان کی پرورش میں بھی زیادہ مشکلات پیش آتی ہیں، اس لیے ان کا نصاب اونٹ کے مقابلے میں زیادہ رکھا ہے۔ فقہاء کا اس پر بھی اتفاق ہے کہ بھینسوں کو بھی' اگر بنیادی طور پر چرنے والی ہوں' جیسے جنوبی ایشیا اور افریقہ کے بعض ممالک میں اب بھی یہی طریقہ موجود ہے تو ان کو گائیوں پر قیاس کرنا ہوگا۔ (الفقه الإسلامي و أدلته' حديث: ٢' ص: ٨٣٢) کیونکہ وہ اسی طرح گائیوں کی ہم جنس ہیں' جس طرح بھیڑیں اور بکریاں آپس میں ہم جنس ہیں نیز گائیوں اور بھینسوں کو ملا کر نصاب شمار ہوگا۔ دیکھیے: (موطأ' الصدقة' باب ماجاء في صدقة البقر)

١٥٧٤- **حَدَّثَنا** عَمْرُو بنُ عَوْنٍ: أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ عنْ أَبي إِسْحَاقَ، عنْ عَاصِمِ بنِ ضَمْرَةَ، عنْ عَلِيٍّ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «قَدْ عَفَوْتُ عَنِ الْخَيْلِ وَالرَّقِيقِ، فَهَاتُوا صَدَقَةَ الرِّقَةِ مِن كُلِّ أَرْبَعِينَ دِرْهَمًا دِرْهَمٌ، وَلَيْسَ فِي تِسْعِينَ وَمِائَةٍ شَيْءٌ، فَإِذَا بَلَغَتْ مِائَتَيْنِ فَفِيهَا خَمْسَةُ دَرَاهِمَ».

۱۵۷۴- حضرت علی ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے (تم سے) گھوڑے اور غلام کی زکوٰۃ معاف کر دی ہے۔ سو تم چاندی کی زکوٰۃ لاؤ' ہر چالیس درہم میں ایک درہم اور ایک سو نوے درہم میں کوئی زکوٰۃ نہیں۔ جب دو سو ہو جائیں تو ان میں پانچ درہم ہیں۔

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں: اس حدیث کو اعمش

---

١٥٧٤ـ **تخريج**: **[إسناده ضعيف]** أخرجه الترمذي، الزكٰوة، باب ماجاء في زكٰوة الذهب والورق، ح: ٦٢٠ من حديث أبي عوانة به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٢٨٤، وحسنه البغوي في شرح السنة: ٦/ ٤٧، وللحديث شواهد كثيرة * أبوإسحاق عنعن.

الأَعْمَشُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ كَمَا قَالَ أَبُو عَوَانَةَ، وَرَوَاهُ شَيْبَانُ أَبُو مُعَاوِيَةَ وَإِبراهِيمُ ابْنُ طَهْمَانَ عَنْ أبي إِسْحَاقَ، عن الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيٍّ عنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ.

نے ابواسحٰق سے روایت کیا ہے جیسے کہ ابوعوانہ نے کہا ہے' نیز شیبان ابومعاویہ اور ابراہیم بن طہمان نے ابواسحٰق سے' انہوں نے حارث سے' انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے' انہوں نے نبی ﷺ سے اسی کے مثل روایت کیا ہے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَى حَدِيثَ النُّفَيْلِيِّ شُعْبَةُ وَسُفْيَانُ وَغَيْرُهُمَا، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عنْ عَاصِمٍ عَنْ عَلِيٍّ لَمْ يَرْفَعُوهُ أَوْقَفُوهُ عَلَى عَلِيٍّ.

امام ابو داود رحمہ اللہ نے کہا: عبداللہ بن محمد نفیلی کی حدیث (سابقہ:۱۵۷۲) شعبہ اور سفیان وغیرہ نے ابواسحٰق سے' انہوں نے عاصم سے' انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے مگر مرفوع نہیں کہا ہے بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پر موقوف کیا ہے۔

**فائدہ:** غلام اور گھوڑے کی زکوٰۃ کے بارے میں زیادہ تر فقہاء یہی کہتے ہیں کہ محنت کش غلام اور سواری کے گھوڑے پر کوئی زکوٰۃ نہیں۔ بعض اہل الرائے کہتے ہیں کہ ان کی قیمت لگا کر چالیسواں حصہ وصول کیا جائے گا۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اگر گھوڑے نر مادہ ملے جلے ہوں تو چونکہ ان میں اضافہ ہوگا' اس لیے ان پر زکوٰۃ کی ادائیگی لازمی ہوگی۔ البتہ اگر نر ہوں یا محض مادہ تو چونکہ نسل میں اضافہ نہیں ہوگا اس لیے زکوٰۃ بھی نہیں ہوگی۔ مزید وہ کہتے ہیں کہ گھوڑوں کے مالک کو اختیار ہے کہ چاہے تو ان کی قیمت پر زکوٰۃ دے چاہے تو ایک دینار فی گھوڑا ادا کرے۔ تاہم حدیث سے اس کی بابت جو معلوم ہوتا ہے' اس کی صراحت سنن ابوداود کی اس حدیث سے ہو جاتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے گھوڑوں اور غلاموں کو زکوٰۃ سے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔ البتہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ بات ملتی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ غلام اور گھوڑے پر ایک ایک دینار لیا کرتے تھے۔ (المحلّٰی' ج:۵' الزکاۃ' احکام زکوٰۃ الخیل' ص: ۲۲۶)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اقدام کی حقیقت مندرجہ ذیل روایتوں سے واضح ہو جاتی ہے: حارثہ بن مضرب فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کیا۔ اس دوران میں شام کے کچھ شرفاء نے ان کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ ان کے پاس غلام اور (سواری کے) جانور ہیں' آپ ہم سے صدقہ (زکوٰۃ) وصول کر لیں تاکہ ہمارے مال کا تزکیہ ہو جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: یہ کام مجھ سے پہلے دونوں ہستیوں (نبیٔ کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ) نے نہیں کیا۔'' تو انہوں نے کہا کہ آپ انتظار کریں میں اس کی بابت مشورہ کرتا ہوں' لہٰذا انہوں نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا یہ پیش کش اچھی ہے' اگر یہ آپ کے بعد ہمیشہ کے لیے جزیہ (کی طرح لازمی) نہ ہو جائے۔ (مسند احمد:۱/۱۴'۳۲)

یعلٰی بن امیہ کہتے ہیں کہ میرے بھائی عبدالرحمان بن امیہ نے ایک گھوڑی سو اونٹ کے بدلے خریدی' بیچنے

والے کو بعد میں ندامت ہوئی تو اس نے آ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے شکایت کی کہ یعلیٰ اوراس کے بھائی نے مجھے لوٹ لیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یعلیٰ کو لکھ بھیجا کہ ان کے پاس پہنچو۔ انہوں نے تفصیل بتائی تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک گھوڑی تمہارے ہاں اس قدر مہنگی بکتی ہے؟ یعلیٰ نے جواب دیا کہ میرے علم میں بھی یہی ہے کہ اتنی قیمت کسی اور گھوڑی کی آج تک نہیں لگی' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم چالیس بکریوں پر ایک بکری لے لیتے ہیں تو اس قدر قیمتی گھوڑوں سے کچھ نہ لیں۔ آپ نے اس کے بعد گھوڑوں پر ایک دینار لاگو کر دیا۔ (المحلی' ج: ۵' أحکام زکوۃ الخیل)

ان دونوں روایتوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ گھوڑوں پر زکوٰۃ نہ لیتے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ خود بھی نہیں لینا چاہتے تھے' بلکہ جب لوگوں نے پیش کش کی تو انہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ طلب کیا کہ رضا کارانہ طور پر دینے والوں سے گھوڑوں وغیرہ پر زکوٰۃ قبول کر لینی چاہیے یا نہیں؟ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حکیمانہ رائے دی کہ اس شرط پر لیں کہ کل کو یہی رضا کارانہ دی ہوئی زکوٰۃ دوسروں کیلئے لازمی ٹیکس نہ بن جائے۔

تیسری روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس رائے کے بعد بھی وصولی پر آمادہ نہ تھے' یہاں تک کہ گھوڑوں کی قیمتوں میں حیرت ناک اضافہ سامنے آنے پر آپ کو یہ خیال ہوا کہ یہ گھوڑے مال ودولت کے خزانے کی مانند ہو گئے ہیں تو انہوں نے اپنے عہد کی قیمتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایک دینار فی گھوڑا لاگو کر دیا۔

اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے گھوڑوں کو باقی جانوروں پر قیاس کرتے ہوئے کم از کم گھوڑوں کی تعداد کا کوئی نصاب مقرر نہ فرمایا۔ نیز چالیس گھوڑوں میں سے ایک گھوڑا لینے کا حکم بھی نہ دیا۔ ایسا کرتے تو یہ جانوروں کی زکوٰۃ کے طریق کار کو آگے بڑھانے کے مترادف ہوتا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور جانور اس پر زکوٰۃ نہ لینے کی وضاحت فرمادی تھی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے گھوڑوں پر نقدی میں ٹیکس لگا کر یہ واضح کر دیا کہ بحیثیت جانور گھوڑے پر زکوٰۃ نہیں' بلکہ زیادہ قیمت رکھنے والے مال میں سے وصول کیا جانے والا صدقہ ہے۔ اس انتظام کو باقاعدہ زکوٰۃ شمار کرنا یا ہمیشہ کے لیے ہر ایک پر اس کو لاگو کر دینا مناسب نہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسی طرف اشارہ فرمایا اور خود بھی خلافت پر متمکن ہونے کے بعد گھوڑوں پر کچھ نہ لیا۔ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا صحابہ کے مشورے کے بعد اختیار کردہ ایک طریق تھا' آئندہ بھی مسلمان حکومتیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے طریق کو نمونہ بنا کر اجتہاد کر سکتی ہیں۔

اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ اگر کوئی چیز مالیت کا خزانہ بن جائے تو چاہے پہلے اسے مستثنیٰ قرار دیا جا چکا ہو اس سے فقراء اور دیگر ضرورتوں کے لیے کچھ وصولی کا انتظام کیا جا سکتا ہے۔ قیمتی پتھروں کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عمل کو نمونہ بنایا جا سکتا ہے۔ نیز ایسے علاقے بھی ہیں جہاں گھوڑے بنیادی مویشی کی حیثیت رکھتے ہیں جیسے وسط ایشیا میں، وہاں گھوڑے ہی دودھ اور گوشت کی فراہمی کا بنیادی ذریعہ ہیں اور چرنے والے ریوڑوں کی صورت میں

بکثرت موجود ہیں۔ ایسے علاقوں میں بھی گھوڑے کے حوالے سے اجتہاد کرنا ممکن ہوگا۔

١٥٧٥- حَدَّثَنا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ: أَخْبَرَنَا بَهْزُ بْنُ حَكِيمٍ؛ ح: وَحدثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: أَخْبَرَنَا أَبُو أُسَامَةَ عن بَهْزِ بنِ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قالَ: «فِي كُلِّ سَائِمَةِ إِبِلٍ فِي أَرْبَعِينَ بِنْتُ لَبُونٍ لَا يُفَرَّقُ إِبِلٌ عَنْ حِسَابِهَا مَنْ أَعْطَاهَا مُؤْتَجِرًا - قالَ ابنُ الْعَلَاءِ: مُؤْتَجِرًا بِهَا - فَلَهُ أَجْرُهَا وَمَنْ مَنَعَهَا فَإِنَّا آخِذُوهَا وَشَطْرَ مَالِهِ عَزْمَةً مِنْ عَزَمَاتِ رَبِّنَا عَزَّوَجَلَّ لَيْسَ لِآلِ مُحمَّدٍ مِنْهَا شَيْءٌ».

١٥٧٥- بہز بن حکیم اپنے والد سے وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر چالیس اونٹوں میں جو کہ جنگل میں چرتے ہوں ایک بنت لبون (دوسالہ مادہ) ہے اور انہیں ان کے حساب سے جدا جدا نہ کیا جائے۔ جو شخص اجر وثواب کی نیت سے دے گا...... ابن العلاء نے [مُؤْتَجِرًا بِهَا] کے الفاظ کہے...... تو اس کے لیے اس کا اجر وثواب ہے اور جو (زکوٰۃ کو) روکے گا تو ہم اس سے وصول کریں گے اور آدھا مال (مزید بھی) یہ ہمارے رب تعالیٰ عزوجل کے واجبات میں سے ایک واجب ہے اس میں آلِ محمد کا کوئی حصہ نہیں ہے۔''

فوائد ومسائل: ① یہ حدیث حسن درجہ کی ہے اور اس میں یہ ارشاد ہے کہ مانع زکوٰۃ سے پوری زکوٰۃ اور اس کا نصف مال بطور جرمانہ لیا جائے گا۔ ② صدقہ وزکوٰۃ نبی ﷺ اور آپ کی آل کے لیے حلال نہ تھا۔ اسے لوگوں کی میل قرار دیا گیا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ [إِنَّ هٰذِهِ الصَّدَقَةَ إِنَّمَا هِيَ أَوْسَاخُ النَّاسِ، وَ إِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِمُحَمَّدٍ وَّ لَا لِآلِ مُحَمَّدٍ] (سنن أبي داود، الخراج، حديث:٢٩٨٥) ''یہ صدقہ تو لوگوں کی میل ہوتا ہے اور یہ محمد (ﷺ) اور آلِ محمد کے لیے حلال نہیں ہے۔'' اور آپ ﷺ کی آل میں آپ کی جمیع ازواج اور جمیع اولاد کے علاوہ آلِ علی، آلِ عقیل، آلِ جعفر اور آلِ عباس ؓ شامل ہیں۔ اور حرمت صدقہ میں آپ کے موالی کا بھی یہی حکم ہے۔ اسی مفہوم کی حدیث صحیح مسلم میں بھی موجود ہے۔ دیکھیے: (صحيح مسلم، الزكوٰة، حديث:١٠٧٢)

١٥٧٦- حَدَّثَنا النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عن مُعَاذٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا وَجَّهَهُ إِلَى الْيَمَنِ

١٥٧٦- حضرت معاذ ؓ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے جب ان کو یمن کی طرف بھیجا تو فرمایا تھا: ''گائیوں میں ہر تیس میں ایک سالہ بچھڑا یا بچھڑی لینا اور ہر چالیس

١٥٧٥ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الزكوة، باب عقوبة مانع الزكوة، ح:٢٤٤٦ من حديث بهز بن حكيم به، وصححه ابن خزيمة، ح:٢٢٦٦، والحاكم: ١/ ٣٩٨، ووافقه الذهبي.

١٥٧٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الزكوة، باب زكوة البقر، ح:٢٤٥٥ من حديث سليمان الأعمش به، وانظر الحديث الآتي * الأعمش عنعن.

أَمَرَهُ أَنْ يَأْخُذَ مِنَ الْبَقَرِ مِنْ كُلِّ ثَلَاثِينَ، تَبِيعًا أَوْ تَبِيعَةً، وَمِنْ كُلِّ أَرْبَعِينَ، مُسِنَّةً، وَمِنْ كُلِّ حَالِمٍ - يَعْنِي مُحْتَلِمًا - دِينَارًا أَوْ عَدْلَهُ مِنَ المَعَافِرِ، ثِيَابٌ تَكُونُ بِالْيَمَنِ.

میں سے دوسالہ۔ اور ہر (غیر مسلم) بالغ سے ایک دینار یا اس کے برابر معافری کپڑا جو کہ یمن میں ہوتا ہے۔"

فوائد ومسائل: ① زکوۃ مسلمانوں پر فرض ہے اور انہی سے لی جاتی ہے جبکہ غیر مسلموں سے جزیہ لیا جاتا ہے۔ حدیث کا یہی مفہوم اور مراد ہے۔ ② اونٹ کی زکوۃ میں حکم یہی ہے کہ مادہ جانور لیا جائے۔ صرف گائیوں کے بارے میں نر اور مادہ لینے میں رخصت ہے۔ وجہ یہ ہے کہ نر اونٹ سے صرف گوشت اور سواری کا فائدہ ہوتا ہے جبکہ مادہ ان دونوں فائدوں کے علاوہ دودھ اور نسل کا بھی فائدہ دیتی ہے۔ اس کے برخلاف بیل سے مشقت کا جو کام لیا جاتا ہے' گائے سے نہیں لیا جاتا جبکہ گائے سے دودھ اور نسل کا فائدہ ہے جو بیل سے نہیں ہے۔ اس لیے منفعت رسانی میں دونوں کو یکساں شمار کیا گیا۔

۱۵۷۷- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ والنُّفَيْلِيُّ وَابْنُ المُثَنّٰى قالُوا: حَدَّثَنا أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنا الأَعمَشُ عَنْ إبراهِيمَ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ مُعَاذٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ.

۱۵۷۷- جناب مسروق نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی ﷺ سے اسی کے مثل بیان کیا۔



۱۵۷۸- حَدَّثَنا هارُونُ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَبِي الزَّرْقَاءِ: حَدَّثَنا أَبِي عن سُفْيَانَ، عن الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عن مَسْرُوقٍ، عن مُعاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ: بَعَثَهُ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى الْيَمَنِ فَذَكَرَ مِثْلَهُ ولَمْ يَذْكُرْ «ثِيَابًا تَكُونُ بِالْيَمَنِ» وَلا ذَكَرَ - يَعْني: مُحْتَلِمًا.

۱۵۷۸- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ان کو یمن کی طرف بھیجا' اور اسی کے مثل ذکر کیا۔ اس روایت میں یہ ذکر نہیں ہے کہ "یہ کپڑے ہیں جو یمن میں ہوتے ہیں۔" اور نہ لفظ [مُحتَلِماً] ہی ذکر کیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ جَرِيرٌ وَيَعْلٰى

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس روایت کو جریر'

۱۵۷۷ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الزكوة، باب ماجاء في زكوة البقر، ح: ٦٢٣، والنسائي، ح: ٢٤٥٤ من حديث أبي معاوية الضرير، وابن ماجه، ح: ١٨٠٣ من حديث الأعمش به، وقال الترمذي: "حسن"، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٢٦٨، وابن حبان، ح: ٧٩٤، والحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٣٩٨، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد * الأعمش عنعن ومسروق تكلموا في سماعه عن معاذ رضي الله عنه.

۱۵۷۸ـ تخريج: [إسناده ضعيف] انظر الحديثين السابقين.

وَمَعْمَرٌ وَشُعْبَةُ وَأَبُو عَوَانَةَ وَيَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ الأَعمَشِ، عن أَبِي وَائِلٍ، عن مَسْرُوقٍ. قال يَعْلَى وَمَعْمَرٌ: عن مُعَاذٍ مِثْلَهُ.

یعلیٰ، معمر، شعبہ، ابوعوانہ اور یحییٰ بن سعید نے اعمش سے انہوں نے ابووائل سے انہوں نے مسروق سے (مرسل) نقل کیا ہے جبکہ یعلیٰ اور معمر نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے اسی کے مثل (متصل) بیان کیا۔

**١٥٧٩- حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا أَبُو عَوَانَةَ عن هِلَالِ بنِ خَبَّابٍ، عن مَيْسَرَةَ أَبِي صَالِحٍ، عن سُوَيْدِ بنِ غَفَلَةَ قال: سِرْتُ أَوْ قال: أَخبرَنِي مَنْ سَارَ مَعَ مُصَدِّقِ النَّبِيِّ ﷺ فإِذَا في عَهْدِ رَسُولِ الله ﷺ: «أَن لَا تَأْخُذَ مِنْ رَاضِعِ لَبَنٍ، ولا تَجْمَعَ بَيْنَ مُفْتَرِقٍ وَلَا تُفَرِّقَ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ»، وكَانَ إِنَّمَا يَأْتِي الْمِيَاهَ حِينَ تَرِدُ الْغَنَمُ فَيَقُولُ: أَدُّوا صَدَقَاتِ أَمْوَالِكُمْ. قَالَ: فَعَمَدَ رَجُلٌ منْهُمْ إِلَى نَاقَةٍ كَوْمَاءَ - قَالَ: قُلْتُ: يَاأَبَا صَالِحٍ! مَا الْكَوْمَاءُ؟ قال: عَظِيمَةُ السَّنَام - قال: فَأَبَى أَن يَقْبَلَهَا. قال: إِنِّي أُحِبُّ أَنْ تَأْخُذَ خَيْرَ إِبِلِي. قَالَ: فَأَبَى أَنْ يَقْبَلَهَا قال: فَخَطَمَ لَهُ أُخْرَى دُونَهَا، فَأَبَى أَنْ يَقْبَلَهَا. ثُمَّ خَطَمَ لَهُ أُخْرَى دُونَهَا فَقَبِلَهَا وَقالَ: إِنِّي آخذُهَا وَأَخَافُ أَنْ يَجِدَ عَلَيَّ رَسُولُ الله ﷺ يَقُولُ لِي: عَمَدْتَ إِلَى رَجُلٍ فَتَخَيَّرْتَ عَلَيْهِ إِبِلَهُ؟.

١٥٧٩-سوید بن غفلہ بیان کرتے ہیں کہ میں (نبی ﷺ کے عامل کے ساتھ) چلا' یا کہا کہ مجھے اس شخص نے بیان کیا جو نبی ﷺ کے عامل کے ساتھ رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے عہد (تحریر) میں یہ تھا: ''زکوۃ میں کوئی دودھ والا جانور (بکری وغیرہ) یا دودھ پیتا بچہ نہ لینا' جدا جدا جانوروں کو جمع نہ کرنا اور نہ اکٹھے (رہنے' چرنے والوں) کو جدا جدا کرنا۔'' اور آپ علیہ السلام کا تحصیلدار زکوۃ ان کے پانیوں (چشموں' کنوؤں یا تالابوں) پر پہنچتا تھا' جب بکریاں پانی پینے کے لیے آتی تھیں' تو وہ (مالکوں سے) کہتا تھا: اپنے مالوں کی زکوۃ پیش کرو۔ راوی نے بیان کیا: چنانچہ ایک شخص نے [کوماء] اونٹنی کا قصد کیا۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اے ابوصالح! [کوماء] کا کیا معنی ہے؟ کہا: بڑے کوہان والی۔ تو عامل نے لینے سے انکار کر دیا (کیونکہ وہ بہت عمدہ تھی) مال والے نے کہا: میں پسند کرتا ہوں کہ آپ میری بہترین اونٹنی وصول کریں مگر اس نے لینے سے انکار کر دیا۔ تو وہ دوسری پکڑ لایا جو اس سے ذرا کم درجے کی تھی۔ تو اس نے وہ بھی لینے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ وہ ایک اور لے آیا جو اس سے بھی کم درجے کی تھی تو اس نے وہ لے لی اور کہنے لگا: میں یہ لے تو رہا ہوں مگر اندیشہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ مجھ



**١٥٧٩ـ تخريج:** [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الزكوة، باب الجمع بين المتفرق والتفريق بين المجتمع، ح:٢٤٥٩ من حديث هلال بن خباب به، وحسنه ابن الملقن في تحفة المحتاج: ٩٠٣ * ميسرة وثقه ابن حبان وحده.

پر خفا ہوں گے۔ آپ مجھے کہیں گے کہ تم اس آدمی کی بہترین اونٹنی لے آئے ہو۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ هُشَيْمٌ عَنْ هِلَالِ بْنِ خَبَّابٍ نَحْوَهُ، إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: لا يُفَرَّقُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہشیم نے ہلال بن خباب سے اسی کی مانند روایت کیا مگر لفظ [لايُفَرَّقُ] استعمال کیا۔

فوائد ومسائل: ① زکوۃ میں نفیس مال لینے سے منع کیا گیا ہے مگر یہ دین واخلاص ہی تھا کہ لوگ شاندار مال پیش کرتے تھے مگر عاملین قبول نہ کرتے تھے۔ ٹیکس میں یہ برکت کہاں؟ ② زکوۃ وصول کرنے کے لیے عامل کو لوگوں کے ڈیروں پر پہنچنا چاہیے نہ کہ انہیں اپنے مراکز ودفاتر کے طواف کرائے جائیں۔

١٥٨٠- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّازُ: حَدَّثَنا شَرِيكٌ عَنْ عُثْمانَ بنِ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي لَيْلَى الْكِنْدِيِّ، عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ قَالَ: أَتَانَا مُصَدِّقُ النَّبِيِّ ﷺ فَأَخَذْتُ بِيَدِهِ وَقَرَأْتُ فِي عَهْدِهِ: «لَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُفْتَرِقٍ وَلا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ خَشْيَةَ الصَّدَقَةِ»، وَلَمْ يَذْكُرْ: «رَاضِعَ لَبَنٍ».

١٥٨٠- سوید بن غفلہ رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ کا تحصیلدار زکوۃ ہمارے ہاں آیا۔ میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور اس کے وثیقے میں پڑھا: "زکوۃ کے خوف سے جدا جدا رہنے والے جانوروں کو جمع نہ کیا جائے اور نہ اکٹھے مال کو علیحدہ علیحدہ کیا جائے۔" اس روایت میں [رَاضِعَ لَبَنٍ] "یعنی دودھ والے جانور یا دودھ پیتے بچوں۔" کا ذکر نہیں ہے۔

[قال أَبُو دَاوُدَ: بَيْنَ لا تَجْمعْ وَلا يُجْمَعْ حُكْمٌ].

امام ابوداود فرماتے ہیں کہ [لَاتَجْمَع] "تم جمع نہ کرو۔" اور [لَايُجْمَع] "جمع نہ کیے جائیں۔" کا ایک ہی حکم ہے۔

فوائد ومسائل: ① حسب احوال حکومت کے کارندے سے اس کی شناخت اور اصل حکومتی فرمان طلب کر لینے میں کوئی حرج نہیں۔ ② امام ابوداود رحمہ اللہ کے آخری جملے [لَا تَجْمَع] میں عامل کو تنبیہ ہے کہ علیحدہ علیحدہ جانوروں کو جمع نہ کرنا ...... اور [لَا يُجْمَع] (صیغہ غائب مجہول) میں صاحب زکوۃ اور عامل دونوں کو تنبیہ ہے۔

١٥٨١- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ:

١٥٨١- مسلم بن شعبہ بیان کرتے ہیں کہ جناب



١٥٨٠- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الزكوة، باب ما يأخذ المصدق من الإبل، ح: ١٨٠١ من حديث شريك القاضي به * وهو مدلس وعنعن، وانظر الحديث السابق.

١٥٨١- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الزكوة، باب إعطاء السيد المال بغير اختيار المصدق، ح: ٢٤٦٤ من حديث وكيع به * مسلم بن ثفنة وثقه ابن حبان وحده، فهو مجهول الحال.

حَدَّثَنا وَكِيعٌ عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ إِسْحَاقَ الْمَكِّيِّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي سُفْيَانَ الْجُمَحِيِّ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ ثَفِنَةَ الْيَشْكُرِيِّ - قَالَ الْحَسَنُ: رَوْحٌ يَقُولُ: مُسْلِمُ بنُ شُعْبَةَ - قال: اسْتَعْمَلَ نَافِعُ بنُ عَلْقَمَةَ أَبِي عَلٰى عِرَافَةِ قَوْمِهِ فأَمَرَهُ أَنْ يُصَدِّقَهُمْ. قال: فَبَعَثَنِي أَبِي فِي طَائِفَةٍ مِنْهُمْ، فَأَتَيْتُ شَيْخًا كَبِيرًا يُقَالُ لَهُ: سِعْرٌ فَقُلْتُ: إِنَّ أَبِي بَعَثَنِي إِلَيْكَ يَعْنِي لِأُصَدِّقَكَ، قال: ابنَ أَخِي! وَأَيَّ نَحوٍ تَأْخُذونَ؟ قُلْتُ: نَخْتَارُ حَتَّى إِنَّا [نَتَبَيَّنُ] ضُرُوعَ الْغَنَمِ. قال: ابنَ أَخِي! فَإِنِّي أُحَدِّثُكَ أَنِّي كُنْتُ فِي شِعْبٍ مِنْ هٰذِهِ الشِّعَابِ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي غَنَمٍ لِي فَجَاءَنِي رَجُلَانِ عَلٰى بَعِيرٍ فَقَالَا لِي: إِنَّا رَسُولَا رَسُولِ اللهِ ﷺ إِلَيْكَ لِتُؤَدِّيَ صَدَقَةَ غَنَمِكَ، فَقُلْتُ: ما عَلَيَّ فيهَا؟ فَقَالا: شَاةٌ، فَعَمَدْتُ إِلَى شَاةٍ قَدْ عَرَفْتُ مَكَانَهَا مُمْتَلِئَةٍ مَحْضًا وَشَحْمًا فأَخْرَجْتُهَا إِلَيْهِمَا، فَقَالا: هٰذِهِ شَاةُ الشَّافِعِ، وَقَدْ نَهَانَا رَسُولُ الله ﷺ أَنْ نَأْخُذَ شَافِعًا قُلْتُ: فَأَيَّ شَيْءٍ تأْخُذَانِ؟ قالَا: عَنَاقًا جَذَعَةً أَوْ ثَنِيَّةً. قال: فأَعْمِدُ إِلَى عَنَاقٍ مُعْتَاطٍ - وَالمُعْتَاطُ الَّتِي لَمْ تَلِدْ وَلَدًا وَقَدْ حَانَ وِلَادُهَا - فَأَخْرَجْتُهَا إِلَيْهِمَا، فَقَالا: نَاوِلْنَاها، فَجَعَلَاهَا مَعَهُمَا عَلَى بَعِيرِهما ثُمَّ انْطَلَقَا.

نافع بن علقمہ نے میرے والد کو ان کی اپنی قوم کا سربراہ' نگران کار اور منتظم بنا دیا اور حکم دیا کہ ان سے زکوٰۃ بھی وصول کریں۔ چنانچہ میرے والد نے مجھے (مسلم کو) ایک جماعت کے پاس بھیجا' میں ایک بڑے بزرگ کے پاس پہنچا ان کا نام سِعر (بن دیسم) تھا۔ میں نے عرض کیا: میرے والد نے مجھے بھیجا ہے کہ آپ سے زکوٰۃ لے آؤں۔ انہوں نے کہا: اے بھتیجے! تم کس قسم کا مال لیتے ہو؟ میں نے کہا: ہم چن کر تھنوں کو دیکھ کر عمدہ بکریاں لیتے ہیں۔ وہ کہنے لگے: بھتیجے! میں تمہیں ایک حدیث بیان کرتا ہوں۔ میں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ان وادیوں میں سے ایک وادی میں اپنی بکریوں کے ساتھ تھا کہ میرے پاس دو آدمی آئے جو ایک اونٹ پر سوار تھے۔ انہوں نے مجھ سے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کی طرف سے آپ کے پاس آئے ہیں تاکہ آپ اپنی بکریوں کی زکوٰۃ دے دیں۔ میں نے پوچھا: مجھ پر ان میں سے کیا واجب ہے؟ انہوں نے کہا: ایک بکری۔ تو میں نے ایک بکری کا قصد کیا جو میں جانتا تھا کہ وہ دودھ اور چربی سے بھری ہوئی تھی۔ میں اسے ان کی طرف نکال لے آیا۔ تو وہ کہنے لگے: یہ تو حاملہ ہے اور رسول اللہ ﷺ نے حاملہ جانور لینے سے منع فرمایا ہے۔ میں نے کہا: آپ لوگ کس طرح کی قبول کریں گے؟ وہ کہنے لگے: ایک سال کی بھیڑ یا بکری' جو دوسرے سال میں جا لگی ہو یا دو سال کی جو تیسرے سال میں شروع ہو۔ اب میں ایک بھیڑ لے آیا جو موٹی تازی تھی اور حاملہ نہ ہوئی تھی...... [مُعتاط] وہ بکری جو حاملہ تو نہ ہوئی ہو مگر

اس عمر کو پہنچ چکی ہو...... وہ میں ان کے لیے نکال لایا تو انہوں نے کہا: یہ ہمیں دے دو' تو انہوں نے اس کو اپنے ساتھ اونٹ پر رکھ لیا اور چل دیے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: أَبُو عَاصِمٍ رَوَاهُ عَنْ زَكَرِيَّا قال أيضًا مُسْلِمُ بنُ شُعْبَةَ: كما قالَ رَوْحٌ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں: ابوعاصم نے زکریا سے روایت کرتے ہوئے راوی کا نام مسلم بن شعبہ کہا ہے' جیسے کہ روح نے بیان کیا ہے۔

فائدہ: زکوٰۃ میں حاملہ جانور لینا مناسب نہیں' کیونکہ یہ عمدہ اور زیادہ قیمتی ہوتا ہے۔

١٥٨٢- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ النَّسَائِيُّ: حَدَّثَنا رَوْحٌ: حدثنا زَكَرِيَّا بْنُ إِسْحَاقَ بِإِسْنَادِهِ بِهذَا الحديثِ. قالَ: مُسْلِمُ ابنُ شُعْبَةَ. قالَ فيه: وَالشَّافِعُ التِي فِي بَطْنِهَا الْوَلَدُ.

۱۵۸۲- زکریا بن اسحق نے اپنی سند سے یہ حدیث بیان کی اور راوی کا نام مسلم بن شعبہ ذکر کیا (نہ کہ مسلم بن ثفنہ۔) اس میں ذکر کیا: [شافع] وہ ہوتی ہے جس کے پیٹ میں بچہ ہو۔

260

قال أَبُو دَاوُدَ: وَقَرَأْتُ فِي كِتَابِ عَبْدِ اللهِ بنِ سَالِمٍ بِحِمْصَ عِنْدَ آلِ عَمْرِو ابنِ الْحَارِثِ الْحِمْصِيِّ عن الزُّبَيْدِيِّ قالَ: وَأَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ جَابِرٍ عَنْ جُبَيْرِ ابْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُعَاوِيَةَ الْغَاضِرِيِّ - مِنْ غَاضِرَةِ قَيْسٍ - قالَ: قالَ النَّبِيُّ ﷺ: «ثَلَاثٌ مَنْ فَعَلَهُنَّ فَقَدْ طَعِمَ طَعْمَ الإيمَانِ: مَنْ عَبَدَ اللهَ وَحْدَهُ وَأَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَأَعْطَى زَكَاةَ مَالِهِ طَيِّبَةً بِهَا نَفْسُهُ رَافِدَةً عَلَيْهِ كُلَّ عَامٍ،

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے حمص میں آل عمرو بن حارث حمصی کے ہاں عبداللہ بن سالم کی کتاب میں پڑھا' جسے انہوں نے زبیدی سے روایت کیا تھا' کہا: [عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْغَاضِرِي] جو غاضرۂ قیس سے ہیں' کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے تین کام کیے اس نے ایمان کا ذائقہ چکھ لیا۔ جس نے ایک اللہ کی عبادت کی اور اقرار کیا کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ اور خوشی خوشی ہر سال اپنے مال کی زکوٰۃ دی' کوئی بوڑھا' خارش زدہ' بیمار یا رذی قسم کا جانور نہ دیا بلکہ متوسط مال سے دیا۔

١٥٨٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، ح: ٢٤٦٥ من حديث روح بن عبادة به، انظر الحديث السابق، حديث عبدالله بن معاوية الغاضري، سنده حسن، ورواه يعقوب الفارسي في تاريخه: ١/ ٢٦٩، والطبراني في الصغير: ١/ ٢٠١ وغيرهما.

وَلا يُعْطِي الْهَرِمَةَ وَلَا الدَّرِنَةَ وَلَا الْمَرِيضَةَ وَلَا الشَّرَطَ اللَّئِيمَةَ، وَلٰكِنْ مِنْ وَسَطِ أَمْوَالِكُمْ، فإِنَّ الله لَم يَسْأَلْكُمْ خَيْرَهُ وَ[لَمْ] يَأْمُرْكُمْ بِشَرِّهِ».

بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تم سے عمدہ مال کا مطالبہ نہیں کیا ہے اور نہ تمھیں برا مال دینے کا حکم دیا ہے۔''

۱۵۸۳- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنا يَعْقُوبُ بْنُ إبراهِيمَ: حَدَّثَنا أَبِي عنِ ابنِ إِسْحَاقَ، حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَعْدِ بْنِ زُرارَةَ، عَنْ عُمارَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ الله ﷺ مُصَدِّقًا فَمَرَرْتُ بِرَجُلٍ فَلمَّا جَمَعَ لِي مَالَهُ لَمْ أَجِدْ عَلَيْهِ فيه إِلَّا ابْنَةَ مَخَاضٍ، فَقُلْتُ لَهُ: أَدِّ ابْنَةَ مَخَاضٍ فإِنَّهَا صَدَقَتُكَ، فَقَالَ: ذَاكَ مَا لَا لَبَنَ فِيهِ وَلَا ظَهْرَ وَلٰكِنْ هَذِهِ نَاقَةٌ فَتِيَّةٌ عَظِيمَةٌ سَمِينَةٌ فَخُذْهَا، فَقُلْتُ لَهُ: مَا أَنا بِآخِذٍ مَا لَمْ أُومَرْ بِهِ، وَهٰذَا رَسُولُ الله ﷺ مِنْكَ قَرِيبٌ، فَإِنْ أَحْبَبْتَ أَنْ تَأْتِيَهُ فَتَعْرِضَ عَلَيْهِ مَا عَرَضْتَ عَلَيَّ فَافْعَلْ، فَإِنْ قَبِلَهُ مِنْكَ قَبِلْتُهُ وَإِنْ رَدَّهُ عَلَيْكَ رَدَدْتُهُ، قالَ: فإِنِّي فَاعِلٌ، فَخَرَجَ مَعِيَ، وَخَرَجَ بِالنَّاقَةِ الَّتِي عَرَضَ عَلَيَّ حَتّٰى قَدِمْنَا عَلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقالَ لَهُ: يَانَبِيَّ اللهِ! أَتَانِي رَسُولُكَ لِيَأْخُذَ مِنِّي

۱۵۸۳-حضرت ابی بن کعب ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو صدقے کا عامل بنا کر بھیجا' میں ایک آدمی کے پاس پہنچا' جب اس نے میرے سامنے اپنا مال جمع کر دیا تو میں نے اس پر صرف ایک بنت مخاض (ایک سالہ اونٹنی) ہی واجب پائی۔ میں نے اس سے کہا: ایک بنت مخاض دے دو' تمھاری یہی زکوۃ ہے۔ اس نے کہا: یہ دودھ والی ہے' نہ سواری کے قابل! اس کی بجائے یہ ایک جوان اور موٹی تازی اونٹنی ہے اسے لے جاؤ۔ میں نے اس سے کہا: جس کا مجھے حکم نہیں ہے میں وہ کیونکر لے سکتا ہوں' اور اللہ کے رسول ﷺ تم سے قریب ہی ہیں اگر چاہو تو ان کی خدمت میں چلے جاؤ اور جو کچھ مجھے دے رہے ہو انہیں جا کر پیش کر دو اگر آپ قبول کر لیں تو مجھے بھی قبول ہے اگر وہ نامنظور کریں تو میں بھی قبول نہیں کرتا: کہنے لگا: میں یہی کرتا ہوں' چنانچہ وہ میرے ساتھ چل پڑا۔ اور وہ اونٹنی بھی ساتھ لے گیا جو وہ مجھے دے رہا تھا حتی کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچ گئے۔ اس نے آپ سے کہا: اے اللہ کے نبی! آپ کا نمائندہ میرے مال کی زکوۃ لینے کے لیے میرے ہاں پہنچا ہے اور قسم اللہ کی! اس سے پہلے نہ تو



۱۵۸۳ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ١٤٢ عن يعقوب بن إبراهيم به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٢٧٧، وابن حبان، ح: ٧٩٦، والحاكم علٰى شرط مسلم: ١/ ٣٩٩، ٤٠٠، ووافقه الذهبي.

صَدَقَةَ مَالِي وَايْمُ اللهِ مَا قَامَ فِي مَالِي رَسُولُ اللهِ وَلَا رَسُولُهُ قَطُّ قَبْلَهُ فَجَمَعْتُ لَهُ مَالِي، فَزَعَمَ أَنَّ مَا عَلَيَّ فِيهِ ابْنَةُ مَخَاضٍ، وَذٰلِكَ مَا لَا لَبَنَ فِيهِ وَلَا ظَهْرَ، وَقَدْ عَرَضْتُ عَلَيْهِ نَاقَةً عَظِيمَةً فَتِيَّةً لِيَأْخُذَهَا فَأَبٰى عَلَيَّ وَهَا هِيَ ذِهْ قَدْ جِئْتُكَ بِهَا يَارَسُولَ اللهِ! خُذْهَا. فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «ذَاكَ الَّذِي عَلَيْكَ فَإِنْ تَطَوَّعْتَ بِخَيْرٍ آجَرَكَ اللهُ فِيهِ وَقَبِلْنَاهُ مِنْكَ». قَالَ: فَهَا هِيَ ذِهْ يَارَسُولَ اللهِ! قَدْ جِئْتُكَ بِهَا فَخُذْهَا. قَالَ: فَأَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِقَبْضِهَا وَدَعَا لَهُ فِي مَالِهِ بِالْبَرَكَةِ.

اللہ کے رسول میرے مال میں تشریف لائے ہیں اور نہ ان کا کوئی نمائندہ ہی۔ سو میں نے اس کے لیے اپنا مال جمع کیا تو اس نے بتایا کہ میرے مال میں صرف ایک بنت مخاض واجب ہے' اور اس عمر کا جانور نہ دودھ دیتا ہے اور نہ سواری کے قابل ہوتا ہے۔ سو میں نے اسے ایک شاندار جوان اونٹنی پیش کی کہ اسے قبول کر لے مگر اس نے انکار کر دیا' اور وہ یہ رہی! اے اللہ کے رسول! میں اسے آپ کی خدمت میں لے آیا ہوں تو آپ قبول فرما لیجیے' تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''تجھ پر وہی فرض ہے لیکن اگر تو خوشی سے نیکی کرنا چاہے تو اس کا اللہ تعالیٰ تجھے اجر و ثواب عطا کرے گا اور ہم تجھ سے یہ قبول کر لیتے ہیں۔'' اس نے کہا: اور وہ یہ رہی اے اللہ کے رسول! میں اسے لے آیا ہوں تو آپ اسے قبول فرما لیجیے' چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے وصول کر لینے کا حکم دیا اور اس کے مال میں برکت کی دعا فرمائی۔



فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صاحب مال نہایت خوش دلی سے حق واجب سے زیادہ عمدہ مال دینا چاہے تو قبول کیا جا سکتا ہے۔

١٥٨٤- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا وَكِيعٌ: حَدَّثَنا زَكَرِيَّا بنُ إِسْحَاقَ المَكِّيُّ عن يَحْيَى بنِ عَبْدِ الله بن صَيْفِيٍّ، عن أَبِي مَعْبَدٍ، عن ابن عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ بَعَثَ مُعاذًا إِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ: «إِنَّكَ تَأْتِي قَوْمًا أَهْلَ الْكِتَابِ فَادْعُهُمْ إِلٰى شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللهِ فَإِنْ هُمْ

۱۵۸۴- حضرت ابن عباس ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ ؓ کو یمن بھیجا اور فرمایا: ''تم ایک ایسی قوم کے پاس جا رہے ہو جو اہل کتاب ہیں' انہیں شہادت توحید [لا الہ الا اللّٰہ] کی اور اس (شہادت) کی کہ میں اللہ کا رسول ہوں' دعوت دینا۔ اگر وہ تمہاری یہ بات تسلیم کر لیں' تو انہیں بتانا کہ اللہ نے ان پر ہر دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی

١٥٨٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، المظالم، باب الاتقاء والحذر من دعوة المظلوم، ح:٢٤٤٨ مختصرًا، ومسلم، الإيمان، باب الدعاء إلى الشهادتين وشرائع الإسلام، ح:١٩ من حديث وكيع به.

أَطَاعُوكَ لِذٰلِكَ فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوكَ لِذٰلِكَ فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً فِي أَمْوَالِهِمْ تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ وَتُرَدُّ فِي فُقَرَائِهِمْ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوكَ لِذٰلِكَ فَإِيَّاكَ وَكَرَائِمَ أَمْوَالِهِمْ، وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ فَإِنَّهَا لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللهِ حِجَابٌ».

ہیں۔ اگر وہ یہ بھی مان لیں تو انہیں بتانا کہ اللہ نے ان پر ان کے مالوں میں صدقہ (زکوٰۃ) فرض کی ہے‘ جو ان کے اغنیاء سے لے کر ان کے فقیروں میں بانٹی جائے گی۔ اگر وہ یہ بات مان لیں تو ان کے عمدہ مالوں سے پرہیز کرنا اور مظلوم کی بددعا سے بچنا‘ بلاشبہ مظلوم کی بددعا اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہوتا۔“

**فوائد ومسائل:** ① تبلیغ دین میں تدریج ہے جس کی اولین بنیاد شہادت توحید ورسالت ہے‘ اس کے بعد دیگر احکام ہیں‘ مگر خیال رہے کہ اس کے لیے مناسب حکمت عملی اختیار کرنی ضروری ہے۔ ② کفار پر مسلمانوں کے دینی احکام کی تنفیذ ضروری نہیں، بلکہ ان سے پہلے توحید ورسالت کے اقرار کا مطالبہ ہے۔ ③ عام فقہاء کی رائے یہی ہے کہ کسی جگہ کے مسلمانوں کا مال اسی جگہ کے مسلمانوں پر خرچ ہونا چاہیے۔ ④ تقسیم زکوٰۃ میں اول حق قریبی لوگوں اور ہمسایوں کا ہے اور اسے اہم ضرورت کے بغیر دوسرے شہروں میں منتقل نہیں کرنا چاہیے۔ ⑤ مظلوم کی دعا قبول کی جاتی ہے۔

١٥٨٥- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ سَعْدِ ابْنِ سِنَانٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «الْمُعْتَدِي فِي الصَّدَقَةِ كَمَانِعِهَا».

۱۵۸۵- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”زکوٰۃ وصول کرنے میں زیادتی کرنے والا‘ اسی طرح ہے جیسے کہ زکوٰۃ نہ دینے والا۔“

**فائدہ:** یعنی جو عامل زکوٰۃ لینے میں ظلم کرتا ہو‘ اس کا گناہ ایسے ہی ہے جیسے زکوٰۃ نہ دینا۔ دوسرا مفہوم یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ظالم عامل‘ مانع زکوٰۃ ہے۔ یعنی اس کے ظلم کے باعث لوگ اپنا مال چھپائیں گے‘ جھوٹ بولیں گے اور زکوٰۃ نہیں دیں گے، اس لیے یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ آج کل کے ٹیکسوں کے نظام کی ناکامی بھی‘ ظلم اور خیانت کے باعث ہے۔

---

**١٥٨٥ـ تخريج:** [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الزكوة، باب ما جاء في المعتدي في الصدقة، ح: ٦٤٦ عن قتيبة به، وقال: "غريب من هذا الوجه، وقد تكلم أحمد بن حنبل في سعد بن سنان"، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٣٣٥.

(المعجم ٦) - **باب رِضَاءِ الْمُصَدِّقِ** (التحفة ٦)

**باب:٦-تحصیلدارِزکوۃ کوراضی کرنے کابیان**

١٥٨٦- **حَدَّثَنا** مَهْدِيُّ بنُ حَفْصٍ وَمُحَمَّدُ بنُ عُبَيْدٍ المَعْنَى قالَا: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن أَيُّوبَ، عن رَجُلٍ يُقَالُ لَهُ: دَيْسَمٌ - وَقال ابنُ عُبَيْدٍ مِنْ بَنِي سَدُوسٍ - عن بَشِيرِ ابنِ الْخَصَاصِيَّةِ. قالَ ابنُ عُبَيْدٍ في حَدِيثِهِ: وَما كَانَ اسْمُهُ بَشِيرًا، وَلٰكِنْ رَسُولُ الله ﷺ سَمَّاهُ بَشِيرًا. قالَ: قُلْنا: إنَّ أَهْلَ الصَّدَقَةِ يَعْتَدُونَ عَلَيْنَا أَفَنَكْتُمُ مِنْ أَمْوَالِنَا بِقَدْرِ مَا يَعْتَدُونَ عَلَيْنَا؟ فَقالَ: «لَا».

١٥٨٦-حضرت بشیرابن الخصاصیہ ؓ سے روایت ہے۔ابن عبیداپنی روایت میں کہتے ہیں کہ ان کانام پہلے بشیر نہ تھا بلکہ رسول اللہ ﷺ نے یہ نام رکھا تھا۔وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے کہا: عمال (اہلِ) صدقہ ہم پر زیادتی کرتے ہیں تو کیا جس قدر وہ زیادتی کریں ہم اپنامال چھپالیا کریں؟ آپ نے فرمایا: ”نہیں۔“

١٥٨٧- **حَدَّثَنا** الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ وَيَحْيَى بنُ مُوسَى قالَا: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عنْ مَعْمَرٍ، عن أَيُّوبَ بِإسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ، إلَّا أَنَّهُ قَالَ: قُلْنَا: يَارَسُولَ الله! إنَّ أَصْحَابَ الصَّدَقَةِ يَعْتَدُونَ.

١٥٨٧-ایوب نے اپنی سند سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کیا۔البتہ انہوں نے کہا کہ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! زکوۃ وصول کرنے والے کارندے زیادتی کرتے ہیں۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: رَفَعَهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ عنْ مَعْمَرٍ.

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں: اسے عبدالرزاق نے معمر سے مرفوع روایت کیا ہے۔

١٥٨٨- **حَدَّثَنا** عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ وَمُحَمَّدُ بنُ المُثَنَّى قَالَا: حَدَّثَنا بِشْرُ بنُ

١٥٨٨-عبدالرحمٰن بن جابر بن عتیک اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

١٥٨٦ـ **تخريج:** [**إسناده ضعيف**] أخرجه أحمد: ٥/ ٨٣ من حديث حماد بن زيد به، ولبعض الحديث شاهد يأتي: ٣٢٣٠ * ديسم مستور، لم يوثقه غير ابن حبان.

١٥٨٧ـ **تخريج:** [**ضعيف**] أخرجه أحمد: ٥/ ٨٣ عن عبدالرزاق به، وهو في مصنفه، ح: ٦٨١٨، وانظر الحديث السابق.

١٥٨٨ـ **تخريج:** [**إسناده ضعيف**] أخرجه البيهقي: ٤/ ١١٤ من حديث بشر بن عمر به * صخر بن إسحاق: "لين"، وعبدالرحمٰن بن جابر "مجهول" (تقريب)، وللحديث شاهد صحيح، انظر الحديث الآتي.

عُمَرَ عَنْ أَبِي الْغُصْنِ، عَنْ صَخْرِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جَابِرِ بْنِ عَتِيكٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «سَيَأْتِيكُمْ رَكْبٌ مُبَغَّضُونَ، فَإِذَا جَاءُوكُمْ فَرَحِّبُوا بِهِمْ وَخَلُّوا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَبْتَغُونَ فَإِنْ عَدَلُوا فَلِأَنْفُسِهِمْ، وإِنْ ظَلَمُوا فَعَلَيْهَا وَأَرْضُوهُمْ، فَإِنَّ تَمَامَ زَكَاتِكم رِضَاهُمْ، وَلْيَدْعُوا لَكُم».

''عنقریب تمہارے پاس کچھ ناپسندیدہ لوگ آئیں گے۔ جب وہ تمہارے پاس آئیں تو انہیں خوش آمدید کہنا اور ان کے اور جو وہ لینا چاہیں' ان کے درمیان آڑے نہ آنا۔ اگر انہوں نے عدل وانصاف کیا تو اس کا انہیں اجر ملے گا اور اگر ظلم کیا تو اس کا وبال اُٹھائیں گے۔ تم انہیں راضی رکھنا' بلاشبہ تمہاری زکوۃ کی تکمیل ان کو راضی رکھنے میں ہے اور انہیں چاہیے کہ تمہارے لیے دعائے خیر کریں۔''

قال أَبُو دَاوُدَ: أَبُو الْغُصْنِ هُوَ ثَابِتُ ابنُ قَيْسِ بنِ غُصْنٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابوالغصن سے مراد ثابت بن قیس بن غصن ہے۔

١٥٨٩- حَدَّثَنا أبو كَامِلٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَاحِدِ بنُ زِيادٍ؛ ح: وحَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحِيم بنُ سُلَيْمانَ - وَهٰذَا حَدِيثُ أَبِي كَامِلٍ - عَنْ مُحمَّدِ بْنِ أَبِي إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ هِلَالٍ الْعَبْسِيُّ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: جَاءَ نَاسٌ يَعْنِي مِنَ الأَعْرَابِ، إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالُوا: إِنَّ نَاسًا مِنَ الْمُصَدِّقِينَ يَأْتُونَا فَيَظْلِمُونَا، قالَ: فَقَالَ: «أَرْضُوا مُصَدِّقِيكُمْ». قَالُوا: يَارَسُولَ اللهِ! وَإِنْ ظَلَمُونَا؟ قالَ: «أَرْضُوا مُصَدِّقِيكُمْ» - زَادَ عُثْمانُ: «وَإِنْ ظُلِمْتُمْ».

١٥٨٩- حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ دیہاتی لوگ آئے اور انہوں نے کہا: بعض عمال ہمارے پاس آتے ہیں اور ہم پر ظلم کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''اپنے صدقہ وصول کرنے والوں کو راضی رکھو۔'' انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! خواہ وہ ہم پر ظلم کریں؟ آپ نے فرمایا: ''اپنے زکوۃ وصول کرنے والوں کو راضی رکھو۔'' عثمان (بن ابی شیبہ) نے اضافہ کیا: ''اگرچہ تم پر زیادتی کی جائے۔''

قال أَبُو كامِلٍ في حَدِيثِهِ: قالَ

ابوکامل نے اپنی حدیث میں بیان کیا۔ جریر نے کہا:



١٥٨٩ـ تخريج: أخرجه مسلم، الزكوة، باب إرضاء السعاة، ح: ٩٨٩ عن أبي كامل به.

جَرِيرٌ: مَا صَدَرَ عَنِّي مُصَدِّقٌ بَعْدَ مَا سَمِعْتُ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِلَّا وَهُوَ عَنِّي رَاضٍ.

یہ فرمان نبوی سن لینے کے بعد سے عامل ہمیشہ مجھ سے راضی ہی گیا ہے۔
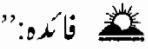
فائدہ: ''عامل کو راضی کرنا'' اسی صورت میں ہے کہ وہ واجب شرعی کا مطالبہ کرے تو اسے ادا کر دیا جائے اور اس کے ساتھ حسن معاملہ کا رویہ رکھا جائے اور ظاہر ہے کہ یہ حکم عادل اور غیر ظالم عاملین کے متعلق ہے۔

## (المعجم ٧) - باب دُعَاءِ الْمُصَدِّقِ لِأَهْلِ الصَّدَقَةِ (التحفة ٧)

## باب:٧- عامل کا زکوٰۃ دینے والوں کو دعا دینا

١٥٩٠- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ النَّمَرِيُّ وَأَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ الْمَعْنَى قالَا: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عنْ عَمْرِو بنِ مُرَّةَ، عنْ عَبْدِ اللهِ بنِ أَبِي أَوْفَى قالَ: كَانَ أَبِي مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ، وَكانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَتَاهُ قَوْمٌ بِصَدَقَتِهِمْ قالَ: «اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى آلِ فُلَانٍ». قالَ: فَأَتَاهُ أَبِي بِصَدَقَتِهِ فَقَالَ: «اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى آلِ أَبِي أَوْفَى».

١٥٩٠- حضرت عبداللہ بن ابی اوفی ؓ نے بیان کیا کہ میرے والد ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے (بیعت رضوان کے موقع پر) درخت کے نیچے بیعت کی تھی' اور نبی ﷺ کے ہاں جب بھی کوئی قوم اپنی زکوٰۃ لے کر آتی تھی تو آپ انہیں یوں دعا دیتے تھے: [اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى آلِ فُلَانٍ] ''اے اللہ! آلِ فلاں پر اپنی رحمت نازل فرما (اور انہیں برکت دے۔'') میرے والد بھی اپنی زکوٰۃ لے کر آپ کی خدمت میں پہنچے تو آپ نے فرمایا: [اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى آلِ أَبِي أَوْفَى] ''اے اللہ! آلِ ابی اوفی پر اپنی رحمت نازل فرما (اور انہیں برکت دے۔'')

فائدہ: رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا گیا تھا کہ اہل صدقات کے لیے خاص دعا فرمایا کریں۔ سورۂ توبہ میں ہے: ﴿خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَ تُزَكِّيهِمْ بِهَا وَ صَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ﴾ (التوبة: ١٠٣) ''آپ ان کے اموال سے زکوٰۃ وصدقات وصول فرمائیں' اس طرح آپ انہیں پاک کریں اور ان کا تزکیہ کریں اور ان کے لیے دعا فرمایا کریں۔ بلاشبہ آپ کی دعا ان کے لیے سکینت کا باعث ہوتی ہے۔'' لہٰذا امام اور عاملین کو چاہیے کہ اصحابِ زکوٰۃ کے لیے عمومی دعا ضرور کیا کریں۔ یہ آیت کریمہ دلیل ہے کہ زکوٰۃ وصدقات انسان کے اخلاق وکردار کی طہارت وپاکیزگی کا ایک بڑا ذریعہ ہیں۔ اور زکوٰۃ کی وصولی امام وقت کی ذمہ داری ہے۔



---

١٥٩٠ـ تخريج: أخرجه البخاري، الزكوة، باب صلٰوة الإمام ودعائه لصاحب الصدقة . . . الخ، ح: ١٤٩٧ عن حفص بن عمر، ومسلم، الزكوة، باب الدعاء لمن أتى بصدقة، ح: ١٠٧٨ من حديث شعبة به.

## (المعجم ٨) - باب تَفْسِيرِ أَسْنَانِ الْإِبِلِ (التحفة ٨)

قالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُهُ مِنَ الرِّيَاشِيِّ وَأَبِي حَاتِمٍ وَغَيْرِهِمَا، وَمِنْ كِتَابِ النَّضْرِ بنِ شُمَيْلٍ، وَمِنْ كِتَابِ أَبِي عُبَيْدٍ، وَرُبَّمَا ذَكَرَ أَحَدُهُمُ الْكَلِمَةَ، قالُوا: يُسَمَّى الْحُوَارُ ثُمَّ الْفَصِيلُ إِذَا فَصَلَ ثُمَّ تَكُونُ بِنْتُ مَخَاضٍ لِسَنَةٍ إِلَى تَمَامِ سَنَتَيْنِ، فَإِذا دَخَلَتْ فِي الثَّالِثَةِ فَهِيَ ابْنَةُ لَبُونٍ، فَإِذَا تَمَّتْ لَهُ ثَلاثُ سِنِينَ فَهُوَ حِقٌّ وَحِقَّةٌ إِلٰى تمامِ أَرْبَعِ سِنِينَ لِأَنَّهَا اسْتَحَقَّتْ أَنْ تُرْكَبَ وَيُحْمَلَ عَلَيْهَا الْفَحْلُ وَهِي تُلْقَحُ وَلا يُلْقِحُ الذَّكَرُ حتى يُثَنِّي. وَيُقَالُ لِلْحِقَّةِ طَرُوقَةُ الْفَحْلِ لِأَنَّ الْفَحْلَ يَطْرُقُهَا إِلَى تَمَامِ أَرْبَعِ سِنِينَ، فَإِذَا طَعَنَتْ فِي الْخَامِسَةِ فَهِيَ جَذَعَةٌ حَتَّى يَتِمَّ لَها خَمْسُ سِنِينَ، فَإِذا دَخَلَتْ فِي السَّادِسَةِ وَأَلْقَى ثَنِيَّتَهُ فَهُوَ حِينَئِذٍ ثَنِيٌّ حَتَّى يَسْتَكْمِلَ سِتًّا، فَإِذا طَعَنَ فِي السَّابِعَةِ سُمِّي الذَّكَرُ [رَبَاعِيًّا] وَالأُنْثَى رَبَاعِيَةً إِلَى تَمَامِ السَّابِعَةِ، فَإِذا دَخَلَ فِي الثَّامِنَةِ وَأَلْقَى السِّنَّ السَّدِيسَ الَّذِي بَعْدَ الرَّبَاعِيَةِ فَهُوَ سَدِيسٌ وَسَدِسٌ إِلَى تَمَامِ الثَّامِنَةِ، فَإِذا دَخَلَ فِي التِّسْعِ طَلَعَ نَابُهُ فَهُوَ بَازِلٌ أَيْ بَزَلَ نَابُهُ يَعْنِي

## باب:٨-اونٹوں کے دانتوں (اُن کی عمروں) کی تفصیل

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے (مندرجہ ذیل تفصیل) ریاشی اور ابو حاتم وغیرہ سے سنی ہے۔ اسی طرح نضر بن شمیل اور ابو عبید کی کتاب سے بھی لی ہے اور کہیں اس میں سے کوئی بات صرف کسی ایک نے کہی ہے۔ انہوں نے کہا: اونٹ کے دودھ پیتے بچے کو حُوار کہتے ہیں۔ پھر فَصِیل ہوتا ہے' جب دودھ پینا چھوڑ دے۔ پھر بِنتُ مَخاض ہوتی ہے ایک سال کی' دو سال پورے ہونے تک۔ جب تیسرے میں داخل ہو جائے تو اسے بِنتُ لَبُون کہتے ہیں۔ جب تین سال پورے ہو جائیں تو وہ حِقّ اور حِقَّة کہلاتی ہے' چار سال پورے ہونے تک۔ کیونکہ وہ سواری اور جفتی کے لائق ہو جاتی ہے اور حاملہ بھی ہو سکتی ہے اور نر جفتی کے قابل نہیں ہوتا حتی کہ اس کے اگلے دانت گر جائیں اور حِقّة کو طروقة الفحل بھی کہا جاتا ہے کیونکہ نر اس پر چڑھتا ہے اور یہ چار سال مکمل ہونے تک حِقّة ہی کہلاتی ہے۔ جب پانچویں سال میں داخل ہو جائے تو اسے جَذعة کہتے ہیں حتی کہ پانچ سال پورے ہو جائیں۔ جب چھٹے میں لگ جائے اور اپنے اگلے دانت گرا دے تو اس وقت ثَنِیّ کہلاتی ہے حتی کہ چھ سال پورے ہو جائیں۔ جب ساتویں میں لگ جائے تو نر کو رَبَاعِی اور مادہ کو رَبَاعِيَة کہتے ہیں' سات سال پورے ہونے تک۔ جب آٹھویں میں لگ جائے اور چھٹا دانت گرا دے جو رَبَاعِية کے بعد ہوتا ہے تو اسے سَدِیس اور سَدِس کہتے ہیں' آٹھ سال

طَلَعَ حتى يَدْخُلَ في الْعَاشِرَةِ فَهُوَ حِينَئِذٍ مُخْلِفٌ، ثُمَّ لَيْسَ لَهُ اسْمٌ، وَلَكِنْ يُقَالُ بَازِلُ عَامٍ وَبَازِلُ عَامَيْنِ، وَمُخْلِفُ عَامٍ وَمُخْلِفُ عَامَيْنِ وَمُخْلِفُ ثَلَاثَةِ أَعْوَامٍ إِلَى خَمْسِ سِنِينَ. وَالْخَلِفَةُ: الْحَامِلُ.

پورے ہونے تک۔ جب نویں میں لگ جائے اور اس کی ناب (کچلیاں) نکل آئیں تو اسے بَازِل کہتے ہیں۔ اس معنی میں کہ اس کی کچلیاں نکل آئیں، حتیٰ کہ دسویں میں لگ جائے۔ اب اس کا نام مُخلِف ہوتا ہے۔ اس کے بعد ان کا کوئی نام نہیں۔ لیکن اس طرح کہتے ہیں بازل ایک سال کا' بازل دو سال کا۔ یا مُخلف ایک سال کا' مُخلف دو سال کا' مُخلف تین سال کا...... پانچ سالوں تک......اور خَلِفَة حاملہ کو کہتے ہیں۔

قال أَبُو حَاتِمٍ: وَالْجَذُوعَةُ وَقْتٌ مِنَ الزَّمَنِ لَيْسَ بِسِنٍّ، وَفُصُولُ الأَسْنَانِ عِنْدَ طُلُوعِ سُهَيْلٍ.

ابو حاتم نے بیان کیا کہ جَذُوعَة ایک وقت کا نام ہے کوئی دانت نہیں ہے اور دانتوں کے موسم سہیل (ستارے) کے نکلنے پر بدلتے ہیں۔



قال أَبُو دَاوُدَ: أَنْشَدَنَا الرِّيَاشِيُّ شِعْرًا:

إذا سُهَيْلٌ أَوَّلَ اللَّيْلِ طَلَعْ
فابْنُ اللَّبُونِ الْحِقُّ وَالْحِقُّ جَذَعْ
لَـم يَبْـقَ مِنْ أَسنَـانِهَا غَيْـرُ الْهُبَعْ

وَالْهُبَعُ: الَّذِي يُولَدُ في غَيْرِ حِينِهِ.

امام ابوداود نے بیان کیا کہ ریاشی نے ہمیں اس سلسلے میں یہ شعر سنایا: [إِذَا سُهَيْلٌ أَوَّلَ اللَّيْلِ طَلَعَ...... الخ] ''جب سہیل ستارہ رات کے شروع میں طلوع ہوتا ہے تو ابن لبون' حِق ہو جاتا ہے اور حِق' جذع. اور کوئی دانت باقی نہیں رہتا سوائے هُبَع'' کے۔'' اور [هُبَع] وہ ہے جو بے وقت پیدا ہو۔

## (المعجم ٩) - بَابٌ: أَيْنَ تُصَدَّقُ الْأَمْوَالُ (التحفة ٩)

## باب:٩- مالوں کی زکوٰۃ کہاں وصول کی جائے

١٥٩١ - حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا ابنُ أبي عَدِيٍّ عَنِ ابنِ إِسْحَاقَ، عن عَمْرِو ابنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قال: «لَا جَلَبَ وَلَا جَنَبَ وَلَا تُؤْخَذُ

١٥٩١- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے' وہ اپنے دادا (عبداللہ بن عمرو ؓ) سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''نہ جَلَب ہے اور نہ جَنَب اور ان کے مالوں کی زکوٰۃ ان کے گھروں ہی پر وصول کی جائے۔''

**١٥٩١ـ تخريج:** [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ١٨٠، ٢١٦ من حديث محمد بن إسحاق به، وصرح بالسماع، وتابعه عبدالرحمٰن بن الحارث، (أحمد: ٢/ ٢١٥)، وحسنه ابن الملقن في تحفة المحتاج: ٩١٤.

صَدَقَاتُهُمْ إِلَّا فِي دُورِهِم».

فوائدومسائل: ① [جَلَب] بمعنی لانا اور کھینچنا۔ یعنی عامل کو یہ قطعاً روا نہیں کہ اپنا مرکز کسی ایسی جگہ بنا لے جہاں مالکوں کو اپنے جانور کھینچ کر لانا پڑیں اور وہ مشقت اُٹھاتے پھریں۔ اور اسی طرح مالکوں کو بھی جائز نہیں کہ تحصیلدارِ زکوٰۃ کی آمد کا سن کر اپنے جانور اپنے پڑاؤ سے دور لے جائیں اور پھر وہ انہیں ڈھونڈتا پھرے' ان کے اس عمل کو [جَنَب] کہتے ہیں۔ اس کا لغوی معنی ہے "پہلوتہی کرنا' دور ہونا۔" ② اسلام کی ایسی تعلیمات ہی اس کے دین فطرت ہونے کی دلیل ہیں۔

١٥٩٢- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا يَعْقُوبُ بنُ إبراهِيمَ: سَمِعْتُ أَبِي يقُولُ عن مُحمَّدِ بنِ إِسْحَاقَ في قَوْلِه: «لا جَلَبَ وَلا جَنَبَ». قَالَ: أَنْ تُصَدَّقَ الْمَاشِيَةُ في مَوَاضِعِهَا وَلا تُجْلَبُ إِلَى الْمُصَدِّقِ. وَالْجَنَبُ عن هَذِهِ الْفَرِيضَةِ أَيْضًا لا يُجْنَبُ أَصْحَابُها يقُولُ: وَلَا يَكُونُ الرَّجُلُ بِأَقْصَى مَوَاضِعِ أَصْحَابِ الصَّدَقَةِ فَتُجْنَبُ إِلَيْهِ، وَلَكِنْ تُؤْخَذُ فِي مَوْضِعِهِ.

١٥٩٢- محمد بن اسحاق رحمہ اللہ نے [لَاجَلَبَ وَلَا جَنَبَ] کی توضیح میں بیان کیا: "چوپایوں کی زکوٰۃ ان کے اپنے ڈیروں پر وصول کی جائے' (جلب یہ ہے کہ) انہیں تحصیلدارِ زکوٰۃ (عامل) کے پاس کھینچ کر نہ لایا جائے اور [جَنَب] اس فریضے میں یہ ہے کہ جانوروں والے انہیں دور نہ لے جائیں۔ (ابن اسحاق نے کہا) عامل کو روا نہیں کہ وہ زکوٰۃ والوں کے مقامات سے بہت دور جا بیٹھے اور جانوروں کو اس کی طرف لایا جائے بلکہ زکوٰۃ ان کی اپنی جگہ پر لی جائے۔"

## (المعجم ١٠) - باب الرَّجُلِ يَبْتَاعُ صَدَقَتَهُ (التحفة ١٠)

## باب: ١٠- کوئی اپنی زکوٰۃ (صدقہ میں دیا ہوا مال) قیمتاً خریدنا چاہے؟

١٥٩٣- حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حَمَلَ عَلَى فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللهِ فَوَجَدَهُ يُبَاعُ،

١٥٩٣- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اللہ کی راہ میں ایک گھوڑا دیا' پھر دیکھا کہ اسے بیچا جا رہا ہے تو انہوں نے اسے خرید لینا چاہا اور رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں

١٥٩٢_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٤/ ١١٠ من حديث أبي داود به.

١٥٩٣_ تخريج: أخرجه مسلم، الهبات، باب كراهة شراء الإنسان ما تصدق به ممن تصدق عليه، ح: ١٦٢٠ عن عبدالله بن مسلمة، والبخاري، الهبة وفضلها، باب: إذا حمل رجل على فرس فهو كالعمرىٰ والصدقة، ح: ٢٦٣٦ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٢٨٢.

فَأَرَادَ أَنْ يَبْتَاعَهُ، فَسَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ: «لَا تَبْتَاعَهُ وَلَا تَعُدْ فِي صَدَقَتِكَ».

دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے مت خریدو اور اپنا صدقہ مت واپس لو۔''

**فوائد ومسائل:** ① جو مال اللہ کی راہ میں دے دیا ہو' پھر دوبارہ اس میں طمع نہیں کرنی چاہیے بلکہ اللہ سے اجر کی امید رکھنی چاہیے۔ (نیکی کر دریا میں ڈال) کا یہی مفہوم ہے۔ بعض لوگ اللہ کی راہ میں خرچ کر کے اس کے معاملے پر نظر رکھتے ہیں جو مناسب نہیں۔ اس حدیث میں اسی لیے صدقہ شدہ مال کے خریدنے سے منع کیا گیا ہے۔ تاہم جہاں یہ بات نہ ہو وہاں جمہور کے نزدیک اس کا جواز ہے' جیسے کسی تیسرے شخص سے اسے خرید لیا جائے' یا وراثت میں وہ چیز اس کے پاس آ جائے (شرح سنن ابی داود' علامہ بدر الدین عینی' ۲۹۴/۶) ② صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کسی بھی نئے اقدام سے پہلے رسول اللہ ﷺ سے سوال کر لیا کرتے تھے کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ زندگی کے تمام امور ضابطۂ اسلام سے مربوط ہیں' چنانچہ ہر مسلمان کو ایسے ہی کرنا چاہیے اور قرآن وسنت سے رہنمائی لینی چاہیے۔

## (المعجم ١١) - بَابُ صَدَقَةِ الرَّقِيقِ (التحفة ١١)

## باب:۱۱- غلاموں کی زکوٰۃ

١٥٩٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَيَّاضٍ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللهِ عَنْ رَجُلٍ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَيْسَ فِي الْخَيْلِ وَالرَّقِيقِ زَكَاةٌ إِلَّا زَكَاةُ الْفِطْرِ فِي الرَّقِيقِ».

۱۵۹۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''گھوڑے اور غلام میں زکوٰۃ نہیں' البتہ غلام کی طرف سے صدقۂ فطر دیا جائے۔''

**فائدہ:** اگر یہ ذاتی مصرف کیلئے ہوں تو زکوٰۃ نہیں ہے' لیکن اگر تجارت کی غرض سے ہوں تو زکوٰۃ دینی چاہیے۔

١٥٩٥- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ:

۱۵۹۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے'

---

**١٥٩٤ـ تخريج:** [صحيح] أخرجه البيهقي: ٤/ ١١٧ من حديث أبي داود به، وللحديث طرق أخرى عند مسلم، ح: ٩٨٢ وغيره.

**١٥٩٥ـ تخريج:** أخرجه مسلم، الزكوة، باب: لا زكوة على المسلم في عبده وفرسه، ح: ٩٨٢ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٢٧٧، ورواه البخاري، الزكوة، باب: ليس على المسلم في فرسه صدقة، ح: ١٤٦٣ من طريق آخر عن عبدالله بن دينار به.

حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِي عَبْدِهِ وَلَا فِي فَرَسِهِ صَدَقَةٌ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان پر اس کے غلام اور گھوڑے میں زکوٰۃ نہیں۔''

فائدہ: حدیث ۱۵۷۴ کے فوائد میں گزر چکا ہے کہ ان پر زکوٰۃ اس صورت میں نہیں ہے جب یہ ذاتی ضرورت کے لیے ہوں۔ لیکن اگر یہ تجارت کے لیے ہوں تو پھر ان پر زکوٰۃ ہوگی۔

## (المعجم ١٢) - باب صَدَقَةِ الزَّرْعِ (التحفة ١٢)

## باب: ۱۲- کھیتی کی زکوٰۃ

١٥٩٦- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ الْهَيْثَمِ الأَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ عَنِ ابنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فِيمَا سَقَتِ السَّمَاءُ وَالأَنْهَارُ وَالْعُيُونُ أَوْ كَانَ بَعْلًا الْعُشْرُ، وَفِيمَا سُقِيَ بِالسَّوَانِي أَوِ النَّضْحِ نِصْفُ الْعُشْرِ».

۱۵۹۶- جناب سالم بن عبداللہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو کھیتیاں بارش سے سیراب ہوتی ہوں یا دریاؤں اور چشموں سے یا زمین کی تری سے تو ان میں دسواں حصہ ہے۔ اور جو اونٹنیوں سے (رہٹ کے ذریعے سے) سیراب کی جاتی ہوں یا جن کی آبپاشی کی جاتی ہو تو ان میں بیسواں حصہ ہے۔''



١٥٩٧- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَخبرَنِي عَمْرٌو عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قال: «فِيمَا سَقَتِ الأَنْهَارُ وَالْعُيُونُ الْعُشْرُ، وَمَا سُقِيَ بِالسَّوَانِي فَفِيهِ نِصْفُ الْعُشْرِ».

۱۵۹۷- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو زمین دریاؤں سے سیراب ہوتی ہو یا چشموں سے تو ان میں دسواں حصہ ہے۔ اور جن کو اونٹنیوں سے (رہٹ کے ذریعے سے) سیراب کیا جاتا ہو تو ان میں بیسواں حصہ ہے۔''

---

١٥٩٦ـ تخريج: أخرجه البخاري، الزكوة، باب العشر فيما يسقى من ماء السماء والماء الجاري، ح: ١٤٨٣ من حديث عبدالله بن وهب به.

١٥٩٧ـ تخريج: أخرجه مسلم، الزكوة، باب ما فيه العشر أو نصف العشر، ح: ٩٨١ من حديث عبدالله بن وهب به.

١٥٩٨- حَدَّثَنا الْهَيْثَمُ بْنُ خَالِدٍ الْجُهَنِيُّ وَحُسَيْنُ بْنُ الأَسْوَدِ الْعِجْلِيُّ قالَا: قالَ وَكيعٌ: الْبَعْلُ الْكَبُوسُ الَّذِي يَنْبُتُ مِنْ مَاءِ السَّمَاءِ. قالَ ابْنُ الأَسْوَدِ: وَقالَ يَحْيٰى يَعْني ابنَ آدَمَ: سَأَلْتُ أَبَا إِيَاسٍ الأَسَدِيَّ عَنِ الْبَعْلِ فَقَالَ: الَّذِي يُسْقٰى بِمَاءِ السَّمَاءِ. وَقالَ النَّضْرُ بنُ شُمَيْلٍ: الْبَعْلُ مَاءُ المَطَرِ.

١٥٩٨-جناب وکیع نے بیان کیا کہ [اَلْبَعْلُ الْکَبُوس] سے مراد وہ کھیتی ہے جو بارش سے سیراب ہوتی ہو۔ ابن اسود کہتے ہیں کہ یحییٰ بن آدم نے کہا کہ میں نے ابوایاس اسدی سے بَعل کے متعلق وضاحت پوچھی تو کہا: جو کھیتی بارش سے سیراب ہوتی ہو۔ نضر بن شمیل نے کہا: بَعل سے مراد بارش کا پانی ہے۔

١٥٩٩- حَدَّثَنا الرَّبيعُ بنُ سُلَيْمانَ: حَدَّثَنا ابْنُ وَهْبٍ عنْ سُلَيْمانَ يَعْني ابنَ بِلَالٍ، عن شَرِيكِ بن عَبْدِ الله بنِ أَبِي نَمِرٍ، عن عَطَاءِ بنِ يَسارٍ، عن مُعَاذِ بنِ جَبَلٍ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ بَعَثَهُ إلَى الْيَمَنِ فَقَال: «خُذِ الْحَبَّ مِنَ الْحَبِّ، وَالشَّاةَ مِنَ الْغَنَمِ، وَالْبَعِيرَ مِنَ الإِبِلِ، وَالْبَقَرَةَ مِنَ الْبَقَرِ».

١٥٩٩-حضرت معاذ بن جبل ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو یمن کی طرف (عامل بنا کر) بھیجا تو ان سے فرمایا: ”غلّے سے غلّہ‘ بکریوں سے بکری‘ اونٹوں سے اونٹ اور گائیوں سے گائے وصول کرنا۔“

قالَ أَبُو دَاوُدَ: شَبَّرْتُ قِثَّاءَةً بِمِصْرَ ثَلَاثَةَ عَشَرَ شِبْرًا، وَرَأَيْتُ أُتْرُجَّةً عَلَى بَعِيرٍ بِقِطْعَتَيْنِ قُطِعَتْ وَصُيِّرَتْ عَلَى مِثْلِ عِدْلَيْنِ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ میں نے مصر میں ایک ککڑی کو ناپا تو اسے تیرہ بالشت لمبی پایا۔ اسی طرح ایک اونٹ پر ایک ترنج (نارنگی) لدی دیکھی کہ دو ٹکڑے کر کے برابر برابر رکھی گئی تھی۔

**فوائد ومسائل:** ① رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بارانی اور چشموں سے سیراب ہونے والی زمین‘ اسی طرح زیر زمین نمی والی زمین کی پیداوار میں عُشر (دسواں حصہ) ہے اور جس زمین کو رہٹ وغیرہ سے سیراب کیا جائے‘ اس میں

١٥٩٨ـ **تخريج:** [**إسناده صحيح**] انفرد به ابوداود * وقول يحيى بن آدم في كتاب الخراج له: ٣٩٤.

١٥٩٩ـ **تخريج:** [**إسناده ضعيف**] أخرجه ابن ماجه، الزكٰوة، باب ما تجب فيه الزكٰوة من الأموال، ح: ١٨١٤ من حديث ابن وهب به * عطاء لم يلق معاذ بن جبل كما في تلخيص المستدرك: ١/ ٣٨٨، ولد بعد وفاة معاذ رضي الله عنه.

نصف عشر (بیسواں حصہ' پانچ فیصد) ہے۔(صحیح البخاری' الزکاة' باب العشر فیما یسقی من ماء السماء والماء الجاری' حدیث:١٤٨٣) قرآنی آیت اور حدیث رسول' دونوں سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ زمین سے پیدا ہونے والی ہر چیز میں زکوۃ ہے۔سوائے سبزیوں کے' کیونکہ اس میں زکوۃ نہ نکالنے کی صراحت حدیث میں ہے۔البتہ اس میں یہ شرط ہے کہ پیداوار پانچ وسق یا اس سے زیادہ ہو۔گویا اناج اور غلے کا نصاب پانچ وسق ہے' اس سے کم پیداوار میں زکوۃ عائد نہیں ہوگی' ایک وسق' ساٹھ صاع کا ہوتا ہے' اس طرح پانچ وسق میں تین سو صاع ہوں گے جن کا وزن پاکستانی حساب سے تقریباً 20 من بنتا ہے۔لہٰذا جس شخص کی پیداوار 20 من یا اس سے زائد ہے' تو وہ زکوۃ ادا کرے' بصورت دیگر نہیں۔

زمین کی پیداوار کی زکوۃ (عشر) کی ادائیگی فصل کاٹنے کے موقع پر ہوگی۔اگر سال میں دو فصلیں ہوں گی' تو عشر بھی دو مرتبہ ادا کرنا ضروری ہوگا۔کیونکہ اس میں سال گزرنے کی شرط نہیں ہے بلکہ فصل کا ہونا شرط ہے۔وہ جب بھی ہو اور جو بھی ہو۔اگر زمین بارانی ہے یعنی بارش' قدرتی چشموں وغیرہ سے سیراب ہوتی ہے' اور اس پر کچھ خرچ نہیں ہوتا تو اس کی پیداوار سے دسواں حصہ (عشر) ادا کیا جائے اگر زمین غیر بارانی ہے (چاہی یا نہری ہے جس کی سیرابی پر آبیانہ وغیرہ کی صورت میں اخراجات برداشت کرنے پڑتے ہیں' یا ٹیوب ویل کے ذریعے سے اسے سیراب کیا جاتا ہے) تو اس سے نصف العشر (بیسواں حصہ) ادا کیا جائے گا اس کی بنیاد یہ حدیث ہے جو پہلے بھی گزر چکی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [فِيمَا سَقَتِ السَّمَاءُ وَالْعُيُونُ أَوْ كَانَ عَثَرِيًّا' الْعُشْرُ وَمَا سُقِيَ بِالنَّضْحِ نِصْفُ الْعُشْرِ] (صحیح البخاری' الزکوۃ' العشر فیما یسقی من ماء السماء والماء الجاري' حدیث:١٤٨٣) ''اس پیداوار میں جسے آسمان (بارش) یا (قدرتی) چشمے سیراب کریں یا وہ زمین نمی والی ہو (نہر اور دریا کے ساتھ ہونے کی وجہ سے اس میں اتنی نمی رہی ہو کہ اسے پانی دینے کی ضرورت ہی پیش نہ آئے) عشر (دسواں حصہ) ہے اور جسے ڈول (یا رہٹ وغیرہ) سے سیراب کیا جائے' اس میں نصف عشر (بیسواں حصہ یعنی پانچ فیصد) ہے۔'' زکوۃ صرف اس پیداوار سے ادا کی جائے گی جو ذخیرہ کی جا سکتی ہو۔جیسے گندم' چاول' مکئی' جو وغیرہ۔اس لیے سبزیوں پر زکوۃ نہیں' کیونکہ ان کا زیادہ دیر تک ذخیرہ ممکن نہیں۔ ② امام صاحب نے جو ککڑی اور ترنج (مالٹے) کے بارے میں فرمایا ہے تو یہ زکوۃ وصدقات کی برکات کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے مال میں بے انتہا برکت ڈال دیتا ہے۔

## (المعجم ١٣) - بَابُ زَكَاةِ الْعَسَلِ (التحفة ١٣)

## باب:١٣- شہد کی زکوۃ

١٦٠٠- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي شُعَيْبٍ

١٦٠٠- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے' وہ

---

١٦٠٠ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الزكوة، باب زكوة النحل، ح:٢٥٠١ من حديث أحمد بن أبي شعيب به، وانظر الحديثين الآتيين.

الْحَرَّانِيُّ: حَدَّثَنا مُوسَى بْنُ أَعْيَنَ عَنْ عَمْرِو بنِ الحارِثِ المِصْرِيِّ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قالَ: جَاءَ هِلَالٌ أَحَدُ بَنِي مُتْعَانَ إِلَى رَسُولِ الله ﷺ بِعُشُورِ نَحْلٍ لَهُ وَكَانَ سَأَلَهُ أَنْ يَحْمِيَ وَادِيًا يُقالُ لَهُ سَلَبَةُ، فَحَمَى لَهُ رَسُولُ الله ﷺ ذَلِكَ الْوَادِي، فَلَمَّا وُلِّيَ عُمَرُ بنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ الله عَنْهُ كَتَبَ سُفْيَانُ بنُ وَهْبٍ إِلَى عُمَرَ بنِ الْخَطَّابِ يَسْأَلُهُ عن ذَلِكَ؟ فَكَتَبَ عُمَرُ: إِنْ أَدّى إِلَيْكَ مَا كَانَ يُؤَدِّي إِلَى رَسُولِ الله ﷺ مِنْ عُشُورِ نَحْلِهِ فاحْمِ لَهُ سَلَبَةَ، وَإِلَّا فَإِنَّما هُوَ ذُبَابُ غَيْثٍ يَأْكُلُهُ مَنْ يَشَاءُ.

اپنے دادا (عبداللہ بن عمرو ؓ) سے روایت کرتے ہیں کہ بنی مُتعان کا ایک آدمی ہلال' رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اپنے شہد کا عشر لے کر آیا اور آپ سے درخواست کی کہ "سَلَبَة" وادی اس کے نام کر دی جائے' چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے وہ اس کے نام کر دی۔ جب حضرت عمر بن خطاب ؓ خلیفہ بنے تو حضرت سفیان بن وہب ؓ نے تحریراً حضرت عمر ؓ سے اس کے بارے میں پوچھا: تو حضرت عمر ؓ نے لکھا: اگر یہ اپنے شہد کا وہی عشر دیتا رہے جو رسول اللہ ﷺ کو دیا کرتا تھا' تو وادئ سلبہ اسی کے نام رہنے دو۔ ورنہ یہ شہد کی مکھیاں ہیں جو چاہے (ان کا شہد) کھائے۔

فائدہ: امام بخاری' ترمذی اور ابوبکر بن المنذر ؒ کے بیانات کے مطابق شہد میں زکوٰۃ واجب ہونے کی کوئی صحیح صریح حدیث نہیں ہے' جبکہ زیر بحث مذکورہ بالا حدیث صحیح السند ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ارواء الغلیل: ۳/ ۸۱۰) علامہ خطابی ؒ وغیرہ کا یہ قول ہے کہ حضرت ہلال مُتعی ؓ اپنی خوشی سے اس کی زکوٰۃ لے آئے' تو رسول اللہ ﷺ نے قبول فرما لی اور اس کی درخواست پر وادئ سلبہ اس کے نام لکھ دی۔ اس کے بعد حضرت عمر بن خطاب ؓ نے بھی یہی سمجھا کہ اوّلاً تو اس میں زکوٰۃ ہے نہیں تاہم چونکہ اس نے یہ وادی اپنے نام کرا لی تھی' تو اس کے بدلے اسے زکوٰۃ بھی دینی چاہیے۔ اگر یہ زکوٰۃ نہ دے تو یہ وادی اس کے لیے مخصوص نہ رہے گی بلکہ عام مسلمانوں کے لیے ہوگی جو چاہے اس سے استفادہ کرے۔ الغرض چونکہ یہ "مال" ہے اس لیے اس سے زکوٰۃ ادا کرنا ہی راجح اور احتیاط کا تقاضا ہے جیسے کہ ائمہ کرام ابوحنیفہ' احمد اور اسحٰق ؒ وغیرہم کا فتوی ہے۔ اور صحابۂ کرام ؓ میں حضرت عمر ؓ اور ابن عباس ؓ سے بھی مروی ہے۔ عمر بن عبدالعزیز اور امام شافعی ؒ کا بھی ایک قول یہی ہے کہ شہد میں زکوٰۃ واجب ہے۔ واللہ اعلم بالصواب.

١٦٠١- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ: حَدَّثَنا المُغِيرَةُ - وَنَسَبَهُ إِلَى

۱۶۰۱- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں کہ شبابہ' بنوفہم کے تعلق دار تھے

١٦٠١ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن خزيمة، ح: ٢٣٢٤ عن أحمد بن عبدة، وابن ماجه، ح: ١٨٢٤ من حديث عمرو بن شعيب به، وانظر الحديث الآتي.

عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ الحَارِثِ المَخْزُومِيِّ - حَدَّثَني أبي عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ شَبَابَةَ - بَطْنٌ من فَهْمٍ - فَذَكَرَ نَحْوَهُ. قال: مِنْ كلِّ عَشْرِ قِرَبٍ قِرْبَةٌ. وقال سُفْيَانُ بْنُ عَبْدِ الله الثَّقَفِيُّ قالَ: وكَانَ يَحْمِي لَهُمْ وَادِيَيْنِ. زَادَ: فأَدُّوا إِلَيْهِ مَا كَانُوا يُؤَدُّونَ إِلَى رَسُولِ الله ﷺ وَحَمَى لَهُمْ وَادِيَيْهِمْ.

(شبابہ چھوٹی برادری کا نام ہے اور فہم بڑے قبیلے کا) اور حدیث مثل سابق بیان کی۔ (مغیرہ کے والد عبدالرحمٰن بن حارث نے) کہا: شہد کی ہر دس مشکوں میں سے ایک مشک دی جائے۔ اور (عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے عامل) سفیان بن عبداللہ ثقفی نے ذکر کیا۔ اور کہا کہ ان کے نام دو وادیاں لکھ دی گئی تھیں (جبکہ عمرو بن حارث نے ایک وادی کا ذکر کیا ہے) عبدالرحمٰن نے مزید کہا: چنانچہ وہ لوگ وہی کچھ ادا کرتے رہے جو رسول اللہ ﷺ کو دیا کرتے تھے اور یہ وادیاں انہی کے نام رہیں۔

فائدہ: یہ حدیث حسن درجہ کی ہے اور مذکورہ بالا حدیث کی مؤید ہے کہ شہد کی زکوٰۃ دینی چاہیے۔

١٦٠٢- **حَدَّثَنا** الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمانَ المُؤَذِّنُ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ عن عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ بَطْنًا مِنْ فَهْمٍ بمَعْنَى المُغِيرَةِ قَالَ: مِنْ عَشْرِ قِرَبٍ قِرْبَةٌ وقال: وَادِيَيْنِ لَهُمْ.

۱۶۰۲- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ قبیلہ فہم کا ایک گروہ...... اس کے بعد حدیث مغیرہ کی مانند بیان کیا' کہا: دس مشکوں میں سے ایک مشک (دیتے تھے) اور دونوں وادیاں انہی کے لیے مخصوص رہیں۔



## (المعجم ١٤) - بَابٌ: فِي خَرْصِ الْعِنَبِ (التحفة ١٤)

## باب: ۱۴- درختوں پر انگوروں کا اندازہ لگانا

١٦٠٣- **حَدَّثَنا** عَبْدُ الْعَزِيزِ بنُ السَّرِيِّ النَّاقِطُ: حَدَّثَنا بِشْرُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ،

۱۶۰۳- جناب زہری نے سعید بن مسیّب سے انہوں نے حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا: ''انگوروں کے کچے پھل کا

١٦٠٢ـ **تخريج**: **[إسناده حسن]** أخرجه ابن خزيمة، ح: ٢٣٢٥ عن الربيع بن سليمان، وابن ماجه، ح: ١٨٢٤ من حديث أسامة بن زيد به.

١٦٠٣ـ **تخريج**: **[إسناده ضعيف]** أخرجه الترمذي، الزكوة، باب ماجاء في الخرص، ح: ٦٤٤ عن الزهري به، وقال: "حسن غريب"، ورواه النسائي، ح: ٢٦١٩، وابن ماجه، ح: ١٨١٩، وابن خزيمة، ح: ٢٣١٧، وابن حبان، ح: ٧٩٩، ٨٠٠، وانظر الحديث الآتي لعلته.

عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ عَتَّابِ بْنِ أَسِيدٍ قَالَ: أَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُخْرَصَ الْعِنَبُ كَمَا يُخْرَصُ النَّخْلُ، وَتُؤْخَذَ زَكَاتُهُ زَبِيبًا، كَمَا تُؤْخَذُ صَدَقَةُ النَّخْلِ تَمْرًا.

اندازہ لگایا جائے جیسے کہ کھجوروں کا لگایا جاتا ہے۔ اور ان کی زکوٰۃ کشمش کی صورت میں وصول کی جائے' جیسے کہ کھجوروں میں خشک کھجور کی صورت میں لی جاتی ہے۔''

١٦٠٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ الْمُسَيَّبِي: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نَافِعٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ صَالِحٍ التَّمَّارِ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ.

۱۶۰۴-محمد بن صالح التمار نے ابن شہاب سے ان کی سند سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَسَعِيدٌ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عَتَّابٍ شَيْئًا.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سعید (ابن مسیّب) نے حضرت عتّاب سے کچھ نہیں سنا۔

فائدہ: چونکہ انگور' کھجوریں اور دیگر پھل آہستہ آہستہ تیار ہوتے اور استعمال میں آتے رہتے ہیں اس لیے ان کے عشر کے لیے یہ قاعدہ ہے کہ تجربہ کار اصحاب نظر سے اندازہ لگوایا جاتا ہے جو درختوں پر لگے کچے پھل کو دیکھ کر بتاتے ہیں کہ تیار ہونے پر یہ پھل اندازاً اس مقدار کا ہوگا۔ اسے عربی میں [خرص] اور اردو میں ''اندازہ اور تخمینہ لگانا'' کہتے ہیں اور اس اندازہ کیے وزن میں سے تہائی یا چوتھائی چھوڑ کر باقی پر عشر لاگو کیا جاتا ہے۔ مندرجہ بالا دونوں روایات انفرادی طور پر ضعیف مگر دیگر شواہد سے قابل عمل ہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیے :(ارواء الغليل: ۳/۲۸۰' حديث : ۸۰۵)



## (المعجم ١٥) - بَابٌ: فِي الْخَرْصِ (التحفة ١٥)

## باب:۱۵- درختوں پر پھلوں کا اندازہ لگانا

١٦٠٥- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن خُبَيْبِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: جَاءَ سَهْلُ بْنُ أَبِي حَثْمَةَ إِلَى مَجْلِسِنَا قَالَ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا خَرَصْتُمْ فَجُذُّوا

۱۶۰۵- جناب عبدالرحمٰن بن مسعود بیان کرتے ہیں کہ حضرت سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ ہماری مجلس میں آئے اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا تھا: ''جب تم درختوں پر پھلوں کا اندازہ لگاؤ تو تم ان کا پھل اتار سکتے ہو اور اندازہ کیے ہوئے پھل سے تیسرا حصہ چھوڑ دیا کرو۔

١٦٠٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق.

١٦٠٥ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الزكوة، باب ما جاء في الخرص، ح: ٦٤٣، والنسائي، ح: ٢٤٩٣ من حديث شعبة به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٣١٩، ٢٣٢٠، وابن حبان، ح: ٧٩٨، والحاكم: ١/ ٤٠٢.

277

وَدَعُوا الثُّلُثَ، فَإِنْ لَمْ تَدَعُوا أَوْ تَجِدُوا الثُّلُثَ فَدَعُوا الرُّبُعَ».

اگر تم تیسرا حصہ نہ چھوڑو' تو چوتھا حصہ چھوڑ دیا کرو۔"

قال أَبُو دَاوُدَ: الْخَارِصُ يَدَعُ الثُّلُثَ لِلْحِرْفَةِ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ اندازہ کرنے والا اپنے عمل کے تخمینے کے باعث تیسرا حصہ چھوڑ دے۔

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ مگر دیگر شواہد کی بنا پر قابل عمل ہے۔ اور پھلوں کا اندازہ لگانے والا تیسرا یا چوتھا حصہ اس لیے چھوڑے کیونکہ یہ سب نظر کا معاملہ ہوتا ہے اور اس میں کمی بیشی کا احتمال یقینی ہے' نیز کچھ پھل ضائع بھی ہو جاتا ہے اور کچھ جانور وغیرہ کھا جاتے ہیں اور کچھ پھل مالک بھی غریبوں' مسکینوں وغیرہ کو دیتا ہے' لہٰذا ثلث یا ربع چھوڑنے میں ان سب کی تلافی ہو جائے گی۔

## (المعجم ١٦) - بَابٌ: مَتَى يُخْرَصُ التَّمْرُ (التحفة ١٦)

## باب:١٦- کھجوروں کا تخمینہ کب لگایا جائے؟

١٦٠٦- حَدَّثَنَا يَحْيَى بنُ مَعِينٍ: حَدَّثَنا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قالَ: أُخْبِرْتُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ أَنَّهَا قالَتْ: وَهِيَ تَذْكُرُ شَأْنَ خَيْبَرَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَبْعَثُ عَبْدَ الله بنَ رَوَاحَةَ إِلَى يَهُود فَيَخْرُصُ النَّخْلَ حِينَ يَطِيبُ قَبْلَ أَنْ يُؤْكَلَ مِنْهُ.

١٦٠٦- حضرت عائشہ ؓ نے خیبر کے سلسلے میں ذکر کیا کہ نبی ﷺ حضرت عبداللہ بن رواحہ ؓ کو یہودیوں کی طرف بھیجا کرتے تھے اور وہ کھجوروں کے پھلوں کا اندازہ لگایا کرتے تھے جبکہ وہ خوب تیار ہو جاتے' کھانے کے قابل ہونے سے پہلے پہلے یہ کام کیا جاتا۔

فائدہ: اس روایت کی سند ضعیف ہے مگر دیگر شواہد سے صحیح ثابت ہے۔ جیسے کہ آگے (کتاب البیوع' باب فی الخرص' حدیث:٣٤١٥) میں حضرت جابر ؓ کا بیان ہے: خیبر کا علاقہ فتح ہو جانے کے بعد وہاں کی زمینیں اور باغات بطور مزارعت ان یہودیوں کے پاس ہی رہے اور حسب معاہدہ نصف آمدنی ان سے لی جاتی تھی اور حضرت عبداللہ بن رواحہ ؓ پھلوں کا اندازہ لگانے کا فریضہ سرانجام دیتے تھے۔

## (المعجم ١٧) - باب مَا لَا يَجُوزُ مِنَ الثَّمَرَةِ فِي الصَّدَقَةِ (التحفة ١٧)

## باب:١٧- صدقے اور زکوٰۃ میں ردی قسم کا پھل دینا ناجائز ہے

١٦٠٦- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٦/ ١٦٣، وابن خزيمة، ح: ٢٣١٥ من حديث ابن جريج به * مخبر ابن جريج مجهول، وله شواهد مرسلة عند مالك في الموطأ: ٢/ ٧٠٣، ٧٠٤ وغيره، وانظر، ح: ٣٤١٤، ٣٤١٥.

١٦٠٧- **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمانَ: حَدَّثَنا عَبَّادٌ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ حُسَيْنٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ، عَنْ أَبِيهِ قال: نَهَى رَسُولُ الله ﷺ عن الْجُعْرُورِ وَلَوْنِ الْحُبَيْقِ أَنْ يُؤْخَذَا فِي الصَّدَقَةِ.

١٦٠٧- جناب ابوامامہ بن سہل اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا تھا کہ جُعرُور اور لون الحُبَیق قسم کی (ردی) کھجوریں صدقے میں قبول کی جائیں۔

قَالَ الزُّهْرِيُّ: لَوْنَيْنِ مِن تَمْرِ المَدِينَةِ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَسْنَدَهُ أَيْضًا أَبُو الْوَلِيدِ، عَنْ سُلَيْمانَ بْنِ كَثِيرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ.

امام زہری ؒ نے وضاحت کی کہ یہ مدینے کی کھجوروں کی دو قسموں کے نام ہیں۔ امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ اس کو ابوالولید نے بھی بواسطہ سلیمان بن کثیر' امام زہری سے مسند ذکر کیا ہے۔



١٦٠٨- **حَدَّثَنَا** نَصْرُ بنُ عَاصِمٍ الأَنْطَاكِيُّ: حَدَّثَنا يَحْيٰى يعني القَطَّانَ، عَنْ عَبْدِ الحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنِي صَالِحُ ابْنُ أَبِي عَرِيبٍ عَنْ كَثِيرِ بْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَوْفِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ: دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ المَسْجِدَ وَبِيَدِهِ عَصًا وَقَدْ عَلَّقَ رَجُلٌ قَنا حَشَفًا فَطَعَنَ بِالعَصَا فِي ذَلِكَ القِنْوِ وَقَالَ: «لَوْ شَاءَ رَبُّ هَذِهِ الصَّدَقَةِ تَصَدَّقَ بِأَطْيَبَ مِنْهَا»، وَقَالَ: «إِنَّ رَبَّ هَذِهِ الصَّدقَةِ يَأْكُلُ الحَشَفَ يَوْمَ القِيَامَةِ».

١٦٠٨- حضرت عوف بن مالک ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں مسجد میں تشریف لائے جب کہ آپ کے ہاتھوں میں عصا تھا اور کسی نے ردی قسم کی خشک سی کھجوروں کا ایک گچھا لٹکا دیا تھا' آپ نے اپنی لاٹھی سے اس گچھے میں ٹھوکا دیا اور فرمایا: ''یہ صدقہ کرنے والا اس سے عمدہ بھی صدقہ کرسکتا تھا۔'' اور فرمایا: ''یہ شخص قیامت کے روز ردّی کھجوریں ہی کھائے گا۔''

---

١٦٠٧ـ **تخريج**: **[إسناده ضعيف]** أخرجه ابن خزيمة، ح: ٢٣١٣ عن محمد بن يحيى الذهلي به، وحديث أبي الوليد أخرجه الدارقطني: ٢/ ١٣١، وانظر سنن النسائي، ح: ٢٤٩٤ *الزهري عنعن، وحديث النسائي: ٢٤٩٤ يغني عنه.

١٦٠٨ـ **تخريج**: **[إسناده حسن]** أخرجه ابن ماجه، الزكوة، باب النهي أن يخرج في الصدقة شر ماله، ح: ١٨٢١ من حديث يحيى القطان به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٤٦٧، وابن حبان، ح: ٨٣٧، والحاكم: ٤/ ٤٢٥، ٤٢٦، ووافقه الذهبي.

فائدہ: سورۂ بقرہ میں آیا ہے کہ طیب اور عمدہ مال خرچ کیا جائے' آگے فرمایا: [......وَ لَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَ لَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ] (البقرة:٢٦٧) ''ردّی اور برے مال خرچ کرنے کا قصد نہ کرو' حالانکہ اگر تمہیں ملے تو تم نہ لو گے۔'' حدیث کے آخر میں بہت بڑی تنبیہ ہے کہ انسان جس قسم کی چیز دے گا قیامت کے روز اسی قسم سے پائے گا۔ اس لیے ایک مومن کو چاہیے کہ وہ اللہ کی راہ میں اچھی چیز ہی دینے کی کوشش کیا کرے' تاہم ایسا کرنا بہتر ہی ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ کم رتبے والی چیز کا صدقہ جائز ہی نہیں یا اس کا ثواب ہی نہیں ہے۔ اللہ کی راہ میں اخلاص سے جو کچھ بھی دیا جائے' وہ عنداللہ مقبول ہے۔

## (المعجم ١٨) - **باب زَكَاةِ الْفِطْرِ** (التحفة ١٨)

## باب:١٨- زکوۃ فطر کے احکام ومسائل

**١٦٠٩- حَدَّثَنا** محمُودُ بنُ خَالِدٍ الدِّمَشْقِيُّ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السَّمَرْقَنْدِيُّ قَالَا: حَدَّثَنا مَرْوانُ: قَالَ عَبْدُ اللهِ: حَدَّثَنا أَبُو يَزِيدَ الْخَوْلَانِيُّ: وكَانَ شَيْخَ صِدْقٍ، وكانَ ابنُ وَهْبٍ يَرْوِي عَنْهُ - حَدَّثَنا سَيَّارُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ! قال محمُودٌ الصَّدَفِيُّ: عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ قَالَ: فَرَضَ رَسُولُ الله ﷺ زَكَاةَ الْفِطْرِ طُهْرَةً لِلصِّيَامِ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ وَطُعْمَةً لِلْمَسَاكِينِ، مَنْ أَدَّاهَا قَبْلَ الصَّلَاةِ فَهِيَ زَكَاةٌ مَقْبُولَةٌ، وَمَنْ أَدَّاهَا بَعْدَ الصَّلَاةِ فَهِيَ صَدَقَةٌ مِنَ الصَّدَقَاتِ.

١٦٠٩- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صدقۂ فطر کو فرض قرار دیا تاکہ روزے کے لیے لغو اور بیہودہ اقوال وافعال سے پاکیزگی ہو جائے اور مسکینوں کو طعام حاصل ہو۔ چنانچہ جس نے اسے نماز (عید) سے پہلے پہلے ادا کر دیا تو یہ ایسی زکوۃ ہے جو قبول کر لی گئی اور جس نے اسے نماز کے بعد ادا کیا تو یہ عام صدقات میں سے ایک صدقہ ہے۔



فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ نے نفس کے تزکیہ کی غرض سے غیر شعوری طور پر یا غلطی سے کسی بے احتیاطی کے ارتکاب کے نتیجے میں پیدا ہونے والی مالی خرابی کی تطہیر کے لیے زکوۃ فرض کی' اسی طرح روزے کے دوران میں سرزد ہونے والے کسی لغو کام یا نامناسب بات سے روزے کی تطہیر کے لیے زکوۃ الفطر کو فرض قرار دیا۔ آپ ﷺ نے اس کی ادائیگی کو نمازِ عید کی ادائیگی کے لیے نکلنے سے پہلے ضروری قرار دیا۔ اس ادائیگی کو آپ ﷺ نے خود اپنے الفاظ

**١٦٠٩ـ تخريج:** [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الزكوة، باب صدقة الفطر، ح:١٨٢٧ من حديث مروان بن محمد به، وصححه الحاكم على شرط البخاري: ١/ ٤٠٩، ووافقه الذهبي.

میں زکوٰۃ الفطر قرار دیا اور بعد کی ادائیگی کو عام صدقات میں سے ایک صدقہ قرار دیا جس کے ذریعے سے اصل فریضہ ادا نہیں ہوتا۔

صحیح بخاری کی روایات میں بھی فطرانے کو زکوٰۃ الفطر اور فرض قرار دیا گیا ہے۔ احادیث نبویہ میں اس بات کی صراحت کر دی گئی کہ اس زکوٰۃ کے لیے کوئی نصاب مقرر نہیں۔ بلکہ ہر چھوٹے' بڑے' مرد عورت اور آزاد یا غلام کی طرف سے اس کی ادائیگی فرض ہے۔ حتی کہ ایک روز کے بچے کی طرف سے بھی فطرانہ دینا ضروری ہے۔ صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں رسول اللہ ﷺ نے یہ تصریح فرما دی کہ زکوٰۃ الفطر مسلمانوں میں سے ہر نفس پر فرض ہے اور کسی جگہ اشارتاً بھی یہ نہیں فرمایا کہ ہر نفس سے وہ لوگ مستثنیٰ ہیں جن کے پاس دوسری زکوٰۃ (زکوٰۃ مال) کا نصاب نہ ہو۔ اس لیے صاحب نصاب ہونے کی شرط جو بعض لوگوں نے محض اپنی رائے سے لگائی ہے درست نہیں۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: داود ظاہری کے علاوہ باقی سب کا اس پر اتفاق ہے کہ غلام کی طرف سے اس کا آقا ادا کرے گا یا جس طرح اس کا فرض ہے کہ غلام کے لیے نماز کی ادائیگی ممکن بنائے اسی طرح اس کا فرض ہے کہ اس کی طرف سے زکوٰۃ الفطر کی ادائیگی ممکن بنائے بلکہ صحیح مسلم میں تو صراحت ہے کہ ''مسلمان پر اس کے غلام اور گھوڑے میں زکوٰۃ نہیں' تاہم غلام کی طرف سے صدقۂ فطر ادا کیا جائے'' اسی طرح کم عمر بچوں کی طرف سے زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم ولی (والد یا کسی دوسرے سرپرست) کو ہے۔ (فتح الباری' کتاب الزکاۃ' باب فرض صدقۃ الفطر' ملخصاً) ② صیام رمضان کے اختتام پر زکوٰۃ الفطر کو فرض قرار دیا گیا ہے۔ جس کے دو مقصد اس حدیث میں بتلائے گئے ہیں۔ اوّل یہ کہ روزے کی حالت میں باوجود سعی و کوشش کے بہ تقاضائے بشریت اگر کچھ انسانی کمزوریوں اور کوتاہیوں کا ارتکاب ہو گیا ہو تو اس سے اس کی تلافی ہو جائے۔ دوسرا یہ کہ نادار اور مفلس لوگ خاص اہتمام کر کے اس ملی تہوار کی مسرتوں میں شریک ہونے کی استطاعت نہیں رکھتے۔ اس صدقے کے ذریعے سے ان سے تعاون کر کے انہیں بھی اس قابل بنا دیا جائے کہ وہ عید کا یہ اضافی خرچ اس طرح برداشت کر لیں اور زیر بار ہوئے بغیر عید کی مسرتوں میں شریک ہونے کے لیے کچھ نہ کچھ اہتمام کر سکیں۔



## (المعجم ١٩) - بَابٌ: مَتٰى تُؤَدّٰى (التحفة ١٩)

## باب:۱۹-صدقۂ فطر کب دیا جائے؟

١٦١٠- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابنِ عُمَرَ قال: أَمَرَنَا

۱۶۱۰- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں صدقہ فطر کے متعلق حکم فرمایا تھا کہ اسے لوگوں کے نماز عید کی طرف جانے سے پہلے پہلے

١٦١٠ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، الزكٰوة، باب الأمر بإخراج زكٰوة الفطر قبل الصلٰوة، ح: ٩٨٦ من حديث زهير بن معاوية، والبخاري، الزكٰوة، باب الصدقة قبل العيد، ح: ١٥٠٩ من حديث موسى بن عقبة به.

رَسُولُ الله ﷺ بِزَكَاةِ الْفِطْرِ أَنْ تُؤَدَّى قَبْلَ خُرُوجِ النَّاسِ إِلَى الصَّلَاةِ. قالَ: فَكَانَ ابنُ عُمَرَ يُؤَدِّيهَا قَبْلَ ذٰلِكَ بالْيَوم وَالْيَومَيْنِ.

ادا کر دیا جائے۔ (نافع نے) کہا: حضرت ابن عمر ؓ اسے عید سے ایک دو دن پہلے ہی ادا کر دیا کرتے تھے۔

**فوائد ومسائل:** ① اس صدقہ کو رسول اللہ ﷺ نے اپنے حکم سے جاری فرمایا تھا جو اس کے واجب ہونے کی دلیل ہے جیسے کہ دیگر احادیث میں [فَرَضَ] کا لفظ آیا ہے۔ ② صدقۂ فطر کا حق یہ ہے کہ نمازِ عید کے لیے نکلنے سے پہلے پہلے اسے ادا کیا جائے۔

## (المعجم ٢٠) - بَابٌ: كَمْ يُؤَدَّى فِي صَدَقَةِ الْفِطْرِ؟ (التحفة ٢٠)

## باب:٢٠- فِطرانے کی مقدار

١٦١١- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ: حَدَّثَنا مَالِكٌ وَقَرَأَهُ عَلَيَّ مَالِكٌ أَيْضًا، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ فَرَضَ زَكَاةَ الْفِطْرِ قَالَ فِيهِ فِيمَا قَرَأَهُ عَلَيَّ مَالِكٌ: زَكَاةُ الْفِطْرِ مِنْ رَمَضَانَ صَاعٌ من تَمْرٍ أَوْ صَاعٌ مِنْ شَعِيرٍ عَلٰى كلِّ حُرٍّ أَوْ عَبْدٍ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى مِنَ الْمُسْلِمينَ.

١٦١١- حضرت ابن عمر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان میں صدقۂ فطر فرض فرمایا' اس طرح کہ ہر مسلمان آزاد' غلام' مرد اور عورت کی طرف سے کھجور یا جو کا ایک صاع دیا جائے۔



**فوائد ومسائل:** ① جناب عبداللہ بن مسلمہ کی یہ حدیث امام مالک ؒ سے دو طرح سے حاصل ہوئی ہے۔ ایک بطور تحدیث کہ امام صاحب نے طلبہ کی جماعت میں بیان فرمائی یا ان پر پڑھی گئی۔ اور دوسرے' خاص عبداللہ بن مسلمہ کو پڑھ کر سنائی اور اس دوسری صورت میں [من رمضان] کی صراحت بھی کی۔ ② [صاع] غلّہ ناپنے کا برتن ہوتا ہے جس میں چار ''مُد'' ہوتے ہیں۔ اور ایک ''مُد'' متوسط ہاتھوں والے انسان کے دونوں ہاتھ ملا کر بھرنے کی مقدار کو کہتے ہیں اور اس سلسلے میں معیار اہل مدینہ ہی کا ناپ ہے جیسے کہ حدیث میں ہے: [اَلْوَزْنُ وَزْنُ أَهْلِ مَكَّةَ وَالْمِكْيَالُ مِكْيَالُ أَهْلِ الْمَدِينَةِ] (سنن أبي داود' البيوع' حديث:٣٣٤٠) یعنی ''وزن اہل مکہ کا معتبر ہے اور کیل (کسی چیز کا بھر کر ماپ) اہل مدینہ کا۔'' اور یہ گذر چکا ہے کہ گندم کا ایک صاع کم وبیش ڈھائی کلو کے برابر ہوتا ہے۔

---

١٦١١ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، الزكوة، باب زكوة الفطر على المسلمين من التمر والشعير، ح: ٩٨٤ عن عبدالله ابن مسلمة، والبخاري، الزكوة، باب صدقة الفطر على العبد وغيره من المسلين، ح: ١٥٠٤ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٢٨٤.

١٦١٢- حَدَّثَنا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ السَّكَنِ: حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ جَهْضَم: حَدَّثَنا إِسْمَاعِيلُ بنُ جَعْفَرٍ عن عُمَرَ بْنِ نَافِعٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قالَ: فَرَضَ رَسُولُ الله ﷺ زَكَاةَ الْفِطْرِ صَاعًا فَذَكَرَ بِمَعْنَى مَالِكٍ. زَادَ: والصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ، وَأَمَرَ بِهَا أَنْ تُؤَدَّى قَبْلَ خُرُوجِ النَّاسِ إِلَى الصَّلَاةِ.

١٦١٢- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صدقۂ فطر ایک صاع مقرر فرمایا۔ اور مذکورہ بالا روایتِ مالک کے ہم معنی بیان کیا۔ اور مزید کہا: چھوٹے اور بڑے کی طرف سے دیا جائے۔ اور حکم دیا کہ اسے لوگوں کے نماز کے لیے نکلنے سے پہلے پہلے ادا کر دیا جائے۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ عَبْدُ الله الْعُمَرِيُّ عن نَافِعٍ بِإِسْنَادِهِ قالَ: «عَلَى كلِّ مُسْلِمٍ». وَرَوَاهُ سَعِيدٌ الْجُمَحِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ قَالَ فِيهِ: مِنَ الْمُسْلِمينَ وَالمَشْهُورُ عَنْ عُبَيْدِاللهِ لَيْسَ فِيهِ: مِنَ المُسْلِمِينَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ عبداللہ العمری عن نافع کی روایت میں [عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ] اور سعید الجُمَحِی بواسطہ عبیداللہ عن نافع کی روایت میں [مِنَ الْمُسْلِمِیْن] کے لفظ بیان ہوئے ہیں۔ مگر مشہور یہ ہے کہ عبیداللہ کی روایت میں [مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ] کے لفظ نہیں ہیں۔

١٦١٣- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: أَنَّ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ وَبِشْرَ بْنَ المُفَضَّلِ حَدَّثَاهُمْ عَنْ عُبَيْدِاللهِ؛ ح: وحَدَّثَنا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا أَبَانٌ عَنْ عُبَيْدِاللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ فَرَضَ صَدَقَةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ أَوْ تَمْرٍ عَلَى الصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ وَالْحُرِّ وَالمَمْلُوكِ زَادَ مُوسَى: وَالذَّكَرِ وَالأُنْثَى.

١٦١٣- حضرت عبداللہ (ابن عمر رضی اللہ عنہما) نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے صدقۂ فطر فرض فرمایا ایک صاع جَو یا کھجور کا جو ہر چھوٹے بڑے آزاد اور غلام پر واجب ہے۔ موسیٰ بن اسمٰعیل نے ''مرد اور عورت'' کے لفظ بھی کہے۔



---

١٦١٢- تخريج: أخرجه البخاري، الزكوة، باب فرض صدقة الفطر، ح: ١٥٠٣ عن يحيى بن محمد بن السكن به، ورواه مسلم، الزكوة، باب زكوة الفطر على المسلمين من التمر والشعير، ح: ٩٨٤ من حديث نافع به.

١٦١٣- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن عبدالبر في التمهيد: ١٤/ ٣١٦ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق.

قالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ فِيهِ أَيُّوبُ وَعَبْدُ اللهِ، يَعْنِي الْعُمَرِيَّ، في حَدِيثِهما عنْ نَافِعٍ: ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى. أَيضًا.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس روایت میں ایوب اور عبداللہ العمری بھی نافع سے [ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى] ''مرد اور عورت'' کے الفاظ بیان کرتے ہیں۔

١٦١٤- حَدَّثَنا الْهَيْثَمُ بْنُ خَالِدٍ الْجُهَنِيُّ: حَدَّثَنا حُسَيْنُ بنُ عَلِيٍّ الْجُعْفِيُّ عنْ زَائِدَةَ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بنُ أَبِي رَوَّادٍ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: كانَ النَّاسُ يُخْرِجُونَ صَدَقَةَ الْفِطْرِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ أَوْ تَمْرٍ أَوْ سُلْتٍ أَوْ زَبِيبٍ. قالَ: قالَ عَبْدُ اللهِ: فَلَمَّا كَانَ عُمَرُ رَحِمَهُ اللهُ وَكَثُرَتِ الْحِنْطَةُ جَعَلَ عُمَرُ نِصْفَ صَاعِ حِنْطَةٍ مِنْ تِلْكَ الأَشْيَاءِ.

١٦١٤- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں جَو' کھجور' بغیر چھلکے کے جَو یا کشمش میں سے ایک ایک صاع صدقۂ فطر ادا کیا کرتے تھے۔ جناب نافع کہتے ہیں' حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دور آیا اور گندم کی کثرت ہوگئی تو انہوں نے ان اشیاء کے ایک صاع کی بجائے گندم کا آدھا صاع مقرر کر دیا۔

ملحوظہ: علامہ منذری نے اس حدیث کے راوی عبدالعزیز بن ابی رَوّاد کو ضعیف لکھا ہے' نیز حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ذکر اس روایت میں وہم ہے۔ صحیح یہ ہے کہ وہ معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ (علامہ البانی رحمہ اللہ) تاہم صحابہ کی ایک جماعت حضرت علی' عثمان' ابوہریرہ' جابر' ابن عباس' ابن الزبیر ان کی والدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہم سے گندم کا آدھا صاع دینا ثابت ہے۔ لیکن اس اختیار پر صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع ثابت نہیں بلکہ اختلاف رہا ہے اس لیے اسے حجت نہیں بنایا جا سکتا۔ (الروضة الندية) جیسے کہ مندرجہ ذیل دو احادیث میں حضرت عبداللہ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما کے عمل کا ذکر آ رہا ہے' لہٰذا صحیح اور راجح یہی ہے کہ ایک صاع دیا جائے' گندم ہو یا کچھ اور۔

١٦١٥- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَسُلَيْمانُ بنُ دَاوُدَ الْعَتَكِيُّ قَالَا: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ، عن نَافِعٍ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ:

١٦١٥- جناب نافع نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ پھر لوگ گندم کا آدھا صاع دینے لگے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عبداللہ کھجور دیا کرتے

---

١٦١٤ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الزكوة، باب السلت، ح: ٢٥١٨ من حديث حسين بن علي الجعفي به، وقوله: "فلما كان عمر" خطأ، والصواب "فلما كان معاوية رضي الله عنه".

١٦١٥ـ تخريج: أخرجه البخاري، الزكوة، باب صدقة الفطر على الحر والمملوك، ح: ١٥١١ من حديث حماد بن زيد، ومسلم، الزكوة، باب زكوة الفطر على المسلمين من التمر والشعير، ح: ٩٨٤ من حديث أيوب السختياني به.

فَعَدَلَ النَّاسُ بَعْدُ نِصْفَ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ قالَ: وَكَانَ عَبْدُ الله يُعْطِي التَّمْرَ، فَأُعْوِزَ أَهْلُ المَدِينَةِ التَّمْرَ عَامًا فَأَعْطَى الشَّعِيرَ.

تھے مگر ایک سال اہل مدینہ کو کھجور کی تنگی آ گئی' تو انہوں نے جَو دیے۔

١٦١٦- حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ: حَدَّثَنا دَاوُدُ يَعْني ابنَ قَيْسٍ عنْ عِيَاضِ بنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قالَ: كُنَّا نُخْرِجُ إِذْ كانَ فِينَا رَسُولُ الله ﷺ زَكَاةَ الْفِطْرِ عن كلِّ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ حُرٍّ وَمَمْلُوكٍ صَاعًا مِنْ طَعامٍ، أَوْ صَاعًا من أَقِطٍ، أَو صَاعًا من شَعِيرٍ أو صَاعًا من تَمْرٍ أَو صَاعًا من زَبِيبٍ، فَلَمْ نَزَلْ نُخْرِجُهُ حَتَّى قَدِمَ مُعاوِيَةُ حَاجًّا أَوْ مُعْتَمِرًا، فَكَلَّمَ النَّاسَ عَلَى المِنْبَرِ، فَكَانَ فِيمَا كَلَّمَ بِهِ النَّاسَ أَنْ قال: إِنِّي أَرَى أَنَّ مُدَّيْنِ مِنْ سَمْرَاءِ الشَّامِ تَعْدِلُ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ، فَأَخَذَ النَّاسُ بِذَلِكَ. فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ: فأَمَّا أَنَا فلا أَزَالُ أُخْرِجُهُ أَبَدًا ما عِشْتُ.

١٦١٦- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ ہم میں موجود تھے تو ہم ہر چھوٹے بڑے' آزاد اور غلام کی طرف سے صدقۂ فطر میں طعام' پنیر' جَو' کھجور یا کشمش (میں سے کسی ایک) کا ایک صاع دیا کرتے تھے۔ اور ہم یہ اسی طرح دیتے رہے حتی کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حج یا عمرے کے لیے آئے اور برسر منبر لوگوں کو خطبہ دیا۔ منجملہ اور باتوں کے انہوں نے لوگوں سے یہ بھی کہا: میں سمجھتا ہوں کہ شام کی گندم کے دو مد (آدھا صاع) کھجور کے ایک صاع کے برابر ہے۔ چنانچہ لوگوں نے ان کی بات لے لی۔ اس پر حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تو جب تک زندہ ہوں ایک صاع ہی دیتا رہوں گا۔

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ ابنُ عُلَيَّةَ وَعَبْدَةُ وَغَيْرُهُمَا عن ابنِ إِسْحَاقَ، عن عَبْدِ الله ابنِ عَبْدِ الله بنِ عُثْمانَ بنِ حَكِيمِ بنِ حِزَامٍ، عنْ عِيَاضٍ، عنْ أَبي سَعِيدٍ بِمَعْنَاهُ. وَذَكَرَ رَجُلٌ وَاحِدٌ فيه عن ابنِ عُلَيَّةَ: أَوْ [صَاعًا]

امام ابوداود نے کہا: یہ روایت ابن علیہ اور عبدہ وغیرہ نے بسند ابن اسحٰق عن عبداللہ بن عبداللہ بن عثمان بن حکیم بن حزام عن عیاض عن ابی سعید' اس کے ہم معنی روایت کی ہے۔ اور اس میں ایک آدمی نے ابن علیہ کی روایت میں [أو صاعاً من حِنطَة] ''یا ایک صاع گندم کا'' ذکر کیا

١٦١٦ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، الزكوة، باب زكوة الفطر على المسلمين من التمر والشعير، ح: ٩٨٥ عن عبدالله ابن مسلمة، والبخاري، الزكوة، باب صدقة الفطر صاع من شعير، ح: ١٥٠٥ من حديث عياض بن عبدالله به، وذكر رجل واحد فيه "أوصاعًا من حنطة" غير محفوظ.

مِنْ حِنْطَةٍ، وَلَيْسَ بِمَحْفُوظٍ.

ہے‘ مگر یہ محفوظ نہیں ہے۔

**فوائد ومسائل:** ① جب صحابۂ کرام ؓ کی آراء میں اختلاف ہو تو بلاشبہ وہی قول اور عمل حق اور راجح ہوگا جس پر دور رسالت میں عمل ہوتا رہا۔ صدقۂ فطر کے معاملے میں کچھ صحابہ کرام نے حضرت معاویہ ؓ کی رائے پر عمل کرتے ہوئے آدھا صاع گندم دینا شروع کر دیا تھا مگر کچھ نے اسے قبول نہیں کیا۔ تو ان کی رائے حجت نہ ہوئی۔ ② لفظ ’’طعام‘‘ اگرچہ عام ہے مگر کچھ علماء اس طرف گئے ہیں کہ اس کا اطلاق ’’گندم‘‘ پر بالخصوص ہوتا ہے۔ (خطابی) اس لیے گندم سے صدقۂ فطر دینا ہو تو بھی ایک صاع ہی دیا جائے۔ ③ اس حدیث میں یہ دلیل بھی ہے کہ نبی ؑ نے مختلف قیمتوں کی حامل مختلف اجناس کی تعیین فرمائی اور صحابہ ؓ بھی یہی اجناس دیتے تھے‘ کہیں بھی قیمت ادا کرنے کا ارشاد نہیں ہے‘ لہٰذا جنس کی صورت میں ادائیگی زیادہ افضل اور راجح ہے۔ تینوں ائمہ اسی طرف گئے ہیں۔ صرف امام ابوحنیفہ ؒ جواز قیمت کے قائل ہیں۔ اور امام بخاری ؒ نے بھی [باب العرض فی الزکاة] میں یہی ثابت کیا ہے کہ فرض زکوۃ میں بدل جائز ہے۔ اور حضرت معاذ ؓ نے اہل یمن سے کہا تھا کہ جَو اور مکئی کی بجائے کپڑے پیش کر دو‘ یہ تم پر آسان ہے اور یہ مدینہ میں اصحاب نبی ﷺ کے لیے مفید تر ہیں۔ (صحیح بخاری‘ کتاب الزکوٰة‘ باب:۳۳) علامہ شوکانی ؒ السیل الجرار میں عذر کی بنا پر قیمت کی ادائیگی کو جائز بتاتے ہیں (اور مقصد اور فائدہ کی نظر سے قیمت کو نظر انداز بھی نہیں کیا جا سکتا) راجح بہرحال جنس ہی ہے۔ (مرعاة المفاتیح‘ شرح مشکاة المصابیح‘ حدیث:۱۸۳۳)

١٦١٧- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا [إِ]سْمَاعِيلُ، لَيْسَ فيه ذِكْرُ الْحِنْطَةِ.

۱۶۱۷- مسدّد بواسطہ اسمٰعیل کی روایت میں ’’گندم‘‘ کا ذکر نہیں ہے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَقَدْ ذَكَرَ مُعَاوِيَةُ بنُ هِشَامٍ في هذا الحديثِ عَنِ الثَّوْرِيِّ، عَنْ [زَ]يْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عن عِيَاضٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ: نِصْفَ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ، وَهُوَ وَهْمٌ [مِ]نْ مُعَاوِيَةَ بنِ هِشَامٍ أَوْ مِمَّنْ رَوَاهُ عَنْهُ.

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ معاویہ بن ہشام نے ثوری سے مروی اس حدیث میں ابوسعید سے ’’گندم کا آدھا صاع‘‘ ذکر کیا ہے مگر یہ معاویہ بن ہشام کا یا ان سے روایت کرنے والوں میں سے کسی کا وہم ہے۔

١٦١٨- حَدَّثَنا حَامِدُ بنُ يَحْيَى:

۱۶۱۸- جناب عیاض کہتے ہیں کہ میں نے حضرت

١٦١٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق، وقوله: "نصف صاع من بر" غير محفوظ * الثوري عنعن، والحديث السابق يغني عنه.

١٦١٨ـ تخريج: [شاذ] سنده ضعيف لشذوذه، انظر الحديثين السابقين.

أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ؛ ح: وحَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيٰى، عَنِ ابنِ عَجْلَانَ سَمِعَ عِيَاضًا قال: سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يقُولُ: لا أُخْرِجُ أَبَدًا إِلَّا صَاعًا، إِنَّا كُنَّا نُخْرِجُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ الله ﷺ صَاعَ تَمْرٍ أَوْ شَعِيرٍ أَوْ أَقِطٍ أَوْ زَبِيبٍ هذا حَدِيثُ يَحْيٰى. زَادَ سُفْيَانُ: أَوْ صَاعًا مِنْ دَقِيقٍ.

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے سنا' کہتے تھے کہ میں تو ہمیشہ ایک صاع ہی دیتا رہوں گا۔ ہم رسول اللہ ﷺ کے دور میں کھجور' جو' پنیر یا کشمش میں سے ایک صاع ہی دیا کرتے تھے۔ یہ روایت یحیٰی کی ہے۔ سفیان کی روایت میں [صَاعًا مِّنْ دَقِيقٍ] ''ایک صاع آٹے کا'' ذکر بھی ہے۔

قال حَامِدٌ: فَأَنْكَرُوا عَلَيْهِ فَتَرَكَهُ سُفْيَانُ.

حامد نے کہا: علمائے حدیث نے اس اضافے پر انکار کیا تو سفیان نے اسے بیان کرنا چھوڑ دیا۔

قال أَبُو دَاوُدَ: فَهَذِهِ الزِّيَادَةُ وَهْمٌ مِنِ ابنِ عُيَيْنَةَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ اضافہ ابن عیینہ کا وہم ہے۔



## (المعجم ٢١) - باب مَنْ رَوَى نِصْفَ صَاعٍ مِنْ قَمْحٍ (التحفة ٢١)

## باب:٢١-ان حضرات کی دلیل جو گندم کا آدھا صاع بیان کرتے ہیں

١٦١٩- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ وَسُلَيْمانُ بنُ دَاوُدَ الْعَتَكِيُّ قالا: حَدَّثَنا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ، عَنِ النُّعْمَانِ بنِ رَاشِدٍ عن الزُّهْرِيِّ - قال مُسَدَّدٌ عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ أَبِي صُعَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، وَقال سُلَيْمانُ بنُ دَاوُدَ: عَبْدِ اللهِ بنِ ثَعْلَبَةَ أَوْ ثَعْلَبَةَ بْنِ عَبْدِ الله بنِ أبي صُعَيْرٍ، عن أبيهِ - قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «صَاعٌ مِنْ بُرٍّ أَوْ قَمْحٍ عَلٰى كُلِّ اثْنَيْنِ صَغِيرٍ أَوْ كَبِيرٍ، حُرٍّ أَوْ عَبْدٍ، ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى. أَمَّا

١٦١٩-جناب عبداللہ بن ثعلبہ یا ثعلبہ بن عبداللہ بن ابی صُعیر اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر دو افراد چھوٹے بڑے' آزاد غلام' مرد اور عورت کی طرف سے ایک صاع گندم ہے۔ چنانچہ جو تم میں سے غنی ہے تو اللہ تعالیٰ اسے پاک کردے گا اور جو فقیر ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اس سے زیادہ عطا فرمائے گا جو اس نے دیا۔''

١٦١٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٥/ ٤٣٢ من حديث حماد بن زيد به ※ الزهري مدلس وعنعن، وفيه علة أخرى.

غَنِيُّكُمْ فَيُزَكِّيهِ اللهُ تَعَالَى، وَأَمَّا فَقِيرُكُمْ فَيَرُدُّ اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ أَكْثَرَ مِمَّا أَعْطَاهُ».

زَادَ سُلَيْمَانُ فِي حَدِيثِهِ: «غَنِيٍّ أَوْ فَقِيرٍ».

سلیمان نے اپنی روایت میں ''غنی اور فقیر'' کا اضافہ کیا ہے۔ (یوں کہا: آزاد غلام' مرد عورت ''غنی اور فقیر'' کی طرف سے......)

**فائدہ:** زکوۃ المال کی طرح رسول اللہ ﷺ نے زکوۃ الفطر بنیادی غذائی اجناس سے ایک صاع کے برابر ادا کرنے کا حکم فرمایا۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ وضاحت سے بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں آپ کے حکم پر ہم کھانے کی اشیاء میں سے ایک صاع زکوۃ الفطر ادا کرتے تھے۔ اور ہمارے کھانے کی اجناس جو' کشمش پنیر اور کھجور تھیں۔ (صحیح البخاری' صدقة الفطر' باب الصدقة قبل العید' حدیث:١٥١٠) یعنی اس دور میں گندم عام نہ تھی۔ بعد میں جب گندم عام ہوگئی تو زکوۃ الفطر اس میں سے ادا کی جانے لگی۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ لوگوں نے قیمت کو بنیاد بنا کر گندم سے ایک صاع یا چار مد کی بجائے دو مد یا نصف صاع ادا کرنا شروع کر دیا۔ (صحیح البخاری' صدقة الفطر' باب صدقه الفطر صاعاً من تمر' حدیث:١٥٠٧) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ یہ بھی وضاحت فرماتے ہیں کہ گندم میں آدھا صاع دینے کا طریقہ لوگوں میں اس وقت شروع ہوا جب [فلما جاء معاویة و جاء ت السمراء......] ''حضرت معاویہ آئے اور سمراء یعنی شامی گندم آئی تو حضرت معاویہ نے فرمایا کہ میری رائے میں اس گندم کا ایک مُد (دوسری غذائی اجناس کے) دو مدوں کے برابر ہے۔'' (صحیح البخاری' صدقة الفطر' باب صاع من زبیب' حدیث:١٥٠٨) ابوداود میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت (حدیث نمبر١٦١٤) میں یہ کہا گیا ہے کہ گندم کے آدھے صاع کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے باقی اشیاء کے نصف صاع کے برابر قرار دیا تھا لیکن یہ روایت بعض علمائے جرح و تعدیل کے نزدیک تو سرے سے ضعیف ہے۔ (ضعیف ابی داود للألبانی' الزکوٰة' باب کم یودّی فی صدقة الفطر) ورنہ اس پر اتفاق ہے کہ اس حدیث میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نام امام مسلم نے اس حدیث کے راوی عبدالعزیز بن ابی رواد کا وہم قرار دیا ہے۔ (فتح الباری' الزکاة' باب صدقة الفطر صاعًا من تمر)

نصف صاع کی رائے حضرت ابوہریرہ' جابر' ابن عباس' ابن زبیر اور ان کی والدہ ماجدہ اسماء بنت ابی بکر کے علاوہ حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم سے منقول ہے۔ لیکن اس پر صحابہ کا اجماع نہیں کیونکہ بعض دیگر صحابہ مثلاً حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اس رائے کے مخالف ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جس طرح یہ مروی ہے کہ آپ نے قیمت کا لحاظ کرتے ہوئے ایک وقت میں نصف صاع کی اجازت دی وہاں یہ بھی مروی ہے کہ آپ نے بعد میں گندم کی ارزانی دیکھ کر دوبارہ پورا صاع ادا کرنے کا حکم دیا۔ (سنن أبی داود' الزکوٰة' حدیث:١٦٢٢)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ صحابہ کا یہ اختلاف بیان کرنے کے بعد یہ تبصرہ کرتے ہیں کہ ہر زمانے میں اگر قیمت کو بنیاد بنا کر زکوۃ الفطر کی ادائیگی کا سلسلہ شروع ہو گیا تو اس کی مقدار کبھی منضبط نہیں رہ سکے گی بلکہ ہو سکتا ہے کہ (قیمتوں کے اتار چڑھاؤ کی وجہ سے) کسی وقت خود گندم کے بہت سے صاع مقرر کرنے پڑیں (فتح الباری' الزکاۃ' باب صاع من زبیب) اور اب یہ وقت آ گیا ہے کہ اگر کشمش اور کھجور کی قیمت کو بنیاد بنائیں تو واقعی گندم اب منوں کے حساب سے دینی پڑے گی۔ اس لیے قیمتوں سے قطع نظر ہر علاقے کی بنیادی غذائی جنس سے ایک صاع زکوۃ الفطر کا طریقہ ہی قابل عمل ہے جو رسول اللہ ﷺ نے خود اپنے دور کی مختلف بنیادی اجناس کے حوالے سے مقرر فرمایا۔ آپ نے جن اشیاء کا نام لیا وہ سو فیصد ہم قیمت نہ تھیں' لیکن آپ نے قیمتوں کے فرق کو ایک طرف رکھتے ہوئے رائج چیز کا نام لے کر ہر ایک میں صاع کی مقدار متعین فرمائی۔ دوسرے لفظوں میں رسالت مآب ﷺ نے بنیادی غذائی اجناس کی قیمتوں کو بنیاد بنانے کی بجائے مقدار کو بنیاد بنایا اور تمام اجناس میں یکساں مقدار مقرر فرمائی۔

امام ابوداود رحمہ اللہ نے اس باب میں رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب روایات جمع کر دی ہیں جو آدھے صاع کا نقطۂ نظر رکھنے والے دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں اور ان کی پوری سندیں بیان کر دی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ سب روایتیں ضعیف ہیں۔ اور آخری روایت میں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے قیمتوں کے حوالے سے گندم کی مقدار میں تبدیلی کا بھی ذکر آ گیا ہے۔



امام حاکم رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح الاسناد کہا ہے۔ (المستدرك' الزکوة' حدیث: ۱۴۶۴) اس کے متعدد شواہد موجود ہیں۔ مثلاً امام حاکم سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (بھی) ان کو کھجور کے پھل کا تخمینہ لگانے کے لیے بھیجا اور فرمایا: جب تم کسی اراضی میں پہنچو تو تخمینہ لگاؤ اور جتنی وہ کھا لیں اتنی مقدار چھوڑ دو۔ امام حاکم نے اس شاہد کے بارے میں کہا ہے کہ اس کی صحت پر سب کا اتفاق ہے۔ (المستدرك' الزکوة' حدیث: ۱۴۶۵) مروان بن حکم نے بھی ان کو بھیجا تھا۔

یہ کاشتکاروں کے لیے اسلام کی رحمت وشفقت کا بہترین مظاہرہ ہے کہ تخمینے کے بعد پیداوار تیار حالت میں گھر لے جانے سے پہلے جو کمی آ سکتی ہے، چاہے لوگوں کے کھانے ہی سے آئے، اس کو تخمینے سے نکال کر زکوۃ دی جائے۔ آج کل کھیتیاں مختلف آفاتِ سماوی سے ضائع ہو جاتی ہیں یا ان کی پیداوار بہت کم ہو جاتی ہے، بیماریاں بکثرت فصلوں اور باغوں پر حملہ آور ہوتی ہیں' لٰہذا کسان اپنی فصل کو ان بیماریوں سے بچانے کے لیے (بہت زیادہ اخراجات) کا بار اٹھاتا ہے۔ نتیجتاً وہ اکثر مقروض ہو جاتا ہے اور بعض اوقات فصل کی تباہی اس پیمانے پر ہوتی ہے کہ اس کے بنیادی اخراجات اس کے ذمے بطور قرض واجب ہو جاتے ہیں۔

غالباً اسی لیے محدث العصر حافظ عبداللہ روپڑی رحمہ اللہ نے ایسے تمام اخراجات نکال کر بقیہ مال کی زکوۃ دینے کا فتویٰ دیا ہے۔ (فتاوٰی اہل حدیث' حافظ محمد عبداللہ روپڑی' جلد: دوم' باب: زکوۃ)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں اس بات پر کوئی اختلاف مروی نہیں کہ اگر صاحب مال پر کوئی قرض ہے تو اسے نکال کر باقی مال پر زکوٰۃ ہوگی۔ بعد کے دور میں ربیعہ، حماد بن ابی سلیمان اور شافعی رحمہم اللہ نے اپنے نئے قول کے مطابق یہ رائے دی کہ قرض ہونے یا نہ ہونے کا اعتبار نہیں ہوگا۔ ساری موجودہ پیداوار پر زکوٰۃ ہوگی۔ لیکن اس دور کی بھی اکثریت مثلاً عطاء، سلیمان بن یسار، میمون بن مہران، حسن، نخعی، لیث، ثوری اور اسحاق رحمہم اللہ کا فتویٰ یہ ہے کہ اموال ظاہرہ ہوں یا باطنہ قرض نکال کر باقی مال اگر نصاب کو پہنچ جائے تو اس پر زکوٰۃ دینی ہوگی۔

امام مالک، اوزاعی، ابوثور اور فقہائے عراق رحمہم اللہ اموال باطنہ میں قرض نکال کر باقی مال کی زکوٰۃ کے قائل ہیں لیکن اموال ظاہرہ میں نہیں، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اموال ظاہرہ خصوصاً کھیتی پر جو بھی خرچ ہوتا تھا اس کا تعلق پانی سے تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خرچ کا اعتبار کرتے ہوئے عشر کی مقدار آدھی کر دی۔ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ جوں کا توں قائم رہے گا۔ (ابن قدامه، المغنی، کتاب الزکاة، مسئله : الدین یمنع زکٰوة الأموال الباطنه بشرطه)

خلفائے راشدین اور صحابہ رضی اللہ عنہم میں ایسے کسی اختلاف کا ثبوت نہیں ملتا بلکہ اس بات پر اتفاق رائے پایا جاتا ہے کہ زکوٰۃ کی ادائیگی قرض کی مالیت علیحدہ کرنے کے بعد باقی مال پر ہوگی۔ (المغنی، باب زکٰوة الدین و الصدقة)

اس سلسلے میں ابن قدامہ نے تو اصحاب مالک کے حوالے سے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کیا ہے کہ [إِذَا كَانَ لِرَجُلٍ أَلْفُ دِرْهَمٍ وَ عَلَيْهِ أَلْفُ دِرْهَمٍ فَلَا زَكَاةَ عَلَيْهِ] ''جب کسی آدمی کے پاس ہزار درہم ہوں اور اس پر ہزار درہم ہی قرض ہو تو اس پر کوئی زکوٰۃ نہیں۔'' انہوں نے اس کو نص قرار دیا ہے لیکن انہوں نے اس حدیث کی باقاعدہ سند نقل نہیں کی۔ البتہ امام بیہقی رحمہ اللہ نے صحیح ترین سند سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر خطبہ دیتے ہوئے سنا، آپ فرما رہے تھے: ''یہ تمہارا زکوٰۃ کا مہینہ ہے۔ تم میں سے جس پر کوئی قرض ہے وہ ادا کر دے تاکہ تمہارے مال خالص (قرض سے پاک) ہو جائیں اور ان سے زکوٰۃ ادا کرو۔''

امام بخاری رحمہ اللہ نے اسی سند سے یہ روایت ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر خطبہ دیتے ہوئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے سنا'' تک اپنی صحیح میں بیان کی ہے۔'' (صحیح البخاری، مع فتح الباری، الاعتصام بالسنة، باب ماذکر النبی ﷺ وحض علی اتفاق أهل العلم، نیز السنن الکبریٰ للبیهقی، الزکاة، باب الدین مع الصدقة)

یہ خلیفۂ راشد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے جو برسر منبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم دیا گیا اور کسی ایک صحابی نے بھی ان سے اختلاف نہ کیا۔ ابن قدامہ رحمہ اللہ اس کو بجا طور پر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا اتفاق رائے قرار دیتے ہیں۔ یہ ہر طرح کے قرض کو نکال کر باقی خالص مال سے زکوٰۃ کے وجوب پر قطعی دلیل ہے۔ بالخصوص اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اور اپنے خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی سنت کو لازم قرار دیا ہے۔ بعد کے عہد کے فقہاء اور علماء کے فتاویٰ اگر اس سے مختلف ہوں تو

وہ قابل التفات نہیں رہتے۔ جبکہ ان کی اکثریت بھی اس کی قائل ہے۔

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں اگر کوئی اختلاف پایا جاتا ہے تو محض یہ کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ کوئی انسان اگر قرض لے کر اہل وعیال پر بھی خرچ کرے اور کھیتی پر بھی تو سارا قرض نکال کر باقی مال پر زکوٰۃ ہوگی۔ جبکہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا اجتہاد یہ ہے کہ زکوٰۃ سے پہلے صرف اتنا قرض نکالا جائے گا جو اس نے کھیتی پر صرف کیا ہے۔ (المغنی: الدین یمنع زکوٰۃ الأموال......)

یہ دونوں اس پر متفق ہیں کہ جو قرض کھیتی پر صرف ہوا وہ زکوٰۃ سے مستثنیٰ ہوگا۔ کسی اور صحابی سے بھی اس سلسلے میں کوئی اختلاف منقول نہیں۔ صحابہ نے رسول اللہ ﷺ سے براہ راست دین حاصل کیا اور احکام شریعت کے عموم سے اچھی طرح واقف تھے۔ ان کے اجتہاد کے مقابلے میں کسی دوسرے کے اجتہاد کی کوئی حیثیت نہیں' خصوصاً ایسے اجتہاد کی جس سے کھیتی باڑی کرنے والے مسلمانوں کی مشکلات میں اضافہ ہوتا ہے۔

بعض علماء نے قرض کی چھوٹ کے حوالے سے مزید دلائل دیتے ہوئے کہا ہے کہ زکوٰۃ لی ہی اغنیاء سے جاتی ہے اور پھر فقراء کو دی جاتی ہے' تو ایک ایسا آدمی جو قرض کے بوجھ کے نیچے دبا ہوا اور صرف اس بنیاد پر کہ اس کی پیداوار ہوئی ہے چاہے وہ اس کے قرض سے کم ہو اس سے زکوٰۃ لے لی جائے' مصلحت پر زکوٰۃ کو الٹ دینے کے مترادف ہے۔ (مفصل بحث المغنی لابن قدامہ' باب زکوٰۃ الدین والصدقۃ میں دیکھی جاسکتی ہے۔)



**١٦٢٠- حَدَّثَنا** عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ الدَّرَابِجِرْدِيُّ: حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ: حَدَّثَنا هَمَّامٌ: حَدَّثَنا بَكْرٌ - هُوَ ابنُ وَائِلٍ - عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَوْ قال: عَبْدِ اللهِ بْنِ ثَعْلَبَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ؛ ح: وحَدَّثَنا مُحمَّدُ بْنُ يَحْيٰى النَّيْسَابُورِيُّ: حَدَّثَنا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: أخبرَنا هَمَّامٌ عَنْ بَكْرٍ الْكُوفِيِّ - قال مُحمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: هُوَ بَكْرُ بْنُ وَائِلِ بنِ دَاوُدَ - أَنَّ الزُّهْرِيَّ حَدَّثَهُمْ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ ثَعْلَبَةَ بْنِ [أبي] صُعَيْرٍ عن أبِيهِ قال: قَامَ رَسُولُ الله ﷺ

**١٦٢٠-** جناب عبداللہ بن ثعلبہ بن ابی صعیر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ خطبے کے لیے کھڑے ہوئے تو آپ نے صدقۂ فطر کا حکم ارشاد فرمایا کہ ہر فرد کی طرف سے ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو دیا جائے۔ علی کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ یا دو افراد کی طرف سے ایک صاع گندم کا دیا جائے......اس حصے سے بعد کی روایت میں (علی بن حسن اور محمد بن یحییٰ نیشاپوری) دونوں متفق ہیں کہ چھوٹے، بڑے، آزاد اور غلام کی طرف سے دیا جائے۔

**١٦٢٠ــ تخريج: [ضعيف]** أخرجه ابن خزيمة، ح: ٢٤١٠ عن محمد بن يحي الذهلي به، وانظر الحديث السابق لعلته.

خَطِيبًا فأَمَرَ بِصَدَقَةِ الْفِطْرِ صَاعَ تَمْرٍ أَوْ صَاعَ شَعِيرٍ عَنْ كلِّ رَأسٍ. زَادَ عَلِيٌّ في حَدِيثِهِ: أَوْ صَاعَ بُرٍّ أَوْ قَمْحٍ بَيْنَ اثْنَيْنِ، ثُمَّ اتَّفَقَا: عَنِ الصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ وَالْحُرِّ وَالْعَبْدِ.

**فائدہ:** سنن دارقطنی میں ہے: [أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَامَ خَطِيبًا فَأَمَرَ بِصَدَقَةِ الْفِطْرِ عَنِ الصَّغِيْرِ وَالْكَبِيْرِ وَالْحُرِّ وَالْعَبْدِ، صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ، عَنْ كُلِّ وَاحِدٍ أَوْ عَنْ كُلِّ رَأْسٍ أَوْ صَاعَ قَمْحٍ] (کتاب زکوٰۃ الفطر:۲/۱۴۷، حدیث:۲۰۹۰) ’’رسول اللہ ﷺ خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے تو آپ نے صدقۂ فطر کا حکم دیا کہ ہر چھوٹے بڑے آزاد غلام کی طرف سے کھجور یا جو کا ایک ایک صاع دیا جائے یا ایک صاع گندم کا۔‘‘

۱۶۲۱- **حَدَّثَنا** أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا عَبْدُالرَّزَّاقِ: أخبرنا ابنُ جُرَيْجٍ قَالَ: وقالَ ابْنُ شِهَابٍ: قال عَبْدُ الله بْنُ ثَعْلَبَةَ - قال أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: قالَ الْعَدَوِيُّ: قال أَبُو دَاوُدَ: قال أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ وَإِنَّمَا هُوَ الْعُذْرِيُّ خَطَبَ رَسُولُ الله ﷺ النَّاسَ قَبْلَ الْفِطْرِ بِيَوْمَيْنِ بِمَعْنَى حَدِيثِ المُقْرِىءِ.

۱۶۲۱- ابن جریج کا بیان ہے کہ ابن شہاب نے (راوی کا نام) ’’عبداللہ بن ثعلبہ‘‘ ہی روایت کیا ہے۔ اور احمد بن صالح نے اس کو [العَدَوی] کہا۔ امام ابوداود کہتے ہیں کہ وہ درحقیقت [العُذری] ہے۔ (روایت یہ ہے کہ) رسول اللہ ﷺ نے عید الفطر سے دو دن پہلے لوگوں کو خطبہ دیا...... اور (عبداللہ بن یزید مکی) المقریٔ کی (مذکورہ بالا) روایت کی مانند بیان کیا۔

۱۶۲۲- **حَدَّثَنَا** مُحمَّدُ بنُ الْمُثَنّٰى: حَدَّثَنا سَهْلُ بنُ يُوسُفَ قال حُمَيْدٌ: أخبرنا عن الْحَسَنِ قَالَ: خَطَبَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِي آخِرِ رَمَضَانَ عَلَى مِنْبَرِ الْبَصْرَةِ فَقَالَ: أَخرِجُوا صَدَقَةَ صَوْمِكُمْ، فَكَأَنَّ النَّاسَ لَمْ

۱۶۲۲- جناب حسن بصری بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس ؓ نے رمضان کے آخر میں بصرہ میں منبر پر خطبہ دیا اور کہا: اپنے روزوں کا صدقہ ادا کرو۔ تو گویا لوگوں کو ان کی بات سمجھ میں نہ آئی، تو انہوں نے کہا: اہل مدینہ میں سے یہاں کون ہے؟ اٹھو اور اپنے

---

**۱۶۲۱ـ تخريج:** [**إسناده ضعيف**] وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ٥٧٨٥ * الزهري وابن جريج عنعنا.

**۱۶۲۲ـ تخريج:** [**إسناده ضعيف**] أخرجه النسائي، العيدين، باب حث الإمام على الصدقة في الخطبة، ح: ١٥٨١ من حديث حميد به، وقال النسائي: "الحسن لم يسمع من ابن عباس".

أَخرِجُوا صَدَقَةَ صَوْمِكُمْ، فَكَأَنَّ النَّاسَ لَمْ يَعْلَمُوا، فَقَالَ مَنْ هٰهُنَا مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ؟ قومُوا إِلَى إِخْوَانِكُمْ فَعَلِّمُوهُمْ فإِنَّهُمْ لا يَعْلَمونَ، فَرَضَ رَسُولُ الله ﷺ هَذِهِ الصَّدَقَةَ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ شَعِيرٍ، أَوْ نِصْفَ صَاعٍ مِنْ قَمْحٍ عَلَى كلِّ حُرٍّ أَوْ مَمْلُوكٍ، ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى، صَغِيرٍ أَوْ كَبِيرٍ. فَلَمَّا قَدِمَ عَلِيٌّ رَأَى رُخْصَ السِّعْرِ قال: قَدْ أَوْسَعَ الله عَلَيْكُمْ فَلَوْ جَعَلْتُمُوهُ صَاعًا مِنْ كلِّ شَيْءٍ.

بھائیوں کو سمجھاؤ' یہ نہیں جانتے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ صدقہ فرض فرمایا ہے کہ ہر آزاد' غلام' مرد' عورت' چھوٹے اور بڑے کی طرف سے کھجور یا جَو سے ایک صاع دیا جائے' یا گندم کا آدھا صاع ......اور جب حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو انہوں نے ارزانی دیکھی' تو فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تم پر وسعت فرمائی ہے سو اگر تم ہر چیز سے ایک ایک صاع ہی دیا کرو (تو بہتر اور افضل ہے۔)

قال حُمَيْدٌ: وكَانَ الْحَسَنُ يَرَى صَدَقَةَ رَمَضَانَ عَلَى مَنْ صَامَ.

حُمید بیان کرتے ہیں کہ جناب حسن رحمہ اللہ رمضان کا صدقہ اسی شخص پر لازم سمجھتے تھے جس نے روزے رکھے ہوں۔



فائدہ: مذکورہ مختلف آثار ''گندم'' کی تخصیص کو ثابت کرتے ہیں' مگر حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی صحیح روایت میں صراحت ہے کہ یہ سب نبی ﷺ کے بعد ہی ہوا ہے۔ (نیل الأوطار: ۲۰۶/۴) اور علمائے اہل حدیث کی ترجیح یہی ہے کہ گندم کا بھی ایک ہی صاع دینا چاہیے۔

## (المعجم ٢٢) - بَابٌ: فِي تَعْجِيلِ الزَّكَاةِ (التحفة ٢٢)

## باب: ۲۲- زکوٰۃ جلدی دینا

١٦٢٣- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا شَبَابَةُ عَنْ وَرْقَاءَ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الأعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: بَعثَ النَّبيُّ ﷺ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ

۱۶۲۳- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو صدقات وصول کرنے کے لیے بھیجا تو ابن جمیل' خالد بن ولید اور عباس نے زکوٰۃ نہ دی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابن جمیل'

---

١٦٢٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، الزكوٰة، باب:في تقديم الزكوٰة ومنعها، ح: ٩٨٣ من حديث ورقاء، والبخاري، الزكوٰة، باب قول الله تعالى: ﴿وفي الرقاب والغارمين وفي سبيل الله﴾، ح: ١٤٦٨ من حديث أبي الزناد به، ورواه الترمذي، ح: ٣٧٦١ من حديث شبابة به.

رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَلَى الصَّدَقَةِ فَمَنَعَ ابْنُ جَمِيلٍ وَخَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ وَالْعَبَّاسُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا يَنْقِمُ ابْنُ جَمِيلٍ إِلَّا أَنْ كَانَ فَقِيرًا فَأَغْنَاهُ اللهُ، وَأَمَّا خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ فَإِنَّكُمْ تَظْلِمُونَ خَالِدًا فَقَدِ احْتَبَسَ أَدْرَاعَهُ وَأَعْتُدَه فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ، وَأَمَّا الْعَبَّاسُ عَمُّ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَهِيَ عَلَيَّ وَمِثْلُهَا»، ثُم قَالَ: «أَمَا شَعَرْتَ أَنَّ عَمَّ الرَّجُلِ صِنْوُ الأَبِ» أَوْ «صِنْوُ أَبِيهِ».

تو اس بات کا بدلہ لیتا ہے کہ وہ فقیر تھا' تو اللہ نے اس کو غنی کر دیا ہے۔ رہا خالد بن ولید' تو تم اس پر ظلم کرتے ہو۔ اس نے تو اپنی زر ہیں اور دیگر سامان اللہ عزوجل کی راہ میں دے دیا ہے۔ اور رہے عباس' تو وہ رسول اللہ ﷺ کے چچا ہیں' ان کی زکوٰۃ مجھ پر ہے بلکہ اسی قدر اور بھی۔'' پھر فرمایا: ''کیا تجھے معلوم نہیں کہ انسان کا چچا اس کے باپ کے مثل ہوتا ہے۔''

توضیح: ① ابن القصار مالکی اور بعض دیگر علماء سے قاضی عیاض نے نقل کیا ہے کہ مذکورہ بالا واقعہ کسی نفلی صدقہ سے متعلق ہے' ورنہ صحابۂ کرام ؓ سے ممکن نہیں کہ وہ انکار کرتے' مگر صحیحین کا سیاق فرضی زکوٰۃ کے متعلق ہی ہے۔ ابن جمیل پر عتاب آمیز تعریض ہے۔ حضرت خالد پر زکوٰۃ لازم ہی نہ تھی کیونکہ وہ اپنا مال اللہ کی راہ میں دے چکے تھے۔ اور حضرت عباس سے نبی ﷺ دو سال کی زکوٰۃ پیشگی لے چکے تھے' جیسے کہ ابوداود طیالسی' مسند بزار اور سنن دارقطنی کی روایات سے ثابت ہوتا ہے۔ اور اس میں یہی استدلال ہے کہ قبل از وقت زکوٰۃ نکالی جا سکتی ہے۔ (نیل الأوطار: ۴/۱۶۹) ابن جمیل کے واقعہ سے یہ بھی استدلال ہے کہ اگر کوئی زکوٰۃ سے مانع ہو مگر مسلح انداز سے مقابلہ نہ کرے تو اس سے زکوٰۃ جبراً لی جائے گی' اس سے بڑھ کر اس پر اور کوئی عتاب نہیں' بخلاف اس کیفیت کے جو خلافت ابوبکر میں مانعین زکوٰۃ نے اختیار کی تھی کہ مسلح ہو کر حکومت اسلامیہ کے مقابلے میں آ گئے تھے تو ان سے قتال کیا گیا۔ ② چچا کا ادب واحترام ویسے ہی کرنا چاہیے جیسے کہ باپ کا ہوتا ہے کیونکہ وہ باپ کا بھائی ہے۔

١٦٢٤- **حَدَّثَنَا** سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّا عن الْحَجَّاجِ ابنِ دِينَارٍ، عن الْحَكَمِ، عَنْ حُجَيَّةَ، عَنْ عَلِيٍّ: أَنَّ الْعَبَّاسَ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ فِي

۱۶۲۴- حضرت عباس ؓ نے نبی ﷺ سے دریافت کیا کہ کیا صدقہ (زکوٰۃ) لازم ہونے سے پہلے اسے ادا کیا جا سکتا ہے؟ تو آپ نے انہیں اس کی رخصت دی۔ (راوی نے) ایک بار یوں روایت کیا:

١٦٢٤ـ **تخريج**: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الزكوة، باب ماجاء في تعجيل الزكوة، ح:٦٧٨، وابن ماجه، ح:١٧٩٥، عن سعيد بن منصور به، وصححه ابن خزيمة، ح:٢٣٣١، والحاكم:٣/ ٢٣٢، ووافقه الذهبي
* الحكم بن عتيبة مدلس وعنعن، وللحديث شواهد ضعيفة.

تَعْجِيلِ الصَّدَقَةِ قَبْلَ أَنْ تَحُلَّ، فَرَخَّصَ لَهُ فِي ذَلِكَ قالَ مَرَّةً فَأَذِنَ لَهُ فِي ذَلِكَ.

[فَأَذِنَ لَهُ فِي ذَلِكَ].

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوٰى هَذَا الْحَدِيثَ هُشَيْمٌ عنْ مَنْصُورِ بنِ زَاذَان، عَنِ الْحَكَمِ، عَنِ الْحَسَنِ بنِ مُسْلِمٍ عَنِ النَّبيِّ ﷺ، وحَدِيثُ هُشَيْمٍ أَصَحُّ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس حدیث کو ہشیم نے منصور بن زاذان سے انہوں نے حکم سے انہوں نے حسن بن مسلم سے انہوں نے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے...... اور ہشیم کی روایت زیادہ صحیح ہے۔

## (المعجم ٢٣) - بَابٌ: فِي الزَّكَاةِ هَلْ تُحْمَلُ مِنْ بَلَدٍ إِلَى بَلَدٍ (التحفة ٢٣)

## باب:٢٣- کیا ایک شہر کی زکوۃ دوسرے شہر میں منتقل کی جاسکتی ہے؟

١٦٢٥- **حَدَّثَنا** نَصْرُ بنُ عَلِيٍّ: أخبرنا أَبِي: أخبرنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَطَاءٍ مَوْلٰى عِمْرَانَ بنِ حُصَيْنٍ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ زِيَادًا - أَوْ بَعْضَ الأُمَرَاءِ - بَعَثَ عِمرانَ بْنَ حُصَيْنٍ عَلَى الصَّدَقَةِ فلَمَّا رَجعَ قَالَ لِعِمْرَانَ: أَيْنَ المَالُ قَالَ: وَلِلْمالِ أَرْسَلْتَنِي؟ أَخَذْنَاهَا مِنْ حَيْثُ كُنَّا نأْخُذُهَا عَلى عَهْدِ رَسُولِ الله ﷺ ووَضَعْنَاهَا حَيْثُ كُنَّا نَضَعُهَا عَلى عَهْدِ رَسُولِ الله ﷺ.

١٦٢٥- ابراہیم بن عطاء کے والد سے روایت ہے کہ زیاد نے یا کسی اور امیر نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کو صدقات (زکوۃ) وصول کرنے کے لیے مقرر کیا۔ جب وہ واپس آئے تو امیر نے حضرت عمران رضی اللہ عنہ سے پوچھا: مال کہاں ہے؟ انہوں نے جواب دیا: کیا آپ نے مجھے مال (جمع کرنے) کے لیے بھیجا تھا؟ ہم نے زکوۃ وصول کی جہاں سے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں لیا کرتے تھے اور وہیں لگا دی جہاں رسول اللہ ﷺ کے دور میں لگایا کرتے تھے۔ (علاقے کے اغنیاء سے لے کر وہاں کے فقراء اور مساکین میں تقسیم کردی۔)

فائدہ: اصل بنیادی قاعدہ زکوۃ کے بارے میں یہی ہے کہ جس شہر سے لی جائے وہیں کے حاجت مندوں میں تقسیم کردی جائے۔ ہاں دوسرے شہر میں اگر زیادہ ضرورت مند ہوں تو اسے منتقل کرنا جائز ہے جیسے کہ دور نبوت میں اطراف واکناف سے زکوۃ جمع ہوتی اور مرکز مدینہ میں لائی جاتی اور اہل مدینہ کو بھی دی جاتی تھی۔

## (المعجم ٢٤) - بـاب مَنْ يُعْطَى مِنَ الصَّدَقَةِ وَحَدِّ الْغِنَى (التحفة ٢٤)

## باب:٢٤- صدقہ کسے دیا جائے؟ اور غنی ہونے کی حد کیا ہے؟

---

**١٦٢٥ـ تخريج:** [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الزكوة، باب ماجاء في عمال الصدقة، ح:١٨١١ من حديث إبراهيم بن عطاء به.

١٦٢٦- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ آدَمَ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عَنْ حَكِيمِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ سَأَلَ وَلَهُ مَا يُغْنِيهِ جَاءَ يَوْمَ القِيَامَةِ خُمُوشٌ أَوْ خُدُوشٌ أَوْ كُدُوحٌ فِي وَجْهِهِ»، فَقِيلَ: يَارسولَ اللهِ! وَمَا الْغِنٰى؟ قَالَ: «خَمْسُونَ دِرْهَمًا أَوْ قِيمَتُهَا مِنَ الذَّهَبِ» قَالَ يَحْيَى: فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بنُ عُثْمانَ لِسُفْيَانَ: حِفْظِي أَنَّ شُعْبَةَ لَا يَرْوِي عَنْ حَكِيمِ بن جُبَيْرٍ، فَقَالَ سُفْيَانُ فَقَدْ حَدَّثَنَاهُ زُبَيْدٌ عن مُحَمَّدِ ابنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ يَزِيدَ.

١٦٢٦- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص مانگے' حالانکہ اس کے پاس بقدر کفایت موجود ہو' تو قیامت کے روز وہ آئے گا اور اس کا چہرہ زخمی ہوگا یا اس پر خراشیں ہوں گی یا نوچا ہوا ہوگا۔'' کہا گیا: اے اللہ کے رسول! غنی ہونے کی کیا مقدار ہے؟ آپ نے فرمایا: ''پچاس درہم یا اس قیمت کا سونا۔'' یحیٰی نے کہا: عبداللہ بن عثمان نے سفیان سے کہا: مجھے تو ایسے یاد ہے کہ شعبہ' حکیم بن جبیر سے روایت نہیں کرتا ہے' تو سفیان نے جواب دیا کہ ہمیں یہ روایت زبید نے محمد بن عبدالرحمٰن بن یزید سے بیان کی ہے۔

**فوائد ومسائل:** ① [خُمُوش اور خُدُوش] کے معنی ہیں ناخنوں سے یا کسی لوہے وغیرہ سے چہرہ چھیلنا اور زخمی کر لینا۔ [کُدوح] کا مفہوم ہے وہ زخم اور آثار جو چھیلنے پر نمایاں ہوں اور دانتوں سے کاٹنے کو بھی [کدوح] کہتے ہیں۔ ② شرعی حق کے بغیر سوال کرنا اتنا بڑا عیب ہے کہ انسان میدان حشر میں تمام مخلوق کے سامنے ذلیل ورسوا ہو کر حاضر ہوگا۔ ③ ایک درہم موجودہ وزن کے اعتبار سے ۲.۹۷۵ یا ۳.۰۶ گرام چاندی کے مساوی ہوتا ہے۔ اس اعتبار سے پچاس درہم تقریباً ۱۳ تولہ چاندی کے برابر ہوں گے۔ اس کی موجودہ قیمت ہر وقت معلوم کی جاسکتی ہے۔

١٦٢٧- حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي أَسَدٍ أَنَّهُ قَالَ:

١٦٢٧- بنو اسد کے ایک شخص سے مروی ہے' اس نے کہا: میں اور میرے گھر والوں نے بقیع الغرقد (موجودہ قبرستان مدینہ) کے پاس پڑاؤ کیا' تو میرے

---

١٦٢٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الزكوٰة، باب من سأل عن ظهر غنىً، ح: ١٨٤٠ عن الحسن ابن علي، وحسنه الترمذي، ح: ٦٥٠، وقول الثوري: "فقد حدثناه زبيد عن محمد بن عبدالرحمٰن بن يزيد" تدليس عجيب لأنه لم يذكر السند إلى آخره.

١٦٢٧ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الزكوٰة، باب إذا لم يكن له دراهم وكان له عدلها، ح: ٢٥٩٧ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيٰ): ٢/ ٩٩٩.

نَزَلْتُ أَنَا وَأَهْلِي بِبَقِيعِ الْغَرْقَدِ قَالَ لِي أَهْلِي: اذْهَبْ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَسَلْهُ لَنَا شَيْئًا نَأْكُلُهُ فَجَعَلُوا يَذْكُرُونَ مِنْ حَاجَتِهِمْ، فَذَهَبْتُ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَوَجَدْتُ عِنْدَهُ رَجُلًا يَسْأَلُهُ ورسولُ الله ﷺ يَقُولُ: «لَا أَجِدُ مَا أُعْطِيكَ»، فَتَوَلَّى الرَّجُلُ عَنْهُ وَهُوَ مُغْضَبٌ وَهُوَ يَقُولُ: لَعَمْرِي إِنَّكَ لَتُعْطِي مَنْ شِئْتَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَغْضَبُ عَلَيَّ أَنْ لَا أَجِدَ مَا أُعْطِيهِ؟ مَنْ سَأَلَ مِنْكُم وَلَهُ أُوقِيَّةٌ أَوْ عِدْلُها فَقَدْ سَأَلَ إِلْحَافًا». قَالَ الْأَسَدِيُّ: فَقُلْتُ: لَلَقْحَةٌ لَنَا خَيْرٌ مِنْ أُوقِيَّةٍ وَالْأُوقِيَّةُ أَرْبَعُونَ دِرْهَمًا. قَالَ: فَرَجَعْتُ وَلَمْ أَسْأَلْهُ فَقَدِمَ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ بَعْدَ ذٰلِكَ شَعِيرٌ وَزَبِيبٌ فَقَسَمَ لَنَا مِنْهُ - أَوْ كَما قَالَ - حَتَّى أَغْنَانَا اللهُ عَزَّ وجَلَّ.

گھر والوں نے مجھ سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤ اور آپ سے کچھ مانگ لاؤ کہ اسے ہم کھا سکیں' اور پھر وہ اپنی ضروریات گنوانے لگے۔ چنانچہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' میں نے آپ کے ہاں ایک شخص کو پایا جو آپ سے کچھ مانگ رہا تھا اور آپ فرما رہے تھے: ''میں کوئی ایسی چیز نہیں پاتا جو تمہیں دوں۔'' پھر وہ آدمی پشت پھیر کر چلا گیا اور وہ ناراض تھا اور کہہ رہا تھا: قسم میری عمر کی! آپ جسے چاہتے ہیں دے دیتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ اس لیے مجھ پر غصے ہو رہا ہے کہ میرے پاس کچھ نہیں ہے جو میں اسے دوں؟ تم میں سے جب کوئی سوال کرتا ہے' حالانکہ اس کے پاس چالیس درہم یا اس کے مساوی کچھ ہو تو اس نے چمٹ کر (بے جا) مانگا ہے۔'' اس اسدی شخص نے بیان کیا: میں نے کہا: ہماری اونٹنی تو ایک اوقیہ سے بہت بہتر ہے...... اور ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے...... وہ کہتا ہے: چنانچہ میں لوٹ آیا اور آپ سے کچھ نہ مانگا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کے پاس جَو اور کشمش آ گئی تو آپ نے اس میں سے ہمیں بھی عنایت فرمایا...... یا اسی طرح سے کہا...... حتی کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں غنی کر دیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هٰكَذَا رَوَاهُ الثَّوْرِيُّ كَمَا قَالَ مَالِكٌ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: ثوری نے ایسے ہی روایت کیا ہے جیسے کہ مالک نے کہا ہے۔

**فوائد و مسائل:** ① امام ابوعبید قاسم بن سلام اس حدیث کی روشنی میں غنی اور فقیر میں فرق کرتے ہیں کہ جس کے پاس چالیس درہم یا اس کے مساوی مال موجود ہو وہ فقیر نہیں ہے اور اسے صدقہ دینا جائز نہیں۔ بلاشبہ تقویٰ کا اعلیٰ معیار یہی ہے مگر احوال و ظروف کے پیش نظر اس مقدار میں کمی بیشی ہو سکتی ہے۔ مثلاً قرآن کریم نے قصۂ موسیٰ و خضر میں کشتی والوں کو ''مساکین'' سے تعبیر فرمایا ہے (سورۂ کہف) لہٰذا جس آدمی کی آمدنی اس کے ضروری اخراجات کا

ساتھ نہ دے رہی ہو؟ اسے اللہ سے ڈرتے ہوئے خود ہی سوچنا چاہیے کہ واقعی وہ مانگنے کا حق رکھتا ہے یا نہیں۔ ② یہ واقعہ دلیل ہے کہ بنو اسد کا یہ شخص فطری سلامتی کے ساتھ ساتھ برکات ایمان سے بہرہ ور تھا اور صحبت رسول ﷺ نے اس کا مزید تزکیہ کر دیا تھا کہ باوجود سخت حاجت مند ہونے کے نبی علیہ السلام کے چند جملے سن کر محتاط ہو گیا اور سوال نہ کیا۔ بلاشبہ انہی فضائل کی بنا پر یہ حضرات صحبت رسول کے لائق تھے اور ہمارے سلف صالح کہلاتے ہیں جن کی قرآن مجید نے جا بجا مدح کی ہے۔ ③ عمر اور زندگی کی قسم کھانا جائز نہیں۔ مذکورہ بالا شخص، جس نے یہ قسم کھائی تھی، نیا نیا مسلمان ہوا تھا اور تعلیمات اسلام سے اچھی طرح واقف نہ تھا۔

**١٦٢٨- حَدَّثَنا** قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ وَهِشَامُ ابنُ عَمَّارٍ قَالَا: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي الرِّجَالِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ سَأَلَ وَلَهُ قِيمَةُ أُوقِيَّةٍ فَقَدْ أَلحَفَ»، فَقُلْتُ: نَاقَتِي الْيَاقُوتَةُ هِيَ خَيْرٌ مِنْ أُوقِيَّةٍ - قَالَ هِشَامٌ: خَيْرٌ مِنْ أَرْبَعِينَ دِرْهَمًا - فَرَجَعْتُ فَلَمْ أَسْأَلْهُ شَيْئًا. زَادَ هِشَامٌ فِي حَدِيثِهِ: وَكَانَتِ الأُوقِيَّةُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَرْبَعِينَ دِرْهَمًا.

۱۶۲۸- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص مانگے، حالانکہ اس کے پاس ایک اوقیہ (چالیس درہم) کے مساوی موجود ہو تو اس کا سوال اِلحاف ہے۔“ (بے جا اصرار ہے۔) میں نے کہا: میری یاقوتہ اونٹنی ایک اوقیہ سے بہت بہتر ہے۔ ہشام کی روایت میں ہے: چالیس درہموں سے بہت بہتر ہے۔ چنانچہ میں لوٹ آیا اور آپ سے کچھ نہ مانگا۔ ہشام کی روایت میں اضافہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں ایک اُوقیہ چالیس درہم کا ہوتا تھا۔



**فائدہ:** [إلحاف] مانگنے کی اس کیفیت کو کہتے ہیں جب مانگنے والا بے جا اصرار کرے اور چمٹ کر مانگے۔ باوقار فقراء کی صفت قرآن مجید نے یہ بتائی ہے کہ ﴿يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ أَغْنِيَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُم بِسِيمَاهُمْ لَا يَسْأَلُونَ النَّاسَ إِلْحَافًا......﴾ (البقرة: ۲۷۳) ”بے خبر لوگ ان کو غنی سمجھتے ہیں، آپ ان کو ان کی علامات سے پہچانتے ہیں یہ لوگوں سے لپٹ کر (اصرار سے) سوال نہیں کرتے۔“

**١٦٢٩- حَدَّثَنا** عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ

۱۶۲۹- حضرت سہل ابن حنظلیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے

**١٦٢٨ـ تخريج:** [**إسناده حسن**] أخرجه النسائي، الزكوة، باب: من الملحف؟ ح: ٢٥٩٦ عن قتيبة به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٤٤٧، وابن حبان، ح: ٨٤٦.

**١٦٢٩ـ تخريج:** [**إسناده صحيح**] أخرجه أحمد: ٤/ ١٨٠ من حديث ربيعة بن يزيد به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٣٩١، ٢٥٤٥، وابن حبان، ح: ٨٤٤، ٨٤٥.

النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا مِسْكِينٌ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُهَاجِرِ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي كَبْشَةَ السَّلُولِيِّ: حَدَّثَنا سَهْلُ ابْنُ الْحَنْظَلِيَّةِ قَالَ: قَدِمَ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ عُيَيْنَةُ بنُ حِصْنٍ وَالأَقْرَعُ بنُ حَابِسٍ فَسأَلَاهُ فَأَمَرَ لَهُمَا بِمَا سَأَلَا وأَمَرَ مُعَاوِيَةَ فَكَتَبَ لَهُمَا بِمَا سَأَلَا. فَأَمَّا الْأَقْرَعُ فأَخَذَ كِتَابَهُ فَلَفَّهُ في عِمَامَتِهِ وانْطَلَقَ، وَأَمَّا عُيَيْنَةُ فَأَخَذَ كِتَابَهُ وأَتَى النَّبِيَّ ﷺ مَكَانَهُ فَقَالَ: يَامُحَمَّدُ! أَتَرَانِي حَامِلًا إِلَى قَومِي كِتابًا لَا أَدْرِي مَا فِيهِ كَصَحِيفَةِ الْمُتَلَمِّسِ؟ فَأَخْبَرَ مُعَاوِيَةُ بِقَوْلِهِ رَسُولَ اللهِ ﷺ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ سَأَلَ وَعِنْدَهُ مَا يُغْنِيهِ فإِنَّمَا يَسْتَكْثِرُ مِنَ النَّارِ» وَقَالَ النُّفَيْلِيُّ في مَوْضِعٍ آخَرَ: «من جَمْرِ جهنَّمَ». فَقالُوا: يَارسولَ اللهِ! وَمَا يُغْنِيهِ؟ وَقَالَ النُّفَيْلِيُّ في مَوْضِعٍ آخَرَ: وَمَا الْغِنَى الَّذِي لا يَنْبَغِي مَعَهُ المَسْأَلَةُ؟ قَالَ: «قَدْرَ مَا يُغَدِّيهِ وَيُعَشِّيهِ». وَقَالَ النُّفَيْلِيُّ في مَوْضِعٍ آخَرَ: «أَنْ يَكُونَ لَهُ شِبَعُ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ أَوْ لَيْلَةٍ وَيَوْمٍ»

کہ عُیینہ بن حصن اور اقرع بن حابس ﷠ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور آپ سے سوال کیا۔ تو جو کچھ انہوں نے مانگا' آپ نے انہیں دے دینے کا حکم دیا اور حضرت معاویہ ﷜ سے فرمایا کہ انہیں اس کی ایک تحریر دے دو' تو حضرت معاویہ ﷜ نے ان دونوں کو' جو انہوں نے مانگا' لکھ دیا۔ چنانچہ اقرع نے وہ خط لیا' اپنی پگڑی میں لپیٹا اور چل دیا۔ مگر حضرت عُیینہ وہ خط لے کر نبی ﷺ کے پاس آ گیا جہاں آپ تشریف فرما تھے اور کہنے لگا: اے محمد! آپ کا کیا خیال ہے کہ صحیفۂ مُتَلَمِّس کی طرح میں یہ خط لے کر اپنی قوم کے پاس چلا جاؤں' نہ معلوم اس میں کیا ہے؟ تو حضرت معاویہ ﷜ نے اس کی تلمیح کی وضاحت رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کی۔ (اس کی تفصیل فوائد میں درج ہے) تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص مانگتا ہے' حالانکہ بقدر کفایت اس کے پاس موجود ہو تو وہ اپنے لیے آگ ہی کا اضافہ کرتا ہے۔'' نُفیلی نے دوسری جگہ کہا: ''جہنم کے انگارے زیادہ کرتا ہے۔'' لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ کیا (مقدار) ہے جو انسان کو کافی ہوتی ہے (اور سوال سے غنی بنا دیتی ہے؟) دوسری جگہ نفیلی کے الفاظ اس طرح تھے۔ غنا کی وہ کیا حد ہے جس کے ہوتے ہوئے سوال کرنا لائق نہیں؟ آپ نے فرمایا: ''جس کے پاس صبح و شام کا کھانا موجود ہو۔'' نفیلی کے الفاظ دوسری جگہ یہ تھے: ''جس کے پاس دن اور رات کے لیے پیٹ بھر کھانا موجود ہو۔''

وَكَانَ حَدَّثَنَا بِهِ مُخْتَصَرًا عَلَى هٰذِهِ الأَلْفَاظِ الَّتِي ذُكِرَتْ.

(امام ابو داود ﷫ فرماتے ہیں) نفیلی نے ہمیں یہ روایت مختصر طور پر اسی طرح بیان کی تھی جو ذکر کی گئی ہے۔

فوائد ومسائل: [مُتَلَمِّس] (پہلی میم مضموم اور دوسری مشدد مکسور ہے۔) کا قصہ یہ ہے کہ یہ ایک شاعر تھا اور اس نے عمرو بن ہند بادشاہ کی ہجو کی تھی۔ چنانچہ بادشاہ نے اسے ایک خط لکھ کر دیا کہ میرے فلاں عامل کے پاس جاؤ' وہ تمہیں کچھ تحفے وغیرہ دے گا جب کہ اس میں حامل رقعہ کو قتل کر دینے کا حکم درج کرایا تھا۔ مگر اسے کوئی شبہ سا ہو گیا تو اس نے وہ خط کھول کر پڑھ لیا' جب اسے مندرجات کا علم ہوا تو خط پھاڑ دیا اور اپنی جان بچائی۔ اس واقعہ کو عرب لوگ [صحيفة المُتَلَمِّس] سے تعبیر کرتے اور بطور ضرب المثل ذکر کرتے ہیں۔ ② کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کو [عَالِمُ مَا كَانَ وَمَا يَكُونُ] باور کراتے ہیں جو کسی طرح بھی آپ ﷺ کی مدح نہیں ہے کیونکہ اسی واقعہ میں بیان ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کے سامنے مذکورہ قصے کی وضاحت کی۔ معلوم ہوا کہ آپ عالم الغیب نہ تھے۔ ③ نبی ﷺ کو خطاب کرتے ہوئے [یا محمد] کہنا انتہائی سوء ادبی ہے۔ عُیینہ بن حصن رضی اللہ عنہ چونکہ جدید الاسلام تھے اور آداب نبوی سے مطلع نہ تھے اس لیے بدوی انداز میں خطاب کیا۔ ④ بلا ضرورتِ واقعی سوال کرنا دین وشرافت کی نظر سے بہت بُرا عیب اور روز محشر میں اپنے لیے انگارے جمع کرنا ہے۔

١٦٣٠ - حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ يَعْنِي ابنَ عُمَرَ بْنِ غَانِمٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زِيَادٍ، أَنَّهُ سَمِعَ زِيَادَ ابْنَ نُعَيْمٍ الْحَضْرَمِيَّ: أَنَّهُ سَمِعَ زِيَادَ بنَ الْحَارِثِ الصُّدَائِيَّ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَبَايَعْتُهُ وَذَكَرَ حَدِيثًا طَوِيلًا [قال]: فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ: أَعْطِنِي مِنَ الصَّدَقَةِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ اللهَ لَمْ يَرْضَ بِحُكْمِ نَبِيٍّ وَلَا غَيْرِهِ فِي الصَّدَقَاتِ حَتَّى حَكَمَ فِيهَا هُوَ فَجَزَّأَهَا ثَمَانِيَةَ أَجْزَاءٍ فَإِنْ كُنْتَ مِنْ تِلْكَ الأَجْزَاءِ أَعْطَيْتُكَ حَقَّكَ».

١٦٣٠- حضرت زیاد بن حارث صُدائی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے بیعت کی...... اور لمبی حدیث بیان کی...... اور کہا: پھر ایک شخص آپ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا کہ مجھے صدقہ میں سے کچھ دیجیے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ عزوجل نے صدقات کی تقسیم کا مسئلہ نبی یا کسی دوسرے کی پسند پر نہیں چھوڑا بلکہ اس کے بارے میں خود ہی فیصلہ فرمایا ہے۔ اور انہیں آٹھ قسم کے افراد میں تقسیم فرما دیا ہے۔ اگر تم ان میں سے ہو تو میں تمہیں تمہارا حق دیے دیتا ہوں۔''

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے' لیکن اس میں جو بات بیان ہوئی ہے' وہ صحیح ہے کیونکہ اللہ عزوجل نے صدقات کے مستحقین کا ذکر سورۂ توبہ کی اس آیت میں کیا ہے: ﴿إِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِينِ وَالْعٰمِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيلِ فَرِيضَةً مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَلِيمٌ

١٦٣٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الدارقطني: ٢/ ١٣٦، ح: ٢٠٤٤ من حديث عبدالرحمٰن بن زياد الإفريقي به، وانظر، ح: ٥١٤ لعلته.

حَكِيمٌ﴾(التوبة:٦٠) اور اس مسئلے میں اہل علم کے دو معروف قول ہیں: ایک یہ کہ صدقہ کے مال کو آیت کریمہ میں مذکور آٹھوں اصناف میں تقسیم کرنا واجب ہے۔ یہ امام شافعی ؒ اور چند دیگر علماء سے مروی ہے۔ اور دوسرے قول کے مطابق امام مالک اور امام ابوحنیفہ ؒ اور ان سے قبل کئی ایک صحابہ کا کہنا ہے کہ کسی ایک یا چند لوگوں کو دے دینا بھی کافی اور صحیح ہے جیسے کہ امام المسلمین یا صاحب صدقہ کی ترجیح ہو اور یہی موقف راجح ہے۔ (تفسیر شوکانی)

١٦٣١- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ وزُهَيْرُ بنُ حَرْبٍ قَالَا: حَدَّثَنا جَرِيرٌ عن الأعمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيْسَ المِسْكِينُ الَّذِي تَرُدُّهُ التَّمْرَةُ وَالتَّمْرتَانِ، وَالأُكْلَةُ وَالأُكْلَتَانِ وَلٰكِنَّ المِسْكِينَ الَّذِي لَا يَسْأَلُ النَّاس شَيْئًا وَلَا يَفْطُنُونَ بِهِ فَيُعْطُونَهُ».

١٦٣١- حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مسکین وہ نہیں جسے ایک کھجور، دو کھجور اور ایک لقمہ یا دو لقمے پلٹا دیں بلکہ مسکین وہ ہے جو لوگوں سے مانگتا نہ ہو اور نہ لوگوں کو اس کے بارے میں اندازہ ہو کہ اسے دیں۔“

فوائد و مسائل: ① فقیر اور مسکین دونوں ہی نادار ہوتے ہیں مگر مسکین کی ٹوہ لگانی پڑتی ہے۔ ② مسکینی وہی محمود ہے جس میں سوال سے عفت اور صبر و قناعت پائی جائے۔ ③ اس حدیث اور دیگر احادیث میں یہ ارشاد ہے کہ ایسے مساکین سے تعاون زیادہ افضل ہے۔

١٦٣٢- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ وَعُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ وأَبُو كَامِلٍ المَعْنَى قَالُوا: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَاحِدِ بنُ زِيَادٍ: حَدَّثَنا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن أبي سَلَمَةَ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِثْلَهُ قال: «وَلَكِنَّ المِسْكِينَ المُتَعَفِّفُ. - زَادَ مُسَدَّدٌ

١٦٣٢- حضرت ابوہریرہ ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اور حدیث بیان کی) جیسے کہ اوپر گزری ہے (اور) فرمایا: ”لیکن مسکین تو وہ ہے جو (سوال کی عار سے) بچتا اور پاک ہو...... مسدّد نے اپنی روایت میں زیادہ کیا کہ اس کے پاس اس قدر نہ ہو جو کہ اس کی کفایت کرے...... اور وہ لوگوں سے مانگتا بھی نہ

١٦٣١ـ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٩٣ من حديث الأعمش به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٣٦٣، وللحديث شواهد كثيرة.

١٦٣٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الزكوة، باب تفسير المسكين، ح: ٢٥٧٤ من حديث معمر به، وللحديث شواهد كثيرة، قوله: "فذاك المحروم" من كلام الزهري كما قال المؤلف رحمه الله ※ الزهري عنعن، وحديث البخاري: ١٤٧٦، ومسلم، ح: ١٠٣٩ يغني عنه.

في حَدِيثِهِ: لَيْسَ لَهُ مَا يَسْتَغْنِي بِهِ - الَّذِي لَا يَسْأَلُ وَلَا يُعْلَمُ بِحَاجَتِهِ فَيُتَصَدَّقَ عَلَيْهِ فَذَاكَ الْمَحْرُومُ». وَلَمْ يَذْكُرْ مُسَدَّدٌ: «الْمُتَعَفِّفُ الَّذِي لَا يَسْأَلُ».

ہو اور نہ لوگوں کو اس کی ضرورت کا علم ہو کہ وہ اس کو صدقہ دیں اسی قسم کا آدمی ''محروم'' کہلاتا ہے۔'' مسدّد نے اپنی روایت میں: [اَلْمُتَعَفِّفُ الَّذِي لَايَسْأَلُ] کا ذکر نہیں کیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوٰى هٰذَا الْحَدِيثَ مُحَمَّدُ ابْنُ ثَوْرٍ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ وَجَعَلَا الْمَحْرُومَ مِنْ كَلَامِ الزُّهْرِيِّ وَهُوَ أَصَحُّ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کو محمد بن ثور اور عبدالرزاق نے معمر سے روایت کیا ہے اور انہوں نے ''محروم'' کا بیان زہری کا کلام بتایا ہے اور یہی زیادہ صحیح ہے۔

فائدہ: [المحروم] کا ذکر سورۂ معارج میں آیا ہے: ﴿وَالَّذِيْنَ فِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُومٌ ۝ لِلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ﴾ (المعارج: ٢٤-٢٥) ''اور (کامیاب مومنین وہ لوگ ہیں) جن کے مالوں میں ایک معلوم حق ہے۔ سوال کرنے والے کا اور محروم کا۔'' یعنی ایسا مسکین جو سوال تو نہیں کرتا' لیکن صدقے کا مستحق ہوتا ہے۔



١٦٣٣- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عِيسَى ابْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُبَيْدِاللهِ بْنِ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ: أَخْبَرَنِي رَجُلَانِ أَنَّهُمَا أَتَيَا النَّبِيَّ ﷺ في حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَهُوَ يَقْسِمُ الصَّدَقَةَ فَسَأَلَاهُ مِنْهَا فَرَفَعَ فِينَا الْبَصَرَ وَخَفَضَهُ فَرَآنَا جَلْدَيْنِ، فَقَالَ: «إِنْ شِئْتُمَا أَعْطَيْتُكُمَا وَلَا حَظَّ فِيهَا لِغَنِيٍّ وَلَا لِقَوِيٍّ مُكْتَسِبٍ».

١٦٣٣- عبیداللہ بن عدی بن خیار سے منقول ہے' کہا کہ مجھے دو آدمیوں نے بتایا کہ وہ دونوں حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ آپ صدقہ تقسیم فرما رہے تھے۔ ان دونوں نے بھی آپ سے اس کا سوال کیا تو آپ نے ہمیں اوپر سے نیچے (سر سے پاؤں) تک دیکھا۔ آپ نے دیکھا کہ ہم دونوں طاقت ور ہیں' تو فرمایا: ''اگر تم چاہو تو میں تمہیں دے دیتا ہوں مگر (حقیقت یہ ہے کہ) اس میں غنی اور طاقت ور کما کھا سکنے والے کا کوئی حصہ نہیں۔''

فوائد و مسائل: ① غنی اور طاقت ور کما سکنے والے شخص کو سوال کرنا حرام اور انہیں دینا ناجائز ہے۔ ② دعوت دین اور تفہیم اسلام میں انسان کے ضمیر کو جگانا اور جھنجوڑنا ایک اہم اصول اور ضابطہ ہے۔ نبی ﷺ نے بھی ان سائلین سے اسی انداز میں پوچھا کہ اگر تم صدقہ لینے کی ذلت قبول کرتے ہو یا ناجائز مال لینے کے روادار ہو تو میں تمہیں دے دیتا ہوں۔

---

١٦٣٣ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الزكٰوة، باب مسألة القوي المكتسب، ح: ٢٥٩٩ من حديث هشام بن عروة به.

۱٦٣٤- حَدَّثَنا عَبَّادُ بْنُ مُوسَى الأَنْبَارِيُّ الخُتَّلِيُّ: حَدَّثَنا إبراهِيمُ يَعْني ابْنَ سَعْدٍ: أخْبَرَنِي أبِي عَنْ رَيْحَانَ بنِ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبيِّ ﷺ قَالَ: «لَا تَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِغَنِيٍّ وَلَا لِذِي مِرَّةٍ سَوِيٍّ».

۱۶۳۴- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: ''صدقہ کسی غنی کے لیے حلال نہیں ہے اور نہ کسی طاقت ور صحیح سالم کے لیے۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ سُفْيَانُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إبراهِيمَ كَمَا قَالَ إبراهِيمُ وَرَوَاهُ شُعْبَةُ عَنْ سَعْدٍ قالَ: «لِذِي مِرَّةٍ قَوِيٍّ» وَالْأَحَادِيثُ الأُخَرُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بَعْضُهَا: «لِذِي مِرَّةٍ قَوِيٍّ» وَبَعْضُهَا: «لِذِي مِرَّةٍ سَوِيٍّ» وَقَالَ عَطَاءُ بْنُ زُهَيْرٍ: إنَّهُ لَقِيَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو فَقَالَ: إنَّ الصَّدَقَةَ لَا تَحِلُّ لِقَوِيٍّ وَلَا لِذِي مِرَّةٍ سَوِيٍّ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو سفیان نے سعد بن ابراہیم سے اسی طرح روایت کیا ہے جیسے کہ ابراہیم (بن سعد) نے۔ اور شعبہ نے سعد سے یہ لفظ روایت کیے ہیں: [لِذِي مِرَّةٍ قَوِيٍّ] یعنی سَوِيٍّ کی جگہ قَوِيٍّ کہا' جبکہ نبی ﷺ سے بعض دیگر احادیث میں [لِذِي مِرَّةٍ قَوِيٍّ] اور بعض میں [لِذِي مِرَّةٍ سَوِيٍّ] آیا ہے۔ عطاء بن زہیر کہتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے ملا تو ان کے لفظ تھے: [إنَّ الصَّدَقَةَ لاتَحِلُّ لِقَوِيٍّ وَلَا لِذِي مِرَّةٍ سَوِيٍّ]

فائدہ: [قوی] سے مراد جسمانی طاقت۔ [مِرّۃ] سے مراد کمانے کی طاقت اور [سوی] سے مراد صحیح الاعضاء ہونا ہے۔ اور ایسے افراد کو بغیر شرعی استحقاق کے سوال کرنا حرام اور بغیر شرعی جواز کے صدقہ دینا ناجائز ہے۔

## (المعجم ٢٥) - باب مَنْ يَجُوزُ لَهُ أَخْذُ الصَّدَقَةِ وهُوَ غَنِيٌّ (التحفة ٢٥)

## باب: ۲۵- ان لوگوں کا بیان جنہیں غنی ہوتے ہوئے بھی صدقہ لینا جائز ہے۔

۱٦٣٥- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بنِ

۱۶۳۵- جناب عطاء بن یسار رحمہ اللہ (تابعی) سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پانچ صورتوں

١٦٣٤ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الزكٰوة، باب ماجاء من لا تحل له الصدقة، ح: ٦٥٢ من حديث سعد بن إبراهيم به، وقال: "حسن".

١٦٣٥ـ تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي: ٧/ ١٥ من حديث أبي داود به، وهو في الموطأ (يحيٰ): ١/ ٢٦٨، ورواه الحاكم: ١/ ٤٠٨.

يَسَارٍ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «لَا تَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِغَنِيٍّ إِلَّا لِخَمْسَةٍ: لِغَازٍ في سَبِيلِ اللهِ أَوْ لِعَامِلٍ عَلَيْهَا أَوْ لِغَارِمٍ أَوْ لِرَجُلٍ اشْتَرَاهَا بِمَالِهِ أَوْ لِرَجُلٍ كَانَ لَهُ جَارٌ مِسْكِينٌ فَتُصُدِّقَ عَلَى المِسْكِينِ فَأَهْدَاهَا المِسْكِينُ لِلْغَنِيِّ».

کے علاوہ کسی غنی کے لیے صدقہ حلال نہیں ہے۔ ① جو اللہ کی راہ میں غازی اور مجاہد ہو۔ ② یا صدقات کا تحصیلدار (وصول کرنے والا) ہو۔ ③ یا چٹی بھرنے والا ہو۔ ④ یا جو اپنے مال سے صدقہ کی چیز خرید لے۔ ⑤ یا وہ آدمی کہ کوئی مسکین اس کا ہمسایہ ہو' اس مسکین کو صدقہ دیا گیا تو اس نے اس میں سے غنی کو ہدیہ دے دیا ہو۔''

فائدہ: [غَارِم] کے معنی عام طور پر مقروض کے کیے جاتے ہیں' لیکن مطلقاً اس کا ترجمہ ''مقروض'' کرنا صحیح نہیں ہے۔ بعض جگہ یہ مقروض کے معنی میں بھی آتا ہے لیکن یہاں اس کے معنی چٹی بھرنے والے کے ہیں۔ یعنی کوئی مال دار شخص فتنہ وشر کے خاتمے اور دو شخصوں کے درمیان جھگڑا ختم کرانے کے لیے ایک فریق کی طرف سے رقم کی ادائیگی کی ذمے داری اٹھالے اور پھر وہ رقم اسی کو ادا کرنی پڑ جائے' تو ایسے صاحب حیثیت شخص کو یہ چٹی (تاوان) والی رقم زکوٰۃ کے مال سے ادا کرنی جائز ہے۔ باقی رہا مسئلہ مقروض کا کہ وہ مستحق زکوٰۃ ہے یا نہیں؟ تو اس کی توضیح یہ ہے کہ صلح کرانے والے نے اگر قرض لے کر دوسرے فریق کو رقم دی ہے تا کہ جھگڑا ختم ہو جائے' تو یہ مقروض (صاحب حیثیت ہونے کے باوجود) اس غارم کی تعریف میں آتا ہے جس کا ذکر اس حدیث میں ہے۔ اس کے علاوہ ایک وہ مقروض ہے جو اپنی ذاتی ضروریات کے لیے قرض لیتا ہے' لیکن تنگ دستی کی وجہ سے وہ قرض ادا نہیں کر سکتا' تو اس حدیث میں اس کا ذکر نہیں ہے' تاہم ایسا شخص فقراء میں شمار ہوگا اور مستحق زکوٰۃ ہوگا' زکوٰۃ کی رقم سے اس کا قرض ادا کرنا صحیح ہوگا۔

١٦٣٦- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا عَبْدُالرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ زَيْدِ ابْنِ أَسْلَمَ، عن عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ بِمَعْنَاهُ.

۱۶۳۶- جناب عطاء بن یسار حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ ابنُ عُيَيْنَةَ عَنْ زَيْدٍ كَمَا قَالَ مَالِكٌ. وَرَوَاهُ الثَّوْرِيُّ عن زَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي الثَّبْتُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کو ابن عیینہ نے زید سے اسی طرح روایت کیا جیسے کہ مالک نے کہا۔ اور ثوری نے زید سے روایت کرتے ہوئے کہا:

١٦٣٦ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الزكوٰة، باب من تحل له الصدقة، ح: ١٨٤١ من حديث عبدالرزاق به، وهو في المصنف له، ح: ٧١٥١، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٣٧٤.

[حَدَّثَنِي الثَّبْتُ عن النبي ﷺ] یعنی ایک با اعتماد آدمی نے میرے سامنے نبی ﷺ کی حدیث بیان کی۔

١٦٣٧- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ عَوْفٍ الطَّائِيُّ: حَدَّثَنا الْفِرْيَابِيُّ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عَنْ عِمْرَانَ البَارِقِيِّ، عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أبي سَعِيدٍ قالَ: قَالَ رسولُ الله ﷺ: «لَا تَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِغَنِيٍّ إِلَّا فِي سَبِيلِ اللهِ أَوِ ابنِ السَّبِيلِ أو جَارٍ فَقِيرٍ يُتَصَدَّقُ عَلَيْهِ فَيُهْدِي لَكَ أو يَدْعُوكَ».

١٦٣٧- حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صدقہ کسی غنی کے لیے حلال نہیں ہے۔ الّا یہ کہ وہ اللہ کی راہ میں (مجاہد) ہو یا مسافر ہو یا کسی فقیر ہمسائے کو صدقہ دیا گیا تو وہ فقیر تمہیں ہدیہ دے دے' یا آپ کی دعوت کر دے۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ فِرَاسٌ وَابنُ أَبِي لَيْلَى عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کو فراس اور ابن ابی لیلیٰ نے عطیہ سے' انہوں نے ابو سعید سے اور انہوں نے نبی ﷺ سے اسی کے مثل روایت کیا ہے۔



## (المعجم ٢٦) - بَابٌ: كَمْ يُعْطَى الرَّجُلُ الْوَاحِدُ مِنَ الزَّكَاةِ؟ (التحفة ٢٦)

## باب:٢٦- ایک آدمی کو زکوٰۃ سے کس قدر دیا جائے؟

١٦٣٨- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ مُحَمَّدِ بْنِ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنا أَبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ ابنُ عُبَيْدٍ الطَّائِيُّ عن بُشَيْرِ بنِ يَسَارٍ وَزَعَمَ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ سَهْلُ بنُ أَبِي حَثْمَةَ أَخْبَرَهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَدَاهُ بِمِائَةٍ مِنْ إِبِلِ الصَّدَقَةِ يَعْنِي دِيَةَ الأَنْصَارِيِّ الَّذِي قُتِلَ بِخَيْبَرَ.

١٦٣٨- حضرت سہل بن ابی حثمہ انصاری رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ نبی ﷺ نے ان کو صدقہ کے اونٹوں سے دیت ادا کی تھی۔ یعنی اس انصاری کی دیت جو خیبر میں قتل کر دیا گیا تھا۔

---

١٦٣٧_ **تخريج**: [**إسناده ضعيف**] أخرجه ابن خزيمة، ح:٢٣٦٨ من حديث سفيان الثوري، وأحمد: ٣/ ٣١ من حديث عطية العوفي به، وانظر، ح: ٤٥٢.

١٦٣٨_ **تخريج**: [**إسناده صحيح**] وهو متفق عليه كما سيأتي، ح: ٤٥٢٣.

فائدہ: اس کی تفصیل آگے [باب القسامة] میں آئے گی کہ عبداللہ بن سہل رضی اللہ عنہ خیبر میں قتل کر دیے گئے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی دیت ادا فرمائی تھی۔ اس سے استدلال یہ ہے کہ امیر یا صاحب صدقہ کو رخصت ہے کہ مستحقین کو صدقہ کے مال سے اتنا دے سکتے ہیں کہ حقدار کا حق پورا ادا ہو جائے اور محتاج غنی ہو جائے۔

## (المعجم . . .) - باب مَا تَجُوزُ فِيهِ الْمَسْأَلَةُ (التحفة ٢٧)

## باب: ...... کس صورت میں سوال کرنا جائز ہے؟

١٦٣٩- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ النَّمَرِيُّ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ المَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ زَيْدِ بنِ عُقْبَةَ الْفَزَارِيِّ، عَنِ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «المَسَائِلُ كُدُوحٌ يَكْدَحُ بِهَا الرَّجُلُ وَجْهَهُ فَمَنْ شَاءَ أَبْقَى عَلَى وَجْهِهِ وَمَنْ شَاءَ تَرَكَ. إِلَّا أَنْ يَسْأَلَ الرَّجُلُ ذَا سُلْطَانٍ أَوْ في أمْرٍ لَا يَجِدُ مِنْهُ بُدًّا».

۱۶۳۹- حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”سوال کرنا اپنے آپ کو نوچنا ہے‘ اس سے انسان اپنا چہرہ چھیلتا اور نوچتا ہے۔ چنانچہ جو چاہے اپنے چہرے کی آبرو باقی رکھے اور جو چاہے ضائع کر دے‘ تاہم اگر کوئی حکمران سے سوال کرے یا بہت ہی لاچار ہو جائے‘ تو کوئی مضائقہ نہیں۔“

١٦٤٠- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا حَمَّادُ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ هَارُونَ بنِ رِبَابٍ: حَدَّثَنِي كِنَانَةُ بنُ نُعَيْمٍ العَدَوِيُّ عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ مُخَارِقٍ الْهِلَالِيِّ قَالَ: تَحَمَّلْتُ حَمَالَةً فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: «أَقِمْ يَاقَبِيصَةُ! حَتَّى تَأْتِينَا الصَّدَقَةُ فَنَأْمُرَ لَكَ بِهَا»، ثُمَّ قال: «يَاقَبِيصَةُ! إِنَّ المَسْأَلَةَ لَا تَحِلُّ إِلَّا لِأَحَدِ ثَلَاثَةٍ: رَجُلٌ تَحَمَّلَ حَمَالَةً فَحَلَّتْ لَهُ المَسْأَلَةُ فَسَأَلَ حَتَّى يُصِيبَهَا ثُمَّ يُمْسِكُ، وَرَجُلٌ أَصَابَتْهُ جَائِحَةٌ فَاجْتَاحَتْ مَالَهُ

۱۶۴۰- حضرت قبیصہ بن مخارق ہلالی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (ایک دفعہ) میں کسی کا ضامن بن گیا۔ پھر میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: ”قبیصہ! ٹھہرے رہو حتی کہ ہمارے پاس کوئی صدقہ آ جائے تو ہم اس میں سے تمہیں دینے کا حکم دیں۔“ پھر فرمایا: ”اے قبیصہ! سوال کرنا حلال نہیں‘ سوائے تین میں سے ایک کے: کسی نے کوئی ضمانت لی ہو تو اس کے لیے سوال کرنا جائز ہے حتی کہ اپنی ضرورت پوری کر لے‘ پھر رک جائے۔ دوسرا وہ آدمی کہ اس پر کوئی ایسی آفت یا مصیبت آ پڑی جس نے اس کا مال تباہ کر دیا تو ایسے شخص

١٦٣٩ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الزكوة، باب مسألة الرجل ذا سلطان، ح: ٢٦٠٠ من حديث شعبة به، والترمذي، ح: ٦٨١ وقال "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان، ح: ٨٤٢، ٨٤٣.

١٦٤٠ـ تخريج: أخرجه مسلم، الزكوة، باب من تحل له المسألة، ح: ١٠٤٤ من حديث حماد بن زيد به.

فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْأَلَةُ فَسَأَلَ حَتَّى يُصِيبَ قِوَامًا مِنْ عَيْشٍ» أَو قَالَ: «سِدَادًا مِنْ عَيْشٍ - وَرَجُلٌ أَصَابَتْهُ فَاقَةٌ حَتَّى يَقُولَ ثَلَاثَةٌ مِنْ ذَوِي الْحِجَى مِنْ قَوْمِهِ: قَدْ أَصَابَتْ فُلَانًا الْفَاقَةُ فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْأَلَةُ فَسَأَلَ حَتَّى يُصِيبَ قِوَامًا مِنْ عَيْشٍ - أَو سِدَادًا مِنْ عَيْشٍ - ثُمَّ يُمْسِكُ، وَمَا سِوَاهُنَّ مِنَ الْمَسْأَلَةِ يَاقَبِيصَةُ! سُحْتٌ يَأْكُلُهَا صَاحِبُهَا سُحْتًا».

کے لیے سوال کرنا حلال ہے حتی کہ گزارے کے لائق اپنی ضروریات حاصل کر لے۔ اور تیسرا وہ آدمی جسے انتہائی احتیاج نے آلیا ہو حتی کہ اس کی قوم کے تین عقل مند افراد کہہ دیں کہ فلاں از حد لاچار ہو گیا ہے تو اسے بھی سوال کرنا حلال ہے حتی کہ گزران حاصل کر لے اور پھر رک جائے۔ ان صورتوں کے علاوہ سوال کرنا اے قبیصہ! حرام ہے' مانگنے والا حرام کھاتا ہے۔''

306

**فوائد و توضیح:** اس حدیث میں صرف تین قسم کے آدمیوں کو سوال کرنے کی اجازت دی گئی ہے اور انہیں صدقہ لینا حلال ہے۔ ان میں سے ایک غنی اور دو فقیر ہیں۔ پھر فقیر ہونے کی بھی دو صورتیں ہیں ایک ظاہری اور دوسری مخفی۔ غنی انسان اس وقت مانگ سکتا ہے جب وہ کسی کا ضامن بن جائے اور اس کی توضیح یہ ہے کہ کسی قوم میں یا بعض افراد میں کوئی جان یا مال کی بنا پر عداوت پیدا ہو جائے اور ان کی صلح نہ ہو رہی ہو' بلکہ مزید حالات بگڑنے اور پھوٹ پڑنے کا اندیشہ ہو تو کوئی بھلا انسان ان میں صلح کی پیش کش کر دے اور قرض یا دیت وغیرہ کی ادائیگی کا ضامن بن جائے تاکہ ان مسلمانوں کی آپس میں صلح ہو جائے اور پھوٹ نہ پڑے تو ایسے غنی کو دوسرے لوگوں سے تعاون لینے اور سوال کرنے کی اجازت ہے اور عام لوگوں کو بھی چاہیے کہ صدقات سے اس کے ساتھ تعاون کریں۔ (یہ وہی صورت ہے جو حدیث: ۱۶۳۵ کے فائدے میں ''غَارِمٌ'' کی تشریح کرتے ہوئے بیان کی گئی ہے۔)

دوسری قسم کا وہ آدمی جس کا مال کسی عام ظاہری آفت سے مثلاً سیلاب آ جانے سے' آگ لگ جانے سے' سمندر میں غرق ہو جانے سے یا زلزلے وغیرہ سے ہلاک ہو جائے اور عام لوگوں کے علم میں ہو تو ایسے شخص سے دلیل اور گواہ طلب کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ اسے ویسے ہی تعاون دیا جائے اور اس پر صدقات خرچ ہو سکتے ہیں۔

تیسری قسم کا وہ شخص ہے جو بظاہر مالدار اور غنی ہونے کی شہرت رکھتا ہو مگر اندر خانے کسی خسارے' گھاٹے' چوری' دھوکہ اور خیانت ہو جانے کا اس طرح شکار ہو جائے کہ فاقوں تک نوبت آ گئی ہو تو ایسے شخص کے لیے اس کی قوم کے تین سمجھدار افراد گواہی دیں تو اسے سوال کرنا جائز ہے اور اس سے تعاون کرنا ضروری ہے اور اس کو صدقات دینے بھی جائز ہیں حتی کہ وہ گزران حاصل کر لے۔ علاوہ ازیں سوال کرنا حرام اور صدقہ دینا ناجائز ہے۔

تعمیر مساجد' دینی مدارس' جہاد اور دیگر رفاہی کام جو مسلمان معاشرے کی اہم ملی ضرورت ہیں اور حکومت ان کی ذمہ داری نہیں اٹھاتی یا بہت کم تعاون کرتی ہے تو کوئی ایک یا زیادہ افراد باوجود غنی ہونے کے لوگوں سے تعاون حاصل

کرکے یہ لوازمات معاشرہ کو مہیا کریں تو ان کے لیے بھی جائز ہے کہ وہ مذکورہ امور کے لیے لوگوں سے سوال کریں اور دوسروں پر بھی لازم ہے کہ ایسے امور میں ان سے تعاون کریں بشرطیکہ یہ لوگ اپنا با اعتماد ہونا ثابت رکھیں۔

١٦٤١- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بنُ مَسْلَمَةَ: حَدَّثَنا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنِ الأَخْضَرِ بْنِ عَجْلَانَ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ الْحَنَفِيِّ، عَنْ أَنَسِ ابنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَجُلًا مِنَ الأَنْصَارِ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ يَسْأَلُهُ، فَقَالَ: «أَمَا فِي بَيْتِكَ شَيْءٌ؟» قال: بَلَى حِلْسٌ نَلْبَسُ بَعْضَهُ وَنَبْسُطُ بَعْضَهُ، وَقَعْبٌ نَشْرَبُ فِيهِ مِنَ المَاءِ. قال: «ائْتِنِي بِهِمَا». قالَ: فَأَتَاهُ بِهِمَا. فَأَخَذَهُمَا رَسُولُ اللهِ ﷺ بِيَدِهِ وقال: «مَنْ يَشْتَرِي هٰذَيْنِ؟» قال رَجُلٌ: أَنَا آخُذُهُمَا بِدِرْهَمٍ، قال: «مَنْ يَزِيدُ عَلَى دِرْهَمٍ» مَرَّتَيْنِ أو ثَلَاثًا. قال رَجُلٌ: «أَنَا آخُذُهُمَا بِدِرْهَمَيْنِ» فَأَعْطَاهُمَا إِيَّاهُ وَأَخَذَ الدِّرْهَمَيْنِ فأَعْطَاهُمَا الأَنْصَارِيَّ وقال: «اشْتَرِ بِأَحَدِهِمَا طَعَامًا فَانْبِذْهُ إِلَى أَهْلِكَ وَاشْتَرِ بالآخَرِ قَدُومًا فَآتِنِي بِهِ»، فَأَتَاهُ بِهِ فَشَدَّ فِيهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ عُودًا بِيَدِهِ ثُم قَالَ لَهُ: «اذْهَبْ فَاحْتَطِبْ وَبعْ وَلَا أَرَيَنَّكَ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا». فَذَهَبَ الرَّجُلُ يَحْتَطِبُ وَيَبِيعُ فَجَاءَ وَقَدْ أَصَابَ عَشْرَةَ دَرَاهِمَ فَاشْتَرَى بِبَعْضِهَا ثَوْبًا وَبِبَعْضِهَا

۱۶۴۱- حضرت انس بن مالک ؓ سے مروی ہے کہ ایک انصاری نبی ﷺ کی خدمت میں آیا وہ کچھ مانگ رہا تھا۔ آپ نے فرمایا: ”کیا تمہارے گھر میں کچھ نہیں ہے؟“ کہنے لگا: کیوں نہیں‘ ایک کملی سی ہے‘ اس کا ایک حصہ اوڑھ لیتے ہیں اور کچھ بچھا لیتے ہیں اور ایک پیالہ ہے جس سے پانی پیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”یہ دونوں میرے پاس لے آؤ۔“ چنانچہ وہ لے آیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں اپنے ہاتھ میں لیا اور فرمایا: ”کون یہ چیزیں خریدتا ہے؟“ ایک شخص نے کہا: میں انہیں ایک درہم میں لیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”ایک درہم سے زیادہ کون دیتا ہے؟“ آپ نے دو یا تین بار فرمایا۔ ایک (اور) شخص نے کہا: میں ان کے دو درہم دیتا ہوں۔ چنانچہ آپ نے دونوں چیزیں اسے دے دیں اور دو درہم لے لیے اور وہ دونوں اس انصاری کو دے دیے اور اس سے فرمایا: ”ایک درہم کا طعام خریدو اور اپنے گھر والوں کو دے آؤ اور دوسرے سے کلہاڑا خرید کر میرے پاس لے آؤ۔“ چنانچہ وہ لے آیا تو آپ نے اس میں اپنے دست مبارک سے دستہ ٹھونک دیا اور فرمایا: ”جاؤ! لکڑیاں کاٹو اور بیچو اور پندرہ دن تک میں تمہیں نہ دیکھوں۔“ چنانچہ وہ شخص چلا گیا‘ لکڑیاں کاٹتا اور فروخت کرتا رہا۔ پھر آیا اور اسے دس درہم ملے تھے۔ کچھ کا اس نے کپڑا خریدا



---

**١٦٤١ـ تخريج:** [إسناده حسن] أخرجه النسائي، البيوع، باب البيع فيمن يزيد، ح:٤٥١٢، وابن ماجه، ح:٢١٩٨ من حديث عيسى بن يونس به، وحسنه الترمذي، ح:١٢١٨ * أبوبكر الحنفي: "حسن الحديث" ولم يصح قول البخاري فيه "لا يصح حديثه".

طَعَامًا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «هٰذَا خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ تَجِيءَ الْمَسْأَلَةُ نُكْتَةً فِي وَجْهِكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّ الْمَسْأَلَةَ لَا تَصْلُحُ إِلَّا لِثَلَاثَةٍ: لِذِي فَقْرٍ مُدْقِعٍ أَوْ لِذِي غُرْمٍ مُفْظِعٍ، أَوْ لِذِي دَمٍ مُوجِعٍ».

اور کچھ سے کھانے پینے کی چیزیں' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ اس سے بہتر ہے کہ مانگنے سے تیرے چہرے پر قیامت کے دن داغ ہوں۔ بلاشبہ مانگنا روا نہیں ہے سوائے تین آدمیوں کے: از حد فقیر محتاج خاک نشین کے' یا بے چینی میں مبتلا قرض دار کے' یا دیت میں پڑے خون والے کے (جس پر خون کی دیت لازم ہو۔'')

**فوائد و مسائل:** ① حکومت اسلامیہ اور رفاہی تنظیموں کو چاہیے کہ ایسے پروگرام پیش کریں جن سے لوگ ہنر مند بنیں اور برسر روزگار ہوں۔ ② علماء کو چاہیے کہ محنت مزدوری کی فضیلت واضح کریں اور مانگنے کی ذلت اور رسوائی بتائیں۔ ③ پڑھے لکھے جوانوں کا ہر حال میں حکومت سے (White-Collar Job) اعلیٰ ملازمتوں پر اصرار کسی طرح روا نہیں۔ ④ باوقار محنت مزدوری میں کوئی عیب نہیں۔ ⑤ مربی حضرات کو بلند نگاہ اور دور اندیش ہونا چاہیے' اللہ نے افراد کی طبیعتیں مختلف بنائی ہیں۔ بعض کے لیے محنت مزدوری اور غنا لازمی ہوتا ہے اور بعض قناعت پر راضی اور مطمئن ہوتے ہیں' لہٰذا ہر ایک سے بہتر کام لیا جائے۔ مثلاً طلب علوم شرعیہ اور اس کی دعوت واشاعت وغیرہ۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو کسب و محنت کی تلقین نہیں فرمائی تھی بخلاف اس شخص کے جو سوال کرنے آیا تھا۔ ⑥ نیلامی کی بیع جائز ہے۔

## (المعجم ٢٧) - بَابُ كَرَاهِيَةِ الْمَسْأَلَةِ (التحفة ٢٨)

## باب: ۲۷- مانگنے اور سوال کرنے کی برائی

**١٦٤٢- حَدَّثَنَا** هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ رَبِيعَةَ يَعْنِي ابْنَ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ، عَنْ أَبِي مُسْلِمٍ الْخَوْلَانِيِّ: حَدَّثَنِي الْحَبِيبُ الْأَمِينُ - أَمَّا هُوَ إِلَيَّ فَحَبِيبٌ وَأَمَّا هُوَ عِنْدِي فَأَمِينٌ - عَوْفُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ سَبْعَةً أَوْ ثَمَانِيَةً أَوْ تِسْعَةً، فَقَالَ: «أَلَا تُبَايِعُونَ

۱۶۴۲- جناب ابو مسلم خولانی سے مروی ہے کہ مجھے ایک حبیب (پیارے) اور امین شخص نے حدیث بیان کی۔ وہ میرے محبوب اور میرے نزدیک امین ہیں (یعنی) حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ' وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں سات یا آٹھ یا نو افراد تھے' تو آپ نے فرمایا: ''کیا تم اللہ کے رسول ﷺ سے بیعت نہیں کر لیتے؟'' حالانکہ ابھی ہم تازہ تازہ بیعت کر چکے تھے۔ ہم نے کہا: ہم بیعت کر چکے ہیں' مگر آپ نے

**١٦٤٢ـ تخريج:** أخرجه مسلم، الزكوة، باب كراهة المسألة للناس، ح: ١٠٤٣ من حديث سعيد بن عبدالعزيز به.

رَسُولَ اللهِ ﷺ؟» - وَكُنَّا حَدِيثَ عَهْدٍ بِبَيْعَةٍ - قُلْنَا: قَدْ بَايَعْنَاكَ، حَتَّى قَالَهَا ثَلَاثًا وَبَسَطْنَا أَيْدِينَا فَبَايَعْنَا. فَقَالَ قَائِلٌ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّا قَدْ بَايَعْنَاكَ فَعَلَى مَا نُبَايِعُكَ؟ قَالَ: «أَنْ تَعْبُدُوا اللهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، وَتُصَلُّوا الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ وَتَسْمَعُوا وَتُطِيعُوا»، وأَسَرَّ كَلِمَةً خَفِيفَةً قَالَ: «ولَا تَسْأَلُوا النَّاسَ شَيْئًا». قَال: فَلَقَدْ كَانَ بَعْضُ أُولَئِكَ النَّفَرِ يَسْقُطُ سَوْطُهُ فَمَا يَسْأَلُ أَحَدًا أَنْ يُنَاوِلَهُ إِيَّاهُ.

اپنی بات تین بار دہرائی۔ تو ہم نے اپنے ہاتھ بڑھا دیے اور آپ سے بیعت کی۔ ایک شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم (اس سے پہلے) آپ سے بیعت کر چکے ہیں تو اب کس بات پر بیعت کریں؟ آپ نے فرمایا: ''(اس بات پر کہ) اللہ ہی کی عبادت کرو گے' اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں کرو گے' پانچوں نمازیں ادا کرو گے اور (احکام شریعت اور حُکام کی بات) سنو گے اور مانو گے۔'' اور ایک بات آہستہ سے فرمائی: ''لوگوں سے کچھ نہیں مانگو گے۔'' بیان کیا کہ پھر ان لوگوں کا حال یہ تھا کہ اگر کسی کی کوئی چھڑی بھی گر جاتی تو وہ کسی اور کو یہ نہ کہتا تھا کہ یہ اٹھا کر مجھے دے دو۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: حَدِيثُ هِشَامٍ لَمْ يَرْوِهِ إِلا سَعِيدٌ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں: ہشام کی حدیث کو سعید کے سوا کسی اور نے روایت نہیں کیا۔

**فوائد ومسائل:** ① بھیک مانگنا اور اس کو اپنی عادت بنالینا عزت' وقار' اخلاق اور شرع ہر اعتبار سے بہت بری عادت ہے۔ عام ضرورت کی اشیاء میں بھی مانگ کر گزارا کرنا بہت بری اخلاقی گراوٹ کی علامت ہے۔ ② صحابۂ کرام ؓ کا پاسِ عہد بے مثل اور زرّیں کلمات سے لکھنے کے قابل ہے۔ ③ ''بیعت'' اس عہد معاہدے کو کہتے ہیں جو دو افراد میں طے پا جاتا ہے۔ اسلام میں ایک بیعت اسلام ہے' دوسری بیعت جہاد اور تیسری بیعتِ اِستِرشاد و توبہ ہے۔ خیر القرون میں پہلی دو بیعتوں کا ثبوت ملتا ہے۔ خلفائے راشدین اور ان کے بعد ایک زمانے تک صرف یہی بیعتیں جاری رہی ہیں۔ تیسری صرف رسول اللہ ﷺ ہی سے خاص سمجھی گئی ہے' مگر بعض صالحین اس تیسری بیعت کے قائل و فاعل ہیں جس کی شرعی اہمیت محل نظر ہے اور اہل بدعت نے جو اس میں غلو کیا ہے...... اللہ کی پناہ...... وہ سراسر بدعت ہے۔ اور ''تصور شیخ'' وغیرہ کی جو اپچ نکالی گئی ہے' صریح شرک ہے۔ ④ حکام وقت کے خلاف خروج کرنا گناہ ہے خواہ وہ کیسا ہی ظلم کیوں نہ کریں الّا یہ کہ [کفر بواح] ''صریح کفر'' کا ارتکاب کریں۔ اس مسئلے کی تفصیل کے لیے حاکم ومحکوم کے حقوق وفرائض اور روابط کا موضوع دیکھا جائے۔

١٦٤٣- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ:

۱۶۴۳- حضرت ثوبان ؓ سے مروی ہے اور یہ

١٦٤٣ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٢٧٦ من حديث شعبة به، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ١/ ٤١٢، ووافقه الذهبي.

حَدَّثَنا أَبِي : حَدَّثَنا شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمٍ ، عَنْ أَبِي العَالِيَةِ عَنْ ثَوْبَانَ - قَالَ وَكَانَ ثَوْبَانُ مَوْلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ - قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : «مَنْ تَكَفَّلَ لِي أَنْ لَا يَسْأَلَ النَّاسَ شَيْئًا فَأَتَكَفَّلَ لَهُ بِالْجَنَّةِ؟» فَقَالَ ثَوْبَانُ : أَنَا ، فَكَانَ لَا يَسْأَلُ أَحَدًا شَيْئًا .

رسول اللہ ﷺ کے مولیٰ (غلام اور خادم) تھے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کون ہے جو مجھے یہ ضمانت دے کہ وہ لوگوں سے کچھ نہیں مانگے گا تو میں اس کیلئے جنت کی ضمانت دوں؟'' تو حضرت ثوبان نے کہا: میں' چنانچہ وہ کسی سے کچھ نہ مانگا کرتے تھے۔

فائدہ: ''لوگوں سے نہ مانگنا'' اپنے وسیع تر معانی میں ''غیر اللہ سے نہ مانگنے'' کو بھی شامل ہے۔ جو عین توحید ہے اور داخلۂ جنت کی ضمانت بھی۔ ادھر ہمارا معاشرہ ہے کہ غیر اللہ سے مانگنے کے لیے جگہ جگہ شرک کے دربار لگے ہیں...... جہاں سادہ لوح لوگوں کے ایمان کی پونجی داؤ پر لگتی ہے...... العیاذ باللہ...... اور پیشہ ور سوالیوں کو اپنے اس عمل کی برائی اور انجام بد کی خبر ہی نہیں [لاحول ولا قوة الا بالله]

## (المعجم ٢٨) - بَابٌ: فِي الاِسْتِعْفَافِ (التحفة ٢٩)

## باب:٢٨-سوال سے بچنے کی فضیلت



١٦٤٤- حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ بنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابنِ شِهَابٍ، عَنْ عَطَاءِ بنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ : أَنَّ نَاسًا مِنَ الأَنْصَارِ سَأَلُوا رَسُولَ اللهِ ﷺ فَأَعْطَاهُمْ، ثُمَّ سَأَلُوهُ فَأَعْطَاهُمْ، حَتَّى إِذَا نَفِدَ مَا عِنْدَهُ قال: «مَا يَكُونُ عِنْدِي مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ أَدَّخِرَهُ عَنْكُمْ، وَمَنْ يَسْتَعْفِف يُعِفَّهُ اللهُ، وَمن يَسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللهُ، وَمَنْ يَتَصَبَّرْ يُصَبِّرْهُ اللهُ، وَمَا أُعْطِيَ أَحَدٌ مِنْ عَطَاءٍ أَوْسَعَ مِنَ الصَّبْرِ».

١٦٤٤-حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انصار کے کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا تو آپ نے ان کو عنایت فرمایا۔ انہوں نے پھر سوال کیا تو آپ نے اور دیا حتی کہ جو کچھ آپ کے پاس تھا' جب سب ختم ہو گیا تو آپ نے فرمایا: ''میرے پاس جو مال بھی ہو گا وہ میں تم سے ہرگز بچا کر نہیں رکھوں گا۔ اور جو سوال سے بچے گا اللہ اسے بچائے گا' جو غنا اختیار کرے گا اللہ اس کو غنی بنا دے گا۔ اور جو کوئی صبر کرے گا' اللہ اسے صابر بنا دے گا۔ اور صبر سے بڑھ کر کوئی ایسی نعمت وسیع نہیں ہے جو اللہ نے کسی کو دی ہو۔''

فائدہ: نیت اور عزم صادق کی برکات میں سے یہ ہے کہ اللہ عزوجل اسے بارآور کر دیتا ہے بشرطیکہ انسان

---

١٦٤٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، الزكوة، باب الاستعفاف عن المسألة، ح:١٤٦٩، ومسلم، الزكوة، باب فضل التعفف والصبر والقناعة . . . الخ، ح:١٠٥٣ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى):٢/ ٩٩٧ .

شریعت کی راہ اختیار کرے۔اس حدیث میں سوال کرنے کی ذلت سے بچنے کو ''عفت'' سے تعبیر کیا گیا ہے۔اور یہ لفظ اپنے معانی کے اعتبار سے بہت وسیع ہے۔نکاح کے معاملے میں پاک دامن رہنے کو بھی ''عفت'' اور اس سے موصوف کو ''عفیف'' کہتے ہیں۔یعنی اگر وسائل نکاح موجود نہ ہوں اور انسان عفیف رہنے کے لیے پرعزم ہو تو اللہ تعالیٰ اسے ''عفیف'' بنادے گا جو کہ غنا اور صبر کے معانی کو بھی مستلزم ہے۔اور چاہیے کہ انسان اپنی ضروریات کو مختصر سے مختصر رکھنے کی کوشش کرے۔

١٦٤٥- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ ابْنُ دَاوُدَ؛ ح: وَحَدَّثَنا عَبْدُ المَلِكِ بْنُ حَبِيبٍ أَبُو مَرْوَانَ: حَدَّثَنا ابنُ المُبَارَكِ - وَهٰذَا حَدِيثُهُ - عن بَشِيرِ بنِ سَلْمَانَ، عَنْ سَيَّارٍ أَبِي حَمْزَةَ، عَنْ طَارِقٍ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ أَصَابَتْهُ فَاقَةٌ، فَأَنْزَلَهَا بِالنَّاسِ لَمْ تُسَدَّ فَاقَتُهُ، وَمَنْ أَنْزَلَهَا بِاللهِ أَوْشَكَ اللهُ لَهُ بِالْغِنٰى إِمَّا بِمَوْتٍ عَاجِلٍ أو غِنًى عَاجِلٍ».

١٦٤٥-حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جسے انتہائی شدید حاجت آپڑے اور اس نے اسے لوگوں پر پیش کر دیا تو اس کی وہ حاجت دور نہ ہوگی۔اور جس نے اسے اللہ پر پیش کیا تو عنقریب اللہ تعالیٰ اسے بے پروا کر دے گا۔یا تو جلد ہی موت آجائے گی (اور دنیا کے بکھیڑوں سے جان چھوٹ جائے گی) یا جلد ہی غنی ہو جائے گا۔(اور کسی کی احتیاج نہ رہے گی۔'')

فائدہ: مومن کو اپنی ضروریات اور مشکلات اسی ذات کے سامنے پیش کرنی چاہییں جو کسی کی محتاج نہیں اور ہر اعتبار سے الغنی اور المُغنی ہے۔لوگ کہاں تک کسی کی دستگیری کر سکتے ہیں' آج ایک حاجت ہے تو کل دوسری سامنے ہے' اس لیے ہمیشہ صرف اللہ ہی سے سوال کرنا چاہیے۔رسول اللہ ﷺ کی سیرت میں زندگی کے ادنیٰ و اعلیٰ تمام امور سے متعلق دعائیں موجود ہیں۔ان کو اپنا حرزِ جان اور وردِ ایام بنالینا چاہیے۔عزیمت یہی ہے کہ انسان کسی سے کچھ نہ مانگے جیسے کہ تعلیم رسول ﷺ اور سیرتِ صحابہ کا اوپر ذکر آیا ہے۔تاہم دنیا دارالاسباب ہے' عام ضروریات کا لوگوں سے طلب کر لینا مباح ہے اور جو امور ظاہری اسباب سے بالا ہیں ان کا سوال صرف اللہ ہی سے کرنا چاہیے' ان کا غیر اللہ سے سوال کرنا شرک ہے۔

١٦٤٦- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا

١٦٤٦-ابن الفراسی سے روایت ہے کہ فراسی رضی اللہ عنہ

١٦٤٥_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الزهد، باب ماجاء في الهم في الدنيا وحبها، ح:٢٣٢٦ من حديث بشير بن سلمان به، وقال: "حسن صحيح غريب"، وصححه الحاكم: ١/ ٤٠٨، ووافقه الذهبي.

١٦٤٦_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الزكوٰة، سؤال الصالحين، ح:٢٥٨٨ عن قتيبة به * مسلم بن مخشي وثقه ابن حبان وحده، وابن الفراسي لم أجد من وثقه.

اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ جَعْفَرِ بنِ رَبِيعَةَ، عن بَكْرِ بْنِ سَوَادَةَ، عَنْ مُسْلِمِ بنِ مَخْشِيٍّ عَنِ ابنِ الفِرَاسِيِّ أَنَّ الفِرَاسِيَّ قال لِرَسُولِ الله ﷺ: أَسْأَلُ يَارَسُولَ الله ﷺ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَا، وَإِنْ كُنْتَ سَائِلًا لَا بُدَّ فَسَلِ الصَّالِحِينَ».

نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا میں سوال کر لیا کروں؟ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''نہیں' اگر ضرور ہی مانگنا ہو تو صالح اور نیک بندوں سے سوال کر لیا کرو۔''

فائدہ: یہ روایت تو سنداً ضعیف ہے' تاہم اس اعتبار سے معناً صحیح ہے کہ دنیا میں اسباب ظاہری کی حد تک انسانوں کو ایک دوسرے سے مانگنے کی ضرورت پیش آتی ہی رہتی ہے۔ اس لیے کہا گیا ہے کہ جب بھی ایسی ضرورت پیش آئے' تو اس کا اظہار نیک لوگوں سے کیا کرو۔ کیونکہ صالح افراد کسی بھی ضرورت مند مسلمان کی خیر خواہی اور امکانی حد تک تعاون سے بخیل نہیں ہوتے، ان کی آمدنی حلال اور ان کے تعاون دینے میں احسان دھرنے والی بات نہیں ہوتی۔ اس حدیث کا فوت شدہ افراد سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ بلکہ یہ سوال صرف ان صالح بزرگوں سے ہو سکتا ہے جو حیات اور زندہ ہوں' جو تحت الاسباب امور میں مدد کر سکتے ہیں۔ مثلاً عام تعاون' قرض' سفارش اور دعا کرنا وغیرہ...... اور ایسے صالحین جو اس دنیا سے رخصت ہو چکے ہوں ان سے مدد مانگنا اور دعا کرنا حرام اور شرک ہے کیونکہ ان سے مدد مانگنا ماوراء الاسباب ہے مثلاً شفا کے لیے' روزی کے لیے' اولاد کے لیے' نفع حاصل کرنے اور نقصان سے بچانے وغیرہ کے لیے مدد مانگنا۔ قرآن کریم اور صحیح احادیث اس موضوع سے بھرے پڑے ہیں۔

١٦٤٧ - حَدَّثَنا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ: حَدَّثَنا لَيْثٌ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الأَشَجِّ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ السَّاعِدِيِّ قَالَ: اسْتَعْمَلَنِي عُمَرُ عَلَى الصَّدَقَةِ فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنْهَا وَأَدَّيْتُهَا إِلَيْهِ أَمَرَ لِي بِعُمَالَةٍ، فَقُلْتُ: إِنَّمَا عَمِلْتُ للهِ وَأَجْرِي عَلَى اللهِ، قال خُذْ مَا أُعْطِيتَ فَإِنِّي قَدْ عَمِلْتُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ الله ﷺ

۱۶۴۷- حضرت ابن ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے صدقات کا تحصیلدار بنا کر بھیجا۔ جب میں اس کام سے فارغ ہو کر آیا اور جمع ہونے والے صدقات ان کو پیش کیے تو انہوں نے میرے بارے میں حکم دیا کہ اسے اس کا حق الخدمت دیا جائے۔ میں نے کہا (نہیں) میں نے یہ کام اللہ کے لیے کیا ہے اور میرا اجر اللہ پر ہے۔ انہوں نے فرمایا: جو تمہیں دیا جا رہا ہے وہ لے لو۔ میں نے بھی رسول اللہ ﷺ کے

١٦٤٧ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، الزكوة، باب جواز الأخذ بغير سؤال ولا تطلع، ح: ١٠٤٥ من حديث ليث بن سعد به، أخرجه البخاري، الأحكام، باب رزق الحكام والعاملين عليها، ح: ٧١٦٣ من طريق آخر عن ابن الساعدي به.

فَعَمَّلَنِي فَقُلْتُ مِثْلَ قَوْلِكَ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا أُعْطِيتَ شَيْئًا مِنْ غَيْرِ أَنْ تَسْأَلَهُ فَكُلْ وَتَصَدَّقْ».

زمانے میں (اسی قسم کا) کام کیا تھا' تو آپ نے مجھے اس کا حق الخدمت دیا تھا۔ میں نے بھی تمہاری طرح کا جواب دیا تھا' تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا تھا: ''جب تمہیں کوئی چیز بن مانگے دی جائے تو (لے لو اور) کھاؤ اور صدقہ کرو۔''

١٦٤٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ وَهُوَ عَلَى المِنْبَرِ وَهُوَ يَذْكُرُ الصَّدَقَةَ وَالتَّعَفُّفَ مِنْهَا وَالمَسْأَلَةَ: «الْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى، وَالْيَدُ الْعُلْيَا الْمُنْفِقَةُ وَالسُّفْلَى السَّائِلَةُ».

۱۶۴۸-حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے برسر منبر فرمایا جبکہ آپ صدقہ اور اس سے بچنے (کی فضیلت) اور سوال کرنے (کی مذمت) بیان کر رہے تھے' فرمایا: ''اوپر والا ہاتھ' نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ اوپر والا ہاتھ خرچ کرنے والا ہوتا ہے اور نیچے والا ہاتھ سوالی۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: اخْتُلِفَ عَلَى أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ. قَالَ عَبْدُ الْوَارِثِ: «الْيَدُ الْعُلْيَا: الْمُتَعَفِّفَةُ» وَقَالَ أَكْثَرُهُمْ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ: «الْيَدُ الْعُلْيَا: الْمُنْفِقَةُ» وَقَالَ وَاحِدٌ عن حَمَّادٍ: «الْمُتَعَفِّفَةُ».

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ اس روایت میں ایوب پر' جو نافع سے روایت کرتے ہیں' اختلاف کیا گیا ہے۔ عبدالوارث نے کہا: اوپر والے ہاتھ سے مراد ''المتعففة'' ہے یعنی جو سوال نہ کرے۔ جبکہ بواسطہ حماد بن زید' ایوب سے روایت کرنے والے اکثر حضرات اوپر والے ہاتھ سے مراد ''المنفقة'' یعنی خرچ کرنے والا بیان کرتے ہیں۔ حماد سے صرف ایک راوی (مسدد بن مسرہد) نے المتعفّفة ذکر کیا ہے۔



فائدہ: ''نیچے والے ہاتھ'' کو اعلیٰ اور افضل قرار دینا بعض صوفیاء کی خود ساختہ بات ہے۔ بقول ان کے اس کی تفصیل یہ ہے کہ چونکہ غنی پر اپنے مال کا حق (صدقہ) دینا واجب ہوتا ہے اور جب تک وہ دے نہ چکے اور کوئی لے نہ لے وہ اپنے اس حق لازم سے بری نہیں ہوسکتا' چونکہ لینے والا اس کا مال لے کر گویا احسان کرتا اور اسے اس کے حق

١٦٤٨ـ تخريج: أخرجه البخاري، الزكوة، باب: لا صدقة إلا عن ظهر غنىً، ح:١٤٢٩ عن عبدالله بن مسلمة لقعنبي، ومسلم، الزكوة، باب بيان أن اليد العليا خير من اليد السفلى . . . الخ، ح:١٠٣٣ من حديث مالك به، ـهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٩٩٨ قوله: المتعففة شاذ.

واجب سے بری کرتا ہے اس لیے وہ افضل ہوا مگر بقول علامہ ابن قیم رحمہ اللہ یہ بات فطرت' عرف اور شرع سب لحاظ سے باطل ہے۔(ا) خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دینے والے ہاتھ کو افضل فرمایا ہے جو اس رائے کے باطل ہونے کی صریح دلیل ہے۔(ب) آپ نے اسے نیچے والے ہاتھ کے بالمقابل خیر اور افضل فرمایا ہے اور بلاشبہ ''دینا'' افضل ہے نہ کہ ''لینا۔'' (ج) عُرف و معنی کے اعتبار سے بھی دینے والے کا ہاتھ سائل کے مقابلے میں افضل ہوا کرتا ہے۔ (د) ''عطا'' ایک صفت مدح ہے جو انسان کے غنا' کرم اور احسان کی دلیل ہے اس کے بالمقابل ''لینا'' ایک صفت نقص و عیب ہے جو فقر و حاجت مندی کا مظہر ہوتی ہے' لہٰذا ان لوگوں کا یہ معنی کہ ''لینے والا ہاتھ افضل ہوتا ہے۔'' کسی طرح بھی معقول نہیں ہے۔

١٦٤٩- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا عَبِيدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ التَّيْمِيُّ: حَدَّثَني أَبُو الزَّعْرَاءِ عَنْ أَبِي الأَحْوَصِ، عَنْ أَبِيهِ مَالِكِ بْنِ نَضْلَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الأَيْدِي ثَلاثَةٌ: فَيَدُ اللهِ الْعُلْيَا، وَيَدُ الْمُعْطِي الَّتِي تَلِيهَا، وَيَدُ السَّائِلِ السُّفْلَى، فَأَعْطِ الفَضْلَ، وَلَا تَعْجَزْ عَنْ نَفْسِكَ».

١٦٤٩- حضرت مالک بن نضلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاتھ تین طرح کے ہیں: ایک ہاتھ اللہ کا ہے جو سب سے اوپر ہے۔ دوسرا دینے والے کا ہے جو اس کے بعد ہے اور سائل کا ہاتھ سب سے نیچے ہے' لہٰذا جو زائد ہو' وہ دے دو۔ اور اپنے نفس کے سامنے عاجز مت بنو (اس کا کہا مت مانو۔'')

## (المعجم ٢٩) - باب الصَّدَقَةِ عَلَى بَنِي هَاشِمٍ (التحفة ٣٠)

## باب:٢٩- بنی ہاشم کو صدقہ لینا دینا کیسا ہے؟

١٦٥٠- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنِ ابنِ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي رَافِعٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ رَجُلًا عَلَى الصَّدَقَةِ مِنْ بَنِي مَخْزُومٍ فَقَالَ لِأَبِي

١٦٥٠- ابن ابی رافع حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی مخزوم کے ایک شخص کو صدقات کے لیے مقرر کیا' اس نے ابورافع سے کہا: میرے ساتھ چلو' تمہیں بھی اس سے حصہ ملے گا۔



١٦٤٩ـ **تخريج**: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ١٩٨/٤ من حديث عبيدة بن حميد به، وهو في مسند أحمد: ٣/ ٤٧٣، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٤٤٠، وابن حبان، ح: ٨٠٩، والحاكم: ٤٠٨/١، ووافقه الذهبي.

١٦٥٠ـ **تخريج**: [صحيح] أخرجه الترمذي، الزكٰوة، باب ماجاء في كراهية الصدقة للنبي ﷺ وأهل بيته ومواليه، ح: ٦٥٧، والنسائي، ح: ٢٦١٣ من حديث شعبة به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٣٤٤، وابن حبان (الإحسان)، ح: ٣٢٨٢، وللحديث شواهد عند البخاري، ح: ٦٧٦١، ومسلم، ح: ١٠٦٩ وغيرهما.

رَافِعٍ: اصْحَبْنِي فَإِنَّكَ تُصِيبُ مِنْهَا، قَالَ حَتَّى آتِيَ النَّبِيَّ ﷺ فَأَسْأَلَهُ، فَأَتَاهُ فَسَأَلَهُ فَقَالَ: «مَوْلَى الْقَوْمِ مِنْ أَنْفُسِهِمْ، وَإِنَّا لَا تَحِلُّ لَنَا الصَّدَقَةُ».

اس نے کہا: پہلے میں نبی ﷺ کے پاس سے ہو آؤں اور آپ سے پوچھ لوں' چنانچہ وہ آپ کی خدمت میں آیا اور آپ سے پوچھا' تو آپ نے فرمایا: ''قوم کا مولیٰ (آزاد شدہ غلام) انہی میں سے ہوتا ہے اور ہمارے لیے صدقہ حلال نہیں ہے۔''

فوائد و مسائل: ① نبی ﷺ اور آپ کی آل کے لیے صدقات حلال نہیں ہیں اور اس میں بنو ہاشم اور بنو مطلب آتے ہیں۔ آپ نے اپنے موالی کو بھی اسی حکم میں شامل فرمایا ہے حتی کہ انہیں ایسی ملازمت کی بھی اجازت نہیں دی جس میں صدقہ کا مال ملتا ہو خواہ بالواسطہ ہی سہی۔ ② صحابۂ کرام ؓ حلال و حرام کے معاملے میں از حد حساس تھے۔ حضرت ابو رافع ؓ نے نبی ﷺ سے اجازت لیے بغیر صدقات کے لیے عامل بننا پسند نہیں کیا۔

١٦٥١- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ وَمُسْلِمُ بْنُ إِبراهِيمَ، المعنى، قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عن قَتَادَةَ، عن أنسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَمُرُّ بالتَّمْرَةِ العَائِرَةِ، فَمَا يَمْنَعُهُ مِنْ أَخْذِهَا إِلَّا مَخَافَةَ أَنْ تَكُونَ صَدَقَةً.

۱۶۵۱- حضرت انس ؓ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ کسی گری پڑی کھجور کے پاس سے گزرتے تو اس کو اُٹھا لینے سے صرف اس لیے گریز کرتے کہ کہیں صدقے کی نہ ہو۔

فوائد و مسائل: ① اصل ورع و تقویٰ یہی ہے کہ جب تک کوئی بات واضح اور حق نہ ہو اس پر اقدام کرنے سے گریز کیا جائے۔ بالخصوص مشکوک رزق سے بہت زیادہ احتیاط کرنی چاہیے۔ ② کھجور یا اسی طرح کی کوئی عام سی چیز گری پڑی ملے تو اسے اُٹھایا اور استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اس کے لیے لُقطَہ والا حکم نہیں ہے کہ پہلے اعلان کیا جائے اور اس کی تشہیر کی جائے۔ ہاں اگر قیمتی چیز ہو تو اعلان و تشہیر لازم ہے۔

١٦٥٢- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ: أَخْبَرَنَا أَبِي عَنْ خَالِدِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَجَدَ تَمْرَةً فَقَالَ: «لَوْلَا أَنِّي أَخَافُ أَنْ تَكُونَ صَدَقَةً لَأَكَلْتُهَا».

۱۶۵۲- حضرت انس ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے (کسی راستے میں) ایک کھجور پائی' تو فرمایا: ''اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ یہ صدقے کی ہوگی تو میں اسے کھا لیتا۔''

---

١٦٥١ـ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ١٨٤ من حديث حماد بن سلمة به، وانظر الحديث الآتي.

١٦٥٢ـ تخريج: [صحيح] أخرجه مسلم، الزكوة، باب تحريم الزكوة على رسول الله ﷺ وعلى آله . . . الخ، ح: ١٠٧١ من حديث قتادة به، ورواه البخاري، ح: ٢٠٥٥، ومسلم، ح: ١٠٧١ من حديث طلحة بن مصرف عن أنس به.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ هِشَامٌ عن قَتَادَةَ هٰكَذَا.

امام ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اسے ہشام نے قتادہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

**فوائد ومسائل:** ① طعام کی اہانت نہیں کرنی چاہیے۔ اگر اسے اس کیفیت میں پایا جائے تو اُٹھا لینا چاہیے...... اور اسے کھا لینا ہی اس کا صحیح استعمال ہے' مشکوک اشیاء سے پرہیز لازم ہے۔ ② امام ابوداود کے قول سے اس طرف اشارہ ہے کہ اس سے پہلے والی حدیثِ حماد میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کا فہم ذکر ہوا ہے کہ نبی علیہ السلام صدقے کے اندیشے سے کوئی کھجور نہ اُٹھاتے تھے مگر ہشام اور خالد بن قیس کی روایت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا قول ذکر ہوا ہے۔ ہشام کی حدیث صحیح مسلم میں روایت ہوئی ہے۔(صحیح مسلم' الزکوٰۃ' حدیث:١٠٧١) (عون المعبود)

١٦٥٣- **حَدَّثَنا** مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْمُحَارِبِيُّ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أبي ثَابِتٍ، عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابنِ عَبَّاسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: بَعَثَنِي أَبِي إلَى النَّبِيِّ ﷺ في إِبِلٍ أَعْطَاهَا إِيَّاهُ مِنَ الصَّدَقَةِ.

١٦٥٣- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میرے والد نے مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا' ان اونٹوں کے سلسلے میں جو آپ نے انہیں صدقہ سے دیے تھے۔

١٦٥٤- **حَدَّثَنا** مُحَمَّدُ بنُ العَلَاءِ وَعُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ قَالَا: حَدَّثَنا مُحَمَّدٌ - هُوَ ابْنُ أَبِي عُبَيْدَةَ - عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابنِ عَبَّاسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ نَحْوَهُ. زَادَ أَبِي: يُبْدِلُهَا لَهُ.

١٦٥٤- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مذکورہ بالا کی مانند مروی ہے (ابوعبیدہ نے) یہ اضافہ کیا...... کہ میرے والد نے مجھے بھیجا کہ آپ ان اونٹوں کو بدل دیں۔

**توضیح:** علامہ خطابی کہتے ہیں کہ اس میں شک نہیں کہ صدقہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے لیے حرام تھا...... اور حدیث مختصر

---

**١٦٥٣ـ تخريج:** [**إسناده ضعيف**] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح:١٣٣٩ من حديث محمد بن فضيل بن غزوان به، وللحديث شواهد كثيرة عند مسلم، ح:٧٦٣/ ١٩٣، وأبي داود، ح:١٣٥٨، وابن خزيمة، ح:١٠٩٣ وغيرهم، وأصل الحديث عند البخاري، ح:١١٧، ١٣٨، ١٨٣، ومسلم بغير هذا السياق * الأعمش وحبيب مدلسان وعنعنا.

**١٦٥٤ـ تخريج:** [**إسناده ضعيف**] أخرجه أحمد: ١/ ٢٥٧ من حديث الأعمش به، وانظر الحديث السابق * سالم هو ابن أبي الجعد.

روایت ہونے کے باعث اس میں اس سبب کا ذکر نہیں آیا جس کی بنا پر انہیں یہ اونٹ دیے گئے تھے جو شاید یہ ہے کہ نبی ﷺ نے ان سے کچھ اونٹ ادھار لیے تھے اور جب واپس کیے تو وہ حقیقت میں صدقے کے تھے۔ اور امام بیہقی رحمہ اللہ کا بھی یہی کہنا ہے کہ اس روایت کے دو معنی ہیں... ممکن ہے کہ یہ تحریم صدقہ سے پہلے کی بات ہو اور آلِ رسول ﷺ کے لیے حرمتِ صدقہ بعد میں نازل ہوئی ہو۔ اور دوسرے معنی یہ ہو سکتے ہیں کہ شاید آپ نے حضرت عباس سے اونٹ مساکین کے لیے ادھار لیے تھے جو بعد میں آپ نے صدقہ کے اونٹوں میں سے واپس کیے۔ (عون المعبود)

(المعجم ٣٠) - **باب الْفَقِيرِ يُهْدِي لِلْغَنِيِّ مِنَ الصَّدَقَةِ** (التحفة ٣١)

**باب: ۳۰- فقیر صدقے کے مال میں سے غنی کو ہدیہ دے تو جائز ہے**

١٦٥٥- **حَدَّثَنَا** عَمْرُو بْنُ مَرْزُوقٍ: أخبرنا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أُتِيَ بِلَحْمٍ قال: «مَا هَذَا؟» قَالُوا: شَيْءٌ تُصُدِّقَ بِهِ عَلَى بَرِيرَةَ فَقَالَ: «هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ، وَلَنَا هَدِيَّةٌ».

۱۶۵۵- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کی خدمت میں گوشت پیش کیا گیا تو آپ نے پوچھا: ''یہ کیا ہے؟'' کہنے لگے: بریرہ کو صدقہ دیا گیا تھا (یہ اسی میں سے ہے۔) آپ نے فرمایا: ''وہ اس کے لیے صدقہ اور ہمارے لیے ہدیہ ہے۔''

**فوائد و مسائل:** ① صدقہ اور ہدیہ میں فرق یہ ہے کہ صدقہ انسان کے فقر و مجبوری کے پیش نظر اللہ کی رضا اور آخرت کے ثواب کے لیے دیا جاتا ہے..... جبکہ ہدیہ..... دیے جانے والے کے اکرام اور اس سے قربت کی غرض سے دیا جاتا ہے۔ نبی ﷺ کے لیے صدقہ حرام ہونے کی حکمت یہ بیان کی جاتی ہے کہ نبی ﷺ کی شان کے لائق نہیں تھا کہ آپ پر اللہ کے سوا کسی اور کا احسان باقی رہے' اسی لیے آپ نے اپنے اوپر صدقہ حرام قرار دیا تھا جبکہ آپ ہدیہ قبول فرما لیتے اور صاحب ہدیہ کو اس کا بدلہ دے کر اس کے احسان سے بریٔ الذمہ ہو جاتے تھے۔ ② اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ فقیر و مسکین صدقے کا مالک بن جانے کے بعد اس میں کامل تصرف کا حق رکھتا ہے' خواہ ہدیہ دے یا دوسروں کو صدقہ دے' جائز ہے۔

(المعجم ٣١) - **باب مَنْ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ ثُمَّ وَرِثَهَا** (التحفة ٣٢)

**باب: ۳۱- کسی نے صدقہ دیا پھر اس کا وارث بن گیا (تو لے لے' جائز ہے)**

١٦٥٦- **حَدَّثَنَا** أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ

۱۶۵۶- حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک

١٦٥٥ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الزكوة، باب: إذا تحولت الصدقة، ح: ١٤٩٥، ومسلم، الزكوة، باب إباحة الهدية للنبي ﷺ ولبني هاشم وبني المطلب . . . الخ، ح: ١٠٧٤ من حديث شعبة به.

١٦٥٦ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، الصوم، باب قضاء الصوم عن الميت، ح: ١١٤٩ من حديث عبدالله بن عطاء به.

يُونُسَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَطَاءٍ عَنْ عَبْدِ الله بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ بُرَيْدَةَ: أَنَّ امْرَأَةً أَتَتْ رَسُولَ الله ﷺ فَقَالَتْ كُنْتُ تَصَدَّقْتُ عَلٰى أُمِّي بِوَلِيدَةٍ وَإِنَّهَا مَاتَتْ وَتَرَكَتْ تِلْكَ الْوَلِيدَةَ قال: «قد وَجَبَ أَجْرُكِ وَرَجَعَتْ إِلَيْكِ في المِيرَاثِ».

عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئی اور کہنے لگی کہ میں نے اپنی والدہ کو ایک لونڈی بطور صدقہ دی تھی جب کہ والدہ اب فوت ہوگئی ہے اور وہ لونڈی اپنے ترکے میں چھوڑ گئی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''تیرا اجر وثواب ثابت ہوگیا اور وہ لونڈی وراثت میں تجھے لوٹ آئی۔''

**فوائد ومسائل:** ① والدین کی خدمت اولاد پر واجب ہے اور یہ کہ وہ مالی طور پر بھی ان کی کفالت کریں۔ مگر فرضی صدقات ان کو نہیں دیے جاسکتے۔ ② حدیث میں مذکور صورت' صدقہ لوٹا لینے کی معروف صورت نہیں ہے' جو منع ہے۔

## (المعجم ٣٢) - باب: فِي حُقُوقِ الْمَالِ (التحفة ٣٣)

## باب: ٣٢- مال کے حقوق کا بیان

١٦٥٧- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ أَبِي النَّجُودِ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: كُنَّا نَعُدُّ المَاعُونَ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ الله ﷺ عَارِيَةَ الدَّلْوِ وَالْقِدْرِ.

١٦٥٧- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ﴿اَلْمَاعُوْن﴾ سے مراد یہ لیتے تھے کہ کسی کو استعمال کی غرض سے عاریتاً ڈول دے دیا یا ہنڈیا دے دی۔

**فوائد ومسائل:** ① سورۃ الماعون میں ہے: ﴿فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ۝ وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ﴾ ''ہلاکت ہے ان نمازیوں کے لیے جو اپنی نمازوں سے غافل ہیں' دکھلاوا کرتے ہیں اور برتنے کی چیزیں نہیں دیتے۔'' یقیناً عام استعمال کی چیزیں لینا دینا معاشرتی زندگی کا لازمہ ہیں اور صحابۂ کرام اسے مال کا شرعی حق سمجھتے تھے۔ ② کھلے دل سے عام چیزیں عاریتاً دے دینا عمدہ اخلاق ومعاشرت کی دلیل ہے مگر اس میں یہ نہیں کہ کوئی مانگے تانگے ہی سے گزر بسر شروع کردے۔ یہ سوچ اور عمل از حد پستی کا غماز ہے۔ ہاں کبھی کوئی ضرورت پڑے تو عیب نہیں۔

١٦٥٨- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ:

١٦٥٨- حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں'

١٦٥٧ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ١١٧٠١ عن قتيبة به، وزاد: "كل معروف صدقة".

١٦٥٨ـ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد، ح: ٢/ ٢٦٢، ٣٨٣ من حديث حماد بن سلمة به، ومسلم، الزكٰوة، ◄◄

حَدَّثَنا حَمَّادٌ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عن أَبِيهِ عن أَبي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «مَا مِنْ صَاحِبِ كَنْزٍ لَا يُؤَدِّي حَقَّهُ إِلَّا جَعَلَهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُحْمَى عَلَيْهَا في نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوَى بِهَا جَبْهَتُهُ وَجَنْبُهُ وَظَهْرُهُ حَتَّى يَقْضِيَ اللهُ بَيْنَ عِبَادِهِ فِي يَوْم كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلفَ سَنَةٍ مِمَّا تَعُدُّونَ، ثُمَّ يَرٰى سَبِيلَهُ إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِمَّا إلى النَّارِ، وَمَا مِنْ صَاحِبِ غَنَمٍ لَا يُؤَدِّي حَقَّهَا إِلَّا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَوْفَرَ مَا كَانَتْ فَيُبْطَحُ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ فَتَنْطَحُهُ بِقُرُونِهَا، وَتَطَؤُهُ بِأَظْلَافِهَا، لَيْسَ فِيهَا عَقْصاءُ وَلا جَلْحَاءُ كُلَّمَا مَضَتْ أُخْرَاهَا رُدَّتْ عَلَيْهِ أُولَاهَا، حَتَّى يَحْكُمَ اللهُ بَيْنَ عِبَادِهِ في يَوْم كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلفَ سَنَةٍ مِمَّا تَعُدُّونَ، ثُمَّ يَرَى سَبِيلَهُ إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِمَّا إِلَى النَّارِ، وَمَا مِنْ صَاحِبِ إِبِلٍ لَا يُؤَدِّي حَقَّهَا إِلَّا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَوْفَرَ مَا كَانَتْ فَيُبْطَحُ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ فَتَطَؤُهُ بِأَخْفَافِهَا كُلَّمَا مَضَتْ [عَلَيْهِ] أُخْرَاهَا رُدَّتْ عَلَيْهِ أولَاهَا، حَتّٰى يَحْكُمَ اللهُ بَيْنَ عِبَادِهِ في يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ مِمَّا تَعُدُّونَ، ثُمَّ يَرَى سَبِيلَهُ إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِمَّا إِلَى النَّارِ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو کوئی صاحبِ خزانہ اس کا حق ادا نہ کرتا رہا ہو تو اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس مال کو اس طرح کر دے گا کہ جہنم کی آگ سے اسے تپایا جائے گا' پھر اس سے اس (کے مالک) کی پیشانی' پہلو اور کمر کو داغا جائے گا حتی کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں فیصلہ فرمائے گا' اس روز کہ جس کی طوالت (لمبائی) تمہارے شمار سے پچاس ہزار سال ہے' اس کے بعد وہ اپنی راہ دیکھے گا' جنت کی طرف یا جہنم کی طرف۔ اور جو کوئی بکریوں والا ان کا حق ادا نہ کرتا رہا تھا' تو قیامت کے روز ان بکریوں کو لایا جائے گا' اس سے زیادہ فربہ حالت میں جتنی کہ وہ پہلے تھیں' اور اسے ایک صاف چٹیل میدان میں اوندھا لٹا دیا جائے گا' چنانچہ وہ بکریاں اسے اپنے سینگوں سے مارنا اور اپنے کھروں سے روندنا شروع کریں گی اور ان میں کوئی بھی مڑے ہوئے سینگوں والی یا بے سینگوں کے نہ ہوگی۔ جونہی (ان کا ایک چکر پورا ہو گا اور) آخری بکری گزرے گی پہلے والی کو اس پر لوٹایا جائے گا حتی کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں فیصلہ فرمائے گا' اس دن کہ جس کی طوالت تمہارے حساب سے پچاس ہزار سال ہے' اس کے بعد اپنی راہ دیکھے گا' جنت کی طرف یا جہنم کی طرف۔ اور جو کوئی اونٹوں والا ان کا حق ادا نہ کرتا رہا تھا' تو قیامت کے روز انہیں لایا جائے گا' اس سے زیادہ فربہ حالت میں' جتنے کہ وہ اس سے پہلے تھے۔ اور مالک کو ایک صاف چٹیل میدان میں اوندھا لٹا دیا جائے گا اور پھر وہ اسے اپنے پیروں سے روندنا شروع کر



◀◀ باب إثم مانع الزكوة، ح: ٩٨٧/٢٦ من حديث سهيل بن أبي صالح به.

دیں گے جونہی (ان کا ایک چکر پورا ہو کر) آخری اونٹ گزرے گا' پہلے والے کو لوٹایا جائے گا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں فیصلہ فرمائے گا' اس دن کہ جس کی طوالت تمہارے شمار میں پچاس ہزار سال ہے' پھر اس کے بعد وہ اپنی راہ دیکھے گا' جنت کی طرف یا جہنم کی طرف۔''

فائدہ: سونے چاندی کی اگر زکوٰۃ ادا نہ کی جائے تو وہ باعث وبال کنز بن جاتا ہے جس کا ذکر سورۂ توبہ میں ہے: ﴿وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَ لَا يُنْفِقُوْنَهَا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيْمٍ○ يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَ جُنُوْبُهُمْ وَ ظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِأَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ﴾ (التوبة: ٣٤، ٣٥) ''اور جو لوگ سونا اور چاندی جوڑ جوڑ کر رکھتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ان کو دردناک عذاب کی خوشخبری دے دیں۔ جس دن کہ اسے جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا' پھر اس سے ان کی پیشانیاں' ان کے پہلو اور ان کی کمریں داغی جائیں گی (اور کہا جائے گا) یہی ہے وہ جو تم اپنے لیے سینت سینت کر رکھتے تھے' اب اس کے جوڑنے کا مزا چکھو۔''



١٦٥٩- حَدَّثَنا جَعْفَرُ بْنُ مُسَافِرٍ: حَدَّثَنا ابنُ أَبي فُدَيْكٍ عَنْ هِشَامِ بنِ سَعْدٍ، عن زَيْدِ بنِ أَسْلَمَ، عن أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ قَال في قِصَّةِ الْإِبلِ بَعْدَ قَوْلِهِ: لَا يُؤَدِّي حَقَّهَا قال: «وَمِنْ حَقِّهَا حَلْبُهَا يَوْمَ وِرْدِهَا».

١٦٥٩- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے اسی کی مانند بیان کیا۔ اور اونٹوں کے بیان میں جو ذکر ہوا کہ ''جو ان کے حق ادا نہ کرتا رہا تھا''...... کے بعد کہا ......''اور ان کے حق میں سے یہ ہے کہ جس دن انہیں پانی پلانے کے لیے لائے ان کا دودھ دوہے۔''

فائدہ: پانی پلانے کے دن حاجت مند آ سرا لگائے آ جاتے ہیں کہ اس دن دودھ دوہنے سے ان کو کچھ ملے گا۔ اس دن سے پہلے دوہ لینا بخل اور کنجوسی کی علامت اور فقراء کو محروم کرنے کا ذریعہ ہے۔ اس لیے مذموم ہے۔ یعنی پانی پر لانے کے دن دودھ دوہ کر علاقے کے رہنے والے اور دیگر راہی مسافروں کو ہدیہ کرے۔ یہ عمل مستحب و مندوب ہے جیسے کہ درج ذیل روایت میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے واضح کیا ہے۔

---

**١٦٥٩ـ تخريج:** أخرجه مسلم، الزكوٰة، باب إثم مانع الزكوٰة، ح: ٩٨٧/ ٢٥ من حديث هشام بن سعد به، ورواه البخاري، ح: ٢٣٧١ من حديث زيد بن أسلم به.

١٦٦٠- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عن أَبِي عُمَرَ الْغُدَانِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَال: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَحْوَ هٰذِهِ الْقِصَّةِ فَقَالَ لَهُ يَعْنِي لِأَبِي هُرَيْرَةَ فَما حَقُّ الإِبِلِ؟ قال: تُعْطِي الكَرِيمَةَ، وَتَمْنَحُ الْغَزِيرَةَ، وَتُفْقِرُ الظَّهْرَ، وَتُطْرِقُ الْفَحْلَ، وَتَسْقِي اللَّبَنَ.

١٦٦٠- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اسی (مذکورہ بالا) قصے کی مانند سنا۔ شاگرد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اونٹوں کا کیا حق ہے؟ انہوں نے کہا: تو بہترین اونٹ دیدے (اللہ کی راہ میں)' زیادہ دودھ دینے والی اونٹنی عطیہ کردے' کوئی سواری عاریتاً دے دے' اور جفتی کے لیے نر دے دے اور لوگوں کو دودھ پلا دے۔

١٦٦١- حَدَّثَنا يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ: حَدَّثَنا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابنِ جُرَيْجٍ قالَ: قالَ أَبُو الزُّبَيْرِ: سَمِعْتُ عُبَيْدَ بْنَ عُمَيْرٍ قالَ: قالَ رَجُلٌ: يَارَسُولَ الله! مَا حَقُّ الإِبِلِ؟ فَذَكَرَ نَحْوَهُ زَادَ: «وَإِعَارَةُ دَلْوِهَا».

١٦٦١- جناب عُبید بن عمیر رحمہ اللہ (تابعی) بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول! اونٹوں کا کیا حق ہے؟ تو مذکورہ بالا کی مانند ذکر کیا اور مزید کہا: ''اس کا ڈول عاریتاً دے دینا۔''

فائدہ: ''ڈول عاریتاً'' دینے سے مراد معروف پانی کھینچنے کا برتن ہو سکتا ہے۔ یہ بھی خیر میں تعاون کی ایک صورت ہے۔ اور یہ سب کام مستحب' مندوب اور فضیلت و شرف والے ہیں۔

١٦٦٢- حَدَّثَنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ يَحْيَى الحَرَّانِيُّ: حَدَّثَني مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بنِ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بنِ يَحْيَى ابْنِ حَبَّانَ، عَنْ عَمِّهِ واسِعِ بْنِ حَبَّانَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ مِنْ

١٦٦٢- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے کھجوروں کا پھل توڑنے والے سب لوگوں کو حکم دیا تھا کہ جو کوئی دس وسق کھجور کاٹے وہ ایک خوشہ مساکین کے لیے مسجد میں لٹکا دیا کرے۔



---

١٦٦٠ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الزكٰوة، باب التغليظ في حبس الزكٰوة، ح: ٢٤٤٤ من حديث قتادة به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٣٢٢، والحاكم: ١/ ٤٠٣، ووافقه الذهبي.

١٦٦١ـ تخريج: أخرجه مسلم، الزكٰوة، باب إثم مانع الزكٰوة، ح: ٩٨٨ من حديث ابن جريج به.

١٦٦٢ـ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٥٩، ٣٦٠ من حديث محمد بن سلمة به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٤٦٩ * محمد بن إسحاق صرح بالسماع.

كُلِّ جَادٍّ عَشَرَةَ أَوْسُقٍ مِنَ التَّمْرِ بِقِنْوٍ يُعَلَّقُ فِي الْمَسْجِدِ لِلْمَسَاكِينِ.

فائدہ: یہ امر ارشاد و استحباب تھا' (وجوب کے لیے نہیں۔) عُشر اس کے علاوہ ہوتا تھا جو کہ واجب ہے۔

١٦٦٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْخُزَاعِيُّ وَمُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَشْهَبِ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي سَفَرٍ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ عَلٰى نَاقَةٍ لَهُ فَجَعَلَ يَصْرِفُهَا يَمِينًا وَشِمَالًا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ كَانَ عِنْدَهُ فَضْلُ ظَهْرٍ فَلْيَعُدْ بِهِ عَلٰى مَنْ لَا ظَهْرَ لَهُ، وَمَنْ كَانَ عِنْدَهُ فَضْلُ زَادٍ فَلْيَعُدْ بِهِ عَلٰى مَنْ لَا زَادَ لَهُ» حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ لَا حَقَّ لِأَحَدٍ [مِنَّا] فِي الْفَضْلِ.

١٦٦٣- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ ایک آدمی اپنی اونٹنی پر آیا اور اسے دائیں بائیں گھمانے لگا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کے پاس کوئی زائد سواری ہو وہ اس شخص کو دے دے جس کے پاس سواری نہ ہو۔ اور جس کے پاس کھانے پینے کی کوئی زائد چیز ہو وہ اس شخص کو دے دے جس کے پاس توشہ نہ ہو۔'' (آپ کے اس ارشاد سے) ہم نے یہ سمجھا کہ ہمارے زائد اموال میں ہمارا کوئی حق نہیں ہے۔

322

فوائد و مسائل: ① یہ اونٹنی والا جو اسے گھما رہا تھا شاید تھک گئی تھی اور چلنے سے عاجز تھی۔ اس شخص نے یہ انداز اختیار کیا تا کہ نبی ﷺ دیکھ لیں اور کوئی دوسری عنایت فرما دیں۔ ② انتہائی ضرورت اور تنگی کے احوال میں زائد مال محتاجوں تک پہنچانا جیسے کہ قحط میں ہوتا ہے' واجب ہے اور عام حالات میں مستحب اور مندوب ہے۔ اسی قسم کے ارشادات کی بنا پر حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ دیگر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے' جو غنی اور اصحاب وسعت تھے' مال جمع رکھنے پر تکرار کیا کرتے تھے۔

١٦٦٤- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

١٦٦٤- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ

---

**١٦٦٣ـ تخريج:** أخرجه مسلم، اللقطة، باب استحباب المواساة بفضول المال، ح:١٧٢٨ من حديث أبي الأشهب به.

**١٦٦٤ـ تخريج:** [**إسناده ضعيف**] أخرجه الحاكم: ١/ ٤٠٨، ٤٠٩ من حديث يحيى بن يعلى به، وصححه على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي * غيلان بن جامع رواه عن عثمان بن عمير أبي اليقظان عن جعفر بن إياس عن مجاهد عن ابن عباس به، البيهقي: ٤/ ٨٣ * وأبو اليقظان ضعيف مدلس، فالعلة مدمرة.

حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ يَعْلَى الْمُحَارِبِيُّ: حَدَّثَنا أبي: حدثنا غَيْلَانُ عَنْ جَعْفَرِ بْن إِيَاسٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ قال: لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ ﴿وَٱلَّذِينَ يَكْنِزُونَ ٱلذَّهَبَ وَٱلْفِضَّةَ﴾ [التوبة: ٣٤] قال: كَبُرَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ فَقَالَ عُمَرُ: أَنَا أُفَرِّجُ عَنْكُمْ، فَانْطَلَقُوا فَقَالُوا: يَانَبِيَّ اللهِ! إِنَّهُ كَبُرَ عَلَى أَصْحَابِكَ هٰذِهِ الآيَةُ، فَقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إِنَّ اللهَ لَمْ يَفْرِضِ الزَّكَاةَ إِلَّا لِيُطَيِّبَ مَا بَقِيَ مِنْ أَمْوَالِكُمْ وَإِنَّمَا فَرَضَ المَوَارِيثَ لِتَكُونَ لِمَنْ بَعْدَكُمْ» قالَ: فَكَبَّرَ عُمَرُ ثُمَّ قالَ لَهُ: «أَلَا أُخْبِرُكَ بِخَيْرِ مَا يَكْنِزُ الْمَرْءُ؟ الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ، إِذَا نَظَرَ إِلَيْهَا سَرَّتْهُ وَإِذَا أَمَرَهَا أَطَاعَتْهُ وَإِذَا غَابَ عَنْهَا حَفِظَتْهُ».

جب یہ آیت کریمہ ﴿وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَالْفِضَّةَ﴾ نازل ہوئی تو اس سے مسلمانوں کو بہت گرانی ہوئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تمہاری مشکل دور کرتا ہوں' چنانچہ وہ سب آئے اور انہوں نے کہا: اے اللہ کے نبی! آپ کے اصحاب کو یہ آیت بہت بھاری محسوس ہو رہی ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ فرض ہی اس لیے کی ہے کہ اس سے تمہارا بقیہ مال پاک ہو جائے۔ اور وراثت اس لیے فرض فرمائی ہے کہ تمہارے بعد والوں کو ملے۔'' اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: [الله أكبر] پھر آپ نے اس سے فرمایا: ''کیا میں تجھے خبر نہ دوں کہ وہ کیا بہترین چیز ہے جو انسان خزانہ بناتا ہے؟'' فرمایا: ''وہ نیک صالحہ بیوی ہے' جب اس کی طرف دیکھے تو اسے خوش کر دے' اسے کوئی بات کہے تو مان لے اور جب وہ غائب ہو تو اس (کے گھر' مال اور اپنی عفت) کی حفاظت کرے۔''

## (المعجم ٣٣) - باب حَقِّ السَّائِلِ (التحفة ٣٤)

## باب:٣٣-سائل کا حق

١٦٦٥- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرَنا سُفْيَانُ: حَدَّثَنا مُصْعَبُ بْنُ مُحَمَّدِ ابْنِ شُرَحْبِيلَ: حَدَّثَنِي يَعْلَى بْنُ أَبِي يَحْيٰى عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ حُسَيْنٍ، عَنْ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لِلسَّائِلِ

١٦٦٥-حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سائل کا حق ہے' خواہ وہ گھوڑے ہی پر سوار ہو کر آئے۔''

---

١٦٦٥_ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ١/ ٢٠١ من حديث سفيان به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٤٦٨، وأورده الضياء المقدسي في المختارة كما في "ذيل القول المسدد" للشيخ محمد صبغة الله المدراسي، ص: ٨٦، ح: ١٠ * يعلى بن أبي يحيى وثقه ابن خزيمة، وابن حبان، وجهله أبوحاتم وغيره، فهو حسن الحديث، وللحديث شواهد كثيرة، منها مرسل زيد بن أسلم، رواه مالك عنه (الموطأ: ٢/ ٩٩٦، الصدقة، باب: ١).

حَقٌّ وَإِنْ جَاءَ عَلٰى فَرَسٍ».

١٦٦٦- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ شَيْخٍ - قالَ: رَأَيْتُ سُفْيَانَ عِنْدَهُ - عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ حُسَيْنٍ، عن أبِيهَا، عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ.

١٦٦٦-حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے والد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی ﷺ سے...... مذکورہ بالا حدیث کے مثل روایت کیا۔

فائدہ: ایک مسلمان جس نے اپنی آبرو کو داؤ پر لگاتے ہوئے سوال کرنے کی عار کو قبول کر لیا ہو تو اسے بیک لفظ جھٹلا دینا مناسب نہیں۔ ممکن ہے وہ کسی اعتبار سے مستحق ہو' مثلاً بہت زیادہ عیال رکھتا ہو یا قرض کے بوجھ تلے دبا ہوا ہو یا اپنے وطن سے دور اور مسافر ہو یا کسی کا ضامن ہو' وغیرہ کئی اسباب ہو سکتے ہیں۔ اس لیے بلاوجہ اس کی تکذیب وتحقیر نہ کی جائے بلکہ جو مناسب ہو' تعاون کر دیا جائے اور نصیحت کرنے سے بھی دریغ نہ کیا جائے جیسے کہ گذشتہ احادیث (١٦٢٦تا١٦٣٤) میں گزرا ہے۔

١٦٦٧- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ بُجَيْدٍ، عَنْ جَدَّتِهِ أُمِّ بُجَيْدٍ - وَكَانَتْ مِمَّنْ بَايَعَ رَسُولَ الله ﷺ - أَنَّهَا قالَتْ لَهُ: يَارَسُولَ اللهِ! صَلَّى اللهُ عَليكَ! إِنَّ المِسْكِينَ لَيَقُومُ عَلٰى بَابِي فَمَا أَجِدُ لَهُ شَيْئًا أُعْطِيهِ إِيَّاهُ، فَقالَ لَهَا رَسُولُ الله ﷺ: «إِنْ لَمْ تَجِدِي لَهُ شَيْئًا تُعْطِينَهُ إِيَّاهُ إِلَّا ظِلْفًا مُحْرَقًا فَادْفَعِيهِ إِلَيْهِ فِي يَدِهِ».

١٦٦٧-حضرت امّ بجید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے اور وہ ان عورتوں میں سے تھیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی۔ انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول! اللہ کی آپ پر رحمتیں نازل ہوں' مسکین میرے دروازے پر آ کھڑا ہوتا ہے اور میرے پاس اسے دینے کو کچھ نہیں ہوتا جو میں اسے دوں؟ آپ نے فرمایا: ''اگر تمہیں اسے دینے کو کچھ نہ ملے' اور تمہارے پاس بکری کا جلا ہوا کُھر ہی ہو تو وہی اس کے ہاتھ میں دے دو۔''

فائدہ: مقصد یہ ہے کہ سائل کو کچھ نہ کچھ ضرور دو۔ خالی ہاتھ نہ لوٹاؤ مگر پیشہ ور عادی سائل کا یہ حکم نہیں۔ پیشہ ور

١٦٦٦ـ تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق.

١٦٦٧ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الزكوة، باب ماجاء في حق السائل، ح:٦٦٥، والنسائي، ح:٢٥٧٥ عن قتيبة به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح:٢٤٧٣، وابن حبان، ح:٨٢٤، والحاكم:١/ ٤١٧، ووافقه الذهبي.

گداگروں کو دینا' پیشہ' گداگری کی حوصلہ افزائی ہے جو جرم ہے۔ تاہم جس کا پیشہ ور ہونا یقینی نہ ہو تو اس کی حسب استطاعت امداد کرنی چاہیے۔

## (المعجم ٣٤) - باب الصَّدَقَةِ عَلَى أَهْلِ الذِّمَّةِ (التحفة ٣٥)

## باب:٣٤-ذمیوں کوصدقہ دینا

١٦٦٨- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي شُعَيْبٍ الْحَرَّانِيُّ: أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَسْمَاءَ قَالَت: قَدِمَتْ عَلَيَّ أُمِّي رَاغِبَةً فِي عَهْدِ قُرَيْشٍ وَهِيَ رَاغِمَةٌ مُشْرِكَةٌ، فَقُلْتُ: يَارَسُولَ الله! إِنَّ أُمِّي قَدِمَتْ عَلَيَّ وَهِيَ رَاغِمَةٌ مُشْرِكَةٌ أَفَأَصِلُهَا؟ قَالَ: «نَعَمْ فَصِلِي أُمَّكِ».

١٦٦٨- حضرت اسماء بنت ابی بکر ؓ سے روایت ہے' بیان کرتی ہیں کہ قریش کے ساتھ معاہدۂ حدیبیہ کے دنوں میں میری والدہ میرے پاس (مدینے میں) آئی جب کہ وہ (اسلام کو) ناپسند کرتی تھی اور مشرکہ تھی۔ میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! میری والدہ میرے ہاں آئی ہے اور (اسلام کو) ناپسند کرتی ہے اور مشرکہ ہے۔ کیا میں اس کے ساتھ حسن سلوک کروں؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں اپنی ماں کے ساتھ حسن سلوک اور صلہ رحمی کا معاملہ کرو۔''



فائدہ: رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی اور حسن سلوک سے پیش آنا' اسلامی تعلیم کا لازمی حصہ اور مسلمانوں کا شعار ہے مگر للہ فی اللہ گہری اور راز دارانہ محبت مسلمانوں ہی سے خاص ہے۔ کافر لوگوں یا کافر عزیزوں کو فرض زکوٰۃ یا واجب صدقات نہیں دیے جا سکتے اِلّا یہ کہ مؤلّفۃ القلوب کے ضمن میں آتے ہوں۔ نفل صدقات دینے میں کوئی حرج نہیں۔ خاص طور پر والدین کا تو حق ہے کہ اولاد ان پر خرچ کرے۔ کافر ہونا ان کا اپنا معاملہ ہے جو اللہ کے ساتھ ہے۔ سورۂ لقمان میں ہے: ﴿وَإِنْ جَاهَدَاكَ عَلَى أَنْ تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا﴾ (لقمان:١٥) ''اگر وہ تجھ سے کوشش کریں کہ تو میرا شریک ٹھہرائے ایسی چیز کو جس کا تجھے علم نہیں' تو ان کا کہا مت مان اور دنیا کے امور میں ان کے ساتھ اچھا سلوک کر۔''

## (المعجم ٣٥) - باب مَا لَا يَجُوزُ مَنْعُهُ (التحفة ٣٦)

## باب:٣٥-وہ چیزیں جن کا روکنا جائز نہیں

١٦٦٩- حَدَّثَنا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ:

١٦٦٩- بُہیسہ ؓ اپنے والد سے نقل کرتی ہیں کہ

١٦٦٨ـ تخريج: أخرجه البخاري، الهبة وفضلها ... الخ، باب الهدية للمشركين، ح: ٢٦٢٠، ومسلم، الزكوة، باب فضل النفقة والصدقة على الأقربين ... الخ، ح: ١٠٠٣ من حديث هشام بن عروة به.

١٦٦٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٨٠ من حديث كهمس به، وسيأتي: ٣٤٧٦ * سيار بن

حَدَّثَنا أَبِي: حَدَّثَنا كَهْمَسٌ عَنْ سَيَّارِ بْنِ مَنْظُورٍ - رَجُلٍ مِنْ بَنِي فَزَارَةَ - عَنْ أَبِيهِ، عَنِ امْرَأَةٍ يُقَالَ لَهَا بُهَيْسَةُ، عَنْ أَبِيهَا قَالَتْ: اسْتَأْذَنَ أَبِي النَّبِيَّ ﷺ، فَدَخَلَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ قَمِيصِهِ، فَجَعَلَ يُقَبِّلُ وَيَلْتَزِمُ ثُمَّ قَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! مَا الشَّيْءُ الَّذِي لَا يَحِلُّ مَنْعُهُ؟ قَالَ: «الْمَاءُ». قَالَ: يَانَبِيَّ اللهِ! مَا الشَّيْءُ الَّذِي لَا يَحِلُّ مَنْعُهُ؟ قَالَ: «الْمِلْحُ». قَالَ: يَانَبِيَّ اللهِ! مَا الشَّيْءُ الذِي لَا يَحِلُّ مَنْعُهُ؟ قَالَ: «أَنْ تَفْعَلَ الْخَيْرَ، خَيْرٌ لَكَ».

میرے والد نے نبی ﷺ سے ملنے کی اجازت چاہی۔ اور وہ آپ کی قمیص اور آپ کے درمیان داخل ہو گئے اور آپ کا جسم چومنے اور اس سے لپٹنے لگے۔ پھر کہا: اے اللہ کے رسول! وہ کیا چیز ہے جس کا روک لینا حلال نہیں؟ آپ نے فرمایا: ''پانی۔'' پھر پوچھا: اے اللہ کے نبی! وہ کیا چیز ہے جس کا روک لینا حلال نہیں؟ فرمایا: ''نمک۔'' پھر پوچھا: اے اللہ کے نبی! وہ کیا چیز ہے جس کا روک لینا حلال نہیں؟ آپ نے فرمایا: ''جو بھلائی بھی تم کرو وہ تمہارے لیے خیر ہے۔''



فائدہ: پانی اور نمک ایسی عام اور کثیر الاستعمال اشیاء ہیں کہ ان سے بخل انتہائی بری صفت ہے۔ بالخصوص پانی جب بلا مشقت قدرتی ذرائع سے حاصل ہو رہا ہو مثلاً تالاب' چشمہ' نہر اور کنواں' البتہ ایسے مواقع جہاں پانی کے حصول میں محنت اور مال خرچ ہوا ہو تو مالک کو اختیار ہے لیکن صدقہ کرنا یقیناً افضل اور شرف کی بات ہے۔

## (المعجم ٣٦) - باب الْمَسْأَلَةِ فِي الْمَسَاجِدِ (التحفة ٣٧)

## باب:٣٦-مساجد میں سوال کرنا......؟

١٦٧٠- حَدَّثَنا بِشْرُ بْنُ آدَمَ: حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ بْنُ بَكْرٍ السَّهْمِيُّ: حَدَّثَنا مُبَارَكُ بْنُ فَضَالَةَ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «هَلْ فِيكُمْ أَحَدٌ

١٦٧٠-حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ''کیا تم میں کوئی ہے جس نے آج کسی مسکین کو کھانا کھلایا ہو؟'' تو ابوبکر ؓ نے جواب دیا: میں مسجد میں داخل ہو رہا تھا تو میں نے ایک سائل کو سوال کرتے ہوئے دیکھا' میں نے (اپنے صاحبزادے) عبدالرحمٰن کے ہاتھ میں روٹی کا ایک ٹکڑا

◀◀ منظور وأبوه مستوران، وثقهما ابن حبان وحده.

١٦٧٠ـ **تخريج**: [**إسناده ضعيف**] أخرجه الحاكم: ١/ ٤١٢ من حديث عبدالله بن بكر به، وصححه على شرط مسلم، ووافقه الذهبي * مبارك بن فضالة مدلس وعنعن، ولبعض الحديث شاهد عند مسلم، ح:١٠٢٨ بعد حديث: ٢٣٨٧.

أَطْعَمَ الْيَوْمَ مِسْكِينًا؟» فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَإِذَا أَنَا بِسَائِلٍ يَسْأَلُ فَوَجَدْتُ كِسْرَةَ خُبْزٍ فِي يَدِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَأَخَذْتُهَا مِنْهُ فَدَفَعْتُهَا إِلَيْهِ.

پایا' تو وہ میں نے اس سے لے کر اس سائل کو دے دیا۔

فائدہ: یہ روایت اس سند کے ساتھ ضعیف ہے۔ اس لیے سائل والا قصہ صحیح ہے نہ اس سے مسئلۃ الباب کا اثبات یا اس کی نفی ہی ہوتی ہے۔ تاہم دوسرے دلائل سے مسجد میں دینی ضرورت کے لیے یا ضرورت مندوں کے لیے سوال کرنا ثابت ہے' البتہ یہ روایت ایک دوسرے انداز سے صحیح مسلم میں آئی ہے۔ اس میں ہے: رسول اللہ ﷺ نے صحابہ سے پوچھا: ''آج تم میں سے کسی نے روزہ رکھا ہے؟'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے (رکھا ہے۔) آپ نے پوچھا: ''آج تم میں سے کسی نے جنازے میں شرکت کی ہے؟'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے۔ آپ نے پوچھا: ''تم میں سے آج کسی نے مسکین کو کھانا کھلایا ہے؟'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے۔ آپ نے پھر پوچھا: ''تم میں سے کسی نے آج کسی بیمار کی مزاج پرسی کی ہے؟'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس میں بھی یہ خوبیاں جمع ہوں گی' وہ ضرور جنتی ہے۔'' (صحیح مسلم' الزکاۃ' حدیث:۱۰۲۸)



## (المعجم ۳۷) - بَابُ كَرَاهِيَةِ الْمَسْأَلَةِ بِوَجْهِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ (التحفة ۳۸)

## باب:۳۷-''اللہ عزوجل'' کے چہرے کا واسطہ دے کر سوال کرنا مکروہ ہے

۱۶۷۱- حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْقِلَّوْرِيُّ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِسْحَاقَ الْحَضْرَمِيُّ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُعَاذٍ التَّمِيمِيِّ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يُسْأَلُ بِوَجْهِ اللهِ إِلَّا الْجَنَّةُ».

۱۶۷۱- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے چہرے کا واسطہ دے کر صرف جنت ہی کا سوال کیا جا سکتا ہے۔''

ملحوظہ: اس حدیث کی سند محل نظر ہے تاہم معنی واضح ہیں کہ جنت کے مقابلے میں دنیا اللہ کے ہاں پرکاہ بلکہ مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں ہے۔ اور ''اللہ کا چہرہ اور اس کا نام'' اپنی عظمت اور جلالت شان میں بے مثل و بے مثال ہے تو اسے دنیا جیسی حقیر چیز کے حصول کے لیے واسطہ بنانا مناسب نہیں' چاہیے کہ اس کے واسطے سے عظیم چیز ''جنت'' ہی کا سوال کیا جائے۔ مابعد آنے والی حدیث اس کے مقابلے میں صحیح ہے اور اس میں رخصت ہے کہ سائل ''اللہ کے

۱۶۷۱_ تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن عدي في الكامل: ۳/ ۱۱۰۷ عن أبي العباس القلوري به، وقال: "سليمان ابن قرم" * سليمان ضعيف، ضعفه الجمهور من جهة حفظه، وأخرج له مسلم، (ح: ۱۴۸۰/ ۴۶ ب) متابعة.

واسطے'' سے کوئی سوال کر سکتا ہے۔ اور اس حدیث میں [وجه الله] اللہ کی خاص صفت کی بات ہے جس سے مراد اللہ تعالیٰ کا چہرہ ہی ہے' جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے۔ اس کی تاویل جائز ہے نہ تمثیل وتشبیہ وتعطیل۔ (واللہ اعلم) نیز دیکھیے: تعلیق الشیخ علامہ البانی رحمہ اللہ مشکوٰۃ المصابیح' حدیث: ۱۹۴۴۔

(المعجم ٣٨) - **باب عَطِيَّةِ مَنْ سَأَلَ بِاللهِ عَزَّوَجَلَّ** (التحفة ٣٩)

**باب:۳۸- جو شخص اللہ عزوجل کے نام پر سوال کرے' اس کو دینا چاہیے**

١٦٧٢- **حَدَّثَنَا** عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا جَرِيرٌ عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنِ اسْتَعَاذَ بِاللهِ فأَعِيذُوهُ، وَمَنْ سَأَلَ بِاللهِ فأَعْطُوهُ، وَمَنْ دَعَاكُمْ فأَجِيبُوهُ، وَمَن صَنَعَ إِلَيْكُم مَعْرُوفًا فَكَافِئُوهُ، فإنْ لَم تَجِدُوا ما [تُكَافِئُونَهُ] فَادْعُوا لَهُ حَتَّى تَرَوْا أَنَّكُم قَدْ كَافأْتُموهُ».

۱۶۷۲- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ کے واسطے سے پناہ مانگے اس کو امان دو۔ اور جو شخص اللہ کے نام سے سوال کرے اس کو دو۔ اور جو تمہاری دعوت کرے اس کی دعوت قبول کرو۔ اور جو تمہارے ساتھ احسان کرے اس کا بدلہ دو۔ اگر بدلہ دینے کے لیے کوئی چیز نہ پاؤ تو اس کے حق میں دعا کرو یہاں تک کہ تم سمجھ لو کہ اس (کے احسان) کا بدلہ دے دیا ہے۔''

**فوائد ومسائل:** ① اللہ کے نام کا واسطہ دے کر مانگنا جائز ہے۔ ② ایسے سائل کو دینے کا حکم اس لیے تاکیدی ہے کہ اس نے رب تعالیٰ کا عظیم واسطہ پیش کیا ہے' اور اس نام کی عظمت کا لحاظ کرنا چاہیے۔ ③ محسن کے احسان کا بدلہ دینا بھی لازمی امر اور حسن اخلاق کا حصہ ہے۔ اگر کوئی مال وغیرہ نہ ہو تو محسن کو کثرت سے دعائے خیر دینی چاہیے۔ جیسے کہ جامع ترمذی کی حدیث میں آتا ہے: ''جس شخص پر کوئی احسان کیا گیا اور اس نے جواب میں [جزاك الله خيرًا] ''اللہ تمہیں بہترین بدلہ دے۔'' کہہ دیا تو اس نے اس کی مدح میں بہت مبالغہ کیا۔'' (جامع الترمذی' البر والصلة' حدیث: ۲۰۳۵) ایک عظیم دعا ہے بشرطیکہ ایمان ویقین سے دی جائے۔

(المعجم ٣٩) - **باب الرَّجُلِ يُخْرِجُ مِنْ مَالِهِ** (التحفة ٤٠)

**باب:۳۹- اگر کوئی اپنا سارا ہی مال صدقہ کرنا چاہے؟**

١٦٧٣- **حَدَّثَنَا** مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ:

۱۶۷۳- حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما بیان

١٦٧٢- **تخريج**: **[إسناده ضعيف]** أخرجه النسائي، الزكوٰة، من سأل بالله عزوجل، ح: ٢٥٦٨ من حديث الأعمش به، وصححه ابن حبان، ح: ٢٠٧١، والحاكم: ١/ ٤١٢ على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي، وسنده ضعيف * الأعمش عنعن، وللحديث شواهد ضعيفة.

١٦٧٣- **تخريج**: **[إسناده ضعيف]** أخرجه الدارمي، ح: ١٦٦٦ من حديث حماد بن سلمة به، وصححه ابن ◄◄

حَدَّثَنا حَمَّادٌ عَنْ مُحمَّدِ بْنِ إسْحَاقَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ عَنْ مَحْمُودِ بْنِ لَبِيدٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْأنْصَارِيِّ قال: كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ إذْ جَاءَهُ رَجُلٌ بِمِثْلِ بَيْضَةٍ مِنْ ذَهَبٍ، فقال: يَارَسُولَ اللهِ! أَصَبْتُ هٰذِهِ مِنْ مَعْدَنٍ فَخُذْهَا فَهِيَ صَدَقَةٌ مَا أَمْلِكُ غَيْرَهَا، فأَعْرَضَ عَنْهُ رَسُولُ الله ﷺ ثُمَّ أَتَاهُ مِنْ قِبَلِ رُكْنِهِ الأَيْمَنِ فقالَ مِثْلَ ذَلِكَ، فأَعْرَضَ عَنْهُ، ثُمَّ أَتَاهُ مِنْ قِبَلِ رُكْنِهِ الأَيْسَرِ، فأَعْرَضَ عَنْهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ، ثُمَّ أَتَاهُ مِنْ خَلْفِهِ، فأَخَذَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَحَذَفَهُ بِهَا، فَلَوْ أَصَابَتْهُ لَأَوْجَعَتْهُ أَوْ لَعَقَرَتْهُ، فَقَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «يَأْتِي أَحَدُكُم بِمَا يَمْلِكُ فيقُولُ هٰذِهِ صَدَقَةٌ، ثُمَّ يَقْعُدُ يَسْتَكِفُّ النَّاسَ؟، خَيْرُ الصَّدَقَةِ مَا كَانَ عَنْ ظَهْرِ غِنًى».

کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں تھے کہ اچانک ایک آدمی آیا' اس کے پاس انڈے کے برابر سونا تھا' کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! مجھے یہ ایک کان سے ملا ہے آپ اسے لے لیجیے' یہ صدقہ ہے' میرے پاس اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منہ پھیر لیا' تو وہ آپ کی دائیں جانب سے آیا اور پہلے کی طرح کہا۔ آپ نے اس سے منہ پھیر لیا۔ تو وہ آپ کی بائیں جانب سے آیا تو رسول اللہ ﷺ نے منہ پھیر لیا۔ پھر وہ آپ کے پیچھے سے آیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے وہ سونا لے کر پھینک دیا۔ اگر وہ اسے لگتا تو اس سے اس کو چوٹ لگتی بلکہ وہ اسے زخمی کر دیتا۔ تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی اپنا سب مال لے کر آ جاتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ صدقہ ہے۔ پھر لوگوں سے مانگنے بیٹھ جاتا ہے۔ بہترین صدقہ وہی ہے جو اپنی ضرورت پوری کرنے کے بعد دیا جائے۔''



ملحوظہ: اس روایت کا صرف آخری جملہ صحیح اور ثابت ہے اور آئندہ حدیث: ١٦٧٦ میں آ رہا ہے۔ اس لیے یہ واقعہ تو صحیح نہیں ہے۔ لیکن اس میں رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب قول کا مفہوم و معنی دوسرے دلائل سے ثابت ہے۔

١٦٧٤- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا ابْنُ إدْرِيسَ عَنِ ابْنِ إسْحَاقَ بإسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ، زَادَ: «خُذْ عَنَّا مَالَكَ لَا حَاجَةَ لَنَا بِهِ!».

١٦٧٤- ابن اسحٰق نے اپنی مذکورہ سند سے اور اسی کے ہم معنی بیان کیا۔ اس میں مزید یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہم سے اپنا مال لے جاؤ' ہمیں اس کی کوئی ضرورت نہیں۔'' (نبی ﷺ نے اسے قبول نہیں فرمایا۔)

◀◀ خزيمة، ح: ٢٤٤١، والحاكم علٰى شرط مسلم: ١/ ٤١٣، ووافقه الذهبي * ابن إسحاق عنعن وزعم الحافظ في "النكت علی ابن الصلاح" (١/ ٣٦٠) بأنه رآه، صرح بالسماع في مسند أبي يعلٰى، والله أعلم، ولو ثبت فالحديث حسن، وحديث "خير الصدقة ما كان عن ظهر غنیً" صحيح كما سيأتي، ح: ١٦٧٦.

**١٦٧٤ـ تخريج:** [**ضعيف**] انظر الحديث السابق، ورواه ابن خزيمة، ح: ٢٤٤١ من حديث عبدالله بن إدريس به.

فائدہ: ایسا صدقہ یا کوئی نیکی جو جذبات میں آ کر کی جائے مگر اس کے ظاہری اثرات اس کے کرنے والے کی برداشت سے باہر ہوں کہ بعد میں اس پر افسوس کرنے لگے یا وہ نیکی ہی اسے بری لگنے لگے تو یہ بہت بری کیفیت ہے۔ انسان کو پہلے سوچ سمجھ کر قدم اُٹھانا چاہیے بالخصوص صدقات کے معاملے میں۔ اور کچھ نام نہاد صوفیاء میں یہ بات موجود ہے کہ پہلے اپنا سب کچھ لنگر میں دے دیتے ہیں' پھر لوگوں سے بٹورنا شروع کر دیتے ہیں...... وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰه مگر ایسے مخلصین جو اللہ پر کامل توکل رکھتے ہوں انہیں کسی ملال کا اندیشہ نہ ہو تو ان کے لیے اپنا تمام مال صدقہ کر دینے کی رخصت بھی ہے' جیسے کہ اگلے باب میں آ رہا ہے۔

١٦٧٥- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابنِ عَجْلَانَ، عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَعْدٍ: سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ: دَخَلَ رَجُلٌ المَسْجِدَ، فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ النَّاسَ أَنْ يَطْرَحُوا ثِيَابًا، فَطَرَحُوا، فَأَمَرَ لَهُ منها بِثَوْبَيْنِ، ثُمَّ حَثَّ عَلَى الصَّدَقَةِ، فَجَاءَ فَطَرَحَ أَحَدَ الثَّوْبَيْنِ، فَصَاحَ بِهِ، وَقال: «خُذْ ثَوْبَكَ».

۱۶۷۵- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی مسجد میں داخل ہوا تو نبی ﷺ نے لوگوں کو حکم دیا کہ کپڑے دو (صدقہ کے طور پر) اور اس (آنے والے) کے بارے میں فرمایا کہ اسے دو کپڑے دے دو۔ آپ نے پھر (دوبارہ) صدقے کی ترغیب دی تو اس شخص نے بھی اپنا ایک کپڑا پھینک دیا۔ آپ نے اسے ڈانٹ کر فرمایا: ''اپنا کپڑا اُٹھا لو۔''

فائدہ: اس کی وضاحت درج ذیل حدیث میں ہے۔

١٦٧٦- حَدَّثَنَا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا جَرِيرٌ عَنِ الأَعمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إِنَّ خَيْرَ الصَّدَقَةِ ما تَرَكَ غِنًى، أَوْ تُصُدِّقَ بِهِ عن ظَهْرِ غِنًى، وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُولُ».

۱۶۷۶- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ بہترین صدقہ وہ ہے جو غنا (لوگوں سے بے نیازی) کو باقی رہنے دے یا یہ کہ اس کیفیت میں صدقہ کیا جائے کہ خود محتاج اور ضرورت مند نہ ہو (بلکہ غنی ہو) اور ان سے شروع کرو جن کی کفالت کے تم ذمہ دار ہو۔''



١٦٧٥ـ **تخريج**: [حسن] أخرجه الترمذي، الصلوٰة، باب ماجاء في الركعتين إذا جاء الرجل والإمام يخطب، ح: ٥١١، والنسائي، ح: ٢٥٣٧ من حديث محمد بن عجلان به، وهو صرح بالسماع عند الحميدي، ح: ٧٤١.

١٦٧٦ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، النفقات، باب وجوب النفقة على الأهل والعيال، ح: ٥٣٥٥ من حديث سليمان الأعمش به، وهو في نسخة وكيع عن الأعمش: (١٢).

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ صدقہ کرنے کے بعد اگر انسان خود ہی اپنی بنیادی ضروریات کے پورا کرنے کے لیے دوسروں کا محتاج ہو جائے تو ایسا صدقہ ناپسندیدہ ہے۔ اس لیے بہترین صدقہ اسے قرار دیا گیا ہے کہ وہ دینے کے بعد انسان دوسروں کا محتاج نہ ہو۔

(المعجم ٤٠) - **باب الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ** (التحفة ٤١)

باب: ۴۰- سارا مال صدقہ کر دینے کی رخصت

١٦٧٧- **حَدَّثَنَا** قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَيَزِيدُ ابْنُ خَالِدِ بْنِ مَوْهَبٍ الرَّمْلِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ جَعْدَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! أَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «جُهْدُ الْمُقِلِّ، وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُولُ».

۱۶۷۷- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے انہوں نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول! کونسا صدقہ افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ”کم مال والے کا محنت مشقت کر کے دینا۔ اور شروع ان سے کرو جن کی کفالت کے تم ذمہ دار ہو۔“

فائدہ: جو شخص خود کفاف کی حالت میں ہو کہ تازہ مزدوری کر کے لائے اور پھر اسی میں سے صدقہ بھی کرے تو یہ اس کے ”اللہ والا“ ہونے کی عظیم دلیل ہے۔ ایسا شخص یقیناً کامل متوکل علی اللہ اور جنت کا حریص ہے۔ ایسا صدقہ اپنی ظاہری برکات بھی لاتا ہے مگر ساتھ ہی اس میں یہ تعلیم بھی ہے کہ اپنے زیر کفالت افراد سے شروع کیا جائے ان پر خرچ کرنے کا دہرا ثواب ہے۔

١٦٧٨- **حَدَّثَنَا** أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ - وَهٰذَا حَدِيثُهُ - قَالَا: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُ] يَقُولُ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ

۱۶۷۸- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے ہمیں صدقہ کرنے کا حکم دیا۔ اس موقع پر میرے پاس مال بھی تھا۔ چنانچہ میں نے (دل میں) کہا: اگر میں ابوبکر رضی اللہ عنہ سے سبقت لینا چاہوں تو آج لے سکتا ہوں۔ چنانچہ میں اپنا آدھا مال (آپ کی خدمت میں) لے آیا۔ رسول اللہ ﷺ نے

١٦٧٧ـ **تخريج**: [**إسناده صحيح**] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٥٨ من حديث الليث بن سعد به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٤٤٤، ٢٤٥١، والحاكم على شرط مسلم: ١/ ٤١٤، ووافقه الذهبي.

١٦٧٨ـ **تخريج**: [**إسناده حسن**] أخرجه الترمذي، المناقب، باب رجاءه ﷺ أن يكون أبوبكر ممن يدعى من جميع أبواب الجنة، ح: ٣٦٧٥ من حديث الفضل بن دكين به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ١/ ٤١٤، ووافقه الذهبي.

ﷺ يَوْمًا أَنْ نَتَصَدَّقَ، فَوَافَقَ ذٰلِكَ مَالًا عِنْدِي، فَقُلْتُ: الْيَوْمَ أَسْبِقُ أَبَا بَكْرٍ إِنْ سَبَقْتُهُ يَوْمًا فَجِئْتُ بِنِصْفِ مَالِي، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «ما أَبْقَيْتَ لِأَهْلِكَ؟» فَقُلْتُ: مِثْلَهُ. قَالَ: وَأَتَى أَبُو بَكْرٍ بِكلِّ مَا عِنْدَهُ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا أَبْقَيْتَ لِأَهْلِكَ؟» قال: أَبْقَيْتُ لَهُمُ اللهَ وَرَسُولَهُ. قُلْتُ: لا أُسَابِقُكَ إِلٰى شَيْءٍ أَبَدًا.

پوچھا: ''تم نے اپنے گھر والوں کے لیے کیا باقی چھوڑا ہے؟'' میں نے کہا: اسی قدر (چھوڑ آیا ہوں) اور پھر حضرت ابوبکر ؓ اپنا کل مال (آپ کے پاس) لے آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا: ''تم نے اپنے گھر والوں کے لیے کیا باقی چھوڑا ہے؟'' کہا: میں نے ان کے لیے اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑا ہے۔ تب مجھے کہنا پڑا: میں کسی شے میں کبھی بھی ان سے نہیں بڑھ سکتا۔

**فوائد و مسائل:** ① جو حضرات متوکل اور دل کے غنی ہوں کہ کل مال صدقہ کرنے کی وجہ سے آنے والے فقر کو بخوشی قبول اور برداشت کر سکتے ہوں ان کو ایسے عمل کی رخصت ہے، ورنہ عام لوگوں کے لیے وہی حکم ہے جو حدیث ۱۶۷۶ اور اس کے فائدے میں بیان ہوا ہے۔ نیز اس حدیث میں صاحبین کی فضیلت اور حضرت ابوبکر ؓ کی افضلیت کا بیان ہے۔ ② یہ حدیث نیکی کے کاموں میں مسابقت اور مقابلہ کرنے پر دلالت کرتی ہے۔

## (المعجم ٤١) - بَابٌ: فِي فَضْلِ سَقْيِ الْمَاءِ (التحفة ٤٢)

## باب:۴۱- پانی پلانے کی فضیلت

١٦٧٩- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدٍ، أَنَّ سَعْدًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فقال: أَيُّ الصَّدَقَةِ أَعْجَبُ إِلَيْكَ؟ قال: «الْمَاءُ».

۱۶۷۹- حضرت سعد (بن عبادہ) ؓ نبی ﷺ کی خدمت میں آئے اور پوچھا کہ آپ کے نزدیک کون سا صدقہ زیادہ پسندیدہ ہے؟ آپ نے فرمایا: ''پانی۔''

١٦٨٠- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ

۱۶۸۰- محمد بن عبدالرحیم اپنی سند سے حضرت سعد بن عبادہ ؓ سے، وہ نبی ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث کی مانند روایت کرتے ہیں۔

---

١٦٧٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الوصايا، باب ذكر الاختلاف على سفيان، ح: ٣٦٩٤، ٣٦٩٥، وابن ماجه، ح: ٣٦٨٤ من حديث قتادة به، وصححه ابن حبان، ح: ٨٥٨، والحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٤١٤، وقال الذهبي: "لا، فإنه غير متصل" يعني سعيد بن المسيب لم يدرك سعد بن عبادة، وللحديث شواهد ضعيفة.

١٦٨٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق.

وَالْحَسَنِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

١٦٨١- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ رَجُلٍ، عن سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ أَنَّهُ قال: يَارَسُولَ اللهِ إِنَّ أُمَّ سَعْدٍ مَاتَتْ فأَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ؟ قال: «الْمَاءُ». قال: فَحَفَرَ بِئْرًا وَقَالَ: هٰذِهِ لِأُمِّ سَعْدٍ.

۱۶۸۱- حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے' انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! (میری والدہ) امّ سعد فوت ہوگئی ہیں تو کون سا صدقہ افضل ہے؟ (جو میں ان کی طرف سے کروں) آپ نے فرمایا: ''پانی۔'' چنانچہ انہوں نے ایک کنواں کھدوایا اور کہا کہ یہ (میری والدہ) امّ سعد کی طرف سے ہے۔

فائدہ: مرنے والے کی طرف سے مذکورہ بالا انداز میں مالی صدقہ' ایصال ثواب کی شاندار مشروع مثال ہے۔ خود ساختہ رسموں' رِیتوں اور بدعات نے صاف ستھرے پاکیزہ دین کو دھندلا کر کے رکھ دیا ہے۔ یہ احادیث پانی کے صدقہ کی فضیلت بھی واضح کرتی ہیں کہ انسانوں' جانوروں' مسافروں اور نمازیوں وغیرہ کے لیے ضرورت کی جگہ پر اس کا اہتمام بڑے اجر کا کام ہے۔

١٦٨٢- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنِ بْنِ إِبراهِيمَ بْنِ إِشْكَابَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَدْرٍ: حَدَّثَنَا أبو خَالِدٍ - الَّذِي كَانَ يَنْزِلُ في بَنِي دَالَانَ - عَنْ نُبَيْحٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «أَيُّمَا مُسْلِمٍ كَسَا مُسْلِمًا ثَوْبًا عَلَى عُرْيٍ، كَسَاهُ اللهُ مِنْ خُضْرِ الْجَنَّةِ، وَأَيُّمَا مُسْلِمٍ أَطْعَمَ مُسْلِمًا عَلٰى جُوعٍ، أَطْعَمَهُ اللهُ مِنْ ثِمارِ الْجَنَّةِ، وَأَيُّمَا مُسْلِمٍ سَقَى مُسْلِمًا عَلٰى ظَمَإٍ، سَقَاهُ اللهُ عَزَّوَجَلَّ مِنَ الرَّحِيقِ الْمَخْتُومِ».

۱۶۸۲- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''جو مسلمان کسی مسلمان کو کپڑا پہنائے جبکہ وہ ننگا ہو تو اللہ تعالیٰ اسے جنت کی سبز پوشاک پہنائے گا۔ اور جس مسلمان نے کسی مسلمان کو کھلایا جبکہ وہ بھوکا ہو تو اللہ اسے جنت کے پھلوں سے کھلائے گا۔ اور جس مسلمان نے کسی مسلمان کو پلایا جبکہ وہ پیاسا ہو تو اللہ اسے جنت کی خالص شراب سے پلائے گا۔''

١٦٨١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] انظر الحديثين السابقين.

١٦٨٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٤/ ١٨٥ من حديث أبي داود به * أبوخالد الدالاني مدلس وعنعن، وللحديث شاهد باطل وضعيف جدًا عند الترمذي، ح: ٢٤٤٩.

## (المعجم ٤٢) - بَابٌ: فِي الْمَنِيحَةِ (التحفة ٤٣)

## دودھ کے لیے جانور ہدیہ کرنے کی فضیلت

١٦٨٣- حَدَّثَنا إبراهِيمُ بْنُ مُوسٰى قَالَ: أخبرَنا إِسْرَائِيلُ؛ ح: وحدثنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا عِيسَى - وَهٰذَا حَدِيثُ مُسَدَّدٍ وَهُوَ أَتَمُّ - عن الأَوْزَاعِيِّ، عن حَسَّانَ بنِ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي كَبْشَةَ السَّلُولِيِّ قال: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو يقُولُ: قال رَسُولُ الله ﷺ: «أَرْبَعُونَ خَصْلَةً أَعْلَاهُنَّ مَنِيحَةُ الْعَنْزِ ما يَعْمَلُ رَجُلٌ بِخَصْلَةٍ مِنْهَا رَجَاءَ ثَوَابِهَا وَتَصْدِيقَ مَوْعُودِهَا، إِلَّا أَدْخَلَهُ اللهُ بِهَا الْجَنَّةَ».

۱۶۸۳- حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چالیس خصلتوں میں سے سب سے اعلیٰ خصلت ''دودھ کی بکری'' ہدیہ کرنا ہے' جو کوئی بندہ ان کے ثواب کی امید اور ان پر کیے گئے وعدے کی تصدیق کی بنا پر کسی ایک پر بھی عمل کر لے تو اللہ اسے اس کے سبب جنت میں داخل فرمائے گا۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ فِي حَدِيثِ مُسَدَّدٍ: قَالَ حَسَّانٌ: فَعَدَدْنَا مَا دُونَ مَنِيحَةِ الْعَنْزِ: مِنْ رَدِّ السَّلَامِ، وَتَشْمِيتِ الْعَاطِسِ، وَإِمَاطَةِ الأَذٰى عَنِ الطَّرِيقِ ونَحْوِهِ، فَمَا اسْتَطَعْنَا أَنْ نَبْلُغَ خَمْسَةَ عَشَرَ خَصْلَةً.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مسدد کی روایت میں حسان بن عطیہ نے کہا: ہم نے دودھ کی بکری کے ہدیہ کے علاوہ (دیگر اعمال مثلاً) سلام اور چھینک کا جواب دینا اور راستے سے اذیت والی چیز دور کرنا' وغیرہ شمار کرنے کی کوشش کی مگر پندرہ خصلتوں تک بھی نہیں پہنچ سکے۔ (معلوم نہیں وہ کون کون سی ہیں۔)

**فوائد ومسائل:** ① [المَنِيحَة] یا [المِنْحَة] اس جانور یا چیز کو کہا جاتا ہے جو کسی کو بطور عطیہ دی جائے۔ اس کی دو صورتیں ہیں۔ پہلی یہ کہ وہ جانور یا چیز کلی طور پر کسی کو دے دینا اور خود اس کی ملکیت سے دستبردار ہو جانا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ وہ چیز اپنی ہی ملکیت میں رکھنا اور عارضی طور پر کسی کو استفادے کے لیے دے دینا اور پھر بعد میں واپس لے لینا۔ عطیے [مِنْحَة] کی یہ دونوں صورتیں جائز ہیں۔ اسی سے [منحة الورق] ہے' چاندی یعنی روپیہ پیسہ بطور قرض دینا۔ [منحة اللبن] دودھ ہدیہ کرنا...... یعنی اونٹنی' بکری یا گائے بھینس دودھ کے دنوں میں استفادے کے لیے دے دینا بڑی فضیلت کا کام ہے۔ ایسے ہی پھل کے دنوں میں کوئی پھل دار درخت کسی ضرورت مند کو دے

---

١٦٨٣ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الهبة، باب فضل المنيحة، ح: ٢٦٣١ عن مسدد به.

دینا یا کاشت کے لیے زمین دے دینا۔ استفادے کے بعد یہ چیز اصل مالک کو لوٹ آتی ہے۔ ⑷ حدیث میں مذکور خصائل کے علاوہ ایمان کی شاخیں، جمعہ کے روز ساعت قبولیت اور لیلۃ القدر وغیرہ کو مخفی رکھا گیا ہے۔ حکمت یہ ہے کہ مسلمان ان کی طلب و تلاش میں زیادہ سے زیادہ کوشش کرتے رہیں، کہیں ان مخصوص اعمال ہی میں محصور ہو کر نہ رہ جائیں۔

(المعجم ٤٣) - **باب أَجْرِ الخَازِنِ** (التحفة ٤٤)

باب:۴۳-خزانچی کا ثواب

١٦٨٤- **حَدَّثَنا** عُثْمانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ - المَعْنَى وَاحِد: - حَدَّثَنا أَبُو أُسَامَةَ عن بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ الله بْنِ أبي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسٰى قالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إنَّ الْخَازِنَ الْأَمِينَ الَّذِي يُعْطِي ما أُمِرَ بِهِ كَامِلًا مُوَفَّرًا طَيِّبَةً بِهِ نَفْسُهُ حَتّٰى يَدْفَعَهُ إِلَى الَّذِي أُمِرَ لَهُ بِهِ أَحَدُ الْمُتَصَدِّقَيْنِ».

۱۶۸۴- حضرت ابو موسیٰ ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بلاشبہ امانت دار خزانچی جو مالک کے حکم کے مطابق دل کی خوشی سے پورا پورا دے، یہاں تک کہ جس کے متعلق کہا گیا ہے اسے دے دے، وہ دو صدقہ کرنے والوں میں سے ایک ہے۔ (ایک اصل مالک جس نے دینے کا حکم دیا اور دوسرا یہ جس نے ادا کیا۔)

فائدہ: ایسے خازن کے لیے مسلمان ہونے کے علاوہ چار شرطیں ذکر کی گئی ہیں۔ مالک کی اجازت، خوشی سے دینا، پورا پورا دینا اور اسے دینا جس کے بارے میں حکم دیا گیا، نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ صدقہ کرنے والے کو اصل مالک کی ہدایات پر پورا پورا عمل کرنا چاہیے، بغیر معقول عذر کے ان میں تبدیلی نہیں کرنی چاہیے۔

(المعجم ٤٤) - **باب الْمَرْأَةِ تَصَدَّقُ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا** (التحفة ٤٥)

باب:۴۴- بیوی کا ثواب، جو اپنے شوہر کے گھر سے صدقہ دے

١٦٨٥- **حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا أَبُو عَوانَةَ عن مَنْصُورٍ، عن شَقِيقٍ، عن

۱۶۸۵- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے، انہوں نے کہا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بیوی جب اپنے شوہر

---

١٦٨٤ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الزكٰوة، باب أجر الخادم إذا تصدق بأمر صاحبه غير مفسد، ح:١٤٣٨، ومسلم، الزكٰوة، باب أجر الخازن الأمين . . . الخ، ح:١٠٢٣ عن أبي كريب محمد بن العلاء به.

١٦٨٥ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الزكٰوة، باب من أمر خادمه بالصدقة ولم يناول بنفسه، ح:١٤٢٥، ومسلم، الزكٰوة، باب أجر الخازن الأمين . . . الخ، ح:١٠٢٤ من حديث منصور به.

مَسْرُوقٍ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: قال رَسُولُ الله ﷺ: «إِذَا أَنْفَقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ كَانَ لَها أَجْرُ ما أَنْفَقَتْ وَلِزَوْجِهَا أَجْرُ ما اكْتَسَبَ وَلِخَازِنِهِ مِثْلُ ذَلِكَ لا يَنْقُصُ بَعْضُهُمْ أَجْرَ بَعْضٍ».

کے گھر سے خرچ کرے (صدقہ دے) جبکہ اسراف کرنے والی نہ ہو تو اسے صدقہ کرنے کا اور اس کے شوہر کو کمالانے کا ثواب ہے اور اس کے خزانچی کو بھی اسی قدر ہے' ان میں سے کوئی بھی کسی کا اجر کم نہیں کرتا۔''

فائدہ: شوہر کی صریح اجازت نہ بھی ہو تو اس کے مزاج' ذوق' عادت اور عرف سے سمجھی جا سکتی ہے۔ اور اس کے برعکس جہاں شوہر دینا چاہتا ہو مگر بیوی بخیل ہو...... اس کا حال خود سمجھا جا سکتا ہے۔

١٦٨٦- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بْنُ سَوَّارٍ المِصْرِيُّ: حَدَّثَنا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ عَنْ يُونُسَ بْنِ عُبَيْدٍ، عن زِيَادِ بنِ جُبَيْرِ بن حَيَّةَ، عَنْ سَعْدٍ قال: لَمَّا بَايَعَ رَسُولُ الله ﷺ النِّسَاءَ قَامَتِ امْرَأَةٌ جَلِيلَةٌ كأنَّهَا مِنْ نِسَاءِ مُضَرَ فَقَالَتْ: يانَبِيَّ اللهِ! إِنَّا كَلٌّ عَلَى آبائِنَا وَأَبْنَائِنا. قال أبو دَاوُدَ وأُرى فِيهِ: وَأَزْوَاجِنَا فَمَا يَحِلُّ لَنَا مِنْ أَمْوَالِهِمْ؟ قالَ: «الرَّطْبُ تَأْكُلْنَهُ وَتُهْدِينَهُ».

١٦٨٦- حضرت سعد (بن ابی وقاص) ؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے عورتوں سے بیعت لی تو ایک باوقار (یا لمبے قد والی) عورت کھڑی ہوئی' گویا کہ وہ قبیلۂ مضر سے تھی' کہنے لگی: اے اللہ کے نبی! ہم تو اپنے ماں باپ' اپنے بیٹوں ...... امام ابو داود ؒ نے کہا میرا خیال ہے اس نے شوہروں کا ذکر بھی کیا ...... پر بوجھ ہیں تو ہمارے لیے ان کے مالوں میں سے کیا حلال ہے؟ آپ نے فرمایا: ''تر چیزیں کھاؤ اور ہدیہ بھی دو۔''

قالَ أَبُو دَاوُدَ: الرَّطْبُ الْخُبزُ وَالْبَقْلُ وَالرُّطَبُ.

امام ابو داود ؒ فرماتے ہیں: [رَطْب] ''تر'' سے مراد: روٹی' ترکاری اور تازہ کھجور ہے۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَا رَوَاهُ الثَّوْرِيُّ عَنْ يُونُسَ.

امام ابو داود ؒ نے فرمایا: ثوری نے بھی یونس سے ایسے ہی روایت کی ہے۔

١٦٨٧- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ:

١٦٨٧- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے'



١٦٨٦ـ **تخريج**: [**إسناده ضعيف**] أخرجه عبد بن حميد، ح: ١٤٧ من حديث عبدالسلام بن حرب به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ٤/ ١٣٤، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد، رواية زياد بن جبير عن سعد مرسلة كما قال أبوزرعة وغيره.

١٦٨٧ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، النفقات، باب نفقة المرأة إذا غاب عنها زوجها، ح: ٥٣٦٠، ومسلم،◀◀

حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عن هَمَّامِ ابنِ مُنَبِّهٍ قال: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يقُولُ: قال رَسُولُ الله ﷺ: «إذَا أَنْفَقَتِ المَرْأَةُ مِنْ كَسْبِ زَوْجِهَا مِنْ غَيْرِ أَمْرِهِ فَلَهَا نِصْفُ أَجْرِهِ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب عورت اپنے خاوند کی کمائی سے اس کے کہے بغیر صدقہ دے تو اسے اس کے شوہر کا آدھا ثواب ہے۔“

فوائد ومسائل: ① گھر کے مالیات کی ترتیب وتنسیق کہ آمد وخرچ کا توازن برقرار رہے شوہر کے واجبات میں سے ہے اس لیے عرف وعادت سے بڑھ کر صدقہ کرنے کے لیے اجازت حاصل کرنا ضروری ہے۔ صدقہ کر دینے کے بعد اگر شوہر راضی ہو تو بیوی کے لیے نصف اجر ہے۔ ② عرف وعادت سے مراد ہمسایوں کو معمول کا سالن کھانا پہنچانا یا سائل کو دینا ہے یا بعض اتفاقی امور ہیں۔

١٦٨٨- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ سَوَّارٍ المِصْرِيُّ: حَدَّثَنا عَبْدَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: فِي المَرْأَةِ تَصَدَّقُ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا؟ قال: لَا، إلَّا مِنْ قُوتِهَا وَالأَجْرُ بَيْنَهُمَا وَلَا يَحِلُّ لَها أَنْ تَصَدَّقَ مِنْ مَالِ زَوْجِهَا إلَّا بإذْنِهِ.

١٦٨٨- حضرت ابو ہریرہ ؓ (سے پوچھا گیا کہ) کیا عورت اپنے شوہر کے گھر سے صدقہ دے (یا نہ دے)؟ انہوں نے کہا: نہیں‘ اپنے حصے کے خرچ سے دے سکتی ہے‘ (جو شوہر نے اسے دیا ہو۔) اور اجر ان دونوں کے مابین ہوگا۔ اور اس کے لیے حلال نہیں کہ شوہر کے مال سے اس کی اجازت کے بغیر صدقہ کرے۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا يُضَعِّفُ حَدِيثَ هَمَّامٍ.

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ ؓ کا یہ فتویٰ گویا سابقہ حدیث ہمّام کی تضعیف ہے۔

فائدہ: صاحب عون المعبود لکھتے ہیں کہ امام ابوداود ؒ کا یہ آخری مقولہ اکثر نسخوں میں نہیں ہے بلکہ کچھ میں ہے۔ جبکہ مذکورہ بالا حدیث ہمام بن منبہ بالکل عمدہ صحیح حدیث ہے۔ اسے امام بخاری وامام مسلم ؒ نے روایت کیا ہے۔ (صحیح البخاری‘ النفقات‘ حدیث:٥٣٦٠‘ وصحیح مسلم‘ الزکاۃ‘ حدیث:١٠٢٦) اس حدیث کے ہوتے ہوئے ان کا اپنا فتویٰ (موقوف روایت) مرفوع صحیح حدیث کو کیونکر ضعیف کر سکتا ہے۔ ویسے مذکورہ حدیث اور



◀◀ الزكوة، باب ما أنفق العبد من مال مولاه، ح: ١٠٢٦ من حديث عبدالرزاق به، وهو في مصنفه، ح: ٧٨٨٦، وصحيفة همام بن منبه، ح: ٧٦.

١٦٨٨_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٤/ ١٩٣ من حديث أبي داود به * والحديث لا يدل على ضعف حديث همام، لأن قوله: "والأجر بينهما" يدل على أن النصف له والنصف لها، وهذا إن كان من غير أمره، وأما إن كان بأمره فالأجر لهما سواء.

ان کے اس فتوٰی میں توفیق وتطبیق بھی ممکن ہے کہ بیوی کو شوہر کی صریح اجازت کے بغیر عرف سے بڑھ کر صدقہ کرنا حلال نہیں کیونکہ اس سے گھریلو اخراجات کا نظام متاثر ہوتا ہے۔ اس لیے ''اس پر گناہ ہوگا۔'' اور مرفوع روایت کے مطابق..... عدم اجازت کی صورت میں ''آدھا ملے گا'' بشرطیکہ معروف حد کے اندر اندر ہو۔

## (المعجم ٤٥) - بَابٌ: فِي صِلَةِ الرَّحِمِ (التحفة ٤٦)

## باب:۴۵- رشتے ناتے والوں کے ساتھ میل جول اور حسن سلوک

١٦٨٩- حَدَّثَنا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ - هُوَ ابنُ سَلَمَةَ - عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ ﴿لَن تَنَالُوا۟ ٱلْبِرَّ حَتَّىٰ تُنفِقُوا۟ مِمَّا تُحِبُّونَ﴾ [آل عمران: ٩٢] قال أَبُو طَلْحَةَ: يَارَسُولَ اللهِ! أُرٰى رَبَّنَا يَسْأَلُنَا مِنْ أَمْوَالِنَا فإِنِّي أُشْهِدُكَ أَنِّي قَدْ جَعَلْتُ أَرْضِي بأَرِيحَاءَ لَهُ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اجْعَلْهَا في قَرَابَتِكَ»، فَقَسَمَهَا بَيْنَ حَسَّانَ بنِ ثَابِتٍ وَأُبَيِّ بنِ كَعْبٍ.

۱۶۸۹- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب آیت کریمہ: ﴿لَن تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ﴾ نازل ہوئی تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں سمجھتا ہوں کہ ہمارا رب ہم سے ہمارے مال مانگتا ہے تو آپ گواہ رہیں کہ میں نے اپنی اریحاء والی زمین اللہ کے لیے دی، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسے اپنے قرابت داروں میں تقسیم کر دو۔'' چنانچہ انہوں نے اسے حسان بن ثابت اور ابی بن کعب میں تقسیم کر دیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَبَلَغَنِي عَنِ الأنْصَارِيِّ مُحمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: أَبُو طَلْحَةَ: زَيْدُ بنُ سَهْلِ بنِ الأَسوَدِ بنِ حَرامِ بْنِ عَمْرِو بْنِ زَيْدِ مَنَاةَ بْنِ عَدِيِّ ابْنِ عَمْرِو بْنِ مَالِكِ بنِ النَّجَّارِ، وَحَسَّانُ بنُ ثَابِتِ بنِ المُنْذِرِ بنِ حَرَامٍ، يَجْتَمِعَانِ إلٰى حَرَامٍ وَهُوَ الْأَبُ الثَّالِثُ، وَأُبَيُّ بنُ كَعْبِ بْنِ قَيْسِ بْنِ عَتِيكِ بْنِ زَيْدِ بْنِ مُعَاوِيَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ مَالِكِ بْنِ

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے انصاری محمد بن عبداللہ سے یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا نسب یوں ہے: ابوطلحہ: زید بن سہل بن اسود بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک بن نجار۔ اور حضرت حسان رضی اللہ عنہ کا نسب اس طرح ہے: حسان بن ثابت بن منذر بن حرام۔ ابوطلحہ اور حسان دونوں تیسرے باپ یعنی (پردادا) حرام پر جمع ہوتے ہیں۔ اور ابی رضی اللہ عنہ کا نسب یہ ہے: ابی بن کعب بن قیس بن عتیک بن زید بن معاویہ بن عمرو بن مالک بن نجار۔ عمرو (بن مالک) ان

---

١٦٨٩ـ تخريج: أخرجه مسلم، الزكوة، باب فضل النفقة والصدقة على الأقربين . . . الخ، ح: ٩٩٨ من حديث حماد بن سلمة به، وله طريق آخر عند البخاري، ح: ١٤٦١، ٤٥٥٥.

النَّجَّارِ، فَعَمْرٌو يَجْمَعُ حَسَّانَ وَأَبَا طَلْحَةَ وَأُبَيًّا، قال الأنْصَارِيُّ: بَيْنَ أُبَيٍّ وَأبِي طَلْحَةَ سِتَّةُ آبَاءَ.

تینوں کو جمع کرتا ہے۔ یعنی حسان ابوطلحہ اور اُبی کو۔ انصاری نے وضاحت کی کہ اُبیؓ اور ابوطلحہ میں چھٹے باپ میں جا کر رشتہ جڑتا ہے۔

فائدہ: کہاں یہ جاہلیت کہ چچا تائے کی اولاد آپس میں حریف گردانے جاتے ہوں اور کہاں یہ محبت والفت کہ پردادا بلکہ چھٹے باپ کی اولاد سے اس قدر حسن سلوک...... کہ قیمتی زمین ان کے نام لگا دی۔ اللہ تعالیٰ نے سورۂ انفال میں سچ فرمایا: ﴿هُوَ الَّذِىٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ○ وَ أَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ لَوْ أَنْفَقْتَ مَا فِى الْأَرْضِ جَمِيْعًا مَّا أَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ أَلَّفَ بَيْنَهُمْ إِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ○﴾ (الأنفال:٦٢، ٦٣)

١٦٩٠- **حَدَّثَنا** هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ عَبْدَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إسْحَاقَ، عَنْ بُكَيْرِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الأشَجِّ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قالَتْ: كَانَتْ لِي جَارِيَةٌ فأعْتَقْتُهَا، فَدَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ فأخْبَرْتُهُ، فَقَالَ: «آجَرَكِ اللهُ، أمَا إنَّكِ لَوْ كُنْتِ أعْطَيْتِها أخْوالَكِ كَانَ أعْظَمَ لِأجْرِكِ».

۱۶۹۰- امّ المؤمنین حضرت میمونہ ؓ سے روایت ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ میری ایک لونڈی تھی، میں نے اسے آزاد کر دیا، پھر رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف لائے، میں نے آپ کو بتایا تو آپ نے فرمایا: ”اللہ تجھے جزا دے، تاہم تو اگر اسے اپنے ماموؤں کو دے دیتی تو تیرے لیے زیادہ ثواب ہوتا۔“

١٦٩١- **حَدَّثَنا** مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أخبرنا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ، عَنِ المَقْبُرِيِّ، عَنْ أبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بالصَّدَقَةِ، فَقالَ رَجُلٌ: يَارَسُولَ اللهِ! عِنْدِي دِينَارٌ. قال: «تَصَدَّقْ بِهِ عَلٰى نَفْسِكَ». قال: عِنْدِي آخَرُ قال: «تَصَدَّقْ

۱۶۹۱- حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے صدقہ کرنے کا حکم دیا تو ایک شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے پاس ایک دینار ہے، آپ نے فرمایا: ”اپنی جان پر صدقہ کر۔“ کہنے لگا: میرے پاس دوسرا ہے۔ فرمایا: ”اپنے بچے پر صدقہ کر۔“ کہنے لگا: میرے پاس ایک اور ہے۔ فرمایا: ”اپنی بیوی پر صدقہ

١٦٩٠- **تخريج**: [صحيح] أخرجه النسائي، في الكبرٰى، ح: ٤٩٣٢ عن هناد بن السري به، وللحديث شاهد عند البخاري، ح: ٢٥٩٢، ومسلم، ح: ٩٩٩.

١٦٩١- **تخريج**: [حسن] أخرجه النسائي، الزكٰوة، باب تفسير ذلك، ح: ٢٥٣٦ من حديث محمد بن عجلان به، وصرح بالسماع عند أحمد: ٢/ ٢٥١، ٤٧١، وصححه ابن حبان، ح: ٨٢٨، والحاكم علٰى شرط مسلم: ١/ ٤١٥، ووافقه الذهبي.

بِهِ عَلٰى وَلَدِكَ». قال: عِنْدِي آخَرُ. قال: «تَصَدَّقْ بِهِ عَلٰى زَوْجَتِكَ»، أَوْ قال: «زَوْجِكَ». قال: عِنْدِي آخَرُ. قال: «تَصَدَّقْ بِهِ عَلٰى خَادِمِكَ». قال: عِنْدِي آخَرُ. قال: «أَنْتَ أَبْصَرُ».

کر۔'' لفظ [زَوْجَتِكَ] یا [زَوْجِكَ] فرمایا' کہنے لگا: میرے پاس ایک اور ہے۔فرمایا:''اپنے خادم پر صدقہ کر۔'' کہنے لگا میرے پاس ایک اور ہے۔فرمایا:''تو اس کے متعلق بہتر جانتا ہے۔'' (کہ کہاں اور کس پر خرچ کرنا ہے۔)

فوائد ومسائل: ① اپنے آپ پر اور اپنے عزیزوں پر خرچ کرنے کو نبی ﷺ نے ''صدقہ'' سے تعبیر فرمایا ہے' یعنی حسن نیت کی بنا پر ان لازمی اخراجات پر بھی انسان اللہ کے ہاں صدقے کا سا ثواب پاتا ہے۔② اور اس ترتیب میں ''اپنی جان'' کو اوّلیت اور اہمیت دی گئی ہے کیونکہ انسان کی اپنی صحت عمدہ اور قوٰی بحال ہوں گے تو دوسروں کے لیے بھی کوئی محنت مشقت کر سکے گا۔③ اہل خانہ کو بھی اشارہ ہے کہ کسب ومشقت کی بنا پر شوہر اور باپ کو اوّلیت اور اولویت حاصل ہے۔④ اور یہی حکم اس خاتون کا بھی ہوگا جس کے کندھوں پر گھر کا یا بچوں کا خرچہ آن پڑا ہو۔

١٦٩٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ وَهْبِ بْنِ جَابِرٍ الْخَيْوَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كَفٰى بِالْمَرْءِ إِثْمًا أَنْ يُضَيِّعَ مَنْ يَقُوتُ».

۱۶۹۲- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''انسان کے گناہ گار ہونے کیلئے یہی (عمل) کافی ہے کہ جن کے رزق واخراجات کا یہ ذمہ دار ہو' انہیں ضائع کر دے۔''



فائدہ: یعنی اپنے بیوی بچے جن کے اخراجات اس کے ذمے ہیں یا وہ افراد جو اس کے زیر کفالت ہوں مثلاً والدین یا دیگر عزیز یا نوکر' خادم اور اس کے زیر انتظام ادارے کے ملازمین جنہیں یہ تنخواہ دیتا ہو' اس قسم کے متعلقین کو ان کے مالی حقوق نہ دینا یا کم دینا' یا بلاوجہ تاخیر کر کے دینا' یا ان کو چھوڑ کر دوسروں پر صدقہ کرتے پھرنا اور ان کا خیال نہ رکھنا' انہیں ضائع کرنے کے مترادف ہے اور گناہ ہے۔انسانوں کے علاوہ زیر ملکیت جانوروں اور پرندوں کے حقوق مارنے پر بھی یہی وعید ہے۔اس معنی ومفہوم کے ساتھ ساتھ اس سے مراد یہ بھی ہوسکتا ہے کہ انسان جس کی طرف سے اس کو رزق وخرچ مل رہا ہو اس کو ضائع کر دے......یعنی اگر وہ خدمت کا حقدار ہے تو اس کی خدمت نہ کرے مثلاً بیوی کے لیے شوہر اور اولاد کے لیے باپ...... یا اس کا احسان مند نہ ہو' مثلاً بھائی کے لیے بھائی۔یا خواہ مخواہ اس میں عیب جوئی کرتے رہنا' کوئی تقصیر ہو جائے تو درگزر نہ کرنا وغیرہ کہ ان اسباب سے انسان کا وسیلہ رزق

---

١٦٩٢- تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ٩١٧٧ من حديث سفيان الثوري به، وصححه ابن حبان (الإحسان)، ح: ٤٢٢٦، والحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٤١٥، ٤/ ٥٠٠، ٥٠١، ووافقه الذهبي * أبوإسحاق السبيعي صرح بالسماع عند الطيالسي، ح: ٢٢٨١، وله طريق آخر عند مسلم، ح: ٩٩٦ عن عبدالله بن عمرو به.

ختم ہو جائے یا الفت ومودت اور صلہ رحمی کے روابط ختم ہو جائیں اور اسے ضائع کر بیٹھے تو یہ گناہ کی بات ہے۔ رسول اللہ ﷺ فِدَاہُ اَبِی وَاُمِّی کے اس قسم کے ارشادات آپ کے ''صاحبِ جوامع الکلم'' ہونے کی دلیل ہیں۔[اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ]

١٦٩٣- **حَدَّثَنَا** أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ وَيَعْقُوبُ بْنُ كَعْبٍ - وَهٰذَا حَدِيثُهُ - قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أخبرَنِي يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُبْسَطَ عَلَيْهِ فِي رِزْقِهِ وَيُنْسَأَ فِي أَثَرِهِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ».

۱۶۹۳- حضرت انس ؓ کا بیان ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جسے یہ بات اچھی لگتی ہو کہ اس کا رزق فراخ اور عمر طویل ہو تو اسے چاہیے کہ اپنے عزیز واقارب سے میل ملاپ رکھے۔''

فائدہ: اللہ عزوجل کا علم اٹل ہے اور اس نے ہر ہر انسان کی عمر اور تقدیر بھی لکھی ہوئی ہے مگر جیسا کہ علماء نے لکھا ہے کہ تقدیر کے دو پہلو ہیں۔ ایک وہ علم جو قطعی ہے اسے ''تقدیر مبرم'' کہتے ہیں اور اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔ دوسرا وہ جس میں اللہ نے بعض چیزوں کو بعض چیزوں کے ساتھ مشروط (معلق) رکھا ہے۔ اس میں تبدیلی کی گنجائش ہوتی ہے مثلاً فرشتوں کو بتایا جاتا ہے کہ اس کی عمر ساٹھ سال ہے لیکن اگر وہ صلہ رحمی جیسے اعمال حسنہ کرے تو اس کی عمر میں اتنا مزید اضافہ کر دیا جائے۔ مثلاً اس کی عمر نوے سال کر دی جائے۔ اسے تقدیر معلّق کہتے ہیں اور یہ بھی پہلے ہی سے اللہ کے علم میں ہوتی ہے۔ اور اگر بندہ یہ اعمال نہ کرے تو اضافہ نہیں کیا جاتا اور یہ بھی رب تعالیٰ کے علم میں ہوتا ہے۔

١٦٩٤- **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «قَالَ اللهُ تَعَالٰى: أَنَا الرَّحْمٰنُ وَهِيَ الرَّحِمُ شَقَقْتُ لَهَا اسْمًا مِنَ اسْمِي، مَنْ وَصَلَهَا

۱۶۹۴- حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں رحمٰن ہوں (بے انتہا رحم کرنے والا) اور یہ قرابت داریاں جسے کہ [رَحِم] کہتے ہیں اس کا لفظ میں نے اپنے نام سے نکالا ہے تو جو اپنے عزیز قرابت داروں سے میل جول رکھتا ہے (صلہ رحمی

---

**١٦٩٣ـ تخريج**: أخرجه مسلم، البر والصلة، باب صلة الرحم وتحريم قطيعتها، ح: ٢٥٥٧ من حديث عبدالله بن وهب، والبخاري، البيوع، باب من أحب البسط في الرزق، ح: ٢٠٦٧ من حديث يونس بن يزيد به.

**١٦٩٤ـ تخريج**: [صحيح] أخرجه الترمذي، البر والصلة، باب ماجاء في قطيعة الرحم، ح: ١٩٠٧ من حديث سفيان بن عيينة به، وقال: "صحيح"، وهو في مصنف ابن أبي شيبة: ٨/ ٣٤٧، ٣٤٨، وانظر الحديث الآتي.

وَصَلْتُهُ وَمَنْ قَطَعَهَا بَتَتُّهُ».

کرتا ہے) میں اس سے جڑتا ہوں اور جو اس کو کاٹتا اور توڑتا ہے میں اس سے کٹ جاتا ہوں۔''

١٦٩٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُتَوَكِّلِ الْعَسْقَلانِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ، أَنَّ الرَّدَّادَ اللَّيْثِيَّ أَخْبَرَهُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ الله ﷺ بِمَعْنَاهُ.

١٦٩٥- محمد بن متوکل عسقلانی کی سند سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کیا۔

١٦٩٦- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ أَبِيهِ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ قال: «لا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ».

١٦٩٦- حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' وہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔''

١٦٩٧- حَدَّثَنَا ابنُ كَثِيرٍ: أخبرنا سُفْيَانُ عَنِ الأَعْمَشِ وَالْحَسَنِ بْنِ عَمْرٍو وَفِطْرٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو - قَالَ سُفْيَانُ، وَلَمْ يَرْفَعْهُ سُلَيْمَانُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، وَرَفَعَهُ فِطْرٌ وَالْحَسَنُ - قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِئِ وَلَكِنَّ الْوَاصِلَ الَّذِي إِذَا قُطِعَتْ رَحِمُهُ وَصَلَهَا».

١٦٩٧- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بدلے میں میل ملاپ کرنے والا صلہ رحمی کرنے والا نہیں ہے' بلکہ صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے جو توڑے جانے والے رشتے کو جوڑے۔''

فائدہ: محض ادلے بدلے میں اجر نہیں۔ لیکن اگر للہ فی اللہ بدلہ دے تو ان شاء اللہ ماجور اور فضیلت کا کام ہے۔

١٦٩٥- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ١٩٤ عن عبدالرزاق به، وهو في المصنف، ح: ٢٠٢٣٤، وصححه ابن حبان، ح: ٢٠٣٣، وللحديث شواهد.

١٦٩٦- تخريج: أخرجه مسلم، البر والصلة، باب صلة الرحم وتحريم قطيعتها، ح: ٢٥٥٦ من حديث سفيان بن عيينة، والبخاري، الأدب، باب إثم القاطع، ح: ٥٩٨٤ من حديث الزهري به.

١٦٩٧- تخريج: أخرجه البخاري، الأدب، باب: ليس الواصل بالمكافىء، ح: ٥٩٩١ عن محمد بن كثير العبدي به.

﴿هَلْ جَزَآءُ الإِحْسَانِ إِلَّا الإِحْسَانُ﴾ (الرحمٰن:٦٠) اور صلہ رحمی پر جس اجر وفضیلت کا وعدہ کیا گیا ہے وہ اس صورت میں ہے کہ بندہ جب بنیادی طور پر اللہ پر ایمان اور رسول اللہ ﷺ کی سنت پر عمل سے موصوف ہو۔

## (المعجم ٤٦) - **بَابٌ: فِي الشُّحِّ** (التحفة ٤٧)

## باب:٤٦-حرص وبخل کی مذمت

١٦٩٨- **حَدَّثَنا** حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قال: خَطَبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «إِيَّاكُم وَالشُّحَّ فإِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُم بالشُّحِّ، أَمَرَهُمْ بالْبُخْلِ فَبَخِلُوا، وَأَمَرَهُمْ بالْقَطِيعَةِ فَقَطَعُوا، وَأَمَرَهُمْ بالْفُجُورِ فَفَجَرُوا».

١٦٩٨- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا اور فرمایا: ”اپنے آپ کو حرص وبخل سے بچاؤ تم سے پہلے کے لوگ اسی وجہ سے ہلاک ہوئے۔ (حرص نے) ان کو حکم دیا تو وہ بخل کرنے لگے' قطع رحمی کا حکم دیا تو قرابت توڑ لی اور بدکاری کا حکم دیا تو بدکاری کرنے لگے۔“

فائدہ: عربی لغت میں [شُح] اس مرکب صفت کو کہتے ہیں جس میں حرص اور بخل دونوں جمع ہوں۔ اور یہ محض بخل سے زیادہ مذموم ہے کہ خرچ کے مقام پر خرچ نہ کرے بلکہ لینے کا حریص بنا رہے' اور پھر عزیز تعلق داروں میں یہ کیفیت اور بھی قابل مذمت ہے۔

١٦٩٩- **حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا إِسْمَاعِيلُ: أخبرنا أَيُّوبُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ: حَدَّثَتْنِي أَسْمَاءُ بِنْتُ أبي بَكْرٍ قالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! ما لِي شَيْءٌ إِلَّا ما أَدخَلَ عَلَيَّ الزُّبَيْرُ بَيْتَهُ، أفأُعْطِي مِنْهُ؟ قال: «أَعْطِي وَلا تُوكِي فَيُوكَى عَلَيْكِ».

١٦٩٩- حضرت اسماء بنت ابی بکر ؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے پاس بس وہی ہوتا ہے جو (میرے شوہر) زبیر گھر میں لے آئیں۔ تو کیا میں اس سے دے دیا کروں؟ آپ نے فرمایا: ”(اسماء!) دو اور باندھ باندھ کر مت رکھو' ورنہ تم پر بھی (تمہارا رزق) باندھ دیا جائے گا۔“

---

١٦٩٨- **تخريج**: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ١٥٩ من حديث شعبة به، وصححه ابن حبان، ح: ١٥٨٠، والحاكم: ١/ ٤١٥، ووافقه الذهبي.

١٦٩٩- **تخريج**: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، البروالصلة، باب ماجاء في السخاء، ح: ١٩٦٠ من حديث أيوب السختياني به، وقال: "حسن صحيح"، ورواه البخاري، ح: ١٤٣٣، ومسلم، ح: ١٠٢٩ من حديث أسماء به، وانظر الحديث الآتي.

فائدہ: یعنی گھر میں سے عام معمولات کے مطابق جیسے کہ خواتین گھر کی امین ہوتی اور اس کا انتظام چلاتی ہیں' جو تھوڑا بہت میسر ہو صدقہ کر دیا کرو...... اس کی بہت برکات ہیں' جبکہ بخیلی ایک نحوست ہے۔ ''باندھ باندھ کر مت رکھو'' کا مطلب یہی ہے کہ بخل سے کام مت لو۔

١٧٠٠- **حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا إِسْمَاعِيلُ: أخبرنا أَيُّوبُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا ذَكَرَتْ عِدَّةً مِنْ مَسَاكِينَ. قال أَبُو دَاوُدَ وَقال غَيْرُهُ: أَوْ عِدَّةً مِنْ صَدَقَةٍ - فَقال لَها رَسُولُ الله ﷺ: «أَعْطِي وَلا تُحْصِي فَيُحْصَى عَلَيْكِ».

۱۷۰۰- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کئی مساکین کو شمار کیا...... یا کئی صدقات گنوائے تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''(عائشہ!) دو اور گنو نہیں' ورنہ تمہیں بھی گن گن کر دیا جائے گا۔''



١٧٠٠ـ **تخريج**: [**إسناده صحيح**] أخرجه أحمد: ٦/ ١٠٨ من حديث ابن أبي مليكة به.

# گری پڑی گمشدہ چیزوں سے متعلق احکام ومسائل

تعریف: [لُقَطه] (لام کے ضمہ اور قاف پر فتحہ یا سکون کے ساتھ) ''ہر محترم اور قابل حفاظت مال جو کسی ایسی جگہ پڑا ہوا ملے جہاں اس کا مالک معلوم نہ ہو اور چھوڑ دینے پر اس کے ضائع ہو جانے کا اندیشہ ہو' لُقَطه کہلاتا ہے۔'' اگر یہ حیوان کی جنس سے ہو تو اسے [ضالّہ] سے تعبیر کرتے ہیں۔

حکم: ایسا مال بطور امانت اپنی تحویل میں لے لینا مستحب ہے جبکہ کچھ فقہاء واجب کہتے ہیں۔ لیکن اگر ضائع ہو جانے کا اندیشہ غالب ہو' تو اسے تحویل میں لینا واجب ہے۔ اگر اس کا بحفاظت رکھنا ممکن ہو تو حفاظت سے رکھ کر اعلان کرے اگر وہ چیز بچ نہ سکتی ہو تو خرچ کر لے اور مالک کے ملنے پر اس کی قیمت ادا کر دے۔ آگے حدیث نمبر: ۱۷۱۱ اور ۱۷۱۳ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بے مالک ملنے والی بکری کو ریوڑ میں شامل کرنے کا حکم دیا کیونکہ جسے ملی تھی اس کا ریوڑ تھا اور حدیث نمبر ۱۷۱۲ میں ہے کہ آپ نے فرمایا: ''وہ تمہاری ہے۔'' صحیح بخاری کی روایت میں ہے: ''اسے لے لو وہ تمہاری ہے یا تمہارے کسی بھائی کی یا پھر بھیڑیے کی۔'' آپ نے بھیڑیے اور اس آدمی کو جسے ملی تھی، دونوں کی ایک جیسی حالت کی طرف

اشارہ فرمایا۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس آدمی کا ریوڑ نہ تھا اس لیے اس سے فرمایا: لے لو۔ایسی چیزیں جو جلد خراب ہو جاتی ہیں Perishables ان کا کھا لینا جائز ہے اور صحیح ترین قول کے مطابق ان کی واپسی کی بھی ضرورت نہیں۔تفصیل کے لیے دیکھیے :(فتح الباري' كتاب اللقطة : باب اذا وجد خشبة في البحر او سوطا او نحوه) اگر کسی کو اندیشہ ہو کہ اس کے دل میں اس کا مالک بن بیٹھنے کی حرص وطمع پیدا ہو سکتی ہے تو ایسی حالت میں تحویل میں لینا حرام ہے۔یہ مال اُٹھانے والے کے پاس امانت رہتا ہے۔اور اس پر واجب ہے کہ ایسے مجمع عام میں' جہاں اس کا مالک ملنے کا امکان زیادہ ہو' اعلان کرے۔ اعلان کرنے کی مدت متفقہ طور پر کم از کم ایک سال ہے۔اگر اس کا مالک مل جائے اور خاص علامات جیسے نقدی یا دیگر قیمتی اشیاء کی صورت میں برتن' تھیلی' سربند' عدد' وزن یا ناپ وغیرہ بتا دے' تو اسے واپس کرنا لازم ہے۔اگر مالک نہ ملے تو اس مدت کے بعد اپنے استعمال میں لے آئے یا صدقہ کر دے' اسے اختیار ہے۔(ملخص از فقہ السنہ' للسید سابق )اگر خرچ کر دینے کے بعد مالک آ گیا اور اس نے ٹھیک ٹھیک علامات بتا دیں' تو اسی قدر مال مالک کے حوالے کرنا ضروری ہوگا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

## (المعجم ١٠) - كِتَابُ اللُّقَطَةِ (التحفة ٤)

## گری پڑی گمشدہ چیزوں سے متعلق احکام ومسائل



### (المعجم ١) [ - بابُ التَّعْرِيفِ بِاللُّقَطَةِ] (التحفة . . .)

١٧٠١- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ سُوَيْدِ ابْنِ غَفَلَةَ قَالَ: غَزَوْتُ مَعَ زَيْدِ بنِ صُوحَانَ وَسَلْمَانَ بنِ رَبِيعَةَ فَوَجَدْتُ سَوْطًا، فَقَالَا لِي: اطْرَحْهُ، فَقُلْتُ: لَا وَلَكِنْ إِنْ وَجَدْتُ صاحِبَه وَإِلَّا اسْتَمْتَعْتُ بِهِ، قال: فَحَجَجْتُ فَمَرَرْتُ عَلَى المَدِينَةِ فَسأَلْتُ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ، فَقال: وَجَدْتُ صُرَّةً فيهَا مِائَةُ دِينارٍ فأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقال: «عَرِّفْها حَوْلًا»، فَعَرَّفْتُها حَوْلًا، ثُمَّ أَتَيْتُهُ فَقال: «عَرِّفْهَا حَوْلًا»، فَعَرَّفْتُها حَوْلًا، ثُمَّ أَتَيْتُهُ، فَقال: «عَرِّفْها حَوْلًا»، فَعَرَّفْتُها حَوْلًا، ثُمَّ أَتَيْتُهُ فَقُلْتُ: لَمْ أَجِدْ مَنْ يَعْرِفُها، فَقال: «احْفَظْ عَدَدَها، وَوِعَاءَها،

### باب:۱-گری پڑی چیز اُٹھائے تو اس کا اعلان کرنے کا حکم

۱۷۰۱-حضرت سوید بن غفلہ ؓ کہتے ہیں کہ میں ایک سفر میں حضرت زید بن صُوحان اور سلمان بن ربیعہ ؓ کے ساتھ تھا' مجھے ایک چابک ملا (جو میں نے اُٹھالیا) تو ان دونوں نے مجھ سے کہا کہ اسے پھینک دے۔ میں نے کہا: نہیں۔ اگر اس کا مالک مجھے مل گیا تو (اسے دے دوں گا) ورنہ اس سے فائدہ اُٹھاؤں گا۔ پھر میں حج کے لیے گیا اور مدینے بھی آیا تو میں نے حضرت ابی بن کعب ؓ سے سوال کیا' انہوں نے کہا: مجھے ایک تھیلی ملی تھی جس میں سو دینار تھے' تو میں نبی ﷺ کی خدمت میں آیا' آپ نے فرمایا: ''ایک سال تک اس کا اعلان کرو۔'' چنانچہ میں ایک سال تک اس کا اعلان کرتا رہا۔ پھر آپ کے پاس آیا' تو آپ نے فرمایا: ''ایک سال (اور) اعلان کرو۔'' میں نے ایک سال اور اس کا اعلان کیا۔ پھر آپ کی خدمت میں آیا' آپ نے فرمایا:

---

١٧٠١ـ تخريج: أخرجه البخاري، اللقطة، باب: إذا أخبر رب اللقطة بالعلامة دفع إليه، ح: ٢٤٢٦، ومسلم، اللقطة، باب معرفة العفاص والوكاء وحكم ضالة الغنم والإبل، ح: ١٧٢٣ من حديث شعبة به.

ووكاءَها، فإنْ جاءَ صاحِبُها وَإلَّا فاسْتَمْتِعْ بِها» وَقال: وَلَا أَدْرِي أَثَلَاثًا قال: «عَرِّفْها» أَوْ مَرَّةً وَاحِدَةً.

''ایک سال (اور) اعلان کرو۔'' میں نے ایک سال مزید اس کا اعلان کیا۔ پھر میں آپ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ میں نے کوئی ایسا آدمی نہیں پایا جو اسے جانتا ہو۔ تو آپ نے فرمایا: ''ان کی گنتی کو یاد رکھو' اس کی تھیلی اور سر بند بھی۔ اگر اس کا مالک آ جائے تو بہتر' ورنہ ان سے فائدہ اُٹھاؤ۔'' (سلمہ بن کہیل نے) کہا: مجھے نہیں معلوم کہ ''اعلان کرنے کا حکم'' تین بار دیا یا ایک بار۔

١٧٠٢- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَىٰ عَنْ شُعْبَةَ بمَعْنَاهُ، قَالَ: «عَرِّفْها حَوْلًا»، قال ثَلَاثَ مِرارٍ، قال: فَلَا أَدْرِي قال لَهُ ذَلِكَ في سَنَةٍ أَوْ في ثَلَاثِ سِنِينَ.

١٧٠٢- شعبہ نے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کیا (اس میں ہے آپ ﷺ نے) فرمایا: ''ایک سال تک اس کا اعلان کرو'' آپ نے یہ بات تین دفعہ کہی۔ (سلمہ بن کہیل نے) کہا مجھے نہیں معلوم کہ اس کا مفہوم ایک سال میں تین بار اعلان کرنا تھا یا تین سال تک اعلان کرنا۔

348

فائدہ: راویوں کے اختلاف کی وجہ سے' اعلان کرنے کی مدت میں بھی علماء کے درمیان اختلاف ہے' تاہم کم از کم ایک سال تک اعلان کرنے پر سب کا اتفاق ہے۔

١٧٠٣- حَدَّثَنا مُوسَى بْنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ: حَدَّثَنا سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ بإسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ، قالَ في التَّعْرِيفِ: «قالَ عَامَيْنِ أوْ ثَلَاثَةً»، وَقال: «اعْرِفْ عَدَدَهَا، وَوِعَاءَهَا وَوِكَاءَها»، زَادَ: «فإنْ جَاءَ صاحِبُهَا فَعَرَفَ عَدَدَها، وَوِكَاءَها فادْفَعْهَا إلَيْهِ».

١٧٠٣- سلمہ بن کہیل نے اپنی سند سے اسی کے ہم معنی بیان کیا اور اعلان کے بارے میں کہا: ''دو سال یا تین سال۔'' اور فرمایا: ''اس کی گنتی کرلو' اس کی تھیلی اور اس کا سر بند خوب یاد رکھو۔'' مزید کہا: ''پھر اگر اس کا مالک آ جائے اور اس کی گنتی بتا دے اور تھیلی کا سر بند بھی تو اس کے حوالے کر دینا۔''

قالَ أَبُو دَاوُدَ: «لَيْسَ يقُولُ هٰذِهِ الْكَلِمَةَ إلَّا حَمَّادٌ في هٰذَا الْحَدِيثِ يَعْني «فَعَرَفَ

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ یہ الفاظ یعنی ''اگر وہ ان کی گنتی بتا دے'' صرف حماد کی روایت میں ہیں۔

١٧٠٢- تخريج: متفق عليه من حديث شعبة به، وانظر الحديث السابق.

١٧٠٣- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أبوعوانة: ٤/ ٣١ من حديث موسى بن إسماعيل عن حماد بن سلمة به.

عَدَدَها».

١٧٠٤- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ يَزِيدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ: أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ الله ﷺ عَنِ اللُّقَطَةِ، فَقَالَ: «عَرِّفْهَا سَنَةً ثُمَّ اعْرِفْ وِكَاءَهَا، وَعِفَاصَهَا، ثُمَّ اسْتَنْفِقْ بِهَا، فَإِنْ جَاءَ رَبُّهَا فَأَدِّهَا إِلَيْهِ»، فَقَال: يَارَسُولَ اللهِ! فَضَالَّةُ الْغَنَمِ؟ فَقَال: «خُذْهَا فَإِنَّمَا هِيَ لَكَ أَوْ لأَخِيكَ أَوْ لِلذِّئْبِ»، قال: يَارَسُولَ اللهِ! فَضَالَّةُ الْإِبِلِ؟، فَغَضِبَ رَسُولُ الله ﷺ حَتّٰى احْمَرَّتْ وَجْنَتَاهُ، أَوِ احْمَرَّ وَجْهُهُ وَقال: «مالَكَ وَلَها؟، مَعَهَا حِذَاؤُهَا وَسِقاؤُهَا حَتَّى يَأْتِيَهَا رَبُّهَا».

۱۷۰۴- حضرت زید بن خالد جہنی ؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے گری پڑی چیز کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا: ”ایک سال تک اس کا اعلان کرو۔ پھر اس کا سر بند (بندھن) اور تھیلی (یا برتن جس میں وہ ہو) خوب یاد کر لو۔ اور اسے اپنے استعمال میں لے آؤ۔ اگر اس کا مالک آ جائے تو اسے دے دو۔“ پھر اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! گم شدہ بکری (کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟) آپ نے فرمایا: ”اسے لے لو۔ یہ تمہارے لیے ہے یا تمہارے بھائی کے لیے یا بھیڑیے کے لیے۔“ کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! اور گمشدہ اونٹ؟ اس پر آپ غصے میں آ گئے حتی کہ آپ کے رخسار سرخ ہو گئے یا کہا کہ چہرہ سرخ ہو گیا۔ اور فرمایا: ”تمہیں اس سے کیا غرض؟ اس کے ساتھ اس کا جوتا (پاؤں) ہے اور مشکیزہ ہے۔ (اس کے پیٹ میں پانی ذخیرہ کرنے کی گنجائش اور صلاحیت ہے) یہاں تک کہ اس کا مالک آ جائے گا۔“

١٧٠٥- حَدَّثَنا ابنُ السَّرْحِ: حَدَّثَنا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرنِي مَالِكٌ بإِسْنَادِهِ

۱۷۰۵- جناب مالک نے اس حدیث کو اسی سند سے اسی کے ہم معنی روایت کیا۔ اور مزید کہا: ”(اس کے



١٧٠٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، اللقطة، باب إذا جاء صاحب اللقطة بعد سنة ردها عليه لأنها وديعة عنده، ح: ٢٤٣٦، ومسلم، اللقطة، باب معرفة العفاص والوكاء وحكم ضالة الغنم والإبل، ح: ١٧٢٢ عن قتيبة به.

١٧٠٥ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق. وهو في الموطأ: ٢/ ٧٥٧ (يحيى، ح: ١٥٢٠ بتحقيقي) ومن طريقه أخرجه البخاري، ح: ٢٤٢٩، ومسلم، ح: ١٧٢٢.

وَمَعْنَاهُ، زَادَ: «سِقَاؤُهَا تَرِدُ الْمَاءَ وَتَأْكُلُ الشَّجَرَ»، وَلَم يَقُلْ: «خُذْهَا» في ضَالَّةِ الشَّاءِ، وَقال في اللُّقَطَةِ: «عَرِّفْهَا سَنَةً فَإِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا وَإِلَّا فَشَأْنَكَ بِهَا» وَلم يَذْكُر «اسْتَنْفِقْ».

ساتھ) اس کا مشکیزہ ہے' وہ پانی پر پہنچ کر پانی پی لے گا اور جھاڑیاں کھا کر گزارہ کر لے گا۔" اور گمشدہ بکری کے سلسلے میں [خُذها] "اسے لے لو" کے لفظ روایت نہیں کیے اور گری پڑی چیز [لُقطه] کے بارے میں فرمایا: "ایک سال تک اس کا اعلان کرو۔ پھر اگر اس کا مالک آ جائے (تو بہتر) ورنہ تم جانو (یعنی اس کے مالک بن جاؤ۔") اور "خرچ کر لینے۔" کا ذکر نہیں کیا۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ الثَّوْرِيُّ وَسُلَيْمانُ بْنُ بِلَالٍ وحَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ رَبِيعَةَ مِثْلَهُ، لَمْ يَقُولُوا: «خُذْهَا».

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: اسے ثوری' سلیمان بن بلال اور حماد بن سلمہ نے ربیعہ سے اسی کے مثل روایت کیا اور انہوں نے [خذھا] کا لفظ نہیں کہا۔

**فوائد ومسائل:** ① بکری جیسا ضعیف جانور جو زیادہ بھوک پیاس برداشت نہیں کر سکتا اور درندوں وغیرہ سے دفاع نہیں کر سکتا اگر اسے قبضے میں نہ لیا جائے تو ضائع ہو جائے گا' لہٰذا یہ کسی طرح مناسب نہیں کہ اسے چھوڑا جائے مگر اونٹ کا معاملہ اس سے مختلف ہے' اس لیے جائز نہیں کہ انسان اس کو اپنے قبضے میں لے لے۔ الا یہ کہ اندیشہ ہو کہ فاسق یا چور ڈاکو وغیرہ اڑا لے جائیں گے یا یہ ازخود دشمنوں کے علاقے میں چلا جائے گا تو محفوظ کر لینا زیادہ بہتر ہے۔ بشرطیکہ ظن غالب یہ ہو کہ یہ جانور کسی مسلمان ہی کا ہے۔ واللہ اعلم. ② اس روایت میں راویوں نے [خُذهَا] "اسے لے لو" اور [اِستَنفِق] "اس سے فائدہ اٹھاؤ" کے الفاظ بیان نہیں کیے جبکہ یہ الفاظ صحیح بخاری میں موجود ہیں۔ دیکھیے: (صحيح البخاري' اللقطة' باب ضالة الغنم' حديث: ۲۴۲۸)

١٧٠٦- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَهَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، الْمَعْنَى، قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ عَنِ الضَّحَّاكِ يَعْنِي ابنَ عُثْمانَ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، عن زَيْدِ بنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ سُئِلَ عَنِ اللُّقَطَةِ فَقَال: «عَرِّفْهَا سَنَةً فَإِنْ جَاءَ بَاغِيهَا

۱۷۰۶- حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے گری پڑی اشیاء کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: "ایک سال تک اس کا اعلان کرو۔ اگر اس کا طلب کرنے والا آ جائے تو اس کو دے دو ورنہ اس کی تھیلی (یا برتن) اور اس کا سر بند یاد رکھو' پھر اسے کھا لو (اپنے استعمال میں لے آؤ) اس کے





١٧٠٦_ تخريج: أخرجه مسلم، اللقطة، باب معرفة العفاص والوكاء وحكم ضالة الغنم والإبل، ح: ١٧٢٢/٧ من حديث الضحاك بن عثمان به.

فَأَدِّهَا إِلَيْهِ وَإِلَّا فَاعْرِفْ عِفَاصَهَا وَوِكَاءَهَا ثُمَّ كُلْهَا، فَإِنْ جَاءَ بَاغِيهَا فَأَدِّهَا إِلَيْهِ».

بعد اگر اس کا متلاشی آ جائے تو اس کے حوالے کر دو۔"

فائدہ: یہ حکم گری پڑی چیز اٹھانے کے علاوہ بکری جیسے جانور کے بارے میں بھی ہے کہ اگر اسے کھا لیا گیا ہو تو اس کا مالک آنے پر اس کی قیمت یا بدل دینا واجب ہے۔

١٧٠٧- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بْنُ حَفْصٍ: حَدَّثَني أَبِي: حَدَّثَني إِبراهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ عَبَّادِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِيهِ يَزِيدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ، أَنَّهُ قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ رَبِيعَةَ، قَالَ: وَسُئِلَ عَنِ اللُّقَطَةِ فَقَالَ: «تُعَرِّفُها حَوْلًا فإِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا دَفَعْتَهَا إِلَيْهِ وَإِلَّا عَرَفْتَ وِكَاءَهَا وَعِفَاصَهَا ثُم اقْبِضْهَا في مَالِكَ فإِنْ جَاءَ صاحِبُهَا فادْفَعْها إِلَيْهِ».

١٧٠٧- حضرت زید بن خالد جہنی ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا۔ اور ربیعہ کی حدیث کے مانند ذکر کیا۔ (سابقہ حدیث: ١٧٠٤) کہا کہ آپ سے گری پڑی چیز کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: "ایک سال تک اس کا اعلان کرو۔ پس اگر اس کا مالک آ جائے تو اس کے سپرد کر دو۔ نہیں تو اس کا بندھن اور برتن خوب یاد کر لو اور اسے اپنے مال میں شامل کر لو۔ پھر اگر اس کا مالک آ جائے تو اس کو دے دو۔"

١٧٠٨- حَدَّثَنا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ وَرَبِيعَةَ بإِسْنَادِ قُتَيْبَةَ وَمَعْنَاهُ، زَادَ فيه: «فإِنْ جَاءَ بَاغِيهَا فَعَرَفَ عِفَاصَها وَعَدَدَها فادْفَعْها إِلَيْهِ» وقال حَمَّادٌ أَيْضًا عَنْ عُبَيْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: مِثْلَهُ.

١٧٠٨- یحییٰ بن سعید اور ربیعہ سے قتیبہ کی سند سے اسی کے ہم معنی مروی ہے۔ اس میں اضافہ ہے: "اگر اس کا متلاشی آ جائے اور اس کی تھیلی (یا برتن) اور اس کی گنتی (وغیرہ علامات) بتا دے تو وہ چیز اس کے سپرد کر دو۔" اور حماد نے بھی عبید اللہ بن عمر سے' انہوں نے عمرو بن شعیب سے' انہوں (عمرو) نے اپنے والد (شعیب) سے' انہوں نے اپنے دادا (عبداللہ بن عمرو بن عاص) سے' انہوں نے نبی ﷺ سے اسی کے مثل روایت کیا۔

---

١٧٠٧ـ تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ٥٨١٧ عن أحمد بن حفص به، وهو في مشيخة إبراهيم بن طهمان: ٤، وانظر، ح: ١٧٠٤.

١٧٠٨ـ تخريج: أخرجه مسلم، ح: ١٧٢٢/ ٦ من حديث حماد بن سلمة به، وانظر الحديث السابق: ١٧٠٤.

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهٰذِهِ الزِّيَادَةُ الَّتي زَادَ حَمَّادُ بنُ سَلَمَةَ فِي حَدِيثِ سَلَمَةَ ابْنِ كُهَيْلٍ وَيَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ وَعُبَيْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ وَرَبِيعَةَ: «إنْ جاءَ صاحِبُهَا فَعَرَفَ عِفاصَها وَوِكاءَها فادْفَعْها إلَيْهِ» لَيْسَتْ بِمَحْفُوظَةٍ، «فَعَرَفَ عِفاصَهَا وَوِكَاءَها». وَحَدِيثُ عُقْبَةَ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبيِّ ﷺ أيْضًا قال: «عَرِّفْهَا سَنَةً» وحَدِيثُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أيْضًا عَنِ النَّبيِّ ﷺ قال: «عَرِّفْهَا سَنَةً».

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حماد بن سلمہ کا یہ اضافہ جو انہوں نے سلمہ بن کہیل‘ یحییٰ بن سعید‘ عبید اللہ بن عمر اور ربیعہ کی روایت میں ذکر کیا ہے یعنی ”اگر اس کا مالک آ جائے اور اس چیز کی تھیلی (یا برتن) اور اس کا سر بند (علامات) بتا دے تو اسے اس کے حوالے کر دو۔“ (اس سند کے ساتھ) یہ الفاظ محفوظ نہیں ہیں۔ یعنی [فَعَرَفَ عِفَاصَهَا وَوِكَاءَ هَا] اور عقبہ بن سوید کی حدیث جو ان کے والد سے نبی ﷺ سے مروی ہے کہ ”ایک سال تک اعلان کرو۔“ نیز حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بھی نبی ﷺ سے مروی ہے کہ ”ایک سال تک اعلان کرو۔“

ملحوظہ: امام ابوداود رحمہ اللہ کا یہ فرمانا کہ زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ کی اس روایت میں حماد بن سلمہ کا مذکورہ بالا اضافہ محفوظ نہیں‘ وہم ہے، سفیان ثوری اور زید بن ابی انیسہ اس اضافے میں ان کے متابع ہیں جیسا کہ صحیح مسلم میں وارد ہے۔ (منذری) (صحیح مسلم‘ اللقطۃ‘ حدیث:١٧٢٣) امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ کی روایت انہی الفاظ کے ساتھ دوسری سند سے بیان فرمائی ہے۔ (كتاب في اللقطة : باب اذا لم يوجد صاحب اللقطة بعد سنة فهي لمن وجدها) علاوہ ازیں اسی معنی پر مشتمل الفاظ ابوداود کی کتاب اللقطہ میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں موجود اور محفوظ ہیں۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری میں بھی موجود ہے۔

١٧٠٩- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا خَالِدٌ يَعْني الطَّحَّانَ؛ ح: وَحَدَّثَنا مُوسَى يَعْني ابنَ إسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنا وُهَيْبٌ يَعْني ابْنَ خَالِدٍ، المَعْنَى، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ، عَنْ مُطَرِّفٍ يَعْني ابْنَ عَبْدِ اللهِ، عَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ قالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ وَجَدَ لُقَطَةً فَلْيُشْهِدْ ذَا

١٧٠٩- حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جسے کوئی گری پڑی چیز ملے تو اسے چاہیے کہ ایک یا دو عادل گواہ بنا لے۔ اور چھپائے نہیں اور نہ غائب کرے‘ پھر اگر اس کے مالک کو پائے تو اسے لوٹا دے‘ ورنہ وہ اللہ کا مال ہے جسے چاہتا ہے عنایت فرما دیتا ہے۔“



**١٧٠٩ـ تخريج: [إسناده صحيح]** أخرجه ابن ماجه، اللقطة، باب اللقطة، ح: ٢٥٠٥ من حديث خالد الحذاء به، وصححه ابن حبان، ح: ١١٦٩.

عَدْلٍ أَوْ ذَوَيْ عَدْلٍ وَلا يَكْتُمْ وَلا يُغَيِّبْ، فإِنْ وَجَدَ صاحِبَها فَلْيَرُدَّها عَلَيْهِ وَإِلَّا فَهُوَ مَالُ اللهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ».

فائدہ: گواہ بنانا نہ تو واجب ہے اور نہ ہر وقت ممکن ہی۔ لیکن یہ انتہائی پسندیدہ صورت ہے تاکہ انسان شیطانی اُکساہٹ سے محفوظ ہو جائے اور اُس کے دل میں اس کے مالک بن جانے کا وسوسہ پیدا نہ ہو۔ اس کے ذریعے سے کئی دوسری قباحتوں سے بھی بچا جا سکتا ہے جیسے اس کے ورثاء اس کو ادا کرنے سے انکار نہ کر سکیں یا کوئی شخص مال کی مقدار کے بارے میں اس پر تہمت نہ لگا سکے۔

۱۷۱۰- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا اللَّيْثُ عَنِ ابنِ عَجْلَانَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعاصِ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ: أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الثَّمَرِ الْمُعَلَّقِ؟ فَقال: «مَنْ أَصَابَ بِفِيهِ مِنْ ذِي حَاجَةٍ غَيْرَ مُتَّخِذٍ خُبْنَةً فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ، وَمَنْ خَرَجَ بِشَيْءٍ مِنْهُ فَعَلَيْهِ غَرامَةُ مِثْلَيْهِ وَالْعُقُوبَةُ، وَمَنْ سَرَقَ مِنْهُ شَيْئًا بَعْدَ أَنْ يُؤْوِيَهُ الْجَرِينُ فَبَلَغَ ثَمَنَ الْمِجَنِّ فَعَلَيْهِ الْقَطْعُ» وَذَكَرَ في ضَالَّةِ الْغَنَمِ وَالإِبِلِ كما ذَكَرَ غَيْرُهُ. قال: وَسُئِلَ عَنِ اللُّقَطَةِ فَقَال: «ما كَانَ مِنْها في طَرِيقِ المِيتَاءِ أَوِ الْقَرْيَةِ الْجَامِعَةِ فَعَرِّفْها سَنَةً، فَإِنْ جاءَ طَالِبُها فادْفَعْها إِلَيْهِ، فإِن لم يَأْتِ فَهِيَ لَكَ، وَما كَان في الْخَرابِ» يَعْني «فَفِيها وَفي الرِّكَازِ الْخُمُسُ».

۱۷۱۰- حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص ؓ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ (درختوں پر) لٹکتے پھل کا کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا: ''جس کسی ضرورت مند نے اسے اپنے منہ سے کھا لیا ہو' اپنے پلو میں کچھ نہ باندھا ہو تو اس پر کچھ نہیں۔ لیکن جو وہاں سے کچھ لے کر نکلے تو اس پر دوگنا جرمانہ ہے اور سزا۔ اور جس نے اسے اس کے مخزن میں آ جانے کے بعد چرایا تو اگر وہ ڈھال کی قیمت کے برابر ہوا تو اس پر ہاتھ کٹے گا۔'' اور گمشدہ بکری اور اونٹ کے بارے میں ویسے ہی بیان کیا جیسے کہ دوسرے راویوں نے ذکر کیا ہے۔ اور گری پڑی چیز کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: ''جو تمہیں آباد راستوں اور بستیوں میں سے ملے تو اس کا ایک سال تک اعلان کرو۔ پس اگر اس کا ڈھونڈنے والا آ جائے تو اس کے حوالے کر دو' ورنہ وہ تمہاری ہے۔ اور جو کسی اجاڑ ویران جگہ سے ملے تو اس میں اور ایسے ہی کوئی دفینہ ملے' تو اس میں خمس ہے۔'' (پانچواں حصہ زکوٰۃ ہے۔)

۱۷۱۰- تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ما جاء في الرخصة في أكل الثمرة للمار بها، ح: ۱۲۸۹، والنسائي، ح: ٤٩٦١ عن قتيبة به مختصرًا، وصححه ابن الجارود، ح: ۸۲۷، وقال الترمذي: "حسن".

١٧١١- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنا أَبُو أُسَامَةَ عَنِ الْوَلِيدِ يَعْني ابنَ كَثِيرٍ، حَدَّثَني عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ بِإسْنَادِهِ بِهذَا: قَالَ فِي ضَالَّةِ الشَّاءِ قال: «فاجْمَعْهَا».

۱۷۱۱-عمرو بن شعیب نے اپنی اسی (مذکورہ بالا) سند سے اس حدیث کو روایت کیا اور گم شدہ بکری کے بارے میں اس کے لفظ ہیں [فَاجْمَعْهَا] ''یعنی اسے اپنی بکریوں کے ساتھ ملالو۔''

فائدہ: یعنی اس کی حفاظت کرتے اور اعلان کرتے رہو جب مالک مل جائے تو اس کے حوالے کر دو۔

١٧١٢- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا أَبُو عَوَانَةَ عن عُبَيْدِ اللهِ بْنِ الْأَخْنَسِ، عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ بِهَذا بإسْنَادِهِ: وَقال في ضَالَّةِ الْغَنَمِ: «لَكَ أَوْ لِأَخِيكَ أَوْ لِلذِّئبِ، خُذْها قَطْ». وكَذَا قال فِيهِ أَيُّوبُ وَيَعْقُوبُ ابنُ عَطاءٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنِ النَّبيِّ ﷺ قالَ: «فَخُذْهَا».

۱۷۱۲-عمرو بن شعیب نے اسی سند سے روایت کیا۔ اور گمشدہ بکری کے سلسلے میں کہا: ''یہ تیرے لیے ہے یا تیرے بھائی کے لیے یا بھیڑیے کے لیے اسے لے لے اور بس۔'' اور اسی طرح اس روایت میں ایوب اور یعقوب بن عطاء نے عمرو بن شعیب سے انہوں نے نبی ﷺ سے [فَخُذْهَا] کا لفظ بیان کیا ہے۔

فائدہ: محدث یہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ عمرو بن شعیب کے تین تلامذہ عبیداللہ بن اخنس' ایوب اور یعقوب بن عطاء صرف لفظ [فَخُذْهَا] بیان کرتے ہیں۔ اس پر مزید کوئی اضافہ نہیں کرتے جیسے کہ مندرجہ ذیل روایت میں ابن اسحٰق نے [فَاجْمَعْهَا حَتّٰى يَأتِيَهَا بَاغِيهَا] ایک مفصل جملہ ذکر کیا ہے۔ (عون المعبود)

١٧١٣- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ؛ ح: وحَدَّثَنَا ابْنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنا ابنُ إِدْرِيسَ عَنِ ابنِ إِسْحَاقَ، عن عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنِ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبيِّ ﷺ بِهَذا: قالَ في ضَالَّةِ الشَّاءِ: «فاجْمَعْهَا حَتَّى يَأْتِيهَا بَاغِيهَا».

۱۷۱۳-ابن اسحٰق' عمرو بن شعیب سے' وہ (عمرو) اپنے والد سے' وہ اپنے دادا (عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما) سے' وہ نبی ﷺ سے یہی روایت کرتے ہیں تو ان کے لفظ ہیں: [فَاجْمَعْهَا حَتّٰى يَأتِيَهَا بَاغِيهَا] ''اس کو اپنے مال کے ساتھ ملا لے حتی کہ اس کا متلاشی آ جائے۔''



---

١٧١١ـ تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق، ورواه ابن ماجه، ح: ٢٥٩٦ من حديث أبي أسامة به.

١٧١٢ـ تخريج: [حسن] انظر الحديثين السابقين، ورواه النسائي، قطع السارق، باب الثمر المعلق يسرق، ح: ٤٩٦٠ من حديث أبي عوانة به.

١٧١٣ـ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٠٣ عن عبدالله بن إدريس به.

١٧١٤- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ العَلَاءِ: حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَشَجِّ، عَنْ عُبَيْدِاللهِ بْنِ مِقْسَمٍ حَدَّثَهُ، عن رَجُلٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَجَدَ دِينَارًا فأَتَى بِهِ فَاطِمَةَ، فَسَأَلَتْ عَنْهُ رَسُولَ الله ﷺ، فَقال: «هُوَ رِزْقُ اللهِ»، فأَكَلَ مِنْهُ رَسُولُ الله ﷺ وَأَكَلَ عَلِيٌّ وَفَاطِمَةُ، فَلَمَّا كَان بَعْدَ ذَلِكَ أَتَتْهُ امْرَأَةٌ تَنْشُدُ الدِّينَارَ، فَقال النَّبِيُّ ﷺ: «ياعَلِيُّ! أَدِّ الدِّينَارَ».

١٧١٤- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو ایک دینار ملا۔ وہ اسے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس لے آئے' حضرت فاطمہ نے اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: ''یہ اللہ عزوجل کا رزق ہے۔'' چنانچہ رسول اللہ ﷺ حضرت علی اور حضرت فاطمہ نے اس سے کھالیا۔ اس کے بعد آپ کے پاس ایک عورت آئی جو ایک دینار ڈھونڈتی پھر رہی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''علی! وہ دینار ادا کردو۔''

١٧١٥- حَدَّثَنا الْهَيْثَمُ بنُ خَالِدٍ الْجُهَنِيُّ: حَدَّثَنا وَكِيعٌ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَوْسٍ، عَنْ بِلَالِ بْنِ يَحْيَى الْعَبْسِيِّ، عَنْ عَلِيٍّ: أَنَّهُ الْتَقَطَ دِينَارًا فَاشْتَرَى بِهِ دقِيقًا، فَعَرَفَهُ صَاحِبُ الدَّقِيقِ، فَرَدَّ عَلَيْهِ الدِّينَارَ، فأَخَذَهُ عَلِيٌّ فَقَطَعَ مِنْهُ قِيرَاطَيْنِ فَاشْتَرَى بِهِ لَحْمًا.

١٧١٥- بلال بن یحییٰ عبسی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہیں ایک دینار ملا' تو انہوں نے اس سے آٹا خریدا' آٹے والے نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پہچان لیا تو اس نے دیناران کو واپس کردیا۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وہ لے لیا اور اس میں سے دو قیراط کاٹ کر ان کا گوشت خریدا۔

١٧١٦- حَدَّثَنا جَعْفَرُ بنُ مُسَافِرٍ التِّنِّيسِيُّ: أخبرنا ابنُ أَبِي فُدَيْكٍ: أخبرنا مُوسَى بنُ يَعْقُوبَ الزَّمَعِيُّ عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَخْبَرَهُ: أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ دَخَلَ عَلَى فَاطِمَةَ وَحَسَنٌ وَحُسَيْنٌ يَبْكِيَانِ،

١٧١٦- جناب سہل بن سعد کا بیان ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں (گھر میں) آئے تو (دیکھا کہ) حسن اور حضرت حسین رو رہے ہیں۔ پوچھا یہ کیوں رو رہے ہیں؟ کہا کہ بھوک کی وجہ سے رو رہے ہیں۔ پس علی (گھر سے) نکل آئے تو (اتفاق سے)

---

١٧١٤- تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي: ٦/ ١٩٤ من حديث ابن وهب به، وللحديث شواهد.

١٧١٥- تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي: ٦/ ١٩٤ من حديث أبي داود به.

١٧١٦- تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي: ٦/ ١٩٤ من حديث أبي داود به.

فَقال: مَا يُبْكِيهِمَا؟ قالَتْ: الْجُوعُ، فَخَرَجَ عَلِيٌّ فَوَجَدَ دِينَارًا بالسُّوقِ، فَجَاءَ إِلَىٰ فَاطِمَةَ وَأَخْبَرَهَا، فَقَالَتْ: اذْهَبْ إِلَى فُلَانٍ الْيَهُودِيِّ فَخُذْ لَنَا دَقِيقًا فجاء الْيَهُودِيَّ فاشْتَرَى بِهِ دَقِيقًا، فَقال الْيَهُودِيُّ: أَنْتَ خَتَنُ هَذَا الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ رَسُولُ اللهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَخُذْ دِينَارَكَ وَلَكَ الدَّقِيقُ، فَخَرَجَ عَلِيٌّ حَتَّىٰ جَاءَ بِهِ فَاطِمَةَ فأَخْبَرَهَا، فَقَالَتْ: اذْهَبْ إِلَىٰ فُلَانٍ الْجَزَّارِ فَخُذْ لَنَا بِدِرْهَم لَحْمًا، فَذَهَبَ فَرَهَنَ الدِّينَارَ بِدِرْهَم لَحْم فَجاءَ بِهِ، فَعَجَنَتْ وَنَصَبَتْ وَخَبَزَتْ وَأَرْسَلَتْ إِلَى أَبِيهَا، فَجاءَهُمْ، فَقَالَتْ: يَارَسُولَ اللهِ! أَذْكُرُ لَكَ، فإِنْ رَأَيْتَهُ لَنا حَلَالًا أَكَلْنَاهُ وَأَكَلْتَ مَعَنَا: مِنْ شَأْنِهِ كَذا وكَذا. قال: «كُلُوا بِسْمِ اللهِ»، فأَكَلُوا، فَبَيْنَا هُمْ مَكَانَهُمْ إِذْ غُلَامٌ يَنْشُدُ اللهَ وَالْإِسْلَامَ الدِّينَارَ، فأَمَرَ رَسُولُ الله ﷺ فَدُعِيَ لَهُ، فَسَأَلَهُ؟، فَقال: سَقَطَ مِنِّي فِي السُّوقِ، فَقالَ النَّبِيُّ ﷺ: «يَاعَلِيُّ اذْهَبْ إِلَى الْجَزَّارِ فَقُلْ لَهُ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ لَكَ: أَرْسِلْ إِلَيَّ بالدِّينَارِ وَدِرْهَمُكَ عَلَيَّ»، فأَرْسَلَ بِهِ، فَدَفَعَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَيْهِ.

بازار میں انہیں ایک دینار پڑا مل گیا تو وہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور بتایا (کہ اس طرح سے ملا ہے۔) انہوں نے کہا: فلاں یہودی کے پاس جائیں اور ہمارے لیے آٹا لے آئیں۔ چنانچہ وہ یہودی کے پاس آئے اور اس سے آٹا خریدا۔ یہودی نے کہا: بھلا آپ اس شخص کے داماد ہیں جو اپنے آپ کو رسول اللہ کہتا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں! تو اس نے کہا: دینار اپنے پاس رکھیں اور آٹا لے جائیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ وہاں سے چلے اور حضرت فاطمہ کے پاس (آٹا) لے آئے اور ساری بات بتائی۔ انہوں نے کہا: فلاں قصاب کے پاس جائیں اور ایک درہم کا گوشت لے آئیں۔ چنانچہ وہ گئے' اپنا دینار اس کے پاس رہن رکھا اور ایک درہم کا گوشت لے آئے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آٹا گوندھا' ہنڈیا چولہے پر رکھی' روٹی پکائی اور اپنے والد علیہ الصلاۃ والسلام کو بلا بھیجا۔ وہ ان کے ہاں تشریف لے آئے۔ تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں آپ کو بتاؤں اگر آپ اسے حلال فرمائیں تو ہم اسے کھائیں گے اور آپ بھی ہمارے ساتھ کھائیں گے اور اس کا حال اس اس طرح سے ہے۔ آپ (ﷺ) نے سن کر فرمایا: ''اللہ کا نام لے کر کھاؤ۔'' چنانچہ سب نے کھا لیا۔ ابھی وہ اپنی جگہ (دسترخوان ہی) پر بیٹھے تھے کہ ایک لڑکا' اللہ اور اسلام کا واسطہ دے کر اپنا گمشدہ دینار ڈھونڈتا پھر رہا تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا اور اسے بلایا گیا۔ آپ نے اس سے پوچھا تو اس نے کہا: مجھ سے بازار میں (کہیں) گرا ہے۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''اے علی! اس قصاب کے

پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں: وہ دینار میرے ہاں بھیج دو اور تمہارا درہم میرے ذمے ہے۔'' چنانچہ اس نے دینار بھیج دیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اسے اس غلام کے حوالے کر دیا۔

١٧١٧- حَدَّثَنا سُلَيمانُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ شُعَيْبٍ عَنِ المُغِيرَةِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ المَكِّيِّ، أَنَّهُ حَدَّثَهُ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: رَخَّصَ لَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي الْعَصَا وَالْحَبْلِ وَالسَّوْطِ وَأَشْبَاهِهِ يَلْتَقِطُهُ الرَّجُلُ يَنْتَفِعُ بِهِ.

١٧١٧- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں چھڑی' رسی' کوڑا اور اس قسم کی چیزیں اُٹھا لینے کی رخصت دی تھی کہ انسان ان سے فائدہ اُٹھالے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ النُّعْمَانُ بنُ عَبْدِ السَّلَامِ عَنِ الْمُغِيرَةِ أَبِي سَلَمَةَ بِإِسْنَادِهِ وَرَوَاهُ شَبَابَةُ عَنْ مُغِيرَةَ بنِ مُسْلِمٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كَانُوا لَمْ يَذْكُرُوا النَّبِيَّ ﷺ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ اسے نعمان بن عبد السلام نے مغیرہ (بن مسلم) ابوسلمہ سے اپنی سند سے روایت کیا ہے۔ اور شبابہ نے مغیرہ بن مسلم سے' انہوں نے ابوالزبیر سے' انہوں نے جابر ؓ سے روایت کیا ہے۔ (کہا کہ وہ لوگ چھڑی' کوڑا وغیرہ اٹھا لینے میں کوئی حرج نہ سمجھتے تھے) اور نبی ﷺ کا ذکر نہیں کیا۔ (موقوف بیان کیا ہے۔)

فائدہ: ابوالزبیر مکی سے دو حضرات روایت کرتے ہیں۔ ایک مغیرہ بن زیاد' ان سے یہی متن امام ابوداود نے ذکر فرمایا ہے۔ دوسرے' مغیرہ بن مسلم ابوسلمہ کی بیان کردہ روایت میں رسول اللہ ﷺ کی بجائے صحابی کے حوالے سے یہی بات کہی گئی ہے۔ (عون المعبود) یہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن امام بخاری ؒ نے ایک باب قائم کیا ہے: ''باب إذا وجد خشبة في البحر أو سوطا أو نحوه'' یعنی جب کوئی شخص سمندر میں بہتی ہوئی لکڑی پائے یا چابک یا اس جیسی (کوئی انتہائی کم قیمت) چیز اسے مل جائے۔ اور نیچے وہ حدیث لائے ہیں جس سے سمندر میں بہتی ہوئی لکڑی کو ایندھن کے طور پر لے جانے کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ حافظ ابن حجر ؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاری ؒ

---

١٧١٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٦/ ١٩٥ من حديث أبي داود به * أبوالزبير لم يصرح بالسماع، وله علة عند ابن عدي: ٦/ ٢٣٥٣.

نے اس حدیث سے استنباط کر کے چابک کو شامل کیا ہے۔(فتح الباری' کتاب اللقطہ' باب مذکور) اس سے ثابت ہوا کہ امام ابوداود رحمہ اللہ کی بیان کردہ یہ حدیث اگرچہ سنداً ضعیف ہے لیکن اس میں جو حکم بیان کیا گیا وہ دیگر دلائل کی وجہ سے صحیح ہے۔

١٧١٨- **حَدَّثَنا** مَخْلَدُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ عَمْرِو ابْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ أَحْسَبُهُ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «ضَالَّةُ الإِبِلِ المَكْتُومَةُ غَرَامَتُهَا وَمِثْلُهَا مَعَهَا».

۱۷۱۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''گمشدہ اونٹ پکڑنے والا اگر چھپا لے تو اس پر جرمانہ ہے اور (مزید) اس کے ساتھ اس کا مثل بھی۔''

**فوائد ومسائل:** ① گمشدہ قیمتی چیز اٹھا کر چھپا لینا حرام اور گناہ کا کام ہے۔ ② اس حدیث کی روشنی میں ایسے مجرم پر دوگنا جرمانہ ہے۔

١٧١٩- **حَدَّثَنا** يَزِيدُ بْنُ خَالِدِ بنِ مَوْهَبٍ وَأَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قالا: أخبرنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني عَمْرٌو عن بُكَيْرٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حاطِبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عُثْمانَ التَّيْمِيِّ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ نَهَىٰ عَنْ لُقَطَةِ الْحَاجِّ. قال أَحْمَدُ: قال ابنُ وَهْبٍ: يَعْنِي في لُقَطَةِ الْحَاجِّ: «يَتْرُكُهَا حَتَّى يَجِدَهَا صَاحِبُهَا».

۱۷۱۹- حضرت عبدالرحمٰن بن عثمان تیمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حاجیوں کی گری پڑی چیزیں اُٹھانے سے منع فرمایا ہے۔ احمد نے روایت کیا کہ ابن وہب نے کہا: ''حاجی کی چیز پڑی رہنے دی جائے حتی کہ اس کا مالک اسے پالے۔''

قال ابنُ مَوْهَبٍ عن عَمْرٍو.

ابن موہب نے (اپنی سند میں) عَنْ عَمْرٍو کہا ہے۔(اَخْبَرَنِی عَمْرٌو نہیں کہا۔)

**فائدہ:** راجح یہی ہے کہ حاجیوں کی گری پڑی اشیاء نہ اُٹھائی جائیں تا کہ اس شہر کی حرمت اپنے وسیع تر معانی میں

---

١٧١٨- **تخريج:** **[إسناده ضعيف]** أخرجه البيهقي: ٦/ ١٩١ من حديث أبي داود به، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ١٨٥٩٩، وللحديث شواهد، وقع الشك في السند بين عكرمة وأبي هريرة، وعمرو بن مسلم وهو غير الجندي، والله أعلم.

١٧١٩- **تخريج:** أخرجه مسلم، اللقطة، باب في لقطة الحاج، ح: ١٧٢٤ من حديث ابن وهب به.

قائم اور ثابت رہے، تاہم اگر ضائع ہو جانے کا اندیشہ ہو تو رخصت ہے کہ اُٹھالی جائے۔ جیسے کہ صحیحین میں حضرت ابوہریرہ اور ابن عباس ؓ سے مرفوع احادیث میں آیا ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، اللقطة، حدیث: ۲۴۳۳، ۲۴۳۴ وصحیح مسلم، اللقطة، حدیث: ۱۷۲۴) اور خوب کثرت سے اعلان کرنا چاہیے۔ ممکن ہے یہ چیز کسی آفاقی حاجی کی ہو۔ نہ معلوم اسے دوبارہ یہاں آنا میسر بھی آتا ہے یا نہیں۔ علامہ ابن القیم ؒ بھی یہی فرماتے ہیں کہ چونکہ حجاج بڑی جلدی اپنے علاقوں کو واپس چلے جاتے ہیں اس لیے پورے سال تک اس کا اعلان ممکن نہیں، اس لیے بہتر یہی ہے کہ چیز نہ اُٹھائی جائے اور اگر اُٹھائی جائے تو بہت جلد اور بار بار اعلان کیا جائے۔

۱۷۲۰- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عَوْنٍ: أَخبرَنا خَالِدٌ عَنْ أَبِي حَيَّانَ التَّيْمِيِّ، عَنِ المُنْذِرِ بْنِ جَرِيرٍ قَالَ: كُنْتُ مَعَ جَرِيرٍ بِالْبَوَازِيجِ فجاءَ الرَّاعِي بالْبَقَرِ وَفِيهَا بَقَرَةٌ لَيْسَتْ مِنْهَا، فَقال لَهُ جَرِيرٌ: مَا هَذِهِ؟ قال: لَحِقَتْ بالْبَقَرِ لا نَدْرِي لِمَنْ هِيَ، فَقَال جَرِيرٌ: أَخْرِجُوهُ سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يقولُ: «لا يَأْوِي الضَّالَّةَ إِلَّا ضَالٌّ».

۱۷۲۰- منذر بن جریر کہتے ہیں کہ (میں اپنے والد) جریر (بن عبداللہ البجلی ؓ) کے ساتھ بوازیج مقام میں تھا کہ چرواہا گائیں لے کر آیا۔ اور ان میں ایک گائے ان کی نہیں تھی۔ حضرت جریر ؓ نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ اس نے کہا: بس گایوں کے ساتھ مل گئی ہے۔ ہمیں معلوم نہیں کہ کس کی ہے۔ تو حضرت جریر نے کہا: اسے علیحدہ کر دو۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے: ”گم شدہ چیز کو کوئی [ضال] ”گمراہ انسان“ ہی لیتا ہے۔



**فوائد ومسائل:** ① گمشدہ چیز اپنے قبضے میں لے کر چھپا لینے والا یا مالک بن بیٹھنے والا، ضال اور گمراہ انسان ہے جبکہ اعلان کرنے والا ایسا نہیں ہوتا۔ ممکن ہے کہ حضرت جریر ؓ کا خیال ہو کہ گائے اونٹ کی طرح ہے یہ جانور کھا پی کر گزارہ کر سکتا ہے اور چھوٹے موٹے درندے بھی اس پر حملہ آور نہیں ہو سکتے تو اس لیے اس کا چھوڑ دینا بہتر ہوگا۔ اس کا مالک اس کو خود ہی ڈھونڈ لے گا۔ ② ”بوازیج الانبار“ بغداد کی بالائی جانب ایک علاقہ ہے جسے حضرت جریر ؓ نے فتح کیا تھا اور یہاں ان کے موالی رہتے تھے۔

۱۷۲۰- **تخریج:** [صحیح] وللحدیث طریق آخر عند ابن ماجه، ح: ۲۵۰۳، وله شاهد عند مسلم، ح: ۱۷۲۵ وبه صح الحدیث.

# حج وعمرہ کی اہمیت وفضیلت

[نُسُك] (نون اور سین دونوں کے ضمہ کے ساتھ) کے معنی ہیں ''وہ عبادت جو خاص اللہ عزوجل کا حق ہو۔'' [مَنْسَك] (میم کے فتحہ اور سین کے فتحہ یا کسرہ کے ساتھ) کا مفہوم ہے ''مقام عبادت'' اور مصدری معنی میں بھی آتا ہے۔ [مناسك] اس کی جمع ہے۔

تعریف: ''حج'' کے لغوی معنی قصد اور ارادہ کے ہیں، مگر اصطلاح شریعت میں معروف ومعلوم آداب وشرائط کے ساتھ بیت اللہ الحرام کا قصد حج کہلاتا ہے۔ ''عمرہ'' (بمعنی عبادت) میں بھی بیت اللہ کی زیارت ہوتی ہے، مگر حج ماہ ذوالحج کی تاریخوں کے ساتھ خاص ہے اور طواف وسعی کے علاوہ وقوف عرفہ اور دیگر اعمال اس میں شامل ہیں، جبکہ عمرہ میں صرف طواف اور سعی ہوتی ہے اور سال کے تمام دنوں میں اسے ادا کیا جاسکتا ہے۔

حکم: حج اسلام کا بنیادی رکن ہے۔ اس کی ادائیگی ہر صاحب استطاعت (مالدار)، عاقل، بالغ مسلمان مرد وعورت پر اسی طرح فرض ہے جس طرح پانچوں وقت کی نمازیں، رمضان کے روزے اور صاحب

نصاب شخص پر زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے۔ ان سب کی فرضیت میں کوئی فرق نہیں۔ لہٰذا جو شخص استطاعت کے باوجود حج نہیں کرتا بلکہ اسے وقت اور پیسے کا ضیاع سمجھتا یا اس کا مذاق اڑاتا ہے جیسا کہ آج کل کے بعض متجد دین، منکرین حدیث اور مادہ پرستوں کا نقطۂ نظر ہے تو ایسا شخص کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ اور اگر کوئی شخص استطاعت کے باوجود محض سستی اور کاہلی یا اس قسم کے کسی اور عذر لنگ کی وجہ سے حج نہیں کرتا تو ایسا شخص کافر اور دائرہ اسلام سے خارج تو نہیں، البتہ فاسق و فاجر اور کبیرہ گناہ کا مرتکب ضرور ہے۔

حج کی اہمیت اس بات سے روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ رب العالمین نے قرآن مجید میں اس کی فرضیت کو بیان کیا ہے اور ایک بڑی سورت کا نام سورۃ الحج رکھا ہے۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں ارادہ کرتا ہوں کہ شہروں میں اپنے عُمال (اہل کار) بھیجوں، وہ جا کر جائزہ لیں اور ہر اس شخص پر جو استطاعت کے باوجود حج نہیں کرتا، جزیہ مقرر کر دیں کیونکہ وہ لوگ مسلمان نہیں ہیں۔ (تلخیص الحبیر: ۲/۲۲۳)

اسی طرح السنن الکبریٰ بیہقی میں ہے کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تین بار فرمایا: جو شخص وسعت اور پرامن راستے کے باوجود حج نہیں کرتا اور مر جاتا ہے تو اس کے لیے برابر ہے چاہے وہ یہودی ہو کر مرے یا عیسائی ہو کر اور اگر استطاعت کے ہوتے ہوئے میں نے حج نہ کیا ہو تو مجھے حج کرنا، چھ یا سات غزوات میں شرکت کرنے سے زیادہ پسند ہے۔ (السنن الکبری للبیہقی: ۴/۳۳۴)

لہٰذا ہمیں حج کی فرضیت واہمیت اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اس فرمان کی روشنی میں اس بات کا جائزہ لینا چاہیے کہ اکثر وہ مسلمان جو سرمایہ دار، زمین دار اور بینک بیلنس رکھتے ہیں لیکن اسلام کے اس عظیم رکن کی ادائیگی میں بلاوجہ تاخیر کے مرتکب ہو رہے ہیں، انہیں چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور فوراً توبہ کریں اور پہلی فرصت میں اس فرض کو ادا کریں۔

نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کی فضیلت کی بابت فرمایا: ''حج مبرور کا بدلہ صرف جنت ہے۔'' (صحیح البخاری، العمرۃ، حدیث: ۱۷۷۳) حج مبرور، وہ حج ہے جو مسنون طریقہ اور شرعی تقاضوں کے عین مطابق کیا گیا ہو، اس میں کوئی کمی بیشی نہ کی گئی ہو۔ ایک اور حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے

اللہ کے لیے حج کیا اس دوران میں اس نے کوئی فحش گوئی کی' نہ کوئی برا کام تو وہ گناہوں سے اس طرح پاک صاف واپس لوٹے گا جس طرح وہ اس وقت تھا جب اس کی ماں نے اسے جنم دیا تھا۔'' (صحیح البخاری' الحج' حدیث:١٥٢١) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حج کے عظیم اجر وثواب کا مستحق صرف وہ شخص ہے جس نے دوران حج میں زبان سے کوئی بے ہودہ بات کی نہ ہاتھ' پاؤں اور دیگر اعضاء آنکھوں' کانوں وغیرہ سے کوئی برا کام کیا۔

**عمرہ کی لغوی تعریف** : حج کی طرح عمرہ بھی عربی زبان کا لفظ ہے۔لغت میں اس کے معنی ''ارادہ اورزیارت'' کے ہیں کیونکہ اس میں بیت اللہ کا ارادہ اور زیارت کی جاتی ہے۔مگر اصطلاح شریعت میں میقات سے احرام باندھ کر بیت اللہ شریف کا طواف اور صفا ومروہ کی سعی کرنا اور سر کے بال منڈوانا یا کٹوانا عمرہ کہلاتا ہے۔ اسلام میں عمرہ کی بھی بڑی اہمیت وفضیلت ہے' اکثر علماء کے نزدیک گو یہ فرض یا واجب نہیں مگر جب اس کا احرام باندھ لیا جائے تو حج کی طرح اس کا پورا کرنا بھی ضروری ہو جاتا ہے۔ (تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: نیل الاوطار:٣١٤/٤' ٣١٥) قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اس کی بابت فرمایا: ﴿وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰه﴾(البقرہ:١٩٦) ''اللہ کے لیے حج اور عمرہ کو پورا کرو۔'' (صحیح البخاری' العمرة' حدیث:١٧٧٣) عام دنوں کی نسبت رمضان المبارک میں عمرہ کرنے کا اجر وثواب بہت زیادہ ہے۔ نبیٔ کریم ﷺ نے فرمایا: ''رمضان میں عمرہ کرنا میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے۔'' (صحیح البخاری' جزاء الصید' حدیث:١٨٦٣)

حج اور عمرہ سے متعلق مفصل احکام ومسائل اردو میں کتاب ''مسنون حج اور عمرہ'' (مطبوعہ دارالسلام) میں ملاحظہ فرمائیں۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

## (المعجم ١١) - كِتَابُ الْمَنَاسِكِ (التحفة ٥)

## اعمال حج اور اس کے احکام ومسائل



### (المعجم ١) - باب فَرْضِ الْحَجِّ (التحفة ١)

### باب:۱- حج فرض ہے

١٧٢١- حَدَّثَنا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعُثْمانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، المَعْنى، قَالَا: حَدَّثَنا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ حُسَيْنٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أبي سِنَانٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ الأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ سَأَلَ النَّبيَّ ﷺ فَقال: يَارَسُولَ اللهِ! الْحَجُّ فِي كلِّ سَنَةٍ أوْ مَرَّةً وَاحِدَةً؟ قال: «بَلْ مَرَّةً وَاحِدَةً، فَمَنْ زَادَ فَهُوَ تَطَوُّعٌ».

۱۷۲۱- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ حضرت اقرع بن حابس ؓ نے نبی ﷺ سے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا حج ہر سال ہے یا ایک ہی بار؟ آپ نے فرمایا: ”نہیں! ایک ہی بار ہے اور جو اس سے زیادہ کرے تو وہ نفل ہے۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هُوَ أَبُو سِنَانٍ الدُّؤَلِيُّ، كَذَا قَالَ عَبْدُ الْجَلِيلِ بْنُ حُمَيْدٍ، وَسُلَيْمانُ بْنُ كَثِيرٍ جَمِيعًا عَنِ الزُّهْرِيِّ، وَقَالَ عُقَيْلٌ عَنْ سِنَانٍ.

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ راوئ حدیث (ابوسنان) یہ ابوسنان الدؤلی ہیں۔ عبدالجلیل بن حُمید اور سلیمان بن کثیر سبھی زہری سے (ابوسنان) ذکر کرتے ہیں۔ صرف عُقیل ”سنان“ کہتے ہیں۔ (ابوسنان نہیں کہتے۔)

---

**١٧٢١ـ تخريج**: [**حسن**] أخرجه النسائي، مناسك الحج، باب وجوب الحج، ح: ٢٦٢١ من حديث الزهري به، وعبدالجليل أيضًا، وصححه الحاكم: ١/ ٤٤١، ووافقه الذهبي، وله شاهد عند مسلم، ح: ١٣٣٧.

١٧٢٢- حَدَّثَنا النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنِ ابْنٍ لِأَبِي وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يقُولُ لِأَزْوَاجِه في حَجَّةِ الْوَداعِ: «هَذِهِ ثُمَّ ظُهُورَ الْحُصُرِ».

١٧٢٢- حضرت ابو واقد اللیثی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ اپنی ازواج سے حجۃ الوداع میں فرمارہے تھے: ''حج بس یہی ہے' پھر (گھر کی) چٹائیوں کو لازم پکڑنا ہے۔''

فائدہ: یہ دلیل ہے کہ حج ایک ہی بار فرض ہے۔علاوہ ازیں نفل ہے۔تاہم حج و عمرہ بار بار کرنے کی ترغیب بھی آئی ہے۔آپ ﷺ کا فرمان ہے ''حج اور عمرہ بار بار کرو' بلاشبہ یہ فقیری اور گناہوں کو دور کرتے ہیں جیسے کہ بھٹی لوہے' سونے اور چاندی کا میل کچیل دور کر دیتی ہے اور پاک صاف حج کا ثواب جنت کے علاوہ اور کچھ نہیں۔(جامع ترمذی' المناسک حدیث :٨١٠ و سنن نسائی حدیث : ٢٦٣١)

(المعجم ٢) - بَابٌ: فِي الْمَرْأَةِ تَحُجُّ بِغَيْرِ مَحْرَمٍ (التحفة ٢)

باب:٢-عورت جو محرم کے بغیر حج کرے؟

١٧٢٣- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ الثَّقَفِيُّ: حَدَّثَنا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ سَعِيدِ ابْنِ أَبي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «لا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ مُسْلِمَةٍ تُسَافِرُ مَسِيرَةَ لَيْلَةٍ إِلَّا وَمَعَهَا رَجُلٌ ذُو حُرْمَةٍ مِنْهَا».

١٧٢٣- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی مسلمان خاتون کو اپنے کسی محرم کی معیت کے بغیر ایک رات کا سفر بھی حلال نہیں ہے۔''

فوائد و مسائل: حدیث اپنے مفہوم میں بالکل واضح ہے کہ کوئی عورت ایک رات کا سفر بھی محرم کے بغیر نہیں کر سکتی خواہ یہ حج جیسا مبارک سفر ہی کیوں نہ ہو۔اگر بالفرض کسی خاتون کو کوئی سا بھی محرم میسر نہ ہو تو وہ حج کے لیے ''لازمی استطاعت'' سے خارج ہے اور اس پر حج فرض نہ ہوگا۔تفصیلات کے لیے دیکھیے (نیل الاوطار: ٣٢٣/٣) تاہم بعض علماء مخصوص حالات میں مخصوص شرائط کے ساتھ عورت کو محرم کے بغیر حج کی اجازت دیتے ہیں۔مثلاً عمر رسیدہ خاتون جس کی جوانی ڈھل چکی ہو' وہ ایسے قابل اعتماد قافلے کے ساتھ سفر حج اختیار کر سکتی ہے جس میں قابل اعتماد خواتین بھی

---

١٧٢٢ـ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٢١٨ من حديث عبدالعزيز الدراوردي به، وصححه الحافظ في الفتح: ٤/ ٧٤٠.

١٧٢٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحج، باب سفر المرأة مع محرم إلى الحج وغيره، ح: ١٣٣٩ عن قتيبة به.

ہوں۔ ② محرم وہ شخص ہے جس سے ہمیشہ کے لیے عورت کا نکاح کرنا حرام ہو جیسے باپ، دادا، چچا، تایا، ماموں، بھانجا، بھتیجا، بیٹا، سسر، وغیرہ۔

١٧٢٤- حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ وَالنُّفَيْلِيُّ عَنْ مَالِكٍ؛ ح: وحَدَّثَنَا الْحَسَنُ ابْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَني مَالِكٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ - قَال الْحَسَنُ في حَدِيثِهِ عَنْ أَبِيهِ ثُمَّ اتَّفَقُوا - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قال: «لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بالله وَالْيَوْمِ الآخِرِ أَنْ تُسَافِرَ يَوْمًا وَلَيْلَةً». فَذَكَرَ مَعْنَاهُ.

قال النُّفَيْلِيُّ: حدَّثَنا مَالِكٌ.

١٧٢٤- حضرت ابوہریرہ ؓ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”جو عورت اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہے اس کیلئے حلال نہیں کہ ایک دن اور رات کا سفر کرے۔“ اور مذکورہ بالا کے ہم معنی بیان کیا۔ (یعنی اس کا محرم کے بغیر سفر کرنا حرام ہے)

نفیلی نے [عَنْ مَّالِكٍ] کی بجائے تحدیث کی صراحت کرتے ہوئے [حَدَّثَنَا مَالِكٌ] کہا ہے۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَلَمْ يَذْكُرِ النُّفَيْلِيُّ وَالْقَعْنَبِيُّ: عَنْ أَبِيهِ، رَوَاهُ ابْنُ وَهْبٍ وَعُثْمانُ بْنُ عُمَرَ عَنْ مَالِكٍ كَمَا قَالَ الْقَعْنَبِيُّ.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ نفیلی اور قعنبی نے (سند میں سعید بن ابی سعید کے بعد) [عن ابیه] نہیں کہا۔ نیز ابن وہب اور عثمان بن عمر بھی جناب مالک سے ایسے ہی روایت کرتے ہیں جیسے کہ قعنبی نے کہا ہے۔ (عن ابیه کے بغیر۔)

توضیح: جناب سعید مقبری کو اپنے والد کے علاوہ حضرت ابوہریرہ ؓ سے بھی سماع حاصل ہے۔ اس لیے دونوں ہی سندیں صحیح ہیں۔ (نووی)

١٧٢٥- حَدَّثَنا يُوسُفُ بنُ مُوسَى عَنْ جَرِيرٍ، عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ

١٧٢٥- حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ...... اور مذکورہ بالا حدیث کی مانند ذکر کیا، مگر [بَرِيدًا] کا لفظ کہا۔ (یعنی کسی مسلمان

---

١٧٢٤_ تخريج: أخرجه مسلم أيضًا، ح:١٣٣٩ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٩٧٨، وعلقه البخاري، التقصير، باب: في كم يقصر الصلوٰة؟، ح:١٠٨٨.

١٧٢٥_ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن خزيمة، ح:٢٥٢٦ من حديث سهيل بن أبي صالح به، وانظر الحديث السابق.

اللهِ ﷺ، وَذَكَرَ نَحْوَهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: «بَرِيدًا».

عورت کو اپنے محرم کے بغیر ایک برید کا سفر بھی حلال نہیں۔)

توضیح: یہ برید والی روایت بعض ائمہ کے نزدیک شاذ ہے۔ اور ایک [برید] چار فرسخ کا اور ایک فرسخ تین میل کا ہوتا ہے۔ (برید بارہ میل کا ہوا) جو کہ بعض علماء کے نزدیک آدھے دن کی مسافت ہوتی ہے۔ اس اعتبار سے ان ائمہ کے نزدیک عورت کا بغیر محرم کے مختصر سفر کرنا جائز ہوگا' جب کہ دوسرے ائمہ کے نزدیک مطلقاً عورت کا بغیر محرم کے سفر کرنا ناجائز ہوگا۔

١٧٢٦- حَدَّثَنا عُثْمانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَهَنَّادٌ، أَنَّ أَبَا مُعَاوِيَةَ وَوَكِيعًا حَدَّثَاهُمْ عَنِ الأَعمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُسَافِرَ سَفَرًا فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فَصَاعِدًا إِلَّا وَمَعَهَا أَبُوهَا أَوْ أَخُوهَا أَوْ زَوْجُهَا أَوِ ابْنُهَا أَوْ ذُو مَحْرَمٍ مِنْهَا».

١٧٢٦- حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ عورت جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتی ہو اس کے لیے حلال نہیں کہ اپنے باپ' بھائی' خاوند' بیٹے یا کسی اور محرم کی معیت کے بغیر تین دن یا اس سے زیادہ کا سفر کرے۔''

١٧٢٧- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا يَحْيى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِاللهِ: حَدَّثَني نَافِعُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «لَا تُسَافِرِ المَرْأَةُ ثَلَاثًا إِلَّا وَمَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ».

١٧٢٧- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''عورت اپنے محرم کے بغیر تین دن کا (بھی) سفر نہ کرے۔''

فائدہ: مذکورہ بالا یا دیگر احادیث میں وقت یا مسافت کی تحدید کا ذکر ایک اتفاقی بیان ہے جو مختلف اوقات میں مختلف سائلین کو بتایا گیا۔ اور ان سب کا مفہوم واضح ہے کہ مسلمان متقی خاتون کو اپنے محرم کی معیت کے بغیر سفر کرنا حرام ہے۔ دور حاضر کے احوال وظروف کیسے بھی ہوں شریعت کا قانون اٹل ہے۔ مسلمان پر فرض ہے کہ اپنے آپ کو اس شریعت کا پابند بنائے نہ کہ حیل وحجت سے شریعت کو بدلنے کی کوشش کرے۔ والله المستعان.

---

١٧٢٦- تخريج: أخرجه مسلم، الحج، باب سفر المرأة مع محرم إلٰى حج وغيره، ح:١٣٤٠ من حديث أبي معاوية الضرير به.

١٧٢٧- تخريج: أخرجه البخاري، التقصير، باب: في كم يقصر الصلٰوة؟، ح:١٠٨٧، ومسلم، الحج، ح:١٣٣٨ من حديث يحيى بن سعيد القطان به.

١٧٢٨- حَدَّثَنا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا أَبُو أَحْمَدَ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عَنْ عُبَيْدِاللهِ، عَنْ نَافِعٍ: أَنَّ ابنَ عُمَرَ كَانَ يُرْدِفُ مَوْلَاةً لَهُ يُقالُ لَها: صَفِيَّةُ، تُسَافِرُ مَعَهُ إِلىٰ مَكَّةَ.

۱۷۲۸- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ اپنی لونڈی کو اپنے ساتھ بٹھا کر لے جاتے تھے۔ اس کا نام صفیہ تھا۔ وہ ان کے ساتھ مکہ کا سفر کرتی تھی۔

فائدہ: مالک لونڈی کے لیے خاوند کے حکم میں ہوتا ہے۔

(المعجم ٣) - **بَابٌ: لَا صَرُورَةَ فِي الْإِسْلَامِ** (التحفة ٣)

باب:۳- اسلام میں [صَرُورَة] نہیں ہے

١٧٢٩- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا أَبُو خَالِدٍ يَعْنِي سُلَيْمانَ بْنَ حَيَّانَ الْأَحْمَرَ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَطَاءٍ، يَعْني ابنَ أبي خَوارٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لَا صَرُورَةَ في الْإِسْلَامِ».

۱۷۲۹- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسلام میں ''صرورة'' نہیں ہے۔'' (کوئی شخص باوجود استطاعت کے حج کرنے سے اعراض کرلے۔)

ملحوظہ: ''عمر بن عطاء یعنی ابن ابی خوار ''ضعیف'' راوی ہے' کئی ایک نے اس کو ضعیف کہا ہے۔ [صَرورة] (صاد کے فتحہ کے ساتھ) کے ایک معنی تو یہی ہیں جو ذکر ہوئے' دوسرے معنی اس کے یہ بھی ہیں کہ کوئی راہبوں کے سے انداز میں زندگی گزارے اور نکاح نہ کرے۔ یہ اسلام میں نہیں ہے۔

(المعجم . . .) - **باب التَّزَوُّدِ فِي الْحَجِّ** (التحفة ٤)

باب:...... حج میں زادراہ لے کر جانے کی تاکید

١٧٣٠- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بْنُ الْفُرَاتِ

۱۷۳۰- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

١٧٢٨ـ **تخريج**: [**صحيح**] أخرجه البيهقي: ٥/ ٢٢٦ من حديث أبي داود به *سفيان الثوري، تابعه عقبة بن خالد.

١٧٢٩ـ **تخريج**: [**إسناده ضعيف**] أخرجه أحمد: ١/ ٣١٢ من حديث ابن جريج به، حقق أحمد، وابن معين وغيرهما بأن في السند: "عمر بن عطاء بن وراز" وهو ضعيف، وجاء عند الطبراني في الكبير: ١١/ ٢٣٥، ح: ١١٥٩٥ "ابن أبي الخوار" وروى الطحاوي في مشكل الآثار: ٢/ ١١١، ١١٢، ح: ١٦٣٥، ١٦٣٧ بإسناد صحيح عن ابن عباس قال: "لا صرورة في الإسلام".

١٧٣٠ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الحج، باب قول الله تعالىٰ: "وتزودوا فإن خير الزاد التقوىٰ"، ح: ١٥٢٣ من حديث شبابة به.

يَعْنِي أَبَا مَسْعُودٍ الرَّازِيَّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْمُخَرِّمِيُّ، وَهٰذَا لَفْظُهُ، قَالَا: حَدَّثَنَا شَبَابَةُ عَنْ وَرْقَاءَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانُوا يَحُجُّونَ وَلا يَتَزَوَّدُونَ - قال أبُو مَسْعُودٍ: كَانَ أَهْلُ الْيَمَنِ أوْ نَاسٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ يَحُجُّونَ وَلا يَتَزَوَّدُونَ - وَيقُولُونَ: نَحْنُ الْمُتَوَكِّلُونَ، فأنْزَلَ الله عَزَّوَجلَّ: ﴿وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَىٰ﴾ [البقرة: ١٩٧]».

لوگ حج کو آتے مگر زاد راہ ساتھ نہ لاتے تھے...... ابومسعود نے کہا کہ اہل یمن یا کچھ اہل یمن حج کے لیے آتے مگر زادراہ ساتھ نہ لاتے......اور کہتے کہ ہم متوکل لوگ ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى﴾ ''زادراہ (یعنی اخراجات سفر) ساتھ لے کر چلو اس لیے کہ بہترین توشہ تقویٰ (سوال سے بچنا) ہے۔''

فائدہ: اس آیت کریمہ میں اللہ عزوجل نے حکم دیا ہے کہ سفر حج میں کھانے پینے اور اقامت کے علاوہ دیگر تمام لوازم کے اخراجات لے کر آیا کرو۔ ان کے بغیر نکل کھڑے ہونا اور پھر لوگوں کی طرف دیکھنا' یا سوال کرتے پھرنا' اور اس کا نام توکل رکھنا' بالکل غلط ہے۔ توکل کے مفہوم میں یہ ہے کہ مشروع اسباب اختیار کر لینے کے بعد اللہ تعالیٰ پر کامل اعتماد کیا جائے۔ تاہم کچھ احادیث سے یہ معنی ضرور ملتا ہے کہ اگر کوئی شخص اس انداز میں اسباب ترک کر دیتا ہے کہ اسباب یا مخلوق کی طرف اس کی نظر قطعاً نہ جائے تو اسے بھی متوکل کہا گیا ہے مگر یہ ازحد مشکل مقام ہے۔

## (المعجم ٤) - باب التِّجَارَةِ فِي الْحَجِّ (التحفة ٥)

## باب:۴- دوران حج میں تجارت جائز ہے

١٧٣١- حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أبِي زِيَادٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَرَأَ هٰذِهِ الآيَةَ ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَن تَبْتَغُوا فَضْلًا مِّن رَّبِّكُمْ﴾ [البقرة: ١٩٨] قَالَ: كَانُوا لَا يَتَّجِرُونَ بِمِنًى فأُمِرُوا بالتِّجَارَةِ إذَا أَفَاضُوا مِنْ عَرَفَاتٍ.

۱۷۳۱- جناب مجاہد بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے آیت کریمہ ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَن تَبْتَغُوا فَضْلًا مِّن رَّبِّكُمْ﴾ ''تم پر کوئی گناہ نہیں کہ اپنے رب کا فضل تلاش کرو۔'' پڑھی اور فرمایا: کچھ لوگ منیٰ میں تجارت نہ کرتے تھے تو انہیں حکم دیا گیا کہ جب عرفات سے واپس لوٹیں تو تجارت کر سکتے ہیں۔

---

١٧٣١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الطبري في تفسيره: ٢/ ١٦٥ من حديث يزيد بن أبي زياد به، وهو ضعيف، وحديث البخاري، ح: ١٧٧٠ يغني عنه.

**فوائد ومسائل:** ① اس آیت کریمہ میں وضاحت ہے کہ احرام باندھ لینے کے بعد تجارت جیسے مشغلہ میں مشغول ہونا کہ فرائض اور واجبات بھی ادا ہوتے رہیں کوئی حرج یا عیب کی بات نہیں۔ ② اس مباح انداز سے زادراہ حاصل کرنا عین حلال ہے۔

## (المعجم ٥) بَابٌ (التحفة ٦)

## باب:٥......

١٧٣٢- **حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا أَبُو مُعَاوِيَةَ مُحَمَّدُ بْنُ خَازِمٍ عَنِ الأَعْمَشِ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ مِهْرَانَ أَبِي صَفْوَانَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَرَادَ الْحَجَّ فَلْيَتَعَجَّلْ».

١٧٣٢- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو حج کرنا چاہے تو چاہیے کہ جلد ہی کر لے۔“

**فائدہ:** بیہقی کی روایت میں اضافہ ہے کہ ”نہ معلوم اسے کوئی بیماری آ لے یا کوئی اور عارضہ پیش آ جائے۔“ (السنن الکبری للبیہقی: ۳۴۰/۴) بہر حال اس حدیث میں دلیل ہے کہ ”استطاعت“ حاصل ہوتے ہی حج فوراً فرض ہو جاتا ہے۔ زندگی کا کیا اعتبار! نیز قیامت سے پہلے بیت اللہ کا حج موقوف ہو جائے گا' اس لیے امن وامان کے حالات کو غنیمت جاننا چاہیے۔ اور معقول عذر شرعی کے بغیر اس میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے۔ البتہ ایک حدیث میں یہ گنجائش ملتی ہے کہ صاحب استطاعت اور صحت مند زیادہ سے زیادہ چار سال تک تاخیر کر سکتا ہے' پانچویں سال اسے یہ فریضہ ضرور ادا کر لینا چاہیے۔ (صحیح الترغیب: ۴۲/۲' رقم: ۱۱۶۶)

## (المعجم ٦) - بَابُ الْكَرِيِّ (التحفة ٧)

## باب:٦- (سفر حج میں) کرائے پر سواری چلانا

١٧٣٣- **حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ: حَدَّثَنا الْعَلَاءُ بْنُ الْمُسَيَّبِ: حَدَّثَنا أَبُو أُمَامَةَ التَّيْمِيُّ قال: كُنْتُ رَجُلًا أُكْرِي فِي هٰذَا الْوَجْهِ وكَانَ نَاسٌ يَقُولُونَ [لي]: إِنَّهُ لَيْسَ لَكَ حَجٌّ،

١٧٣٣- جناب ابوامامہ تیمی بیان کرتے ہیں کہ میں سفر میں کرائے کی سواریاں چلایا کرتا تھا تو بعض لوگوں نے مجھ سے کہا: ”تیرا حج نہیں ہے۔“ میں حضرت ابن عمر ؓ سے ملا اور ان سے پوچھا کہ اے ابوعبدالرحمٰن! میں سفر حج میں کرائے پر سواریاں چلاتا ہوں اور کچھ لوگ

---

١٧٣٢ـ **تخريج:** [**حسن**] أخرجه أحمد: ١/ ٢٢٥ عن أبي معاوية الضرير به، وصرح بالسماع من الحسن بن عمرو، وللحديث شواهد.

١٧٣٣ـ **تخريج:** [**إسناده صحيح**] أخرجه ابن خزيمة، ح: ٣٠٥١ من حديث العلاء بن المسيب به، وصححه الحاكم: ١/ ٤٤٩، ووافقه الذهبي.

فَلَقِيتُ ابْنَ عُمَرَ فَقُلْتُ: يَاأَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ! إِنِّي رَجُلٌ أُكْرِي فِي هٰذَا الْوَجْهِ وَإِنَّ نَاسًا يَقُولُونَ [لي] إِنَّهُ لَيْسَ لَكَ حَجٌّ! فَقَال ابْنُ عُمَرَ: أَلَيْسَ تُحْرِمُ وَتُلَبِّي، وَتَطُوفُ بِالْبَيْتِ، وَتُفِيضُ مِنْ عَرَفَاتٍ، وَتَرْمِي الْجِمَارَ؟ قال: قُلْتُ: بَلَىٰ، قال: فَإِنَّ لَكَ حَجًّا، جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَسَأَلَهُ عَنْ مِثْلِ ما سَأَلْتَنِي عَنْهُ؟، فَسَكَتَ عَنْهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَلَمْ يُجِبْهُ حَتَّىٰ نَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَن تَبْتَغُوا فَضْلًا مِّن رَّبِّكُمْ﴾ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَقَرَأَ عَلَيْهِ هٰذِهِ الآيَةَ وَقال: «لَكَ حَجٌّ».

مجھے کہتے ہیں کہ تیرا حج نہیں ہے۔ تو حضرت ابن عمر ؓ نے جواب دیا: کیا تم احرام نہیں باندھتے ہو اور تلبیہ نہیں پڑھتے ہو؟ کیا بیت اللہ کا طواف نہیں کرتے ہو؟ عرفات سے نہیں لوٹتے ہو؟ اور جمرات کو کنکریاں نہیں مارتے ہو؟ میں نے کہا: کیوں نہیں (سب کچھ کرتا ہوں) انہوں نے فرمایا: بلاشبہ تیرا حج (صحیح) ہے۔ ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں آیا تھا اور اس نے بالکل یہی سوال کیا تھا جیسے کہ تم نے مجھ سے کیا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ خاموش ہو رہے اور اس کو جواب نہیں دیا تھا حتی کہ یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَن تَبْتَغُوا فَضْلًا مِّن رَّبِّكُمْ﴾ ”تم پر کوئی گناہ (اور حرج) نہیں کہ اپنے رب کا فضل تلاش کرو۔“ رسول اللہ ﷺ نے اس کو بلا بھیجا اور اس پر یہ آیت پڑھی اور فرمایا: تیرا حج (صحیح) ہے۔

١٧٣٤- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ: حَدَّثَنا ابنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّاسَ فِي أَوَّلِ الْحَجِّ كَانُوا يَتَبَايَعُونَ بِمِنًى وَعَرَفَةَ وَسُوقِ ذِي الْمَجَازِ وَمَواسِمِ الْحَجِّ، فَخَافُوا الْبَيْعَ وَهُمْ حُرُمٌ، فَأَنْزَلَ اللهُ سُبْحَانَهُ (لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَن تَبْتَغُوا فَضْلًا مِن رَبِّكُمْ فِي مَواسِمِ الْحَجِّ) قال:

۱۷۳۴- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ لوگ پہلے (قبل از اسلام) حج کے دنوں میں منیٰ، عرفات، سوق ذی المجاز اور ایام حج میں خرید و فروخت کیا کرتے تھے۔ (اسلام لانے کے بعد) انہوں نے احرام باندھے ہوئے خرید و فروخت میں حرج سمجھا تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہ آیت اتاری ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِّن رَّبِّكُم فِي مَوَاسِمِ الحَجِّ﴾ ”تم پر کوئی حرج یا گناہ نہیں کہ ”ایام حج“ میں اللہ کا فضل تلاش کرو۔“



١٧٣٤ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الحاكم: ١/ ٤٤٩ من حديث محمد بن عبدالرحمٰن بن أبي ذئب به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٣٠٥٤، والحاكم علىٰ شرط الشيخين، ووافقه الذهبي، وللحديث شاهد عند البخاري، ح: ١٧٧٠.

فحدَّثني عُبَيْدُ بْنُ عُمَيْرٍ أَنَّهُ كَانَ يَقْرَؤُهَا فِي الْمُصْحَفِ.

عبید بن عمیر نے بیان کیا کہ وہ [فِیْ مَوَاسِمِ الْحَجِّ] کے اضافہ کے ساتھ مصحف میں پڑھا کرتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① سوق ذی المجاز عرفات کے قریب ایک منڈی کا نام تھا۔ بعض نے لکھا ہے کہ یہ منیٰ کے قریب لگتی تھی۔ ② مذکورہ قسم کی قراءت ''شاذ'' کہلاتی ہے جو تفسیر وتوضیح کا فائدہ دیتی ہے۔ اصل صحیح قراءت وہی ہے جو تواتر سے ثابت ہے۔ ③ احرام باندھ لینے کے بعد امور تجارت میں مشغول ہونا حج کیلئے کوئی باعث نقص نہیں ہے۔

١٧٣٥- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا ابْنُ أبي فُدَيْكٍ: أَخْبرَنِي ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ - قَالَ أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ كلامًا مَعْناهُ: أَنَّهُ مَوْلَى ابنِ عَبَّاسٍ - عَنْ عَبْدِ اللهِ بنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّاسَ فِي أَوَّلِ ما كَانَ الْحَجُّ كَانُوا يَبِيعُونَ، فَذَكَرَ مَعْنَاهُ إِلَىٰ قَوْلِهِ مَواسِمِ الْحَجِّ.

١٧٣٥- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ لوگ پہلے زمانے میں حج کے دوران میں خرید و فروخت کیا کرتے تھے۔ اور مذکورہ بالا کے ہم معنی روایت کیا...... [مَوَاسِمِ الْحَجِّ] تک۔

(المعجم ٧) - بَابٌ: فِي الصَّبِيِّ يَحُجُّ (التحفة ٨)

باب: ٧- چھوٹا بچہ جو حج کرے

١٧٣٦- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ إبراهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بالرَّوْحَاءِ فَلَقِيَ رَكْبًا فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ فَقال: «مَنِ الْقَوْمُ؟» فَقالُوا: الْمُسْلِمُونَ، فَقَالُوا: فَمَنْ أَنْتُمْ؟ قالُوا: رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَفَزِعَتْ امْرَأَةٌ فَأَخَذَتْ بِعَضُدِ صَبِيٍّ فَأَخْرَجَتْهُ مِنْ مِحَفَّتِهَا،

١٧٣٦- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ مقام رَوحاء پر تھے کہ آپ کو ایک قافلہ والے ملے۔ آپ نے انہیں سلام کہا اور پوچھا: کون لوگ ہو؟ انہوں نے کہا: ہم مسلمان ہیں۔ انہوں نے پوچھا: آپ کون لوگ ہیں؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: یہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ تو ایک عورت نے جلدی سے اپنے بچے کو بازو سے پکڑا اور اپنے ہودج سے باہر نکالا اور بولی: اے اللہ کے رسول! کیا اس کے لیے حج ہے؟

---

١٧٣٥ـ تخريج: [صحيح] رواه ابن أبي داود في المصاحف، ص: ٨٤، وانظر الحديث السابق.

١٧٣٦ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحج، باب صحة حج الصبي وأجر من حج به، ح: ١٣٣٦ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في المسند: ١/ ٢١٩.

فَقالَتْ: يَارَسُولَ اللهِ! هَلْ لِهٰذَا حَجٌّ؟ قالَ: «نَعَمْ وَلَكِ أَجْرٌ».

آپ نے فرمایا: ''ہاں! اور تیرے لیے اجر ہے۔''

فائدہ: چھوٹے بچے اگر والدین یا سرپرستوں کے ساتھ ہوں تو انہیں بھی اعمال حج میں شریک کیا جائے۔ جہاں تک وہ ازخود ساتھ دے سکیں بہتر ہے باقی والدین کروائیں۔ طواف اور سعی میں اُٹھائیں۔ عرفات مزدلفہ میں ساتھ رکھیں۔ ان کی طرف سے کنکریاں ماریں وغیرہ۔ ان کا ثواب والدین کے لیے ہے اور یہ کتنی بڑی نعمت اور فضیلت ہے کہ کم خرچ اور معمولی مشقت سے مزید حج کا ثواب مل جائے۔ ایک بچہ ہو تو ایک حج' دو ہوں تو دو حج کا ثواب ملے گا' علی ہذا القیاس۔ تاہم بلوغت کے بعد انہیں اپنا حج اسلام کرنا ہوگا۔

## (المعجم ٨) - بَابٌ: فِي الْمَوَاقِيتِ (التحفة ٩)

## باب:٨- مواقیت کا بیان (یعنی وہ مقامات جہاں سے احرام باندھا جاتا ہے)

١٧٣٧- حَدَّثَنا [عبدُالله بنُ مَسْلَمَةَ] الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قالَ: وَقَّتَ رَسُولُ الله ﷺ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ، وَلِأَهْلِ الشَّام الْجُحْفَةَ، وَلِأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنَ، وَبَلَغَني أَنَّهُ وَقَّتَ لِأَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ.

١٧٣٧- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل مدینہ کیلئے ''ذُوالْحُلَيْفَة'' (موجودہ آبارعلی)' اہل شام کے لیے ''جُحْفَة'' اہل نجد کیلئے ''قرن المنازل'' کے مقامات متعین فرمائے تھے۔ اور مجھے یہ خبر بھی پہنچی ہے کہ آپ نے اہل یمن کے لیے ''یلملم'' متعین کیا تھا۔

١٧٣٨- حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَعَنِ ابنِ طاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَا: وَقَّتَ رَسُولُ الله ﷺ، بِمَعْنَاهُ، وَقالَ أَحَدُهُمَا: وَلِأَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ، وَقالَ أَحَدُهُما: أَلَمْلَمَ،

١٧٣٨- حماد' عمرو بن دینار سے' وہ طاؤس سے' وہ ابن عباس ؓ سے...... اور ابن طاؤس (عبداللہ) اپنے باپ طاؤس سے (وہ ابن عباس ؓ سے) روایت کرتے ہیں۔ ان دونوں (عمرو بن دینار اور عبداللہ بن طاؤس) نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے میقات (مقامات احرام) مقرر فرمائے تھے۔ ان دونوں میں سے ایک نے کہا کہ

١٧٣٧ـ تخريج: أخرجه البخاري، الحج، باب ميقات أهل المدينة ولا يهلون قبل ذي الحليفة، ح:١٥٢٥، ومسلم، الحج، باب مواقيت الحج والعمرة، ح:١١٨٢ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى):١/ ٣٣٠.

١٧٣٨ـ تخريج: أخرجه البخاري، الحج، باب مهل أهل الشام، ح:١٥٢٦، ومسلم، الحج، باب مواقيت الحج والعمرة، ح:١١٨١ من حديث حماد بن زيد به.

قَالَ: «فَهُنَّ لَهُمْ، وَلِمَنْ أَتَىٰ عَلَيْهِنَّ، مِنْ غَيْرِ أَهْلِهِنَّ مِمَّنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ، وَمَنْ كانَ دُونَ ذَلِكَ». قَالَ ابْنُ طَاوُسٍ: مِنْ حَيْثُ أَنْشَأَ. قَالَ: وَكَذٰلِكَ حَتَّىٰ أَهْلُ مَكَّةَ يُهِلُّونَ مِنْهَا.

اہل یمن کے لیے [یَلَمْلَم] اور دوسرے نے کہا [ألملم]. آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ مقامات ان (مذکورہ) جگہوں کے رہنے والوں کے لیے ہیں اور دوسری جگہوں کے ان لوگوں کے لیے بھی جو یہاں سے گزریں جو کہ حج اور عمرہ کی نیت رکھتے ہوں اور جو اِن سے ورے (مکہ کی جانب) مقیم ہوں۔'' ابن طاؤس نے کہا...... وہ وہیں سے احرام باندھیں جہاں سے وہ سفر شروع کریں حتی کہ اہل مکہ اپنے شہر اور گھر ہی سے احرام باندھ کر نکلیں۔

**فائدہ:** ان مقامات سے احرام باندھنا انہی لوگوں پر واجب ہے جو حج یا عمرہ کی نیت رکھتے ہوں' دوسروں کے لیے نہیں ہے۔ **یَلَمْلَمْ:** بیت اللہ کے جنوب میں ایک مقام ہے جو یمن' چین' بنگلہ دیش' افغانستان' ہندوستان اور پاکستان کی طرف سے آنے والوں کی میقات ہے۔ یہ مکہ مکرمہ سے ۹۲ کلومیٹر پر واقع ہے۔ **ذُو الحلیفه:** مدینہ منورہ اور اس سے ملحقہ علاقوں کی طرف سے آنے والوں کی میقات۔ اس کا موجودہ نام آبارِ علی ہے۔ مدینہ سے قریب تر اور مکہ سے تقریباً ساڑھے چار سو کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ **جحفه:** شام' ترکی اور مصر کی جانب سے آنے والوں کی میقات۔ اب یہ بستی موجود نہیں مگر قریب ہی ''رابغ'' نامی جگہ سے لوگ احرام باندھتے ہیں۔ یہ مکہ سے شمال مغرب میں ۱۸۷ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ **ذات العرق:** عراق وغیرہ کی طرف سے آنے والوں کی میقات۔ اب یہ بستی موجود نہیں مگر قریب ہی ''الضریبہ'' نامی جگہ سے لوگ احرام باندھتے ہیں۔ جسے خریبات بھی کہتے ہیں۔ یہ مکہ سے شمال مشرق میں ۹۴ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ **قرنُ المنازل:** اہل نجد اور عرفات کی طرف سے آنے والوں کی میقات۔ اب یہ بستی موجود نہیں مگر قریب ہی ''السیل'' نامی جگہ سے احرام باندھا جاتا ہے جو مکہ سے ۹۴ کلومیٹر دور ہے۔

**١٧٣٩-** حَدَّثَنا هِشَامُ بنُ بَهْرَامَ المَدَائِنِيُّ: حَدَّثَنا المُعَافَى بْنُ عِمْرَانَ عَنْ أَفْلَحَ يَعْنِي ابنَ حُمَيْدٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ وَقَّتَ لِأَهْلِ الْعِرَاقِ ذَاتَ عِرْقٍ.

۱۷۳۹- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے اہل عراق کے لیے ''ذاتِ عرق'' کا مقام متعین فرمایا تھا۔ (احرام کے لیے۔)

**١٧٣٩- تخريج:** [**إسناده صحيح**] أخرجه النسائي، مناسك الحج، باب ميقات أهل مصر، ح: ٢٦٥٤ من حديث هشام بن بهرام به، وصححه أبونعيم في حلية الأولياء: ٤/ ٩٤، وانظر، ح: ١٧٤٢.

١٧٤٠- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا وَكِيعٌ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عَنْ يَزِيدَ ابْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ ابنِ عبَّاسٍ قال: وَقَّتَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِأَهْلِ الْمَشْرِقِ الْعَقِيقَ.

۱۷۴۰- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل مشرق کے لیے مقام ''عقیق'' مقرر فرمایا تھا۔

توضیح: اہل مشرق سے مراد مکہ سے مشرقی جانب کے علاقے ہیں یعنی عراق اور اس کے اطراف۔ اور ''عقیق'' نامی وادی ایک تو مدینہ کے قریب ہے دوسری یہی ہے جو ذاتِ عرق کے قریب اور اس کے مقابل میں ہے اور یہاں یہی دوسری مراد ہے۔ (مرعاة المفاتيح' حديث:۲۵۵۴)

١٧٤١- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يُحَنَّسَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي سُفْيَانَ الْأَخْنَسِيِّ، عَنْ جَدَّتِهِ حُكَيْمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ أَهَلَّ بِحَجَّةٍ أَوْ عُمْرَةٍ مِنَ الْمَسْجِدِ الأَقْصَى إِلَى الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ» أَوْ «وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ»: شَكَّ عَبْدُ اللهِ أَيَّتَهُمَا قالَ.

۱۷۴۱- ام المؤمنین حضرت ام سلمہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جس نے مسجد اقصیٰ سے مسجد حرام تک حج یا عمرے کا احرام باندھا' اس کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔ یا فرمایا: اس کے لیے جنت واجب ہو گئی۔'' عبداللہ (ابن عبد الرحمن بن يُحَنّس) کو شک ہوا ہے کہ معلوم نہیں آپ ﷺ نے دونوں سے کونسی بات کہی تھی۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: يَرْحَمُ اللهُ وَكِيعًا، أَحْرَمَ مِنْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ يَعْنِي إِلَىٰ مَكَّةَ.

امام ابوداود فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ وکیع پر رحمت فرمائے' انہوں نے بیت المقدس سے مکہ کے لیے احرام باندھا۔

---

١٧٤٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في مواقيت الإحرام لأهل الآفاق، ح: ٨٣٢ من حديث وكيع به، وقال: "حسن" * يزيد بن أبي زياد ضعيف مشهور ومدلس ومختلط ومبتدع.

١٧٤١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، المناسك، باب من أهل بعمرة من بيت المقدس، ح: ٣٠٠٢ من حديث يحيى بن أبي سفيان به، وصححه ابن حبان، ح: ١٠٢١ * حكيمة وثقها ابن حبان وحده، والحديث ضعفه البخاري وغيره وهو الراجح.

ملحوظہ: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا والی روایت کی سند اور متن میں بہت زیادہ اختلاف ہے۔ (منذری وغیرہ۔) اگرچہ کئی ایک صحابہ وتابعین سے قبل از میقات احرام باندھنا ثابت ہے مگر رسول اللہ ﷺ کے صریح فرمان سے کہ ''آپ نے یہ یہ منازل متعین فرمائے تھے۔'' یہی ثابت ہے کہ ان مقامات سے احرام باندھنا ہی سنت نبویہ اور افضل عمل ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: مرعاۃ المفاتیح' حدیث نمبر: ۲۵۴۰)

١٧٤٢- **حَدَّثَنا** أبُو مَعْمَرٍ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ أَبِي الْحَجَّاجِ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَارِثِ: حَدَّثَنا عُتْبَةُ بْنُ عَبْدِ المَلِكِ السَّهْمِيُّ: حَدَّثَنِي زُرَارَةُ بنُ كُرَيْمٍ أَنَّ الْحَارِثَ بْنَ عَمْرٍو السَّهْمِيَّ حَدَّثَهُ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَهُوَ بِمِنًى أَوْ بِعَرَفَاتٍ، وَقَدْ أَطَافَ بِهِ النَّاسُ، قَالَ: فَتَجِيءُ الأَعْرَابُ فإذَا رَأَوْا وَجْهَهُ قالُوا: هٰذَا وَجْهٌ مُبارَكٌ. قَالَ: وَوَقَّتَ ذَاتَ عِرْقٍ لِأَهْلِ الْعِرَاقِ.

۱۷۴۲- جناب حارث بن عمرو سہمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ منیٰ یا عرفات میں تھے۔ لوگوں نے آپ کو گھیر رکھا تھا۔ بدوی لوگ آپ علیہ السلام کے پاس آتے تھے' جب آپ کا چہرۂ انور دیکھتے تو کہتے: ''یہ تو مبارک چہرہ ہے۔'' حارث بیان کرتے ہیں کہ آپ نے اہل عراق کے لیے مقام ''ذاتِ عرق'' کو میقات مقرر فرمایا۔

(المعجم ٩) - **باب الْحَائِضِ تُهِلُّ بِالْحَجِّ** (التحفة ١٠)

باب:۹- حائضہ خاتون' حج کے لیے احرام باندھے

١٧٤٣- **حَدَّثَنا** عُثْمانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا عَبْدَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: نُفِسَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ بِمُحَمَّدِ بْنِ أبي بكْرٍ بالشَّجَرَةِ فأَمَرَ رَسُولُ الله ﷺ أبا بَكْرٍ أنْ تَغْتَسِلَ وَتُهِلَّ.

۱۷۴۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا (زوجۂ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ) نے شجرہ کے مقام پر محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو جنم دیا تو رسول اللہ ﷺ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اسے چاہیے کہ غسل کر کے احرام باندھ لے۔''



---

**١٧٤٢ـ تخريج**: [حسن] أخرجه الطبراني في الكبير: ٣/ ٢٦١، ٢٦٢، ح: ٣٣٥١ من حديث أبي معمر به مطولاً، وله شاهد تقدم، ح: ١٧٣٩.

**١٧٤٣ـ تخريج**: أخرجه مسلم، الحج، باب إحرام النفساء واستحباب اغتسالها للإحرام وكذا الحائض، ح: ١٢٠٩ عن عثمان بن أبي شيبة به.

فائدہ: مقام شجرہ سے مراد ذوالحلیفہ یا البیداء ہے جو اہل مدینہ کی میقات ہے۔

١٧٤٤- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَىٰ وَإِسْمَاعِيلُ بنُ إبراهِيمَ أَبُو مَعْمَرٍ قَالَا: حَدَّثَنا مَرْوَانُ بْنُ شُجَاعٍ عَنْ خُصَيْفٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ وَمُجَاهِدٍ وَعَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَباسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قالَ: «الْحَائِضُ وَالنُّفَسَاءُ إذَا أَتَتَا عَلَى الْوَقْتِ تَغْتَسِلَانِ وَتُحْرِمَانِ وَتَقْضِيَانِ المَنَاسِكَ كُلَّهَا غَيْرَ الطَّوَافِ بالْبَيْتِ».

۱۷۴۴- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''حیض اور نفاس والی عورتیں جب میقات پر پہنچیں تو غسل کر کے احرام باندھ لیں اور حج کے تمام اعمال سرانجام دیں' سوائے بیت اللہ کے طواف کے۔''

قالَ أَبُو مَعْمَرٍ في حَدِيثِهِ: «حَتَّى [تَطْهُرَا]». وَلَمْ يَذْكُرِ ابنُ عِيسَىٰ: عِكْرِمَةَ وَمُجَاهِدًا. قالَ: عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَلَمْ يَقُلْ ابنُ عِيسَى: «كُلَّهَا» قالَ: «المَنَاسِكَ إِلَّا الطَّوَافَ بالْبَيْتِ».

ابو معمر کی روایت میں ہے ''حتی کہ وہ پاک ہو جائیں۔'' محمد بن عیسٰی کی روایت میں عکرمہ اور مجاہد کا ذکر نہیں ہے بلکہ (اس کی سند) ''عطاء عن ابن عباس'' ہے ایسے ہی ابن عیسٰی کی روایت میں [کُلَّهَا] کا لفظ نہیں آیا بلکہ یوں کہا [اَلْمَنَاسِكَ اِلَّا الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ]

فوائد و مسائل: ① حیض و نفاس والی عورتیں حج و عمرہ کے لیے غسل کر کے احرام باندھیں' تلبیہ پکاریں اور تسبیحات' استغفار اور اذکار میں مشغول رہیں۔ سوائے بیت اللہ کے طواف کے ان پر اور کوئی پابندی نہیں۔ ② ایسے ہی کسی کو احتلام ہو جائے تو اس کے احرام میں کوئی خلل نہیں آتا۔

## (المعجم ١٠) - باب الطِّيبِ عِنْدَ الْإِحْرَامِ (التحفة ١١)

## باب: ۱۰- احرام کے وقت خوشبو لگانا

١٧٤٥- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَا: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ

۱۷۴۵- حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کو آپ کے احرام باندھنے کے وقت'

---

١٧٤٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء ما تقضي الحائض من المناسك، ح: ٩٤٥م من حديث مروان بن شجاع به، وقال: "حسن غريب"، وللحديث شواهد * خصيف ضعيف.

١٧٤٥ـ تخريج: أخرجه البخاري، الحج، باب الطيب عند الإحرام . . . الخ، ح: ١٥٣٩، ومسلم، الحج، باب استحباب الطيب قبيل الإحرام في البدن . . . الخ، ح: ١١٨٩ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٣٢٨.

عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أُطَيِّبُ رَسُولَ اللهِ ﷺ لِإِحْرَامِهِ قَبْلَ أَنْ يُحْرِمَ، وَلِإِحْلَالِهِ قَبْلَ أَنْ يَطُوفَ بِالْبَيْتِ.

احرام سے پہلے خوشبو لگایا کرتی تھی اور ایسے ہی احرام کھولنے کے بعد بیت اللہ کا طواف کرنے سے پہلے۔

١٧٤٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّازُ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّا عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدِاللهِ، عَنْ إِبراهِيمَ، عَنِ الأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَىٰ وَبِيصِ الْمِسْكِ فِي مَفْرِقِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

۱۷۴۶- حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ گویا میں کستوری کی اس چمک کو دیکھ رہی ہوں جو رسول اللہ ﷺ کی مانگ میں لگی ہوتی جب کہ آپ احرام میں ہوتے۔

**فوائد ومسائل:** ① اثنائے احرام خوشبو استعمال نہیں کی جا سکتی البتہ احرام کی تیاری کے وقت غسل کرتے اور لباس بدلتے ہوئے احرام سے پہلے پہلے خوشبو لگا لینا سنت ہے۔ ایسے ہی دس ذوالحج کو طواف افاضہ کے موقع پر۔ ② اس خوشبو کا رنگ اور اثر حالت احرام میں باقی رہے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ ③ محرم کو چاہیے کہ حالت احرام میں غسل کیلئے ایسا صابن استعمال کرے جس میں عطریات شامل نہ ہوں۔

## (المعجم ١١) - بَابُ التَّلْبِيدِ (التحفة ١٢)

## باب:۱۱- احرام کے لیے بالوں کو کسی چیز سے جما لینے کا بیان

١٧٤٧- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخبرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يُهِلُّ مُلَبِّدًا.

۱۷۴۷- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو تلبیہ پکارتے ہوئے سنا جب کہ آپ اپنے سر کے بال جمائے ہوئے تھے۔



---

**١٧٤٦ـ تخريج:** أخرجه مسلم، الحج، باب استحباب الطيب قبيل الإحرام في البدن ... الخ، ح: ١١٩٠ من حديث الحسن بن عبيدالله به.

**١٧٤٧ـ تخريج:** أخرجه البخاري، الحج، باب من أهل ملبدًا، ح: ١٥٤٠، ومسلم، الحج، باب التلبية وصفتها ووقتها، ح: ١١٨٤ من حديث عبدالله بن وهب به مطولاً.

فائدہ: بال جب لمبے ہوں تو انہیں سنبھالنا ایک مسئلہ ہوتا ہے' لہٰذا احرام کی حالت میں انہیں زیادہ پراگندہ ہونے یا بہت زیادہ گردوغبار وغیرہ سے بچانے کے لیے کسی مناسب چیز سے چپکا لیا جائے تو یہ سنت ہے اور اس کو "تلبید" کہتے ہیں۔

١٧٤٨- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَىٰ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَبَّدَ رَأْسَهُ بِالْعَسَلِ.

۱۷۴۸- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عَسَل کے ساتھ اپنے بال چپکائے ہوئے تھے۔

توضیح: [عَسَل] عین اور سین غیر منقوط کے فتحہ کے ساتھ' معروف معنی شہد ہے مگر ایک قسم کی گوند کو بھی [عَسَل] کہا جاتا ہے۔ لسان العرب میں ہے۔ [اَلْعَرَبُ تُسَمِّي صَمْغَ الْعُرْفُطِ عَسَلًا لِحَلَاوَتِه] "اہل عرب عرفط کی گوند کو بھی عسل کہتے ہیں کیونکہ اس میں مٹھاس ہوتی ہے۔" اگر یہ کلمہ غین منقوط کے کسرہ اور سین کے سکون کے ساتھ ہو تو اس کے معنی ہیں۔ "ہر وہ چیز جس سے انسان بالعموم غسل کرتا ہے۔ شارحین اس سے مراد "خطمی" لیتے ہیں۔

(المعجم ١٢) - بَابٌ: فِي الْهَدْيِ (التحفة ١٣)

باب:۱۲- [هَدْی] "قربانی" کا بیان

فائدہ: [هَدْی] ھاء کے فتحہ' دال کے سکون کے ساتھ یا ھاء کے فتحہ دال کے کسرہ اور یاء کی شد کے ساتھ' وہ جانور (اونٹ' گائے یا بکری) جو اللہ کے تقرب کے لیے حرم کی طرف ہدیہ بھیجا جائے اور وہاں قربان کیا جائے [ھدی] کہلاتا ہے۔

١٧٤٩- حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ سَلَمَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ المِنْهَالِ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنِ ابنِ إِسْحَاقَ، المَعْنَى، قالَ: قالَ عَبْدُ اللهِ يَعْنِي ابنَ أَبِي نَجِيحٍ: حَدَّثَنِي

۱۷۴۹- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ حدیبیہ کے سال قربانی کے جانور (ساتھ) لے گئے۔ رسول اللہ ﷺ کی ان قربانیوں میں ایک اونٹ وہ بھی تھا جو ابوجہل کا تھا...... اس کی ناک میں چاندی کا چھلا پڑا ہوا تھا...... ابن منہال نے کہا: سونے کا

---

١٧٤٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٥/ ٣٦ من حديث عبيدالله بن عمر به، وصححه الذهبي علٰى شرط مسلم في تلخيص المستدرك: ١/ ٤٥٠ * محمد بن إسحاق مدلس وعنعن.

١٧٤٩ـ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ١/ ٢٦١ من حديث محمد بن إسحاق به، وصرح بالسماع، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٨٩٧، ٢٨٩٨، والحاكم علٰى شرط مسلم: ١/ ٤٦٧، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد عند مالك (يحيى): ١/ ٣٧٧، وابن ماجه، (ح: ٣١٠٠، ٣١٠١) وغيرهما.

مُجَاهِدٌ عنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ أَهْدَى عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ فِي هدَايا رَسُولِ الله ﷺ جَمَلًا كَانَ لِأَبِي جَهْلٍ في رَأْسِهِ بُرَةُ فِضَّةٍ. قَالَ ابْنُ مِنْهَالٍ: بُرَةٌ مِنْ ذَهَبٍ، زَادَ النُّفَيْلِيُّ: يَغِيظُ بِذٰلِكَ الْمُشْرِكِينَ.

چھلا پڑا ہوا تھا۔ نفیلی نے اضافہ کیا کہ آپ اسے مشرکوں کو جلانے کے لیے لے گئے تھے۔ (کہ ان کے سردار کا اونٹ محمد ﷺ کے قبضے میں ہے۔)

فوائد و مسائل: ① جانوروں کی نکیل وغیرہ میں تھوڑی بہت چاندی کا استعمال مباح ہے۔ ② اسلام اور مسلمانوں کا اظہار و غلبہ اور کفر و کفار کو زیر کرنا اور انہیں ذلیل رکھنا' دین حق کا مطلوب و مقصود ہے۔ اس سے کفار جلتے اور مسلمانوں کے سینے ٹھنڈے ہوتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا ابوجہل کے اونٹ کو بطور خاص قربانی کے لیے لے جانا اسی مقصد سے تھا۔ اور یہ مضمون سورۂ توبہ کی آیات ۱۴ اور ۱۵ میں بھی آیا ہے' فرمایا: ﴿قَاتِلُوهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللَّهُ بِأَيْدِيكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُورَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِينَ ○ وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوبِهِمْ......﴾ ''لڑو ان سے' عذاب دے گا اللہ تمہارے ہاتھوں انہیں اور رسوا کرے گا انہیں اور تم کو ان پر غلبہ دے گا اور ٹھنڈے کرے گا دل اہل ایمان کے اور نکالے گا ان کے دلوں کی بھڑاس۔''

## (المعجم ١٣) - بَابٌ: فِي هَدْيِ الْبَقَرِ (التحفة ١٤)

## باب:۱۳- گائے' بیل کی قربانی

١٧٥٠- حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَحَرَ عَنْ آلِ مُحمَّدٍ ﷺ في حَجَّةِ الْوَدَاعِ بَقَرَةً وَاحِدَةً.

۱۷۵۰- ام المؤمنین حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں آل محمد کی طرف سے ایک گائے ذبح کی تھی۔

فوائد و مسائل: ① اس حدیث میں ''آل محمد'' سے مراد نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی ازواج مطہرات ہیں۔ ② بیوی بچوں کی طرف سے شوہر قربانی کرے' تو جائز ہے۔ ③ ان کی تعداد کتنی ہی ہو سب کی طرف سے ایک قربانی کافی ہوتی ہے۔ جبکہ بچے باپ کے ساتھ رہ رہے ہوں۔

---

١٧٥٠- تخريج: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الأضاحي، باب عن كم تجزيء البدنة والبقرة، ح: ٣١٣٥ عن ابن السرح به، وللحديث شاهد عند النسائي في الكبرٰى، ح: ٤١٢٩، وسنده حسن.

**١٧٥١- حَدَّثَنا** عَمْرُو بْنُ عُثْمانَ وَمُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ الرَّازِيُّ قَالَا: حَدَّثَنا الْوَلِيدُ عَنِ الأَوْزَاعِيِّ، عَنْ يَحْيَىٰ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ ذَبَحَ عَمَّنِ اعْتَمَرَ مِنْ نِسَائِهِ بَقَرَةً بَيْنَهُنَّ.

۱۷۵۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج کی طرف سے، جنہوں نے عمرہ کیا تھا، ایک گائے ذبح کی تھی۔

## (المعجم ١٤) - بَابٌ: فِي الْإِشْعَارِ (التحفة ١٥)

## باب:۱۴-قربانی کے اونٹوں کو ’’اِشعار‘‘ کرنا

**١٧٥٢- حَدَّثَنا** أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ وَحَفْصُ بْنُ عُمَرَ، المَعْنَى، قالَا: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ - قَالَ أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حَسَّانَ - عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَلَّى الظُّهْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ ثُمَّ دَعا بِبَدَنَةٍ فَأَشْعَرَهَا مِنْ صَفْحَةِ سَنامِهَا الأَيْمَنِ ثُمَّ سَلَتَ الدَّمَ عَنْهَا وَقَلَّدَهَا بِنَعْلَيْنِ، ثُمَّ أُتِيَ بِرَاحِلَتِهِ، فَلَمَّا قَعَدَ عَلَيْهَا وَاسْتَوَتْ بِهِ عَلَى الْبَيْدَاءِ أَهَلَّ بِالْحَجِّ.

۱۷۵۲- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز ذوالحلیفہ مقام پر پڑھی۔ پھر آپ نے اپنی قربانی کی اونٹنی طلب کی اور اس کے کوہان کی دائیں جانب چیر لگایا اور اس کا خون وہیں چپڑ دیا اور اس کے گلے میں دو جوتوں کا ہار بھی ڈال دیا۔ پھر آپ کی سواری لائی گئی۔ جب آپ اس پر بیٹھ گئے اور وہ آپ کو لے کر بیداء میدان کے قریب پہنچی تو آپ نے حج کا تلبیہ پکارا۔

**فوائد و مسائل:** ① حرم کی طرف بھیجے جانے والے اونٹوں کے کوہانوں کی دائیں طرف معمولی سا چیر لگا کر اس کا خون اس پر چپڑ دینا [اشعار] کہلاتا ہے۔ اور یہ علامت ہوتی ہے کہ یہ جانور اللہ کے لیے ھَدْی ہے اور حرم کی طرف بھیجا جا رہا ہے۔ یہ عمل سنت رسول ﷺ سے ثابت ہے مگر بکریوں کو [اشعار] نہیں کیا جاتا۔ کچھ علماء گایوں میں بھی اشعار کے قائل ہیں۔ اس کے ساتھ قربانی کے جانوروں کے گلوں میں جوتوں کے ہار ڈالنا بھی مسنون عمل ہے اور اسے ’’تقلید‘‘ کہتے ہیں۔ یہ اعمال قدیم زمانے سے چلے آ رہے تھے جنہیں نبی ﷺ نے بحال رکھا۔ ② بیداءُ ذوالحلیفہ کا وہ بالائی میدان ہے جو جانب جنوب میں تھا جس سے ہو کر مکہ کی راہ پر جاتے تھے۔

---

١٧٥١ـ **تخريج:** [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الأضاحي، باب عن كم تجزيء البدنة والبقرة، ح: ٣١٣٣ من حديث الوليد بن مسلم به، وصححه ابن حبان، ح: ٩٧٧، والحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٤٦٧، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد * يحيى بن أبي كثير عنعن، وحديث البخاري: ١٧٠٩، ومسلم، ح: ١٣١٩ يغني عنه.

١٧٥٢ـ **تخريج:** أخرجه مسلم، الحج، باب تقليد الهدي وإشعاره عند الإحرام، ح: ١٢٤٣ من حديث شعبة به.

١٧٥٣- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَىٰ عنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ بِمَعْنَى أَبِي الْوَلِيدِ. قالَ: ثُمَّ سَلَتَ الدَّمَ بِيَدِهِ.

۱۷۵۳-شعبہ نے یہ حدیث ابوالولید کے ہم معنی روایت کی کہا کہ پھر آپ نے اپنے ہاتھ سے خون چیڑا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ هَمَّامٌ قَالَ: سَلَتَ الدَّمَ عَنْها بِإِصْبَعِهِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں: ہمام کی روایت میں ہے کہ آپ نے اپنی انگلی سے خون چیڑا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هٰذَا مِنْ سُنَنِ أَهْلِ الْبَصْرَةِ الَّذِي تَفَرَّدُوا بِهِ.

امام ابو داود رحمہ اللہ نے کہا: یہ روایت اہل بصرہ کے تفردات میں سے ہے۔

١٧٥٤- حَدَّثَنا عَبْدُ الأعْلَىٰ بْنُ حَمَّادٍ: حَدَّثَنا سُفْيانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنِ المِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ وَمَرْوَانَ أَنَّهُمَا قَالَا: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ فَلَمَّا كَانَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ قَلَّدَ الهَدْيَ وَأَشْعَرَهُ وَأَحْرَمَ.

۱۷۵۴-مسور بن مخرمہ اور مروان (بن حکم) بیان کرتے ہیں کہ حدیبیہ کے سال رسول اللہ ﷺ نکلے جب آپ ذوالحلیفہ کے مقام پر پہنچے تو آپ نے قربانی کو قلادہ پہنایا اس کا اشعار کیا اور احرام باندھا۔

١٧٥٥- حَدَّثَنا هَنَّادٌ: حَدَّثَنا وَكِيعٌ عنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ وَالأعْمَشِ، عَنْ إبراهِيمَ، عَنِ الأسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَهْدَىٰ غَنَمًا مُقَلَّدَةً.

۱۷۵۵-حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بکریاں بطور ہدی (حرم کی طرف) بھجوائیں اوران کی گردنوں میں قلادے ڈالے۔

فائدہ: حرم کو بھیجا جانے والا اصل مسنون ومشروع ہدیہ "قربانی" ہے۔ اب بعض لاعلم اور جاہل لوگ کبوتروں کے لیے دانے بھجواتے ہیں یہ کوئی شرعی عمل نہیں ہے۔

---

١٧٥٣ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ٥/ ٢٣٢ من حديث أبي داود به.

١٧٥٤ـ تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي، مناسك الحج، باب إشعار الهدي، ح: ٢٧٧٢ من حديث الزهري به، وعلقه البخاري، ح: ١٦٩٩.

١٧٥٥ـ تخريج: أخرجه البخاري، الحج، بدب تقليد الغنم، ح: ١٧٠١، ومسلم، الحج، باب استحباب بعث الهدي إلى الحرم لمن لا يريد الذهاب بنفسه . . . الخ، ح: ١٣٢١ من حديث الأعمش به.

(المعجم ١٥) - **باب تَبْدِيلِ الْهَدْيِ** (التحفة ١٦)

باب:۱۵-قربانی کا جانور تبدیل کرنا کیسا ہے؟

**١٧٥٦- حَدَّثَنا** عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا مُحمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحِيمِ. قالَ أَبُو دَاوُدَ: أَبُو عَبْدِ الرَّحِيمِ خَالِدُ بنُ أَبِي يَزِيدَ خَالُ مُحمَّدٍ يَعْنِي ابْنَ سَلَمَةَ، رَوَى عَنْهُ حَجَّاجُ بْنُ مُحمَّدٍ عَنْ جَهْمِ بْنِ الْجَارُودِ، عَنْ سَالِمِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِيهِ قالَ: أَهْدَىٰ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ بُخْتِيًّا فَأُعْطِيَ بِها ثَلَاثَ مائَةِ دِينَارٍ فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقالَ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنِّي أَهْدَيْتُ بُخْتِيًّا فَأُعْطِيتُ بِهَا ثَلَاثَمائَةِ دِينَارٍ فَأَبِيعُهَا وَأَشْتَرِي بِثَمَنِهَا بُدْنًا؟ قالَ: «لَا انْحَرْهَا إِيَّاهَا».

۱۷۵۶-حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک بختی اونٹ بطور ہدی (حرم کی طرف) بھجوایا۔ انہیں اس کے تین سو دینار پیش کیے گئے.....تو وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پوچھا: اے اللہ کے رسول! میں نے ایک عمدہ اونٹ ہدی کیا ہے اور مجھے اس کے تین سو دینار دیے جا رہے ہیں تو کیا میں اسے بیچ کر اس کی قیمت کے دوسرے اونٹ لے لوں؟ آپ نے فرمایا: ”نہیں اسے ہی نحر (ذبح) کرو۔“

قالَ أَبُو دَاوُدَ: هٰذَا لِأَنَّهُ كَانَ أَشْعَرَهَا.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ اس لیے تھا کہ وہ اسے اشعار کر چکے تھے۔

فائدہ: جب قربانی یا ہدی کے لیے جانور خاص کر دیا گیا ہو تو اسے تبدیل کرنا درست نہیں ہے۔

(المعجم ١٦) - **باب مَنْ بَعَثَ بِهَدْيِهِ وَأَقَامَ** (التحفة ١٧)

باب:۱۶-جو شخص ہدی (قربانی حرم کی طرف) بھیج دے اور خود نہ جائے (تو اس کا کیا حکم ہے؟)

**١٧٥٧- حَدَّثَنا** عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ

۱۷۵۷-حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں

---

**١٧٥٦ـ تخريج:** [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٢/ ١٤٥ عن محمد بن سلمة به، وشك ابن خزيمة في صحته، ح: ٢٩١١ * جهم أو شهم وثقه ابن حبان وحده، وجهله ابن خزيمة وغيره وهو الراجح.

**١٧٥٧ـ تخريج:** أخرجه البخاري، الحج، باب إشعار البدن، ح: ١٦٩٩، ومسلم، الحج، باب استحباب بعث الهدي إلى الحرم لمن لا يريد الذهاب بنفسه... الخ، ح: ١٣٢١ من حديث أفلح بن حميد به.

الْقَعْنَبِيُّ: حَدَّثَنا أَفْلَحُ بنُ حُمَيْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ قالَتْ: فَتَلْتُ قَلَائِدَ بُدْنِ رَسُولِ الله ﷺ بِيَدَيَّ ثُمَّ أَشْعَرَهَا وَقَلَّدَهَا ثُمَّ بَعَثَ بِهَا إلى الْبَيْتِ وَأَقَامَ بالْمَدِينَةِ فمَا حَرُمَ عَلَيْهِ شَيْءٌ كَانَ لَهُ حِلًّا.

نے رسول اللہ ﷺ کے قربانی کے اونٹ کے ہار کی رسیاں اپنے ہاتھوں سے بٹیں' پھر آپ نے ان کا اشعار کیا اور ان کے گلے میں قلادہ ڈالا' پھر اسے بیت اللہ کی جانب روانہ کر دیا اور خود مدینہ میں مقیم رہے تو جو چیزیں آپ کے لیے حلال تھیں (اسی طرح حلال ہی رہیں) کچھ بھی حرام نہ ہوا۔

فائدہ: کوئی شخص حرم کی طرف قربانی بھیجے اور خود نہ جائے تو وہ حلال ہی رہتا ہے۔ احرام کے کوئی احکام اس پر عائد نہیں ہوتے۔

۱۷۵۸- حَدَّثَنا يَزِيدُ بْنُ خَالِدِ الرَّمْلِيُّ الْهَمْدَانِيُّ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، أَنَّ اللَّيْثَ بْنَ سَعْدٍ حَدَّثَهُمْ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ وَعَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَّ عَائِشَةَ قالَتْ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يُهْدِي مِنَ الْمَدِينَةِ فأَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْيِهِ ثُمَّ لَا يَجْتَنِبُ شَيْئًا مِمَّا يَجْتَنِبُ الْمُحْرِمُ.

۱۷۵۸- حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ سے ہَدی بھیجا کرتے تھے۔ میں ان کے قلادوں کی رسیاں بٹا کرتی تھی اور پھر آپ کسی چیز سے اجتناب نہ کرتے جس سے کہ محرم اجتناب کرتا ہے۔

۱۷۵۹- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بنُ الْمُفَضَّلِ: حَدَّثَنَا ابنُ عَوْنٍ عَنِ الْقَاسِمِ بنِ مُحمَّدٍ وَعنْ إبراهِيمَ - زَعَمَ أَنَّهُ سَمِعَهُ مِنْهُمَا جَمِيعًا وَلَمْ يَحْفَظْ حَديثَ هٰذَا مِنْ حَدِيثِ هٰذَا وَلَا حَدِيثَ هٰذَا مِنْ حَدِيثِ هٰذَا - قالَا: قالَتْ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ: بَعَثَ رَسُولُ الله ﷺ بالهَدْيِ فَأَنَا فَتَلْتُ قَلَائِدَهَا

۱۷۵۹- ام المومنین (حضرت عائشہ ؓ) نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہدی بھجوائی اور میں نے اون سے جو ہمارے ہاں تھی' اس کے قلادوں کی رسیاں بٹیں' پھر آپ ہمارے ہاں اسی طرح حلال ہی رہے۔ اپنے اہل کے پاس آتے جیسے کہ کوئی عام آدمی آتا ہے۔

384

۱۷۵۸ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحج، ح: ۱۳۲۱ عن قتيبة، والبخاري، الحج، باب فتل القلائد للبدن والبقر، ح: ۱٦۹۸ من حديث الليث بن سعد به.

۱۷۵۹ـ تخريج: متفق عليه من حديث القاسم بن محمد به، انظر، ح: ۱۷۵۷.

بِيَدَيَّ مِنْ عِهْنٍ كَانَ عِنْدَنَا، ثُمَّ أَصْبَحَ فِينا حَلَالًا يَأْتِي مَا يَأْتِي الرَّجُلُ مِنْ أَهْلِهِ.

فائدہ: دراصل ان احادیث میں اصحاب رائے کے اس قول کا جواب ہے کہ جب انسان ہدی بھیج دے اور اسے قلادہ بھی پہنا دے تو اس پر احرام واجب ہو جاتا ہے مگر حق یہی ہے جو ذکر ہوا کہ جب تک کوئی شخص عملاً احرام نہ باندھے محرم نہیں ہوتا اور نہ اس طرح احرام ہی واجب ہوتا ہے۔

(المعجم ١٧) - **بَابٌ: فِي رُكُوبِ الْبُدْنِ** (التحفة ١٨)

باب: ۱۷-قربانی کے اونٹ پر سواری کرنا

١٧٦٠- **حَدَّثَنَا** الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ رَأَى رَجُلًا يَسُوقُ بَدَنَةً فَقَالَ: «ارْكَبْهَا» قَالَ: إِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ: «ارْكَبْهَا وَيْلَكَ» في الثَّانِيَةِ أَوْ فِي الثَّالِثَةِ.

۱۷۶۰-حضرت ابوہریرہ ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ اپنی قربانی کا اونٹ ہانکے جا رہا تھا (اور خود پیدل چل رہا تھا) تو آپ نے اس سے فرمایا: ''اس پر سوار ہو جاؤ۔'' اس نے کہا: یہ قربانی کے لیے ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اس پر سوار ہو جاؤ ......تم پر افسوس!'' آپ نے یہ (افسوس کا لفظ) دوسری یا تیسری بار میں فرمایا۔

فائدہ: ''تم پر افسوس'' کلمۂ توبیخ کہنے کی وجہ اس شخص کی کم فہمی تھی کہ نبی ﷺ دیکھ رہے ہیں اور انہیں معلوم ہے کہ یہ قربانی کا جانور ہے پھر بھی وہ انکار اور اصرار کرتا رہا۔ اسے چاہیے تھا کہ ارشاد نبوی کی بلا چون و چرا تعمیل کرتا۔

١٧٦١- **حَدَّثَنَا** أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخبرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ قَالَ: سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ عَنْ رُكُوبِ الْهَدْيِ؟ فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «ارْكَبْهَا بِالْمَعْرُوفِ

۱۷۶۱-جناب ابوالزبیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے قربانی کے جانور پر سواری کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرما رہے تھے: ''جب تم مجبور ہو جاؤ تو (احسان کے ساتھ اور) معروف انداز سے اس پر سواری

١٧٦٠ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الحج، باب ركوب البدن، ح: ١٦٨٩، ومسلم، الحج، باب جواز ركوب البدنة المهداة لمن احتاج إليها، ح: ١٣٢٢ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٣٧٧.

١٧٦١ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، الحج، باب جواز ركوب البدنة المهداة لمن احتاج إليها، ح: ١٣٢٤ من حديث يحيى بن سعيد القطان به، وهو في مسند أحمد: ٣/ ٣١٧.

إِذَا أُلْجِئْتَ إِلَيْهَا حَتَّىٰ تَجِدَ ظَهْرًا».

کرو حتی کہ تمہیں کوئی اور سواری مل جائے۔"

فائدہ: یعنی بوقت ضرورت انسان ہدی اور قربانی کے جانور پر سواری کر لے تو کوئی حرج نہیں۔

## (المعجم ١٨) - باب الْهَدْيِ إِذَا عَطِبَ قَبْلَ أَنْ يَبْلُغَ (التحفة ١٩)

## باب:١٨-قربانی کا جانور منزل پر پہنچنے سے پہلے ہی تھک کر (سفر سے لاچار ہو کر اور) گر پڑے تو؟

١٧٦٢- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ نَاجِيَةَ الأَسْلَمِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ بَعَثَ مَعَهُ بِهَدْيٍ فَقَالَ: «إِنْ عَطِبَ مِنْهَا شَيْءٌ فَانْحَرْهُ ثُمَّ اصْبَغْ نَعْلَهُ فِي دَمِهِ ثُمَّ خَلِّ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّاسِ».

١٧٦٢- حضرت ناجیہ اسلمی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے ہاتھ اپنی قربانی بھجوائی اور انہیں فرمایا: "اگر ان میں سے کوئی جانور ہلاک ہونے لگے تو اسے نحر کر دینا' اس کے جوتے کو اس کے خون سے رنگ دینا' پھر اسے لوگوں کے لیے چھوڑ دینا۔"

١٧٦٣- حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ حَرْبٍ وَمُسَدَّدٌ قَالَا: حَدَّثَنا حَمَّادٌ؛ ح: وَحَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا عَبْدُ الوَارِثِ - وَهٰذَا حَدِيثُ مُسَدَّدٍ - عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ، عَنْ مُوسَى بْنِ سَلَمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فُلَانًا الْأَسْلَمِيَّ وَبَعَثَ مَعَهُ بِثَمَانِ عَشْرَةَ بَدَنَةً، فَقَالَ: أَرَأَيْتَ إِنْ أُزْحِفَ عَلَيَّ مِنْهَا شَيْءٌ؟ قَالَ: «تَنْحَرُهَا ثُمَّ تَصْبُغُ نَعْلَهَا فِي دَمِهَا ثُمَّ اضْرِبْهَا عَلَى

١٧٦٣- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: رسول اللہ ﷺ نے فلاں اسلمی کو بھیجا اور اس کے ساتھ اٹھارہ اونٹ قربانی کے بھجوائے۔ وہ کہنے لگا: فرمایئے اگر ان میں سے کوئی اپنے پاؤں گھسیٹنے لگے (چلنے سے لاچار ہو جائے اور تھک جائے تو؟) آپ نے فرمایا: "اسے نحر کر دینا' اس کے جوتوں کو خون سے چپڑ کر اس کی کوہان پر نشان لگا دینا اور تم یا تمہارے ساتھیوں میں سے کوئی اس سے نہ کھائے۔" حدیث کے لفظ [مِنْ أَصْحَابِكَ] تھے یا [مِنْ أَهْلِ رُفْقَتِكَ] تھے۔

---

١٧٦٢ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء إذا عطب الهدي ما يصنع به؟، ح: ٩١٠، وابن ماجه، ح: ٣١٠٦ من حديث هشام بن عروة به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٥٧٧، وابن حبان، ح: ٩٧٦، والحاكم علٰى شرط الشيخين: ١/ ٤٤٧، ووافقه الذهبي، وقال الترمذي: "حسن صحيح".

١٧٦٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحج، باب ما يفعل بالهدي إذا عطب في الطريق، ح: ١٣٢٥ من حديث أبي التياح به.

صَفْحَتِهَا وَلَا تَأْكُلْ مِنْهَا أَنْتَ وَلَا أَحَدٌ منْ أَصْحَابِكَ - أَوْ قَالَ: «مِنْ أَهْلِ رُفْقَتِكَ».

قالَ أَبُو دَاوُدَ: الَّذِي تَفَرَّدَ بِهِ مِنْ هٰذَا الْحَدِيثِ قَوْلُهُ: «وَلَا تَأْكُلْ مِنْهَا أَنْتَ وَلَا أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ رُفْقَتِكَ». وَقالَ فِي حَدِيثِ عَبْدِ الْوَارِثِ: «اجْعَلْهُ عَلَىٰ صَفْحَتِها» مَكَانَ: «اضْرِبْهَا».

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں یہ جملہ [وَلَا تَأْكُلُ مِنْهَا أَنْتَ وَلَاأَحَدٌ مِّنْ أَهْلِ رُفُقَتِكَ] منفرد ہے اور عبدالوارث کی روایت میں [ثُمَّ اضْرِبُهَا] کی بجائے [اِجْعَلْهُ عَلٰى صَفُحَتِهَا] آیا ہے۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ يَقُولُ: إذَا أَقَمْتَ الإسْنَادَ وَالمَعْنى: كَفَاكَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوسلمہ (موسیٰ بن اسمٰعیل المنقری) سے سنا' وہ کہتے تھے کہ جب تم نے حدیث کی سند اور اس کے معنی صحیح اور درست طور پر بیان کر دیے تو کافی ہے (الفاظ بدلنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا' یعنی روایت بالمعنی جائز ہے۔)

**فوائد و مسائل:** ① ہدی کا جانور راستے میں لاچار ہو جائے یا ہلاک ہونے لگے تو اس کو وہیں نحر یا ذبح کر دیا جائے' اس کے پائے اور کوہان پر خون سے نشان لگانا اس لیے ہے کہ عام لوگوں کو خبر رہے کہ ہدی کا جانور تھا۔ ہدی لے جانے والے خود اس سے کچھ نہ کھائیں۔ ② بالمعنی روایت کرنے اور اس کے جائز ہونے کی دو شرطیں ہیں ایک تو سند صحیح ہو' دوسری یہ کہ وہ حدیث بھی صحیح المعنی ہو۔

١٧٦٤- حَدَّثَنا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنا مُحَمَّدٌ وَيَعْلَى ابْنَا عُبَيْدٍ قَالَا: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بْنُ إسْحَاقَ عَنِ ابْنِ أبي نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَىٰ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: لَمَّا نَحَرَ رَسُولُ الله ﷺ بُدْنَهُ فَنَحَرَ ثَلَاثِينَ بِيَدِهِ وَأَمَرَنِي فَنَحَرْتُ سائِرَهَا.

۱۷۶۴- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب اپنے اونٹ نحر کیے تو تیس اونٹ اپنے ہاتھ سے نحر کیے اور باقی کے متعلق مجھے حکم فرمایا اور میں نے انہیں نحر کیا۔

١٧٦٤ـ **تخريج**: [**إسناده ضعيف**] أخرجه أحمد: ١/ ١٥٩، ١٦٠ عن محمد بن عبيد به * محمد بن إسحاق عنعن، وفيه علة أخرى.

ملحوظہ: صحیح تر روایت یہ ہے کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے تریسٹھ اونٹ اپنے ہاتھ سے نحر کیے تھے اور باقی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے۔ (صحیح مسلم' الحج' حدیث:١٢١٨)

(المعجم ١٩) [ بَابٌ ] (التحفة . . . )

باب:١٩-

١٧٦٥- حَدَّثَنا إِبْراهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ: أَخْبَرَنَا عِيسَىٰ؛ [ح]: وَحَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا عِيسَى - وَهٰذَا لَفْظُ إِبْرَاهِيمَ - عَنْ ثَوْرٍ، عَنْ رَاشِدِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ لُحَيٍّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ قُرْطٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ أَعْظَمَ الْأَيَّامِ عِنْدَ اللهِ يَوْمُ النَّحْرِ ثُمَّ يَوْمُ الْقَرِّ». قال عِيسَىٰ: قَالَ ثَوْرٌ: وَهُوَ الْيَوْمُ الثَّانِي. وَقَالَ: وَقُرِّبَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ بَدَنَاتٌ خَمْسٌ أَوْ سِتٌّ فَطَفِقْنَ يَزْدَلِفْنَ إِلَيْهِ بِأَيَّتِهِنَّ يَبْدَأُ، فَلَمَّا وَجَبَتْ جُنُوبُهَا قال: فَتَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ خَفِيَّةٍ لَمْ أَفْهَمْهَا، فَقُلْتُ: مَا قَالَ؟ قال: «مَنْ شَاءَ اقْتَطَعَ».

١٧٦٥- حضرت عبداللہ بن قرط رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہاں سب سے بڑھ کر عظمت والا دن یوم النحر (دس ذوالحجہ) اس کے بعد یوم القر (١١ ذوالحجہ) ہے۔'' عیسیٰ نے ثور سے نقل کیا کہ یہ دوسرا دن ہوتا ہے۔ اور بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے پانچ یا چھ اونٹنیاں لائی گئیں تو وہ آپ کے قریب ہونے لگیں کہ آپ اسی سے ابتدا کریں۔ جب وہ سب (نحر ہو گئیں اور) پہلوؤں کے بل گر پڑیں تو آپ نے آہستہ سے کچھ فرمایا جو میں نہ سمجھ سکا۔ میں نے (ساتھ والوں سے) پوچھا کہ آپ نے کیا فرمایا ہے؟ تو بتایا کہ ''جو چاہے (گوشت) کاٹ لے جائے۔''

فوائد ومسائل: ① جانوروں کو بھی نبی ﷺ کی جلالت شان کا علم تھا اور وہ آپ کے ہاتھ سے نحر ہونے کو باعث شرف جانتے تھے۔ ② غیر معین کو ہدیہ کرنا بھی جائز ہے۔ ③ صحیح احادیث میں جمعہ کو [خَيْرُ يَوْمٍ] یعنی ''بہترین دن'' قرار دیا گیا ہے۔ (صحیح مسلم' الجمعة' حدیث:٨٥٤) اور اس حدیث میں یوم النحر کو اعظم الایام کہا گیا ہے۔ ان احادیث میں جمع وتطبیق یوں ہے کہ ہفتے کے ایام میں جمعہ کا دن اور سال کے دنوں میں دسویں ذوالحجہ کا دن افضل ہے۔ اگر یوم النحر یوم الجمعہ کو ہو تو دو فضیلتیں جمع ہو گئیں' اگر الگ الگ ہوں تو افضلیت یوم النحر کو ہو گی۔ جیسے کہ اس حدیث میں آیا ہے۔ (عون المعبود)

١٧٦٦- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ:

١٧٦٦- حضرت عَرَفہ بن حارث کندی رضی اللہ عنہ کہتے

---

١٧٦٥_ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٣٥٠ من حديث ثور به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٨٦٦، ٢٩١٧، ٢٩٦٦، وابن حبان، ح: ١٠٤٤، والحاكم: ٤/ ٢٢١، ووافقه الذهبي، وحسنه البيهقي: ٧/ ٢٨٨.

١٧٦٦_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ١٨/ ٢٦٧، ٢٦٢، ح: ٦٥٥ من حديث عبدالرحمٰن ◄◄

حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ حَرْمَلَةَ بْنِ عِمْرَانَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ الْأَزْدِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عَرَفَةَ بْنَ الْحَارِثِ الْكِنْدِيَّ قَالَ: شَهِدْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَأُتِيَ بِالْبُدْنِ فَقَال: «ادْعُوا لِي أَبَا حَسَنٍ»، فَدُعِيَ لَهُ عَلِيٌّ، فَقَال لَهُ: «خُذْ بِأَسْفَلِ الْحَرْبَةِ»، وَأَخَذَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِأَعْلَاهَا، ثُمَّ طَعَنَا بِهَا الْبُدْنَ، فَلَمَّا فَرَغَ رَكِبَ بَغْلَتَهُ وَأَرْدَفَ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ.

ہیں کہ میں حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ کے ہاں حاضر تھا کہ قربانی کی اونٹنیاں لائی گئیں۔ آپ نے فرمایا: ”ابو الحسن (علی) کو بلاؤ۔“ چنانچہ انہیں آپ کے لیے بلایا گیا‘ تو آپ نے ان سے فرمایا: ”برچھے کو نیچے سے پکڑو۔“ اور خود آپ نے اس کے اوپر سے پکڑا‘ پھر آپ دونوں نے اسے (اونٹنیوں کے نحر کرنے میں) چلایا۔ جب آپ فارغ ہو گئے تو اپنے خچر پر سوار ہوئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی اپنے ساتھ بٹھالیا۔

## (المعجم ٢٠) - بَابٌ: كَيْفَ تُنْحَرُ الْبُدْنُ (التحفة ٢٠)

## باب:۲۰-اونٹوں کو کس طرح ”نحر“ کیا جائے؟

١٧٦٧- حَدَّثَنا عُثْمانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، وَأَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سابِطٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَأَصْحَابَهُ كَانُوا يَنْحَرُونَ الْبَدَنَةَ مَعْقُولَةَ الْيُسْرَى قَائِمَةً عَلَى مَا بَقِيَ مِنْ قَوَائِمِهَا.

۱۷۶۷- جناب ابو خالد احمر‘ ابن جریج سے‘ وہ ابو الزبیر سے اور وہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں...... اور (ابن جریج نے کہا:) مجھے عبدالرحمٰن بن سابط نے خبر دی...... کہ ”نبی ﷺ اور آپ کے صحابہ اونٹ کو ”نحر“ کیا کرتے تھے جبکہ اس کا بایاں پاؤں بندھا ہوتا اور وہ باقی تین پاؤں پر کھڑا ہوتا۔

**فوائد ومسائل:** ① جانور کو ذبح کرنے کے لیے اگر اس کے حلق پر چھری چلائی جائے تو اسے اصطلاحاً ”ذبح کرنا“ کہتے ہیں اور اگر لبہ (حلق کے نیچے ہنسلی کے قریب نرم جگہ) پر چلائی جائے تو اسے ”نحر کرنا“ کہتے ہیں۔ اونٹ کو نحر کرنا افضل ہے اور بکری کو ذبح کرنا۔ گائے کے لیے دونوں لفظ استعمال ہوئے ہیں مگر اس کے معنی بالعموم ذبح کرنا

◀◀ بن مهدي به * عبدالله بن الحارث مستور، لم يوثقه غير ابن حبان، وجهله ابن القطان.

١٧٦٧ـ **تخريج:** [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٥/ ٢٣٧، ٢٣٨ من حديث أبي داود به، وقال ابن الملقن في تحفة المحتاج، ح: ١٦٧٨ "رواه أبوداود بإسناد جيد" وللحديث شواهد * ابن جريج وأبوالزبير عنعنا، وحديث ابن سابط مرسل.

ہی کیے جاتے ہیں جیسے کہ پیچھے احادیث ۱۷۵۰ اور ۱۷۵۱ میں گزرا ہے۔ ② اس میں اونٹ کے نحر کرنے کا طریقہ بیان ہوا ہے۔ اونٹ کو اس کے مطابق ہی نحر کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

۱۷٦۸- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا هُشَيْمٌ: أَخْبَرَنَا يُونُسُ: أَخْبرَنِي زِيَادُ بْنُ جُبَيْرٍ قَالَ: كُنْتُ مَعَ ابنِ عُمَرَ بِمِنًى فَمَرَّ بِرَجُلٍ وَهُوَ يَنْحَرُ بَدَنَتَهُ وَهِيَ بَارِكَةٌ فَقال: ابْعَثْهَا قِيَامًا مُقَيَّدَةً سُنَّةُ مُحمَّدٍ ﷺ.

۱۷٦۸- جناب زیاد بن جبیر کہتے ہیں کہ میں منیٰ میں حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کے ساتھ تھا کہ وہ ایک آدمی کے پاس سے گزرے اور وہ اپنی اونٹنی کو نحر کرنا چاہ رہا تھا جبکہ وہ بیٹھی ہوئی تھی۔ تو حضرت ابن عمر ؓ نے فرمایا: ''اسے کھڑی کرو (ایک) پاؤں بندھا ہوا ہو' یہی محمد ﷺ کی سنت ہے۔''

فائدہ: فرامین رسول ﷺ اور آپ کے افعال کی اتباعِ کامل ہی کا نام ''دین'' ہے۔ صحابۂ کرام ؓ کی سیرتیں یہی بتاتی ہیں۔ وہ ہمیشہ اس کے داعی رہے اور قیامت تک کے لیے یہی اٹل اصول ہے۔ صریح نصوص کے ہوتے ہوئے ''رائے' خیال' رجحان اور فتویٰ'' کا کیا مقام!؟

۱۷٦۹- حَدَّثَنا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ يَعْني ابْنَ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ الْجَزَرِيِّ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَىٰ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: أَمَرَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ أَقُومَ عَلَى بُدْنِهِ وَأَقْسِمَ جُلُودَهَا وَجِلاَلَها، وَأَمَرَنِي أَنْ لَا أُعْطِيَ الْجَزَّارَ مِنْهَا شَيْئًا وَقال: «نَحْنُ نُعْطِيهِ مِنْ عِنْدِنَا».

۱۷٦۹- حضرت علی ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ میں آپ کے اونٹوں کے پاس کھڑا ہو جاؤں (جبکہ وہ نحر کیے جا رہے تھے) اور ان کے چمڑے اور جھول تقسیم کر دوں۔ قصاب کو ان میں سے کوئی شے نہ دوں۔ انہوں نے بتایا کہ قصاب کی مزدوری ہم اپنے پاس سے دیا کرتے تھے۔

## (المعجم ۲۱) - باب وَقْتِ الْإِحْرَامِ (التحفة ۲۱)

## باب:۲۱- احرام باندھنے کا وقت

فائدہ: [اِحرَام] کے لغوی معنی ہیں ''حرمت میں داخل ہونا'' اور اصطلاحاً: حج یا عمرہ کی عبادت میں شروع ہونے

۱۷٦۸ـ تخريج: أخرجه البخاري، الحج، باب نحر الإبل مقيدةً، ح: ۱۷۱۳، ومسلم، الحج، باب استحباب نحر الإبل قيامًا معقولةً، ح: ۱۳۲۰ من حديث يونس به.

۱۷٦۹ـ تخريج: أخرجه البخاري، الحج، باب لا يعطي الجزار من الهدي شيئًا، ح: ۱۷۱٦م، ومسلم، الحج، باب الصدقة بلحوم الهدايا وجلودها وجلالها . . . الخ، ح: ۱۳۱۷ من حديث سفيان بن عيينة به.

کی نیت کو احرام کہتے ہیں۔ اس کے آداب میں سے یہ ہے کہ انسان پہلے عام طہارت و نظافت کا اہتمام کرے یعنی ناخن اور مونچھیں وغیرہ کاٹ لے' بغلوں اور زیر ناف کے بال صاف کر لے' اگر صفائی و ستھرائی کو دیر ہو گئی ہو تو غسل کرے کیونکہ یہ مسنون عمل ہے اور اگر ایک دن پہلے غسل وغیرہ کیا ہو تو پھر تجدید غسل کی ضرورت نہیں پھر صرف وضو ہی کر لے۔ اس کے بعد مرد اپنے عام سلے ہوئے کپڑوں کی بجائے صرف دو چادریں پہن لے۔ ایک بطور ازار (زیریں جسم کے لیے) اور دوسری کندھوں پر ڈالنے کے لیے۔ اس وقت خوشبو کا استعمال بھی سنت ہے۔ جوتا ایسا ہونا چاہیے جس میں ٹخنے ننگے ہوں۔ اس موقع پر دو رکعت پڑھنے کی کوئی واضح دلیل نہیں' اس لیے یہ ضروری نہیں' تاہم فرض نماز کے بعد احرام باندھنا مستحب ہے۔ پھر یہ الفاظ اپنی زبان سے ادا کرے: [اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ حَجَّةً] یا [اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ عُمْرَةً] اور اس کلمہ کا ورد شروع کر دے۔ [لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ' لَبَّيْكَ لَاشَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ' إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ] اس کے بعد مرد اپنا سر نہیں ڈھانپ سکتا' سلا ہوا لباس' قمیص' شلوار' پاجامہ' موزہ اور دستانے نہیں پہن سکتا۔ خوشبو نہیں لگا سکتا۔ بال یا ناخن نہیں کاٹ سکتا۔ زَوجَین (میاں بیوی) مباشرت (ہم بستری) نہیں کر سکتے' خشکی کا شکار کرنا بھی منع ہوتا ہے۔

خواتین کا لباسِ احرام وہی عام ہی ہوتا ہے جو وہ استعمال کرتی ہیں' صرف دستانے نہیں پہن سکتیں اور نقاب بھی نہ لیں لیکن جب اجانب (غیر محرم) سامنے آئیں تو پھر اس صورت میں پردہ واجب ہے۔



١٧٧٠- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنا يَعْقُوبُ، يَعْني ابْنَ إبراهِيمَ: حَدَّثَنا أَبِي عَنِ ابنِ إسْحَاقَ: حَدَّثَني خُصَيْفُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْجَزَرِيُّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: قُلْتُ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ: يَاأَبَا الْعَبَّاسِ! عَجِبْتُ لاخْتِلَافِ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ في إهْلَالِ رَسُولِ اللهِ ﷺ حِينَ أَوْجَبَ؟! فَقالَ: إنِّي لَأَعْلَمُ النَّاسِ بِذٰلِكَ، إنَّهَا إنَّمَا كَانَتْ مِنْ رَسُولِ الله ﷺ حَجَّةٌ وَاحِدَةٌ، فَمِنْ هُنَاكَ اخْتَلَفُوا، خَرَجَ رَسُولُ الله ﷺ حَاجًّا، فَلَمَّا صَلّىٰ في

١٧٧٠- حضرت سعید بن جبیر ؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے کہا: اے ابو العباس! مجھے تعجب ہے کہ اصحاب رسول' رسول اللہ ﷺ کے احرام کے بارے میں اختلاف کرتے ہیں کہ آپ نے کس وقت احرام باندھا تھا۔ انہوں نے کہا: میں اس بارے میں سب سے زیادہ باخبر ہوں۔ دراصل آپ نے چونکہ ایک ہی حج کیا ہے تو اس وجہ سے اختلاف ہوا ہے۔ آپ حج کی نیت سے روانہ ہوئے۔ جب آپ نے اپنی مسجد میں یعنی ذوالحلیفہ میں دو رکعتیں پڑھ لیں تو آپ نے اپنی اسی مجلس میں نیت فرمائی اور ان دو رکعتوں سے فارغ ہونے کے بعد حج کا تلبیہ کہا۔ پس کچھ لوگوں

---

١٧٧٠- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ٢٦٠ عن يعقوب بن إبراهيم بن سعد به ✽ خصيف ضعيف مشهور.

مَسْجِدِهِ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْهِ أَوْجَبَ فِي مَجْلِسِه، فَأَهَلَّ بالْحَجِّ حِينَ فَرَغَ مِنْ رَكْعَتَيْهِ، فَسَمِعَ ذَلِكَ مِنْهُ أَقْوَامٌ فَحَفِظَتْهُ عَنْهُ ثُمَّ رَكِبَ فَلَمَّا اسْتَقَلَّتْ بِهِ نَاقَتُهُ أَهَلَّ، وَأَدْرَكَ ذَلِكَ مِنْهُ أَقْوَامٌ، وَذٰلِكَ أَنَّ النَّاسَ إِنَّمَا كَانُوا يأْتُونَ أَرْسَالًا فَسَمِعُوهُ حِينَ اسْتَقَلَّتْ بِهِ نَاقَتُهُ يُهِلُّ فَقَالُوا: إِنَّمَا أَهَلَّ رَسُولُ الله ﷺ حِينَ اسْتَقَلَّتْ بِهِ نَاقَتُهُ، ثُمَّ مَضَى رَسُولُ الله ﷺ فَلَمَّا عَلَا عَلَىٰ شَرَفِ الْبَيْدَاءِ أَهَلَّ، وَأَدْرَكَ ذٰلِكَ مِنْهُ أَقْوَامٌ فَقَالُوا: إِنَّمَا أَهَلَّ حِينَ عَلَا عَلَىٰ شَرَفِ الْبَيْدَاءِ، [قَالَ سعيد:] وَايْمُ اللهِ! لَقَدْ أَوْجَبَ في مُصَلَّاهُ، وَأَهَلَّ حِينَ اسْتَقَلَّتْ بِهِ نَاقَتُهُ، وَأَهَلَّ حينَ عَلَا عَلَىٰ شَرَفِ الْبَيْدَاءِ. قالَ سَعِيدٌ: فَمَنْ أَخذَ بِقَوْلِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَهَلَّ في مُصَلَّاهُ إذَا فَرَغَ مِنْ رَكْعَتَيْهِ.

نے اس وقت سن لیا اور اسے یاد رکھا۔ پھر آپ اپنی سواری پر سوار ہو گئے۔ جب آپ کی اونٹنی آپ کو لے کر کھڑی ہوئی تو آپ نے تلبیہ کہا' کچھ لوگوں نے اس کو پایا۔ درحقیقت لوگ گروہ درگروہ آپ کے پاس آ رہے تھے تو جنہوں نے آپ کو اونٹنی پر بیٹھے ہوئے تلبیہ پکارتے سنا' انہوں نے یہی سمجھا کہ آپ نے اونٹنی پر بیٹھنے کے بعد' جب وہ کھڑی ہوئی ہے' تلبیہ کہا ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ چل دیے اور جب میدان بیداء کی بلندی پر پہنچے تو آپ نے تلبیہ کہا۔ کچھ لوگوں نے اس کو پایا تو انہوں نے کہا کہ آپ نے بیداء کی بلندی پر پہنچ کر تلبیہ کہا۔ (سعید نے کہا) قسم اللہ کی! آپ نے اپنی جائے نماز ہی پر تلبیہ کہا تھا۔ پھر جب آپ کی اونٹنی آپ کو لے کر کھڑی ہوئی تو تلبیہ کہا۔ اور جب میدان بیداء کی بلندی پر پہنچی تو آپ نے تلبیہ کہا۔ سعید بن جبیر نے کہا کہ جو لوگ حضرت ابن عباس ؓ کے بیان پر عمل پیرا ہیں وہ اپنی دو رکعتوں کے بعد جائے نماز ہی سے تلبیہ شروع کر دیتے ہیں۔

توضیح: [أَهَلَّ] کے معنی ہیں (اپنی آواز بلند کی) یعنی [لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ] باآواز بلند پکارا۔ اور احرام کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ خیال رہے یہ حدیث ضعیف ہے۔ شیخ البانی نے بھی اسے ''الضعیفہ'' میں درج کیا ہے۔ لیکن علامہ احمد شاکر ؒ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ ② اس روایت میں ذوالحلیفہ میں جو دو رکعتیں پڑھنے کا ذکر ہے' جس کے بعد آپ نے حج کے لیے تلبیہ پکارا' اس سے مراد نمازِ ظہر کی دو رکعت (نمازِ قصر) ہے' جیسا کہ صحیح مسلم (حدیث:۱۲۴۳) اور سنن نسائی (حدیث:۲۷۵۶) میں صراحت ہے۔ اس لیے اس کے آخر میں حضرت سعید بن جبیر کے قول سے احرام کے وقت دو رکعت پڑھنے کا اثبات مترشح ہو رہا ہے' وہ صحیح نہیں۔ کیونکہ نبی ﷺ سے اس کا کوئی واضح ثبوت نہیں۔

١٧٧١- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ،

۱۷۷۱- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے کہا: تم لوگ

١٧٧١ـ تخريج: أخرجه البخاري، الحج، باب الإهلال عند مسجد ذي الحليفة، ح:١٥٤١، ومسلم، الحج، ◄◄

عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قال: بَيْدَاؤُكُم هَذِهِ الَّتِي تَكْذِبُونَ عَلَىٰ رَسُولِ الله ﷺ فِيهَا ما أَهَلَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَّا مِنْ عِنْدِ المَسْجِدِ: يَعْنِي مَسْجِدَ ذِي الْحُلَيْفَةِ.

اس میدان بیداء کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کے متعلق غلط کہتے ہو۔ آپ نے تو مسجد ہی کے پاس تلبیہ پکارنا شروع کر دیا تھا...... یعنی ذوالحلیفہ کی مسجد کے پاس سے۔

**فوائد و مسائل:** ① حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا مقصد اس بات کی نفی کرنا ہے جو بعض نے بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے تلبیہ بیداء کے مقام پر پکارا تھا بلکہ آپ نے اس کا آغاز مسجد ذوالحلیفہ ہی سے کر دیا تھا۔ ② رسول اللہ ﷺ کے دور میں ذوالحلیفہ کے مقام پر کوئی باقاعدہ مسجد نہ تھی۔ احادیث میں لغوی معنی مراد ہیں۔ یعنی جس جگہ آپ نے نماز پڑھی' یہاں اس وقت ایک درخت بھی تھا۔ باقاعدہ تعمیر بعد کے کسی دور میں ہوئی ہے۔

١٧٧٢- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ المَقْبُرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ جُرَيْجٍ أَنَّهُ قَالَ لِعَبْدِ اللهِ بنِ عُمَرَ: يَاأَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ! رَأَيْتُكَ تَصْنَعُ أَرْبَعًا لَمْ أَرَ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِكَ يَصْنَعُهَا، قَالَ: مَا هُنَّ يَاابْنَ جُرَيْجٍ؟ قَالَ: رَأَيْتُكَ لا تَمَسُّ مِنَ الأَرْكَانِ إِلَّا الْيَمَانِيَّيْنِ، وَرَأَيْتُكَ تَلْبَسُ النِّعَالَ السِّبْتِيَّةَ، وَرَأَيْتُكَ تَصْبَغُ بالصُّفْرَةِ، وَرَأَيْتُكَ إِذَا كُنْتَ بِمَكَّةَ أَهَلَّ النَّاسُ إِذْ رَأَوُا الْهِلَالَ، وَلَمْ تُهِلَّ أَنْتَ حَتَّى كَانَ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ! فَقال عَبْدُ الله بنُ عُمَرَ: أَمَّا الأَرْكَانُ فإِنِّي لَمْ أَرَ رَسُولَ الله ﷺ يَمَسُّ

۱۷۷۲- حضرت عبید بن جریج کہتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! میں آپ کو چار کام کرتے دیکھتا ہوں' آپ کا کوئی ساتھی یہ نہیں کرتا۔ انہوں نے کہا: اے ابن جریج! وہ کیا ہیں؟ انہوں نے کہا: میں نے آپ کو دیکھا ہے کہ آپ (دوران طواف میں) بیت اللہ کے صرف دو کونوں [يَمَانِيَّين] (حجر اسود اور رکن یمانی) کو ہاتھ لگاتے ہیں اور آپ کو دیکھا ہے کہ آپ ایسے چمڑے کی جوتی پہنتے ہیں جس پر بال نہیں ہوتے۔ اور آپ کو دیکھا ہے کہ زرد رنگ استعمال کرتے ہیں۔ (کپڑوں میں یا بالوں میں بطور خضاب کے) اور میں نے آپ کو دیکھا ہے کہ جب آپ مکہ میں ہوں تو لوگ چاند دیکھتے ہی احرام باندھ



◄◄ باب أمر أهل المدينة بالإحرام من عند مسجد ذي الحليفة، ح: ١١٨٦ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٣٣٣.

**١٧٧٢ـ تخريج:** أخرجه البخاري، الوضوء، باب غسل الرجلين في النعلين ولا يمسح على النعلين، ح: ١٦٦، ومسلم، الحج، باب بيان أن الأفضل أن يحرم حين تنبعث به راحلته . . . الخ، ح: ١١٨٧ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٣٣٣.

إِلَّا الْيَمَانِيَّيْنِ، وَأَمَّا النِّعَالُ السِّبْتِيَّةُ فَإِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَلْبَسُ النِّعَالَ الَّتِي لَيْسَ فِيهَا شَعْرٌ وَيَتَوَضَّأُ فِيهَا، فَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَلْبَسَهَا، وَأَمَّا الصُّفْرَةُ فَإِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَصْبَغُ بِهَا فَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَصْبَغَ بِهَا، وَأَمَّا الْإِهْلَالُ فَإِنِّي لَمْ أَرَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يُهِلُّ حَتَّى تَنْبَعِثَ بِهِ رَاحِلَتُهُ.

لیتے ہیں مگر آپ آٹھویں ذوالحجہ کو احرام باندھتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے جواب دیا: جہاں تک (دوران طواف میں) ارکان کو چھونے کا تعلق ہے تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ صرف دونوں یمانی ارکان ہی کو چھوتے تھے۔ (حجر اسود اور رکن یمانی کو۔) اور بے بال چمڑے کے جوتے ...... تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ کا جوتا ایسے چمڑے کا ہوتا تھا جس پر بال نہ ہوتے تھے اور آپ اس میں وضو (بھی) کر لیا کرتے تھے تو میں ایسے ہی جوتے پہننا پسند کرتا ہوں۔ اور رہا زرد رنگ ...... تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ اس سے رنگتے تھے لہٰذا میں بھی اس سے رنگنا پسند کرتا ہوں۔ رہا احرام اور تلبیہ ...... تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو نہیں دیکھا کہ آپ اپنی سواری کے کھڑی ہونے سے پہلے تلبیہ پکارتے ہوں۔

فائدہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے ہر ہر عمل کو سنت رسول ﷺ کے تابع رکھا ہوا تھا۔ اور یہی دین وشریعت ہے۔ اور آٹھویں ذوالحجہ کو احرام باندھنے کا عمل اور ان کا جواب اس قیاس واجتہاد پر مبنی ہے کہ نبی علیہ السلام میقات میں سفر حج شروع کرنے سے پہلے احرام یا تلبیہ نہ پکارتے تھے بلکہ بالکل آخری وقت میں کہتے جب اس سے چارہ نہ ہوتا۔

١٧٧٣- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ الظُّهْرَ بِالْمَدِينَةِ أَرْبَعًا، وَصَلَّى الْعَصْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ بَاتَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ حَتَّى

۱۷۷۳- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینے میں ظہر کی نماز چار رکعت ادا فرمائی اور ذوالحلیفہ میں عصر کی دو رکعتیں پڑھیں اور یہیں رات گزاری حتی کہ صبح ہو گئی۔ پھر جب آپ اپنی سواری پر سوار ہوئے اور وہ آپ کو لے کر سیدھی کھڑی ہو گئی تو آپ نے تلبیہ پکارا۔

**١٧٧٣ـ تخريج:** أخرجه البخاري، الحج، باب من بات بذي الحليفة حتى أصبح، ح:١٥٤٦ من حديث ابن جريج به، ورواه مسلم، ح:٦٩٠ من طريق آخر عن أنس به.

أَصْبَحَ، فَلَمَّا رَكِبَ رَاحِلَتَهُ وَاسْتَوَتْ بِهِ أَهَلَّ.

فائدہ: قصر نماز سفر شروع ہونے کے بعد ہی پڑھی جاتی ہے اور ذوالحلیفہ آپ کے سفر کی پہلی منزل تھی اور یہی اہل مدینہ کی میقاتِ احرام ہے اور نبی ﷺ نے یہیں دوسرے دن ظہر کی نماز کے بعد احرام باندھا اور تلبیہ پکارنا شروع کیا۔ اس حدیث سے واضح ہے کہ نبی ﷺ نے احرام کی دو رکعتیں نہیں پڑھیں۔ اگلی روایت میں اس کی مزید وضاحت ہے۔

١٧٧٤- **حَدَّثَنا** أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حدَّثنا رَوْحٌ: حدثنا أَشْعَثُ عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ رَكِبَ رَاحِلَتَهُ، فَلَمَّا عَلَا عَلَىٰ جَبَلِ الْبَيْدَاءِ أَهَلَّ.

۱۷۷۴- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھی' پھر اپنی سواری پر سوار ہوئے اور جب میدان بیداء کے ریتلے ٹیلے کی بلندی پر پہنچے تو آپ نے تلبیہ پکارا۔

١٧٧٥- **حَدَّثَنا** مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: أَخْبَرَنَا وَهْبٌ يَعْنِي ابْنَ جَرِيرٍ: حَدَّثَنا أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْحَاقَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قالَتْ: قَالَ سَعْدُ بْنُ أبي وَقَّاصٍ: كَانَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ إِذَا أَخَذَ طَرِيقَ الْفُرْعِ أَهَلَّ إِذَا اسْتَقَلَّتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ، فَإِذَا أَخَذَ طَرِيقَ أُحُدٍ أَهَلَّ إِذَا أَشْرَفَ عَلَىٰ جَبَلِ الْبَيْدَاءِ.

۱۷۷۵- جناب سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ جب [فُرع] کی راہ اختیار کرتے تو اس وقت تلبیہ پکارنا شروع کرتے جب آپ کی سواری آپ کو لے کر سیدھی کھڑی ہو جاتی۔ اور جب اُحد کی راہ سے چلنے لگتے تو اس وقت تلبیہ کہتے جب بیداء کے ٹیلے پر چڑھتے۔

## (المعجم ٢٢) - باب الْاِشْتِرَاطِ فِي الْحَجِّ (التحفة ٢٢)

## باب: ۲۲- حج میں شرط کرنا



---

١٧٧٤ـ **تخريج**: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، مناسك الحج، باب البيداء، ح: ٢٦٦٣ من حديث أشعث به، وهو في مسند أحمد: ٣/ ٢٠٧، وللحديث شواهد * الحسن البصري عنعن.

١٧٧٥ـ **تخريج**: [إسناده ضعيف] أخرجه أبويعلى، ح: ٨١٨، والبيهقي: ٥/ ٣٨، ٣٩ من حديث وهب بن جرير به * محمد بن إسحاق مدلس ولم يصرح بالسماع.

١٧٧٦- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ عَنْ هِلَالِ بْنِ خَبَّابٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ ضُبَاعَةَ بِنْتَ الزُّبَيْرِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، أَتَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنِّي أُرِيدُ الحَجَّ [أ]أَشْتَرِطُ؟ قال: «نَعَمْ»، قالَتْ: فَكَيْفَ أَقُولُ؟ قال: «قُولِي: لَبَّيْكَ! اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ! وَمَحِلِّي مِنَ الأَرْضِ حَيْثُ حَبَسْتَني».

١٧٧٦- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ (امّ حکیم) ضُباعہ بنت الزبیر بن عبد المطلب ؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں حج کا ارادہ رکھتی ہوں تو (کیا) شرط کر لوں؟ فرمایا: ”ہاں!“ کہنے لگیں: تو کیسے کہوں؟ فرمایا: ”کہو: [لبيك! اللّٰهم لبيك...... میں راستے میں وہیں حلال ہو جاؤں گی جہاں تو مجھے روک لے گا۔“

فوائد ومسائل: ① سیدہ ضباعہ ؓ رسول اللہ ﷺ کی چچازاد بہن ہیں اور ان کی کنیت ام حکیم ہے۔ ② اگر انسان کو کوئی ایسا مرض لاحق ہو جو سفر اور اعمال حج کے لیے رکاوٹ بن سکتا ہو تو مندرجہ بالا انداز میں شرط کر کے احرام باندھ سکتا ہے اور جہاں رکاوٹ ہو جائے حلال ہو سکتا ہے اور دوبارہ اس حج یا عمرے کی قضا لازم نہ ہوگی۔ تاہم صاحب استطاعت کے لیے قضا ضروری ہوگی۔ واللہ اعلم۔ ③ سیدہ ضباعہ بنت زبیر ؓ نے یہ شرط تو لگائی تھی مگر رکاوٹ پیش نہ آئی تھی اور انہوں نے حج پورا کر لیا تھا۔

## (المعجم ٢٣) - بَابٌ: فِي إِفْرَادِ الْحَجِّ (التحفة ٢٣)

## باب: ٢٣- حج اِفراد کے احکام ومسائل

١٧٧٧- حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ: حَدَّثَنا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَفْرَدَ الْحَجَّ.

١٧٧٧- حضرت عائشہ ؓ روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حج اِفراد کیا تھا۔

فوائد ومسائل: ① حج کے لیے احرام اور نیت کے تین انداز مشروع ہیں: ایک یہ کہ انسان احرام باندھتے ہوئے

---

١٧٧٦ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في الإشتراط في الحج، ح: ٩٤١ من حديث عباد بن العوام به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في مسند أحمد: ٦/ ٣٦٠، ورواه مسلم، ح: ١٢٠٨ من حديث عكرمة عن ابن عباس به.

١٧٧٧ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحج، باب بيان وجوه الإحرام ... الخ، ح: ١٢١١/ ١٢٢ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٣٣٥.

صرف اور صرف حج کی نیت کرے۔ اس صورت میں انسان اعمال حج مکمل ہونے تک احرام ہی میں رہتا ہے۔ اسے ''حجِ إفراد'' (ہمزہ کے کسرہ کے ساتھ) کہتے ہیں یعنی مفرد حج۔ دوسری صورت یہ ہے کہ حج اور عمرہ کی اکٹھی نیت ہو۔ اس صورت میں حاجی پہلے عمرہ کرتا ہے اس کے بعد احرام کی حالت میں رہتا ہے یہاں تک کہ حج کے اعمال پورے کر لے۔ اس کو ''حج قِران'' (قاف کے کسرہ کے ساتھ) کہتے ہیں یعنی حج اور عمرے کو ملا کر ادا کیا۔ تیسری صورت یہ ہے کہ حاجی پہلے عمرہ کی نیت سے احرام باندھے۔ مکہ پہنچ کر عمرہ کے اعمال مکمل کر کے حلال ہو جائے اور پھر ۸ ذوالحجہ کو دوبارہ حج کے لیے احرام باندھے اور حج کے اعمال پورے کرے۔ اس نوعیت کو ''حج تمتع'' کہتے ہیں یعنی ایک ہی سفر میں حج کے ساتھ عمرے کا فائدہ بھی حاصل کر لیا۔ سب سے افضل حج تمتع ہی ہے۔ اگر قربانی ساتھ لے کر جائے تو قِران ہوگا۔ اور حج افراد بھی ہر طرح سے جائز ہے۔ (قربانی سمیت یا قربانی کے بغیر) رسول اللہ ﷺ کا حج قِران تھا جبکہ صحابہ میں افراد والے بھی تھے اور تمتع والے بھی۔ ② اس معنی کی احادیث میں نبی ﷺ کے ابتدائے عمل کا بیان ہے۔ قِران کی نیت آپ نے بعد میں فرمائی تھی۔ کچھ محدثین اس طرح کہتے ہیں کہ آپ شروع ہی سے ''قارن'' تھے۔ مگر چونکہ [قَارِن] کو اجازت ہوتی ہے کہ کسی وقت [لَبَّيْكَ بِحَجَّةٍ] کسی وقت [لَبَّيْكَ بِعُمْرَةٍ] اور کسی وقت [لَبَّيْكَ بِحَجَّةٍ وَّعُمْرَةٍ] کہے اس لیے صحابہ کرام ؓ نے نبی ﷺ کی زبان سے جو سنا بیان کیا۔ اس میں تعارض والی کوئی بات نہیں۔ (مرعاة المفاتيح-شرح حديث:٢٥٦٩)

١٧٧٨- حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ؛ ح: وَحَدَّثَنا مُوسَى ابْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ يَعْني ابنَ سَلَمَةَ؛ ح: وَحَدَّثَنا مُوسَىٰ: حَدَّثَنا وُهَيْبٌ عَنْ هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ مُوَافِينَ هِلَالَ ذِي الْحِجَّةِ، فَلَمَّا كَانَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ قالَ: «مَنْ شَاءَ أَنْ يُهِلَّ بِحَجٍّ فَلْيُهِلَّ، وَمَنْ شَاءَ أَنْ يُهِلَّ بِعُمْرَةٍ فَلْيُهِلَّ بِعُمْرَةٍ» قال مُوسَىٰ فِي حَدِيثِ وُهَيْبٍ: «فَإِنِّي لَوْلَا أَنِّي أَهْدَيْتُ لَأَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ».

١٧٧٨- حضرت عائشہ ؓ بیان فرماتی ہیں کہ ذوالحجہ کا چاند آنے پر ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے۔ جب ذوالحلیفہ مقام پر آئے تو آپ نے فرمایا: ''جو حج کا احرام باندھنا چاہتا ہے باندھ لے اور جو چاہے عمرے کی نیت کر لے۔'' ...... موسیٰ بن اسمٰعیل نے وہیب کی روایت میں بیان کیا کہ ...... (آپ نے فرمایا:) ''میں نے اگر قربانی ساتھ نہ لی ہوتی تو عمرے کا احرام باندھتا۔'' اور حماد بن سلمہ کی روایت میں کہا: ...... ''اور میں حج کا احرام باندھ رہا ہوں کیونکہ میرے ساتھ قربانی ہے۔'' آگے روایت بیان کرنے میں سب راوی متفق ہیں۔ (عائشہ ؓ کہتی ہیں کہ) میں ان افراد میں سے تھی جنہوں

---

١٧٧٨- تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي، مناسك الحج، باب إفراد الحج، ح:٢٧١٨ من حديث حماد بن زيد به، ورواه البخاري، ح:٣١٧، ومسلم، ح:١٢١١/ ١١٥-١١٧ من حديث هشام بن عروة به مطولاً.

وَقال في حَدِيثِ حَمَّادِ بنِ سَلَمَةَ: «وَأَمَّا أَنَا فأُهِلُّ بالْحَجِّ فإِنَّ مَعي الْهَدْيَ»، ثُمَّ اتَّفَقُوا، فكُنْتُ فِيمَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ، فَلمَّا كَانَ في بَعْضِ الطَّرِيقِ حِضْتُ، فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ الله ﷺ وَأَنَا أَبْكِي، فَقال: «ما يُبْكِيكِ؟» قُلْتُ: وَدِدْتُ أَنِّي لَمْ أَكُنْ خَرَجْتُ الْعَامَ، قال: «ارْفُضي عُمْرَتَكِ وَانْقُضِي رَأْسَكِ وَامْتَشِطِي». قال مُوسَى: «وَأَهِلِّي بالحَجِّ»، وقال سُلَيْمانُ: «وَاصْنَعِي مَا يَصْنَعُ المُسْلِمُونَ في حَجِّهِمْ»، فَلمَّا كَانَ لَيْلَةُ الصَّدْرِ أَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ فَذَهَبَ بِهَا إِلَى التَّنْعِيمِ. زَادَ مُوسَى: فأَهَلَّتْ بِعُمْرَةٍ مكَانَ عُمْرَتِهَا وَطَافَتْ بالْبَيْتِ، فَقَضَى اللهُ عُمْرَتَهَا وَحَجَّهَا. قَالَ هِشَامٌ: وَلم يَكُنْ في شَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ هَدْيٌ.

نے عمرے کا احرام باندھا' پھر راستے میں ایک جگہ مجھے حیض شروع ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف لائے اور میں رو رہی تھی۔ آپ نے پوچھا: کیوں رو رہی ہو؟ میں نے کہا: میں چاہتی ہوں کہ اس سال نہ آئی ہوتی (تو اچھا تھا۔) آپ نے فرمایا: ''اپنا عمرہ چھوڑ دو' اپنے بال کھول لو اور کنگھی کر لو۔'' موسیٰ نے کہا: ''اور حج کی نیت کر لو......'' اور سلیمان نے کہا...... ''اور اسی طرح کرو جیسے کہ مسلمان اپنے حج میں کرتے ہیں۔'' الغرض جب (حج سے) واپسی کی رات آئی' تو رسول اللہ ﷺ نے عبد الرحمٰن (ابن ابی بکر ؓ یعنی عائشہ کے بھائی) کو حکم دیا' تو وہ انہیں تنعیم لے گئے ...... موسیٰ نے مزید کہا...... پس انہوں نے عمرے کا احرام باندھا۔ یعنی اپنے پہلے عمرے کے بدلے' پھر بیت اللہ کا طواف کیا۔ الغرض اللہ نے ان کا عمرہ اور حج پورا کرا دیا۔ ہشام کہتے ہیں...... اس صورت میں کوئی ہدی (فدیہ وغیرہ) نہ ہوا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: زَادَ مُوسٰى فِي حَدِيثِ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ: فَلَمَّا كَانَتْ لَيْلَةُ الْبَطْحَاءِ طَهُرَتْ عَائِشَةُ.

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ موسیٰ نے حماد بن سلمہ کی روایت میں مزید کہا: پھر جب بطحاء کی رات آئی (یعنی منیٰ میں اقامت کی رات) تو حضرت عائشہ ؓ پاک ہو گئی تھیں۔

**فوائد ومسائل:** ① حضرت عائشہ ؓ کو حیض کی کیفیت مکہ کے قریب وادئ سرف میں لاحق ہوئی۔ ② ایسی صورت میں عورت کو عمرے کی نیت کو حج میں بدل لینا چاہیے۔

**١٧٧٩- حَدَّثَنا** الْقَعْنَبِيُّ عَبْدُ اللهِ بْنُ

١٧٧٩- ام المؤمنین حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی

**١٧٧٩ـ تخريج:** أخرجه البخاري، الحج، باب التمتع والقران والإفراد بالحج . . . الخ، ح: ١٥٦٢، ومسلم، الحج، باب بيان وجوه الإحرام . . . الخ، ح: ١٢١١/ ١١٨ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٣٣٥.

مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الأَسْوَدِ مُحمَّدِ ابنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ نَوْفَلٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ الله ﷺ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ، فَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِحَجٍّ وَعُمْرَةٍ، وَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بالْحَجِّ، وَأَهَلَّ رَسُولُ الله ﷺ بالْحَجِّ، وَأَمَّا مَنْ أَهَلَّ بالحجِّ أوْ جَمَعَ الحجَّ وَالْعُمْرَةَ فلَمْ يَحِلُّوا حَتَّى كَانَ يَوْمُ النَّحْرِ.

ہیں کہ ہم حجۃ الوداع کے سال رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے۔ ہم میں سے بعض نے عمرے کا احرام باندھا' بعض نے حج اور عمرے کا اور بعض نے صرف حج کا جب کہ رسول اللہ ﷺ نے حج کا احرام باندھا تھا۔ تو جنہوں نے حج یا حج اور عمرے کا احرام باندھا تھا وہ قربانی کے دن (یوم النحر '۱۰ ذوالحجہ) تک حلال نہ ہوئے۔

١٧٨٠- حَدَّثَنا ابنُ السَّرْحِ: أَخْبَرَنَا ابنُ وَهْبٍ: أَخْبَرني مَالِكٌ عَنْ أَبِي الأَسْوَدِ بإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ. زَادَ: فَأَمَّا مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ فأَحَلَّ.

۱۷۸۰- مالک نے ابوالاسود سے اپنی سند سے اسی کے مثل بیان کیا اور یہ مزید کہا: اور جنہوں نے عمرے کا احرام باندھا تھا وہ حلال ہو گئے۔



١٧٨١- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ في حَجَّةِ الْوَدَاعِ فأَهْلَلْنَا بِعُمْرَةٍ، ثُمَّ قال رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيُهِلَّ بالحَجِّ مع الْعُمْرَةِ ثُمَّ لا يَحِلُّ حَتَّى يَحِلَّ مِنْهُمَا جَمِيعًا». فَقَدِمْتُ مَكَّةَ وَأَنَا حَائِضٌ وَلَمْ أَطُفْ بالْبَيْتِ وَلا بَيْنَ الصَّفَا وَالمَرْوَةِ،

۱۷۸۱- امّ المؤمنین حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ ہم حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے۔ ہم نے عمرے کا احرام باندھا۔ پھر آپ نے فرمایا: ''جس کے ساتھ ہدی ہے وہ عمرے کے ساتھ حج کا تلبیہ بھی کہے' اور وہ حلال نہیں ہو گا حتی کہ ان دونوں سے فارغ ہو۔'' سو میں مکہ آئی تو حیض کی کیفیت میں تھی۔ میں نے بیت اللہ کا طواف نہیں کیا اور نہ صفا مروہ کی سعی کی۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کی شکایت کی' تو آپ نے فرمایا: ''اپنا سر کھول لو' کنگھی کر لو اور حج کا احرام

---

١٧٨٠ـ **تخريج**: متفق عليه، انظر الحديث السابق.

١٧٨١ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الحج، باب: كيف تهل الحائض والنفساء؟، ح:١٥٥٦ عن القعنبي به، ومسلم، الحج، باب بيان وجوه الاحرام . . . الخ، ح:١٢١١ عن مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٤١١ مختصرًا، (رواية أبي مصعب الزهري، ح:١٣٠٣، ورواية عبدالرحمٰن بن القاسم، ح:٣٨).

فَشَكَوْتُ ذٰلِكَ إِلَىٰ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَ: «انْقُضِي رَأْسَكِ وَامْتَشِطِي وَأَهِلِّي بِالْحَجِّ وَدَعِي الْعُمْرَةَ». قَالَتْ: فَفَعَلْتُ. فَلَمَّا قَضَيْنَا الْحَجَّ أَرْسَلَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ إِلَى التَّنْعِيمِ فَاعْتَمَرْتُ، فَقَالَ: «هٰذِهِ مَكَانُ عُمْرَتِكِ». قَالَتْ: فَطَافَ الَّذِينَ أَهَلُّوا بِالْعُمْرَةِ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ حَلُّوا ثُمَّ طَافُوا طَوَافًا آخَرَ بَعْدَ أَنْ رَجَعُوا مِنْ مِنًى لِحَجِّهِمْ، وَأَمَّا الَّذِينَ كَانُوا جَمَعُوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَإِنَّمَا طَافُوا طَوَافًا وَاحِدًا.

باندھ لو اور عمرہ چھوڑ دو۔'' فرماتی ہیں: چنانچہ میں نے ایسے ہی کیا۔ پھر جب ہم نے حج پورا کر لیا تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے (میرے بھائی) عبدالرحمٰن بن ابی بکر ؓ کے ساتھ تنعیم بھیجا اور میں نے عمرہ کیا۔ اور آپ نے فرمایا: ''یہ تیرے اس عمرے کے بدلے ہے۔'' وہ بیان کرتی ہیں کہ (مکہ پہنچنے کے بعد) جن لوگوں نے عمرے کا احرام باندھ رکھا تھا انہوں نے بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا مروہ کی سعی کی اور پھر حلال ہو گئے۔ ان لوگوں نے منیٰ سے واپسی کے بعد حج کے لیے ایک اور طواف کیا (طواف افاضہ/زیارہ) مگر جن لوگوں نے حج اور عمرے کا اکٹھے احرام باندھا تھا (حج قران کا) تو انہوں نے صرف ایک ہی طواف کیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ إِبراهِيمُ بْنُ سَعْدٍ وَمَعْمَرٌ عَنِ ابنِ شِهَابٍ نَحْوَهُ، لَمْ يَذْكُرُوا طَوَافَ الَّذِينَ أَهَلُّوا بِعُمْرَةٍ وَطَوَافَ الَّذِينَ جَمَعُوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ اسے ابراہیم بن سعد اور معمر نے ابن شہاب سے اسی کی مانند روایت کیا ہے۔ ان لوگوں نے عمرہ کا احرام باندھنے والوں یا حج اور عمرہ کا اکٹھا احرام باندھنے والوں کے طواف کا ذکر نہیں کیا۔

فائدہ: [قارن] کو رخصت ہے کہ دسویں تاریخ کے طواف (زیارہ/افاضہ) کے بعد صفا مروہ کی سعی نہ کرے بلکہ طواف قدوم کے ساتھ کی جانے والی سعی پر کفایت کر لے تو مباح ہے۔ [تمتّع] والا دو طواف اور دو سعی کرنے کا پابند ہے۔ یعنی ایک بار عمرے کے لیے اور دوسری بار حج کے لیے۔

١٧٨٢- حَدَّثَنا أَبُو سَلَمَةَ مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: لَبَّيْنَا بِالْحَجِّ حَتَّىٰ إِذَا كُنَّا بِسَرِفَ

۱۷۸۲- حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ ہم نے حج کا تلبیہ کہا حتی کہ جب ہم مقام سَرِف پر پہنچے تو مجھے حیض آ گیا۔ رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف لائے تو میں رو رہی تھی۔ آپ نے پوچھا: ''عائشہ! کیوں رو

١٧٨٢ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحج، باب بيان وجوه الإحرام .... الخ، ح: ١٢١/١٢١١ من حديث حماد ابن سلمة به.

حِضْتُ، فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَنَا أَبْكِي فَقَال: «ما يُبْكِيكِ يَاعَائِشَةُ؟!» فَقُلْتُ: حِضْتُ، لَيْتَنِي لم أَكُنْ حَجَجْتُ، فَقَال: «سُبْحَانَ اللهِ! إِنَّمَا ذٰلِكَ شَيْءٌ كَتَبَهُ اللهُ عَلَىٰ بَنَاتِ آدَمَ»، فَقَال: «انْسُكِي الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا غَيْرَ أن لَا تَطُوفِي بِالْبَيْتِ»، فَلَمَّا دَخَلْنَا مَكَّةَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ شَاءَ أَنْ يَجْعَلَهَا عُمْرَةً فَلْيَجْعَلْهَا عُمْرَةً إِلَّا مَنْ كان مَعَهُ الْهَدْيُ». قالَتْ: وَذَبَحَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ نِسَائِهِ الْبَقَرَ يَوْمَ النَّحْرِ، فَلَمَّا كَانَتْ لَيْلَةُ الْبَطْحَاءِ وَطَهُرَتْ عَائِشَةُ [رَضِيَ اللهُ عَنْهَا] قالَتْ: يَارَسُولَ اللهِ! أَتَرْجِعُ صَوَاحِبِي بِحَجٍّ وَعُمْرَةٍ وَأَرْجِعُ أَنَا بِالْحَجِّ؟، فَأَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أبي بَكْرٍ فَذَهَبَ بِهَا إِلَى التَّنْعِيمِ فَلَبَّتْ بِالْعُمْرَةِ.

رہی ہو؟'' میں نے کہا: مجھے حیض آ گیا ہے۔ کاش! میں حج کے لیے نہ آئی ہوتی۔ آپ نے فرمایا: ''سبحان اللہ! یہ تو ایسی چیز ہے جو اللہ نے آدم کی بیٹیوں پر لکھ دی ہے۔'' تب آپ نے فرمایا: ''حج کے تمام اعمال پورے کرو' صرف بیت اللہ کا طواف نہ کرنا۔'' چنانچہ جب ہم مکہ میں داخل ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو اپنے اس احرام کو عمرے کا بنانا چاہے بنا لے' سوائے اس کے جس کے پاس قربانی ہو۔'' حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قربانی کے دن اپنی ازواج کی طرف سے گائیں ذبح کیں اور جب بطحاء کی رات آئی اور عائشہ ؓ پاک ہوگئیں تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا میرے ساتھ والی حج اور عمرہ کر کے جائیں گی اور میں صرف حج کے ساتھ لوٹوں گی؟ تو رسول اللہ ﷺ نے عبد الرحمٰن بن ابی بکر ؓ کو حکم دیا وہ اسے تنعیم لے گئے اور اس (عائشہ) نے عمرے کا تلبیہ کہا۔

**فوائد ومسائل:** ① جس نے حج کا احرام باندھا ہو' اور قربانی ساتھ نہ ہو تو اسے جائز ہے کہ اپنے احرام کو عمرے کا احرام بنا لے۔ ② جو شخص مکہ میں ہوتے ہوئے عمرہ کرنا چاہے اسے قریب ترین میقات پر جا کر احرام باندھ کر آنا لازم ہے۔ سیدہ عائشہ ؓ کو تو ایک طبعی عارضہ لاحق ہو گیا تھا جس کی وجہ سے ان کا عمرہ رہ گیا تھا جس کا ان کو قلق تھا' اس کا ازالہ' ان کو تنعیم سے احرام بندھوا کر کرا دیا گیا' یوں ان کا عمرہ بھی ہو گیا۔ یہ خصوصی رعایت صرف حضرت عائشہ ؓ کے لیے تھی جس سے وہ عورتیں تو فائدہ اٹھا سکتی ہیں جو حضرت عائشہ کی طرح وہاں جا کر حائضہ ہو جائیں۔ لیکن عام لوگ جو مزید عمرہ کرنا چاہیں' وہ تنعیم (مسجد عائشہ) جا کر وہاں سے احرام باندھ کر آ کر عمرہ نہیں کر سکتے (جیسا کہ اکثر لوگ ایسا کرتے ہیں۔) البتہ وہ ذوالحلیفہ' قرن المنازل یا کسی بھی میقات سے احرام باندھ کر آئیں تو دوبارہ عمرہ کرنا صحیح ہوگا۔

١٧٨٣- حَدَّثَنَا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ:

۱۷۸۳- حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں: ہم

---

١٧٨٣ـ **تخريج:** أخرجه البخاري، الحج، باب التمتع والقران والإفراد بالحج... الخ، ح: ١٥٦١ عن عثمان بن أبي◀◀

حَدَّثَنا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إبراهِيمَ، عَنِ الأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ لَا نُرَى إِلَّا أَنَّهُ الحجُّ، فَلَمَّا قَدِمْنَا تَطَوَّفْنَا بِالْبَيْتِ، فأَمَرَ رَسُولُ الله ﷺ مَنْ لَمْ يَكُنْ سَاقَ الْهَدْيَ أَنْ يُحِلَّ، فأَحَلَّ مَنْ لَمْ يَكُنْ سَاقَ الْهَدْيَ.

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے' ہم صرف حج سمجھ رہے تھے۔ مگر جب ہم مکہ پہنچے اور بیت اللہ کا طواف کیا تو رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ جو شخص قربانی ساتھ نہیں لایا وہ حلال ہو جائے۔ چنانچہ وہ لوگ جو قربانیاں ساتھ نہیں لائے تھے' حلال ہو گئے۔

١٧٨٤- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ: حَدَّثَنا عُثْمانُ بْنُ عُمَرَ: أخبرنا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قَالَ: «لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي ما اسْتَدْبَرْتُ لَمَا سُقْتُ الْهَدْيَ».

۱۷۸۴- حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر مجھے اس بات کی خبر پہلے ہوتی جس کی بعد میں ہوئی ہے تو میں قربانی ساتھ لے کر نہ آتا۔''

قال مُحمَّدٌ: أَحْسَبُهُ قَالَ: «وَلَحَلَلْتُ مَعَ الَّذِينَ أَحَلُّوا مِنَ الْعُمْرَةِ». قَالَ: أَرَادَ أَن يَكُونَ أَمْرُ النَّاسِ وَاحِدًا.

محمد بن یحییٰ نے کہا: میرا خیال ہے کہ شیخ نے یہ بھی کہا: ''اور میں عمرے کے بعد حلال ہونے والوں کے ساتھ حلال ہو جاتا۔'' کہا: آپ کا ارادہ تھا کہ سب لوگ ایک ہی حال پر ہوں۔

فائدہ: دراصل جاہلیت میں لوگ حج کے ساتھ یا حج کے مہینوں میں عمرہ گناہ کا کام سمجھتے تھے تو اس پرانی روش کے بدلنے کے لیے یہ تاکیدی حکم دیا گیا تھا۔

١٧٨٥- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: أَقْبَلْنَا مُهِلِّينَ مَعَ رَسُولِ الله ﷺ بالحجِّ مُفْرَدًا وَأَقْبَلَتْ عَائِشَةُ مُهِلَّةً بِعُمْرَةٍ حَتَّى إِذَا

۱۷۸۵- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صرف حج (حج افراد) کی نیت سے چلے اور حضرت عائشہ ؓ نے عمرے کا احرام باندھا حتی کہ جب مقام سرف میں پہنچیں تو انہیں حیض آ گیا۔

◄◄ شيبة، ومسلم، الحج، باب بيان وجوه الإحرام . . . الخ، ح: ١٢١١/١٢٨ من حديث جرير بن عبدالحميد به.

**١٧٨٤ـ تخريج:** [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٢٤٧ عن عثمان بن عمر به، ورواه البخاري، ح: ٧٢٢٩ من حديث الزهري به.

**١٧٨٥ـ تخريج:** أخرجه مسلم، الحج، باب بيان وجوه الإحرام . . . الخ، ح: ١٢١٣ عن قتيبة به.

كَانَتْ بِسَرِفَ عَرَكَتْ حَتَّىٰ إذا قَدِمْنَا طُفْنَا بالْكَعْبَةِ وبالصَّفَا والمَرْوَةِ، فأَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يَحِلَّ مِنَّا مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ، قَالَ: فَقُلْنَا: حِلُّ مَاذَا؟ قال: «الْحِلُّ كُلُّهُ»، فَوَاقَعْنَا النِّسَاءَ وَتَطَيَّبْنَا بالطِّيبِ وَلَبِسْنَا ثِيَابَنَا وَلَيْسَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ عَرَفَةَ إلَّا أَرْبَعُ لَيَالٍ، ثُمَّ أَهْلَلْنَا يَوْمَ التَّرْوِيَةِ ثُمَّ دَخَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلىٰ عَائِشَةَ فَوجَدَهَا تَبْكِي فَقال: «مَا شَأْنُكِ؟» قالت: شَأْنِي أَنِّي قَدْ حِضْتُ وَقَدْ حَلَّ النَّاسُ وَلَمْ أَحْلِلْ وَلَمْ أَطُفْ بالْبَيتِ وَالنَّاسُ يَذْهَبُونَ إِلَى الحجِّ الآنَ. قال: «إنَّ هٰذَا أَمْرٌ كَتَبَهُ اللهُ عَلَىٰ بَنَاتِ آدَمَ فاغْتَسِلِي ثُمَّ أَهِلِّي بالحَجِّ»، فَفَعَلَتْ وَوَقَفَتِ الْمَواقِفَ حَتَّىٰ إذَا طَهُرَتْ طَافَتْ بالْبَيْتِ وَبالصَّفَا وَالمَرْوَةِ، ثُمَّ قال: «قَدْ حَلَلْتِ مِنْ حَجِّكِ وَعُمْرَتِكِ جَمِيعًا». قالَتْ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنِّي أَجِدُ فِي نَفْسِي إنِّي لَمْ أَطُفْ بالْبَيْتِ حِينَ حَجَجْتُ، قال: «فاذْهَبْ بِهَا يَاعَبْدَ الرَّحْمٰنِ! فأَعْمِرْهَا مِنَ التَّنْعِيمِ»، وَذَلِكَ لَيْلَةَ الحَصْبَةِ.

پھر جب ہم مکہ آئے اور کعبے کا طواف کیا اور صفا مروہ کی سعی کر لی تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم میں سے جس جس کے پاس قربانی نہیں ہے وہ حلال ہو جائے۔ ہم نے کہا: حلال ہونا کیسا؟ آپ نے فرمایا: ''پوری طرح سے حلال ہونا.....'' چنانچہ ہم اپنی ازواج سے ہم بستر بھی ہوئے' خوشبوئیں لگائیں اور اپنے عام کپڑے پہن لیے۔ حالانکہ ہمارے اور عرفہ جانے کے درمیان صرف چار راتیں باقی تھیں۔ پھر ہم نے آٹھویں تاریخ کو احرام باندھا' رسول اللہ ﷺ حضرت عائشہ ؓ کے ہاں آئے تو دیکھا کہ رو رہی ہیں۔ آپ نے پوچھا: ''تمہیں کیا ہوا ہے؟'' کہنے لگیں کہ مجھے حیض آ گیا ہے۔ لوگ حلال ہوئے' میں حلال نہیں ہوئی' اور نہ بیت اللہ کا طواف کیا اور اب وہ حج کے لیے جا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''یہ معاملہ تو اللہ نے آدم کی بیٹیوں پر لکھ دیا ہے۔ تم غسل کر لو اور حج کے لیے احرام باندھ لو۔'' چنانچہ انہوں نے ایسے ہی کیا اور حج کے تمام مقامات پر ٹھہریں حتیٰ کہ جب پاک ہو گئیں تو بیت اللہ کا طواف اور صفا مروہ کی سعی کی۔ پھر آپ نے فرمایا: ''تم اپنے حج اور عمرے سب سے حلال ہو گئی ہو۔'' کہنے لگیں: اے اللہ کے رسول! میرے دل میں حسرت ہے کہ میں نے جب حج کیا تو (ابتدا میں) طواف نہیں کر سکی۔ آپ نے فرمایا: ''اے عبدالرحمٰن ان کو لے جاؤ اور تنعیم سے عمرہ کرالاؤ۔'' اور یہ حصبہ کی رات تھی۔ (یعنی ایام تشریق کے بعد جس رات مدینہ کی طرف واپسی کے لیے بطحاء میں پڑاؤ ڈالا گیا تھا۔)

١٧٨٦- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ [ومُسَدَّدٌ قالا]: حَدَّثَنا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابنِ جُرَيْجٍ: أَخبرَني أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابرًا قَالَ: دَخَلَ النَّبيُّ ﷺ عَلَىٰ عَائِشَةَ، بِبَعْضِ هٰذِهِ الْقِصَّةِ. قَالَ عِنْدَ قَوْلِهِ: «وَأَهِلِّي بالْحَجِّ ثُمَّ حُجِّي وَاصْنَعِي مَا يَصْنَعُ الْحَاجُّ، غَيْرَ أَنْ لَا تَطُوفِي بالْبَيْتِ وَلا تُصَلِّي».

۱۷۸۶- ابوالزبیر کہتے ہیں کہ انہوں نے جابر ؓ سے سنا' کہتے تھے کہ نبی ﷺ حضرت عائشہ ؓ کے ہاں آئے۔ اوراس قصے کا کچھ حصہ بیان کیا...... اور [أَهِلِّيْ بِالْحَجِّ] ''حج کے لیے احرام باندھ لو'' کے بعد یہ فرمایا: ''پھر حج کرو اور وہ سب کچھ کرو جیسے حاجی کرتا ہے۔ صرف بیت اللہ کا طواف نہ کرنا اور نماز نہ پڑھنا۔''

١٧٨٧- حَدَّثَنا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ بْنِ مَزْيَدٍ: أخبرَني أَبي قَالَ: حدَّثنا الْأَوْزاعِيُّ: حَدَّثَني مَنْ سَمِعَ عَطَاءَ بْنَ أَبِي رَبَاحٍ: حَدَّثَني جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: أَهْلَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ بالْحَجِّ خَالِصًا لَا يُخَالِطُهُ شَيْءٌ، فَقَدِمْنَا مَكَّةَ لِأَرْبَعِ لَيَالٍ خَلَوْنَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ، فَطُفْنَا وَسَعَيْنَا، ثُمَّ أَمَرَنَا رَسُولُ الله ﷺ أَنْ نَحِلَّ وَقَالَ: «لَوْلَا هَدْيِي لَحَلَلْتُ»، ثُمَّ قامَ سُرَاقَةُ بنُ مَالِكٍ فَقال: يَارَسُولَ اللهِ! أَرَأَيْتَ مُتْعَتَنَا هٰذِه، أَلِعَامِنَا هٰذَا أَمْ لِلْأَبَدِ؟ فَقال رَسُولُ الله ﷺ: «بَلْ هِيَ لِلْأَبَدِ».

۱۷۸۷- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خالص حج کا احرام باندھا۔ اس میں کسی چیز کا اختلاط نہ تھا۔ پھر ذوالحجہ کی چار راتیں گزر جانے کے بعد ہم مکہ پہنچے۔ ہم نے طواف اور سعی کی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حلال ہونے کا حکم دے دیا اور فرمایا: ''اگر میرے ساتھ قربانی نہ ہوتی تو میں بھی حلال ہو جاتا۔'' پھر حضرت سراقہ بن مالک ؓ کھڑے ہوئے اور پوچھا: اے اللہ کے رسول! ہمارا یہ تمتع (حج کے ساتھ عمرہ کرنا) اسی سال کے لیے ہے یا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہے۔''

قال الْأَوْزاعِيُّ: سَمِعْتُ عَطَاءَ بنَ أَبِي رَبَاحٍ يُحَدِّثُ بِهذَا فَلَمْ أحفَظْهُ حَتَّىٰ

اوزاعی کہتے ہیں کہ میں نے عطاء بن ابی رباح کو یہ حدیث بیان کرتے سنا مگر میں یاد نہ رکھ سکا حتی کہ ابن

١٧٨٦ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، ح: ١٢١٣ب من حديث ابن جريج به، وانظر الحديث السابق.

١٧٨٧ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الاعتصام بالكتاب والسنة، باب: نهي النبي ﷺ على التحريم إلا ما تعرف إباحته . . . الخ، ح: ٧٣٦٧، ومسلم، ح: ١٢١٦ من حديث عطاء بن أبي رباح به، وانظر الحديث السابق.

لَقِيتُ ابنَ جُرَيْجٍ فأَثْبَتَهُ لِي.

جریج سے ملا تو انہوں نے مجھے یاد کرائی۔

فائدہ: حج کے دنوں میں یا حج کے ساتھ ہی عمرہ بغیر کسی اشکال کے جائز ہے جبکہ ایام جاہلیت میں اسے بہت بڑا گناہ سمجھا جاتا تھا۔

۱۷۸۸- حَدَّثَنا مُوسَى بْنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ عَطَاءِ ابْنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَدِمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَصْحَابُهُ لِأَرْبَعِ لَيَالٍ خَلَوْنَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ، فَلَمَّا طَافُوا بالْبَيْتِ وَبالصَّفَا وَالمَرْوَةِ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اجْعَلُوها عُمْرَةً إِلَّا مَنْ كانَ مَعَهُ الْهَدْيُ» فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ أَهَلُّوا بالحَجِّ، فَلَمَّا كانَ يَوْمُ النَّحْرِ قَدِمُوا فطَافُوا بالْبَيْتِ وَلم يَطُوفُوا بَيْنَ الصَّفَا وَالمَرْوَةِ.

۱۷۸۸- حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ (مکہ) پہنچے جبکہ ذی الحجہ کی چار راتیں گزر چکی تھیں۔ جب انہوں نے بیت اللہ کا طواف اور صفا مروہ کی سعی کر لی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسے عمرہ بنا لو سوائے اس کے جس کے ساتھ قربانی ہو۔'' سو جب آٹھویں تاریخ آئی تو ان لوگوں نے حج کا احرام باندھا اور پھر قربانی والے دن (دس ذوالحجہ کو) یہ لوگ مکہ آئے اور بیت اللہ کا طواف کیا مگر صفا مروہ کی سعی نہیں کی۔

۱۷۸۹- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ: حَدَّثَنا حَبِيبٌ يَعْني الْمُعَلِّمَ عَنْ عَطَاءٍ: حَدَّثَني جَابِرُ بْنُ عَبْدِاللهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَهَلَّ هُوَ وَأَصْحَابُهُ بالحَجِّ وَلَيْسَ مَعَ أَحَدٍ مِنْهُمْ يَوْمَئِذٍ هَدْيٌ إِلَّا النَّبِيُّ ﷺ وَطَلْحَةُ، وكانَ عَلِيٌّ رَضِيَ الله عَنْهُ قَدِمَ مِنَ الْيَمَنِ وَمَعَهُ الْهَدْيُ فَقَالَ: أَهْلَلْتُ بِمَا أَهَلَّ بِهِ رَسُولُ الله ﷺ، وَأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ أَصْحَابَهُ أَنْ

۱۷۸۹- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ نے حج کا احرام باندھا۔ اس دن نبی ﷺ اور طلحہ ؓ کے علاوہ کسی کے پاس قربانی نہ تھی۔ اور علی ؓ یمن سے آئے تھے اور وہ اپنے ساتھ قربانیاں لائے تھے۔ پس انہوں نے اس طرح نیت کی تھی: میں اسی طرح احرام باندھتا ہوں جیسے کہ رسول اللہ ﷺ نے احرام باندھا ہے۔ اور آپ نے اپنے صحابہ ؓ کو حکم دیا تھا کہ اپنے احرام کو عمرہ کا احرام بنالیں، طواف کریں (صفا مروہ کی سعی بھی کریں) پھر

۱۷۸۸ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۳/ ۳٦۲، والنسائي في الكبرى، ح: ٤١٧١ من حديث حماد بن سلمة به.

۱۷۸۹ـ تخريج: أخرجه البخاري، الحج، باب: تقضي الحائض المناسك كلها إلا الطواف بالبيت . . . الخ، ح: ١٦٥١ من حديث عبدالوهاب الثقفي به، وهو في مسند أحمد: ۳/ ۳۰٥.

يَجْعَلُوهَا عُمْرَةً: يَطُوفُوا ثُمَّ يُقَصِّرُوا وَيَحِلُّوا إِلَّا مَنْ كَانَ مَعَهُ الْهَدْيُ، فَقَالُوا: أَنَنْطَلِقُ إِلَى مِنًى وَذُكُورُنَا تَقْطُرُ؟! فَبَلَغَ ذَلِكَ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «لَوْ أَنِّي اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي ما اسْتَدْبَرْتُ ما أَهْدَيْتُ، وَلَوْلَا أَنَّ مَعِي الْهَدْيَ لَأَحْلَلْتُ».

بال کٹوا کر حلال ہو جائیں' سوائے اس کے جس کے ساتھ قربانی ہو۔ کچھ لوگوں نے کہا: تو کیا ہم منٰی کو اس حالت میں جائیں گے کہ ہمارے اعضائے تناسل منی ٹپکا رہے ہوں گے؟ رسول اللہ ﷺ کو یہ بات پہنچی تو آپ نے فرمایا: ''اگر مجھے یہ بات پہلے معلوم ہوتی جو بعد میں معلوم ہوئی تو میں قربانی ساتھ نہ لاتا اور اگر میرے ساتھ قربانی نہ ہوتی تو میں (بھی) حلال ہو جاتا۔''

فوائد ومسائل: ① صحابہ کرام ؓ خوب سمجھتے تھے کہ دین وشریعت رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اور پیروی کا نام ہے۔ اسی لیے حضرت علی ؓ نے احرام کی نیت میں یہ کہا کہ میرا احرام اور میری نیت وہی ہے جو رسول اللہ ﷺ کی ہے۔ ② اور دوسری بات (کہ ہم منٰی کو اس حالت میں جائیں...... ) کہنے کی وجہ یہ تھی کہ عبادت چونکہ انسان سے زہد ورغبت الی اللہ کا تقاضا کرتی ہے اور اعمال حج شروع ہونے میں دو دن باقی تھے تو انہیں کامل حلت' کچھ عجیب سی لگی۔ نیز رسول اللہ ﷺ خود بھی تو حلال نہیں ہوئے تھے۔ اور وہ رسول اللہ ﷺ کی پیروی کے شائق تھے۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے اپنی مجبوری کی وضاحت کر کے صحابۂ کرام کا اشکال دور فرما دیا۔



١٧٩٠- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ أَنَّ مُحمَّدَ بنَ جَعْفَرٍ حَدَّثَهُمْ عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «هَذِهِ عُمْرَةٌ اسْتَمْتَعْنَا بِهَا، فَمنْ لَم يَكُنْ عِنْدَهُ هَدْيٌ فَلْيَحِلَّ الْحِلَّ كُلَّهُ، وَقَدْ دَخَلَتِ الْعُمْرَةُ في الحَجِّ إلَى يَوْمِ الْقِيامَةِ».

١٧٩٠- حضرت ابن عباس ؓ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''یہ عمرہ ہے ہم نے اس کا فائدہ حاصل کیا ہے' سو جس کے ساتھ قربانی نہ ہو وہ حلال ہو جائے' پوری طرح حلال ہونا۔ اور قیامت تک کے لیے عمرہ حج میں داخل ہو گیا ہے۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا مُنْكَرٌ إِنَّمَا هُوَ قَوْلُ ابْنِ عَبَّاسٍ.

امام ابوداود کہتے ہیں: یہ روایت منکر ہے۔ یہ صرف ابن عباس ؓ کا قول ہے۔

فوائد ومسائل: ① امام ابن القیم ؒ فرماتے ہیں: امام ابوداود ؒ کا مذکورہ بالا حدیث کو ''منکر'' کہنا صحیح نہیں

١٧٩٠ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحج، باب جواز العمرة في أشهر الحج، ح: ١٢٤١ من حديث محمد بن جعفر به، وصححه البغوي في شرح السنة، ح: ١٨٨٦.

کیونکہ یہ مسئلہ صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ یہ جرح دراصل اگلی حدیث (۱۷۹۱) پر ہے۔ (عون المعبود) ② چونکہ قبل از اسلام لوگ ایام حج میں عمرہ کرنا کبیرہ گناہ سمجھتے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی ممانعت کرتے ہوئے شریعت اسلام کی بات تاکید کے ساتھ نافذ فرمائی۔

١٧٩١- حَدَّثَنا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَني أَبِي: حَدَّثَنا النَّهَّاسُ عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إذَا أَهَلَّ الرَّجُلُ بالحجِّ ثُمَّ قَدِمَ مَكَّةَ فَطَافَ بالْبَيْتِ وَبالصَّفَا وَالمَرْوَةِ فَقَدْ حَلَّ وَهِيَ عُمْرَةٌ».

۱۷۹۱- حضرت ابن عباس ؓ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”جب آدمی نے حج کا احرام باندھا پھر مکہ آیا' بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا مروہ کی سعی کر لی تو وہ حلال ہو گیا اور یہ عمرہ ہوگا۔“

قالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ ابنُ جُرَيجٍ عَنْ رَجُلٍ، عَنْ عَطَاءٍ: دَخَلَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ مُهِلِّينَ بالحجِّ خَالِصًا، فَجَعَلَهَا النَّبِيُّ ﷺ عُمْرَةً.

امام ابوداود کہتے ہیں: اس حدیث کو ابن جریج نے ایک شخص کے واسطے سے عطاء سے یوں روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ کے اصحاب صرف حج کا تلبیہ کہتے ہوئے (مکے میں) داخل ہوئے۔ پس نبی ﷺ نے اس کو عمرہ بنا دیا۔

١٧٩٢- حَدَّثَنا الحَسَنُ بنُ شَوْكَرٍ وَأَحْمَدُ بنُ مَنِيعٍ قَالَا: حَدَّثَنا هُشَيْمٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، قال ابنُ مَنِيعٍ: أَخْبَرَني يَزِيدُ بْنُ أبي زِيَادٍ المَعْنَى عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَهَلَّ النَّبِيُّ ﷺ بالْحَجِّ، فَلَمَّا قَدِمَ طَافَ بالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا والمَرْوَةِ. وَقال ابنُ شَوْكَرٍ: وَلم يُقَصِّرْ - [ثُمَّ] اتَّفَقَا- وَلم يَحِلَّ مِنْ أَجْلِ الْهَدْيِ،

۱۷۹۲- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے حج کا تلبیہ کہا۔ جب مکہ تشریف لائے اور بیت اللہ کا طواف اور صفا مروہ کی سعی کر لی...... ابن شوکر نے کہا...... اور آپ نے اپنے بال نہیں کتروائے...... پھر ابن شوکر اور احمد بن منیع دونوں نے کہا...... اور آپ اپنی قربانی کی وجہ سے حلال نہیں ہوئے۔ (لیکن) جن لوگوں کے ساتھ قربانی نہیں تھی' انہیں حکم دیا کہ طواف اور سعی کے بعد بال کتروا کر حلال ہو جائیں۔ ابن منیع کی



---

١٧٩١- تخريج: [إسناده ضعيف] ✽ نهاس يروي عن عطاء عن ابن عباس أشياء منكرة كما قال يحيى القطان (الكامل لابن عدي: ٧/ ٢٥٢٢).

١٧٩٢- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ٢٤١-٣٣٨ عن هشيم به، انظر، ح: ١٧٤٠ لحال يزيد بن أبي زياد الشيعي.

وَأَمَرَ مَنْ لَم يَكُنْ سَاقَ الْهَدْيَ أَنْ يَطُوفَ وَأَنْ يَسْعَى وَيُقَصِّرَ ثُمَّ يَحِلَّ. زَادَ ابنُ مَنِيعٍ فِي حَدِيثِهِ: أَوْ يَحْلِقَ ثُمَّ يَحِلَّ.

روایت میں اضافہ ہے: یا بال منڈوا کر حلال ہو جائیں۔

١٧٩٣- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بْنُ صَالح: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: أخبرنِي حَيْوَةُ: أخبرني أَبُو عِيسَى الْخُراسَانِيُّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ: أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَتَى عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَشَهِدَ عِنْدَهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ في مَرَضِهِ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ يَنْهَى عَنِ الْعُمْرَةِ قَبْلَ الْحَجِّ.

١٧٩٣- سعید بن میسّب سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کے صحابہ میں سے ایک شخص حضرت عمر بن خطاب ؓ کے پاس آیا اور گواہی دی کہ اس نے رسول اللہ ﷺ سے آپ کے مرض الموت میں سنا ہے کہ آپ حج سے پہلے عمرہ کرنے سے منع فرماتے تھے۔



ملحوظہ: امام منذری کہتے ہیں کہ سعید بن میسّب کا حضرت عمر سے سماع صحیح ثابت نہیں ہے۔ (عون) اس لیے یہ روایت صحیح نہیں۔ لیکن ہمارے محقق شیخ زبیر علی نے اسے حسن قرار دیا ہے۔ اس اعتبار سے اس میں نہی استحباب کے لیے ہوگی اور اس سے مطلب یہ ہوگا کہ استطاعت ہونے پر پہلے حج کیا جائے کیونکہ وہ بڑا فریضہ ہے اور زیادہ اہم ہے۔ ورنہ خود نبی ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے اپنے حج سے پہلے دو عمرے کیے تھے۔

١٧٩٤- حَدَّثَنا مُوسَىٰ أَبُو سَلَمَةَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي شَيْخ الْهُنَائِيِّ خَيْوَانَ بْنِ خَلْدَةَ مِمَّنْ قَرَأَ عَلَىٰ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ أَنَّ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ قَالَ لِأَصْحَابِ النَّبِيِّ

١٧٩٤- حضرت معاویہ بن ابی سفیان ؓ نے اصحاب نبی ﷺ سے کہا: کیا آپ لوگ جانتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فلاں فلاں کام سے منع فرمایا ہے اور چیتے کی کھال پر سوار ہونے (بیٹھنے) سے بھی منع فرمایا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں! انہوں نے کہا: آپ لوگ یہ

---

١٧٩٣- تخريج: [حسن] * سعيد عن عمر قوي، انظر الحديث الآتي: ٣٢٧٢، والموطأ بتحقيقي، ح: ٥٩٠، والحديث يدل على نهي القران، وهذا للاستحباب. والله أعلم.

١٧٩٤- تخريج: [إسناده ضعيف] * قتادة عنعن وتابعه بهيس بن فهدان عند الطبراني: ١٩/ ٣٥٤ ببعضه * وفيه محمد بن صالح بن الوليد النرسي لم أجد من وثقه، والحديث السابق يغني عنه.

ﷺ: هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ نَهَىٰ عَنْ كَذَا وَكَذَا وَعن رُكُوبِ جُلُودِ النُّمُورِ؟ قالُوا: نَعَمْ. قال: فَتَعْلَمُونَ أَنَّهُ نَهَى أَنْ يُقْرَنَ بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ؟ فقالُوا: أَمَّا هٰذَا فَلَا، فقال: أَمَا إِنَّهَا مَعَهُنَّ وَلَكِنَّكُم نَسِيتُمْ.

بھی جانتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حج اور عمرے کو ملانے سے بھی منع کیا ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں' یہ بات ہم نہیں جانتے۔ معاویہ نے کہا: یہ ہے تو ان (ممنوعہ چیزوں) ہی کے ساتھ مگر آپ لوگ بھول رہے ہیں۔''

ملحوظہ: یہ روایت باعتبار سند محل نظر ہے۔ تاہم اگر صحیح بھی ہو تو حضرت معاویہ ؓ کو حج اور عمرہ ملانے کے مسئلے میں وہم ہوا ہے یا "متعة" سے اشتباہ ہوا ہے۔ انہوں نے "متعة النساء" کے ساتھ ساتھ "متعة الحج" کو بھی ممنوع سمجھ لیا ہے جیسے کہ نبی ﷺ کے بال کتروانے (تقصیر) کے بارے میں انہیں اشتباہ ہوا ہے کہ اسے حجۃ الوداع میں بیان کرتے ہیں حالانکہ یہ آپ کے عمرے کا واقعہ ہے۔ (افادات از ابن القیم)

## (المعجم ٢٤) - بَابٌ: فِي الْإِقْرَانِ (التحفة ٢٤)

## باب:۲۴- حج قران کے احکام ومسائل

فائدہ: احرام باندھتے ہوئے انسان عمرے اور حج دونوں کی نیت کر لے' مکہ پہنچ کر پہلے عمرہ کرے مگر اس سے حلال نہ ہو بلکہ اسی احرام میں رہتے ہوئے حج کے اعمال مکمل کرے اور آخر میں دونوں سے حلال ہو تو اسے حج قران (قاف کے کسرہ کے ساتھ) کہتے ہیں۔ لغوی معنیٰ اس کے ''ملانا'' ہیں' یعنی ایک ہی سفر میں عمرے اور حج کو جمع کر لیا۔ اس صورت میں قربانی واجب ہے۔

١٧٩٥- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا هُشَيْمٌ: أَخبرنا يَحْيَى بْنُ أَبِي إسْحَاقَ وَعَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ وَحُمَيْدٌ الطَّوِيلُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُمْ سَمِعُوهُ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يُلَبِّي بالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ جَمِيعًا، يقُولُ: «لَبَّيْكَ عُمْرَةً وَحَجًّا [معًا]، لَبَّيْكَ عُمْرَةً وَحَجًّا».

۱۷۹۵- حضرت انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا کہ آپ حج اور عمرے کا تلبیہ اکٹھے پڑھتے ہوئے کہہ رہے تھے: [لَبَّيْكَ عُمْرَةً وَّحَجًّا' لَبَّيْكَ عُمْرَةً وَّحَجًّا]

فائدہ: عبادات میں سے حج اور عمرہ ہی ایک ایسی عبادت ہے جس کی نیت پکار کر کہی جاتی ہے۔ باقی کسی عبادت میں لفظی نیت ثابت نہیں ہے۔

---

١٧٩٥ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحج، باب إهلال النبي ﷺ وهديه، ح: ١٢٥١ من حديث هشيم به.

۱۷۹٦- حَدَّثَنا أبُو سَلَمَةَ مُوسَى بْنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا وُهَيْبٌ: حَدَّثَنا أيُّوبُ عَنْ أبِي قِلَابَةَ، عَنْ أنَسٍ: أنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَاتَ بِهَا يَعْنِي بِذِي الْحُلَيْفَةِ، حَتّٰى أصْبَحَ، ثُمَّ رَكِبَ، حَتّٰى إذَا اسْتَوَتْ بِهِ عَلَى الْبَيْدَاءِ حَمِدَ اللهَ وَسَبَّحَ وَكَبَّرَ ثُمَّ أهَلَّ بِحَجٍّ وَعُمْرَةٍ، وَأهَلَّ النَّاسُ بِهِمَا، فَلَمَّا قَدِمْنَا أمَرَ النَّاسَ فَحَلُّوا حَتّٰى إذَا كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ أهَلُّوا بِالْحَجِّ وَنَحَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ سَبْعَ بَدَنَاتٍ بِيَدِهِ قِيَامًا.

۱۷۹٦- حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے ذوالحلیفہ کے مقام پر رات گزاری حتی کہ صبح ہوگئی۔ پھر آپ (ظہر کے بعد) اپنی سواری پر سوار ہوئے حتی کہ جب وہ آپ کو لے کر میدان بیداء میں سیدھی کھڑی ہوئی تو آپ نے اللہ کی حمد، تسبیح اور تکبیر پکاری۔ پھر حج اور عمرے کا تلبیہ کہا۔ اور لوگوں نے بھی ان دونوں کا تلبیہ کہا۔ پھر جب ہم مکہ پہنچے تو آپ نے لوگوں کو حکم دیا تو وہ حلال ہو گئے۔ (ان لوگوں کو جن کے پاس قربانیاں نہیں تھیں) حتی کہ جب آٹھویں تاریخ آئی تو انہوں نے حج کا احرام باندھا اور رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے سات اونٹنیاں نحر کیں، اس حال میں کہ وہ کھڑی ہوئی تھیں۔

قَالَ أبُو دَاوُدَ: الَّذِي تَفَرَّدَ بِهِ، يَعْنِي أنَسًا، مِنْ هٰذَا الحَدِيثِ أنَّهُ بَدَأ بِالْحَمْدِ وَالتَّسْبِيحِ وَالتَّكْبِيرِ ثُمَّ أهَلَّ بِالحَجِّ.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ اس روایت میں اس بات میں منفرد ہیں کہ انہوں نے ”اللہ کی حمد، تسبیح اور تکبیر کہی، پھر حج کا تلبیہ کہا۔“



فائدہ: ان احادیث کے بیانات میں تعارض نہیں بلکہ تنوع ہے۔ حضرات صحابہ سامعین وناظرین کو جو جو معلوم ہوا انہوں نے وہی بیان کر دیا۔ گذشتہ احادیث میں ہے کہ آپ نے نماز ظہر کے بعد اپنے مصلّے ہی پر تلبیہ کہا، پھر سواری پر بیٹھ کر کہا، پھر بیداء کی بلندی پر چڑھتے ہوئے کہا اور یہ سب برحق ہیں اور اس اثنا میں تسبیح وتکبیر بلاشبہ جائز بلکہ مطلوب عمل ہے۔

۱۷۹۷- حَدَّثَنا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ: حَدَّثَنا حَجَّاجٌ: حَدَّثَنا يُونُسُ عَنْ أبِي إسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ بنِ عَازِبٍ قَالَ: كُنْتُ مَعَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حِينَ أمَّرَهُ رَسُولُ

۱۷۹۷- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جب یمن کا والی بنا کر بھیجا تو میں ان کے ساتھ تھا۔ اس خدمت کے صلے میں مجھے چند اوقیہ (سونا) بھی ملا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ

**۱۷۹٦۔ تخريج:** أخرجه البخاري، الحج، باب التحميد والتسبيح والتكبير قبل الإهلال عند الركوب على الدابة، ح: ١٥٥١ عن موسى بن إسماعيل به.

**۱۷۹۷۔ تخريج:** **[إسناده ضعيف]** أخرجه النسائي، مناسك الحج، باب القران، ح: ٢٧٢٦ و٢٧٤٦ من حديث يحيى بن معين به، وللحديث شواهد كثيرة، أبوإسحاق عنعن.

اللهِ ﷺ عَلَى الْيَمَنِ، قال: فَأَصَبْتُ مَعَهُ أَوَاقًا قال: فَلَمَّا قَدِمَ عَلِيٌّ مِنَ الْيَمَنِ عَلَىٰ رَسُولِ اللهِ ﷺ قال: وَجَدْتُ فَاطِمَةَ [رَضِيَ اللهُ عَنْهَا] قَدْ لَبِسَتْ ثِيَابًا صَبِيغًا وَقَدْ نَضَحَتِ الْبَيْتَ بِنَضُوحٍ فَقَالَتْ: مَا لَكَ؟ فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَدْ أَمَرَ أَصْحَابَهُ فَأَحَلُّوا. قال: قُلْتُ لَهَا: إِنِّي أَهْلَلْتُ بِإِهْلَالِ النَّبِيِّ ﷺ. قال: فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ لِي: «كَيْفَ صَنَعْتَ؟» قال: قُلْتُ: أَهْلَلْتُ بِإِهْلَالِ النَّبِيِّ ﷺ. قال: «فَإِنِّي قَدْ سُقْتُ الْهَدْيَ وَقَرَنْتُ». قال: فَقَالَ لِي: «انْحَرْ مِنَ الْبُدْنِ سَبْعًا وَسِتِّينَ أَوْ سِتًّا وَسِتِّينَ، وَأَمْسِكْ لِنَفْسِكَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ أَوْ أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ، وَأَمْسِكْ لِي مِنْ كُلِّ بَدَنَةٍ مِنْهَا بَضْعَةً».

جب یمن سے واپسی کے بعد رسول اللہ ﷺ سے ملے تو وہ کہتے ہیں کہ میں نے فاطمہ ؓ کو پایا کہ انہوں نے رنگین کپڑے پہنے ہیں اور اپنی منزل کو بھی انہوں نے معطر کر رکھا ہے۔ (حضرت علی کو تعجب ہوا) تو وہ بولیں: آپ حیران کیوں ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کو حکم دیا ہے اور وہ حلال ہو گئے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے فاطمہ سے کہا: میں نے نبی ﷺ والے احرام کی نیت کر رکھی ہے۔ کہتے ہیں' چنانچہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے پوچھا: ''تم نے (نیت) کیسے کی ہے؟'' میں نے کہا: میں نے نبی ﷺ کے احرام والی نیت کی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''میں اپنی قربانی ساتھ لایا ہوں اور قران کی نیت کی ہے۔'' وہ بیان کرتے ہیں کہ پھر آپ علیہ السلام نے مجھے حکم فرمایا کہ سڑسٹھ (٦٧) یا چھیاسٹھ اونٹ نحر کرو اور تینتیس یا چونتیس اونٹ اپنے لیے لے لو اور ہر قربانی میں سے گوشت کا ایک ایک ٹکڑا میرے لیے لاؤ۔''



**فوائد و مسائل:** ① دین میں حجت رسول اللہ ﷺ ہی کا قول وفعل ہے کسی اور کا نہیں' خواہ اس کا رشتہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کتنا ہی قربت کا کیوں نہ ہو۔ جیسے کہ فاطمہ ؓ نے اپنے بارے میں واضح کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان ہی سے حلال ہوئی ہوں' مگر ان کے شوہر رسول اللہ ﷺ کی اتباع میں حلال نہیں ہو سکے۔ ② قربانیوں کے سلسلے میں صحیح تر یہ ہے کہ تریسٹھ قربانیاں نبی علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے کیں اور بقیہ حضرت علی ؓ کو فرمایا تھا اور انہوں نے کیں۔ (صحیح مسلم' الحج' باب حجۃ النبی ﷺ' حدیث: ١٢١٨)

١٧٩٨- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ عَنْ مَنْصُورٍ،

١٧٩٨- ابووائل بیان کرتے ہیں کہ جناب صُبَیّ بن معبد نے کہا کہ میں نے حج اور عمرے دونوں کا اکٹھے ہی

---

**١٧٩٨ـ تخريج:** [**إسناده صحيح**] أخرجه النسائي، مناسك الحج، باب القران، ح: ٢٧٢٠ من حديث جرير بن عبدالحميد به، وصححه ابن حبان، ح: ٩٨٥، ٩٨٦، والدارقطني، العلل الواردة: ٢/ ١٦٦.

عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ: قَالَ الصُّبَيُّ بْنُ مَعْبَدٍ: أَهْلَلْتُ بِهِمَا مَعًا، فَقَال عُمَرُ: هُدِيتَ لِسُنَّةِ نَبِيِّكَ ﷺ.

تلبیہ کہا ہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تمہیں اپنے نبی ﷺ کے طریقے کی ہدایت ملی ہے۔

١٧٩٩- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ بْنِ أَعْيَنَ وَعُثْمانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ المَعْنَى، قَالَا: حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ: قَالَ الصُّبَيُّ ابنُ مَعْبَدٍ: كُنْتُ رَجُلًا أَعْرابِيًّا نَصْرَانِيًّا فَأَسْلَمْتُ، فَأَتَيْتُ رَجُلًا مِنْ عَشِيرَتِي يُقَالُ لَهُ: هُذَيْمُ بْنُ ثُرْمُلَةَ، فَقُلْتُ لَهُ: يَاهَنَاهْ! إِنِّي حَرِيصٌ عَلَى الْجِهَادِ وَإِنِّي وَجَدْتُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ مَكْتُوبَيْنِ عَلَيَّ فَكَيْفَ لِي بأَنْ أَجْمَعَهُمَا؟ قال: اجْمَعْهُمَا وَاذْبَحْ ما اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ، فَأَهْلَلْتُ بِهِمَا مَعًا، فَلَمَّا أَتَيْتُ الْعُذَيْبَ لَقِيَنِي سَلْمَانُ بنُ رَبِيعَةَ وَزَيْدُ بْنُ صُوحَانَ وأَنَا أُهِلُّ بِهِمَا [جَمِيعًا]، فَقالَ أَحَدُهُمَا لِلْآخَرِ: مَا هَذَا بِأَفْقَهَ مِنْ بَعِيرِه! قَالَ: فَكَأَنَّمَا أُلْقِيَ عَلَيَّ جَبَلٌ حَتَّىٰ أَتَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَقُلْتُ لَهُ: يَاأَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! إِنِّي كُنْتُ رَجُلًا أَعْرَابِيًّا نَصْرَانِيًّا وَإِنِّي أَسْلَمْتُ وَأَنَا حَرِيصٌ عَلَى الْجِهادِ، وَإِنِّي وَجَدْتُ الحَجَّ وَالْعُمْرَةَ مَكْتُوبَيْنَ عَلَيَّ، فَأَتَيْتُ

١٧٩٩- ابو وائل کہتے ہیں کہ جناب صُبَیّ بن معبد نے کہا کہ میں ایک بدوی نصرانی آدمی تھا' مسلمان ہو گیا۔ پھر میں اپنے قبیلے کے ایک آدمی کے پاس آیا جس کا نام ہدیم بن ثُرمُلہ تھا۔ میں نے اس سے کہا: ارے میاں! میں جہاد کا حریص ہوں مگر حج اور عمرہ بھی مجھ پر لازم ہو چکے ہیں تو اگر میں ان دونوں (حج اور عمرے) کو جمع کرلوں تو کیسا رہے گا؟ اس نے کہا: ان دونوں کو جمع کرلو اور جو میسر ہو قربانی کرلو۔ چنانچہ میں نے ان دونوں کی نیت سے تلبیہ کہا (اور احرام باندھا) جب میں عُذیب مقام پر پہنچا تو مجھے سلمان بن ربیعہ اور زید بن صوحان ملے اور میں حج اور عمرے دونوں کا تلبیہ پکار رہا تھا۔ تو ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا: یہ اپنے اونٹ سے زیادہ سمجھدار نہیں ہے! (بیوقوف ہے کہ حج اور عمرے کا اکٹھے تلبیہ پکار رہا ہے) صُبَیّ بیان کرتے ہیں کہ ان کی اس بات سے گویا مجھ پر پہاڑ ٹوٹ پڑا حتی کہ میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان سے کہا: اے امیر المؤمنین! میں ایک بدوی نصرانی آدمی تھا اور مسلمان ہو گیا ہوں' جہاد پر جانے کا حریص ہوں مگر میں نے دیکھا کہ حج اور عمرہ بھی مجھ پر واجب ہو چکا ہے تو میں اپنی قوم کے ایک آدمی کے پاس آیا' اس نے مجھے کہا کہ حج اور

---

**١٧٩٩ـ تخريج:** [**إسناده صحيح**] أخرجه النسائي، مناسك الحج، باب القران، ح: ٢٧٢٠ من حديث جرير به، ورواه ابن ماجه، ح: ٢٩٧٠.

رَجُلًا مِنْ قَوْمِي فَقالَ لِي: اجْمَعْهُمَا وَاذْبَحْ ما اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ، وَإِنِّي أَهْلَلْتُ بِهِمَا مَعًا، فَقال لِي عُمَرُ: هُدِيتَ لِسُنَّةِ نَبِيِّكَ ﷺ.

عمرے کو اکٹھا کرلو اور جو میسر ہو قربانی کرلو۔ چنانچہ میں نے ان دونوں کا اکٹھے تلبیہ پکارا ہے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے فرمایا: تمہیں تمہارے نبی ﷺ کے طریقے کی ہدایت ملی ہے۔

فوائد ومسائل: ① حج اور عمرے کا اکٹھے احرام باندھنا عین سنت ہے اور اس میں قربانی واجب ہے۔ ② علم کے بغیر فتویٰ دینا بہت بری بات ہے۔ اکثر اوقات اس کے برے نتائج سامنے آتے ہیں۔ اشتباہ کے مواقع پر راسخ علمائے دین سے رابطہ کرنا چاہیے۔ ③ ''ایمان'' جب دل میں رچ بس جاتا ہے تو اس کے اثرات اعمال خیر کی صورت میں ظاہر ہوئے بغیر نہیں رہتے۔ اعمال میں کمی یا سستی اصل ایمان میں کمی کی علامت ہوتی ہے۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ.

١٨٠٠- حَدَّثَنا النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا مِسْكِينٌ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «أَتَانِي اللَّيْلَةَ آتٍ مِنْ عِنْدِ رَبِّي عَزَّوَجلَّ»، قالَ وَهُوَ بِالْعَقِيقِ، «فَقال: صَلِّ فِي هٰذَا الْوَادِي الْمُبَارَكِ وَقال: عُمْرَةٌ فِي حَجَّةٍ».

١٨٠٠- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مجھ سے بیان کیا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا جبکہ آپ وادی عقیق میں تھے' آپ فرما رہے تھے: ''آج رات میرے پاس میرے رب عزوجل کی طرف سے ایک آنے والا آیا اور اس نے کہا ہے: اس مبارک وادی میں نماز پڑھو اور اس نے کہا کہ عمرہ حج میں داخل ہے۔''



قالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ وَعُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ فِي هٰذَا الحديثِ عَنِ الْأَوْزاعِيِّ: «وَقُلْ: عُمْرَةٌ فِي حَجَّةٍ».

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس روایت کو ولید بن مسلم اور عمر بن عبدالواحد نے اوزاعی سے بیان کیا تو صرف اسی قدر کہا: [وَقُلْ عُمْرَةٌ فِی حَجَّةٍ] (کہہ دو کہ عمرہ حج میں داخل ہے۔ اور لفظ [قَالَ] کی بجائے [قُلْ] کہا۔)

---

١٨٠٠ـ تخريج: أخرجه البخاري، الحج، باب قول النبي ﷺ "العقيق واد مبارك"، ح: ١٥٣٤ من حديث الأوزاعي به.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وكَذَا رَوَاهُ عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ فِي هٰذَا الْحدِيثِ قَالَ: «وَقُلْ: عُمْرَةٌ فِي حَجَّةٍ».

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایسے ہی علی بن مبارک نے یحییٰ بن ابی کثیر سے (بصیغۂ امر)[قُلْ عُمْرَةٌ فِی حَجَّةٍ] بیان کیا ہے۔

فائدہ: ''وادیٔ عقیق'' مدینہ کے قریب چار میل کے فاصلے پر واقع ہے اور ذوالحلیفہ سے ہو کر گزرتی ہے۔

١٨٠١- حَدَّثَنا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ: حَدَّثَنا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ ابْنُ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ: حَدَّثَني الرَّبِيعُ بْنُ سَبْرَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ حَتَّىٰ إِذَا كُنَّا بِعُسْفَانَ قال لَهُ سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكٍ الْمُدْلَجِيُّ: يَارَسُولَ اللهِ! اقْضِ لَنَا قَضَاءَ قَوْمٍ كَأَنَّمَا وُلِدُوا الْيَوْمَ، فَقالَ: «إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجلَّ قَدْ أَدْخلَ عَلَيْكُمْ في حَجِّكُمْ هٰذَا عُمْرَةً، فإِذَا قَدِمْتُمْ، فَمنْ تَطَوَّفَ بالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالمَرْوَةِ فَقَدْ حلَّ إِلَّا مَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ».

١٨٠١- جناب ربیع بن سبرہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے حتی کہ جب ہم مقام عسفان میں تھے تو سُراقہ بن مالک مدلجی رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمیں خوب واضح فرما دیجیے اور ہمیں ایسی قوم سمجھیے جو گویا آج ہی پیدا ہوئے ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے اس حج میں عمرے کو داخل کر دیا ہے' سو جب تم مکہ پہنچو تو جس نے بیت اللہ کا طواف اور صفا مروہ کی سعی کر لی' پس وہ حلال ہو گیا الا یہ کہ اس کے ساتھ قربانی ہو۔''

فائدہ: یعنی حج کے احرام کے ساتھ عمرہ بھی کیا جاسکتا ہے' یعنی بصورت قران یا تمتع۔ جبکہ قبل از اسلام ایام حج میں عمرے کو کبیرہ گناہ تصور کیا جاتا تھا۔

١٨٠٢- حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ نَجْدَةَ: حَدَّثَنا شُعَيْبُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنِ ابْنِ جُرَيجٍ: وَحدثَنَا أَبُو بَكْرِ بنُ خَلَّادٍ: حَدَّثَنا يَحْيَىٰ - المَعنىٰ - عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ: أَخبرني الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ طَاوُسٍ،

١٨٠٢- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے انہیں بتایا کہ میں نے مروہ پر ایک تیر کے پھل سے نبی ﷺ کے بال کاٹے تھے...... یا...... میں نے دیکھا کہ مروہ پر تیر کے پھل سے آپ کے بال کاٹے گئے۔ ابوبکر بن خلاد نے [أَخْبَرَهُ] کا لفظ

١٨٠١ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٠٤، والدارمي، ح: ١٨٦٤ من حديث عبدالعزيز بن عمر به.

١٨٠٢ـ تخريج: أخرجه البخاري، الحج، باب الحلق والتقصير عند الإحلال، ح: ١٧٣٠، ومسلم، الحج، باب التقصير في العمرة، ح: ١٢٤٦ من حديث ابن جريج به.

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ أَخْبَرَهُ قال: قَصَرْتُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِشْقَصٍ عَلَى الْمَرْوَةِ، أوْ رَأَيْتُهُ يُقَصَّرُ عَنْهُ عَلَى الْمَرْوَةِ بِمِشْقَصٍ. قال ابْنُ خَلَّادٍ: إِنَّ مُعَاوِيَةَ لَمْ يَذْكُرْ: أَخْبَرَهُ.

استعمال نہیں کیا (بلکہ یوں کہا: [أَنَّ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ قَالَ......]

١٨٠٣- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَىٰ وَمَخْلَدُ بْنُ خَالِدٍ - الْمَعْنَى - [قَالُوا]: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ مُعَاوِيَةَ قَالَ لَهُ: أَمَا عَلِمْتَ أَنِّي قَصَرْتُ عن رَسُولِ الله ﷺ بِمِشْقَصِ أَعْرَابِيٍّ عَلَى الْمَرْوَةِ.

۱۸۰۳-حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاویہ ؓ نے ان سے کہا: کیا تمہیں معلوم نہیں کہ میں نے مروہ پر ایک بدوی کے تیر (کے پھل) سے رسول اللہ ﷺ کے بال کاٹے تھے۔

زَادَ الْحَسَنُ فِي حَدِيثِهِ: بِحَجَّتِهِ.

حسن بن علی کی روایت میں اضافہ ہے: ''حج کے موقع پر۔''

**فوائدومسائل:** ① حضرت معاویہ ؓ نے یہ خدمت حج کے موقع پر نہیں بلکہ عمرۂ جعرانہ کے موقع پر سرانجام دی تھی۔ جیسے کہ سنن نسائی کی روایت میں [فِي عُمْرَتِهِ] کی صراحت ہے۔ (سنن نسائی' مناسک الحج' حدیث: ۲۹۹۰) اور ''حج کے موقع پر'' کی تعبیر یا تو مجاز ہے یا وہم۔ واللہ اعلم. ② عمرے میں صفا مروہ کی سعی کے بعد آدمی بال کتروا کر حلال ہوتا ہے۔ جبکہ عورتوں کو ایک پور برابر بال کاٹنا کافی ہوتے ہیں۔

١٨٠٤- حَدَّثَنا [عُبَيْدُاللهِ] بنُ مُعَاذٍ: أَخْبَرَنَا أَبِي: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عَنْ مُسْلِمٍ الْقُرِّيِّ: سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يقُولُ: أَهَلَّ النَّبِيُّ ﷺ بِعُمْرَةٍ، وَأَهَلَّ أَصْحَابُهُ بِحَجٍّ.

۱۸۰۴-حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے عمرے کا تلبیہ پکارا اور آپ کے اصحاب نے حج کا۔

**فائدہ:** حج قران کیلئے تلبیہ میں یہ جائز ہے کہ کسی وقت [لَبَّيْكَ بِعُمْرَةٍ] اور کسی وقت [لَبَّيْكَ بِحَجَّةٍ] کہے۔

---

١٨٠٣ـ **تخريج**: [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق.

١٨٠٤ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، الحج، باب في متعة الحج، ح: ١٢٣٨ عن ابن معاذ به.

١٨٠٥ - حَدَّثَنَا عَبْدُ المَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ ابْنِ اللَّيْثِ: حَدَّثَنِي أَبِي [عَنْ جَدِّي]، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ: تَمَتَّعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ، فَأَهْدَىٰ وَسَاقَ مَعَهُ الْهَدْيَ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ، وَبَدَأَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَأَهَلَّ بِالْعُمْرَةِ ثُمَّ أَهَلَّ بِالحَجِّ، وَتَمَتَّعَ النَّاسُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ، فَكَانَ مِنَ النَّاسِ مَنْ أَهْدَىٰ فَسَاقَ الْهَدْيَ، وَمِنْهُمْ مَنْ لَم يُهْدِ، فَلَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَكَّةَ قَالَ لِلنَّاسِ: «مَنْ كَانَ مِنْكُمْ أَهْدَى فَإِنَّهُ لا يَحِلُّ لَهُ مِنْ شَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ حَتَّى يَقْضِيَ حَجَّهُ، وَمَنْ لم يَكُنْ مِنْكُمْ أَهْدَى فَلْيَطُفْ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالمَرْوَةِ وَلْيُقَصِّرْ وَلْيَحْلِلْ ثُمَّ لِيُهِلَّ بِالحَجِّ وَلْيُهْدِ، فَمَنْ لم يَجِدْ هَدْيًا فَلْيَصُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةً إِذَا رَجَعَ إِلَىٰ أَهْلِهِ». وَطَافَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حِينَ قَدِمَ مَكَّةَ فَاسْتَلَمَ الرُّكْنَ أَوَّلَ شَيْءٍ ثُمَّ خَبَّ ثَلَاثَةَ أَطْوَافٍ مِنَ السَّبْعِ وَمَشَىٰ أَرْبَعَةَ أَطْوافٍ، ثُمَّ رَكَعَ حِينَ قَضَى طَوافَهُ بِالْبَيْتِ عِنْدَ المَقَامِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ، فَانْصَرَفَ فَأَتَى الصَّفَا فَطَافَ

١٨٠٥- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں عمرے کو حج کے ساتھ ملا کر تمتع کیا۔ (تمتع کا لغوی معنیٰ' استفادہ ہے۔) آپ نے ذوالحلیفہ سے قربانی لی اور اپنے ساتھ لے گئے۔ ابتدا میں رسول اللہ ﷺ نے عمرے کا تلبیہ کہا اور پھر حج کا۔ اور لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ عمرے کو حج کے ساتھ ملا کر تمتع کیا۔ لوگوں میں سے کچھ تو وہ تھے جو قربانیاں اپنے ساتھ لے گئے اور کچھ وہ تھے جو نہ لے گئے۔ جب رسول اللہ ﷺ مکہ پہنچے تو لوگوں سے فرمایا: ''تم میں سے جو شخص قربانی لایا ہے اس کے لیے حرام ہونے والی کوئی شے حلال نہیں حتی کہ اپنا حج مکمل کر لے۔ لیکن جو قربانی نہیں لایا ہے تو اسے چاہیے کہ بیت اللہ کا طواف اور صفا مروہ کی سعی کرے اور اس کے بعد اپنے بال کتروا کر حلال ہو جائے۔ پھر اس کے بعد حج کا احرام باندھے اور قربانی دے۔ اور جو قربانی کی استطاعت نہ پائے تو وہ حج کے دنوں میں تین دن روزے رکھے اور مزید سات دن اپنے اہل میں واپس لوٹ کر رکھے۔'' چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ پہنچنے پر طواف کیا اور سب سے پہلے رکن (حجر اسود) کو بوسہ دیا۔ پھر طواف کے سات چکروں میں سے (پہلے) تین چکروں میں آہستہ آہستہ دوڑے اور باقی چار میں (عام رفتار سے) چلے۔ طواف کے بعد آپ نے مقام ابراہیم کے پاس دو رکعتیں پڑھیں' پھر سلام پھیرا۔ پھر آپ صفا کی طرف

416

١٨٠٥ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، الحج، باب وجوب الدم على المتمتع . . . الخ، ح: ١٢٢٧ عن عبدالملك بن شعيب، والبخاري، الحج، باب من ساق البدن معه، ح: ١٦٩١ من حديث الليث بن سعد به.

بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سَبْعَةَ أَطْوَافٍ، ثُمَّ لَمْ يَحْلِلْ مِنْ شَيْءٍ، حَرُمَ مِنْهُ حَتَّى قَضَى حَجَّهُ وَنَحَرَ هَدْيَهُ يَوْمَ النَّحْرِ وَأَفَاضَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ ثُمَّ حَلَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ، وَفَعَلَ النَّاسُ مِثْلَ فِعْلِ رَسُولِ اللهِ ﷺ مَنْ أَهْدَى وَسَاقَ الْهَدْيَ مِنَ النَّاسِ.

آئے اور صفا مروہ پر سات چکر لگائے۔ پھر آپ پر حرام ہونے والی چیزوں میں سے کوئی بھی چیز حلال نہ ہوئی۔ (اسی طرح احرام ہی میں رہے) حتی کہ اپنا حج مکمل کیا۔ دسویں تاریخ کو قربانی کی اور طواف افاضہ کیا' پھر آپ کے لیے تمام چیزیں حلال ہوگئیں جو بحالت احرام حرام تھیں۔ اور دیگر لوگوں نے بھی جو قربانیاں اپنے ساتھ لائے تھے اسی طرح کیا جیسے کہ رسول اللہ ﷺ نے کیا۔

**فوائد ومسائل:** ① حج کے لیے قِران (قاف کے کسرہ کے ساتھ) اور تَمتُّع کی اصطلاحات شروع میں اس طرح مشہور ومعروف نہ تھیں جس طرح کہ بعد میں ہوئیں۔ یہی وجہ ہے کہ کچھ احادیث میں قران کے لیے ''تمتع'' کا لفظ بھی آیا ہے جیسے کہ مندرجہ بالا حدیث میں وارد ہوا ہے۔ یہاں یہ لغوی معنی میں ہے۔ یعنی ''فائدہ حاصل کرنا۔'' چونکہ انہوں نے اپنے سفر حج میں عمرے کا فائدہ بھی حاصل کر لیا تھا' اس لیے یہاں اسے لغوی طور پر تمتع سے تعبیر کر دیا ہے۔ ورنہ موجودہ اصطلاح کے اعتبار سے یہ حج تمتع نہیں ہے' حج قران ہے۔ ② مکہ پہنچ کر سب سے پہلا کام بیت اللہ کا طواف ہوتا ہے۔ اس طواف کو ''طواف قدوم'' کہتے ہیں۔ ③ طواف کی ابتدا حجر اسود سے اور اس کے استلام سے ہوتی ہے اور اسی پر انتہا بھی۔ استلام کے معنی ہیں ''ہاتھ لگانا یا چومنا'' ایک مکمل طواف میں سات چکر پورے کیے جاتے ہیں اور اس پہلے طواف (طواف قدوم) کے پہلے تین چکروں میں آہستہ آہستہ دوڑنا مسنون ہے۔ اسے [رَمَل] یا [خَبَب] کہتے ہیں۔ مگر عورتیں اس سے مستثنیٰ ہیں۔ بعد والے کسی طواف میں رَمَل نہیں کیا جاتا۔ ④ طواف کے بعد دو رکعتیں پڑھنا مسنون ہے۔ مستحب یہ ہے کہ مقام ابراہیم کے پاس پڑھی جائیں۔ ان کے بعد دوبارہ حجر اسود کو بوسہ دینا یا ہاتھ لگانا بھی مسنون عمل ہے جو صحیح حدیث سے ثابت ہے۔ خیال رہے کہ حجر اسود کو بوسہ دینے کے لیے دھکم پیل ایک قبیح اور ناجائز حرکت ہے اور خواتین کے اندر گھسنا حرام ہے۔ اسی طرح عورتوں کے لیے حرام ہے کہ وہ مردوں کے ساتھ دھکم پیل کریں یا ان کے اندر گھسیں۔ چاہیے کہ باوقار انداز سے اپنی باری کا انتظار کیا جائے یا پھر صرف ہاتھ لگا کر یا اشارہ کر کے آگے گزر جائے۔ ⑤ حج تمتع یا قران والے کے لیے قربانی واجب ہے۔ اگر قربانی کی استطاعت نہ ہو تو دس روزے رکھے۔ تین روزے ایام حج میں اور باقی سات اپنے اہل میں واپس آ کر۔ ایام حج سے مراد ۹ ذوالحجہ (یوم عرفات) سے پہلے' یا پھر ایام تشریق ہیں۔ (تفسیر فتح القدیر) ⑥ حج تمتع والا یا عمرے والا بیت اللہ کے طواف اور صفا مروہ کی سعی کے بعد حجامت بنوا کر کامل طور پر حلال ہو جاتا ہے جبکہ حج اِفراد یا قِران والا دسویں ذوالحج کو قربانی کرنے اور حجامت بنوانے کے بعد لباس تبدیل کر سکتا ہے اور خوشبو لگا سکتا ہے۔ مگر بیوی سے قربت نہیں کر سکتا۔ ہاں بیت اللہ کے طواف (طواف افاضہ یا طواف زیارہ) کے بعد وہ کامل طور پر حلال ہو

جاتا ہے۔④ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس روایت کے الفاظ ''ابتدا میں رسول اللہ ﷺ نے عمرے کا تلبیہ کہا' پھر حج کا'' کو شاذ قرار دیا ہے۔ گویا صحیح بات یہ ہے کہ آپ نے پہلے حج کا تلبیہ کہا اور آگے جا کر حج کے ساتھ عمرے کو بھی ملا لیا۔ ایسا ابتدا میں نہیں ہوا' بلکہ آگے جا کر ہوا۔ اس طرح دوسری روایات کے ساتھ مطابقت ہو جاتی ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: زاد المعاد' فتح الباری' عون المعبود وغیرہ۔)

١٨٠٦- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ حَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ: يَارَسُولَ اللهِ! ما شَأْنُ النَّاسِ قَدْ حَلُّوا وَلم تَحْلِلْ أَنْتَ مِنْ عُمْرَتِكَ؟ فَقَال: «إنِّي لَبَّدْتُ رَأْسِي وَقَلَّدْتُ هَدْيِي فَلَا أَحِلُّ حَتَّى أَنْحَرَ الْهَدْيَ».

۱۸۰۶- ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے' انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! لوگوں کا کیا حال ہے کہ حلال ہو گئے ہیں جبکہ آپ اپنے عمرے سے حلال نہیں ہوئے؟ آپ نے فرمایا: ''میں نے اپنے سر کے بال چپکا رکھے ہیں اور اپنی قربانی کو قلادہ پہنایا ہوا ہے' سو میں اس وقت تک حلال نہیں ہو سکتا جب تک کہ قربانی نحر نہ کرلوں۔''

فائدہ: چونکہ ازواج محترمات کی قربانیاں ان کے ساتھ نہیں تھیں' اس لیے وہ حلال ہو گئیں۔ اور رسول اللہ ﷺ مُحرِم ہی رہے۔ (صحیح بخاری' الحج' حدیث: ۱۵۶۱)



## (المعجم . . .) - باب الرَّجُلِ يُهِلُّ بِالْحَجِّ ثُمَّ يَجْعَلُهَا عُمْرَةً (التحفة ٢٥)

## باب:...... اگر انسان پہلے حج کا تلبیہ کہے پھر اسے عمرہ بنا دے تو؟

١٨٠٧- حَدَّثَنا هَنَّادٌ يَعْني ابنَ السَّرِيِّ عَنِ ابْنِ أَبِي زَائِدَةَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ سُلَيْمِ بْنِ الأَسْوَدِ: أَنَّ أَبَا ذَرٍّ كَانَ يَقُولُ فِي مَنْ حَجَّ ثُمَّ فَسَخَهَا بِعُمْرَةٍ لَمْ

۱۸۰۷- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ اس شخص کے بارے میں کہا کرتے تھے جو حج کی نیت کرے پھر اسے فسخ کر کے عمرہ بنا دے' یہ صرف ان لوگوں کے لیے تھا جو رسول اللہ ﷺ کی معیت میں تھے۔

---

١٨٠٦ـ تخريج: أخرجه البخاري، الحج، باب التمتع والقران والإفراد . . . الخ، ح: ١٥٦٦، ومسلم، الحج، باب بيان أن القارن لا يتحلل إلا في وقت تحلل الحاج المفرد، ح: ١٢٢٩ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٣٩٤.

١٨٠٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٥/ ٢٢ من حديث أبي داود به، وسنده ضعيف لعنعنة ابن إسحاق، ولأصل الحديث شواهد عند مسلم، ح: ١٢٢٤، والحميدي، ح: ١٣٣، ١٣٤ وغيرهما.

يَكُنْ ذٰلِكَ إِلَّا لِلرَّكْبِ الَّذِينَ كَانُوا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

فائدہ: یہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا خیال تھا' ورنہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ انسان پہلے حج کی نیت سے احرام باندھے اور پھر اسے عمرے میں تبدیل کر لے۔ صحابہ کی ایک کثیر تعداد اس کی قائل ہے۔

١٨٠٨- حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ: أَخْبَرَنَا رَبِيعَةُ بْنُ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ بِلَالِ ابْنِ الْحَارِثِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! فَسْخُ الْحَجِّ لَنَا خَاصَّةً أَوْ لِمَنْ بَعْدَنَا؟ قَالَ: «بَلْ لَكُمْ خَاصَّةً».

۱۸۰۸- حارث بن بلال اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا حج کو فسخ کر دینا ہمارے لیے خاص ہے یا ہمارے بعد والوں کے لیے بھی ہے؟ آپ نے فرمایا: ''بلکہ یہ تمہارے ہی لیے خاص ہے۔''

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے' اس لیے قابل استدلال نہیں۔

(المعجم ٢٥) - **بَابُ الرَّجُلِ يَحُجُّ عَنْ غَيْرِهِ** (التحفة ٢٦)

باب: ۲۵- انسان کسی دوسرے کی طرف سے حج کرے

١٨٠٩- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابنِ شِهَابٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ الْفَضْلُ ابْنُ عَبَّاسٍ رَدِيفَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَجَاءَتْهُ امْرَأَةٌ مِنْ خَثْعَمَ تَسْتَفْتِيهِ، فَجَعَلَ الْفَضْلُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا وَتَنْظُرُ إِلَيْهِ، فَجَعَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَصْرِفُ وَجْهَ الْفَضْلِ إِلَى الشِّقِّ

۱۸۰۹- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ (ان کے بھائی) حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سواری پر ان کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے کہ قبیلۂ خثعم کی ایک عورت آپ سے کچھ پوچھنے کو آئی تو فضل اسے دیکھنے لگے اور وہ انہیں دیکھنے لگی تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت فضل کا چہرہ دوسری طرف پھیر دیا۔ اس عورت نے پوچھا: اے اللہ کے

---

١٨٠٨ـ **تخريج**: [**إسناده ضعيف**] أخرجه ابن ماجه، المناسك، باب من قال: كان فسخ الحج لهم خاصةً، ح: ٢٩٨٤، والنسائي، ح: ٢٨١٠ من حديث عبدالعزيز الدراوردي به * الحارث بن بلال مستور، والحديث ضعفه أحمد وغيره.

١٨٠٩ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الحج، باب وجوب الحج وفضله . . . الخ، ح: ١٥١٣، ومسلم، الحج، باب الحج عن العاجز لزمانة وهرم ونحوهما أو للموت، ح: ١٣٣٤ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٣٥٩.

الآخَرِ، فَقَالَتْ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّ فَرِيضَةَ اللهِ عَزَّوَجلَّ عَلَىٰ عِبَادِهِ فِي الحجِّ أَدْرَكَتْ أَبِي شَيْخًا كَبِيرًا لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَثْبُتَ عَلَى الرَّاحِلَةِ أَفأَحُجُّ عَنْهُ قَالَ: «نَعَمْ» وَذلِكَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ.

رسول! اللہ کا فریضۂ حج اس کے بندوں میں میرے والد کو اس حالت میں پہنچا ہے کہ وہ سواری پر ٹکنے کی سکت بھی نہیں رکھتے تو کیا میں ان کی طرف سے حج کروں؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں'' اور یہ حجۃ الوداع کا واقعہ ہے۔

**فوائد ومسائل:** ① جہاں کہیں کوئی خلاف شریعت عمل (منکر) نظر آئے تو مسلمان کو چاہیے کہ بالفعل اس کو روکنے کی کوشش کرے جیسے رسول اللہ ﷺ نے حضرت فضل ؓ کا چہرہ پھیر کر انہیں غلط نظر سے منع فرمایا۔ ② جب کوئی شخص کسی ایسے مرض میں مبتلا ہو کہ شفایابی بظاہر مشکل معلوم ہو تو اس کی طرف سے کوئی دوسرا شخص حج بدل کر سکتا ہے۔ لیکن اگر شفایابی کی امید ہو تو انتظار کیا جائے۔ ③ جب کوئی شخص از خود کسی کی طرف سے نائب بن جائے تو اس پر تکمیل حج لازم ہے۔ ④ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ عورت بوقت ضرورت غیر محرم مردوں کے ساتھ بات چیت کر سکتی ہے۔ ⑤ یہ حدیث [غَضّ بصر] ''نگاہ نیچی رکھنے'' کے وجوب اور اجنبی عورت کی طرف دیکھنے کی حرمت پر بھی دلالت کرتی ہے۔ ⑥ عورت اپنے باپ کی طرف سے حج بدل کر سکتی ہے۔ بشرطیکہ پہلے وہ اپنا حج کر چکی ہو۔ ⑦ ایک سواری پر دو آدمی بھی سوار ہو سکتے ہیں۔

١٨١٠- حَدَّثَنا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ وَمُسْلِمُ بْنُ إِبراهِيمَ، بِمَعْنَاهُ، قَالَا: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عَنِ النُّعْمانِ بْنِ سَالِمٍ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ أَوْسٍ، عَنْ أَبِي رَزِينٍ - قَالَ حَفْصٌ فِي حَدِيثِهِ: رَجُلٌ مِنْ بَنِي عَامِرٍ - أَنَّهُ قَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّ أَبِي شَيْخٌ كَبِيرٌ لَا يَسْتَطِيعُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ وَلَا الظَّعْنَ قَالَ: «احْجُجْ عَنْ أَبِيكَ وَاعْتَمِرْ».

١٨١٠- بنو عامر کے ایک شخص ابورزین نے بیان کیا کہ انہوں نے پوچھا تھا کہ اے اللہ کے رسول! میرے والد بہت بوڑھے ہیں اور حج عمرے کی طاقت نہیں رکھتے اور نہ سواری پر سوار ہو سکتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے باپ کی طرف سے حج کرو اور عمرہ (بھی۔)''

**فوائد ومسائل:** ① ماں باپ سفر وغیرہ سے عاجز ہوں اور حج ان پر فرض ہوتا ہو تو اولاد کو چاہیے کہ ان کی طرف

---

١٨١٠- **تخريج: [إسناده صحيح]** أخرجه الترمذي، الحج، باب منه، ح: ٩٣٠، والنسائي، ح: ٢٦٢٢، وابن ماجه، ح: ٢٩٠٦ من حديث شعبة به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٣٠٤٠، وابن حبان، ح: ٩٦١، والحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٤٨١، ووافقه الذهبي، وقال الترمذي: "حسن صحيح".

سے حج بدل کرے۔ ② اس حدیث سے یہ بھی استدلال کیا گیا ہے کہ حج کی طرح عمرہ بھی واجب ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ عمرہ کے واجب ہونے میں اس سے بڑھ کر عمدہ اور صحیح حدیث کوئی اور نہیں ہے۔

١٨١١- حَدَّثَنا إِسْحَاقُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الطَّالَقَانِيُّ وَهَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ: المعنَى وَاحِدٌ، قَالَ إِسْحَاقُ: حَدَّثَنا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنِ ابْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَزْرَةَ، عن سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَمِعَ رَجُلًا يَقُولُ: لَبَّيْكَ عَنْ شُبْرُمَةَ، قالَ: «مَنْ شُبْرُمَةُ؟» قالَ: أَخٌ لِي - أَوْ قَرِيبٌ لِي - قَالَ: «حَجَجْتَ عَنْ نَفْسِكَ؟» قالَ: لَا، قالَ: «حُجَّ عَنْ نَفْسِكَ ثُمَّ حُجَّ عن شُبْرُمَةَ».

١٨١١- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک شخص کو سنا کہ وہ کہہ رہا تھا [لبيك عن شُبْرُمَة] ''میں شبرمہ کی طرف سے حاضر ہوں۔'' آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''شبرمہ کون ہے؟'' اس نے کہا کہ میرا بھائی ہے یا قریبی ہے۔ آپ نے پوچھا: ''کیا تم نے اپنی طرف سے حج کر لیا ہے؟'' اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''(پہلے) اپنی طرف سے حج کرو' پھر شبرمہ کی طرف سے کرنا۔''



فوائد ومسائل: ① [شُبْرُمَه] شین اور را کے ضمہ کے ساتھ' جب کہ باء ساکن اور میم مفتوح ہے۔ ② حج بدل میں حاجی پہلے اپنا حج کر چکا ہو تو پھر وہ دوسرے کی طرف سے حج کر سکتا ہے' ورنہ نہیں۔

## (المعجم ٢٦) - بَابٌ: كَيْفَ التَّلْبِيَةُ (التحفة ٢٧)

## باب:٢٦- تلبیہ کیسے کہے؟

١٨١٢- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ تَلْبِيَةَ رَسُولِ اللهِ ﷺ: «لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ! لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ! إِنَّ الْحَمْدَ والنِّعْمَةَ لَكَ، وَالْمُلْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ». قَالَ:

١٨١٢- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے تلبیہ کے الفاظ اس طرح تھے...... [لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ' لَبَّيْكَ! لَاشَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ! إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ' لَاشَرِيْكَ لَكَ] ''حاضر ہوں میں اے اللہ! حاضر ہوں۔ حاضر ہوں' تیرا

---

١٨١١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، المناسك، باب الحج عن الميت، ح:٢٩٠٣ من حديث عبدة به، وصححه ابن خزيمة، ح:٣٠٣٩، وابن حبان، ح:٩٦٢، والبيهقي: ٤/ ٣٣٦، وابن الملقن في تحفة المحتاج، ح:١٠٥٦ * قتادة عنعن، وللحديث شواهد ضعيفة.

١٨١٢ـ تخريج: أخرجه البخاري، الحج، باب التلبية، ح:١٥٤٩، ومسلم، الحج، باب التلبية وصفتها ووقتها، ح:١١٨٤ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٣٣١، ٣٣٢.

وَكَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ يَزِيدُ فِي تَلْبِيَتِهِ: لَبَّيْكَ! لَبَّيْكَ! لَبَّيْكَ! وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ بِيَدَيْكَ وَالرَّغْبَاءُ إِلَيْكَ وَالْعَمَلُ.

کوئی شریک نہیں۔ میں حاضر ہوں۔ بے شک تمام تعریفیں اور نعمتیں تیری ہیں اور ملک بھی تیرا ہی ہے' تیرا کوئی شریک نہیں۔'' نافع نے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے تلبیہ میں اضافہ کرتے ہوئے یوں کہا کرتے تھے: [لَبَّيْكَ! لَبَّيْكَ! لَبَّيْكَ! وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ بِيَدَيْكَ وَالرَّغْبَاءُ إِلَيْكَ وَالْعَمَلُ] ''میں حاضر ہوں' میں حاضر ہوں' میں حاضر ہوں اور بہت سعادت مند ہوں۔ خیر اور بھلائی سب تیرے ہاتھوں میں ہے۔ ہماری سب رغبتیں اور سوال تیری طرف ہیں اور عمل بھی تیرے ہی لیے ہیں۔''

۱۸۱۳- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا جَعْفَرٌ: حَدَّثَنا أَبِي عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: أَهَلَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَذَكَرَ التَّلْبِيَةَ مِثْلَ حَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: وَالنَّاسُ يَزِيدُونَ ذَا الْمَعَارِجِ وَنَحْوَهُ مِنَ الْكَلَامِ وَالنَّبِيُّ ﷺ يَسْمَعُ فَلَا يَقُولُ لَهُمْ شَيْئًا.

۱۸۱۳- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے احرام باندھا اور تلبیہ پڑھا۔ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت کی مانند تلبیہ کے الفاظ بیان کیے۔ کہا کہ لوگ [ذَاالْمَعَارِجِ!] اور اس طرح کے الفاظ زیادہ کرتے تھے۔ نبی ﷺ انہیں سنتے اور انہیں کچھ نہ کہتے تھے۔ ([ذَاالْمَعَارِجِ!] یعنی اے اللہ بلندیوں والے اور انعامات کے مالک!)

فوائد ومسائل: ① حج اور عمرہ میں تلبیہ کہنا سنت مؤکدہ ہے اگر کوئی اسے ترک کر دے گا تو سنت کے اجر وثواب سے محروم رہے گا۔ جبکہ بعض ائمہ اسے واجب کہتے ہیں۔ اسی لیے اس کے ترک پر ان کے نزدیک دم (قربانی) واجب ہے۔ تاہم یہ دوسرا موقف صحیح نہیں لگتا' اس لیے کہ ترکِ تلبیہ سے کسی رکن کا ترک لازم نہیں آتا' اس لیے ارکان حج کی ادائیگی' تلبیے کے قائم مقام ہو جائے گی۔ تلبیہ کے الفاظ میں افضل یہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اپنے الفاظ ہی پر اکتفا واقتصار کیا جائے کیونکہ آپ نے انہی پر مداومت اختیار فرمائی ہے۔ تاہم اگر کوئی (صحیح المعنی الفاظ کا) اضافہ کرے تو بھی مباح ہے کیونکہ نبی علیہ السلام نے بعض صحابہ کو مختلف الفاظ سے تلبیہ پکارتے سنا تو آپ خاموش

---

۱۸۱۳- **تخريج**: [**إسناده صحيح**] أخرجه ابن ماجه، المناسك، باب التلبية، ح: ۲۹۱۹ من حديث جعفر بن محمد به، وهو في مسند أحمد: ۳/ ۳۲۰، ۳۲۱، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۶۲۶.

رہے اور انکار نہیں فرمایا۔ (عون المعبود) ② یہ جلیل الشان کلمہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی توحید کی تمام انواع پر مشتمل ہے۔ یعنی توحید الوہیت‘ توحید ربوبیت اور توحید اسماء وصفات۔ اور بندہ اس کے تکرار سے اپنی عبدیت کا اظہار کرتا ہے۔

١٨١٤ - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ خَلَّادِ بْنِ السَّائِبِ الأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «أَتَانِي جِبْرَائِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَأَمَرَنِي أَنْ آمُرَ أَصْحَابِي وَمَنْ مَعِيَ أَنْ يَرْفَعُوا أَصْوَاتَهُمْ بِالْإِهْلَالِ» أَوْ قَالَ: «بِالتَّلْبِيَةِ» يُرِيدُ أَحَدَهُمَا.

۱۸۱۴- جناب خلاد بن سائب انصاری اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور مجھے حکم دیا کہ میں اپنے صحابہ اور دوسرے ساتھ والوں کو حکم دوں کہ تلبیہ کہنے میں اپنی آوازیں اونچی رکھیں۔“ راوی کہتا ہے کہ آپ کے الفاظ [بِالْإِهْلَالِ] تھے یا [بِالتَّلْبِيَةِ] (معنی ایک ہی ہیں)۔

**فوائد ومسائل:** ① اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جبریل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں وحی قرآن کے بغیر بھی حاضر ہوا کرتے تھے اور اس وقت ”الحکمۃ“ کی وحی ہوتی‘ لہٰذا احادیث رسول ﷺ بھی وحی [مُنَزَّلٌ مِنَ اللّٰه] اور واجب الاتباع ہے۔ ② عام محدثین نے اس حدیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ تلبیہ کہنے میں آواز اونچی رکھنا مستحب ہے مگر عورتیں اس سے مستثنیٰ ہیں۔

## (المعجم ٢٧) - بَابٌ: مَتَى يَقْطَعُ التَّلْبِيَةَ؟ (التحفة ٢٨)

## باب: ۲۷- حاجی تلبیہ کہنا کب موقوف کرے؟

١٨١٥ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ

۱۸۱۵- حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (دسویں ذوالحجہ کو) جمرۂ عقبہ کو کنکریاں

---

١٨١٤ـ **تخريج:** [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في رفع الصوت بالتلبية، ح: ٨٢٩، والنسائي، ح: ٢٧٥٤، وابن ماجه، ح: ٢٩٢٢ من حديث عبدالله بن أبي بكر به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٣٣٤، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٦٢٧، ٣٦٥، وابن حبان، ح: ٩٧٤.

١٨١٥ـ **تخريج:** أخرجه البخاري، الحج، باب التلبية والتكبير غداة النحر حتى يرمي الجمرة ... الخ، ح: ١٦٨٥، ومسلم، الحج، باب استحباب إدامة الحاج التلبية حين يشرع ... الخ، ح: ١٢٨٠ من حديث ابن جريج به، وهو في مسند أحمد: ١/ ٢١٣.

عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ الْفَضْلِ بنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَبَّىٰ حَتَّىٰ رَمَىٰ جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ.

مارنے تک تلبیہ کہتے رہے۔

فائدہ: تلبیہ احرام باندھنے کے وقت سے شروع ہو کر دسویں تاریخ کی صبح جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارنے تک ہی ہے جیسے کہ صحیحین کی روایت میں ہے: ''آپ ﷺ تلبیہ کہتے رہے حتی کہ جمرہ کے پاس پہنچ گئے۔'' (صحيح البخاري، الحج، حديث: ۱۵۴۳، ۱۵۴۴ وصحيح مسلم، الحج، حديث: ۱۲۸۱)

۱۸۱٦- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: غَدَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنَ مِنًى إِلَىٰ عَرَفَاتٍ مِنَّا الْمُلَبِّي وَمِنَّا الْمُكَبِّرُ.

۱۸۱٦- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے منقول ہے کہتے ہیں کہ ہم (نویں تاریخ کو) صبح کے وقت منٰی سے عرفات کی طرف روانہ ہوئے تو کچھ لوگ ہم میں سے تلبیہ پکار رہے تھے اور کچھ تکبیر۔

فائدہ: تلبیہ کے ساتھ ساتھ تکبیر و تسبیح اور بعض مناسب دعائیں بھی مباح ہیں۔

(المعجم ۲۸) - **بَابٌ: مَتَى يَقْطَعُ الْمُعْتَمِرُ التَّلْبِيَةَ؟** (التحفة ۲۹)

باب: ۲۸- عمرہ کرنے والا کس وقت تلبیہ بند کرے؟

۱۸۱۷- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَىٰ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «يُلَبِّي الْمُعْتَمِرُ حتىٰ يَسْتَلِمَ الْحَجَرَ».

۱۸۱۷- حضرت ابن عباس ؓ نبی ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''عمرہ کرنے والا حجر اسود کو ہاتھ لگانے (یا بوسہ دینے) تک تلبیہ کہتا رہے۔''

قالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ عَبْدُ المَلِكِ بْنُ

امام ابوداود فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو عبدالملک

---

۱۸۱٦_ **تخريج**: أخرجه مسلم، الحج، باب التلبية والتكبير في الذهاب من منًى إلى عرفات في يوم عرفة، ح: ۱۲۸٤ عن أحمد بن حنبل به، وهو في مسنده: ۲/ ۲۲.

۱۸۱۷_ **تخريج**: [**إسناده ضعيف**] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء متى يقطع التلبية في العمرة، ح: ۹۱۹ من حديث هشيم به، وقال: "صحيح"، وقال البيهقي: ٥/ ۱۰٥ "رفعه خطاء وكان ابن أبي ليلى هذا كثير الوهم، وخاصةً إذا روى عن عطاء فيخطىء كثيرًا، ضعفه أهل النقل مع كبر محله"، وانظر، ح: ۷٥۲.

أَبِي سُلَيْمَانَ وَهَمَّامٌ عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَوْقُوفًا.

بن ابی سلیمان اور ہمام نے عطاء سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے موقوف روایت کیا ہے۔

ملحوظہ: یہ روایت مرفوع نہیں موقوف ہی صحیح ہے اور حکم اور عمل اسی پر ہے کہ عمرہ میں حجر اسود کا استلام کرنے تک تلبیہ ہے اس کے بعد نہیں۔

## (المعجم ٢٩) - بَابُ الْمُحْرِمِ يُؤَدِّبُ غُلَامَهُ (التحفة ٣٠)

## باب:٢٩- مُحرم اپنے غلام کو سزا دے......؟

١٨١٨- حَدَّثَنا ابْنُ حَنْبَلٍ قَالَ: حدَّثنا؛ ح: وَحَدَّثَنا مُحمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ ابْنِ أَبِي رِزْمَةَ قَالَ: أخبرنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ: أخبرنا ابْنُ إِسْحَاقَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ حُجَّاجًا حَتَّىٰ إِذَا كُنَّا بِالْعَرْجِ نَزَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَنَزَلْنَا، فَجَلَسَتْ عَائِشَةُ إِلَىٰ جَنْبِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَجَلَسْتُ إِلَىٰ جَنْبِ أَبِي وكَانَتْ زِمَالَةُ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ الله عَنْهُ وَزِمَالَةُ رَسُولِ الله ﷺ وَاحِدَةً مَعَ غُلَامٍ لِأَبِي بَكْرٍ فَجَلَسَ أَبُو بَكْرٍ يَنْتَظِرُ أَنْ يَطْلُعَ عَلَيْهِ فَطَلَعَ وَلَيْسَ مَعَهُ بَعِيرُهُ قَالَ: أَيْنَ بَعِيرُكَ؟ قال: أَضْلَلْتُهُ الْبَارِحَةَ، قَالَ: فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ بَعِيرٌ وَاحِدٌ تُضِلُّه؟ قَالَ: فَطَفِقَ [أَبُو بَكْرٍ] يَضْرِبُهُ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ يَتَبَسَّمُ وَيَقُولُ: «انْظُرُوا إِلَىٰ هٰذَا

١٨١٨- دختر ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت میں حج کے لیے نکلے۔ جب ہم مقام عرج پر پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے پڑاؤ کیا اور ہم بھی اتر پڑے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھیں اور میں اپنے والد (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ) کے پاس بیٹھی۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور رسول اللہ ﷺ کے سامان سفر کا جانور ایک ہی تھا جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ایک غلام کی تحویل میں تھا۔ حضرت ابوبکر بیٹھے اس کا انتظار کر رہے تھے کہ وہ آ جائے۔ چنانچہ جب وہ آیا تو وہ اونٹ اس کے ساتھ نہیں تھا۔ انہوں نے پوچھا: وہ تیرا اونٹ کہاں ہے؟ اس نے کہا: وہ آج رات گم ہو گیا ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: صرف ایک اونٹ اور وہ بھی تو نے گم کر دیا؟ اور پھر اسے مارنے لگے اور رسول اللہ ﷺ مسکراتے رہے اور فرمانے لگے: ”دیکھو اس محرم کو کیا کر رہا ہے؟“ ابن ابی رزمہ کے الفاظ ہیں [فَمَا يَزِيْدُ رَسُوْلُ اللّٰهِ......الخ] یعنی رسول اللہ ﷺ نے اس سے زیادہ نہ کہا کہ ”دیکھو اس محرم کو کیا کر رہا ہے!“ اور مسکراتے رہے۔



---

١٨١٨- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، المناسك، باب التوقي في الإحرام، ح:٢٩٣٣ من حديث عبدالله بن إدريس به، وهو في مسند أحمد:٦/ ٣٤٤ * ابن إسحاق مدلس ولم أجد تصريح سماعه.

الْمُحْرِمِ مَا يَصْنَعُ؟» قَالَ ابْنُ أَبِي رِزْمَةَ: فَمَا يَزِيدُ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَىٰ أَنْ يَقُولَ: «انْظُرُوا إِلَىٰ هٰذَا الْمُحْرِمِ مَا يَصْنَعُ؟» وَيَتَبَسَّمُ.

**فوائد ومسائل:** ① احرام کی حالت میں غلط طور پر جھگڑا کرنا ناجائز ہے اور حج کے عمل کو ناقص کر دیتا ہے البتہ کسی ماتحت کو اس کی نامعقولیت پر تادیب کرنے اور سزا دینے میں کوئی حرج نہیں۔ اگر اس سے بھی پرہیز ہو تو زیادہ بہتر ہے۔ ② عرج: جیم کے فتحہ اور راء کے سکون کے ساتھ مدینہ سے مکہ کے راستے پر تقریباً ۹۰ میل کی مسافت پر ایک بستی ہے۔

(المعجم ٣٠) - **باب الرَّجُلِ يُحْرِمُ فِي ثِيَابِهِ** (التحفة ٣١)

باب: ۳۰- کوئی اگر اپنے عام کپڑوں میں احرام باندھے تو؟

١٨١٩- **حَدَّثَنا** مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أخبرنا هَمَّامٌ قَالَ: سَمِعْتُ عَطَاءً: أخبرنا صَفْوَانُ بْنُ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ بِالْجِعِرَّانَةِ وَعَلَيْهِ أَثَرُ خَلُوقٍ - أَوْ قال: صُفْرَةٍ - وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ فَقالَ: يَارَسُولَ اللهِ! كَيْفَ تَأْمُرُنِي أَنْ أَصْنَعَ فِي عُمْرَتِي؟ فَأَنْزَلَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى عَلَىٰ النَّبِيِّ ﷺ الْوَحْيَ، فَلَمَّا سُرِّيَ عَنْهُ قال: «أَيْنَ السَّائِلُ عَنِ الْعُمْرَةِ؟» قال: «اغْسِلْ عَنْكَ أَثَرَ الْخَلُوقِ» أو قَالَ: «أَثَرَ الصُّفْرَةِ - وَاخْلَعِ الْجُبَّةَ عَنْكَ وَاصْنَعْ فِي عُمْرَتِكَ مَا صَنَعْتَ فِي حَجَّتِكَ».

١٨١٩- جناب صفوان اپنے والد یعلیٰ بن امیہ ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ مقام جعرّانہ میں تھے اور اس آدمی پر خلوق خوشبو کا اثر تھا (جو کہ زعفران وغیرہ سے بنی ہوتی ہے) یا کہا کہ زرد رنگ کی خوشبو تھی۔ اور وہ جبہ پہنے ہوئے تھا۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے کیا ارشاد فرماتے ہیں کہ میں اپنے عمرے میں کیسے کروں؟ تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے نبی ﷺ پر وحی نازل فرمائی۔ جب آپ سے یہ کیفیت دور ہوئی تو دریافت کیا: ''وہ عمرے کے متعلق پوچھنے والا کہاں ہے؟'' آپ نے اس سے فرمایا: ''خلوق خوشبو دھو ڈالو۔'' یا فرمایا: ''زرد رنگ دھوڈالو جبہ اتار دو اور اپنے عمرے میں وہی کچھ کرو جو تم اپنے حج میں کرتے ہو۔''



---

**١٨١٩- تخريج:** أخرجه البخاري، العمرة، باب: يفعل بالعمرة ما يفعل بالحج، ح: ١٧٨٩، ومسلم، الحج، باب ما يباح للمحرم بحج أو عمرة لبسه ... الخ، ح: ١١٨٠ من حديث همام به.

**فوائد ومسائل:** ① ''جعرانہ'' جیم کے کسرہ اور عین کے سکون کے ساتھ یا جیم اور عین دونوں کے کسرہ اور ''راء'' مشدد کے ساتھ۔ مکہ سے مدینہ آنے والے راستے سے دائیں جانب کچھ دور ہٹ کر ایک منزل کا نام ہے۔ یہاں آپ نے حنین کا مال غنیمت تقسیم فرمایا تھا اور یہیں سے احرام باندھ کر ایک عمرہ کیا تھا۔ ② احرام باندھتے وقت خوشبو لگانا جائز ہے خواہ بعد ازاں اس کا اثر بھی باقی رہے۔ مگر زعفران اور زرد رنگ کی خوشبو عام حالات میں بھی ممنوع ہے تو احرام میں زیادہ ہی منع ہے۔ ③ مرد کے لیے سلے ہوئے لباس میں احرام نہیں' صرف دو چادریں ہونی چاہئیں۔ بھولے سے اگر پہن لیے ہوں تو فوراً اتار دے۔ اور اگر چادر میسر نہ ہو تو شلوار ہی میں احرام کی نیت کر لے۔ ④ لباس اتارتے ہوئے یا اتفاقاً سر پر کپڑا آ پڑے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ ⑤ حج اور عمرے کے احرام کے احکام ایک ہی ہیں۔ مزید یہ بھی ثابت ہوا کہ ممنوعات سے بچنا بھی ایک ''عمل'' ہوتا ہے۔ ⑥ شریعت سراسر منزل من اللہ اور وحی شدہ ہے۔ ﴿وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوىٰ ○ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوحىٰ﴾ (سورة النجم:۳'۴)

١٨٢٠- **حَدَّثَنا** مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَىٰ: حَدَّثَنا أَبُو عَوانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ وَهُشَيْمٌ عَنِ الْحَجَّاجِ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ صَفْوانَ بْنِ يَعْلَىٰ، عَنْ أَبِيهِ بِهٰذِهِ الْقِصَّةِ قَالَ فِيهِ: فَقال لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «اخْلَعْ جُبَّتَكَ»، فَخَلَعَهَا مِنْ رَأْسِهِ وَسَاقَ الحدِيثَ.

١٨٢٠- حضرت یعلیٰ بن امیہ ؓ یہ قصہ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں' نبی ﷺ نے اس سے فرمایا: ''اپنا جبہ اتار دو۔'' چنانچہ اس نے اسے اپنے سر کی طرف سے اتار دیا۔ اور حدیث بیان کی۔

**ملحوظہ:** شیخ البانی ؒ فرماتے ہیں کہ یہ روایت صحیح ہے' البتہ [مِنْ رَأْسِهِ] ''اس نے اسے اپنے سر کی طرف سے اتارا'' کے الفاظ منکر ہیں۔

١٨٢١- **حَدَّثَنا** يَزِيدُ بنُ خَالِدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَوْهَبٍ الْهَمْدَانِيُّ الرَّمْلِيُّ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عَطَاءِ بنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنِ ابنِ يَعْلَى ابْنِ مُنْيَةَ، عَنْ أَبِيهِ بِهٰذَا الْخَبَرِ قَالَ فِيهِ: فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يَنْزِعَهَا نَزْعًا

١٨٢١- حضرت یعلیٰ ابن مُنیہ ؓ نے یہ خبر روایت کی۔ اس میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے حکم دیا کہ اسے اتار دو (جبہ کو) اور غسل کرو دو بار یا تین بار۔ اور حدیث بیان کی۔



١٨٢٠ـ **تخريج:** [**إسناده ضعيف**] أخرجه البيهقي: ٥/ ٥٧ من حديث أبي داود به، وسنده ضعيف * عطاء عن يعلى منقطع، والحجاج بن أرطاة ضعيف، والحديث السابق: ١٨١٩ يغني عنه.

١٨٢١ـ **تخريج:** [**إسناده حسن**] أخرجه البيهقي: ٥/ ٥٧ من حديث أبي داود به، وانظر، ح: ١٨١٩.

وَيَغْتَسِلَ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

**فوائد ومسائل:** ① راویٔ حدیث وہی یعلیٰ رضی اللہ عنہ ہیں جن کی روایات اوپر آئی ہیں۔ ان کے والد کا نام امیہ اور والدہ کا نام مُنْيہ ہے۔ ② شریعت کا حکم جان لینے کے بعد اس میں پس وپیش کا کوئی مطلب نہیں۔ ③ بھولے سے مذکورہ غلطیوں پر فدیہ لازم نہیں آتا۔

١٨٢٢- **حَدَّثَنَا** عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ قَيْسَ بْنَ سَعْدٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ بِالْجِعِرَّانَةِ وَقَدْ أَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ وَهُوَ مُصَفِّرٌ لِحْيَتَهُ وَرَأْسَهُ وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

١٨٢٢- جناب صفوان اپنے والد یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ جعرانہ مقام پر ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں آیا' اس نے عمرے کا احرام باندھا ہوا تھا' جبہ پہنے ہوئے تھا اور اس کی ڈاڑھی اور سر میں زرد رنگ کی خوشبو لگی ہوئی تھی۔ اور مذکورہ بالا حدیث بیان کی۔

## (المعجم ٣١) - باب مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ (التحفة ٣٢)

## باب: ٣١- مُحْرِم کے لباس کا بیان

١٨٢٣- **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ وَأَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ رَسُولَ اللهِ ﷺ مَا يَتْرُكُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ؟ فَقَالَ: «لَا يَلْبَسُ الْقَمِيصَ وَلَا الْبُرْنُسَ وَلَا السَّرَاوِيلَ وَلَا الْعِمَامَةَ وَلَا ثَوْبًا مَسَّهُ وَرْسٌ وَلَا زَعْفَرَانٌ وَلَا الْخُفَّيْنِ إِلَّا لِمَنْ لَا يَجِدُ النَّعْلَيْنِ، فَمَنْ لَمْ يَجِدِ

١٨٢٣- جناب سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) سے بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ محرم کون سے کپڑے نہ پہنے؟ آپ نے فرمایا: ''قمیص' ٹوپی دار کرتا' شلوار' پگڑی یا ایسا کپڑا جس کو ورس یا زعفران لگا ہو نہ پہنے اور موزے بھی نہ پہنے' الا یہ کہ کسی کے پاس جوتے نہ ہوں۔ جس کے پاس جوتے نہ ہوں وہ موزے پہن لے مگر انہیں کاٹ لے حتی کہ ٹخنوں سے نیچے ہو جائیں۔''

١٨٢٢ـ **تخريج:** أخرجه مسلم، الحج، باب ما يباح للمحرم بحج أو عمرة لبسه . . . الخ، ح: ١١٨٠/ ٩ عن عقبة ابن مكرم به.

١٨٢٣ـ **تخريج:** أخرجه البخاري، اللباس، باب العمائم، ح: ٥٨٠٦، ومسلم، الحج، باب ما يباح للمحرم بحج أو عمرة لبسه . . . الخ، ح: ١١٧٧ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في مسند أحمد: ٢/ ٨.

النَّعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا حَتَّى يَكُونَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ».

١٨٢٤ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَاهُ.

۱۸۲۴- حضرت ابن عمر ؓ نبی ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کرتے ہیں۔

فوائد و مسائل: ① عورت کے لیے احرام کی چادریں پہننا ضروری نہیں۔ بلکہ وہ شلوار' قمیص اور دوپٹے اور پردے ہی میں احرام باندھے گی۔ البتہ خوشبو وہ بھی استعمال نہیں کر سکتی' بالخصوص ورس اور زعفران۔ اسی طرح دستانے بھی نہیں پہن سکتی۔ البتہ جرابیں یا موزے نہ صرف یہ کہ وہ پہن سکتی ہیں بلکہ ان کا پہننا ان کے لیے بہتر ہے کیونکہ ان میں زیادہ پردہ ہے۔ ② مردوں کے لیے صحیح قول کے مطابق موزوں کا پہننا بھی جائز ہے خواہ وہ کٹے ہوئے نہ بھی ہوں۔ جبکہ جمہور کی رائے یہ ہے کہ انہیں کاٹ لے' لیکن صحیح بات یہ ہے کہ جب جوتے نہ ہوں تو موزوں کا کاٹنا لازم نہیں ہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے لوگوں کو عرفہ میں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا: ''جس کے پاس جوتے نہ ہوں تو وہ موزے پہن لے اور جس کے پاس تہبند نہ ہو تو وہ شلوار پہن لے۔'' (صحيح البخاري' جزاء الصيد' حديث : ۱۸۴۱ و صحيح مسلم' الحج' حديث: ۱۱۷۸) اس حدیث میں آپ نے موزے کاٹنے کا حکم نہیں دیا' تو اس سے معلوم ہوا کہ جس حدیث میں موزے کاٹنے کا حکم ہے وہ ابتدائے احرام کا تھا اور دوسرا حکم عرفہ کے دن کا ہے۔ اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ کاٹنے کا حکم منسوخ ہے۔

١٨٢٥ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَاهُ وَزَادَ: «لا تَنْتَقِبُ الْمَرْأَةُ الْحَرَامُ وَلا تَلْبَسُ الْقُفَّازَيْنِ».

۱۸۲۵- جناب نافع نے حضرت ابن عمر ؓ سے انہوں نے نبی ﷺ سے' مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کیا ہے اور مزید کہا ہے: ''احرام والی عورت نقاب پہنے نہ دستانے پہنے۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَقَدْ رَوَى هٰذَا الْحَدِيثَ حاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ويَحْيَى بْنُ

امام ابو داود ؒ کہتے ہیں کہ یہ حدیث حاتم بن اسمٰعیل اور یحییٰ بن ایوب نے موسیٰ بن عقبہ سے' انہوں

---

١٨٢٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، الحج، باب ما لا يلبس المحرم من الثياب، ح: ١٥٤٢، ومسلم، الحج، باب ما يباح للمحرم بحج أو عمرة لبسه . . . الخ، ح: ١١٧٧ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٣٢٤.

١٨٢٥ـ تخريج: أخرجه البخاري، جزاء الصيد، باب ما ينهى من الطيب للمحرم والمحرمة، ح: ١٨٣٨ من حديث الليث بن سعد به.

أَيُّوبَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ عَلَىٰ مَا قَالَ اللَّيْثُ، وَرَوَاهُ مُوسَى بْنُ طَارِقٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ مَوْقُوفًا عَلَى ابْنِ عُمَرَ. وكَذٰلِكَ رَوَاهُ عُبَيْدُاللهِ بْنُ عُمَرَ، ومَالِكٌ وَأَيُّوبُ مَوْقُوفًا وإِبْرَاهِيمُ ابْنُ سَعِيدٍ [الْمَدَنِيُّ]. عن نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: «الْمُحْرِمَةُ لا تَنْتَقِبُ ولا تَلْبَسُ الْقُفَّازَيْنِ».

نے نافع سے اسی طرح روایت کی ہے جیسے کہ لیث نے روایت کی ہے۔ مگر اس کو موسیٰ بن طارق نے موسیٰ بن عقبہ سے حضرت ابن عمر ؓ پر موقوفاً روایت کیا ہے۔ اور ایسے ہی عبیداللہ بن عمر' مالک اور ایوب نے بھی موقوفاً روایت کیا ہے جبکہ ابراہیم بن سعید مدنی نے نافع سے' انہوں نے ابن عمر ؓ سے' انہوں نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ ''احرام والی نقاب لگائے نہ دستانے پہنے۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ [الْمَدَنِيُّ] شَيْخٌ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ لَيْسَ لَهُ كَبِيرُ حَدِيثٍ.

امام ابو داود ؒ فرماتے ہیں کہ ابراہیم بن سعید مدنی اہل مدینہ میں سے صرف ایک شیخ (عالم) ہیں کوئی زیادہ صاحب حدیث نہیں ہیں۔ (ان کی روایت آگے آ رہی ہے: ۱۸۲۶)



**فائدہ:** حدیث میں محرم عورت کو نقاب ڈالنے سے منع کیا گیا ہے۔ اس نقاب سے ایک خاص نقاب مراد ہے جو کہ ناک پر یا آنکھ کے نیچے باندھا جاتا ہے۔ اس سے مراد وہ نقاب نہیں ہے جو آج کل معروف ہے اور جسے چہرے کے پردے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ بعض لوگ اس سے موجودہ نقاب مراد لے کر محرم عورت کو چہرہ ڈھانپنے سے منع کرتے ہیں۔ لیکن یہ بات صحیح نہیں۔ جس نقاب سے منع کیا گیا ہے' اس کا تعلق حجاب یا چہرے کے پردے سے نہیں یہ پردہ تو احرام کی حالت میں ہو یا غیر احرام کی' ہر وقت ضروری ہے۔ محرم عورت کو ایک مخصوص قسم کے نقاب سے روکا گیا ہے جو کہ صرف ناک یا آنکھ کے نیچے باندھا جاتا ہے۔ جس سے منع کر دیا گیا۔ اس ممانعت کا تعلق حجاب والے نقاب سے نہیں۔ اس لیے اس کا تو حکم حالت احرام میں بھی ہے۔ جیسا کہ موطا امام مالک میں روایت ہے فاطمہ بنت منذر بیان کرتی ہیں کہ ہم حالت احرام میں اپنے چہرے ڈھانپا کرتی تھیں اور اسماء بنت ابی بکر صدیق ؓ بھی ہمارے ساتھ ہوتی تھیں۔ (موطا امام مالك: ۳۲۸/۱) نیز مستدرک حاکم میں بھی انہی سے روایت ہے کہ ہم مردوں سے اپنے چہروں کا پردہ کرتی تھیں۔ (مستدرك حاكم: ۴۵۴/۱) علاوہ ازیں حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ محرم عورت نہ نقاب ڈالے اور نہ گھونگھٹ نکالے البتہ سر کی طرف سے چہرے پر کپڑا لٹکا لے۔ (السنن الكبرى للبيهقى: ۴۷/۵) ان تمام موقوف روایات سے معلوم ہوا کہ آپ نے خاص قسم کے نقاب سے منع کیا ہے نہ کہ بالکل ہی پردہ کرنے سے منع کیا ہے۔ اس لیے ہر خاتون کو چاہیے کہ وہ اس معاملے میں اپنے رب سے ڈرے اور فیشن ایبل اور ایسے تمام نقابوں سے بچے جو بے حجابی کو فروغ دیتے ہوں۔

١٨٢٦- **حَدَّثَنا** قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا إبراهِيمُ بنُ سَعِيدٍ [المَدَنِيُّ] عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «المُحْرِمَةُ لا تَنْتَقِبُ ولا تَلْبَسُ الْقُفَّازَيْنِ».

۱۸۲۶- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''احرام والی عورت نہ نقاب لگائے اور نہ دستانے پہنے۔''

١٨٢٧- **حَدَّثَنا** أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا يَعْقُوبُ: حَدَّثَنا أَبِي عَنِ ابْنِ إسْحَاقَ قَالَ: فإنَّ نَافِعًا مَوْلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ حَدَّثَنِي عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ، نَهَى النِّسَاءَ فِي إحْرَامِهِنَّ عَنِ الْقُفَّازَيْنِ وَالنِّقَابِ وَما مَسَّ الْوَرْسُ وَالزَّعْفَرَانُ مِنَ الثِّيَابِ وَلْتَلْبَسْ بَعْدَ ذَلِكَ ما أَحَبَّتْ مِنْ أَلْوَانِ الثِّيَابِ مُعَصْفَرًا أو خَزًّا أَوْ حُلِيًّا أو سَرَاوِيلَ أو قَمِيصًا أو خُفًّا.

۱۸۲۷- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ نے عورتوں کو احرام میں دستانے پہننے اور نقاب لگانے سے منع فرمایا ہے۔ اور ایسے لباس سے بھی جسے ورس (ایک رنگ دار بوٹی) اور زعفران لگی ہو۔ ان کے علاوہ جو لباس اور رنگ چاہے پہن لے (یعنی) عصفر (زرد) رنگ ہو یا ریشم' یا زیور یا شلوار یا قمیص یا موزہ۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَىٰ هٰذَا عَنِ ابْنِ إسْحَاقَ، عَنْ نَافِعٍ عَبْدَةُ وَمُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بنِ إسْحَاقَ إلَىٰ قَوْلِهِ: وما مَسَّ الْوَرْسُ وَالزَّعْفَرَانُ مِنَ الثِّيابِ وَلَمْ يَذْكُرَا مَا بَعْدَهُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو عبدہ بن سلیمان اور محمد بن سلمہ' محمد بن اسحاق سے اور وہ نافع سے روایت کرتے ہیں مگر صرف اس حصے تک (یعنی) [وَ مَا مَسَّ الوَرُسُ وَالزَّعُفَرَانُ مِنَ الثِّيَابِ] بعد والا حصہ یہ دونوں روایت نہیں کرتے۔

فائدہ: امام ابوداود بیان کرنا چاہتے ہیں کہ اس روایت کے آخر میں مذکور تفصیل ذکر کرنے میں یعقوب کے والد ''ابراہیم بن سعد'' منفرد ہیں اور گویا یہ آخری حصہ حدیث میں مدرج ہے (بذل المجہود) جبکہ عصفر (زرد) رنگ کا استعمال اور موزوں کا پہننا (بلا عذر) صحیح تر احادیث میں منع آیا ہے۔

---

١٨٢٦ـ **تخريج**: [**حسن**] أخرجه البيهقي: ٥/ ٤٧ من حديث أبي داود به * إبراهيم بن سعيد المدني مجهول الحال، والحديث السابق شاهد له.

١٨٢٧ـ **تخريج**: [**إسناده حسن**] رواه أحمد كما في تغليق التعليق: ٣/ ١٢٩، وله طريق آخر في المسند المطبوع: ٢/ ٢٢، وعلقه البخاري، ح: ١٨٣٨، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ١/ ٤٨٦.

١٨٢٨- حَدَّثَنا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّهُ وَجَدَ الْقُرَّ فَقال: أَلْقِ عَلَيَّ ثَوْبًا يَانَافِعُ! فَأَلْقَيْتُ عَلَيْهِ بُرْنُسًا، فَقالَ: تُلْقِي عَلَيَّ هٰذَا وَقَدْ نَهَى رَسُولُ الله ﷺ أَنْ يَلْبَسَهُ الْمُحْرِمُ؟.

۱۸۲۸-حضرت ابن عمر ؓ سے مروی ہے کہ انہیں سردی لگی تو انہوں نے کہا: اے نافع! مجھ پر کوئی کپڑا ڈال دو۔ چنانچہ میں (نافع) نے ان پر ایک برنس (ایک قمیص جس کا ایک حصہ بطور ٹوپی استعمال ہوتا ہے) ڈال دی۔ تو وہ بولے: مجھ پر یہ ڈال رہا ہے حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے محرم کو اس کے پہننے سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: برنس باقاعدہ پہننا منع ہے ویسے اوڑھ لینے میں کوئی حرج نہیں مگر حضرت ابن عمر ؓ کا تقویٰ اور جذبۂ اتباع رسول ﷺ اس قدر شدید تھا کہ انہوں نے اسے عام صورت میں بھی اوڑھنے سے گریز کا اظہار فرمایا۔

١٨٢٩- حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «السَّرَاوِيلُ لِمَنْ لَا يَجِدُ الإِزَارَ، وَالْخُفُّ لِمَنْ لَا يَجِدُ النَّعْلَيْنِ».

۱۸۲۹-حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کہتے ہوئے سنا: ''جسے تہبند نہ ملے وہ شلوار پہن لے اور جس کے پاس جوتے نہ ہوں وہ موزے پہن لے۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هٰذَا حَدِيثُ أَهْلِ مَكَّةَ وَمَرْجِعُهُ إِلَى الْبَصْرَةِ إِلَىٰ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ، وَالَّذِي تَفَرَّدَ بِهِ مِنْهُ ذِكْرُ السَّرَاوِيلِ وَلَمْ يَذْكُرِ الْقَطْعَ في الْخُفِّ.

امام ابوداود ؒ نے کہا: یہ اہل مکہ کی روایت ہے اور اس کا محور اہل بصرہ میں سے جابر بن زید ؒ ہیں۔ اس روایت میں انفرادیت یہ ہے کہ اس میں ''سراویل'' (شلوار) کا ذکر ہے اور موزوں کے بارے میں کاٹنے کی ہدایت نہیں ہے۔

فائدہ: عذر کی صورت میں شلوار اور موزہ پہننا جائز ہے اور اس میں کوئی فدیہ وغیرہ لازم نہیں آتا۔ موزوں سے متعلق بحث حدیث ۱۸۲۳ کے فوائد میں گزر چکی ہے۔



---

١٨٢٨- **تخريج**: **[إسناده صحيح]** أخرجه أحمد: ٢/ ١٤١، والحميدي، ح: ٦٩٦ (بتحقيقي) من حديث أيوب السختياني به.

١٨٢٩- **تخريج**: أخرجه مسلم، الحج، باب ما يباح للمحرم بحج أو عمرة لبسه وما لا يباح . . . الخ، ح: ١١٧٨ من حديث حماد بن زيد، والبخاري، جزاء الصيد، باب لبس الخفين للمحرم إذا لم يجد النعلين، ح: ١٨٤١ من حديث عمرو بن دينار به.

١٨٣٠- حَدَّثَنا الْحُسَيْنُ بْنُ جُنَيْدٍ الدَّامِغَانِيُّ: حَدَّثَنا أَبُو أُسَامَةَ: أَخْبَرَنِي عُمَرُ ابنُ سُوَيْدٍ الثَّقَفِيُّ: حَدَّثَتْنِي عَائِشَةُ بِنْتُ طَلْحَةَ أَنَّ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ [رَضِيَ اللهُ عنها] حَدَّثَتْهَا قالَتْ: كُنَّا نَخْرُجُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ إِلَىٰ مَكَّةَ فَنُضَمِّدُ جِبَاهَنَا بالسُّكِّ الْمُطَيَّبِ عِنْدَ الإِحْرَامِ، فَإِذَا عَرِقَتْ إِحْدَانا سَالَ عَلَى وَجْهِهَا فَيَرَاهُ النَّبِيُّ ﷺ فَلَا يَنْهَاهَا.

١٨٣٠- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ نے بیان کیا کہ ہم نبی ﷺ کی معیت میں مکہ کو جاتیں تو احرام کے وقت اپنی پیشانیوں پر خوشبودار مرکب خوشبو کا ضماد کرلیا کرتی تھیں۔ جب پسینہ آتا تو وہ ہمارے چہروں پر بہہ آتا تھا' نبی ﷺ اسے دیکھتے تو اس سے منع نہ فرماتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① احرام کے بعد کسی قسم کی خوشبو لگانا جائز نہیں' البتہ احرام باندھتے وقت خوشبو لگانا مسنون ہے۔ اگر اس کا اثر بھی باقی رہے تو کوئی حرج نہیں۔ ② اس حدیث سے عورتوں کو پاؤڈر قسم کی چیزوں کے لگانے کی بھی رخصت ثابت ہوتی ہے۔

١٨٣١- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا ابنُ أَبِي عَدِيٍّ عن مُحمَّدِ بنِ إِسْحَاقَ قَالَ: ذَكَرْتُ لِابْنِ شِهَابٍ فَقَالَ: حَدَّثَنِي سَالِمُ بنُ عَبْدِ الله: أَنَّ عَبْدَ الله يَعْنِي ابنَ عُمَرَ، كَانَ يَصْنَعُ ذٰلِكَ يَعْنِي يَقْطَعُ الْخُفَّيْنِ لِلْمَرْأَةِ الْمُحْرِمَةِ، ثُمَّ حَدَّثَتْهُ صَفِيَّةُ بِنْتُ أَبِي عُبَيْدٍ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ الله عَنْهَا حَدَّثَتْهَا: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: قَدْ كَانَ رَخَّصَ لِلنِّسَاءِ فِي الْخُفَّيْنِ فَتَرَكَ ذٰلِكَ.

١٨٣١- جناب سالم بن عبداللہ اپنے والد حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ وہ احرام والی عورت کو کہا کرتے تھے کہ اپنے موزے کاٹ لے۔ پھر (ان کی زوجہ) صفیہ بنت ابی عبید نے انہیں بیان کیا کہ حضرت عائشہ ؓ نے اس کو بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کو موزے پہننے کی رخصت دی ہے۔ تو وہ اپنی بات سے رک گئے۔

فوائد ومسائل: ① یہ رخصت عورتوں کے علاوہ مردوں کو بھی حاصل ہے' مگر بحالت عذر۔ ② محب رسول کے لیے ممکن ہی نہیں کہ اسے نبی علیہ السلام کی طرف سے کوئی ہدایت ملے اور پھر وہ اپنی رائے پر اصرار کرے۔

١٨٣٠ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٧٩ من حديث عمر بن سويد به بألفاظ مختلفة.

١٨٣١ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٩، ٦/ ٣٥ عن محمد بن أبي عدي به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٦٨٦.

(المعجم ٣٢) - **باب الْمُحْرِمِ يَحْمِلُ السِّلَاحَ** (التحفة ٣٣)

باب:٣٢- مُحرِم کا ہتھیار بند ہونا؟

١٨٣٢- **حَدَّثَنا** أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عَنْ أبي إسْحَاقَ قال: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يَقُولُ: لَمَّا صَالَحَ رَسُولُ الله ﷺ أَهْلَ الْحُدَيْبِيَةِ صَالَحَهُمْ عَلَىٰ أَنْ لَا يَدْخُلُوهَا إلَّا بِجُلُبَّانِ السِّلَاحِ فَسَأَلْتُهُ مَا جُلُبَّانُ السِّلَاحِ؟ قَالَ: الْقِرَابُ بِمَا فِيهِ.

١٨٣٢- حضرت براء ؓ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے حدیبیہ والوں سے صلح کی تھی تو اس بات پر صلح کی تھی کہ یہ لوگ (مسلمان) مکہ میں اس حالت میں داخل ہوں گے کہ ان کے ہتھیار ان کے میانوں میں ہوں گے۔ (غالباً) شعبہ نے ابواسحاق سے پوچھا کہ "جُلُبَّانُ السِّلَاحِ" کیا ہوتا ہے؟ انہوں نے کہا چمڑے کا وہ تھیلا جس میں ہتھیار رکھا جاتا ہے۔

فائدہ: اللہ عزوجل محدثین کو کروٹ کروٹ اپنی رحمتوں سے نوازے' کس خوبصورت انداز میں ایک تاریخی واقعہ سے فقہی مسئلہ استنباط کیا ہے کہ محرم کے لیے جائز ہے کہ اپنے ساتھ اپنا ہتھیار رکھے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل ہوگی ان کے "فقیہ" ہونے کی! کتب احادیث کا تمام ذخیرہ اس طائفہ منصورہ کے "فقیہ" ہونے کی بیّن دلیل ہے۔



(المعجم ٣٣) - **بَابٌ: فِي الْمُحْرِمَةِ تُغَطِّي وَجْهَهَا** (التحفة ٣٤)

باب:٣٣- عورت حالت احرام میں اپنا چہرہ چھپائے

١٨٣٣- **حَدَّثَنَا** أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا هُشَيْمٌ: حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ أبي زِيَادٍ عَنْ مُجاهِدٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ الله عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ الرُّكْبَانُ يَمُرُّونَ بِنَا وَنَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ مُحْرِمَاتٌ فَإِذَا حاذَوْا بِنَا سَدَلَتْ إحْدَانا جِلْبَابَها مِنْ رَأْسِها عَلَىٰ وَجْهِها، فَإِذَا جَاوَزُونَا كَشَفْنَاهُ.

١٨٣٣- حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ احرام سے ہوتی تھیں اور قافلے والے ہمارے سامنے سے گزرتے تو ہم اپنے پردے کی چادر کو سر سے چہرے پر لٹکا لیتیں۔ جب وہ گزر جاتے تو چہرہ کھول لیتی تھیں۔

---

١٨٣٢ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الصلح، باب: كيف يكتب: هذا ما صالح فلان بن فلان ... الخ، ح: ٢٦٩٨، ومسلم، الجهاد والسير، باب صلح الحديبية، ح: ١٧٨٣ من حديث شعبة به، وهو في مسند أحمد: ٤/ ٢٩١.

١٨٣٣ـ **تخريج**: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، المناسك، باب المحرمة تسدل الثوب علىٰ وجهها، ح: ٢٩٣٥ من حديث يزيد بن أبي زياد به، وهو في مسند أحمد: ٦/ ٣٠ * يزيد ضعيف، تقدم، ح: ١٤٧٤ وغيره.

فائدہ: یہ سند اگر چہ قدرے ضعیف ہے مگر دیگر آثار سے مسئلہ اسی طرح ہے کہ عورت حالت احرام میں بھی اجنبیوں سے پردہ کرے۔ موطا امام مالک میں ہے: "فاطمہ بنت منذر بیان کرتی ہیں کہ ہم حالت احرام میں اپنے چہرے ڈھانپا کرتی تھیں اور اسماء بنت ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہا بھی ہمارے ساتھ ہوتی تھیں" (باب تخمير المحرم وجهه)'نیز (ارواء الغليل حديث:١٠٢٣) مگر موجودہ صورت حال' پردے کے معاملے میں' انتہائی پریشان کن ہے کہ حیاوشرم گویا اٹھتی جارہی ہے۔الا ماشاء اللہ! مزید تفصیل کے لیے حدیث نمبر ١٨٢٥ کے فوائد ومسائل ملاحظہ ہوں۔

(المعجم ٣٤) - **بَابٌ: فِي الْمُحْرِمِ يُظَلَّلُ** (التحفة ٣٥)

باب:٣٤- مُحْرِم کو سایہ کرنا

١٨٣٤- **حَدَّثَنا** أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ سَلَمَةَ عن أَبِي عَبْدِ الرَّحِيمِ، عن زَيْدِ بنِ أَبي أُنَيْسَةَ، عن يَحْيَى بنِ حُصَيْنٍ، عن أُمِّ الْحُصَيْنِ حَدَّثَتْهُ قَالَتْ: حَجَجْنَا مَعَ النَّبيِّ ﷺ حَجَّةَ الْوَدَاعِ فَرَأَيْتُ أُسَامَةَ وَبِلَالًا وَأَحَدُهُمَا آخِذٌ بِخِطَامِ نَاقَةِ النَّبيِّ ﷺ وَالآخَرُ رَافِعٌ ثَوْبَهُ يَسْتُرُهُ مِنَ الْحَرِّ حَتَّى رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ.

١٨٣٤- حضرت ام الحصین رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم نے نبی ﷺ کی معیت میں حجۃ الوداع کیا۔ چنانچہ میں نے حضرت اسامہ اور بلال رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ ان میں سے ایک رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کی مہار پکڑے ہوئے تھا اور دوسرا آپ کو گرمی سے بچانے کے لیے آپ پر کپڑا بلند کیے ہوئے تھا (اور ان کی یہ خدمت اسی طرح رہی) حتی کہ آپ نے جمرۂ عقبہ کو کنکریاں مارلیں۔

فائدہ: محرم خود کسی سایہ میں بیٹھے' چھتری استعمال کرے یا کوئی دوسرا اس کو سایہ کردے سب صورتیں جائز ہیں۔ ہاں پگڑی' ٹوپی یارومال وغیرہ نہیں باندھ سکتا۔

(المعجم ٣٥) - **باب الْمُحْرِمِ يَحْتَجِمُ** (التحفة ٣٦)

باب:٣٥- مُحْرِم کا سینگی لگوانا

١٨٣٥- **حَدَّثَنا** أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن عَمْرِو بنِ دِينَارٍ، عن

١٨٣٥- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے احرام کی حالت میں سینگی لگوائی تھی۔

١٨٣٤ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، الحج، باب استحباب رمي جمرة العقبة يوم النحر راكبًا . . . الخ، ح:١٢٩٨ عن أحمد بن حنبل به، وهو في مسنده: ٦/ ٤٠٢.

١٨٣٥ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، جزاء الصيد، باب الحجامة للمحرم، ح:١٨٣٥، ومسلم، الحج، باب جواز الحجامة للمحرم، ح:١٢٠٢ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في مسند أحمد: ١/ ٢٢١.

عَطَاءٍ وَطاوُسٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ: أنَّ النَّبيَّ ﷺ احْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

١٨٣٦- حَدَّثَنا عُثْمَانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ هَارُونَ: أخبرنا هِشَامٌ عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ: أنَّ رَسُولَ الله ﷺ احْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ في رَأْسِهِ مِنْ دَاءٍ كَانَ بِهِ.

١٨٣٦- حضرت ابن عباس ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے احرام کی حالت میں اپنے سر میں ایک بیماری کی بنا پر سینگی لگوائی۔

١٨٣٧- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا مَعْمَرٌ عن قَتَادَةَ، عن أَنَسٍ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ احْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ عَلَى ظَهْرِ الْقَدَمِ مِنْ وَجَعٍ كَانَ بِهِ.

١٨٣٧- حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بحالت احرام اپنے پاؤں کی پشت پر ایک تکلیف کی وجہ سے سینگی لگوائی۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ قالَ: ابنُ أَبِي عَرُوبَةَ أَرْسَلَهُ، يَعْنِي عن قَتَادَةَ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ میں نے امام احمد سے سنا' وہ کہتے تھے کہ ابن ابی عروبہ نے اس روایت کو قتادہ سے مرسل بیان کیا۔ (یعنی جناب انس کا واسطہ ذکر نہیں کیا۔)

**فوائد ومسائل:** ① سینگی لگوانا اور فصد کھلوانا اُس دور کا معروف طریقہ علاج تھا اور مذکورہ بالا احادیث میں دو مختلف واقعات کا بیان آیا ہے۔ ② اب بھی بوقت ضرورت اس سے فائدہ حاصل کیا جاسکتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ اس عمل میں بالوں کی جگہ سے بال کاٹے جاتے ہیں' جلد پر چیرا لگایا جاتا ہے۔ پس اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ تاہم کئی ایک فقہاء بال کاٹنے کی بنا پر فدیہ کے قائل ہیں' نیز دانت نکلوانے یا کسی عمل جراحی کی صورت میں کوئی فدیہ لازم نہیں آتا۔ ③ بیماری میں علاج کرانا سنت رسول ہے۔

---

١٨٣٦- **تخريج**: أخرجه البخاري، الطب، باب الحجامة من الشقيقة والصداع، ح: ٥٧٠٠ من حديث هشام به.

١٨٣٧- **تخريج**: **[إسناده ضعيف]** أخرجه النسائي، مناسك الحج، باب حجامة المحرم على ظهر القدم، ح: ٢٨٥٢ من حديث عبدالرزاق به، وهو في مسند أحمد: ٣/ ١٦٤ ✽ قتادة عنعن وله شاهد ضعيف يأتي، ح: ٣٨٦٣.

(المعجم ٣٦) - **بَابٌ: يَكْتَحِلُ الْمُحْرِمُ** (التحفة ٣٧)

باب:٣٦-احرام کی حالت میں سرمہ لگانا

١٨٣٨- **حَدَّثَنا** أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: أخبرنا سُفْيَانُ عن أَيُّوبَ بنِ مُوسَى، عن نُبَيْهِ بنِ وَهْبٍ قَالَ: اشْتَكَىٰ عُمَرُ بنُ عُبَيْدِاللهِ بنِ مَعْمَرٍ عَيْنَيْهِ، فَأَرْسَلَ إِلَى أَبَانِ ابْنِ عُثْمانَ قالَ سُفْيَانُ وَهُوَ أَمِيرُ المَوْسِمِ: مَا يَصْنَعُ بِهِمَا قَالَ: أَضْمِدْهُمَا بالصَّبِرِ فإِنِّي سَمِعْتُ عُثْمانَ يُحَدِّثُ ذٰلِكَ عن رَسُولِ الله ﷺ.

١٨٣٨- جناب نبیہ بن وہب ؒ سے مروی ہے کہ عمر بن عبیداللہ بن معمر کی آنکھیں خراب ہوگئیں تو انہوں نے جناب ابان بن عثمان سے پوچھا کہ کیا کیا جائے؟ سفیان نے بتایا کہ یہ ان دنوں امیر حج تھے۔ انہوں نے جواب دیا کہ ایلوا کا لیپ کر لے۔ بے شک میں نے حضرت عثمان ؓ سے سنا تھا وہ یہ بات رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے تھے۔

١٨٣٩- **حَدَّثَنا** عُثْمانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حدثنا إِسْمَاعِيلُ بنُ إبراهِيمَ ابنِ عُلَيَّةَ عن أَيُّوبَ، عن نَافِعٍ، عن نُبَيْهِ بنِ وَهْبٍ بِهَذَا الْحَدِيثِ.

١٨٣٩- عثمان بن ابی شیبہ نے اسے ہمیں اسماعیل بن ابراہیم سے انہوں نے نافع سے انہوں نے نبیہ بن وہب سے مذکورہ بالا روایت بیان کی۔

**فائدہ:** آنکھ میں دوا ڈالنے یا اس پر ضماد کرنے سے احرام میں کوئی خرابی نہیں آتی۔ اسی طرح سادہ سرمہ ڈالنا بھی جائز ہے جس میں خوشبو نہ ہو۔

(المعجم ٣٧) - **باب الْمُحْرِمِ يَغْتَسِلُ** (التحفة ٣٨)

باب:٣٧-مُحرِم غسل کر سکتا ہے

١٨٤٠- **حَدَّثَنا** عَبْدُ اللهِ بنُ مَسْلَمَةَ عن مَالِكٍ، عن زَيْدِ بنِ أَسْلَمَ، عن إِبراهِيمَ بنِ

١٨٤٠- عبداللہ بن حنین سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس اور مسور بن مخرمہ ؓ ابواء مقام میں

١٨٣٨ـ **تخريج:** أخرجه مسلم، الحج، باب جواز مداواة المحرم عينه، ح:١٢٠٤ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في مسند أحمد: ١/ ٦٨.

١٨٣٩ـ **تخريج:** [**صحيح**] انظر الحديث السابق.

١٨٤٠ـ **تخريج:** أخرجه البخاري، جزاء الصيد، باب الاغتسال للمحرم، ح:١٨٤٠، ومسلم، الحج، باب جواز غسل المحرم بدنه ورأسه، ح:١٢٠٥ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٣٢٣.

عَبْدِ اللهِ بنِ حُنَيْنٍ، عن أبِيهِ: أَنَّ عَبْدَ اللهِ ابنَ عَبَّاسٍ وَالمِسْوَرَ بنَ مَخْرَمَةَ اخْتَلَفَا بِالأَبْوَاءِ فَقَالَ ابنُ عَبَّاسٍ: يَغْسِلُ المُحْرِمُ رَأْسَهُ. وَقَالَ المِسْوَرُ: لَا يَغْسِلُ المُحْرِمُ رَأْسَهُ، فَأَرْسَلَهُ عَبْدُ اللهِ بنُ عَبَّاسٍ إلَىٰ أَبِي أَيُّوبَ الأَنْصَارِيِّ فَوَجَدَهُ يَغْتَسِلُ بَيْنَ الْقَرْنَيْنِ وَهُوَ يُسْتَرُ بِثَوْبٍ. قال: فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ: مَنْ هٰذَا؟ قُلْتُ: أَنَا عَبْدُ اللهِ ابنُ حُنَيْنٍ، أَرْسَلَنِي إِلَيْكَ عَبْدُ اللهِ بنُ عَبَّاسٍ أَسْأَلُكَ كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَغْسِلُ رَأْسَهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ قال: فَوَضَعَ أَبُو أَيُّوبَ يَدَهُ عَلَى الثَّوْبِ فَطَأْطَأَهُ حَتَّى بَدَا لِي رَأْسُهُ ثُمَّ قال لِإِنْسَانٍ يَصُبُّ عَلَيْهِ: اصْبُبْ قالَ: فَصَبَّ عَلَىٰ رَأْسِهِ ثُمَّ حَرَّكَ أَبُو أَيُّوبَ رَأْسَهُ بِيَدَيْهِ فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَدْبَرَ ثُمَّ قال هٰكَذَا رَأَيْتُهُ يَفْعَلُ ﷺ.

تھے کہ ان میں ایک مسئلے میں اختلاف ہوگیا۔ ابن عباس ؓ نے کہا کہ محرم اپنا سر دھوسکتا ہے۔ مسور ؓ نے کہا کہ محرم اپنا سر نہیں دھوسکتا۔ چنانچہ ابن عباس ؓ نے اس کو (عبداللہ بن حنین کو) حضرت ابوایوب انصاری ؓ کے ہاں بھیج دیا تو اس نے ان کو پایا کہ وہ کنویں کی چرخی کی دو لکڑیوں کے پاس بیٹھے غسل کر رہے تھے اور ایک کپڑے سے پردہ کیے ہوئے تھے۔ کہتے ہیں کہ میں نے ان کو سلام کیا تو انہوں نے پوچھا: کون ہو؟ میں نے کہا: میں عبداللہ بن حنین ہوں۔ مجھے عبداللہ بن عباس ؓ نے بھیجا ہے کہ آپ سے دریافت کروں کہ رسول اللہ ﷺ حالت احرام میں اپنا سر کیسے دھویا کرتے تھے؟ تو انہوں نے (ابو ایوب ؓ نے) اپنا ہاتھ (پردے والے) کپڑے پر رکھ کر اسے کچھ نیچا کیا حتیٰ کہ مجھے ان کا سر نظر آنے لگا۔ پھر انہوں نے ایک شخص سے جو اُن پر پانی ڈال رہا تھا' کہا کہ پانی ڈالو۔ چنانچہ اس نے ان کے سر پر پانی ڈالا تو حضرت ابوایوب نے اپنے سر کو دونوں ہاتھوں سے حرکت دی اور اپنے ہاتھوں کو آگے پیچھے کیا: پھر کہا: میں نے آپ ﷺ کو دیکھا تھا کہ آپ اسی طرح کرتے تھے۔

**فوائد ومسائل:** ① اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ محرم نہا سکتا ہے اور اپنا سر بھی دھوسکتا ہے' یعنی حالت احرام میں غسل کرنے میں کوئی حرج نہیں' خواہ غسل واجبی ہو یا ویسے ہی راحت کے لیے۔ اور سر کے بالوں کو ملتے ہوئے جو بال فطری انداز میں گر جائیں ان کا کوئی حرج نہیں۔ ② تحقیق مسائل میں پختہ کار اور قابل اعتماد علماء کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ ﴿فَسْئَلُوْا أَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَاتَعْلَمُوْنَ﴾ کے یہی معنی ہیں۔ مگر ان پر بھی لازم ہے کہ ﴿بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ﴾ کی بنیاد پر بادلائل حق کو واضح کریں۔ (دیکھیے' تفسیر آیت مذکورہ' سورۃ النحل آیت: ۴۳' ۴۴) ③ خبر واحد حجت ہے' نیز اہل حق کا شیوہ ہے کہ وہ اختلاف کے وقت نص (قرآن اور حدیث) کی طرف رجوع

کرتے ہیں۔④ صحیح حدیث معلوم ہو جانے کے بعد اجتہاد اور قیاس کو ترک کرنا فرض ہے۔⑤ وضو اور غسل کرنے والے کو سلام کہا جا سکتا ہے۔⑥ نہانے میں دوسرے شخص سے مدد لی جا سکتی ہے۔⑦ نہانے اور وضو کرنے کے دوران میں بوقت ضرورت بات چیت کرنا بھی جائز ہے۔ واللہ اعلم.

## (المعجم ٣٨) - باب الْمُحْرِمِ يَتَزَوَّجُ (التحفة ٣٩)

## باب:۳۸-مُحْرِم کا نکاح کرنا کیسا ہے؟

١٨٤١- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن نَافِعٍ، عن نُبَيْهِ بنِ وَهْبٍ أخِي بَنِي عَبْدِ الدَّارِ: أَنَّ عُمَرَ بنَ عُبَيْدِالله أرْسَلَ إلَى أبَانَ بنِ عُثْمانَ بنِ عَفَّانَ يَسْأَلُهُ، وَأَبَانُ يَوْمَئِذٍ أمِيرُ الحاجِّ وَهُمَا مُحْرِمانِ إنِّي أَرَدْتُ أَنْ أُنْكِحَ طَلْحَةَ بنَ عُمَرَ، ابْنَةَ شَيْبَةَ ابنِ جُبَيْرٍ فأَرَدْتُ أَنْ تَحْضُرَ ذٰلِكَ؟ فَأَنْكَرَ ذٰلِكَ عَلَيْهِ أَبَانُ وَقَالَ: إنِّي سَمِعْتُ أبي، عُثْمانَ بنَ عَفَّانَ يَقُولُ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَنْكِحُ الْمُحْرِمُ وَلَا يُنْكِحُ».

۱۸۴۱- جناب عمر بن عبیداللہ نے جناب ابان بن عثمان بن عفان سے کہلا بھیجا جبکہ ابان ان دنوں امیر حج تھے اور یہ دونوں احرام کی حالت میں تھے کہ میرا پروگرام ہے کہ طلحہ بن عمر کا نکاح شیبہ بن جبیر کی صاحبزادی سے کردوں۔ اور میں چاہتا ہوں کہ آپ بھی اس میں تشریف لائیں۔ تو جناب ابان نے اس سے انکار کر دیا اور کہا: میں نے اپنے والد حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے سنا ہے' وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''محرم اپنا نکاح کرے نہ کسی دوسرے کا۔''

١٨٤٢- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ أنَّ مُحَمَّدَ بنَ جَعْفَرٍ حدَّثَهُمْ: حَدَّثَنا سَعِيدٌ عنْ مَطَرٍ. وَيَعْلَى بنُ حَكِيمٍ عنْ نَافِعٍ، عنْ نُبَيْهِ بنِ وَهْبٍ، عن أبَانَ بنِ عُثْمَانَ، عن عُثْمانَ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ ذَكَرَ مِثْلَهُ. زَادَ: «وَلَا يَخْطُبُ».

۱۸۴۲- جناب ابان بن عثمان' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اور مذکورہ بالا حدیث کے مثل ذکر کیا۔ اور مزید کہا: ''اور نہ شادی کا پیغام دے۔''



---

١٨٤١ـ تخريج: أخرجه مسلم، النكاح، باب تحريم نكاح المحرم وكراهة خطبته، ح:١٤٠٩ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٣٤٨، ٣٤٩.

١٨٤٢ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق.

١٨٤٣- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عنْ حَبِيبِ بنِ الشَّهِيدِ، عنْ مَيْمُونَ بنِ مِهْرَانَ، عنْ يَزِيدَ بنِ الأَصَمِّ ابنِ أخِي مَيْمُونَةَ، عنْ مَيْمُونَةَ قالَتْ: «تَزَوَّجَني رَسُولُ الله ﷺ وَنَحْنُ حَلاَلانِ بِسَرِفَ».

۱۸۴۳- حضرت میمونہ ؓ کے بھتیجے یزید بن اصم حضرت میمونہ ؓ سے روایت کرتے ہیں' وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے مقام سرف میں نکاح کیا تھا اور ہم دونوں حلال تھے۔

فائدہ: حضرت میمونہ ؓ (بنت حارث الھلالیہ) کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کا نکاح سات ہجری میں عمرۃ القضاء کے موقع پر ہوا تھا۔ ان کے پہلے شوہر کا نام ابورہم بن عبدالعزی تھا۔ حضرت جعفر بن ابی طالب ؓ نے اس نکاح کا پیغام بھیجا' انہوں نے حضرت عباس ؓ سے اپنی رضامندی کا اظہار کیا تو انہوں نے نکاح کر دیا۔ (الاصابہ)

١٨٤٤- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا حَمَّادُ ابنُ زَيْدٍ عنْ أَيُّوبَ، عن عِكْرِمَةَ، عنِ ابنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَزَوَّجَ مَيْمُونَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

۱۸۴۴- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حضرت میمونہ سے نکاح کیا جبکہ آپ حالت احرام میں تھے۔

١٨٤٥- حَدَّثَنا ابنُ بَشَّارٍ: حدثنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ مَهْدِيٍّ: أخبرنا سُفْيَانُ عنْ إِسْمَاعِيلَ بنِ أُمَيَّةَ، عنْ رَجُلٍ، عنْ سَعِيدِ ابنِ المُسَيَّبِ قَالَ: وَهِمَ ابنُ عَبَّاسٍ فِي تَزْوِيجِ مَيْمُونَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

۱۸۴۵- جناب سعید بن مسیّب ؒ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس ؓ کو حضرت میمونہ کے نکاح کے معاملے میں وہم ہوا ہے کہ وہ احرام میں تھے۔

فوائد ومسائل: یہ آخری روایت اگرچہ سنداً مقطوع ہے مگر مبنی برحقیقت ہے کہ حضرت ابن عباس کو وہم ہوا ہے۔ میمونہ ؓ صاحب واقعہ ہیں ان کا اپنا بیان ہے کہ ''ہم دونوں حلال تھے۔'' اور اس وہم کی بنیاد غالباً یہ ہے کہ چونکہ احرام سے فارغ ہوتے ہی یہ کام ہو گیا تھا اور حضرت ابن عباس ویسے بھی صغیر السن تھے' اس لیے انہوں نے سمجھا کہ احرام ہی میں یہ نکاح ہوا تھا۔ واللہ اعلم۔

---

١٨٤٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، النكاح، باب تحريم نكاح المحرم وكراهة خطبته، ح: ١٤١١ من حديث يزيد بن الأصم به.

١٨٤٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، المغازي، باب عمرة القضاء، ح: ٤٢٥٨ من حديث أيوب السختياني به.

١٨٤٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٧/ ٢١٢ من حديث أبي داود به * رجل لم أعرفه * وسفيان الثوري مدلس وعنعن.

## (المعجم ٣٩) - باب مَا يَقْتُلُ الْمُحْرِمُ مِنَ الدَّوَابِّ (التحفة ٤٠)

## باب:۳۹-مُحرِم کون سے جانور قتل کرسکتا ہے

١٨٤٦- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ بنُ عُيَيْنَةَ عن الزُّهْرِيِّ، عنْ سالِمٍ، عنْ أبِيهِ: سُئِلَ النَّبيُّ ﷺ عَمَّا يَقْتُلُ المُحْرِمُ مِنَ الدَّوَابِّ؟ فَقالَ: «خَمْسٌ، لَا جُنَاحَ فِي قَتْلِهِنَّ عَلَىٰ مَنْ قَتَلَهُنَّ فِي الحِلِّ وَالحَرَمِ: الْعَقْرَبُ، وَالْغُرَابُ، وَالْفَأْرَةُ، وَالحِدَأَةُ، وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ».

۱۸۴۶-جناب سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر ؓ) سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ سے سوال کیا گیا کہ محرم کون سے جانور قتل کرسکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''پانچ جانوروں کے قتل میں کوئی گناہ نہیں ہے۔حرم میں مارے یا اس سے باہر حِل میں (اور حالت احرام میں مارے یا حلال ہوتے ہوئے) یعنی بچھو' کوا' چوہا' چیل اور کاٹنے والا کتا۔''

فائدہ: ''بچھو'' پر اس جنس کے دیگر موذی جانور بھی قیاس کیے جاسکتے ہیں مثلاً ''کنکھجورا'' اور بھڑ وغیرہ اور ''کاٹنے والے کتے'' پر اس جنس کے دیگر جانور مثلاً شیر' چیتا' ریچھ اور بھیڑیا' وغیرہ۔

١٨٤٧- حَدَّثَنا عَلِيُّ بنُ بَحْرٍ: حَدَّثَنا حاتِمُ بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَني مُحَمَّدُ بنُ عَجْلَانَ عن الْقَعْقَاعِ بنِ حَكِيمٍ، عن أبي صَالِحٍ، عنْ أبي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قال: «خَمْسٌ قَتْلُهُنَّ حَلَالٌ في الْحَرَمِ: الْحَيَّةُ، وَالْعَقْرَبُ، والْحِدَأَةُ، وَالْفَأْرَةُ، وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ».

۱۸۴۷-حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پانچ قسم کے جانوروں کو حرم میں قتل کرنا حلال ہے' یعنی سانپ' بچھو' چیل' چوہا اور کاٹنے والا کتا۔''

١٨٤٨- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ:

۱۸۴۸-حضرت ابوسعید خدری ؓ سے مروی ہے

---

١٨٤٦ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحج، باب ما يندب للمحرم وغيره قتله من الدواب في الحل والحرم، ح: ١١٩٩ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في مسند أحمد: ٢/ ٨.

١٨٤٧ـ تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي: ٥/ ٢١٠ من حديث أبي داود به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٦٦٧، وللحديث شواهد كثيرة جدًا.

١٨٤٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الحج، باب ما جاء ما يقتل المحرم من الدواب، ح: ٨٣٨ من حديث هشيم به، وقال: "حسن"، وهو في مسند أحمد: ٣/ ٣، ورواه ابن ماجه، ح: ٣٠٨٩ من طريق يزيد به، وهو ضعيف تقدم مرارًا، انظر، ح: ١٤٧٤.

حَدَّثَنا هُشَيْمٌ: أخبرنا يَزِيدُ بنُ أبي زِيَادٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ أبي نُعْمٍ الْبَجَلِيُّ عنْ أبي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ النَّبيَّ ﷺ سُئِلَ عَمَّا يَقْتُلُ المُحْرِمُ؟ قالَ: «الْحَيَّةُ، وَالْعَقْرَبُ، وَالْفُوَيْسِقَةُ، وَيَرْمِي الْغُرَابَ وَلَا يَقْتُلُهُ، وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ، وَالْحِدَأَةُ، وَالسَّبُعُ الْعَادِي».

کہ نبی ﷺ سے پوچھا گیا محرم کون سے جانور قتل کرسکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''سانپ' بچھو' چوہا' کوے کو پتھر مارے قتل نہ کرے' کاٹنے والا کتا' چیل اور ہر حملہ آور درندہ۔''

## (المعجم ٤٠) - باب لَحْمِ الصَّيْدِ لِلْمُحْرِمِ (التحفة ٤١)

## باب:۴۰-مُحرِم کے لیے شکار کے گوشت کا مسئلہ

فائدہ: بحالت احرام خشکی کا شکار کرنا یا شکاری سے تعاون کرنا حرام ہے حتیٰ کہ اس کو اشارہ کرنا بھی جائز نہیں۔ ایسے ہی اگر معلوم ہو کہ شکاری نے محرمین ہی کے لیے شکار کیا ہے تو انہیں اس کا قبول کرنا یا کھانا بھی جائز نہیں۔لیکن اگر ان کی غرض سے شکار نہ کیا گیا ہو تو اس کا قبول کر لینا اور کھالینا جائز ہے۔اور سمندری شکار میں کسی طرح کی کوئی ممانعت نہیں ہے۔محرم از خود شکار کرے یا کسی سے تعاون کرے' بلاشبہ جائز ہے۔قرآن مجید کی سورۂ مائدہ کی پہلی اور دوسری آیت کے علاوہ آیت نمبر ۹۵ اور ۹۶ میں بھی یہ مسئلہ ذکر ہوا ہے۔ارشاد باری ہے: ﴿أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَ طَعَامُهُ مَتَاعًا لَّكُمْ وَ لِلسَّيَّارَةِ وَ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا﴾ (المائدہ:۹۶) ''تمہارے لیے سمندر کا شکار اور اس کا کھانا حلال کیا گیا ہے۔کیونکہ اس میں تمہارا فائدہ ہے اور مسافروں کا بھلا۔اور خشکی کا شکار تم پر حرام ہے جب تک کہ تم احرام میں ہو۔''

١٨٤٩- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنا سُلَيْمانُ بنُ كَثِيرٍ عنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ، عنْ إسْحَاقَ بنِ عَبْدِ الله بنِ الْحَارِثِ عنْ أبِيهِ - وَكَانَ الْحَارِثُ خَلِيفَةَ عُثْمانَ رَضِيَ الله عَنْهُ عَلَى الطَّائِفِ - فَصَنَعَ لِعُثْمَانَ طَعَامًا فِيهِ مِنَ الْحَجَلِ

۱۸۴۹-اسحٰق بن عبداللہ بن حارث اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ جناب حارث حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی جانب سے طائف کے گورنر تھے۔انہوں نے حضرت عثمان کے لیے کھانے کا اہتمام کیا اور اس میں چکوروں' جنگلی چڑیوں اور نیل گائے کا گوشت تیار کروایا۔اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی بلوا بھیجا۔قاصد جب ان کے پاس

١٨٤٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٥/ ١٩٤ من حديث أبي داود به، وللحديث شواهد * حميد الطويل مدلس وعنعن.

وَالْيَعَاقِيبِ وَلَحْمِ الْوَحْشِ، فَبَعَثَ إِلَى عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَجَاءَهُ الرَّسُولُ وَهُوَ يَخْبِطُ لِأَبَاعِرَ لَهُ فَجَاءَ وَهُوَ يَنْفُضُ الْخَبَطَ عَنْ يَدِهِ. فَقَالُوا لَهُ: كُلْ فَقَالَ: أَطْعِمُوهُ قَوْمًا حَلَالًا فَإِنَّا حُرُمٌ. فَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنْشُدُ اللهَ! مَنْ كَانَ هٰهُنَا مِنْ أَشْجَعَ، أَتَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَهْدَى إِلَيْهِ رَجُلٌ حِمَارَ وَحْشٍ، وَهُوَ مُحْرِمٌ، فَأَبَى أَنْ يَأْكُلَهُ؟ قالُوا: نَعَمْ.

پہنچا تو وہ اپنے اونٹوں کے لیے پتے جھاڑ رہے تھے۔ چنانچہ وہ اپنے ہاتھ (پتوں کے گرد وغبار سے) جھاڑتے ہوئے تشریف لائے۔ صاحب ضیافت نے ان سے کہا: کھائیے! تو انہوں نے جواب دیا: یہ کھانا ایسے لوگوں کو دے دیں جو احرام میں نہ ہوں' ہم تو احرام میں ہیں۔ تب انہوں (حضرت علی رضی اللہ عنہ) نے کہا: میں قسم دے کر کہتا ہوں کہ قبیلۂ اشجع میں سے کون یہاں ہے' کیا تم جانتے ہو کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کو حالت احرام میں نیل گائے (حمار وحشی) کا گوشت ہدیہ کیا تھا' تو آپ نے اس کے کھانے سے انکار کر دیا تھا؟ ان لوگوں نے کہا: ہاں (یہ بات حق اور سچ ہے۔)

**فوائد ومسائل:** ① صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں بالخصوص خلفائے اربعہ میں انتہائی اخوت ومودت کے تعلقات تھے۔ ② حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حق بات بتانے اور کہنے میں کوئی بھی چیز مانع نہ ہوئی' نہ تعلق خاطر اور نہ دوسروں کے مناصب حکومت۔ ③ قناعت کی جو تعلیم وتربیت رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کو دی تھی وہ تمام عمر اسی پر کاربند رہے۔ ④ حضرت علی رضی اللہ عنہ خود ہی اپنے خادم تھے۔ ⑤ شکار جب اس نیت سے کیا گیا ہو کہ محرمین کی ضیافت کی جائے گی تو انہیں اس کا قبول کرنا جائز نہیں۔

١٨٥٠- **حَدَّثَنَا** أَبُو سَلَمَةَ مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عن قَيْسٍ عن عَطَاءٍ عن ابنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قال: يَازَيْدُ بْنَ أَرْقَمَ! هَلْ عَلِمْتَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أُهْدِيَ إِلَيْهِ عُضْوُ صَيْدٍ فلَمْ يَقْبَلْهُ وَقال: «إِنَّا حُرُمٌ؟» قال: نَعَمْ.

١٨٥٠- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے انہوں نے کہا: اے زید بن ارقم! کیا تمہیں معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو ایک شکار کا عضو ہدیہ دیا گیا تھا تو آپ نے اسے قبول نہیں کیا تھا اور فرمایا تھا: ''ہم احرام میں ہیں؟'' حضرت زید رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ہاں!

١٨٥١- **حَدَّثَنَا** قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا

١٨٥١- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں میں

---

١٨٥٠- **تخريج:** [**إسناده صحيح**] أخرجه النسائي، مناسك الحج، باب ما لا يجوز للمحرم أكله من الصيد، ح: ٢٨٢٣ من حديث حماد بن سلمة به، وصححه ابن حبان، ح: ٩٨١.

١٨٥١- **تخريج:** [**إسناده ضعيف**] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في أكل الصيد للمحرم، ح: ٨٤٦،◂◂

يَعْقُوبُ يَعْنِي الْإِسْكَنْدَرَانِيَّ الْقَارِيَّ عن عَمْرٍو، عن الْمُطَّلِبِ، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله قال: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يقُولُ: «صَيْدُ الْبَرِّ لَكُمْ حَلَالٌ مَا لَم تَصِيدُوهُ أوْ يُصَادُ لَكُمْ».

نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہتے تھے: ''خشکی کا شکار تمہارے لیے حلال ہے بشرطیکہ تم نے اس کو شکار نہ کیا ہو یا تمہارے لیے شکار نہ کیا گیا ہو۔''

قالَ أَبُو دَاوُدَ: إذَا تَنَازَعَ الْخَبَرَانِ عن النَّبِيِّ ﷺ يُنْظَرُ بما أَخَذَ بِهِ أصحَابُهُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب نبی ﷺ سے دو حدیثیں ایک دوسری کے برخلاف ملیں تو وہ حدیث لی جائے جس پر آپ کے صحابہ نے عمل کیا ہو۔

**فوائد ومسائل:** ① یہ حدیث سنداً تو صحیح نہیں مگر معناً درست ہے اور مسئلہ یہی ہے۔ جیسے کہ صحیح بخاری میں ہے۔ (کتاب جزاء الصید' احادیث :۱۸۲۱ تا۱۸۲۵) اور اگلی حدیث میں بھی مروی ہے۔ ② امام ابوداود کا بیان کہ ''جب دو حدیثیں ایک دوسری کے برخلاف ملیں الخ''، معلوم ہونا چاہیے کہ صحیح الاسانید احادیث میں جہاں تعارض محسوس ہوتا ہے ان میں یقیناً پہلے کا قول وعمل منسوخ اور بعد والا ناسخ ہوتا ہے۔ اور تواریخ کا علم نہ ہو سکے تو دیگر وجوہ ترجیحات کے ذریعے سے ایک کو راجح اور دوسرے کو مرجوح قرار دیا جائے گا۔ اس قسم کی تحقیقات علمائے راسخین اور ان کی موثوق تالیفات ہی سے مل سکتی ہیں۔ اس موضوع پر علمائے محدثین نے بہت محنت کی ہے' مثلاً: ۞ ''کتاب الاعتبار فی الناسخ والمنسوخ'' (للحازمی رحمہ اللہ) ۞ ''الناسخ والمنسوخ'' (امام احمد رحمہ اللہ) ۞ ''تجرید الاحادیث المنسوخة'' (ابن الجوزی رحمہ اللہ) بظاہر مختلف المعانی احادیث کے سلسلے میں یہ کتب قابل مراجعہ ہیں: ۞ ''اختلاف الحدیث'' (امام شافعی رحمہ اللہ) ۞ ''تاویل مختلف الحدیث'' (ابن قتیبہ عبداللہ بن مسلم رحمہ اللہ) اور ۞ ''مشکل الآثار'' (ابوجعفر احمد بن سلامہ الطحاوی رحمہ اللہ) ③ امام الائمہ ابوبکر بن خزیمہ رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ جس شخص کو دو صحیح حدیثوں میں تعارض اور تضاد محسوس ہوتا ہو وہ ہمارے پاس لے آئے ہم ان میں تطبیق دے دیں گے۔ اللہ اکبر! یہ ہیں ہمارے اسلاف محدثین رحمہم اللہ۔

۱۸۵۲ - حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ عن

۱۸۵۲- حضرت ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی

◄◄ والنسائي، ح:۲۸۳۰ عن قتيبة به، وصححه ابن خزيمة، ح:۲٦٤۱، وابن حبان، ح:۹۸۰، والحاكم على شرط الشيخين: ۱/ ٤٥٢، ٤٧٢، ووافقه الذهبي، وقال الترمذي: "المطلب لا نعرف له سماعًا من جابر" وعنعن وهو "لم يسمع من جابر" قاله أبو حاتم الرازي، المراسيل، ص: ۲۱۰.

**۱۸۵۲ـ تخريج:** أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب ما قيل في الرماح، ح:۲۹۱٤، ومسلم، الحج، باب تحريم الصيد المأكول البري . . . الخ، ح:۱۱۹٦/ ٥٧ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱/ ۳٥۰.

مَالِكٍ، عن أبي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بنِ عُبَيْدِاللهِ التَّيْمِيِّ، عن نَافِعٍ مَوْلَى أبِي قَتَادَةَ الأَنْصَارِيِّ، عن أبي قَتَادَةَ: أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ حَتَّى إِذَا كَانَ بِبَعْضِ طَرِيقِ مَكَّةَ تَخَلَّفَ مَعَ أَصحَابٍ لَهُ مُحْرِمِينَ وَهُوَ غَيْرُ مُحْرِمٍ فَرَأَى حِمَارًا وَحْشِيًّا فاسْتَوَى عَلَى فَرَسِهِ. قال: فَسَأَلَ أَصحَابَهُ أَنْ يُنَاوِلُوهُ سَوْطَهُ فأَبَوْا فَسَأَلَهُمْ رُمْحَهُ فأَبَوْا، فأَخَذَهُ، ثُمَّ شَدَّ عَلَى الْحِمَارِ فَقَتَلَهُ، فأَكَلَ مِنْهُ بَعْضُ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَأَبَىٰ بَعضُهُمْ، فلَمَّا أَدْرَكُوا رَسُولَ اللهِ ﷺ سَأَلُوهُ عن ذٰلِكَ؟ فَقال: «إِنَّمَا هِيَ طُعْمَةٌ أَطْعَمَكُمُوهَا اللهُ تَعالَى».

ہے کہ وہ نبی ﷺ کے ساتھ تھے حتیٰ کہ مکہ کے راستے میں ایک جگہ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ پیچھے رہ گئے جو کہ احرام میں تھے جب کہ یہ بغیر احرام کے تھے۔ ابوقتادہ ؓ نے ایک نیل گائے کو دیکھا تو اپنے گھوڑے پر سوار ہو گئے اور ساتھیوں سے کہا: مجھے میرا کوڑا پکڑا دو۔ انہوں نے کوڑا دینے سے انکار کر دیا۔ پھر بھالا مانگا تو انہوں نے اس (کے دینے) سے بھی انکار کر دیا۔ آخر خود ہی اٹھایا اور اس نیل گائے کے پیچھے بھاگ گئے اور اسے مار لائے۔ تو کچھ اصحاب رسول ﷺ نے اس کا گوشت کھایا اور کچھ نے انکار کر دیا۔ پھر جب یہ حضرات رسول اللہ ﷺ سے جا ملے تو آپ سے اس کے بارے میں دریافت کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ تو رزق ہے جو اللہ نے تمہیں کھلایا ہے۔“

**فوائد ومسائل:** ① احرام کی حالت میں کسی شکاری کو شکار کا اشارہ دینا یا اس سے کسی طرح کا تعاون کرنا بھی ناجائز ہے۔ ② جب کوئی شکاری صرف اپنے لیے شکار کرے تو محرمین کو اس سے کھالینا جائز ہے۔ ③ صحیح احادیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی اس کا بقیہ گوشت تناول فرمایا تھا۔ (صحيح مسلم، الحج، حديث:١١٩٦، ١١٩٧)

## (المعجم ٤١) - باب الْجَرَادِ لِلْمُحْرِمِ (التحفة ٤٢)

## باب:٤١- محرم کے لیے ٹڈی کا شکار کیسا ہے؟

١٨٥٣- **حَدَّثَنا** مُحمَّدُ بنُ عِيسَى: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن مَيْمُونِ بنِ جَابانَ، عن أبي رَافِعٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ عن النَّبيِّ ﷺ قال: «الْجَرَادُ مِنْ صَيْدِ الْبَحْرِ».

١٨٥٣- حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ”ٹڈی سمندر کے شکار (کی قسم) میں سے ہے۔“

---

١٨٥٣ـ **تخريج:** [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٥/ ٢٠٧ من حديث أبي داود به * ميمون بن جابان وثقه العجلي، وابن حبان، والذهبي في الكاشف، فحديثه لا ينزل عن درجة الحسن.

١٨٥٤- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَارِثِ عن حَبيبٍ المُعَلِّمِ، عن أبي المُهَزِّمِ، عن أَبي هُرَيْرَةَ قَال: أَصَبْنَا صِرْمًا مِنْ جَرَادٍ فَكَانَ رَجُلٌ يَضْرِبُ بِسَوْطِهِ وهُوَ مُحْرِمٌ، فَقِيلَ لَهُ: إنَّ هٰذَا لا يَصْلُحُ، فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبيِّ ﷺ فَقالَ: «إنَّمَا هُوَ من صَيْدِ الْبَحْرِ».

١٨٥۴- حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں ایک ٹڈی دَل مل گیا تو ہمارا ایک آدمی جو احرام میں تھا' ان کو اپنے کوڑے سے مارنے لگا' اسے کہا گیا کہ یہ کام درست نہیں ہے اور نبی ﷺ سے اس کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ”یہ تو سمندر کے شکار میں سے ہے۔“

سَمِعْتُ أبا دَاوُدَ يقُولُ: أَبُو الْمُهَزِّمِ ضَعِيفٌ، وَالحدِيثانِ جَمِيعًا وَهْمٌ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ (اس حدیث کا راوی) ابومہزم ضعیف ہے اور یہ دونوں حدیثیں وہم ہیں۔

١٨٥٥- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن مَيْمُونِ بنِ جابانَ، عن أبي رَافِعٍ، عن كَعْبٍ قال: «الْجَرَادُ مِنْ صَيْدِ الْبَحْرِ».

١٨٥٥- جناب کعب (احبار ؒ) سے منقول ہے کہ ٹڈی سمندر کے شکار میں سے ہے۔



ملحوظہ: ان میں سے پہلی روایت اور کعب احبار کے قول کو ہمارے فاضل محقق نے ”حسن“ قرار دیا ہے۔لیکن دیگر ائمہ کے نزدیک یہ تینوں روایات ضعیف ہیں۔میمون بن جابان کی توثیق مختلف فیہ ہے۔اس لیے ان کا ضعیف ہونا ہی راجح ہے۔خیال رہے کہ مشہور یہ ہے جیسا کہ موطا امام مالک میں کعب احبار ؒ کا یہ قول بیان کیا گیا ہے کہ ”ٹڈی دراصل مچھلیوں کی چھینک سے پیدا ہوتی ہے اور سال میں دو دفعہ ایسا ہوتا ہے۔“ مگر حضرت عمر ؓ نے ان کی یہ بات تسلیم نہیں کی۔اور راجح یہی ہے کہ یہ زمین کا بری جانور ہے اور اس کے شکار میں فدیہ ہے۔

## (المعجم ٤٢) - بَابٌ: فِي الْفِدْيَةِ (التحفة ٤٣)

## باب:۴۲- فدیے کے احکام ومسائل

١٨٥٦- حَدَّثَنا وَهْبُ بنُ بَقِيَّةَ عن

١٨٥٦- حضرت کعب بن عجرہ ؓ سے روایت ہے

١٨٥٤ـ **تخريج**: [**إسناده ضعيف جدًا**] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في صيد البحر للمحرم، ح: ٨٥٠، وابن ماجه، ح: ٣٢٢٢ من حديث أبي المهزم به، وقال الترمذي: "غريب" * أبوالمهزم متروك كما في التقريب وغيره.

١٨٥٥ـ **تخريج**: [**إسناده حسن**] * حماد هو ابن سلمة، وانظر، ح: ١٨٥٣ لحال ميمون بن جابان.

١٨٥٦ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، الحج، باب جواز حلق الرأس للمحرم إذا كان به أذى . . . الخ، ح: ١٢٠١/٨٤ ◀◀

خَالِدٍ الطَّحَّانِ، عن خالِدٍ الْحذَّاءِ، عن أَبي قِلَابَةَ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ أبي لَيْلَى، عن كَعْبِ بنِ عُجْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ مَرَّ بِهِ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ فقال: «قَدْ آذاكَ هَوَامُّ رَأْسِكَ؟» قال: نَعَمْ، فقال النَّبيُّ ﷺ: «احْلِقْ ثُمَّ اذْبَحْ شَاةً نُسُكًا، أو صُمْ ثَلَاثَة أَيَّامٍ، أو أَطْعِمْ ثَلَاثَةَ آصُعٍ مِنْ تَمْرٍ عَلَى سِتَّةِ مَسَاكِينَ».

کہ حدیبیہ کے دنوں میں رسول اللہ ﷺ ان کے پاس سے گزرے اور فرمایا: ''تمہارے سر کی جوؤں نے تمہیں ایذا دے رکھی ہے؟'' انہوں نے کہا: ہاں! تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''سر منڈالو اور پھر ایک بکری قربانی کر دو یا تین دن روزے رکھو یا تین صاع کھجور چھ مسکینوں میں تقسیم کر دو۔''

**فوائد ومسائل:** ① اعمالِ حج میں کسی تقصیر پر مشروع قربانی' صدقہ یا روزہ رکھنا ''فدیہ'' کہلاتا ہے' بمعنی عوض یا بدل۔ ② ایک صاع چار مد کا ہوتا ہے اور ایک مد تقریباً ۹ چھٹانک کا۔ تین صاع چھ مسکینوں پر تقسیم کریں گے تو ہر مسکین کو دو مد (۱۸ چھٹانک) ملیں گے۔ پس یہی فدیے کا حساب ہوا۔



١٨٥٧- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن دَاوُدَ، عن الشَّعْبِيِّ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ أبي لَيْلَى، عن كَعْبِ بنِ عُجْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال لَهُ: «إِنْ شِئْتَ فانْسُكْ نَسِيكَةً، وَإِنْ شِئْتَ فَصُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَإِنْ شِئْتَ فَأَطْعِمْ ثَلَاثَةَ آصُعٍ مِنْ تَمْرٍ لِسِتَّةِ مَساكِينَ».

١٨٥٧- حضرت کعب بن عجرہ ؓ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''چاہو تو قربانی دے دو' چاہو تو تین دن روزے رکھ لو اور اگر چاہو تو تین صاع کھجور چھ مسکینوں کو کھلا دو۔''

١٨٥٨- حَدَّثَنا ابنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَهَّابِ؛ ح: وَحدثنا نَصْرُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ زُرَيْعٍ وَهٰذَا لَفْظُ ابْنِ

١٨٥٨- حضرت کعب بن عجرہ ؓ کا بیان ہے کہ حدیبیہ کے دنوں میں رسول اللہ ﷺ ان کے پاس سے گزرے اور قصہ بیان کیا۔ آپ نے پوچھا: ''کیا

◄◄ من حديث خالد الطحان، والبخاري، المحصر، باب قول الله تعالٰى: ﴿فمن كان منكم مريضًا أو به أذى من رأسه ... الخ﴾، ح: ١٨١٤ من حديث عبدالرحمٰن بن أبي ليلٰى به.

١٨٥٧_ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق، وأخرجه أحمد: ٤/ ٢٤٣ من حديث حماد بن سلمة به.

١٨٥٨_ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٢٤٣ من حديث داود بن أبي هند به، وانظر الحديثين السابقين.

الْمُثَنَّىٰ، عَنْ دَاوُدَ، عَنْ عَامِرٍ، عَنْ كَعْبِ ابنِ عُجْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ مَرَّ بِهِ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ فَذَكَرَ الْقِصَّةَ: قال: «أَمَعَكَ دَمٌ؟» قال: لَا. قَالَ: «فَصُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ تَصَدَّقْ بِثَلَاثَةِ آصُعٍ مِنْ تَمْرٍ عَلَىٰ سِتَّةِ مَسَاكِينَ بَيْنَ كُلِّ مِسْكِينَيْنِ صَاعٌ».

تمہارے پاس خون (فدیے کا جانور) ہے؟'' انہوں نے کہا! نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''تو تین دن روزے رکھو یا تین صاع کھجور چھ مسکینوں میں صدقہ کردو۔ ہر دو مسکینوں کو ایک صاع دو۔''

۱۸۵۹- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حدثنا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ: أَنَّ رَجُلًا مِنَ الأَنْصَارِ أَخْبَرَهُ عَنْ كَعْبِ بنِ عُجْرَةَ وَكَانَ قَدْ أَصَابَهُ فِي رَأْسِهِ أَذًى فَحَلَقَ، فأَمَرَهُ النَّبيُّ ﷺ أَنْ يُهْدِيَ هَدْيًا بَقَرَةً.

۱۸۵۹-حضرت کعب بن عجرہ ؓ سے مروی ہے۔ اوران کی حالت یہ تھی کہ سر میں اذیت تھی (یعنی جوئیں پڑ گئی تھیں) تو انہوں نے اپنا سر منڈوالیا تھا۔ پس نبی ﷺ نے ان کو حکم دیا تھا کہ ایک گائے قربانی کریں۔

فائدہ: اس میں ''بَقَرَةٌ'' (ایک گائے) کا لفظ غیر محفوظ ہے۔

۱۸٦۰- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنا يَعْقُوبُ: حَدَّثَنِي أبي عن ابنِ إسْحَاقَ قال: حَدَّثَنِي أَبَانُ يَعْنِي ابنَ صَالحٍ عن الْحَكَمِ بنِ عُتَيْبَةَ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ أبي لَيْلَى، عن كَعْبِ بنِ عُجْرَةَ قال: أَصَابَنِي هَوَامٌّ في رَأْسِي وَأَنَا مَعَ رَسُولِ الله ﷺ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ حَتَّىٰ تَخَوَّفْتُ عَلَى بَصَرِي، فَأَنْزَلَ الله عَزَّوَجلَّ فِيَّ: ﴿فَمَن كَانَ مِنكُم مَّرِيضًا أَوْ بِهِۦٓ أَذًى مِّن

۱۸٦۰-حضرت کعب بن عجرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ میرے سر میں جوئیں پڑ گئیں۔ جبکہ میں حدیبیہ کے سال (اس سفر میں) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔ اور (سر کی اذیت اتنی شدید تھی کہ) مجھے اپنی نظر کا اندیشہ لگ گیا تھا۔ پس اللہ عزوجل نے میرے بارے میں یہ آیت اتاری: ﴿فَمَن كَانَ مِنكُم مَّرِيضًا أَوْ بِهِۦٓ أَذًى مِّن رَّأْسِهِۦ......﴾ پس رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلوایا اور فرمایا: ''اپنا سر منڈا دو۔ تین روزے رکھو یا چھ مسکینوں کو ایک ٹوکرا کشمش کا کھلا دو یا ایک بکری قربانی کردو۔''



۱۸۵۹- تخريج: [إسناده ضعيف] انظر، ح:۱۸۵٦ وقوله: "هديًا بقرةً" غير محفوظ والله أعلم * رجل من الأنصار مجهول.

۱۸٦۰- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن عبدالبر في التمهيد: ۲/ ۲۳٤، ۲۳۵ من حديث أبي داود به، وللحديث شواهد * الحكم بن عتيبة مدلس وعنعن.

رَأْسِهِ﴾ الآيَةَ [البقرة:١٩٦]، فَدَعَانِي رَسُولُ الله ﷺ فقال لِي: «احْلِقْ رَأْسَكَ وَصُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أو أَطْعِمْ سِتَّةَ مَسَاكِينَ فَرَقًا مِنْ زَبِيبٍ أَوِ انْسُكْ شَاةً»، فَحَلَقْتُ رَأْسِي ثُمَّ نَسَكْتُ.

چنانچہ میں نے اپنا سر منڈوایا اور پھر قربانی کردی۔

ملحوظہ: علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس روایت میں ''زبیب'' یعنی کشمش کا ذکر منکر ہے۔ صحیح بات ''کھجور'' ہی ہے۔ ''فرق'' تین صاع کا برتن یا ٹوکری ہوتی ہے۔

١٨٦١- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن عَبْدِ الْكَرِيمِ بنِ مَالِكٍ الْجَزَرِيِّ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ أبي لَيْلَى، عن كَعْبِ بنِ عُجْرَةَ في هٰذِهِ الْقِصَّةِ. زَادَ: «أَيَّ ذٰلِكَ فَعَلْتَ أَجْزَأَ عَنْكَ».

۱۸۶۱- حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے اس قصے میں مروی ہے کہ (آپ نے فرمایا:) ''ان (تین کاموں) میں سے جو بھی کرو گے تم سے کفایت کرے گا۔''



فوائد ومسائل: ① قوم کے سربراہ اور کسی انجمن وجمعیت کے سربراہ کے لیے لازمی ہے کہ اپنے ساتھیوں کے شخصی احوال پر بھی نگاہ رکھے۔

نگہ بلند' سخن دلنواز' جاں پرسوز یہی ہے رختِ سفر میرِ کارواں کے لیے

② اس باب کی احادیث سورۂ بقرہ کی آیت کریمہ (۱۹۶) ﴿فَمَن كَانَ مِنكُم مَّرِيضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِّن رَّأْسِهِ فَفِدْيَةٌ مِّن صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ﴾ کی تفسیر ہیں۔ ''اور جو تم میں سے بیمار ہو یا اس کے سر میں تکلیف ہو تو فدیہ دے۔ یعنی روزے رکھے' یا صدقہ کرے' یا قربانی کرے۔''

## (المعجم ٤٣) - باب الْإِحْصَارِ (التحفة ٤٤)

## باب:۴۳- اگر کوئی حج سے روک دیا جائے تو

١٨٦٢- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى

۱۸۶۲- حضرت حجاج بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہ بیان

١٨٦١ـ تخريج: [صحيح] وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٤١٧.

١٨٦٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، المناسك، باب المحصر، ح:٣٠٧٧، والنسائي،

عن حَجَّاجٍ الصَّوَّافِ: حَدَّثَني يَحْيَى بنُ أبي كَثِيرٍ عن عِكْرِمَةَ قال: سَمِعْتُ الْحَجَّاجَ بنَ عَمْرٍو الأَنْصَارِيَّ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ كُسِرَ أَوْ عَرِجَ فَقَدْ حَلَّ وَعَلَيْهِ الْحَجُّ مِنْ قابِلٍ».

کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کی ہڈی ٹوٹ جائے یا لنگڑا ہو جائے تو وہ حلال ہو گیا۔ (یعنی اس کے لیے حلال ہو جانا مباح ہے) اور آئندہ کے لیے اس پر حج ہے۔''

قال عِكْرِمَةُ: فَسَأَلْتُ ابنَ عَبَّاسٍ وَأَبَا هُرَيْرَةَ عن ذٰلِكَ؟ فَقَالَا: صَدَقَ.

جناب عکرمہ کہتے ہیں: میں نے حضرت ابن عباس اور ابو ہریرہ ؓ سے اس بارے میں پوچھا' ان دونوں نے (حجاج کی روایت کی) تصدیق کی۔

فائدہ: ''آئندہ حج کے لیے آنا'' فرض کی قضا تو فرض ہے۔ اگر یہ حج نفل ہو تو بھی راجح یہی ہے کہ دوبارہ آئے۔ اور یہی حکم عمرہ کا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ احکام ''استطاعت اور وسائل'' ہی پر مبنی ہیں۔

١٨٦٣- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ المُتَوَكِّلِ الْعَسْقَلَانِيُّ وَسَلَمَةُ قالَا: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عن مَعْمَرٍ، عن يَحْيَى بنِ أبي كَثِيرٍ، عن عِكْرِمَةَ، عن عَبْدِ الله بنِ رافِعٍ، عن الْحَجَّاجِ بنِ عَمْرٍو عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «مَنْ كُسِرَ أَوْ عَرِجَ أَوْ مَرِضَ» فَذَكَرَ مَعْنَاهُ.

۱۸۶۳- حضرت حجاج بن عمرو نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''جس کی ہڈی ٹوٹ جائے یا وہ لنگڑا ہو جائے یا بیمار پڑ جائے۔'' اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔

قال سَلَمَةُ بنُ شَبِيبٍ: قال: أنبأنا مَعْمَرٌ.

(امام ابوداود کے شیخ) جناب سلمہ بن شبیب نے اپنی سند میں ''أَنْبَأَنَا'' (یعنی ہم کو خبر دی) کا کلمہ استعمال کیا۔ (اس طرح انہوں نے اپنے شیخ سے سماع کی تصریح کر دی۔)

فائدہ: اس روایت میں ''بیماری'' کو ایک مستقل عذر شمار کیا گیا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ بیماری کی نوعیت کے اعتبار سے اگر محرم کے لیے اعمال حج جاری رکھنا ممکن نہ ہوں' تو حلال ہو سکتا ہے۔



---

◀◀ ح:٢٨٦٤ من حديث يحيى القطان به، وحسنه الترمذي، ح:٩٤٠، وصححه الحاكم على شرط البخاري: ١/ ٤٧٠، ٤٨٣، ووافقه الذهبي، وأعل بما لا يقدح.

١٨٦٣ـ تخريج: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، المناسك، باب المحصر، ح:٣٠٧٨ عن سلمة بن شبيب به، ورواه الترمذي، ح:٩٤٠ من حديث عبدالرزاق به، انظر الحديث السابق.

١٨٦٤- حَدَّثَنا النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ سَلَمَةَ عن مُحمَّدِ بنِ إسْحَاقَ، عن عَمْرِو بنِ مَيْمُونٍ قال: سَمِعْتُ أَبَا حَاضِرٍ الْحِمْيَرِيَّ يُحَدِّثُ أبي مَيْمُونَ بْنَ مِهْرَانَ قال: خَرَجْتُ مُعْتَمِرًا عَامَ حَاصَرَ أَهْلُ الشَّامِ ابنَ الزُّبَيْرِ بمَكَّةَ وَبَعَثَ مَعِي رِجَالٌ مِنْ قَوْمِي بِهَدْيٍ، فَلَمَّا انْتَهَيْنَا إلَى أَهْلِ الشَّامِ مَنَعُونَا أَن نَدْخُلَ الْحَرَمَ، فَنَحَرْتُ الْهَدْيَ مَكَانِي ثُمَّ أَحْلَلْتُ ثُمَّ رَجَعْتُ، فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ خَرَجْتُ لأَقْضِيَ عُمْرَتِي، فأَتَيْتُ ابنَ عَبَّاسٍ، فَسَأَلْتُهُ؟ فَقال: أَبْدِلِ الْهَدْيَ فإنَّ رَسُولَ الله ﷺ أَمَرَ أَصْحَابَهُ أَنْ يُبَدِّلُوا الْهَدْيَ الَّذِي نَحَرُوا عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ في عُمْرَةِ الْقَضَاءِ.

١٨٦٤-عمرو بن میمون کہتے ہیں کہ میں نے ابوحاضر حمیری کو سنا وہ میرے والد میمون بن مہران سے بیان کررہے تھے کہ جس سال اہل شام نے مکہ میں ابن زبیر کا محاصرہ کیا تھا میں (ابوحاضر حمیری) عمرے کی غرض سے روانہ ہوا۔ میرے ساتھ قوم کے کچھ افراد نے اپنی قربانیاں بھی بھیجی تھیں۔ جب ہم اہل شام کے پاس پہنچے تو انہوں نے ہمیں حرم میں داخل ہونے سے روک دیا۔ چنانچہ میں نے قربانی اسی جگہ نحر کردی اور پھر حلال ہوگیا اور واپس لوٹ آیا۔ پھر جب اگلا سال آیا اور میں اپنے عمرے کی قضا کے لیے چلا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ہاں آیا اور ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا: اپنی قربانی کا بدل بھی دو۔ بے شک رسول اللہ ﷺ نے عمرۂ قضا میں اپنے صحابہ سے فرمایا تھا کہ حدیبیہ کے سال انہوں نے جو قربانیاں کی تھیں ان کے عوض قربانیاں بھی کریں۔

451

فائدہ: امام خطابی فرماتے ہیں کہ نفلی عمرے میں بدل ضروری نہیں' البتہ واجب کیے ہوئے عمرے میں قربانی کا بدل ضروری ہوگا۔ اور امام بیہقی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جس طرح دوبارہ عمرہ کرنا مستحب ہے' اسی طرح قربانی کا بدل بھی مستحب ہے۔ (عون المعبود)

## (المعجم ٤٤) - باب دُخُولِ مَكَّةَ (التحفة ٤٥)

## باب:۴۴-مکہ میں داخلہ

١٨٦٥- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ عُبَيْدٍ:

١٨٦٥- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ

١٨٦٤ـ تخريج: [حسن] أخرجه الحاكم: ١/ ٤٨٥، ٤٨٦ من حديث النفيلي به * ومحمد بن إسحاق صرح بالسماع عند البيهقي في دلائل النبوة: ٤/ ٣٢٠، وله شاهد قوي عند الحاكم: ١/ ٤٨٥.

١٨٦٥ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحج، باب استحباب المبيت بذي طوى عند إرادة دخول مكة ... الخ، ح: ١٢٥٩ من حديث حماد بن زيد، والبخاري، الحج، باب الإهلال مستقبل القبلة، ح: ١٥٥٣، ١٥٧٣ من حديث أيوب السختياني به.

حدثنا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ عن أيُّوبَ، عن نَافِعٍ: أَنَّ ابنَ عُمَرَ كَانَ إذَا قَدِمَ مَكَّةَ بَاتَ بِذِي طُوًى حَتَّى يُصْبِحَ وَيَغْتَسِلَ ثُمَّ يَدْخُلُ مَكَّةَ نَهَارًا وَيَذْكُرُ عن النَّبيِّ ﷺ أَنَّهُ فَعَلَهُ.

جب بھی مکہ آتے تو وادئ ذی طویٰ میں رات گزارتے حتیٰ کہ صبح ہو جاتی اور غسل کرتے۔ پھر دن چڑھے مکہ میں داخل ہوتے۔ اور نبی ﷺ کے متعلق بیان کرتے کہ آپ نے ایسے ہی کیا تھا۔

فائدہ: یہ عمل ممکن ہو تو مستحب ہے۔ جبکہ عمرۂ جعرانہ میں نبی ﷺ رات کے وقت تشریف لے گئے تھے۔

١٨٦٦- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ جَعْفَرٍ الْبَرْمَكِيُّ: حَدَّثَنا مَعْنٌ عن مَالِكٍ؛ ح: وحدثنا مُسَدَّدٌ وَابنُ حَنْبَلٍ عن يَحْيَى؛ ح: وحدثنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا أبُو أُسَامَةَ جَمِيعًا عن عُبَيْدِالله، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبيَّ ﷺ كَانَ يَدْخُلُ مَكَّةَ مِنَ الثَّنِيَّةِ الْعُلْيَا قالَا عن يَحْيَى: أَنَّ النَّبيَّ ﷺ كَانَ يَدْخُلُ مَكَّةَ مِنْ كَدَاءَ مِنْ ثَنِيَّةِ الْبَطْحَاءِ، وَيَخْرُجُ مِنَ الثَّنِيَّةِ السُّفْلَى. زَادَ الْبَرْمَكِيُّ: يَعْني ثَنِيَّتَيْ مَكَّةَ. وَحَدِيثُ مُسَدَّدٍ أَتَمُّ.

۱۸۶۶- حضرت ابن عمر ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ مکہ میں بالائی جانب کی گھاٹی سے تشریف لایا کرتے تھے۔ مسدّد اور ابن حنبل نے یحییٰ سے نقل کرتے ہوئے کہا کہ نبی ﷺ بطحاء کی گھاٹی سے کداء کی جانب سے مکہ میں داخل ہوتے تھے اور زیریں جانب کی گھاٹی سے واپس جاتے تھے۔ برمکی (عبداللہ بن جعفر) نے مزید کہا کہ مکہ کی دو گھاٹیاں مراد ہیں۔ اور مسدد کی روایت زیادہ کامل ہے۔

١٨٦٧- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا أبو أُسَامَةَ عن عُبَيْدِالله، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبيَّ ﷺ كَانَ يَخْرُجُ مِنْ طَرِيقِ الشَّجَرَةِ وَيَدْخُلُ مِنْ طَرِيقِ الْمُعَرَّسِ.

۱۸۶۷- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ (مدینہ منورہ سے) نکلتے ہوئے شجرہ والی راہ اختیار فرماتے۔ (یعنی ذوالحلیفہ والی جہاں اس زمانے میں ایک درخت بھی تھا۔) اور واپسی میں مُعَرَّس والی جانب سے داخل ہوتے۔ (یعنی مدینہ میں)

فائدہ: اس حدیث کی باب سے مطابقت یوں ہے کہ امام مسلم ؒ نے اس حدیث اور اوپر والی حدیث کو عبداللہ

---

١٨٦٦ـ تخريج: أخرجه البخاري، الحج، باب: من أين يدخل مكة؟، ح: ١٥٧٥ من حديث معن، ومسلم، الحج، باب استحباب دخول مكة من الثنية العليا . . . الخ، ح: ١٢٥٧ من حديث يحيى القطان عن عبيدالله بن عمر به.

١٨٦٧ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق، وأخرجه أحمد: ٢/ ١٤٢ عن أبي أسامة به.

بن نمیر سے اسی سند سے بیان کرتے ہوئے ایک ہی روایت بنایا ہے۔ جبکہ امام ابوداود رحمہ اللہ یا ان کے شیخ عثمان نے اس کو قطع کر کے دو روایتیں بنا دیا ہے۔ (بذل المجهود)

١٨٦٨- حَدَّثَنا هَارُونُ بنُ عَبْدِ الله: حَدَّثَنا أبُو أُسَامَةَ: حَدَّثَنا هِشَامُ بنُ عُرْوَةَ عن أبِيهِ، عن عَائِشَةَ [رَضِيَ الله عَنْهَا] قالَتْ: دَخَلَ رَسُولُ الله ﷺ عَامَ الْفَتْحِ مِنْ كَدَاءَ مِنْ أَعْلَى مَكَّةَ، وَدَخَلَ في الْعُمْرَةِ مِنْ كُدًى، وَكَانَ عُرْوَةُ يَدْخُلُ مِنْهُمَا جَمِيعًا، وَأَكْثَرُ ما كَانَ يَدْخُلُ مِنْ كُدًى، وَكَان أَقْرَبَهُمَا إلَى مَنْزِلِهِ.

١٨٦٨- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ فتح کے سال مکہ میں اس کی بالائی جانب کداء کی طرف سے داخل ہوئے تھے۔ اور عمرہ میں کدی کی طرف (زیریں جانب) سے آئے تھے۔ اور جناب عروہ دونوں راہوں سے آتے تھے۔ (کبھی اس سے اور کبھی اس سے) اور یہ (عروہ) اکثر اوقات کدی کی طرف (زیریں طرف) سے داخل ہوتے تھے۔ اور یہ جانب ان کی منزل کے زیادہ قریب تھی۔



١٨٦٩- حَدَّثَنا ابنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنا سُفْيَانُ بنُ عُيَيْنَةَ عن هِشَام بنِ عُرْوَةَ، عن أبِيهِ، عن عَائِشَةَ: أنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إذَا دَخَلَ مَكَّةَ دَخَلَ مِنْ أَعْلَاهَا، وَخَرَجَ مِنْ أَسْفَلِهَا.

١٨٦٩- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب مکہ میں داخل ہوتے تو اس کی بالائی جانب سے تشریف لاتے۔ (اسی راستے میں مکہ کا معروف قبرستان ہے اور اس طرف سے آنے میں آپ کو آسانی تھی اور واپسی کیلئے) زیریں جانب سے نکلتے تھے۔ (اور یہی وہ راہ ہے جس میں آج کل مقام ''جرول'' آتا ہے۔)

فائدہ: آمد ورفت کے راستوں میں اختلاف کے اندر شاید وہی حکمت پنہاں ہے جو نماز عید اور عرفات کو جانے آنے میں فرق رکھنے میں ملحوظ ہے۔ یعنی مقامات عبادت کی کثرت کہ انسان کو قیامت کے دن زمین کے ان حصوں کی شہادتِ خیر بھی حاصل ہو جائے۔ (تیسیر العلام' شرح عمدة الاحكام)

## (المعجم ٤٥) - بَابٌ: فِي رَفْعِ الْيَدِ إِذَا رَأَى الْبَيْتَ (التحفة ٤٦)

## باب: ۴۵- بیت اللہ کو دیکھ کر ہاتھ بلند کرنا

---

١٨٦٨ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الحج، باب: من أين يخرج من مكة؟، ح: ١٥٧٨، ومسلم، الحج، باب استحباب دخول مكة من الثنية العليا . . . الخ، ح: ١٢٥٨ من حديث أبي أسامة به.

١٨٦٩ـ **تخريج**: أخرجه البخاري أيضًا، ح: ١٥٧٧، ومسلم أيضًا، ح: ١٢٥٨ عن محمد بن المثنى به.

١٨٧٠- حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ مَعِينٍ: أنَّ مُحمَّدَ بنَ جَعْفَرٍ حَدَّثَهُمْ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ سَمِعْتُ أَبَا قَزَعَةَ يُحَدِّثُ عن المُهَاجِرِ المَكِّيِّ قال: سُئِلَ جَابِرُ بنُ عَبْدِ الله عن الرَّجُلِ يَرَى الْبَيْتَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ؟، فَقال: ما كُنْتُ أَرَى أحَدًا يَفْعَلُ هٰذَا إلَّا الْيَهُودَ، قَدْ حَجَجْنَا مَعَ رَسُولِ الله ﷺ فلَمْ يَكُنْ يَفْعَلُهُ.

۱۸۷۰- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ آدمی بیت اللہ کو دیکھ کر ہاتھ اٹھائے (یا نہیں؟) انہوں نے کہا: میں نے یہودیوں کے علاوہ کسی کو ایسے کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ (وہ لوگ بیت المقدس کو دیکھ کر ہاتھ اٹھاتے ہیں) اور ہم نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں حج کیا تو آپ ﷺ نے ایسے نہیں کیا تھا۔

ملحوظہ: اس حدیث کی سند میں مہاجر بن عکرمہ مکی ہے جو کہ مجہول ہے اور اس مسئلے میں وارد روایات میں کوئی بھی ایسی قوی نہیں ہے جس سے بیت اللہ کو دیکھ کر ہاتھ اٹھانا مشروع ثابت ہوتا ہو۔ محض دعا کرنے کے بارے میں کچھ اخبار وآثار وارد ہیں۔ (نیل الاوطار: ۴۲/۵) ایک روایت بیان کی جاتی ہے کہ [لَا تُرْفَعُ الأَيْدِي إلَّا فِي سَبْعِ مَوَاطِنَ] ''صرف سات مقامات ایسے ہیں جہاں ہاتھ اٹھائے جائیں...... اور ان میں ایک بیت اللہ کو دیکھ کر بھی ہے۔'' از حد ضعیف اور نا قابل حجت ہے۔ (نصب الراية' كتاب الصلاة: ۳۸۹/۱ حديث: ۳۸)

١٨٧١- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إبراهِيمَ: حَدَّثَنَا سَلَّامُ بنُ مِسْكِينٍ: حَدَّثَنا ثَابِتٌ البُنَانِيُّ عن عَبْدِ الله بنِ رَبَاحٍ الأَنْصَارِيِّ، عن أَبي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا دَخَلَ مَكَّةَ طَافَ بالْبَيْتِ وَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَلْفَ المَقَامِ يَعْنِي يَوْمَ الْفَتْحِ.

۱۸۷۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب مکہ میں داخل ہوئے تو بیت اللہ کا طواف کیا اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعتیں پڑھیں، یعنی فتح مکہ والے دن۔

فائدہ: بیت اللہ کو دیکھ کر رفع الیدین (ہاتھوں کا اٹھانا) ثابت ہوتا تو ذکر کیا جاتا۔ معلوم ہوا کہ ''نہیں ہے۔''

١٨٧٢- حَدَّثَنا ابنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا بَهْزُ

۱۸۷۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

---

١٨٧٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في كراهية رفع اليد عند رؤية البيت، ح: ٨٥٥، والنسائي، ح: ٢٨٩٨ من حديث شعبة به * المهاجر المكي، وثقه ابن حبان وحده، فهو مجهول الحال.

١٨٧١ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ١١٢٩٨ من حديث سلام بن مسكين، ومسلم، الجهاد، باب فتح مكة، ح: ١٧٨٠ من حديث ثابت البناني به.

١٨٧٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه مسلم، انظر الحديث السابق من حديث بهز بن أسد به، وهو في مسند أحمد: ٢/ ٥٣٨.

ابنُ أسَدٍ وَهَاشِمٌ يَعْنِي ابنَ الْقَاسِمِ قالَا: حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ الْمُغِيرَةِ عن ثَابِتٍ، عن عَبْدِ الله بنِ رَبَاحٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ قال: أَقْبَلَ رَسُولُ الله ﷺ فَدَخَلَ مَكَّةَ، فأَقْبَلَ رَسُولُ الله ﷺ إلَى الْحَجَرِ فَاسْتَلَمَهُ ثُمَّ طَافَ بالْبَيْتِ ثُمَّ أَتَى الصَّفَا فَعَلَاهُ حَيْثُ يَنْظُرُ إلَى الْبَيْتِ، فَرَفَعَ يَدَيْهِ فَجَعَلَ يَذْكُرُ اللهَ عَزَّوَجلَّ مَا شَاءَ أنْ يَذْكُرَهُ وَيَدْعُوهُ. قال: وَالْأَنْصَارُ تَحْتَهُ. قال هَاشِمٌ: فَدَعَا وَحَمِدَ اللهَ وَدَعَا بِمَا شَاءَ أَنْ يَدْعُوَ.

کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے' پس مکہ میں داخل ہوئے' پھر حجر اسود کی طرف تشریف لائے' اسے بوسہ دیا۔ پھر بیت اللہ کا طواف کیا' پھر صفا کی جانب آئے اور اس کے اوپر چڑھ گئے جہاں سے بیت اللہ آپ کو نظر آ رہا تھا' پھر آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھا لیے اور اللہ کا ذکر کرتے رہے جس قدر کہ اللہ نے چاہا اور دعا کرتے رہے۔ اور انصار آپ کے ساتھ تھے۔ راوئ حدیث ہاشم نے کہا: دعا فرمائی' اللہ کی حمد کی اور جو چاہا دعا کی۔

**فائدہ:** صفا اور مروہ پر چڑھ کر بیت اللہ کی جانب رخ کر کے ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا مسنون عمل ہے۔ اور یہ ہاتھ اٹھانا بیت اللہ کو دیکھنے کی بنا پر نہیں بلکہ دعا کے لیے ہوتا ہے۔

## (المعجم ٤٦) - بَابٌ: فِي تَقْبِيلِ الْحَجَرِ (التحفة ٤٧)

## باب:۴۶-حجر اسود کو بوسہ دینا

١٨٧٣- **حَدَّثَنا** مُحمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنا سُفْيَانُ عن الأَعْمَشِ، عن إبراهِيمَ، عن عَابِسِ بنِ رَبِيعَةَ، عن عُمَرَ رَضِيَ الله عَنْهُ: أَنَّهُ جَاءَ إلَى الْحَجَرِ فَقَبَّلَهُ فَقال: إنِّي أَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ لا تَنْفَعُ وَلا تَضُرُّ، وَلَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ الله ﷺ يُقَبِّلُكَ مَا قَبَّلْتُكَ.

۱۸۷۳- حضرت عمر ؓ سے مروی ہے کہ وہ حجر اسود کے پاس آئے اور اس کو بوسہ دیا' پھر کہا: بلاشبہ میں جانتا ہوں کہ تو محض ایک پتھر ہی ہے' نفع دے سکتا ہے نہ نقصان اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو نہ دیکھا ہوتا کہ انہوں نے تجھے بوسہ دیا تھا تو میں تجھے بوسہ نہ دیتا۔

**فوائد و مسائل:** ① رسول اللہ ﷺ کے طریق (یعنی سنت مطہرہ) کا اتباع ہر حال میں مشروع اور واجب ہے' خواہ اس کے اسباب اور علل معلوم ہوں یا نہ ہوں۔ اسے کسی علت اور سبب پر مبنی قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اگر کوئی حکمت

---

١٨٧٣- **تخريج:** أخرجه البخاري، الحج، باب ما ذكر في الحجر الأسود، ح: ١٥٩٧ عن محمد بن كثير، ومسلم، الحج، باب استحباب تقبيل الحجر الأسود في الطواف، ح: ١٢٧٠ من حديث الأعمش به.

سمجھ میں آ جائے تو فبہا ورنہ اس پر عمل بہرحال لازم ہے۔ ② حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ توضیح ان نومسلم لوگوں کے لیے تھی جن کو یہ وہم ہو سکتا تھا کہ شاید یہ پتھر کوئی ''مؤثر'' پتھر ہے اس لیے اس کو چوما جا رہا ہے۔ ③ یہ حدیث حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اتباع امام اعظم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر شدید حریص ہونے کی واضح دلیل ہے۔ ④ کوئی بھی پتھر' شجر اور قبر وغیرہ کسی قسم کے نفع یا نقصان کا ہرگز ہرگز کوئی اختیار نہیں رکھتے۔ ⑤ یہ حدیث دلیل ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اپنے ایمان' عقیدۂ توحید اور جذبۂ اتباع سنت میں از حد کامل تھے۔ ⑥ شرعی دلیل کے بغیر کسی چیز کو احتراماً چومنا چاٹنا مکروہ ہے۔

## (المعجم ٤٧) - بَابُ اسْتِلَامِ الْأَرْكَانِ (التحفة ٤٨)

## باب:۴۷- بیت اللہ کے کونوں کو ہاتھ لگانے کا بیان

١٨٧٤- حَدَّثَنا أبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ: حَدَّثَنا لَيْثٌ عن ابنِ شِهَابٍ، عن سَالِمٍ، عن ابنِ عُمَرَ قال: لَمْ أَرَ رَسُولَ الله ﷺ يَمْسَحُ مِنَ الْبَيْتِ إِلَّا الرُّكْنَيْنِ الْيَمَانِيَيْنِ.

۱۸۷۴- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ بیت اللہ کے صرف دو یمانی ارکان ہی کو ہاتھ لگاتے تھے۔

فائدہ: یہاں ''رکن'' بمعنی کونہ ہے۔ کعبہ میں حجر اسود اور اس کے ساتھ والے کونے کو یمن کی جانب ہونے کی بنا پر ''یمانی ارکان'' کہا جاتا ہے اور دوسرے دو شامی کہلاتے ہیں۔ یمانی ارکان حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اصل بنیادوں پر قائم ہیں۔ اور شامی ارکان اپنی اصل بنیادوں پر نہیں ہیں۔

١٨٧٥- حَدَّثَنا مَخْلَدُ بنُ خَالِدٍ: أخبرنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أنبأنا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن سَالِمٍ، عن ابنِ عُمَرَ: أَنَّهُ أُخْبِرَ بِقَوْلِ عَائِشَةَ: إنَّ الْحِجْرَ بَعْضُهُ مِنَ الْبَيْتِ، فَقَال ابنُ عُمَرَ: وَالله! إنِّي لَأَظُنُّ عَائِشَةَ إنْ كَانَتْ سَمِعَتْ هٰذَا مِنْ رَسُولِ

۱۸۷۵- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان بتایا گیا کہ حجر (حاء کے کسرہ کے ساتھ' یعنی حطیم) کا کچھ حصہ بیت اللہ میں سے ہے' تو انہوں نے کہا: قسم اللہ کی! میرا خیال ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اگر یہ بات رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی ان (شامی) ارکان کا استلام (مس



---

١٨٧٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، الحج، باب من لم يستلم إلا الركنين اليمانيين، ح:١٦٠٩ عن أبي الوليد الطيالسي، ومسلم، الحج، باب استحباب استلام الركنين اليمانيين في الطواف دون الركنين الآخرين، ح:١٢٦٧ من حديث ليث بن سعد به.

١٨٧٥ـ تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي:٥/٧٦ من حديث أبي داود به، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح:٨٩٤١، وأصله متفق عليه، البخاري، ح:٤٤٨٤ ومسلم، ح:١٣٣٣، ورواه مالك:١/٣٦٣، ٣٦٤ (يحيى).

الله ﷺ، إِنِّي لَأَظُنُّ رَسُولَ الله ﷺ لَمْ يَتْرُكْ اسْتِلَامَهُمَا إِلَّا أَنَّهُمَا لَيْسَا عَلى قَوَاعِدِ الْبَيْتِ وَلَا طَافَ النَّاسُ وَرَاءَ الْحِجْرِ إِلَّا لِذَلِكَ.

کرنا) صرف اسی لیے ترک فرمایا تھا کہ یہ بیت اللہ کی اصل بنیادوں پر نہیں ہیں۔ اور لوگ بھی حجر (حطیم) کے باہر سے اسی بنا پر طواف کرتے ہیں۔

فائدہ: اگر حجر اور حطیم کے اندر کی طرف سے طواف کیا جائے تو پورے بیت اللہ کا طواف نہ ہوگا۔ اس لیے اس کا طواف باہر سے کرنا ضروری ہے۔

١٨٧٦ - **حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ: أخبرنا يَحْيَى عن عَبْدِ الْعَزِيزِ بنِ أبي رَوَّادٍ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ قال: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ لا يَدَعُ أن يَسْتَلِمَ الرُّكْنَ اليَمَانِيَ وَالْحَجَرَ في كُلِّ طَوَافِهِ قال: وكَانَ عَبْدُ الله بنُ عُمَرَ يَفْعَلُهُ.

١٨٧٦-حضرت ابن عمر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ طواف کے کسی چکر میں بھی رکن یمانی اور حجر اسود کا استلام (یعنی اسے مس کرنا) نہ چھوڑتے تھے۔ (نافع نے) کہا: اور حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بھی ایسے ہی کیا کرتے تھے۔



فائدہ: حجر اسود کو چومنا یا ہاتھ لگا کر ہاتھ کو چومنا ہوتا ہے اور رکن یمانی کو صرف ہاتھ لگانا سنت ہے نہ کہ ہاتھ چومنا۔ ازدحام یا کسی اور رکاوٹ کی بنا پر حجر اسود کو ہاتھ یا چھڑی سے مس کر کے اس ہاتھ یا چھڑی کو بوسہ دیا جائے یا صرف ہاتھ کا اشارہ بھی کافی ہو جاتا ہے۔ مگر رکن یمانی تک پہنچنا مشکل ہو تو ویسے ہی گزر جائے۔ مزید کسی عمل کی ضرورت نہیں۔

## (المعجم ٤٨) - باب الطَّوَافِ الْوَاجِبِ (التحفة ٤٩)

## باب:٤٨-طوافِ واجب کا بیان

١٨٧٧ - **حَدَّثَنا** أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: أخبرنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني يُونُسُ عن ابنِ شِهَابٍ، عن عُبَيْدِالله يَعْني ابنَ عَبْدِ الله بنِ عُتْبَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ

١٨٧٧-حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں اونٹ پر سوار ہو کر طواف کیا۔ آپ اپنے عصا سے رکن (حجر اسود) کو مس کرتے تھے۔

---

**١٨٧٦ـ تخريج:** [إسناده حسن] أخرجه النسائي، مناسك الحج، باب استلام الركنين في كل طواف، ح: ٢٩٥٠ من حديث يحيى القطان به.

**١٨٧٧ـ تخريج:** أخرجه البخاري، الحج، باب استلام الركن بالمحجن، ح: ١٦٠٧ عن أحمد بن صالح، ومسلم، الحج، باب جواز الطواف على بعير وغيره . . . الخ، ح: ١٢٧٢ من حديث عبدالله بن وهب به.

طَافَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ عَلَى بَعِيرٍ يَسْتَلِمُ الرُّكْنَ بِمِحْجَنٍ.

فوائد ومسائل: ① اس سے مراد ''طواف قدوم'' ہے۔ امام صاحب رحمہ اللہ کی تبویب سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ آپ اسے واجب سمجھتے ہیں جیسے کہ امام مالک رحمہ اللہ اور بعض احناف کا قول ہے۔ (عون المعبود) ② صحیح حدیث میں نبی ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ اپنے عصا سے حجر اسود کو مس کر کے اس عصا کو بوسہ بھی دیتے تھے۔ (صحیح مسلم' الحج' حدیث: ۱۲۷۵) ③ آپ ﷺ کے سوار ہو کر طواف کرنے کی حکمت یہ تھی کہ لوگ آپ کے عمل کا بخوبی مشاہدہ کر لیں۔ روایات میں یہ صراحت نہیں ہے کہ یہ کونسا طواف تھا' تاہم غالباً یہ طواف افاضہ تھا (بذل المجهود) کیونکہ طواف قدوم میں آپ ﷺ نے رمل کیا تھا جو پیدل کے سوا ممکن نہیں ہوتا۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ پالکی یا پہیے والی کرسی میں بیٹھے ہوئے کو طواف کرایا جائے تو اس کا طواف صحیح ہے۔ ④ جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے' ان کے پیشاب کے چھینٹوں سے کپڑے ناپاک نہیں ہوتے۔



١٨٧٨- حَدَّثَنا مُصَرِّفُ بنُ عَمْرٍو الْيَامِيُّ: حَدَّثَنَا يُونُسُ يعْنِي ابنَ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا ابنُ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنِي مُحمَّدُ بنُ جَعْفَرِ بنِ الزُّبَيْرِ عن عُبَيْدِالله بنِ عَبْدِ الله ابنِ أبي ثَوْرٍ، عن صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ قالَتْ: لَمَّا اطْمَأَنَّ رَسُولُ الله ﷺ بِمَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ طَافَ عَلَى بَعِيرٍ يَسْتَلِمُ الرُّكْنَ بِمِحْجَنٍ في يَدِهِ. قالَتْ: وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهِ.

۱۸۷۸- صفیہ بنت شیبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ فتح مکہ کے سال جب رسول اللہ ﷺ کو مکہ میں اطمینان حاصل ہو گیا تو آپ نے اپنے اونٹ پر (سوار ہو کر) طواف کیا۔ کہتی ہیں کہ میں آپ کو دیکھ رہی تھی کہ آپ اپنے عصا سے رکن (حجر اسود) کا استلام فرماتے تھے۔

١٨٧٩- حَدَّثَنا هَارُونُ بن عَبْدِ الله وَمُحمَّدُ بنُ رَافِعٍ المَعْنَى قالَا: أخبرنا أبُو عَاصِمٍ عن مَعْرُوفٍ يَعْنِي ابنَ خرَّبُوذٍ

۱۸۷۹- جناب ابوالطفیل (عامر بن واثلہ) رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا آپ اپنی سواری پر سوار بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے۔ اپنے عصا سے رکن

---

١٨٧٨ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، المناسك، باب من استلم الركن بمحجنه، ح: ٢٩٤٧ من حديث يونس بن بكير به، وحسنه المزي.

١٨٧٩ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحج، باب استحباب الرمل في الطواف في العمرة . . . الخ، ح: ١٢٦٥ من حديث معروف بن خربوذ به.

الْمَكِّيِّ: حَدَّثَنا أَبُو الطُّفَيْلِ قال: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ عَلَى رَاحِلَتِهِ يَسْتَلِمُ الرُّكْنَ بِمِحْجَنِهِ ثُمَّ يُقَبِّلُهُ. زَادَ مُحَمَّدُ بنُ رَافِعٍ: ثُمَّ خَرَجَ إلَى الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَطَافَ سَبْعًا عَلَى راحِلَتِهِ.

(حجر اسود) کا استلام کرتے تھے اور پھر اسے بوسہ دیتے تھے۔ محمد بن رافع نے مزید کہا: پھر آپ صفا مروہ کی طرف تشریف لے گئے اور اپنی سواری پر ان کے مابین سات چکر لگائے۔

١٨٨٠ - **حَدَّثَنا** أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن ابنِ جُرَيْجٍ: أخبرني أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بنَ عَبْدِ الله يَقُولُ: طَافَ النَّبِيُّ ﷺ في حَجَّةِ الْوَدَاعِ عَلَى رَاحِلَتِهِ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ لِيَرَاهُ النَّاسُ وَلِيُشْرِفَ وَلِيَسْأَلُوهُ فإنَّ النَّاسَ غَشَوْهُ.

١٨٨٠- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حجۃ الوداع میں اپنی سواری پر سوار ہوکر بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا مروہ کی سعی کی تا کہ لوگ آپ کو دیکھ لیں اور آپ ان سے بلند رہیں اور وہ آپ سے (مسائل) دریافت کرسکیں کیونکہ لوگوں نے آپ کو گھیر رکھا تھا۔

١٨٨١ - **حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا خَالِدُ ابنُ عَبْدِ الله: حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ أبي زِيَادٍ عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قَدِمَ مَكَّةَ وَهُوَ يَشْتَكِي فَطَافَ عَلَى رَاحِلَتِهِ كُلَّمَا أَتَى عَلَى الرُّكْنِ اسْتَلَمَ الرُّكْنَ بِمِحْجَنٍ فَلمَّا فَرَغَ مِنْ طَوَافِهِ أَنَاخَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ.

١٨٨١- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ تشریف لائے تو آپ کی طبیعت ناساز تھی چنانچہ آپ نے اپنی سواری پر (سوار ہوکر) طواف کیا۔ آپ جب بھی حجر اسود کے پاس آتے تو اپنے عصا سے اس کو مس کرتے۔ پس جب آپ اپنے طواف سے فارغ ہو گئے تو آپ نے (اپنی اونٹنی کو) بٹھا دیا اور دو رکعتیں ادا کیں۔

١٨٨٢ - **حَدَّثَنا** الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن مُحَمَّدِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ نَوْفَلٍ،

١٨٨٢- ام المومنین حضرت ام سلمہ ؓ سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ میری

---

١٨٨٠- **تخريج**: أخرجه مسلم، الحج، باب جواز الطواف على بعير وغيره ... الخ، ح: ١٢٧٣ من حديث ابن جريج به.

١٨٨١- **تخريج**: **[إسناده ضعيف]** أخرجه أحمد: ١/ ٢١٤، ٣٠٤ من حديث يزيد بن أبي زياد به * يزيد ضعيف، تقدم، ح: ١٤٧٤.

١٨٨٢- **تخريج**: أخرجه البخاري، الصلوة، باب إدخال البعير في المسجد للعلة، ح: ٤٦٤، ومسلم، الحج، ◄◄

عن عُرْوَةَ بنِ الزُّبَيْرِ، عن زَيْنَبَ بِنْتِ أبي سَلَمَةَ، عن أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبيِّ ﷺ أَنَّهَا قالَتْ: شَكَوْتُ إلَى رَسُولِ الله ﷺ أَنِّي أَشْتَكِي، فَقال: «طُوفِي مِنْ وَرَاءِ النَّاسِ وَأَنْتِ رَاكِبَةٌ». قَالَتْ: فَطُفْتُ وَرَسُولُ الله ﷺ حِينَئِذٍ يُصَلِّي إلَى جَنْبِ الْبَيْتِ وَهُوَ يَقْرَأُ بالطُّورِ وكِتَابٍ مَسْطُورٍ.

طبیعت خراب ہے تو آپ نے فرمایا: ''سواری پر بیٹھ کر لوگوں کے پیچھے سے طواف کرلو۔'' کہتی ہیں: چنانچہ میں نے طواف کیا اور رسول اللہ ﷺ اس وقت بیت اللہ کے پہلو میں نماز پڑھا رہے تھے اور آپ ﴿وَالطُّورِ وَكِتَٰبٍ مَّسْطُورٍ﴾ کی قراءت فرما رہے تھے۔

**فوائد ومسائل:** ① سواری پر طواف کرنا رسول اللہ ﷺ کی خصوصیت نہ تھی بلکہ ہر صاحب عذر کو اس کی رخصت حاصل ہے۔ ② طواف میں عورتوں کو حتی الامکان اختلاط سے بچنا چاہیے۔ ③ عورتوں کو مردوں کی جماعت میں شریک ہونا واجب نہیں ہے۔

## (المعجم ٤٩) - باب الْاِضْطِبَاعِ فِي الطَّوَافِ (التحفة ٥٠)

## باب:۴۹-طواف میں اِضطِبَاع کرنا

١٨٨٣- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنا سُفْيَانُ عن ابنِ جُرَيْجٍ، عن ابنِ يَعْلَى، عن يَعْلَى قال: طَافَ النَّبيُّ ﷺ مُضْطَبِعًا بِبُرْدٍ أَخْضَرَ.

۱۸۸۳-حضرت یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے طواف کیا جبکہ آپ اضطباع کیے ہوئے تھے اور چادر سبز رنگ کی تھی۔

**فوائد ومسائل:** ① احرام کے لیے ضروری نہیں ہے کہ چادر سفید ہی ہو۔ دوسرے رنگ کے کپڑے میں بھی جائز ہے۔ صرف زرد رنگ ناپسندیدہ ہے جب کہ سفید افضل اور مستحب ہے۔ ② طواف شروع کرتے ہوئے اپنی اوپر کی چادر کو دائیں بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈال لینا ''اضطباع'' کہلاتا ہے۔ یہ عمل صرف طواف قدوم میں ثابت ہے جس میں رَمَل کیا جاتا ہے۔ خیال رہے کہ ''اضطباع'' صرف طوافِ قدوم میں کرنا ہے اس کی مشروعیت کا مقصود رَمَل کی طرح قوت کا اظہار تھا۔ اس کے بعد نماز اور دیگر اعمال میں ''اضطباع'' نہیں کیا جاتا۔

---

◄◄ باب جواز الطواف على بعير وغيره . . . الخ، ح:١٢٧٦ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٣٧٠، ٣٧١.

١٨٨٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء أن النبي ﷺ طاف مضطبعًا، ح:٨٥٩، وابن ماجه، ح:٢٩٥٤ من حديث سفيان عن ابن جريج عن عبدالحميد بن جبير بن شيبة عن صفوان بن يعلى به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وللحديث شواهد، منها الحديث الآتي ✽ ابن جريج وسفيان الثوري مدلسان وعنعنا.

١٨٨٤- حَدَّثَنا أَبُو سَلَمَةَ مُوسَى: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن عَبْدِ الله بنِ عُثْمانَ بنِ خُثَيْمٍ، عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ وَأَصْحَابَهُ اعْتَمَرُوا مِنَ الْجِعِرَّانَةِ فَرَمَلُوا بالْبَيْتِ وَجَعَلُوا أَرْدِيَتَهُمْ تَحْتَ آبَاطِهِمْ قَدْ قَذَفُوهَا عَلَى عَوَاتِقِهِمُ الْيُسْرَى.

۱۸۸۴- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ نے مقام جعرانہ سے (احرام باندھ کر) عمرہ کیا' تو بیت اللہ میں انہوں نے رمل کیا اور اپنی چادروں کو اپنی بغلوں کے نیچے سے بائیں کندھوں پر ڈال لیا۔

فائدہ: جعرانہ ایک مقام کا نام ہے۔ اس کو کئی طرح پڑھا گیا ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ جیم اور عین دونوں مکسور جب کہ را مشدد مفتوح ہے۔ یہ طائف کی جانب سے میقات احرام ہے۔ نبی ﷺ کا یہ عمرہ غزوۂ حنین و طائف کے بعد ماہ ذوالقعدہ سن آٹھ ہجری میں ہوا تھا۔

(المعجم ٥٠) - بَابٌ: فِي الرَّمْلِ (التحفة ٥١)

باب:۵۰- طواف میں رمل کا بیان

١٨٨٥- حَدَّثَنا أَبُو سَلَمَةَ مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ: حَدَّثَنا أَبُو عَاصِمِ الْغَنَوِيُّ عن أبِي الطُّفَيْلِ قال: قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: يَزْعُمُ قَوْمُكَ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قَدْ رَمَلَ بالْبَيْتِ وَأَنَّ ذَلِكَ سُنَّةٌ؟ قالَ: صَدَقُوا وكَذَبُوا. قُلْتُ: وَمَا صَدَقُوا، وَمَا كَذَبُوا؟ قال: صَدَقُوا، قَدْ رَمَلَ رَسُولُ الله ﷺ، وكَذَبُوا لَيْسَ بِسُنَّةٍ، إنَّ قُرَيْشًا قالَتْ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ: دَعُوا مُحَمَّدًا وَأَصْحَابَهُ

۱۸۸۵- حضرت ابوالطفیل ؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس ؓ سے کہا: آپ کی قوم کا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ میں رَمَل کیا تھا اور یہ کہ یہ سنت ہے۔ تو وہ بولے کہ انہوں نے سچ کہا ہے اور کچھ غلط۔ میں نے کہا: (کیا مطلب) کیا سچ کہا اور کیا غلط؟ فرمایا: یہ تو سچ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رمل کیا تھا' مگر سنت کہنا غلط ہے۔ درحقیقت قریش نے حدیبیہ کے زمانے میں کہا تھا کہ محمد (ﷺ) اور اس کے اصحاب کو چھوڑ دو حتیٰ کہ وہ خود ہی جانوروں کی موت مرجائیں

---

١٨٨٤ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ١/ ٣٠٦، ٣٧١ من حديث حماد بن سلمة به، وصححه ابن الملقن في تحفة المحتاج: ١١١٣، وانظر، ح: ١٨٩٠.

١٨٨٥ـ تخريج: [صحيح] أخرجه المزي في تهذيب الكمال: ٢١/ ٣٣١، ٣٣٢ من حديث حماد بن سلمة به، ورواه مسلم، ح: ١٢٦٤ بسند آخر عن أبي الطفيل به * قوله ليس بسنة، أي ليس بسنة واجبة لازمة، لا تصح الحج إلا بها.

حَتَّى يَمُوتُوا مَوْتَ النَّغَفِ، فَلَمَّا صَالَحُوهُ عَلَى أَنْ يَجِيئُوا مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ فَيُقِيمُوا بِمَكَّةَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، فَقَدِمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَالْمُشْرِكُونَ مِنْ قِبَلِ قُعَيْقِعَانَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِأَصْحَابِهِ: «ارْمُلُوا بِالْبَيْتِ ثَلَاثًا» وَلَيْسَ بِسُنَّةٍ. قُلْتُ: يَزْعُمُ قَوْمُكَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ طَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ عَلَى بَعِيرِهِ وَأَنَّ ذَلِكَ سُنَّةٌ؟ قَالَ: صَدَقُوا وَكَذَبُوا. قُلْتُ: مَا صَدَقُوا، وَمَا كَذَبُوا؟ قَالَ: صَدَقُوا، قَدْ طَافَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ عَلَى بَعِيرٍ وَكَذَبُوا لَيْسَتْ بِسُنَّةٍ، كَانَ النَّاسُ لَا يُدْفَعُونَ عَن رَسُولِ اللهِ ﷺ وَلَا يُصْرَفُونَ عَنْهُ، فَطَافَ عَلَى بَعِيرٍ لِيَسْمَعُوا كَلَامَهُ وَلِيَرَوْا مَكَانَهُ وَلَا تَنَالُهُ أَيْدِيهِمْ.

گے۔ (جیسے اونٹوں کی ناکوں میں کیڑے پڑ جاتے ہیں اور پھر وہ ہلاک ہو جاتے ہیں۔) پھر جب انہوں نے آپ سے صلح کر لی کہ یہ لوگ اگلے سال آئیں اور مکہ میں تین دن ٹھہریں' چنانچہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو مشرکین کوہ قعیقعان کی جانب (سے دیکھ رہے) تھے۔ تب آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا: ''بیت اللہ کے گرد تین چکر رمل کرو۔'' (یعنی کندھے ہلا ہلا کر آہستہ آہستہ دوڑو) اور یہ کوئی سنت نہیں ہے۔ میں نے کہا: آپ کی قوم کا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صفا اور مروہ کی سعی اونٹ پر سوار ہو کر کی تھی اور یہ بھی سنت ہے۔ تو وہ بولے: انہوں نے سچ کہا ہے اور کچھ غلط۔ میں نے کہا: کیا سچ ہے اور کیا غلط؟ فرمایا: سچ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صفا اور مروہ کی سعی اونٹ پر کی تھی مگر یہ سنت ہو' غلط ہے۔ (دراصل) لوگوں کو رسول اللہ ﷺ سے دُور نہ کیا جاتا تھا اور نہ ہٹایا جاتا تھا (جب کہ وہ آپ پر ہجوم کیے ہوئے تھے) تو آپ نے اونٹ پر سوار ہو کر سعی کی تاکہ وہ آپ کی بات سن سکیں' آپ کو دیکھ سکیں اور ان کے ہاتھ آپ تک نہ پہنچ پائیں۔

**فوائد ومسائل:** ① طواف قدوم میں پہلے تین چکروں میں کندھے ہلا ہلا کر آہستہ آہستہ دوڑنا ''رَمَل'' کہلاتا ہے۔ اور یہ ثابت شدہ سنت ہے۔ طواف قدوم کے بعد کسی اور طواف میں یہ عمل ثابت نہیں' نیز عورتوں کے لیے رَمَل نہیں ہے۔ ② ''رَمَل'' مشروع ہونے کی اصل بنا یہی ہے جو حضرت ابن عباس ؓ کی روایات میں بیان ہوئی ہے۔ مگر یہ کہنا کہ ''یہ سنت نہیں ہے'' محل نظر ہے۔ یہ ان کا اپنا خیال ہے۔ اور شاید اس سے ان کی مراد ''سنت واجبہ'' کی نفی ہے۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ یہ عمل مسنون ومستحب ہے۔ اگر کسی سے یہ رہ جائے تو آخر کے چار چکروں میں اس کا تدارک کرنا جائز نہیں ہے۔ (نیل الاوطار) اگر یہ عمل وقتی ہوتا تو بعد کے عمروں اور حجۃ الوداع میں اس پر عمل نہ کیا جاتا۔ عمرۂ قضا سن سات ہجری میں ہوا ہے جس میں رَمَل کی ابتدا ہوئی تھی۔ پھر سن ۸ ہجری میں عمرۂ جعرانہ میں بھی صحابہ کرام ؓ نے رَمَل کیا اور یہ حضرت ابن عباس ؓ ہی کی روایت ہے جو اوپر گزر رہی ہے۔ (حدیث ۱۸۸۴) بعد

ازاں دس ہجری میں حجۃ الوداع میں بھی یہ عمل ثابت ہے۔ اور ''سواری پر سوار ہو کر طواف وسعی'' بلاشبہ عذر ہی پر مبنی ہے۔ کہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چمٹے ہوئے تھے' دُور نہ ہوتے تھے اور ان کو زور سے دور کرنا اور ہٹانا نبی ﷺ کو پسند نہ تھا تو آپ سوار ہو گئے تا کہ آپ انہیں مناسکِ حج کی تعلیم دے سکیں' مسائل سمجھا سکیں اور لوگ بھی آپ کے عمل کا مشاہدہ کر سکیں۔

١٨٨٦- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا حَمَّادُ ابنُ زَيْدٍ عن أَيُّوبَ، عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ أَنَّهُ حَدَّثَ عن ابنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَدِمَ رَسُولُ الله ﷺ مَكَّةَ وَقَدْ وَهَنَتْهُمْ حُمَّى يَثْرِبَ، فَقال المُشْرِكُونَ: إِنَّهُ يَقْدَمُ عَلَيْكُم قَوْمٌ قَدْ وَهَنَتْهُمُ الحُمَّى، وَلَقُوا مِنْهَا شَرًّا، فأَطْلَعَ الله تَعَالَى نَبِيَّهُ ﷺ عَلَى مَا قَالُوا، فأَمَرَهُمْ أَنْ يَرْمُلُوا الأَشْوَاطَ الثَّلَاثَةَ، وَأَنْ يَمْشُوا بَيْنَ الرُّكْنَيْنِ، فَلمَّا رَأَوْهُمْ رَمَلُوا قالُوا: هٰؤُلَاءِ الَّذِينَ ذَكَرْتُم أَنَّ الحُمَّى قَدْ وَهَنَتْهُمْ، هٰؤُلَاءِ أَجْلَدُ مِنَّا.

١٨٨٦- حضرت ابن عباس ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں تشریف لائے جبکہ ان لوگوں کو یثرب (مدینہ کا سابقہ نام) کے بخار نے کمزور کر دیا تھا تو مشرکین نے کہا: تمہارے پاس ایک ایسی قوم آ رہی ہے جسے بخار نے نڈھال کر دیا ہے اور انہیں اس سے بڑی اذیت پہنچی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مشرکین کی اس بات سے جو انہوں نے کہی' اپنے نبی ﷺ کو مطلع فرما دیا۔ پس آپ نے انہیں حکم دیا کہ تین چکروں میں رَمَل کریں اور رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان عام رفتار سے چلیں۔ سو جب انہوں نے ان لوگوں کو رمل کرتے دیکھا (کہ بڑی پھرتی سے طواف کر رہے ہیں) تو کہنے لگے: انہی لوگوں کے بارے میں تم کہتے ہو کہ ان کو بخار نے کمزور کر دیا ہے' یہ تو ہم سے زیادہ طاقت ور ہیں۔

قالَ ابنُ عَبَّاسٍ: وَلَمْ يَأْمُرْهُمْ أَنْ يَرْمُلُوا الأَشْوَاطَ كُلَّهَا إِلَّا الإِبْقَاءَ عَلَيْهِمْ.

حضرت ابن عباس ؓ نے کہا: آپ ﷺ نے صحابہ پر شفقت فرماتے ہوئے طواف کے سب چکروں میں رمل کا حکم نہیں دیا تھا۔

فائدہ: کفر و کفار کو زیر رکھنے اور ان پر مسلمانوں کا رعب اور دبدبہ قائم رکھنے کے لیے مختلف مناسب مواقع پر اپنے شباب وقوت کا اظہار و مظاہرہ کرنا شرعاً مطلوب ہے۔



١٨٨٦- تخريج: أخرجه البخاري، الحج، باب: كيف كان بدء الرمل؟، ح:١٦٠٢، ومسلم، الحج، باب استحباب استلام الركنين اليمانيين في الطواف . . . الخ، ح:١٢٦٦ من حديث حماد بن زيد به.

١٨٨٧- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ المَلِكِ بنُ عَمْرٍو: حَدَّثَنا هِشَامُ بنُ سَعْدٍ عن زَيْدِ بنِ أَسْلَمَ، عن أَبِيهِ قال: سَمِعْتُ عُمَرَ بنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ: فِيمَا الرَّمَلَانُ الْيَوْمَ وَالْكَشْفُ عن المَنَاكِبِ؟ وَقَدْ أَطَّأَ اللهُ الإِسْلَامَ، وَنَفَى الْكُفْرَ وَأَهْلَهُ، مَعَ ذٰلِكَ لا نَدَعُ شَيْئًا كُنَّا نَفْعَلُهُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ الله ﷺ.

١٨٨٧- جناب اسلم عدوی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سنا' فرماتے تھے: آج یہ کندھے ہلا ہلا کر دوڑنا اور ان کا ننگا کرنا کیوں ہے؟ (اس کی کوئی ضرورت تو نہیں ہے) حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو قوی اور مضبوط بنا دیا ہے اور کفر و کفار کو یہاں سے نکال باہر کیا ہے۔ اس کے باوجود ہم یہ عمل نہیں چھوڑ سکتے جو رسول اللہ ﷺ کے دور میں کیا کرتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① اس حدیث سے جناب امیر المومنین خلیفہ ثانی عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عظیم منقبت اور سنت رسول ﷺ کے ساتھ والہانہ لگاؤ اور عقیدت ثابت ہوتی ہے۔ وَلِلّٰهِ دَرُّہُ. ② بعض اعمال شرعیہ کی اصل بنا خواہ کوئی وقتی اسباب ہی ہوں مگر چونکہ رسول اللہ ﷺ نے تعلیم فرمائی ہے اس لیے ہمیں ان کا کرنا لازم ہے' خواہ اب وہ اسباب موجود ہوں یا نہ ہوں' مثلاً یہی رَمَل کا عمل۔ یا جمعہ کے روز کا غسل ہے کہ ابتداءً محض نظافت کی بنا پر مشروع کیا گیا تھا لیکن اب واجب یا مستحب ہے۔

١٨٨٨- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا عِيسَى بنُ يُونُسَ: حَدَّثَنا عُبَيْدُالله بنُ أبي زِيَادٍ عن الْقَاسِمِ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: قال رَسُولُ الله ﷺ: «إِنَّمَا جُعِلَ الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالمَرْوَةِ وَرَمْيُ الْجِمَارِ لإِقَامَةِ ذِكْرِ الله».

١٨٨٨- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیت اللہ کا طواف' صفا مروہ کی سعی اور جمرات کو کنکریاں مارنا' یہ سب اللہ کا ذکر قائم کرنے کے لیے ہیں۔''

١٨٨٩- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ سُلَيْمانَ

١٨٨٩- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ



---

١٨٨٧ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، المناسك، باب الرمل حول البيت، ح: ٢٩٥٢ من حديث هشام بن سعد به، وهو في مسند أحمد: ١/ ٤٥.

١٨٨٨ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء كيف ترمى الجمار؟، ح: ٩٠٢ من حديث عيسى بن يونس به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٨٨٢، ٢٩٧٠، والحاكم: ١/ ٤٥٩، ووافقه الذهبي.

١٨٨٩ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٥/ ٧٨، ٧٩ من حديث أبي داود به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٧٠٧ من حديث يحيى بن سليم به، ورواه ابن ماجه، ح: ٢٩٥٣.

الأَنْبَارِيُّ: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ سُلَيْمٍ عن ابنِ خُثَيْمٍ، عن أبي الطُّفَيْلِ، عن ابنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اضْطَبَعَ فَاسْتَلَمَ فَكَبَّرَ ثُمَّ رَمَلَ ثَلاثَةَ أطْوَافٍ، وكَانُوا إذَا بَلَغُوا الرُّكْنَ الْيَمَانِيَ وَتَغَيَّبُوا مِنْ قُرَيْشٍ مَشَوْا ثُمَّ يَطْلُعُونَ عَلَيْهِمْ يَرْمُلُونَ، تَقُولُ قُرَيْشٌ: كَأَنَّهُمُ الْغِزْلَانُ.

نبی ﷺ نے اضطباع کیا۔ (اپنی چادر کو اپنی دائیں بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈال لیا۔) پھر (حجر اسود کا) استلام کیا اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہا۔ پھر تین چکروں میں رَمَل کیا۔ صحابہ جب رکن یمانی کے پاس پہنچتے اور قریش کی نظروں سے اوجھل ہو جاتے تو عام رفتار سے چلنے لگتے۔ پھر جب ان کے سامنے آتے تو آہستہ آہستہ دوڑنے لگتے۔ قریش کہنے لگے: یہ تو گویا ہرن ہیں۔

قال ابنُ عَبَّاسٍ: فَكَانَتْ سُنَّةً.

حضرت ابن عباس ؓ نے کہا: (تب سے) یہ سنت ہے۔

۱۸۹۰- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ: أخبرنا عَبْدُ الله بنُ عُثْمَانَ ابنِ خُثَيْمٍ عن أبي الطُّفَيْلِ، عن ابنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ وَأَصْحَابَهُ اعْتَمَرُوا مِنَ الْجِعِرَّانَةِ فَرَمَلُوا بالْبَيْتِ ثَلاثًا وَمَشَوْا أَرْبَعًا.

۱۸۹۰- حضرت ابن عباس ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ نے جعرانہ سے عمرہ کیا تو انہوں نے بیت اللہ میں رَمَل کیا اور (آخری) چار چکروں میں عام رفتار سے چلے۔

۱۸۹۱- حَدَّثَنا أَبُو كَامِلٍ: حَدَّثَنا سُلَيْمُ بنُ أَخْضَرَ: حَدَّثَنا عُبَيْدُالله عن نَافِعٍ: أَنَّ ابنَ عُمَرَ رَمَلَ مِنَ الْحَجَرِ إِلَى الْحَجَرِ، وَذَكَرَ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ فَعَلَ ذٰلِكَ.

۱۸۹۱- نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر ؓ نے حجر اسود سے حجر اسود تک رمل کیا۔ (یعنی پورے چکر میں) اور ذکر کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ عمل کیا تھا۔

فائدہ: حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کی اس حدیث اور حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے مروی مذکورہ بالا حدیث میں جمع اور تطبیق یہ ہے کہ حضرت ابن عباس ؓ کا بیان عمرۃ القضا کے متعلق ہے جو ہجرت کے ساتویں سال، فتح مکہ

---

۱۸۹۰- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، المناسك، باب الرمل حول البيت، ح: ۲۹۵۳ من حديث ابن خثيم به، وانظر، ح: ۱۸۸٤.

۱۸۹۱- تخريج: أخرجه مسلم، الحج، باب استحباب الرمل في الطواف في العمرة ... الخ، ح: ۱۲٦۲ عن أبي كامل به.

سے قبل کیا گیا تھا۔ اس وقت رَمَل حجر اسود سے رکن یمانی تک کیا گیا تھا۔ رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان رمل نہیں کیا گیا تھا۔ جب کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں جو کچھ بیان ہوا ہے' یہ حجۃ الوداع کا واقعہ ہے۔ لہٰذا یہ بعد والی حدیث' ابن عباس کی پہلی والی حدیث کی ناسخ ہے۔ مزید برآں عمرۃ القضا اور حجۃ الوداع کے موقع پر کیے جانے والے دونوں رمل میں ایک بہت بڑا اور بنیادی فرق ہے۔ وہ یہ کہ عمرۃ القضا میں صرف مشرکین کو دکھانے اور اپنے آپ کو ان کی سوچ کے برعکس' طاقتور ظاہر کرنے کے لیے رَمَل کیا گیا تھا۔ حالانکہ اس وقت مسلمان جسمانی طور پر کمزور تھے۔ جب کہ حجۃ الوداع کے موقع پر ایسی کوئی بات نہیں تھی۔ اس موقع پر مشرکین کو کچھ دکھانا مقصود تھا نہ اپنی طاقت کا اظہار ہی' بلکہ اس وقت صرف اور صرف رسول اللہ ﷺ کا اتباع کرتے ہوئے رمل کیا گیا تھا۔ اس لیے حجر اسود سے لے کر حجر اسود تک یعنی پورے چکر میں رمل کیا گیا۔ واللہ اعلم.

## (المعجم ٥١) - باب الدُّعَاءِ فِي الطَّوَافِ (التحفة ٥٢)

## باب: ۵۱- اثنائے طواف میں دعا کا بیان

١٨٩٢- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا عِيسَى ابنُ يُونُسَ: حَدَّثَنا ابنُ جُرَيْجٍ عن يَحْيَى بنِ عُبَيْدٍ، عن أبِيهِ، عن عَبْدِ الله بنِ السَّائِبِ قال: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يقُولُ مَا بَيْنَ الرُّكْنَيْنِ: «﴿رَبَّنَآ ءَاتِنَا فِى ٱلدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِى ٱلْأَخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ ٱلنَّارِ﴾» [البقرة: ٢٠١].

۱۸۹۲- حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ رکن یمانی اور حجر اسود کے مابین یہ دعا پڑھ رہے تھے: ﴿رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾ ''اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں خیر و بھلائی عنایت فرما اور آخرت میں بھی خیر و بھلائی دے اور ہمیں آگ کے عذاب سے محفوظ رکھ۔''

فائدہ: طواف میں رسول اللہ ﷺ سے یہی دعا صحیح ثابت ہے۔ علاوہ ازیں جو چاہے دعا کر سکتا ہے مگر ہر چکر کے لیے الگ الگ مخصوص دعا نہیں ہے۔

١٨٩٣- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنا يَعْقُوبُ

۱۸۹۳- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ

---

١٨٩٢ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٣/ ٤١١، والنسائي في الكبرٰى، ح: ٣٩٤٣ من حديث ابن جريج به، وصرح بالسماع، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٧٢١، وابن حبان، ح: ١٠٠١، والحاكم علٰى شرط مسلم: ١/ ٤٥٥، ووافقه الذهبي.

١٨٩٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، الحج، باب من طاف بالبيت إذا قدم مكة قبل أن يرجع إلٰى بيته . . . الخ، ح: ١٦١٦، ومسلم، الحج، باب استحباب الرمل في الطواف في العمرة . . . الخ، ح: ١٢٦١ من حديث موسى بن عقبة به.

عن مُوسَى بنِ عُقْبَةَ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ كَانَ إِذَا طَافَ فِي الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ أَوَّلَ مَا يَقْدَمُ فَإِنَّهُ يَسْعَى ثَلَاثَةَ أَطْوَافٍ وَيَمْشِي أَرْبَعًا ثُمَّ يُصَلِّي سَجْدَتَيْنِ.

رسول اللہ ﷺ حج اور عمرہ میں (مکہ میں) آتے ہی جو پہلا طواف (طواف قدوم) کرتے تو اس کے تین چکروں میں (آہستہ آہستہ) دوڑتے اور چار میں عام رفتار سے چلتے' پھر دو رکعتیں ادا کرتے۔

## (المعجم ٥٢) - باب الطَّوَافِ بَعْدَ الْعَصْرِ (التحفة ٥٣)

## باب:٥٢-عصر کے بعد طواف

١٨٩٤- حَدَّثَنا ابنُ السَّرْحِ وَالْفَضْلُ ابنُ يَعْقُوبَ وَهٰذَا لَفْظُهُ قالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عنْ أبي الزُّبَيْرِ، عنْ عَبْدِ الله بنِ بَابَاهْ، عنْ جُبَيْرِ بن مُطْعِمٍ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ قالَ: «لَا تَمْنَعُوا أَحَدًا يَطُوفُ بِهَذَا الْبَيْتِ وَيُصَلِّي أَيَّ سَاعَةٍ شَاءَ مِنْ لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ».

١٨٩٤- حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''کسی کو منع مت کرو جس وقت بھی کوئی اس گھر کا طواف کرنا چاہے اور نماز پڑھنا چاہے (تو پڑھنے دو۔) دن ہو یا رات' خواہ کوئی وقت ہو۔''

قالَ الْفَضْلُ: إِنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «يَابَنِي عَبْدِ مَنَافٍ! لا تَمْنَعُوا أَحَدًا».

فضل بن یعقوب نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے (خطاب کرتے ہوئے فرمایا) ''اے بنی عبد مناف! کسی کو منع مت کرو۔''



فائدہ: چونکہ صحیح احادیث میں ایک عام حکم وارد ہے کہ نماز فجر کے بعد نماز نہیں حتی کہ سورج خوب اچھی طرح واضح ہو جائے اور عصر کے بعد نماز نہیں حتی کہ سورج غروب ہو جائے۔ (صحیح البخاري' مواقيت الصلاة' حديث :٥٨٦ وصحيح مسلم' صلاة المسافرين' حديث:٨٢٧) اس لیے یہ فرمان اس کا مخصص ہے کہ بیت اللہ میں عصر کے بعد اور اسی طرح فجر کے بعد طواف جائز ہے چنانچہ اس کے بعد ان ممنوعہ اوقات میں طواف کی رکعتیں بھی جائز ہوں گی۔

## (المعجم ٥٣) - باب طَوَافِ القَارِنِ (التحفة ٥٤)

## باب:٥٣-قارن کا طواف

---

١٨٩٤- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في الصلٰوة بعد العصر ... الخ، ح:٨٦٨، والنسائي، ح:٢٩٢٧، وابن ماجه، ح:١٢٥٤ من حديث سفيان به * وأبوالزبير صرح بالسماع عند النسائي، ح:٥٨٦، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٤٤٨، ووافقه الذهبي.

١٨٩٥- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن ابنِ جُرَيْجٍ قالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ قال: سَمِعْتُ جَابِرَ بنَ عَبْدِ الله يَقُولُ: لَمْ يَطُفِ النَّبِيُّ ﷺ، وَلَا أَصْحَابُهُ بَيْنَ الصَّفَا وَالمَرْوَةِ، إِلَّا طَوَافًا وَاحِدًا، طَوَافَهُ الأَوَّلَ.

١٨٩٥- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ اور آپ کے صحابہ نے صفا اور مروہ کے مابین ایک ہی بار سعی کی تھی۔ یعنی پہلی بار طواف قدوم یا طواف عمرہ کے ساتھ۔

فائدہ: ''قارن'' یعنی وہ شخص جس نے عمرے اور حج کا اکٹھے احرام باندھا ہو۔

١٨٩٦- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا مَالِكُ بنُ أَنَسٍ عن ابنِ شِهَابٍ، عن عُرْوَةَ، عنْ عَائِشَةَ: أَنَّ أَصْحَابَ رَسُولِ الله ﷺ الَّذِينَ كَانُوا مَعَهُ لَمْ يَطُوفُوا حَتَّى رَمَوُا الْجَمْرَةَ.

١٨٩٦- حضرت عائشہ ؓ کا بیان ہے کہ اصحاب رسول اللہ ﷺ جو آپ کے ساتھ تھے انہوں نے جمرہ کو کنکریاں مارنے کے بعد ہی طواف کیا تھا۔

فائدہ: یہ روایت گزشتہ حدیث (١٧٨١) کا ایک حصہ ہے۔ اور اس سے مراد بیت اللہ کا طواف ہے جو ''قران'' والوں نے کیا تھا۔

١٨٩٧- حَدَّثَنا الرَّبِيعُ بنُ سُلَيْمانَ المُؤَذِّنُ: أخبرنا الشَّافِعِيُّ عن ابن عُيَيْنَةَ، عن ابنِ أبي نَجِيحٍ، عنْ عَطَاءٍ، عن عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قالَ لَهَا: «طَوَافُكِ بالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالمَرْوَةِ يَكْفِيكِ لِحَجَّتِكِ وَعُمْرَتِكِ».

١٨٩٧- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ان سے فرمایا تھا: ''تیرا بیت اللہ کا طواف اور صفا مروہ کی سعی تیرے حج اور عمرے (دونوں) کو کافی ہے۔''

---

**١٨٩٥ـ تخريج:** أخرجه مسلم، الحج، باب بيان وجوه الإحرام وأنه يجوز إفراد الحج والتمتع والقران . . . الخ، ح: ١٢١٥ من حديث يحيى القطان به، وهو في مسند أحمد: ٣/ ٣١٧.

**١٨٩٦ـ تخريج:** [صحيح] تقدم، ح: ١٧٨١، وأخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ٤١٧٢ عن قتيبة به، وهو في الموطأ (رواية أبي مصعب): ١٣٠٣.

**١٨٩٧ـ تخريج:** [صحيح] أخرجه ابن عبدالبر في التمهيد: ١٥/ ٢٢٣ من حديث أبي داود به، وهو في كتاب الأم للشافعي: ٢/ ١٣٤، وللحديث شاهد عند مسلم، ح: ١٢١١.

قال الشَّافِعِيُّ: كَانَ سُفْيَانُ رُبَّمَا قالَ: عَنْ عَطاءٍ عَنْ عَائِشَةَ وَرُبَّمَا قال: عَنْ عَطَاءٍ أَنَّ النَّبيَّ ﷺ قالَ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا.

امام شافعی ؒ نے کہا کہ سفیان (بن عیینہ) کبھی سند یوں بیان کرتے: [عن عطاء عن عائشة] اور کبھی یوں کہتے: [عن عطاء ان النبی ﷺ قال لعائشة ؓ]

فائدہ: حضرت عائشہ ؓ نے شروع میں عمرے کا احرام باندھا تھا مگر حیض کے عارضے کی بنا پر رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اپنے عمرے کو چھوڑ کر اب حج کی نیت کر لو اور حج کے اعمال ادا کر لو اس طرح وہ قارن ہو گئیں اور پھر انہوں نے دسویں ذوالحجہ کو جو طواف افاضہ (زیارہ) اور سعی کی اسے ہی نبی ﷺ نے عمرے اور حج دونوں کے لیے کافی قرار دے دیا۔

## (المعجم ٥٤) - بابُ الْمُلْتَزَمِ (التحفة ٥٥)

## باب:۵۴- ملتزم کا بیان

١٨٩٨- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا جَرِيرُ بنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ عنْ يَزِيدَ بنِ أبي زِيَادٍ، عنْ مُجَاهِدٍ، عنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابنِ صَفْوَانَ قالَ: لَمَّا فَتَحَ رَسُولُ الله ﷺ مَكَّةَ قُلْتُ لَأَلْبَسَنَّ ثِيَابِي وَكَانَتْ دَارِي عَلَى الطَّرِيقِ فَلأَنْظُرَنَّ كَيْفَ يَصْنَعُ رَسُولُ الله ﷺ فَانْطَلَقْتُ، فَرَأَيْتُ النَّبيَّ ﷺ، قَدْ خَرَجَ مِنَ الْكَعْبَةِ هُوَ وَأَصْحَابُهُ قَدِ اسْتَلَمُوا الْبَيْتَ مِن الْبَابِ إلَى الْحَطِيمِ وَقَدْ وَضَعُوا خُدُودَهُمْ عَلَى الْبَيْتِ وَرَسُولُ الله ﷺ وَسَطُهُمْ.

۱۸۹۸۔ حضرت عبدالرحمن بن صفوان ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب مکہ فتح کیا تو میں نے کہا: میں اپنے کپڑے ضرور پہنوں گا' میرا گھر راستے ہی پر تھا اور بالضرور دیکھوں گا کہ رسول اللہ ﷺ کیسے کرتے ہیں۔ چنانچہ میں چلا اور نبی ﷺ کو دیکھا کہ آپ اور آپ کے صحابہ کعبہ کے اندر سے نکل چکے تھے اور دروازے سے حطیم تک بیت اللہ کے ساتھ چمٹے ہوئے تھے۔ انہوں نے اپنے رخسار کعبے کے ساتھ لگائے ہوئے تھے اور رسول اللہ ﷺ ان کے درمیان میں تھے۔



فائدہ: بیت اللہ کے دروازے اور حجر اسود کے درمیان بیت اللہ کی دیوار سے چمٹنے کی جگہ کو "ملتزم" کہتے ہیں۔

١٨٩٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٣١، وابن خزيمة، ح: ٣٠١٧ من حديث جرير بن عبدالحميد به * يزيد بن أبي زياد ضعيف، تقدم مرارًا، ح: ١٤٧٤.

١٨٩٩- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا عِيسَى ابنُ يُونُسَ: حَدَّثَنا الْمُثَنَّى بنُ الصَّبَّاحِ عنْ عَمْرِو بنِ شُعَيبٍ، عنْ أَبِيهِ قال: طُفْتُ مَعَ عَبْدِ الله فَلَمَّا جِئْنَا دُبُرَ الكَعْبَةِ قُلْتُ: أَلَا تَتَعَوَّذُ؟ قالَ: نَعُوذُ بِالله مِنَ النَّارِ، ثُمَّ مَضَى حَتَّى اسْتَلَمَ الْحَجَرَ وَأَقَامَ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْبَابِ، فَوَضَعَ صَدْرَهُ وَوَجْهَهُ وَذِرَاعَيْهِ وَكَفَّيْهِ هٰكَذَا وَبَسَطَهُما بَسْطًا ثُمَّ قال: هٰكَذَا رأَيْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَفْعَلُهُ.

١٨٩٩۔ جناب عمرو بن شعیب اپنے والد (شعیب بن محمد بن عبداللہ بن عمرو) سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ کے ساتھ طواف کیا۔ جب ہم کعبہ کے پیچھے کی جانب آئے تو میں نے کہا: کیا آپ تعوذ نہیں کرتے۔ انہوں نے کہا: ہم اللہ کی پناہ چاہتے ہیں دوزخ سے۔ پھر چلتے آئے حتیٰ کہ حجر اسود کا استلام کیا اور حجر اسود اور دروازے کے درمیان رک گئے پھر اپنا سینہ اور چہرہ اس پر رکھا' اپنی کلائیوں اور ہاتھوں کو اس طرح کیا اور انہیں خوب پھیلایا۔ (یعنی پھیلا کر دکھایا۔) پھر کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس طرح کرتے دیکھا ہے۔

توضیح: یہ سند ضعیف ہے مگر حضرت ابن عباس ؓ' عروہ بن زبیر اور دیگر صحابہ رضوان اللہ علیہم کے عمل سے صحیح ثابت ہے۔اس طرح یہ روایت درجہ حسن تک پہنچ جاتی ہے۔(مناسک الحج والعمرہ' ص:۲۲از علامہ البانی ؒ)



١٩٠٠- حَدَّثَنا عُبَيْدُ الله بنُ عُمَرَ بنِ مَيْسَرَةَ: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا السَّائِبُ بنُ عُمَرَ الْمَخْزُومِيُّ قالَ: حدثني مُحَمَّدُ بنُ عَبْدِ الله بن السَّائِبِ عن أبِيهِ أَنَّهُ كَانَ يَقُودُ ابنَ عبَّاسٍ فَيُقِيمُهُ عِنْدَ الشُّقَّةِ الثَّالِثَةِ مِمَّا يَلِي الرُّكْنَ الَّذِي يَلِي الحَجَرَ مِمَّا يَلِي الْبَابَ، فَيَقُولُ لَهُ ابنُ عَبَّاسٍ: أُنْبِئْتَ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ كَانَ يُصَلِّي

١٩٠٠-جناب محمد بن عبداللہ بن سائب اپنے والد (عبداللہ بن سائب) سے بیان کرتے ہیں کہ وہ حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کا ہاتھ پکڑ کر چلتے تھے (جبکہ وہ نابینا ہو چکے تھے) اور انہیں تیسرے کونے کے پاس کھڑا کر دیتے تھے جو کہ حجر اسود کے ساتھ دروازۂ کعبہ کے پاس ہے' تو حضرت ابن عباس اسے کہتے: ''کیا خبر دی گئی ہے تمہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہاں نماز پڑھا کرتے تھے؟'' تو وہ کہتے کہ ہاں! پھر وہ کھڑے ہو جاتے اور نماز پڑھتے۔

١٨٩٩۔ تخريج: [ضعيف] أخرجه ابن ماجه، المناسك، باب الملتزم، ح: ٢٩٦٢ من حديث المثنى بن الصباح به، وهو متروك الحديث كما قال النسائي وغيره، وتابعه ابن جريج عند البيهقي: ٥/ ٩٢، ٩٣، وهو لم يسمعه من عمرو بن شعيب.

١٩٠٠۔ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ٣٩٠١، وأحمد: ٣/ ٤١٠ عن يحيى القطان به
* محمد بن عبدالله بن السائب مجهول (تقريب).

هٰهُنَا؟، فَيَقُولُ: نَعَمْ، فَيَقُومُ فَيُصَلِّي.

ملحوظہ: سنداس روایت کی بھی ضعیف ہے مگر دیگر روایات کی روشنی میں صحابہ سے یہ عمل ثابت ہے اور صحیح ہے۔

## (المعجم ٥٥) - باب أَمْرِ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ (التحفة ٥٦)

## باب:۵۵- صفا اور مروہ کا بیان

فائدہ: ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا وَ مَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ﴾ (البقرہ:۱۵۸) ''بلاشبہ صفا اور مروہ اللہ (کے دین) کی نشانیوں میں سے ہیں۔ سو جو کوئی بیت اللہ کا حج یا عمرہ کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں کہ ان دونوں کا طواف کرے۔ اور جو کوئی خوشی سے کوئی نیکی کرے تو اللہ تعالیٰ قدردان ہے' خوب جاننے والا ہے۔'' اس آیت کریمہ کو اس کا پس منظر (شان نزول) جانے بغیر پڑھا سنا جائے تو بظاہر سمجھا جاتا ہے کہ صفا اور مروہ کی سعی ایک عام سا مستحب عمل ہے' کوئی لازمی اور واجبی نہیں حالانکہ یہ واجب ہے۔ جناب عروہ رحمہ اللہ نے اپنے اس اشکال کا اظہار اپنی خالہ ام المومنین ام عبداللہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے کیا تو انہوں نے اس کے پس منظر (شان نزول) کی روشنی میں انہیں سمجھایا کہ یہ آیت صفا اور مروہ کی سعی کے واجب یا غیر واجب ہونے کے بیان میں نہیں بلکہ انصار کے ایک قدیم شبہ کا جواب ہے جو ان کے ذہنوں میں بیٹھا ہوا تھا اور وہ سعی سے گریزاں تھے۔ صفا مروہ کی سعی اعمال حج و عمرہ کا رکن ہے اور رسول اللہ ﷺ کے قول و فعل سے ثابت ہے۔ آپ نے فرمایا تھا: [لِتَأْخُذُوا مَنَاسِكَكُمْ] (صحیح مسلم' الحج' حدیث:۱۲۹۷ و سنن ابی داود' المناسك' حدیث:۱۹۷۰) ''(مجھ سے) اپنی عبادت حج کا طریقہ سیکھ لو۔'' صحیح مسلم میں ہے: [مَا أَتَمَّ اللّٰهُ حَجَّ امْرِئٍ وَ لَا عُمْرَتَهُ لَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ] (صحیح مسلم' الحج' حدیث:۱۲۷۷) ''اللہ اس کا حج اور عمرہ پورا نہ کرے جو صفا مروہ کی سعی نہیں کرتا۔'' (تفصیل کیلئے: نیل الاوطار' باب السعي بين الصفا و المروة:۵۸/۵)

١٩٠١- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ؛ ح: وَحدثنا ابنُ السَّرْحِ: حَدَّثَنَا ابنُ وَهْبٍ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عن أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ حَدِيثُ

۱۹۰۱- جناب عروہ (بن زبیر) کہتے ہیں کہ میں نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا اور میں ان دنوں نوعمر تھا: فرمائیے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ﴾ سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی ان کے درمیان سعی نہ کرے تو اس پر کوئی حرج

---

١٩٠١ـ تخريج: أخرجه البخاري، العمرة، باب: يفعل بالعمرة ما يفعل بالحج، ح: ١٧٩٠ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٣٧٣، ورواه مسلم، ح: ١٢٧٧ من حديث هشام بن عروة به بألفاظ أخرى نحو المعنى.

السِّنِّ: أَرَأَيْتِ قَوْلَ الله عَزَّوَجلَّ: ﴿إِنَّ ٱلصَّفَا وَٱلْمَرْوَةَ مِن شَعَآئِرِ ٱللَّهِ﴾ [البقرة: ١٥٨]؟ فما أَرَى عَلَى أَحَدٍ شَيْئًا أَلَّا يَطَّوَّفَ بِهِمَا. قالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ الله عَنْهَا: كَلَّا لَوْ كَانَ كما تَقُولُ كَانَتْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أن لَا يَطَّوَّفَ بِهِمَا. إِنَّمَا أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ في الْأَنْصَارِ كَانُوا يُهِلُّونَ لِمَنَاةَ، وَكَانَتْ مَنَاةُ حَذْوَ قُدَيْدٍ، وَكَانُوا يَتَحَرَّجُونَ أَنْ يَتَطَوَّفُوا بَيْنَ الصَّفَا والْمَرْوَةِ، فَلَمَّا جَاءَ الْإِسْلَامُ سَأَلُوا رَسُولَ الله ﷺ عَنْ ذٰلِكَ؟ فَأَنْزَلَ الله عَزَّوَجلَّ ﴿إِنَّ ٱلصَّفَا وَٱلْمَرْوَةَ مِن شَعَآئِرِ ٱللَّهِ﴾.

نہیں! عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ہرگز نہیں' اگر بات ایسے ہوتی جیسے تم کہہ رہے ہو تو آیت کریمہ یوں ہوتی: [فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ لَّا يَطَّوَّفَ بِهِمَا] ''اگر وہ ان کی سعی نہ کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔'' دراصل یہ آیت انصار کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ یہ لوگ منات (بت) کے قصد سے احرام باندھا کرتے تھے اور یہ بت مقام قُدَید کے بالمقابل نصب تھا۔ اور پھر یہ لوگ صفا مروہ کی سعی میں حرج سمجھتے تھے۔ جب اسلام آیا تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں سوال کیا تو اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰه﴾.

فائدہ: قرآن مجید کو محض لغت کی بنیاد پر سمجھنے کی کوشش کرنا اور احادیث صحیحہ سے اعراض کرنا بہت بڑی جہالت ہے۔ قرآن مجید کا وہی فہم معتبر ہے اور اسلام کی حقیقی تعبیر وہی ہے جو سلف صالحین (صحابہ کرام) نے کی ہے۔ ''شان نزول'' جو صحیح احادیث و اسانید سے ثابت ہیں ان سے استفادہ کرنا بھی از حد ضروری ہے جیسے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے وضاحت فرمائی۔

١٩٠٢- **حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا خَالِدُ ابنُ عَبْدِ الله: حَدَّثَنا إِسْمَاعِيلُ بنُ أبي خَالِدٍ عنْ عَبْدِ الله بن أبي أَوْفَى: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ اعْتَمَرَ فَطَافَ بالْبَيْتِ وَصَلَّى خَلْفَ المَقَامِ رَكْعَتَيْنِ وَمَعَهُ مَنْ يَسْتُرُهُ مِنَ النَّاسِ فَقِيلَ لِعَبْدِ الله: أَدَخَلَ رَسُولُ الله ﷺ الْكَعْبَةَ؟ قال: لَا.

١٩٠٢- حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عمرہ کیا تو بیت اللہ کا طواف کیا اور مقام (ابراہیم) کے پیچھے دو رکعتیں پڑھیں۔ اور آپ کے ساتھ وہ لوگ تھے جنہوں نے آپ کو لوگوں سے بچایا ہوا تھا۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا: کیا رسول اللہ ﷺ کعبہ میں داخل ہوئے تھے؟ انہوں نے کہا: نہیں۔



---

**١٩٠٢ـ تخريج**: أخرجه البخاري، الحج، باب من لم يدخل الكعبة، ح: ١٦٠٠ عن مسدد، ومسلم، الحج، باب استحباب دخول الكعبة للحاج وغيره . . . الخ، ح: ١٣٣٢ من حديث إسماعيل بن أبي خالد به.

فائدہ: یہ سن سات ہجری عمرۂ قضا کا واقعہ ہے اور آپ اس بار کعبہ کے اندر داخل نہیں ہوئے تھے۔

**١٩٠٣- حَدَّثَنا** تَمِيمُ بنُ الْمُنْتَصِرِ: أخبرنا إسْحَاقُ بنُ يُوسُفَ: أخبرنا شَرِيكٌ عنْ إسْمَاعِيلَ بن أبي خالِدٍ قالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الله بنَ أبي أوْفَى بِهٰذَا الحَدِيثِ زَادَ: ثُمَّ أتَى الصَّفَا وَالمَرْوَةَ فَسَعَى بَيْنَهُمَا سَبْعًا ثُمَّ حَلَقَ رَأْسَهُ.

١٩٠٣- اسمٰعیل بن ابی خالد کہتے ہیں' میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث سنی۔ اور یہ مزید کہا: پھر آپ صفا مروہ کی طرف آئے اور ان کے درمیان سات چکر لگائے پھر اپنا سر منڈایا۔

ملحوظہ: علامہ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس حدیث میں ''سر منڈانے'' کا بیان صحیح نہیں' اس عمرے میں آپ کا بال کتروانا ثابت ہے۔



**١٩٠٤- حَدَّثَنا** النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنا عَطَاءُ بنُ السَّائِبِ عن كَثِيرِ ابنِ جُمْهَانَ: أنَّ رَجُلًا قالَ لِعَبْدِ الله بنِ عُمَرَ بَيْنَ الصَّفَا وَالمَرْوَةِ: يَاأبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ! إنِّي أرَاكَ تَمْشِي وَالنَّاسُ يَسْعَوْنَ؟ قال: إنْ أمْشِي فَقَدْ رَأيْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَمْشِي وَإنْ أسْعَى فَقَدْ رَأيْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَسْعَى وَأنَا شَيْخٌ كَبِيرٌ.

١٩٠٤- کثیر بن جمہان سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے صفا اور مروہ کے درمیان پوچھا: اے ابوعبدالرحمٰن! میں آپ کو دیکھتا ہوں کہ آپ چل رہے ہیں جبکہ لوگ دوڑ رہے ہیں۔ (کیوں؟) انہوں نے کہا: اگر میں چلوں تو بلاشبہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو چلتے ہوئے دیکھا ہے۔ اور اگر میں دوڑوں تو میں نے آپ کو دوڑتے ہوئے دیکھا ہے' اور میں (اب) بوڑھا ہو گیا ہوں۔

فائدہ: یعنی صفا مروہ کے درمیان سعی کرنا (دوڑنا) چاہیے۔ لیکن اگر کوئی بیماری یا شدید بڑھاپے کی وجہ سے دوڑ نہ سکے تو اس کے لیے چلنا بھی کفایت کر جائے گا۔ واللہ اعلم.

## (المعجم ٥٦) - باب صِفَةِ حَجَّةِ النَّبِيِّ ﷺ (التحفة ٥٧)

## باب: ٥٦- نبی ﷺ کے حج کا بیان

---

١٩٠٣- **تخريج**: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٥/ ١٠٢ من حديث أبي داود به * شريك القاضي عنعن.

١٩٠٤- **تخريج**: [حسن] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في السعي بين الصفا والمروة، ح: ٨٦٤، والنسائي، ح: ٢٩٧٩، وابن ماجه، ح: ٢٩٨٨ من حديث عطاء بن السائب به، وقال الترمذي: "حسن صحيح".

١٩٠٥- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مُحمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ وَعُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ وَهِشَامُ بنُ عَمَّارٍ وَسُلَيْمانُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدِّمَشْقِيَّانِ، وَرُبَّمَا زَادَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ الْكَلِمَةَ وَالشَّيْءَ قالُوا: أخبرنا حاتِمُ بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا جَعْفَرُ بنُ مُحمَّدٍ عنْ أبيهِ قالَ: دَخَلْنَا عَلَى جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله فَلَمَّا انْتَهَيْنَا إلَيْهِ سَأَلَ عَنِ الْقَوْمِ؟ حَتَّى انْتَهَى إلَيَّ فَقُلْتُ: أنَا مُحَمَّدُ بنُ عَلِيِّ بنِ حُسَيْنٍ فَأَهْوَى بِيَدِهِ إلَى رَأْسِي، فَنَزَعَ زِرِّي الأعْلَى ثُمَّ نَزَعَ زِرِّي الأسْفَلَ ثُمَّ وَضَعَ كَفَّهُ بَيْنَ ثَدْيَيَّ، وَأَنَا يَوْمَئِذٍ غُلَامٌ شَابٌّ. فَقالَ: مَرْحَبًا بِكَ وَأهْلًا يا ابْنَ أخِي! سَلْ عَمَّا شِئْتَ، فَسَأَلْتُهُ، وَهُوَ أعْمَى، وَجَاءَ وَقْتُ الصَّلَاةِ فَقَامَ في نِسَاجَةٍ مُلْتَحِفًا بِهَا يَعْنِي ثَوْبًا مُلَفَّقًا، كُلَّمَا وَضَعَهَا عَلَى مَنْكِبِهِ رَجَعَ طَرَفَاهَا إلَيْهِ مِنْ صِغَرِهَا، فَصَلَّى بِنَا وَرِدَاؤُهُ إلَى جَنْبِهِ عَلَى المِشْجَبِ، فَقُلْتُ: أخْبِرْنِي عن حَجَّةِ رَسُولِ الله ﷺ، فَقال بِيَدِهِ فَعَقَدَ تِسْعًا، ثُمَّ قال: إنَّ رَسُولَ الله ﷺ مَكَثَ تِسْعَ سِنِينَ لَمْ يَحُجَّ ثُمَّ أُذِّنَ في النَّاسِ في الْعَاشِرَةِ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ حَاجٌّ، فَقَدِمَ المَدِينَةَ بَشَرٌ كَثِيرٌ كُلُّهُمْ يَلْتَمِسُ أَنْ يَأْتَمَّ بِرَسُولِ الله ﷺ وَيَعْمَلَ

١٩٠٥- حضرت جعفر (صادق) بن محمد (بن علی بن حسین رضی اللہ عنہ) اپنے والد (محمد) سے بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کے ہاں گئے۔ جب ہم آپ کے پاس پہنچے تو انہوں نے سب لوگوں سے پوچھا (شناسائی حاصل کی)' حتیٰ کہ میری باری آئی تو میں نے بتایا کہ میں محمد بن علی بن حسین ہوں۔ تو انہوں نے اپنا ہاتھ میرے سر کی طرف بڑھایا' پھر میرا اوپر والا بٹن کھولا' پھر نیچے والا کھولا' پھر اپنا ہاتھ میری چھاتیوں کے درمیان رکھا' اور میں ان دنوں جوان لڑکا تھا۔ انہوں نے کہا: خوش آمدید' بھتیجے! اپنے ہی گھر میں آئے ہو! (١) جو جی چاہتا ہے پوچھ لو' چنانچہ میں نے ان سے پوچھا (٢) جبکہ وہ نابینا ہو چکے تھے۔ اور نماز کا وقت ہو گیا تو وہ اپنے اسی چھوٹے سے کپڑے ہی کو لپیٹ کر کھڑے ہو گئے۔ اسے دہرا کر کے سیا گیا تھا۔ کپڑا اس قدر چھوٹا تھا کہ اسے جب بھی کندھے پر رکھتے' اس کے کنارے گر پڑتے تھے' انہوں نے ہم کو نماز پڑھائی حالانکہ آپ کی بڑی چادر آپ کے پہلو میں کھونٹی پر لگی ہوئی تھی۔ (٣) میں نے کہا: آپ مجھے رسول اللہ ﷺ کے حج کے بارے میں بیان فرمائیں' تو انہوں نے اپنے ہاتھ سے نو (٩) کی گرہ بنائی' پھر کہا کہ رسول اللہ ﷺ نو سال تک رکے رہے اور حج نہیں کیا' پھر دسویں سال لوگوں میں اعلان کیا کہ اللہ کے رسول حج کے لیے جانے والے ہیں' چنانچہ مدینہ میں بہت زیادہ لوگ آ گئے۔ (٤) ہر ایک اللہ کے رسول کی اقتدا اور آپ کے عمل کی پیروی کرنا



١٩٠٥- **تخريج**: أخرجه مسلم، الحج، باب حجة النبي ﷺ، ح: ١٢١٨ من حديث حاتم بن إسماعيل به مطولاً.

بِمِثْلِ عَمَلِهِ، فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَخَرَجْنَا مَعَهُ حَتَّى أَتَيْنَا ذَا الْحُلَيْفَةِ، فَوَلَدَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ مُحَمَّدَ بنَ أَبي بَكْرٍ، فَأَرْسَلَتْ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ كَيْفَ أَصْنَعُ؟ فَقال: «اغْتَسِلِي وَاسْتَذْفِرِي بِثَوْبٍ وَاحْرِمِي»، فَصَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ في المَسْجِدِ ثُمَّ رَكِبَ الْقَصْواءَ حَتَّى إِذَا اسْتَوَتْ بِهِ نَاقَتُهُ عَلَى الْبَيْدَاءِ. قال جَابرٌ: نَظَرْتُ إِلَى مَدِّ بَصَرِي مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ مِنْ رَاكِبٍ وَمَاشٍ وَعن يَمِينِهِ مِثْلُ ذٰلِكَ وَعن يَسَارِهِ مِثْلُ ذٰلِكَ وَمِنْ خَلْفِهِ مِثْلُ ذٰلِكَ، وَرَسُولُ اللهِ ﷺ بَيْنَ أَظْهُرِنَا وَعَلَيْهِ يَنْزِلُ الْقُرْآنُ وَهُوَ يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ، فَمَا عَمِلَ بِهِ مِنْ شَيْءٍ عَمِلْنَا بِهِ، فَأَهَلَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ بالتَّوْحِيدِ: «لَبَّيْكَ! اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ! لَبَّيْكَ! لا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ! إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ، وَالْمُلْكَ لا شَرِيكَ لَكَ». وَأَهَلَّ النَّاسُ بِهٰذَا الَّذِي يُهِلُّونَ بِهِ، فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ شَيْئًا مِنْهُ، وَلَزِمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ تلْبِيَتَهُ. قال جَابرٌ: لَسْنَا نَنْوِي إِلَّا الْحَجَّ، لَسْنَا نَعْرِفُ الْعُمْرَةَ، حَتَّى إِذَا أَتَيْنَا الْبَيْتَ مَعَهُ اسْتَلَمَ الرُّكْنَ فَرَمَلَ ثَلَاثًا وَمَشَى أَرْبَعًا ثُمَّ تَقَدَّمَ إِلَى مَقَامِ إِبراهِيمَ فَقَرَأَ ﴿وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾ [البقرة: ١٢٥] فَجَعَلَ المَقَامَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ

چاہتا تھا۔ (۵) چنانچہ رسول اللہ ﷺ نکلے تو ہم بھی آپ کے ساتھ تھے حتیٰ کہ مقام ذوالحلیفہ پر پہنچ گئے۔ یہاں اسماء بنت عمیس (زوجہ ابوبکر رضی اللہ عنہ) نے محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو جنم دیا۔ پس انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف پیغام بھیجا کہ میں کیسے کروں؟ آپ نے فرمایا: ''غسل کرو، کپڑے کا لنگوٹ باندھو اور احرام کی نیت کر لو۔'' (۶) پھر رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں نماز پڑھی، پھر (اپنی اونٹنی) قصواء (۷) پر سوار ہو گئے۔ حتیٰ کہ وہ آپ کو لے کر بیداء (میدان) کے سامنے کھڑی ہو گئی۔ جابر بیان کرتے ہیں: میں نے دیکھا تاحد نگاہ آپ کے سامنے، دائیں، بائیں اور پیچھے لوگ ہی لوگ تھے۔ کچھ سوار اور کچھ پیدل۔ اور رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان میں تھے، آپ پر قرآن اتر رہا تھا اور آپ اس کا معنی و مفہوم اور طریقۂ عمل بھی خوب جانتے تھے، چنانچہ جو آپ نے کیا ہم نے بھی ویسے ہی کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے کلمۂ توحید پکارا: [لَبَّيْكَ! اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ! لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ! إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ، وَالْمُلْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ] ''حاضر ہوں میں اے اللہ! حاضر ہوں، میں حاضر ہوں۔ تیرا کوئی ساجھی نہیں، میں حاضر ہوں، بلاشبہ حمد تیری ہے نعمتیں تیری ہیں اور ملک بھی تیرا ہے، تیرا کوئی شریک نہیں۔'' اور لوگوں نے بھی یہی تلبیہ پکارا جو وہ پکارتے ہیں۔ آپ نے کسی کی تردید نہیں فرمائی۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے تلبیہ ہی کا التزام فرمایا۔ (۸) جابر کہتے ہیں کہ ہماری نیت صرف حج کی تھی، ہم عمرہ نہیں جانتے تھے، حتیٰ کہ جب ہم آپ کے ساتھ بیت اللہ میں پہنچ گئے،

الْبَيْتِ. قال: فَكَانَ أَبِي يقُولُ: قال ابنُ نُفَيْلٍ وَعُثْمَانُ: وَلا أَعْلَمُهُ ذَكَرَهُ إِلَّا عن النَّبِيِّ ﷺ. قال سُلَيْمَانُ: وَلا أَعْلَمُهُ إِلَّا قالَ: [كان] رَسُولُ الله ﷺ يَقْرَأُ في الرَّكْعَتَيْنِ بِقُلْ هُوَ الله أَحَدٌ وَبِقُلْ يَاأَيُّهَا الْكَافِرُونَ. ثُمَّ رَجَعَ إلَى الْبَيْتِ فَاسْتَلَمَ الرُّكْنَ ثُمَّ خَرَجَ مِنَ الْبَابِ إلَى الصَّفَا، فَلَمَّا دَنَا مِنَ الصَّفَا قَرَأَ: «﴿إِنَّ ٱلصَّفَا وَٱلْمَرْوَةَ مِن شَعَآئِرِ ٱللَّهِ﴾ [البقرة:١٥٨] نَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللهُ بِهِ» فَبَدَأَ بالصَّفَا، فَرَقِيَ عَلَيْهِ، حَتَّى رَأَى الْبَيْتَ فَكَبَّرَ الله وَوَحَّدَهُ وَقال: «لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحمدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِير، لا إِلَهَ إِلَّا الله وَحْدَهُ، أَنْجَزَ وَعْدَهُ، وَنَصَرَ عَبْدَهُ، وَهَزَمَ الأَحْزابَ وَحْدَهُ». ثُمَّ دَعَا بَيْنَ ذٰلِكَ وَقال مِثْلَ هٰذَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ نَزَلَ إلى الْمَرْوَةِ حَتَّى إذَا انْصَبَّتْ قَدَمَاهُ رَمَلَ في بَطْنِ الْوَادِي، حَتَّى إذَا صَعِدَ مَشَى، حَتَّى أَتَى الْمَرْوَةَ، فَصَنَعَ عَلَى الْمَرْوَةِ مِثْلَ مَا صَنَعَ عَلَى الصَّفَا، حَتَّى إذَا كَانَ آخِرُ الطَّوَافِ عَلَى الْمَرْوَةِ قال: «إِنِّي لَو اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ لَمْ أَسُقِ الْهَدْيَ وَلَجَعَلْتُهَا عُمْرَةً، وَمَنْ كَانَ مِنْكُم لَيْسَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيَحْلِلْ وَلْيَجْعَلْهَا عُمْرَةً» فَحَلَّ

حجرِ اسود کا استلام کیا' (۹) تو تین چکروں میں رَمَل کیا۔ (آہستہ آہستہ دوڑے۔) (۱۰) اور چار میں عام رفتار سے چلے۔ پھر آپ مقام ابراہیم کی طرف آگے بڑھ گئے اور یہ آیت پڑھی ﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى﴾ ''اور مقام ابراہیم کو اپنی جائے نماز بنالو۔'' آپ نے مقام ابراہیم کو اپنے اور بیت اللہ کے درمیان کیا (اور دو رکعتیں پڑھیں)۔ (۱۱) جعفر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میرے والد کہا کرتے تھے: جابر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ ہی سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان دو رکعتوں میں ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ اور ﴿قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ پڑھی۔ اس کے بعد آپ کعبہ کی طرف لوٹے اور حجرِ اسود کا بوسہ لیا۔ (۱۲) پھر بابِ صفا سے صفا پہاڑی کی طرف تشریف لے گئے۔ پس جب صفا کے قریب پہنچے تو یہ آیت پڑھی: ﴿اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ﴾ ''صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔'' (اور یہ بھی کہا) ﴿نَبْدَاُ بِمَابَدَاَ اللّٰهُ بِهٖ﴾ ''ہم اس سے ابتدا کرتے ہیں جس کا ذکر اللہ عزوجل نے پہلے فرمایا ہے۔'' چنانچہ آپ نے صفا سے ابتدا فرمائی اور اس پر چڑھ گئے حتیٰ کہ بیت اللہ نظر آنے لگا تو اللہ کی تکبیر و توحید بیان فرمائی اور کہا: [لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، يُحْيِيْ وَ يُمِيْتُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ اَنْجَزَ وَعْدَهٗ وَ نَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ] ''ایک اللہ کے سوا اور کوئی معبود حقیقی نہیں۔ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی ساجھی نہیں' سلطنت اس کی ہے' تعریف کا

النَّاسُ كُلُّهُمْ وَقَصَّرُوا إِلَّا النَّبِيَّ ﷺ، وَمَنْ كان مَعَهُ هَدْيٌ، فَقَامَ سُرَاقَةُ بنُ جُعْشُمٍ فقال: يَارَسُولَ الله! أَلِعَامِنَا هٰذَا أَمْ لِلأَبَدِ؟ فَشَبَّكَ رَسُولُ الله ﷺ أَصَابِعَهُ في الأُخْرَى ثُمَّ قال: «دَخَلَتِ الْعُمْرَةُ في الْحَجِّ» هٰكَذَا مَرَّتَيْنِ، «لا بَلْ لأَبَدِ أَبَدٍ، لا بَلْ لأَبَدِ أَبَدٍ». قال: وَقَدِمَ عَلِيٌّ رَضِيَ الله عَنْهُ مِنَ الْيَمَنِ بِبُدْنِ النَّبِيِّ ﷺ فَوَجَدَ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ مِمَّنْ حَلَّ وَلَبِسَتْ ثِيَابًا صَبِيغًا وَاكْتَحَلَتْ، فَأَنْكَرَ عَلِيٌّ رَضِيَ الله عَنْهُ ذٰلِكَ عَلَيْهَا وَقال: مَنْ أَمَرَكِ بِهٰذَا؟ قَالَتْ: أَبِي. قال: وكَان عَلِيٌّ رَضِيَ الله عَنْهُ يقُولُ بالْعِرَاقِ: ذَهَبْتُ إلى رَسُولِ الله ﷺ مُحَرِّشًا عَلَى فَاطِمَةَ رَضِيَ الله عَنْهَا في الأَمْرِ الَّذِي صَنَعَتْهُ مُسْتَفْتِيًا لِرَسُولِ الله ﷺ في الَّذِي ذَكَرَتْ عَنْهُ، فَأَخْبَرْتُهُ أَنِّي أَنْكَرْتُ ذٰلِكَ عَلَيْهَا، فَقَالَتْ: إِنَّ أَبِي أَمَرَنِي بِهٰذَا، فقال: «صَدَقَتْ صَدَقَتْ مَاذَا قُلْتَ حِينَ فَرَضْتَ الْحَجَّ؟» قال: قُلْتُ: اللَّهُمَّ! إِنِّي أُهِلُّ بِمَا أَهَلَّ بِهِ رَسُولُ الله ﷺ. قال: «فإِنَّ مَعِيَ الْهَدْيَ فَلَا تَحِلَّ». قال: فكَان جَمَاعَةُ الْهَدْيِ الَّذِي قَدِمَ بِهِ عَلِيٌّ مِنَ الْيَمَنِ وَالَّذِي أَتَى بِهِ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ المَدِينَةِ مِائَةً. فَحَلَّ النَّاسُ كُلُّهُمْ وَقَصَّرُوا إِلَّا النَّبِيَّ ﷺ وَمَنْ كَانَ مَعَهُ

حق دار وہی ہے۔ وہی زندہ کرتا اور مارتا ہے' اور وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے۔ ایک اللہ کے سوا اور کوئی معبود حقیقی نہیں' وہ اکیلا ہے۔ اس نے اپنا وعدہ پورا کر دکھایا۔ اپنے بندے کی مدد فرمائی اور تمام گروہوں کو اس اکیلے ہی نے پسپا کر دیا۔'' پھر اس کے بعد دعا فرمائی۔ اور اس طرح تین بار (مذکورہ کلمات) کہے اور (ان کے درمیان میں) دعائیں کیں۔ (۱۳) پھر آپ مروہ کی جانب اتر آئے۔ جب آپ کے قدم وادی کے درمیان میں ٹک گئے تو آپ نے اس کے دامن میں دوڑ لگائی۔ (۱۴) حتیٰ کہ جب چڑھائی آئی تو چلنے لگے حتیٰ کہ مروہ پر پہنچ گئے۔ آپ نے مروہ پر بھی اسی طرح کیا جیسے کہ صفا پر کیا تھا۔ (وہی کلمات تین تین بار پڑھے اور ان کے درمیان میں دعائیں کیں۔) جب آپ کا آخری چکر مروہ پر ختم ہوا تو فرمایا: ''اگر مجھے اپنے معاملے کا پہلے علم ہوتا جو بعد میں ہوا' تو میں قربانی ساتھ لے کر نہ چلتا اور میں اپنے اس طواف کو عمرہ بنا لیتا۔ پس تم لوگوں میں سے جس جس کے ساتھ قربانی نہیں ہے وہ حلال ہو جائے اور اپنے اس طواف کو عمرہ بنا لے۔'' (۱۵) چنانچہ سب لوگ حلال ہو گئے اور انہوں نے اپنے بال کتروا لیے۔ (۱۶) سوائے نبی ﷺ اور ان لوگوں کے جن کے ساتھ قربانیاں تھیں۔ حضرت سراقہ (بن مالک) بن جعشم رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! (ہمارا یہ عمرہ) اس سال کے لیے ہے یا ہمیشہ کے لیے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی انگلیاں ایک دوسری کے اندر داخل کر کے (اشارہ کرتے ہوئے) فرمایا: ''عمرہ حج کے اندر اس طرح داخل ہو گیا

هَدْيٌ. قال: فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ وَوَجَّهُوا إلى مِنًى أَهَلُّوا بالْحَجِّ، فَرَكِبَ رَسُولُ الله ﷺ فَصَلَّى بِمنًى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ وَالصُّبْحَ، ثُمَّ مَكَثَ قَلِيلًا حَتَّى طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَأَمَرَ بِقُبَّةٍ لَهُ مِنْ شَعْرٍ فَضُرِبَتْ بِنَمِرَةَ، فَسَارَ رَسُولُ الله ﷺ وَلَا تَشُكُّ قُرَيْشٌ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَاقِفٌ عِنْدَ المَشْعَرِ الْحَرَامِ بالمُزْدَلِفَةِ كما كَانَتْ قُرَيْشٌ تَصْنَعُ في الْجَاهِلِيَّةِ، فَأَجَازَ رَسُولُ الله ﷺ حَتَّى أَتَى عَرَفَةَ فَوَجَدَ الْقُبَّةَ قَدْ ضُرِبَتْ لَهُ بِنَمِرَةَ فَنَزَلَ بِهَا حَتَّى إذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ أَمَرَ بالْقَصْوَاءِ فَرُحِلَتْ لَهُ، فَرَكِبَ حَتَّى أَتَى بَطْنَ الْوَادِي فَخَطَبَ النَّاسَ، فَقال: «إِنَّ دِمَاءَكُم وَأَمْوَالَكُم عَلَيْكُم حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُم هٰذَا في شَهْرِكُم هٰذَا في بَلَدِكُم هٰذَا ألَا إِنَّ كُلَّ شَيْءٍ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ تَحْتَ قَدَمَيَّ مَوْضُوعٌ، وَدِمَاءُ الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعَةٌ، وَأَوَّلُ دَم أَضَعُهُ دِمَاؤُنَا. دَمُ» - قالَ عُثْمانُ: «دَمُ ابنِ رَبِيعَةَ». وَقال سُلَيْمانُ: «دَمُ رَبِيعَةَ بنِ الحارِثِ بنِ عَبْدِ المُطَّلِبِ». وَقال بَعْضُ هٰؤلَاءِ: كانَ مُسْتَرْضَعًا في بَنِي سَعْدٍ فَقَتَلَتْهُ هُذَيْلٌ. «وَرِبَا الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعٌ، وَأَوَّلُ رِبًا أَضَعُ رِبَانا رِبَا عَبَّاسِ بن عَبْدِ المُطَّلِبِ فإِنَّهُ مَوْضُوعٌ كُلُّهُ. فَاتَّقُوا اللهَ في النِّسَاء

ہے۔'' آپ نے دو دفعہ فرمایا: ''(اس سال کے لیے) نہیں بلکہ ہمیشہ ہمیش کے لیے۔ نہیں بلکہ ہمیشہ ہمیش کے لیے۔'' اور بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے نبی ﷺ کی قربانیاں لے کر آئے۔ انہوں نے (اپنی اہلیہ) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ وہ بھی ان لوگوں میں شامل ہیں جو حلال ہو چکے تھے۔ اس نے رنگین کپڑے پہن لیے تھے اور سرمہ لگایا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس پر ناگواری کا اظہار کیا۔ (۱۷) پوچھا کہ تمہیں ایسا کرنے کا کس نے کہا ہے؟ انہوں نے کہا: میرے ابا نے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ جس زمانے میں عراق میں تھے' بیان کیا کرتے تھے کہ میں فاطمہ کے اس عمل پر جو اس نے کیا تھا اور نبی ﷺ کی طرف منسوب کیا تھا' ناراض ہو کر رسول اللہ ﷺ سے پوچھنے کے لیے گیا۔ میں نے آپ کو بتایا کہ مجھے اس (فاطمہ) کا یہ کام ناگوار گزرا ہے اور وہ کہتی ہیں کہ میرے ابا نے مجھے یہ حکم دیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''وہ سچ کہتی ہے' سچ کہتی ہے۔ (۱۸) (تم اپنے متعلق بتاؤ کہ) تم نے حج کی نیت کرتے وقت کیا کہا تھا؟'' کہنے لگے کہ میں نے کہا تھا: اے اللہ! میں وہی احرام باندھ رہا ہوں جس طرح کہ رسول اللہ ﷺ نے باندھا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''میرے ساتھ تو قربانی ہے' چنانچہ تم بھی حلال نہ ہو۔'' جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ وہ قربانیاں' جو علی رضی اللہ عنہ یمن سے لائے تھے اور جو خود رسول اللہ ﷺ مدینہ سے لائے تھے' ان کی کل تعداد ایک سو تھی۔ چنانچہ سب لوگ حلال ہو گئے اور اپنے بال کتروا لیے' سوائے نبی ﷺ اور ان لوگوں کے جن کے ساتھ قربانیاں تھیں۔ پھر جب

فَإِنَّكُم أَخَذْتُمُوهُنَّ بِأَمَانَةِ الله، وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوجَهُنَّ بِكَلِمَةِ الله، وَإِنَّ لَكُم عَلَيْهِنَّ أَنْ لَا يُوطِئْنَ فُرُشَكُم أَحَدًا تَكْرَهُونَهُ، فَإِنْ فَعَلْنَ فَاضْرِبُوهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ، وَلَهُنَّ عَلَيْكُم رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ، وَإِنِّي قَدْ تَرَكْتُ فِيكُم ما لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُ إِنِ اعْتَصَمْتُمْ بِهِ كِتَابَ الله وَأَنْتُمْ مَسْئُولُونَ عَنِّي، فَمَا أَنْتُمْ قَائِلُونَ؟» قالُوا: نَشْهَدُ أَنَّكَ قَدْ بَلَّغْتَ وَأَدَّيْتَ ونَصَحْتَ ثُمَّ قالَ بِإِصْبَعِهِ السَّبَّابَةِ يَرْفَعُهَا إِلَى السَّمَاءِ وَيَنْكُتُهَا إِلَى النَّاسِ «اللَّهُمَّ! اشْهَدْ، اللَّهُمَّ! اشْهَدْ، اللَّهُمَّ! اشْهَدْ». ثُمَّ أَذَّنَ بِلَالٌ، ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الظُّهْرَ، ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الْعَصْرَ، وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا شَيْئًا. ثُمَّ رَكِبَ الْقَصْوَاءَ حَتَّى أَتَى الْمَوْقِفَ فَجَعَلَ بَطْنَ نَاقَتِهِ الْقَصْوَاءَ إِلَى الصَّخَرَاتِ، وَجَعَلَ حَبْلَ الْمُشَاةِ بَيْنَ يَدَيْهِ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ، فَلَمْ يَزَلْ وَاقِفًا حَتَّى غَرَبَتِ الشَّمْسُ، وَذَهَبَتِ الصُّفْرَةُ قَلِيلًا حِينَ غَابَ الْقُرْصُ، وَأَرْدَفَ أُسَامَةَ خَلْفَهُ، فَدَفَعَ رَسُولُ الله ﷺ، وَقَدْ شَنَقَ لِلْقَصْوَاءِ الزِّمَامَ حَتَّى إِنَّ رَأْسَهَا لَيُصِيبُ مَوْرِكَ رَحْلِهِ، وَهُوَ يَقُولُ بِيَدِهِ الْيُمْنَى: «السَّكِينَةُ أَيُّهَا النَّاسُ! السَّكِينَةُ أَيُّهَا النَّاسُ!» كُلَما أَتَى حَبْلًا مِنَ الْحِبَالِ أَرْخَى لَهَا قَلِيلًا حَتَّى تَصْعَدَ حَتَّى أَتَى

(ذوالحجہ کی آٹھویں تاریخ آئی (یوم الترویہ) (۱۹) اور لوگ منیٰ کی طرف جانے لگے تو انہوں نے حج کا احرام باندھا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ سوار ہو گئے اور منیٰ جا کر ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور صبح کی نمازیں پڑھیں۔(۲۰) پھر آپ تھوڑی دیر ٹھہرے حتیٰ کہ سورج نکل آیا۔ آپ نے اپنے لیے بالوں کے بنے ہوئے خیمے کے متعلق حکم دیا اور وہ نمرہ میں لگا دیا گیا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ چلے (۲۱) اور قریش کو یقین تھا کہ نبی ﷺ مزدلفہ میں مشعر الحرام کے پاس ہی رک جائیں گے جیسے کہ وہ (قریش) اسلام سے پہلے جاہلیت میں کیا کرتے تھے مگر رسول اللہ ﷺ اس سے آگے بڑھ گئے حتیٰ کہ عرفات پہنچے۔ (۲۲) آپ نے دیکھا کہ نمرہ میں خیمہ لگا ہوا ہے۔ آپ وہاں اترے (۲۳) حتیٰ کہ جب سورج ڈھل گیا تو آپ نے (اپنی اونٹنی) قصواء کے متعلق فرمایا تو اسے تیار کر دیا گیا۔ آپ اس پر سوار ہوئے حتیٰ کہ وادیٔ (عُرَنہ) کے دامن میں آ گئے اور لوگوں کو خطبہ دیا۔ (۲۴) آپ نے فرمایا ''بلاشبہ تمہارے خون اور تمہارے مال تمہارے درمیان حرام ہیں جیسے کہ تمہارا یہ دن، تمہارا یہ مہینہ اور تمہارا یہ شہر حرمت والا ہے۔ خبردار! جاہلیت کے تمام امور میرے قدموں تلے روندے جا رہے ہیں۔ جاہلیت کے (سب) خون ختم کیے جاتے ہیں۔ اور سب سے پہلا خون جو میں ختم کرتا ہوں وہ ہمارا اپنا خون ہے۔'' ابن ربیعہ کا۔ (یہ امام ابوداود کے استاد) عثمان نے کہا: جب کہ (استاد) سلیمان نے کہا: ''ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب کا (خون ختم کرتا ہوں۔'') ان کے بعض نے

الْمُزْدَلِفَةَ فَجَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِأَذَانٍ وَاحِدٍ وَإِقَامَتَيْنِ. قال عُثْمَانُ: وَلَم يُسَبِّحْ بَيْنَهُمَا شَيْئًا، ثُمَّ اتَّفَقُوا. ثُمَّ اضْطَجَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حَتَّى طَلَعَ الْفَجْرُ فَصَلَّى الْفَجْرَ حِينَ تَبَيَّنَ لَهُ الصُّبْحُ. - قال سُلَيْمَانُ بِنِدَاءٍ وَإِقَامَةٍ ثُمَّ اتَّفَقُوا - ثُمَّ رَكِبَ الْقَصْوَاءَ حَتَّى أَتَى الْمَشْعَرَ الْحَرامَ فَرَقِيَ عَلَيْهِ. قال عُثْمَانُ وَسُلَيْمانُ: فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَحَمِدَ اللهَ وَكَبَّرَهُ وَهَلَّلَهُ. زَادَ عُثْمَانُ: وَوَحَّدَهُ. فَلَمْ يَزَلْ وَاقِفًا حَتَّى أَسْفَرَ جِدًّا. ثُمَّ دَفَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَأَرْدَفَ الْفَضْلَ بنَ عَبَّاسٍ، وكَانَ رَجلًا حَسَنَ الشَّعْرِ أَبْيَضَ وَسِيمًا، فلَمَّا دَفَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَرَّ الظُّعُنُ يَجْرِينَ، فَطَفِقَ الْفَضْلُ يَنْظُرُ إِلَيْهِنَّ، فَوَضَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدَهُ عَلَى وَجْهِ الْفَضْلِ، وَصَرَفَ الْفَضْلُ وَجْهَهُ إلى الشِّقِّ الآخَرِ، وَحَوَّلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدَهُ إلى الشِّقِّ الآخَرِ، وَصَرَفَ الْفَضْلُ وَجْهَهُ إلى الشِّقِّ الآخَرِ يَنْظُرُ حتى أَتَى مُحَسِّرًا فَحَرَّكَ قَلِيلًا، ثُمَّ سَلَكَ الطَّرِيقَ الْوُسْطَى الَّذِي يُخْرِجُكَ إلى الْجَمْرَةِ الْكُبْرَى حَتَّى أَتَى الْجَمْرَةَ التي عِنْدَ الشَّجَرَةِ فَرَمَاهَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ مَعَ كلِّ حَصَاةٍ مِنْهَا مِثْلَ حَصَى الْخَذْفِ فَرَمَى مِنْ بَطْنِ الْوَادِي، ثُمَّ

480

کہا: جو کہ بنی سعد میں دودھ پیتا بچہ تھا اور بنو ہُذَیل نے اسے قتل کر دیا تھا۔'' جاہلیت کے (تمام) سود ختم کیے جاتے ہیں۔ اور سب سے پہلا سُود جو میں ختم کر رہا ہوں وہ ہمارا اپنا سود۔ عباس بن عبدالمطلب کا سود ہے' یہ سب ختم ہے۔ (۲۵) عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو۔ تم نے اللہ کی امانت سے ان پر اختیار حاصل کیا ہے اور اللہ کے کلمہ سے ان کی عصمتوں کو حلال جانا ہے۔ اور ان عورتوں پر بھی واجب ہے کہ تمہارے حقوق کا لحاظ رکھیں۔ (اور وہ) یہ کہ تمہارے بستروں پر وہ کسی کو نہ آنے دیں' جن کا آنا تمہیں ناگوار ہو۔ (تمہارے گھروں میں تمہارے ناپسندیدہ افراد کو' مرد ہوں یا عورتیں' نہ آنے دیں۔) اگر وہ ایسا کریں تو انہیں مارو' مگر زخمی کرنے والی مار نہ ہو۔ اور تم پر واجب ہے کہ ان کا نان ونفقہ اور لباس معروف انداز میں مہیا کرو۔ بلاشبہ میں تم میں وہ چیز چھوڑے جا رہا ہوں کہ اگر تم اسے مضبوطی سے تھامے رہے' تو گمراہ نہ ہوگے (اور وہ ہے) اللہ کی کتاب۔ (۲۶) تم لوگوں سے میرے بارے میں پوچھا جائے گا' تو کیا جواب دو گے؟'' لوگوں نے کہا: ہم گواہی دیں گے کہ بلاشبہ آپ نے (اللہ کا پیغام) پہنچا دیا۔ (پوری طرح) ادا کر دیا اور خیر خواہی (میں انتہا) کر دی۔ آپ اپنی شہادت کی انگلی آسمان کی طرف اٹھاتے اور لوگوں کی طرف جھکاتے تھے اور کہتے تھے: ''اے اللہ! گواہ رہنا۔ اے اللہ گواہ رہنا۔ اے اللہ! گواہ رہنا۔'' پھر حضرت بلال ؓ نے اذان کہی' پھر اقامت کہی تو آپ نے ظہر کی نماز پڑھائی۔ انہوں نے پھر اقامت کہی تو آپ نے

انْصَرَفَ رَسُولُ الله ﷺ إلى المَنْحَرِ فَنَحَرَ بِيَدِهِ ثَلَاثًا وَسِتِّينَ وَأَمَرَ عَلِيًّا رَضِيَ الله عَنْهُ فَنَحَرَ مَا غَبَرَ، يَقُولُ مَا بَقِيَ وَأَشْرَكَهُ في هَدْيِهِ. ثُمَّ أَمَرَ مِنْ كُلِّ بَدَنَةٍ بِبَضْعَةٍ فَجُعِلَتْ في قِدْرٍ فَطُبِخَتْ فأكَلَا مِنْ لَحْمِها وَشَرِبَا مِنْ مَرَقِهَا. قال سُلَيْمانُ: ثُمَّ رَكِبَ ثُمَّ أَفَاضَ رَسُولُ الله ﷺ إلى الْبَيْتِ فَصَلَّى بِمَكَّةَ الظُّهْرَ ثُمَّ أَتَى بَنِي عَبْدِ المُطَّلِبِ وَهُمْ يَسْقُونَ عَلَى زَمْزَمَ فقال: «انْزِعُوا بَنِي عَبْدِ المُطَّلِبِ، فَلَوْلَا أَنْ يَغْلِبَكُم النَّاسُ عَلَى سِقَايَتِكُم لَنَزَعْتُ مَعَكُم» فَنَاوَلُوهُ دَلْوًا فَشَرِبَ مِنْهُ.

عصر کی نماز پڑھائی۔ اور ان (دونوں نمازوں) کے درمیان کچھ نہیں پڑھا۔ (۲۷) (یعنی سنت یا نفل) پھر آپ قصواء پر سوار ہو گئے حتیٰ کہ مقام وقوف پر تشریف لائے۔ اپنی اونٹنی قصواء کا پیٹ پتھروں کی طرف کر دیا۔ (یعنی وہیں رکے رہے) اور جبل المشاۃ کو (جو کہ ریت کا بڑا ٹیلہ تھا اور لوگ اس کو پیدل ہی عبور کرتے تھے) اپنے سامنے کیا' قبلہ رخ ہوئے اور پھر وہیں رکے رہے حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا اور ٹکیہ کے غائب ہو جانے کے بعد کچھ زردی بھی ختم ہو گئی۔ (۲۸) پھر آپ نے حضرت اسامہ بن زید ؓ کو اپنے پیچھے بٹھا لیا اور چل دیے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی اونٹنی قصواء کی باگ اس سختی سے کھینچی ہوئی تھی کہ اس کا سر پالان کے سرے کو لگ رہا تھا اور آپ اپنے دائیں ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے فرما رہے تھے: ''لوگو! سکون سے' لوگو! سکون سے۔'' (۲۹) آپ جب کسی چڑھائی کے پاس آتے تو اونٹنی کی باگ قدرے ڈھیلی کر دیتے تاکہ (سہولت سے) چڑھ سکے۔ (۳۰) حتیٰ کہ آپ مزدلفہ پہنچ گئے اور مغرب اور عشاء کی نمازیں ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ جمع کر کے پڑھیں۔ (۳۱) عثمان نے بیان کیا: آپ نے ان کے درمیان کوئی سنت نفل نہیں پڑھے۔ سب راویوں کا متفقہ بیان ہے کہ پھر رسول اللہ ﷺ لیٹ گئے حتیٰ کہ فجر طلوع ہو گئی۔ جب صبح نمایاں ہو گئی تو آپ نے فجر کی نماز پڑھائی۔ (استاد) سلیمان کا بیان ہے کہ ایک اذان اور ایک اقامت کے ساتھ۔ (سب کا متفقہ بیان ہے) پھر آپ قصواء پر سوار ہوئے حتیٰ کہ المشعر الحرام کے پاس

آ گئے' پھر اس پر چڑھ گئے۔ عثمان اور سلیمان کا بیان ہے کہ آپ نے قبلہ کی طرف رخ کیا۔ اللہ کی حمد' تکبیر اور تہلیل بیان کی۔ عثمان نے اضافہ کیا: اور توحید بیان کی۔ اور پھر وہیں رکے رہے حتیٰ کہ خوب سفیدی ہو گئی۔ پھر اللہ کے رسول ﷺ وہاں سے چل دیے' سورج طلوع ہونے سے پہلے ہی۔ (۳۲) اور حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کو اپنے ساتھ سوار کر لیا۔ اور وہ قدرے گھنگریالے، خوب صورت بالوں والے' گورے چٹے' حسین و جمیل جوان تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ وہاں سے روانہ ہوئے تو عورتیں بھی اپنے کجاووں میں بیٹھی وہاں سے گزریں۔ حضرت فضل رضی اللہ عنہ انہیں دیکھنے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے چہرے پر ہاتھ رکھ دیا۔ فضل رضی اللہ عنہ نے اپنا چہرہ دوسری طرف پھیر لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی اپنا ہاتھ دوسری طرف سے پھیر دیا۔ پھر فضل رضی اللہ عنہ اپنا چہرہ کسی اور طرف پھیر کر دیکھنے لگے۔ (۳۳) حتیٰ کہ آپ وادیٔ محسّر میں پہنچ گئے اور قدرے تیز چلے۔ (۳۴) پھر آپ درمیان والی راہ پر چل پڑے جو تمہیں جمرۂ کبریٰ تک پہنچاتی ہے حتیٰ کہ آپ جمرہ کے پاس آ گئے جو کہ درخت کے پاس ہے۔ تو آپ نے اس کو سات کنکریاں ماریں جیسی کہ انگلیوں پر رکھ کر ماری جاتی ہیں۔ ہر کنکری کے ساتھ آپ اللّٰہ اکبر کہتے تھے۔ آپ نے وادی کے دامن کی طرف سے کنکریاں ماریں۔ (۳۵) پھر رسول اللہ ﷺ قربان گاہ کی طرف تشریف لے گئے اور اپنے ہاتھ سے تریسٹھ اونٹنیاں نحر کیں اور بقیہ کے متعلق حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا۔ اور ان کو اپنی قربانی میں شریک

بنایا۔ پھر آپ نے ہر قربانی سے ایک ایک ٹکڑا گوشت لینے کا حکم دیا۔ اسے دیگ میں ڈال کر پکایا گیا تو آپ دونوں نے اس گوشت میں سے کھایا اور شوربا نوش فرمایا۔ (۳۷) سلیمان کا بیان ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ سوار ہوئے اور بیت اللہ کی طرف چل دیے اور مکہ آ کر ظہر کی نماز ادا فرمائی۔ (۳۸) پھر آپ بنی عبدالمطلب کے پاس آئے وہ لوگ چاہ زمزم پر پانی پلا رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: ''اے بنی عبدالمطلب! پانی نکالو۔ اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ لوگ تمہارے اس پانی پلانے میں تم پر غالب آ جائیں گے تو میں بھی تمہارے ساتھ پانی نکالتا۔'' (۳۹) سوانہوں نے نبی ﷺ کو ایک ڈول دیا اور آپ نے اس سے پانی نوش فرمایا۔ (۴۰)



**فوائد واستنباطات:** ① صحابۂ کرام کو اہل بیت نبوی علیہم السلام سے انتہائی محبت تھی اور اہل بیت سے محبت کرنا اور محبت رکھنا اہل الحدیث یعنی اہل السنۃ والجماعۃ کے ایمان کا حصہ ہے۔ (اے اللہ! گواہ رہنا ہمیں تیرے نبی اور اس کی آل سے انتہائی پیار ہے۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ ہمارا حشر انہی صالحین کے ساتھ فرما۔ آمین)۔ عقیدۂ حُبِّ اہل بیت کی تفصیل کے لیے دیکھیے تفسیر ابن کثیر' آیت کریمہ: ﴿قُلْ لَّآ أَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِى الْقُرْبٰى﴾ (الشوریٰ: ۲۳) ② اہل بیت کے افراد حصول علم نبوی کے حریص اور شائق تھے اور وہ دیگر صحابۂ کرام کے ساتھ گہرے علمی روابط رکھتے تھے۔ ③ ننگے سر نماز جائز ہے مگر کندھوں کا ڈھانپنا ضروری ہے۔ الّا یہ کہ کپڑا میسر ہی نہ ہو۔ مگر ہمیشہ بطور عادت کے ننگے سر رہنا اور ننگے سر ہی نماز پڑھنا اسلامی روایات اور سلف کے طرز عمل کے خلاف ہے۔ ④ رسول اللہ ﷺ کی معیت میں حج کرنے والوں کی تعداد نوے ہزار اور ایک قول کے مطابق ایک لاکھ تیس ہزار تھی۔ واللہ اعلم۔ ⑤ دین کا بنیادی ماخذ صرف اور صرف محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ ⑥ نفاس اور حیض والی خواتین غسل کر کے احرام باندھیں' تلبیہ پکاریں' عام اذکار میں مشغول رہیں۔ چونکہ ان ایام میں وہ نماز نہیں پڑھتیں' مسجد میں داخل نہیں ہوسکتیں' اس لیے وہ طواف بھی نہیں کر سکتیں۔ ⑦ رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کے تین نام آئے ہیں قصواء' عضباء اور جدعاء۔ ⑧ سب سے افضل اور مستحب تلبیہ وہی ہے جو رسول اللہ ﷺ کا اختیار کردہ ہے۔ کچھ اور کلمات بھی صحابہ سے وارد ہیں۔ مثلاً حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے الفاظ یوں تھے۔ [لَبَّيْكَ ذَا النَّعْمَآءِ وَالْفَضْلِ الْحَسَنِ لَبَّيْكَ مَرْهُوْبًا مِّنْكَ

وَ مَرْغُوبًا اِلَيْكَ] حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ منقول ہے: [لَبَّيْكَ وَ سَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ بِيَدَيْكَ وَالرَّغْبَآءُ اِلَيْكَ وَالْعَمَلُ] حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: [لَبَّيْكَ حَقًّا تَعَبُّدًا وَ رِقًّا] ⑨ حجراسود کے بعد خانہ کعبہ کا دروازہ ہے اوراس سے پہلے آنے والے کونے کے لیے ''الرکن'' کا لفظ بطور علم استعمال ہوتا ہے۔ اسے رکن یمانی بھی کہا جاتا ہے۔ ⑩ طواف قدوم میں رمل ایک ثابت شدہ متواتر سنت ہے۔ اس کی ابتدا اگرچہ کفار کے سامنے اپنی قوت جسمانی کے اظہار کے لیے تھی۔ اب وہ علت تو نہیں ہے' صرف اتباع رسول ﷺ مقصود ومطلوب ہے۔ ⑪ رکعات طواف' مقام ابراہیم کے پیچھے پڑھنی مستحب ہیں۔ اگر یہاں نہ پڑھ سکے تو مسجد الحرام میں کہیں بھی پڑھ سکتا ہے۔ ⑫ رکعات طواف کے بعد پھر حجر اسود کا استلام سنت ہے۔ ⑬ صفا مروہ پر چڑھ کر کعبہ کی طرف رخ کر کے مسنون اذکار پڑھے جائیں' خواہ کعبہ نظر آئے یا نہ آئے۔ ⑭ آج کل دامن وادی کے حصہ کو نمایاں کرنے کے لیے سبز رنگ کے ستون لگا دیے گئے ہیں۔ ⑮ رسول اللہ ﷺ علم غیب نہ جانتے تھے۔ ⑯ یہ فسخ اب بھی مباح ہے۔ یعنی اگر کوئی مفرد حج والا چاہے تو اپنے حج کے احرام کو عمرہ میں تبدیل کر سکتا ہے۔ ⑰ اہل بیت نبوی امور شریعت کے اسی طرح پابند ہیں جیسے کہ امت کے دیگر افراد۔ نیز شوہر کو حق حاصل ہے کہ شرعی امور کی مخالفت پر اہل خانہ پر ناراضی کا اظہار کرے اور شریعت کی بات منوائے۔ ⑱ ہر مسلمان کو چاہیے کہ اپنی صلاحیت کے مطابق تحقیق حق میں کوشش کرے اور حق کی بنیاد رسول اللہ ﷺ کا قول' فعل اور توثیق (اقرار) ہے۔ ⑲ آٹھویں ذوالحج کو ''یوم الترویہ'' کا نام دینے کی وجہ یہ ہے کہ وہ لوگ اس دن اگلے دن کے لیے پانی لے لیتے تھے کیونکہ عرفات میں پانی نہیں ہوا کرتا تھا۔ ⑳ چاہیے کہ یہ رات منٰی میں گزاری جائے۔ یہ مستحب ہے' واجب نہیں۔ ㉑ سنت یہ ہے کہ طلوع آفتاب کے بعد ہی عرفات کو روانہ ہوا جائے۔ ㉒ قریش ''اہل حرم'' ہونے کے زعم میں حدود حرم سے باہر نہ نکلتے تھے۔ (عرفات حدود حرم سے باہر ہے۔) اور مزدلفہ ہی میں وقوف کرتے تھے بخلاف دیگر قبائل عرب کے' وہ سب عرفات میں پہنچتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے امر شریعت واضح فرمایا کہ اس میں کسی کی کوئی خصوصیت نہیں۔ قریش کے لیے بھی دوسرے لوگوں کی طرح عرفات میں جانا ضروری ہے۔ (صحیح البخاري' التفسیر' حدیث:۴۵۲۰ وصحیح مسلم' الحج' حدیث:۱۲۱۹) ㉓ مُحرم سائے میں اٹھ بیٹھ سکتا ہے۔ خیمے کا ہو یا چھتری کا یا کوئی دوسرا۔ مگر کپڑا سر پر نہ رکھے اور نہ لپیٹے۔ ㉔ وادئ عُرَنہ عرفات سے متصل ہے مگر بقول جمہور عرفات کا حصہ نہیں ہے اور یہاں نماز ظہر سے پہلے دو خطبے ہوتے ہیں اور دیگر ایام حج کے خطبے اگر کوئی ہوں تو ایک ایک ہی ہوتے ہیں۔ ㉕ اولوالامر اور اصحاب مناصب کو چاہیے کہ حکم عام کی تنفیذ سے پہلے خود اور اپنے عزیز واقارب کو اس کا پابند بنائیں۔ اس طرح قبولیت بڑھ جاتی ہے۔ ㉖ کتاب اللہ سے تمسک اور اس کا اعتصام (یعنی اس پر عمل) فرض کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی سنت ثابتہ پر عمل کا اہتمام کیا جائے۔ اس کے بغیر تمسک بکتاب اللہ کا دعویٰ پورا ہی نہیں ہو سکتا۔ بہت سی آیات میں یہ مضمون آیا ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ﴾ (آل عمران:۳۲) اور فرمایا: ﴿مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ﴾

(النساء:۸۰) اورفرمایا:﴿وَ مَا آتٰكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَ مَا نَهٰكُمُ عَنْهُ فَانْتَهُوا﴾(الحشر:۷) ㉗ عرفات میں ظہر اور عصر کی نماز جمع تقدیم اور قصر سے پڑھنا سنت ہے۔ اور اس موقع پر کوئی اور سنت ونفل نہیں پڑھے جائیں گے۔ ㉘ وقوف عرفات حج کا رکن رکین ہے۔ اس کے بغیر حج نہیں۔ عرفات کا سارا میدان موقف ہے' کسی جگہ کی کوئی خصوصیت نہیں اور اس وقوف کا وقت نویں تاریخ کے زوال سے لے کر اگلے دن کی صبح صادق تک ہے۔ اور ''وقوف'' کا معنی پاؤں پر کھڑے ہونا نہیں بلکہ اس میدان میں رکنا ہے۔ خواہ کوئی کھڑا ہو' بیٹھا ہو یا لیٹا ہو۔ مسنون یہ ہے کہ غروب آفتاب کے بعد یہاں سے روانہ ہوا جائے۔ ㉙ بے انتہا ازدحام کی وجہ سے نبی ﷺ اپنی سواری کو سختی سے ضبط کیے ہوئے تھے۔ ㉚ حیوانات کے ساتھ رحم وشفقت' اسلامی شرعی اخلاق کا لازمی حصہ ہے۔ ㉛ مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نماز جمع تاخیر اور قصر سے پڑھنا مسنون ہے۔ اور اس رات میں کوئی نوافل اور تہجد نہیں۔ ㉜ مشرکین مزدلفہ سے سورج کے طلوع ہونے کے بعد روانہ ہوتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے قبل از طلوع روانگی اختیار فرمائی۔ ㉝ رسول اللہ ﷺ کی تنبیہ کے بعد حضرت فضل رضی اللہ عنہ کسی اور طرف دیکھنے لگے تھے۔ ㉞ مشہور ہے کہ اصحاب الفیل کو اسی وادیٔ محسّر میں عذاب آیا تھا۔ ㉟ دسویں تاریخ کو صرف ایک جمرہ (جمرۂ کبریٰ) کو کنکریاں ماری جاتی ہیں۔ اور بقیہ دنوں میں تینوں جمرات کو۔ کنکریوں کے بارے میں چاہیے کہ چھوٹی چھوٹی ہوں۔ [حصى الخذف] (بالخاء المنقوط) کے معنی میں امام شافعی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ طول وعرض میں انگلی کے پور سے چھوٹی ہوتی ہے۔ امام نووی لکھتے ہیں کھجور کی گٹھلی کے برابر ہو۔ اور کچھ نے (لوبیے) کے دانوں کے برابر کہا ہے۔ بڑے بڑے پتھر یا جوتے مارنا کوئی شرعی عمل نہیں بلکہ ناجائز بات ہے۔ ㊱ قربانی اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا یا نحر کرنا افضل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی عمر شریف کے عدد سے قربانیاں کیں۔ دسویں تاریخ کے بعد مزید تین دن (ایام تشریق) بھی قربانی کے دن ہیں۔ مگر رسول اللہ ﷺ کا اپنی تمام قربانیاں پہلے دن کر لینا اس کی افضلیت کی دلیل ہے۔ ㊲ اپنی قربانی کا گوشت بھی کھانا چاہیے۔ ㊳ دسویں تاریخ کا طواف' حج کا رکن ہے۔ اسے طواف افاضہ یا طواف زیارہ بھی کہتے ہیں۔ ㊴ حجاج کی خدمت انتہائی اجر وثواب کا عمل ہے۔ اس میں ہر ممکن طریقے سے حصہ لینا چاہیے۔ ㊵ رسول اللہ ﷺ نے اس موقع پر کھڑے ہو کر پانی پیا تھا۔

١٩٠٦- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بنُ مَسْلَمَةَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابنَ بِلَالٍ؛ ح: وحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ المَعْنَى وَاحِدٌ عن جَعْفَرِ بنِ مُحَمَّدٍ، عن أَبِيهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ

۱۹۰۶- جناب جعفر (الصادق) رحمہ اللہ اپنے والد (محمد بن علی رحمہ اللہ) سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے عرفات میں ظہر اور عصر کی نمازیں ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ پڑھی تھیں' اور ان کے مابین کوئی سنتیں (نفل) نہیں پڑھے تھے۔ اور مغرب اور عشاء کی

١٩٠٦ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ١/ ٤٠٠ من حديث أبي داود به.

صَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ بأَذَانٍ وَاحِدٍ بِعَرَفَةَ وَلَم يُسَبِّحْ بَيْنَهُمَا وَإِقَامَتَيْنِ وَصَلَّى المَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِجَمْعٍ بأَذَانٍ وَاحِدٍ وإِقَامَتَيْنِ وَلَم يُسَبِّحْ بَيْنَهُمَا.

نمازیں مزدلفہ میں ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ پڑھی تھیں اور ان کے مابین کوئی سنتیں (نفل) نہیں پڑھے تھے۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: هٰذَا الحدِيثُ أَسْنَدَهُ حَاتِمُ بنُ إِسْمَاعِيلَ في الحدِيثِ الطَّوِيلِ، وَوَافَقَ حَاتِمَ بنَ إِسْمَاعِيلَ عَلَى إِسْنَادِهِ مُحمَّدُ بنُ عَلِيٍّ الْجُعْفِيُّ عن جَعْفَرٍ، عن أبِيهِ، عن جَابِرٍ إِلَّا أَنَّهُ قال: فَصَلَّى المَغْرِبَ وَالْعَتَمَةَ بأَذَانٍ وَإِقَامةٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس روایت کو حاتم بن اسمٰعیل نے اپنی طویل حدیث میں مسند بیان کیا ہے (جبکہ یہ سند مرسل ہے۔ حاتم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مسند بیان کی ہے) اور حاتم کی روایت کے مسند ہونے کی موافقت محمد بن علی الجعفی نے بھی کی ہے اور جعفر عن ابیہ عن جابر کی سند سے روایت کی ہے۔ فرق اتنا ہے کہ جعفی نے کہا: [فَصَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعَتَمَةَ بِأَذَانٍ وَّ إِقَامَةٍ] ”آپ نے مغرب اور عشاء ایک اذان اور ایک اقامت سے پڑھی۔“

[قَالَ أبو داوُدَ: قَالَ لِي أَحْمَدُ: أخطأَ حَاتِمٌ في هٰذا الحديث الطَّوِيلِ].

ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مجھے امام احمد رحمہ اللہ نے کہا کہ حاتم نے اس طویل حدیث میں خطا کی ہے۔

توضیح: یہ آخری مقولہ [قال ابوداود قال لی احمد......الخ] اس کے بارے میں صاحب عون المعبود اور بذل المجہود لکھتے ہیں کہ اکثر نسخے اس عبارت سے خالی ہیں اور بقول ان کے اس کلام کا امام ابوداود اور امام احمد کی طرف منسوب ہونا محل نظر ہے کیونکہ حاتم بن اسماعیل کی روایت کو بہت سے ائمہ متقدمین و متاخرین نے صحیح کہا ہے۔ کسی نے بھی اس کا وہم بیان نہیں کیا۔

۱۹۰۷- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا جَعْفَرٌ: حَدَّثَنَا أبي عن جَابِرٍ قال: ثُمَّ قال النَّبيُّ

۱۹۰۷- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بیان ہے کہ پھر نبی ﷺ نے فرمایا: ”میں نے یہاں نحر کیا ہے اور منیٰ سارے کا سارا قربان گاہ ہے۔“ آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے عرفات میں

۱۹۰۷۔ تخریج: أخرجه مسلم، الحج، باب ماجاء أن عرفة كلها موقف، ح:۱۲۱۸/۱۴۹ من حديث جعفر بن محمد به، وهو في مسند أحمد:۳/ ۳۲۰.

ﷺ: «قَدْ نَحَرْتُ هٰهُنَا وَمِنًى كُلُّهَا مَنْحَرٌ»، وَوَقَفَ بِعَرفَةَ فقال: «قَدْ وَقَفْتُ هٰهُنَا وَعَرَفَةُ كُلُّهَا مَوْقِفٌ»، وَوَقَفَ بِالْمُزْدَلِفَةِ وقال: «قد وقَفْتُ هٰهُنَا وَمُزْدَلِفَةُ كُلُّهَا مَوْقِفٌ».

وقوف کیا۔ تو فرمایا: ''میں نے یہاں وقوف کیا ہے اور سارا عرفات جائے وقوف ہے۔'' آپ نے مزدلفہ میں وقوف کیا اور فرمایا: ''میں نے اس جگہ وقوف کیا ہے اور تمام مزدلفہ جائے وقوف ہے۔''

١٩٠٨- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا حَفْصُ ابنُ غِيَاثٍ عن جَعْفَرٍ بِإسْنَادِهِ زادَ: «فَانْحَرُوا في رِحَالِكُم».

۱۹۰۸-حفص بن غیاث نے جناب جعفر (صادق) ؒ سے ان کی سند سے روایت کیا' تو مزید کہا: ''تو تم اپنے اپنے پڑاؤ پر نحر کرو۔''

١٩٠٩- حَدَّثَنا يَعْقُوبُ بنُ إبراهِيمَ: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ عن جَعْفَرٍ: حَدَّثَني أبِي عن جَابِرٍ فَذَكَرَ هٰذَا الحدِيثَ، وَأَدْرَجَ في الحدِيثِ عِنْدَ قَوْلِهِ: ﴿وَٱتَّخِذُوا۟ مِن مَّقَامِ إِبْرَٰهِـۧمَ مُصَلًّى﴾ [البقرة: ١٢٥] قال: فَقَرَأَ فِيهِمَا بالتَّوْحِيدِ وَ ﴿قُلْ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلْكَـٰفِرُونَ﴾ [الكافرون: ١]. وقال فِيهِ: قال عَلِيٌّ رَضِيَ الله عَنْهُ بِالْكُوفَةِ قال أبِي: هٰذَا الْحَرْفُ لم يَذْكُرْهُ جَابِرٌ فَذَهَبْتُ مُحَرِّشًا، وَذَكَرَ قِصَّةَ فَاطِمَةَ رَضِيَ الله عَنْهَا.

۱۹۰۹- جناب جعفر (صادق) ؒ نے بیان کیا کہ مجھے میرے والد (محمد باقر ؒ) نے حضرت جابر ؓ سے بیان کیا۔ اور یہ حدیث بیان کی۔ اور اپنی حدیث پر ﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى﴾ کی جگہ یہ بات اپنی طرف سے بڑھائی کہ آپ نے ان رکعات میں توحید (یعنی) ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ اور ﴿قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ کی تلاوت کی (یہ جملہ مدرج ہے۔) اور اس میں بیان کیا کہ حضرت علی ؓ نے یہ واقعہ کوفہ میں بیان کیا تھا۔ میرے والد (محمد بن علی ؒ) نے کہا کہ جابر نے یہ لفظ بھی نہیں کہے تھے کہ ''میں غصے کے عالم میں جلدی سے گیا تھا۔'' اور فاطمہ ؓ کا قصہ بیان کیا۔

## (المعجم ٥٧) - باب الْوُقُوفِ بِعَرَفَةَ (التحفة ٥٨)

## باب: ۵۷- عرفات میں وقوف کا بیان

١٩١٠- حَدَّثَنا هَنَّادٌ عنْ أبي مُعَاوِيَةَ،

۱۹۱۰- حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ قریش

١٩٠٨ـ تخريج: أخرجه مسلم من حديث حفص بن غياث به، وانظر الحديث السابق.

١٩٠٩ـ تخريج: [صحيح] وانظر، ح: ١٩٠٥، وهذا طرف منه.

١٩١٠ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحج، باب في الوقوف وقوله تعالى: ﴿ثم أفيضوا من حيث أفاض الناس﴾، ◀◀

عنْ هِشَام بن عُرْوَةَ، عن أبيهِ، عنْ عَائِشَةَ قالَتْ: كَانَتْ قُرَيْشٌ وَمَنْ دَانَ دِينَهَا يَقِفُونَ بالمُزْدَلِفَةِ، وَكَانُوا يُسَمَّوْنَ الْحُمْسَ وَكَانَ سَائِرُ الْعَرَبِ يَقِفُونَ بِعَرَفَةَ. قالَتْ: فَلَمَّا جَاءَ الْإِسْلَامُ أمَرَ الله تَعالَى نَبِيَّهُ ﷺ أَنْ يَأْتِيَ عَرَفَاتٍ فَيَقِفَ بِهَا ثُم يُفِيضَ مِنْهَا، فَذٰلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ﴾ [البقرة: ١٩٩].

اوران کے اہل دین مزدلفہ میں وقوف کیا کرتے تھے اور اپنے آپ کو "حُمس" کہلاتے تھے۔ جبکہ دیگر سب عرب عرفات میں وقوف کرتے تھے۔ بیان کرتی ہیں کہ جب اسلام آیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو حکم دیا کہ عرفات میں آ کر وقوف کریں، پھر وہاں سے لوٹیں، چنانچہ یہی تفسیر ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی ﴿ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ﴾ "پھر لوٹو وہیں سے جہاں سے لوگ لوٹتے ہیں۔"

**فوائد ومسائل:** [اَلحُمس، اَحمَس] کی جمع ہے۔ معنی ہیں: شجاع اور بہادر۔ اور جاہلیت میں یہ قریش، کنانہ اوران کے متبعین کا لقب تھا۔ اس معنی میں کہ یہ اپنے دین میں بہت سخت تھے یا ممکن ہے [الحمساء] کی نسبت سے یہ لقب اختیار کیا ہو جو کہ کعبہ کا ایک نام ہے۔ (تعلیق الشیخ محی الدین عبدالحمید، نیز دیکھیے حدیث: ۱۹۰۵، فائدہ: ۲۲، ۲۸)



## (المعجم ٥٨) - باب الْخُرُوجِ إِلَى مِنًى (التحفة ٥٩)

## باب: ۵۸- منیٰ کو روانگی کا بیان

١٩١١- حَدَّثَنا زُهَيْرُ بنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنا الأَحْوَصُ بنُ جَوَّابٍ الضَّبِّيُّ: حَدَّثَنا عَمَّارُ بنُ رُزَيْقٍ عنْ سلَيْمانَ الأَعْمَشِ، عنِ الْحَكَمِ، عنْ مِقْسَمٍ، عنِ ابنِ عَبَّاسٍ قالَ: صَلَّى رَسُولُ الله ﷺ الظُّهْرَ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ وَالْفَجْرَ يَوْمَ عَرَفَةَ بِمِنًى.

۱۹۱۱- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ترویہ کے روز (یعنی آٹھویں ذی الحجہ کو) ظہر کی نماز اور عرفہ کے روز (نویں ذی الحجہ کو) فجر کی نماز منیٰ میں پڑھی تھی۔

١٩١٢- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ إبراهِيمَ:

۱۹۱۲- عبدالعزیز بن رفیع کہتے ہیں کہ میں نے

---

◄◄ ح: ١٢١٩ من حديث أبي معاوية الضرير، والبخاري، التفسير، باب: ﴿ثم أفيضوا من حيث أفاض الناس﴾، ح: ٤٥٢٠ من حديث هشام بن عروة به.

١٩١١ـ تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في الخروج إلى منى والمقام بها، ح: ٨٨٠ من حديث سليمان الأعمش به، وله شواهد عند ابن ماجه، ح: ٣٠٠٥ وغيره.

١٩١٢ـ تخريج: أخرجه البخاري، الحج، باب من صلى العصر يوم النفر بالأبطح، ح: ١٧٦٣، ومسلم، الحج، ◄◄

حَدَّثَنا إسْحَاقُ الأزْرَقُ عنْ سُفْيَانَ، عنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بنِ رُفَيْعٍ قالَ: سَأَلْتُ أَنَسَ بنَ مَالِكٍ قُلْتُ: أَخبِرْني بِشَيْءٍ عَقَلْتَهُ عن رَسُولِ الله ﷺ أَيْنَ صَلَّى رَسُولُ الله ﷺ الظُّهْرَ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ؟ قالَ: بِمِنًى قُلْتُ: أَيْنَ صَلَّى الْعَصْرَ يَوْمَ النَّفْرِ؟ قالَ: بالأَبْطَحِ، ثُمَّ قالَ: افْعَلْ كما يَفْعَلُ أُمَرَاؤُكَ.

حضرت انس ؓ سے کہا کہ مجھے وہ بات بتائیے جو آپ کو رسول اللہ ﷺ سے یاد ہو۔ ترویہ کے روز (آٹھویں ذی الحجہ کو) رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز کہاں پڑھی تھی؟ انہوں نے کہا: منیٰ میں۔ میں نے کہا: نفر والے دن (واپسی کے روز' ۱۳/ ذوالحجہ کو) آپ نے عصر کی نماز کہاں پڑھی تھی؟ انہوں نے کہا: وادیٔ ابطح (محصّب) میں۔ پھر فرمایا: ویسے ہی کرو جیسے کہ تمہارے امراء کرتے ہیں۔

**فائدہ:** حضرت انس ؓ کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ مسائل واجب امور میں سے نہیں ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا معمول اور سنت ہونے میں تو کوئی شبہ نہیں ہے' تاہم کسی عذر کے باعث ان پر عمل نہ ہو سکے تو کوئی حرج نہیں۔ مباحات میں اولوالامر کی متابعت اور ان کی مخالفت سے احتراز کیا جائے۔

## (المعجم ٥٩) - باب الْخُرُوجِ إِلَى عَرَفَةَ (التحفة ٦٠)

## باب: ۵۹- (منیٰ سے) عرفات کو روانگی کا وقت

**١٩١٣- حَدَّثَنا** أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا يَعْقُوبُ: حَدَّثَنا أَبِي عن ابْنِ إسْحَاقَ: حَدَّثَني نَافِعٌ عن ابن عُمَرَ قال: غَدَا رَسُولُ الله ﷺ مِنْ مِنًى حِينَ صَلَّى الصُّبْحَ صَبِيحَةَ يَوْمِ عَرَفَةَ حَتَّى أَتَى عَرَفَةَ فَنَزَلَ بِنَمِرَةَ وَهِيَ مَنْزِلُ الْإِمَامِ الَّذِي يَنْزِلُ بِهِ بِعَرَفَةَ، حَتَّى إذَا كانَ عِنْدَ صَلَاةِ الظُّهْرِ رَاحَ رَسُولُ الله ﷺ مُهَجِّرًا فَجَمَعَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ ثُمَّ خَطَبَ النَّاسَ ثُمَّ رَاحَ فَوَقَفَ عَلَى المَوْقِفِ مِنْ عَرَفَةَ.

۱۹۱۳- حضرت ابن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عرفہ کے روز (نویں تاریخ کو) منیٰ میں صبح کی نماز پڑھائی' پھر عرفات کی طرف آئے اور وادیٔ نمرہ میں پڑاؤ کیا۔ وہی مقام جہاں کہ عرفات میں امام اترتا ہے (ان کے دور کی بات ہے) حتیٰ کہ جب ظہر کا وقت ہوا تو رسول اللہ ﷺ دوپہر کو گرمی کے وقت ہی میں وہاں سے روانہ ہو گئے اور ظہر و عصر کی نماز جمع کر کے پڑھائی' پھر لوگوں کو خطبہ دیا' پھر وہاں سے چلے اور عرفات میں اپنے موقف پر جا کر وقوف فرمایا۔

**فائدہ:** صحیح تر روایات کے مطابق خطبۂ عرفات نماز سے پہلے ہے۔ (صحیح مسلم' الحج' حدیث: ۱۲۱۸)



---

◀◀ باب استحباب نزول المحصب يوم النفر . . . الخ، ح: ١٣٠٩ من حديث إسحاق الأزرق به.

**١٩١٣ـ تخريج:** [إسناده حسن] وهو في مسند أحمد: ٢/ ١٢٩.

(المعجم ٦٠) - **باب الرَّوَاحِ إِلَى عَرَفَةَ** (التحفة ٦١)

**باب:٦٠-(وادئ نمرہ سے) عرفات کو جانے کا وقت**

١٩١٤- **حَدَّثَنا** أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا وَكِيعٌ: حَدَّثَنا نَافِعُ بنُ عُمَرَ عن سَعِيدِ بنِ حَسَّانٍ، عن ابنِ عُمَرَ قال: لَمَّا أَنْ قَتَلَ الْحَجَّاجُ ابْنَ الزُّبَيْرِ أَرْسَلَ إلى ابنِ عُمَرَ: أَيَّةَ سَاعَةٍ كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَرُوحُ في هٰذَا الْيَوْمِ؟ قال: إذَا كانَ ذٰلِكَ رُحْنَا، فَلَمَّا أَرَادَ ابنُ عُمرَ أَنْ يَرُوحَ قال: قالُوا: لَمْ تَزِغِ الشَّمْسُ. قال: أَزَاغَتْ؟ قالُوا: لَمْ تَزِغْ أَوْ زاغَت. قال: فَلَمَّا قالُوا: قَدْ زَاغَتْ ارْتَحَلَ.

١٩١٤-حضرت ابن عمر ؓ نے بیان کیا کہ جب حجاج نے حضرت (عبداللہ) ابن الزبیر ؓ کو شہید کر دیا تو ابن عمر ؓ سے پچھوا بھیجا کہ رسول اللہ ﷺ اس دن کس وقت یہاں سے چلتے تھے؟ انہوں نے کہا: جب وقت ہو جائے گا ہم چل پڑیں گے۔ پھر جب ابن عمر ؓ نے چلنے کا ارادہ کیا تو ساتھی بولے: سورج نہیں ڈھلا ہے' پھر پوچھا: کیا ڈھل گیا ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں ڈھلا ہے یا ڈھل گیا ہے پس جب انہوں نے کہا کہ ڈھل گیا ہے' تو وہ روانہ ہو گئے۔



فائدہ: اصحاب کرام ؓ رسول اللہ ﷺ سے ثابت شدہ عمل کی کسی جزئی کو بھی غیر اہم نہیں سمجھتے تھے۔ ان کی انتہائی کوشش ہوتی تھی کہ سب پر من وعن عمل کیا جائے۔

(المعجم ٦١) - **باب الْخُطْبَةِ بِعَرَفَةَ** (التحفة ٦٢)

**باب:٦١-عرفات میں خطبہ کا بیان**

١٩١٥- **حَدَّثَنا** هَنَّادٌ عن ابن أبي زَائِدَةَ: أخبرنا سُفْيَانُ بنُ عُيَيْنَةَ عن زَيْدِ بنِ أَسْلَمَ، عن رَجُلٍ مِنْ بَنِي ضَمْرَةَ، عن أَبِيهِ أَوْ عَمِّهِ قال: رَأَيْتُ رَسُولَ الله ﷺ وَهُوَ عَلَى المِنْبَرِ بِعَرَفَةَ.

١٩١٥-بنی ضمرہ کا ایک شخص اپنے والد یا چچا سے بیان کرتا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو عرفات کے روز منبر پر دیکھا تھا۔

---

١٩١٤_ **تخريج**: [**إسناده ضعيف**] أخرجه ابن ماجه، المناسك، باب المنزل بعرفة، ح:٣٠٠٩ من حديث وكيع به، وهو في مسند أحمد:٢/ ٢٥ * سعيد بن حسان الحجازي مجهول الحال، لم يوثقه غير ابن حبان، وحديث مسلم، ح:١٢١٨ يغني عنه.

١٩١٥_ **تخريج**: [**إسناده ضعيف**] أخرجه أحمد:٥/ ٤٣٠ عن سفيان بن عيينة به * رجل من بني ضمرة لم أعرفه.

١٩١٦- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: أخبرنا عَبْدُ الله بنُ دَاوُدَ عن سَلَمَةَ بنِ نُبَيْطٍ، عن رَجُلٍ مِنَ الْحَيِّ، عن أبِيهِ نُبَيْطٍ: أَنَّهُ رَأى النَّبيَّ ﷺ وَاقِفًا بِعَرَفَةَ عَلَى بَعِيرٍ أَحْمَرَ يَخْطُبُ.

۱۹۱۶-سلمہ بن نُبیط اپنے قبیلہ کے ایک شخص سے وہ اس کے والد نُبیط رضی اللہ عنہ سے روایت کرتا ہے کہ اس نے نبی ﷺ کو عرفات میں وقوف کیے ہوئے دیکھا۔آپ سرخ اونٹ پر خطبہ دے رہے تھے۔

١٩١٧- حَدَّثَنا هَنَّادُ بنُ السَّرِيِّ وَعُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ قالَا: حَدَّثَنا وَكِيعٌ عن عَبْدِ المَجِيدِ: حَدَّثَني الْعَدَّاءُ بنُ خَالِدِ بنِ هَوْذَةَ: قال هَنَّادٌ عن عَبْدِ المَجِيدِ أبي عَمْرٍو: حَدَّثَني خَالِدُ ابنُ الْعَدَّاء بنِ هَوْذَةَ قال: رَأَيْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَخْطُبُ النَّاسَ يَوْم عَرَفَةَ عَلَى بَعِيرٍ قَائِمٌ في الرِّكَابَيْنِ.

۱۹۱۷- جناب خالد بن عداء بن ہوذہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرفہ کے روز رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ اپنے اونٹ پر اس کی رکابوں میں پاؤں ڈالے لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ ابنُ الْعَلَاءِ عن وَكِيعٍ كما قال هَنَّادٌ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابن العلاء نے وکیع سے اسی طرح بیان کیا جیسے کہ ہناد نے کہا۔

**توضیح:** امام ابوداود رحمہ اللہ کے اساتذہ ہناد بن سری اور عثمان بن ابی شیبہ کا صحابی کے نام میں اختلاف ہوا ہے۔عثمان بن ابی شیبہ، عداء بن خالد بن ہوذہ کہتے ہیں، مگر ہناد نے خالد بن عداء کہا ہے۔امام صاحب نے ہناد کی تائید میں ابن العلاء عن وکیع کی سند ذکر فرمائی ہے۔جبکہ درج ذیل سند میں عباس بن عبدالعظیم کی روایت میں عداء بن خالد آیا ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے تقریب التہذیب میں عداء بن خالد کی تصویب کی ہے۔واللہ اعلم.

١٩١٨- حَدَّثَنا عَبَّاسُ بنُ عَبْدِ الْعَظِيم: حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ عُمَرَ: حَدَّثَنا عَبْدُ المَجِيدِ أَبُو عَمْرٍو عن الْعَدَّاءِ بنِ خَالِدٍ بِمَعْنَاهُ.

۱۹۱۸- عبدالمجید ابوعمرو نے عداء بن خالد سے روایت کی اور مذکورہ بالا کے ہم معنی بیان کیا۔



---

**١٩١٦ـ تخريج:** [إسناده ضعيف] وللحديث لون آخر عند النسائي، ح: ٣٠١٠، وابن ماجه، ح: ١٢٨٦، سقط من روايتهما "رجل من الحي مجهول"، والحديث الآتي يغني عنه.

**١٩١٧ـ تخريج:** [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٣٠ عن وكيع به.

**١٩١٨ـ تخريج:** [حسن] انظر الحديث السابق.

(المعجم ٦٢) - **باب مَوْضِعِ الْوُقُوفِ بِعَرَفَةَ** (التحفة ٦٣)

باب:٦٢-عرفات میں وقوف کی جگہ

**١٩١٩- حَدَّثَنا** ابنُ نُفَيْلٍ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن عَمْرٍو يَعْني ابنَ دِينَارٍ، عن عَمْرِو بنِ عَبْدِ الله بنِ صَفْوانَ، عن يَزِيدَ ابنِ شَيْبَانَ قال: أتَانَا ابنُ مِرْبَعٍ الأَنْصَارِيُّ وَنَحْنُ بِعَرَفَةَ في مكَانٍ يُبَاعِدُهُ عَمْرٌو عن الإِمَامِ، فقال: أمَا إنِّي رَسُولُ رسولِ الله ﷺ إلَيْكُمْ، يقُولُ لَكُمْ: «قِفُوا عَلَى مَشَاعِرِكم، فإنَّكُمْ عَلَى إرْثٍ مِنْ إرْثِ أبِيكُمْ إبراهِيمَ».

۱۹۱۹-حضرت یزید بن شیبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن مربع انصاری رضی اللہ عنہ ہمارے پاس تشریف لائے جبکہ ہم عرفات میں ایسی جگہ وقوف کیے ہوئے تھے کہ عمرو بن عبداللہ اس کو امام کے موقف سے دور سمجھ رہے تھے۔(ابن مربع رضی اللہ عنہ نے) کہا: بے شک میں تمہاری طرف رسول اللہ ﷺ کا پیغامبر بن کے آیا ہوں۔ آپ نے تم لوگوں کو کہلا بھیجا ہے: ”اپنے (انہی) مقامات پر وقوف کرو۔ بلاشبہ تم اپنے ابا ابراہیم (علیہ السلام) کی وراثت میں سے ایک وراثت پر ہو۔“



فائدہ: میدانِ عرفات سارا ہی محل وقوف ہے۔

(المعجم ٦٣) - **باب الدَّفْعَةِ مِنْ عَرَفَةَ** (التحفة ٦٤)

باب:٦٣-عرفات سے واپسی کا بیان

**١٩٢٠- حَدَّثَنا** مُحمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنا سُفْيَانُ عن الأعْمَشِ؛ ح: وحدثنا وَهْبُ بنُ بَيَانٍ: حَدَّثَنا عُبَيْدَةُ: حَدَّثَنا سُلَيْمانُ الأعمَشُ المَعْنَى عن الْحَكَمِ، عن مِقْسَمٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: أَفَاضَ

۱۹۲۰-حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عرفات سے روانہ ہوئے تو بڑے آرام اور سکون سے چلے۔ اسامہ رضی اللہ عنہ آپ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا: ”لوگو! آرام سے چلو' نیکی گھوڑے اور اونٹ دوڑانے میں نہیں۔“ سو میں نے

**١٩١٩ـ تخريج: [صحيح]** أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في الوقوف بعرفات والدعاء فيها، ح:٨٨٣، والنسائي، ح:٣٠١٧، وابن ماجه، ح:٣٠١١ من حديث سفيان به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح:٢٨١٨، والحاكم: ١/ ٤٦٢، ووافقه الذهبي.

**١٩٢٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف]** أخرجه أحمد: ١/ ٢٦٩ من حديث سفيان الثوري به، وأصله متفق عليه، البخاري، الحج، باب من قدم ضعفة أهله بلَيلٍ . . . . الخ، ح:١٦٧٨، ومسلم، الحج، باب استحباب تقديم دفع الضعفة من النساء وغيرهن من مزدلفة إلى منى . . . الخ، ح:١٢٩٣ * الأعمش والحكم بن عتيبة مدلسان وعنعنا، وحديث البخاري، ومسلم يغني عنه.

رَسُولُ الله ﷺ مِنْ عَرَفَةَ وَعَلَيْهِ السَّكِينَةُ وَرَدِيفُهُ أُسَامَةُ فقال: «يَاأَيُّهَا النَّاسُ! عَلَيْكُم بالسَّكِينَةِ فإنَّ الْبِرَّ لَيْسَ بإيجَافِ الْخَيْلِ وَالإِبِلِ» قال: فما رَأَيْتُهَا رَافِعَةً يَدَيْهَا عَادِيَةً حَتَّى أَتَى جَمْعًا. زَادَ وَهْبٌ: ثُمَّ أَرْدَفَ الْفَضْلَ بنَ عَبَّاسٍ وَقال: «أَيُّهَا النَّاسُ! إنَّ الْبِرَّ لَيْسَ بإيجَافِ الْخَيْلِ وَالإِبِلِ فَعَلَيْكُمْ بِالسَّكِينَةِ» قال: فما رَأَيْتُهَا رَافِعَةً يَدَيْهَا حَتَّى أَتَى مِنًى.

دیکھا کہ (کوئی بھی سواری) اپنے دونوں (اگلے) پاؤں اٹھا کر نہ دوڑ رہی تھی حتیٰ کہ آپ مزدلفہ پہنچ گئے ......وہب نے مزید کہا...... پھر آپ نے حضرت فضل بن عباس ؓ کو اپنے پیچھے بٹھا لیا اور فرمایا: ''لوگو! نیکی گھوڑے اور اونٹ دوڑانے میں نہیں' سکون سے چلو۔'' اور میں نے نہیں دیکھا کہ کوئی سواری اپنے دونوں پاؤں اٹھا کر چل رہی ہو۔حتیٰ کہ آپ منیٰ میں آ گئے۔

فائدہ: نیکی اور خیر کے کاموں میں ''مسارعت اور مسابقت'' بلاشبہ مطلوب ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَسَارِعُوا إِلَى مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ﴾ (آل عمران: ۱۳۳) اور فرمایا: ﴿فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ﴾ (البقرة: ۱۴۸) مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ کام کو جلدی جلدی انجام دیں۔ بلکہ ایسی صورت سے انجام دیں جو انسانی وقار اور اسلامی شرف کے منافی اور دوسروں کے لیے اذیت کا باعث نہ ہو۔ نماز کے لیے آنے کا بھی یہی ادب بتایا گیا ہے۔

۱۹۲۱- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ عَبْدِ الله بنِ يُونُسَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ؛ ح: وحدثنا مُحَمَّدُ ابنُ كَثِيرٍ: أخبرنا سُفْيَانُ وَهٰذَا لَفْظُ حَدِيثِ زُهَيْرٍ: حَدَّثَنَا إِبراهِيمُ بنُ عُقْبَةَ: أخبرني كُرَيْبٌ: أَنَّهُ سَأَلَ أُسَامَةَ بنَ زَيْدٍ قُلْتُ: أَخْبِرْنِي كَيْفَ فَعَلْتُمْ أَوْ صَنَعْتُمْ عَشِيَّةَ رَدِفْتَ رَسُولَ الله ﷺ؟ قال: جِئْنَا الشِّعْبَ الَّذِي يُنِيخُ فيهِ النَّاسُ لِلْمُعَرَّسِ فَأَنَاخَ رَسُولُ الله ﷺ نَاقَتَهُ ثُمَّ بَالَ وما قال: أَهْرَاقَ الْمَاءَ، ثُمَّ دَعَا بالْوَضُوءِ فَتَوَضَّأَ

۱۹۲۱- جناب کریب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت اسامہ بن زید ؓ سے کہا: مجھے یہ بتائیں کہ اس شام جب آپ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سوار تھے' آپ لوگوں نے کیسے کیا؟ انہوں نے بتایا کہ ہم اس گھاٹی میں آئے جس میں لوگ اپنی سواریاں بٹھاتے ہیں۔ وہ جگہ مُعَرَّس کہلاتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی اونٹنی بٹھائی' پھر پیشاب کیا۔ اسامہ ؓ نے [أَهْرَاقَ الْمَاءَ] کے لفظ استعمال نہیں کیے۔ (یعنی ''پانی بہایا'' نہیں کہا۔) پھر آپ نے پانی طلب کیا اور وضو فرمایا جس میں کوئی مبالغہ نہ تھا۔ (یعنی ہلکا وضو کیا' اعضا کو ایک دو بار دھویا) میں

۱۹۲۱ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحج، باب الإفاضة من عرفات إلى المزدلفة، ح: ۱۲۸۰/۲۷۹ بعد حديث: ۱۲۸۵ من حديث زهير به.

وُضُوءًا لَيْسَ بِالْبَالِغِ جِدًّا. قُلْتُ: يَارَسُولَ الله! الصَّلَاةُ؟. قال: «الصَّلَاةُ أَمَامَكَ». قال: فَرَكِبَ حتى قَدِمْنَا الْمُزْدَلِفَةَ فَأَقَامَ الْمَغْرِبَ، ثُمَّ أَنَاخَ النَّاسُ في مَنَازِلِهِم وَلَم يَحُلُّوا حتى أَقَامَ الْعِشَاءَ وَصَلَّى ثُمَّ حَلَّ النَّاسُ. زَادَ مُحَمَّدٌ في حَدِيثِهِ قال: قُلْتُ: كَيْفَ فَعَلْتُمْ حِينَ أَصْبَحْتُمْ؟ قال: رَدِفَهُ الْفَضْلُ وَانْطَلَقْتُ أَنَا في سُبَّاقِ قُرَيْشٍ عَلَى رِجْلَيَّ.

نے کہا: اے اللہ کے رسول! نماز؟ آپ نے فرمایا: ''نماز تمہارے آگے ہے۔'' (آگے چل کر پڑھیں گے) پھر آپ سوار ہو گئے حتیٰ کہ ہم مزدلفہ پہنچ گئے۔ پھر آپ نے مغرب کی نماز پڑھائی۔ پھر لوگوں نے سواریوں کو اپنے اپنے پڑاؤ پر بٹھایا مگر ان کے (پالان اور کجاوے) نہیں کھولے حتیٰ کہ عشاء کی اقامت کہلوائی اور نماز پڑھائی۔ پھر لوگوں نے (اپنی سواریوں کو) کھولا۔ محمد بن کثیر نے اپنی روایت میں مزید کہا: میں نے پوچھا: جب تم لوگوں نے صبح کی تو کیسے کیا تھا؟ انہوں نے کہا: فضل رضی اللہ عنہ آپ کے پیچھے سوار ہوئے اور میں قریش کے ان افراد کے ساتھ پیدل چلا گیا جو دیگر لوگوں سے پہلے روانہ ہوئے تھے۔



فائدہ: مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نمازیں جمع کر کے ہی پڑھی گئی تھیں۔ دونوں نمازوں کے مابین ''سواریوں کو بٹھانا'' یا تو سواریوں پر شفقت کی غرض سے تھا یا یہ کہ کہیں وہ بکھر نہ جائیں۔ بہرحال یہ معمولی سا کام [جَمْعُ بَيْنَ الصَّلوتَيْن] کے منافی نہیں سمجھا جا سکتا۔

١٩٢٢- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ آدَمَ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ عَيَّاشٍ، عن زَيْدِ بنِ عَلِيٍّ، عن أبِيهِ، عن عُبَيْدِالله بنِ أبي رَافِعٍ، عن عَلِيٍّ قال: ثُمَّ أَرْدَفَ أُسَامَةَ فَجَعَلَ يُعْنِقُ على نَاقَتِهِ وَالنَّاسُ يَضْرِبُونَ الإِبِلَ يَمِينًا وَشِمَالًا لا يَلْتَفِتُ إِلَيْهِمْ وَيقُولُ: «السَّكِينَةَ أَيُّهَا النَّاسُ!» وَدَفَعَ حِينَ غَابَتِ الشَّمْسُ.

١٩٢٢- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: پھر آپ نے اسامہ رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے سوار کر لیا۔ پھر آپ اپنی اونٹنی پر درمیانی چال (عَنَق) سے روانہ ہوئے اور لوگ دائیں بائیں اونٹوں کو پیٹ رہے تھے۔ آپ ان کی طرف متوجہ نہ ہوتے تھے اور فرما رہے تھے: ''لوگو! سکون کے ساتھ!'' اور آپ عرفات سے سورج غروب ہونے کے بعد روانہ ہوئے۔

---

**١٩٢٢- تخريج: [إسناده ضعيف]** أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء أن عرفة كلها موقف، ح: ٨٨٥ من حديث سفيان الثوري به، وقال: "حسن صحيح" *سفيان الثوري مدلس وعنعن، وحديث أحمد: ١/ ٧٦، ح: ٥٦٤ يغني عنه.

توضیح: سنن ابی داود کے اکثر نسخوں میں [لَا يَلْتَفِتُ إِلَيْهِمْ] کا لفظ آیا ہے۔ مگر بذل المجہود میں مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری نے لکھا ہے کہ جامع ترمذی، مسند احمد اور سنن بیہقی کی بعض اسانید میں لفظ "لا" موجود نہیں ہے۔ اس طرح کوئی اشکال نہیں رہتا۔ مگر مسند احمد کی ایک سند میں [لا یلتفت] ہی آیا ہے۔ جبکہ علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح سنن ابی داود میں اس کو غیر محفوظ لکھا ہے۔ [یلتفت] کا لفظ ہی صحیح ہے۔ یعنی آپ لوگوں کی طرف ملتفت ہو رہے تھے۔

١٩٢٣- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عن أبِيهِ أَنَّهُ قال: سُئِلَ أُسَامَةُ بنُ زَيْدٍ وَأَنَا جَالِسٌ: كَيْفَ كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَسِيرُ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ حِينَ دَفَعَ؟ قال: كان يَسِيرُ الْعَنَقَ، فإِذَا وَجَدَ فَجْوَةً نَصَّ. قال هِشَامٌ: النَّصُّ: فَوْقَ الْعَنَقِ.

١٩٢٣- جناب عروہ رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا...... اور میں (اس مجلس میں) بیٹھا تھا...... کہ رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع میں جب عرفہ سے روانہ ہوئے تھے تو کس رفتار سے چلے تھے؟ انہوں نے کہا کہ آپ علیہ الصلاۃ والسلام درمیانی رفتار (عَنَق) سے چلے تھے۔ جب کوئی فراخی پاتے تو قدرے تیز ہو جاتے۔ ہشام نے کہا کہ نَصّ والی رفتار عَنَق سے قدرے تیز تر ہوتی ہے۔

فائدہ: تابعین کرام اور صحابۂ کرام میں اس مسئلے کا مذاکرہ دلیل ہے کہ خیر القرون کے یہ حضرات رسول اللہ ﷺ کے ایک ایک فعل کے امین اور اس کے قائل و فاعل تھے۔

١٩٢٤- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ: حَدَّثَنا أَبِي عن ابنِ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنِي إِبراهِيمُ بنُ عُقْبَةَ عن كُرَيْبٍ مَوْلَى عَبْدِ الله بنِ عَبَّاسٍ، عن أُسَامَةَ قال: كُنْتُ رِدْفَ النَّبِيِّ ﷺ، فَلَمَّا وَقَعَتِ الشَّمْسُ دَفَعَ رَسُولُ الله ﷺ.

١٩٢٤- حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے پیچھے سوار تھا، جب سورج غروب ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ وہاں سے روانہ ہوئے (یعنی عرفات سے۔)

495

---

١٩٢٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، الحج، باب السير إذا دفع من عرفة، ح:١٦٦٦ من حديث مالك، ومسلم، الحج، باب الإفاضة من عرفات إلى المزدلفة . . . الخ، ح:١٢٨٦ من حديث هشام بن عروة به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٣٩٢.

١٩٢٤ـ تخريج: [إسناده حسن] وهو في مسند أحمد: ٥/ ٢٠٢.

١٩٢٥(أ) - حدثنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ عن مَالِكٍ، عن مُوسَى بنِ عُقْبَةَ، عن كُرَيْبٍ مَوْلَى عَبْدِ الله بن عَبَّاسٍ، عن أُسَامَةَ بنِ زَيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ: دَفَعَ رَسُولُ الله ﷺ مِنْ عَرَفَةَ، حَتَّى إِذَا كَانَ بالشِّعْبِ نَزَلَ فَبَال فَتَوَضَّأَ وَلَمْ يُسْبِغِ الْوُضُوءَ. قُلْتُ لهُ: الصَّلَاةُ؟ فَقال: «الصَّلَاةُ أَمَامَكَ». فَرَكِبَ، فَلَمَّا جَاءَ الْمُزْدَلِفَةَ نَزَلَ فَتَوَضَّأَ فأَسْبَغَ الْوُضُوءَ، ثُمَّ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثُمّ أَنَاخَ كُلُّ إِنْسَانٍ بَعِيرَهُ فِي مَنْزِلِهِ ثُمَّ أُقِيمَتِ الْعِشَاءُ فَصَلَّاها ولَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا شَيْئًا.

١٩٢٥(ا)- کریب مولیٰ عبداللہ بن عباس ؓ نے حضرت اسامہ بن زید ؓ سے سنا' وہ کہہ رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ عرفات سے روانہ ہوئے حتیٰ کہ جب گھاٹی میں پہنچے تو اترے' پیشاب کیا' پھر وضو کیا مگر اس میں مبالغہ نہیں تھا۔ میں نے عرض کیا: نماز؟ آپ نے فرمایا: ''نماز تمہارے آگے ہے۔'' (یعنی آگے پڑھیں گے) پھر آپ سوار ہو گئے۔ جب مزدلفہ پہنچے' تو اترے' وضو کیا اور کامل وضو کیا۔ پھر نماز کی اقامت کہی گئی تو مغرب کی نماز پڑھائی' پھر ہر شخص نے اپنے اپنے اونٹ کو اپنے اپنے پڑاؤ میں بٹھایا' پھر عشاء کی اقامت کہی گئی تو آپ نے نماز پڑھائی اور ان کے مابین کچھ نہیں پڑھا۔

١٩٢٥(ب) - [حدثنا مُحَمَّدُ بنُ الْمُثَنَّى قال: حَدَّثَنا رَوْحُ بنُ عُبادَةَ قال: حَدَّثَنا زَكَرِيَّا بنُ إِسْحَاقَ: أخبرنا إِبراهِيمُ ابنُ مَيْسَرَةَ: أخبرنا يَعْقُوبُ بنُ عَاصِمِ بنِ عُرْوَةَ أَنَّهُ سَمِعَ الشَّرِيدَ رَضِيَ الله عَنْهُ يقولُ: أَفَضْتُ مَعَ رَسُولِ الله ﷺ، فَمَا مَسَّتْ قَدَمَاهُ الْأَرْضَ حتى أَتَى جَمْعًا].

١٩٢٥(ب)- جناب شرید ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (عرفات سے) روانہ ہوا تھا' پس آپ کے قدموں نے زمین کو نہیں چھوا حتیٰ کہ مزدلفہ پہنچ گئے۔

فائدہ: حضرت اسامہ ؓ کی روایت صحیح تر ہے کیونکہ وہ نبی علیہ السلام کے ہمرکاب تھے۔ لہٰذا وہ آپ کے حال سے زیادہ باخبر ہیں۔ حضرت شرید ؓ نے شاید آپ کو نہیں دیکھا اس لیے اپنے علم کے مطابق آپ کے اترنے کی نفی کر دی' جو صحیح نہیں۔ مگر صاحب بذل المجہود مولانا خلیل احمد صاحب نے طیبی کے حوالے سے لکھا ہے کہ ان روایات

**١٩٢٥_(أ) تخريج**: أخرجه البخاري، الحج، باب الجمع بين الصلوتين بالمزدلفة، ح: ١٦٧٢، ومسلم، الحج، باب الإفاضة من عرفات إلى المزدلفة . . . الخ، ح: ١٢٨٠ بعد حديث: ١٢٨٥ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٤٠٠، ٤٠١.

**١٩٢٥(ب)_ تخريج**: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ٣٨٩ عن روح بن عبادة به.

میں کوئی تناقض نہیں ہے کیونکہ اس روایت میں رسول اللہ ﷺ کے اس سفر کی کیفیت اور اہتمام کا بیان ہے کہ آپ نے یہ تمام مسافت اونٹنی ہی پر طے کی تھی اور ذرا بھی پیدل نہ چلے تھے۔ طہارت اور وضو کے لیے اترنا اس کے کوئی مناقض نہیں ہے۔

## (المعجم ٦٤) - باب الصَّلَاةِ بِجَمْعٍ (التحفة ٦٥)

## باب:٦٤-مزدلفہ میں نماز کا بیان

**١٩٢٦- حَدَّثَنا** عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ عن مَالِكٍ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن سَالِمِ بنِ عَبْدِ الله عن عَبْدِ الله بنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ صَلَّى المَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بالمُزْدَلِفَةِ جَمِيعًا.

۱۹۲۶- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مغرب اور عشاء کی نمازیں مزدلفہ میں اکٹھی کر کے پڑھیں۔

**١٩٢٧- حَدَّثَنا** ابنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا حَمَّادُ بنُ خَالِدٍ عن ابنِ أبي ذِئْبٍ، عن الزُّهْرِيِّ بإسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ وَقال: بإقَامَةٍ إقَامَةٍ جَمَعَ بَيْنَهُمَا.

۱۹۲۷- زہری ؒ نے اپنی سند سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کی اور کہا: ایک ایک اقامت سے ان دونوں نمازوں کو جمع کیا۔

قال أَحْمَدُ قال وَكِيعٌ: صَلَّى كلَّ صَلَاةٍ بإقَامَةٍ.

امام احمد ؒ نے کہا: وکیع نے بیان کیا کہ آپ نے ہر نماز (الگ) اقامت سے پڑھی۔

**١٩٢٨- حَدَّثَنا** عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا شَبَابَةُ؛ ح: وحدثنا مَخْلَدُ بنُ خَالِدٍ المَعْنَى: حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ عُمَرَ عن ابنِ أَبي ذِئْبٍ، عن الزُّهْرِيِّ بإسْنَادِ ابنِ حَنْبَلٍ، عن حَمَّادٍ وَمَعْنَاهُ قال: بإقَامَةٍ وَاحِدَةٍ لِكُلِّ

۱۹۲۸- عثمان بن عمر ؒ نے ابن ابی ذئب سے انہوں نے زہری سے یعنی احمد بن حنبل عن حماد کی سند سے اور اس کے ہم معنی بیان کیا کہ ہر نماز کے لیے ایک اقامت کہی۔ اور پہلی میں اذان نہیں دی اور نہ کسی کے بعد سنتیں پڑھیں۔



---

**١٩٢٦ـ تخريج:** أخرجه مسلم، الحج، باب الإفاضة من عرفات إلى المزدلفة ... الخ، ح:٧٠٣ بعد حديث:١٢٨٧ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى):١/ ٤٠٠ (رواية أبي مصعب: ٣٧٢).

**١٩٢٧ـ تخريج:** أخرجه البخاري، الحج، باب من جمع بينهما ولم يتطوع، ح:١٦٧٣ من حديث محمد بن عبدالرحمٰن بن أبي ذئب به، وهو في مسند أحمد بن حنبل: ٢/ ١٥٧.

**١٩٢٨ـ تخريج:** [صحيح] أخرجه البيهقي: ١/ ٤٠١ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق.

صَلَاةٍ، وَلم يُنَادِ في الأُولَى، وَلم يُسَبِّحْ عَلَى إِثْرِ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا.

قال مَخْلَدٌ: لَمْ يُنَادِ فِي وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا.

مخلد نے کہا: ان میں سے ایک کیلئے اذان نہیں دی۔

ملحوظہ: علامہ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ روایت صحیح ہے۔ البتہ [لَمْ يُنَادِ ......] کے الفاظ صحیح نہیں ہیں۔ اس لیے کہ ایک مرتبہ تو اذان دی گئی' بنابریں اذان کی نفی صحیح نہیں۔

**۱۹۲۹- حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أنبأنا سُفْيَانُ عن أبي إسْحَاقَ، عن عَبْدِ الله بنِ مَالِكٍ قال: صَلَّيْتُ مَعَ ابنِ عُمَرَ المَغْرِبَ ثَلَاثًا وَالْعِشَاءَ رَكْعَتَيْنِ، فقال لَهُ مَالِكُ بنُ الْحَارِثِ: مَا هٰذِهِ الصَّلَاةُ؟ قال: صَلَّيْتُهُمَا مَعَ رَسُولِ الله ﷺ في هٰذَا المَكَانِ بِإِقَامَةٍ وَاحِدَةٍ.

۱۹۲۹- عبداللہ بن مالک (بن حارث) بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ نماز پڑھی۔ مغرب کی تین اور عشاء کی دو رکعتیں۔ مالک بن حارث نے ان سے کہا: یہ کس طرح کی نماز ہے؟ انہوں نے کہا: میں نے ان کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس جگہ ایک ہی تکبیر کے ساتھ پڑھا ہے۔

فائدہ: اس حدیث میں ایک ہی تکبیر سے دو نمازوں کے پڑھنے کا ذکر ہے' جبکہ ہر نماز کے لیے الگ الگ سے اقامت کہنا صحیح تر احادیث سے ثابت ہے۔ (صحیح البخاری' الحج' حدیث: ۱۶۷۳) اسی حدیث کی بابت شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ روایت [لِكُلِّ صَلَاةٍ] (یعنی ہر نماز کیلئے الگ الگ تکبیر کہی۔) کی زیادتی کے ساتھ صحیح ہے۔

**۱۹۳۰- حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بنُ سُلَيْمانَ الأَنْبَارِيُّ: حَدَّثَنا إسْحَاقُ يَعْنِي ابنَ يُوسُفَ عن شَرِيكٍ، عن أبي إسْحَاقَ، عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ وَعَبْدِ الله بنِ مَالِكٍ قالَا: صَلَّيْنَا مَعَ ابنِ عُمَرَ بالمُزْدَلِفَةِ

۱۹۳۰- سعید بن جبیر اور عبداللہ بن مالک دونوں سے روایت ہے کہ ہم نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نمازیں ایک تکبیر کے ساتھ پڑھیں۔ اور محمد بن کثیر کی روایت کے ہم معنی بیان کیا۔ (مذکورہ بالا روایت)

**۱۹۲۹ـ تخريج: [إسناده ضعيف]** أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في الجمع بين المغرب والعشاء بالمزدلفة، ح: ۸۸۷ من حديث سفيان الثوري به، وقال: "حسن صحيح" * أبوإسحاق عنعن، والحديث السابق: ۱۹۲۷ يغني عنه.

**۱۹۳۰ـ تخريج: [صحيح]** انظر الحديث السابق، وأخرجه مسلم من حديث أبي إسحاق به، ورواه البيهقي: ۱/ ۴۰۱ من حديث أبي داود به.

الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِإِقَامَةٍ وَاحِدَةٍ فَذَكَرَ مَعْنَى ابنِ كَثِيرٍ.

فائدہ: اس روایت میں بھی ایک تکبیر کے ساتھ دو نمازیں پڑھنے کا ذکر ہے جو کہ صحیح نہیں ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ اس روایت کی بابت لکھتے ہیں کہ یہ روایت [لِكُلِّ صَلاةٍ] (ہر نماز کیلئے الگ تکبیر کہی) کے اضافے کے ساتھ صحیح ہے۔

۱۹۳۱- حَدَّثَنا ابنُ الْعَلاءِ: حَدَّثَنا أَبُو أُسَامَةَ عن إِسْمَاعِيلَ، عن أبي إِسْحَاقَ، عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ قال: أَفَضْنَا مَعَ ابنِ عُمَرَ فَلَمَّا بَلَغْنَا جَمْعًا صَلَّى بِنَا الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِإِقَامَةٍ وَاحِدَةٍ ثَلاثًا وَاثْنَتَيْنِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قال لَنَا ابنُ عُمَرَ: هكَذَا صَلَّى بِنا رَسُولُ الله ﷺ في هٰذَا الْمَكَانِ.

۱۹۳۱- سعید بن جبیر نے کہا: ہم حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی معیت میں (عرفات سے) لوٹے۔ جب مزدلفہ پہنچے تو انہوں نے ہمیں مغرب اور عشاء کی نمازیں تین رکعتیں اور دو رکعتیں ایک تکبیر کے ساتھ پڑھائیں۔ جب فارغ ہوئے تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس جگہ ہمیں اسی طرح نماز پڑھائی تھی۔

فائدہ: اس میں بھی ایک اقامت کا ذکر ہے جو درست نہیں ہے جیسا کہ گزشتہ حدیث میں گزرا ہے۔

۱۹۳۲- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن شُعْبَةَ: حَدَّثَني سَلَمَةُ بنُ كُهَيْلٍ قالَ: رَأَيْتُ سَعِيدَ بنَ جُبَيْرٍ أَقَامَ بِجَمْعٍ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثَلاثًا، ثُمَّ صَلَّى الْعِشَاءَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ: شَهِدْتُ ابنَ عُمَرَ صَنَعَ في هٰذَا الْمَكَانِ مِثْلَ هٰذَا، وَقَالَ: شَهِدْتُ رَسُولَ الله ﷺ صَنَعَ مِثْلَ هٰذَا في هذَا الْمَكَانِ.

۱۹۳۲- سلمہ بن کہیل نے کہا: میں نے جناب سعید بن جبیر رحمہ اللہ کو مزدلفہ میں دیکھا کہ انہوں نے اقامت کہی اور مغرب کی تین رکعتیں پڑھیں پھر عشاء کی دو رکعتیں پڑھیں۔ پھر کہا: میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ حاضر تھا انہوں نے اس جگہ اسی طرح کیا تھا اور انہوں نے بیان کیا تھا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا اور آپ نے اس جگہ اسی طرح کیا تھا۔

فائدہ: اس حدیث میں بھی ایک تکبیر کا ذکر ہے جو کہ درست نہیں ہے۔ دیکھیے گزشتہ احادیث کے فوائد۔

---

۱۹۳۱ـ تخريج: [صحيح] أخرجه مسلم، ح: ۱۲۸۸ من حديث إسماعيل به، وانظر، ح: ۱۹۲۹.

۱۹۳۲ـ تخريج: أخرجه مسلم، ح: ۱۲۸۸/ ۲۸۸ من حديث شعبة به، وانظر، ح: ۱۹۲۹.

١٩٣٣- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ: حَدَّثَنَا أَشْعَثُ بنُ سُلَيْمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَقْبَلْتُ مَعَ ابنِ عُمَرَ مِنْ عَرَفَاتٍ إِلَى الْمُزْدَلِفَةِ فَلَمْ يَكُنْ يَفْتُرُ مِنَ التَّكْبِيرِ وَالتَّهْلِيلِ حَتَّى أَتَيْنَا الْمُزْدَلِفَةَ فَأَذَّنَ وَأَقَامَ أَوْ أَمَرَ إِنْسَانًا فَأَذَّنَ وَأَقَامَ فَصَلَّى بِنَا الْمَغْرِبَ ثَلَاثَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَيْنَا فَقَالَ: الصَّلَاةُ، فَصَلَّى بِنَا الْعِشَاءَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ دَعَا بِعَشَائِهِ. قَالَ: وَأَخْبَرَنِي عِلَاجُ بنُ عَمْرٍو بِمِثْلِ حَدِيثِ أَبِي عَنِ ابنِ عُمَرَ، فَقِيلَ لابنِ عُمَرَ فِي ذٰلِكَ؟ فَقَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ هٰكَذَا.

١٩٣٣- اشعث بن سلیم اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ عرفات سے مزدلفہ آیا۔ انہوں نے اس دوران میں تکبیر اور تہلیل کو نہیں چھوڑا حتیٰ کہ ہم مزدلفہ پہنچ گئے۔ پھر اذان اور اقامت کہی یا کسی کو حکم دیا کہ اذان اور اقامت کہے' پھر ہمیں مغرب کی تین رکعتیں پڑھائیں' پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور کہا: نماز' (عشاء کی بھی۔) پس ہمیں عشاء کی نماز پڑھائی' دو رکعتیں۔ پھر اپنا رات کا کھانا طلب کیا۔ (اشعث بن سلیم نے) کہا: مجھے علاج بن عمرو نے اسی طرح بیان کیا جیسے کہ میرے والد (سلیم بن اسود) نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایسے ہی پڑھی تھی۔





ملحوظہ: علامہ البانی رحمہ اللہ اس روایت کی بابت لکھتے ہیں کہ [فَقَالَ: الصَّلَاةُ] (آپ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور کہا: نماز!) کے الفاظ شاذ ہیں۔ البتہ [فَأَقَامَ الصَّلَاةَ] "تکبیر کہلوائی" کے الفاظ صحیح تر ہیں۔

١٩٣٤- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ أَنَّ عَبْدَ الْوَاحِدِ ابنَ زِيَادٍ وَأَبَا عَوَانَةَ وَأَبَا مُعَاوِيَةَ حَدَّثُوهُمْ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عُمَارَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ يَزِيدَ، عَنِ ابنِ مَسْعُودٍ قَالَ: مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَلَّى صَلَاةً إِلَّا لِوَقْتِهَا إِلَّا بِجَمْعٍ فَإِنَّهُ جَمَعَ بَيْنَ

١٩٣٤- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی نہیں دیکھا کہ آپ نے کوئی نماز بے وقت پڑھی ہو۔ آپ ہمیشہ وقت پر نماز پڑھتے تھے مگر مزدلفہ میں آپ نے مغرب اور عشاء کو جمع کر کے پڑھا (تاخیر سے۔) اور اگلے دن کی فجر کی نماز اپنے وقت سے پہلے پڑھی۔

---

١٩٣٣- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ١/ ٤٠١ من حديث أبي داود به.

١٩٣٤- تخريج: أخرجه مسلم، الحج، باب استحباب زيادة التغليس بصلوة الصبح يوم النحر بالمزدلفة ... الخ، ح: ١٢٨٩/ ٢٩٢ من حديث أبي معاوية الضرير، والبخاري، الحج، باب من يصلي الفجر بجمع؟، ح: ١٦٨٢ من حديث الأعمش به.

الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِجَمْعٍ، وصَلَّى صَلَاةَ الصُّبْحِ مِنَ الْغَدِ قَبْلَ وَقْتِهَا.

فوائد ومسائل: ① یعنی فجر کی نماز بہت جلد پڑھائی جوکہ آپ کا عام معمول کا وقت نہ تھا۔ اور فضا میں بہت اندھیرا تھا۔ مگر فجر صادق طلوع ہوچکی تھی۔ ② بعض فقہا (حسن بصری' ابراہیم نخعی' امام ابوحنیفہ اوران کے صاحبین ؒ) کا اس حدیث سے استدلال ہے کہ سفر میں نمازیں جمع کرنا جائز نہیں۔ سوائے عرفات اور مزدلفہ کے کیونکہ حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ نبی ﷺ کے ساتھ ساتھ رہنے والے صحابی ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اس مقام کے علاوہ آپ نے کبھی کوئی نماز بے وقت نہیں پڑھی۔ سو جمع بین الصلاتین جائز نہیں۔ جبکہ اصحاب الحدیث اور جمہور فقہاء جمع بین الصلاتین کے قائل و فاعل ہیں۔ ان کا استدلال رسول اللہ ﷺ کے قول وفعل سے ہے۔ جیسے کہ گزشتہ ''ابواب صلوٰۃ السفر'' (حدیث ۱۱۹۸ و مابعدہ) کے مطالعہ سے واضح ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ کی اس روایت میں نبی ﷺ کے عام معمولات اور نماز بروقت ادا کرنے کی پابندی کا بیان ہے۔ جوبصورت مفہوم ذکر کیا گیا ہے۔ جبکہ دیگر صریح فرامین اور آپ کے معمولات جمع بین الصلا تین کو ثابت کرتے ہیں۔ تو جہاں کہیں احادیث کا مفہوم اور منطوق (ظاہر الفاظ) متعارض معلوم ہوتے ہوں وہاں منطوق کو مقدم کیا جاتا ہے۔

**۱۹۳۵- حَدَّثَنَا** أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بنُ آدَم: حدثنا سُفْيَانُ عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بن عَيَّاشٍ، عن زَيْدِ بن عَلِيٍّ، عن أَبِيهِ، عن عُبَيْدِاللهِ بن أبي رَافِعٍ، عن عَلِيٍّ قال: فَلَمَّا أَصْبَحَ، يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ، وَوَقَفَ عَلَى قُزَحَ فقال: «هٰذَا قُزَحُ وَهُوَ المَوْقِفُ وَجَمْعٌ كُلُّهَا مَوْقِفٌ وَنَحَرْتُ هٰهُنَا وَمِنًى كُلُّهَا مَنْحَرٌ، فَانْحَرُوا في رِحَالِكُم».

۱۹۳۵- حضرت علی ؓ بیان کرتے ہیں کہ (مزدلفہ میں) جب نبی ﷺ نے صبح کی اور جبل قُزَح پر وقوف کیا تو فرمایا: ''یہ قُزَح ہے اور جائے وقوف ہے۔ اور مزدلفہ سارا ہی جائے وقوف ہے۔ میں نے اس جگہ قربانی کی ہے اور منیٰ سب ہی قربان گاہ ہے۔ سو اپنے اپنے پڑاؤ پر قربانیاں کرو۔''

**۱۹۳۶- حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا حَفْصُ

۱۹۳۶- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے کہ نبی

---

**۱۹۳۵ـ تخريج:** [**إسناده ضعيف**] أخرجه الترمذي، الحج، باب ما جاء أن عرفة كلها موقف، ح: ۸۸۵ من حديث سفيان، وابن ماجه، ح: ۳۰۱۰ من حديث يحيى بن آدم به، وانظر، ح: ۱۹۲۲ * سفيان الثوري مدلس وعنعن.

**۱۹۳۶ـ تخريج:** [**صحيح**] انظر الحديث السابق، وأخرجه ابن عبدالبر في التمهيد: ۲٤/ ٤۱۸ من حديث أبي داود به.

ابنُ غِياثٍ عن جَعْفَرِ بنِ مُحمَّدٍ، عن أبيهِ، عن جَابِرٍ: أَنَّ النَّبيَّ ﷺ قال: «وَقَفْتُ هٰهُنَا بِعَرَفَةَ وَعَرَفَةُ كُلُّهَا مَوْقِفٌ، وَوَقَفْتُ هٰهُنَا بِجَمْعٍ وَجَمْعٌ كُلُّهَا مَوْقِفٌ، وَنَحَرْتُ هٰهُنَا وَمِنًى كُلُّهَا مَنْحَرٌ، فانْحَرُوا في رِحَالِكُمْ».

ﷺ نے فرمایا: ”میں نے عرفات میں اس جگہ پر وقوف کیا ہے اور عرفات سارے کا سارا جائے وقوف ہے۔ میں نے مزدلفہ میں اس جگہ پر وقوف کیا ہے اور مزدلفہ سارا ہی جائے وقوف ہے۔ اور میں نے اس جگہ قربانی کی ہے اور منیٰ سب ہی قربان گاہ ہے۔ پس تم اپنے اپنے پڑاؤ پر قربانیاں کرو۔“

۱۹۳۷- حَدَّثَنا الحسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا أبو أُسَامَةَ عن أُسَامَةَ بنِ زَيْدٍ، عن عَطاءٍ قال: حَدَّثني جَابرُ بنُ عَبْدِ الله أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «كُلُّ عَرَفَةَ مَوْقِفٌ وكلُّ مِنًى مَنْحَرٌ وكلُّ المُزْدَلِفَةِ مَوْقِفٌ وكلُّ فِجَاجِ مَكَّةَ طَرِيقٌ وَمَنْحَرٌ».

۱۹۳۷- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عرفات سارا ہی مقام وقوف ہے اور منیٰ سارا ہی قربان گاہ ہے اور مزدلفہ پورا ہی وقوف کی جگہ ہے۔ اور مکہ کے سب راستے (یہاں آنے کی) راہ ہیں اور قربان گاہ بھی۔“

فائدہ: عرفات، مزدلفہ اور منیٰ میں رسول اللہ ﷺ کے مقام ہائے وقوف معروف ہیں۔ اگر بغیر کسی ازدحام واذیت دینے کے ان مقامات پر وقوف کا موقع مل جائے تو شرف ہے ورنہ ثواب سبھی جگہ برابر ہے۔ اسی طرح مکے میں داخلے کے لیے کداء والی جانب افضل ہے ورنہ کہیں سے بھی آیا جاسکتا ہے۔ اسی طرح قربانی کے لیے منیٰ افضل ہے۔

۱۹۳۸- حَدَّثَنا ابنُ كَثِيرٍ: أخبرنا سُفْيَانُ عن أبي إسْحَاقَ، عن [عَمْرِو] بنِ مَيْمُونٍ قال: قال عُمَرُ بنُ الْخَطَّابِ: كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ لا يُفِيضُونَ حتى يَرَوُا الشَّمْسَ عَلَى ثَبِيرَ، فَخالَفَهُمُ النَّبيُّ ﷺ فَدَفَعَ قَبْلَ طُلوعِ الشَّمْسِ.

۱۹۳۸- جناب عمر بن خطاب ؓ نے بیان کیا کہ اہل جاہلیت (مزدلفہ سے) اس وقت تک روانہ نہیں ہوتے تھے جب تک کہ کوہ ثبیر پر سورج کو (طلوع ہوتا) نہ دیکھ لیتے۔ سو نبی ﷺ نے ان کی مخالفت کی اور طلوع آفتاب سے پہلے ہی وہاں سے روانہ ہو لیے۔

فائدہ: مزدلفہ سے روانگی کا اصل وقت نماز فجر کے بعد سورج نکلنے سے پہلے ہے، صرف ضعیفوں کے لیے رخصت ہے کہ وہ آدھی رات کے بعد جاسکتے ہیں۔

---

۱۹۳۷ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، المناسك، باب الذبح، ح: ۳۰۴۸ من حديث أسامة بن زيد به.

۱۹۳۸ـ تخريج: أخرجه البخاري، مناقب الأنصار، باب أيام الجاهلية، ح: ۳۸۳۸ من حديث سفيان الثوري به.

## (المعجم ٦٥) - باب التَّعْجِيلِ مِنْ جَمْعٍ (التحفة ٦٦)

## باب:٦٥-مزدلفہ سے روانگی میں جلدی کرنا

١٩٣٩- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ: أخبرني عُبَيْدُالله بنُ أبي يَزِيدَ أَنَّهُ سَمِعَ ابنَ عَبَّاسٍ يقُولُ: أنا مِمَّنْ قَدَّمَ رَسُولُ الله ﷺ لَيْلَةَ المُزْدَلِفَةِ في ضَعَفَةِ أَهْلِهِ.

۱۹۳۹-حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے اہل کے ان ضعیف افراد میں شامل تھا جن کو آپ ﷺ نے مزدلفہ کی رات قبل از وقت روانہ فرما دیا تھا۔

فائدہ: خواتین' بچے' مریض' بوڑھے اور کمزور افراد کے لیے رخصت ہے کہ وہ مزدلفہ سے فجر کی نماز سے پہلے ہی منیٰ کو روانہ ہو جائیں۔

١٩٤٠- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنا سُفْيانُ: حَدَّثَنا سَلَمَةُ بنُ كُهَيْلٍ عن الحسَنِ الْعُرَنِيِّ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: قَدَّمَنَا رَسُولُ الله ﷺ لَيْلَةَ المُزْدَلِفَةِ أُغَيْلِمَةَ بَنِي عَبْدِ المُطَّلِبِ عَلَى حُمُرَاتٍ، فَجَعَلَ يَلْطَحُ أَفخاذَنا وَيَقُولُ: «أُبَيْنِيَّ! لا تَرْمُوا الْجَمْرَةَ حتى تَطْلُعَ الشَّمْسُ».

۱۹۴۰-حضرت ابن عباس ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مزدلفہ کی رات ہم بنی عبدالمطلب کے چھوٹے لڑکوں کو گدھوں پر سوار کر کے آگے بھیج دیا تھا۔ اس موقع پر آپ ہماری رانوں پر آہستہ آہستہ مارتے ہوئے فرما رہے تھے: ''بچو! سورج طلوع ہونے سے پہلے جمرہ کو کنکریاں نہ مارنا۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: اللَّطْحُ: الضَّرْبُ اللَّيِّنُ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں [اَللَّطح] کا معنی ہے ''نرم انداز میں مارنا۔''

١٩٤١- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ:

۱۹۴۱-حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ

---

١٩٣٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، الحج، باب من قدم ضعفة أهله بليل ... الخ، ح:١٦٧٨، ومسلم، الحج، باب استحباب تقديم دفع الضعفة من النساء وغيرهن من مزدلفة إلى منى ... الخ، ح:١٢٩٣ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في مسند أحمد: ١/ ٢٢٢.

١٩٤٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، المناسك، باب من تقدم من جمع إلى منى لرمي الجمار، ح:٣٠٢٥، والنسائي، ح:٣٠٦٦ من حديث سفيان الثوري به، وسنده ضعيف * "الحسن العرني ثقة، أرسل عن ابن عباس" (تقريب)، وللحديث شواهد ضعيفة.

١٩٤١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، مناسك الحج، باب النهي عن رمي جمرة العقبة قبل طلوع الشمس، ح:٣٠٦٧ من حديث حبيب به وعنعن.

حَدَّثَنا الْوَلِيدُ بنُ عُقْبَةَ: حَدَّثَنا حَمْزَةُ الزَّيَّاتُ عن حَبيبٍ، عن عَطَاءٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يُقَدِّمُ ضُعَفَاءَ أَهْلِهِ بِغَلَسٍ وَيأْمُرُهُمْ يَعْني: لا يَرْمُونَ الْجَمْرَةَ، حتى تَطْلُعَ الشَّمْسُ.

رسول اللہ ﷺ اپنے اہل کے ضعیف افراد کو اندھیرے ہی میں آگے روانہ فرما دیا کرتے تھے۔ اور انہیں حکم دیتے تھے کہ سورج طلوع ہونے تک جمرہ کو کنکریاں نہ ماریں۔

فائدہ: دسویں تاریخ کو رمی جمرہ کا مسنون وقت سورج طلوع ہونے کے بعد ہے۔

**١٩٤٢- حَدَّثَنا** هَارُونُ بنُ عَبْدِ الله: حَدَّثَنا ابنُ أبي فُدَيْكٍ عن الضَّحَّاكِ يَعْني ابنَ عُثْمانَ، عن هِشَام بنِ عُرْوَةَ، عن أَبِيهِ، عن عَائِشَةَ رَضِيَ الله عَنْهَا أَنَّها قالَتْ: أَرْسَلَ النَّبيُّ ﷺ بِأُمِّ سَلَمَةَ لَيْلَةَ النَّحْرِ فَرَمَتِ الْجَمْرَةَ قَبْلَ الفَجْرِ، ثُمَّ مَضَتْ فأَفَاضَتْ وكَانَ ذٰلِكَ الْيَومُ، الْيَومَ الَّذِي يَكُونُ رَسُولُ الله ﷺ - تَعْنِي عِنْدَها.

١٩٤٢- حضرت عائشہ ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ام سلمہ ؓ کو نحر والی رات فجر سے پہلے ہی (منیٰ کی جانب) بھیج دیا۔ پس انہوں نے (طلوع) فجر سے پہلے ہی جمرہ کو کنکریاں مار لیں پھر وہ چلی گئیں اور طواف افاضہ کر لیا۔ اور یہ انہی کی باری کا دن تھا کہ رسول اللہ ﷺ ان کے ہاں تھے۔

**١٩٤٣- حَدَّثَنا** مُحمَّدُ بنُ خَلاَّدٍ الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن ابنِ جُرَيْجٍ: أخبرني عَطَاءٌ: أخبرني مُخْبِرٌ عن أَسْمَاءَ: أَنَّهَا رَمَتِ الْجَمْرَةَ. قُلْتُ: إِنَّا رَمَيْنَا الْجَمْرَةَ بِلَيْلٍ، قالَتْ: إِنَّا كُنَّا نَصْنَعُ هٰذَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ الله ﷺ.

١٩٤٣- ایک خبر دینے والے نے بیان کیا کہ حضرت اسماء (بنت ابی بکر) ؓ نے جمرہ کی رمی کی تو میں نے کہا: ہم نے تو رات میں رمی کی ہے۔ (کنکریاں ماری ہیں) انہوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہم یہی کیا کرتے تھے۔

---

١٩٤٢ـ **تخريج**: [**إسناده حسن**] انفرد به أبوداود.

١٩٤٣ـ **تخريج**: [**صحيح**] أخرجه النسائي، مناسك الحج، باب الرخصة للضعفة أن يصلوا يوم النحر الصبح بمنى، ح: ٣٠٥٣ من حديث عطاء بن أبي رباح به، ورواه البيهقي: ٥/ ١٣٣ من طريق أبي داود به * المخبر هو مولى أسماء عبدالله بن كيسان.

فائدہ: مذکورہ دونوں روایتوں میں سورج طلوع ہونے سے قبل کنکریاں مارنے کا ذکر ہے۔ اس کی بابت صاحب عون لکھتے ہیں کہ یہ صرف عورتوں، بچوں اور ان کے غلاموں کے لیے ہے جو ان کی خدمت کیلئے ہوں۔ ان کے علاوہ دس ذوالحجہ کو کسی کیلئے جائز نہیں کہ وہ طلوع فجر سے پہلے کنکریاں مارے جیسا کہ صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ واللہ اعلم.

**١٩٤٤- حَدَّثَنَا** مُحمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخْبَرَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَني أبُو الزُّبَيْرِ عن جَابِرٍ قال: أفَاضَ رَسُولُ الله ﷺ وَعَلَيْهِ السَّكِينَةُ وَأمَرَهُمْ أنْ يَرْمُوا بِمِثْلِ حَصَى الْخَذْفِ فأوضَعَ في وَادِي مُحَسِّرٍ.

۱۹۴۴- حضرت جابر ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ (مزدلفہ سے) روانہ ہوئے اور بڑے سکون اور آرام سے چلے۔ اور لوگوں کو حکم دیا کہ چھوٹی چھوٹی کنکریاں ماریں (مگر) وادئ محسر میں سے تیزی سے نکلے تھے۔

فائدہ: وادئ محسر میں اصحاب الفیل پر عذاب نازل ہوا تھا اور مقامات عذاب سے بڑی جلدی نکل جانا چاہیے۔

## (المعجم ٦٦) - باب يَوْمِ الْحَجِّ الأكْبَرِ (التحفة ٦٧)

## باب: ٦٦- حج اکبر کا دن کون سا ہے؟

**١٩٤٥- حَدَّثَنَا** مُؤَمَّلُ بنُ الْفَضْلِ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ يَعْني ابنَ الْغَازِ: حَدَّثَنَا نَافِعٌ عن ابنِ عُمَرَ: أنَّ رَسُولَ الله ﷺ وَقَفَ يَوْمَ النَّحْرِ بَيْنَ الْجَمَرَاتِ في الْحَجَّةِ الَّتي حَجَّ فقال: «أيُّ يَوْمٍ هٰذَا؟» قالُوا: يَوْمُ النَّحْرِ. قال: «هٰذَا يَوْمُ الْحَجِّ الأكْبَرِ».

۱۹۴۵- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے حج میں قربانی والے دن جمرات کے درمیان کھڑے ہوئے اور پوچھا: ''یہ کون سا دن ہے؟'' لوگوں نے کہا: یہ قربانی کا دن ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ حج اکبر کا دن ہے۔''

**١٩٤٦- حَدَّثَنَا** مُحمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ

۱۹۴۶- حضرت ابوہریرہ ؓ نے بیان کیا کہ حضرت

---

١٩٤٤ـ **تخريج**: **[إسناده ضعيف]** أخرجه النسائي، مناسك الحج، باب الأمر بالسكينة في الإفاضة من عرفة، ح: ٣٠٢٤ من حديث سفيان الثوري به، ورواه مسلم، ح: ١٢٩٩ عن أبي الزبير به مختصرًا جدًا * أبوالزبير عنعن.

١٩٤٥ـ **تخريج**: **[إسناده صحيح]** أخرجه ابن ماجه، المناسك، باب الخطبة يوم النحر، ح: ٣٠٥٨ من حديث هشام بن الغاز به، وعلقه البخاري، ح: ١٧٤٢، وصححه الحاكم: ٢/ ٢٣١، ووافقه الذهبي.

١٩٤٦ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الجزية والموادعة، باب: كيف ينبذ إلى أهل العهد، ح: ٣١٧٧ عن أبي اليمان الحكم بن نافع، ومسلم، الحج، باب: لا يحج البيت مشرك ... الخ، ح: ١٣٤٧ من حديث الزهري به.

فَارِسٍ، أَنَّ الحَكَمَ بنَ نَافِعٍ حَدَّثَهُمْ: أخبرنا شُعَيْبٌ عن الزُّهْرِيِّ: حَدَّثَني حُمَيْدُ ابنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قال: بَعَثَني أَبُو بَكْرٍ في مَنْ يُؤَذِّنُ يَوْمَ النَّحْرِ بِمِنًى أَنْ لا يَحُجَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ، ولا يَطُوفَ بالْبَيْتِ عُرْيَانٌ، وَيَوْمُ الحجِّ الْأكْبَرِ يَوْمُ النَّحْرِ، وَالحَجُّ الْأَكْبَرُ: الحجُّ.

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے ان لوگوں کے ساتھ بھیجا جنہوں نے قربانی کے روز منیٰ میں یہ اعلان کیا تھا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج کے لیے نہ آئے۔ اور کوئی شخص بے لباس ہوکر بیت اللہ کا طواف نہ کرے۔ اور قربانی کا دن (یوم النحر ہی) حج اکبر کا دن ہے۔ اور حج اکبر سے مراد حج ہے۔

**فوائد و مسائل:** ① رسول اللہ ﷺ نے اپنے حج سے ایک سال پہلے نو ہجری میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امیر حج بنا کر روانہ فرمایا تھا اور اس موقع پر سورۂ براءة (سورۂ توبہ) کی آیات کے ذریعے سے کفار سے اعلان براءت کیا گیا تھا۔ ② مشرکین کو حرم میں داخلہ کی اجازت نہیں۔ انہیں طاقت کے ذریعے سے اس سے روکا جانا ضروری ہے۔ ③ طواف کے لیے ستر واجب ہے۔ ④ یوم النحر (قربانی کا دن) حج اکبر کا دن ہے۔ سورۂ توبہ میں ہے ﴿وَ اَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِيٓ ءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَ رَسُولُه......﴾ (التوبة: ٣) ”اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے بڑے حج کے دن میں یہ اعلان عام ہے کہ اللہ تعالیٰ مشرکین سے بری ہے اور اس کا رسول بھی۔“ ⑤ ”حج اکبر“ سے مراد ”حج“ ہے۔ جبکہ کچھ روایات میں عمرہ کو حج اصغر سے تعبیر کیا گیا ہے۔ یہ احادیث عوام الناس میں مشہور اس قول کی تردید کرتی ہیں کہ جب یوم عرفہ اور یوم جمعہ جمع ہو جائیں تو وہ حج اکبر ہوتا ہے۔ نہیں! بلکہ ہر حج خواہ وہ کسی بھی روز ہو ”حج اکبر“ ہی ہوتا ہے۔ جمعہ کے روز یوم عرفہ کا واقع ہونا ایک اتفاقی امر ہے اور اللہ کے ہاں قبولیت میں کوئی فرق نہیں۔

## (المعجم ٦٧) - باب الْأَشْهُرِ الْحُرُمِ (التحفة ٦٨)

## باب: ٦٧- حرمت والے مہینوں کا بیان

١٩٤٧- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا إِسْمَاعِيلُ: حَدَّثَنا أَيُّوبُ عن مُحمَّدٍ، عن أَبِي بَكْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَطَبَ في حَجَّتِهِ فقال: «إِنَّ الزَّمَانَ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ

١٩٤٧- حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے اپنے حج میں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ”بلاشبہ زمانہ اپنی اس (اصل) کیفیت پر گھوم آیا ہے (جس پر کہ اپنے پہلے روز تھا) جب کہ اللہ نے آسمانوں

---

**١٩٤٧- تخريج:** [**إسناده صحيح**] وهو متفق عليه، انظر الحديث الآتي، وأخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ٤٢١٥ من حديث إسماعيل ابن علية به.

خَلَقَ اللهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرضَ، السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا، مِنْها أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ: ثَلاثٌ مُتَوَالِيَاتٌ ذُوالْقَعْدَةِ وَذُو الحِجَّةِ وَالمُحَرَّمُ وَرَجَبُ مُضَرَ الَّذِي بَيْنَ جُمَادَى وَشَعْبَانَ».

اور زمین کو پیدا فرمایا تھا۔ سال کے بارہ مہینے ہیں' اور ان میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں۔ تین مہینے متواتر ہیں' یعنی ذوالقعدہ' ذوالحجہ اور محرم اور (چوتھا) مُضَر کا رجب ہے جو جمادیٰ اور شعبان کے درمیان ہوتا ہے۔''

**فوائد ومسائل:** ① اہل عرب میں قدیم سے یہ روایت چلی آتی تھی کہ ذوالقعدہ' ذوالحجہ' محرم اور رجب کے مہینوں کو حرمت والے مہینے جانتے تھے اور ان میں قتل و غارت اور عام دنگا فساد سے پرہیز کرتے تھے۔ چنانچہ اسلام نے بھی ان کی حرمت کو بحال رکھا ہے' مگر اس کا یہ مفہوم نہیں کہ باقی مہینوں میں جو جی چاہے کیا جائے' نہیں بلکہ ہمیشہ ہی اللہ کی حرمات کا پاس رکھنا فرض اور واجب ہے' مگر ان مہینوں میں اور زیادہ اہتمام کیا جانا چاہیے۔ سورۂ توبہ میں ہے: ﴿اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَا اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ﴾ (التوبة :٣٦) ''مہینوں کی تعداد اللہ کے ہاں بارہ مہینے ہے' اللہ کی کتاب میں' جس دن کہ اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے' ان میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں۔'' ② ''زمانہ گھوم آیا ہے'' اس میں اہل جاہلیت کی اس قبیح رسم کی طرف اشارہ ہے کہ وہ لوگ مہینوں کو آگے پیچھے کر دیتے تھے۔ مثلاً محرم کو صفر کی جگہ مؤخر اور صفر کو مقدم کر دیا اور اسے ''نسیء'' سے تعبیر کرتے تھے۔ اس طرح سال کی تاریخوں میں بہت خرابی پیدا ہوگئی تھی۔ اور جس سال نبی ﷺ نے حج کیا اس سال حج اور تاریخ اپنے بالکل صحیح وقت پر آئی تھی۔ قرآن کریم نے عمل نسیء کو کفریہ اعمال میں سے شمار کیا ہے اور آیندہ صحیح تاریخ کی حفاظت کی ترغیب دی ہے۔ ﴿اِنَّمَا النَّسِيْٓءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ...... الخ﴾ (التوبة:٣٧) ③ ماہ رجب کو قبیلۂ مُضَر کی طرف اس لیے منسوب کیا گیا ہے کہ وہ لوگ اس کا بہت زیادہ احترام کرتے تھے۔

١٩٤٨- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فَيَّاضٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَهَّاب: حَدَّثَنا أَيُّوبُ السَّخْتِيَانِيُّ عن مُحَمَّدِ بنِ سِيرِينَ، عن ابنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَاهُ.

١٩٤٨- محمد بن سیرین' ابن ابی بکرہ سے وہ (اپنے والد) ابوبکرہ ؓ سے وہ نبی ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کرتے ہیں۔



---

١٩٤٨ـ **تخريج:** أخرجه البخاري، المغازي، باب حجة الوداع، ح:٤٤٠٦، ومسلم، القسامة والمحاربين، باب تغليظ تحريم الدماء والأعراض والأموال من حديث عبدالوهاب الثقفي به.

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَسَمَّاهُ ابنُ عَوْنٍ فقالَ عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ أبي بَكْرَةَ، عَنْ أبِي بَكْرَةَ في هٰذَا الحدِيثِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابن عون نے نام لے کر کہا کہ عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ (اپنے والد) ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

## (المعجم ٦٨) - باب مَنْ لَمْ يُدْرِكْ عَرَفَةَ (التحفة ٦٩)

## باب:٦٨- جو شخص وقوف عرفات نہ پا سکے؟

**١٩٤٩- حَدَّثَنا** مُحمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنا سُفْيَانُ: حَدَّثَني بُكَيْرُ بنُ عَطاءٍ عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ يَعْمَرَ الدِّيلِيِّ قال: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ بِعَرَفَةَ، فَجاءَ ناسٌ - أوْ نَفَرٌ - مِنْ أَهْلِ نَجْدٍ، فأَمَرُوا رَجُلًا فَنَادَى رَسُولَ الله ﷺ كَيْفَ الحجُّ؟ فأَمَرَ رَجُلًا فَنادَى: «الحجُّ: الحجُّ يَوْمُ عَرَفَةَ، مَنْ جاءَ قَبْلَ صَلاَةِ الصُّبْحِ مِنْ لَيْلَةِ جَمْعٍ فَتَمَّ حَجُّهُ أَيَّامُ مِنًى ثَلاَثَةٌ فَمَنْ تَعَجَّلَ في يَوْمَيْنِ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ وَمَنْ تَأَخَّرَ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ». قال: ثُمَّ أَرْدَفَ رَجُلًا خَلْفَهُ فَجَعَلَ يُنَادِي بِذٰلِكَ.

١٩٤٩- جناب عبدالرحمٰن بن یعمر الدیلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جب کہ آپ میدانِ عرفات میں تھے۔ اسی دوران میں نجد کی طرف کے کچھ لوگ آئے اور انہوں نے ایک شخص کو کہا تو اس نے پکار کر کہا: اے اللہ کے رسول! حج کیسے ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے (بھی) ایک شخص کو حکم دیا اور اس نے پکار کر کہا: ''حج: حج عرفات کا دن ہے۔ جو شخص مزدلفہ کی رات میں فجر کی نماز سے پہلے پہلے یہاں آ گیا اس کا حج پورا ہو گیا۔ منیٰ کے دن تین ہیں۔ جو شخص دو دن بعد جلدی سے واپس ہو جائے اس پر کوئی گناہ نہیں اور جو تاخیر کرے (تیسرا دن بھی وقوف کرے) تو اس پر بھی کوئی گناہ نہیں۔'' پھر آپ نے اپنے پیچھے ایک شخص کو سوار کرا لیا جو اس بات کی منادی کرنے لگا۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَلِكَ رَوَاهُ مِهْرَانُ عن سُفْيَانَ قال: «الحجُّ، الحجُّ» مَرَّتَيْنِ. وَرَوَاهُ يَحْيَى بنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ عن سُفْيَانَ قال: «الحجُّ» مَرَّةً.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مہران نے سفیان سے ایسے ہی روایت کیا ہے [الحج الحج] (یعنی) دوبار۔ جبکہ یحییٰ بن سعید قطان نے سفیان سے یہ لفظ [الحج] ایک بار بیان کیا ہے۔

**١٩٤٩ـ تخريج:** [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء فيمن أدرك الإمام بجمع فقد أدرك الحج، ح:٨٨٩، ٨٩٠، والنسائي، ح:٣٠١٩، وابن ماجه، ح:٣٠١٥ من حديث سفيان الثوري به، وصححه ابن خزيمة، ح:٢٨٢٣، والحاكم:١/ ٢٧٨، ٤٦٣، ٤٦٤، ووافقه الذهبي.

فائدہ: وقوف عرفات حج کا رکن ہے۔خواہ معمولی وقت کے لیے ہی کیوں نہ ہو۔اور اس کا وقت نو ذوالحجہ کو زوال کے وقت سے لے کر اگلے دن صبح صادق سے پہلے تک ہے۔جس سے یہ وقوف فوت ہو جائے' اس کا حج نہیں۔

١٩٥٠- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا عَامِرٌ: أخبرني عُرْوَةُ بنُ مُضَرِّسٍ الطَّائِيُّ قال: أَتَيْتُ رَسُولَ الله ﷺ بالمَوْقِفِ يَعْنِي بِجَمْعٍ قُلْتُ: جِئْتُ يَارَسُولَ الله! مِن جَبَلَيْ طَيِّ أَكَلَلْتُ مَطِيَّتِي وَأَتْعَبْتُ نَفْسِي، وَالله! ما تَرَكْتُ مِنْ حَبْلٍ إلَّا وَقَفْتُ عَلَيْهِ، فَهَلْ لِي مِنْ حَجٍّ؟ فقال رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ أَدْرَكَ مَعَنَا هٰذِهِ الصَّلَاةَ، وَأَتَى عَرَفَاتٍ قَبْلَ ذٰلِكَ لَيْلًا أَوْ نَهَارًا، فَقَدْ تَمَّ حَجُّهُ وَقَضَى تَفَثَهُ».

۱۹۵۰- حضرت عروہ بن مضرس طائی ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں مزدلفہ میں وقوف کے وقت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں قبیلۂ طے کے دو پہاڑوں سے آیا ہوں۔ میں نے اپنی سواری کو ہلکان کیا ہے اور اپنے آپ کو بہت تھکایا ہے۔قسم اللہ کی! میں نے کوئی ٹیلہ (یا پہاڑ) نہیں چھوڑا مگر اس پر وقوف کیا ہے۔تو کیا میرا حج ہو گیا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''جس نے ہمارے ساتھ یہ نماز (فجر) پالی اور اس سے پہلے وہ رات یا دن میں عرفات میں حاضر ہو چکا ہے تو اس کا حج پورا ہو گیا اور اس نے اپنا میل کچیل دور کر لیا۔(اس نے مناسکِ حج پورے کر لیے۔اب مابعد کے دیگر اعمالِ حج پورے کر کے اپنا احرام کھول دے۔'')

## (المعجم ٦٩) - باب النُّزُولِ بِمِنًى (التحفة ٧٠)

## باب:٦٩-منیٰ میں پڑاؤ کرنے کا بیان

١٩٥١- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا مَعْمَرٌ عن حُمَيْدٍ الأَعْرَجِ، عن مُحَمَّدِ بنِ إبراهِيمَ

۱۹۵۱- عبدالرحمٰن بن معاذ ؒ ایک صحابی سے بیان کرتے ہیں' اس نے کہا: نبی ﷺ نے منیٰ میں لوگوں کو خطبہ دیا اور انہیں اپنے اپنے مقامات پر اترنے کا

---

**١٩٥٠ـ تخريج:** [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء فيمن أدرك الإمام بجمع فقد أدرك الحج، ح:٨٩١، والنسائي، ح:٣٠٤٢، وابن ماجه، ح:٣٠١٦ من حديث إسماعيل به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح:٢٨٢٠، وابن حبان (الإحسان)، ح:٣٨٣٩، ٣٨٤٠، والحاكم: ١/ ٤٦٣، ووافقه الذهبي.

**١٩٥١ـ تخريج:** [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ٥/ ١٣٨ من حديث أبي داود به، وهو في مسند أحمد: ٤/ ٦١، ٥/ ٣٧٤.

التَّيْمِيِّ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ مُعَاذٍ، عن رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبيِّ ﷺ قال: خَطَبَ النَّبيُّ ﷺ النَّاسَ بِمِنًى وَنَزَّلَهُمْ مَنَازِلَهُمْ، فقال: «لِيَنْزِلِ المُهَاجِرُونَ هٰهُنَا»، وَأَشَارَ إلى مَيْمَنَةِ الْقِبْلَةِ، «والْأَنْصَارُ هٰهُنَا»، وَأَشَارَ إلى مَيْسَرَةِ الْقِبْلَةِ، ثُمَّ لِيَنْزِلِ النَّاسُ حَوْلَهُمْ.

ارشاد فرمایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”مہاجرین یہاں پڑاؤ کریں۔“ اور قبلہ کی جانب دائیں طرف اشارہ فرمایا۔ ”اور انصار یہاں پڑاؤ کریں۔“ اور قبلہ کی بائیں طرف اشارہ فرمایا۔ ”اور دیگر لوگ ان کے اردگرد اتریں۔“

فائدہ: یہ مقامات منیٰ کی مسجد خیف سے قبلہ کی طرف دائیں اور بائیں مراد ہیں۔ جیسے کہ آئندہ حدیث نمبر ١٩٥٧ میں آ رہا ہے۔

(المعجم ٧٠) - **بَابٌ: أَيَّ يَوْمٍ يُخْطَبُ بِمِنًى** (التحفة ٧١)

باب: ٧٠-امام منیٰ میں کس روز خطبہ دے؟

١٩٥٢- **حَدَّثَنا** مُحَمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنا ابنُ الْمُبَارَكِ عن إبراهِيمَ بنِ نَافِعٍ، عن ابنِ أبي نَجِيحٍ، عن أبيهِ، عن رَجُلَيْنِ مِنْ بَنِي بَكْرٍ قالَا: رَأَيْنَا رَسُولَ الله ﷺ يَخْطُبُ بَيْنَ أَوْسَطِ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ وَنَحْنُ عِنْدَ رَاحِلَتِهِ وَهِيَ خُطْبَةُ رَسُولِ الله ﷺ الَّتي خَطَبَ بِمِنًى

١٩٥٢-ابن ابی نجیح اپنے والد سے وہ بنو بکر کے دو آدمیوں سے روایت کرتے ہیں انہوں نے بیان کیا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کو ایام تشریق کے درمیانی دن میں خطبہ دیتے ہوئے دیکھا۔ ہم آپ کی سواری کے قریب ہی تھے اور یہ رسول اللہ ﷺ کا وہ خطبہ تھا جو آپ نے منیٰ میں ارشاد فرمایا۔

١٩٥٣- **حَدَّثَنا** مُحَمَّدُ بنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنا أَبُو عَاصِمٍ: حَدَّثَنا رَبِيعَةُ بنُ

١٩٥٣- ربیعہ بن عبدالرحمٰن بن حصین اپنی دادی سراء بنت نبہان ؓ سے بیان کرتے ہیں...... یہ خاتون



---

١٩٥٢ـ **تخريج**: [**إسناده ضعيف**] أخرجه البيهقي: ٥/ ١٥١ من حديث أبي داود به، وأحمد: ٥/ ٣٧٠ من حديث إبراهيم بن نافع به * ابن أبي نجيح مدلس وعنعن.

١٩٥٣ـ **تخريج**: [حسن] أخرجه البخاري في "خلق أفعال العباد"، ح: ٣٩٨ عن أبي عاصم به مختصرًا، ورواه البيهقي: ٥/ ١٥١، ١٥٢، وابن سعد في الطبقات: ٨/ ٣٣٠ مطولاً، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٩٧٣ من حديث محمد بن بشار به.

عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ حُصَيْنٍ: حَدَّثَتْني جَدَّتي سَرَّاءُ بِنْتُ نَبْهَانَ - وَكَانَتْ رَبَّةَ بَيْتٍ في الْجَاهِلِيَّةِ - قالتْ: خَطَبَنَا النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ الرُّؤُوسِ فقال: «أَيُّ يَوْمٍ هٰذَا؟» قُلْنَا: الله وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قال: «أَلَيْسَ أَوْسَطَ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ؟».

قبل از اسلام ایک گھر کی نگران تھیں (جس میں بت ہوا کرتے تھے)...... وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے رؤوس والے دن ہمیں خطبہ دیا۔ آپ نے فرمایا: ''یہ کونسا دن ہے؟'' ہم نے کہا: اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''کیا یہ ایام تشریق کا درمیانی دن نہیں ہے؟''

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وكَذٰلِكَ قال عَمُّ أَبي حُرَّةَ الرَّقَاشِيِّ: أَنَّهُ خَطَبَ أَوْسَطَ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ.

امام ابوداود ؒ نے کہا: ابوحرہ رقاشی کے چچا نے بھی ایسے ہی روایت کیا ہے کہ آپ نے ایام تشریق کے درمیانی دن میں خطبہ دیا۔

**فوائد ومسائل:** ① عیدالاضحیٰ (دس ذوالحجہ) کے بعد تین دنوں کو ایام تشریق کہتے ہیں۔ ''تشریق'' کے معنی ہیں' گوشت کے ٹکڑے کر کے دھوپ میں خشک کرنا۔ پہلا دن یوم القر (بمعنی قرار) اور دوسرا دن ''یوم الرؤوس'' کہلاتا ہے۔ یعنی ''سریوں والا دن'' کہ وہ قربانیوں کی سریاں پکا کر کھاتے تھے۔ اور تیسرے دن کو ''یوم النفر'' (روانگی کا دن) کہتے ہیں۔ ② اس موقع پر امام حج کے لیے خطبہ دینا مستحب ہے جیسے کہ رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے۔ حسب موقع اہم اہم مسائل کی تذکیر کی جانی چاہیے۔

## (المعجم ٧١) - **باب** مَنْ قَالَ: خَطَبَ يَوْمَ النَّحْرِ (التحفة ٧٢)

## باب: ۷۱- قربانی والے دن خطبہ

١٩٥٤- **حَدَّثَنا** هَارُونُ بنُ عَبْدِ الله: حَدَّثَنا هِشَامُ بنُ عَبْدِ المَلِكِ: حَدَّثَنا عِكْرِمَةُ: حَدَّثَني الْهِرْمَاسُ بنُ زِيَادٍ الْبَاهِلِيُّ قال: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَخْطُبُ النَّاسَ عَلَى نَاقَتِهِ الْعَضْبَاءِ يَوْمَ الْأَضْحٰى بِمِنًى.

۱۹۵۴- حضرت ہرماس بن زیاد باہلی ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ منیٰ میں قربانی والے دن اپنی عضباء اونٹنی پر لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے۔

**١٩٥٤ـ تخريج:** [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٨٥، والنسائي في الكبرٰى، ح: ٤٠٩٥ من حديث عكرمة به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٩٥٣، وابن حبان، ح: ١٠١٦.

١٩٥٥- حَدَّثَنا مُؤَمَّلٌ يَعني ابنَ الْفَضْلِ الْحَرَّانِيَّ: حَدَّثَنا الْوَلِيدُ: حَدَّثَنا ابنُ جابِرٍ: حَدَّثَنا سُلَيْمُ بنُ عامِرٍ الْكَلَاعِيُّ سَمِعْتُ أبا أُمَامَةَ يقُولُ: سَمِعْتُ خُطْبَةَ رَسُولِ الله ﷺ بِمِنًى يَوْمَ النَّحْرِ.

۱۹۵۵-حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے منیٰ میں قربانی والے دن رسول اللہ ﷺ کا خطبہ سنا۔

(المعجم ٧٢) - **بَابٌ: أَيَّ وَقْتٍ يَخْطُبُ يَوْمَ النَّحْرِ** (التحفة ٧٣)

باب:۷۲-قربانی والے دن خطبہ دینے کا وقت

١٩٥٦- حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَهَّابِ بنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنا مَرْوَانُ عن هِلَالِ بنِ عَامِرٍ الْمُزَنِيِّ: حَدَّثَني رَافِعُ بنُ عَمْرٍو الْمُزَنِيُّ قال: رَأَيْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَخْطُبُ النَّاسَ بِمِنًى حِينَ ارْتَفَعَ الضُّحَى عَلَى بَغْلَةٍ شَهْبَاءَ وَعَلِيٌّ رَضِيَ الله عَنْهُ يُعَبِّرُ عَنْهُ وَالنَّاسُ بَيْنَ قَاعِدٍ وَقَائِمٍ.

۱۹۵۶- جناب رافع بن عمرو مزنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ منیٰ میں اپنے سفید خچر پر لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے جبکہ دن اونچا آ چکا تھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ کی بات آگے پہنچا رہے تھے۔ لوگ کچھ بیٹھے تھے اور کچھ کھڑے تھے۔



فوائد ومسائل: ① امام حج کا اس دن خطبہ دینا مستحب ہے۔ ② آپ ﷺ نے ایک موقع پر اپنی اونٹنی پر سے خطبہ دیا اور دوسرے موقع پر سفید خچر پر سے اس میں تعارض نہیں ہے۔

(المعجم ٧٣) - **باب مَا يَذْكُرُ الإِمَامُ فِي خُطْبَتِهِ بِمِنًى** (التحفة ٧٤)

باب:۷۳-منیٰ کے خطبہ میں امام کیا بیان کرے؟

١٩٥٧- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا عَبْدُ

۱۹۵۷- حضرت عبدالرحمٰن بن معاذ تیمی رضی اللہ عنہ بیان

---

**١٩٥٥ـ تخريج:** [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ٥/ ١٤٠ من حديث أبي داود به، وصححه ابن الجارود، ح: ٩٤٩، وأصله عند الترمذي، ح: ٦١٦ وقال: "حسن صحيح".

**١٩٥٦ـ تخريج:** [صحيح] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ٤٠٩٤ من حديث مروان بن معاوية الفزاري به، وصرح بالسماع، وتابعه يعلى بن عبيد، وانظر، ح: ٤٠٧٣.

**١٩٥٧ـ تخريج:** [صحيح] أخرجه النسائي، مناسك الحج، باب ما ذكر في منىً، ح: ٢٩٩٩ من حديث عبدالوارث به، وانظر، ح: ١٩٥١.

الْوَارِثِ عن حُمَيْدٍ الْأَعْرَجِ، عن مُحمَّدِ ابنِ إِبراهِيمَ التَّيْمِيِّ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ مُعَاذٍ التَّيْمِيِّ قال: خَطَبَنَا رَسُولُ الله ﷺ وَنَحْنُ بِمِنًى فَفُتِحَتْ أَسْمَاعُنَا حَتَّى كُنَّا نَسْمَعُ ما يقُولُ وَنَحْنُ في مَنَازِلِنَا، فَطَفِقَ يُعَلِّمُهُمْ مَنَاسِكَهُمْ حَتَّى بَلَغَ الْجِمَارَ فَوَضَعَ إِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَتَيْنِ ثُمَّ قال: «بِحَصَى الْخَذْفِ» ثُمَّ أَمَرَ الْمُهَاجِرِينَ فَنَزَلُوا في مُقَدَّمِ الْمَسْجِدِ، وَأَمَرَ الْأَنْصَارَ فَنَزَلُوا مِنْ وَرَاءِ الْمَسْجِدِ، ثُمَّ نَزَلَ النَّاسُ بَعْدَ ذٰلِكَ.

کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا جبکہ ہم منیٰ میں تھے۔ پس (اللہ تبارک وتعالیٰ نے) ہمارے کان کھول دیے' ہم اپنے اپنے پڑاؤ پر تھے اور وہ سب کچھ سن رہے تھے جو آپ فرما رہے تھے۔ آپ ہمیں اعمالِ حج کی تعلیم فرما رہے تھے حتیٰ کہ جمرات تک پہنچ گئے' تو آپ نے اپنی شہادت کی انگلیاں (اپنے کانوں میں) رکھیں اور فرمایا: ''چھوٹی چھوٹی کنکریاں مارو''۔ آپ نے مہاجرین کو حکم دیا تو وہ مسجد (خیف) کے آگے کی طرف اترے۔ اور انصار کو حکم دیا تو وہ مسجد سے پیچھے کی طرف اترے۔ پھر دوسرے لوگ ان کے بعد اترے۔

**فوائد ومسائل:** ① یہ نبی ﷺ کا معجزہ تھا کہ دور کے لوگوں نے اپنی اپنی جگہ پر آپ کا خطبہ سن لیا۔ ② ''شہادت کی انگلیاں رکھیں'' اس سے مراد یا تو یہ ہے کہ آپ نے اپنے کانوں میں رکھیں اور بلند آواز سے فرمایا۔ ابوداود کے ایک نسخہ سے اس معنی کی تائید ہوتی ہے اس میں [فِي أُذُنَيْهِ] کا اضافہ ہے۔ (نیل الاوطار) یا ہوسکتا ہے کہ آپ نے انگوٹھوں کے درمیان اپنی انگلیاں رکھ کر اشارہ فرمایا ہو کہ اس طرح کی چھوٹی چھوٹی کنکریاں مارو۔ (بذل المجهود)

## (المعجم ٧٤) - بَابٌ: يَبِيتُ بِمَكَّةَ لَيَالِي مِنًى (التحفة ٧٥)

## باب:٧٤- منیٰ کی راتیں مکہ میں گزارنے کا بیان

١٩٥٨- حَدَّثَنا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن ابنِ جُرَيْجٍ: حَدَّثَنِي حَرِيزٌ - أَوْ أَبُو حَرِيزٍ الشَّكُّ مِنْ يَحْيَى - أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ ابنَ فَرُّوخَ يَسْأَلُ ابنَ عُمَرَ قال: إِنَّا نَتَبَايَعُ بِأَمْوَالِ النَّاسِ فَيَأْتِي أَحَدُنَا مَكَّةَ فَيَبِيتُ

١٩٥٨- عبدالرحمٰن بن فروخ نے حضرت ابن عمر ؓ سے پوچھا کہ ہم لوگوں کے ساتھ خرید وفروخت کرتے ہیں' تو ہم میں سے کوئی مکہ بھی آجاتا ہے اور اپنے مال کے ساتھ رات گزارتا ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے تو راتیں منیٰ میں گزاری تھیں اور دن بھی۔

١٩٥٨ـ **تخريج: [إسناده ضعيف]** أخرجه البيهقي: ٥/ ١٥٣ من حديث أبي داود به ٭ حريز أو أبوحريز مجهول كما في التقريب وغيره.

عَلَى الْمَالِ؟ فقال: أَمَّا رَسُولُ الله ﷺ فَبَاتَ بِمِنًى وَظَلَّ.

**١٩٥٩- حَدَّثَنا** عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا ابنُ نُمَيْرٍ وَأَبُو أُسَامَةَ عن عُبَيْدِالله، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ قال: اسْتَأْذَنَ الْعَبَّاسُ رَسُولَ الله ﷺ أنْ يَبِيتَ بِمَكَّةَ لَيَالِيَ مِنًى مِنْ أَجْلِ سِقَايَتِهِ فأذِنَ لَهُ.

١٩٥٩- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کی تھی کہ لوگوں کو پانی پلانے کی غرض سے منیٰ کی راتیں مکہ میں گزار لیں تو آپ نے ان کو اجازت دے دی تھی۔

فائدہ: کوئی معقول شرعی عذر ہو تو منیٰ سے باہر رہ سکتا ہے، مثلاً حجاج کی خدمت، جانوروں کو چرانا یا مریض اور اس کی تیمارداری وغیرہ۔ اس قسم کے اعذار کے علاوہ منیٰ میں رات گزارنا ضروری ہے۔

## (المعجم ٧٥) - باب الصَّلَاةِ بِمِنًى (التحفة ٧٦)

## باب:٧٥- منیٰ میں نمازیں (قصر یا اتمام)

**١٩٦٠- حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ: أَنَّ أَبَا مُعَاوِيَةَ وَحَفْصَ بنَ غِيَاثٍ حدَّثاهم وَحَدِيثُ أبي مُعَاوِيَةَ أَتَمُّ، عن الأَعمَشِ، عن إبراهِيمَ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ يَزِيدَ قال: صَلَّى عُثْمانُ بِمِنًى أَرْبَعًا، فقال عَبْدُ الله: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبيِّ ﷺ رَكْعَتَيْنِ وَمَعَ أَبي بَكْرٍ رَكْعَتَيْنِ، وَمَعَ عُمَرَ رَكْعَتَيْنِ - زَادَ عن حَفْصٍ: وَمَعَ عُثْمانَ صَدْرًا مِنْ إمَارَتِهِ ثُمَّ أَتمَّهَا - زَادَ مِنْ هٰهُنَا عن أبي مُعَاوِيَةَ - ثُمَّ

١٩٦٠- جناب عبدالرحمٰن بن یزید نے بیان کیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے منیٰ میں چار رکعتیں پڑھیں تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے نبی ﷺ کے ساتھ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ اور عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ دو دو رکعتیں (قصر) پڑھی ہیں۔ (مسدد نے) حفص بن غیاث سے مزید یہ بھی کہا: اور عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی، کہ وہ ابتدائی دور خلافت میں (قصر کرتے رہے) پھر آخر میں وہ پوری پڑھنے لگے تھے۔ (مسدد نے) یہاں سے ابومعاویہ سے یہ اضافہ کیا کہ (ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے

---

**١٩٥٩ـ تخريج**: أخرجه البخاري، الحج، باب: هل يبيت أصحاب السقاية أو غيرهم بمكة ليالي منىً؟، ح:١٧٤٥، ومسلم، الحج، باب وجوب المبيت بمنىً ليالي أيام التشريق . . . الخ، ح:١٣١٥ من حديث ابن نمير به، وانظر، ح:٢٠٢٥.

**١٩٦٠ـ تخريج**: أخرجه البخاري، التقصير، باب الصلٰوة بمنىً، ح:١٠٨٤، ومسلم، صلاة المسافرين، باب قصر الصلٰوة بمنىً، ح:٦٩٥ من حديث الأعمش به * حديث معاوية بن قرة عن أشياخه غير متفق عليه.

تَفَرَّقَتْ بِكُمُ الطُّرُقُ، فَلَوَدِدْتُ أَنَّ لِي مِنْ أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ رَكْعَتَيْنِ مُتَقَبَّلَتَيْنِ. قال الأَعمَشُ: فحَدَّثَني مُعَاوِيَةُ بنُ قُرَّةَ عن أَشْيَاخِهِ أَنَّ عَبْدَ الله صَلَّى أَرْبَعًا؟! قال: فقِيلَ لَهُ: عِبْتَ عَلَى عُثْمانَ ثُمَّ صَلَّيْتَ أَرْبَعًا؟! قال: الْخِلَافُ شَرٌّ.

کہا:) پھر تمہاری راہیں مختلف ہوگئیں اور مجھے دو رکعتیں جو (اللہ کے ہاں) قبول ہو جائیں چار رکعتوں سے بہتر معلوم ہوتی ہیں۔ اعمش نے کہا: مجھے معاویہ بن قرہ نے اپنے بزرگوں (اساتذہ) سے بیان کیا کہ عبداللہ بن مسعود ؓ نے بھی چار رکعتیں پڑھیں تو ان سے کہا گیا کہ آپ عثمان ؓ پر عیب لگاتے ہیں پھر بھی چار پڑھتے ہیں؟ کہنے لگے: اختلاف کرنا برا کام ہے۔

فائدہ: اس روایت میں حضرت عثمان ؓ کا یہ عمل منقول ہے کہ انہوں نے اپنی خلافت میں (ابتدائی چھ سال کے بعد) منیٰ میں قصر کی بجائے پوری چار رکعت پڑھنی شروع کر دی تھیں۔ اس کی مختلف وجوہات بیان کی گئی ہیں' لیکن اصل بات یہ ہے کہ انہوں نے محض جواز کی بنیاد پر پوری نماز پڑھی تھی' اسی لیے پہلے چھ سال تک وہ قصر ہی کرتے رہے تھے۔ اور اسی جواز ہی کی وجہ سے حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ نے بھی حضرت عثمان ؓ کی متابعت میں پوری نماز پڑھ لی' اور اس میں اختلاف کرنے کو پسند نہیں کیا۔ حالانکہ وہ خود بیان کر رہے ہیں کہ اس سے قبل وہ قصر کرتے رہے۔ اگر پوری نماز پڑھنے کا جواز نہ ہوتا' تو وہ یقیناً اس سے اختلاف کرتے اور اختلاف کو برا کام نہ کہتے' کیونکہ جس چیز کا جواز ہی نہ ہو' اس سے تو اختلاف کرنا ضروری ہے' اس اختلاف کو تو کسی صورت میں برا کام نہیں کہا جا سکتا۔ تاہم مسافر کے لیے قصر اور اتمام دونوں باتوں کو جائز سمجھنے کے باوجود' وہ ڈرتے تھے کہ حضرت عثمان ؓ کی متابعت میں انہوں نے جو چار رکعتیں پڑھی ہیں' کہیں وہ عنداللہ نامقبول نہ ہوں' اس لیے اللہ کی طرف سے اگر دو رکعتیں بھی مقبول ہو جائیں تو بڑی بات ہے' بے شک چاروں رکعتیں مقبول نہ ہوں۔ ان کی یہ بات خشیتِ الٰہی اور جذبۂ اتباعِ سنت کی مظہر ہے جن سے صحابۂ کرام ؓ متصف تھے۔

١٩٦١- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ: أخبرنا ابنُ الْمُبَارَكِ عن مَعْمَرٍ، عن الزُّهْرِيِّ: أَنَّ عُثْمانَ إِنَّمَا صَلَّى بِمِنًى أَرْبَعًا لِأَنَّهُ أَجْمَعَ عَلَى الْإِقَامَةِ بَعْدَ الْحَجِّ.

١٩٦١- امام زہری ؒ سے مروی ہے کہ حضرت عثمان ؓ نے منیٰ میں چار رکعات اس لیے پڑھی تھیں کہ انہوں نے حج کے بعد وہیں اقامت کا عزم کر لیا تھا۔

١٩٦٢- حَدَّثَنا هَنَّادُ بنُ السَّرِيِّ عن أبي الأَحْوَصِ، عن الْمُغِيرَةِ، عن إِبراهِيمَ

١٩٦٢- جناب ابراہیم نخعی ؒ سے مروی ہے کہ حضرت عثمان ؓ کے چار رکعت پڑھنے کی وجہ یہ تھی کہ

١٩٦١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] السند منقطع * الزهري لم يدرك عثمان رضي الله عنه.

١٩٦٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] السند منقطع * ومغيرة بن مقسم عنعن.

قال: إِنَّ عُثمانَ صَلَّى أَرْبَعًا لِأَنَّهُ اتَّخَذَهَا وَطَنًا.

انہوں نے اسے وطن بنالیا تھا۔ (یہاں انہوں نے شادی کرلی تھی۔)

١٩٦٣- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ: أخبرنا ابنُ المُبَارَكِ عن يُونُسَ، عن الزُّهْرِيِّ قال: لَمَّا اتَّخَذَ عُثمانُ الْأَمْوَالَ بالطَّائِفِ وَأَرَادَ أَنْ يُقِيمَ بِهَا صَلَّى أَرْبَعًا، قال: ثُمَّ أَخَذَ بِهِ الْأَئِمَّةُ بَعْدَهُ.

۱۹۶۳- امام زہری رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جب طائف میں اپنی جائیداد لے لی اور یہاں اقامت کا ارادہ کرلیا تو چار رکعتیں پڑھیں۔ ان کے بعد دیگر ائمہ (بنی امیہ) نے یہی عمل اختیار کرلیا۔

١٩٦٤- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن أَيُّوبَ، عن الزُّهْرِيِّ: أَنَّ عُثْمانَ بنَ عَفَّانَ أَتَمَّ الصَّلَاةَ بِمِنًى مِنْ أَجْلِ الْأَعْرَابِ لِأَنَّهُمْ كَثُرُوا عامَئِذٍ، فَصَلَّى بالنَّاسِ أَرْبَعًا لِيُعَلِّمَهُمْ أَنَّ الصَّلَاةَ أَرْبَعٌ.

۱۹۶۴- امام زہری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے منیٰ میں بدوی لوگوں کی وجہ سے پوری نماز پڑھی تھی کیونکہ وہ اس سال بہت کثیر تعداد میں آئے تھے تو انہوں نے لوگوں کو چار رکعتیں پڑھائیں تاکہ ان بدویوں کو معلوم رہے کہ نماز چار رکعات ہے۔



فائدہ: یہ چاروں آثار ضعیف ہیں۔ اس لیے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے منیٰ میں پوری نماز پڑھنے کی وجہ صرف مسافر کے لیے قصر کی بجائے پوری نماز پڑھنے کا جواز ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی وجہ نہیں۔

## (المعجم ٧٦) - باب الْقَصْرِ لِأَهْلِ مَكَّةَ (التحفة ٧٧)

## باب: ۷۶- اہل مکہ کا قصر کرنا

١٩٦٥- حَدَّثَنا النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنا أَبُو إِسْحَاقَ: حَدَّثَنِي حارِثَةُ ابنُ وَهْبٍ الْخُزَاعِيُّ - وكَانَتْ أُمُّهُ تَحْتَ عُمَرَ فَوَلَدَتْ لَهُ عُبَيْدَاللهِ بنَ عُمَرَ - قال:

۱۹۶۵- حضرت حارثہ بن وہب الخزاعی رضی اللہ عنہ ...... کی ماں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں تھی اور ان سے ان کا بیٹا عبیداللہ بن عمر پیدا ہوا تھا...... حارثہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ منیٰ میں نماز پڑھی۔ لوگوں کی

١٩٦٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] السند منقطع، انظر، ح: ١٩٦١.

١٩٦٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٣/ ١٤٤ من حديث أبي داود به، والسند منقطع كما تقدم، ح: ١٩٦١.

١٩٦٥ـ تخريج: أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب قصر الصلوة بمنىً، ح: ٦٩٦ من حديث زهير، والبخاري، التقصير، باب الصلوة بمنىً، ح: ١٠٨٣ من حديث أبي إسحاق السبيعي به.

صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ الله ﷺ بِمِنًى وَالنَّاسُ أَكْثَرَ ما كَانُوا فَصَلَّى بِنَا رَكْعَتَيْنِ في حَجَّةِ الْوَدَاعِ.

تعداد بہت زیادہ تھی تو آپ نے ہمیں حجۃ الوداع میں دو رکعتیں پڑھائیں۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: حارِثَةُ مِنْ خُزَاعَةَ وَدَارُهُمْ بِمَكَّةَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: حارثہ قبیلہ خزاعہ کے فرد تھے اوران کا گھر مکہ میں تھا۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ منیٰ میں قصر کرنا' مناسک حج کا حصہ ہے' اس لیے دیگر مسافرین کی طرح اہل مکہ بھی منیٰ میں نماز قصر کر کے ہی پڑھیں گے۔ البتہ فریضۂ حج کی ادائیگی کے بعد اہل مکہ کا منیٰ میں قصر کرنا جائز نہ ہوگا۔

## (المعجم ٧٧) - بَابٌ: فِي رَمْيِ الْجِمَارِ (التحفة ٧٨)

## باب: ۷۷- جمرات کو کنکریاں مارنا

١٩٦٦- حَدَّثَنَا إبراهِيمُ بنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَني عَلِيُّ بنُ مُسْهِرٍ عن يَزِيدَ بنِ أبي زِيَادٍ: أخبرنا سُلَيْمانُ بنُ عَمْرِو بنِ الْأَحْوَصِ عن أُمِّهِ قالَتْ: رَأَيْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَرْمِي الْجَمْرَةَ مِنْ بَطْنِ الْوَادِي وَهُوَ راكِبٌ، يُكَبِّرُ مَعَ كلِّ حَصَاةٍ، وَرَجُلٌ مِنْ خَلْفِهِ يَسْتُرُهُ، فَسَأَلْتُ عن الرَّجُلِ؟ فقالُوا: الْفَضْلُ بنُ الْعَبَّاسِ، وَازْدَحَمَ النَّاسُ، فقال النَّبيُّ ﷺ: «ياأَيُّهَا النَّاسُ! لا يَقْتُلْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا، وَإِذَا رَمَيْتُمُ الْجَمْرَةَ فارْمُوا بِمِثْلِ حَصَى الْخَذْفِ».

۱۹۶۶- سلیمان بن عمرو بن الاحوص کی والدہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو وادی کے درمیان سے جمرہ کو کنکریاں مارتے دیکھا جب کہ آپ سواری پر تھے۔ آپ ہر کنکری کے ساتھ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہتے تھے۔ ایک شخص آپ کے پیچھے سے آپ کو چھپائے ہوئے تھا۔ میں نے اس شخص کے متعلق پوچھا تو کہا: فضل بن عباس ہیں۔ لوگوں نے بہت بھیڑ کردی تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''لوگو! ایک دوسرے کو قتل مت کرو۔ اور جب تم جمرے کو کنکریاں مارو تو چھوٹی چھوٹی مارو۔''

فوائد ومسائل: ① ''الجمرة'' کے لغت میں کئی معانی ہیں: ''دہکتا ہوا کوئلہ' ایسا قبیلہ جو کسی اور سے ملا ہوا نہ ہو اور تین سو یا ایک ہزار سورماؤں کی جماعت کو ''جمرہ'' کہتے ہیں۔ ایک قبیلے کا دوسروں کے مقابلہ میں جمع ہو جانا بھی ''جمرہ'' کہلاتا ہے۔ اور اسی مناسبت سے ان جگہوں کو جمرہ یا جمرات کہتے ہیں جہاں حاجی کنکریاں مارتے ہیں۔ یہ مقام اصل

١٩٦٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، المناسك، باب: من أين ترمى جمرة العقبة؟، ح: ٣٠٣١ من حديث علي بن مسهر به * يزيد ضعيف، تقدم حاله، ح: ١٤٧٤.

میں چھوٹی کنکریوں کے ڈھیر سے تھے۔ (چھوٹے چھوٹے ٹیلے تھے) جو مکہ کی جانب میں ہے اسے جمرۂ کبریٰ اور جمرۂ عقبہ کہتے ہیں۔ جو منیٰ کی طرف ہے' اسے جمرۂ صغریٰ اور ان کے درمیان والے کو جمرۂ وسطیٰ کہا جاتا ہے۔ ② [حَصَى الْخَذْف] کی توضیح کے لیے دیکھیے' حدیث: ۱۹۰۵' فائدہ: ۳۵)

١٩٦٧- **حَدَّثَنا** أَبُو ثَوْرٍ إِبراهِيمُ بنُ خَالِدٍ وَوَهْبُ بنُ بَيانٍ قالَا: حَدَّثَنا عَبِيدَةُ عن يَزِيدَ بنِ أبي زِيادٍ، عن سُلَيْمانَ بنِ عَمْرِو بنِ الْأَحْوَصِ، عن أُمِّهِ قالَتْ: رَأَيْتُ رَسُولَ الله ﷺ عِنْدَ جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ راكِبًا، وَرَأَيْتُ بَيْنَ أصابِعِهِ حَجَرًا فَرَمَى، وَرَمَى النَّاسُ.

۱۹۶۷- سلیمان بن عمرو بن الاحوص کی والدہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو جمرۂ عقبہ کے پاس دیکھا۔ آپ سواری پر تھے۔ میں نے آپ کی انگلیوں میں کنکریاں دیکھیں۔ آپ نے وہ ماریں تو پھر اور لوگوں نے بھی ماریں۔

**توضیح:** لفظ "حجر" کا ترجمہ "کنکریاں" دوسری روایات کی بنا پر صحیح ہے' نیز اسی روایت میں [بَيْنَ اَصَابِعِه] "یعنی انگلیوں کے بیچ میں" کا لفظ بھی موجود ہے۔ ورنہ معروف معنوں میں "پتھر" مارنا تو جائز نہیں ہے۔



١٩٦٨- **حَدَّثَنا** مُحَمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ: أخبرنا ابنُ إدْرِيسَ: حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ أبي زِيادٍ بإسْنَادِهِ في هٰذَا الْحَدِيثِ. زَادَ: وَلَم يَقُمْ عِنْدَها.

۱۹۶۸- یزید بن ابی زیاد نے اپنی سند سے اسی کے مثل روایت کیا اور اضافہ کیا کہ آپ جمرہ کے پاس رکے نہیں۔

١٩٦٩- **حَدَّثَنا** الْقَعْنَبِيُّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله يَعني ابنَ عُمَرَ عن نافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ: أَنَّهُ كَانَ يَأْتِي الْجِمَارَ في الْأَيَّامِ الثَّلَاثَةِ بَعْدَ يَوْمِ النَّحْرِ ماشِيًا ذَاهِبًا وَرَاجِعًا، وَيُخْبِرُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ.

۱۹۶۹- نافع رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق بتایا کہ وہ قربانی کے دن (یعنی دس ذوالحجہ) کے بعد تین دنوں میں جمرات کے پاس پیدل ہی آتے جاتے تھے اور بیان کرتے تھے کہ نبی ﷺ ایسے ہی کیا کرتے تھے۔

---

١٩٦٧- **تخريج**: [**إسناده ضعيف**] انظر الحديث السابق.

١٩٦٨- **تخريج**: [**إسناده ضعيف**] انظر الحديثين السابقين.

١٩٦٩- **تخريج**: [**صحيح**] أخرجه البيهقي: ٥/ ١٣١ من حديث أبي داود به، ورواه الترمذي، ح: ٩٠٠ من حديث عبيدالله بن عمر عن نافع به.

١٩٧٠- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا يَحْيى بنُ سَعِيدٍ عن ابنِ جُرَيْجٍ: أخبرني أبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جابِرَ بنَ عَبْدِ الله يقُولُ: رَأَيْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَرْمِي عَلَى رَاحِلَتِهِ يَوْمَ النَّحْرِ يقُولُ: «لتَأْخُذُوا مَنَاسِكَكُمْ». قال: «لا أَدْرِي لَعَلِّي لا أَحُجُّ بَعْدَ حَجَّتِي هٰذِهِ».

١٩٧٠- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ بیان کرتے ہیں' میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ قربانی والے دن اپنی سواری پر سے کنکریاں مار رہے تھے اور فرماتے تھے: ''مجھ سے اپنے اعمال حج سیکھ لو' میں نہیں جانتا' شاید میں اپنے اس حج کے بعد حج نہ کر سکوں۔''

١٩٧١- حَدَّثَنا ابنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ سَعِيدٍ عن ابنِ جُرَيْجٍ: أخبرني أبُو الزُّبَيْرِ سَمِعْتُ جَابِرَ بنَ عَبْدِ الله يقُولُ: رأَيْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَرْمِي عَلَى رَاحِلَتِهِ يَوْمَ النَّحْرِ ضُحًى، فأَمَّا بَعْدَ ذٰلِكَ فَبَعْدَ زَوَالِ الشَّمْسِ.

١٩٧١- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ بیان کرتے ہیں' میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ قربانی والے دن چاشت کے وقت اپنی سواری پر سے رمی کر رہے تھے۔ مگر اس کے بعد کے دنوں میں سورج ڈھلنے کے بعد کی۔

١٩٧٢- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مُحمَّدٍ الزُّهْرِيُّ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن مِسْعَرٍ، عن وَبَرَةَ قال: سَأَلْتُ ابنَ عُمَرَ: مَتَى أَرْمِي الْجِمَارَ؟ قال: إذَا رَمَى إمَامُكَ فارْمِ، فأَعَدْتُ عَلَيْهِ المَسْأَلَةَ، فقال: كُنَّا نَتَحَيَّنُ زَوَالَ الشَّمْسِ، فإذَا زَالَتِ الشَّمْسُ رَمَيْنَا.

١٩٧٢- وبرہ (بن عبدالرحمٰن سلمی) کہتے ہیں' میں نے حضرت ابن عمر ؓ سے پوچھا کہ میں کس وقت جمرات کو کنکریاں ماروں؟ انہوں نے کہا: جب تمہارا امام مارے تم بھی مار لو۔ میں نے اپنا سوال دہرایا تو بولے: ہم سورج ڈھلنے کا انتظار کیا کرتے تھے۔ جب سورج ڈھل جاتا تو رمی کرتے تھے (قربانی والے دن کے بعد کے ایام میں۔)



---

١٩٧٠ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، الحج، باب استحباب رمي جمرة العقبة يوم النحر راكبًا ... الخ، ح: ١٢٩٧ من حديث ابن جريج به.
١٩٧١ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، الحج، باب بيان وقت استحباب الرمي، ح: ١٢٩٩ من حديث ابن جريج به، وعلقه البخاري قبل حديث: ١٧٤٦.
١٩٧٢ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الحج، باب رمي الجمار، ح: ١٧٤٦ من حديث مسعر به.

١٩٧٣ - حَدَّثَنا عَلِيُّ بنُ بَحْرٍ وَعَبْدُ الله ابنُ سَعِيدٍ، المعنى، قالا: حَدَّثَنا أَبُو خَالِدٍ الأَحْمَرُ عن مُحمَّدِ بنِ إِسْحَاقَ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ الْقَاسِمِ، عن أَبِيهِ، عن عَائِشَةَ رَضِيَ الله عَنْها قالَتْ: أَفَاضَ رَسُولُ الله ﷺ مِنْ آخِرِ يَوْمِهِ حِينَ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى مِنًى فَمَكَثَ بِهَا لَيَالِي أَيَّامِ التَّشْرِيقِ يَرْمِي الْجَمْرَةَ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ، كُلَّ جَمْرَةٍ بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ، يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ، وَيَقِفُ عِنْدَ الْأُولَىٰ وَالثَّانِيَةِ فَيُطِيلُ الْقِيَامَ وَيَتَضَرَّعُ وَيَرْمِي الثَّالِثَةَ وَلا يَقِفُ عِنْدَهَا.

١٩٧٣- حضرت عائشہ ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (دس تاریخ کو قربانی والے دن) ظہر پڑھ لینے کے بعد دن کے آخری حصے میں طواف افاضہ کیا۔ پھر آپ منیٰ لوٹ آئے۔ اور ایام تشریق کی راتیں یہیں ٹھہرے رہے۔ سورج ڈھلنے کے بعد جمرات کو کنکریاں مارتے تھے۔ ہر جمرے کو سات کنکریاں مارتے اور ہر کنکری کے ساتھ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہتے۔ پہلے اور دوسرے جمرے کے پاس کافی لمبی دیر رکتے اور اپنی عاجزی اور تضرع کا اظہار کرتے (دعائیں کرتے) پھر تیسرے جمرے کو کنکریاں مارتے مگر اس کے پاس نہیں رکتے تھے۔



فوائد ومسائل: ① دسویں تاریخ (یوم النحر) کو سورج نکلنے کے بعد ایک جمرۂ عقبہ کو کنکریاں ماری جاتی ہیں۔ اور باقی دنوں میں تینوں جمرات کو زوال کے بعد۔ ② پہلے اور دوسرے جمرے کو رمی کرنے کے بعد ہاتھ اٹھا کر لمبی دعا سنت ہے، تیسرے کے پاس نہیں۔ ③ اس حدیث میں [حِينَ صَلَّى الظُّهْرَ] ''ظہر پڑھ لینے کے بعد'' کے الفاظ منکر ہیں (شیخ البانی ؒ)۔

١٩٧٤ - حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ وَمُسْلِمُ بنُ إِبراهِيمَ، المعنى، قالا: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن الْحَكَمِ، عن إِبراهِيمَ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ يَزِيدَ، عن ابنِ مَسْعُودٍ قال: لَمَّا انْتَهَى إِلَى الْجَمْرَةِ

١٩٧٤- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ بیان کرتے ہیں کہ جب آپ ﷺ جمرۂ کبریٰ (جمرۂ عقبہ) کے پاس پہنچے تو آپ نے بیت اللہ کو اپنے بائیں جانب اور منیٰ کو دائیں جانب کیا اور پھر جمرے کو سات کنکریاں ماریں۔ حضرت ابن مسعود ؓ نے کہا: اور اس طرح سے

١٩٧٣ـ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٦/ ٩٠ عن علي بن بحر به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٩٥٦، ٢٩٧١، وابن حبان، ح: ١٠١٣، والحاكم على شرط مسلم: ١/ ٤٧٧، ٤٧٨، ووافقه الذهبي * محمد بن إسحاق صرح بالسماع عند ابن حبان.

١٩٧٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، الحج، باب رمي الجمار بسبع حصيات، ح: ١٧٤٨ عن حفص بن عمر، ومسلم، الحج، باب رمي جمرة العقبة من بطن الوادي... الخ، ح: ١٢٩٦ من حديث شعبة به.

الْكُبْرَى جَعَلَ الْبَيْتَ عن يَسَارِهِ وَمِنًى عن يَمِينِهِ وَرَمَى الْجَمْرَةَ بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ وَقال: هَكَذَا رَمَى الَّذِي أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ.

رمی کی اس ذات نے جس پر سورۂ بقرہ نازل کی گئی تھی۔

فائدہ: اور یہ وہی منظر ہے جس کا ذکر دیگر احادیث میں آیا ہے کہ نبی ﷺ نے وادی کے دامن میں سے کنکریاں ماریں۔(صحیح البخاری' الحج' حدیث: ١٧٥٠)

١٩٧٥- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ؛ ح: وحَدَّثَنا ابنُ السَّرْحِ: أخبرنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني مَالِكٌ عن عَبْدِ الله بنِ أبي بَكْرِ بنِ مُحمَّدِ بنِ عَمْرِو بنِ حَزْمٍ، عن أبِيهِ، عن أبِي الْبَدَّاحِ ابنِ عَاصِمٍ، عن أبِيهِ: أنَّ رَسُولَ الله ﷺ رَخَّصَ لِرِعَاءِ الْإِبِلِ في الْبَيْتُوتَةِ يَرْمُونَ يَوْمَ النَّحْرِ، ثُمَّ يَرْمُونَ الْغَدَ وَمِنْ بَعْدِ الْغَدِ بِيَوْمَيْنِ، وَيَرْمُونَ يَوْمَ النَّفْرِ.

١٩٧٥- ابو البداح بن عاصم ؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اونٹوں کے چرواہوں کو منیٰ میں راتیں گزارنے سے رخصت دی تھی (کہ) یہ لوگ قربانی والے دن رمی کریں' پھر اگلے دن (گیارھویں تاریخ کو) اس کے بعد اگلا دن چھوڑ کر روانگی والے دن دو دن کی رمی کریں۔

١٩٧٦- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن عَبْدِ الله وَمُحمَّدٍ ابْنَيْ أبي بَكْرٍ، عن أبِيهِمَا، عن أبي الْبَدَّاحِ بنِ عَدِيٍّ، عن أبِيهِ: أنَّ النَّبيَّ ﷺ رَخَّصَ لِلرِّعَاءِ أنْ يَرْمُوا يَوْمًا وَيَدَعُوا يَوْمًا.

١٩٧٦- ابو البداح بن عدی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے چرواہوں کو رخصت دی تھی کہ ایک دن رمی کریں اور ایک دن چھوڑ دیں۔

فائدہ: ابو البداح کے والد کا نام عاصم اور دادا کا نام عدی ہے۔اس سند میں اس کو دادا کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔

---

١٩٧٥_ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في الرخصة للرعاة أن يرموا يومًا ويدعوا يومًا، ح: ٩٥٥، والنسائي، ح: ٣٠٧٠، وابن ماجه، ح: ٣٠٣٦، ٣٠٣٧ من حديث عبدالله بن أبي بكر به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٤٠٨، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٩٧٥، وابن حبان، ح: ١٠١٥، والحاكم: ١/ ٤٧٨، ٣/ ٤٢٠، ووافقه الذهبي.

١٩٧٦_ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق، أخرجه البيهقي: ٥/ ١٥١ من حديث أبي داود به.

١٩٧٧- حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ المُبَارَكِ: حَدَّثَنا خَالِدُ بنُ الْحَارِثِ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن قَتَادَةَ قال: سَمِعْتُ أَبَا مِجْلَزٍ يقُولُ: سَأَلْتُ ابنَ عَبَّاسٍ عن شَيْءٍ مِنْ أَمْرِ الْجِمَارِ، فقال: ما أَدْرِي أَرَمَاهَا رَسُولُ الله ﷺ بِسِتٍّ أَوْ بِسَبْعٍ؟.

۱۹۷۷- ابومجلز بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس ؓ سے رمی جمار کے بارے میں پوچھا تھا تو انہوں نے کہا: مجھے معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے چھ کنکریاں ماری تھیں یا سات۔

فائدہ: دیگر اصحاب کرام جابر بن عبداللہ، ابن عمر اور عبداللہ بن مسعود ؓ کی صحیح احادیث میں بغیر شک کے سات کنکریوں کا ذکر ہے لہٰذا اسی پر عمل ہوگا۔

١٩٧٨- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَاحِدِ بنُ زِيَادٍ: حَدَّثَنا الْحَجَّاجُ عن الزُّهْرِيِّ، عن عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: قال رَسُولُ الله ﷺ: «إِذَا رَمَى أَحَدُكُم جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ فَقَدْ حَلَّ لَهُ كلُّ شَيْءٍ إِلَّا النِّسَاءَ».

۱۹۷۸- حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی (دسویں تاریخ کو) جمرۂ عقبہ کی رمی کر لے تو اس کے لیے بیویوں کے سوا ہر شے حلال ہو گئی۔''

قالَ أَبُو دَاوُدَ: هٰذَا حَدِيثٌ ضَعِيفٌ، الْحَجَّاجُ لَمْ يَرَ الزُّهْرِيَّ وَلَمْ يَسْمَعْ مِنْهُ.

امام ابوداود ؒ نے کہا: یہ حدیث ضعیف ہے۔ حجاج (بن ارطاۃ) نے زہری کو نہ دیکھا ہے اور نہ اس سے کچھ سنا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی صحت وضعف میں اگرچہ اختلاف ہے، تاہم دیگر احادیث سے مسئلہ اسی طرح ثابت ہے کہ دسویں تاریخ کو رمی کے بعد حاجی کے لیے بیوی کے علاوہ دیگر ممنوعات حلال ہو جاتی ہیں۔ اسے اصطلاحاً ''حِل ناقص، یا حِلِ اصغر'' کہتے ہیں۔ طواف افاضہ کے بعد بیوی سے بھی مباشرت (ہم بستری) ہو سکتی ہے اور اسے ''حِل کامل، یا حِلِ اکبر'' کہتے ہیں۔

١٩٧٧ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، مناسك الحج، باب عدد الحصى التي يرمى بها الجمار، ح: ٣٠٨٠ من حديث خالد بن الحارث به.

١٩٧٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] من أجل الحجاج بن أرطاة، وله لون آخر عند أحمد: ٦/ ١٤٣، وابن خزيمة، ح: ٢٩٣٧، وللحديث شواهد ضعيفة عند أحمد: ١/ ٤٣، والبيهقي: ٥/ ١٣٥ وغيرهما.

## (المعجم ٧٨) - باب الْحَلْقِ وَالتَّقْصِيرِ (التحفة ٧٩)

## باب:٧٨- سر منڈانے یا کتروانے کا بیان

١٩٧٩- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن نَافِعٍ، عن عَبْدِ الله بنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «اللَّهُمَّ! ارْحَمِ المُحَلِّقِينَ» قالُوا: يَارَسُولَ الله! وَالمُقَصِّرِينَ قال: «اللَّهُمَّ! ارْحَمِ المُحَلِّقِينَ» قالُوا: يَارَسُولَ الله! وَالمُقَصِّرِينَ. قال: «وَالمُقَصِّرِينَ».

١٩٧٩- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! سر منڈوانے والوں پر رحم فرما۔'' صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! اور کتروانے والوں کے لیے بھی (دعا فرمائیں۔) آپ نے فرمایا: ''اے اللہ! سر منڈوانے والوں پر رحم فرما'' صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول اور کتروانے والوں کے لیے بھی' تب آپ نے فرمایا: ''اور بال کتروانے والوں پر بھی (رحم فرما۔'')

فائدہ: حج کے موقع پر مردوں کیلئے استرے سے بال منڈوانا افضل ہے۔ عورتوں کے لیے یہ حکم نہیں ہے' وہ معمولی سے بال کترلیں۔

١٩٨٠- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنا يَعْقُوبُ يَعْنِي الْإِسْكَنْدَرَانِيَّ عن مُوسَى بنِ عُقْبَةَ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ حَلَقَ رَأْسَهُ في حَجَّةِ الْوَدَاعِ.

١٩٨٠- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں اپنا سر منڈوایا تھا۔

١٩٨١- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنا حَفْصٌ عن هِشَامٍ، عن ابنِ سِيرِينَ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ يَوْمَ النَّحْرِ، ثُمَّ

١٩٨١- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قربانی والے دن جمرۂ عقبہ کو کنکریاں ماریں' پھر منیٰ میں اپنی منزل پر تشریف لائے' پھر اپنی قربانی طلب کی اور اسے ذبح کیا' پھر حجام کو بلوایا

---

١٩٧٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، الحج، باب الحلق والتقصير عند الإحلال، ح: ١٧٢٧، ومسلم، الحج، باب تفضيل الحلق على التقصير وجواز التقصير، ح: ١٣٠١ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٣٩٥.

١٩٨٠ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحج، باب تفضيل الحلق على التقصير وجواز التقصير، ح: ١٣٠٤ عن قتيبة، والبخاري، الحج، باب المغازي، باب حجة الوداع، ح: ٤٤١٠، ٤٤١١ من حديث موسى بن عقبة به.

١٩٨١ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحج، باب بيان أن السنة يوم النحر أن يرمي ثم ينحر ثم يحلق ... الخ، ح: ١٣٠٥ عن أبي كريب محمد بن العلاء الهمداني به.

رجَعَ إلى مَنْزِلِهِ بِمِنًى فَدَعَا بِذِبْحٍ فَذَبَحَ، ثُمَّ دَعَا بالْحلاَّقِ فأَخَذَ بِشِقِّ رَأْسِهِ الأَيْمَنِ فَحلَقَهُ فَجَعَلَ يَقْسِمُ بَيْنَ مَنْ يَلِيهِ الشَّعْرَةَ والشَّعْرَتَيْنِ، ثُمَّ أَخَذَ بِشِقِّ رَأْسِهِ الأَيْسَرِ فَحلَقَهُ ثُمَّ قال: «هٰهُنَا أَبُو طَلْحَةَ»، فَدَفَعَهُ إلىٰ أبي طَلْحَةَ.

اور اس نے آپ کے سر کے دائیں جانب کو لیا اور اسے مونڈا۔ تو آپ نے اپنے پاس والوں کو ایک ایک دو دو بال تقسیم کر دیے۔ پھر اس نے بائیں جانب کو لیا اور اسے مونڈا تو آپ نے فرمایا: ''ابوطلحہ یہاں ہے؟'' چنانچہ وہ ابوطلحہ ؓ کو دے دیے۔

فوائد ومسائل: ① حجامت کے مسئلے میں بھی شرعی ہدایت یہی ہے کہ پہلے دائیں جانب سے بال کاٹے جائیں۔ ② رسول اللہ ﷺ کے بال' مبارک بال تھے جو صحابہ میں بطور تبرک متداول رہے۔ ان سے شفا بھی حاصل کی جاتی تھی۔ اور یہ صفت صرف اور صرف آپ ﷺ ہی کے بالوں کو حاصل رہی ہے۔ آج کل کئی مقامات پر ''موئے مبارک'' بیان کیے جاتے ہیں' چاہیے کہ ان کی موثوق سند پیش کی جائے۔ مگر فی الواقع اس کا پیش کیا جانا ناممکن ہے۔ ③ ''حصول تبرک'' کوئی قیاسی اور من پسند مسئلہ نہیں' اس کا تعلق عقیدہ سے ہے۔ مبارک اشیا' مبارک مقامات اور مبارک اوقات وہی ہیں جو احادیث صحیحہ میں بیان ہو چکے ہیں۔ اس لیے مسلمانوں کو ''تبرک'' کے معاملے میں متنبہ اور حساس ہونا چاہیے۔ یعنی جس کو بزرگ سمجھ لیا' اس کی ہر چیز کو متبرک سمجھنا شروع کر دیا' یہ یکسر غلط ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ سے بڑھ کر امتیوں میں کون بزرگ ہو سکتا ہے؟ کوئی نہیں۔ لیکن صحابہ نے صرف رسول اللہ ﷺ ہی کے بالوں وغیرہ کو متبرک سمجھا' اور آپ کے علاوہ' حضرت ابوبکر صدیق ؓ تک کی کسی چیز کو متبرک نہیں سمجھا۔ اور فہم دین صحابہ ہی کا معتبر ہے نہ کہ آج کل کے شرک و بدعت زدہ لوگوں کا۔ ④ رسول اللہ ﷺ کے ''موئے مبارک'' کی اہمیت کا اندازہ جلیل القدر مُخضرم تابعی امام عبیدہ بن عمرو سلمانی ؒ کے اس قول سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے جو امام المحدثین امیر المومنین فی الحدیث حضرت امام بخاری ؒ نے اپنی صحیح میں نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: [لَاَنْ تَكُوْنَ عِنْدِیْ شَعْرَةٌ مِنْهُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنَ الدُّنْيَا وَمَافِيْهَا] (صحيح البخاری' الوضوء' حديث:١٧٠) ''رسول اللہ ﷺ کا ایک موئے مبارک میرے پاس ہو تو یہ مجھے دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہے۔'' اللہ اکبر کبیرا. ہم ان پاکیزہ جذبات و احساسات کی تہہ تک پہنچ سکتے ہیں' نہ ان کی قدر و منزلت کا اندازہ ہی لگا سکتے ہیں۔ یہ معیار کمال درجے کا معیارِ محبت ہے۔ یا اللہ! نبی ﷺ کے ساتھ ہمیں بھی ایسی ہی کمال درجے کی محبت عطا فرما۔ آمین۔ امام ذہبی ؒ نے اس خوبصورت قول پر جو عمدہ تعلیق لگائی ہے وہ بھی اپنی مثال آپ ہے۔ (تفصیل کیلئے دیکھیے: (سیر اعلام النبلاء (۴/۴۲'۴۳)

١٩٨٢- حَدَّثَنا عُبَيْدُ بنُ هِشَامٍ أَبُو نُعَيْمٍ الْحَلَبِيُّ وَعَمْرُو بنُ عُثْمانَ، المعنى، قالَا: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن هِشَامِ بنِ حَسَّانَ بإسْنَادِهِ بِهذَا قال فيه: قال لِلْحَالِقِ: «ابْدَأْ بالشِّقِّ الأَيْمَنِ فاحْلِقْهُ».

۱۹۸۲- سفیان نے ہشام بن حسان سے اپنی سند سے یہ حدیث بیان کی۔ اس میں ہے کہ آپ نے حجام سے فرمایا: ”میری دائیں جانب سے شروع کرو اور (پہلے) اسے مونڈو۔“

١٩٨٣- حَدَّثَنا نَصْرُ بنُ عَلِيٍّ: أخبرنا يَزِيدُ بنُ زُرَيْعٍ: أخبرنا خَالِدٌ عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُسْأَلُ يَوْمَ مِنًى؟ فَيَقُولُ: «لَا حَرَجَ»، فَسَأَلَهُ رَجُلٌ فقال: إِنِّي حَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَذْبَحَ. قال: «اذْبَحْ وَلَا حَرَجَ». قال: إِنِّي أَمْسَيْتُ وَلم أَرْمِ، قال: «ارْمِ وَلَا حَرَجَ».

۱۹۸۳- حضرت ابن عباس ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے منیٰ کے دنوں میں سوالات کیے جاتے تھے اور آپ فرماتے تھے: ”کوئی حرج نہیں۔“ ایک شخص نے سوال کرتے ہوئے کہا: میں نے قربانی سے پہلے بال مونڈ لیے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”قربانی کرو اور کوئی حرج نہیں۔“ ایک نے کہا: میں نے شام کردی ہے اور رمی نہیں کی ہے۔ آپ نے فرمایا: ”رمی کرو اور کوئی حرج نہیں۔“



فائدہ: یوم النحر (دسویں تاریخ) کے اعمال اگر اس ترتیب سے ہوں کہ پہلے رمی جمرہ پھر قربانی حجامت اور طواف افاضہ ہو تو بہت ہی افضل ہے ورنہ آگے پیچھے بھی جائز ہے۔

١٩٨٤- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ الْحَسَنِ الْعَتَكِيُّ: أخبرنا مُحمَّدُ بنُ بكْرٍ: أخبرنا ابنُ جُرَيجٍ قال: بَلَغَني عن صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ بنِ عُثْمانَ قَالَتْ: أَخْبَرَتْني أُمُّ عُثْمانَ بِنْتُ أبي سُفْيَانَ أَنَّ ابنَ عَبَّاسٍ قال: قال

۱۹۸۴- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عورتوں کے لیے سر منڈانا نہیں ہے۔ ان کے لیے صرف بال کترنا ہے۔“

١٩٨٢ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء بأي جانب الرأس يبدأ في الحلق، ح: ٩١٢ من حديث سفيان به، وقال: "حسن صحيح".

١٩٨٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، الحج، باب: إذا رمٰى بعد ما أمسٰى . . . الخ، ح: ١٧٣٥ من حديث يزيد بن زريع به.

١٩٨٤ـ تخريج: [حسن] انظر الحديث الآتي، وأخرجه البيهقي: ٥/ ١٠٤ من حديث أبي داود به.

رَسُولُ الله ﷺ: «لَيْسَ عَلَى النِّسَاءِ الْحَلْقُ إِنَّمَا عَلَى النِّسَاءِ التَّقْصِيرُ».

١٩٨٥- حَدَّثَنا أبُو يَعْقُوبَ الْبَغْدَادِيُّ - ثِقَةٌ -: حَدَّثَنا هِشَامُ بنُ يُوسُفَ عن ابن جُرَيْجٍ، عن عَبْدِ الْحَمِيدِ بنِ جُبَيْرِ بن شَيْبَةَ، عن صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ قالتْ: أَخْبَرَتْني أُمُّ عُثْمانَ بِنْتُ أبي سُفْيَانَ أَنَّ ابنَ عَبَّاسٍ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لَيْسَ عَلَى النِّسَاءِ الْحَلْقُ إِنَّمَا عَلَى النِّسَاءِ التَّقْصِيرُ».

۱۹۸۵- حضرت ابن عباس ؓ نے بیان کیا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عورتوں کے لیے سر منڈانا نہیں ہے۔ ان کے لیے صرف بال کترنا ہے۔''

فائدہ: عورتوں کے لیے بال کترنا بھی اسی حد تک ہے کہ شرعی حکم پر عمل ہو جائے' ورنہ مردوں سے مشابہت کی حد تک پہنچنا حرام ہے۔ ایسے ہی سر منڈانا بھی ناجائز ہے۔



## (المعجم ٧٩) - بابُ الْعُمْرَةِ (التحفة ٨٠)

## باب:۷۹- عمرے کے احکام ومسائل

١٩٨٦- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا مَخْلَدُ بنُ يَزِيدَ وَيَحْيَى بنُ زَكَرِيَّا عن ابن جُرَيْجٍ، عن عِكْرِمَةَ بن خَالِدٍ، عن ابن عُمَرَ قالَ: اعْتَمَرَ رَسُولُ الله ﷺ قَبْلَ أَنْ يَحُجَّ.

۱۹۸۶- حضرت ابن عمر ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حج سے پہلے عمرہ کیا تھا۔

١٩٨٧- حَدَّثَنا هَنَّادُ بنُ السَّرِيِّ عن ابن أبي زَائِدَةَ: حَدَّثَنا ابنُ جُرَيْجٍ وَمُحَمَّدُ

۱۹۸۷- حضرت ابن عباس ؓ نے بیان کیا کہ قسم اللہ کی! رسول اللہ ﷺ نے عائشہ ؓ کو ذی الحجہ میں

١٩٨٥ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الدارمي، ح: ١٩١١ من حديث هشام بن يوسف به * وابن جريج صرح بالسماع عنده، وحسنه الحافظ في التلخيص الحبير: ٢/ ٢٦١.

١٩٨٦ـ تخريج: أخرجه البخاري، العمرة، باب من اعتمر قبل الحج، ح: ١٧٧٤ من حديث ابن جريج به.

١٩٨٧ـ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ١/ ٢٦١ من حديث محمد بن إسحاق به، وصرح بالسماع.

ابنُ إسْحاقَ عن عَبْدِ الله بنِ طَاوُسٍ، عن أَبِيهِ، عن ابن عَبَّاسٍ قال: وَالله! مَا أَعْمَرَ رَسُولُ الله ﷺ عَائِشَةَ في ذِي الْحِجَّةِ إِلَّا لِيَقْطَعَ بِذٰلِكَ أَمْرَ أَهْلِ الشِّرْكِ، فإِنَّ هٰذَا الْحَيَّ مِنْ قُرَيْشٍ وَمَنْ دَانَ دِينَهُمْ كَانُوا يَقُولُونَ: إذَا عَفَا الْوَبَرْ، وَبَرَأَ الدَّبَرْ، وَدَخَلَ صَفَرْ فَقَدْ حَلَّتِ الْعُمْرَةُ لِمَنِ اعْتَمَرْ، فَكَانُوا يُحَرِّمُونَ الْعُمْرَةَ حَتَّى يَنْسَلِخَ ذُوالْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ.

صرف اس لیے عمرہ کرایا تھا کہ اس سے اہل شرک کا عمل باطل کریں۔ بلاشبہ قبیلۂ قریش اور ان کے اہل دین کہا کرتے تھے کہ جب اونٹوں کے بال بڑھ جائیں' ان کے زخم ٹھیک ہو جائیں اور ماہ صفر شروع ہو جائے تو عمرہ کرنے والے کے لیے عمرہ کرنا حلال ہو گیا۔ یہ لوگ ان دنوں میں عمرہ کرنے کو حرام کہتے تھے حتی کہ ذوالحجہ اور محرم گزر جائے۔

١٩٨٨- حَدَّثَنا أَبُو كَامِلٍ: حَدَّثَنا أَبُو عَوَانَةَ عن إبراهِيمَ بن مُهَاجِرٍ، عن أبي بَكْرِ بن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَخْبَرَنِي رَسُولُ مَرْوَانَ الَّذِي أَرْسَلَ إلَى أُمِّ مَعْقِلٍ قَالَتْ: كَانَ أَبُو مَعْقِلٍ حَاجًّا مَعَ رَسُولِ الله ﷺ فَلَمَّا قَدِمَ قَالَتْ أُمُّ مَعقِلٍ: قَدْ عَلِمْتَ أَنَّ عَلَيَّ حَجَّةً فَانْطَلَقَا يَمْشِيانِ حَتَّى دَخَلَا عَلَيْهِ فَقَالَتْ: يارسُولَ الله! إنَّ عَلَيَّ حجةً وَإنَّ لِأَبي مَعْقِلٍ بَكْرًا، قالَ أَبُو مَعْقِلٍ: صَدَقَتْ جَعَلْتُهُ في سَبِيلِ الله، فَقَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «أَعْطِهَا فَلْتَحُجَّ عَلَيْهِ فإنَّهُ في سَبِيلِ الله»، فَأَعْطَاهَا الْبَكْرَ، فَقَالَتْ: يَارَسُولَ الله! إنِّي امْرَأَةٌ قَدْ كَبِرْتُ وَسَقِمْتُ

١٩٨٨- ابوبکر بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ مجھے مروان کے اس پیغام بر نے خبر دی جس کو اس نے ام معقل ؓ کے ہاں بھیجا تھا۔ ام معقل ؓ نے کہا کہ ابو معقل ؓ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کے لیے نکلے۔ جب وہ آئے تو ام معقل نے کہا: تم جانتے ہو کہ مجھ پر (بھی) حج (لازم) ہے۔ چنانچہ وہ دونوں چلتے آئے حتی کہ رسول اللہ ﷺ سے ملے۔ پس ام معقل ؓ نے کہا: اے اللہ کے رسول! بلاشبہ مجھ پر حج فرض ہے اور ابو معقل کے پاس صرف ایک اونٹ ہے۔ ابو معقل ؓ کہنے لگے: یہ سچ کہتی ہے اور میں نے اس اونٹ کو اللہ کی راہ میں کر دیا ہے (جہاد میں۔) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم یہ اسے دو' یہ اس پر حج کرے گی' یہ بھی فی سبیل اللہ ہے۔'' چنانچہ ابو معقل ؓ نے یہ اونٹ اسے دے دیا۔ تو وہ کہنے لگی:

---

١٩٨٨ـ **تخريج:** **[إسناده ضعيف]** أخرجه أحمد: ٦/ ٣٧٥ من حديث أبي عوانة، والنسائي في الكبرٰى، ح: ٤٢٢٧ من حديث أبي بكر بن عبدالرحمٰن به * رسول مروان لم أعرفه، وأصل الحديث صحيح، رواه أحمد: ٦/ ٤٠٦ بإسناد حسن: "عمرة في شهر رمضان تعدل حجةً".

فَهَلْ مِنْ عَمَلٍ يُجْزِىءُ عَنِّيَ مِنْ حَجَّتِي؟ قَالَ: «عُمْرَةٌ فِي رَمَضَانَ تُجْزِىءُ حَجَّةً».

اے اللہ کے رسول! میں عورت ذات ہوں، عمر زیادہ ہوگئی ہے اور بیمار بھی ہوں، تو کیا کوئی عمل ایسا ہے جو مجھ سے میرے حج سے کفایت کر جائے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''رمضان میں عمرہ، حج سے کفایت کرتا ہے۔''

فائدہ: شیخ البانی رحمہ اللہ نے ''اے اللہ کے رسول! میں عورت ذات ہوں...... سے کفایت کر جائے'' تک کے حصے کے بغیر اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ لیکن پھر اس کے بعد والا حصہ، یعنی ''رمضان میں عمرہ، حج سے کفایت کرتا ہے'' یہ بھی غیر صحیح ہونا چاہیے۔ کیونکہ اس کا تعلق اسی سوال سے ہے جسے ضعیف قرار دیا گیا ہے، علاوہ ازیں دوسری صحیح روایات میں یہ الفاظ بیان ہوئے ہیں ''رمضان میں عمرہ، حج کے برابر ہے'' نہ کہ حج سے کفایت کرتا ہے۔ واللہ اعلم۔

۱۹۸۹- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ الطَّائِيُّ: حدثنا أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ الْوَهْبِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ عِيسَى بنِ مَعْقِلِ بن أُمِّ مَعْقِلٍ الْأَسَدِيِّ، أَسَدِ خُزَيْمَةَ: حَدَّثَنِي يُوسُفُ بْنُ عَبْدِ الله بنِ سَلَامٍ عَنْ جَدَّتِهِ أُمِّ مَعْقِلٍ قَالَتْ: لَمَّا حَجَّ رَسُولُ الله ﷺ حَجَّةَ الْوَدَاعِ وَكَانَ لَنَا جَمَلٌ فَجَعَلَهُ أَبُو مَعْقِلٍ فِي سَبِيلِ الله وَأَصَابَنَا مَرَضٌ وَهَلَكَ أَبُو مَعْقِلٍ وَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ حَجِّهِ جِئْتُهُ فَقَالَ: «يَا أُمَّ مَعْقِلٍ! مَا مَنَعَكِ أَنْ تَخْرُجِي مَعَنَا؟» قَالَتْ: لَقَدْ تَهَيَّأْنَا فَهَلَكَ أَبُو مَعْقِلٍ وَكَانَ لَنَا جَمَلٌ هُوَ الَّذِي نَحُجُّ عَلَيْهِ، فَأَوْصَى بِهِ أَبُو مَعْقِلٍ فِي سَبِيلِ الله قَالَ: «فَهَلَّا خَرَجْتِ عَلَيْهِ؟ فَإِنَّ الْحَجَّ فِي سَبِيلِ الله،

۱۹۸۹- حضرت ام معقل رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کیا تو ہمارے پاس ایک ہی اونٹ تھا۔ ابو معقل رضی اللہ عنہ نے اس کو جہاد فی سبیل اللہ کے لیے وقف کر دیا تھا۔ ہمیں بیماری نے آ لیا اور ابو معقل فوت ہو گئے۔ اور نبی ﷺ تشریف لے گئے۔ جب آپ اپنے حج سے فارغ ہو کر آئے تو میں حاضر خدمت ہوئی۔ آپ نے فرمایا: ''اے ام معقل! کیا مانع تھا کہ تو ہمارے ساتھ حج کے لیے نہیں گئی؟'' اس نے کہا: ہم تو تیار تھے مگر ابو معقل فوت ہو گئے، ہمارا ایک ہی اونٹ تھا جس پر ہمیں حج کرنا تھا، تو ابو معقل نے اس کے بارے میں وصیت کر دی کہ یہ جہاد فی سبیل اللہ کے لیے وقف ہے۔ آپ نے فرمایا: ''تو اسی پر کیوں نہ چل دی؟ بلاشبہ حج ''فی سبیل اللہ'' ہی ہے۔ خیر جب تم سے ہمارے ساتھ یہ حج کرنا فوت ہو گیا ہے تو رمضان میں عمرہ کرنا، بلاشبہ یہ حج کی مانند ہے۔'' چنانچہ وہ کہا کرتی

۱۹۸۹- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٦/ ٢٧٤ من حديث أحمد بن خالد به * ابن إسحاق عنعن، وأصل الحديث صحيح، رواه الترمذي، ح: ٩٣٩ "عمرة في رمضان تعدل حجةً".

فأَمَّا إِذْ فَاتَتْكِ هٰذِهِ الْحَجَّةُ مَعَنَا ، فَاعْتَمِرِي فِي رَمَضَانَ فَإِنَّهَا كَحَجَّةٍ» ، فَكَانَتْ تَقُولُ : الْحَجُّ حَجَّةٌ وَالْعُمْرَةُ عُمْرَةٌ ، وَقَدْ قَالَ هٰذَا لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ، مَا أَدْرِي أَلِيَ خَاصَّةً؟.

تھیں کہ حج حج ہے اور عمرہ عمرہ ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے یہ فرمایا تھا' معلوم نہیں یہ بات میرے لیے خاص تھی (یا امت کے لیے عام۔)

**فوائد ومسائل:** ① حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری (کتاب العمرۃ' باب عمرۃ فی رمضان حدیث: ۱۷۸۲) میں لکھا ہے کہ یہ دراصل دو واقعات ہیں۔ یہ ام معقل کا ہے اور اس سے پہلے والا حدیث (۱۹۸۸) میں ام طلیق کا ہے۔ جیسے کہ ابوعلی بن سکن نے اس کو نکالا ہے اور ابن مندہ نے ''کتاب الصحابۃ'' اور دولابی نے ''الکنیٰ'' میں نقل کیا ہے۔ ② علامہ البانی رحمہ اللہ نے پہلی حدیث (۱۹۸۸) میں عورت کے مقولہ [قَدْ كَبِرْتُ وَ سَقِمْتُ...... الخ] کو غیر صحیح کہا ہے۔ اور دوسری حدیث میں ام معقل کا مقولہ: [اَلْحَجُّ حَجَّةٌ وَالْعُمْرَةُ عُمْرَةٌ...... الخ] کو ضعیف کہا ہے۔ ③ زوجین کو دینی و دنیاوی ہر معاملے میں ایک دوسرے کا معاون بننا چاہیے۔ ④ فی سبیل اللہ مال وقف کرنا انتہائی عزیمت کا عمل ہے۔ اور حج بھی ''فی سبیل اللہ'' میں شمار ہے۔ اسی لیے حضرات ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم' امام احمد بن حنبل اور اسحق بن راہویہ رحمہم اللہ سفر حج میں جانے والوں کیلئے زکوۃ کی رقم سے معاونت جائز سمجھتے ہیں۔ جبکہ دیگر عام علماء فی سبیل اللہ سے مراد صرف جہاد ہی لیتے ہیں۔ اور اقرب یہ ہے کہ حجاج سے تعاون' تبلیغی مساعی اور جہاد بھی مواقع فی سبیل اللہ میں شامل ہیں۔ (واللہ اعلم) ⑤ رمضان میں عمرے کا ثواب حج کے برابر ہوتا ہے مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ فرض ساقط ہو جائے گا۔ ⑥ جیسے حضور قلب اور اخلاص نیت کی بنا پر عمل کا ثواب بڑھ جاتا ہے ایسے ہی مبارک وقت کی مناسبت سے عمل کا ثواب بڑھ جاتا ہے۔ ⑦ رمضان میں عمرہ کرنا ازحد افضل اعمال میں سے ہے۔

**۱۹۹۰- حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَامِرٍ الْأَحْوَلِ، عَنْ بَكْرِ بنِ عَبْدِ اللهِ، عن ابن عَبَّاسٍ قَالَ: أَرَادَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْحَجَّ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ لِزَوْجِهَا : أَحِجَّنِي مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ عَلَى جَمَلِكَ فَقَالَ: مَا عِنْدِي مَا أُحِجُّكِ عَلَيْهِ قَالَتْ : أَحْجِجْنِي عَلَى جَمَلِكَ فُلَانٍ قَالَ :

۱۹۹۰- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حج کا ارادہ فرمایا تو ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا: مجھے بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اپنے اونٹ پر حج کراؤ۔ اس نے کہا: میرے پاس کوئی ایسی سواری نہیں جس پر میں تمہیں حج کراؤں۔ عورت نے کہا: اپنے فلاں اونٹ پر؟ اس نے جواب دیا کہ وہ تو فی سبیل اللہ (جہاد کے لیے) وقف ہے۔ پس وہ رسول

۱۹۹۰ـ تخريج: [حسن] أخرجه ابن خزيمة، ح: ۳۰۷۷ من حديث عبدالوارث به، وصححه الحاكم: ۱/ ۱۸۳، ۱۸٤، وذكر البيهقي له علة: ٦/ ١٦٤، ولم أقف عليها.

ذَاكَ حَبِيسٌ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ فَأَتَىٰ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ امْرَأَتِي تُقْرِأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَرَحْمَةَ اللهِ وَإِنَّها سَأَلَتْنِي الْحَجَّ مَعَكَ قالَتْ: أَحِجَّنِي مع رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقُلْتُ: مَا عِنْدِي مَا أُحِجُّكِ عَلَيْهِ قالَتْ: أَحِجَّنِي عَلَى جَمَلِكَ فُلَانٍ، فَقُلْتُ: ذَاكَ حَبِيسٌ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ قالَ: «أَمَا إِنَّكَ لَوْ أَحْجَجْتَها عَلَيْهِ كَانَ فِي سَبِيلِ اللهِ»، [أَمَا] وَإِنَّهَا أَمَرَتْنِي أَنْ أَسأَلَكَ مَا يَعْدِلُ حِجَّةً مَعَكَ؟ قال رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَقْرِئْهَا السَّلَامَ وَرحمَةَ اللهِ وَبَرَكَاتِهِ وَأَخْبِرْها أَنَّهَا تَعْدِلُ حَجَّةً معِي يَعْنِي: عُمْرَةً فِي رَمَضَانَ».

اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میری بیوی نے آپ کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا ہے اور وہ مجھے کہتی ہے کہ میں اس کو آپ کے ساتھ حج کراؤں۔ وہ کہتی ہے: مجھے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں حج کراؤ۔ تو میں نے اس سے کہا: میرے پاس کوئی سواری نہیں جس پر میں تجھے حج کراؤں۔ اس نے کہا: اپنے فلاں اونٹ پر۔ تو میں نے کہا: وہ تو فی سبیل اللہ وقف ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تم اسے اس پر حج کرادو تو یہ بھی فی سبیل اللہ ہی ہے۔“ اس نے کہا کہ اس (عورت) نے مجھے کہا ہے کہ میں آپ سے یہ دریافت کروں کہ کونسا عمل آپ کے ساتھ حج کے برابر ہوسکتا ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اسے (میری طرف سے) السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہنا اور اسے بتانا کہ رمضان میں عمرہ کرنا میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے۔“



فائدہ: اس حدیث سے بھی واضح ہے کہ حج کرنا بھی ”فی سبیل اللہ“ میں داخل ہے جو زکوٰۃ کا ایک مصرف ہے۔

١٩٩١- حَدَّثَنا عَبْدُ الأَعْلَى بنُ حَمَّادٍ: حَدَّثَنا دَاوُدُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عن عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ اعْتَمَرَ عُمْرَتَيْنِ عُمْرَةً فِي ذِي الْقَعْدَةِ وَعُمْرَةً فِي شَوَّالٍ.

۱۹۹۱- حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دو عمرے کیے تھے ایک ذوالقعدہ میں اور ایک شوال میں۔

توضیح ومسائل: ① صحیح اور درست بات یہ ہے کہ نبی ﷺ نے چار عمرے کیے ہیں۔ جیسا کہ صحیحین میں اس کی صراحت موجود ہے۔ (صحیح البخاری' العمرۃ' حدیث:۱۷۷۵'۱۷۷۶ وصحیح مسلم' الحج' حدیث:

١٩٩١ـ تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي في دلائل النبوة: ٥/ ٤٥٥ من حديث أبي داود به، وصححه ابن الملقن في تحفة المحتاج، ح: ١٠٥٨ * قولها: "عمرة في شوال" تعنى عمرة الجعرانة حين خرج في شوال ولكنه إنما أحرم بها في ذي القعدة.

۱۲۵۳) مگر حضرت عائشہ ؓ کا ''دوعمرے'' بتانا شاید اسی بنا پر ہے کہ آپ نے فعلاً اور بالاستقلال دوعمرے کیے ہیں۔ عمرۂ حدیبیہ میں آپ کو روک دیا گیا تھا اور آپ واپس چلے آئے تھے۔ اور حج والا عمرہ ضمنی عمرہ تھا انہوں نے ان کو شمار نہیں فرمایا۔ ④ شوال میں عمرہ' اس معنی میں ہے کہ عمرہ جعرانہ کا سفر شوال میں شروع ہوا تھا تو انہوں نے شوال کا ذکر کیا ورنہ عملاً ذوالقعدہ میں ادا کیا گیا تھا۔ (بذل المجهود)

١٩٩٢- حَدَّثَنا النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنا أَبُو إِسْحَاقَ عن مُجَاهِدٍ قال: سُئِلَ ابنُ عُمَرَ: كَم اعْتَمَرَ رَسُولُ الله ﷺ؟ فقالَ: مَرَّتَيْنِ، فقالَتْ عَائِشَةُ: لَقَدْ عَلِمَ ابنُ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قد اعْتَمَرَ ثَلَاثًا سِوَى الَّتِي قَرَنَهَا بِحَجَّةِ الْوَدَاعِ.

۱۹۹۲- حضرت ابن عمر ؓ سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کتنے عمرے کیے؟ انہوں نے کہا: دو۔ عائشہ ؓ نے کہا: ابن عمر ؓ کو تو معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تین عمرے کیے تھے' سوائے اس کے جسے آپ نے حجۃ الوداع کے ساتھ ملا کر کیا تھا۔

١٩٩٣- حَدَّثَنا النُّفَيْلِيُّ وَقُتَيْبَةُ قالَا: حَدَّثَنا دَاوُدُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْعَطَّارُ عن عَمْرِو بنِ دِينَارٍ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: اعْتَمَرَ رَسُولُ الله ﷺ أَرْبَعَ عُمَرٍ: عُمْرَةَ الْحُدَيْبِيَةِ، وَالثَّانِيَةَ حِينَ تَوَاطَؤُا عَلَى عُمْرَةٍ مِنْ قَابِلٍ، وَالثَّالِثَةَ مِنَ الْجِعِرَّانَةِ، وَالرَّابِعَةَ الَّتِي قَرَنَ مَعَ حَجَّتِهِ.

۱۹۹۳- حضرت ابن عباس ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چار عمرے کیے تھے۔ عمرۂ حدیبیہ (جس سے آپ کو واپس جانا پڑا تھا۔) دوسرا وہ جو حسب اتفاق معاہدہ اگلے سال کیا۔ تیسرا جعرانہ سے اور چوتھا جو آپ نے اپنے حج کے ساتھ ملا کر کیا۔



١٩٩٤- حَدَّثَنا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ وَهُدْبَةُ بنُ خَالِدٍ قالَا: حَدَّثَنا هَمَّامٌ عن قَتَادَةَ،

۱۹۹۴- حضرت انس ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چار عمرے کیے تھے اور سبھی ذوالقعدہ میں کیے'

---

١٩٩٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٢/ ٧٠، والنسائي في الكبرى، ح: ٤٢١٨ من حديث زهير به * أبوإسحاق عنعن، وأصل الحديث متفق عليه، البخاري، العمرة، باب: كم اعتمر النبي ﷺ؟، ح: ١٧٧٥، ومسلم، الحج، باب بيان عدد عمر النبي ﷺ وزمانهن، ح: ١٢٥٥ من حديث مجاهد بغير هذا اللفظ.

١٩٩٣ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الحج، باب ما جاء: كم اعتمر النبي ﷺ، ح: ٨١٦ عن قتيبة به، وقال: "حسن غريب".

١٩٩٤ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحج، باب بيان عدد عمر النبي ﷺ وزمانهن، ح: ١٢٥٣ من حديث هدبة بن خالد، والبخاري، العمرة، باب: كم اعتمر النبي ﷺ؟، ح: ١٧٧٨ من حديث همام به.

عن أنسٍ : أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ اعْتَمَرَ أَرْبَعَ عُمَرٍ كُلُّهُنَّ في ذِي الْقَعْدَةِ إلّا الَّتي مَعَ حَجَّتِهِ.

سوائے اس کے جو حج کے ساتھ تھا۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: أَتْقَنْتُ مِنْ هٰهُنَا مِنْ هُدْبَةَ وَسَمِعْتُهُ مِنْ أبي الْوَلِيدِ وَلم أَضْبِطْهُ: عُمْرَةً زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ أَوْ مِنَ الْحُدَيْبِيَةِ وَعُمْرَةَ الْقَضَاءِ في ذِي الْقَعْدَةِ وَعُمْرَةً مِنَ الْجِعِرَّانَةِ حَيْثُ قَسَمَ غَنَائِمَ حُنَيْنٍ في ذِي الْقَعْدَةِ، وَعُمْرَةً مَعَ حَجَّتِهِ.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہاں تک مجھے ہدبہ بن خالد سے خوب یاد ہے۔ اور ابو الولید سے بھی میں نے سنا ہے مگر اچھی طرح ضبط نہیں۔ یعنی عمرہ حدیبیہ کے زمانے میں، عمرۃ القضاء ذوالقعدہ میں، عمرۂ جعرانہ جب آپ نے ذوالقعدہ میں حنین کی غنیمتیں تقسیم کی تھیں اور حج کے ساتھ والا عمرہ۔

فائدہ: بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر آدمی حج کے مہینوں میں عمرہ کر لے تو اسے حج کرنا لازمی ہو جاتا ہے۔ مگر اس کی کوئی حقیقت نہیں، رسول اللہ ﷺ کے پہلے تینوں عمرے ذوالقعدہ میں تھے جو حج کا مہینہ ہے۔

## (المعجم ٨٠) - باب الْمُهِلَّةِ بِالْعُمْرَةِ تَحِيضُ فَيُدْرِكُهَا الْحَجُّ فَتَنْقُضُ عُمْرَتَهَا وَتُهِلُّ بِالْحَجِّ، هَلْ تَقْضِي عُمْرَتَهَا؟ (التحفة ٨١)

## باب: ٨٠- جو عورت عمرے کی نیت سے احرام باندھے، اس کو حیض آ جائے اور پھر حج کا وقت آ جائے تو کیا وہ اپنا عمرہ ختم کر کے حج کا احرام باندھ سکتی ہے، اور کیا وہ اپنے عمرے کی قضا کرے؟

١٩٩٥- حَدَّثَنا عَبْدُ الأَعْلَى بنُ حَمَّادٍ: حَدَّثَنا دَاوُدُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: حدثني عَبْدُ الله بنُ عُثْمانَ بنِ خُثَيْمٍ عن يُوسُفَ بنِ مَاهَكَ، عن حَفْصَةَ بنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ أبي بَكْرٍ، عن أَبِيهَا: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ: «يَاعَبْدَ الرَّحْمٰنِ! أَرْدِفْ أُخْتَكَ عَائِشَةَ فَأَعْمِرْهَا مِنَ التَّنْعِيمِ فإِذَا هَبَطْتَ بِهَا مِنَ الْأَكَمَةِ فَلْتُحْرِمْ فإِنَّهَا عُمْرَةٌ مُتَقَبَّلَةٌ».

١٩٩٥- حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا تھا: ”اے عبدالرحمٰن! اپنی بہن عائشہ کو اپنے پیچھے سوار کر اور اسے تنعیم سے عمرہ کروا لاؤ۔ تم جب اسے لے کر ٹیلے سے نیچے اترو تو اسے چاہیے کہ احرام باندھے۔ بے شک یہ عمرہ مقبول ہوگا۔“

١٩٩٥ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ١٩٨ من حديث داود بن عبدالرحمٰن به.

فوائد ومسائل: ① "تنعیم" مکہ سے چھ میل کے فاصلے پر قریب ترین مقام اور آج کل شہر کی آبادی کا حصہ ہے۔ اور مسجد عائشہ کے نام سے معروف منزل ہے۔ ② علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس روایت میں [فَإِذَا هَبَطَتْ] "جب تو اسے لے کر ٹیلے سے اترے" والا آخری حصہ صحیح نہیں ہے۔

١٩٩٦- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حدثنا سَعِيدُ بْنُ مُزَاحِمِ بنِ أبي مُزَاحِمٍ: حدثني أَبِي مُزَاحِمٌ عن عَبْدِ الْعَزِيزِ بنِ عَبْدِ الله بنِ أَسِيدٍ، عن مُحَرِّشٍ الْكَعْبِيِّ قال: دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ الْجِعِرَّانَةَ فَجَاءَ إلى المَسْجِدِ فَرَكَعَ مَا شَاءَ اللهُ ثُمَّ أَحْرَمَ، ثُمَّ اسْتَوَى عَلَى راحِلَتِهِ، فَاسْتَقْبَلَ بَطْنَ سَرِفَ حَتَّى لَقِيَ طَرِيقَ المَدِينَةِ فأصْبَحَ بمَكَّةَ كَبَائِتٍ.

١٩٩٦- حضرت محرش کعبی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ جعرانہ میں تشریف لائے' پھر مسجد میں آئے اور جو اللہ نے چاہا نماز پڑھی۔ پھر آپ نے احرام باندھا' پھر اپنی سواری پر درست ہو کر بیٹھ گئے اور دامن وادیٔ سرف کا رخ کر لیا حتیٰ کہ مدینہ کی راہ پر جا ملے اور مکہ میں صبح کی' گویا کہ آپ رات ہی سے یہیں تھے۔

فائدہ: [فَأَصْبَحَ بِمَكَّةَ كَبَائِتٍ] "اور مکہ میں صبح کی' گویا کہ آپ رات ہی سے یہیں تھے۔" یہ جملہ کسی راوی کا وہم ہے۔ جامع ترمذی' سنن نسائی اور مسند احمد میں جو آیا ہے وہ صحیح تر ہے کہ آپ نے رات میں عمرہ کیا اور رات ہی کو جعرانہ واپس تشریف لے آئے' گویا آپ نے رات یہیں گزاری تھی' اور اس بنا پر بعض اصحاب پر آپ کا یہ عمرہ مخفی رہا۔ (بذل المجهود) یہ حدیث باب سے اس طرح مطابقت رکھتی ہے کہ قضا یا نفلی عمرہ ادا کرنے والا تنعیم سے احرام باندھے یا جعرانہ سے' یہی دو مقام قریب کے میقات ہیں۔

## (المعجم ٨١) - باب الْمَقَامِ فِي الْعُمْرَةِ (التحفة ٨٢)

## باب: ٨١- عمرے کے بعد اقامت کا مسئلہ

١٩٩٧- حَدَّثَنَا دَاوُدُ بنُ رُشَيْدٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بنُ زَكَرِيَّا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ إسْحَاقَ عن أَبَانَ بنِ صَالِحٍ وَعن ابنِ أبي

١٩٩٧- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عمرۂ قضا میں (مکہ کے اندر) تین دن ٹھہرے تھے۔

١٩٩٦- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في العمرة من الجعرانة، ح: ٩٣٥ من حديث مزاحم به، وقال: "حسن غريب" * مزاحم وثقه ابن حبان، والذهبي في الكاشف، والترمذي بتحسين حديثه، فهو حسن الحديث.

١٩٩٧- تخريج: [إسناده ضعيف] * ابن إسحاق وابن أبي نجيح مدلسان وعنعنا، وللحديث شواهد.

نَجِيحٍ، عن مُجَاهِدٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ أَقَامَ في عُمْرَةِ الْقَضَاءِ ثَلَاثًا.

فائدہ: مہاجرین مدینہ کے لیے پابندی تھی کہ وہ مکہ میں تین دن سے زیادہ نہ ٹھہریں۔ دیگر مسلمانوں کے لیے کسی طرح کی کوئی پابندی نہیں' خواہ رکے رہیں یا واپس چلے جائیں۔

## (المعجم ٨٢) - باب الْإِفَاضَةِ فِي الْحَجِّ (التحفة ٨٣)

## باب:٨٢-طواف افاضہ کا بیان

١٩٩٨- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: حَدَّثَنا عُبَيْدُالله عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَفَاضَ يَوْمَ النَّحْرِ ثُمَّ صَلَّى الظُّهْرَ بِمِنًى - يَعْني رَاجِعًا.

١٩٩٨-حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قربانی والے دن طواف افاضہ کیا' پھر لوٹ کر منیٰ میں ظہر کی نماز پڑھی۔



فوائد وتوضیح: عرفات اور مزدلفہ سے لوٹنے کے بعد دسویں تاریخ کو یا اس کے بعد کسی وقت بیت اللہ کا طواف کرنا فرض ہے۔ قرآن مجید کا حکم ہے: ﴿وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ﴾ (الحج:٢٩) ''انہیں چاہیے کہ قدیم گھر کا طواف کریں۔'' اس طواف کو طواف افاضہ' طواف زیارہ اور طواف رکن بھی کہتے ہیں۔ افضل یہی ہے کہ دسویں ذی الحجہ کو کرلیا جائے یا ایام تشریق میں کسی وقت۔

اس حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ سے واپس لوٹ کر منیٰ میں ظہر کی نماز پڑھی۔ جبکہ حضرت جابر اور عائشہ ؓ کی روایات میں ہے کہ آپ نے مکہ میں ظہر کی نماز پڑھی' بعد ازاں آپ منیٰ میں تشریف لائے۔ دونوں روایتیں سنداً صحیح ہیں اور محدثین نے اپنے اپنے انداز میں ترجیح دی ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ ؒ اور بعض دیگر نے منیٰ میں نماز پڑھنے کی روایت کو ترجیح دی ہے۔ اور اس کی کئی وجوہ ہیں۔ (الف) اگر آپ مکہ میں ظہر کی نماز پڑھتے تو منیٰ میں اپنا کوئی نائب بنا کر جاتے جو انہیں ظہر کی نماز پڑھاتا اور یہ منقول نہیں ہے اور نائب کا نماز پڑھانا محال ہے اور کسی نے اس کا ذکر بھی نہیں کیا ہے۔ حالانکہ ایک سفر میں آپ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ کو اپنا نائب بنایا تھا۔ ایک بار حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو اپنا نائب بنایا تھا جبکہ آپ بنو عمرو بن عوف میں ان کے درمیان صلح کرانے کے لیے تشریف لے گئے تھے۔ اسی طرح ایام مرض میں بھی آپ نے ان کو اپنا امام بنایا تھا۔ اور یہ سوال کہ

---

١٩٩٨ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحج، باب استحباب طواف الإفاضة يوم النحر، ح:١٣٠٨ من حديث عبدالرزاق به، وهو في مسند أحمد: ٢/ ٣٤.

مکہ میں آپ نے نائب نہیں بنایا۔ تو اس کی قطعاً ضرورت ہی نہیں تھی کیونکہ ان لوگوں کے لیے امام پہلے سے مقرر شدہ تھا جو انہیں نمازیں پڑھاتا تھا۔ (ب) اگر آپ مکہ میں نماز پڑھاتے تو اہل مکہ پوری نماز پڑھتے کیونکہ ان پر اتمام واجب تھا اور نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے ان لوگوں کو حسب دستور یہ نہیں فرمایا کہ ''اپنی نماز پوری کرو ہم لوگ مسافر ہیں'' جیسے کہ فتح مکہ کے موقع پر کہا تھا۔ (ج) یہ ممکن ہے کہ مکہ میں آپ کا نماز پڑھنا یا پڑھانا رکعات طواف سے مشتبہ ہو گیا ہو' بالخصوص کہ لوگ آپ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے۔ اور آپ کی اقتدا بھی کرتے تھے' دیکھنے والے نے اس کو نماز ظہر سمجھا ہو۔ مگر آپ کا منیٰ میں نماز پڑھنا کسی طور بھی مشتبہ نہیں ہو سکتا' بالخصوص جبکہ آپ حجاج کے امام تھے' آپ کے علاوہ کوئی اور نماز پڑھانے کا مجاز ہی نہ تھا۔ اور یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ انہیں امام کے بغیر چھوڑ جائیں اور وہ اکیلے اکیلے نماز پڑھیں۔ یہ انتہائی بعید از قیاس بات ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے کچھ محدثین نے یہ سمجھا ہے کہ نبی ﷺ نے منیٰ میں نماز ظہر ادا کی' بعد ازاں بیت اللہ تشریف لے گئے جیسے کہ وہ کہتی ہیں کہ آپ نے ظہر کی نماز پڑھ کر دن کے آخری حصہ میں طواف افاضہ کیا پھر منیٰ واپس آ گئے۔ دیکھیے: (تہذیب ابن قیم رحمہ اللہ)

١٩٩٩- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ وَيَحْيَى بنُ مَعِينٍ المَعْنَى وَاحِدٌ، قالَا: حَدَّثَنا ابنُ أبي عَدِيٍّ عن مُحمَّدِ بنِ إسْحاقَ: حَدَّثَنا أَبُو عُبَيْدَةَ بنُ عَبْدِ الله بنِ زَمْعَةَ عن أبيهِ، وَعن أُمِّهِ زَيْنَبَ بِنْتِ أبي سَلَمَةَ، عن أُمِّ سَلَمَةَ يُحَدِّثَانِهِ جَمِيعًا ذَاكَ عَنْهَا قالَتْ: كَانَتْ لَيْلَتِي الَّتِي يصِيرُ إليَّ فيهَا رَسُولُ الله ﷺ مَسَاءَ يَوْمِ النَّحْرِ، فَصَارَ إليَّ فَدَخَلَ عَلَيَّ وَهْبُ بنُ زَمْعَةَ وَمَعَهُ رَجُلٌ مِنْ آلِ أبي أُمَيَّةَ مُتَقَمِّصَيْنِ، فقال رَسُولُ الله ﷺ لوَهْبٍ: «هَلْ أَفَضْتَ أَبَا عَبْدِ الله؟» قال: لَا وَالله! يَارَسُولَ الله! قال ﷺ: «انْزِعْ عَنْكَ الْقَمِيصَ».

١٩٩٩- ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ قربانی والے دن شام کو میری باری کی رات تھی' جس میں کہ رسول اللہ ﷺ کو میرے پاس تشریف لانا تھا۔ چنانچہ آپ تشریف لائے اور میرے پاس وہب بن زمعہ آیا اور اس کے ساتھ آل ابی امیہ کا ایک اور آدمی بھی تھا۔ ان دونوں نے قمیصیں پہن رکھی تھیں' تو رسول اللہ ﷺ نے وہب سے فرمایا: ''ابو عبداللہ! کیا تم نے طواف افاضہ کر لیا ہے؟'' اس نے کہا: نہیں' قسم اللہ کی! اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی یہ قمیص اتار دو۔'' چنانچہ اس نے اپنی قمیص اتار دی اور سر کی جانب سے اتاری۔ اور اس کے ساتھی نے بھی اتار دی' اور سر کی جانب سے اتاری۔ پھر انہوں نے پوچھا: اور یہ کیوں اے اللہ کے رسول؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ تمہیں



١٩٩٩- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن خزيمة، ح: ٢٩٥٨ من حديث ابن أبي عدي به، وهو في مسند أحمد: ٦/ ٢٩٥.

قال: فنَزَعَهُ مِنْ رَأْسِهِ وَنَزَعَ صَاحِبُهُ قَمِيصَهُ مِنْ رَأْسِهِ، ثُمَّ قال: وَلِمَ يَارَسُولَ اللهِ؟ قال: «إِنَّ هٰذَا يَوْمٌ رُخِّصَ لَكُم إِذَا أَنْتُمْ رَمَيْتُمُ الْجَمْرَةَ أَنْ تَحِلُّوا يَعْنِي: مِنْ كُلِّ مَا حُرِمْتُمْ مِنْهُ إِلَّا النِّسَاءَ، فَإِذَا أَمْسَيْتُمْ قَبْلَ أَنْ تَطُوفُوا هَذَا الْبَيْتَ صِرْتُمْ حُرُمًا كَهَيْئَتِكُم قَبْلَ أَنْ تَرْمُوا الجَمْرَةَ حَتَّى تَطُوفُوا بِهِ».

اس دن میں رخصت ہے کہ جب تم جمرہ کو کنکریاں مارلو تو حلال ہو جاؤ۔ یعنی ہر اس چیز سے جو تم پر حرام کی گئی ہے' سوائے بیویوں کے۔ اگر بیت اللہ کا طواف کرنے سے پہلے شام ہو جائے تو تم پھر سے محرم ہو جاؤ گے جیسے کہ کنکریاں مارنے سے پہلے تھے حتی کہ اس کا طواف کرلو۔''

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر دسویں تاریخ کو شام تک حاجی طواف افاضہ نہ کر سکا ہو تو اسے دوبارہ احرام کی حالت میں آ جانا چاہیے۔



۲۰۰۰- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن أبي الزُّبَيْرِ، عن عَائِشَةَ وَابنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبيَّ ﷺ أَخَّرَ طَوَافَ يَوْمِ النَّحْرِ إِلى اللَّيْلِ.

۲۰۰۰- حضرت عائشہ اور حضرت ابن عباس ؓ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے قربانی کے روز طواف کو رات تک مؤخر کیا تھا۔

۲۰۰۱- حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ دَاوُدَ: أخبرنا ابنُ وَهْبٍ: حدثني ابنُ جُرَيجٍ عن عَطَاءِ بنِ أبي رَبَاحٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبيَّ ﷺ لَمْ يَرْمُلْ مِنَ السَّبْعِ الَّذِي أَفَاضَ فِيهِ.

۲۰۰۱- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے اپنے طواف افاضہ میں رمل نہیں کیا تھا (آہستہ آہستہ نہیں دوڑے تھے جیسے کہ طواف قدوم میں کیا تھا۔)

## (المعجم ۸۳) - باب الْوَدَاعِ (التحفة ٨٤)

## باب:۸۳- طواف وداع کا بیان

---

۲۰۰۰- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في طواف الزيارة بالليل، ح: ٩٢٠ عن محمد بن بشار به، وقال: "حسن صحيح"، ورواه ابن ماجه، ح: ٣٠٥٩، وعلقه البخاري قبل حديث: ١٧٣٢ * أبوالزبير تابعه محمد بن طارق، ولكنه عن طاووس مرسل.

۲۰۰۱- تخريج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، المناسك، باب زيارة البيت، ح: ٣٠٦٠ من حديث ابن وهب به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٩٤٣ * حديث ابن جريج عن عطاء قوي وإن عنعن.

٢٠٠٢- حَدَّثَنَا نَصْرُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن سُلَيْمانَ الْأَحْوَلِ، عن طَاوُسٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: كَانَ النَّاسُ يَنْصَرِفُونَ في كُلِّ وَجْهٍ، فقال النَّبِيُّ ﷺ: «لا يَنْفِرَنَّ أَحَدٌ حتَّى يَكُونَ آخِرُ عَهْدِهِ الطَّوَافَ بالْبَيْتِ».

٢٠٠٢- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ لوگ (حج کے بعد) ہر جانب واپس چلے جاتے تھے۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''کوئی شخص ہرگز نہ جائے حتیٰ کہ اس کا آخری عمل بیت اللہ کا طواف ہو۔''

**فوائد ومسائل:** یہ حدیث طواف وداع (آخری الوداعی طواف) کے واجب ہونے کی دلیل ہے۔ الا یہ کہ کوئی خاتون حیض کے ایام میں ہو۔ اور جو یہ چھوڑ دے اس پر دم (ایک جانور قربان کرنا) لازم آتا ہے۔

## (المعجم ٨٤) - بَابُ الْحَائِضِ تَخْرُجُ بَعْدَ الْإِفَاضَةِ (التحفة ٨٥)

## باب: ٨٤- حائضہ عورت طواف افاضہ کر چکی ہو تو طواف وداع کیے بغیر جا سکتی ہے۔

٢٠٠٣- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عن أبيهِ، عن عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ ذَكَرَ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ، فَقِيلَ: إِنَّهَا قَدْ حَاضَتْ، فقال رَسُولُ الله ﷺ: «لَعَلَّهَا حَابِسَتُنَا!» فقالُوا: يَارَسُولَ الله! إِنَّهَا قَدْ أَفَاضَتْ، فقال: «فَلَا إِذًا».

٢٠٠٣- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت صفیہ بنت حُیَیّ رضی اللہ عنہا کا ذکر کیا تو بتایا گیا کہ اسے حیض آ گیا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شاید یہ ہمیں روکنے والی ہے؟'' (گھر والوں نے) کہا: اے اللہ کے رسول! اس نے طواف افاضہ کر لیا ہے۔ تو آپ نے فرمایا: ''تب نہیں۔''

٢٠٠٤- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عَوْنٍ:

٢٠٠٤- حضرت حارث بن عبداللہ بن اوس رضی اللہ عنہ

---

٢٠٠٢ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، الحج، باب وجوب طواف الوداع وسقوطه عن الحائض، ح: ١٣٢٧ من حديث سفيان به.

٢٠٠٣ـ **تخريج**: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٢٠٢، ح: ٢٦١٨١ من حديث هشام بن عروة به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٤١٣، وصححه ابن خزيمة، ح: ٣٠٠٢، وأصله عند مسلم، ح: ١٢١١، ومسلم، ح: ١٧٨٦ بغير هذا اللفظ.

٢٠٠٤ـ **تخريج**: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ٤١٨٥ من حديث أبي عوانة به، وحسنه ابن الملقن في تحفة المحتاج، ح: ١١٤٦، ورواه الترمذي، ح: ٩٤٦ من طريق آخر عن الحارث به، وقال: "غريب".

أخبرنا أبُو عَوَانَةَ عن يَعْلَى بنِ عَطَاءٍ، عن الْوَلِيدِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن الْحَارِثِ بنِ عَبْدِ الله بنِ أوْسٍ قال: أَتَيْتُ عُمَرَ بنَ الْخَطَّابِ فَسَأَلْتُهُ عنِ الْمَرْأَةِ تَطُوفُ بالْبَيْتِ يَوْمَ النَّحْرِ ثُمَّ تَحِيضُ، قال: لِيَكُنْ آخِرُ عَهْدِهَا بالْبَيْتِ، قال: فَقال الْحَارِثُ: كَذَلِكَ أَفْتَانِي رَسُولُ الله ﷺ. قال: فَقال عُمَرُ: أَرِبْتَ عن يَدَيْكَ، سَأَلْتَنِي عن شَيْءٍ سَأَلْتَ عَنْهُ رَسُولَ الله ﷺ لِكَيْمَا أُخَالِفَ!!.

کہتے ہیں کہ میں حضرت عمر بن خطاب ؓ کے پاس آیا اور ان سے پوچھا کہ جو عورت قربانی والے دن طواف کر چکی ہو' پھر اسے حیض آ جائے تو؟ عمر ؓ نے کہا: چاہیے کہ اس کا آخری عمل بیت اللہ کا طواف ہو۔ تب حارث نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے بھی مجھ سے ایسے ہی فرمایا تھا۔ تو عمر ؓ نے کہا: ''تیرے ہاتھ گر جائیں۔ مجھ سے وہ بات پوچھتا ہے جو پہلے رسول اللہ ﷺ سے پوچھ چکا ہے تاکہ میں ان کی مخالفت کروں۔''

**فوائد ومسائل:** ① اس روایت میں بیان کردہ حضرت عمر ؓ کی رائے' سابقہ حدیث کے خلاف ہے (ممکن ہے کہ سابقہ حدیث ان کے علم میں نہ ہو) اس لیے مسئلہ وہی صحیح ہے جو سابقہ حدیث سے ثابت ہے مگر بات واضح ہے کہ یہ ہرگز جائز نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے صریح صحیح فرمان کے ہوتے ہوئے آدمی ادھر ادھر سے فتوے مانگتا پھرے۔ یہ رسول اللہ ﷺ پر ایمان کے منافی ہے۔ ② یہ حدیث حضرت عمر فاروق ؓ کے کمال علم وفضل اور جذبۂ اتباع رسول پر دلالت کرتی ہے۔ ③ شیخ البانی ؒ اس روایت کی بابت لکھتے ہیں کہ یہ روایت منسوخ ہے اور ماقبل روایت ناسخ ہے۔



## (المعجم ٨٥) - باب طَوَافِ الْوَدَاعِ (التحفة ٨٦)

## باب: ٨٥- (رسول اللہ ﷺ کے) طواف وداع کا بیان

٢٠٠٥- **حَدَّثَنا** وَهْبُ بنُ بَقِيَّةَ عن خَالِدٍ، عن أَفْلَحَ، عن الْقَاسِمِ، عن عَائِشَةَ رَضِيَ الله عَنْهَا قالَتْ: أَحْرَمْتُ مِنَ التَّنْعِيمِ بِعُمْرَةٍ، فَدَخَلْتُ فَقَضَيْتُ عُمْرَتِي وَانْتَظَرَنِي رَسُولُ الله ﷺ بالأَبْطَحِ حَتَّى فَرَغْتُ، وَأَمَرَ النَّاسَ بالرَّحِيلِ، قالَتْ:

٢٠٠٥- حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے تنعیم سے عمرے کا احرام باندھا' پھر حرم میں داخل ہوئی اور اپنا عمرہ پورا کیا۔ اور رسول اللہ ﷺ نے وادئ ابطح میں میرا انتظار کیا حتیٰ کہ میں فارغ ہوگئی۔ اور آپ نے لوگوں کو کوچ کرنے کا حکم دیا اور کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بیت اللہ میں تشریف لائے' اس کا طواف کیا پھر

**٢٠٠٥ـ تخريج:** [**إسناده صحيح**] وهو متفق عليه، انظر الحديث الآتي.

وَأَتَى رَسُولُ اللهِ ﷺ الْبَيْتَ فَطَافَ بِهِ ثُمَّ خَرَجَ.

روانہ ہو گئے۔

٢٠٠٦- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ بَشَّارٍ: حدثنا أَبُو بَكْرٍ يَعْني الْحَنَفِيَّ: حَدَّثَنا أَفْلَحُ عن الْقَاسِمِ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: خَرَجْتُ مَعَهُ - تَعْنِي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ - في النَّفَرِ الآخِرِ فَنَزَلَ المُحَصَّبَ.

۲۰۰۶- حضرت عائشہ ؓ نے بیان کیا کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ منیٰ سے آخری دن میں نکلی تو آپ نے وادئ محصّب میں پڑاؤ کیا۔ (مکہ اور منیٰ کے درمیان مقبرۃ المعلاۃ سے منیٰ کی طرف جانے والے راستے کا نام ابطح اور محصّب ہے۔)

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَلم يَذْكُرِ ابنُ بَشَّارٍ قِصَّةَ بَعْثِهَا إلى التَّنْعِيمِ في هٰذَا الحدِيثِ. قالَتْ: ثُمَّ جِئْتُهُ بِسَحَرٍ فأَذَّنَ في أَصْحَابِهِ بالرَّحِيلِ فارْتَحَلَ فَمَرَّ بالْبَيْتِ قَبْلَ صَلَاةِ الصُّبْحِ، فَطَافَ بِهِ حِينَ خَرَجَ، ثُمَّ انْصَرَفَ مُتَوَجِّهًا إلى المَدِينَةِ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ ابن بشار نے اس حدیث میں ان کو تنعیم کی طرف روانہ کرنے کا ذکر نہیں کیا۔ (حضرت عائشہ ؓ) کہتی ہیں: چنانچہ میں سحر کے وقت (عمرے سے فارغ ہوکر) آپ کے پاس پہنچی تو آپ نے صحابہ کو کوچ کا حکم دیا اور خود سوار ہوئے اور نماز فجر سے پہلے بیت اللہ میں آئے' طواف کیا اور پھر مدینہ کی راہ کی طرف چل نکلے۔

٢٠٠٧- حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ مَعِينٍ: حَدَّثَنا هِشَامُ بنُ يُوسُفَ عن ابنِ جُرَيْجٍ: أخبرني عُبَيْدُالله بنُ أبي يَزِيدَ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بنَ طَارِقٍ أخْبَرَهُ عن أُمِّهِ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ كَانَ إذَا جَازَ مَكَانًا مِنْ دَارِ يَعْلَى - نَسِيَهُ عُبَيْدُالله - اسْتَقْبَلَ الْبَيْتَ فَدَعَا.

۲۰۰۷۔ عبدالرحمٰن بن طارق اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب یعلیٰ کے گھر سے آگے بڑھتے تو بیت اللہ کی طرف رخ کرتے اور دعا فرماتے۔ عبیداللہ وہ جگہ بھول گئے تھے۔

---

٢٠٠٦- تخريج: أخرجه البخاري، الحج، باب قول الله تعالى: ﴿الحج أشهر معلومات ...﴾ الخ، ح: ١٥٦٠ عن محمد بن بشار، ومسلم، الحج، باب بيان وجوه الإحرام ... الخ، ح: ١٢١١/ ١٢٣ من حديث أفلح به.

٢٠٠٧- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، مناسك الحج، باب الدعاء عند رؤية البيت، ح: ٢٨٩٩ من حديث ابن جريج به * عبدالرحمٰن بن طارق وثقه ابن حبان وحده، فهو مجهول الحال.

(المعجم ٨٦) - **باب التَّحْصِيبِ**
(التحفة ٨٧)

باب:٨٦- وادئ محصّب (ابطح) میں اترنے کا بیان

**٢٠٠٨- حَدَّثَنا** أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ سَعِيدٍ عن هِشَامٍ، عن أبيهِ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: إِنَّمَا نَزَلَ رَسُولُ الله ﷺ الْمُحَصَّبَ لِيَكُونَ أَسْمَحَ لِخُرُوجِهِ وَلَيْسَ بِسُنَّةٍ، فَمَنْ شَاءَ نَزَلَهُ وَمَنْ شَاءَ لَمْ يَنْزِلْهُ.

٢٠٠٨- حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وادئ محصّب میں اس لیے اترے تھے تاکہ آپ کو (مکہ سے) نکلنے میں آسانی رہے۔ یہ کوئی مشروع سنت نہیں ہے۔ جو چاہے یہاں اتر جائے اور جو چاہے نہ اترے۔

فائدہ: چونکہ نبی ﷺ یہاں اترے تھے اور بعد ازاں خلفائے راشدین بھی یہاں اترتے رہے ہیں' اس لیے اس کے مستحب ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ حضرت عائشہ اور حضرت ابن عباس ؓ اسے ایک عام منزل سمجھتے تھے۔



**٢٠٠٩- حَدَّثَنا** أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ وعُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ، المعنى؛ ح: وحدثنا مُسَدَّدٌ قَالُوا: حَدَّثَنا سُفْيَانُ: حَدَّثَنا صَالِحُ بنُ كَيْسَانَ عن سُلَيْمانَ بنِ يَسَارٍ قال: قال أبُو رَافِعٍ: لَمْ يَأْمُرْنِي رَسُولُ الله ﷺ أنْ أَنْزِلَهُ وَلَكِنْ ضَرَبْتُ قُبَّتَهُ فَنَزَلَهُ.

٢٠٠٩- حضرت ابو رافع (مولیٰ رسول اللہ ﷺ) کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے یہ حکم نہیں دیا تھا کہ میں آپ کے پڑاؤ کا یہاں انتظام کروں لیکن میں نے (اپنے طور پر) یہاں آپ کا خیمہ لگا دیا تھا تو آپ یہاں اتر پڑے تھے۔

قال مُسَدَّدٌ: وكَانَ عَلَىٰ ثَقَلِ النَّبِيِّ ﷺ. وَقال عُثْمَانُ: يَعني في الْأَبْطَحِ.

جناب مسدد نے کہا کہ ابو رافع ؓ نبی ﷺ کے سامانِ سفر کے نگران اور منتظم تھے۔ عثمان بن ابی شیبہ نے اپنی روایت میں [فِي الْأَبْطَح] کا لفظ ذکر کیا ہے۔

---

**٢٠٠٨- تخريج: [إسناده صحيح]** أخرجه البيهقي: ٥/ ١٦١ من حديث أبي داود به، وهو في مسند أحمد: ٦/ ١٩٠، ورواه البخاري، الحج، باب المُحَصَّب، ح: ١٧٦٥، ومسلم، الحج، باب استحباب نزول المحصب يوم النفر . . . الخ، ح: ١٣١١ من حديث هشام بن عروة به.

**٢٠٠٩- تخريج:** أخرجه مسلم، الحج، باب استحباب نزول المحصب يوم النفر . . . الخ، ح: ١٣١٣ من حديث سفيان بن عيينة به.

٢٠١٠- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن عَلِيِّ بنِ حُسَيْنٍ، عن عَمْرِو ابنِ عُثْمانَ، عن أُسَامَةَ بنِ زَيْدٍ قال: قُلْتُ: يَارَسُولَ الله! أَيْنَ تَنْزِلُ غَدًا؟ - في حَجَّتِهِ - قال: «هَلْ تَرَكَ لَنَا عَقِيلٌ مَنْزِلًا؟» ثُمَّ قال: «نَحْنُ نَازِلُونَ بِخَيْفِ بَنِي كِنَانَةَ حَيْثُ قَاسَمَتْ قُرَيْشٌ عَلَى الْكُفْرِ» يَعني الْمُحَصَّبَ، وَذٰلِكَ أَنَّ بَني كِنَانَةَ حَالَفَتْ قُرَيْشًا عَلَى بَنِي هَاشِمٍ أَنْ لا يُنَاكِحُوهُمْ وَلا يُؤْوُوهُمْ وَلا يُبَايِعُوهُمْ.

٢٠١٠- حضرت اسامہ بن زید ؓ کہتے ہیں کہ حج کے موقع پر میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! آپ کل کہاں قیام فرمائیں گے؟ آپ نے فرمایا: ”بھلا عقیل نے ہمارے لیے کوئی منزل رہنے بھی دی ہے؟“ پھر آپ نے کہا: ”ہم خیف بنی کنانہ میں قیام کریں گے جہاں قریشیوں نے کفر پر آپس میں معاہدہ کیا تھا۔“ یعنی وادئ محصب میں۔ اور اس کی تفصیل یہ ہے کہ بنی کنانہ نے قریشیوں کے ساتھ بنی ہاشم کے خلاف یہ قسمیں اٹھائی تھیں کہ ان سے نکاح شادی کریں گے نہ خرید وفروخت اور نہ انہیں کوئی جگہ دیں گے۔



قال الزُّهْرِيُّ: وَالْخَيْفُ: الْوَادِي.

زہری نے کہا: ”خیف“ وادی ہے۔

**فوائد ومسائل:** ① رسول اللہ ﷺ نے اپنے والد کا ترکہ ہجرت کی بنا پر چھوڑ دیا تھا اور ابوطالب کی جائیداد طالب اور عقیل کو ملی تھی۔ حضرت جعفر اور حضرت علی ؓ بوجہ مسلمان ہونے کے اس کے وارث نہ ہوئے تھے۔ اور پھر طالب بدر کے موقع پر لاپتہ ہوگیا تو عقیل نے تمام گھر پر قبضہ کرلیا۔ ② وادئ محصب (ابطح) میں اترنا اظہار تشکر کے طور پر تھا کہ یہیں قریش نے نبی ﷺ اور مسلمانوں کے بائیکاٹ کا فیصلہ کیا تھا۔ آج اللہ نے اس کے آثار مٹا کر نتیجہ الٹ دیا تھا۔ یعنی اللہ نے ان مقامات کو اسلام کا مرکز بنا دیا تھا اور مسلمان ان پر غالب آ گئے تھے اسی لیے یہاں شکرانے کے طور پر اترنا مستحب گردانا جاتا ہے۔

٢٠١١- حَدَّثَنا مَحْمُودُ بنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنا عُمَرُ: حدثنا أَبُو عَمْرٍو يعني

٢٠١١- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب منیٰ سے روانگی کا ارادہ کیا تو

٢٠١٠ـ تخريج: أخرجه البخاري، الجهاد، باب: إذا أسلم قوم في دارالحرب . . . الخ، ح: ٣٠٥٨، ومسلم، الحج، باب نزول الحاج بمكة وتوريث دورها، ح: ١٣٥١ من حديث عبدالرزاق به، وهو في مسند أحمد: ٥/ ٢٠٢، ومصنف عبدالرزاق، ح: ٩٨٥١ بطوله.

٢٠١١ـ تخريج: أخرجه البخاري، الحج، باب نزول النبي ﷺ مكة، ح: ١٥٩٠، ومسلم، الحج، باب استحباب نزول المحصب يوم النفر . . .، الخ، ح: ١٣١٤ من حديث الأوزاعي به.

الْأَوزاعِيِّ عن الزُّهْرِيِّ، عن أبي سَلَمَةَ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال حِينَ أَرَادَ أَنْ يَنْفِرَ مِنْ مِنًى: «نَحْنُ نَازِلُونَ غَدًا»، فَذَكَرَ نَحْوَهُ، لَمْ يَذْكُرْ أَوَّلَهُ وَلا ذَكَرَ: الْخَيْفَ: الْوَادِي.

فرمایا: ''ہم کل (خیف بنی کنانہ میں) اتریں گے۔'' اور مذکورہ بالا کی مانند ذکر کیا۔ مگر (اوزاعی نے) روایت کا پہلا حصہ (اسامہ کا سوال جواب) ذکر نہیں کیا اور نہ ''الخیف'' کا کہ یہ وادی ہے۔

٢٠١٢- **حَدَّثَنا** أَبُو سَلَمَةَ مُوسَى: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن حُمَيْدٍ، عن بَكْرِ بنِ عَبْدِ الله وَأَيُّوبَ، عن نَافِعٍ أَنَّ ابنَ عُمَرَ كَانَ يَهْجَعُ هَجْعَةً بالْبَطْحَاءِ ثُمَّ يَدْخُلُ مَكَّةَ، وَيَزْعَمُ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ كَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ.

٢٠١٢- جناب نافع رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ (منیٰ سے واپسی پر) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بطحاء (ابطح رمحصب) میں ذرا دیر سوتے' پھر مکہ میں داخل ہوتے۔ اور کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ ایسے ہی کیا کرتے تھے۔ (یعنی طواف وداع کیا کرتے تھے۔)

٢٠١٣- **حَدَّثَنا** أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا عَفَّانُ: حَدَّثَنا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ: أخبرنا حُمَيْدٌ عن بَكْرِ بنِ عَبْدِ الله، عن ابنِ عُمَرَ وَأَيُّوبَ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بالْبَطْحَاءِ ثُمَّ هَجَعَ بِهَا هَجْعَةً ثُمَّ دَخَلَ مَكَّةَ، وكَانَ ابنُ عُمرَ يَفْعَلُهُ.

٢٠١٣- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے بطحاء میں ظہر' عصر' مغرب اور عشاء کی نمازیں پڑھیں' پھر کچھ دیر سوئے' پھر مکہ میں داخل ہوئے۔ اور ابن عمر ایسے ہی کیا کرتے تھے۔

فائدہ: ایام تشریق میں رمی جمرات زوال کے بعد ہوتی ہے۔ آخری دن نبی علیہ السلام زوال ہوتے ہی منیٰ سے روانہ ہوگئے' رمی کی اور پھر بطحاء میں آ کر نماز ظہر پڑھی۔

## (المعجم ٨٧) - **بَابٌ: فِي مَنْ قَدَّمَ شَيْئًا قَبْلَ شَيْءٍ فِي حَجِّهِ** (التحفة ٨٨)

## باب: ٨٧- جو شخص (دسویں تاریخ کے) اعمال حج میں تقدیم تاخیر کردے؟

٢٠١٢ـ **تخريج:** [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ١٠٠ من حديث حماد بن سلمة به، انظر الحديث الآتي، ورواه البخاري، الحج، باب النزول بذي طوى قبل أن يدخل مكة . . . الخ، ح: ١٧٦٨ من حديث نافع به مطولاً.

٢٠١٣ـ **تخريج:** [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في مسند أحمد: ٢/ ١٠٠.

٢٠١٤- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن عِيسَى بنِ طَلْحَةَ بنِ عُبَيْدِالله، عن عَبْدِ الله بنِ عَمْرِو بنِ الْعَاصِ أَنَّهُ قال: وَقَفَ رَسُولُ الله ﷺ في حَجَّةِ الْوَدَاعِ بِمِنًى يَسْأَلُونَهُ، فَجَاءَهُ رَجُلٌ فقال: يَارَسُولَ الله! إِنِّي لَمْ أَشْعُرْ فَحَلَّقْتُ قَبْلَ أَنْ أَذْبَحَ؟ فقال رَسُولُ الله ﷺ: «اذْبَحْ وَلَا حَرَجَ»، وَجَاءَ رَجُلٌ آخَرُ فقال: يَارَسُولَ الله! لَمْ أَشْعُرْ فَنَحَرْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ؟ قال: «ارْمِ وَلَا حَرَجَ»، قال: فَمَا سُئِلَ يَوْمَئِذٍ عن شَيْءٍ قُدِّمَ أَوْ أُخِّرَ إِلَّا قال: «اصْنَعْ وَلَا حَرَجَ».

٢٠١٤- حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر منیٰ میں وقوف کیا تو لوگ آپ سے مسائل دریافت کرتے تھے۔ ایک شخص آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! مجھے معلوم نہیں ہوسکا اور میں نے ذبح کرنے سے پہلے اپنے بال منڈوا لیے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ذبح کرلو کوئی حرج نہیں۔'' ایک دوسرا آیا اور بولا: اے اللہ کے رسول! مجھے معلوم نہیں ہوسکا اور میں نے رمی کرنے سے پہلے قربانی کرلی؟ آپ نے فرمایا: ''رمی کرلو کوئی حرج نہیں۔'' کہتے ہیں کہ اس دن آپ سے جو سوال بھی ہوا جس میں کوئی تقدیم تاخیر ہوئی تھی۔ آپ نے یہی فرمایا: ''کرلو کوئی حرج نہیں۔''

٢٠١٥- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا جَرِيرٌ عن الشَّيْبَانِيِّ، عن زِيَادِ بنِ عِلَاقَةَ، عن أُسَامَةَ بنِ شَرِيكٍ قال: خَرَجْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ حَاجًّا فَكَانَ النَّاسُ يَأْتُونَهُ، فَمَنْ قال: يَارَسُولَ الله! سَعَيْتُ قَبْلَ أَنْ أَطُوفَ أَوْ قَدَّمْتُ شَيْئًا أَوْ أَخَّرْتُ شَيْئًا، فَكَانَ يقُولُ: «لا حَرَجَ، لا حَرَجَ، إِلَّا عَلَى رَجُلٍ اقْتَرَضَ عِرْضَ رَجُلٍ مُسْلِمٍ وَهُوَ ظَالِمٌ، فَذَلِكَ الَّذِي حَرِجَ وَهَلَكَ».

٢٠١٥- حضرت اسامہ بن شریک ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ حج کے لیے روانہ ہوا۔ لوگ آپ کے پاس آتے تھے تو جس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے طواف سے پہلے سعی کرلی ہے یا کوئی کام پہلے کرلیا ہے یا کوئی مؤخر کردیا ہے۔ تو آپ فرماتے تھے: ''کوئی حرج نہیں۔ کوئی حرج نہیں۔ مگر جو کوئی ظلم کرتے ہوئے کسی مسلمان کی عزت کو کاٹے۔ (غیبت کرے یا طعن وتشنیع وغیرہ) تو وہ حرج میں پڑا اور ہلاک ہوا۔''

---

٢٠١٤ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، العلم، باب الفتيا وهو واقف على الدابة وغيرها، ح:٨٣، ومسلم، الحج، باب جواز تقديم الذبح على الرمي والحلق على الذبح وعلى الرمي ... الخ، ح:١٣٠٦ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٤٢١.

٢٠١٥ـ **تخريج**: [**صحيح**] أخرجه البيهقي: ٥/ ٤٦ من حديث أبي داود به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٧٧٤.

(المعجم ٨٨) - **بَابٌ: فِي مَكَّةَ** (التحفة ٨٩)

باب:٨٨- مکے میں (نماز کے لیے سترے کا مسئلہ)

**٢٠١٦- حَدَّثَنا** أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ بنُ عُيَيْنَةَ: حَدَّثَنِي كَثِيرُ بنُ كَثِيرِ بنِ الْمُطَّلِبِ بنِ أبي وَدَاعَةَ عن بَعْضِ أَهْلِهِ، عن جَدِّهِ: أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ يُصَلِّي مِمَّا يَلِي بَابَ بَنِي سَهْمٍ وَالنَّاسُ يَمُرُّونَ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلَيْسَ بَيْنَهُمَا سُتْرَةٌ.

٢٠١٦- کثیر بن کثیر کے دادا (حضرت مطلب بن ابی وداعہ ؓ) سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو (مسجد حرام میں) باب بنی سہم کے پاس نماز پڑھتے دیکھا جبکہ لوگ آپ کے آگے سے گزر رہے تھے اور ان کے درمیان (رسول اللہ ﷺ اور کعبہ کے مابین) سترہ نہیں تھا۔

- قال سُفْيَانُ: لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْكَعْبَةِ سُتْرَةٌ - وَقال سُفْيَانُ: كَانَ ابنُ جُرَيْجٍ أخبرنا عَنْهُ قال: أخبرنا كَثِيرٌ عن أَبِيهِ، فَسَأَلْتُهُ فقال: لَيْسَ مِنْ أبي سَمِعْتُهُ وَلَكِنْ مِنْ بَعْضِ أَهْلِي عن جَدِّي.

سفیان نے بصراحت کہا: [لَيْسَ بَيْنَهُ وَ بَيْنَ الْكَعْبَةِ سُتْرَةٌ......] سفیان کہتے ہیں کہ ابن جریج نے اس کی سند میں یوں بیان کیا تھا "اَخْبَرَنَا كَثِيرٌ عَنْ اَبِيهِ" یعنی کثیر نے اپنے والد سے بیان کیا' پھر میں نے ان سے (براہ راست) پوچھا تو کہا: میں نے یہ حدیث اپنے والد سے نہیں سنی بلکہ گھر کے کسی دوسرے فرد سے سنی تھی اور اس نے میرے دادا سے روایت کی ہے۔

**توضیح:** یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔ امام بخاری ؒ نے "الجامع الصحیح" میں (كتاب الصلاة' باب السترة بمكة' حديث:٥٠١) اور اس کے ضمن میں حضرت ابوجحیفہ ؓ کی صریح حدیث سے ثابت کیا ہے کہ سترے کے مسئلے میں مکہ اور غیر مکہ سبھی برابر ہیں۔ امام بخاری ؒ کا اشارہ ہے کہ مصنف عبدالرزاق میں وارد "باب لايقطع الصلاة بمكة شيء" کی حدیث صحیح نہیں اور وہ یہی ہے جو امام ابوداود ؒ نے ذکر کی ہے۔ (عون المعبود) اس لیے مسجد نبوی اور مسجد حرام میں بھی ممکن حد تک سترے کا اہتمام کرنا چاہیے۔ لوگوں کے عام تساہل اور تغافل نے وہاں اس مسئلے کی اہمیت کو ختم کر دیا ہے' جو یکسر غلط ہے۔

(المعجم ٨٩) - **باب تَحْرِيمِ مَكَّةَ** (التحفة ٩٠)

باب:٨٩- مکہ کی حرمت کا بیان

---

**٢٠١٦ـ تخريج:** [**إسناده ضعيف**] وهو في مسند أحمد: ٦/ ٣٩٩، وحديث ابن جريج عند النسائي: ٢٩٦٢، وابن ماجه، ح: ٢٩٥٨ * بعض أهله مجهول، والصلوة من غير سترة صحيحة، رواه البزار كما في شرح صحيح البخاري لابن بطال: ٢/ ١٢٩، وابن خزيمة، ح: ٨٣٨، وللحديث شواهد كثيرة.

٢٠١٧- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا الْوَلِيدُ بنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنا الأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَني يَحْيَى يَعْني ابنَ أبي كَثِيرٍ عن أبي سَلَمَةَ، عن أَبي هُرَيْرَةَ قال: لَمَّا فَتَحَ اللهُ عَلَى رَسُولِهِ مَكَّةَ قَامَ النَّبيُّ ﷺ فِيهِمْ فَحَمِدَ الله وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قال: «إنَّ الله حَبَسَ عن مَكَّةَ الْفِيلَ وَسَلَّطَ عَلَيْهَا رَسُولَهُ وَالمُؤْمِنِينَ، وَإِنَّمَا أُحِلَّتْ لِي سَاعَةً مِنَ النَّهَارِ ثُمَّ هِيَ حَرَامٌ إلَى يَوْمِ القِيَامَةِ لا يُعْضَدُ شَجَرُهَا، وَلا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا، وَلَا تَحِلُّ لُقَطَتُها إلَّا لِمُنْشِدٍ» فَقَامَ عَبَّاسٌ - أَوْ قال: قال الْعَبَّاسُ -: يَارَسُولَ الله، إلَّا الإذْخِرَ فإنَّهُ لِقُبُورِنَا وَبُيُوتِنَا، فقال رَسُولُ الله ﷺ: «إلَّا الإذْخِرَ».

٢٠١٧- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب اپنے رسول ﷺ کے لیے مکہ فتح کرا دیا تو آپ ﷺ ان (اہل مکہ) میں کھڑے ہوئے، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا: ”بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مکہ سے ہاتھی کو روک لیا تھا مگر اپنے رسول اور مومنین کو اس پر غالب فرما دیا ہے۔ اور یہ شہر میرے لیے دن کے ایک حصے میں (قتال کے لیے) حلال کیا گیا ہے۔ پھر اس کے بعد قیامت تک کے لیے حرام ہے۔ اس کے درخت نہ کاٹے جائیں، اس کا شکار نہ دوڑایا جائے اور نہ اس کی گری پڑی چیز کو اٹھانا ہے، الا یہ کہ کوئی اس کا اعلان کرے (تو اٹھا لے۔)“ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! مگر اذخر گھاس (کی اجازت ہو) یہ ہماری قبروں اور گھروں میں استعمال ہوتی ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مگر اذخر۔“ (اس کا کاٹنا مباح ہے۔)

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَزَادَ فِيهِ ابنُ الْمُصَفَّى عنِ الْوَلِيدِ: فَقَامَ أبُو شَاهٍ - رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ - فقال: يَارَسُولَ الله، اكْتُبُوا لِي، فقال رَسُولُ الله ﷺ: «اكْتُبُوا لأَبِي شَاهٍ». قُلْتُ لِلأَوْزَاعِيِّ: ما قَوْلُهُ: اكْتُبُوا لِأَبِي شَاهٍ؟ قال: هٰذِهِ الْخُطْبَةَ الَّتِي سَمِعَ مِنْ رَسُولِ الله ﷺ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابن المصفّی نے ولید سے مزید بیان کیا کہ پھر ابوشاہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے...... جو اہل یمن میں سے تھے...... اور کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے لکھوا دیجیے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ابوشاہ کے لیے لکھ دو۔“ (ولید کہتے ہیں کہ) میں نے امام اوزاعی رحمہ اللہ سے دریافت کیا کہ ”ابوشاہ کے لیے لکھ دو۔“ اس سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے کہا: یہی خطبہ جو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا۔

**فوائد ومسائل:** ① مکہ مکرمہ کو قوت اور زور سے فتح کیا گیا تھا۔ ② حرم میں پناہ لینے والا جب تک حرم میں ہے

٢٠١٧ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، اللقطة، باب: كيف تعرف لقطة أهل مكة؟، ح: ٢٤٣٤، ومسلم، الحج، باب تحريم مكة وتحريم صيدها وخلاها . . . الخ، ح: ١٣٥٥ من حديث الوليد بن مسلم به، وهو في مسند أحمد: ٢/ ٢٣٨.

اسے کچھ نہیں کہا جائے گا۔ ③ احادیث نبویہ کی کتابت و تدوین اگرچہ عارضی طور پر عمومی حکم کے تحت ممنوع تھی مگر بعض افراد کو ان کے لکھنے کی رخصت بھی دی گئی تھی جیسے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص ؓ' حضرت علی ؓ کا صحیفۂ زکوٰۃ کی تفصیلات اور حضرت ابوشاہ ؓ کو یہ خطبہ لکھوا کر عنایت فرمایا گیا۔

٢٠١٨- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا جَرِيرٌ عن مَنْصُورٍ، عن مُجَاهِدٍ، عن طَاوُسٍ عن ابنِ عَبَّاسٍ في هٰذِهِ الْقِصَّةِ قال: «وَلا يُخْتَلَى خَلاَهَا».

٢٠١٨- حضرت ابن عباس ؓ سے اس قصہ میں مروی ہے' فرمایا: [ولا یُختَلٰی خلاھا] یعنی اس کی گھاس نہ کاٹی جائے۔

فائدہ: حدود حرم کے درخت یا گھاس کا کاٹنا منع ہے۔ جانوروں کو چراتے میں کوئی حرج نہیں۔

٢٠١٩- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنا إِسْرَائِيلُ عن إبراهِيمَ بنِ مُهَاجِرٍ، عن يُوسُفَ بنِ مَاهَكَ، عن أُمِّهِ، عن عَائِشَةَ رَضِيَ الله عَنْهَا قالَتْ: قُلْتُ: يَارَسُولَ الله! أَلَا نَبْنِي لَكَ بِمِنًى بَيْتًا أَوْ بِنَاءً يُظِلُّك مِنَ الشَّمْسِ؟ فَقَالَ: «لَا إِنَّمَا هُوَ مُناخُ مَنْ سَبَقَ إِلَيْهِ».

٢٠١٩- حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے' کہتی ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم آپ کے لیے منیٰ میں گھر نہ بنا دیں۔ یا کہا کوئی عمارت نہ بنا دیں جو آپ کو دھوپ سے بچائے؟ تو آپ نے فرمایا: ''نہیں' یہ ٹھہرنے کا مقام ہے اور ہر اس شخص کے لیے ہے جو پہلے آ جائے۔''

٢٠٢٠- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا أَبُو عَاصِمٍ عن جَعْفَرِ بْنِ يَحْيَى بنِ ثَوْبَانَ: أخبرني عُمَارَةُ بنُ ثَوْبَانَ: حَدَّثَني

٢٠٢٠- حضرت یعلیٰ بن امیہ ؓ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حرم میں غلے کا ذخیرہ کرنا (لوگوں سے روک رکھنا) الحاد (بے دینی) ہے۔''

---

٢٠١٨- **تخريج**: أخرجه البخاري، جزاء الصيد، باب: لا يحل القتال بمكة، ح: ١٨٣٤ عن عثمان بن أبي شيبة، ومسلم، الحج، باب تحريم مكة وتحريم صيدها وخلاها . . . الخ، ح: ١٣٥٣ من حديث جرير بن عبدالحميد به.

٢٠١٩- **تخريج**: [حسن] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء أن منى مناخ من سبق، ح: ٨٨١، وابن ماجه، ح: ٣٠٠٦ من حديث إسرائيل به، وشك ابن خزيمة في صحته، ح: ٢٨٩١، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ١/ ٤٦٦، ٤٦٧، ووافقه الذهبي * أم يوسف مسيكة وثقها الترمذي، والحاكم، والذهبي بتصحيح حديثها، وإبراهيم بن المهاجر بن جابر البجلي وثقه الجمهور، وهو حسن الحديث.

٢٠٢٠- [إسناده ضعيف] أخرجه البخاري في التاريخ الكبير: ٧/ ٢٥٥ عن أبي عاصم به* جعفر و عمارة مستوران؛ ! ! ! بن باذان: مجهول. وللحديث شاهد ضعيف عند الطبراني في الأوسط (مجمع الزوائد: ٤/ ١٠١ والترغيب والترهيب: ٢/ ٥٨٥).

مُوسَى بنُ باذَانَ قال: أَتَيْتُ يَعْلَى بنَ أُمَيَّةَ فقال: إِنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «احْتِكَارُ الطَّعامِ في الْحَرَمِ إِلْحَادٌ فِيهِ».

**ملحوظہ:** حدیث اگرچہ ضعیف ہے مگر دوسری روایات کی رُو سے ذخیرہ اندوزی' جبکہ لوگ محتاج اور ضرورت مند ہوں' کبائر میں سے ہے بالخصوص حرم میں اور بھی بدتر عمل ہے۔ ﴿وَ مَنۡ يُّرِدۡ فِيۡهِ بِاِلۡحَادٍۢ بِظُلۡمٍ نُّذِقۡهُ مِنۡ عَذَابٍ اَلِيۡمٍ﴾ (الحج:٢٥)

## (المعجم ٩٠) - بَابٌ: فِي نَبِيذِ السِّقَايَةِ (التحفة ٩١)

## باب:٩٠-(زائرین حرم کو) نبیذ پلانا

**٢٠٢١- حَدَّثَنا** عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ: أَخبرنَا خَالِدٌ عَنْ حُمَيْدٍ، عن بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عَبَّاسٍ: مَا بَالُ أَهلِ هذا البيتِ يَسقُونَ النبيذ وبَنُو عَمِّهِم يَسْقُونَ اللَّبَنَ والعَسَلَ وَالسَّوِيقَ؟ أَبُخْلٌ بِهِمْ أَمْ حَاجَةٌ؟ قَالَ ابنُ عباسٍ ما بِنَا مِنْ بُخْلٍ وَلَا بِنَا مِنْ حَاجَةٍ، وَلٰكِنْ دَخَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى رَاحِلَتِهِ وَخَلْفَهُ أُسَامَةُ ابْنُ زَيْدٍ، فَدَعَا رَسُولُ الله ﷺ بِشَرابٍ فَأُتِيَ بِنَبِيذٍ فَشَرِبَ مِنْهُ وَدَفَعَ فَضْلَهُ إِلَى أُسَامَةَ فَشَرِبَ مِنْهُ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَحْسَنْتُمْ وأَجْمَلْتُم، كَذٰلِكَ فَافْعَلُوا» فَنَحْنُ هَكَذا، لَا نُرِيدُ أَنْ نُغَيِّرَ مَا قَالَ رَسولُ الله ﷺ.

**٢٠٢١-** بکر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت ابن عباس ؓ سے کہا: اس گھر کے خدام کو کیا ہوا ہے کہ یہ لوگ نبیذ پلاتے ہیں (کھجور یا کشمش کا شربت) جب کہ ان کے چچازاد (قریش) دودھ' شہد اور ستو پلاتے ہیں؟ کیا یہ بخیل ہیں یا محتاج؟ تو ابن عباس ؓ نے جواب دیا۔ ہم بخیل ہیں نہ محتاج۔ دراصل جب رسول اللہ ﷺ اپنی سواری پر تشریف لائے تھے اور ان کے پیچھے حضرت اسامہ بن زید ؓ بیٹھے ہوئے تھے تو آپ نے پینے کو کچھ طلب کیا تو انہیں نبیذ پیش کی گئی تھی۔ آپ نے اس میں سے پی اور باقی اسامہ ؓ کو دے دی' انہوں نے بھی اس سے پی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے بہت خوب کیا' بہت اچھا کیا' سو ایسے ہی کیا کرو۔'' چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے جو فرما دیا ہے اس کو ہم بدلنا نہیں چاہتے۔



---

**٢٠٢١ـ تخريج:** أخرجه مسلم، الحج، باب فضل القيام بالسقاية والثناء على أهلها ... الخ، ح:١٣١٦ من حديث حميد الطويل به.

فائدہ: دین وایمان کا یہی تقاضا ہے اور ایک مومن سے اسی کا مطالبہ ہے کہ فرمانِ رسول ﷺ کو ہر کسی کے قول و فعل اور رائے سے مقدم رکھا جائے' جیسا کہ صحابہ کرام ؓ کیا کرتے تھے۔

## (المعجم ٩١) - باب الْإِقَامَةِ بِمَكَّةَ (التحفة ٩٢)

## باب:۹۱- مکے میں اقامت کا بیان

٢٠٢٢- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعني الدَّرَاوَرْدِيَّ عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابنِ حُمَيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ بنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ يَسْأَلُ السَّائِبَ بنَ يَزِيدَ: هَلْ سَمِعْتَ في الْإِقَامَةِ بِمَكَّةَ شَيْئًا؟ قال أَخْبَرَني ابنُ الْحَضْرَمِيِّ: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ الله ﷺ يقُولُ: «لِلْمُهَاجِرِينَ إِقَامَةٌ بَعْدَ الصَّدْرِ ثَلَاثًا في الْكَعْبَةِ».

۲۰۲۲- حضرت عمر بن عبدالعزیز ؒ نے سائب بن یزید سے پوچھا: کیا آپ نے مکہ میں اقامت کے بارے میں کچھ سنا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ حضرت علاء بن حضرمی ؓ نے مجھے بتایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا' آپ فرماتے تھے: ''مہاجر لوگ طواف صدر (افاضہ) کے بعد تین دن تک رک سکتے ہیں۔''



فوائد ومسائل: ① تکمیل حج کے بعد مہاجرین مدینہ کے لیے بالخصوص پابندی تھی کہ جس شہر کو انہوں نے اللہ کی رضا کے لیے چھوڑ دیا ہے وہاں کسی طرح اقامت نہ کریں تاکہ ہجرت کے اجر وثواب میں کمی نہ ہو۔ ② امام شافعی ؒ اسی حدیث سے قیاس فرماتے ہیں کہ مسافر اگر کہیں تین دن سے زیادہ اقامت کی نیت کر لے تو وہ وہاں کا مقیم سمجھا جائے گا' اس لیے اسے نماز پوری پڑھنی چاہیے۔ (كتاب الام' للشافعي ؒ) گویا اس فرمانِ نبوی سے' مدت سفر کی تعیین پر بھی استدلال کیا گیا ہے' جس کی تائید نبی ﷺ کے عمل سے بھی ہوتی ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: ''مسنون نماز'' از حافظ صلاح الدین یوسف)

## (المعجم ٩٢) - باب الصَّلَاةِ فِي الْكَعْبَةِ (التحفة . . .)

## باب:۹۲- کعبہ کے اندر نماز کا بیان

٢٠٢٣- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عن مالِكٍ،

۲۰۲۳- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کا بیان ہے کہ

٢٠٢٢ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحج، باب جواز الإقامة بمكة، للمهاجر منها بعد فراغ الحج والعمرة . . . الخ، ح: ١٣٥٢ عن القعنبي، والبخاري، مناقب الأنصار، باب إقامة المهاجر بمكة بعد قضاء نسكه، ح: ٣٩٣٣ من حديث عبدالرحمٰن بن حميد به.

٢٠٢٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، الصلٰوة، باب الصلٰوة بين السواري في غير جماعة، ح: ٥٠٥، ومسلم، ◄◄

عن نَافِعٍ، عن عَبْدِ الله بنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ دَخَلَ الْكَعْبَةَ هُوَ وَأُسَامَةُ بنُ زَيْدٍ وَعُثْمانُ بنُ طَلْحَةَ الحَجَبِيُّ وَبِلَالٌ فَأَغْلَقَهَا عَلَيْهِ، فَمَكَثَ فيهَا. قالَ عَبْدُ الله بنُ عُمَرَ: فَسَأَلْتُ بِلَالًا حِينَ خَرَجَ مَاذَا صَنَعَ رَسُولُ الله ﷺ؟ فَقالَ: جَعَلَ عَمُودًا عَنْ يَسَارِهِ وَعَمُودَيْنِ عنْ يَمِينِهِ وَثَلَاثَةَ أَعْمِدَةٍ وَرَاءَهُ، وَكَانَ الْبَيْتُ يَوْمَئِذٍ عَلَى سِتَّةِ أَعْمِدَةٍ ثُمَّ صَلَّى.

رسول اللہ ﷺ، اسامہ بن زید، عثمان بن طلحہ الحجبی اور بلال ؓ کعبہ کے اندر داخل ہوئے اور بلال نے دروازہ بند کر دیا۔ پس آپ (کچھ دیر) اندر رہے۔ عبداللہ بن عمر ؓ کہتے ہیں کہ میں نے بلال ؓ سے ان کے نکلنے پر پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے اندر کیا کیا تھا؟ انہوں نے بتایا کہ آپ نے ایک ستون اپنی بائیں جانب کیا اور دو ستون دائیں جانب اور تین ستون اپنے پیچھے اور پھر نماز پڑھی۔ اور بیت اللہ ان دنوں چھ ستونوں پر قائم تھا۔

٢٠٢٤- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مُحمَّدِ بن إِسْحَاقَ الأَذْرَمِيُّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ مَهْدِيٍّ عنْ مَالِكٍ بِهٰذَا الْحَدِيثِ لَمْ يَذْكُرِ السَّوَارِيَّ قالَ: ثُمَّ صَلَّى وَبَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ ثَلَاثَةُ أَذْرُعٍ.

۲۰۲۴- امام مالک ؒ نے یہ حدیث روایت کی مگر ستونوں کا ذکر نہیں کیا، کہا: پھر آپ نے نماز پڑھی۔ آپ ﷺ اور قبلہ کی دیوار کے درمیان تین ہاتھ کا فاصلہ تھا۔

فائدہ: معلوم ہوا نمازی اور سترے کے درمیان کم از کم تین ہاتھ کا فاصلہ ہونا چاہیے۔

٢٠٢٥- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا أَبُو أُسَامَةَ عنْ عُبَيْدِالله، عنْ نَافِعٍ، عن ابن عُمَرَ عن النَّبيِّ ﷺ بمَعْنى حَدِيثِ الْقَعْنَبِيِّ قال: وَنَسِيتُ أَنْ أَسْأَلَهُ كَمْ صَلَّى؟.

۲۰۲۵- حضرت ابن عمر ؓ نبی ﷺ سے نقل کرتے ہیں۔ اور قعنبی کی (مذکورہ بالا) روایت کی مانند بیان کیا۔ کہا: میں یہ پوچھنا بھول گیا کہ آپ نے کتنی رکعتیں پڑھیں؟

---

◄ الحج، باب استحباب دخول الكعبة للحاج وغيره . . . الخ، ح: ١٣٢٩ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٣٩٨.

٢٠٢٤ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق، وأخرجه ابن عبدالبر في التمهيد: ١٥/ ٣١٤، ٣١٥ من حديث أبي داود به.

٢٠٢٥ـ تخريج: [صحيح] تقدم طرفه، ح: ١٩٥٩ وهو متفق عليه، وانظر، ح: ٢٠٢٣.

٢٠٢٦- حَدَّثَنا زُهَيْرُ بنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنا جَرِيرٌ عَنْ يَزِيدَ بن أبي زِيَادٍ، عن مُجَاهِدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بن صَفْوَانَ قالَ: قُلتُ لِعُمَرَ بنِ الْخَطَّابِ: كَيْفَ صَنَعَ رَسُولُ الله ﷺ حينَ دَخَلَ الْكَعْبَةَ؟ قالَ: صَلَّى رَكْعَتَيْنِ.

۲۰۲۶-عبدالرحمٰن بن صفوان کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ جب کعبہ میں داخل ہوئے تو کیا کیا تھا؟ انہوں نے کہا: آپ نے دو رکعتیں پڑھی تھیں۔

فائدہ: جسے کعبہ کے اندر جانے کا موقع میسر آ جائے اس کے لیے وہاں دو رکعت پڑھنا مستحب ہے۔ اور جسے موقع نہ ملے وہ حطیم کے اندر پڑھ لے وہ بھی کعبہ ہی کا حصہ ہے۔ اور شاید اللہ عز شانہ کی یہی حکمت تھی کہ ابتدا سے یہ حصہ کھلا رہ گیا اور تعمیر نہ ہو سکا۔ اس طرح ہر مسلمان کو کعبہ کے اندر نماز پڑھنے کی سہولت ہر وقت میسر رہتی ہے۔ وَالْحَمْدُلِلّٰهِ عَلىٰ ذٰلِكَ.

٢٠٢٧- حَدَّثَنا أَبُو مَعْمَرٍ عَبْدُ الله بنُ عَمْرِو بنِ أبي الْحَجَّاجِ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عن ابن عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا قَدِمَ مَكَّةَ أَبَى أَنْ يَدْخُلَ الْبَيْتَ وَفِيهِ الآلِهَةُ فَأَمَرَ بِهَا فَأُخْرِجَتْ قالَ: فَأُخْرِجَ صُورَةُ إبراهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَفي أَيْدِيهِمَا الأَزْلَامُ، فَقَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «قاتَلَهُمُ الله، وَالله! لَقَدْ عَلِمُوا مَا اسْتَقْسَمَا بِهَا قَطُّ». قال: ثُمَّ دَخَلَ الْبَيْتَ فَكَبَّرَ في نَوَاحِيهِ وَفي زَوَايَاهُ، ثُمَّ خَرَجَ وَلَمْ يُصَلِّ فِيهِ.

۲۰۲۷-حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ جب مکہ میں تشریف لائے تو کعبہ کے اندر جانے سے انکار فرما دیا کیونکہ اس کے اندر بت رکھے ہوئے تھے۔ چنانچہ آپ نے حکم دیا اور انہیں باہر نکال دیا گیا۔ ان میں حضرت ابراہیم اور اسمٰعیل علیہما السلام کی تصویریں بھی تھیں جن کے ہاتھوں میں پانسے (قسمت معلوم کرنے کے تیر) دکھلائے گئے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ ان پر لعنت کرے قسم اللہ کی! انہیں خوب علم تھا کہ ان حضرات نے کبھی بھی ان سے پانسے نہیں ڈالے تھے۔'' چنانچہ اس کے بعد آپ ﷺ کعبہ میں داخل ہوئے اور اس کے اطراف اور کونوں میں تکبیریں کہیں۔ پھر آپ نکل آئے اور اندر نماز نہیں پڑھی۔



---

٢٠٢٦- تخريج: [صحيح] تقدم طرفه، ح: ١٨٩٨، وسنده ضعيف، وله شواهد عند البخاري، ح: ٣٩٧ وغيره، فالحديث صحيح.

٢٠٢٧- تخريج: أخرجه البخاري، الحج، باب من كبر في نواحي الكعبة، ح: ١٦٠١ عن أبي معمر به.

**فوائد ومسائل:** ① ''پانسے کے تیر'' یوں تھے کہ لکڑیاں سی ہوتیں اور ان میں سے کچھ پر لکھا ہوتا تھا ''اِفعَلُ'' (کام کرلو) اور کچھ پر لکھا ہوتا تھا ''لَا تَفعَلُ'' (مت کرو) اور کچھ خالی ہوتی تھیں۔ لوگ کسی اہم سفر یا کام کے موقع پر مجاور کعبہ کے پاس آتے اور اس سے اپنا کام کرنے یا نہ کرنے کے متعلق پوچھتے تو وہ ان لکڑیوں کو ڈبے میں ڈال کر ہلاتا اور کوئی ایک نکال کر جواب دیتا کہ کرو یا نہ کرو۔ اگر خالی تیر نکلتا تو دوبارہ کرتا حتیٰ کہ کوئی جواب نکل آتا۔ سورۃ المائدۃ میں ہے: ﴿وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالاَزْلَامِ﴾ (المائدة:٣) ''یہ بھی حرام ہے کہ پانسوں سے قسمت معلوم کرو۔'' دوسری جگہ فرمایا: ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ (المائدة :٩٠) ''اے ایمان والو! شراب' جوا' بت اور پانسے یہ سب ناپاک شیطانی عمل ہیں۔ سو ان سے بچتے رہنا تاکہ نجات پاؤ۔'' ② کعبہ کے اندر نماز پڑھنا حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے بیان سے ثابت ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہیں تھے۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں بھی نفی ہے۔ مگر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے بیان میں اثبات ہے۔ اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی نفی کی توجیہ یہ ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دعا و تکبیر میں دیکھا تو خود بھی ایک طرف اسی عمل میں لگ گئے۔ جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے لگے اور انہوں نے دھیان نہیں کیا۔ جبکہ بلال رضی اللہ عنہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے تمام اعمال کا جائزہ لیتے رہے' نیز کمرے میں دروازہ بند ہونے کی وجہ سے اندھیرا بھی تھا تو اس لیے بھی صورت حال مخفی رہی۔ (واللہ اعلم)

## (المعجم ٩٣) - باب الصَّلَاةِ فِي الْحِجْرِ (التحفة ٩٤)

## باب:٩٣- حِجر (حطیم) میں نماز پڑھنے کا بیان

٢٠٢٨- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْعَزِيزِ عن عَلْقَمَةَ، عنْ أُمِّهِ، عن عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: كُنتُ أُحِبُّ أَنْ أَدْخُلَ الْبَيْتَ وَأُصَلِّي فِيهِ، فَأَخَذَ رَسُولُ الله ﷺ بِيَدِي فَأَدْخَلَنِي فِي الحِجْرِ، فَقال: «صلِّي في الحِجْرِ إذَا أَرَدْتِ دُخُولَ الْبَيْتِ فَإِنَّمَا هُوَ قِطْعَةٌ مِنَ الْبَيْتِ، فَإِنَّ قَوْمَكِ اقْتَصَرُوا حِينَ بَنَوُا الْكَعْبَةَ فَأَخْرَجُوهُ مِنَ الْبَيْتِ».

٢٠٢٨- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں چاہتی تھی کہ کعبہ کے اندر داخل ہوں اور اس میں نماز پڑھوں' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور حجر (یعنی حطیم) میں داخل کر دیا اور فرمایا: ''جب تم کعبہ میں داخل ہونا چاہو تو حجر میں نماز پڑھ لیا کرو' یہ بھی بیت اللہ ہی کا حصہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ تیری قوم نے تعمیر کعبہ کے وقت اسی قدر پر اکتفا کیا اور اسے تعمیر سے خارج کر دیا تھا۔''

---

٢٠٢٨ـ **تخريج:** [**صحيح**] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في الصلٰوة في الحجر، ح:٨٧٦، والنسائي، ح:٢٩١٥ من حديث عبدالعزيز الدراوردي به، وقال الترمذي: "حسن صحيح".

توضیح: رسول اللہ ﷺ کی عمر مبارک کا پینتیسواں سال تھا کہ قریش نے بیت اللہ کی خستہ عمارت کو از سر نو تعمیر کرنے کا فیصلہ کیا۔ اور عہد کیا کہ اس میں صرف حلال رقم ہی صرف کریں گے۔ رنڈی کی اجرت' سود کی دولت اور کسی کا ناحق لیا ہوا مال استعمال نہیں ہونے دیں گے۔ مگر حلال مال کی کمی پڑ گئی تو انہوں نے شمال کی طرف سے کعبہ کی لمبائی تقریباً چھ ہاتھ کم کر دی۔ یہی ٹکڑا ''حجر اور حطیم'' کہلاتا ہے۔ (الرحیق المختوم)

## (المعجم ٩٣) - بَابٌ: فِي دُخُولِ الْكَعْبَةِ (التحفة ٩٣)

## باب:۹۳- کعبہ کے اندر جانا

**٢٠٢٩- حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله ابنُ دَاوُدَ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بن عَبْدِ المَلِكِ، عن عَبْدِ الله بنِ أبي مُلَيْكَةَ، عن عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ مِنْ عِنْدِهَا وَهُوَ مَسْرُورٌ ثُمَّ رَجَعَ إِلَيَّ وَهُوَ كَئِيبٌ فقال: «إِنِّي دَخَلْتُ الْكَعْبَةَ وَلو اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي ما اسْتَدْبَرْتُ ما دَخَلْتُهَا، إِنِّي أَخَافُ أَنْ أَكُونَ قَدْ شَقَقْتُ عَلَى أُمَّتِي».

**۲۰۲۹-** حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ میرے ہاں سے تشریف لے گئے تو بہت مسرور اور خوش تھے۔ پھر میرے ہاں واپس لوٹے تو کسی قدر کبیدہ اور رنجیدہ سے تھے۔ اور فرمایا: ''میں کعبہ میں داخل ہوا ہوں اگر مجھے اپنے اس معاملے کا پہلے علم ہوتا جو بعد میں معلوم ہوا ہے تو میں اس کے اندر داخل نہ ہوتا۔ مجھے اندیشہ ہے کہ میں نے اپنی امت پر مشقت ڈالی ہے۔''

**٢٠٣٠- حَدَّثَنا** ابنُ السَّرْحِ وَسَعِيدُ بنُ مَنْصُورٍ وَمُسَدَّدٌ قالُوا: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن مَنْصُورٍ الْحَجَبِيِّ: حَدَّثَنِي خَالِي عن أُمِّي صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ قالَتْ: سَمِعْتُ الأَسْلَمِيَّةَ تَقُولُ: قُلْتُ لِعُثْمَانَ: ما قَالَ لَكَ رَسُولُ الله ﷺ حِينَ دَعَاكَ؟ قال: «إِنِّي نَسِيتُ أَنْ آمُرَكَ أَنْ تُخَمِّرَ الْقَرْنَيْنِ فَإِنَّهُ لَيْسَ يَنْبَغِي أَنْ

**۲۰۳۰-** منصور حجبی سے مروی ہے کہ مجھے میرے ماموں (مسافع بن شیبہ) نے میری والدہ صفیہ بنت شیبہ سے روایت کیا' وہ کہتی ہیں کہ میں نے اسلمیہ سے سنا' کہتی تھیں کہ میں نے عثمان (بن طلحہ الحجبی) سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے جب تمہیں بلایا تھا تو کیا فرمایا تھا؟ انہوں نے کہا: آپ نے فرمایا تھا: ''میں تجھے یہ کہنا بھول گیا تھا کہ دو سینگوں کو ڈھانپ دو' بیت اللہ میں کوئی ایسی

---

**٢٠٢٩_ تخريج:** [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في دخول الكعبة، ح:٨٧٣، وابن ماجه، ح:٣٠٦٤ من حديث إسماعيل بن عبدالملك به، وهو ضعيف، ضعفه الجمهور، ومع ذلك قال الترمذي في حديثه: "حسن صحيح".

**٢٠٣٠_ تخريج:** [حسن] أخرجه أحمد: ٤/٦٨ عن سفيان بن عيينة به ※ الأسلمية أراها صحابية، والله أعلم.

يَكُونَ فِي الْبَيْتِ شَيْءٌ يَشْغَلُ الْمُصَلِّي».

قال ابنُ السَّرْحِ: خَالِي: مُسَافِعُ بنُ شَيْبَةَ.

چیز نہیں ہونی چاہیے جو نمازی کو مشغول کرنے والی ہو۔"

ابن السرح نے اپنی سند میں "حَدَّثَنِي خَالِي" کے بعد "مُسَافِعُ بْنُ شَيْبَةَ" کے نام کی تصریح کی ہے۔

فوائد و مسائل: ① "دو سینگوں" سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے اسماعیل علیہ السلام کے فدیہ میں آنے والے مینڈھے کے سینگ ہیں جو کعبہ کے اندر محفوظ تھے۔ ② عام قاعدہ ہے کہ نمازی کے آگے ایسی کوئی چیز نہیں ہونی چاہیے جو اس کی نظر یا دل کو مشغول کرنے والی ہو۔ جیسے کہ صحیحین میں حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی سیاہ منقش چادر کے متعلق فرمایا تھا: "میری یہ خمیصہ چادر ابوجہم کے پاس لے جاؤ' اس نے تو مجھے ابھی نماز میں مشغول کر دیا تھا' اَنبِجَانِيَّة (صاف) چادر لے آؤ۔" (صحیح البخاری' الصلاۃ' حدیث:۳۷۳ و صحیح مسلم' المساجد' حدیث:۵۵۶)

(المعجم ٩٣، ٩٤) - **بَابٌ: فِي مَالِ الْكَعْبَةِ** (التحفة ٩٥)

باب:۹۳'۹۴- کعبہ کے مال کا بیان

٢٠٣١- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ مُحَمَّدٍ الْمُحَارِبِيُّ عن الشَّيْبَانِيِّ، عن وَاصِلٍ الْأَحْدَبِ، عن شَقِيقٍ، عن شَيْبَةَ يَعْني ابنَ عُثْمانَ، قال: قَعَدَ عُمَرُ بنُ الْخَطَّابِ فِي مَقْعَدِكَ الَّذِي أَنْتَ فِيهِ فقال: لا أَخْرُجُ حَتَّى أَقْسِمَ مَالَ الْكَعْبَةِ، قال: قُلْتُ: ما أَنْتَ بِفَاعِلٍ، قال: بَلَى لَأَفْعَلَنَّ، قال: قُلْتُ: ما أَنْتَ بِفَاعِلٍ، قال: لِمَ؟ قُلْتُ: لِأَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قَدْ رَأَى مَكَانَهُ وَأَبُو بَكْرٍ وَهُمَا أَحْوَجُ مِنْكَ إِلَى الْمَالِ فَلَمْ يُحَرِّكَاهُ فَقَامَ فَخَرَجَ.

۲۰۳۱- حضرت شیبہ بن عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اسی جگہ بیٹھے ہوئے تھے جہاں تم بیٹھے ہو تو انہوں نے کہا: میں یہاں سے نہیں نکلوں گا حتیٰ کہ کعبہ کا مال تقسیم کر دوں۔ شیبہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: آپ یہ نہیں کر سکتے۔ انہوں نے کہا: کیوں نہیں' میں ضرور کروں گا۔ میں نے کہا: آپ نہیں کر سکتے۔ کہنے لگے: کیوں؟ میں نے کہا: بلاشبہ رسول اللہ ﷺ کو اس مال کی خبر تھی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھی علم تھا اور وہ اس مال کے آپ سے زیادہ ضرورت مند تھے مگر انہوں نے اسے نہیں نکالا۔ چنانچہ وہ اٹھے اور چلے گئے۔

**٢٠٣١ـ تخريج:** [**إسناده ضعيف**] أخرجه ابن ماجه، المناسك، باب مال الكعبة، ح:٣١١٦ من حديث عبدالرحمٰن المحاربي به، وهو في مسند أحمد:٣/ ٤١٠ * المحاربي مدلس وعنعن، وحديث البخاري: ١٥٩٤، ٧٢٧٥ يغني عن هذا الحديث.

**فوائد ومسائل:** ① اس سے مراد وہ مال ہے جو کعبہ میں بطور نذر آتا اور جمع رہتا تھا۔ ② حق کے اظہار و بیان میں جرأت سے کام لینا چاہیے۔ اس میں اللہ عزوجل نے قوت رکھی ہے اور سلیم الفطرت اس سے انکار نہیں کرسکتا۔ ③ اس کے ہم معنی روایت صحیح بخاری میں ہے، جس سے اس روایت کی تائید ہوتی ہے۔

(المعجم . . .) **بَابٌ** (التحفة . . .)

**٢٠٣٢- حَدَّثَنا** حَامِدُ بنُ يَحْيَى: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ الْحَارِثِ عن مُحمَّدِ بنِ عَبْدِ الله بنِ إِنْسَانٍ الطَّائِفِيِّ، عن أبِيهِ، عن عُرْوَةَ بنِ الزُّبَيْرِ، عن الزُّبَيْرِ قال: لَمَّا أَقْبَلْنَا مَعَ رَسُولِ الله ﷺ مِنْ لِيَّةَ حَتَّى إذَا كُنَّا عِنْدَ السِّدْرَةِ وَقَفَ رَسُولُ الله ﷺ في طَرَفِ الْقَرْنِ الأَسْوَدِ حَذْوَهَا فاسْتَقْبَلَ نَخِبًا بِبَصَرِهِ - وَقال مَرَّةً: وَادِيَهُ - وَوَقَفَ حَتَّى اتَّقَفَ النَّاسُ كُلُّهُمْ، ثُمَّ قال: «إنَّ صَيْدَ وَجٍّ وَ عِضَاهَهُ حَرَمٌ مُحَرَّمٌ لله»، وَذٰلِكَ قَبْلَ نُزُولِهِ الطَّائِفَ وَحِصَارِهِ لِثَقِيفٍ.

باب:......

٢٠٣٢- حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مقام لِیَّہ سے واپس لوٹے اور سدرہ (بیری) کے پاس پہنچے تو رسول اللہ ﷺ قرن اسود کے پاس رک گئے۔ یعنی اس پہاڑ کے پاس جو اس بیری کے سامنے ہے۔ پھر آپ نے مقام نَخِب کی طرف نظر اٹھائی یا اس کی وادی کی طرف دیکھا۔ آپ رکے حتیٰ کہ سب لوگ رک گئے، تب آپ نے فرمایا: ''وادیٔ وَج کا شکار اور اس کے خاردار درخت حرام ہیں اور اللہ کی خاطر حرام کیے گئے ہیں۔'' آپ علیہ السلام کا یہ ارشاد آپ کے طائف جانے اور ثقیف کا محاصرہ کرنے سے پہلے کا ہے۔

(المعجم ٩٤، ٩٥) - **بَابٌ: فِي إِتْيَانِ الْمَدِينَةِ** (التحفة ٩٦)

## باب:٩٤، ٩٥- مدینہ منورہ آنے کے احکام ومسائل

**٢٠٣٣- حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ، عن سَعِيدِ بنِ الْمُسَيَّبِ، عن أبي هُرَيْرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إلَّا إلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ: مَسْجِدِ الْحَرَامِ، وَمَسْجِدِي هٰذَا، وَالمَسْجِدِ الأَقْصَى».

٢٠٣٣- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''پالان نہ کسے (یعنی سفر نہ کیے) جائیں مگر تین مساجد کی طرف، یعنی مسجد حرام (بیت اللہ) میری یہ مسجد (مسجد نبوی) اور مسجد اقصیٰ کی طرف۔''

**٢٠٣٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف]** أخرجه أحمد: ١/ ١٦٥ عن عبدالله بن الحارث به.

**٢٠٣٣ـ تخريج:** أخرجه البخاري، فضل الصلوٰة في مسجد مكة والمدينة، باب: ١، ح: ١١٨٩، ومسلم، الحج، باب فضل المساجد الثلاثة، ح: ١٣٩٧ من حديث سفيان بن عيينة به.

توضیح: مدینہ منورہ اس دنیا میں تمام مسلمانانِ عالم کا محبوب ترین شہر ہے۔ یہ ہمارے آقا' ہمارے محبوب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا دارالہجرت اور مستقر ہے۔ تمام اہل السنۃ والجماعۃ (اہل الحدیث) اس مبارک شہر کی زیارت اور اس کے سفر کو اپنی آرزوؤں کی انتہا اور اپنے عظیم ترین اعمال صالحہ میں شمار کرتے ہیں۔ مذکورہ بالا حدیث کی شرح میں علامہ خطابی رحمہ اللہ کے کلمات بہت ہی جامع ہیں: خلاصہ یہ ہے کہ اس ارشاد نبوی کا تعلق ''نذر'' سے ہے۔ یعنی اگر انسان نے کسی عام مسجد میں نماز پڑھنے کی نذر مانی ہو تو اسے اختیار ہے کہ چاہے تو اس نذر کردہ مسجد میں نماز پڑھے یا کسی اور میں پڑھ لے (سبھی برابر ہیں) الا یہ کہ ان تین میں سے کسی کی نذر مانی ہو۔ تو اسے اپنی یہ نذر پوری کرنی واجب ہے۔ اور ان کے خاص ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ تینوں ہمارے انبیاء علیہم السلام کی مساجد ہیں' جن کی اقتدا کا ہمیں حکم دیا گیا ہے۔ جبکہ بعض اہل علم فرماتے ہیں کہ اعتکاف صرف ان تین ہی مساجد میں صحیح ہے۔ (انتھیٰ)

اس معنی کی تائید اس روایت کے ان الفاظ سے بھی ہوتی ہے: [لَا يَنْبَغِي لِلْمَطِيِّ اَنْ يُّشَدَّ رِحَالُهَا اِلٰى مَسْجِدٍ تُبْتَغٰى فِيْهِ الصَّلَاةُ غَيْرَ مَسْجِدِي هٰذَا وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى] (نيل الاوطار: ۵/۱۱۰) ''یعنی بغرض نماز کسی مسجد کی طرف سواری پر پالان نہ کسا جائے سوائے ان مساجد کے' میری یہ مسجد' مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ۔''

شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ کی توضیح یہ ہے کہ اس حدیث میں مستثنیٰ منہ محذوف ہے یعنی ''لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلٰى مَوْضِعٍ يُتَقَرَّبُ بِهِ اِلَّا اِلٰى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ'' ''ان تین مساجد کے علاوہ بغرض تقرب کہیں کا سفر نہ کیا جائے۔'' الفاظ حدیث کا ظاہر سیاق واضح کر رہا ہے کہ ان تین محترم و معظم مساجد کے علاوہ کہیں کا سفر نہ کیا جائے (یعنی بغرض عبادت وتقرب) اور اس کی تائید حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے ہوتی ہے کہ انہوں نے بَصرہ الغفاری سے پوچھا کہ کہاں سے آ رہے ہو؟ کہا: کوہ طور سے۔ کہا کہ اگر تمہارے اس سفر سے پہلے میری تم سے ملاقات ہو جاتی تو تم نہ جاتے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا کہ [لَا تُعْمَلُ الْمَطِيُّ اِلَّا اِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ] (سنن النسائي' الجمعة' حديث: ۱۴۳۱) ''تین مساجد کے علاوہ کہیں کا سفر نہ کیا جائے۔''

شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے حجۃ اللہ البالغہ میں لکھا ہے کہ اہل جاہلیت اپنے زعم کے مطابق کئی متبرک مقامات کا سفر کیا کرتے تھے' جس کا لازمی نتیجہ اللہ کے دین میں بصورت تحریف وفساد نکلتا تھا۔ تو نبی ﷺ نے اس فساد کا منبع ہی بند کر دیا تاکہ مشروع اور غیر مشروع' مشرکانہ وبدعی شعائر آپس میں خلط ملط نہ ہوں اور غیر اللہ کی عبادت کا دروازہ بند ہو جائے۔ اور میرے نزدیک اس نہی میں کوئی قبر' کسی ولی اللہ کی عبادت گاہ اور کوہ طور سبھی برابر ہیں۔ (بحوالہ عون المعبود)

شعائر اور عبادت کے علاوہ جہاد' ہجرت' طلب علم' عزیز واقارب اور علماء سے ملاقات اور تجارت وغیرہ ایسے امور ہیں جن کے لیے سفر شرعاً مطلوب ہے۔ کسی نے بھی کبھی ان پر انکار نہیں کیا ہے۔ مگر بغرض عبادت' اعتکاف اور اجر مزید کی غرض سے کسی جگہ کا سفر بفرمانِ رسول ﷺ ان تین مساجد ہی سے خاص ہے۔

زیارت قبور کے لیے سفر کا مسئلہ امام ابن تیمیہ اور ابن قیم رحمہما اللہ نے اپنی تحریروں میں خوب خوب نکھارا ہے۔ اور نہایت قوی اور واضح براہین اور گہری بصیرت سے ثابت کیا ہے کہ محض زیارت قبور کے لیے سفر کہیں کا بھی ہو جائز نہیں ہے۔ نبی کریم صلوات اللہ وسلامہ علیہ کی قبر کی بجائے وہ نیت کی جانی چاہیے جو مشروع ومرغوب فیہ ہو' یعنی ''زیارت مسجد نبوی اور اس میں نماز۔'' سفر کی یہ نیت اور غرض انتہائی مبارک' مشروع اور مرغوب ہے۔ اور متضمن ہے دیگر سب مشروع زیارات کو' یعنی رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک' مسجد قباء' مقابر بقیع اور شہدائے احد۔ اور یہ نزاع اور اختلاف صرف ابتدائی نیت کے مسئلے میں ہے۔ مدینہ منورہ پہنچ کر مذکورہ بالا سبھی زیارات حاصل ہوتی ہیں اور سب کی زیارت مستحب ہے' اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ لہٰذا علمائے اہل حدیث ...... كَثَّرَ اللّٰهُ سَوَادَهُم ...... اس امر کے قائل وفاعل ہیں کہ مدینہ منورہ میں اصلاً مسجد نبوی کی زیارت کا قصد کیا جائے اور بس۔ دیگر زیارات بالتبع حاصل ہوں گی۔ یہ عمل اور سفر پیارے پیغمبر سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ سے محبت کا مظہر ہے' بشرطیکہ عقیدہ صحیح اور دیگر اطوارِ زندگی بھی شریعت کے مطابق ہوں۔ اس سے بے رغبتی انتہائی شقاوت' بدبختی اور رسول اللہ ﷺ سے محبت نہ ہونے کی دلیل ہے۔

ایک ضروری نکتہ یہ بھی ہے کہ ''زیارت مسجد نبوی'' کا اعمال حج سے قطعاً کوئی تعلق نہیں ہے۔ اعمال حج اول تا آخر مکہ مکرمہ ہی میں مکمل ہو جاتے ہیں۔ سفر مدینہ ایک علیحدہ اور مستقل عمل ہے۔ اگر کوئی شخص اپنے سفر حج میں مدینہ منورہ نہ جا سکے تو اس کے حج میں کوئی نقص یا عیب نہیں ہوتا۔ [اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا حُبَّكَ وَ حُبَّ عَمَلٍ يُّقَرِّبُنَا اِلٰى حُبِّكَ]

اس باب کی مذکورہ بالا صحیح ترین حدیث کے مقابلے میں زیارت قبر نبوی کے سفر کے سلسلے میں پیش کی جانے والی روایات اصول حدیث کے معیار پر پوری نہیں اترتی ہیں۔ اور دین محض جذبات یا تعصب کا نام نہیں بلکہ اتباع حق کا نام ہے۔ ان ضعیف روایات میں سے اہم روایات کی تخریج اور ان کے ضعف کی صراحت حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے (التلخيص الحبير: ۲۶۶/۲' حديث: ۱۰۷۵) میں کر دی ہے۔ مثلاً: [مَنْ زَارَنِي بَعْدَ مَوْتِي فَكَاَنَّمَا زَارَنِي فِي حَيَاتِي] ''جس نے میری موت کے بعد میری زیارت کی اس نے گویا میری زندگی میں میری زیارت کی۔'' [مَنْ زَارَ قَبْرِيْ فَلَهُ الْجَنَّةُ] ''جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لیے جنت ہے۔'' [مَنْ جَاءَ نِي زَائِرًا لَا تَعْمَلُهُ حَاجَةٌ اِلَّا زِيَارَتِي كَانَ حَقًّا عَلَيَّ اَنْ اَكُوْنَ لَهُ شَفِيْعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ] ''جو میری زیارت کے لیے آیا جبکہ اسے سوائے میری زیارت کے اور کوئی غرض نہ ہو تو مجھ پر حق ہے کہ قیامت کے روز اس کے لیے سفارشی بنوں۔'' [مَنْ حَجَّ وَ لَمْ يَزُرْنِي فَقَدْ جَفَانِي] ''جس نے حج کیا اور میری زیارت نہیں کی اس نے بلاشبہ مجھ سے بے رخی کی۔'' [مَنْ زَارَنِي بِالْمَدِيْنَةِ مُحْتَسِبًا كُنْتُ لَهُ شَفِيْعًا وَ شَهِيْداً يَوْمَ الْقِيَامَةِ] ''جس نے ثواب کی غرض سے مدینے میں میری زیارت کی میں اس کے لیے قیامت کے دن شفیع اور شہید بنوں گا۔'' یہ سب روایات ناقابل حجت ہیں۔ طلبہ علم اور متلاشیان حق پر واجب ہے کہ سنت اور بدعت میں فرق کرنے کے لیے علماء اور راسخین فی الحدیث سے رجوع کریں۔ و باللّٰه التوفيق.

(المعجم ٩٥، ٩٦) - **بَابٌ: فِي تَحْرِيمِ الْمَدِينَةِ** (التحفة ٩٧)

باب:۹۵'۹۶-حرم مدینہ کا بیان

**٢٠٣٤- حَدَّثَنا** مُحمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أخبرنا سُفْيَانُ عن الأعمَشِ، عن إبراهِيمَ التَّيْمِيِّ، عن أبِيهِ، عن عَلِيٍّ قال: مَا كَتَبْنَا عن رَسُولِ الله ﷺ إلَّا الْقُرْآنَ وَمَا في هٰذِهِ الصَّحِيفَةِ، قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «المَدِينَةُ حَرَامٌ ما بَيْنَ عَائِرَ إلَى ثَوْرٍ، فَمَنْ أَحْدَثَ حَدَثًا أَوْ آوَى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ الله وَالمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لا يُقْبَلُ مِنْهُ عَدْلٌ وَلَا صَرْفٌ، وَذِمَّةُ الْمُسْلِمِينَ وَاحِدَةٌ يَسْعَى بِهَا أَدْنَاهُمْ، فَمَنْ أَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ الله وَالمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لا يُقْبَلُ مِنْهُ عَدْلٌ وَلا صَرْفٌ، وَمَنْ وَالَى قَوْمًا بِغَيْرِ إِذْنِ مَوَالِيهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ الله وَالمَلَائِكَةِ أَجْمَعِينَ لا يُقْبَلُ مِنْهُ عَدْلٌ وَلَا صَرْفٌ».

**۲۰۳۴-** حضرت علی ؓ نے بیان کیا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے کچھ نہیں لکھا ہے سوائے قرآن کریم کے اور جو اس صحیفے میں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”مدینہ منورہ عائر (عیر) اور ثور (دو پہاڑوں) کے مابین حرم ہے۔ تو جو یہاں کوئی بدعت نکالے یا کسی بدعتی کو جگہ دے اس پر اللہ، فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہو۔ اس کا فرض اور نفل کچھ قبول نہیں ہوگا۔ مسلمانوں کا ذمہ (کسی کافر کو دیا ہوا عہد امان، اجتماعی طور پر) ایک ہی ہے۔ ان کا ادنیٰ فرد بھی اس کی حفاظت کے لیے کوشش کا پابند ہے۔ جس نے کسی مسلمان کے دیے ہوئے عہد امان کو توڑا تو اس پر اللہ، فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے۔ اس کا فرض و نفل کچھ قبول نہیں ہوگا۔ اور جو (آزاد شدہ غلام) اپنے آزاد کرنے والوں کی اجازت کے بغیر کسی اور قوم کی طرف اپنے آزاد ہونے کی نسبت کرے اس پر اللہ اور سب فرشتوں کی لعنت ہے۔ اس سے کوئی فرض اور نفل قبول نہیں ہوگا۔“

**فوائد ومسائل:** ① حضرت علی ؓ کے پاس کوئی خاص باطنی علم یا وصیت نہ تھی جو دیگر لوگوں سے مخفی طور پر آپ کو دی گئی ہو۔ آپ کے پاس جو کچھ تھا آپ نے اس کا اظہار فرما دیا۔ ② مدینہ منورہ مذکورہ حدود میں اسی طرح حرم اور محترم ہے جیسے کہ مکہ مکرمہ ہے۔ اور بدعت ہر اعتبار سے ضلالت ہے اور بدعتی انسان کا اکرام بہت بڑا شرعی ظلم ہے، مدینہ منورہ میں اس عمل کی شناعت از حد زیادہ ہے کیونکہ یہ دین اسلام کا منبع اور مرکز ہے۔ ③ کفار کے مقابلے میں مسلمان ایک ہیں۔ ان کے ادنیٰ فرد کی بھی وہی حیثیت ہے جو ان کے اعلیٰ کی ہے۔ ④ آزاد شدہ غلام (مولیٰ)

---

**٢٠٣٤ـ تخريج:** أخرجه البخاري، فضائل المدينة، باب حرم المدينة، ح: ١٨٧٠، ومسلم، الحج، باب فضل المدينة ودعاء النبي ﷺ فيها بالبركة . . . الخ، ح: ١٣٧٠ من حديث سفيان الثوري به.

اجازت لے کر بھی اپنی نسبت وَلاء فروخت یا تبدیل نہیں کر سکتا۔ یہ عمل حرام ہے۔ حدیث میں [بِغَيْرِ إِذْنِ مَوَالِيْهِ] کا ذکر قید ''اتفاقی'' ہے۔ ''احترازی'' نہیں۔

٢٠٣٥- حَدَّثَنا ابنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنا عبد الصَّمَدِ: حَدَّثَنا هَمَّامٌ: حَدَّثَنا قَتَادَةُ عن أبي حَسَّانَ، عن عَلِيٍّ رَضِيَ الله عَنْهُ في هٰذِهِ الْقِصَّةِ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «لا يُخْتَلَى خَلاَهَا وَلا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا وَلا يُلْتَقَطُ لُقَطَتُهَا إِلَّا لِمَنْ أَشَادَ بِهَا، وَلا يَصْلُحُ لِرَجُلٍ أَنْ يَحْمِلَ فيهَا السِّلَاحَ لِقِتَالٍ، وَلا يَصْلُحُ أَن يُقْطَعَ مِنْهَا شَجَرَةٌ إِلَّا أن يَعْلِفَ رَجُلٌ بَعِيرَهُ».

۲۰۳۵- حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مذکورہ بالا قصہ میں نبی ﷺ سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا: ''اس کی گھاس نہ کاٹی جائے' اس کا شکار نہ بھگایا جائے' اس کی گری پڑی چیز نہ اٹھائی جائے مگر وہ جو اس کا اعلان کرے۔ کسی کو روا نہیں کہ قتال کی غرض سے اس میں اسلحہ اٹھائے۔ اور کسی کو روا نہیں کہ اس سے درخت کاٹے مگر کوئی اپنے اونٹ کو چارہ دینا چاہے تو جائز ہے۔''

٢٠٣٦- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ أَنَّ زَيْدَ بنَ الْحُبَابِ حَدَّثَهُمْ: حَدَّثَنا سُلَيْمانُ ابنُ كِنَانَةَ مَوْلَى عُثْمانَ بنِ عَفَّانَ: أخبرنا عَبْدُ الله بنُ أبي سُفْيَانَ عن عَدِيِّ بنِ زَيْدٍ قال: حَمَى رَسُولُ الله ﷺ كلَّ نَاحِيَةٍ مِنَ الْمَدِينَةِ بَرِيدًا بَرِيدًا لا يُخْبَطُ شَجَرُهُ وَلا يُعْضَدُ إِلَّا ما يُسَاقُ بِهِ الْجَمَلُ.

۲۰۳۶- حضرت عدی بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ کی ہر طرف سے ایک ایک برید (بارہ بارہ میل) کو محفوظ علاقہ قرار دیا تھا کہ نہ اس کے درخت کاٹے جائیں اور نہ پتے توڑے جائیں' مگر اونٹ کے چارے کے بقدر جائز ہے۔

٢٠٣٧- حَدَّثَنا أَبُو سَلَمَةَ: حَدَّثَنا جَرِيرٌ يَعني ابنَ حَازِمٍ، قال: حَدَّثَني يَعْلَى

۲۰۳۷- سلیمان بن ابی عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں



٢٠٣٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٥/ ٢٠١ من حديث أبي داود به، وللحديث شواهد، وله طريق آخر عند النسائي، ح: ٢٨٧٧و٢٨٩٥ * قتادة عنعن.

٢٠٣٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ١٧/ ١١١، ح: ٢٧٢ من حديث زيد بن الحباب به * سليمان بن كنانة مجهول الحال، وعبدالله بن أبي سفيان مثله.

٢٠٣٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ١٧٠ من حديث جرير بن حازم به * سليمان بن أبي عبدالله لم يوثقه غير ابن حبان، وللحديث شواهد دون قوله: "يصيد".

ابْنُ حَكِيمٍ عن سُلَيْمانَ بنِ أبي عَبْدِ الله قال: رَأَيْتُ سَعْدَ بنَ أبي وَقَّاصٍ أَخَذَ رَجُلًا يَصِيدُ في حَرَمِ المَدِينَةِ الَّذِي حَرَّمَ رَسُولُ الله ﷺ فَسَلَبَهُ ثِيَابَهُ، فَجاءَ مَوَالِيهِ وكَلَّمُوهُ فِيهِ، فقال: إنَّ رَسُولَ الله ﷺ حَرَّمَ هٰذَا الْحَرَمَ وَقال: «مَنْ وَجَدَ أَحَدًا يَصِيدُ فِيهِ فَلْيَسْلِبْهُ ثِيَابَهُ» وَلَا أَرُدُّ عَلَيْكُم طُعْمَةً أَطْعَمَنِيهَا رَسُولُ الله ﷺ وَلَكِنْ إنْ شِئْتُمْ دَفَعْتُ إِلَيْكُم ثَمَنَهُ.

نے حرم مدینہ میں، جسے کہ رسول اللہ ﷺ نے حرم قرار دیا ہے، ایک آدمی کو شکار کرتے پکڑ لیا اور اس کے کپڑے چھین لیے تو اس شخص (غلام) کے مالک آئے اور اس کے بارے میں بات کی تو انہوں نے کہا: بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو حرم قرار دیا ہے اور فرمایا ہے: ''جو شخص کسی کو اس میں شکار کرتا پکڑ لے، تو وہ اس کے کپڑے ضبط کر لے۔'' چنانچہ وہ غنیمت جو رسول اللہ ﷺ نے مجھے عنایت فرمائی ہے واپس نہیں کروں گا۔ ہاں اگر چاہو تو اس کی قیمت دے دیتا ہوں۔

فائدہ: اس روایت میں ''شکار کرتے'' کے الفاظ منکر ہیں۔ صحیح الفاظ ''کاٹنے'' کے ہیں، جیسا کہ اگلی روایت میں ہے۔

٢٠٣٨- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ هَارُونَ: أخبرنا ابنُ أبي ذِئْبٍ عن صَالِحٍ مَوْلَى التَّوْأَمَةِ، عن مَوْلًى لِسَعْدٍ أَنَّ سَعْدًا وَجَدَ عَبِيدًا مِنْ عَبِيدِ المَدِينَةِ يَقْطَعُونَ مِنْ شَجَرِ المَدِينَةِ، فأَخَذَ مَتَاعَهُمْ وَقال - يَعني لِمَوَالِيهِمْ -: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَنْهَى أَنْ يُقْطَعَ منْ شَجَرِ المَدِينَةِ شَيْءٌ وَقال: «مَنْ قَطَعَ مِنْهُ شَيْئًا فَلِمَنْ أَخَذَهُ سَلَبُهُ».

٢٠٣٨- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے ایک غلام سے مروی ہے کہ انہوں نے مدینہ کے کچھ غلاموں کو دیکھا کہ وہ (حرم) مدینہ میں درخت کاٹ رہے ہیں۔ تو انہوں نے ان کا اسباب چھین لیا اور ان غلاموں کے مالکوں سے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے مدینہ کے درختوں سے کچھ کاٹنے سے منع فرمایا ہے۔ اور فرمایا ہے: ''جو کوئی ان سے کچھ کاٹے تو جو اسے پکڑ لے تو اس کا اسباب اسی کے لیے ہے (اس کے کپڑے، کلہاڑی اور رسی وغیرہ۔'')

٢٠٣٩- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ حَفْصٍ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقَطَّانُ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ

٢٠٣٩- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے منقول ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے رسول ﷺ کے محفوظ



٢٠٣٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٥/ ١٩٩ من حديث ابن أبي ذئب به، وسنده ضعيف * سليمان لم يوثقه غير ابن حبان.

٢٠٣٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٥/ ٢٠٠ من حديث أبي داود به، وسنده ضعيف * الحارث بن رافع مستور.

خَالِدٍ: أخبرني خَارِجَةُ بنُ الْحَارِثِ الْجُهَنِيُّ: أخبرني أَبِي عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «لا يُخْبَطُ وَلا يُعْضَدُ حِمَى رَسُولِ الله ﷺ وَلَكِنْ يُهَشُّ هَشًّا رَفِيقًا».

کردہ علاقے سے نہ پتے توڑے جائیں اور نہ درخت کاٹے جائیں مگر ہلکے انداز میں پتے جھاڑ لیے جائیں۔''

۲۰۴۰- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى؛ ح: وَحدثنا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ عن ابنِ نُمَيْرٍ، عن عُبَيْدِالله، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ كَانَ يَأْتِي قُبَاءَ مَاشِيًا وَرَاكِبًا، زَادَ ابنُ نُمَيْرٍ: وَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ.

۲۰۴۰- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ قباء تشریف لے جایا کرتے تھے۔ کبھی پیدل اور کبھی سوار ہو کر۔ ابن نمیر نے مزید کہا: اور (مسجد میں) دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔

فائدہ: مدینہ منورہ کی مشروع ومسنون زیارات میں سے اہم ترین زیارت مسجد قباء کی ہے بلکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی تو یہ ہے کہ یہاں نماز پڑھنے کا ثواب عمرے کا سا ثواب ہے۔ (سنن ابن ماجه، إقامة الصلوات، حدیث:۱۴۱۱)

## (المعجم ۹۶، ۹۷) - باب زِيَارَةِ الْقُبُورِ (التحفة ۹۸)

## باب: ۹۶، ۹۷- زیارت قبور کے احکام ومسائل

۲۰۴۱- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عَوْفٍ: حَدَّثَنا الْمُقْرِئُ: حَدَّثَنا حَيْوَةُ عن أبي صَخْرٍ حُمَيْدِ بنِ زِيَادٍ، عن يَزِيدَ بنِ عَبْدِ الله بنِ قُسَيْطٍ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ

۲۰۴۱- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص بھی مجھے سلام کہتا ہے تو اللہ مجھ پر میری روح لوٹا دیتا ہے اور میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔''



۲۰۴۰- تخريج: أخرجه مسلم، الحج، باب فضل مسجد قباء وفضل الصلٰوة فيه وزيادته، ح:۱۳۹۹ من حديث ابن نمير، والبخاري، فضل الصلٰوة في مسجد مكة والمدينة، باب إتيان مسجد قباء ماشيًا وراكبًا، ح:۱۱۹٤ من حديث عبيدالله بن عمر به.

۲۰۴۱- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد:۲/ ۵۲۷ عن المقرىء به، وصححه ابن الملقن في تحفة المحتاج، ح:۱۱۵۱ * يزيد بن عبدالله بن قسيط ثبت سماعه من أبي هريرة عند البيهقي:۱/ ۱۲۲، ولكنه يروي عن التابعين عن الصحابة، ولم يصرح هاهنا بالسماع، فالسند في شبه الانقطاع.

رَسُولَ اللهِ ﷺ قال: «مَا مِنْ أَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ إِلَّا رَدَّ اللهُ عَلَيَّ رُوحِي حَتَّى أَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ».

توضیح: یہ حدیث ہمارے فاضل محقق شیخ زبیر علی زئی صاحب ﷾ کے نزدیک ضعیف ہے لیکن اکثر محدثین کے نزدیک یہ حسن درجہ کی ہے جو محدثین کے ہاں مقبول ہے۔ اور ''روح لوٹانے'' کی کئی ایک تاویلات کی گئی ہیں۔ مگر اول و آخر یہی ہے کہ یہ برزخی زندگی کا معاملہ ہے۔ اسے دنیا کی زندگی پر قیاس کرنا بالکل غلط ہے۔ علاوہ ازیں یہ متشابہات میں سے ہے ہم کوئی اطمینان بخش تفصیل و توجیہ کرنے سے قاصر ہیں۔ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِحَقِيقَةِ الْحَالِ. ﴿وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ﴾ (یوسف:۷۶)

۲۰۴۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: قَرَأْتُ عَلَى عَبْدِ اللهِ بنِ نَافِعٍ قال: أخبرني ابنُ أبي ذِئْبٍ عن سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عن أَبي هُرَيْرَةَ قال: قال رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ قُبُورًا، وَلَا تَجْعَلُوا قَبْرِي عِيدًا، وَصَلُّوا عَلَيَّ فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ تَبْلُغُنِي حَيْثُ كُنْتُمْ».

۲۰۴۲- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے گھروں کو قبرستان مت بناؤ۔ اور نہ میری قبر کو عید (میلہ گاہ) بناؤ اور مجھ پر درود پڑھو۔ تم جہاں کہیں بھی ہو گے تمہارا درود مجھ کو پہنچ جائے گا۔''



فوائد ومسائل: ① ''گھروں کو قبرستان بنانا'' یوں ہے کہ وہاں نماز تلاوت اور اذکار کے اعمال ترک کر دیے جائیں جیسے کہ قبرستان میں نہیں کیے جاتے۔ اس میں مردوں کو بالخصوص تاکید ہے کہ اپنی نمازوں کا ایک حصہ یعنی سنن اور نوافل گھروں میں پڑھا کریں جو کہ نزول برکات کا باعث ہیں اور گھر والوں کے لیے اعمال خیر کی ترغیب و تربیت بھی۔ اس کا دوسرا مفہوم یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اپنی میتوں کو اپنے گھروں میں مت دفن کیا کرو بلکہ قبرستانوں میں دفناؤ۔ ② رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک کے پاس مجمع لگانا بھیڑ کرنا بہت زیادہ دیر کھڑے رہنا یا بار بار آنا اسے ''میلہ گاہ'' بنانا ہے۔ جو کہ ممنوع اور انتہائی خلاف ادب ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک کا ادب یہ ہے تو دیگر صالحین کی قبروں پر اجتماع اور عرس بطریق اولیٰ ممنوع اور حرام ہیں۔ ③ رسول اللہ ﷺ پر صلاۃ وسلام پڑھنے کے لیے سفر کی مشقت اٹھانے کی کوئی ضرورت نہیں انسان جہاں کہیں ہو اس کا درود آپ ﷺ کو پہنچا دیا جاتا ہے۔

---

۲۰۴۲- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۲/ ۳۶۷ عن عبدالله بن نافع بن أبي نافع الصائغ القرشي المخزومي به.

٢٠٤٣- **حَدَّثَنا** حَامِدُ بنُ يَحْيَى: حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ مَعْنٍ المَدَنِيُّ: أخبرني دَاوُدُ بنُ خَالِدٍ عن رَبِيعَةَ بنِ أبي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن رَبِيعَةَ يَعني ابنَ الْهُدَيْرِ، قال: ما سَمِعْتُ طَلْحَةَ بنَ عُبَيْدِالله يُحَدِّثُ عن رَسُولِ الله ﷺ حَدِيثًا قَطُّ غَيْرَ حَدِيثٍ وَاحِدٍ، قال: قُلْتُ: وَمَا هُوَ؟ قال: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ الله ﷺ نُرِيدُ قُبُورَ الشُّهَدَاءِ حتى إذَا أَشْرَفْنَا عَلَى حَرَّةِ وَاقِمٍ، فَلَمَّا تَدَلَّيْنَا مِنْهَا فإذَا قُبورٌ بِمَحْنِيَةٍ، قال: قُلْنَا: يَارَسُولَ الله! أَقُبُورُ إخْوَانِنَا هٰذِهِ؟ قال: «قُبُورُ أَصْحَابِنَا»، فَلمَّا جِئْنَا قُبُورَ الشُّهَدَاءِ قال: «هٰذِهِ قُبُورُ إِخْوَانِنَا».

۲۰۴۳- ربیعہ بن ہُدیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت طلحہ بن عبیداللہ ؓ کو کبھی حدیث رسول بیان کرتے نہیں سنا۔ مگر ایک حدیث۔ شاگرد نے کہا: میں نے پوچھا وہ کونسی؟ (طلحہ نے) کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے' ہم شہداء کی قبروں کا قصد کیے ہوئے تھے حتیٰ کہ ہم حرۂ واقم پر چڑھ گئے۔ جب اس سے نیچے اترے تو وہاں ایک جانب میں قبریں تھیں۔ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ہمارے بھائیوں کی قبریں یہی ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''یہ ہمارے اصحاب کی قبریں ہیں۔'' پھر جب ہم شہداء کی قبروں پر پہنچ گئے تو فرمایا: ''یہ ہمارے بھائیوں کی قبریں ہیں۔''

**فائدہ:** رسول اللہ ﷺ موقع بموقع شہداء کی قبروں پر جایا کرتے تھے اور ان کے لیے دعائیں فرماتے تھے۔ آپ نے شہداء کو ''اپنے بھائی'' ہونے کے لقب سے مشرف فرمایا اور دوسروں کو ''اپنے اصحاب'' کہا۔

٢٠٤٤- **حَدَّثَنا** الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن نَافِعٍ، عن عَبْدِ الله بنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ أَنَاخَ بالْبَطْحَاءِ الَّتي بِذِي الْحُلَيْفَةِ فَصَلَّى بِهَا، فَكَانَ عَبْدُ الله بنُ عُمَرَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ.

۲۰۴۴- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ذوالحلیفہ کے قریب بطحاء (کھلے میدان) میں اپنی اونٹنی بٹھائی اور وہاں نماز پڑھی۔ چنانچہ عبداللہ بن عمر ؓ اس پر عمل کیا کرتے تھے۔ (درج ذیل اثر میں اس کی وضاحت ہے۔)

٢٠٤٥(أ) - **حَدَّثَنا** الْقَعْنَبِيُّ قال: قال

۲۰۴۵ (ا)- امام مالک ؒ نے بیان کیا: مدینہ

---

٢٠٤٣ـ **تخريج:** [**إسناده صحيح**] أخرجه أحمد: ١/ ١٦١ من حديث محمد بن معن به.

٢٠٤٤ـ **تخريج:** أخرجه البخاري، الحج، باب: ١٤، ح: ١٥٣٢، ومسلم، الحج، باب استحباب النزول ببطحاء ذي الحليفة... الخ، ح: ١٢٥٧ بعد حديث: ١٣٤٥ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٤٠٥.

٢٠٤٥ـ **تخريج:** [**صحيح**] انظر الحديث السابق، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٤٠٥.

مَالِكٌ: لا يَنْبَغِي لأَحَدٍ أَنْ يُجَاوِزَ الْمُعَرَّسَ إِذَا قَفَلَ رَاجِعًا إِلَى الْمَدِينَةِ حتى يُصَلِّيَ فيهَا ما بَدَا لَهُ لأَنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ عَرَّسَ بِهِ.

واپس لوٹنے والے کو لائق نہیں کہ مقام مُعَرَّس (بطحاء مسجد ذی الحلیفہ) سے ویسے ہی گزر جائے۔ بلکہ چاہیے کہ جس قدر دل چاہے نماز پڑھے کیونکہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کے آخری حصے میں یہاں اترے تھے۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ مُحمَّدَ بنَ إسْحَاقَ المَدَنِيَّ قال: المُعَرَّسُ عَلَى سِتَّةِ أَمْيَالٍ مِنَ المَدِينَةِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے محمد بن اسحٰق مدنی سے سنا تھا کہ ''معرس'' مدینہ سے چھ میل کے فاصلے پر ہے۔

فائدہ: مدینہ منورہ سے مکہ کو جاتے ہوئے اس مقام پر اترنا' نماز پڑھنا اور احرام باندھنا اعمال حج کے حصے اور متعلقات میں سے ہے مگر واپسی پر یہاں اترنا مستحب ہے۔

٢٠٤٥(ب) - [حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ قال: قَرَأْتُ عَلَى عَبْدِ الله بنِ نَافِعٍ قال: حَدَّثَنِي عَبْدُ الله يَعني الْعُمَرِيَّ عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ كَانَ إِذَا قَدِمَ باتَ بالمُعَرَّسِ حتى يَغْتَدِيَ].

٢٠٤٥(ب)- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب (مکہ سے مدینہ واپس) آتے تو مقام معرس میں رات گزارتے حتی کہ صبح کو روانہ ہوتے۔



٢٠٤٥ب ـ تخريج: [إسناده حسن] * رواية عبدالله العمري عن نافع قوية.

# نکاح کی اہمیت وفضیلت

نکاح محض ایک جنسی خواہش کے پورا کرنے کا نام نہیں ہے' بلکہ تکمیل فرد کا ایک فطری شرعی اور لازمی حصہ ہے۔ جس شخص میں یہ رغبت نہ ہو وہ ناقص اور عیب دار ہوتا ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ بشری صفات کا کامل ترین نمونہ تھے اور اسی مفہوم میں آپ کا یہ فرمان ہے کہ [حُبِّبَ اِلَیَّ مِنَ الدُّنیَا النِّسَآءُ وَالطِّیبُ وَجُعِلَ قُرَّۃُ عَینِی فِی الصَّلٰوۃِ](سنن النسائی، عشرۃ النساء، حدیث:۳۳۹۱)''دنیا میں سے مجھے عورتیں اور خوشبو محبوب ہیں' اور میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔'' قرآن حکیم کا صریح حکم ہے کہ ﴿وَاَنکِحُوا الْاَیَامٰی مِنکُمْ وَالصّٰلِحِینَ مِنْ عِبَادِکُمْ وَ اِمَائِکُمْ﴾(النور: ۳۲) ''اپنے بے نکاح لوگوں کے نکاح کردو اور اپنے صالح غلاموں اور لونڈیوں کے بھی۔'' فحاشی اور منکرات کا در بند کرنے کے لیے اس کے علاوہ اور کوئی طریقہ ہے ہی نہیں۔ علاوہ ازیں افراد امت کی تعداد بڑھانے کے لیے اس کی رغبت دی گئی ہے کہ ﴿فَانْکِحُوا مَا طَابَ لَکُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰی وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَۃً﴾(النساء:۳) ''جو عورتیں تمہیں پسند ہوں دو دو یا تین تین یا چار چار (تو ان) سے نکاح کرلو اور اگر اندیشہ ہو کہ عدل نہیں کرسکو گے تو ایک ہی کافی ہے۔''

نکاح انسان میں شرم و حیا پیدا کرتا ہے اور آدمی کو بدکاری سے بچاتا ہے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ہم سے فرمایا: ''اے نوجوانوں کی جماعت! تم میں جو استطاعت رکھے وہ شادی کرے اس لیے کہ شادی سے آنکھیں نیچی ہو جاتی ہیں اور شرمگاہ (بدکاری سے) محفوظ ہو جاتی ہے اور جو شخص خرچ کی طاقت نہ رکھے' تو وہ روزہ رکھے کیونکہ روزہ خواہش نفس کو ختم کر دے گا۔'' (صحیح مسلم' النکاح' حدیث :۱۴۰۰) اسی طرح نکاح جنسی آلودگی' جنسی ہیجان اور شیطانی خیالات وافعال سے محفوظ رکھتا ہے۔ نکاح باہمی محبت اور مودت کا مؤثر ترین ذریعہ ہے' نکاح انسان کے لیے باعث راحت وسکون ہے۔

نکاح کی فضیلت ہی کی بابت نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی شخص نکاح کر لیتا ہے تو اپنا آدھا دین مکمل کر لیتا ہے' لہٰذا اسے چاہیے کہ باقی آدھے دین کے معاملے میں اللہ سے ڈرتا رہے۔'' (المعجم الأوسط للطبرانی ۱۶۲/۱ و شعب الإیمان: ۳۸۲/۴' ۳۸۳) جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے چند صحابہ نے ازواج مطہرات سے نبی اکرم ﷺ کی خفیہ عبادت کا حال دریافت کیا' تو پوچھنے کے بعد ان میں سے ایک نے کہا: میں عورتوں سے نکاح نہیں کروں گا۔ کسی نے کہا میں گوشت نہیں کھاؤں گا' کسی نے کہا میں بستر پر نہیں سوؤں گا۔ نبی کریم ﷺ کو معلوم ہوا تو فرمایا: ''ان لوگوں کو کیا ہوا جنہوں نے ایسی اور ایسی باتیں کہیں جب کہ میں رات کو نوافل پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں' نفلی روزہ رکھتا ہوں' ترک بھی کرتا ہوں اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں۔ پس جو شخص میرے طریقے سے منہ موڑے گا وہ مجھ سے نہیں۔'' (صحیح مسلم' النکاح' حدیث:۱۴۰۱)

## (المعجم ١٢) - كِتَابُ النِّكَاحِ (التحفة ٦)

# نکاح کے احکام ومسائل

### (المعجم ١) - بَاب التَّحْرِيضِ عَلَى النِّكَاحِ (التحفة ١)

### باب:۱- نکاح کی ترغیب کا بیان



٢٠٤٦- حَدَّثَنَا عُثْمانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا جَرِيرٌ عن الأَعمَشِ، عن إِبراهِيمَ، عن عَلْقَمَةَ قال: إِنِّي لأَمْشِي مَعَ عَبْدِ الله ابنِ مَسْعُودٍ بِمِنًى إِذْ لَقِيَهُ عُثْمانُ فاسْتَخْلاهُ، فَلمَّا رَأَى عَبْدُ الله أَنْ لَيْسَتْ لَهُ حاجَةٌ قال لِي: تَعَالَ ياعَلْقَمَةُ! فَجِئْتُ، فَقال لَهُ عُثْمانُ: أَلَا نُزَوِّجُكَ ياأَبا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ! جَارِيَةً بِكْرًا لَعَلَّهُ يَرْجِعُ إِلَيْكَ مِنْ نَفْسِكَ ما كُنْتَ تَعْهَدُ؟ فَقال عَبْدُ الله: لَئِنْ قُلْتَ ذَاكَ لَقَدْ سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يقُولُ: «مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُم الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ، وَمَنْ لم يَسْتَطِعْ مِنْكُم فَعَلَيْهِ بالصَّوْمِ فإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ».

۲۰۴۶- جناب علقمہ کا بیان ہے کہ میں منیٰ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ جارہا تھا کہ انہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ملے پس عثمان نے ان کو علیحدگی میں بلایا (اور ان کو نکاح کرنے کی ترغیب دی) لیکن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ انہیں نکاح کی حاجت نہیں ہے۔ تب عبداللہ نے مجھ سے کہا: علقمہ! ادھر آ ؤ۔ میں حاضر ہوگیا (کیونکہ اب تخلیے کی ضرورت نہ رہی تھی) تو عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! (عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) کیا ہم تمہاری ایک کنواری لڑکی سے شادی نہ کرا دیں؟ (اس طرح) شاید تمہاری (جوانی کی طاقت) پھر لوٹ آئے۔ تو عبداللہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے: آپ یہ کہتے ہیں حالانکہ میں نے تو رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے: ''جو تم میں سے طاقت رکھتا ہو اسے چاہیے کہ شادی

---

٢٠٤٦ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الصوم، باب الصوم لمن خاف على نفسه العزبة، ح:١٩٠٥، ومسلم، النكاح، باب استحباب النكاح لمن تاقت نفسه إليه ووجد مؤنة ... الخ، ح:١٤٠٠ من حديث الأعمش به.

کر لے۔ بلاشبہ اس سے نظر نیچی اور شرمگاہ محفوظ ہو جاتی ہے۔ (دامن عفت پر داغ نہیں آتا۔) اور جو طاقت نہ رکھتا ہو تو وہ روزے رکھے' یہ اس کے (شہوانی) جذبات کو کمزور کر دیں گے۔''

**فوائد ومسائل:** ① اس حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود کی پہلی بیوی فوت ہوگئی تھی اور اب وہ بیوی کے بغیر زندگی گزار رہے تھے' حضرت عثمان کے علم میں یہ بات تھی' اس لیے انہوں نے ملاقات پر پہلے انہیں خلوت میں دوبارہ نکاح کی ترغیب دی' وہ آمادہ نہ ہوئے تو پھر ان کے ساتھی کے سامنے دوبارہ یہ کوشش کی۔ بہر حال اس حدیث سے کئی فوائد معلوم ہوئے۔ مثلاً: جس شخص کے پاس اپنا گھر آباد کرنے کے لیے نان ونفقہ اور سکنٰی کے لازمی مصارف موجود ہوں اس کیلئے مُتَاَهِّل زندگی گزارنا مستحب ہے۔ بالخصوص جوانوں کو تو اس کی بہت زیادہ ترغیب دی گئی ہے۔ ② نظر اور شرمگاہ کی پاکیزگی کو انسان کی دینی اور معاشرتی زندگی میں بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ ان کی حفاظت معاشرے میں امن وامان' بھائی چارے' عمومی راحت' خیر وبرکت اور اللہ کے فضل وانعامات کی ضامن ہے۔ اور ان کا فساد معاشرتی بگاڑ' فتنے' عداوت اور دلوں کی بے سکونی کا باعث ہے اور نتیجتاً اللہ کی ناراضی حصے میں آتی ہے۔ ③ مالی اعتبار سے کمزور شخص جو شادی نہ کر سکتا ہو اسے بمقابلہ دیگر علاجوں کے روزے رکھنے چاہییں۔ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ ایسے شخص کو قرض لے کر بھی یہ بار اٹھانے کی ترغیب دیتے ہیں۔

## (المعجم ٢) - باب مَا يُؤْمَرُ بِهِ مِنْ تَزْوِيجِ ذَاتِ الدِّينِ (التحفة ٢)

## باب:۲- دین دار خاتون سے شادی کرنا

٢٠٤٧- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى يَعني ابنَ سَعِيدٍ: حَدَّثَني عُبَيْدُالله: حَدَّثَني سَعِيدُ بنُ أبي سَعِيدٍ، عن أَبِيهِ، عن أَبي هُرَيْرَةَ عن النَّبيِّ ﷺ قال: «تُنْكَحُ النِّسَاءُ لِأَرْبَعٍ: لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَلِجَمَالِهَا وَلِدِينِهَا، فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّينِ تَرِبَتْ يَدَاكَ».

۲۰۴۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''عورتوں سے چار باتوں کی بنا پر نکاح کیا جاتا ہے۔ اس کے مال' حسب ونسب' حسن وجمال اور اس کے دین کی بنا پر' پس تو دیندار کو اختیار کر' تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں۔''

٢٠٤٧ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، النكاح، باب الأكفاء في الدين ... الخ، ح: ٥٠٩٠ عن مسدد، ومسلم، الرضاع، باب استحباب نكاح ذات الدين، ح: ١٤٦٦ من حديث يحيى القطان به.

فائدہ: جملہ [تَرِبَتْ يَدَاكَ] "تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں" بددعا کے لیے نہیں بلکہ عربی محاورہ کے تحت دعا اور ترغیب کے مفہوم کا حامل ہے۔ کسی خاتون سے تعلق ازدواج میں اسی آخری نکتے کو اہمیت ہونی چاہیے۔ دیگر امور ضمنی اور اضافی ہیں، اگر حاصل ہوں تو فبہا اور یہ عظیم نعمت ہیں ورنہ اتنی اہمیت کے حامل نہیں ہیں کہ ان کی وجہ سے اصل چیز ......دین داری...... کو نظر انداز کر دیا جائے۔

(المعجم ٣) - بَابٌ: فِي تَزْوِيجِ الأَبْكَارِ (التحفة ٣)

باب:٣-کنواری لڑکی سے شادی کرنے کی ترغیب

٢٠٤٨- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا أَبُو مُعَاوِيَةَ: أخبرنا الأَعمَشُ عن سالِمِ بنِ أبي الْجَعْدِ، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله قال: قال لِي رَسُولُ الله ﷺ: «أَتَزَوَّجْتَ؟» قُلْتُ: نَعَمْ، قال: «بِكْرٌ أَمْ ثَيِّبٌ؟» فَقُلْتُ: ثَيِّبًا قال: «أفَلَا بِكْرًا تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ».

۲۰۴۸- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے پوچھا: "کیا تو نے شادی کر لی ہے؟" میں نے عرض کیا: ہاں! آپ نے فرمایا: "کنواری سے یا بیوہ سے؟" میں نے کہا: بیوہ سے۔ فرمانے لگے: "کنواری سے کیوں نہیں کی؟ تم اس سے کھیلتے وہ تم سے کھیلتی۔"



فائدہ: کنواری لڑکی سے شادی زیادہ مرغوب ہے۔ اور کنوارے میاں بیوی میں ہنسی کھیل فطرتاً اور بالعموم بہت زیادہ ہوتا ہے بخلاف بیوہ کے۔ یہ عمل نفسیاتی صحت کے لیے بہت عمدہ ہوتا ہے۔ نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ میاں بیوی میں لہو ولعب جائز اور حق ہے۔ تاہم کچھ اور وجوہات سے بیوہ سے شادی کرنا بھی باعث فضیلت ہے جیسا کہ خود نبی ﷺ کا عمل اس پر شاہد ہے۔

(المعجم . . .) - باب النَّهْيِ عَنْ تَزْوِيجِ مَنْ لَمْ يَلِدْ مِنَ النِّسَاءِ (التحفة ٤)

باب:...... کسی "بانجھ" خاتون سے شادی کرنا منع ہے
(وہ عورت جس میں بچے جننے کی صلاحیت نہ ہو)

قال أَبُو دَاوُدَ: كَتَبَ إِلَيَّ حُسَيْنُ بنُ حُرَيْثٍ المَرْوَزِيُّ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حسین بن حریث مروزی نے مجھے لکھ بھیجا کہ

---

٢٠٤٨- تخريج: [صحيح] وهو في مسند أحمد: ٣/ ٣١٤، وأصله عند مسلم، ح: ٧١٥/ ١١١ بعد حديث: ٥٩٩، وللحديث طرق.

٢٠٤٩- حَدَّثَنا الْفَضْلُ بنُ مُوسَى عن الْحُسَيْنِ بنِ وَاقِدٍ، عن عُمَارَةَ بنِ أبي حَفْصَةَ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: جَاءَ رَجُلٌ إلَى النَّبيِّ ﷺ فقال: إنَّ امْرَأَتِي لا تَمْنَعُ يَدَ لَامِسٍ. قال: «غَرِّبْهَا». قال: أَخَافُ أَنْ تَتْبَعَهَا نَفْسِي. قال: «فَاسْتَمْتِعْ بِهَا».

۲۰۴۹-ہمیں فضل بن موسیٰ نے حسین بن واقد سے' انہوں نے عمارہ بن ابی حفصہ سے' انہوں نے عکرمہ سے' انہوں نے' حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا: میری بیوی کسی چھونے والے کا ہاتھ رد نہیں کرتی۔ آپ نے فرمایا: ''اسے دور کر دو (طلاق دے دو۔'')اس نے کہا: مجھے اندیشہ ہے کہ میرا دل اس کے ساتھ لگا رہے گا۔ آپ نے فرمایا: ''تب اس سے فائدہ اٹھاؤ۔''

**توضیح**: یہ حدیث صحیح ہے۔اور یہ جملہ [لَا تَمْنَعُ يَدَ لَامِسٍ] کا مفہوم یہ ہے کہ ایک مسلمان' باوقار اور باغیرت خاتون ہونے کے ناتے اس کے اندر غیروں سے کوئی نفرت و وحشت نہیں ہے (مگر فعلاً اس سے کوئی بدکاری صادر نہیں ہوئی) تو نبی ﷺ نے اولاً اسے طلاق دینے کا فرمایا۔مگر شوہر نے اپنی کیفیت بتائی تو رخصت دے دی۔ جیسے کہ دین سے دور معاشروں میں ایسی کیفیات پائی جاتی ہیں۔مگر یہ معنی کرنا کہ وہ فعلاً بدکار تھی' پھر نبی ﷺ نے اس کو گھر میں رکھنے کی اجازت دے دی' ایک نا قابل تصور معنی ہے کیونکہ زانیہ سے نکاح حرام ہے۔اور ایسا انسان' جو اپنے اہل میں فحش کاری پر خاموش ہو' دیوث ہوتا ہے۔اسی لیے کچھ محدثین نے اس کا وہی مفہوم بیان کیا ہے جو ہم نے شروع میں بیان کیا ہے۔ بہر حال بری عادات کی بنا پر عورت کو طلاق دی جا سکتی ہے۔یہ حدیث اس باب سے مطابقت نہیں رکھتی' اگلی حدیث اس باب کے مطابق ہے۔اس حدیث پر باب' سہواً رہ گیا ہے یا کسی ناسخ (نقل کرنے والے) سے کوئی سہو ہو گیا ہے۔واللہ اعلم.

٢٠٥٠(أ) - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ إبراهِيمَ: حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ هَارُونَ: أخبرنا مُسْتَلِمُ بنُ سَعِيدٍ ابْنُ أُخْتِ مَنْصُورِ بنِ زَاذَانَ عن مَنْصُورٍ يَعني ابنَ زَاذَانَ، عن مُعَاوِيَةَ بنِ قُرَّةَ، عن مَعْقِلِ بنِ يَسَارٍ قال: جَاءَ رَجُلٌ إلَى النَّبيِّ ﷺ فقال: إنِّي أَصَبْتُ امْرَأَةً

۲۰۵۰(ا)-حضرت معقل بن یسار ؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا: مجھے ایک عورت ملی ہے جو عمدہ حسب اور حسن و جمال والی ہے مگر اس کے اولاد نہیں ہوتی۔تو کیا میں اس سے شادی کر لوں؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں۔'' پھر وہ دوبارہ آیا' تو آپ نے منع فرما دیا۔ پھر وہ تیسری بار آیا تو آپ نے

---

**٢٠٤٩ـ تخريج**: [**إسناده صحيح**] أخرجه النسائي، الطلاق، باب ماجاء في الخلع، ح: ٣٤٩٤ عن الحسين بن حريث به.

ذَاتَ جَمَالٍ وَحَسَبٍ وَأَنَّهَا لا تَلِدُ أَفَأَتَزَوَّجُهَا؟ قال: «لَا»، ثُمَّ أَتَاهُ الثَّانِيَةَ فَنَهَاهُ، ثُمَّ أَتَاهُ الثَّالِثَةَ فقال: «تَزَوَّجُوا الوَدُودَ الْوَلُودَ فإِنِّي مُكَاثِرٌ بِكُمُ الأُمَمَ».

فرمایا: ''ایسی عورتوں سے شادی کرو جو بہت محبت کرنے والی اور بہت بچے جننے والی ہوں۔ بلاشبہ میں تمہاری کثرت سے دیگر امتوں پر فخر کرنے والا ہوں۔''

**فوائد ومسائل:** ① جس عورت کے متعلق معلوم ہو جائے کہ وہ ولادت کی صلاحیت سے محروم ہے اس سے نکاح نہیں کرنا چاہیے۔ کیونکہ نکاح سے اصل مقصود اولاد کا حصول ہوتا ہے اور ہونا چاہیے' تو جو عورت اس وصف ہی سے محروم ہو' تو اس سے نکاح کرنے کا کیا فائدہ؟ تاہم اس کا مطلب یہ بھی نہیں کہ بانجھ عورت سے مطلقاً ہی نکاح کرنا ممنوع ہے۔ بلکہ بعض دفعہ نکاح کے کچھ اور مقاصد بھی ہوتے ہیں' تو وہاں ان سے نکاح کرنا جائز ہوگا' بلکہ بعض دفعہ پسندیدہ بھی ہو سکتا ہے۔ ② بیوہ عورت کے متعلق تو معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ عقیم ہے' مگر کنواری میں حیض نہ آنا ایک امکانی سبب ہو سکتا ہے، یقینی نہیں۔ ③ ''بہت زیادہ محبت کرنے والی اور بہت بچے جننے والی۔'' یہ صفات خاندانی عرف سے جانی جا سکتی ہیں۔ ویسے کنواری لڑکیوں میں یہ اوصاف بالعموم فطرتاً پائے جاتے ہیں۔

٢٠٥٠ (ب) - [ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: سَمِعْتُ يَزِيدَ بْنَ هَارُونَ يَقُولُ: رَأَيْتُ مُسْتَلِمًا فَكَانَ يَقَعُ يَمْنَةً وَيَسْرَةً. قال الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: لَمْ يَضَعْ جَنْبَهُ إِلَى الأَرْضِ أَرْبَعِينَ سَنَةً.

۲۰۵۰ (ب) - (امام ابوداود رحمہ اللہ گزشتہ حدیث کے ایک راوی مستلم بن سعید کا تعارف بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ) حسن بن علی نے بیان کیا کہ میں نے یزید بن ہارون کو سنا وہ کہہ رہے تھے: میں نے مستلم کو دیکھا' وہ دائیں بائیں پھرتے رہتے تھے۔ حسن بن علی نے کہا: انہوں نے چالیس سال زمین پر اپنا پہلو نہیں رکھا (نہیں سوئے۔)

قال أَبُو دَاوُدَ: مُسْتَلِمُ بنُ سَعِيدٍ ابْنُ

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مستلم بن سعید' منصور



٢٠٥٠ـ (أ) و (ب) **تخريج:** [حسن] أخرجه النسائي، النكاح، باب كراهية تزويج العقيم، ح: ٣٢٢٩ من حديث يزيد بن هارون به، وصححه ابن حبان، ح: ١٢٢٩، ١٢٣٠، والحاكم: ٢/ ٦٢، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد كثيرة "يقع يمنةً ويسرةً" سنده صحيح "لم يضع جنبه إلى الأرض أربعين سنة" سنده ضعيف لانقطاعه "مكث سبعين يومًا لم يشرب الماء" سنده ضعيف من أجل الانقطاع، وقال ابن الأعرابي: "حدثنا محمد بن المبارك أبوبكر بن حماد المقرىء، قال: سمعت أباثابت الخطاب يقول: سمعت يزيد بن هارون يقول: "كان المستلم بن سعيد لا يشرب الماء في أربعين يومًا إلا مرة" . . . الخ، (المعجم: ١/ ٢٠٣، ٢٠٤، ح: ٣١٩) وسنده ضعيف * المقرىء وأبوثابت لم أعرفهما، ولو صح فمعناه أنه كان لا يشرب الماء بل كان يشرب اللبن والنبيذ ونحوهما.

أخِي أَوِ ابْنُ أُخْتِ مَنْصُورِ بنِ زَاذَانَ، مَكَثَ سَبْعِينَ يَوْمًا لم يَشْرَبِ الْمَاءَ].

بن زاذان کے بھانجے یا بھتیجے ہیں۔ وہ ستر دن ٹھہرے لیکن پانی نہیں پیا۔

فائدہ: چالیس سال تک نہ سونا' اسی طرح ستر دن تک پانی نہ پینا۔ یہ دونوں باتیں سنداً صحیح نہیں ہیں۔ بعض بزرگوں کی طرف منسوب اس قسم کے اقوال ناقابل اعتبار ہیں۔

(المعجم ٤) - **بَابٌ: فِي قَوْلِهِ تَعَالَى:** ﴿ٱلزَّانِي لَا يَنكِحُ إِلَّا زَانِيَةً﴾ [النور: ٣] (التحفة ٥)

باب:۴- آیت کریمہ: ﴿اَلزَّانِی لَا یَنکِحُ اِلَّا زَانِیَةً﴾ کی تفسیر ''یعنی بدکار مرد کسی بدکار عورت ہی سے نکاح کرتا ہے۔''

٢٠٥١- **حَدَّثَنا** إبراهِيمُ بنُ مُحمَّدٍ التَّيْمِيُّ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن عُبَيْدِاللهِ بنِ الأَخْنَسِ، عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عن أبِيهِ، عن جَدِّهِ: أَنَّ مَرْثَدَ بنَ أبي مَرْثَدٍ الْغَنَوِيَّ كَان يَحْمِلُ الأَسَارَى بِمَكَّةَ، وكَان بِمَكَّةَ بَغِيٌّ يُقَالُ لَها عَنَاقُ، وكَانَتْ صَدِيقَتَهُ. قال: جِئْتُ إلى النَّبيِّ ﷺ فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! أَنْكِحُ عَنَاقًا؟ قال: فَسَكَتَ عَنِّي، فَنَزَلَتْ: ﴿وَٱلزَّانِيَةُ لَا يَنكِحُهَآ إِلَّا زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ﴾ [النور: ٣] فَدَعَانِي فَقَرَأَهَا عَلَيَّ وَقال: «لا تَنْكِحْهَا».

۲۰۵۱- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد (شعیب) سے اور وہ اپنے دادا (عبداللہ بن عمرو) سے روایت کرتے ہیں کہ جناب مرثد بن ابی مرثد غنوی رضی اللہ عنہ مکہ سے (مسلمان) قیدیوں کو اٹھا کر لایا کرتے تھے۔ اور مکہ میں ایک بدکار عورت تھی جس کا نام عناق تھا اور وہ (قبل از اسلام) اس کی آشنا تھی۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا میں عناق سے شادی کرلوں؟ آپ ﷺ نے مجھے اس کا جواب نہ دیا۔ تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: ﴿وَالزَّانِیَةُ لَا یَنکِحُهَآ اِلَّا زَانٍ أَو مُشْرِكٌ﴾ ''یعنی بدکار عورت سے کوئی بدکار مرد یا مشرک ہی نکاح کرتا ہے۔'' آپ ﷺ نے مجھے بلوایا' مجھ پر یہ آیت پڑھی اور فرمایا: ''اس سے نکاح مت کرو۔''

فائدہ: مکمل آیت کریمہ یوں ہے: ﴿الزَّانِی لَا یَنکِحُ اِلَّا زَانِیَةً اَو مُشْرِكَةً وَّالزَّانِیَةُ لَا یَنكِحُهَا اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (النور: ۲۴/۳) ''بدکار مرد کسی بدکار عورت ہی سے نکاح کرتا ہے یا کسی مشرکہ سے۔ اور بدکار عورت سے کوئی بدکار مرد ہی نکاح کرتا ہے یا کوئی مشرک۔ اور یہ مومنین پر حرام کیا گیا

٢٠٥١- **تخريج: [إسناده حسن]** أخرجه النسائي، النكاح، تزويج الزانية، ح: ٣٢٣٠ عن إبراهيم بن محمد به، وحسنه الترمذي، ح: ٣١٧٧، وصححه الحاكم: ٢/ ١٦٦، ووافقه الذهبي.

ہے۔'' اس آیت کریمہ کی تفسیر میں راجح یہی ہے کہ کسی عفیف مرد کو بدکار عورت سے اور عفیفہ عورت کو بدکار مرد سے نکاح کرنا حرام ہے۔ جیسے کہ اسی سورۃ النور میں ہے: ﴿اَلطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ﴾ (النور:۲٦) ''پاکیزہ عورتیں پاکیزہ مردوں کے لیے ہیں اور پاکیزہ مرد پاکیزہ عورتوں کے لیے۔'' اور یہ حدیث بھی اسی مفہوم کی تائید کرتی ہے۔

**۲۰۵۲- حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ وَأَبُو مَعْمَرٍ قالَا: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَارِثِ عن حَبِيبٍ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بنُ شُعَيْبٍ عن سَعِيدٍ المَقْبُرِيِّ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «لَا يَنْكِحُ الزَّانِي المَجْلُودُ إِلَّا مِثْلَهُ».

وقال أَبُو مَعْمَرٍ: قال حَدَّثَنا حَبِيبٌ المُعَلِّمُ عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ.

۲۰۵۲- حضرت ابوہریرہ ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی زانی' جسے زنا کی حد لگی ہو' کسی اپنے جیسی عورت ہی سے نکاح کرتا ہے۔''

ابومعمر نے اپنی سند میں یوں کہا: حدثنا حبيب المعلم عن عمرو بن شعيب.



**فوائد ومسائل:** ① مسدد اور ابومعمر کی سند میں فرق یہ ہے کہ ابومعمر کی روایت میں استاد عبدالوارث نے حبیب المعلم سے تحدیث کی تصریح کی ہے اور حبیب نے عمرو بن شعیب سے ''عن'' کے ساتھ روایت کی جب کہ مسدد کی روایت اس کے برعکس ہے۔ ② اس حدیث میں بھی مذکورہ بالا امر کی توضیح وتائید ہے کہ جس کی شہرت بری ہو جائے اسے کسی اپنے جیسے ہی سے نکاح کرنا چاہیے۔

## (المعجم ٥) - بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يُعْتِقُ أَمَتَهُ ثُمَّ يَتَزَوَّجُهَا (التحفة ٦)

## باب:۵- اپنی ہی لونڈی کو آزاد کر کے اس سے نکاح کر لینے کا اجر

**۲۰۵۳- حَدَّثَنا** هَنَّادُ بنُ السَّرِيِّ: حدثنا عَبْثَرٌ عن مُطَرِّفٍ، عن عَامِرٍ، عن أَبِي بُرْدَةَ، عن أَبِي مُوسَى قال: قال

۲۰۵۳- حضرت ابوموسیٰ ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنی لونڈی کو آزاد کر کے خود ہی اس سے نکاح کر لے' تو ایسے شخص کے

---

**۲۰۵۲ـ تخريج:** [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۲/ ۳۲٤ من حديث عبدالوارث به، وصححه الحاكم: ۲/۱٦٦، ووافقه الذهبي.

**۲۰۵۳ـ تخريج:** أخرجه البخاري، العتق، باب فضل من أدب جاريته وعلمها، ح: ۲٥٤٤، ومسلم، النكاح، باب فضيلة إعتاقه أمته ثم يتزوجها، ح: ۱٥٤/ ۸٦ بعد، حديث ۱٤۲۷ من حديث مطرف به.

رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَعْتَقَ جَارِيَتَهُ وَتَزَوَّجَهَا كَانَ لَهُ أَجْرَانِ».

لیے دہرا اجر ہے۔“

فائدہ: اسلام نے انسانی حقوق کی پاسداری اور حفاظت کے لیے جو تعلیمات پیش فرمائی ہیں دنیا کا کوئی مذہب اس کی نظیر پیش نہیں کرسکتا۔ اسی لیے اسلام نے غلاموں کے ساتھ بھی حسن سلوک کی تاکید کی اور ایسے طریقے بھی بتلائے جس سے غلامی کا خاتمہ یا کم از کم اس کی اصلاح ہو سکے۔ اس حدیث میں بھی غلامی کی رسم کی حوصلہ شکنی کے لیے ایک نہایت مفید عمل بتلایا گیا ہے۔

٢٠٥٤- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عَوْنٍ: أخبرنا أَبُو عَوانَةَ عن قَتَادَةَ وَعَبْدِ الْعَزِيزِ بنِ صُهَيْبٍ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَعْتَقَ صَفِيَّةَ وَجَعَلَ عِتْقَهَا صَدَاقَهَا.

۲۰۵۴-حضرت انس بن مالک ؓ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے صفیہ ؓ کو آزاد فرمایا (اور پھر اپنے حرم میں داخل کرنے کا شرف بخشا) اور ان کے آزاد کرنے ہی کو ان کا حق مہر ٹھہرایا۔

فائدہ: حضرت صفیہ ؓ، خیبر کے یہودی سردار حُیَیّ بن اخطب کی صاحبزادی تھیں، اور فتح خیبر کے موقع پر مسلمانوں کے ہاتھ قید ہو گئی تھیں۔ جب یہ قیدی عورتیں جمع کی گئیں تو حضرت دحیہ بن خلیفہ کلبی ؓ نے نبی ﷺ کی خدمت میں آ کر عرض کیا: اے اللہ کے نبی! مجھے قیدی عورتوں میں سے ایک لونڈی دے دیجیے۔ آپ نے فرمایا: جاؤ ایک لونڈی لے لو۔ انہوں نے جا کر حضرت صفیہ کو منتخب کر لیا۔ اس پر ایک آدمی نے آپ کے پاس آ کر عرض کیا: اے اللہ کے نبی! آپ نے بنی قریظہ اور بنی نضیر کی سیدہ صفیہ کو دحیہ کے حوالے کر دیا، حالانکہ وہ صرف آپ کے شایان شان ہے۔ آپ نے فرمایا: دحیہ کو صفیہ سمیت بلاؤ۔ حضرت دحیہ ان کو ساتھ لیے ہوئے حاضر ہوئے۔ آپ نے انہیں دیکھ کر حضرت دحیہ سے فرمایا: قیدیوں میں سے کوئی دوسری لونڈی لے لو۔ پھر آپ نے حضرت صفیہ پر اسلام پیش کیا، انہوں نے اسلام قبول کر لیا، اس کے بعد آپ نے انہیں آزاد کر کے ان سے شادی کر لی اور ان کی آزادی ہی کو ان کا مہر قرار دیا۔ مدینہ واپسی میں سد صہبا پہنچ کر وہ حیض سے پاک ہو گئیں۔ اس کے بعد حضرت ام سلیم ؓ نے انہیں آپ کے لیے آراستہ کیا اور رات کو آپ کے پاس بھیج دیا۔ آپ نے دولھے کی حیثیت سے ان کے ہمراہ صبح کی اور کھجور، گھی اور ستو ملا کر ولیمہ کھلایا اور راستے میں تین روز شبہائے عروسی کے طور پر ان کے پاس قیام فرمایا۔ اس موقع پر آپ نے ان کے چہرے پر ہرا نشان دیکھا۔ دریافت فرمایا: یہ کیا ہے۔ کہنے لگیں: یارسول اللہ! آپ کے خیبر آنے سے پہلے میں نے خواب دیکھا تھا کہ چاند اپنی جگہ سے ٹوٹ کر میری آغوش میں آ گرا ہے، بخدا مجھے آپ کے معاملے

٢٠٥٤ـ تخريج: أخرجه مسلم، النكاح، باب فضيلة إعتاقه أمته ثم يتزوجها، ح: ١٣٦٥/ ٨٥ بعد حديث: ١٤٢٧ من حديث أبي عوانة، والبخاري، الخوف، باب التبكير والغلس بالصبح والصلُوة عند الإغارة والحرب، ح: ٩٤٧ من حديث عبدالعزيز بن صهيب به.

کا کوئی تصور بھی نہ تھا' لیکن میں نے یہ خواب اپنے شوہر سے بیان کیا تو اس نے میرے چہرے پر تھپڑ رسید کرتے ہوئے کہا' 'یہ بادشاہ جو مدینہ میں ہے تم اس کی آرزو کر رہی ہو۔'' (الرحيق المختوم)

(المعجم ٦) - **بَابٌ: يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ** (التحفة ٧)

**باب:٦-رضاعت کی بنا پر قائم ہونے والے وہ سب رشتے حرام ہیں جو نسب کی بنا پر حرام ہیں**

**٢٠٥٥- حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللهِ بنُ مَسْلَمَةَ عن مَالِكٍ، عن عَبْدِ اللهِ بنِ دِينَارٍ، عن سُلَيْمانَ بنِ يَسَارٍ، عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ ما يَحْرُمُ مِنَ الْوِلَادَةِ».

۲۰۵۵-ام المومنین حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رضاعت کی بنا پر وہ تمام رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو ولادت کے تعلق سے حرام ہیں۔''

**توضیح:** نکاح میں محرمات کی دو قسمیں ہیں: ابدی محرمات اور وقتی محرمات۔ ابدی محرمات بسبب نسب کے سات ہیں: ① مائیں (اوپر تک) ② بیٹیاں (نیچے تک) ③ حقیقی بہنیں (ماں باپ دونوں کی طرف سے یا صرف باپ کی طرف سے یا ماں کی طرف سے۔) ④ بھانجیاں ⑤ بھتیجیاں ⑥ پھوپھیاں ⑦ خالائیں۔ بدلیل: ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَتُكُمْ وَ بَنَتُكُمْ ...... الخ﴾ (النساء: ۲۳) اور ان کے مماثل وہ رشتے جو رضاعت سے قائم ہوتے ہیں' سب حرام ہیں۔ جیسے کہ اس باب کی حدیث میں آیا ہے۔ تعلق مصاہرت (سسرالی اور ازدواجی تعلق) کی بنا پر حرام ہونے والی خواتین یہ ہیں: ① بیویوں کی مائیں (ساسیں اوپر تک) ② بیویوں کی بیٹیاں بشرطیکہ بیوی سے دخول ہوا ہو۔ ③ باپ دادا کی بیویاں ④ بیٹوں کی بیویاں (نیچے تک) اور یہی رشتے اگر رضاعت سے قائم ہوں تو حرام ہیں۔ ایک محدود وقت تک کے لیے حرام رشتے یہ ہیں: بیوی کی بہن' اس کی پھوپھی یا بھتیجی اور خالہ یا بھانجی اور آزاد آدمی کے لیے چار بیویاں موجود ہوں تو پانچویں حرام ہے۔ (کچھ علماء کے نزدیک) زانیہ تا آنکہ توبہ کر لے۔ اور وہ عورت جسے تین طلاقیں دی ہوں تا آنکہ کسی اور سے نکاح کر لے اور وہاں سے فارغ ہو۔ مُحرِمَہ اپنے احرام سے حلال ہونے تک۔ اور کوئی مطلقہ جو اپنے ایام عدت میں ہو' عدت ختم ہونے تک۔ ان کے علاوہ دیگر عورتیں حلال ہیں۔ ﴿وَأُحِلَّ لَكُم مَّا وَرَآءَ ذَلِكُمْ﴾ (النساء: ۲۴) (دیکھیے: تیسیر العلام شرح عمدۃ الاحکام)

**٢٠٥٦- حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللهِ بنُ مُحمَّدٍ

۲۰۵۶-ام المومنین حضرت ام سلمہ ؓ سے مروی

---

**٢٠٥٥ـ تخريج:** [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الرضاع، باب ماجاء يحرم من الرضاع ما يحرم من النسب، ح: ١١٤٧ من حديث مالك به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٦٠٧.

**٢٠٥٦ـ تخريج:** [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٢٩١، ٣٠٩ من حديث هشام بن عروة به، ورواه البخاري، النكاح، ◄◄

النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا زُهَيْرٌ عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عن عُرْوَةَ، عن زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ، عن أُمِّ سَلَمَةَ، أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ قالَتْ: يَارَسُولَ اللهِ! هَلْ لَكَ في أُخْتِي؟ قال: «فَأَفْعَلُ مَاذَا؟». قالَتْ: فَتَنْكِحُهَا قال: «أُخْتَكِ؟» قالَتْ: نَعَمْ. قال: «أَوَتُحِبِّينَ ذَاكَ؟» قالَتْ: لَسْتُ بِمُخْلِيَةٍ بِكَ، وَأَحَبُّ مَنْ شَرِكَنِي في خَيْرٍ أُخْتِي. قال: «فإِنَّهَا لا تَحِلُّ لِي». قالَتْ: فَوَالله! لَقَدْ أُخْبِرْتُ أَنَّكَ تَخْطُبُ دُرَّةَ أوْ ذُرَّةَ - شَكَّ زُهَيْرٌ - بِنْتَ أبي سَلَمَةَ. قال: «بِنتَ أُمِّ سَلَمَةَ؟» قالَتْ: نَعَمْ. قال: «أَمَا وَالله! لَوْ لم تَكُنْ رَبِيبَتِي في حَجْرِي ما حَلَّتْ لِي، إِنَّهَا ابْنَةُ أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ، أَرْضَعَتْنِي وَأَبَاها ثُوَيْبَةُ، فَلَا تَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلا أَخَوَاتِكُنَّ».

ہے کہ ام المومنین حضرت ام حبیبہ ؓ نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ میری بہن میں راغب ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”تو کیا کروں؟“ کہنے لگیں کہ آپ اس سے نکاح کر لیں۔ آپ نے فرمایا: ”تیری بہن سے؟“ بولیں: ہاں۔ آپ نے کہا: ”کیا تمہیں یہ پسند ہے؟“ کہنے لگیں: میں کوئی آپ کے پاس اکیلی تو نہیں ہوں۔ اور اس شراکت میں مجھے یہ زیادہ پسند ہے کہ میری بہن اس خیر میں میری حصہ دار بنے۔ آپ نے فرمایا: ”یہ میرے لیے حلال نہیں ہے۔“ وہ کہنے لگیں: قسم اللہ کی! مجھے بتایا گیا ہے کہ آپ نے دُرّہ یا ذُرّہ (حدیث کے راوی) زہیر کو شک ہے دختر ابوسلمہ کے لیے پیغام بھجوایا ہے۔ آپ نے کہا: ”ام سلمہ کی بیٹی کے لیے؟“ کہنے لگیں. ہاں۔ آپ نے فرمایا: ”قسم اللہ کی! وہ اگر میری ربیبہ نہ بھی ہوتی جو کہ میری پرورش میں ہے، تو بھی میرے لیے حلال نہ ہو سکتی تھی کیونکہ وہ میرے دودھ کے بھائی کی بیٹی (رضاعی بھتیجی) ہے۔ مجھے اور اس کے والد (ابوسلمہ) کو ثویبہ نے دودھ پلایا تھا۔ سو مجھے اپنی بیٹیوں اور بہنوں کی پیش کش مت کرو۔“

فائدہ: ربیبہ، بیوی کی وہ بیٹی ہے جو پہلے خاوند سے ہو اس سے بھی نکاح حرام ہے، بشرطیکہ اس کی ماں سے ہم بستری ہو گئی ہو۔

## (المعجم ٧) - بَابٌ: فِي لَبَنِ الْفَحْلِ (التحفة ٨)

## باب:۷-مرد سے دودھ کا ناتا

٢٠٥٧- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ

۲۰۵۷- حضرت عائشہ ؓ کا بیان ہے کہ افلح بن

◄◄ باب ﴿وربائبكم اللاتي في حجوركم .... بهن﴾، ح:٥١٠٦، ومسلم، النكاح، باب تحريم الربيبة وأخت المرأة، ح:١٤٤٩ من حديث هشام بن عروة عن أبيه عن زينب عن أم حبيبة به.

٢٠٥٧- تخريج: [صحيح] أخرجه البخاري، النكاح، باب ما يحل من الدخول والنظر إلى النساء في الرضاع، ◄◄

الْعَبْدِيُّ: أخبرنا سُفْيَانُ عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ أَفْلَحُ بنُ أبي الْقُعَيْسِ فَاسْتَتَرْتُ مِنْهُ، قال تَسْتَتِرِينَ مِنِّي وَأَنَا عَمُّكِ؟ قالَتْ: قُلْتُ: مِنْ أَيْنَ؟. قال: أَرْضَعَتْكِ امْرَأَةُ أَخِي. قالَتْ: إِنَّمَا أَرْضَعَتْنِي المَرْأَةُ وَلم يُرْضِعْنِي الرَّجُلُ. فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ الله ﷺ فَحَدَّثْتُهُ فقال: «إِنَّهُ عَمُّكِ فَلْيَلِجْ عَلَيْكِ».

ابی القعیس میرے ہاں آئے تو میں نے ان سے پردہ کیا۔ انہوں نے کہا: مجھ سے پردہ کرتی ہو؟ حالانکہ میں تمہارا چچا ہوں؟ کہتی ہیں، میں نے کہا: کہاں سے؟ انہوں نے کہا: تم کو میری بھاوج نے دودھ پلایا ہے۔ کہنے لگیں: مجھے تو عورت نے دودھ پلایا ہے، مرد نے نہیں پلایا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف لائے تو میں نے آپ کو یہ بات بتائی۔ آپ نے فرمایا: ”بلاشبہ وہ تمہارا چچا ہے، تمہارے پاس آ سکتا ہے۔“

فائدہ: دودھ پلانے والی رضاعی ماں ہوئی تو اس کا شوہر رضاعی باپ اور اس کا بھائی رضاعی چچا ہوا۔ جس طرح دودھ پلانے والی عورت سے تعلق جڑتا ہے ویسے ہی اس کے شوہر اور عزیزوں سے بھی جڑ جاتا ہے۔

## (المعجم ۸) - بَابٌ: فِي رَضَاعَةِ الْكَبِيرِ (التحفة ۹)

## باب:۸- رضاعت کبیر کا بیان

۲۰۵۸- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ؛ ح: وَحدثنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنا سُفْيَانُ عن أَشْعَثَ بنِ سُلَيْمٍ، عن أَبِيهِ، عن مَسْرُوقٍ، عن عَائِشَةَ اَلْمَعْنَى وَاحِدٌ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا رَجُلٌ قال حَفْصٌ: فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَيْهِ وَتَغَيَّرَ وَجْهُهُ، ثُمَّ اتَّفَقَا قالَتْ: يَارَسُولَ الله! إِنَّهُ أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ، فقال: «انْظُرْنَ مَنْ إِخْوَانُكُنَّ، فإِنَّمَا الرَّضَاعَةُ مِنَ المَجَاعَةِ».

۲۰۵۸- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان کے ہاں آئے تو دیکھا کہ ان کے پاس ایک آدمی بیٹھا ہے۔ (بروایت حفص) آپ ﷺ کو یہ کیفیت ناگوار گزری اور آپ کا چہرہ بدل گیا۔ (حفص اور محمد بن کثیر دونوں کی متفقہ روایت ہے کہ) حضرت عائشہ ؓ نے (وضاحت کرتے ہوئے) کہا: اے اللہ کے رسول! یہ میرا رضاعی بھائی ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”ذرا غور کر لیا کرو، تمہارے بھائی کون ہیں۔ رضاعت وہی معتبر ہے جو بھوک کی بنا پر ہو۔“

---

◀◀ ح: ۵۲۳۹، ومسلم، الرضاع، باب تحريم الرضاعة من ماء الفحل، ح: ۱۴۴۵ من حديث هشام بن عروة به.

۲۰۵۸ـ تخريج: أخرجه البخاري، الشهادات، باب الشهادة على الأنساب ... الخ، ح: ۲۶۴۷ عن محمد بن كثير، ومسلم، الرضاع، باب: إنما الرضاعة من المجاعة، ح: ۱۴۵۵ من حديث سفيان الثوري به.

فوائد ومسائل: یعنی رضاعت فی الحقیقت وہی معتبر ہے کہ بچے نے اپنی دودھ پینے کی عمر میں دودھ پیا ہو۔ اسی سے حرمت ثابت ہوتی ہے۔ دو سال کے بعد بچہ روٹی سالن اور دیگر خوراک سے اپنی بھوک مٹانے لگتا ہے۔ اس لیے جمہور کے نزدیک اس وقت دودھ پینے کا اعتبار نہیں۔ ② علاوہ ازیں رضاعت وہی معتبر ہے جو بھوک کی بنا پر ہو' کا مطلب ہے کہ بچے نے دودھ اتنی مقدار میں پیا ہو جس سے اس کی بھوک مٹ گئی ہو۔ اور اس کی وضاحت دوسری حدیث میں اس طرح ہے کہ وہ پانچ مرتبہ دودھ پیے' وہ یوں کہ پستان منہ میں لے کر دودھ پیتا رہے اور پھر اسے اپنی مرضی سے چھوڑے۔ یہ ایک مرتبہ پینا (ایک رضعہ) ہے۔ اس طرح پانچ رضعات سے رضاعت ثابت ہوگی' ایک دو رَضعوں سے نہیں۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: ضمیمہ تفسیر ''احسن البیان'' بعنوان ''رضاعت کے چند ضروری مسائل'' از حافظ صلاح الدین یوسف ﷾)

٢٠٥٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بنُ مُطَهَّرٍ أَنَّ سُلَيْمانَ بنَ الْمُغِيرَةِ حَدَّثَهُمْ عن أبي مُوسَى، عن أبِيهِ، عن ابنٍ لِعَبْدِ الله بنِ مَسْعُودٍ، عن ابنِ مَسْعُودٍ قال: لا رَضَاعَ إلَّا مَا شَدَّ الْعَظْمَ وَأَنْبَتَ اللَّحْمَ، فقال أبُو مُوسَى: لا تَسْأَلُونَا وَهٰذَا الْحَبْرُ فِيكُمْ.

۲۰۵۹- حضرت عبداللہ بن مسعود ﷜ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: ''رضاعت وہی معتبر ہے جو ہڈیوں کو مضبوط کرے اور گوشت پیدا کرے۔'' ابوموسیٰ نے کہا: تم میں جب تک یہ عظیم عالم موجود ہے' ہم سے مت کچھ پوچھا کرو۔

فوائد ومسائل: ① اس حدیث کا بھی وہی مطلب ہے جو اس سے پہلی حدیث کا تھا' یعنی دودھ' شیرخوارگی کے ایام میں پیا جائے' تو اس کا اعتبار ہوگا اور اس مقدار میں پیے جس سے اس کو جسمانی فائدہ ہو۔ ② علم میں فاضل وفائق شخصیت کے ہوتے ہوئے ادنیٰ کو فتویٰ دینا زیب نہیں دیتا' ان کے اعزاز واکرام کا یہی تقاضا ہے۔

٢٠٦٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّد بنُ سُلَيْمانَ الأَنْبَارِيُّ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عن سُلَيْمانَ بنِ الْمُغِيرَةِ، عن أبي مَوسَى الْهِلَالِيِّ، عن أبِيهِ، عن ابنِ مَسْعُودٍ عن النَّبِيِّ ﷺ بمَعْنَاهُ وَقال: «أَنْشَزَ الْعَظْمَ».

۲۰۶۰- حضرت عبداللہ بن مسعود ﷜ نے نبی ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا اور لفظ [أَنْشَزَ الْعَظْمَ] ذکر کیا۔

---

٢٠٥٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث الآتي، وأخرجه البيهقي: ٧/ ٤٦٧ من حديث أبي داود به، وسنده ضعيف * أبوموسى الهلالي وأبوه مجهولان.

٢٠٦٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ٤٣٢ عن وكيع به * أبوموسى الهلالي وأبوه مجهولان، والموقوف صحيح، انظر الموطأ (بتحقيقي): ١٣٢٧.

(المعجم ٩) - **باب مَنْ حَرَّمَ بِهِ**
(التحفة ١٠)

**٢٠٦١- حَدَّثَنا** أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا عَنْبَسَةُ: حَدَّثَني يُونُسُ عن ابنِ شِهَابٍ: حَدَّثَني عُرْوَةُ بنُ الزُّبَيْرِ عن عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبيِّ ﷺ وَأُمِّ سَلَمَةَ: أَنَّ أَبَا حُذَيْفَةَ بنَ عُتْبَةَ بنِ رَبِيعَةَ بنِ عَبْدِ شَمْسٍ كَانَ تَبَنَّى سَالِمًا وَأَنْكَحَهُ ابْنَةَ أَخِيهِ هِنْدَ بِنْتَ الْوَلِيدِ بنِ عُتْبَةَ بنِ رَبِيعَةَ، وَهُوَ مَوْلًى لِامْرَأَةٍ مِنَ الأَنْصَارِ، كَمَا تَبَنَّى رَسُولُ الله ﷺ زَيْدًا، وكانَ مَنْ تَبَنَّى رَجُلًا في الْجَاهِلِيَّةِ دَعَاهُ النَّاسُ إِلَيْهِ وَوُرِّثَ مِيرَاثَهُ حَتَّى أَنْزَلَ الله عَزَّوَجلَّ في ذٰلِكَ ﴿ٱدْعُوهُمْ لِآبَآئِهِمْ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿فَإِخْوَٰنُكُمْ فِى ٱلدِّينِ وَمَوَٰلِيكُمْ﴾ [الأحزاب: ٥] فَرُدُّوا إِلَى آبَائِهِمْ، فَمَنْ لم يُعْلَمْ لَهُ أَبٌ كَانَ مَوْلًى وَأَخًا في الدِّينِ، فَجَاءَتْ سَهْلَةُ بِنْتُ سُهَيْلِ بنِ عَمْرٍو الْقُرَشِيِّ ثُمَّ الْعَامِرِيِّ وَهِيَ امْرَأَةُ أبي حُذَيْفَةَ، فقالَتْ: يَارَسُولَ الله! إِنَّا كُنَّا نَرَى سَالِمًا وَلَدًا فَكَانَ يَأْوِي مَعِي وَمَعَ أبي حُذَيْفَةَ في بَيْتٍ وَاحِدٍ وَيَرَانِي فُضْلًا، وَقَدْ أَنْزَلَ الله فِيهِمْ ما قَدْ عَلِمْتَ فَكَيْفَ تَرَى فِيهِ؟ فَقال لَها النَّبيُّ

باب:٩-رضاعت کبیر سے حُرمت کے قائلین کا استدلال

**٢٠٦١-** امہات المومنین حضرت عائشہ اور ام سلمہ ؓ سے روایت ہے کہ ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس نے سالم کو اپنا متبنّٰی (منہ بولا بیٹا) بنایا ہوا تھا اور اس سے اپنی بھتیجی ہند دختر ولید بن عتبہ بن ربیعہ کا نکاح کر دیا تھا۔ وہ ایک انصاری خاتون کا آزاد کردہ غلام تھا جیسے کہ رسول اللہ ﷺ نے زید ؓ کو اپنا متبنّٰی بنایا تھا اور جاہلیت کا یہ دستور تھا کہ جسے کوئی اپنا متبنّٰی بنالیتا تو لوگ اس کو اسی کی نسبت سے پکارا کرتے تھے اور وہ (اپنے منہ بولے باپ کا) وارث بھی بنتا تھا۔ حتیٰ کہ اللہ عزوجل نے اس بارے میں یہ حکم نازل فرمایا کہ ﴿اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَاللّٰهِ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَ هُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِی الدِّیْنِ وَ مَوَالِیْكُمْ﴾ ”انہیں ان کے حقیقی باپوں کی نسبت سے پکارا کرو۔ اگر وہ معلوم نہ ہوں تو یہ تمہارے دینی بھائی اور مولیٰ ہیں۔“ چنانچہ انہیں ان کے باپوں کی طرف لوٹا دیا گیا اور جس کا باپ معلوم نہ ہوا وہ مولیٰ اور دینی بھائی کہلانے لگا۔ الغرض! (ابوحذیفہ ؓ کی بیوی) سہلہ بنت سہیل بن عمرو قرشی عامری (رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں) آئی اور کہنے لگی: اے اللہ کے رسول! ہم سالم کو اپنا بیٹا ہی سمجھتے رہے ہیں۔ یہ میرے اور ابوحذیفہ کے ساتھ ایک ہی گھر میں رہتا رہا ہے اور مجھے (گھر میں عام حالت میں) ایک کپڑے میں دیکھتا

---

**٢٠٦١ـ تخريج: [إسناده صحيح]** أخرجه ابن عبدالبر في التمهيد: ٨/ ٢٥١ من حديث أبي داود به، ورواه النسائي، ح: ٣٢٢٥، وأصله عند البخاري، النكاح، باب الأكفاء في الدين، ح: ٥٠٨٨، وللحديث طرق كثيرة.

ﷺ: «أَرْضِعِيهِ»، فأَرْضَعَتْهُ خَمْسَ رَضَعَاتٍ، فَكَان بِمَنْزِلَةِ وَلَدِهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ، فَبِذٰلِكَ كَانَتْ عَائِشَةُ تَأْمُرُ بَنَاتِ أَخَوَاتِهَا وَبَنَاتِ إِخْوَانِهَا أَنْ يُرْضِعْنَ مَنْ أَحَبَّتْ عَائِشَةُ أَنْ يَرَاهَا وَيَدْخُلَ عَلَيْهَا وَإِنْ كان كَبِيرًا خَمْسَ رَضَعَاتٍ ثُمَّ يَدْخُلُ عَلَيْهَا. وَأَبَتْ أُمُّ سَلَمَةَ وَسَائِرُ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنْ يُدْخِلْنَ عَلَيْهِنَّ بِتِلْكَ الرَّضَاعَةِ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ حَتَّى يُرْضَعَ فِي المَهْدِ، وَقُلْنَ لِعَائِشَةَ: وَاللهِ! ما نَدْرِي لَعَلَّهَا كَانَتْ رُخْصَةً مِنَ النَّبِيِّ ﷺ لِسَالِمٍ دُونَ النَّاسِ.

رہا ہے۔ (کبھی سر کھلا' تو کبھی پنڈلیاں بھی کھل گئیں وغیرہ۔) اور اللہ عزوجل نے ایسے لوگوں کے بارے میں جو حکم نازل فرمایا ہے وہ آپ جانتے ہی ہیں۔ آپ اس صورت میں کیا فرماتے ہیں؟ نبی ﷺ نے اس سے کہا: ''اس کو (اپنا) دودھ پلا دو۔'' چنانچہ اس نے اس کو پانچ رضعے (پانچ بار) دودھ پلا دیا۔ اور وہ اس طرح اس کے رضاعی بیٹے کی طرح ہو گیا۔ سو حضرت عائشہ ؓ اس واقعہ کی بنا پر اپنی بھانجیوں اور بھتیجیوں سے کہا کرتی تھیں کہ فلاں کو پانچ رضعے (پانچ بار) دودھ پلا دو۔ جس کے بارے میں حضرت عائشہ کی خواہش ہوتی کہ وہ ان کو دیکھ سکے اور ان کے سامنے آ سکے۔ خواہ وہ بڑی عمر کا بھی ہوتا۔ چنانچہ وہ اس کے بعد ان کے سامنے آ جایا کرتا تھا (اور یہ اس سے پردہ نہ کرتیں۔) مگر ام سلمہ ؓ اور دیگر تمام امہات المومنین نے اس کو قبول نہیں کیا کہ ایسی رضاعت کی بنا پر کوئی شخص ان کے سامنے آئے (اور وہ اس سے پردہ نہ کریں) الا یہ کہ اس نے پالنے میں (دو سال کی عمر کے دوران میں) دودھ پیا ہوتا۔ انہوں نے عائشہ ؓ سے کہا: قسم اللہ کی! ہمیں نہیں معلوم' شاید یہ نبی ﷺ کی طرف سے سالم کے لیے بمقابلہ دوسرے لوگوں کے خاص رخصت تھی۔



**فوائد ومسائل:** ① قرآن مجید کی تعلیمات اٹل ہیں اور واجب العمل بھی۔ ان میں چون و چرا کی کوئی گنجائش نہیں۔ مگر رسول اللہ ﷺ کے بیان و توضیح کے ساتھ جو بسند صحیح ہم تک پہنچ جائے۔ ② جمہور علماء کے نزدیک دو سال کی عمر کے بعد دودھ پینے پلانے سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی' کیونکہ حرمت ثابت کرنے والی رضاعت وہ ہے جو مدت رضاعت کے اندر ہو جو کہ دو سال ہے' کم از کم پانچ رضعات ہوں' (رضعت یہ ہے کہ بچہ چھاتی کو منہ میں لے اور اس سے دودھ چوسے تو جب تک وہ پستان کو منہ میں لے کر پیتا رہے گا یہ ایک رضعت کہلائے گی' خواہ یہ مدت

طویل ہو یا قلیل) اور جو آنتوں کو پھاڑے یعنی اس کی خوراک صرف دودھ ہو جس سے بچہ پلے اور بڑھے مگر حضرت عائشہ ؓ' لیث بن سعد' عطاء اور فقہائے اہل ظاہر دو سال کے بعد بھی حرمت رضاعت کے قائل ہیں۔ ان کی دلیل حضرت سالم کا واقعہ ہے لیکن دوسری امہات المومنین کا بیان ہے کہ یہ حضرت سالم کے ساتھ خاص ہے۔ جیسا کہ اس حدیث میں ہے۔ امام ابن تیمیہ اور شیخ شوکانی ؒ اس حدیث کی بابت لکھتے ہیں کہ عمومی حالات میں تو نہیں مگر کہیں خاص اضطراری احوال میں اس پر عمل کی گنجائش ہے۔ (نیل الأوطار: ٦/٣٥٣) ③ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ "چہرہ چھپانا" پردے کا لازمی حصہ ہے۔ اگر چہرہ چھپانا ضروری نہ تھا تو اس قدر تردد کی ضرورت ہی کیا تھی۔ ④ [رَضُعَه] کا معنی ذیل کے باب میں دیکھیے۔

(المعجم ١٠) - **بَابٌ: هَلْ يُحَرِّمُ مَا دُونَ خَمْسِ رَضَعَاتٍ** (التحفة ١١)

**باب:١٠- کیا پانچ بار سے کم دودھ پینے سے حرمت ثابت ہو جاتی ہے؟**

٢٠٦٢- **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن عَبْدِ اللهِ بنِ أبي بَكْرِ بنِ مُحمَّدِ بنِ عَمْرِو بنِ حَزْمٍ، عن عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن عَائِشَةَ أَنَّهَا قالتْ: كَانَ فِيمَا أَنْزَلَ اللهُ مِنَ الْقُرْآنِ: عَشْرَ رَضَعَاتٍ يُحَرِّمْنَ ثُمَّ نُسِخْنَ بِخَمْسٍ مَعْلُومَاتٍ يُحَرِّمْنَ، فَتُوُفِّيَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُنَّ مِمَّا يُقْرَأُ مِنَ الْقُرْآنِ.

٢٠٦٢- حضرت عائشہ ؓ سے منقول ہے کہ اللہ عزوجل نے قرآن میں پہلے یہ نازل کیا تھا کہ دس رضعات سے حرمت ثابت ہوتی ہے۔ (دس بار دودھ پینے سے۔) پھر اسے پانچ رضعات سے منسوخ کر دیا۔ اور جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو یہ الفاظ قرآن میں قراءت کیے جاتے تھے۔



**فوائد ومسائل:** ① احادیث میں وارد لفظ [الرضعة] کا لغوی واصطلاحی معنی یہ ہے: "بچہ پستان کو اپنے منہ میں لے کر دودھ چوسنے لگے اور پھر اپنی خوشی سے' بغیر کسی عارض کے چھوڑ دے۔" تو یہ ایک رضعہ ہے۔ [المَصّة] کا بھی یہی مفہوم ہے۔ ② حضرت عائشہ ؓ کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ نسخ نبی ﷺ کی وفات سے تھوڑی ہی مدت پہلے نازل ہوا تھا کہ کچھ لوگ' جنہیں اطلاع نہ ملی تھی یہ الفاظ تلاوت کرتے تھے۔ مگر بعد ازاں ان کی قراءت بھی منسوخ کر دی گئی مگر حکم باقی رہا۔

---

٢٠٦٢ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، الرضاع، باب التحريم بخمس رضعات، ح: ١٤٥٢ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٦٠٨.

٢٠٦٣- حَدَّثَنا مُسَدَّدُ بنُ مُسَرْهَدٍ: حَدَّثَنا إِسْمَاعِيل عن أَيُّوبَ، عن ابنِ أبي مُلَيْكَةَ، عن عَبْدِ الله بنِ الزُّبَيْرِ، عن عَائِشَةَ رَضِيَ الله عَنْهَا قالَتْ: قال رَسُولُ الله ﷺ: «لا تُحَرِّمُ المَصَّةُ وَلا المَصَّتَانِ».

٢٠٦٣- حضرت عائشہ ؓ کا بیان ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک بار چوسنا یا دو بار چوسنا حرام نہیں کرتا۔''

فائدہ: بلکہ جب تک پانچ مرتبہ (مذکورہ طریقے سے) دودھ نہ پیے' حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوگی۔

(المعجم ١١) - **بَابٌ: فِي الرَّضْخِ عِنْدَ الْفِصَالِ** (التحفة ١٢)

باب:١١- دودھ چھڑانے کے وقت انعام دینا

٢٠٦٤- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مُحمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا أَبُو مُعَاوِيَةَ؛ ح: وَحدَّثنا ابنُ الْعَلَاءِ: أخبرنا ابنُ إِدْرِيسَ عن هِشَامِ ابنِ عُرْوَةَ، عن أَبِيهِ، عن حَجَّاجِ بنِ حَجَّاجٍ، عن أَبِيهِ قال: قُلْتُ: يَا رَسُولَ الله! ما يُذْهِبُ عَنِّي مَذِمَّةَ الرَّضَاعَةِ؟ قال: «الْغُرَّةُ: الْعَبْدُ أَوِ الْأَمَةُ».

٢٠٦٤- جناب حجاج بن حجاج اپنے والد سے روایت کرتے ہیں' کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں دودھ پلانے کا حق کس طرح ادا کرسکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: ''ایک غلام یا لونڈی (لے کر اسے دے دے۔'')

قال النُّفَيْلِيُّ: حَجَّاجُ بنُ الْحَجَّاجِ الْأَسْلَمِيُّ، وَهٰذَا لَفْظُهُ.

نفیلی نے کہا: حجاج بن حجاج' بنو اسلم سے تعلق رکھتا ہے اور یہ اسی کے لفظ ہیں۔

فائدہ: عربوں میں یہ رواج عام تھا کہ اپنے بچوں کو دودھ پلانے کے لیے قرب وجوار کے دیہاتوں میں اجرت پر بھیج دیا کرتے تھے' علاوہ ازیں وہ مقررہ اجرت کے علاوہ دودھ چھڑانے پر [مُرْضِعَه] ''دودھ پلانے والی انّا'' کو کوئی انعام دینا بھی پسند کرتے تھے۔ اس حدیث میں اسی حق مُرْضِعَه کی بابت بیان کیا گیا ہے۔

---

٢٠٦٣- **تخريج**: أخرجه مسلم، الرضاع، باب: في المصة والمصتان، ح: ١٤٥٠ من حديث أيوب السختياني به.

٢٠٦٤- **تخريج**: **[حسن]** أخرجه الترمذي، الرضاع، باب ما يذهب مذمة الرضاع، ح: ١١٥٣، والنسائي، ح: ٣٣٣١ من حديث هشام بن عروة به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وللحديث شواهد، انظر، مجمع الزوائد: ٤/ ٢٦٢.

(المعجم ١٢) - **باب مَا يُكْرَهُ أَنْ يَجْمَعَ بَيْنَهُنَّ مِنَ النِّسَاءِ** (التحفة ١٣)

باب:١٢-وہ عورتیں جن کو (ایک وقت میں) جمع کرنا حرام ہے

**٢٠٦٥- حَدَّثَنا** عَبْدُ الله بنُ مُحمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنا داوُدُ بنُ أبي هِنْدٍ عن عَامِرٍ، عن أَبي هُرَيْرَةَ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «لا تُنْكَحُ المَرْأَةُ عَلَى عَمَّتِها وَلا الْعَمَّةُ عَلَى بِنْتِ أَخِيهَا وَلَا المَرْأَةُ عَلَى خَالَتِهَا وَلا الْخَالَةُ عَلَى بِنْتِ أُخْتِها، وَلا تُنْكَحُ الْكُبْرَى عَلَى الصُّغْرَى وَلا الصُّغْرَى عَلَى الْكُبْرَى».

٢٠٦٥- حضرت ابو ہریرہ ؓ نے بیان کیا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نہ نکاح کی جائے کوئی عورت اس کی پھوپھی پر۔ نہ پھوپھی اس کی بھتیجی پر۔ اور نہ نکاح کی جائے کوئی عورت اس کی خالہ پر۔ نہ خالہ اس کی بھانجی پر۔ نہ نکاح کی جائے بڑی چھوٹی پر اور نہ چھوٹی بڑی پر۔''

توضیح: ایک وقت میں پھوپھی بھتیجی یا خالہ بھانجی (یا ان کے برعکس) کو جمع کرنا حرام ہے۔ اور یہ حرمت موقت (عارضی) ہے' ابدی نہیں۔ مختلف اوقات میں بعد از طلاق یا وفات نکاح کر لینے میں کوئی حرج نہیں۔ اور آخری جملہ میں ''بڑی عورت'' سے مراد یا تو عمر میں بڑی ہے جو کہ عرفاً ماں' خالہ اور پھوپھی وغیرہ کا احترام پاتی ہے جبکہ چھوٹی لڑکی بیٹی کی طرح سمجھی جاتی ہے۔ یعنی ان سے نکاح نہیں ہو سکتا۔ یا رتبے کا فرق مراد ہے۔ پھوپھی اور خالہ بڑی ہوتی ہیں جب کہ بھتیجی اور بھانجی بالعموم چھوٹی ہوتی ہیں۔ اس صورت میں یہ پہلی ہی بات کی بہ انداز دیگر تاکید ہے۔

**٢٠٦٦- حَدَّثَنا** أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا عَنْبَسَةُ: أخبرني يُونُسُ عن ابنِ شِهَابٍ قال: أخبرني قَبِيصَةُ بنُ ذُؤَيْبٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يقُولُ: نَهَى رَسُولُ الله ﷺ أَنْ يُجْمَعَ بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَخَالَتِهَا وَبَيْنَ المَرْأَةِ وَعَمَّتِهَا.

٢٠٦٦- حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے کہ عورت اور اس کی خالہ یا عورت اور اس کی پھوپھی کو جمع کیا جائے۔

---

**٢٠٦٥ـ تخريج:** [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، النكاح، باب ماجاء لا تنكح المرأة على عمتها ولا على خالتها، ح:١١٢٦، والنسائي، ح:٣٢٩٨ من حديث داود بن أبي هند به، وعلقه البخاري، النكاح، باب: لا تنكح المرأة على عمتها، ح:٥١٠٨، وقال الترمذي: "حسن صحيح".

**٢٠٦٦ـ تخريج:** أخرجه البخاري، النكاح، باب: لا تنكح المرأة على عمتها، ح:٥١١٠، ومسلم، النكاح، باب تحريم الجمع بين المرأة وعمتها أو خالتها في النكاح، ح:١٤٠٨ من حديث يونس بن يزيد به.

٢٠٦٧- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مُحمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثنا خَطَّابُ بنُ الْقاسِمِ عن خُصَيفٍ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ عن النَّبيِّ ﷺ: أَنَّهُ كَرِهَ أَنْ يُجْمَعَ بَيْنَ الْعَمَّةِ وَالْخَالَةِ وَبَيْنَ الْخَالَتَيْنِ وَالْعَمَّتَيْنِ.

٢٠٦٧- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے حرام کیا اس بات کو کہ جمع کی جائے پھوپھی اور خالہ یا دو خالائیں اور دو پھوپھیاں۔

٢٠٦٨- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ عَمْرِو بنِ السَّرْحِ المِصْرِيُّ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني يُونُسُ عن ابنِ شِهَابٍ قالَ: أخبرني عُرْوَةُ بنُ الزُّبَيْرِ: أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبيِّ ﷺ عن قَوْلِهِ: ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَىٰ فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُم مِّنَ النِّسَاءِ﴾ [النساء: ٣] قالتْ: يَاابْنَ أُخْتِي! هِيَ الْيَتِيمَةُ تَكُونُ في حَجْرِ وَلِيِّهَا تُشَارِكُهُ في مَالِهِ، فَيُعْجِبُهُ مَالُهَا وَجَمَالُهَا، فَيُرِيدُ وَلِيُّهَا أَنْ يَتَزَوَّجَهَا بِغَيْرِ أَنْ يُقْسِطَ في صَدَاقِهَا فَيُعْطِيَهَا مِثْلَ ما يُعْطِيهَا غَيْرُهُ، فَنُهُوا أَنْ يَنْكِحُوهُنَّ إِلَّا أَنْ يُقْسِطُوا لَهُنَّ وَيَبْلُغُوا بِهِنَّ أَعْلَى سُنَّتِهِنَّ مِنَ الصَّدَاقِ، وَأُمِرُوا أَنْ يَنْكِحُوا مَا طَابَ لَهُمْ مِنَ النِّسَاءِ سِوَاهُنَّ.

٢٠٦٨- جناب عروہ بن زبیر رحمہ اللہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آیت کریمہ ﴿وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتٰمٰی فَانْکِحُوْا مَاطَابَ لَکُمْ مِّنَ النِّسَاءِ﴾ کی تفسیر دریافت کی۔ تو انہوں نے کہا: بھانجے میرے! یہ اس یتیم لڑکی کے متعلق ہے جو اپنے کسی ولی کی سرپرستی میں ہو اور (مالدار غنیہ ہونے کی وجہ سے) اپنے ولی کے مال میں حصہ دار بن گئی ہو۔ پھر اس ولی کو اس لڑکی کا مال و جمال پسند آجائے اور اس کی خواہش ہو کہ اس سے نکاح کرلے مگر حق مہر میں انصاف نہ کرے اور اس قدر نہ دینا چاہے جو کوئی غیر اسے دے، تو (ایسی صورت میں) ان لوگوں کو ان کے ساتھ نکاح سے منع کر دیا گیا الا یہ کہ ان سے عدل کریں اور مہر ان کے اعلیٰ معیار کے مطابق دیں (تو جائز ہے۔) انہیں یہ حکم دیا گیا کہ (اگر یہ اندیشہ ہو تو) ان کے علاوہ دیگر عورتوں سے نکاح کرلو جو تمہیں پسند آئیں۔



---

٢٠٦٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ٢١٧ من حديث خصيف به، وهو ضعيف كما تقدم، ح: ١٠٢٨، ورواه الترمذي، ح: ١١٢٥ بلفظ آخر عن عكرمة به، وأصل الحديث صحيح بلفظ آخر.

٢٠٦٨ـ تخريج: أخرجه مسلم، التفسير، باب: ١، ح: ٣٠١٨ عن أحمد بن عمرو بن السرح، والبخاري، النكاح، باب الترغيب في النكاح ... الخ، ح: ٥٠٦٤ من حديث يونس بن يزيد به.

قال عُرْوَةُ: قالتْ عَائِشَةُ: ثُمَّ إنَّ النَّاسَ اسْتَفْتَوْا رَسُولَ الله ﷺ بَعْدَ هٰذِهِ الآيةِ فِيهِنَّ فأنْزَلَ الله عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي ٱلنِّسَآءِ قُلِ ٱللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ وَمَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فِي ٱلْكِتَٰبِ فِي يَتَٰمَى ٱلنِّسَآءِ ٱلَّٰتِي لَا تُؤْتُونَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُونَ أَن تَنكِحُوهُنَّ﴾ [النساء: ١٢٧] قالَتْ: وَالَّذِي ذَكَرَ اللهُ أَنَّهُ يُتْلَى عَلَيْهِمْ في الْكِتَابِ الآيةُ الْأُولى الَّتِي قال الله تَعَالَى فيهَا: ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا۟ فِي ٱلْيَتَٰمَىٰ فَٱنكِحُوا۟ مَا طَابَ لَكُم مِّنَ ٱلنِّسَآءِ﴾ [النساء: ٣] قالَتْ عَائِشَةُ: وَقَوْلُ الله عَزَّوَجَلَّ في الآيةِ الآخِرَةِ ﴿وَتَرْغَبُونَ أَن تَنكِحُوهُنَّ﴾ [النساء: ١٢٧] هِيَ رَغْبَةُ أَحَدِكُمْ عن يَتِيمَتِهِ التي تكُونُ في حَجْرِهِ حِينَ تَكُونُ قَلِيلَةَ الْمالِ وَالْجَمَالِ، فَنُهُوا أَنْ يَنْكِحُوا مَا رَغِبُوا في مَالِها وَجَمالِها مِنْ يَتَامى النِّسَاءِ إلَّا بالْقِسْطِ مِنْ أَجْلِ رَغْبَتِهِمْ عَنْهُنَّ.

عروہ نے کہا: عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر لوگوں نے اس آیت کے بعد جوان کے بارے میں اتری تھی' رسول اللہ ﷺ سے سوالات کیے (اور رخصت چاہی) تو اللہ تعالیٰ نے یہ نازل فرمایا: ﴿وَ يَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَاءِ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ فِيْ يَتٰمَى النِّسَآءِ الّٰتِيْ لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَ تَرْغَبُوْنَ أَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ﴾ ''اے پیغمبر! لوگ آپ سے (یتیم) عورتوں کے بارے میں فتویٰ طلب کرتے ہیں۔ آپ ان سے کہیں کہ ان کے بارے میں اللہ تمہیں فتویٰ دیتا ہے اور قرآن کی وہ آیتیں بھی (وضاحت کرتی ہیں) جو تم پر ان یتیم عورتوں (لڑکیوں) کے بارے میں پڑھی جاتی ہیں جن کے مقررہ حقوق (میراث وغیرہ) تم دیتے نہیں اور ان سے نکاح کرنے کی رغبت رکھتے ہو'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ یہ جو اللہ نے ذکر کیا ہے کہ وہ تم پر کتاب میں پڑھی جاتی ہے' اس سے مراد وہ پہلے والی آیت ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ﴿وَ اِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ﴾ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ دوسری آیت میں جو آیا ہے: ﴿وَتَرْغَبُوْنَ أَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ﴾ اس سے مراد ''اعراض'' ہے۔ یہ اعراض آدمی اپنی زیر سرپرستی یتیم لڑکی سے کرتا تھا جب کہ وہ قلیل المال ہوتی اور حسن و جمال میں بھی معیاری نہ ہوتی۔ تو انہیں منع کیا گیا ہے کہ یتیم لڑکیوں کے مال و جمال کے حریص بن کر ان سے نکاح مت کرو الا یہ کہ عدل وانصاف کے تقاضے پورے

کرو (اور یہ تفصیل نازل ہونے کی وجہ یہی ہے کہ لوگ ان سے اعراض کرنے لگے تھے۔)

قال يُونُسُ: وَقال رَبيعَةُ في قَوْلِ الله عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَىٰ﴾ [النساء: ٣] قالَ: يقُولُ: اتْرُكُوهُنَّ إنْ خِفْتُمْ فَقَدْ أَحْلَلْتُ لَكُمْ أَرْبَعًا.

یونس نے بیان کیا کہ جناب ربیعہ الرائی نے ﴿وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتٰمٰی﴾ کی توضیح میں کہا کہ اللہ فرماتا ہے: ''ظلم کا اندیشہ ہو تو انہیں چھوڑ دو میں نے تمہارے لیے چار عورتیں حلال کی ہوئی ہیں۔''

**فوائد و مسائل:** ① حدیث کا باب سے تعلق یہ ہے کہ اگر انسان اپنی زیر تولیت کسی یتیم بچی سے شرعی عدل و انصاف کے معیار پر پورا نہ اتر سکتا ہو تو اس سے نکاح نہ کرے خواہ پہلا ہو یا کسی دوسری بیوی کے ہوتے ہوئے ہو۔ اس میں تو اور بھی اندیشہ ہے کہ یتیم بچی ہونے کی وجہ سے اسے گھر کی لونڈی اور خادمہ ہی بنا لیا جائے۔ ② فہم قرآن کے لیے شان نزول کی ایک خاص اہمیت ہے بشرطیکہ صحیح سند سے ثابت ہو۔ اسی طرح ہر آیت کے لیے شان نزول تلاش کرنا بھی تکلف بارد ہے۔



٢٠٦٩- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ مُحمَّدِ بنِ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا يَعْقُوبُ بنُ إبراهِيمَ بنِ سَعْدٍ: حَدَّثَني أبي عن الْوَلِيدِ بنِ كَثِيرٍ: حَدَّثَني مُحمَّدُ بنُ عَمْرِو بنِ حَلْحَلَةَ الدِّيلي أَنَّ ابنَ شِهَابٍ حَدَّثَهُ أَنَّ عَلِيَّ بنَ الْحُسَيْنِ حَدَّثَهُ: أَنَّهُمْ حِينَ قَدِمُوا المَدِينَةَ مِنْ عِنْدِ يَزِيدَ بنِ مُعَاوِيَةَ مَقْتَلَ الْحُسَيْنِ بنِ عَلِيٍّ رَضِيَ الله عَنْهُما لَقِيَهُ المِسْوَرُ بنُ مَخْرَمَةَ فقال لَهُ: هَلْ لَكَ إلَيَّ مِنْ حاجَةٍ تَأْمُرُني بِهَا؟ قال: فَقُلْتُ لَهُ: لَا، قال: هَلْ أَنْتَ مُعْطِيَّ سَيْفَ رَسُولِ الله ﷺ؟ فإنِّي أَخَافُ

٢٠٦٩- جناب ابن شہاب زہری سے مروی ہے کہ جناب علی بن حسین (بن علی بن ابی طالب) نے بیان کیا کہ ہم لوگ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی شہادت کے بعد یزید بن معاویہ کے پاس سے مدینہ منورہ پہنچے تو مجھے مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ ملے اور کہا: میرے لائق کوئی خدمت ہو تو حکم فرمائیں؟ میں نے کہا: نہیں۔ انہوں نے کہا: کیا آپ مجھے رسول اللہ ﷺ کی تلوار عنایت فرما سکتے ہیں؟ مجھے اندیشہ ہے کہ اس کے متعلق قوم کہیں آپ پر غالب نہ آ جائے۔ اور قسم اللہ کی! اگر آپ یہ مجھے عنایت فرما دیں تو میرے جیتے جی کبھی کوئی اس تک نہ پہنچ سکے گا۔ (رسول اللہ ﷺ کی عزت اور آپ کی عترت کی حفاظت

٢٠٦٩- تخريج: أخرجه مسلم، فضائل الصحابة، باب: من فضائل فاطمة [بنت النبي ﷺ] رضي الله عنها، ح: ٢٤٤٩ عن أحمد بن حنبل، والبخاري، فرض الخمس، باب ما ذكر من درع النبي ﷺ وعصاه وسيفه . . . الخ، ح: ٣١١٠ من حديث يعقوب بن إبراهيم به، وهو في مسند أحمد: ٤/ ٣٢٦.

أَنْ يَغْلِبَكَ الْقَوْمُ عَلَيْهِ، وَايْمُ اللهِ! لَئِنْ أَعْطَيْتَنِيهِ لا يُخْلَصُ إِلَيْهِ أَبَدًا حتى يُبْلَغَ إلى نَفسِي، إنَّ عَلِيَّ بنَ أبي طَالِبٍ رَضِيَ الله عَنْهُ خَطَبَ بِنْتَ أبي جَهْلٍ عَلَى فَاطِمَةَ فَسَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ وَهُوَ يَخْطُبُ النَّاسَ في ذٰلِكَ عَلَى مِنْبَرِهِ هٰذَا، وَأَنَا يَوْمَئِذٍ مُحْتَلِمٌ، فقال: «إِنَّ فَاطِمَةَ مِنِّي وَأَنَا أَتَخَوَّفُ أَنْ تُفْتَنَ في دِينِهَا» قال: ثُمَّ ذَكَرَ صِهْرًا لَهُ مِنْ بَنِي عَبْدِ شَمْسٍ فَأَثْنَى عَلَيْهِ في مُصَاهَرَتِهِ إِيَّاهُ فَأَحْسَنَ، قال: «حَدَّثَنِي فَصَدَقَنِي وَوَعَدَنِي فَوَفَى لِي وَإِنِّي لَسْتُ أُحَرِّمُ حَلَالًا وَلا أُحِلُّ حَرَامًا، وَلَكِنْ وَالله! لَا تَجْتَمِعُ بِنْتُ رَسُولِ الله ﷺ وَبِنْتُ عَدُوِّ الله مَكَانًا وَاحِدًا أَبَدًا».

اور دفاع ہم پر لازم ہے۔ اس سلسلے کا ایک واقعہ یہ ہے کہ) حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہوتے ہوئے ابوجہل کی بیٹی کو شادی کا پیغام بھیج دیا۔ میں نے اس سلسلے میں رسول اللہ ﷺ کو منبر پر خطبہ دیتے ہوئے سنا جب کہ میں ان دنوں بالغ تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”فاطمہ مجھ سے ہے اور مجھے فکر ہے کہ کہیں اس کے دین میں کوئی امتحان نہ آ جائے۔“ پھر آپ نے بنی عبد شمس (بنی امیہ) میں سے اپنے داماد (حضرت ابوالعاص بن الربیع رضی اللہ عنہ) کا ذکر کیا اور اس کی مدح فرمائی اور خوب فرمائی۔ آپ نے فرمایا: ”اس نے مجھ سے بات کی تو سچی کی، وعدہ کیا تو پورا کیا۔ میں کسی حلال کو حرام یا حرام کو حلال نہیں کرتا۔ لیکن قسم اللہ کی! اللہ کے رسول ﷺ کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی کبھی بھی ایک جگہ جمع نہیں ہوسکتیں۔“

**فوائد و مسائل:** ① حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اپنے گھر میں اذیت رسول اللہ ﷺ کے لیے باعث اذیت ہوتی جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے ہلاکت کا باعث ہوتی۔ اس لیے انہیں بطور خاص اس رشتے سے منع کر دیا گیا۔ اور یہ واقعہ ثابت کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو کسی طرح سے بھی اذیت دینا حرام ہے خواہ وہ فعل اصل میں مباح ہی ہو۔ قرآن مجید میں ہے: ﴿وَ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوا رَسُوْلَ اللّٰهِ﴾ (الاحزاب:۵۳) ”تمہیں کسی طرح جائز نہیں کہ اللہ کے رسول کو اذیت دو۔“ ② عترتِ رسول ﷺ کو کسی طرح سے دکھ دینا اور ان کی ہتک کرنا، رسول اللہ ﷺ کی ناراضی کا باعث ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کی ناراضی کو مستلزم ہے۔ مگر لازمی شرط ہے کہ آل رسول کہلانے والے اس کی شریعت کے حامل بھی ہوں۔ ③ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی محبوب ترین صاحبزادی تھیں اور وہ اس امت کی عورتوں کی سردار ہیں ④ جائز ہے کہ انسان اپنی بیٹی کی وجہ سے غیرت اور غصے میں آئے۔ لیکن اگر کوئی شخص اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ اور حضرت فاطمہ پر قیاس کرنے لگے تو یہ ایک لغو قیاس ہے۔ ⑤ صاحب فضل داماد کی مدح و توصیف کی جا سکتی ہے۔

٢٠٧٠- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فَارِسٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن عُرْوَةَ وَعن أَيُّوبَ، عن ابنِ أبي مُلَيْكَةَ بِهَذا الْخَبَرِ قال: فَسَكَتَ عَلِيٌّ رَضِيَ الله عَنْهُ عَنْ ذٰلِكَ النِّكَاحِ.

۲۰۷۰- معمر نے زہری سے بواسطہ عروہ روایت کیا اور دوسری سند میں ایوب سے بواسطہ ابن ابی ملیکہ (اسی طرح) بیان کیا (البتہ اس روایت میں یہ اضافہ کیا کہ) حضرت علی رضی اللہ عنہ اس (دوسرے) نکاح سے خاموش ہو گئے۔

٢٠٧١- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ وَقُتَيْبَةُ ابنُ سَعِيدٍ المَعنى قال أَحْمَدُ: حَدَّثَنا اللَّيْثُ: حَدَّثَني عَبْدُ الله بنُ عُبَيْدِالله بنِ أبي مُلَيْكَةَ الْقُرَشِيُّ التَّيْمِيُّ أَنَّ المِسْوَرَ بنَ مَخْرَمَةَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ الله ﷺ عَلَى المِنْبَرِ يقُولُ: «إنَّ بَنِي هِشَامِ بنِ الْمُغِيرَةِ اسْتَأْذَنُوا أَنْ يُنْكِحُوا ابْنَتَهُمْ مِنْ عَلِيِّ بنِ أبي طَالِبٍ فَلَا آذَنُ ثُمَّ لا آذَنُ ثُمَّ لا آذَنُ! إِلَّا أَنْ يُرِيدَ ابنُ أَبي طَالِبٍ أَنْ يُطَلِّقَ ابْنَتي وَيَنْكِحَ ابْنَتَهُمْ فَإِنَّمَا ابْنَتِي بَضْعَةٌ مِنِّي يُرِيبُنِي ما أَرَابَها وَيُؤْذِينِي ما آذَاها» والإِخْبَارُ في حَدِيثِ أَحْمَدَ.

۲۰۷۱- جناب مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ منبر پر کھڑے ارشاد فرما رہے تھے: ”بنی ہشام بن مغیرہ نے اجازت چاہی ہے کہ علی بن ابی طالب کو اپنی بیٹی بیاہ دیں۔ تو میں اس کی اجازت نہیں دیتا، پھر اجازت نہیں دیتا، پھر اجازت نہیں دیتا۔ ہاں اگر ابن ابی طالب چاہے تو میری بیٹی کو طلاق دے دے اور ان کی لڑکی سے نکاح کر لے۔ بلاشبہ میری صاحبزادی میرے دل کا ٹکڑا ہے۔ مجھے برا لگتا ہے جو اسے برا لگے۔ اور مجھے اذیت ہوتی ہے اس سے، جس سے اس کو اذیت ہو۔“ احمد بن یونس کی سند میں "اخبرنا" کا صیغہ استعمال ہوا ہے۔

فائدہ: اس میں نبی ﷺ نے وہ وجہ بیان فرما دی جس کی بنا پر آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دوسری شادی کی اجازت نہیں دی۔ اور وہ یہ کہ دوسرا نکاح حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کیلئے اذیت کا باعث ہو سکتا تھا جیسا کہ عام طور پر ہوتا ہے اگر ایسا ہوتا تو اس سے پھر رسول اللہ ﷺ کو بھی اذیت پہنچتی، جو حضرت علی کے ایمان کے لیے خطرے کا باعث ہوتی۔

## (المعجم ١٣) - بَابٌ: فِي نِكَاحِ الْمُتْعَةِ (التحفة ١٤)

## باب:۱۳- نکاح متعہ کا بیان

٢٠٧٠ـ تخريج: متفق عليه من حديث ابن أبي مليكة به، انظر الحديث الآتي.

٢٠٧١ـ تخريج: أخرجه البخاري، النكاح، باب ذب الرجل عن ابنته في الغيرة والإنصاف، ح: ٥٢٣٠، ومسلم، فضائل الصحابة، باب: من فضائل فاطمة [بنت النبي ﷺ] رضي الله عنها، ح: ٢٤٤٩، كلاهما عن قتيبة به.

۲۰۷۲- حَدَّثَنا مُسَدَّدُ بنُ مُسَرْهَدٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَارِثِ عن إسْمَاعِيلَ بنِ أُمَيَّةَ، عن الزُّهْرِيِّ قال: كُنَّا عِنْدَ عُمَرَ بنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ فَتذَاكَرْنَا مُتْعَةَ النِّسَاءِ، فقال رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ رَبِيعُ بنُ سَبْرَةَ: أَشْهَدُ عَلَى أبي أَنَّهُ حَدَّثَ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ نَهَى عَنْها في حَجَّةِ الْوَدَاعِ.

۲۰۷۲- زہری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ہم حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی مجلس میں تھے کہ عورتوں سے نکاح متعہ کا ذکر چل پڑا۔ تو ربیع بن سبرہ نامی ایک شخص نے کہا: میں اپنے والد (سبرہ) کے متعلق گواہی دیتا ہوں کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اِس سے حجۃ الوداع میں منع فرمادیا تھا۔

۲۰۷۳- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فَارِسٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن رَبِيعِ بنِ سَبْرَةَ عن أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ حَرَّمَ مُتْعَةَ النِّسَاءِ.

۲۰۷۳- ربیع بن سبرہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں سے متعہ کرنے کو حرام فرمادیا ہے۔

فائدہ: جاہلیت کے نکاحوں میں سے ایک نکاح متعہ بھی تھا۔ وہ اس طرح کہ لوگ ایک متعین وقت تک کے لیے نکاح کر لیتے تھے۔ مگر اسلام آنے کے بعد غزوۂ خیبر کے وقت اسے حرام کیا گیا۔ پھر اس کی رخصت دے دی گئی مگر فتح مکہ میں ابدی طور پر حرام کردیا گیا۔ روافض کے علاوہ دیگر ائمہ کا اس کی حرمت پر اتفاق ہے۔ روافض نے متعہ کے جواز کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جانب منسوب کیا ہے جبکہ صحیح بخاری میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انہوں نے بصراحت کہا کہ نکاح متعہ منسوخ ہے۔ (صحیح البخاری' النکاح' حدیث:۵۱۱۹)

## (المعجم ١٤) - بَابٌ: فِي الشِّغَارِ (التحفة ١٥)

## باب:۱۴- شغار (بٹا سٹا) کا بیان

٢٠٧٤- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ؛

۲۰۷۴- جناب نافع رحمہ اللہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے

**٢٠٧٢ـ تخريج:** [ضعيف لشذوذه] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٠٤ من حديث عبدالوارث به، وهذا شاذ مخالف لما رواه الثقات، والصواب: "نهى عنها في عام الفتح" كما رواه مسلم، النكاح، باب نكاح المتعة . . .، ح: ١٤٠٦ وغيره، انظر الحديث الآتي.

**٢٠٧٣ـ تخريج:** أخرجه مسلم، النكاح، باب نكاح المتعة وبيان أنه أبيح ثم نسخ . . . الخ، ح: ١٤٠٦ من حديث معمر، وأحمد: ٣/ ٤٠٤ عن عبدالرزاق به، وهو في مصنفه، ح: ١٤٠٣٤.

**٢٠٧٤ـ تخريج:** أخرجه البخاري، النكاح، باب الشغار، ح: ٥١١٢، ومسلم، النكاح، باب تحريم نكاح الشغار وبطلانه، ح: ١٤١٥ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٥٣٥.

ح: وَحدثنا مُسَدَّدُ بنُ مُسَرْهَدٍ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن عُبَيْدِاللهِ كِلَاهُمَا عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عن الشِّغَارِ. زَادَ مُسَدَّدٌ في حَدِيثِهِ: قُلْتُ لِنَافِعٍ: مَا الشِّغَارُ؟ قالَ: يَنْكِحُ ابْنَةَ الرَّجُلِ وَيُنْكِحُهُ ابْنَتَهُ بِغَيْرِ صَدَاقٍ، وَيَنْكِحُ أُخْتَ الرَّجُلِ فَيُنْكِحُهُ أُخْتَهُ بِغَيْرِ صَدَاقٍ.

روایت کرتے ہیں: ''رسول اللہ ﷺ نے نکاح شغار سے منع فرمایا ہے۔'' مسدد کی روایت میں یہ مزید ہے کہ میں (عبیداللہ) نے نافع سے پوچھا کہ ''شغار'' سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے کہا: انسان کسی کی بیٹی سے نکاح کرے' اور اس کے ساتھ اپنی بیٹی کا نکاح کر دے مگر ان کے مابین حق مہر نہ ہو یا انسان کسی کی بہن سے نکاح کرے اور اس سے اپنی بہن کا نکاح کر دے اور حق مہر نہ ہو۔

فائدہ: دور جاہلیت میں یہ نکاح شغار کے نام سے رائج تھا' اس کی صورت یہ تھی کہ ایک شخص اپنی بہن یا بیٹی کی اس شرط پر دوسرے شخص سے شادی کرتا کہ وہ شخص بھی اپنی بہن یا بیٹی کی اس شخص سے شادی کرے اور ایک کا مہر دوسرے کا نکاح ہوتا' علیحدہ سے مہر ادا نہ کیا جاتا۔ گویا یہ نکاح ایسا تھا جیسا کہ آج کل بٹے یا ادلے بدلے (بٹا سٹا) کے طور پر بعض جگہ نکاح کیے جاتے ہیں' ایسا نکاح' جس میں حق مہر نہ ہو تو یہ بالکل ناجائز اور حرام ہے۔ اگر ہر لڑکی کا حق مہر الگ سے مقرر کیا گیا ہو' تو نکاح کے صحیح ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ مگر بدلے کی یہ شرط اور اس طرح کے نکاح بالعموم خاندانوں میں فساد کا ذریعہ بنتے ہیں۔ اسی لیے کچھ علماء متشدد ہیں اور کہتے ہیں کہ خواہ حق مہر مقرر بھی کر لیا گیا ہو تو یہ ناجائز ہے۔ مگر یہ فتویٰ محل نظر ہے۔ درج ذیل حدیث کے واقعہ میں آ رہا ہے کہ عباس بن عبداللہ بن عباس اور عبدالرحمٰن بن حکم نے اس قسم کا نکاح (شغار) کیا۔ اور اس نکاح ہی کو حق مہر قرار دیا تو حضرت معاویہ ؓ نے ان میں تفریق کروادی۔



۲۰۷۵- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فَارِسٍ: حَدَّثَنا يَعقُوبُ بنُ إبراهِيمَ: حَدثنا أبِي عن ابنِ إسْحَاقَ: حَدَّثَني عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ هُرْمُزَ الأَعْرَجُ: أَنَّ الْعَبَّاسَ بنَ عَبْدِ اللهِ بنِ الْعَبَّاسِ أَنْكَحَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بن الْحَكَمِ ابْنَتَهُ وَأَنْكَحَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بِنْتَهُ وَكَانَا جَعَلَا صَدَاقًا. فَكَتَبَ مُعَاوِيَةُ إلَى مَرْوَانَ يَأْمُرُهُ بالتَّفْرِيقِ

۲۰۷۵-عبدالرحمٰن بن ہرمز الاعرج بیان کرتے ہیں کہ عباس بن عبداللہ بن عباس نے عبدالرحمٰن بن حکم سے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا اور عبدالرحمٰن نے اپنی بیٹی کا نکاح ان سے کر دیا اور دونوں نے اس نکاح ہی کو حق مہر ٹھہرایا تھا۔ تو حضرت معاویہ ؓ نے مروان کو یہ حکم لکھ بھیجا کہ وہ ان کے مابین تفریق کرا دے۔ انہوں نے اپنے خط میں کہا کہ یہی وہ شغار ہے جس سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔

۲۰۷۵- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ٩٤ عن يعقوب به، وصححه ابن حبان، ح: ١٢٦٨، ولفظه: "وقد كانا جعلاه صداقًا".

بَيْنَهُمَا وَقَالَ فِي كِتَابِهِ: هَذَا الشِّغَارُ الَّذِي نَهَى عَنْهُ رَسُولُ الله ﷺ.

**فوائد ومسائل:** ① [وَكَانَا جَعَلَا صَدَاقًا] میں [جَعَلَا] کا مفعول اول محذوف ہے' جیسے کہ موارد الظمان الی زوائد ابن حبان کی اسی روایت کے الفاظ میں صراحت ہے: [وَقَدْ كَانَا جَعَلَاهُ صَدَاقًا] (موارد الظمآن' باب ماجاء في الشغار' حديث:١٢٦٨) اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت معاویہ کے حکم تفریق کی وجہ مشروط نکاح ہی کو حق مہر قرار دینا تھا' نہ کہ حق مہر مقرر کر دینے کے باوجود تبادلۂ اُختَیَن یا بِنتَیَن۔ ② نکاح شغار کے ممنوع ہونے پر سب کا اتفاق ہے۔ اگر کوئی کرے تو شافعی ؒ اسے باطل کہتے ہیں۔ احمد' اسحٰق اور ابوعبید ؒ سے بھی یہی مروی ہے۔ امام مالک ؒ کا قول ہے کہ اسے فسخ کرا دیا جائے' خواہ دخول ہوا ہو یا نہ ہوا ہو' جبکہ ان کا ایک قول یہ بھی ہے کہ قبل از دخول فسخ کرا دیا جائے نہ کہ بعد از دخول۔ اور ایک جماعت علماء کے بقول مہر مثل ادا کرنے سے صحیح ہو جائے گا۔ امام ابوحنیفہ ؒ کا یہی مذہب ہے۔ عطاء' زہری اور لیث ؒ سے بھی ایسے ہی منقول ہے۔ احمد اور اسحٰق ؒ کی ایک روایت اسی طرح ہے۔

## (المعجم ١٤، ١٥) - بَابٌ: فِي التَّحْلِيلِ (التحفة ١٦)

## باب:۱۴'۱۵-نکاح حلالہ کا بیان

٢٠٧٦- **حَدَّثَنَا** أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حدثني إِسْمَاعِيلُ عن عَامِرٍ، عن الحارِثِ، عن عَلِيٍّ قالَ إِسْمَاعِيلُ: وَأُرَاهُ قَدْ رَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قالَ: «لُعِنَ المُحِلُّ وَالمُحَلَّلُ لَهُ».

۲۰۷۶-حضرت علی ؓ سے مروی ہے کہ: نبی ﷺ نے فرمایا: ''حلالہ کرنے والا اور جس کے لیے کیا گیا ہے (دونوں) ملعون ہیں۔''

٢٠٧٧- **حَدَّثَنَا** وَهْبُ بنُ بَقِيَّةَ عن خَالِدٍ، عن حُصَيْنٍ عن عَامِرٍ، عن الْحَارِثِ الأَعْوَرِ، عنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ

۲۰۷۷-حارث اعور نبی ﷺ کے صحابہ میں سے ایک شخص سے روایت کرتا ہے...... اور ہم سمجھتے ہیں کہ وہ علی ؓ ہیں...... انہوں نے نبی ﷺ سے مذکورہ بالا

---

٢٠٧٦ـ **تخريج**: [**إسناده ضعيف**] أخرجه الترمذي، النكاح، باب ماجاء في المحلل والمحلل له، ح: ١١١٩، وابن ماجه، ح: ١٩٣٥ من حديث عامر الشعبي به، وسنده ضعيف جدًا، وللحديث شواهد عند أحمد: ٢/ ٣٢٣، وابن الجارود، ح: ٦٨٤ وغيرهما، وحديث أحمد: ٢/ ٣٢٣ حسن، يغني عنه.

٢٠٧٧ـ **تخريج**: [**إسناده ضعيف**] انظر الحديث السابق.

النَّبِيِّ ﷺ قالَ: فَرَأَيْنَا أَنَّهُ عَلِيٌّ، عن النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَاهُ.

حدیث کے ہم معنی روایت کیا۔

ملحوظہ: حارث بن عبداللہ الاعور الہمدانی الکوفی ایک کذاب راوی ہے' تاہم یہ روایت دیگر احادیث صحیحہ کی روشنی میں صحیح ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی ان دونوں حدیثوں کو صحیح کہا ہے۔

فائدہ: کوئی عورت جسے مختلف اوقات میں تین طلاقیں ہو چکی ہوں اور اس کے شوہر کا حق رجوع ختم ہو گیا ہو تو کوئی شخص اس کے ساتھ اس نیت سے نکاح کرے اور مباشرت بھی کہ وہ پہلے خاوند کے لیے حلال ہو جائے' یہ قطعاً حرام اور ناجائز ہے۔ یہ حلالہ کہلاتا ہے۔ اس نکاح سے عورت پہلے شوہر کے لیے حلال نہ ہو گی۔ مستدرک حاکم اور طبرانی اوسط میں جناب نافع سے روایت ہے کہ ایک شخص حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں آیا اور پوچھا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی تھیں تو اس کے بھائی نے بغیر کسی مشورے کے اس عورت سے نکاح کر لیا تاکہ اسے بھائی کے لیے حلال کر دے۔ تو کیا وہ اس طرح پہلے شوہر کے لیے حلال ہو جائے گی؟ انہوں نے کہا: نہیں' الا یہ کہ باقاعدہ رغبت سے نکاح کیا گیا ہو۔ اس انداز کے نکاح کو ہم رسول اللہ ﷺ کے دور میں سفاح (زنا) شمار کرتے تھے۔ (عون المعبود) یہ عمل انتہائی خِسّت اور بے غیرتی کا عمل ہے۔ ایک دوسری روایت میں ایسے شخص کو [اَلتَّيْسُ الْمُسْتَعَار] ''مانگے کا سانڈ'' کہا گیا ہے۔ (سنن ابن ماجہ' النکاح' حدیث:۱۹۳۶)



## (المعجم ۱۵، ۱۶) - بَابٌ: فِي نِكَاحِ الْعَبْدِ بِغَيْرِ إِذْنِ مَوَالِيهِ (التحفة ۱۷)

## باب:۱۵'۱۶- غلام' جو اپنے آقا کی اجازت کے بغیر نکاح کر لے

۲۰۷۸- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بن حَنْبَلٍ وَعُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ وَهٰذَا لَفْظُ إِسْنَادِهِ وَكَلَامُهُ عن وَكِيعٍ: حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ صَالِحٍ عن عَبْدِ اللهِ بنِ مُحَمَّدِ بنِ عَقِيلٍ، عن جَابِرٍ قال: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَيُّمَا عَبْدٍ تَزَوَّجَ بِغَيْرِ إِذْنِ مَوَالِيهِ فَهُوَ عَاهِرٌ».

۲۰۷۸- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو غلام اپنے مالک کی اجازت کے بغیر نکاح کر لے وہ زانی ہے۔''

---

۲۰۷۸- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، النكاح، باب ماجاء في نكاح العبد بغير إذن سيده، ح:۱۱۱۱ من حديث ابن عقيل به، وقال: "حسن"، وهو في مسند أحمد:۳/ ۳۰۱، وصححه الحاكم:۲/ ۱۹٤، ووافقه الذهبي * ابن عقيل ضعيف، تقدم، ح:۱۲٦، ولحديثه شاهد ضعيف عند ابن ماجه (۱۹٦۰)، وروى البيهقي (۷/۱۲۷)، وابن أبي شيبة(٤/ ۲٦۱، ح:۱٦۸٥۸)، واللفظ له بسند قوي عن ابن عمر، قال: "نكاح العبد بغير إذن سيده زنًا ويعاقب الذي زوجه".

٢٠٧٩- حَدَّثَنا عُقْبَةُ بنُ مُكْرَمٍ: حَدَّثَنا أَبُو قُتَيْبَةَ عن عَبْدِ الله بن عُمَرَ، عن نَافِعٍ، عن ابن عُمَرَ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «إِذَا نَكَحَ الْعَبْدُ بِغَيْرِ إِذْنِ مَوْلَاهُ فَنِكَاحُهُ بَاطِلٌ».

۲۰۷۹- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''جب کوئی غلام اپنے آقا کی اجازت کے بغیر نکاح کرلے تو اس کا نکاح باطل ہے۔''

قالَ أَبُو دَاوُدَ: هٰذَا الْحَدِيثُ ضَعِيفٌ وَهُوَ مَوْقُوفٌ وَهُوَ قَوْلُ ابنِ عُمَرَ رضي الله [عنهما].

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث (مرفوعاً) ضعیف ہے۔ یہ (دراصل) موقوف ہے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا قول ہے۔

فائدہ: پہلی روایت صحیح ہے، جس سے مسئلے کا اثبات، واضح ہے۔

(المعجم ١٦، ١٧) - **بَابٌ: فِي كَرَاهِيَةِ أَنْ يَخْطُبَ الرَّجُلُ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ** (التحفة ١٨)

**باب:۱۶، ۱۷- نکاح کے پیغام پر پیغام بھیجنا حرام ہے**

٢٠٨٠- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ عَمْرِو بن السَّرْحِ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ عن سَعِيدِ بنِ الْمُسَيَّبِ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «لَا يَخْطُبُ الرَّجُلُ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ».

۲۰۸۰- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی شخص اپنے بھائی کے پیغامِ نکاح پر اپنا پیغام نہ بھیجے۔''

٢٠٨١- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ:

۲۰۸۱- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ

---

٢٠٧٩ـ **تخريج**: [حسن] أخرجه البيهقي: ٧/ ١٢٧ من حديث أبي داود به * عبدالله بن عمر العمري عن نافع صالح الحديث، والحديث السابق يؤيده.

٢٠٨٠ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، البيوع، باب: لا يبيع على بيع أخيه ولا يسوم على سوم أخيه حتى يأذن له أو يترك، ح: ٢١٤٠، ومسلم، النكاح، باب تحريم الخطبة على خطبة أخيه حتى يأذن أو يترك، ح: ١٤١٣ من حديث سفيان بن عيينة به.

٢٠٨١ـ **تخريج**: متفق عليه، وأخرجه أحمد: ٢/ ١٤٢ عن عبدالله بن نمير به، ورواه مسلم، النكاح، باب تحريم الخطبة على خطبة أخيه .... الخ، ح: ١٤١٢ من حديث عبيدالله، والبخاري، النكاح، باب: لا يخطب على خطبة أخيه حتى ينكح أو يدع، ح: ٥١٤٢ من حديث نافع به.

حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ نُمَيْرٍ عنْ عُبَيْدِالله، عن نَافِعٍ، عن ابن عُمَرَ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «لَا يَخْطُبُ أَحَدُكُمْ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ وَلَا يَبِيعُ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کے پیغامِ نکاح پر اپنا پیغام نہ بھیجے اور نہ اپنے بھائی کے سودے پر سودا کرے مگر اس کی اجازت سے۔''

**فائدہ:** کسی شخص نے کسی گھر میں نکاح کا پیغام بھیجا ہو تو دوسرے کسی شخص کو یہ جانتے ہوئے کہ انہیں پیغام دیا گیا ہے اور انہوں نے ہاں یا نہ میں کوئی جواب نہیں دیا ہے' اپنا پیغام نہیں بھیجنا چاہیے۔ اِلّا یہ کہ واضح ہو کہ ان کی خاموشی انکار کے معنی میں ہے۔ اگر نسبت طے ہو چکی ہو تو اپنا پیغام بھیج کر پہلی نسبت تڑوانے کی کوشش کرنا حرام ہے۔ کیونکہ اس طرح دو مسلمان بھائیوں یا خاندانوں میں کشمکش اور عداوت کا قوی اندیشہ ہے۔ ہاں اگر پہلا فریق اجازت دے دے' تو کوئی حرج نہیں۔

(المعجم ١٧، ١٨) - **بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يَنْظُرُ إِلَى الْمَرْأَةِ وَهُوَ يُرِيدُ تَزْوِيجَهَا** (التحفة ١٩)

**باب:۱۷'۱۸- جس عورت کے ساتھ نکاح کا ارادہ ہو' اسے دیکھ لینا جائز ہے**



۲۰۸۲- **حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَاحِدِ بنُ زِيَادٍ: حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ إسْحَاقَ عن دَاوُدَ بن حُصَيْنٍ، عن وَاقِدِ بن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ - يَعْني ابنَ سَعْدِ بن مُعَاذٍ - عن جَابِرِ بن عَبْدِ الله قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «إِذَا خَطَبَ أَحَدُكُمُ الْمَرْأَةَ فَإِنِ اسْتَطَاعَ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى مَا يَدْعُوهُ إِلَى نِكَاحِهَا فَلْيَفْعَلْ». قَالَ: فَخَطَبْتُ جَارِيَةً فَكُنْتُ أَتَخَبَّأُ لَها حَتَّى رَأَيْتُ مِنْهَا مَا دَعَاني إِلَى نِكَاحِهَا فَتَزَوَّجْتُهَا.

۲۰۸۲- حضرت جابر بن عبداللہ ﷠ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی شخص کسی عورت کو نکاح کا پیغام بھیجے' اگر ممکن ہو تو اس کی وہ چیز دیکھ لے جو اس کے نکاح کی داعی ہے (قدو قامت اور حسن و جمال وغیرہ۔'') (حضرت جابر) کہتے ہیں کہ پھر میں نے ایک لڑکی کے لیے نکاح کا پیغام بھیجا تو میں اس کے لیے چھپا کرتا تھا حتیٰ کہ میں نے اسے دیکھ لیا جس سے مجھے اس کے ساتھ نکاح کرنے کی رغبت ہوئی' چنانچہ میں نے اس سے شادی کر لی۔

---

۲۰۸۲ـ **تخريج:** [حسن] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٣٤ من حديث عبدالواحد بن زياد به * ومحمد بن إسحاق صرح بالسماع عنده: ٣/ ٣٦٠، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ٢/ ١٦٥، ووافقه الذهبي، وحسنه الحافظ في فتح الباري: ٩/ ١٨١.

فائدہ: یہ دیکھنا مستحب ہے اور اس سے مراد اتفاقاً اچٹتی نظر سے دیکھنا ہے جیسے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اپنے متعلق بیان کیا ہے۔ مگر بر اہو تہذیب نو کا کہ اس بہانے دونوں نوجوان لڑکے لڑکی کا اکیلے اکیلے ملاقاتیں کرنا' سیروں کے لیے نکلنا اور خریداریاں کرنا اور نا معلوم کیا کچھ ہوتا ہے۔ شریعت ان کی قطعاً روادار نہیں ہے۔ قبل از نکاح اس طرح کی کھلی میل ملاقاتیں حرام ہیں۔ اور یہ دیکھنا بھی نسبت پختہ کرنے سے پہلے ہی زیادہ مفید ہے۔ جب تک عقد نہیں ہو جاتا' منگیتر ایک دوسرے کے لیے اجنبی ہی ہوتے ہیں۔

(المعجم ۱۸، ۱۹) - **بَابٌ: فِي الْوَلِيِّ** (التحفة ۲۰)

باب:۱۸، ۱۹-ولی کا بیان (ولی کے بغیر کسی عورت کا نکاح صحیح نہیں)

فائدہ: عورت کے وہ قریبی نسبی تعلق دار جن کے واسطے سے اہم امور طے پاتے ہیں' عورت کے ولی کہلاتے ہیں۔ اور بالخصوص اگر کہیں غیروں میں اس کی شادی ہو جائے تو انہیں اس نسبت سے عار کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ان میں عصبہ (باپ کی طرف سے تعلق دار) اولیت رکھتے ہیں۔ جمہور علماء اسی کے قائل ہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے بقول ان کی ترتیب اس طرح سے ہے۔ باپ' دادا' حقیقی بھائی' پدری بھائی' حقیقی بھتیجا' پھر پدری بھائی کا بیٹا' چچا' پھر چچازاد۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ذوی الارحام کو بھی ان میں شامل کرتے ہیں۔ ان میں سے کوئی نہ ہو تو حاکمِ وقت ''ولی'' قرار پاتا ہے۔

* **مسئلہ ولایت نکاح**: ولایت نکاح کا یہ مسئلہ یعنی جوان لڑکی کے نکاح کے لیے ولی کی اجازت اور رضامندی ضروری ہے' قرآن وحدیث کی نصوص سے واضح ہے' لیکن موجودہ مسلمانوں کے اسلام سے عملی انحراف نے جہاں شریعت کے بہت سے مسائل کو غیر اہم بنا دیا ہے' اس مسئلے سے بھی اغماض واعراض اختیار کیا جا رہا ہے۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ اس مسئلے میں قرآن کریم میں واضح طور پر رہنمائی نہیں ملتی۔ لیکن ایسا سمجھنا صحیح نہیں ہے۔ قرآن سے استدلال کا جو طریقہ اور اسلوب ہے' اس کی رو سے یقیناً ہمیں قرآن سے پوری رہنمائی ملتی ہے۔ قرآن میں فرمایا گیا ہے:

﴿وَلَا تَنكِحُوا الْمُشْرِكَٰتِ حَتَّىٰ يُؤْمِنَّ وَلَأَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّن مُّشْرِكَةٍ وَلَوْ أَعْجَبَتْكُمْ وَلَا تُنكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّىٰ يُؤْمِنُوا﴾ (البقرة: ۲/۲۲۱)

''تم مشرک عورتوں سے اس وقت تک نکاح مت کرو جب تک وہ ایمان نہ لے آئیں' اور ایمان دار لونڈی بھی شرک کرنیوالی آزاد عورت سے بہت بہتر ہے گو تمہیں مشرکہ ہی اچھی لگتی ہو اور (اپنی عورتوں کو) مشرک مردوں کے نکاح میں مت دو یہاں تک کہ وہ ایمان لے آئیں۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے عورتوں کی بجائے ان کے اولیاء کو خطاب فرمایا اور انہیں یہ حکم دیا کہ وہ مسلمان عورتوں کا نکاح مشرک مردوں سے نہ کریں۔ قرآن کریم کے اس انداز بیان سے واضح ہے کہ مسلمان عورت اپنے نکاح کا معاملہ از خود طے نہیں کر سکتی۔ اس کے نکاح کا معاملہ اس کے ولی کی وساطت ہی سے انجام پائے گا۔ مفسرین امت

نے اس آیت کو اس مسئلے میں ''نص'' قرار دیا ہے۔ چنانچہ امام ابن حبان اندلسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: آیت ﴿وَلَا تُنكِحُوا﴾ بالاتفاق تاء کے ضمے (پیش) کے ساتھ ہے اور یہ عورتوں کے اولیاء سے خطاب ہے۔ (تفسیر البحر المحیط: ۱۶۵/۲)

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''یہ آیت بطور نص اس بات کی دلیل ہے کہ نکاح ولی کی اجازت کے بغیر صحیح نہیں۔'' (تفسیر قرطبی: ۴۹/۳' طبعہ بیروت) امام ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''آیت میں یہ خطاب عورت کے اولیاء کو ہے نہ کہ عورتوں کو۔'' (المحلی: ۴۲۱/۹)

علامہ رشید رضا مصری رحمہ اللہ تفسیر المنار میں فرماتے ہیں: ''پہلے ﴿تَنكِحُوا﴾ (تاء کے زبر کے ساتھ) اور پھر ﴿تُنكِحُوا﴾ (تاء کے پیش کے ساتھ) تعبیر کرنے سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ مرد ہی اپنا اور ان عورتوں کا نکاح کرنے کا اختیار رکھتے ہیں جن کے معاملات کے وہ ذمے دار ہیں اور عورت مرد کی اجازت کے بغیر از خود اپنا نکاح نہیں کرسکتی' اس کیلئے ولی ضروری ہے۔'' (تفسیر المنار: ۳۵۱/۲)

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''﴿وَلَا تُنكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتّٰى يُؤْمِنُوا﴾ اور اللہ تعالیٰ کا یہ قول: ﴿وَلَا تَنكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ﴾ جو (فعل لازم اور متعدی کا) فرق ہے' اس سے بھی بعض سلف نے یہ حجت پکڑی ہے کہ عورت از خود نکاح نہیں کرسکتی' ان کے نکاح کا بندوبست کرنا اولیاء کی ذمہ داری ہے۔'' (فتاویٰ: ۱۳۲/۳۲)

قرآن کریم کی دوسری آیت ہے: ﴿وَاَنكِحُوا الْاَيَامٰى مِنكُمْ﴾ (النور: ۳۲/۲۴) ''تمہارے اندر جو بے شوہر ہیں' ان کے نکاح کر دو۔'' اس میں بھی باکرہ اور بیوہ عورتوں کے اولیاء سے خطاب کر کے انہیں ان کے نکاح کا بندوبست کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ چنانچہ امام بغوی رحمہ اللہ اس آیت کے ماتحت فرماتے ہیں: ''آیت میں اس بات کی دلیل ہے کہ بے شوہر عورتوں کی شادی کا بندوبست کرنا اولیاء کی ذمے داری ہے' اس لیے کہ اس معاملے میں اللہ تعالیٰ نے انہی سے خطاب فرمایا ہے: (معالم التنزیل' المعروف تفسیر البغوی: ۷۳/۳ طبع لاهور)

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''یہ انداز گفتگو حفاظت اور صلاح کے باب سے ہے یعنی تم میں سے جو بے شوہر ہے اس کی شادی کر دو' اس لیے کہ یہی عفت و پاک دامنی کا راستہ ہے اور یہ خطاب اولیاء سے ہے' بعض کے نزدیک یہ خاوندوں سے خطاب ہے' لیکن صحیح بات پہلی ہی ہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اگر خاوندوں سے خطاب کرنا چاہتا تو بغیر ہمزۂ (قطعی) کے ﴿اِنكِحُوا﴾ فرماتا۔'' (القرطبی: ۲۳۹/۱۲) قرآن کریم کی تیسری آیت ہے:

﴿وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ اَنْ يَنكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ﴾ (البقرة: ۲۳۲/۲)

''جب تم عورتوں کو طلاق دے دو اور وہ اپنی عدت پوری کرلیں تو تم ان کو اپنے (سابقہ) خاندوں سے نکاح کرنے سے مت روکو۔''

امام ابن کثیر رحمہ اللہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے فرماتے ہیں: ''یہ آیت اس شخص کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو اپنی بیوی کو ایک طلاق یا دو طلاقیں دے دے' پھر اس کی عدت پوری ہو جائے تو خاوند اس سے (دوبارہ)

شادی یا رجوع کرنا چاہے اور عورت بھی اس پر رضا مند ہو' لیکن اس کے اولیاء اس کو ایسا کرنے سے روک دیں' تو اللہ تعالیٰ نے اولیائے عورت کو اس طرح عورت کو (شادی کرنے سے) روکنے سے منع فرما دیا...... امام مسروق' ضحاک' ابراہیم نخعی' امام زہری رحمہم اللہ نے بھی کہا ہے کہ یہ آیت اس مسئلے میں نازل ہوئی۔ اور ان لوگوں نے جو یہ بات کہی ہے' آیت کے ظاہری مفہوم کے عین مطابق ہے اور اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ عورت یہ اختیار نہیں رکھتی کہ وہ اپنا نکاح خود کر لے بلکہ نکاح کیلئے ولی کا ہونا ضروری ہے جیسا کہ امام ترمذی اور امام ابن جریر طبری نے اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے۔'' (ابن کثیر: ۲۸۲/۱)

امام ابن جریر طبری فرماتے ہیں: ''اس آیت سے صاف واضح ہے کہ ان لوگوں کی رائے صحیح ہے جو کہتے ہیں کہ ولی کے بغیر نکاح کرنا جائز نہیں۔'' (تفسیر طبری: ۴۸۸/۲)

اس آیت کے نزول کا جو سبب ہے وہ صحیح روایات میں بیان ہوا ہے' جس سے آیت کا وہ مفہوم متعین ہو جاتا ہے جو مذکورہ سطور میں مفسرین نے بیان فرمایا ہے' اس لیے روایت کی شان نزول کو بھی سامنے رکھنا ضروری ہے۔ چنانچہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں یہ واقعہ بیان فرمایا ہے کہ حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ میں نے اپنی ہمشیرہ کا نکاح ایک آدمی سے کیا' کچھ عرصے کے بعد اس نے طلاق دے دی حتی کہ جب عدت گزر گئی تو اس نے پھر نکاح کا پیغام بھیجا' جس پر میں نے اس سے کہا کہ میں نے اس کے ساتھ تیرا نکاح کیا' اس کو تیرا بستر بنایا' تیری عزت کی' لیکن تو نے اسے طلاق دے دی' اور اب پھر نکاح کا پیغام لے کر آ گیا ہے' اللہ کی قسم! اب وہ کبھی تیری طرف نہیں لوٹے گی۔ اور وہ آدمی برا نہیں تھا اور عورت (میری بہن) بھی اس کے ساتھ رجوع کرنا چاہتی تھی' تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما دی' جسے سن کر میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اب میں ان کا آپس میں نکاح کر دوں گا۔ چنانچہ میں نے اس کے ساتھ اس کا (دوبارہ) نکاح کر دیا۔ (صحیح بخاری' "النکاح' باب من قال لَانکاح اِلا بِوَلِیّ "حدیث: ۵۱۳۰)

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''یہ آیت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے' جب انہوں نے اپنی بہن کو اپنے پہلے خاوند سے دوبارہ نکاح کرنے سے روک دیا تھا' یہ واقعہ امام بخاری نے نقل کیا ہے۔ اگر اس کے بھائی کو نکاح کرانے کا اختیار نہ ہوتا' تو اسے یہ کیوں کہا جاتا کہ وہ نکاح کرنے سے نہ روکے۔'' (تفسیر قرطبی: ۷۲/۳)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: ''نکاح میں ولی کے شرط ہونے کی بابت علماء کے درمیان اختلاف ہے' جمہور اس کے قائل ہیں اور انہوں نے کہا ہے کہ عورت اپنا نکاح از خود نہیں کر سکتی' انہوں نے اس کا اثبات مذکورہ احادیث سے کیا ہے' اور ان میں سب سے قوی دلیل یہی واقعہ ہے جو قرآن کریم کی آیت مذکورہ کے نزول کا سبب ہے' اور یہ آیت اس بات پر کہ نکاح میں ولی کی رضا مندی ضروری ہے سب سے واضح دلیل ہے کیونکہ اگر ایسا نہ ہو تو یہ کہنے کا کہ ''انہیں مت روکو'' کوئی معنی نہیں رہتے' علاوہ ازیں اگر وہ عورت از خود نکاح کرنے کی مجاز ہوتی تو وہ اپنے بھائی کی محتاج نہ ہوتی۔ (فتح الباری ۲۳۵/۹)

اور صاحب سبل السلام امیر صنعانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''نبی ﷺ کے زمانے میں صحابہ (سلف) نے اس واقعے سے یہی بات سمجھی ہے کہ اولیاء کی اجازت ضروری ہے اور انہوں نے قسم کا کفارہ ادا کرنے اور نکاح کرنے میں جلدی کی (یہ اشارہ ہے بعض روایات کی رو سے حضرت معقل کے قسم کھا لینے اور پھر اسے توڑ کر اپنی بہن کا نکاح کر دینے کی طرف) اگر اولیاء کا عورتوں پر اختیار ہی نہ ہوتا' تو اللہ تعالیٰ اسے کھول کر بیان فرما دیتا' بلکہ اس کے برعکس اللہ نے متعدد آیات میں اولیاء کے حق کو تکرار کے ساتھ بیان فرمایا ہے اور ایک حرف بھی اس امر کی بابت نہیں بولا کہ عورت کو ازخود اپنا نکاح کرنے کا حق حاصل ہے۔ اس سے اس طرف بھی رہنمائی ملتی ہے کہ جن آیات میں نکاح کی نسبت عورتوں کی طرف ہے۔ جیسے ﴿حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ﴾ (البقرۃ: ۲۳۰/۲) اس سے مراد بھی ولی کی اجازت سے ان کے نکاح کا انعقاد ہے نہ کہ ازخود نکاح کر لینا' اس لیے کہ اگر اس آیت سے نبی ﷺ یہ سمجھتے کہ عورت ازخود اپنا نکاح کر سکتی ہے تو آپ اس آیت کے نزول کے بعد اس عورت کو خود اپنا نکاح کر لینے کا حکم فرما دیتے اور اس کے بھائی پر یہ واضح کر دیتے کہ تجھے اس پر ولایت کا حق نہیں ہے اور اس کے لیے اپنی قسم کا توڑنا اور اس کا کفارہ ادا کرنا جائز نہ ہوتا۔'' (سبل السلام' کتاب النکاح: ۱۱۸/۳)

اب ہم ذیل میں چند احادیث ذکر کرتے ہیں جن میں پوری صراحت سے ولایت نکاح کا مسئلہ بیان ہوا ہے:

- [لَانِكَاحَ اِلَّا بِوَلِيٍّ] (سنن ابی داود' النکاح' باب فی الولی' حدیث: ۲۰۸۵) ''ولی کے بغیر نکاح صحیح نہیں۔'' یہ روایت جسے متواتر تک کہا گیا ہے' حضرت ابوموسیٰ اشعری' حضرت عبداللہ بن عباس' حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم چار صحابہ سے مروی ہے۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوع روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس عورت نے بھی اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کیا تو وہ نکاح باطل ہے' وہ نکاح باطل ہے' اگر ان کا آپس میں ملاپ ہو گیا ہے تو اس کی وجہ سے حق مہر اس عورت کو دیا جائے گا' اگر (اولیاء کا) اختلاف اور جھگڑا ہو تو سلطان وقت ہر اس عورت کا ولی ہوگا جس کا کوئی ولی نہ ہو۔'' (سنن ابی داود' النکاح' حدیث: ۲۰۸۳) یہ روایت سنداً صحیح اور مسئلہ زیر بحث میں واضح اور فیصلہ کن ہے۔
- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی عورت' عورت کا نکاح نہ کرے اور نہ کوئی عورت خود اپنا نکاح کرے۔'' (سنن ابن ماجہ' النکاح' حدیث: ۱۸۸۲) اس حدیث میں ولایت کے لیے مرد کو ضروری قرار دیا گیا ہے' یعنی باپ کی بجائے ماں ولی نہیں بن سکتی' نہ لڑکی ازخود اپنا نکاح کر سکتی ہے' باپ نہ ہو تو اس کا چچا' بھائی وغیرہ ولی بنے گا' کوئی بھی نہیں ہوگا تو حاکم وقت یا قاضی اس کا ولی ہوگا جیسا کہ اس سے ماقبل کی حدیث میں ہے۔
- صحیح بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' وہ بیان فرماتی ہیں: ''زمانۂ جاہلیت میں نکاح کی چار قسمیں تھیں' ایک قسم وہ جو لوگوں میں آج کل رائج ہے کہ ایک آدمی دوسرے کو اس کی کسی عزیزہ یا بیٹی کے لیے نکاح کا پیغام بھیجتا

ہے' وہ اسے قبول کر کے اس کے لیے حق مہر کا تعین کر دیتا اور نکاح کر دیتا ہے' (اس کے بعد نکاح کی تین قسمیں اور بیان کیں اور آخر میں فرمایا:) جب محمد ﷺ حق کے ساتھ مبعوث ہوئے تو آپ نے جاہلیت کے تمام نکاحوں کو ختم کر دیا اور صرف آج کل کے رائج نکاح کو باقی رکھا۔ (صحیح بخاری' النکاح' باب من قال لانکاح الابولیّ، حدیث:۵۱۲۷) اس سے معلوم ہوا کہ اسلام نے صرف اس نکاح کو جائز رکھا ہے جو ولی کی وساطت سے کیا گیا ہو' باقی تمام نکاح باطل کر دیے۔

اسلام کی مذکورہ تعلیم میں بڑا اعتدال و توازن ہے' لڑکی کو تاکید ہے کہ والدین نے اسے پالا پوسا ہے' اس کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کیا ہے' وہ مستقبل میں بھی جب کہ وہ اپنی نوجوان بچی کو دوسرے خاندان میں بھیج رہے ہیں' اس کیلئے روشن امکانات دیکھ رہے ہیں اور اس کی روشنی ہی میں انہوں نے اس کے مستقبل کا فیصلہ کیا ہے' اس لیے وہ اپنے محسن' خیر خواہ اور مشفق و ہمدرد والدین کے فیصلے کو رضامندی سے قبول کر لے۔ دوسری طرف والدین کو لڑکی پر جبر کرنے اور اس کی رضامندی حاصل کیے بغیر اس کی شادی کرنے سے منع کر دیا ہے۔ اگر کوئی ولی بالجبر ایسا کرنے کی کوشش کرتا ہے تو فقہاء نے ایسے ولی کو ولیٔ عاضل (غیر مشفق) قرار دے کر ولیٔ ابعد کو آگے بڑھ کر اس کی شادی کرنے کی تلقین کی ہے' ولیٔ ابعد بھی کسی وجہ سے اس کا اہتمام کرنے سے قاصر ہو تو عدالت یا پنچایت یہ فریضہ سرانجام دے گی۔

آج کل عدالتوں میں نوجوان لڑکیوں کے از خود نکاح کرنے کے جو مقدمات پیش ہو رہے ہیں' ان میں مذکورہ دو صورتوں میں سے کسی ایک صورت کا تعین اور تحقیق کیے بغیر' صرف اس بنیاد پر فیصلہ کرنا یا بعض علماء کا فتویٰ دینا کہ نوجوان لڑکی ولایت کی محتاج نہیں ہے' اس لیے یہ نکاح جائز ہے۔ قرآن وحدیث کی رو سے اور صحابہ ﷺ اور جمہور علماء و فقہاء کے مسلک کی روشنی میں بالکل غلط ہے۔ عدالتیں' اگر قرآن وحدیث کو اپنا حَکَم مانتی ہیں تو وہ ایسا فیصلہ دینے کی مجاز نہیں اور علماء بھی اگر ﴿فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ﴾ (النساء:۵۹) ''اگر تمہارے درمیان کسی چیز کی بابت جھگڑا ہو جائے تو اسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دو۔'' پر صدق دل سے عمل کرنا چاہتے ہیں تو انہیں بھی مذکورہ نکاحوں کے جواز کا مطلقاً فتویٰ دینے سے گریز کرنا چاہیے' کیونکہ ولی کی اجازت کے بغیر کوئی نکاح صحیح نہیں ہے۔ ولیٔ جابر یا عاضل ہو گا تو ولیٔ ابعد یا عدالت نکاح کرائے گی۔ لیکن کسی بالغ لڑکی کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ بھاگ کر یا چھپ کر اپنا نکاح خود کر لے۔ (مزید تفصیل کیلئے دیکھئے: حافظ صلاح الدین یوسف کی تالیف ''مفرور لڑکیوں کا نکاح اور ہماری عدالتیں'' مطبوعہ دار السلام)

**۲۰۸۳- حَدَّثَنا** مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنا سُفْيَانُ: حدثنا ابنُ جُرَيْجٍ عَنْ

**۲۰۸۳-** حضرت عائشہ ؓ کا بیان ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس عورت نے اپنے ولی کی اجازت

**۲۰۸۳- تخريج:** [صحيح] أخرجه الترمذي، النكاح، باب ماجاء لا نكاح إلا بولي، ح: ۱۱۰۲ من حديث سفيان به، وقال: "حسن"، ورواه ابن ماجه، ح: ۱۸۷۹، وصححه ابن حبان، ح: ۱۲۴۸، والحاكم على شرط الشيخين: ۲/ ۱۶۸ * ابن جريج سمعه من سليمان بن موسٰى، والزهري سمعه من عروة، وأعل بما لا يقدح.

سُلَيْمانَ بنِ مُوسَى، عن الزُّهْرِيِّ، عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: قال رَسُولُ الله ﷺ: «أَيُّمَا امْرَأَةٍ نَكَحَتْ بِغَيْرِ إِذْنِ مَوَالِيهَا فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ» ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، «فَإِنْ دَخَلَ بِهَا فالْمَهْرُ لَها بِمَا أَصَابَ مِنْهَا فَإِنْ تَشَاجَرُوا فالسُّلْطَانُ وَلِيُّ مَنْ لَا وَلِيَّ لَهُ».

کے بغیر نکاح کیا' اس کا نکاح باطل ہے۔ تین بار فرمایا۔ اگر شوہر اس سے صحبت کر لے تو اس کو مہر دینا پڑے گا بسبب اس کے جو اس نے اس سے فائدہ حاصل کیا۔ اگر (ولیوں کا) جھگڑا ہو جائے تو حاکم ولی ہے اس کا جس کا کوئی ولی نہ ہو۔''

٢٠٨٤- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ: حَدَّثَنا ابنُ لَهِيعَةَ عنْ جَعْفَرٍ - يَعْنِي ابنَ رَبِيعَةَ - عنِ ابنِ شِهَابٍ، عنْ عُرْوَةَ، عنْ عَائِشَةَ عنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَاهُ.

۲۰۸۴- حضرت عائشہ ؓ نے نبی ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: جَعْفَرٌ لَمْ يَسْمَعْ مِنَ الزُّهْرِيِّ، كَتَبَ إِلَيْهِ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ جعفر بن ربیعہ نے زہری سے سنا نہیں بلکہ (یہ حدیث) انہوں نے اس کی طرف لکھ بھیجی تھی۔

٢٠٨٥- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ قُدَامَةَ بنِ أَعْيَنَ: حَدَّثَنا أَبُو عُبَيْدَةَ الْحَدَّادُ عن يُونُسَ، وَإِسْرَائِيلَ عن أبي إسْحَاقَ، عن أبي بُرْدَةَ، عن أبي مُوسَى أنَّ النَّبيَّ ﷺ قال: «لَا نِكَاحَ إلَّا بِوَلِيٍّ».

۲۰۸۵- حضرت ابوموسیٰ ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ولی کے بغیر کوئی نکاح نہیں۔''

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهُوَ يُونُسُ عنْ أبي بُرْدَةَ وَإِسْرَائِيلُ عنْ أبي إسْحَاقَ، عن أبي بُرْدَةَ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں: اس سند میں یونس نے ابوبردہ ؒ سے۔ اور اسرائیل نے ابواسحٰق سے اور انہوں نے ابوبردہ سے روایت کی ہے۔

٢٠٨٤_ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق، وأخرجه ابن عبدالبر في التمهيد: ١٩/ ٨٧ من حديث أبي داود به.

٢٠٨٥_ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، النكاح، باب ماجاء لا نكاح إلا بولي، ح: ١١٠١ من حديث إسرائيل به، ورواه ابن ماجه، ح: ١٨٨١، وانظر الحديثين السابقين.

٢٠٨٦- حَدَّثَنا مُحمَّد بنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ : حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عنْ مَعْمَرٍ، عن الزُّهْرِيِّ، عن عُرْوَةَ بنِ الزُّبَيْرِ، عنْ أُمِّ حَبِيبَةَ : أَنَّهَا كَانَتْ عِنْدَ ابنِ جَحْشٍ فَهَلَكَ عَنْهَا وَكَانَ فِيمَنْ هَاجَرَ إِلَى أَرْضِ الحَبَشَةِ فَزَوَّجَهَا النَّجَاشِيُّ رَسُولَ الله ﷺ وَهِيَ عِنْدَهُمْ.

۲۰۸۶- جناب عروہ بن زبیر رحمہ اللہ ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے متعلق بتاتے ہیں کہ یہ پہلے ابن جحش کی زوجیت میں تھیں' وہ فوت ہو گیا اور وہ ان لوگوں میں سے تھا جو حبشہ کی جانب ہجرت کر کے گئے تھے' تو نجاشی نے ان کا نکاح رسول اللہ ﷺ سے کر دیا جبکہ یہ ان کے ہاں (حبشہ ہی میں) تھیں۔

فوائد و مسائل: ① عورت از خود اپنا نکاح نہیں کر سکتی۔ ولی کا ہونا صحت نکاح کے لیے لازمی شرط ہے۔ ایسی تمام آیات واحادیث جن میں ''نکاح کی نسبت عورتوں کی طرف ہے۔'' وہ ان صحیح احادیث کی روشنی میں ''ولی'' کے ساتھ مخصوص ہیں۔ یہ ضرور ہے کہ زندگی کے اس اہم فیصلے میں ان پر جبر نہیں کیا جا سکتا۔ ان کی رضامندی بلکہ بیوہ سے بالوضاحت مشورہ از بس ضروری ہے۔ ② ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا پہلا خاوند (عبیداللہ بن جحش) مسلمان ہو کر حبشہ ہجرت کر گیا تھا مگر وہاں جا کر مرتد ہو گیا اور نصرانی بن گیا تھا۔ (حدیث:۲۱۰۷) ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے متعلق آتا ہے کہ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ ایک آنے والا آیا اور اس نے ان کو ''ام المومنین'' کہہ کر مخاطب کیا اور کہتی ہیں کہ میں گھبرا سی گئی اور اس خواب کی تعبیر یہ کی کہ ان شاء اللہ رسول اللہ ﷺ مجھ سے نکاح کریں گے۔ چنانچہ جب میری عدت ختم ہو گئی تو اچانک نجاشی کا پیغامبر دروازے پر آیا۔ دیکھا تو وہ اس کی خادمہ تھی جس کا نام ابرہہ تھا جو بادشاہ کے لباس اور عطریات کا اہتمام کرتی تھی۔ اس نے کہا کہ بادشاہ نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے لکھا ہے کہ وہ تمہارا نکاح رسول اللہ ﷺ سے کر دے۔ میں نے کہا: اللہ تمہیں اس بشارت پر جزائے خیر دے۔ کہنے لگی کہ اپنا وکیل بنا دیں۔ چنانچہ میں نے خالد بن سعید بن العاص کو اپنا وکیل بنایا۔ سیرت یعمری میں ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ان کے وکیل تھے۔ چنانچہ نجاشی رحمہ اللہ نے حق مہر ادا کیا اور چار سو مثقال سونا اور بعد ازاں ولیمہ بھی کھلایا۔ بعد ازاں حضرت شرحبیل بن حسنہ کی معیت میں ان کو مدینے بھیج دیا گیا۔ (بذل المجہود) اس قصے میں نجاشی رحمہ اللہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے وکیل تھے اور خالد بن سعید یا عثمان رضی اللہ عنہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے ولی اور وکیل بنے۔ نجاشی رحمہ اللہ جو سلطانِ وقت تھے ان کو بھی ولی سمجھا جا سکتا ہے۔ حضرت عثمان کا ذکر صحیح نہیں لگتا کیونکہ وہ اس وقت حبشہ میں نہ تھے بلکہ پہلی ہجرت حبشہ کے بعد جلد ہی واپس آ گئے تھے۔



## (المعجم ١٩، ٢٠) - بَابٌ: فِي الْعَضْلِ (التحفة ٢١)

## باب:۱۹، ۲۰- عورتوں کو نکاح سے منع کرنا (کیسا ہے؟)

٢٠٨٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، النكاح، باب القسط في الأصدقة، ح: ٣٣٥٢ من حديث معمر به، وللحديث شواهد كثيرة * الزهري مدلس وعنعن.

۲۰۸۷- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ المُثَنّى: حدَّثَني أبُو عامِرٍ: حَدَّثَنا عَبّادُ بن رَاشِدٍ عن الْحَسَنِ: حَدَّثَني مَعْقِلُ بنُ يَسارٍ قال: كَانَتْ لِي أُخْتٌ تُخْطَبُ إلَيَّ فأَتَانِي ابنُ عَمٍّ لِي فأَنْكَحْتُها إيَّاهُ ثُمَّ طَلَّقَهَا طَلاقًا لَهُ رَجْعَةٌ ثُمَّ تَرَكَهَا حَتَّى انْقَضَتْ عِدَّتُها، فَلَمَّا خُطِبَتْ إلَيَّ أَتَانِي يَخْطُبُها، فَقُلْتُ: لَا وَاللهِ! لا أُنْكِحُهَا أَبَدًا. قال: فَفِيَّ نَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ ﴿وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَن يَنكِحْنَ أَزْوَٰجَهُنَّ﴾ [البقرة: ۲۳۲] الآيَةَ. قال: فكَفَّرْتُ عن يَمِينِي فأَنْكَحْتُهَا إيَّاهُ.

۲۰۸۷- حضرت معقل بن یسار ؓ بیان کرتے ہیں کہ میری بہن تھی، مجھے اس کے سلسلے میں پیغام آتے رہے۔ میرا چچا زاد میرے پاس آیا تو میں نے اس کا نکاح اس سے کر دیا۔ مگر اس نے طلاق دے دی رجعی طلاق، پھر اسے چھوڑے رہا حتیٰ کہ اس کی عدت ختم ہوگئی۔ پھر دوبارہ جب مجھے اس کے نکاح کے پیغام آئے تو وہ پھر میرے پاس اس کا پیغام لے کر آ گیا۔ میں نے کہا: قسم اللہ کی! میں کبھی بھی تجھ سے اس کا نکاح نہیں کروں گا۔ بیان کرتے ہیں کہ پھر میرے ہی بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: ﴿وَ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَنْ يَّنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ......﴾ ''اور جب تم عورتوں کو طلاق دو، پھر وہ پوری کرلیں اپنی عدت، تو نہ روکو انہیں اس سے کہ نکاح کرلیں اپنے ان ہی خاوندوں سے، جبکہ وہ آپس میں راضی ہوں دستور کے موافق۔ یہ نصیحت کی جاتی ہے اسے جو تم میں سے اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے۔ یہ تمہارے لیے بہتر اور پاکیزہ ہے۔ اور اللہ جانتا ہے، تم نہیں جانتے۔'' کہتے ہیں کہ پھر میں نے اپنی قسم کا کفارہ ادا کیا اور اس سے نکاح کر دیا۔



فوائد و مسائل: ① اگر عورت شرع و اخلاق کی حدود میں رہتے ہوئے کہیں نکاح کا عندیہ دے تو اس کی رائے کا احترام کرنا چاہیے۔ شرع و اخلاق سے باہر نکلنا تو کسی طرح بھی اسلامی معاشرے میں قابل قبول نہیں ہو سکتا۔ نیز یہ واقعہ ثابت کرتا ہے کہ ''ولی کے بغیر نکاح نہیں'' حالانکہ آیت کریمہ کے ظاہر الفاظ میں نکاح کی نسبت عورتوں کی طرف ذکر ہوئی ہے۔ ② ہمارے معاشرے میں عورتیں بالعموم بعض اسباب کے تحت اپنی اس ضرورت (نکاح ثانی) کا اظہار نہیں کرتی ہیں۔ اس لیے اولیاء کے ذمے ہے کہ ان کی اس فطری، شرعی اور اخلاقی ضرورت کا احساس کریں۔ اس

---

۲۰۸۷ـ تخريج: أخرجه البخاري، التفسير، باب:﴿وإذا طلقتم النساء فبلغن أجلهن ...﴾ الخ"، ح:٤٥٢٩ من حديث أبي عامر به.

طرح عورت کو مادی ومعاشرتی تحفظ ملتا ہے اور ایک شرعی فریضہ ادا ہوتا ہے۔ تعجب ہے کہ اس نام نہاد ترقی یافتہ دور میں بہت سے مسلمان نکاح ثانی کو بہت برا سمجھتے ہیں۔ چاہیے کہ اس سنت کا احیاء ہو جیسے کہ سید احمد شہید اور اسمٰعیل شہید ؒ نے کیا تھا۔ ③ جب آدمی جذبات میں آ کر کوئی غلط قسم اٹھالے تو کفارہ دے اور صحیح عمل اختیار کرے۔

(المعجم ٢٠، ٢١) - **بَابٌ: إِذَا أَنْكَحَ الْوَلِيَّانِ** (التحفة ٢٢)

**باب:٢٠، ٢١-جب دو ولی کسی عورت کا نکاح کردیں تو؟**

٢٠٨٨- **حَدَّثَنَا** مُسْلِمُ بنُ إبراهِيمَ: حَدَّثَنا هِشَامٌ؛ ح: وحَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنا هَمَّامٌ؛ ح: وَحَدَّثَنا مُوسَى ابنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ المعنى عن قَتَادَةَ، عن الْحَسَنِ، عن سَمُرَةَ عن النَّبيِّ ﷺ قال: «أَيُّمَا امْرَأَةٍ زَوَّجَهَا وَلِيَّانِ فَهِيَ لِلأَوَّلِ مِنْهُمَا، وَأَيُّمَا رَجُلٍ بَاعَ بَيْعًا مِنْ رَجُلَيْنِ فَهُوَ لِلأَوَّلِ مِنْهُمَا».

٢٠٨٨-حضرت سمرہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب دو ولی کسی عورت کا نکاح کردیں تو یہ ان میں سے پہلے والے کے لیے ہوگی۔ اور جب کسی شخص نے ایک چیز کا دو آدمیوں سے سودا کردیا ہو تو یہ پہلے والے کی ہوگی۔“

(المعجم ٢١، ٢٢) - **بَابٌ: فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَن تَرِثُوا النِّسَاءَ كَرْهًا وَلَا تَعْضُلُوهُنَّ﴾** [النساء: ١٩] (التحفة ٢٣)

**باب:٢١، ٢٢-آیت کریمہ: ﴿لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَاءَ كَرْهًا وَلَا تَعْضُلُوهُنَّ﴾**

٢٠٨٩- **حَدَّثَنَا** أَحْمَدُ بنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنا أَسْبَاطُ بنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنا الشَّيْبَانِيُّ عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ، قال

٢٠٨٩-حضرت ابن عباس ؓ نے آیت کریمہ ﴿لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَاءَ كَرْهًا وَلَا تَعْضُلُوهُنَّ﴾ کی تفسیر میں فرمایا: جب کوئی آدمی مرجاتا تھا تو اس کے

**٢٠٨٨_ تخريج:** [حسن] أخرجه الترمذي، النكاح، باب ماجاء في الوليين يزوجان، ح: ١١١٠، والنسائي، ح: ٤٦٨٦، وابن ماجه، ح: ٢١٩٠ من حديث قتادة به * رواية الحسن عن سمرة من كتابه، والرواية عن الكتاب صحيحة عند جمهور المحدثين.

**٢٠٨٩_ تخريج:** أخرجه البخاري، التفسير، سورة النساء، باب: ﴿لا يحل لكم أن ترثوا النساء كرهًا . . .﴾الخ"، ح: ٤٥٧٩ وح: ٦٩٤٨ من حديث أسباط بن محمد به.

الشَّيْبَانِيُّ: وَذَكَرَهُ عَطَاءٌ أَبُو الْحَسَنِ السُّوَائِيُّ وَلا أَظُنُّهُ إِلَّا عن ابنِ عَبَّاسٍ في هٰذِهِ الآيَةِ: ﴿لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَن تَرِثُوا۟ ٱلنِّسَآءَ كَرْهًا ۖ وَلَا تَعْضُلُوهُنَّ﴾ قال: كَانَ الرَّجُلُ إِذَا مَاتَ كَانَ أَوْلِيَاؤُهُ أَحَقَّ بِامْرَأَتِهِ مِنْ وَلِيِّ نَفْسِهَا إِنْ شَاءَ بَعْضُهُمْ زَوَّجَهَا أَوْ زَوَّجُوهَا وَإِنْ شَاءُوا لم يُزَوِّجُوهَا، فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ في ذٰلِكَ.

وارث اس عورت کے اپنے ولی سے بھی زیادہ اس کے حقدار بن جاتے تھے۔ اگر ان میں سے کوئی چاہتا تو خود ہی اس سے نکاح کر لیتا یا جس سے وہ چاہتے اس کا نکاح کر دیتے تھے۔ اور اگر چاہتے تو اس کا نکاح ہی نہ کرتے تو اس سلسلے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

۲۰۹۰- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ مُحمَّدِ بْنِ ثَابِتٍ المَرْوَزِيُّ: حَدَّثَني عَلِيُّ بنُ حُسَيْنٍ عن أَبِيهِ، عن يَزِيدَ النَّحْوِيِّ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: ﴿لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَن تَرِثُوا۟ ٱلنِّسَآءَ كَرْهًا ۖ وَلَا تَعْضُلُوهُنَّ لِتَذْهَبُوا۟ بِبَعْضِ مَآ ءَاتَيْتُمُوهُنَّ إِلَّآ أَن يَأْتِينَ بِفَٰحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۚ﴾ وَذٰلِكَ أَنَّ الرَّجُلَ كَان يَرِثُ امْرَأَةَ ذِي قَرَابَتِهِ فَيَعْضُلُهَا حَتَّى تَمُوتَ أَوْ تَرُدَّ إِلَيْهِ صَدَاقَهَا، فأَحْكَمَ اللهُ عن ذٰلِكَ وَنَهَى عن ذٰلِكَ.

۲۰۹۰-حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کریمہ: ﴿لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَاءَ كَرْهًا وَلَا تَعْضُلُوهُنَّ لِتَذْهَبُوا بِبَعْضِ مَا اٰتَيْتُمُوهُنَّ اِلَّا اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ﴾ کی تفسیر میں مروی ہے کہ آدمی اپنے قریبی کی وراثت میں اس کی بیوی کا بھی وارث بن جاتا تھا اور اسے روکے رکھتا تا آنکہ وہ مر جاتی یا اسے اپنا حق مہر واپس کرتی تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس عمل سے منع فرما دیا۔

فائدہ: [أَحْكَمَ اللّٰهُ عَنْ ذٰلِكَ] کے معنی ہیں' اللہ نے اس سے روک دیا۔ کہتے ہیں: [أَحْكَمْتُ فُلَانًا......] میں نے اسے روک دیا اسی طرح حاکم کو بھی حاکم اسی لیے کہا جاتا ہے کہ وہ ظلم سے روکتا ہے۔ (النهاية لابن الاثير)

۲۰۹۱- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ شَبُّويَه المَرْوَزِيُّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ عُثْمانَ عن عِيسَى بنِ عُبَيْدٍ، عن عُبَيْدِالله مَوْلَى عُمَرَ، عن الضَّحَّاكِ بِمَعْنَاهُ قال: فَوَعَظَ اللهُ ذٰلِكَ.

۲۰۹۱-عبیداللہ (مولیٰ عمر) نے ضحاک سے اس کے ہم معنی بیان کیا اور لفظ یہ تھے: ﴿فَوَعَظَ اللّٰهُ ذٰلِكَ﴾ ''اللہ نے اس بارے میں نصیحت فرمائی۔''

۲۰۹۰ـ تخريج: [إسناده حسن] انظر، ح: ۱۳۰٤.

۲۰۹۱ـ تخريج: [إسناده ضعيف] من أجل جهالة عبيدالله، والحديث السابق يغني عنه.

فائدہ: بیوہ عورت کا بالجبر نکاح نہیں کیا جا سکتا' اس کا عندیہ لینا' جس میں صراحت ہو' ضروری ہے۔ جیسے کہ اگلے ابواب میں آ رہا ہے۔

## (المعجم ٢٢، ٢٣) - بَابٌ: فِي الاسْتِيمَارِ (التحفة ٢٤)

## باب: ۲۲' ۲۳- نکاح کے سلسلے میں لڑکی سے مشورہ کرنا

٢٠٩٢- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إبراهِيمَ: حَدَّثَنا أَبَانُ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن أبي سَلَمَةَ، عن أبي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «لا تُنْكَحُ الثَّيِّبُ حَتَّى تُسْتَأْمَرَ وَلَا الْبِكْرُ إِلَّا بِإِذْنِهَا». قالُوا: يَارَسُولَ الله! وَمَا إِذْنُهَا؟ قال: «أَنْ تَسْكُتَ».

۲۰۹۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ بلاشبہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''بیوہ کا نکاح نہ کیا جائے حتیٰ کہ اس سے مشورہ کر لیا جائے۔ اور کنواری کا نکاح نہ کیا جائے مگر اس کی اجازت سے۔'' صحابہ کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! اس کی اجازت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''یہی کہ خاموش رہے۔''

٢٠٩٣- حَدَّثَنا أَبُو كَامِلٍ: حَدَّثَنا يَزِيدُ يَعني ابنَ زُرَيْعٍ؛ ح: وَحَدَّثَنا مُوسَى ابنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ المَعنى: حَدَّثَني مُحَمَّدُ بنُ عَمْرٍو: حَدَّثَنا أَبُو سَلَمَةَ عن أَبي هُرَيْرَةَ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «تُسْتَأْمَرُ الْيَتِيمَةُ في نَفْسِهَا، فإنْ سَكَتَتْ فَهُوَ إِذْنُهَا، وَإِنْ أَبَتْ فَلَا جَوَازَ عَلَيْهَا» وَالإِخْبَارُ في حَدِيثِ يَزِيدَ.

۲۰۹۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یتیم لڑکی سے (نکاح کے سلسلے میں) اس کی اپنی ذات کے بارے میں مشورہ کیا جائے۔ اگر وہ خاموش رہے تو یہ اس کی اجازت ہے اور اگر انکار کر دے تو اس پر جبر جائز نہیں۔''

یزید بن زریع کی سند میں ''اخبرنا'' کا صیغہ استعمال ہوا ہے۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وكَذَلِكَ رَوَاهُ أَبُو خالِدٍ سُلَيْمانُ بنُ حَيَّانَ وَمُعَاذُ بنُ مُعَاذٍ

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابوخالد سلیمان بن حیان اور معاذ بن معاذ نے محمد بن عمرو سے ایسے ہی



---

٢٠٩٢ـ تخريج: أخرجه البخاري، الحيل، باب: في النكاح، ح: ٦٩٧٠، والنكاح، باب: لا ينكح الأب وغيره البكر والثيب إلا برضاهما، ح: ٥١٣٦، ومسلم، النكاح، باب استيذان الثيب في النكاح بالنطق والبكر بالسكوت، ح: ١٤١٩ من حديث يحيى بن أبي كثير به.

٢٠٩٣ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٨٤ من حديث حماد بن سلمة به، ورواه الترمذي، ح: ١١٠٩، والنسائي، ح: ٣٢٧٢، وقال الترمذي: "حسن"، وصححه ابن حبان، ح: ١٢٣٩، ١٢٤٠.

عن مُحمَّدِ بنِ عَمْرٍو.

روایت کیا ہے۔

٢٠٩٤- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنا ابنُ إدْرِيسَ عن مُحمَّدِ بنِ عَمْرٍو بِهذَا الحدِيثِ بإسْنَادِهِ. زَادَ فيه قال: «فإنْ بَكَتْ أَوْ سَكَتَتْ» زَادَ: «بَكَتْ».

۲۰۹۴-محمد بن عمرو نے یہ حدیث اپنی سند سے روایت کی اور اس نے کہا: ﴿فَإنْ بَكَتْ أو سَكَتَتْ﴾ ''اگر وہ روپڑے یا خاموش رہے۔'' اس نے ''بَكَتْ'' کے لفظ کا اضافہ کیا (روپڑے۔)

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَلَيْسَ «بَكَتْ» بِمَحفُوظٍ، وَهُوَ وَهَمٌ في الحدِيثِ. الْوَهَمُ من ابنِ إدْرِيسَ أوْ من مُحمَّدِ بنِ الْعَلَاءِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ لفظ ''بَكَتْ'' محفوظ نہیں' وہم ہے جو ابن ادریس سے ہوا ہے یا محمد بن علاء سے۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ أَبُو عَمْرٍو ذَكْوَانُ عن عَائِشَةَ قالتْ: يَارَسُولَ الله! إنَّ الْبِكْرَ تَسْتَحِي أَنْ تَتَكَلَّمَ، قال: «سُكَاتُها إقْرَارُها».

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو ابوعمرو ذکوان نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا' وہ کہتی ہیں کہ (میں نے کہا:) اے اللہ کے رسول! کنواری لڑکی تو بات کرنے سے حیا کرتی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اس کا خاموش رہنا ہی اس کا اقرار ہے۔''

٢٠٩٥- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا مُعَاوِيَةُ بنُ هِشَامٍ عن سُفْيَانَ، عن إسْمَاعِيلَ بنِ أُمَيَّةَ، حَدَّثَني الثِّقَةُ عن ابنِ عُمَرَ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «آمِرُوا النِّسَاءَ في بَنَاتِهِنَّ».

۲۰۹۵-حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے وارد ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لڑکیوں کے سلسلے میں عورتوں سے (ان کی ماؤں سے) مشورہ کرلیا کرو۔''

ملحوظہ: یہ اثر سنداً کمزور ہے مگر حقیقت یہی ہے کہ مائیں اپنی بچیوں کی بہت عمدہ راز دار ہوتی ہیں اور بچیاں بالعموم اپنے دل کی بات ماؤں کے سامنے پیش کردیتی ہیں۔ اور مذکورہ بالا نبوی ارشادات اسلام میں عورتوں کے حقوق کی اہمیت کی عظیم دلیل ہیں، جو اسلام نے انہیں ڈیڑھ ہزار سال پہلے ہی عطا فرما دیے ہوئے ہیں۔ نام نہاد تہذیبِ نَو نے

---

**٢٠٩٤ـ تخريج**: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٧/ ١٢٢ من حديث أبي داود به، حديث ذكوان، رواه البخاري، ح: ٥١٣٧، ٦٩٤٦، ٦٩٧١، ومسلم، ح: ١٤٢٠.

**٢٠٩٥ـ تخريج**: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٤ من حديث سفيان الثوري به * الثقة لم أعرفه.

ان کو کیا حقوق دیتے ہیں؟ یہ تو انہیں بےلباس کرنے اور بکاؤ مال (شوپیس) بنانے پر تلی ہوئی ہے۔

(المعجم ٢٣، ٢٤) - **بَابٌ: فِي الْبِكْرِ يُزَوِّجُها أَبُوهَا وَلَا يَسْتَأْمِرُهَا** (التحفة ٢٥)

باب:۲۳، ۲۴- اگر باپ کنواری لڑکی کا اس سے مشورہ کیے بغیر نکاح کر دے تو؟

٢٠٩٦- **حَدَّثَنا** عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا حُسَيْنُ بنُ مُحمَّدٍ: حَدَّثَنا جَرِيرُ بنُ حَازِمٍ عن أَيُّوبَ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابن عَبَّاسٍ: أَنَّ جَارِيَةً بِكرًا أَتَتِ النَّبيَّ ﷺ فَذَكَرَتْ أَنَّ أَبَاهَا زَوَّجَها وَهِيَ كَارِهَةٌ فَخَيَّرَهَا النَّبيُّ ﷺ.

۲۰۹۶- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ ایک جوان کنواری لڑکی نبی ﷺ کے پاس آئی۔ اس نے بتایا کہ اس کے باپ نے اس کی شادی کر دی ہے مگر میں اسے ناپسند کرتی ہوں۔ تو نبی ﷺ نے اسے اختیار دے دیا۔

٢٠٩٧- **حَدَّثَنا** مُحمَّدُ بنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ عن أَيُّوبَ، عن عِكْرِمَةَ عن النَّبيِّ ﷺ بِهٰذَا الْحَدِيثِ.

قالَ أَبُو دَاوُدَ: لَمْ يَذْكُرِ ابنَ عَبَّاسٍ وَهٰكَذَا رَوَاهُ النَّاسُ مُرْسَلًا مَعْرُوفٌ.

۲۰۹۷- عکرمہ نبی ﷺ سے یہی روایت بیان کرتے ہیں۔ امام ابو داود ؒ نے کہا کہ (عکرمہ نے) ابن عباس ؓ کا نام ذکر نہیں کیا' اور محدثین کے ہاں اس روایت کو اسی طرح مرسل روایت کرنا ہی معروف ہے۔

**فائدہ:** باپ کو روا نہیں کہ جوان بیٹی کا عندیہ لیے بغیر اس کا نکاح کر دے۔ جبر کی صورت میں اسے حق حاصل ہے کہ قاضی کے سامنے اپنا مقدمہ پیش کر دے اور قاضی تحقیق احوال کے بعد شرعی تقاضوں کے مطابق فیصلہ دے۔ اگر باپ یا ولی کا فیصلہ بےمحل ہو تو قاضی ایسے نکاح کو فسخ کر سکتا ہے۔

(المعجم ٢٤، ٢٥) - **بَابٌ: فِي الثَّيِّبِ** (التحفة ٢٦)

باب:۲۴، ۲۵- بیوہ کا مسئلہ

٢٠٩٨- **حَدَّثَنا** أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ

۲۰۹۸- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے'



---

٢٠٩٦- **تخريج**: [حسن] أخرجه ابن ماجه، النكاح، باب من زوج ابنته وهي كارهة، ح: ١٨٧٥ من حديث حسين ابن محمد المروذي به، وللحديث شواهد.

٢٠٩٧- **تخريج**: [حسن] انظر الحديث السابق.

٢٠٩٨- **تخريج**: أخرجه مسلم، النكاح، باب استيذان الثيب في النكاح بالنطق والبكر بالسكوت، ح: ١٤٢١ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٥٢٤.

وَعَبْدُالله بنُ مَسْلَمَةَ قالَا: حَدَّثَنا مَالِكٌ عن عَبْدِ الله بن الْفَضْلِ، عن نَافِعِ بن جُبَيْرٍ، عن ابن عَبَّاسٍ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «الْأَيِّمُ أَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيِّهَا وَالْبِكْرُ تُسْتَأْمَرُ في نَفْسِهَا وَإِذْنُهَا صُمَاتُهَا» وَهٰذَا لَفْظُ الْقَعْنَبِيِّ.

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیوہ اپنی ذات کے بارے میں اپنے ولی کی بہ نسبت زیادہ حق دار ہے۔ اور کنواری سے بھی اس کے اپنے بارے میں مشورہ کیا جائے، اس کی اجازت اس کی خاموشی ہے۔'' اور یہ لفظ قعنبی (عبداللہ بن مسلمہ) کے ہیں۔

**٢٠٩٩- حَدَّثَنا** أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا سفْيَانُ عن زِيَادِ بن سَعْدٍ، عن عَبْدِ الله بنِ الْفَضْلِ بإسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ قالَ: «الثَّيِّبُ أَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيِّهَا، وَالْبِكْرُ يَسْتَأْمِرُهَا أَبُوهَا».

٢٠٩٩- عبداللہ بن فضل نے اپنی سند سے اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کیا اور کہا: ''بیوہ اپنے ولی کی بہ نسبت' اپنے بارے میں زیادہ حق دار ہے۔ اور کنواری سے اس کا باپ مشورہ کرے۔''

قالَ أَبُو دَاوُدَ: «أبُوهَا» لَيْسَ بِمَحْفُوظٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں ابوھا ''اس کا باپ'' کا لفظ محفوظ نہیں۔

**٢١٠٠- حَدَّثَنا** الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عن صَالِحِ بنِ كَيْسَانَ، عن نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بن مُطْعِمٍ، عن ابن عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «لَيْسَ لِلْوَلِيِّ مَعَ الثَّيِّبِ أَمْرٌ وَالْيَتِيمَةُ تُسْتَأْمَرُ وَصَمْتُهَا إِقْرَارُهَا».

٢١٠٠- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ولی کو بیوہ کے معاملے میں کوئی دخل حاصل نہیں ہے۔ اور یتیم لڑکی سے مشورہ کیا جائے اور اس کی خاموشی اس کا اقرار ہے۔''

فائدہ: بیوہ جہاں کا عندیہ دے' ولی کے لیے وہیں نکاح کرنا زیادہ مستحسن ہے بشرطیکہ کوئی شرعی رکاوٹ نہ ہو۔



---

**٢٠٩٩_ تخريج:** [صحيح] أخرجه مسلم، ح: ١٤٢١/ ٦٧، وانظر الحديث السابق من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في مسند أحمد: ١/ ٢١٩، قوله: "والبكر يستأمرها أبوها" طعن فيه الدارقطني أيضًا، والقلب لا يطمئن على تعليلهما، والله أعلم.

**٢١٠٠_ تخريج:** [صحيح] أخرجه النسائي، النكاح، باب استئذان البكر في نفسها، ح: ٣٢٦٥ من حديث عبدالرزاق به، وهو في مصنفه، ح: ١٠٢٩٩.

٢١٠١- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ الْقَاسِمِ، عنْ أبِيهِ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَمُجَمِّعٍ ابْنَيْ يَزِيدَ الأَنْصَارِيَّيْنَ، عن خَنْسَاءَ بِنْتِ [خِذَامٍ] الأَنْصَارِيَّةِ: أَنَّ أَبَاها زَوَّجَها وَهِيَ ثَيِّبٌ فَكَرِهَتْ ذٰلِكَ فَجَاءَتْ رَسُولَ الله ﷺ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهُ فَرَدَّ نِكَاحَها.

۲۱۰۱- حضرت خنساء بنت خِذام انصاریہ ؓ کا بیان ہے کہ اس کے والد نے اس کی شادی کر دی جبکہ وہ بیوہ تھی۔ اس نے یہ نکاح ناپسند کیا اور پھر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئی اور آپ کے سامنے اس کا ذکر کیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا نکاح رد کر دیا۔ (فسخ کر دیا)

(المعجم ٢٥، ٢٦) - **بَابٌ: فِي الأَكْفَاءِ** (التحفة ٢٧)

**باب: ۲۵، ۲۶- ازدواج میں فریقین کے کفو (ہم پلہ) ہونے کا مسئلہ**

٢١٠٢- حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَاحِدِ بنُ غِياثٍ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عَمْرٍو عنْ أبي سَلَمَةَ، عنْ أبي هُرَيْرَةَ: أَنَّ أَبا هِنْدٍ حَجَمَ النَّبيَّ ﷺ في الْيَافُوخِ فَقالَ النَّبيُّ ﷺ: «يَابَنِي بَيَاضَةَ! أَنْكِحُوا أَبا هِنْدٍ وَأَنْكِحُوا إِلَيْهِ». وَقالَ: «إِنْ كَانَ في شَيْءٍ مِمَّا تَدَاوُونَ بِهِ خَيْرٌ فالْحِجَامَةُ».

۲۱۰۲- حضرت ابو ہریرہ ؓ کی روایت ہے کہ ابو ہند نے نبی ﷺ کے سر میں سینگی لگائی۔ اور پھر آپ نے فرمایا: ''اے بنی بیاضہ! ابو ہند کا (اپنے میں سے کسی کے ساتھ) نکاح کر دو۔ اور اس سے (اس کی کسی عزیزہ کا) نکاح لے لو۔'' اور فرمایا: ''اگر تمہاری دواؤں میں سے کسی میں خیر ہے تو وہ سینگی لگانے ہی میں ہے۔''

**فوائد و مسائل:** ① اکثر علماء کے بیانات میں زوجین (میاں بیوی) کے آپس میں کفو (ہم پلہ) ہونے کا ذکر آیا ہے اور وہ ان امور کو پیش نظر رکھتے ہیں۔ دین' آزادی' نسب' کسب وصناعت' عیوب سے سلامتی اور غنا و فراخی۔ مگر امام مالک ؒ سے منقول ہے کہ بنیادی طور پر ''دین و اسلام میں ہم پلہ ہونا'' ہی معتبر ہے۔ اور یہی بات حضرت ابن عمر اور ابن مسعود ؓ اور تابعین میں سے محمد بن سیرین ؒ اور عمر بن عبدالعزیز ؒ سے منقول ہے۔ قرآن کریم نے بڑے واضح انداز میں فرمایا ہے کہ ﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ﴾ (الحجرات: ١٠) ''مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔'' اور ﴿وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ﴾ (الحجرات: ١٣) ''ہم نے

---

**٢١٠١_ تخريج:** أخرجه البخاري، النكاح، باب: إذا زوج الرجل ابنته وهي كارهة فنكاحه مردود، ح: ٥١٣٨ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٥٣٥.

**٢١٠٢_ تخريج:** [إسناده حسن] أخرجه الدارقطني: ٣/ ٣٠٠، ح: ٣٧٥٢ من حديث حماد بن سلمة به، وصححه ابن حبان، ح: ١٢٤٩، والحاكم: ٢/ ١٦٤ على شرط مسلم، ووافقه الذهبي.

تمہارے قبیلے اور خاندان بنائے' تمہارے تعارف کے لیے۔ اللہ کے ہاں تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہی ہے جو تم میں تقوی میں بڑھ کر ہے۔'' بعض افراد یا خاندانوں میں کچھ خاص عادات یا خصائل معروف ہوتے ہیں وہ اگر قابل قبول ہوں اور گھریلو زندگی میں اطمینان وسکینت میں رکاوٹ کا باعث نہ ہوں تو انہیں باہم ازدواجی تعلق کے قیام میں کسی طرح رکاوٹ نہیں بنانا چاہیے۔ ② ابوہند (یسار رضی اللہ عنہ) غلام تھے۔ نبی ﷺ نے بنی بیاضہ جیسے عربی خاندان والوں کو فرمایا کہ اس کو رشتہ دو اور اس سے رشتہ لے بھی لو۔ اس واقعہ میں یہی ثابت ہوا ہے کہ اصل کفاءت دین کی کفاءت ہے، دین کو پس پشت ڈال کر خاندانی اونچ نیچ کی کوئی حیثیت نہیں۔

(المعجم ٢٦، ٢٧) - **بَابٌ: فِي تَزْوِيجِ مَنْ لَمْ يُولَدْ** (التحفة ٢٨)

**باب:۲۶'۲۷-قبل از ولادت لڑکی کا نکاح کر دینا**

**٢١٠٣- حَدَّثَنا** الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ وَمُحمَّدُ بنُ المُثَنَّى المَعْنَى قالَا: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بنُ هَارُونَ: أخبرنا عَبْدُ الله بنُ يَزِيدَ ابنِ مِقْسَم الثَّقَفِيُّ مِنْ أَهْلِ الطَّائِفِ: حَدَّثَتْنِي سَارَّةُ بِنْتُ مِقْسَمٍ أَنَّهَا سَمِعَتْ مَيْمُونَةَ بِنْتَ كَرْدَم قالَتْ: خَرَجْتُ مَعَ أبي في حَجَّةِ رَسُولِ الله ﷺ فَرَأَيْتُ رَسُولَ الله ﷺ فَدَنَا إلَيْهِ أبي وَهُوَ عَلَى نَاقَةٍ لَهُ فَوَقَفَ لَهُ وَاسْتَمَعَ مِنْهُ، وَمَعَهُ دِرَّةٌ كَدِرَّةِ الْكُتَّابِ فَسَمِعْتُ الأَعْرَابَ وَالنَّاسَ وَهُمْ يَقُولُونَ: الطَّبْطَبِيَّةَ الطَّبْطَبِيَّةَ الطَّبْطَبِيَّةَ فَدَنَا إلَيْهِ أبي فَأَخَذَ بِقَدَمِهِ فأَقَرَّ لَهُ وَوَقَفَ عَلَيْهِ وَاسْتَمَعَ مِنْهُ، فَقال: إنِّي حَضَرْتُ جَيْشَ عَثْرَانَ، قالَ ابنُ المُثَنَّى: جَيْشُ غَثْرَانَ فَقالَ طَارِقُ ابنُ المُرَقَّعِ: مَنْ يُعْطِيني رُمْحًا بِثَوَابِهِ؟

۲۱۰۳-میمونہ بنت کردم رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں اپنے والد کے ساتھ چلی' اس حج کے موقع پر جب کہ رسول اللہ ﷺ نے حج کیا تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا' میرے والد ان کے قریب ہوئے۔ آپ علیہ السلام اپنی اونٹنی پر تھے۔ آپ ﷺ ان کی خاطر رک گئے' میرے والد نے آپ سے مفید مطلب باتیں سنیں۔ آپ کے پاس درہ تھا جیسے کہ معلم لوگوں کے پاس ہوتا ہے۔ میں نے بدویوں کو اور لوگوں کو سنا کہ وہ کہہ رہے تھے: طَبْطَبِيَّه' طَبْطَبِيَّه' طَبْطَبِيَّه (چلتے ہوئے پاؤں پڑنے کی آواز۔ طَب طَب۔ یا کوڑا مارنے کی آواز) میرے والد آپ علیہ السلام کے قریب ہوئے' آپ کے قدم مبارک پکڑ لیے' آپ کی رسالت کا اقرار کیا' آپ کے پاس کھڑے رہے اور آپ کے ارشادات سنے۔ میرے والد نے بتایا کہ میں لشکر عثران میں شریک ہوا تھا۔ ابن مثنی نے اس کو غثران کہا (غین منقوطہ کے ساتھ) (یہ دور

**٢١٠٣ـ تخريج:** [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٦/ ٣٦٦ عن يزيد بن هارون به * سارة بنت مقسم لا تعرف (تقريب).

قُلْتُ: وَمَا ثَوَابُهُ؟ قَالَ: أُزَوِّجُهُ أَوَّلَ بِنْتٍ تَكُونُ لِي فَأَعْطَيْتُهُ رُمْحِي ثُمَّ غِبْتُ عَنْهُ حَتَّى عَلِمْتُ أَنَّهُ قَدْ وُلِدَ لَهُ جَارِيَةٌ وَبَلَغَتْ ثُمَّ جِئْتُهُ، فَقُلْتُ لَهُ: أَهْلِي جَهِّزْهُنَّ إِلَيَّ فَحَلَفَ أَنْ لَا يَفْعَلَ حَتَّى أُصْدِقَ صَدَاقًا جَدِيدًا غَيْرَ الَّذِي كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ وَحَلَفْتُ أَنْ لَا أُصْدِقَ غَيْرَ الَّذِي أَعْطَيْتُهُ، فَقَال رَسُولُ الله ﷺ: «وَبِقَرْنِ أَيِّ النِّسَاءِ هِيَ الْيَوْمَ؟» قَالَ: قَدْ رَأَتِ الْقَتِيرَ. قَالَ: «أَرَى أَنْ تَتْرُكَهَا» قَالَ: فَرَاعَنِي ذٰلِكَ وَنَظَرْتُ إِلَى رَسُولِ الله ﷺ فَلَمَّا رَأَى ذٰلِكَ مِنِّي قَالَ: «لَا تَأْثَمُ وَلَا صَاحِبُكَ يَأْثَمُ».

جاہلیت کی ایک جنگ کا واقعہ ہے۔) اس دوران میں طارق بن مرقع نے کہا تھا: کون ہے جو مجھے اپنا نیزہ دے اور اس کا بدلہ پائے؟ میں نے کہا: اس کا بدلہ کیا ہے؟ کہا: میں اس کے ساتھ اپنی اس بیٹی کا نکاح کر دوں گا جو سب سے پہلے پیدا ہو گی۔ چنانچہ میں نے اس کو اپنا نیزہ دے دیا' پھر اس سے غائب رہا حتی کہ مجھے علم ہوا کہ اس کے ہاں لڑکی پیدا ہوئی ہے اور اب بالغ ہو چکی ہے۔ پھر میں اس کے پاس گیا' اور اس سے کہا کہ میرے گھر والوں (میری بننے والی بیوی) کو میری طرف تیار کر دو۔ تو اس نے قسم اٹھائی کہ وہ ایسا نہیں کرے گا حتی کہ میں اسے نیا مہر پیش کروں' بخلاف اس کے جو میرے اور اس کے درمیان ہو چکا تھا۔ اور میں نے بھی قسم اٹھالی کہ جو دے چکا ہوں بس وہی ہے اور نہیں دوں گا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ''اور اب وہ لڑکی کس عمر میں ہے؟ کہا کہ اب تو اس کے بالوں میں سفیدی آ گئی ہے۔'' آپ نے فرمایا: ''میرا خیال ہے کہ تو اسے چھوڑ دے۔'' آپ کی یہ بات مجھے پریشان کر گئی۔ اور میں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف دیکھا۔ جب آپ نے میری یہ کیفیت دیکھی تو فرمایا: ''نہ تم گناہ گار بنو اور نہ تمہارا ساتھی گناہ گار بنے۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَالقَتِيرُ: الشَّيْبُ.

ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں ''القتیر'' کا معنی بالوں کی سفیدی (بڑھاپا) ہے۔

٢١٠٤- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا ابنُ جُرَيجٍ:

۲۱۰۴- ابراہیم بن میسرہ نے بیان کیا کہ اس کی خالہ نے ایک خاتون سے خبر سنائی جو کمال کی سچی عورت

٢١٠٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٧/ ١٤٥، ١٤٦ من حديث أبي داود به * خالة إبراهيم بن ميسرة، لم أجد من وثقها.

أخبرني إبراهِيمُ بنُ مَيْسَرَةَ أَنَّ خَالَتَهُ أَخْبَرَتْهُ عن امْرَأَةٍ - قالَتْ هِيَ مُصَدَّقَةٌ امْرَأَةُ صِدْقٍ- قالَتْ: بَيْنَا أبي في غَزَاةٍ في الْجَاهِلِيَّةِ إذْ رَمِضُوا فَقَالَ رَجُلٌ: مَنْ يُعْطِيني نَعْلَيْهِ، وَأُنْكِحُهُ أَوَّلَ بِنْتٍ تُولَدُ لِي، فَخَلَعَ أبي نَعْلَيْهِ، فأَلْقَاهُمَا إلَيْهِ، فَوُلِدَتْ لَهُ جَارِيَةٌ، فَبَلَغَتْ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ، لَمْ يَذْكُرْ قِصَّةَ الْقَتِيرِ.

تھی' وہ بیان کرتی تھی کہ دور جاہلیت میں میرے والد ایک جنگ میں گئے۔ ان لوگوں کو گرمی لگنے لگی تو ایک شخص نے کہا: کون ہے جو مجھے اپنے جوتے دے دے' میں اس کا اپنی پہلی پیدا ہونے والی بیٹی سے نکاح کر دوں گا۔ چنانچہ میرے باپ نے اپنے جوتے اتار کر اس کی طرف پھینک دیے۔ پھر اس کے ہاں لڑکی پیدا ہوئی' اور بالغ ہوگئی۔ اور گزشتہ قصہ کی مانند بیان کیا مگر سفیدی ظاہر ہونے کا ذکر نہیں کیا۔

فائدہ: یہ دونوں روایات ضعیف ہیں' اس لیے ان سے کسی مسئلے کے اثبات میں دلیل نہیں لی جاسکتی۔

## (المعجم ٢٧، ٢٨) - باب الصَّدَاقِ (التحفة ٢٩)

## باب: ۲۷' ۲۸-حق مہر کے احکام ومسائل

٢١٠٥- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا عَبْدُ العَزِيزِ بنُ مُحمَّدٍ: حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ الْهَادِ عن مُحمَّدِ بنِ إبراهِيمَ، عن أبي سَلَمَةَ قالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عن صَدَاقِ رَسُولِ الله ﷺ فَقَالَتْ: ثِنْتا عَشْرَةَ أُوقِيَّةً وَنَشٌّ، فَقُلْتُ: وَمَا نَشٌّ؟ قَالتْ: نِصْفُ أُوقِيَّةٍ.

۲۱۰۵- ابوسلمہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ ؓ سے رسول اللہ ﷺ کے حق مہر کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ بارہ اوقیہ اور نش۔ میں نے کہا: نش کیا ہے؟ انہوں نے کہا: آدھا اوقیہ۔

فائدہ: ایک اوقیہ میں چالیس درہم چاندی کے ہوتے ہیں' لہٰذا یہ مقدار پانچ سو درہم ہوئی۔ اور موجودہ معیار کے مطابق ایک درہم کا وزن 2.975 گرام اور پچھلے علماء کے حساب سے 3.06 گرام ہوتا ہے۔

٢١٠٦- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عُبَيْدٍ:

۲۱۰۶- ابوالعجفاء السلمی کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن

---

٢١٠٥ـ تخريج: أخرجه مسلم، النكاح، باب الصداق وجواز كونه تعليم قرآن وخاتم حديد . . . الخ، ح: ١٤٢٦ من حديث عبدالعزيز بن محمد الدراوردي به.

٢١٠٦ـ تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، النكاح، باب: ٢٣، ح: ١١١٤م، والنسائي، ح: ٣٣٥١ من حديث أيوب السختياني به، ورواه ابن ماجه، ح: ١٨٨٧ من حديث محمد بن سيرين به، وقال الترمذي: "حسن صحيح".

حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عنْ أَيُّوبَ، عن مُحمَّدٍ، عن أَبي الْعَجْفَاءِ السُّلَمِيِّ قَالَ: خَطَبَنَا عُمَرُ رضي الله عنه فَقالَ: أَلَا لَا تُغَالُوا بِصُدُقِ النِّسَاءِ فَإِنَّهَا لَوْ كَانَتْ مَكْرُمَةً في الدُّنْيَا أَوْ تَقْوٰى عِنْدَ الله كَانَ أَوْلَاكُمْ بِهَا النَّبِيُّ ﷺ ما أَصْدَقَ رَسُولُ الله ﷺ امْرَأَةً مِنْ نِسَائِهِ وَلَا أُصْدِقَتْ امْرَأَةٌ مِنْ بَنَاتِهِ أكْثَرَ مِنْ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ أُوقِيَّةً.

خطاب ؓ نے ہمیں خطبہ دیا اور کہا: ”خبردار! عورتوں کے سلسلے میں بھاری بھاری مہر مت باندھا کرو، اگر یہ چیز دنیا میں عزت اور اللہ کے ہاں تقوٰی کا ثبوت ہوتی تو اس میں نبی ﷺ سب سے بڑھ کر ہوتے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی کسی بیوی اور اپنی صاجزادیوں میں سے کسی کو بارہ اوقیہ سے زیادہ مہر نہیں دیا۔“

۲۱۰۷- حَدَّثنا حَجَّاجُ بن أبي يَعْقُوبَ الثَّقَفِيُّ: حَدَّثَنا مُعَلَّى بنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنا ابنُ المُبَارَكِ: حَدَّثَنا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن عُرْوَةَ، عنْ أُمِّ حَبِيبَةَ: أَنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ عُبَيْدِ الله بنِ جَحْشٍ فَمَاتَ بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ فَزَوَّجَهَا النَّجَاشِيُّ النَّبِيَّ ﷺ وَأَمْهَرَهَا عَنْهُ أَرْبَعَةَ آلَافٍ وَبَعَثَ بِهَا إِلَى رَسُولِ الله ﷺ مَعَ شُرَحْبِيلَ ابنِ حَسَنَةَ.

۲۱۰۷- ام المومنین ام حبیبہ ؓ (اپنے متعلق) بیان کرتی ہیں کہ یہ پہلے عبیداللہ بن جحش کی زوجیت میں تھیں اور وہ حبشہ جا کر فوت ہو گیا تو نجاشی نے ان کی شادی نبی ﷺ کے ساتھ کر دی اور اپنی طرف سے ان کو چار ہزار (درہم) مہر ادا کیا۔ پھر انہیں شرحبیل بن حسنہ ؓ کی معیت میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیج دیا۔

قالَ: قال أَبُو دَاوُدَ: حَسَنَةُ هِيَ أُمُّهُ.

امام ابو داود ؒ وضاحت فرماتے ہیں کہ شرحبیل بن حَسَنہ میں ”حَسَنہ“ ان کی والدہ کا نام ہے۔

**فوائد ومسائل:** ① غنی اور صاحب وسعت آدمی اپنی حیثیت کے مطابق زیادہ مہر دے تو اچھی بات ہے کوئی ناجائز نہیں۔ تاہم محض دکھاوے کی نیت سے زیادہ سے زیادہ مہر مقرر کر لینا یا کروا لینا' اور پھر اسے ادا نہ کرنا' یکسر غلط ہے۔ اسی طرح وسعت ہونے کے باوجود برائے نام مہر مقرر کرنا بھی غلط ہے۔ حق مہر کم یا زیادہ' طاقت کے مطابق

◄◄ وصححه الحاكم: ٢/ ١٠٩، ١٧٥، ١٧٦، ووافقه الذهبي * محمد بن سيرين سمعه من أبي العجفاء، رواه أحمد: ١/ ٤٨ وغيره.

**٢١٠٧ـ تخريج:** [**إسناده ضعيف**] تقدم، ح: ٢٠٨٦، وأخرجه ابن حزم في المحلّى: ٨/ ٢٤٤ من حديث أبي داود به.

ہونا چاہیے اور اس کی ادائیگی بھی ضروری ہے۔② علاوہ ازیں اس سلسلے میں کوئی دوسرا کفیل بن جائے تو درست ہے' کوئی حرج نہیں بلکہ نیکی میں تعاون ہے۔

٢١٠٨- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ حَاتِمِ بنِ بَزِيعٍ: حَدَّثَنا عَلِيُّ بنُ الْحَسَنِ بنِ شَقِيقٍ عن ابنِ الْمُبَارَكِ، عن يُونُسَ، عن الزُّهْرِيِّ: أَنَّ النَّجَاشِيَّ زَوَّجَ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ أبي سُفْيَانَ مِنْ رَسُولِ الله ﷺ عَلَى صَدَاقِ أَرْبَعَةِ آلَافِ دِرْهَمٍ، وَكَتَبَ بِذٰلِكَ إِلَى رَسُولِ الله ﷺ فَقَبِلَ.

۲۱۰۸- امام زہری رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ نجاشی نے ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہما کا رسول اللہ ﷺ سے نکاح کر دیا' اور چار ہزار درہم مہر ادا کیا۔ اور یہ خبر رسول اللہ ﷺ کو لکھ بھیجی تو آپ نے اسے قبول فرمالیا۔

فائدہ: ملاحظہ ہو فوائد گزشتہ حدیث: ۲۰۸۶-

(المعجم ٢٨، ٢٩) - **باب قِلَّةِ الْمَهْرِ** (التحفة ٣٠)

باب: ۲۸' ۲۹-حق مہر کم باندھنے کا بیان

٢١٠٩- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: أخبرنا حَمَّادٌ عن ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ وَحُمَيْدٍ، عن أَنَسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَأَى عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بنَ عَوْفٍ رضي الله عنه وَعَلَيْهِ رَدْعُ زَعْفَرَانٍ، فقال النَّبِيُّ ﷺ: «مَهْيَمْ»، قال: يَارَسُولَ الله! تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً، قال: «ما أَصْدَقْتَهَا؟» قال: وَزْنَ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ، قال: «أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ» [قَالَ أَبُو داوُدَ: النَّوَاةُ خَمْسَةُ دَرَاهِم. وَالنَّشُّ عِشْرُون. والأُوقِيَّةُ أَرْبَعُونَ].

۲۱۰۹- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ پر زعفران کے نشانات دیکھے۔ تو نبی ﷺ نے پوچھا: ''یہ کیا ہے؟'' انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے ایک عورت سے شادی کرلی ہے۔ آپ نے دریافت فرمایا: ''مہر کتنا دیا ہے؟'' کہا کہ گٹھلی کے وزن کے برابر سونا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''ولیمہ کرو اگرچہ ایک بکری ہی کا ہو۔''

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ایک نواۃ (گٹھلی) پانچ درہم کے برابر ہوتی ہے اور نش بیس درہم کا اور اوقیہ

---

٢١٠٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق، قلت: السند مرسل، والحديث السابق شاهد له.
٢١٠٩ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، النكاح، باب الرخصة في الصفرة عند التزويج، ح: ٣٣٧٥ من حديث حماد بن سلمة عن ثابت عن أنس به.

چالیس درہم کا۔

فوائد ومسائل: ① انسان کو اپنی استطاعت کے مطابق حق مہر باندھنا چاہیے جو لینا دینا آسان ہو۔ ② زعفران اور دیگر رنگدار چیزیں (پاؤڈر) مردوں کو استعمال کرنا جائز نہیں۔ ③ شادی (یا غمی کے موقع پر بھی) قریب وبعید کے عزیز واقارب کو بلا کسی اہم مقصد کے جمع کرنا کوئی سنت نہیں ہے۔ ایک چھوٹی سی بستی میں رہتے ہوئے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کی شادی ہوئی اور رسول اللہ ﷺ کو خبر بھی نہیں دی گئی۔ ④ اصل سنت ولیمہ ہے۔ حسب استطاعت جو میسر آئے بکری ہو یا کم وبیش کچھ اور جیسے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدہ صفیہ ؓ کے ولیمہ میں ستو ہی پیش فرمائے تھے۔ دیکھیے (فوائد حدیث:۳۰۵۴) ⑤ اس اعتبار سے دیکھا جائے تو ہماری شادیاں سراسر اسلامی تعلیمات کے خلاف ہیں۔ مثلاً لمبی چوڑی براتیں اور پھر ان کی پرتکلف ضیافت۔ اسی طرح ولیمے میں انواع واقسام کے کھانوں کی بھرمار اور دیگر رسومات۔ اس اسراف وتبذیر اور فضولیات کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے ”مسنون نکاح اور شادی بیاہ کی رسومات“ مطبوعہ دارالسلام ☆ تالیف: حافظ صلاح الدین یوسف)

٢١١٠- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بنُ جِبْرَائِيلَ الْبَغْدَادِيُّ: أخبرنا يَزِيدُ: أخبرنا مُوسَى ابنُ مُسْلِمِ بنِ رُومَانَ عن أبي الزُّبَيْرِ، عن جابِرِ بنِ عَبْدِ الله أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «مَنْ أَعْطَى في صَدَاقِ امْرَأَةٍ مِلءَ كَفَّيْهِ سَوِيقًا أَوْ تَمْرًا فَقَدِ اسْتَحَلَّ».

۲۱۱۰- موسیٰ بن مسلم بن رومان‘ ابوالزبیر سے‘ وہ حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے نقل کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے کسی عورت کو مہر میں دو ہاتھ بھر کر ستو دے دیے یا کھجور‘ اس نے اس کو حلال کر لیا۔“

قالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ مَهْدِيٍّ عن صَالِحِ بنِ رُومَانَ، عن أبي الزُّبَيْرِ، عن جابِرٍ مَوْقُوفًا، وَرَوَاهُ أَبُو عَاصِمٍ عن صَالِحِ بنِ رُومَانَ، عن أَبِي الزُّبَيْرِ عن جابِرٍ قال: كُنَّا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ الله ﷺ نَسْتَمْتِعُ بالْقَبْضَةِ مِنَ الطَّعَامِ عَلَى مَعْنَى الْمُتْعَةِ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ اس روایت کو عبدالرحمٰن بن مہدی نے صالح بن رومان سے‘ انہوں نے ابوالزبیر سے‘ انہوں نے جابر بن عبداللہ ؓ سے موقوف روایت کیا ہے۔ اور ابو عاصم نے صالح بن رومان سے انہوں نے ابوالزبیر سے انہوں نے جابر ؓ سے روایت میں کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں ہم ایک مٹھی طعام پر متعہ کر لیا کرتے تھے۔



٢١١٠- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٥٥، ح: ١٤٨٨٤ من حديث ابن رومان به، وهو مجهول الحال، وثقه ابن حبان وحده، حديث ابن جريج رواه مسلم، ح: ١٤٠٥/ ١٦.

قالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ ابنُ جُرَيْجٍ عن أبي الزُّبَيْرِ، عن جَابِرٍ عَلَى مَعْنَى أبي عَاصِمٍ.

امام ابو داود ؒ نے فرمایا: اس کو ابن جریج نے بواسطہ ابوالزبیر' جابر ؓ سے ابوعاصم کی طرح بیان کیا۔

فائدہ: نکاحِ متعہ خیبر سے پہلے حلال تھا' بعد میں بھی کچھ اوقات میں حلال رہا۔ مگر فتح مکہ کے موقع پر کلیتًا حرام کر دیا گیا۔ یہ قصہ نزول حرمت سے پہلے کا ہو سکتا ہے۔ اور اس میں اصل بات کم سے کم مہر کا ذکر ہے جو کہ شرعی حلال نکاح کا لازمی جزو ہے۔ متعہ کے باقی امور منسوخ کر کے حرام قرار دیے جا چکے ہیں۔ (مزید دیکھیے: فوائد حدیث:۲۰۷۳)

## (المعجم ٢٩، ٣٠) - بَابٌ: فِي التَّزْوِيجِ عَلَى الْعَمَلِ يَعْمَلُ (التحفة ٣١)

## باب:۲۹'۳۰- کسی کام اور محنت کو حق مہر ٹھہرانا

٢١١١- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن أبي حَازِمِ بنِ دِينَارٍ، عن سَهْلِ بنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ جَاءَتْهُ امْرَأَةٌ فقالَتْ: يَارَسُولَ الله! إِنِّي قَدْ وَهَبْتُ نَفْسِي لَكَ، فَقَامَتْ قِيَامًا طَوِيلًا، فَقَامَ رَجُلٌ فقال: يَارَسُولَ الله! زَوِّجْنِيهَا إنْ لَم تَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ، فقال رَسُولُ الله ﷺ: «هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ تُصْدِقُهَا إِيَّاهُ؟» قال: ما عِنْدِي إِلَّا إِزَارِي هٰذَا، فقال رَسُولُ الله ﷺ: «إِنَّكَ إنْ أَعْطَيْتَهَا إزارَكَ جَلَسْتَ لا إِزَارَ لَكَ فالْتَمِسْ شَيْئًا»، قال: لا أَجِدُ شَيْئًا، قال: «فالْتَمِسْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ»، فالْتَمَسَ فلَمْ يَجِدْ شَيْئًا، فقال لَهُ رَسُولُ الله ﷺ: «هَلْ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ شَيْءٌ؟» قال: نَعَمْ سُورَةُ كَذَا وَسُورَةُ كَذَا لِسُوَرٍ سَمَّاهَا، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ الله ﷺ:

۲۱۱۱- حضرت سہل بن سعد ساعدی ؓ کا بیان ہے کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئی اور کہنے لگی: اے اللہ کے رسول! میں اپنے آپ کو آپ کی خدمت میں ہبہ کرتی ہوں' اور پھر وہ بہت دیر کھڑی رہی۔ تب ایک آدمی اٹھا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! اگر آپ کو اس میں رغبت نہیں تو اس کی شادی مجھ سے کر دیجیے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تمہارے پاس کچھ ہے جو اسے مہر کے طور پر دے سکو؟'' کہنے لگا: میرے پاس تو بس یہ تہ بندہی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم اگر اپنا تہ بند اس کو دے دو گے تو خود تہ بند کے بغیر بیٹھ رہو گے، کوئی اور چیز ڈھونڈو۔'' کہنے لگا: میرے پاس تو اور کچھ نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا: ''ڈھونڈ لاؤ خواہ لوہے کا چھلہ ہی ہو۔'' اس نے تلاش کیا مگر اسے کچھ نہ ملا۔ تب رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا: ''کیا تمہیں قرآن سے کچھ یاد ہے؟'' کہنے لگا: ہاں' فلاں فلاں سورتیں۔ اس نے ان کے نام لیے۔ تو رسول اللہ ﷺ



٢١١١- تخريج: أخرجه البخاري، الوكالة، باب وكالة المرأة الإمام في النكاح، ح: ٢٣١٠ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٥٢٦، ورواه مسلم، ح: ١٤٢٥ من حديث أبي حازم به.

«قَدْ زَوَّجْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ».

نے فرمایا: ''اس قرآن کے عوض، جو تمہیں یاد ہے، میں اس کا نکاح تمہارے ساتھ کرتا ہوں۔''

٢١١٢- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَفْصِ بنِ عَبْدِ الله: حَدَّثَني أبي حَفْصُ بنُ عَبْدِ الله: حَدَّثَني إبراهِيمُ بنُ طَهْمَانَ عن الْحَجَّاجِ ابنِ الْحَجَّاجِ الْبَاهِلِيِّ، عن عِسْلٍ، عن عَطَاءِ بنِ أبي رَبَاحٍ، عن أَبي هُرَيْرَةَ نَحْوَ هٰذِهِ الْقِصَّةِ. لم يَذْكُرِ الإِزَارَ وَالْخَاتَمَ فَقَال: «ما تَحْفَظُ مِنَ الْقُرْآنِ؟» قال: سُورَةُ الْبَقَرَةِ أوِ الَّتي تَلِيهَا، قال: «قُمْ فَعَلِّمْهَا عِشْرِينَ آيَةً وَهِيَ امْرَأَتُكَ».

۲۱۱۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اسی قصہ کی مانند ذکر کیا۔ مگر اس میں تہ بند اور چھلے کا ذکر نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: ''تجھے قرآن کس قدر یاد ہے؟'' اس نے کہا: سورۂ بقرہ یا اس کے ساتھ والی۔ آپ نے فرمایا: ''جاؤ، اسے بیس آیتیں پڑھا دو اور یہ تمہاری بیوی ہوئی۔''

٢١١٣- حَدَّثَنا هَارُونُ بنُ زَيْدِ بنِ أبي الزَّرْقَاءِ: حَدَّثَنا أبي: حدثنا مُحمَّدُ ابنُ رَاشِدٍ عن مَكْحُولٍ نَحوَ خَبَرِ سَهْلٍ. قال: وكَانَ مَكْحُولٌ يقُولُ: لَيْسَ ذٰلِكَ لِأَحَدٍ بَعْدَ رَسُولِ الله ﷺ.

۲۱۱۳- محمد بن راشد نے مکحول سے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی روایت کی مانند بیان کیا۔ مکحول کہا کرتے تھے کہ یہ عمل رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی اور کیلئے روا نہیں ہے۔



**فوائد ومسائل:** ① پہلی حدیث (۲۱۱۱) میں اس محترمہ خاتون کا اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کے لیے بطور ہبہ پیش کرنا ایک عظیم ترین شرف حاصل کرنے کی کوشش تھی جو کامیاب نہ ہو سکی مگر رسول اللہ ﷺ از خود اس کے ولی بن گئے اور ایک صاحب قرآن سے اس کا نکاح کر دیا۔ اور مسئلہ ہبہ صرف اور صرف رسول اللہ ﷺ کے لیے مخصوص ہے، کسی اور کے لیے نہیں۔ سورۂ احزاب میں ہے: ﴿وَامْرَأَةً مُّؤْمِنَةً إِن وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ إِنْ أَرَادَ النَّبِيُّ أَن يَّسْتَنكِحَهَا خَالِصَةً لَّكَ مِن دُونِ الْمُؤْمِنِينَ﴾ (الاحزاب:۵۰) ''اور ایمان دار عورت جو اپنا نفس نبی کو ہبہ کر دے، یہ اس صورت میں کہ نبی بھی اس سے نکاح کرنا چاہے، یہ خاص طور پر صرف آپ کے لیے ہے اور مومنوں

٢١١٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ٥٥٠٦ عن أحمد بن حفص به، وهو في مشيخة إبراهيم بن طهمان، ح: ٥٠ * عسل بن سفيان ضعيف، تقدم، ح: ٦٤٣.

٢١١٣ـ تخريج: [إسناده حسن إلى مكحول] وهذا من قوله.

کے لیے نہیں۔'' ② حق مہر مال کی صورت میں ہونا ہی اولیٰ ہے۔ اور کم سے کم مقدار بھی اس مقصد کو پورا کر دیتی ہے اور ایسی تمام روایات جو پانچ یا دس درہم وغیرہ کو متعین کرنے کے بارے میں آئی ہیں ناقابل حجت ہیں۔ ③ اس میں یہ بھی ہے کہ از حد فقیر کنگال کا بھی نکاح کیا جا سکتا ہے۔ ④ اور تعلیم القرآن کو بھی حق مہر بنایا جا سکتا ہے۔ امام شافعی' امام احمد ؒ اور ان کے اصحاب اسی کے قائل ہیں۔ متحدہ ہندوستان میں تحریک جہاد کے مؤسسین نے اس سنت کو زندہ کیا تھا۔ مولانا ولایت علی ؒ نے' جنہوں نے شاہ اسماعیل شہید ؒ کے بعد تحریک جہاد کی قیادت سنبھالی اور اس راہ میں بے مثال قربانی اور عزیمت کا نمونہ پیش کیا' متحدہ ہند میں احیائے سنت کے سلسلے میں بھی بڑے سرگرم رہے۔ نکاح بیوگان کے سلسلہ میں قابل ذکر بات یہ ہے کہ ایک شخص عبدالغنی نگرنہسوی (جو زمرۂ مساکین میں سے تھے) کا عقد ایک بیوہ عورت سے تعلیم قرآن مہر قرار دے کر کر دیا (ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک۔) امام ابوحنیفہ اور امام مالک ؒ اس کے قائل نہیں ہیں' جیسے کہ آخری اثر میں جناب مکحول ؒ سے منقول ہوا ہے مگر یہ قول مرجوح ہے۔ ⑤ کوئی خاتون اپنے نکاح کے سلسلے میں سلسلہ جنبانی کرے' تو کوئی عیب کی بات نہیں ہے۔ ایسے ہی کوئی ولی اپنی زیر تولیت لڑکی کیلئے رشتے آنے کا انتظار کرنے کی بجائے از خود کسی سے بات کرے' تو یہ بھی عیب والی بات نہیں۔



(المعجم ٣٠، ٣١) - **بَابٌ: فِيمَنْ تَزَوَّجَ وَلَمْ يُسَمِّ [لَهَا] صَدَاقًا حَتَّى مَاتَ** (التحفة ٣٢)

باب: ۳۰'۳۱- اگر کوئی نکاح کے وقت مہر مقرر نہ کرے اور پھر اس کی وفات ہو جائے تو؟

٢١١٤- **حَدَّثَنا** عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ مَهْدِيٍّ عن سُفْيَانَ، عن فِراسٍ، عن الشَّعْبِيِّ، عن مَسْرُوقٍ، عن عَبْدِ الله: في رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً فَمَاتَ عَنْهَا وَلم يَدْخُلْ بِهَا وَلم يَفْرِضْ لَها الصَّدَاقَ؟، فقال: لَها الصَّدَاقُ كَامِلًا وَعَلَيْهَا الْعِدَّةُ وَلَها المِيرَاثُ. قال مَعْقِلُ ابنُ سِنَانٍ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ قَضَى بِهِ في بَرْوَعَ بِنْتِ وَاشِقٍ.

۲۱۱۴- جناب مسروق ؒ سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے مسئلہ پوچھا گیا کہ ایک شخص نے کسی عورت سے شادی کی' پھر وفات پا گیا جبکہ ان کا ملاپ نہ ہوا تھا اور نہ حق مہر ہی مقرر کیا تھا (تو اس صورت میں کیا حکم ہے؟) انہوں نے فرمایا: اس عورت کے لیے پورا مہر ہے' اس پر عدت لازم ہے اور یہ وراثت کی بھی حق دار ہے۔ (تب) معقل بن سنان ؓ نے بتایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے (ایسے ہی) سنا تھا آپ نے بِرْوع بنت واشق کے بارے میں یہی فیصلہ فرمایا تھا۔

---

٢١١٤ـ **تخريج**: [**صحيح**] أخرجه ابن ماجه، النكاح، باب الرجل يتزوج ولا يفرض لها فيموت على ذلك، ح: ١٨٩١، والنسائي، ح: ٣٣٥٨ من حديث عبدالرحمٰن بن مهدي به، وصححه البيهقي: ٧/ ٢٤٥، والترمذي، وانظر الحديث الآتي.

٢١١٥- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أَبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ هارُونَ وَابنُ مَهْدِيٍّ عن سُفْيَانَ، عن مَنْصُورٍ، عن إبراهِيمَ، عن عَلْقَمَةَ، عن عَبْدِ الله فَسَاقَ عُثْمانُ مِثْلَهُ.

۲۱۱۵-عثمان بن ابی شیبہ اپنی سند سے حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے اسی طرح روایت کرتے ہیں۔

٢١١٦- حَدَّثَنا عُبَيْدُ الله بنُ عُمَرَ: حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنا سَعِيدُ بنُ أبي عَرُوبَةَ عن قَتَادَةَ، عن خِلَاسٍ وَأبي حَسَّانَ، عن عَبْدِ الله بنِ عُتْبَةَ بنِ مَسْعُودٍ: أَنَّ عَبْدَ الله بنَ مَسْعُودٍ أُتِيَ في رَجُلٍ بِهَذا الْخَبرِ قالَ: فَاخْتَلَفُوا إلَيْهِ شَهْرًا، أَوْ قال: مَرَّاتٍ، قال: فإِنِّي أَقُولُ فيها إِنَّ لَها صَدَاقًا كَصَدَاقِ نِسَائِهَا لاوَكْسَ وَلا شَطَطَ. قال: وَإِنَّ لَها المِيرَاثَ وَعَلَيْهَا الْعِدَّةُ، فإِنْ يَكُ صَوَابًا فَمِنَ الله، وَإِنْ يَكُ خَطَأً فَمِنِّي وَمِنَ الشَّيْطَانِ، وَاللهُ وَرَسُولُهُ بَرِيَّانِ، فَقَامَ نَاسٌ مِنْ أَشْجَعَ فيهِم الْجَرَّاحُ وَأَبُو سِنَانٍ فقالُوا: ياابْنَ مَسْعُودٍ! نَحْنُ نَشْهَدُ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قَضَاهَا فِينا في بَرْوَعَ بِنْتِ وَاشِقٍ وَإِنَّ زَوْجَها هِلَالُ بنُ مُرَّةَ الأَشْجَعِيُّ كما قَضَيْتَ. قال: فَفَرِحَ عَبْدُ الله بنُ مَسْعُودٍ فَرَحًا شَدِيدًا حِينَ

۲۱۱۶-عبداللہ بن عتبہ بن مسعود حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص کے بارے میں حضرت عبداللہ ؓ کو یہی خبر دی گئی۔ اور پھر وہ لوگ ایک مہینہ تک ان کے پاس چکر لگاتے رہے۔ یا کہا کئی بار ان کے پاس آئے۔ تو بالآخر یہ کہا: میری رائے اس میں یہ ہے کہ یہ عورت مہر کی حقدار ہے جیسے کہ اس طرح کی عورتوں کا حق مہر ہوتا ہے (مہر مثل) بغیر کسی کمی بیشی کے۔ اور یہ میراث کی حقدار ہے اور اس پر عدت (وفات) بھی لازم ہے۔ اگر میری یہ بات حق اور درست ہے تو اللہ کی جانب سے ہے اور اگر غلط ہے تو میری طرف سے ہے اور شیطان کی طرف سے، اللہ اور اس کے رسول دونوں اس سے بری ہیں۔ چنانچہ قبیلہ اشجع کے لوگ کھڑے ہوئے ان میں جراح اور ابوسنان بھی تھے انہوں نے کہا: اے ابن مسعود! ہم گواہی دیتے ہیں کہ یہی فیصلہ رسول اللہ ﷺ نے ہماری ایک عورت بروع بنت واشق اور اس کے شوہر ہلال بن مرہ اشجعی کے بارے میں فرمایا تھا جیسے کہ آپ نے کیا ہے۔ راوی



٢١١٥ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، النكاح، باب ماجاء في الرجل يتزوج المرأة فيموت عنها قبل أن يفرض لها، ح: ١١٤٥ من حديث سفيان الثوري به، وقال: "حسن صحيح"، وانظر الحديث السابق.

٢١١٦ـ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٤٤٧ من حديث سعيد بن أبي عروبة به، وسنده ضعيف، وللحديث شواهد، انظر، ح: ٢١١٤.

وَافَقَ قَضَاؤُهُ قَضَاءَ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

نے بیان کیا کہ اس سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو بے حد خوشی ہوئی کہ ان کا فیصلہ رسول اللہ ﷺ کے فیصلے کے مطابق ہوا ہے۔

فوائد ومسائل: ① ہر مسلمان کو اپنے اہم مسائل میں باوثوق علماء کی طرف رجوع کرنا چاہیے اور عالم پر بھی لازم ہے کہ فتو دینے اور فیصلہ کرنے سے پہلے خوب غور وخوض کر لے اور جہاں تک ہو سکے اپنی رائے سے فیصلہ نہ دے۔ اگر دے تو اس کے احتمال خطا وصواب کا یقین رکھے۔ ② انسان قرآن وسنت کو اپنا رہنما بنا لے تو اللہ عزوجل مشکل مسائل میں اس کی رہنمائی فرماتا ہے۔ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور تمام اجلہ صحابۂ کرام' فقہائے اسلام امت مسلمہ کے سلف صالح ہیں۔ ③ نکاح کے وقت اگر حق مہر مقرر نہ کیا گیا ہو تو نکاح صحیح ہے۔ مگر مہر مثل لازم آئے گا۔ ④ ایسی عورت جس سے اس کے شوہر کا ملاپ نہ ہوا ہو' شوہر کی وفات پر عدت وفات پوری کرے گی، شوہر کے حق و احترام میں نہ کہ حمل کے شبہ میں۔



٢١١٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فَارِسٍ الذُّهْلِيُّ وَمُحَمَّدُ بنُ الْمُثَنَّى وَعُمَرُ ابنُ الْخَطَّابِ، قال مُحَمَّدٌ: حَدَّثَنِي أَبُو الْأَصبَغِ الْحَرَّانِيُّ عَبْدُ الْعَزِيزِ بنُ يَحْيَى: أخبرنا مُحَمَّدُ بنُ سَلَمَةَ عن أبي عَبْدِ الرَّحِيمِ خَالِدِ بنِ أبي يَزِيدَ، عن زَيْدِ ابنِ أبي أُنَيْسَةَ، عن يَزِيدَ بنِ أبي حَبِيبٍ، عن مَرْثَدِ بنِ عَبْدِ الله، عن عُقْبَةَ بنِ عامِرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال لِرَجُلٍ: «أَتَرْضَى أَنْ أُزَوِّجَكَ فُلَانَةَ؟» قالَ: نَعَمْ، وَقَالَ لِلْمَرْأَةِ: «تَرْضَينَ أَنْ أُزَوِّجَكِ فُلَانًا؟» قالَتْ: نَعَمْ فَزَوَّجَ أَحَدَهُمَا صَاحِبَهُ، فَدَخَلَ بِهَا الرَّجُلُ وَلَمْ يَفْرِضْ لَهَا صَدَاقًا

۲۱۱۷- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے ایک شخص سے کہا: ''کیا تم راضی ہو کہ فلاں عورت سے تمہاری شادی کر دوں؟'' اس نے کہا: جی ہاں: پھر آپ نے عورت سے پوچھا: ''کیا تو راضی ہے کہ فلاں مرد سے تیری شادی کر دوں؟'' تو اس نے کہا: جی ہاں! چنانچہ آپ نے ان دونوں کی شادی کر دی۔ اور پھر اس مرد نے اس سے صحبت کی مگر حق مہر مقرر نہ کیا اور نہ اسے کچھ دیا۔ اور یہ ان لوگوں میں سے تھا جو حدیبیہ میں شریک ہو چکے تھے اور شرکائے حدیبیہ کو خیبر میں حصہ ملا تھا۔ جب اس کی وفات کا وقت آیا تو اس نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فلاں عورت سے میری شادی کر دی تھی مگر میں نے اس کے لیے مہر مقرر نہیں کیا تھا اور نہ اسے کچھ دیا تھا' اور میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں اسے

---

٢١١٧_ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ٧/ ٢٣٢ من حديث أبي داود به، وصححه ابن حبان، ح: ١٢٥٧، ١٢٦٢، والحاكم على شرط الشيخين: ٢/ ١٨٢، ووافقه الذهبي.

وَلَمْ يُعْطِهَا شَيْئًا وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ الْحُدَيْبِيَةَ، وكَانَ مَنْ شَهِدَ الحُدَيْبِيَةَ لَهُ سَهْمٌ بِخَيْبَرَ، فَلَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ قالَ: إنَّ رَسُولَ الله ﷺ زَوَّجَني فُلَانَةً وَلَمْ أَفْرِضْ لَهَا صَدَاقًا وَلَمْ أُعْطِهَا شَيْئًا، وَإِنِّي أُشْهِدُكُمْ أَنِّي أَعطَيْتُهَا مِنْ صَدَاقِهَا سَهْمِي بِخَيْبَرَ، فَأَخَذَتْ سَهْمًا فَبَاعَتْهُ بِمِائَةِ أَلْفٍ.

مہر میں اپنا خیبر کا حصہ دیتا ہوں۔ چنانچہ اس عورت نے وہ حصہ لیا اور پھر اسے ایک لاکھ میں فروخت کر دیا۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَزَادَ عُمَرُ بنُ الْخَطَّابِ - وَحَدِيثُهُ أَتَمُّ - في أَوَّلِ الْحَدِيثِ قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «خَيْرُ النِّكَاحِ أَيْسَرُهُ». وَقالَ رَسُولُ الله ﷺ لِلرَّجُلِ ثُمَّ سَاقَ مَعْنَاهُ.

امام ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ابتدائے حدیث میں اس قدر اضافہ کیا...... اور اس کی حدیث زیادہ کامل ہے...... کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بہترین نکاح وہی ہے جو زیادہ آسانی والا ہو۔“ اور کہا: رسول اللہ ﷺ نے اس آدمی سے کہا...... اس کے بعد مذکورہ بالا حدیث کی مانند حدیث بیان کی۔



قالَ أَبُو دَاوُدَ: يُخَافُ أَنْ يَكُونَ هٰذَا الْحَدِيثُ مُلْزَقًا لِأَنَّ الأمْرَ عَلَى غَيْرِ هٰذَا.

ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں: اندیشہ ہے کہ حدیث ملحق ہے کیونکہ امر واقعہ اس کے خلاف ہے۔

فائدہ: اصل مسئلہ یہ ہے کہ حق مہر مقرر نہ ہونے کی صورت میں عورت مہر مثل کی مستحق ہوتی ہے بشرطیکہ اس سے صحبت کر لی گئی ہو، جب کہ اس واقعہ میں اسے مہر زیادہ دیا گیا۔ اس لیے امام صاحب اس واقعہ کے خلاف سے تعبیر فرمایا۔ علاوہ ازیں روایت کا یہ ٹکڑا ابوداود کے اکثر نسخوں میں نہیں ہے۔

## (المعجم ٣١، ٣٢) - بَابٌ: فِي خُطْبَةِ النِّكَاحِ (التحفة ٣٣)

## باب: ۳۱، ۳۲- خطبۂ نکاح کے احکام ومسائل

٢١١٨- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ:

۲۱۱۸- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے

---

٢١١٨- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الجمعة، باب كيفية الخطبة، ح:١٤٠٥، وابن ماجه، ح:١٨٩٢، والترمذي، ح:١١٠٥ من حديث أبي إسحاق به * أبوإسحاق عنعن، ورواية شعبة عند أحمد: ١/ ٣٩٣ رواية معلولة.

أخبرنا سفْيَانُ عن أبي إسْحَاقَ، عن أبي عُبَيْدَةَ، عنْ عَبْدِ الله بن مَسْعُودٍ في خُطْبَةِ الْحَاجَةِ في النّكاحِ وَغَيْرِهِ؛ ح: وَحدَّثنا مُحَمَّدُ بنُ سُلَيْمانَ الأنْبارِيُّ المَعْنَى، حَدَّثَنا وَكِيعٌ عن إسْرَائِيلَ، عن أبي إسْحَاقَ، عن أبي الأحْوَصِ وَأبي عُبَيْدَةَ، عن عَبْدِ الله قالَ: عَلَّمَنا رَسُولُ الله ﷺ خُطْبَةَ الحاجَةِ «أنِ: الْحَمدُ لله نَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِهِ مِنْ شُرُورِ أنْفُسِنَا. مَنْ يَهْدِهِ اللهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأشْهَدُ أنْ لَا إلَهَ إلَّا الله، وَأشْهَدُ أنَّ مُحمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ يَاأيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا الله الَّذي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالأرْحَامَ إنَّ الله كَانَ عَلَيْكُم رَقِيبًا. ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ ٱتَّقُواْ ٱللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِۦ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم مُّسۡلِمُونَ﴾ [آل عمران: ۱۰۲] ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ ٱتَّقُواْ ٱللَّهَ وَقُولُواْ قَوۡلٗا سَدِيدٗا ○ يُصۡلِحۡ لَكُمۡ أَعۡمَٰلَكُمۡ وَيَغۡفِرۡ لَكُمۡ ذُنُوبَكُمۡۗ وَمَن يُطِعِ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ فَقَدۡ فَازَ فَوۡزًا عَظِيمًا﴾ [الأحزاب: ۷۰، ۷۱]

کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبۂ حاجت تعلیم فرمایا وہ یہ کہ [اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنَعُوْذُ بِہٖ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا......] (مکمل الفاظ بالمقابل نص میں ملاحظہ فرمائیں) ''تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں۔ ہم اسی سے مدد چاہتے ہیں۔ اور (اپنے گناہوں کی) معافی چاہتے ہیں اور اپنے نفسوں کی شرارتوں سے اس کی پناہ چاہتے ہیں۔ جسے وہ راہ حق سجھا دے کوئی اسے گمراہ نہیں کرسکتا' اور جسے وہ گم راہ کردے اس کے لیے کوئی راہنما نہیں ہوسکتا۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ عزوجل کے سوا اور کوئی معبود برحق نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو جس کے واسطے سے تم سوال کرتے ہو، اور رشتے ناتے (توڑنے) سے بچو، بلاشبہ اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان ہے۔'' ''اے ایمان والو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور اس سے ڈرو جیسے کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تم پر موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو۔'' ''اے ایمان والو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور بات ہمیشہ صاف سیدھی کیا کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال درست فرمادے گا' تمہاری خطائیں معاف کردے گا، اور جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرلی بلاشبہ وہ عظیم کامیابی سے ہمکنار ہوا۔''

[قَالَ أبُو دَاوُدَ] لَمْ يَقُلْ مُحَمَّدُ بنُ سلَيْمانَ «إنَّ».

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ محمد بن سلیمان نے (شروع روایت میں) لفظ [إنّ] ذکر نہیں کیا۔

فوائد ومسائل: ① اجتماعی مسائل میں گفتگو سے پہلے یہ خطبہ پڑھنا مستحب ومسنون ہے' بالخصوص عقد نکاح کے

موقع پر آدابِ نکاح میں شامل ہے۔ مگر عمل نکاح کا رکن نہیں ہے۔ نکاح کے لیے ایجاب وقبول ہی لازمی شرط ہے۔ اس خطبہ کی جامع اور صحیح ترین نص کو علامہ البانی رحمہ اللہ نے "خطبة الحاجة" میں جمع فرما دیا ہے۔ ② [شرور انفس] "نفس کی شرارتوں" سے مراد بداخلاقی اور سفلہ پن وغیرہ کی عادات ہیں' وہ انفرادی ہوں یا اجتماعی' لہٰذا کسی بھی فرد یا معاشرے کو اپنے بارے میں دھوکے میں نہیں رہنا چاہیے بلکہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتے رہنا چاہیے۔ شیطان کے پھندے بڑے سخت ہیں۔ ③ حدیث کے اس سیاق میں [يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِي تَسَاءَ لُوْنَ بِهِ وَالْاَرْحَامَ......] قرآن مجید کی آیت نہیں' اس آیت کا معنی ومفہوم کہا جا سکتا ہے جو کہ سورۂ نساء کی ابتدا میں وارد ہے: ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَ لُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا﴾ (النساء:١) دیگر روایات میں یہ آیت کریمہ اسی طرح کامل طور پر آئی ہے۔

٢١١٩- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنا أَبُو عَاصِمٍ: حَدَّثَنا عِمْرَانُ عن قَتَادَةَ، عن عَبْدِ رَبِّهِ، عن أبي عِيَاضٍ، عن ابنِ مَسْعُودٍ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ كَانَ إِذَا تَشَهَّدَ ذَكَرَ نَحْوَهُ قالَ بَعْدَ قَوْلِهِ: «وَرَسُولُهُ»: «أَرْسَلَهُ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ، مَنْ يُطِعِ الله وَرَسُولَهُ فَقَدْ رَشَدَ، وَمَنْ يَعْصِهِمَا فإِنَّهُ لَا يَضُرُّ إِلَّا نَفْسَهُ وَلا يَضُرُّ الله شَيْئًا».

٢١١٩- حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب خطبہ پڑھتے......تو گزشتہ حدیث کے مثل ذکر کیا۔ اور [مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُه] کے بعد یہ کہتے [أَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ ' مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ رَشَدَ' وَ مَنْ يَّعْصِهِمَا فَاِنَّهٗ لَا يَضُرُّ اِلَّا نَفْسَهٗ وَ لَا يَضُرُّ اللّٰهَ شَيْئًا] "اللہ نے ان کو حق دے کر خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا کہ قیامت سے پہلے پہلے لوگوں کو متنبہ کر دیں۔ جس نے بھی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی وہ یقیناً ہدایت پا گیا اور جس نے ان کی نافرمانی کی اس نے اپنا ہی نقصان کیا' وہ اللہ کا کوئی نقصان نہیں کر سکتا۔"

٢١٢٠- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ بَشَّارٍ:

٢١٢٠- اسمٰعیل بن ابراہیم' بنو سلیم کے ایک شخص سے

٢١١٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٧/ ١٤٦ من حديث أبي عاصم به، وتقدم، ح: ١٠٩٧ * قتادة عنعن، وأبوعياض مجهول، ويُعَارِضُهُ الحديث الصحيح، انظر: ١٠٩٩، ٤٩٨١.

٢١٢٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٧/ ١٤٧ من حديث بدل بن المحبر به * إسماعيل بن إبراهيم مجهول، ولم يسمع العلاء منه هذا الحديث، بينهما إسحاق بن عبدالله، انظر هامش التاريخ الكبير للبخاري: ١/ ٣٤٣.

حَدَّثَنا بَدَلُ بنُ المُحَبَّرِ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن الْعَلَاءِ ابن أخِي شُعَيْبِ الرَّازِيِّ، عن إسْمَاعِيلَ بنِ إبراهِيمَ، عن رَجُلٍ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ قالَ: خَطَبْتُ إلَى النَّبيِّ ﷺ أُمَامَةَ بِنْتَ عَبْدِ المُطَّلِبِ فَأَنْكَحَنِي مِنْ غَيْرِ أَنْ يَتَشَهَّدَ. [قَالَ لَنَا أبُو عيسَىٰ بَلَغَنا أَنَّ أَبَا دَاوُدَ قِيلَ لَهُ: يَجُوزُ هٰذا قال: نَعَمْ وَفِي هٰذا أحَادِيثُ عَنِ النَّبيِّ ﷺ].

روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے امامہ بنت عبدالمطلب کا رشتہ طلب کیا تو آپ نے اس کا مجھ سے نکاح کر دیا اور خطبہ بھی نہ پڑھا۔ ہمیں ابوعیسیٰ نے بتایا کہ امام ابو داود ؒ سے پوچھا گیا: کیا یہ جائز ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں' اس بارے میں نبی ﷺ سے احادیث آتی ہیں۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے۔ لیکن یہ بات دوسری روایات سے ثابت ہے کہ نکاح' خطبے کے بغیر بھی جائز ہے' کیونکہ نکاح کے لیے صرف ولی کی اجازت' دو گواہوں کی موجودگی اور ایجاب وقبول ضروری ہے۔

## (المعجم ٣٢، ٣٣) - بَابٌ: فِي تَزْوِيجِ الصِّغَارِ (التحفة ٣٤)

## باب:۳۲'۳۳- چھوٹی بچیوں کی شادی کر دینا

٢١٢١- حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ حَرْبٍ وَأبُو كَامِلٍ قالَا: حَدَّثَنا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ عنْ هِشَام ابن عُرْوَةَ، عنْ أبِيهِ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: تَزَوَّجَنِي رَسُولُ الله ﷺ وَأَنَا بِنْتُ سَبْعٍ قالَ سلَيْمَانُ: أَوْ سِتٍّ وَدَخَلَ بي وَأَنَا بِنْتُ تِسْعٍ.

۲۱۲۱- حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے شادی کی تو اس وقت میری عمر سات سال تھی۔ سلیمان نے کہا: یا چھ سال۔ اور مجھ سے ملاپ ہوا (میں آپ کے گھر بھیجی گئی) تو میں نو سال کی تھی۔

فائدہ: والد کو بالخصوص حق حاصل ہے کہ کسی بھی مصلحت کے پیش نظر چھوٹی عمر کی بچی کا نکاح کر دے' مگر صحبت و مباشرت کے لیے بلوغت کا شرط ہونا عقل' نقل اور اخلاق کا لازمی تقاضا ہے۔ اور چھوٹی عمر کا ازدواج کسی طرح بھی منافی عقل وشرع نہیں ہے۔ اگر کسی کے مزاج پر اپنا ذوق اور علاقائی وخاندانی رواج غالب ہو' تو کیا کہا جا سکتا ہے! ان چیزوں کو اصول شریعت نہیں بنایا جا سکتا۔ اور پھر رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر صدیق ؓ کے تعلقات شروع دن سے

٢١٢١ـ تخريج: أخرجه البخاري، مناقب الأنصار، باب تزويج النبي ﷺ عائشة وقدومها المدينة وبنائه بها، ح:٣٨٩٦، ومسلم، النكاح، باب جواز تزويج الأب البكر الصغيرة، ح:١٤٢٢ من حديث هشام بن عروة به، ورواه عبدالرحمٰن بن أبي الزناد المدني عن هشام به، و أحمد:٦/ ١١٨، ورواه الزهري عن عروة به، والحديث متواتر وتؤيده الآية "واللائي لم يحضن" [الطلاق: ٤].

''صدیقیت'' پرمبنی تھے' نبی ﷺ ان کے احسانات کا بدلہ نہیں دے سکے تو اس انداز سے ان کو اپنے اور قریب کر لیا۔ مزید برآں یہ نکاح بطور خاص وحیِ منام کے نتیجے میں عمل میں آیا تھا۔ جیسا کہ حدیث میں اس کی تفصیل موجود ہے۔ (صحیح البخاری' النکاح' حدیث:۵۰۷۸) علمائے طب لکھتے ہیں کہ گرم علاقوں میں لڑکیاں نو سال کی عمر میں حائضہ ہو جاتی ہیں اور معتدل مناطق میں بارہ سال میں اور ٹھنڈے علاقوں میں سولہ سال میں بالغ ہوتی ہیں۔ دار قطنی اور بیہقی میں عباد بن عباد سے روایت ہے کہ ہماری ایک عورت اٹھارہ سال کی عمر میں نانی بن گئی تھی۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اسی طرح کا ایک واقعہ اکیس سال کی عمر کا بیان کیا ہے۔(از حاشیہ بذل المجهود)

(المعجم ۳۳، ۳٤) - **بَابٌ: فِي الْمَقَامِ عِنْدَ الْبِكْرِ** (التحفة ۳٥)

**باب:۳۳'۳۴-شوہر کنواری بیوی کے ہاں (اس کی ابتدائی رخصتی کے وقت) کتنے دن اقامت کرے؟ (جبکہ پہلے سے اس کے ہاں بیوی موجود ہو)**

**۲۱۲۲- حَدَّثَنا** زُهَيْرُ بن حَرْبٍ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن سُفْيَانَ قال: حَدَّثَني مُحمَّدُ بن أبي بَكْرٍ عن عَبْدِ المَلِكِ بن أبي بَكْرٍ، عن أبيهِ، عن أُمِّ سَلَمَةَ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ لَمَّا تَزَوَّجَ أُمَّ سَلَمَةَ أَقَامَ عِنْدَهَا ثَلَاثًا ثُمَّ قال: «لَيْسَ بِكِ عَلَى أَهْلِكِ هَوَانٌ، إنْ شِئْتِ سَبَّعْتُ لَكِ، وَإِنْ سَبَّعْتُ لَكِ سَبَّعْتُ لِنِسَائِي».

۲۱۲۲- ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ان سے شادی کی تو آپ (شروع ایام میں) ان کے ہاں تین دن ٹھہرے' پھر فرمایا: ''تم اپنے گھر والوں پر کوئی بے قدر و قیمت نہیں ہو۔ اگر چاہو تو میں تمہارے لیے سات دن رک جاتا ہوں۔ لیکن اگر تمہارے ہاں سات دن ٹھہرا' تو دیگر ازواج کے ہاں بھی سات سات ہی دن ٹھہروں گا۔''

فائدہ: مسئلے کی توضیح اگلی حدیث (۲۱۲۴) میں آ رہی ہے۔ اس حدیث میں یہ ہے کہ اگر کسی نے بیوہ کے ہاں سات دن اقامت کی' تو تین دن والی خصوصیت ختم ہو جائے گی اور باقیوں کے ہاں بھی سات سات دن ہی رکنا ہوگا۔

**۲۱۲۳- حَدَّثَنا** وَهْبُ بنُ بَقِيَّةَ وَعُثْمانُ ابنُ أبي شَيْبَةَ عنْ هُشَيْم، عنْ حُمَيْدٍ، عنْ أَنَسِ بن مَالِكٍ قالَ: لَمَّا أَخَذَ رَسُولُ الله

۲۱۲۳- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے صفیہ (بنت حُيَيّ) کو لے لیا (شادی کر لی) تو ان کے ہاں تین دن اقامت کی۔



۲۱۲۲- **تخريج**: أخرجه مسلم، الرضاع، باب قدر ما تستحقه البكر والثيب من إقامة الزوج عندها عقب الزفاف، ح: ١٤٦٠ من حديث يحيى القطان به.

۲۱۲۳- **تخريج**: [**إسناده صحيح**] أخرجه أحمد: ٣/ ٩٩ عن هشيم به.

ﷺ صَفِيَّةَ أَقَامَ عِنْدَهَا ثَلَاثًا. زَادَ عُثْمَانُ: وَكَانَتْ ثَيِّبًا. وَقَالَ: حَدَّثَنِي هُشَيْمٌ: أخبرنا حُمَيْدٌ: حَدَّثَنَا أَنَسٌ.

عثمان بن ابی شیبہ نے مزید کہا کہ وہ بیوہ تھیں۔ اور (ان کی سند میں تصریح تحدیث واخبار ہے۔) انہوں نے کہا: حَدَّثَنِي هُشَيْمٌ' اَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ: حَدَّثَنَا أَنَسٌ.

٢١٢٤- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا هُشَيْمٌ وَإِسْمَاعِيلُ ابنُ عُلَيَّةَ عن خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عن أبي قِلَابَةَ، عن أَنَسِ ابنِ مَالِكٍ قَالَ: إِذَا تَزَوَّجَ الْبِكْرَ عَلَى الثَّيِّبِ أَقَامَ عِنْدَهَا سَبْعًا، وَإِذَا تَزَوَّجَ الثَّيِّبَ أَقَامَ عِنْدَها ثَلَاثًا. وَلَوْ قُلْتُ: إِنَّهُ رَفَعَهُ لَصَدَقْتُ وَلٰكِنَّهُ قَالَ: السُّنَّةُ كَذٰلِكَ.

۲۱۲۴- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر کوئی شخص (اپنے ہاں) بیوہ (بیوی) کے ہوتے ہوئے کنواری سے شادی کرے تو اس کے ہاں سات دن رکے۔ اور جب بیوہ سے شادی کرے تو اس کے ہاں تین دن۔ (ابو قلابہ نے) کہا: اگر میں کہوں کہ انہوں (انس رضی اللہ عنہ) نے اسے رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کر کے (مرفوع) بیان کیا تو میں سچ ہی کہوں گا' لیکن انہوں نے کہا تھا: ''سنت یہی ہے۔''



**فوائد ومسائل:** ① صحابی کا کسی عمل کے بارے میں ''سنت'' کہہ دینا اس کے مرفوع ہونے کی دلیل ہوتی ہے۔ ② تین یا سات دن کی یہ خصوصیت ابتدائی دنوں کی ہے' اس کے بعد عدل سے باری مقرر کر لی جائے اور طے شدہ نظام کے مطابق عمل کیا جائے۔

## (المعجم ٣٤، ٣٥) - بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يَدْخُلُ بِامْرَأَتِهِ قَبْلَ أَنْ يَنْقُدَهَا شَيْئًا (التحفة ٣٦)

## باب: ۳۴' ۳۵- زفاف سے پہلے شوہر اپنی بیوی کو کوئی چیز ہدیہ دے

٢١٢٥- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بنُ إِسْمَاعِيلَ الطَّالَقَانِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ: حَدَّثَنا سَعِيدٌ عن أَيُّوبَ، عن عِكْرِمَةَ، عنِ ابنِ عَبَّاسٍ قالَ: لَمَّا تَزَوَّجَ عَلِيٌّ فَاطِمَةَ قَالَ لَهُ رَسُولُ الله

۲۱۲۵- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی تو رسول اللہ ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اس کو کوئی چیز دو۔'' انہوں نے کہا: ''میرے پاس تو کوئی چیز نہیں ہے۔''

---

**٢١٢٤ـ تخريج:** أخرجه مسلم، الرضاع، باب قدر ما تستحقه البكر والثيب من إقامة الزوج عندها عقب الزفاف، ح: ١٤٦١ من حديث هشيم، والبخاري، النكاح، باب: إذا تزوج البكر على الثيب، ح: ٥٢١٣ من حديث خالد الحذاء به.

**٢١٢٥ـ تخريج:** [صحيح] أخرجه النسائي، النكاح، باب نحلة الخلوة، ح: ٣٣٧٨ من حديث عبدة به، وللحديث طرق أخرى، انظر مسند الحميدي (بتحقيقي)، ح: ٣٨.

ﷺ: «أعْطِهَا شَيْئًا» قالَ: مَا عِنْدِي شَيْءٌ. قالَ: «أَيْنَ دِرْعُكَ الْحُطَمِيَّةُ؟».

آپ نے فرمایا: ''وہ تمہاری حطمی زرہ کہاں ہے؟''

٢١٢٦- حَدَّثنا كَثِيرُ بنُ عُبَيْدٍ الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنا أَبُو حَيْوَةَ عن شُعَيْبٍ يَعْني ابنَ أبي حَمْزَةَ: حَدَّثَني غَيْلَانُ بنُ أنَسٍ: حدثنا مُحَمَّدُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ ثَوْبَانَ عن رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبيِّ ﷺ: أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ الله عَنْهُ لَمَّا تَزَوَّجَ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُولِ الله ﷺ، رَضِيَ الله عَنْهَا، أَرَادَ أَنْ يَدْخُلَ بها فَمَنَعَهُ رَسُولُ الله ﷺ حَتَّى يُعْطِيَها شَيْئًا، فَقالَ: يَارَسُولَ الله! لَيْسَ لِي شَيْءٌ، فَقالَ النَّبيُّ ﷺ: «أعْطِهَا دِرْعَكَ» فَأَعْطَاهَا دِرْعَهُ ثُمَّ دَخَلَ بها.

٢١٢٦- نبی ﷺ صحابہ میں سے ایک شخص سے روایت ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے جب فاطمہ رضی اللہ عنہا دختر رسول ﷺ سے شادی کی اور ان کے ہاں جانا چاہا' تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو روک لیا حتی کہ پہلے کوئی چیز پیش کریں۔ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے پاس کوئی چیز نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اپنی زرہ ہی دے دو۔'' چنانچہ انہوں نے ان کو اپنی زرہ دی' پھر ان کے ہاں گئے۔

٢١٢٧- حَدَّثَنا كَثِيرٌ يَعْني ابنَ عُبَيْدٍ: أَخبرنَا أَبُو حَيْوَةَ عَنْ شُعَيْبٍ، عن غَيْلَانَ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابن عَبَّاسٍ مِثْلَهُ.

٢١٢٧- عکرمہ رحمہ اللہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

فائدہ: ان روایات سے واضح ہے کہ شب زفاف میں نئی نویلی دلہن کو کوئی تحفہ دینا مستحب ہے۔ کیونکہ اس سے محبت میں اضافہ ہوتا ہے۔

٢١٢٨- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّازُ: حَدَّثَنا شَرِيكٌ عن مَنْصُورٍ، عن طَلْحَةَ، عن خَيْثَمَةَ، عن عَائِشَةَ قالَتْ:

٢١٢٨- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ کسی عورت کو اس کے شوہر پر پیش نہ کروں جب تک کہ وہ اس کو کوئی چیز نہ دے دے۔

---

٢١٢٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٧/ ٢٥٢ من حديث أبي داود به * غيلان مستور، روى عنه جماعة، وذكره ابن حبان في الثقات: ٩/ ٣، ولحديثه بعض الشواهد، منها، ح: ٢١٢٥.

٢١٢٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق.

٢١٢٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، النكاح، باب الرجل يدخل بأهله قبل أن يعطيها شيئًا، ح: ١٩٩٢ من حديث شريك القاضي به.

أَمَرَنِي رَسُولُ الله ﷺ أَنْ أُدْخِلَ امْرَأَةً عَلَى زَوْجِها قَبْلَ أَنْ يُعْطِيَها شَيْئًا.

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَخَيْثَمَةُ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عَائِشَةَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ خیثمہ (بن عبدالرحمٰن جعفی) نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نہیں سنا ہے۔

**٢١٢٩- حَدَّثَنا** مُحَمَّدُ بنُ مَعْمَرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ بَكْرٍ الْبُرْسَانِيُّ: أخبرنا ابنُ جُرَيْجٍ عنْ عَمْرِو بن شُعَيْبٍ، عن أبِيهِ، عن جَدِّهِ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «أَيُّمَا امْرَأَةٍ نُكِحَتْ عَلَى صَدَاقٍ أَوْ حِبَاءٍ أَوْ عِدَةٍ قَبْلَ عِصْمَةِ النِّكَاحِ فَهُوَ لَها، وَمَا كانَ بَعْدَ عِصْمَةِ النِّكَاحِ فَهُوَ لِمَنْ أُعْطِيَهُ، وَأَحَقُّ مَا أُكْرِمَ عَلَيْهِ الرَّجُلُ ابْنَتُهُ أَوْ أُخْتُهُ».

**۲۱۲۹-** عمرو بن شعیب اپنے والد (شعیب) سے وہ (اپنے) دادا (عبداللہ بن عمرو) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس عورت کا کسی سے نکاح ہو اور عقد نکاح سے پہلے جو کوئی مہر عطیہ یا وعدہ کیا گیا ہو تو وہ سب اس عورت کا حق ہے۔ اور جو عقد کے بعد دیا جائے تو وہ اسی کا ہے جس کو دیا جائے۔ اور کسی کا سب سے عمدہ اکرام وہ ہے جو اس کی بیٹی یا بہن کی وجہ سے کیا جائے۔“

## (المعجم ٣٥، ٣٦) - باب مَا يُقَالُ لِلْمُتَزَوِّجِ (التحفة ٣٧)

## باب: ۳۵، ۳۶- نکاح کرنے والے کو کیا دعا دی جائے؟

**٢١٣٠- حَدَّثَنا** قُتَيْبَةُ بنُ سعِيدٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْني ابنَ مُحَمَّدٍ عن سُهَيْلٍ، عن أَبِيهِ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كانَ إِذَا رَفَّأَ الْإِنسان إِذَا تَزَوَّجَ قَالَ: «بَارَكَ الله لَكَ، وَبَارَكَ عَلَيْكَ، وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا فِي خَيْرٍ».

**۲۱۳۰-** حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی کو اس کی شادی کی مبارک باد دیتے، تو فرماتے: [بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ، وَ بَارَكَ عَلَيْكَ وَ جَمَعَ بَيْنَكُمَا فِي خَيْرٍ] ”اللہ تمہیں برکت دے، تم پر اپنی برکت فرمائے اور تم دونوں کو خیر کے ساتھ اکٹھا رکھے۔“



---

**٢١٢٩ـ تخريج:** [حسن] أخرجه النسائي، النكاح، باب التزويج على نواة من ذهب، ح: ٣٣٥٥، وابن ماجه، ح: ١٩٥٥ من حديث ابن جريج به، وصرح بالسماع عند النسائي.

**٢١٣٠ـ تخريج:** [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، النكاح، باب ماجاء فيما يقال للمتزوج، ح: ١٠٩١ عن قتيبة به، وقال "حسن صحيح"، ورواه ابن ماجه، ح: ١٩٠٥، وصححه ابن حبان، ح: ١٢٨٤، والحاكم على شرط مسلم: ٢/ ١٨٣، ووافقه الذهبي.

فائدہ: خوشی کے ان مواقع پر اس طرح کی پاکیزہ اور مسنون دعا سے ''مبارک باد'' دینی چاہیے۔ جو کہ الفت' مودت اور اضافہ کے ظاہری و باطنی تمام معانی کو محیط ہے۔

## (المعجم ٣٦، ٣٧) - باب الرَّجُلِ يَتَزَوَّجُ الْمَرْأَةَ فَيَجِدُهَا حُبْلَى (التحفة ٣٨)

## باب: ۳۶' ۳۷- کوئی شادی کرے مگر عورت کو حاملہ پائے تو......؟

٢١٣١- حَدَّثَنا مَخْلَدُ بنُ خَالِدٍ وَالْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ وَمُحَمَّدُ بنُ أبي السَّرِيِّ المَعْنَى قالُوا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا ابنُ جُرَيْجٍ عن صَفْوَانَ بنِ سُلَيْمٍ، عن سَعِيدِ بنِ الْمُسَيَّبِ، عن رَجُلٍ مِنَ الأَنْصَارِ - قَالَ ابنُ أبي السَّرِيِّ: مِنْ أصْحَابِ النَّبيِّ ﷺ وَلَمْ يَقُلْ مِنَ الْأَنْصَارِ، ثُمَّ اتَّفَقُوا - يُقَالُ لَهُ بَصْرَةُ قالَ: تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً بِكْرًا في سِتْرِهَا، فَدَخَلْتُ عَلَيْهَا، فَإِذَا هِيَ حُبْلَى، فَقَالَ النَّبيُّ ﷺ: «لها الصَّدَاقُ بِمَا اسْتَحْلَلْتَ مِنْ فَرْجِهَا وَالْوَلَدُ عَبْدٌ لَكَ، فإِذَا وَلَدَتْ»، قال الْحَسَنُ: «فاجْلِدْهَا». وَقال ابنُ أبي السَّرِيِّ: «فاجْلِدُوهَا» - أوْ قال: - «فَحُدُّوهَا».

۲۱۳۱- بصرہ نامی ایک صحابی سے روایت ہے اس نے کہا: میں نے ایک کنواری لڑکی سے شادی کی' جو کہ اپنے پردے میں تھی۔ میں اس پر داخل ہوا تو وہ حاملہ تھی۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اس کو حق مہر ملے گا بوجہ اس کے جو تو نے اس کی شرمگاہ کو حلال جانا اور بچہ تیرا غلام ہوگا، جب یہ بچہ جَن لے'' بالفاظ حسن بن علی...... ''تو اسے درے لگا'' اور بالفاظ ابن ابی السّرِیّ ...... ''تم لوگ اس کو درے لگاؤ یا کہا کہ اس کو حد لگاؤ۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى هٰذَا الْحَدِيثَ قَتَادَةُ عن سَعِيدِ بنِ يَزِيدَ، عن ابنِ الْمُسَيَّبِ، وَرَوَاهُ يَحْيَى بنُ أبي كَثِير عن يَزِيدَ بنِ نُعَيْمٍ، عن سَعِيدِ بنِ

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو قتادہ نے بواسطہ سعید بن یزید' ابن میسّب سے اور یحییٰ بن ابی کثیر نے بواسطہ یزید بن نعیم' سعید بن میسّب سے اور عطاء خراسانی نے سعید بن میسّب سے روایت کی اور

٢١٣١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الدارقطني: ٣/ ٢٥٠، ٢٥١، ح: ٣٥٧٤ من حديث عبدالرزاق به، وصححه الحاكم: ٢/ ١٨٣، ووافقه الذهبي * ابن جريج عنعن، وإنما رواه عن إبراهيم بن أبي يحيى عن صفوان به، علل الحديث، ح: ١٢٥٩، والبيهقي: ٧/ ١٥٧.

الْمُسَيَّبِ وعَطَاءٌ الْخُراسَانِيُّ عن سَعِيدِ ابنِ الْمُسَيَّبِ، أَرْسَلُوهُ، كُلُّهُمْ، عن النَّبِيِّ ﷺ. وفي حَدِيثِ يَحْيَى بنِ أبي كَثِيرٍ أَنَّ بَصْرَةَ بنَ أَكْثَمَ نَكَحَ امْرَأَةً، وكُلُّهُمْ قال في حَدِيثِهِ جَعَلَ الْوَلَدَ عَبْدًا لَهُ.

سب نے اسے نبی ﷺ سے مرسل ہی روایت کیا ہے۔ یحییٰ بن ابی کثیر کی روایت میں ہے کہ بصرہ بن اکثم نے ایک عورت سے نکاح کیا اور تمام رواۃ نے کہا کہ آپ نے بچے کو اس کا غلام قرار دیا۔

۲۱۳۲- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ عُمَرَ: حَدَّثَنا عَلِيٌّ يَعني ابنَ الْمُبَارَكِ عن يَحْيَى، عن يَزِيدَ بنِ نُعَيْمٍ، عن سَعِيدِ بنِ الْمُسَيَّبِ: أَنَّ رَجُلًا يُقَالُ لَهُ بَصْرَةُ بنُ أَكْثَمَ نَكَحَ امْرَأَةً، فَذَكَرَ مَعْنَاهُ، زَادَ: وَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا.

وَحَدِيثُ ابْنِ جُرَيْجٍ أَتَمُّ.

۲۱۳۲- یحییٰ بن ابی کثیر نے یزید بن نعیم سے انہوں نے سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ ایک شخص نے' جسے بصرہ بن اکثم کہا جاتا تھا' ایک عورت سے نکاح کیا...... اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا...... اور اضافہ کیا کہ ان کے مابین تفریق کر دی۔ اور ابن جریج کی روایت زیادہ کامل ہے۔



فائدہ: یہ دونوں روایات مرسل ہیں' مرفوعاً صحیح نہیں ہیں۔ تاہم مسائل کا حل تقریباً یہی ہے۔ (الف) اس قسم کی صورت حال میں کہ انسان اپنی منکوحہ کو حاملہ پائے تو ان میں تفریق کرا دی جائے گی اور شوہر نے اگر اس سے مباشرت کر لی ہو تو اس کی وجہ سے اسے حق مہر (یا مہر مثل) دینا پڑے گا۔ (ب) اس عورت پر حد لازم آئے گی۔ (ج) ولد الزنا کو معروف معنی میں غلام (عبد) ہونے کا کسی فقیہ نے نہیں کہا۔ الا یہ کہ اسے اس دور کی بات تسلیم کی جائے جبکہ غلامی کا دور باقی تھا۔ ہاں اس بچے کی حسن تعلیم و تربیت کی تاکید ہے اور وہ اپنے مربی کا احسان مند اور خدمتگار رہوگا۔ واللہ اعلم۔

## (المعجم ۳۷، ۳۸) - بَابٌ: فِي الْقَسْمِ بَيْنَ النِّسَاءِ (التحفة ۳۹)

## باب: ۳۷، ۳۸- بیویوں کے درمیان باریوں اور تقسیم کا بیان

۲۱۳۳- حَدَّثَنا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ:

۲۱۳۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان

۲۱۳۲ـ تخريج: [إسناد ضعيف] أخرجه البيهقي: ۷/ ۱۵۷ من حديث أبي داود به، والسند مرسل.

۲۱۳۳ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، النكاح، باب القسمة بين النساء، ح: ۱۹۶۹، والنسائي، ح: ۳۳۹٤ من حديث همام به، وصححه ابن حبان، ح: ۱۳۰۷، وابن الجارود، ح: ۷۲۲، والحاكم على شرط

حَدَّثَنا هَمَّامٌ: حَدَّثَنا قَتَادَةُ عن النَّضْرِ بنِ أَنَسٍ، عن بَشِيرِ بْنِ نَهِيكٍ، عن أَبي هُرَيْرَةَ عن النَّبيِّ ﷺ قال: «مَنْ كَانَتْ لَهُ امْرَأَتَانِ فَمَالَ إلَى إحْدَاهُما جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَشِقُّهُ مَائِلٌ».

کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”جس شخص کی دو بیویاں ہوں اور پھر وہ کسی ایک کی طرف مائل ہو گیا تو وہ قیامت کے روز اس کیفیت میں آئے گا کہ اس کا ایک پہلو جھکا ہوا ہوگا۔“

**٢١٣٤- حَدَّثَنا** مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن أَيُّوبَ، عن أَبي قِلَابةَ، عن عَبْدِ الله بنِ يَزِيدَ الْخَطْمِيِّ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَقْسِمُ فَيَعْدِلُ وَيقُولُ: «اللَّهُمَّ! هٰذَا قَسْمِي فِيمَا أَمْلِكُ فَلَا تَلُمْني فِيمَا تَمْلِكُ وَلا أَمْلِكُ».

۲۱۳۴- حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (اپنی ازواج محترمات کے مابین) تقسیم کرتے اور عدل کرتے اور فرمایا کرتے: ”اے اللہ! یہ میری تقسیم ہے جو میرے بس میں ہے۔ اور اس بات میں مجھے ملامت نہ فرمانا جس کا تو مالک ہے اور میرا اس پر اختیار نہیں۔“

قالَ أَبُو دَاوُدَ: يَعْني الْقَلْبَ.

امام ابو داود ؒ نے کہا: اس سے مراد دل (کا میلان) ہے۔



**فائدہ:** مطلب یہ ہے کہ معاشرتی برتاؤ میں مَیں کوتاہی نہیں کرتا' لیکن دل کا معاملہ میرے اختیار میں نہیں۔ اس لیے قلبی محبت میں کمی بیشی پر مجھے ملامت نہ کرنا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایک سے زیادہ بیویاں رکھنے والا اگر ظاہری برتاؤ میں عدل وانصاف کا اہتمام کرتا رہے گا تو قلبی میلان کی کمی بیشی پر اس کی گرفت نہیں ہوگی۔ واللہ اعلم۔

**٢١٣٥- حَدَّثَنا** أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ يَعْني ابنَ أَبي الزِّنَادِ

۲۱۳۵- عروہ ؒ نے بیان کیا کہ حضرت عائشہ ؓ نے کہا: اے میرے بھانجے! رسول اللہ ﷺ (ہم ازواج

---

◄◄ الشيخين: ١٨٦/٢، ووافقه الذهبي ✻ قتادة مدلس وعنعن، وللحديث شاهد ضعيف عند أبي نعيم في أخبار أصبهان: ٣٠٠/٢ ✻ فيه محمد بن الحارث الحارثي وهو ضعيف.

**٢١٣٤ـ تخريج: [إسناده صحيح]** أخرجه الترمذي، النكاح، باب ماجاء في التسوية بين الضرائر، ح: ١١٤٠، وابن ماجه، ح: ١٩٧١، والنسائي، ح: ٣٣٩٥ من حديث حماد بن سلمة به، وصححه الحاكم علٰى شرط مسلم: ١٨٧/٢، ووافقه الذهبي ✻ أبوقلابة بريء من التدليس، وباقي السند صحيح.

**٢١٣٥ـ تخريج: [حسن]** أخرجه أحمد: ١٠٧/٦ من حديث عبدالرحمٰن بن أبي الزناد به مختصرًا، وصححه الحاكم: ١٨٦/٢، ووافقه الذهبي، ورواه البيهقي: ٧٤/٧، ٧٥ من حديث أبي داود به.

عن هِشَام بنِ عُرْوَةَ، عن أبيهِ قال: قالَتْ عَائِشَةُ: يَاابْنَ أُخْتِي! كَانَ رَسُولُ الله ﷺ لا يُفَضِّلُ بَعْضَنَا عَلَى بَعْضٍ في الْقَسْمِ مِنْ مُكْثِهِ عِنْدَنَا. وكَانَ قَلَّ يَوْمٌ إلَّا وَهُوَ يَطُوفُ عَلَيْنَا جَمِيعًا فَيَدْنُو مِنْ كلِّ امْرَأَةٍ مِنْ غَيْرِ مَسِيسٍ حتى يَبْلُغَ إلَى الَّتِي هُوَ يَوْمُهَا فَيَبِيتُ عِنْدَهَا، وَلَقَدْ قالَتْ سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ حِينَ أَسَنَّتْ وَفَرِقَتْ أَنْ يُفَارِقَهَا رَسُولُ الله ﷺ: يَارَسُولَ الله! يَوْمِي لِعَائِشَةَ، فَقَبِلَ ذٰلِكَ رَسُولُ الله ﷺ مِنْهَا. قالَتْ: نَقُولُ: فِي ذٰلِكَ أَنْزَلَ الله عَزَّوَجَلَّ وَفي أَشْبَاهِهَا - أُرَاهُ قال -: ﴿وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنۢ بَعْلِهَا نُشُوزًا﴾ [النساء:١٢٨].

میں) باری مقرر کرنے کے معاملے میں، یعنی ہمارے پاس ٹھہرنے کے معاملے میں ہم میں سے کسی کو کسی پر فضیلت نہ دیا کرتے تھے۔ اور آپ تقریباً ہر روز ہم سب کے پاس چکر لگایا کرتے تھے اور ہر بیوی کے قریب ہوتے۔ یہ نہیں کہ آپ صحبت کرتے تھے۔ حتی کہ اس کے پاس جا پہنچتے جس کی باری کا دن ہوتا اور رات اس کے ہاں گزارتے۔ حضرت سودہ بنت زمعہ ؓ جب بڑی عمر کی ہو گئیں اور انہیں اندیشہ ہوا کہ رسول اللہ ﷺ انہیں چھوڑ دیں گے تو انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرا دن عائشہ کے لیے (وقف) ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اسے قبول فرمالیا۔ (حضرت عائشہ) کہتی ہیں کہ ہم کہا کرتی تھیں کہ اسی سلسلہ میں اور اسی قسم کی صورت احوال کے متعلق ہی اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی ہے: ﴿وَ إِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنۢ بَعْلِهَا نُشُوزًا﴾ ''اگر کسی عورت کو اندیشہ ہو اپنے خاوند کے بگڑنے کا۔''

٢١٣٦- حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ مَعِينٍ وَمُحَمَّدُ بنُ عِيسَى المعنى قالَا: حدثنا عَبَّادُ بنُ عَبَّادٍ عن عَاصِمٍ، عن مُعَاذَةَ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَسْتَأْذِنَّا إذَا كَانَ في يَوْمِ المَرْأَةِ مِنَّا بَعْدَ ما نَزَلَتْ ﴿تُرْجِي مَن تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُئْوِيٓ إِلَيْكَ مَن تَشَآءُ﴾ [الأحزاب:٥١] قالَتْ مُعَاذَةُ: فَقُلْتُ لَهَا: ما كُنْتِ تَقُولِينَ لِرَسُولِ الله

٢١٣٦- معاذہ، حضرت عائشہ ؓ سے روایت کرتی ہیں ان کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ سورۂ احزاب کی آیت کریمہ: ﴿تُرْجِي مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِيٓ إِلَيْكَ مَنْ تَشَآءُ﴾ کے نازل ہو جانے کے بعد (بھی) ہم میں سے جس کی باری کا دن ہوتا اس سے اجازت لیا کرتے تھے (جب کسی دوسرے حرم میں جانے کی کوئی ضرورت ہوتی۔) معاذہ کہتی ہیں میں نے سیدہ عائشہ ؓ سے دریافت کیا کہ آپ رسول اللہ ﷺ کو کیا کہا



٢١٣٦_ تخريج: أخرجه مسلم، الطلاق، باب بيان أن تخييره امرأته لا يكون طلاقًا إلا بالنية، ح:١٤٧٦ من حديث عباد بن عباد، والبخاري، التفسير، سورة الأحزاب، ح:٤٧٨٩ من حديث عاصم الأحول به، ومن عباد تعليقًا.

ﷺ؟ قالَتْ : كُنْتُ أَقُولُ : إنْ كَانَ ذَاكَ إلَيَّ لم أُوثِرْ أَحَدًا عَلَى نَفْسِي.

کرتی تھیں؟ انہوں نے کہا: میں کہا کرتی تھی: اگر یہ فیصلہ کرنا میرے ہی ذمے ہے تو پھر میں اپنے آپ پر کسی اور کو ترجیح نہیں دے سکتی۔

فائدہ: سورۂ احزاب کی اس آیت نمبر۵۱ میں اللہ عزوجل نے اپنے نبی ﷺ کو بیویوں میں باری کے مسئلے میں بصراحت رخصت عنایت فرمائی ہے۔ مگر آپ ﷺ اس رخصت کے باوجود تقسیم کی عزیمت پر قائم رہے۔ حضرت عائشہ ؓ کا اپنے آپ کو ترجیح دینا کسی نفسانی حظ کی بنا پر نہ تھا بلکہ اس شرف خدمت کی بنا پر تھا جو ان کے قرب سے حاصل ہوتا تھا۔ اور سب سے بڑھ کر نزول برکات اور اللہ کے ہاں رفع درجات کا سبب تھا۔

۲۱۳۷- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا مَرْحُومُ ابنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْعَطَّارُ: حَدَّثَني أبُو عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ عن يَزِيدَ بنِ بَابَنُوسَ، عن عَائِشَةَ رضي الله عنها: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ بَعَثَ إلَى النِّسَاءَ يَعْني في مَرَضِهِ فاجْتَمَعْنَ فقال: «إنِّي لا أَسْتَطِيعُ أَنْ أَدُورَ بَيْنَكُنَّ، فإنْ رَأَيْتُنَّ أَنْ تَأْذَنَّ لِي فَأَكُونَ عِنْدَ عَائِشَةَ فَعَلْتُنَّ»، فَأَذِنَّ لَهُ.

۲۱۳۷- حضرت عائشہ ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات کو بلوایا۔ یعنی اپنے مرض وفات کے دنوں میں' تو وہ جمع ہو گئیں، آپ نے فرمایا: ''میں اب تمہارے درمیان چکر نہیں لگا سکتا اگر مناسب سمجھو اور مجھے اجازت دے دو' تو میں عائشہ کے ہاں رہ لوں۔'' تو سب نے اجازت دے دی۔

۲۱۳۸- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ عَمْرِو بنِ السَّرْحِ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ عن يُونُسَ، عن ابنِ شِهَابٍ أَنَّ عُرْوَةَ بنَ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قالَتْ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ إذَا أَرَادَ سَفَرًا أَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهِ، فأَيَّتُهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا مَعَهُ، وكَانَ

۲۱۳۸- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنی ازواج مطہرات میں قرعہ ڈالتے' جس کا نام نکل آتا وہ آپ کے ساتھ سفر میں جاتی۔ آپ علیہ الصلاۃ والسلام ہر زوجہ کو اس کی باری کا دن اور رات دیتے' سوائے حضرت سودہ بنت زمعہ ؓ کے' انہوں نے اپنا دن حضرت عائشہ ؓ

۲۱۳۷_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي في الشمائل، ح: ۳۹۱ من حديث مرحوم، ورواه أحمد: ٦/ ۳۱ عن مرحوم العطار به.

۲۱۳۸_ تخريج: أخرجه البخاري، الهبة وفضلها . . . الخ، باب هبة المرأة لغير زوجها . . . الخ، ح: ۲۵۹۳، وح: ۲٦۸۸ من حديث يونس بن يزيد به.

يَقْسِمُ لِكُلِّ امْرَأَةٍ مِنْهُنَّ يَوْمَهَا وَلَيْلَتَها، غَيْرَ أَنَّ سَوْدَةَ بِنْتَ زَمْعَةَ وَهَبَتْ يَوْمَهَا لِعَائِشَةَ رَضِيَ الله عَنْها.

کو ہبہ کر دیا تھا۔

(المعجم ٣٨، ٣٩) - **بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يَشْتَرِطُ لَهَا دَارَهَا** (التحفة ٤٠)

**باب: ۳۸، ۳۹-شوہر، جو بیوی سے شرط کر لے کہ اس کو وطن ہی میں رکھے گا**

٢١٣٩- **حَدَّثَنا** عِيسَى بنُ حَمَّادٍ: أخبرنا اللَّيْثُ عن يَزِيدَ بنِ أبي حَبِيبٍ، عن أبي الْخَيْرِ، عن عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ عن رَسُولِ الله ﷺ أَنَّهُ قال: «إِنَّ أَحَقَّ الشُّرُوطِ أَنْ تُوفُوا بِهِ ما اسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوجَ».

۲۱۳۹-حضرت عقبہ بن عامر ؓ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”شرطوں میں سے اہم ترین شرط جس کا پورا کرنا تم پر واجب ہے، وہ ہے جس کی بنا پر تم نے (بیویوں کی) عصمتوں کو حلال کیا ہو۔“

**فائدہ:** امام صاحب ؒ کا استدلال ہے کہ ایسی شرطوں کا پورا کرنا واجب ہے بشرطیکہ کسی حلال کو حرام یا حرام کو حلال نہ ٹھہرایا گیا ہو۔



(المعجم ٣٩، ٤٠) - **بَابٌ: فِي حَقِّ الزَّوْجِ عَلَى الْمَرْأَةِ** (التحفة ٤١)

**باب: ۳۹، ۴۰-بیوی پر شوہر کے حقوق کا بیان**

٢١٤٠- **حَدَّثَنا** عَمْرُو بنُ عَوْنٍ: أخبرنا إِسْحَاقُ بنُ يُوسُفَ عن شَرِيكٍ، عن حُصَيْنٍ، عن الشَّعْبِيِّ، عن قَيْسِ بنِ سَعْدٍ قال: أَتَيْتُ الْحِيرَةَ فَرَأَيْتُهُمْ يَسْجُدُونَ لِمَرْزُبَانٍ لَهُمْ، فَقُلْتُ: رَسُولُ الله ﷺ أَحَقُّ أَنْ يُسْجَدَ لَهُ. قال: فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ

۲۱۴۰-حضرت قیس بن سعد ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں حیرہ گیا، تو میں نے دیکھا کہ وہ لوگ اپنے سردار کو سجدہ کرتے ہیں تو میں نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ اس بات کے زیادہ حقدار ہیں کہ ان کو سجدہ کیا جائے۔ کہتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بتایا کہ میں حیرہ گیا، تو دیکھا کہ وہ لوگ اپنے سردار کو سجدہ کرتے

---

**٢١٣٩ـ تخريج**: أخرجه البخاري، الشروط، باب الشروط في المهر عند عقدة النكاح، ح: ٢٧٢١ من حديث الليث بن سعد، ومسلم، النكاح، باب الوفاء بالشروط في النكاح، ح: ١٤١٨ من حديث يزيد بن أبي حبيب به.

**٢١٤٠ـ تخريج**: [**إسناده حسن**] أخرجه الدارمي، ح: ١٤٧١ عن عمرو بن عون به، وصححه الحاكم: ٢/ ١٨٧، ووافقه الذهبي * شريك القاضي صرح بالسماع عند البيهقي: ٧/ ٢٩١، ولأصل الحديث شواهد عند الترمذي، ح: ١١٥٩، وابن حبان، ح: ١٢٩١ وغيرهما.

فَقُلْتُ: إِنِّي أَتَيتُ الحِيرَةَ فَرَأَيْتهُمْ يَسْجُدُونَ لِمَرْزُبَانٍ لَهُمْ فَأَنتَ يَارَسُولَ الله! أَحَقُّ أَنْ نَسْجُدَ لَكَ، قال: «أَرَأَيتَ لَوْ مَرَرْتَ بِقَبْرِي أَكُنْتَ تَسْجُدُ لَهُ؟» قال: قُلْتُ: لَا. قال: «فَلَا تَفْعَلُوا لَوْ كُنْتُ آمِرًا أَحَدًا أَنْ يَسْجُدَ لِأَحَدٍ لَأَمَرْتُ النِّسَاءَ أَنْ يَسْجُدْنَ لِأَزواجِهِنَّ لِمَا جَعَلَ الله لَهُمْ عَلَيْهِنَّ مِنَ الْحَقِّ».

ہیں تو آپ اے اللہ کے رسول! اس بات کے زیادہ حق دار ہیں کہ ہم آپ کے سامنے سجدہ ریز ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''بھلا بتا کہ اگر تو میری قبر پر گزرتا تو کیا اسے سجدہ کرتا؟'' میں نے کہا کہ نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''تو ایسا نہ کرو۔ اگر میں کسی کو سجدہ کرنے کا کہتا تو عورتوں کو حکم دیتا کہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بیوی پر شوہر کا بہت حق رکھا ہے۔''

**فوائد و مسائل:** ① تعظیمی سجدہ مشرکین ہی کا شعار ہے ② قبر پر سجدہ کرنا یا کسی زندہ یا مردہ کو سجدہ کرنا' فطرت سلیمہ کے بھی خلاف ہے کجا یہ کہ کوئی کلمہ گو اس کا تصور کرے۔ ③ بیویوں پر واجب ہے کہ اپنے خاوندوں کی حد درجہ عزت و توقیر اور خدمت کو اپنا شعار بنائیں۔ مگر ظاہر ہے کہ شرعی حدود و قیود کی پابندی لازمی ہے۔ ④ سجدہ صرف اللہ وحدہ لاشریک کا حق اور اسی کے ساتھ خاص ہے' دوسرے کسی شخص کے لیے سجدہ قطعاً روا اور جائز نہیں ہے۔ ⑤ مردوں کو عورتوں پر فوقیت حاصل ہے۔ قرآن مقدس میں بھی اس کی تصریح موجود ہے۔ ⑥ یہ حدیث صحابہ کرام ﷺ کی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کمال محبت کی واضح دلیل ہے۔



٢١٤١- **حَدَّثَنا** مُحمَّد بنُ عَمْرٍو الرَّازِيُّ: حَدَّثَنا جَرِيرٌ عن الأعمَشِ، عن أبي حَازِمٍ، عن أَبي هُرَيْرَةَ عن النَّبيِّ ﷺ قال: «إِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ إِلَى فِرَاشِهِ فَلَمْ تَأْتِهِ فَبَاتَ غَضْبَانَ عَلَيْهَا لَعَنَتْهَا المَلَائِكَةُ حَتَّى تُصْبِحَ».

۲۱۴۱- حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے مروی ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب شوہر بیوی کو اپنے بستر پر بلائے اور وہ نہ آئے اور شوہر غصے میں رات گزار دے تو فرشتے اس بیوی پر صبح ہونے تک لعنت کرتے رہتے ہیں۔''

**فائدہ:** بنیادی حقیقت تو یہی ہے جو رسول اللہ ﷺ نے فرمادی ہے کہ اس طرح بے شمار نفسیاتی اور اجتماعی شرور کا دروازہ بند ہو جاتا ہے' اور انکار کی صورت میں بہت سے انفرادی' خاندانی اور معاشرتی فساد جنم لیتے ہیں۔ اس لیے عورت کے لیے ضروری ہے کہ وہ خاوند کے جذبات کا لحاظ رکھے۔ تاہم اگر کوئی معقول عذر ہو' لیکن خاوند اسے اہمیت

---

٢١٤١ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، النكاح، باب تحريم امتناعها من فراش زوجها، ح:١٤٣٦ من حديث جرير، والبخاري، النكاح، باب: إذا باتت المرأة مهاجرة فراش زوجها، ح: ٥١٩٣ من حديث سليمان الأعمش به.

نہ دے رہا ہو۔ مثلاً بیوی بہت زیادہ بیمار ہو اس کی صحت مرد کی خواہش پوری کرنے کی متحمل نہ ہو۔ یا اور اسی قسم کا کوئی معقول عذر ہو تو بیوی کا انکار امید ہے کہ اللہ عزوجل کے ہاں قابل مواخذہ نہیں ہوگا۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## (المعجم ٤٠، ٤١) - بَابٌ: فِي حَقِّ الْمَرْأَةِ عَلَى زَوْجِهَا (التحفة ٤٢)

## باب: ۴۰، ۴۱-شوہر کے ذمے بیوی کے حقوق کا بیان

٢١٤٢- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ: أخبرنا أَبُو قَزَعَةَ الْبَاهِلِيُّ عن حَكِيمِ بنِ مُعَاوِيَةَ الْقُشَيْرِيِّ، عن أَبِيهِ قال: قُلْتُ: يَارَسُولَ الله! مَا حَقُّ زَوْجَةِ أَحَدِنَا عَلَيْهِ؟ قال: «أَنْ تُطْعِمَهَا إِذَا طَعِمْتَ، وَتَكْسُوَهَا إِذَا اكْتَسَيْتَ» أو «اكْتَسَبْتَ وَلَا تَضْرِبِ الْوَجْهَ، وَلَا تُقَبِّحْ، وَلَا تَهْجُرْ إِلَّا فِي الْبَيْتِ».

۲۱۴۲- جناب حکیم بن معاویہ قشیری اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم پر بیوی کے کیا حقوق ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''جب تُو کھائے تو اسے کھلائے' جب تُو پہنے تو اسے پہنائے۔'' یا یوں کہا: ''جب کما کر لائے (تو اسے پہنائے) اور چہرے پر نہ مار' برا نہ بول اور اس سے جدا نہ ہو مگر گھر میں۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «وَلَا تُقَبِّحْ» أَنْ تَقُولَ: قَبَّحَكِ الله.

امام ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں [وَلَا تُقَبِّحْ] کے معنی ہیں: ''یوں مت کہو کہ اللہ تجھے قبیح بنا دے۔''

فائدہ: بوقت ضرورت تادیب کی صورت میں چہرے پر مارنا منع ہے۔ اور اگر بستر سے علیحدہ کرنا ہو تو گھر کے اندر ہی ہو' اپنے گھر سے مت نکال دے' اور زبانی توبیخ میں بھی بددعا دینا ناجائز ہے۔ قرآن مجید نے تادیب کے آداب میں فرمایا ہے: ﴿وَالَّتِي تَخَافُونَ نُشُوزَهُنَّ فَعِظُوهُنَّ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا﴾ (النساء: ۳۴) ''اور جن عورتوں کی نافرمانی کا تمہیں اندیشہ ہو تو انہیں نصیحت کرو' بستروں سے الگ کر دو اور مار کر سزا دو اگر وہ تمہاری تابعداری کریں تو ان پر کوئی راستہ تلاش نہ کرو۔''

٢١٤٣- حَدَّثَنَا ابنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى: حَدَّثَنَا بَهْزُ بنُ حَكِيمٍ: حدثنا أبي

۲۱۴۳- بہز بن حکیم اپنے والد (حکیم) سے' وہ (اس کے) دادا (معاویہ بن حیدہ قشیری رضی اللہ عنہ) سے روایت

---

٢١٤٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٣ من حديث حماد بن سلمة، وابن ماجه، النكاح، باب حق المرأة على الزوج، ح: ١٨٥٠ من حديث أبي قزعة به.

٢١٤٣ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ٩١٦٠ عن محمد بن بشار، وأحمد: ٥/ ٥ عن يحيى القطان به، وانظر الحديث السابق.

عن جَدِّي قال: قُلْتُ: يَارَسُولَ الله! نِسَاؤُنَا ما نأْتِي مِنْهُنَّ وَما نَذَرُ؟ قال: «ائْتِ حَرْثَكَ أَنَّى شِئْتَ، وَأَطْعِمْهَا إِذَا طَعِمْتَ، وَاكْسُهَا إِذَا اكْتَسَيْتَ، وَلا تُقَبِّحِ الْوَجْهَ وَلا تَضْرِبْ».

کرتے ہیں کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم اپنی بیویوں سے کس طرح فائدہ اٹھائیں اور کیا چھوڑیں؟ آپ نے فرمایا: ''اپنی کھیتی کو آ جیسے تو چاہے' اسے کھلا جب تو کھائے' اسے پہنا جب تو پہنے' چہرے کے قبیح ہونے کی بددعا (یا گالی) نہ دے اور (منہ پر) مت مار۔''

قالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى شُعْبَةُ: «تُطْعِمُهَا إِذَا طَعِمْتَ، وَتَكْسُوهَا إِذَا اكْتَسَيْتَ».

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ شعبہ کی روایت میں ہے: [تُطْعِمُهَا إِذَا طَعِمْتَ وَتَكْسُوهَا إِذَا اكْتَسَيْتَ]

فوائد ومسائل: ① سورۂ بقرہ کی آیت نمبر (۲۲۳) میں ہے: ﴿نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ﴾ ''تمہاری بیویاں تمہاری کھیتیاں ہیں' اپنی کھیتیوں میں جس طرح چاہو آؤ۔'' (اس مسئلے کی مزید تفصیل دیکھیے احادیث ۲۱۶۲' ۲۱۶۳ ومابعدہ) ② اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے میاں بیوی کے تعلق کو جس بلیغ انداز میں پیش فرما دیا ہے اس سے بڑھ کر اس کو بیان کرنا ناممکن اور محال ہے۔ دنیا کی کوئی زبان اور اس کا کوئی سا ادب اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔



٢١٤٤- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ يُوسُفَ الْمُهَلَّبِيُّ النَّيْسَابُورِيُّ: حدثنا عُمَرُ بنُ عَبْدِ الله بنِ رَزِينٍ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ بنُ حُسَيْنٍ عن دَاوُدَ الْوَرَّاقِ، عن سَعِيدِ بنِ حَكِيمِ بنِ مُعَاوِيَةَ، عن أبِيهِ، عن جَدِّه مُعَاوِيَةَ الْقُشَيْرِيِّ قال: أَتَيْتُ رَسُولَ الله ﷺ، قال: فَقُلْتُ: ما تَقُولُ في نِسَائِنَا؟ قال: «أَطْعِمُوهُنَّ مِمَّا تَأْكُلُونَ، وَاكْسُوهُنَّ مِمَّا تَكْتَسُونَ، وَلا تَضْرِبُوهُنَّ وَلا تُقَبِّحُوهُنَّ».

۲۱۴۴- حضرت معاویہ قشیری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا: آپ (ہمیں) ہماری عورتوں کے بارے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''جو کھاتے ہو اس سے انہیں کھلاؤ' جو پہنتے ہو اس سے انہیں پہناؤ' انہیں مارو نہیں اور قبیح ہونے کی گالی (یا بددعا) نہ دو۔''

---

٢١٤٤- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ٩١٥١ من حديث سفيان بن حسين به، وللحديث شواهد * داود الوراق مستور، والحديث السابق يغني عنه.

(المعجم ٤١، ٤٢) - **بَابٌ: فِي ضَرْبِ النِّسَاءِ** (التحفة ٤٣)

باب:۴۱، ۴۲-بیویوں کو مارنے کا مسئلہ

**٢١٤٥- حَدَّثَنا** مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن عَلِيِّ بنِ زَيْدٍ، عن أبي حُرَّةَ الرَّقَاشِيِّ، عن عَمِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «فإِنْ خِفْتُمْ نُشُوزَهُنَّ فَاهْجُرُوهُنَّ في المَضَاجِعِ».

قال حَمَّادٌ: يَعْنِي النِّكَاحَ.

۲۱۴۵-ابوحرہ رقاشی اپنے چچا سے بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اگر تمہیں ان سے نافرمانی اور عدم اطاعت کا اندیشہ ہو تو انہیں بستروں سے علیحدہ کردو۔''

حماد نے کہا: اس سے مراد مباشرت ہے۔ (ہم بستری نہ کرو۔)

**٢١٤٦- حَدَّثَنا** أَحْمَدُ بنُ أبي خَلَفٍ وَأَحْمَدُ بنُ عَمْرِو بنِ السَّرْحِ قالَا: حدثنا سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ، عن عَبْدِ الله بنِ عَبْدِ الله - قال ابنُ السَّرْحِ: عُبَيْدُالله بنُ عَبْدِ الله - عن إِيَاسِ بنِ عَبْدِ الله بنِ أبي ذُبَابٍ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «لَا تَضْرِبُوا إِمَاءَ الله»، فَجَاءَ عُمَرُ إِلَى رَسُولِ الله ﷺ فقال: ذَئِرْنَ النِّسَاءُ عَلَى أَزْوَاجِهِنَّ، فَرَخَّصَ في ضَرْبِهِنَّ، فأَطَافَ بآلِ رَسُولِ الله ﷺ نِسَاءٌ كَثِيرٌ يَشْكُونَ أَزْوَاجَهُنَّ، فقال النَّبِيُّ ﷺ: «لَقَدْ طَافَ بآلِ مُحَمَّدٍ نِسَاءٌ كَثِيرٌ يَشْكُونَ أَزْوَاجَهُنَّ لَيْسَ أُولَئِكَ بِخِيَارِكُمْ».

۲۱۴۶-ایاس بن عبداللہ بن ابی ذُباب ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی بندیوں کو مت مارا کرو۔'' تو حضرت عمر ؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا: عورتیں اپنے شوہروں کے سر چڑھنے لگی ہیں۔ پس آپ ﷺ نے ان کو مارنے کی رخصت دے دی۔ تب رسول اللہ ﷺ کے گھر والوں کے پاس عورتیں بہت زیادہ آنے لگیں جو اپنے شوہروں کی شکایت کرتی تھیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''محمد (ﷺ) کے گھر والوں کے پاس عورتیں بہت زیادہ آئی ہیں جو اپنے شوہروں کی شکایت کرتی ہیں۔ ایسے لوگ کوئی اچھے آدمی نہیں ہیں۔''



---

**٢١٤٥ـ تخريج:** [**إسناده ضعيف**] أخرجه أحمد: ٥/ ٧٢ من حديث حماد بن سلمة به مطولاً * علي بن زيد بن جدعان ضعيف، والقرآن يغني عن حديثه.

**٢١٤٦ـ تخريج:** [**صحيح**] أخرجه ابن ماجه، النكاح، باب ضرب النساء، ح: ١٩٨٥ من حديث سفيان بن عيينة به، وصححه ابن حبان، ح: ١٣١٦، والحاكم: ٢/ ١٨٨، ١٩١، ووافقه الذهبي.

[قال لنا أبو داوُدَ: هُو عبدُاللهِ بنُ عبدِ اللهِ].

امام ابوداود رحمہ اللہ نے ہمیں کہا کہ زہری کے شیخ کا نام عبداللہ بن عبداللہ ہی ہے (نہ کہ عبیداللہ۔)

**۲۱٤٧- حَدَّثَنا** زُهَيْرُ بنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنا أَبُو عَوَانَةَ عن دَاوُدَ بنِ عَبْدِ الله الأَوْدِيِّ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ المُسْلِيِّ، عَنِ الْأَشْعَثِ بنِ قَيْسٍ، عن عُمَرَ بنِ الْخَطَّابِ عن النَّبيِّ ﷺ قال: «لا يُسْأَلُ الرَّجُلُ فِيمَا ضَرَبَ امْرَأَتَهُ».

۲۱۴۷-حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''شوہر سے' بیوی کو مارنے کے سلسلے میں' سوال نہیں کیا جائے گا۔''

فائدہ: اگر تادیب کی ضرورت ہو، زبانی اور بے رخی سے بیوی اپنے معاملے کو سلجھاتی نہ ہو تو مارنے کی رخصت ہے جیسے کہ سورۂ نساء آیت ۳۴ میں آیا ہے۔ یہ روایت بعض ائمہ کے نزدیک ضعیف ہے۔ صحیح ہونے کی صورت میں اس کا مطلب وہ مار ہے' جس کی اجازت شریعت نے دی ہے۔ یعنی ہلکی سی مار' جس کا مقصد بیوی کی اصلاح اور اسے متنبہ کرنا ہو۔ اگر خاوند ظلم کرے گا' حد سے تجاوز کرے گا یا اسے بلاوجہ مارے پیٹے گا تو وہ ظالم ہوگا جس کا اسے حساب دینا پڑے گا۔

## (المعجم ٤٢، ٤٣) - بَابٌ: فِي مَا يُؤْمَرُ بِهِ مِنْ غَضِّ الْبَصَرِ (التحفة ٤٤)

## باب:۴۲'۴۳-نظر نیچی رکھنے کا حکم

**۲۱٤٨- حَدَّثَنا** مُحمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنا سُفْيَانُ: حَدَّثَني يُونُسُ بنُ عُبَيْدٍ عن عَمْرِو بنِ سَعِيدٍ، عن أبي زُرْعَةَ، عن جَرِيرٍ قال: سَأَلْتُ رَسُولَ الله ﷺ عن نَظْرَةِ الْفَجْأَةِ فقال: «اصْرِفْ بَصَرَكَ».

۲۱۴۸-حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اچانک نظر پڑ جانے کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا: ''اپنی نظر پھیر لو۔''

**۲۱٤٩- حَدَّثَنا** إِسْمَاعِيلُ بنُ مُوسَى

۲۱۴۹- ابن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے

---

**۲۱٤٧ـ تخريج:** [حسن] أخرجه ابن ماجه، النكاح، باب ضرب النساء، ح:١٩٨٦ من حديث عبدالرحمٰن بن مهدي به، وصححه الحاكم: ٤/ ١٧٥، ووافقه الذهبي.

**۲۱٤٨ـ تخريج:** أخرجه مسلم، الآداب، باب نظر الفجاءة، ح:٢١٥٩ من حديث سفيان به.

**۲۱٤٩ـ تخريج:** [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الأدب، باب ماجاء في نظر الفجاءة، ح:٢٧٧٧ من حديث

الْفَزَارِيُّ: أخبرنا شَرِيكٌ عن أبي رَبِيعَةَ الْأَيَادِيِّ، عن ابنِ بُرَيْدَةَ، عن أبِيهِ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ لِعَلِيٍّ: «يَاعَلِيُّ لا تُتْبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ، فإنَّ لَكَ الْأُولى وَلَيْسَتْ لَكَ الآخِرَةُ».

ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی ؓ سے فرمایا: ”اے علی! نظر کے پیچھے نظر مت لگاؤ‘ پہلی تمہارے لیے معاف ہے (جو اچانک پڑ گئی) دوسری نہیں (عمداً دیکھنا۔)“

٢١٥٠- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا أبُو عَوَانَةَ عن الأعمَشِ، عن أبي وَائِلٍ، عن ابنِ مَسْعُودٍ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «لا تُبَاشِرِ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ لِتَنْعَتَهَا لِزَوْجِهَا كَأَنَّمَا يَنْظُرُ إلَيْهَا».

۲۱۵۰- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی عورت کسی دوسری عورت کے ساتھ بغل گیر ہو کر یا چمٹ کر نہ لیٹے اور پھر اپنے شوہر کو اس کے متعلق بتانے لگے گویا وہ اس کی طرف دیکھ رہا ہے۔“

فائدہ: کوئی عورت دوسری کے ساتھ لیٹے یا سوئے اور پھر اس کے احوال اپنے شوہر کو بتائے‘ یا ویسے ہی کسی کی تعریفیں کرنے لگے‘ منع اور ناجائز ہے۔ یہ صورتیں دلوں میں شیطانی وساوس پیدا کرنے کا باعث ہوتی ہیں اور پھر فتنے اٹھتے ہیں اور یہی تعلیم شوہر کے لیے بھی ہے کہ کسی مرد کی اپنی بیوی کے سامنے مبالغہ آمیز تعریف نہ کرے۔

٢١٥١- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إبراهِيمَ: حَدَّثَنا هِشَامٌ عن أبي الزُّبَيْرِ، عن جَابِرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى امْرَأَةً فَدَخَلَ عَلَى زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ فَقَضَى حَاجَتَهُ مِنْهَا ثُمَّ خَرَجَ إلى أصْحَابِهِ فقال لَهُمْ: «إنَّ الْمَرْأَةَ تُقْبِلُ في صُورَةِ شَيْطَانٍ، فَمَنْ وَجَدَ مِنْ ذٰلِكَ

۲۱۵۱- حضرت جابر ؓ کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے کوئی عورت دیکھی پھر (اپنے گھر) حضرت زینب بنت جحش ؓ کے ہاں آئے اور ان سے اپنی حاجت پوری کی۔ پھر اپنے اصحاب کے پاس گئے اور ان سے فرمایا: ”عورت شیطان کی صورت میں سامنے آتی ہے‘ جو شخص اس طرح کی کوئی کیفیت محسوس کرے تو اسے



◄◄شريك القاضي به، وقال: "حسن غريب"، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ٢/ ١٩٤، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد عند الحاكم: ٣/ ١٢٣ وغيره، ووافقه الذهبي * شريك القاضي مدلس وعنعن، وللحديث شاهد ضعيف عند الحاكم: ٣/ ١٢٣.

٢١٥٠- **تخريج**: أخرجه البخاري، النكاح، باب: لا تباشر المرأة المرأة فتنعتها لزوجها، ح: ٥٢٤١ من حديث سليمان الأعمش به.

٢١٥١- **تخريج**: أخرجه مسلم، النكاح، باب ندب من رأى امرأة فوقعت في نفسه ... الخ، ح: ١٤٠٣ من حديث هشام به.

شَيْئًا فَلْيَأْتِ أَهْلَهُ فإِنَّهُ يُضْمِرُ مَا في نَفْسِهِ».

چاہیے کہ اپنی بیوی کے پاس چلا جائے' بلاشبہ (بیوی کے پاس جانا) اس کے نفس میں آنے والے وسوسے اور خیال کو نکال دے گا۔''

فوائد ومسائل: ① بعض قلیل الحیاء لوگ اس صحیح حدیث کے الفاظ سے ترجمہ میں یہ رنگ بھرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ نعوذ باللہ' رسول اللہ ﷺ مغلوب الشہوت قسم کے انسان تھے۔ اور کچھ دوسرے ہیں کہ احادیث کی حجیت کو مشکوک باور کراتے ہیں اور یہ دونوں ہی باتیں علم و دیانت کے منافی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ تو اس قدر باحیا تھے کہ پردے میں بیٹھی ہوئی دوشیزہ کی حیا بھی آپ کی حیا کے سامنے ماند تھی۔ ایسا ترجمہ کرنے والے مقام رسالت سے آگاہ نہیں۔ بھلا [فَقَضٰی حَاجَتَه] ''آپ نے اپنی حاجت یا ضرورت پوری کی'' کا ترجمہ عربی زبان و ادب میں سوائے مباشرت کے اور ہے ہی نہیں؟ آپ نے صحابہ کی مجلس میں جا کر ایک قاعدہ کی بات بتائی کہ عورت مرد کے لیے شیطان کی طرح وسوسے پیدا کرتی اور فتنے کا باعث بنتی ہے۔ اس کا بہترین علاج انسان کی اپنی بیوی ہے۔ اس نصیحت کو پچھلے جملوں سے جوڑ کر ایک ایسا مفہوم پیدا کرنا جو ایک عام باوقار شخصیت کے لیے بھی زیب نہ دیتا ہو، رسول اللہ ﷺ کے لیے بیان کرنا از حد نامناسب ہے۔ ② عورت کو ایسی کسی صورت میں باہر نہیں نکلنا چاہیے کہ شیطان صفت کہلائی جانے لگے۔ ③ صنفی جذبات پورے کرنے کے لیے پاک اور حلال مقام انسان کا اپنا گھر ہے۔ ④ عورت کو بھی شوہر کا مطیع ہونا چاہیے تاکہ شوہر کی نظر پاک اور چادر عصمت بے داغ رہے۔

٢١٥٢- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنا ابْنُ ثَوْرٍ عن مَعْمَرٍ: أخبرنا ابنُ طَاوُسٍ عن أبِيهِ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: مَا رَأَيْتُ شَيْئًا أَشْبَهَ باللَّمَمِ مِمَّا قالَ أبُو هُرَيْرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ: «إنَّ الله كَتَبَ عَلَى ابنِ آدَمَ حَظَّهُ مِنَ الزِّنَا، أَدْرَكَ ذٰلِكَ لا مَحَالَةَ، فَزِنَا الْعَيْنَيْنِ النَّظَرُ، وَزِنَا اللِّسَانِ المَنْطِقُ، وَالنَّفْسُ تَمَنَّى وَتَشْتَهِي وَالْفَرْجُ يُصَدِّقُ ذٰلِكَ وَيُكَذِّبُهُ».

٢١٥٢- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ [لَمَم] (چھوٹے موٹے گناہوں) کی تفسیر میں' میں نے ابوہریرہ ؓ کی روایت سے بڑھ کر اور کوئی چیز نہیں دیکھی۔ حضرت ابوہریرہ ؓ نبی ﷺ سے نقل کرتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ نے ابن آدم پر زنا سے اس کا حصہ لکھ دیا ہے جسے وہ پا کر رہے گا۔ تو آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے' زبان کا زنا بولنا ہے' اور دل تمنا اور خواہش کرتا ہے اور شرمگاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے۔''



---

٢١٥٢ـ تخريج: أخرجه البخاري، الاستئذان، باب زنا الجوارح دون الفرج، ح: ٦٢٤٣، ومسلم، القدر، باب قدر على ابن آدم حظه من الزنا وغيره، ح: ٢٦٥٧ من حديث معمر به.

۲۱۵۳- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن سُهَيْلِ بنِ أبي صَالِحٍ، عن أبِيهِ، عن أبي هُرَيْرَةَ أنَّ النَّبيَّ ﷺ قال: «لِكُلِّ ابنِ آدَمَ حَظُّهُ مِنَ الزِّنَا» بِهذِهِ الْقِصَّةِ، قال: «وَالْيَدَانِ تَزْنِيَانِ فَزِنَاهُمَا الْبَطْشُ، والرِّجْلَانِ تَزْنِيَانِ فَزِنَاهُما المَشْيُ، وَالْفَمُ يَزْنِي فَزِنَاهُ الْقُبَلُ».

۲۱۵۳- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''ہر آدم زاد کے لیے زنا سے اس کا حصہ (لکھا گیا) ہے۔ اور مذکورہ قصہ بیان کیا، کہا: ''ہاتھ زنا کرتے ہیں' ان کی بدکاری' پکڑنا ہے۔ پاؤں زنا کرتے ہیں' ان کی بدکاری' چلنا ہے۔ منہ زنا کرتا ہے اور اس کی بدکاری' بوسہ لینا ہے۔''

۲۱۵٤- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنا اللَّيْثُ عن ابنِ عَجْلَانَ، عن الْقَعْقَاعِ بنِ حَكِيمٍ، عن أبي صَالِحٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ عن النَّبيِّ ﷺ بِهذِهِ الْقِصَّةِ قال: «والأُذُنُ زِنَاهَا الاسْتِمَاعُ».

۲۱۵۴- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' انہوں نے نبی ﷺ سے مذکورہ قصہ بیان کیا۔ فرمایا: ''کان زنا کرتے ہیں اور ان کی بدکاری' سننا ہے۔''

**فوائد ومسائل:** ① گناہ دو قسم کے ہوتے ہیں۔ کبیرہ اور صغیرہ (بڑے اور چھوٹے۔) کبیرہ گناہ وہ ہیں جن پر شریعت نے کوئی حد وتعزیر مقرر کر دی ہے یا ان پر عذاب شدید' لعنت یا کوئی سخت وعید سنائی ہے۔ ایسے گناہ توبہ کے بغیر معاف نہیں ہوتے۔ صغیرہ گناہ وہ ہیں جو اتفاقاً ہو جاتے ہیں اور شریعت کی طرف سے ان پر کوئی حد وتعزیر نہیں لگائی گئی ہے۔ انہی کو [لَمَمْ] سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ سورۃ النجم میں محسنین کے ذکر میں فرمایا ہے: ﴿الَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبَٰٓئِرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ إِلَّا اللَّمَمَ﴾ (النجم:۳۲) ''وہ جو بچتے ہیں بڑے گناہوں سے اور بے حیائی کے کاموں سے مگر عام قسم کے گناہوں سے۔'' صغیرہ گناہ عام نیکی کے کاموں سے معاف ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن کسی بھی صاحب ایمان کو ان میں جری نہیں ہو جانا چاہیے' کیونکہ معاف کرنا یا نہ کرنا' اللہ عزوجل کی مشیت پر مبنی ہے' نیز علماء نے لکھا ہے کہ اگر کوئی صغیرہ کو صغیرہ نہ جانے اور ان کو اپنی عادت بنا لے تو وہ' بھی کبیرہ کے زمرہ میں آ جاتے ہیں۔ اسی طرح اگر بلا ارادہ کوئی کبیرہ گناہ سرزد ہو گیا ہو مگر انسان نادم ہوا اور کثرت سے توبہ کرنے لگے تو وہ ان شآء اللہ صغیرہ کی مانند معاف کر دیا جائے گا۔ بہر حال انسان کو اپنے معلوم اور غیر معلوم سبھی گناہوں سے' اللہ کے حضور معافی مانگتے رہنا چاہیے۔ ② اعضائے جسم نظر، کان، ہاتھ، قدم اور منہ کے گناہوں کو ''زنا'' سے تعبیر کرنا، ان کے از حد قبیح ہونے کی طرف اشارہ ہے کہ ان کا انجام انتہائی برا ہو سکتا ہے۔



---

**۲۱۵۳ـ تخريج:** [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۲/ ۳٤۳ من حديث حماد بن سلمة، ومسلم، القدر، باب قدر على ابن آدم حظه من الزنا وغيره، ح: ۲٦٥٧ من حديث سهيل بن أبي صالح به.

**۲۱٥٤ـ تخريج:** [صحيح] أخرجه أحمد: ۳/ ۳٧٩، ح: ٨٩١٩ عن قتيبة به، والحديث السابق شاهد له.

(المعجم ٤٣، ٤٤) - **بَابٌ: فِي وَطْءِ السَّبَايَا** (التحفة ٤٥)

**٢١٥٥- حَدَّثَنا** عُبَيْدُاللهِ بنُ عُمَرَ بنِ مَيْسَرَةَ: حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنا سَعِيدٌ عن قَتَادَةَ، عن صَالِحٍ أبي الخَلِيلِ، عن أبي عَلْقَمَةَ الْهاشِميِّ، عن أبي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ بَعَثَ يَوْمَ حُنَيْنٍ بَعْثًا إلى أوْطَاسٍ فَلَقُوا عَدُوَّهُمْ فَقَاتَلُوهُمْ فَظَهَرُوا عَلَيْهِمْ وَأَصَابُوا لَهُمْ سَبَايَا، فكَأَنَّ أُنَاسًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ الله ﷺ تَحَرَّجُوا مِنْ غِشْيَانِهِنَّ مِنْ أَجْلِ أَزْوَاجِهِنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ، فأَنْزَلَ الله في ذٰلِكَ: ﴿وَٱلْمُحْصَنَٰتُ مِنَ ٱلنِّسَآءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَٰنُكُمْ﴾ [النساء: ٢٤] أيْ فَهُنَّ لَهُمْ حَلَالٌ إذَا انْقَضَتْ عِدَّتُهُنَّ.

باب: ۴۳، ۴۴- جنگ میں قید ہونے والی عورتوں سے مباشرت کا مسئلہ

۲۱۵۵- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حنین کے موقع پر اوطاس کی طرف ایک مہم بھیجی' وہ اپنے دشمن سے مقابل ہوئے' ان سے جنگ کی' ان پر غالب رہے اور ان کی عورتیں ہاتھ آئیں تو کچھ اصحاب رسول ﷺ نے ان سے مباشرت میں حرج جانا کیونکہ مشرکین میں ان کے شوہر موجود تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس سلسلے میں یہ آیت اتاری: ﴿وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ﴾ ''اور خاوندوں والیاں (تم پر حرام ہیں) مگر جن کے مالک بن جائیں تمہارے داہنے ہاتھ۔'' یعنی وہ تمہارے لیے حلال ہیں جب ان کی عدت پوری ہو جائے۔



فائدہ: جنگی قیدی بن جانے کے بعد میاں بیوی کے درمیان جدائی ہو جاتی ہے خواہ دونوں میں سے کوئی ایک پکڑا جائے یا دونوں۔ اس لیے ایسی عورت سے استمتاع جائز ہے۔ اور اس کی عدت ایک حیض ہے۔

**٢١٥٦- حَدَّثَنا** النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا مِسْكِينٌ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن يَزِيدَ بنِ خُمَيْرٍ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ جُبَيْرِ بنِ نُفَيْرٍ، عن أبِيهِ، عن أبي الدَّرْدَاءِ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ كَانَ في غَزْوَةٍ فَرَأَى امْرَأَةً مُجِحًّا فقال:

۲۱۵۶- حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک غزوے میں ایک عورت دیکھی جس کا حمل تقریباً پورے دنوں کا تھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''شاید اس کے مالک نے اس سے مباشرت کی ہے؟'' انہوں نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''میں

**٢١٥٥ـ تخريج:** أخرجه مسلم، الرضاع، باب جواز وطىء المسبية بعد الاستبراء ... الخ، ح: ١٤٥٦ عن عبيدالله بن عمر القواريري به.

**٢١٥٦ـ تخريج:** أخرجه مسلم، النكاح، باب تحريم وطىء الحامل المسبية، ح: ١٤٤١/ ١٣٩ من حديث شعبة به.

«لَعَلَّ صَاحِبَهَا أَلَمَّ بِهَا»، قالُوا: نَعَمْ، قال: «لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَلْعَنَهُ لَعْنَةً تَدْخُلُ مَعَهُ فِي قَبْرِهِ كَيْفَ يُوَرِّثُهُ وَهُوَ لا يَحِلُّ لَهُ؟! وَكَيْفَ يَسْتَخْدِمُهُ وَهُوَ لا يَحِلُّ لَهُ؟!».

نے ارادہ کیا ہے کہ اسے لعنت کروں ایسی لعنت جو اس کی قبر تک اس کے ساتھ جائے۔ یہ اس بچے کو کس طرح اپنا وارث بنا سکے گا جبکہ اس کے لیے یہ حلال نہیں (کہ غیر کے نطفے اور غیر کے بچے کو اپنا بچہ بنائے) اور کیونکر اس سے (غلاموں کی طرح) خدمت لے سکے گا جبکہ یہ اس کے لیے حلال نہیں۔'' (اگر بالفرض اس کا اپنا نطفہ ہوا اور اپنے بیٹے کے نسب کا انکار کیا تو یہ حرام ہے۔ اور پھر بیٹے کو غلام اور خادم کے درجے پر اتارنا کیونکر جائز ہے؟)

٢١٥٧- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عَوْنٍ: أخبرنا شَرِيكٌ عن قَيْسِ بنِ وَهْبٍ، عن أبي الْوَدَّاكِ، عن أبي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَرَفَعَهُ أَنَّهُ قال في سَبَايَا أوطاسٍ: «لا تُوطَأُ حامِلٌ حَتَّى تَضَعَ وَلا غَيْرُ ذَاتِ حَمْلٍ حَتَّى تَحِيضَ حَيْضَةً».

۲۱۵۷- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی طرف نسبت کرتے ہوئے بیان کیا کہ آپ نے اوطاس میں پکڑی جانے والی عورتوں کے بارے میں فرمایا تھا: ''کسی حاملہ سے مباشرت نہ کی جائے حتی کہ اس کے بچے کی ولادت ہو جائے اور غیر حاملہ سے بھی مباشرت نہ کی جائے حتی کہ اسے ایک حیض آ جائے۔''



٢١٥٨- حَدَّثَنا النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ سَلَمَةَ عن مُحمَّدِ بنِ إسْحَاقَ: حَدَّثَني يَزِيدُ بنُ أبي حَبِيبٍ عن أبي مَرْزُوقٍ، عن حَنَشٍ الصَّنْعَانِيِّ، عن رُوَيْفِعِ بنِ ثَابِتٍ الأَنْصَارِيِّ قال: قامَ فِينَا خَطِيبًا قال: أَمَا إِنِّي لا أقُولُ لَكُمْ إلَّا ما سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يقُولُ يَوْمَ حُنَيْنٍ،

۲۱۵۸- حنش صنعانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت رویفع بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ ہم میں خطبہ کے لیے کھڑے ہوئے تو کہا: میں تمہیں وہی بات کہوں گا جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔ آپ نے ہمیں حنین والے دن فرمایا تھا: ''جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کے لیے حلال نہیں کہ کسی دوسرے کی کھیتی کو اپنا پانی دے۔'' آپ کی مراد تھی کہ حاملہ عورتوں سے

**٢١٥٧ـ تخريج:** [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٢٨، ٦٢ من حديث شريك القاضي به، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ٢/ ١٩٥، وحسنه الحافظ في التلخيص الحبير: ١/ ١٧١، ١٧٢ * شريك عنعن، وحديث الطيالسي: ١٦٧٨ يغني عنه.

**٢١٥٨ـ تخريج:** [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، ح: ١١٣١ من طريق آخر عن رويفع به، وقال: "حسن"، وأصله عند ابن حبان، ح: ١٦٧٥، وللحديث شواهد عند الترمذي، ح: ١٥٦٤ وغيره.

قال: «لا يَحِلُّ لِامْرِيءٍ يُؤْمِنُ بالله وَالْيَوْمِ الآخِرِ أنْ يَسْقِيَ مَاءَهُ زَرْعَ غَيْرِهِ» - يَعْني إتْيَانَ الْحُبَالَى، «وَلا يَحِلُّ لِامْرِيءٍ يُؤْمِنُ بالله وَالْيَوْمِ الآخِرِ أَنْ يَقَعَ عَلَى امْرَأَةٍ مِنَ السَّبْيِ حَتَّى يَسْتَبْرِئَهَا، وَلا يَحِلُّ لِامْرِيءٍ يُؤْمِنُ بالله وَالْيَوْمِ الآخِرِ أنْ يَبِيعَ مَغْنَمًا حتى يُقْسَمَ».

مباشرت "اور جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کے لیے حلال نہیں کہ قید میں آنے والی کسی عورت سے استبراء (رحم صاف ہونے) سے پہلے مباشرت کرے، اور جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کے لیے حلال نہیں کہ غنیمت کو تقسیم ہو جانے سے پہلے فروخت کرے۔"

فوائد و مسائل: ① مومن مسلمان کے لیے اللہ اور یوم آخرت کے حوالے سے بات کرنا انتہائی اہمیت اور تاکید کی حامل ہوتی ہے۔ ② "دوسرے کی کھیتی کو پانی دینا" دوسرے کی بیوی سے مباشرت کرنا۔ یعنی زنا تو حرام ہے مگر لونڈی جو جنگ میں ہاتھ آئی ہو استبراء سے پہلے اس سے قربت جائز نہیں۔ اگر حاملہ ہو تو وضع حمل کا انتظار واجب ہے۔ ③ غنیمت میں اپنا حصہ متعین اور حاصل کرنے سے پہلے اس کو فروخت کرنا دھوکے کی ایک صورت ہے، نہ معلوم تھوڑا ملے گا یا زیادہ اور کس قیمت کا ہوگا؟

٢١٥٩- حَدَّثَنا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ: حدثنا أبُو مُعَاوِيَةَ عن ابنِ إسْحَاقَ بِهَذَا الْحَدِيثِ قال: «حَتَّى يَسْتَبْرِئَهَا بِحَيْضَةٍ». زَادَ فيه: «بِحَيْضَةٍ»، وَهُوَ وَهْمٌ مِنْ أبي مُعَاوِيَةَ، وَهُوَ صَحِيحٌ في حَدِيثِ أبي سَعِيدٍ، زَادَ: «وَمَنْ كَان يُؤْمِنُ بالله وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلَا يَرْكَبْ دَابَّةً مِنْ فَيْءِ الْمُسْلِمِينَ حتى إذا أعْجَفَهَا رَدَّهَا فيه، وَمَنْ كَان يُؤْمِنُ بالله وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلَا يَلْبَسْ ثَوْبًا مِنْ فَيْءِ الْمُسْلِمِينَ حتى إذَا أَخْلَقَهُ رَدَّهُ فِيهِ».

٢١٥٩- سعید بن منصور، ابو معاویہ سے، وہ ابن اسحاق سے یہ حدیث بیان کرتے ہیں، کہا کہ "حتی کہ ایک حیض سے اس کا استبراء (رحم صاف) نہ کر لے۔" اس میں [بِحَيْضَةٍ] کا لفظ زیادہ کیا جو کہ ابو معاویہ کا وہم ہے مگر ابوسعید کی روایت میں صحیح ہے۔ اور اس میں مزید یہ ہے: "جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ مسلمانوں کے مال غنیمت کے جانوروں میں سے کسی پر سوار نہ ہو کہ جب اسے کمزور کر دے تو اسے واپس کر دے۔ اور جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ مسلمانوں کے مال غنیمت کے کپڑوں میں سے کوئی کپڑا نہ پہنے کہ جب اسے پرانا کر دے تو واپس کر دے۔"

٢١٥٩- تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي: ٧/ ٤٤٩ من حديث أبي داود به، ورواه أحمد: ٤/ ١٠٨، والدارمي، ح: ٢٤٨٠، ٢٤٩١، وانظر الحديث السابق.

قالَ أَبُو دَاوُدَ: «الْحَيْضَةُ» لَيْسَتْ بِمَحْفُوظَةٍ، وَهُوَ وَهْمٌ مِنْ أبي مُعَاوِيَةَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ [اَلْحَیْضَةُ] کا لفظ محفوظ نہیں ہے اور یہ ابومعاویہ کا وہم ہے۔

## (المعجم ٤٤، ٤٥) - بَابٌ: فِي جَامِعِ النِّكَاحِ (التحفة ٤٦)

## باب:۴۴، ۴۵-نکاح کے متفرق مسائل

٢١٦٠- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ وَعَبْدُ الله بنُ سَعِيدٍ قالَا: حَدَّثَنا أبُو خَالِدٍ يَعني سُلَيْمَانَ بنَ حَيَّانَ، عن ابنِ عَجْلَانَ، عن عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عن أبِيهِ، عن جَدِّهِ عن النَّبيِّ ﷺ قال: «إذَا تَزَوَّجَ أَحدكُمُ امْرَأَةً أَوِ اشْتَرَى خَادِمًا فَلْيَقُلْ: اللَّهُمَّ! إنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ ما جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ، وأَعُوذُ بِكَ مِنْ شرِّهَا وَمِنْ شَرِّ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ، وَإِذَا اشْتَرَى بَعِيرًا فَلْيَأْخُذْ بِذِرْوَةِ سَنَامِهِ وَلْيَقُلْ مِثْلَ ذٰلِكَ».

۲۱۶۰- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد (شعیب) سے اور وہ اپنے دادا (عبداللہ بن عمرو) سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی کسی عورت سے شادی کرے یا کوئی خادم خریدے تو چاہیے کہ یہ دعا کرے: ''[اَللّٰهُمَّ! إِنِّیُ أَسُأَلُكَ خَیُرَهَا وَ خَیُرَمَا جَبَلُتَهَا عَلَیُهِ ، وَأَعُوذُبِكَ مِنُ شَرِّهَا وَ مِنُ شَرِّمَا جَبَلُتَهَا عَلَیُهِ]'' ''اے اللہ! میں اس کی خیر کا سوال کرتا ہوں اور اس خیر کا جس پر تو نے اس کو پیدا کیا، اور اس کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور اس شر سے جس پر تو نے اس کو پیدا کیا ہے۔'' اور جب کوئی اونٹ خریدے تو اس کے کوہان کی چوٹی کو پکڑے اور اسی طرح دعا کرے۔''

قالَ أَبُو دَاوُدَ: زَادَ أَبُو سَعِيدٍ: «ثمَّ لِيَأْخُذْ بِنَاصِيَتِهَا وَلْيَدْعُ بالْبَرَكَةِ في المَرْأَةِ وَالْخَادِمِ».

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ابوسعید نے اضافہ کیا کہ (آپ نے فرمایا:) ''بیوی اور خادم کی پیشانی کے بال پکڑے اور برکت کی دعا کرے۔''

فائدہ: یقیناً ہر فرد اور ہر ہر چیز میں خیر اور برکت اسی وقت ہو سکتی ہے جب اللہ عزوجل نے اس میں مقدر فرمائی ہو۔ تو واجب ہے کہ اللہ عزوجل ہی سے ہمیشہ اس کا سوال کیا جائے۔ اور کسی شخص یا چیز میں پایا جانے والا شر بھی اللہ عزوجل کی مشیّت سے ہے تو اس سے تحفظ کا سوال بھی اللہ تعالیٰ ہی سے ہونا چاہیے۔ بالخصوص بیوی کا معاملہ بہت ہی

٢١٦٠ـ تخريج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، النكاح، باب ما يقول الرجل إذا دخلت عليه أهله، ح:١٩١٨، والبخاري في "خلق أفعال العباد"، ص:٤٠ من حديث محمد بن عجلان به، وصرح بالسماع عند البخاري وصححه الحاكم: ٢/ ١٨٥، ١٨٦، ووافقه الذهبي.

اہم ہے۔ تقابلی اعتبار سے بیوی بھی اپنے شوہر کے متعلق اللہ تعالیٰ سے خیر کی دعا اور اس کے شر سے پناہ مانگ سکتی ہے۔ اگرچہ نص اور صراحت نہیں ہے اور اس کے لیے پیشانی کے بال پکڑنا بھی ضروری نہیں۔

**٢١٦١- حَدَّثَنا** مُحمَّدُ بنُ عِيسَى: حَدَّثَنا جَرِيرٌ عن مَنْصُورٍ، عن سَالِمِ بنِ أبي الْجَعْدِ عن كُرَيْبٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: قال النَّبِيُّ ﷺ: «لَوْ أَنَّ أَحَدَكُم إذَا أَرَادَ أَنْ يَأْتِيَ أَهْلَهُ قال: بسم الله اللَّهُمَّ! جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ ما رَزَقْتَنَا، ثُمَّ قُدِّرَ أَنْ يَكُونَ بَيْنَهُمَا وَلَدٌ في ذٰلِكَ لَمْ يَضُرَّهُ شَيْطَانٌ أَبَدًا».

**۲۱۶۱-** حضرت ابن عباس ؓ سے منقول ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی جب اپنی اہلیہ سے مباشرت کا ارادہ کرے اور درج ذیل دعا پڑھ لے تو اگر ان میں اس باری میں بچہ مقدر ہوا تو اسے شیطان کبھی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ (دعا یہ ہے) [بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ! جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا] ''اللہ کے نام سے' اے اللہ! ہم کو شیطان سے دور رکھ' اور شیطان کو اس سے دور رکھ جو تو ہمیں عنایت فرمائے۔''

**فائدہ:** علامہ داودی نے کہا ہے کہ اس سے بچے کی کلی عصمت مراد نہیں بلکہ یہ ہے کہ شیطان اس کو دین کے معاملے میں فتنے میں نہیں ڈال سکے گا کہ کفر تک پہنچا دے۔ (عون المعبود)

**٢١٦٢- حَدَّثَنا** هَنَّادٌ عن وَكِيعٍ، عن سُفْيَانَ، عن سُهَيْلِ بنِ أبي صَالِحٍ، عن الْحَارِثِ بنِ مَخْلَدٍ، عن أَبي هُرَيْرَةَ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «مَلْعُونٌ مَنْ أَتَى امْرَأَةً في دُبُرِهَا».

**۲۱۶۲-** حضرت ابو ہریرہ ؓ سے منقول ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ملعون ہے وہ شخص جو بیوی سے دبر میں مباشرت کرتا ہے۔''

**٢١٦٣- حَدَّثَنا** ابنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن مُحمَّدِ

**۲۱۶۳-** حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں کہ یہودی کہا کرتے تھے کہ اگر آدمی اپنی بیوی سے اس کے پیچھے

---

**٢١٦١ـ تخريج:** أخرجه مسلم، النكاح، باب ما يستحب أن يقوله عند الجماع، ح: ١٤٣٤ من حديث جرير، والبخاري، النكاح، باب ما يقول الرجل إذا أتى أهله، ح: ٥١٦٥ من حديث منصور به.

**٢١٦٢ـ تخريج: [حسن]** أخرجه ابن ماجه، النكاح، باب النهي عن إتيان النساء في أدبارهن، ح: ١٩٢٣ من حديث سهيل بن أبي صالح به، وصححه البوصيري، وللحديث شواهد كثيرة جدًا، وهو من الأحاديث المتواترة، انظر نظم المتناثر من الحديث المتواتر، ح: ١٥٩، ومعاني الآثار للطحاوي: ٣/ ٤٦.

**٢١٦٣ـ تخريج:** أخرجه مسلم، النكاح، باب جواز جماعه امرأته في قبلها . . . الخ، ح: ١٤٣٥ من حديث عبدالرحمٰن بن مهدي، والبخاري، التفسير، باب: ﴿نساؤكم حرث لكم فأتوا حرثكم أنى شئتم﴾، ح: ٤٥٢٨ من حديث سفيان الثوري به.

ابنِ الْمُنْكَدِرِ قال: سَمِعْتُ جَابِرًا يقُولُ: إنَّ الْيَهُودَ يقُولُون: إذَا جَامَعَ الرَّجُلُ أهْلَهُ في فَرْجِها مِنْ وَرَائِهَا كَانَ وَلَدُهُ أَحْوَلَ، فأَنْزَلَ الله عَزَّوَجَلَّ: ﴿نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّىٰ شِئْتُمْ﴾ [البقرة: ٢٢٣].

سے فرج (قُبل) میں مباشرت کرے (کہ وہ پیٹ کے بل لیٹی ہوئی ہو) تو اس سے بچہ بھینگا پیدا ہوتا ہے' تو اللہ عزوجل نے یہ نازل فرمایا: ﴿نِسَاؤُكُم حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنّٰى شِئْتُمْ﴾ ''تمہاری عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں' اپنی کھیتیوں میں جیسے چاہو آؤ۔''

فائدہ: یعنی یہودیوں کا قول وہم باطل ہے اور زوجین کو باہم ہر طرح سے تلذذ کی اجازت ہے۔ صرف شرط وہی ہے جو اوپر کی حدیث میں ذکر ہوئی۔ اور مزید یہ کہ ایام حیض بھی نہ ہوں۔

٢١٦٤- حَدَّثَنا عَبْدُ الْعَزيزِ بنُ يَحْيَى أبُو الأَصْبَغِ: حَدَّثَني مُحمَّدٌ يَعني ابنَ سَلَمَةَ عن مُحمَّدِ بنِ إسْحَاقَ، عن أبَانَ بنِ صَالِحٍ، عن مُجَاهِدٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: إنَّ ابنَ عُمَرَ - وَالله يَغْفِرُ لَهُ - أوْهَمَ إنَّمَا كَانَ هٰذَا الْحَيُّ مِنَ الأَنْصَارِ وَهُمْ أَهْلُ وَثَنٍ، مَعَ هٰذَا الْحَيِّ مِنْ يَهُودَ وَهُمْ أَهْلُ كِتَابٍ، وكَانُوا يَرَوْنَ لَهُمْ فَضْلًا عَلَيْهِمْ في الْعِلْمِ، فَكَانُوا يَقْتَدُونَ بِكَثِيرٍ مِنْ فِعْلِهِمْ، وكَانَ مِنْ أَمْرِ أهْلِ الْكِتَابِ أنْ لا يأْتُوا النِّساءَ إلَّا عَلَى حَرْفٍ، وَذٰلِكَ أَسْتَرُ ما تَكُونُ المَرْأةُ، فَكَانَ هٰذَا الْحَيُّ مِنَ الأَنْصَارِ قَدْ أخَذُوا بِذٰلِكَ مِنْ فِعْلِهِمْ،

۲۱۶۴- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے' انہوں نے کہا: ابن عمر رضی اللہ عنہما کی اللہ مغفرت فرمائے۔ انہیں وہم ہوا ہے۔ دراصل قبیلۂ انصار بت پرست لوگ تھے، اس یہودی قبیلے کے ساتھ رہتے تھے جو کہ اہل کتاب تھے۔ اور انصار علم کی وجہ سے ان کی فضیلت کے معترف تھے اور اپنے اکثر کاموں میں ان کی پیروی کیا کرتے تھے۔ اہل کتاب کا معاملہ یہ تھا کہ یہ لوگ اپنی بیویوں سے ایک ہی انداز میں چت لٹا کر (یا پہلو کے بل سے) مجامعت کیا کرتے تھے۔ اس طرح عورت بہت زیادہ پردے میں رہتی ہے۔ ان انصاریوں نے بھی ان جیسا یہ عمل اختیار کیا ہوا تھا۔ لیکن قبیلہ قریش والے اپنی عورتوں کو بری طرح پھیلاتے تھے اور طرح طرح سے متلذذ ہوتے تھے۔ آگے سے' پیچھے سے اور چت لٹا کر۔



٢١٦٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٧/ ١٩٥ من حديث عبدالعزيز بن يحيى به، ورواه الدارمي، ح: ١١٢٥، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ٢/ ١٩٥، ووافقه الذهبي، ورواه الطبري: ٢/ ٢٣٤، والطبراني: ١١/ ٧٧، ح: ١١٠٩٧، وصح عن ابن عمر: تحريم إتيان النساء في أدبارهن، معاني الآثار: ٣/ ٤١، قال ابن عمر: وهل يفعل ذلك من المسلمين؟، وسنده صحيح * ابن إسحاق صرح بالسماع عند الحاكم: ٢/ ٢٧٩، وإتحاف المهرة: ٨/ ٤٣٥، وللحديث شاهد عند أحمد: ١/ ٢٦٨ * ابن إسحاق مدلس وعنعن.

وَكَانَ هٰذَا الْحَيُّ مِنْ قُرَيْشٍ يَشْرَحُونَ النِّسَاءَ شَرْحًا مُنْكَرًا، وَيَتَلَذَّذُونَ مِنْهُنَّ مُقْبِلَاتٍ ومُدْبِرَاتٍ وَمُسْتَلْقِيَاتٍ، فَلَمَّا قَدِمَ الْمُهَاجِرُونَ الْمَدِينَةَ تَزَوَّجَ رَجُلٌ مِنْهُمُ امْرَأَةً مِنَ الأَنْصَارِ، فَذَهَبَ يَصْنَعُ بِهَا ذٰلِكَ فَأَنْكَرَتْهُ عَلَيْهِ وَقَالَتْ: إِنَّمَا كُنَّا نُؤْتَى عَلَى حَرْفٍ فَاصْنَعْ ذٰلِكَ، وَإِلَّا فَاجْتَنِبْنِي حَتَّى شَرِيَ أَمْرُهُما، فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُواْ حَرْثَكُمْ أَنَّىٰ شِئْتُمْ﴾ أَيْ مُقْبِلَاتٍ وَمُدْبِرَاتٍ وَمُسْتَلْقِيَاتٍ يَعْنِي بِذٰلِكَ مَوْضِعَ الْوَلَدِ.

جب مہاجرین مدینے میں آئے اور ان کے ایک آدمی نے انصار کی ایک عورت سے شادی کی تو اس کے ساتھ اپنے اسی انداز میں صحبت کرنے لگا تو عورت نے بہت برا جانا اور کہنے لگی: ہم سے ایک ہی انداز میں (چت لٹا کر یا پہلو کے بل سے) صحبت کی جاتی تھی' سوتم بھی اسی طرح کرو ورنہ مجھ سے الگ رہو حتی کہ ان کا معاملہ بہت بڑھ گیا اور رسول اللہ ﷺ تک جا پہنچا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ نازل فرمایا: ﴿نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُواْ حَرْثَكُمْ أَنَّىٰ شِئْتُمْ﴾ "تمہاری عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں' تو اپنی کھیتی میں جس طرح سے جی چاہے آؤ۔" آگے سے' پیچھے سے یا چت لٹا کر' لیکن جگہ وہی بچے والی ہو۔

**فوائد ومسائل:** ① بیوی سے پاخانہ کی جگہ میں مباشرت کرنا حرام اور لعنت کا کام ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "وہ شخص ملعون ہے جو اپنی بیوی کی دبر میں مباشرت کرے۔" (مسند احمد: ۲/۴۴۴) اسی کی بابت ایک جگہ پر یوں فرمایا: اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف نہیں دیکھے گا جو کسی مرد یا عورت کی دبر میں جنسی عمل کرے۔" (جامع الترمذی' الرضاع' حدیث: ۱۱۶۵) ان فرامین کی روشنی میں مرد کو اس قبیح عمل سے اجتناب کرنا چاہیے اور عورت کو چاہیے کہ اس منکر عظیم کے بارے میں اپنے شوہر کی بات نہ مانے اگر وہ ایسا کرنے کے لیے کہے تو انکار کردے۔ ② شروع حدیث میں جو حضرت ابن عمر ؓ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے وہ آیت مذکورہ کی تفسیر کی بابت کچھ اختلاف ہے' گویہ بات صحیح نہیں۔ لیکن حضرت ابن عباس کو اسی طرح خبر دی گئی تھی۔ حالانکہ حضرت ابن عمر ؓ اس کے قائل نہیں تھے۔ جیسے کہ علامہ ابن قیم ؒ نے اس کی وضاحت فرمادی ہے۔ (حواشي عون المعبود)

## (المعجم ٤٥، ٤٦) - بَابٌ: فِي إِتْيَانِ الْحَائِضِ وَمُبَاشَرَتِهَا (التحفة ٤٧)

## باب: ۴۵' ۴۶ - ایام حیض میں بیوی سے مجامعت (ہم بستری کرنے) اور مباشرت (بغل گیر ہونے) کا مسئلہ

٢١٦٥- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ:

۲۱۶۵- حضرت انس بن مالک ؓ سے مروی ہے

---

**٢١٦٥_ تخريج**: أخرجه مسلم، الحيض، باب جواز غسل الحائض رأس زوجها . . . الخ، ح: ٣٠٢ من حديث حماد بن سلمة به.

حَدَّثَنا حَمَّادٌ: أخبرنا ثابِتٌ الْبُنَانِيُّ عن أَنَسِ بن مَالِكٍ: أَنَّ الْيَهُودَ كَانَتْ إذَا حَاضَتْ مِنْهُمُ امْرَأَةٌ أَخْرَجُوهَا مِنَ الْبَيْتِ وَلَمْ يُؤَاكِلُوهَا وَلَمْ يُشَارِبُوهَا وَلَمْ يُجَامِعُوهَا في الْبَيْتِ، فَسُئِلَ رَسُولُ الله ﷺ عَنْ ذٰلِكَ؟، فَأَنْزَلَ الله عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ ٱلْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذًى فَٱعْتَزِلُوا۟ ٱلنِّسَآءَ فِى ٱلْمَحِيضِ﴾ إلَى آخِرِ الآيَةِ [البقرة: ٢٢٢]، فقال رَسُولُ الله ﷺ: «جَامِعُوهُنَّ في الْبُيُوتِ، وَاصْنَعُوا كلَّ شَيْءٍ غَيْرَ النِّكَاحِ»، فَقالَتِ اليَهُودُ: مَا يُرِيدُ هٰذَا الرَّجُلُ أَنْ يَدَعَ شَيْئًا مِنْ أَمْرِنَا إلَّا خَالَفَنَا فِيهِ، فَجَاءَ أُسَيْدُ بنُ حُضَيْرٍ وَعَبَّادُ ابنُ بِشْرٍ إلَى رَسُولِ الله ﷺ فَقالَا: يَارَسُولَ الله! إنَّ الْيَهُودَ تَقُولُ كَذَا وَكَذَا، أَفَلَا نَنْكِحُهُنَّ في المَحِيضِ. فَتَمَعَّرَ وَجْهُ رَسُولِ الله ﷺ حَتَّى ظَنَنَّا أَنْ قَدْ وَجَدَ عَلَيْهِمَا فَخَرَجَا فَاسْتَقْبَلَهُمَا هَدِيَّةٌ مِنْ لَبَنٍ إلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَبَعَثَ في آثَارِهِمَا فَظَنَنَّا أَنَّهُ لَمْ يَجِدْ عَلَيْهِمَا.

کہ یہودی لوگ جب ان میں کوئی عورت حیض سے ہوتی تو اس کو گھر سے نکال دیتے تھے۔ اس کے ساتھ کھاتے نہ پیتے اور نہ ایک گھر میں اکٹھے رہتے۔ رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں پوچھا گیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ نازل فرمایا: ﴿وَ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْض......﴾ ''لوگ آپ سے حیض کے بارے میں سوال کرتے ہیں' کہہ دیجیے کہ وہ گندگی ہے' سو حالت حیض میں عورتوں سے الگ رہو......'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ان کے ساتھ گھروں میں اکٹھے رہو اور ہر فعل کر سکتے ہو سوائے نکاح (جنسی عمل) کے۔'' یہودی کہنے لگے: یہ آدمی (محمد ﷺ) ہمارے کسی کام کو نہیں چھوڑتا مگر اس کی مخالفت ہی کرتا ہے۔ حضرت اسید بن حضیر اور عباد بن بشر ؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! یہودی اس اس طرح کہتے ہیں' تو کیا ہم حیض کے دنوں میں بھی عورتوں سے مجامعت نہ کرلیا کریں؟ اس پر رسول اللہ ﷺ کا چہرۂ مبارک بدل گیا۔ حتیٰ کہ ہمیں یقین ہو گیا کہ آپ ان دونوں سے واقعتاً ناراض ہو گئے ہیں' چنانچہ وہ (آپ کی مجلس سے) نکل آئے۔ (ان کے جانے کے بعد) رسول اللہ ﷺ کے پاس دودھ کا ہدیہ آ گیا۔ تو آپ نے ان کو پیچھے سے بلوایا' تب ہمیں تسلی ہوئی کہ آپ ان پر (دلی طور سے) ناراض نہیں ہوئے تھے۔

فائدہ: فوائد پیچھے حدیث: ۲۵۸ میں گزر چکے ہیں۔

٢١٦٦- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى

۲۱۶۶- جناب خلاس ہجری کہتے ہیں کہ میں نے



٢١٦٦ـ تخريج: [حسن] تقدم، ح: ٢٦٩.

عن جَابِرِ بن صُبْحٍ قالَ: سَمِعْتُ خِلَاسًا الْهَجَرِيَّ قالَ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ رضي الله عنها تَقُولُ: كُنْتُ أَنَا وَرَسُولُ الله ﷺ نَبِيتُ في الشِّعَارِ الْوَاحِدِ وَأَنَا حَائِضٌ طَامِثٌ، فَإِنْ أَصَابَهُ مِنِّي شَيْءٌ غَسَلَ مَكَانَهُ وَلَمْ يَعْدُهُ، وَإِنْ أَصَابَ - تَعْنِي - ثَوْبَهُ مِنْهُ شَيْءٌ غَسَلَ مَكَانَهُ وَلَمْ يَعْدُهُ وَصَلَّى فِيهِ.

حضرت عائشہ ؓ کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ میں اور رسول اللہ ﷺ ایک ہی چادر میں سو جاتے تھے حالانکہ میں ایام میں ہوتی۔ اگر آپ کو مجھ سے کچھ (خون وغیرہ) لگ جاتا تو اس جگہ کو دھو لیتے اور اس جگہ سے مزید آگے نہ دھوتے۔ اور اگر آپ کے کپڑے کو کچھ لگ جاتا تو اسی جگہ کو دھو لیتے اور اس سے تجاوز نہ کرتے اور اسی میں نماز پڑھ لیتے۔

فائدہ: فوائد پیچھے حدیث: ۲۶۹ میں گزر چکے ہیں

٢١٦٧- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ وَمُسَدَّدٌ قالَا: حَدَّثَنا حَفْصٌ عن الشَّيْبَانِيِّ عن عَبْدِ الله بنِ شَدَّادٍ، عن خَالَتِهِ مَيْمُونَةَ بِنْتِ الحَارِثِ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ كانَ إذَا أَرَادَ أَنْ يُبَاشِرَ امْرَأَةً مِنْ نِسَائِهِ وَهِيَ حَائِضٌ أَمَرَهَا أَنْ تَتَّزِرَ ثُمَّ يُبَاشِرُهَا.

۲۱۶۷- ام المومنین حضرت میمونہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنی کسی بیوی کے ساتھ لیٹنا چاہتے اور وہ حیض سے ہوتی' تو اسے کہتے کہ اپنی تہ بند خوب اچھی طرح باندھ لے' پھر اس کے ساتھ لیٹ جاتے۔

فائدہ: چونکہ نبی ﷺ کی پوری زندگی امت کیلئے اسوہ اور نمونہ ہے' اس لیے آپ کے اندرونِ خانہ کے احوال بھی بیان کیے گئے ہیں۔



## (المعجم ٤٦، ٤٧) - بَابٌ: فِي كَفَّارَةِ مَنْ أَتَى حَائِضًا (التحفة ٤٨)

## باب: ۴۶' ۴۷- جو شخص حائضہ بیوی سے مجامعت کر بیٹھے' اس کا کفارہ

٢١٦٨- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن شُعْبَةَ - غَيْرُهُ عن سَعِيدٍ -: حدثني الْحَكَم عن عَبْدِ الْحَمِيدِ بن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ،

۲۱۶۸- حضرت ابن عباس ؓ نبی ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ شخص جو اپنی بیوی سے اس کے ایام حیض میں مجامعت کر بیٹھے (اس کی بابت) آپ ﷺ نے فرمایا:

---

٢١٦٧ـ تخريج: أخرجه البخاري، الحيض، باب مباشرة الحائض، ح: ٣٠٣، ومسلم، الحيض، باب مباشرة الحائض فوق الإزار، ح: ٢٩٣ من حديث الشيباني به.

٢١٦٨ـ تخريج: [صحيح] تقدم، ح: ٢٦٤، وأخرجه ابن ماجه، الطهارة وسننها، باب في كفارة من أتى حائضًا، ح: ٦٤٠، والنسائي، ح: ٢٩٠ من حديث يحيى القطان به، ورواه الترمذي، ح: ١٣٦، ١٣٧.

عن مِقْسَمٍ، عن ابن عَبَّاسٍ عن النَّبيِّ ﷺ في الَّذِي يَأْتِي امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ قال: «يَتَصَدَّقُ بِدِينَارٍ أَوْ بِنِصْفِ دِينارٍ».

''ایک دینار صدقہ دے یا آدھا دینار۔'' (حدیث پیچھے گزر چکی ہے دیکھیے:۲۶۴)

۲۱۶۹- حَدَّثَنا عَبْدُ السَّلَام بنُ مُطَهَّرٍ: حَدَّثَنا جعْفَرٌ يَعْني ابنَ سُلَيْمانَ عن عَلِيِّ بن الْحَكَم الْبُنَانيِّ، عن أبي الْحَسَنِ الْجَزَرِيِّ، عن مِقْسَمٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قالَ: إذَا أصَابَهَا في الدَّم فَدِينارٌ، وَإذَا أَصَابَهَا في انْقِطَاعِ الدَّمِ فَنِصْفُ دِينارٍ.

۲۱۶۹-حضرت ابن عباس ؓ کہتے ہیں کہ اگر خون کے دنوں میں مباشرت کی ہو تو ایک دینار صدقہ کرے اور اگر خون رک جانے کے دنوں میں کی ہو تو آدھا دینار۔

ملحوظہ: یہ اثر معمولی اختلاف الفاظ سے پہلے گزر چکا ہے دیکھیے حدیث نمبر:۲۶۵-

## (المعجم ٤٧، ٤٨) - باب مَا جَاءَ فِي الْعَزْلِ (التحفة ٤٩)

## باب:۴۷، ۴۸-عزل کا بیان

۲۱۷۰- حَدَّثَنَا إسْحَاقُ بنُ إسْمَاعِيلَ الطَّالَقَانِيُّ: حَدَّثَنا سفْيَانُ عن ابن أبي نَجِيحٍ، عن مُجَاهِدٍ، عن قَزَعَةَ، عن أبي سَعِيدٍ: ذُكِرَ ذٰلِكَ عِنْدَ النَّبيِّ ﷺ يَعْني الْعَزْلَ قالَ: «فَلِمَ يَفْعَلُ أَحَدُكُمْ؟» وَلَمْ يَقُلْ: فَلَا يَفْعَلْ أَحَدُكُمْ «فَإِنَّهُ لَيْسَتْ مِنْ نَفْسٍ مَخْلُوقَةٍ إلَّا اللهُ خالِقُهَا».

۲۱۷۰- حضرت ابوسعید ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کے سامنے اس کا ذکر آیا یعنی عزل کا' تو آپ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی یہ کرتا ہی کیوں ہے؟'' آپ نے یہ نہیں فرمایا: تم میں سے کوئی بھی یہ نہ کرے۔ ''بلاشبہ جو جان پیدا ہونے والی ہے اللہ تعالیٰ اسے پیدا کر کے رہے گا۔''

قالَ أَبُو دَاوُدَ: قَزَعَةُ مَوْلَى زِيادٍ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ راوی حدیث قزعہ' یہ زیاد کا مولیٰ ہے۔

فائدہ: مباشرت کرتے وقت مرد اپنی منی عورت کی فرج میں نکالنے کی بجائے باہر نکالے' اسے عزل کہتے ہیں۔

---

۲۱٦۹ـ تخريج: [ضعيف] تقدم، ح: ٢٦٥.

۲۱۷۰ـ تخريج: أخرجه مسلم، النكاح، باب حكم العزل، ح:١٤٣٨/١٣٢ من حديث سفيان به، وعلقه البخاري، ح: ٧٤٠٩ من حديث مجاهد به.

٢١٧١- حَدَّثَنا مُوسى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا أبانُ: حَدَّثَنا يَحْيَى: أنَّ مُحمَّدَ بنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بن ثَوْبَانَ حَدَّثَهُ أَنَّ رِفَاعَةَ حَدَّثَهُ عن أبي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ رَجُلًا قال: يَارَسُولَ الله! إنَّ لِي جَارِيَةً، وَأنا أعْزِلُ عَنْها، وَأنا أكْرَهُ أنْ تَحْمِلَ، وَأَنَا أُرِيدُ ما يُرِيدُ الرِّجَالُ. وَإنَّ الْيَهُودَ تُحَدِّثُ أنَّ الْعَزْلَ مَوْءُودَةُ الصُّغْرَى. قالَ: «كَذَبَتْ يَهُودُ لَوْ أَرَاد الله أنْ يَخْلُقَهُ مَا اسْتَطَعْتَ أنْ تَصْرِفَهُ».

٢١٧١- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری ایک لونڈی ہے اور میں اس سے عزل کرتا ہوں' اور اس کا حاملہ ہونا مجھے پسند نہیں ہے' اور میں وہی چاہتا ہوں جو مرد چاہتے ہیں۔ مگر یہودی کہتے ہیں کہ عزل کرنا چھوٹے انداز میں زندہ درگور کرنا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہودی غلط کہتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ اس کو پیدا کرنا چاہے گا تو تُو اسے ٹال نہیں سکتا۔''

٢١٧٢- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن رَبِيعَةَ بنِ أبي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن مُحمَّدِ بنِ يَحْيَى بن حِبَّانَ، عن ابنِ مُحَيْرِيزٍ قال: دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَرَأَيْتُ أبا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ فَجَلَسْتُ إِلَيْهِ فَسَأَلْتُهُ عن الْعَزْلِ فَقالَ أبو سَعِيدٍ: خَرَجْنا مَعَ رَسُولِ الله ﷺ في غَزْوَةِ بَنِي الْمُصْطَلِقِ فَأَصَبْنَا سَبَايَا مِنْ سَبْيِ الْعَرَبِ فاشْتَهَيْنَا النِّسَاءَ وَاشْتَدَّتْ عَلَيْنَا الْعُزْبَةُ وَأحْبَبْنَا الْفِدَاءَ، فَأَرَدْنا أنْ نَعْزِلَ ثُمَّ قُلْنَا: نَعْزِلُ وَرَسُولُ الله ﷺ بَيْنَ أظْهُرِنا قَبْلَ أَنْ نَسْأَلَهُ عن ذٰلِكَ؟،

٢١٧٢- ابن محیریز کہتے ہیں کہ میں مسجد میں داخل ہوا اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو ان کے پاس بیٹھ گیا۔ میں نے ان سے عزل کے بارے میں پوچھا' تو انہوں نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ بنی مصطلق میں گئے اور ہمیں اس غزوے میں لونڈیاں ہاتھ آئیں' عرب عورتیں' ہمیں عورتوں کی بہت خواہش تھی' اور عورتوں کے بغیر (مجرد) رہنا ہمیں بہت مشکل ہو رہا تھا۔ اور ہم ان لونڈیوں کو بیچنا بھی چاہتے تھے (اس لیے چاہتے تھے کہ حاملہ نہ ہوں) تو ہم نے عزل کا ارادہ کیا۔ پھر ہم نے سوچا کہ رسول اللہ ﷺ ہم میں موجود ہیں' ان سے پوچھے بغیر ہم یہ کام کریں (کسی طرح جائز نہیں۔)



٢١٧١ـ **تخريج**: **[إسناده ضعيف]** أخرجه البيهقي: ٧/ ٢٣٠ من حديث أبي داود به، ورواه أحمد: ٣/ ٣٣، والنسائي في الكبرٰى، ح: ٩٠٧٩ من حديث يحيى بن أبي كثير به * رفاعة مجهول الحال، وحديث البيهقي: ٧/ ٢٣٠ يغني عنه.

٢١٧٢ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، العتق، باب من ملك من العرب رقيقًا فوهب . . . الخ، ح: ٢٥٤٢ من حديث مالك، ومسلم، النكاح، باب حكم العزل، ح: ١٤٣٨ من حديث ربيعة به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٥٩٤ .

فَسَأَلْنَاهُ عَنْ ذٰلِكَ؟ فَقَالَ: «مَا عَلَيْكُم أَنْ لا تَفْعَلُوا مَا مِنْ نَسَمَةٍ كَائِنَةٍ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلَّا وَهِيَ كَائِنَةٌ».

چنانچہ ہم نے آپ سے اس بارے میں پوچھا' تو آپ نے فرمایا: ''اگر نہ کرو تو تم پر کوئی حرج نہیں' قیامت تک جو جان بھی پیدا ہونے والی ہے' وہ پیدا ہو کر رہے گی۔''

فوائد ومسائل: ① عزل ایک ناپسندیدہ عمل ہے' مگر مباح ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ نبی ﷺ کا فرمان قابل توجہ ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اگر نہ کرو تو تم پر کوئی حرج نہیں۔'' یہ نہیں فرمایا کہ اگر کرو تو تم پر کوئی حرج نہیں۔ یعنی کراہت کے ساتھ اس کا جواز باقی رکھا تا کہ ناگزیر قسم کی صورتوں میں اسے اختیار کرنے کی گنجائش باقی رہے۔ عزل کی یہ صورت عہد رسالت وعہد صحابہ میں رائج تھی جسے کراہت کے ساتھ جائز رکھا گیا۔ لیکن آج کل اس کے متبادل کئی صورتیں نکل آئی ہیں۔ جیسے ''ساتھی'' (کنڈومز) کا استعمال ② بعض دوائیں یا انجکشن' جن کے استعمال سے کچھ مدت تک حمل قرار نہیں پاتا۔ ③ عورتوں کے رحم کا آپریشن' جس کے بعد عورت حاملہ نہیں ہوتی۔ ④ نس بندی' جس میں مرد کے آلۂ تناسل کا آپریشن کر کے اسے بارآور کرنے کی صلاحیت سے محروم کر دیا جاتا ہے۔

پہلی دو صورتیں عارضی ہیں (جیسے عزل' حمل سے بچنے کا ایک عارضی طریقہ ہے) اس لیے یہ دونوں طریقے حسب ضرورت جائز ہوں گے۔ جیسے عورت کی صحت کمزور ہو اور مزید ولادت اس کی جان کے لیے خطرے کا باعث ہو۔ اس قسم کی صورت میں دونوں طریقوں میں سے کوئی سا بھی طریقہ اختیار کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اگر اس کا مقصد' عورت کے حسن و جمال کی حفاظت ہو' یا بچوں کو کھلانے پلانے اور ان کی تعلیم و تربیت کا خوف ہو تو اس قسم کے مقاصد کے لیے ان دونوں عارضی طریقوں کا بھی اختیار کرنا ناجائز ہوگا۔ اور تیسرا اور چوتھا طریقہ' جس میں مستقل طور پر حاملہ ہونے یا حاملہ کرنے کا سدباب کر دیا جاتا ہے' یکسر حرام' ناجائز اور اللہ کی تخلیق کو بدلنا ہے۔ اس کا جواز کسی بھی صورت میں نہیں ہے۔



۲۱۷۳- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا الْفَضْلُ بنُ دُكَيْنٍ: حَدَّثَنا زُهَيْرٌ عن أبي الزُّبَيْرِ، عن جَابِرٍ قال: جَاء رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ إلى رَسُولِ الله ﷺ فَقال: إنَّ لِي جَارِيَةً أَطُوفُ عَلَيْهَا وَأَنَا أَكْرَهُ أَنْ تَحْمِلَ فَقال: «اعْزِلْ عَنْهَا إنْ شِئْتَ فَإنَّهُ سَيَأْتِيهَا مَا قُدِّرَ لَها». قال: فَلَبِثَ الرَّجُلُ ثُمَّ أَتَاهُ

۲۱۷۳- حضرت جابر ؓ کا بیان ہے کہ ایک انصاری رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا: میری ایک لونڈی ہے' میں اس سے صحبت کرتا ہوں اور اس کا حاملہ ہونا مجھے پسند نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اگر چاہو تو عزل کر لیا کرو' جو اس کے مقدر میں ہے وہ تو آ کر رہے گا۔'' بیان کیا کہ کچھ دن گزرے' پھر وہ آدمی آپ کے پاس آیا اور بتایا کہ لونڈی حاملہ ہوگئی ہے۔ آپ نے

۲۱۷۳- تخريج: أخرجه مسلم، النكاح، باب حكم العزل، ح: ۱۴۳۹ من حديث زهير به.

فَقال: إنَّ الْجَارِيَةَ قَدْ حَمَلَتْ، قال: «قَدْ أَخْبَرْتُكَ أَنَّهُ سَيَأْتِيهَا مَا قُدِّرَ لَها».

فرمایا: ''میں نے تمہیں کہا تھا کہ جو اس کے مقدر میں ہے وہ آ کر رہے گا۔''

## (المعجم ٤٨، ٤٩) - باب مَا يُكْرَه مِنْ ذِكْرِ الرَّجُلِ مَا يَكُونُ مِنْ إِصَابَتِهِ أَهْلَهُ (التحفة ٥٠)

## باب: ۴۸، ۴۹-مجامعت کی تفصیل بیان کرنا حرام ہے

٢١٧٤- حَدَّثنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا بِشْرٌ: حدثنا الْجُرَيْرِيُّ؛ ح: وَحدثنا مُؤَمَّلٌ: حَدَّثَنا إِسْمَاعِيلُ؛ ح: وَحدثنا مُوسَى: حَدَّثَنا حَمَّادٌ كُلُّهُمْ عن الْجُرَيْرِيِّ، عن أبي نَضْرَةَ: حَدَّثَني شَيْخٌ مِنْ طُفَاوَةَ قال: تَثَوَّيْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ بالمَدِينَةِ فلَمْ أَرَ رَجُلًا مِنْ أصْحَابِ النَّبيِّ ﷺ أَشَدَّ تَشْمِيرًا وَلا أقْوَمَ عَلَى ضَيْفٍ مِنْهُ، فَبَيْنَمَا أَنَا عِنْدَهُ يَوْمًا وَهُوَ عَلَى سَرِيرٍ لَهُ وَمَعَهُ كِيسٌ فِيهِ حَصًى أوْ نَوًى وَأَسْفَلَ مِنْهُ جَارِيَةٌ لَهُ سَوْدَاءُ وَهُوَ يُسَبِّحُ بِهَا حَتَّى إذَا نَفَدَ ما في الْكِيسِ أَلْقَاهُ إِلَيْهَا، فَجَمَعَتْهُ فأَعَادَتْهُ في الْكِيسِ فَرَفَعَتْهُ إِلَيْهِ، فقال: أَلَا أُحَدِّثُكَ عَنِّي وَعن رَسُولِ الله ﷺ، قال: قُلْتُ: بَلَى، قال: بَيْنَا أَنَا أُوعَكُ في المَسْجِدِ إذْ جَاءَ رَسُولُ الله ﷺ حَتَّى دَخَلَ المَسْجِدَ فقال: «مَنْ أَحَسَّ الْفَتَى الدَّوْسِيَّ» ثَلاثَ مَرَّاتٍ، فقال

۲۱۷۴-ابونضرہ بیان کرتے ہیں کہ قبیلہ طفاوہ کے ایک شیخ نے مجھ سے بیان کیا کہ میں مدینے میں حضرت ابوہریرہ ؓ کا مہمان ہوا۔ وہ اصحاب نبی ﷺ میں سب سے بڑھ کر عبادت میں مستعد اور مہمان نواز تھے۔ ایک دن میں ان کے پاس تھا جب کہ وہ اپنے تخت پر بیٹھے تھے اور ان کے پاس ایک تھیلی تھی' اس میں کنکریاں تھیں یا گٹھلیاں' تخت سے نیچے ان کی لونڈی بیٹھی تھی سیاہ رنگ کی' آپ ان کنکریوں یا گٹھلیوں پر تسبیح پڑھ رہے تھے۔ جب وہ ختم ہو جاتی تو وہ اسے اس کی طرف پھینک دیتے اور وہ انہیں اکٹھی کر کے پھر سے تھیلی میں بھر کر ان کو دے دیتی۔ حضرت ابوہریرہ ؓ نے کہا: کیا میں تمہیں اپنی اور رسول اللہ ﷺ کی بات نہ سناؤں، میں نے کہا: کیوں نہیں! کہا: ایک دفعہ میں بخار میں مبتلا مسجد میں پڑا تھا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے حتی کہ مسجد میں داخل ہوئے اور پوچھا: ''کسی کو دوسی جوان کی خبر ہے؟'' (دوس حضرت ابوہریرہ کے قبیلے کا نام ہے۔) آپ نے تین بار پوچھا' تو ایک شخص نے

٢١٧٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الأدب، باب ماجاء في طيب الرجال والنساء، ح:٢٧٨٧، والنسائي، ح:٥١٢١ من حديث الجريري به مختصرًا، وقال الترمذي: "حسن" * شيخ من طفاوة لا يعرف (تقريب)، ولبعض الحديث شواهد.

رَجُلٌ: يَارَسُولَ الله! هُوَ، ذَا يُوعَكُ في جَانِبِ المَسْجِدِ، فأَقْبَلَ يَمْشِي حتى انْتَهى إلَيَّ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيَّ فقال لِي مَعْرُوفًا، فَنَهَضْتُ، فَانْطَلَقَ يَمْشِي حتى أتَى مَقَامَهُ الَّذِي يُصَلِّي فِيهِ، فأَقْبَلَ عَلَيْهِمْ وَمَعَهُ صَفَّانِ مِنْ رِجَالٍ وَصَفٌّ مِنْ نِسَاءٍ، أو صَفَّانِ مِنْ نِسَاءٍ وَصَفٌّ مِنْ رِجَالٍ، فقال: «إنْ نَسَّانِي الشَّيْطَانُ شَيْئًا مِنْ صَلَاتِي فَلْيُسَبِّحِ الْقَوْمُ وَلْيُصَفِّقِ النِّسَاءُ». قال: فَصَلَّى رَسُولُ الله ﷺ وَلم يُنَسَّ مِنْ صَلَاتِهِ شَيْئًا، فقال: «مَجَالِسَكُمْ مَجَالِسَكُمْ». زَادَ مُوسَى هٰهُنَا: ثُمَّ حَمِدَ الله وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قال: «أمَّا بَعْدُ» - ثُمَّ اتَّفَقُوا - ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى الرِّجَالِ قال: «هَلْ مِنْكُم الرَّجُلُ إذَا أتَى أهْلَهُ فَأَغْلَقَ عَلَيْهِ بَابَهُ وَأَلْقَى عَلَيْهِ سِتْرَهُ وَاسْتَتَرَ بِسِتْرِ الله؟» قالُوا: نَعَمْ، قال: «ثُمَّ يَجْلِسُ بَعْدَ ذٰلِكَ فيقُولُ: فَعَلْتُ كَذَا فَعَلْتُ كَذَا؟». قال: فَسَكَتُوا: قال: فأَقْبَلَ عَلَى النِّسَاءِ فقالَ: «هَلْ منْكُنَّ مَنْ تُحَدِّثُ؟»، فَسَكَتْنَ، فَجَثَتْ فَتَاةٌ - قال مُؤَمَّلٌ: في حَدِيثِهِ: فَتَاةٌ كَعَابٌ - عَلَى إحْدَى رُكْبَتَيْهَا وَتَطَاوَلَتْ لِرَسُولِ الله ﷺ لِيَرَاهَا وَيَسْمَعَ كَلَامَهَا، فقالَتْ: يَارَسُولَ الله! إنَّهُمْ لَيَتَحَدَّثُونَ وَإنَّهُنَّ لَيَتَحَدَّثْنَهُ، فقالَ: «هَلْ تَدْرُونَ ما مَثَلُ

کہا: اے اللہ کے رسول! وہ مسجد کے کونے میں ہے اور بخار میں پھنک رہا ہے۔ آپ چلتے ہوئے میرے پاس تشریف لائے اور اپنا ہاتھ مبارک مجھ پر رکھا اور میرے بارے میں اچھی بات فرمائی' تو میں اٹھ بیٹھا۔ اور آپ چلتے ہوئے اپنی جائے نماز پر آ گئے اور نمازیوں کی طرف متوجہ ہوئے۔ آپ کے ساتھ دو صفیں مردوں کی تھیں اور ایک صف عورتوں کی یا دو صفیں عورتوں کی اور ایک مردوں کی۔ پس آپ نے فرمایا: ''اگر شیطان مجھے میری نماز بھلوا دے تو مرد سبحان اللہ کہیں اور عورتیں تالی سے متنبہ کریں۔'' چنانچہ رسول ﷺ نے نماز پڑھائی اور نماز میں سے کچھ نہ بھولے۔ پھر فرمایا: ''اپنی اپنی جگہ بیٹھے رہو۔ اپنی اپنی جگہ بیٹھے رہو۔'' موسیٰ نے یہاں اضافہ کیا اور کہا: پھر آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان فرمائی۔ پھر کہا: اما بعد! اور مردوں کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: ''کیا تم میں کوئی ہے کہ جب اپنی بیوی کے پاس جائے' اس پر دروازہ بند کر لے' اس پر پردہ ڈال دے اور اللہ کے پردے سے چھپ جائے؟'' سب نے کہا: جی ہاں! آپ نے فرمایا: ''پھر وہ بیٹھا کہنے لگتا ہے میں نے ایسے کیا، میں نے ایسے کیا۔'' تو سب خاموش رہے۔ پھر آپ عورتوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''کیا تم میں کوئی ہے جو یہ باتیں بیان کرتی ہو؟'' تو وہ خاموش رہیں۔ مگر ایک نوجوان عورت' اپنے ایک گھٹنے پر اٹھی۔ مؤمل نے اپنی روایت میں کہا کہ اس کا سینہ ابھرا ہوا تھا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کی طرف گردن لمبی کی تاکہ آپ اس کو دیکھ لیں اور اس کی بات سنیں۔ وہ بولی: اے اللہ

656

ذٰلِكَ؟» فقالَ: «إِنَّمَا مَثَلُ ذٰلِكَ مَثَلُ شَيْطَانَةٍ لَقِيَتْ شَيْطَانًا في السِّكَّةِ فَقَضَى مِنْها حاجَتَهُ وَالنَّاسُ يَنْظُرُونَ إِلَيْهِ، أَلَا إِنّ طِيبَ الرِّجالِ ما ظَهَرَ رِيحُهُ وَلم يَظْهَرْ لَوْنُهُ، أَلَا إِنَّ طِيبَ النِّسَاءِ ما ظَهَرَ لَوْنُهُ وَلم يَظْهَرْ رِيحُهُ».

کے رسول! یقیناً یہ مرد باتیں کرتے ہیں اور یہ عورتیں بھی باتیں کرتی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا جانتے ہو اس کی کیا مثال ہے؟'' پھر فرمایا: ''اس کی مثال اس شیطان عورت کی سی ہے جسے گلی میں کوئی شیطان مرد مل جائے اور وہ اس سے اپنی حاجت پوری کرے اور لوگ اس کی طرف دیکھ رہے ہوں۔ خبردار! مردوں کی خوشبو یہ ہے کہ اس کی خوشبو ظاہر ہو مگر رنگ ظاہر نہ ہو اور عورتوں کی خوشبو یہ ہے کہ اس کا رنگ نمایاں ہو مگر خوشبو ظاہر نہ ہو۔''

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَمِنْ هٰهُنَا حَفِظْتُهُ عن مُؤَمَّلٍ وَمُوسَى: «أَلَا لَا يُفْضِيَنَّ رَجُلٌ إلى رَجُلٍ وَلا امْرَأَةٌ إلى امْرَأَةٍ، إلَّا إلى وَلَدٍ أو وَالِدٍ» وَذَكَرَ ثَالِثَةً فَنَسِيتُهَا وَهُوَ في حَدِيثِ مُسَدَّدٍ وَلَكِنِّي لم أُتْقِنْهُ كما أُحِبُّ وَقال مُوسَى: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن الْجُرَيْرِيِّ، عن أبي نَضْرَةَ، عن الطُّفَاوِيِّ

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس مقام پر مجھے مؤمل اور موسیٰ سے یاد ہے۔ (آپ ﷺ نے فرمایا:) ''خبردار! کوئی مرد کسی مرد کے ساتھ نہ لیٹے یا کوئی عورت کسی عورت کے ساتھ نہ لیٹے' اِلّا یہ کہ بیٹا ہو یا باپ۔'' اور تیسری بات بھی ذکر کی جو مجھے بھول گئی ہے اور وہ مسدد کی روایت میں ہے مگر وہ مجھے کماحقہ یاد نہیں ہے۔ موسیٰ نے اپنی سند میں کہا: ''حدثنا حماد عن الجُريری عن ابی نضرة عن الطفاوی.''

**ملحوظہ:** ① روایت سنداً ضعیف ہے۔ مگر مسئلہ اسی طرح ہے کہ زوجین کو اپنی مباشرت کی تفصیلات بیان کرنا حرام ہے۔ اگر کہیں اشد ضرورت ہو تو صحبت کی خبر دے سکتا ہے مگر تفصیل کے بغیر ② مردوں کو عطریات استعمال کرنے چاہییں' ان کے لیے رنگ نمایاں کرنے والے پاؤڈر نا جائز ہیں بخلاف عورتوں کے' انہیں عطر استعمال کر کے باہر نکلنا ناجائز ہے' گھر میں استعمال کر سکتی ہیں۔ پاؤڈر ایسے استعمال کریں جن میں خوشبو نہ ہو کہ اجانب کو اپنی طرف متوجہ کرنے لگیں۔ ③ مردوں یا عورتوں کو اکٹھے لیٹنا ناجائز ہے اِلّا یہ کہ کوئی خاص مجبوری ہو۔ باپ بیٹے کو اجازت ہے اور اسی طرح ماں بیٹی کے لیے بھی قیاس کے طور پر اس کا جواز ہو سکتا ہے۔

# طلاق کے احکام ومسائل

**طلاق کی لغوی واصطلاحی تعریف:** [اَلطَّلَاق' إطلاق] سے ماخوذ ہے جس کا مطلب "الإرسال و الترك" یعنی کھول دینا' چھوڑ دینا اور ترک کرنا ہے۔'' عرب کہتے ہیں: "أطلقتُ الاسیر" میں نے قیدی کو چھوڑ دیا اور اسے آزاد کر دیا۔'' اصطلاح میں طلاق کی تعریف یوں کی گئی ہے: [هو حل رابطة الزواج و انهاء العلاقة الزوجية] ''ازدواجی تعلق کو ختم کرنا اور شادی کے بندھن کو کھول دینا' طلاق کہلاتا ہے۔''

مرد اور عورت کے مابین نکاح ایک محترم رشتہ ہے' لیکن اگر کسی وجہ سے ان کے مابین انس وموانست کے حالات قائم نہ رہ سکیں تو وہ باوقار انداز میں علیحدہ ہو سکتے ہیں۔ اس عقد نکاح کو ختم کرنے کا نام ''طلاق'' ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ عقد ہو جانے کے بعد علیحدگی ہو ہی نہیں سکتی' چاہے حالات کیسے ہی ہوں' جیسے کہ عیسائیوں یا ہندوؤں کا معمول ہے۔ اسی طرح یہ تصور بھی صحیح نہیں کہ عورت کو پاؤں کا جوتا سمجھ لیا جائے جب چاہا پہن لیا اور جب چاہا اتار دیا۔ اسلام نے اس عمل جدائی کو انتہائی اشد ضرورت کے ساتھ مقید کیا ہے۔ اور اس عقد کو ختم کرنے کا حق صرف مرد کو دیا ہے۔ اس حق کے بغیر گھر' خاندان اور معاشرے

کا نظام مرتب اور پائیدار نہیں ہوسکتا۔ عورت اگر علیحدہ ہونا چاہے تو اس کے لیے خلع کے ذریعے سے یہ گنجائش موجود ہے اگر خاوند اس کے لیے آمادہ نہ ہو تو عورت خلع کے لیے عدالت سے رجوع کر سکتی ہے۔ لیکن اسلام نے عورت کو طلاق کا حق نہیں دیا ہے۔ زوجین کے مابین علیحدگی (طلاق) کے خاص آداب اور اسالیب ہیں۔ دور جاہلیت میں لوگ سیکڑوں طلاقیں دیتے اور رجوع کرتے رہتے تھے' اسی طرح عورت عمر بھر مظلومیت کا شکار رہتی تھی' مگر اسلام نے اس کو زیادہ سے زیادہ صرف تین دفعہ تک محدود کر دیا ہے۔ اور ان تین دفعہ کو ایک وقت میں نافذ کرنا ناجائز ٹھہرایا ہے۔ بعد از طلاق عورت کیلئے عدت (ایام انتظار) مقرر کیے ہیں۔ ان دنوں میں فریقین کو اپنے فیصلے پر غور و فکر کرنے کے لیے عام حالات میں تین ماہ دیے گئے ہیں۔ وہ اپنے حالات پر نظر ثانی کر کے بغیر کسی نئے عقد کے اپنا گھر بسا سکتے ہیں۔ مگر ایسا صرف دو بار ہوسکتا ہے۔ تیسری دفعہ کی طلاق آخری موقع ہوگی اور اس کے بعد ان کے درمیان رجوع ہو سکتا ہے' نہ نکاح ﴿حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ﴾ ''حتی کہ وہ عورت اس کے سوا دوسرے سے نکاح کرے۔'' (البقرہ:۲۳۰) ان سطور میں چند نکات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جو دلیل ہیں کہ اسلام ایک فطری اور جامع دین ہے' دنیا اور آخرت کی فلاح اسی کے منہاج میں ہے۔ قرآن مجید میں یہ مسائل کئی جگہ بیان ہوئے ہیں' بالخصوص سورۃ البقرہ میں: ﴿الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ ...... الخ﴾ آیت:۲۲۸ و مابعد ملاحظہ ہوں۔

**طلاق کی اقسام:** اسلام نے اپنے پیروکاروں کو ازدواجی زندگی کی الجھنوں کو سلجھانے کے لیے متعدد تعلیمات دی ہیں۔ لیکن اگر بدقسمتی سے یہ خوبصورت تعلق شدید اختلافات' سخت غلط فہمیوں اور ناچاقیوں کی وجہ سے برقرار رکھنا ناممکن ہو جائے تو بھی اسلام نے رواداری' شائستگی اور اعلیٰ اخلاقیات کا دامن تھامے رکھنے کی تعلیم دی ہے۔ اس تعلق کو نبھانے کے لیے ایک مہذب طریقہ سمجھایا تھا تو اب اس کو ختم کرنے کے لیے بھی افراط و تفریط سے مبرا' خوبصورت اور انسانی فلاح و بہبود کا ضامن طریقہ عطا کیا ہے۔ لہٰذا طلاق دینے کے طریقے کے لحاظ سے طلاق کی درج ذیل اقسام ہیں:

① **طلاق سُنّی:** یہ وہ مہذب اور شائستہ طریقہ ہے جس سے مسلمانوں کو اپنی بیویوں کو طلاق دینے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس طریقے کے مطابق جب کوئی شخص اپنی ازدواجی زندگی کو ختم کرنا چاہے تو اسے حکم دیا گیا ہے

کہ وہ ایسے طہر میں بیوی کو طلاق دے جس میں اس نے ہم بستری نہ کی ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿یایها النبی اذا طلقتم النسآء فطلقوهن لعدتهن﴾ (الطلاق:۱) ''اے نبی! (لوگوں سے کہہ دو) جب تم عورتوں کو طلاق دو تو ان کی عدت کے شروع میں طلاق دو'' یعنی ایام ماہواری کے ختم ہونے اور طہارت کے ایام شروع ہوتے ہی طلاق دو۔ ہم بستری کر لینے کے بعد طلاق دینا درست نہیں۔ اس طریقۂ طلاق کو ''طلاق سنت'' کہتے ہیں۔

② **طلاق بدعی**: یہ وہ طریقۂ طلاق ہے جس میں خاوند اپنی بیوی کو ایام حیض، نفاس یا اس ''طہر'' میں طلاق دے دیتا ہے جس میں اس نے ہم بستری کی ہو۔ یہ طریقہ شریعت کی نگاہ میں سخت ناپسندیدہ اور غلط ہے لہٰذا ایسے طریقے سے طلاق دینے والے سخت گناہ گار ہوں گے۔

③ **طلاق بائن**: یہ ایسا طریقہ ہے جس میں مرد کا حق رجوع جاتا رہتا ہے۔ مثلاً اس نے ایک طلاق سنت طریقے سے دی اور پھر عدت کے اندر رجوع نہیں کیا اور عدت ختم ہوگئی، یا دو عادل منصفوں نے ان کے درمیان طلاق دلوائی تھی یا مرد نے حق مہر واپس لے کر عورت کو خلع دیا تھا یا عورت سے ہم بستری سے قبل ہی طلاق دے دی تھی۔ ان تمام صورتوں میں اگر دوبارہ باہمی رضامندی سے نکاح جدید کرنا چاہیں تو نئے حق مہر کے تعین سے کر سکتے ہیں۔ لیکن اگر مرد تین طلاقیں وقفے وقفے سے دے چکا ہو تو پھر اس کا یہ حق بھی ساقط ہو جاتا ہے۔ الا یہ کہ وہ عورت کسی دوسرے شخص کے نکاح میں جائے اور پھر اس کے فوت ہونے یا طلاق دینے پر دوبارہ پہلے شخص سے نکاح کر لے۔

④ **طلاق رجعی**: یہ طریقہ سنت طریقہ کے مطابق ہے کہ عورت کو طہر میں ایک طلاق دے اور پھر اگر چاہے تو ایام عدت میں رجوع کر لے اگرچہ عورت کی رضامندی نہ ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مرد کو یہ اختیار دیا ہے اور اس کا حق دو مرتبہ ہے، تیسری مرتبہ طلاق دینے کے بعد یہ حق ختم ہو جائے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وبعولتهن أحق بردهن في ذلك ان ارادوا اصلاحاً﴾ (البقرہ:۲۲۸) ''اور ان کے خاوند اگر اصلاح کا ارادہ رکھیں تو وہ انہیں واپس بلانے کا زیادہ حق رکھتے ہیں۔'' نیز فرمایا: ﴿الطلاق مرتان فامساك بمعروف اوتسريح باحسان﴾ (البقرة:۲۲۹) ''یہ طلاقیں (جن میں رجوع کا حق ہے) دو مرتبہ ہیں، پھر یا تو اچھائی سے روکنا ہے یا عمدگی سے چھوڑ دینا ہے۔''

بسم الله الرحمن الرحيم

# (المعجم ١٣) - كِتَاب الطَّلَاقِ (التحفة ٧)

# طلاق کے احکام ومسائل

## تَفْرِيعُ أَبْوَابِ الطَّلَاقِ

## طلاق کے فروعی مسائل



### (المعجم ١) - بَابٌ: فِيمَنْ خَبَّبَ امْرَأَةً عَلَى زَوْجِهَا (التحفة ١)

### باب:١- بیوی کوشوہر کے خلاف ابھارنا حرام ہے

٢١٧٥- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بنُ الْحُبَابِ: حَدَّثَنا عَمَّارُ بنُ رُزَيْقٍ عن عَبْدِ الله بنِ عِيسَى، عن عِكْرِمَةَ، عن يَحْيَى بْنِ يَعْمُرَ، عن أَبي هُرَيْرَةَ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «لَيْسَ مِنَّا مَنْ خَبَّبَ امْرَأَةً عَلَى زَوْجِهَا أو عَبْدًا عَلَى سَيِّدِهِ».

٢١٧٥- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو کسی عورت کو اس کے شوہر کے خلاف ابھارے یا غلام کو اس کے مالک کے خلاف کردے۔''

### (المعجم ٢) - بَابٌ: فِي الْمَرْأَةِ تَسْأَلُ زَوْجَهَا طَلَاقَ امْرَأَةٍ لَهُ (التحفة ٢)

### باب:٢- جو عورت شوہر سے اس کی بیوی کو طلاق دینے کا مطالبہ کرے

٢١٧٦- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن أَبي الزِّنَادِ، عن الأَعْرَجِ، عن أَبي

٢١٧٦- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی عورت اپنی (دینی) بہن کی طلاق

---

**٢١٧٥ـ تخريج**: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٩٧، والنسائي في الكبرٰى، ح: ٩٢١٤ من حديث عمار به، وصححه ابن حبان، ح: ١٣١٩، والحاكم على شرط البخاري: ٢/ ١٩٦، ووافقه الذهبي.

**٢١٧٦ـ تخريج**: أخرجه البخاري، القدر، باب: ﴿وكان أمر الله قدرًا مقدورًا﴾، ح: ٦٦٠١ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٩٠٠.

هُرَيْرَةَ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «لَا تَسْأَلِ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ أُخْتِهَا لِتَسْتَفْرِغَ صَحْفَتَهَا وَلِتَنْكِحْ فإِنَّمَا لَها ما قُدِّرَ لَها».

کا مطالبہ نہ کرے کہ اس طرح اس کا پیالہ (اپنی خاطر) خالی کرالے۔ اسے چاہیے کہ نکاح کر لے اس کو وہی کچھ ملے گا جو اس کے لیے مقدر کیا گیا ہے۔''

فائدہ: یعنی کسی مسلمان بہن کو طلاق دلوانا بہت بری بات ہے بلکہ چاہیے کہ رضا بالقضا کا مظاہرہ کرے۔ اس کو طلاق دلوا کر یہ نہ اپنے لیے کچھ اضافہ کر سکتی ہے اور نہ اس کا کچھ نقصان کر سکتی ہے۔ لہٰذا اگر اسی مرد کے ساتھ نکاح کرنا چاہتی ہے تو اس کی پہلی بیوی کے ہوتے ہوئے اس سے نکاح کر لے۔

## (المعجم ٣) - بَابٌ: فِي كَرَاهِيَةِ الطَّلَاقِ (التحفة ٣)

## باب:۳- طلاق ایک مکروہ اور ناپسندیدہ کام ہے

٢١٧٧- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ: حَدَّثَنا مُعَرِّفٌ عن مُحَارِبٍ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «ما أَحَلَّ اللهُ شَيْئًا أَبْغَضَ إِلَيْهِ مِنَ الطَّلَاقِ».

۲۱۷۷- محارب (بن دثار) کہتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ نے طلاق سے بڑھ کر ناپسندیدہ کسی چیز کو حلال نہیں فرمایا۔''

٢١٧٨- حَدَّثَنا كَثِيرُ بنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ خَالِدٍ عن مُعَرِّفِ بنِ وَاصِلٍ، عن مُحَارِبِ بنِ دِثَارٍ، عن ابنِ عُمَرَ عن النَّبيِّ ﷺ قال: «أَبْغَضُ الْحَلَالِ إلى الله عَزَّوَجَلَّ الطَّلَاقُ».

۲۱۷۸- محارب بن دثار حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے ہاں حلال کاموں میں سب سے ناپسندیدہ کام طلاق ہے۔''

فوائد ومسائل: ① امام حاکم نے اس کو صحیح کہا ہے اور امام ذہبی نے بھی ان کی توثیق کی ہے۔ (مستدرك حاكم' الطلاق' حديث: ۲۷۹۴) مگر ابوحاتم' دارقطنی اور بیہقی نے اس کا مرسل ہونا راجح کہا ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی غالباً اسی وجہ سے ان دونوں روایات کو ''ضعیف سنن ابی داود'' میں درج کیا ہے۔ ② اور کراہت سے مراد ان اسباب کی کراہت ہے جن کی وجہ سے طلاق ہو۔ علامہ خطابی کہتے ہیں کہ ''نفس طلاق کو اللہ تعالیٰ نے مباح کیا ہے اور ثابت

---

**٢١٧٧ـ تخريج:** [حسن] أخرجه البيهقي: ٧/ ٣٢٢ من حديث أبي داود به، وسنده ضعيف لإرساله، وانظر الحديث الآتي.

**٢١٧٨ـ تخريج:** [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٧/ ٣٢٢ من حديث أبي داود، وصححه الحاكم: ٢/ ١٩٦، ووافقه الذهبي على شرط مسلم، ورواه ابن ماجه، ح: ٢٠١٨ من طريق آخر عن محارب بن دثار به.

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بعض ازواج کو طلاق دی تھی اور پھر رجوع کیا تھا۔ (سنن أبی داود' الطلاق' حدیث: ۲۲۸۳۔ مستدرك حاكم' الطلاق' حدیث:۲۷۹۲ ) ایسے ہی ابن عمر ؓ کی ایک بیوی تھی انہیں ان سے بہت الفت تھی مگر حضرت عمر ؓ کو ان کا اس کے ساتھ رہنا پسند نہ تھا۔ انہوں نے اس کی شکایت رسول اللہ ﷺ سے کردی' تو آپ نے ان کو بلایا اور کہا: ''عبداللہ اپنی بیوی کو طلاق دے دو' چنانچہ انہوں نے طلاق دے دی۔'' (جامع ترمذی' الطلاق و اللعان' حدیث:۱۱۸۹) اور یہ نہیں ہوسکتا کہ رسول اللہ ﷺ کوئی ایسا حکم ارشاد فرمائیں جو اللہ تعالیٰ کے ہاں مکروہ ہو۔

**طلاق کی مختلف صورتیں:** ① طلاق سُنّی: اس کی دو صورتیں ہیں۔ (الف) طلاق احسن: انسان بیوی کو حالت طُہر میں قبل از جماع ایک طلاق دے پھر اسے چھوڑ دے حتی کہ اس کی عدت مکمل ہو جائے۔ یا عدت گزرنے سے پہلے رجوع کرلے۔ (ب) طلاق حسن۔ ایسے طہر میں طلاق دے جس میں جماع نہ کیا ہو پھر دوسرے طہر میں دوسری طلاق اور تیسرے طہر میں تیسری طلاق دے۔ ② طلاق بدعی: ایک ہی لفظ یا جملے میں متعدد طلاقیں دے' یا متعدد جملے استعمال کرکے متعدد طلاقیں دے مگر ایک ہی طُہر میں دے یا ایسے طہر میں طلاق دے جس میں مباشرت کی ہو۔ ③ طلاق رجعی: پہلی مرتبہ اور دوسری مرتبہ طلاق رجعی ہوتی ہے۔ یعنی ان میں عدت کے دوران میں شوہر کو رجوع کا حق حاصل رہتا ہے۔ ④ (الف) طلاق بائن: (بینونۂ صغری) یعنی ایک طلاق دے پھر خاموش رہے حتی کہ عدت پوری ہو جائے۔ اب عورت بائن ہوگئی جس سے چاہے نکاح کرسکتی ہے۔ پہلا شوہر بھی اس کی منظوری اور اجازت سے نکاح کرسکتا ہے۔ اس صورت میں بعد از عدت نیا عقد' نئے حق مہر سے ہوسکتا ہے۔ (ب) طلاق بائن: (بینونۂ کبریٰ) مختلف اوقات یا مختلف مجالس میں تین طلاقیں پوری کردے حتی کہ شوہر کو رجوع کا حق باقی نہ رہے ایسی صورت میں وہ عورت کسی اور سے (با قاعدہ' آباد رہنے کی نیت سے) نکاح کرے' اس سے فی الواقع مباشرت ہو اور پھر اتفاقیہ طلاق یا خاوند کی موت کے سبب وہ عورت وہاں سے فارغ ہو جائے تو پہلے شوہر سے نکاح کرسکتی ہے۔ ⑤ طلاق صریح: واضح اور صریح الفاظ سے طلاق دینا۔ ⑥ طلاق کنایہ: ایسے الفاظ سے طلاق دینا جو طلاق اور غیر طلاق دونوں معانی کے محتمل ہوں۔ ایسے میں شوہر کی نیت کا اعتبار ہوتا ہے۔ ⑦ طلاق منجز: صریح اور واضح طلاق جو فوراً نافذ ہو جاتی ہے۔ ⑧ طلاق معلّق: کسی قول وفعل کے ساتھ مشروط کرکے طلاق دینا مثلاً ''اگر ایسا ہوا تو طلاق'' وغیرہ۔

## (المعجم ٤) - بَابٌ: فِي طَلَاقِ السُّنَّةِ (التحفة ٤)

## باب:۴-طلاق کا سنت طریقہ کیا ہے؟

**٢١٧٩-** حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ،

**۲۱۷۹-** حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے

**٢١٧٩- تخريج:** أخرجه البخاري، الطلاق، باب وقول الله تعالى: "ياأيها النبي إذا طلقتم النساء . . . الخ"، ح: ٥٢٥١، ومسلم، الطلاق، باب تحريم طلاق الحائض بغير رضاها . . . الخ، ح: ١٤٧١ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٥٧٦.

عن نافِعٍ، عن عَبْدِ الله بنِ عُمَرَ أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ الله ﷺ، فَسَأَلَ عُمَرُ بنُ الْخَطَّابِ رَسُولَ الله ﷺ عنْ ذٰلِكَ؟ فَقَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا ثُمَّ لِيُمْسِكْهَا حَتَّى تَطْهُرَ ثُمَّ تَحِيضَ ثُمَّ تَطْهُرَ ثُمَّ إنْ شَاءَ أَمْسَكَ بَعْدَ ذٰلِكَ وَإنْ شَاءَ طَلَّقَ قَبْلَ أَنْ يَمَسَّ، فَتِلْكَ الْعِدَّةُ الَّتِي أَمَرَ الله أَنْ تُطَلَّقَ لَهَا النِّسَاءُ».

کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اپنی بیوی کو طلاق دے دی جبکہ وہ ایام حیض میں تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: ”اس کو حکم دو کہ اس سے رجوع کرے‘ پھر اس کو اپنے ہاں رکھے حتیٰ کہ وہ پاک ہو‘ پھر اسے حیض آئے‘ پھر پاک ہو‘ پھر اگر چاہے تو اسے بیوی بنائے رکھے یا چاہے تو طلاق دے دے (مگر) مباشرت سے پہلے۔ اور یہی وہ عدت ہے جس کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو طلاق دینے کا حکم دیا ہے۔“

٢١٨٠- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا اللَّيْثُ عن نَافِعٍ: أَنَّ ابنَ عُمَرَ طَلَّقَ امْرَأَةً لَهُ وَهِيَ حَائِضٌ تَطْلِيقَةً بمَعْنى حَدِيثِ مَالِكٍ.

۲۱۸۰- جناب نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی بیوی کو ایک طلاق دے دی جبکہ وہ ایام حیض میں تھی...... اور (مذکورہ بالا) حدیث مالک کی طرح روایت کی۔

٢١٨١- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا وَكِيعٌ عنْ سُفْيَانَ، عن مُحمَّدِ بن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مَوْلَى آلِ طَلْحَةَ، عنْ سَالِمٍ، عن ابنِ عُمَرَ: أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَذَكَرَ ذٰلِكَ عُمَرُ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقالَ: «مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا ثُمَّ لْيُطَلِّقْهَا إذَا طَهُرَتْ أَوْ وَهِيَ حَامِلٌ».

۲۱۸۱- سالم‘ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنی بیوی کو ایام حیض میں طلاق دے دی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے اس کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا: ”اسے حکم دو کہ اس سے رجوع کرے پھر جب پاک ہو تو طلاق دے یا جب وہ حمل سے ہو۔“

٢١٨٢- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ:

۲۱۸۲- سالم بن عبداللہ اپنے والد (عبداللہ بن

٢١٨٠ـ تخريج: أخرجه البخاري، الطلاق، باب: ﴿وبعولتهن أحق بردهن﴾ في العدة . . . الخ، ح: ٥٣٣٢، ومسلم، انظر الحديث السابق، كلاهما عن قتيبة به.

٢١٨١ـ تخريج: أخرجه مسلم، الطلاق، باب تحريم طلاق الحائض بغير رضاها . . . الخ، ح: ١٤٧١/ ٥ من حديث وكيع به.

٢١٨٢ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأحكام، باب: هل يقضي القاضي أو يفتي وهو غضبان؟، ح: ٧١٦٠ من ◄◄

حَدَّثَنا عَنْبَسَةُ: حَدَّثَنا يُونُسُ عن ابن شِهَابٍ: أَخْبَرَني سالِمُ بنُ عَبْدِ الله عن أَبِيهِ: أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَذَكَرَ ذٰلِكَ عُمَرُ لِرَسُولِ الله ﷺ فَتَغَيَّظَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ: «مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا ثُمَّ لْيُمْسِكْهَا حَتى تَطْهُرَ ثُمَّ تَحِيضَ فَتَطْهُرَ ثُمَّ إنْ شَاء طَلَّقَهَا طَاهِرًا قَبْلَ أَنْ يَمَسَّ، فَذَلِكَ الطَّلَاقُ لِلْعِدَّةِ كما أَمَرَ الله تَعَالَى ذِكْرُهُ».

عمر رضی اللہ عنہما) سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی جبکہ وہ حیض سے تھی۔ عمر رضی اللہ عنہ نے اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا۔ رسول اللہ ﷺ ناراض ہوئے، پھر فرمایا: ”اسے حکم دو کہ اس سے رجوع کرے، پھر اسے روکے رکھے حتی کہ وہ پاک ہو جائے، پھر حیض آئے اور پاک ہو۔ تب اگر چاہے تو اسے طلاق دے جبکہ وہ پاک ہو، مباشرت سے پہلے۔ یہی وہ عدت کے موقع پر طلاق ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔“

۲۱۸۳- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا مَعْمَرٌ عن أَيُّوبَ، عن ابن سِيرِينَ: أخبرني يُونُسُ ابنُ جُبَيْرٍ: أَنَّهُ سَأَلَ ابنَ عُمَرَ فقالَ: كَمْ طَلَّقْتَ امْرَأَتَكَ؟ فقالَ: وَاحِدَةً.

۲۱۸۳- یونس بن جبیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا تھا کہ آپ نے اپنی بیوی کو کتنی طلاقیں دی تھیں؟ انہوں نے کہا: ایک۔



**فوائد و مسائل:** ① یہ احادیث سورۃ الطلاق کی پہلی آیت کی تفسیر ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد: ﴿فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ﴾ (الطلاق:۱) ”انہیں ان کی عدت کے موقع پر طلاق دو...... یا آغاز ایام عدت میں طلاق دو۔“ یعنی اس طہر کے ایام میں، جن میں مباشرت نہ کی گئی ہو۔ ② ایام حیض میں طلاق دینا خلاف سنت اور بدعت ہے۔ تاہم اگر کوئی ان ایام میں طلاق دے گا تو وہ واقع ہو جائے گی۔ ③ ایسی صورت میں صاحب طلاق کو رجوع کا حکم دیا جائے گا (تاہم وہ ایک طلاق شمار ہوگی) اور رجوع کا حق صرف شوہر کو حاصل ہے، ولی کو نہیں اور یہ رجوع واجب ہے۔ ④ حمل کے ایام میں بھی طلاق ہو سکتی ہے۔ ⑤ اور طلاق ایک ہی دینی چاہیے۔ اور اس آخری روایت میں جواب ہے اس روایت کا جو دارقطنی میں آئی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے تین طلاقیں دی تھیں مگر وہ بالکل ضعیف ہے۔ صحیح یہی ہے کہ انہوں نے ایک طلاق دی تھی۔ ⑥ اور سب کے نزدیک طلاق کا صحیح طریقہ بھی یہی ہے کہ ایک ہی طلاق دی جائے، نہ کہ

---

◄◄ حديث يونس بن يزيد، ومسلم، الطلاق، باب تحريم طلاق الحائض بغير رضاها . . . الخ، ح: ١٤٧١/ ٤ من حديث ابن شهاب الزهري به .

**٢١٨٣ـ تخريج:** [**إسناده صحيح**] أخرجه مسلم، الطلاق، باب تحريم طلاق الحائض بغير رضاها . . . الخ. ح: ١٤٧١/ ٧ من حديث أيوب السختياني به، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ١٠٩٥٩ بطوله، ورواه البخاري. انظر الحديث الآتي .

بہ یک وقت تین طلاقیں۔ بہ یک وقت تین طلاقیں دینا سب کے نزدیک سخت ناپسندیدہ اور ناجائز ہے' نبی ﷺ نے بھی اس پر سخت ناراضی اور برہمی کا اظہار فرمایا ہے۔ اگر طلاق دینے والے یہ طریقہ اختیار کرلیں' تو اس مسئلے میں سرے سے اختلاف ہی پیدا ہو' نہ حلالہ ٔ مروجہ جیسے لعنتی فعل کے اختیار کرنے ہی کی ضرورت پیش آئے۔ کیونکہ ایک طلاق کی صورت میں سب کے نزدیک عدت کے اندر رجوع کرنا اور عدت گزرنے کے بعد ان کے مابین دوبارہ نکاح کرنا جائز ہے۔ دوسری مرتبہ طلاق میں بھی اسی طرح دونوں باتیں جائز ہیں۔ اختلاف اس وقت پیدا ہوتا ہے جب طلاق دینے کا غیر شرعی طریقہ اختیار کیا جاتا ہے اور بہ یک وقت تین طلاقیں دے دی جاتی ہیں۔ اس صورت میں اہلحدیث کہتے ہیں کہ یہ ایک ہی طلاق رجعی ہے' کیونکہ ان کو بیک وقت نافذ کردینے میں اللہ کی وہ حکمت اور منشا فوت ہوجاتی ہے جو اللہ نے ﴿الطلاق مرتان﴾ میں بیان فرمائی ہے۔ اور دوسرے حضرات اسے تین ہی باور کرکے ہمیشہ کے لیے جدائی کا یا پھر حلالہ ٔ مروجہ "ملعونہ" کا فتو جاری کردیتے ہیں۔ اس لیے اسلامی نظریاتی کونسل کی یہ سفارش بڑی اہم ہے کہ بہ یک وقت تین طلاقوں کو قابل تعزیر جرم قرار دیا جائے۔ کاش اس پر عمل کی کوئی صورت بھی پیدا ہو۔ فی الحال کم از کم یہ صورت اختیار کی جاسکتی ہے کہ تحریری طلاق میں خاوند اور طلاق نویس (وکیل وغیرہ) کو مجرم قرار دیا جائے اور اس کی کوئی تعزیری سزا بھی تجویز کی جائے۔ یہ ایک قابل عمل صورت ہے' اس کے اختیار کرنے سے امید ہے کہ آہستہ آہستہ لوگ غلط طریقہ ٔ طلاق سے باز آجائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کسی حکومت کو اس اہم مسئلے کو اس طریقے سے حل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

**٢١٨٤- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ:** حَدَّثَنا يَزِيدُ ابنُ إِبراهِيمَ عن مُحمَّدِ بنِ سِيرِينَ: حَدَّثَني يُونُسُ بنُ جُبَيْرٍ قال: سألْتُ عَبْدَ الله بنَ عُمَرَ قال: قُلْتُ: رَجُلٌ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حائِضٌ قال: تَعْرِفُ ابنَ عُمَرَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ. قالَ: فإِنَّ عَبْدَ الله بنَ عُمَرَ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ، فَأَتَى عُمَرُ النَّبيَّ ﷺ فَسَأَلَهُ فَقالَ: «مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْها ثُمَّ يُطَلِّقْها في قُبُلِ عِدَّتِها». قال: قُلْتُ: فَيُعْتَدُّ بِها؟ قالَ: فَمَهْ أرأَيتَ إنْ عَجَزَ وَاسْتَحْمَقَ؟!.

۲۱۸۴- یونس بن جبیر کہتے ہیں' میں نے حضرت ابن عمر ؓ سے پوچھا کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی جبکہ وہ ایام حیض میں تھی۔ تو انہوں نے کہا: تم ابن عمر کو جانتے ہو؟ میں نے کہا: ہاں۔ انہوں نے کہا کہ عبداللہ بن عمر نے اپنی بیوی کو اس کے حیض کے دنوں میں طلاق دے دی۔ تو عمر ؓ نبی ﷺ کے پاس آئے اور ان سے دریافت کیا' تو آپ نے فرمایا: "اسے حکم دو کہ اس سے رجوع کرے' پھر عدت کے شروع میں طلاق دے۔" یونس کہتے ہیں: میں نے کہا: کیا یہ طلاق شمار ہوگی؟ کہا: تو اور کیا؟ بھلا اگر وہ عاجز رہے (کہ صحیح حکم نہ معلوم

**٢١٨٤ـ تخريج:** أخرجه البخاري، الطلاق، باب مراجعة الحائض، ح: ٥٣٣٣ من حديث يزيد بن إبراهيم به، ورواه مسلم، انظر الحديث السابق.

کر سکے ) یا احمق پن کا اظہار کرے ( غلط طریقے سے طلاق دے دے؟ تو کیا اس کی یہ طلاق لغو جائے گی؟ )

فائدہ: حیض کے ایام میں طلاق خلاف سنت ہے مگر شمار کی جائے گی۔لغو اور باطل نہیں ہے۔ (تفصیل کیلئے دیکھیے: ارواء الغلیل حدیث:۲۰۵۹)

٢١٨٥- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا ابنُ جُرَيْجٍ: أخبرني أبو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ ابنَ أَيْمَنَ مَوْلَى عُرْوَةَ يَسْأَلُ ابنَ عُمَرَ - وَأَبُو الزُّبَيْرِ يَسْمَعُ - قال: كَيْفَ تَرَى في رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ حَائِضًا؟ قال: طَلَّقَ عَبْدُ الله بنُ عُمَرَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ الله ﷺ فَسَأَلَ عُمَرُ رَسُولَ الله ﷺ فقال: إنَّ عَبْدَ الله بنَ عُمَرَ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ قالَ عَبْدُ الله: فَرَدَّهَا عَلَيَّ وَلَمْ يَرَهَا شَيْئًا، وَقالَ: إذَا طَهُرَتْ فَلْيُطَلِّقْ أَوْ لِيُمْسِكْ. قال ابنُ عُمَرَ: وَقَرَأَ النَّبِيُّ ﷺ: (يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ إذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ فِي قُبُلِ عِدَّتِهِنَّ).

٢١٨٥-عبدالرحمٰن بن ایمن مولیٰ عروہ نے حضرت ابن عمر ؓ سے سوال کیا اور ابوالزبیر سن رہے تھے۔کہا کہ آپ کا اس شخص کے بارے میں کیا خیال ہے جس نے اپنی بیوی کو حیض کے دنوں میں طلاق دی ہو؟ انہوں نے کہا کہ عبداللہ بن عمر ؓ نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اپنی بیوی کو حیض کے دنوں میں طلاق دے دی تھی۔تو عمر ؓ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ عبداللہ بن عمر نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے حالانکہ وہ حیض سے ہے۔تو عبداللہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے اس بیوی کو مجھ پر لوٹا دیا اور اسے کچھ نہ سمجھا۔اور فرمایا:''جب یہ پاک ہو جائے تو پھر طلاق دے یا روک لے۔'' ابن عمر کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے (اس طرح) پڑھا: [يَا أَيُّهَاالنَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ فِي قُبُلِ عِدَّتِهِنَّ] ''اے نبی! جب تم اپنی عورتوں کو طلاق دینا چاہو تو انہیں ان کی عدت کے شروع میں طلاق دو۔''

قالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى هٰذَا الْحَدِيثَ عن ابن عُمَرَ يُونُسُ بنُ جُبَيْرٍ وَأَنَسُ بنُ سِيرينَ وَسَعِيدُ بنُ جُبَيْرٍ وَزَيْدُ بنُ أَسْلَمَ وَأَبُو الزُّبَيْرِ وَمَنْصُورٌ عن أبي وَائِلٍ

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ اس روایت کو یونس بن جبیر، انس بن سیرین، سعید بن جبیر، زید بن اسلم، ابوالزبیر اور منصور بواسطہ ابووائل نے ابن عمر سے روایت کیا ہے۔ اور ان سب کی روایات کا مفہوم ایک ہی ہے کہ نبی ﷺ



**٢١٨٥_ تخريج**: أخرجه مسلم من حديث عبدالرزاق به، وانظر، ح: ٢١٨٣ وقوله: "ولم يرها شيئًا" يعني لم يرها شيئًا مستقيمًا لكونها لم تقع على السنة، قاله ابن عبدالبر (فتح الباري: ٩/ ٣٥٤).

مَعْناهُمْ كُلُّهُمْ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَهُ أَنْ يُرَاجِعَهَا حَتَّى تَطْهُرَ ثُمَّ إِنْ شَاءَ طَلَّقَ وَإِنْ شَاءَ أَمْسَكَ.

نے اسے حکم دیا کہ رجوع کرلوحتی کہ وہ پاک ہوجائے' پھر چاہوتو طلاق دے دواور چاہوتو روک لو۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذٰلِكَ رَوَاهُ مُحَمَّدُ ابنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عنْ سالِمٍ، عن ابن عُمَرَ، وَأَمَّا رِوَايَةُ الزُّهْرِيِّ عن سالِمٍ، وَنَافِعٍ عن ابن عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَهُ أَنْ يُرَاجِعَهَا حَتَّى تَطْهُرَ ثُمَّ تَحِيضَ ثُمَّ تَطْهُرَ ثُمَّ إنْ شَاءَ طَلَّقَ أَوْ أَمْسَكَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: ایسے ہی محمد بن عبدالرحمٰن نے بواسطہ سالم' ابن عمر سے روایت کیا ہے۔لیکن زہری (بواسطہ سالم) اور نافع کی روایات جو ابن عمر سے ہیں ان میں ہے کہ نبی ﷺ نے ان کو رجوع کرنے کا حکم دیا حتیٰ کہ پاک ہوجائے' پھر حیض آئے پھر پاک ہو' پھر چاہے تو طلاق دے دے یا رکھ لے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرُوِيَ عنْ عَطَاءٍ الْخُرَاسَانِيِّ، عَنِ الحَسَنِ، عَنِ ابنِ عُمَرَ نَحْوُ رِوَايَةِ نَافِعٍ وَالزُّهْرِيِّ وَالأَحَادِيثُ كُلُّهَا عَلَى خِلَافِ مَا قَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: عطاء خراسانی سے بھی بواسطہ حسن عن ابن عمر اسی طرح روایت کی گئی ہے جیسے کہ نافع اور زہری نے روایت کی ہے۔اور یہ سب روایات ابوالزبیر کے بیان کے خلاف ہیں۔



**توضیح:** ① ایام حیض کی طلاق سنت کے صریح خلاف ہے' لیکن اگر کوئی دے دے تو اس کے واقع ہونے یا نہ ہونے میں متقدمین و متاخرین میں دو رائیں رہی ہیں اور دونوں ہی طرف اجلہ علماء' فقہاء اور محدثین کی جماعتیں ہیں۔رضی اللہ عنهم وأرضاهم. متاخرین میں بالخصوص امام ابن تیمیہ اور ان کے تلمیذ رشید امام ابن قیم رحمہما اللہ نہایت شدت سے اس طلاق کے باطل ہونے کے قائل ہیں' جبکہ جمہور اس کے وقوع کے قائل ہیں۔امام بخاری رحمہ اللہ نے **الجامع الصحیح** میں باب قائم کیا ہے [باب اذاطلقت الحائض تعتدبذلك الطلاق] ''جب حائضہ کو طلاق دے دی جائے تو اس کی وہ طلاق شمار ہوگی۔'' اس موضوع میں لمبی بحثیں ہیں اور ان کا محور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی طلاق کا واقعہ ہے۔وہ کہتے ہیں ''حُسِبَتْ عَلَيّ بِتَطْلِيقَةٍ'' (صحیح بخاری' الطلاق' حدیث :۵۲۵۳) ''یہ مجھ پر ایک طلاق شمار کی گئی تھی۔'' اور ایک دوسرا جملہ جو ہماری اس روایت میں ہے: [وَلَمْ يَرَهَا شَيْئًا] ''اور اسے کچھ نہ سمجھا یا کچھ شمار نہ کیا۔'' لیکن یہ جملہ عدم شمار کے لیے صریح نص نہیں ہے۔جیسے کہ امام شافعی یا دیگر محدثین وفقہاء نے اس کو محتمل قرار دیا ہے' یعنی اس کا مفہوم یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ''آپ ﷺ نے اس عمل کو درست اور صحیح نہ سمجھا۔'' یا رجوع سے مانع نہ سمجھا۔'' وغیرہ۔محدث عصر علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس موضوع کی مختلف احادیث کے اسانید ومتون میں تقابل کرتے ہوئے نتیجہ یہ نکالا ہے کہ ایام حیض کی طلاق واقع ہوجاتی ہے گو اس کے خلاف سنت ہونے میں بھی

کوئی شبہ نہیں۔ ② جس حیض میں طلاق دی اور پھر رجوع کرلیا اب اس سے متصل طہر میں طلاق دے یا اس کے بعد والے طہر میں؟ امام ابوداود رحمہ اللہ نے اس حدیث کے کئی متابعات وشواہد پیش کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ متصل طہر میں طلاق دی جاسکتی ہے۔ یعنی قبل از مباشرت۔ مگر امام نافع اور زہری کی روایت میں ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دوسرے طہر میں طلاق یا امساک کا حکم دیا گیا تھا۔ اور یہ زیادت ثقہ ہے جو کہ پہلی صورت کے منافی نہیں' اس لیے قابل قبول ہے۔ اور اس تطویل کی کئی حکمتیں تھیں: (الف) معلوم ہو جائے کہ یہ رجوع محض دوسری طلاق کی خاطر نہ تھا۔ (ب) عورت کے لیے واضح ہو جائے کہ اس کو کس کیفیت میں طلاق ہوئی ہے۔ طہر میں یا حمل میں۔ (ج) اگر حمل نمایاں ہو جائے تو شاید شوہر طلاق دینے میں متأمل رہے۔ (د) اور اس تطویل سے یہ بھی ممکن ہے کہ ذہنوں میں پیدا ہونے والی ناہمواری' ہم آہنگی میں بدل جائے اور شوہر اسے باقاعدہ بیوی بنالے۔ ③ [وَالْأَحَادِيثُ كُلُّهَا عَلَى خِلَافِ مَاقَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ] ''اور تمام روایات ابوالزبیر کے بیان کے خلاف ہیں۔'' صاحب عون رحمہ اللہ نے اس سے مراد [وَلَمْ يَرَهَا شَيْئًا] کا جملہ لیا ہے' یعنی یہ جملہ روایت کرنے میں ابوالزبیر منفرد ہیں۔



## (المعجم ٥) - باب الرَّجُلِ يُرَاجِعُ وَلَا يُشْهِدُ (التحفة ٥)

## باب:۵- آدمی رجوع کرے مگر گواہ نہ بنائے تو......؟

٢١٨٦- حَدَّثَنا بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ: أَنَّ جَعْفَرَ بنَ سُلَيْمَانَ حَدَّثَهُمْ عَنْ يَزِيدَ الرِّشْكِ، عن مُطَرِّفِ بنِ عَبْدِ الله: أَنَّ عِمْرَانَ بنَ حُصَيْنٍ سُئِلَ عَنِ الرَّجُلِ يُطَلِّقُ امْرَأَتَهُ ثُمَّ يَقَعُ بِهَا وَلَمْ يُشْهِدْ عَلَى طَلَاقِهَا وَلَا عَلَى رَجْعَتِهَا فَقالَ: طَلَّقْتَ لِغَيْرِ سُنَّةٍ وَرَاجَعْتَ لِغَيْرِ سُنَّةٍ، أَشْهِدْ عَلَى طَلَاقِهَا وَعَلَى رَجْعَتِهَا وَلَا تَعُدْ.

۲۱۸۶- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے سوال کیا گیا کہ ایک آدمی اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہے اور پھر اس سے مباشرت کرلیتا ہے مگر طلاق دینے یا اس سے رجوع کرنے پر گواہ نہیں بناتا۔ انہوں نے کہا: تو نے خلاف سنت طلاق دی اور خلاف سنت ہی رجوع کیا۔ بیوی کو طلاق دیتے وقت گواہ بناؤ اور رجوع کے وقت بھی۔ اور پھر ایسے نہ کرنا۔

فائدہ: سورۃ الطلاق میں ہے: ﴿فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ أَوْ فَارِقُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ وَّأَشْهِدُوا ذَوَيْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ﴾ (الطلاق:٢) ''جب یہ عورتیں اپنی عدت پوری کرنے کے قریب پہنچ جائیں تو انہیں یا تو قاعدہ کے مطابق اپنے نکاح میں رکھو یا دستور کے مطابق الگ کردو۔ اور آپس میں سے دو عادل شخصوں کو گواہ

---

٢١٨٦ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الطلاق، باب الرجعة، ح: ٢٠٢٥ عن بشر بن هلال به، وقال ابن الملقن في تحفة المحتاج، ح: ١٤٨٨: "بإسناد جيد".

کرلو۔" طلاق اور رجوع میں گواہ بنالینا مستحب اور افضل ہے' بالخصوص جب رجوع زبانی ہو۔ رجوع بالفعل میں گواہ کے کوئی معنی نہیں۔

## (المعجم ٦) - بَابٌ: فِي سُنَّةِ طَلَاقِ الْعَبْدِ (التحفة ٦)

## باب:٦- غلام کے لیے طلاق دینے کا سنت طریقہ؟

٢١٨٧- حَدَّثَنا زُهَيْرُ بنُ حَرْبٍ: حدثنا يَحْيَىٰ يَعْني ابْنَ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا عَلِيُّ ابنُ الْمُبَارَكِ: حَدَّثَني يَحْيَى بنُ أبي كَثِيرٍ أنَّ عُمَرَ بْنَ مُعَتِّبٍ أخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا حَسَنٍ مَوْلَى بَني نَوْفَلٍ أخْبَرَهُ أَنَّهُ اسْتَفْتَى ابنَ عَبَّاسٍ في مَمْلُوكٍ كَانَتْ تَحْتَهُ مَمْلُوكَةٌ فَطَلَّقَهَا تَطْلِيقَتَيْنِ ثُمَّ عُتِقَا بَعْدَ ذٰلِكَ هَلْ يَصْلُحُ لَهُ أَنْ يَخْطُبَهَا؟ قال: نَعَمْ قَضَى بِذٰلِكَ رَسُولُ الله ﷺ.

۲۱۸۷- ابوحسن مولیٰ بنی نوفل نے حضرت ابن عباس ؓ سے پوچھا کہ غلام جس کی زوجیت میں کوئی لونڈی ہو' وہ اسے دو طلاقیں دے دے' پھر وہ دونوں اس کے بعد آزاد ہو جائیں تو کیا اس آزاد غلام کے لیے روا ہے کہ وہ اس (اپنی پہلے والی بیوی' یعنی اب آزاد لونڈی) کو شادی کا پیغام دے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح فیصلہ فرمایا تھا۔

٢١٨٨- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ الْمُثَنَّىٰ: حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ عُمَرَ: أخبرنا عَلِيٌّ بإسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ بِلَا إِخْبَارٍ.

۲۱۸۸- جناب علی (بن مبارک) نے اپنی سند سے مذکورہ بالا حدیث کی مانند بیان کیا مگر [حدثنی] کا صیغہ استعمال نہیں کیا (بلکہ عن کہا۔)

قال ابنُ عَبَّاسٍ: بَقِيَتْ لَكَ وَاحِدَةٌ قَضَى بِهِ رَسُولُ الله ﷺ.

حضرت ابن عباس ؓ نے کہا: تیرے لیے ایک ہی (طلاق) بچ گئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہی فیصلہ کیا تھا۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بنَ حَنْبَلٍ قال: قال عَبْدُ الرَّزَّاقِ: قال ابنُ الْمُبَارَكِ لِمَعْمَرٍ: مَنْ أبُو الْحَسَنِ هٰذَا؟ لَقَدْ تَحَمَّلَ صَخْرَةً عَظِيمَةً.

امام ابوداود ؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبل ؒ کو سنا' انہوں نے کہا: عبدالرزاق نے بیان کیا کہ ابن مبارک نے معمر سے پوچھا: یہ ابوالحسن کون ہے؟ اس نے بہت بڑا بھاری پتھر اٹھایا ہے۔ (یہ

---

٢١٨٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الطلاق، باب طلاق العبد، ح: ٣٤٥٧ من حديث يحيى بن سعيد القطان به، ورواه ابن ماجه، ح: ٢٠٨٢ من حديث يحيى بن أبي كثير به * عمر بن معتب ضعيف.

٢١٨٨ـ تخريج: [ضعيف] انظر الحديث السابق.

عدم اعتماد کا اظہار ہے۔)

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَبُو الْحَسَنِ هٰذَا رَوَى عَنْهُ الزُّهْرِيُّ.

امام ابو داود ؒ کہتے ہیں کہ یہ ابوالحسن وہی ہے جس سے زہری روایت کرتے ہیں۔

قال الزُّهْرِيُّ: وكَان مِنَ الْفُقَهَاءِ رَوَى الزُّهْرِيُّ عن أبي الْحَسَنِ أَحَادِيثَ.

زہری کہتے ہیں کہ یہ فقہاء میں سے تھا۔ اور زہری نے اس سے کئی احادیث روایت کی ہیں۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَبُو الْحَسَنِ مَعْرُوفٌ وَلَيْسَ الْعَمَلُ عَلَى هٰذَا الْحَدِيثِ.

امام ابوداود ؒ نے کہا: ابوالحسن معروف ہے مگر اس حدیث پر عمل نہیں ہے۔

٢١٨٩- حَدَّثَنَا مُحمَّدُ بنُ مَسْعُودٍ: حَدَّثَنا أَبُو عَاصِمٍ عن ابنِ جُرَيْجٍ، عن مُظَاهِرٍ، عن الْقَاسِمِ بنِ مُحمَّدٍ، عن عَائِشَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «طَلَاقُ الْأَمَةِ تَطْلِيقَتَانِ [وقُرُوءُها] حَيْضَتَانِ».

۲۱۸۹- حضرت عائشہ ؓ نبی ﷺ سے بیان کرتی ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''لونڈی کے لیے دو طلاقیں ہیں اور اس کے ''قُرُوء'' (عدت) دو حیض ہے۔''

672

قال أَبُو عَاصِمٍ: حَدَّثَني مُظَاهِرٌ: حَدَّثَني الْقَاسِمُ عن عَائِشَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ إلَّا أنَّهُ قال: «وَعِدَّتُهَا حَيْضَتَانِ».

ابوعاصم نے کہا: مجھے مظاہر نے بواسطہ قاسم حضرت عائشہ ؓ سے اسی کے مثل روایت کیا مگر لفظ یہ تھے: [وَعِدَّتُهَا حَيْضَتَانِ].

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هُوَ حَدِيثٌ مَجْهُولٌ.

امام ابو داود ؒ فرماتے ہیں کہ یہ مجہول حدیث ہے۔

[قال أَبُو داودَ: الحَدِيثَانِ جميعًا ليسَ الْعَمَلُ عَلَيْهِمَا]

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ ان دونوں حدیثوں پر عمل نہیں ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: مُظَاهِرٌ لَيْسَ بِمَعْرُوفٍ.

ابوداود ؒ نے کہا: اس سند میں مظاہر نامی راوی معروف راوی نہیں ہے۔

---

٢١٨٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الطلاق، باب ماجاء أن طلاق الأمة تطليقتان، ح: ١١٨٢، وابن ماجه، ح: ٢٠٨٠ من حديث أبي عاصم به، وقال الترمذي: "غريب" * مظاهر بن أسلم ضعيف.

## (المعجم ۷) - بَابٌ: فِي الطَّلَاقِ قَبْلَ النِّكَاحِ (التحفة ۷)

## باب:۷-نکاح سے پہلے طلاق دینا

۲۱۹۰- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إبراهِيمَ: حدثنا هِشَامٌ؛ ح: وَحَدَّثَنا ابنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بنُ عَبْدِ الصَّمَدِ قالَا: أخبرنا مَطَرٌ الْوَرَّاقُ عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عن أبِيهِ، عن جَدِّهِ أنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «لا طَلَاقَ إلَّا فِيمَا تَمْلِكُ، وَلا عِتْقَ إلَّا فِيمَا تَمْلِكُ، وَلا بَيْعَ إلَّا فِيمَا تَمْلِكُ».

۲۱۹۰-عمرو بن شعیب اپنے والد (شعیب) سے اور وہ اپنے دادا (عبداللہ بن عمرو ؓ) سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”مالک بنے بغیر طلاق نہیں‘ مالک بنے بغیر آزاد کرنا نہیں‘ اور مالک بنے بغیر فروخت نہیں۔“

زَادَ ابنُ الصَّبَّاحِ: «وَلا وَفَاءَ نَذْرٍ إلَّا فِيمَا تَمْلِكُ».

ابن صباح نے یہ اضافہ بھی بیان کیا: ”اور مالک بنے بغیر کسی نذر کا پورا کرنا نہیں۔“

۲۱۹۱- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ: أخبرنا أبُو أسَامَةَ عن الْوَلِيدِ بنِ كَثِيرٍ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ الحارِثِ عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ بِإسْنادِهِ وَمَعْنَاهُ زَادَ: «وَمَنْ حَلَفَ عَلَى مَعْصِيَةٍ فَلَا يَمِينَ لَهُ، وَمَنْ حَلَفَ عَلَى قَطِيعَةِ رَحِمٍ فَلَا يَمِينَ لَهُ».

۲۱۹۱-عبدالرحمٰن بن حارث نے بواسطہ عمرو بن شعیب اس کی سند سے (عبداللہ بن عمرو ؓ سے) مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کیا اور مزید کہا: ”جس نے کسی معصیت اور گناہ کے کام پر قسم اٹھائی ہو‘ اس کی قسم نہیں‘ اور جس نے قطع رحمی کی قسم اٹھائی ہو‘ اس کی قسم نہیں۔“

۲۱۹۲- حَدَّثَنا ابنُ السَّرْحِ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ عن يَحْيَى بنِ عَبْدِ الله بنِ سالِمٍ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ الحارِثِ

۲۱۹۲-عبدالرحمٰن بن حارث مخزومی نے بواسطہ عمرو بن شعیب‘ اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے‘ انہوں نے نبی ﷺ سے یہی مذکورہ خبر روایت کی اور مزید

---

۲۱۹۰ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، البيوع، باب بيع ماليس عند البائع، ح: ٤٦١٦ من حديث مطر الوراق به، ورواه ابن ماجه، ح: ٢٠٤٧، والترمذي، ح: ١١٨١، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن الملقن في تحفة المحتاج، ح: ١١٨٤، والذهبي في تلخيص المستدرك: ٢/ ٢٠٤، ٢٠٥.

۲۱۹۱ـ تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق.

۲۱۹۲ـ تخريج: [حسن] انظر الحديثين السابقين.

المَخْزُوميِّ، عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عن أبيهِ، عن جَدِّهِ أَنَّ النَّبيَّ ﷺ قال - في هٰذَا الْخَبرِ زَادَ -: «وَلا نَذْرَ إلَّا فِيمَا ابْتُغِيَ بِهِ وَجْهُ الله تَعالَى ذِكْرُهُ».

کہا: ''نذر وہی معتبر ہے جس میں اللہ کی رضا طلب کی گئی ہو۔''

## (المعجم ٨) - بَابٌ: فِي الطَّلَاقِ عَلَى غَلَطٍ (التحفة ٨)

## باب:٨-ایسی کیفیت میں طلاق دینا جب غلطی کا امکان ہو

فائدہ: سنن ابوداود کے بعض نسخوں میں یہاں غلط کی بجائے [غیظ] کا لفظ آیا ہے (یعنی غصے کی حالت میں) مگر اکثر نسخوں میں [غلط] ہی ہے۔ اور مراد اس سے یہ ہے کہ ایسی حالت جس میں غلطی کا قوی امکان ہو (اور اس سے مراد بھی غصے میں طلاق دینا ہی ہے) تو طلاق کا کیا حکم ہے؟

**٢١٩٣- حَدَّثَنا** عُبَيْدُ الله بنُ سَعْدٍ الزُّهْرِيُّ أن يَعْقُوبَ بنَ إبراهِيمَ حَدَّثَهُمْ: حَدَّثَنَا أبي عن ابنِ إسْحَاقَ، عن ثَوْرِ بنِ يَزِيدَ الْحِمْصِيِّ، عن مُحمَّدِ بنِ عُبَيْدِ بنِ أبي صَالِحٍ الَّذِي كان يَسْكُنُ إيليا قال: «خَرَجْتُ مَعَ عَدِيِّ بنِ عَدِيٍّ الْكِنْدِيِّ حتى قَدِمْنَا مَكَّةَ فَبَعَثَني إلى صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ وكَانَتْ قَدْ حَفِظَتْ مِن عَائِشَةَ قالتْ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ تقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يقُولُ: «لا طَلَاقَ وَلا عِتَاقَ في إغْلَاقٍ».

قالَ أَبُو دَاوُدَ: الْغِلَاقُ أظُنُّهُ في الْغَضَبِ.

٢١٩٣- محمد بن عبید بن ابی صالح جو ایلیا (بیت المقدس) میں رہتے تھے کہتے ہیں' کہ میں عدی بن عدی کندی کی معیت میں روانہ ہوا حتی کہ ہم مکہ پہنچ گئے۔ پس انہوں نے مجھے صفیہ بنت شیبہ کے ہاں بھیجا۔ اس نے حضرت عائشہ ؓ سے (بہت کچھ) یاد کیا ہوا تھا۔ اس نے کہا کہ میں نے عائشہ ؓ کو کہتے ہوئے سنا' وہ فرماتی تھیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرماتے تھے: ''اغلاق میں طلاق نہیں اور نہ غلام کو آزاد کرنا ہے۔''

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں: اَلْغِلَاق (اور الإِغْلَاق) میرے خیال میں غضب اور غصے کے معنی میں ہے۔

---

**٢١٩٣- تخريج:** [حسن] أخرجه أحمد: ٦/ ٢٧٦ من حديث إبراهيم بن سعد به، وسنده ضعيف، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ٢/ ١٩٨، وتعقبه الذهبي، وللحديث شواهد كثيرة عند الحاكم وغيره، ورواه ابن ماجه، ح: ٢٠٤٦ من طريق آخر عن صفية به.

فائدہ: کتب غریب الحدیث میں اِغلَاق کے معنی جبر واکراہ اور جنون کے بھی آئے ہیں۔ اس حدیث میں مراد غصے کی وہ شدید کیفیت ہے جس میں انسان کو ہوش نہیں رہتا۔ ورنہ عام حالات میں خوشی سے تو کوئی بھی طلاق نہیں دیتا۔ جبر واکراہ سے طلاق دلوائی جائے یا کوئی جنون کی کیفیت میں طلاق دے تو نافذ نہیں ہوتی۔ غصے میں دے تو ہو جاتی ہے۔

(المعجم ٩) - **بَابٌ: فِي الطَّلَاقِ عَلَى الْهَزْلِ** (التحفة ٩)

باب:۹- ہنسی مزاح میں طلاق دینا

٢١٩٤- **حَدَّثَنَا** الْقَعْنَبِيُّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعني ابنَ مُحَمَّدٍ عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابنِ حبيبٍ، عن عَطَاءِ بنِ أبي رَبَاحٍ، عن ابنِ مَاهَكَ، عن أَبي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «ثَلَاثٌ جِدُّهُنَّ جِدٌّ وَهَزْلُهُنَّ جِدٌّ: النِّكَاحُ والطَّلَاقُ والرَّجْعَةُ».

۲۱۹۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین باتیں ایسی ہیں اگر کوئی ان کو حقیقت اور سنجیدگی میں کہے تو حقیقت ہیں اور ہنسی مزاح میں کہے تو بھی حقیقت ہیں۔ نکاح طلاق اور (طلاق سے) رجوع۔''

فائدہ: سورۃ البقرہ میں ہے: ﴿وَ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ وَّلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا وَ مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ وَ لَا تَتَّخِذُوْا آيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا﴾ (البقرہ:۲۳۱) ''جب تم عورتوں کو طلاق دو اور وہ اپنی عدت ختم کرنے پر آئیں تو اب انہیں اچھی طرح بسا لو یا بھلائی کے ساتھ الگ کر دو اور انہیں تکلیف پہنچانے کی غرض سے ظلم اور زیادتی کے لیے نہ روکو۔ اور جو شخص ایسا کرے اس نے اپنی جان پر ظلم کیا۔ تم اللہ کے احکام کو ہنسی کھیل نہ بناؤ......'' قرآن مجید کی اس آیت میں طلاق کی بابت بعض اہم ہدایات دینے کے ساتھ آخر میں احکام الٰہی کو استہزاء و مذاق بنانے سے منع فرمایا گیا ہے۔ انہی احکام میں نکاح و طلاق و عتاق بھی ہیں۔ ان کی بابت حدیث میں واضح کیا گیا ہے کہ یہ کام اگر مذاق میں بھی کیے جائیں گے تو واقعتاً ان کا انعقاد ہو جائے گا۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ڈراموں اور فلموں میں فرضی طور پر میاں بیوی کا کردار ادا کرنا کیوں کر صحیح ہوگا؟ کیونکہ اس طرح اندیشہ ہے کہ وہ دونوں اللہ کے ہاں میاں بیوی ہی متصور ہوں جب کہ وہ ایسا سمجھتے ہوں نہ اس کے مطابق باہم معاملہ ہی کرتے ہوں۔

---

٢١٩٤ـ **تخريج**: [**إسناده حسن**] أخرجه الترمذي، الطلاق واللعان، باب ماجاء في الجد والهزل في الطلاق، ح:١١٨٤، وابن ماجه، ح:٢٠٣٩ من حديث عبدالرحمٰن بن حبيب به، وصححه الحاكم:٢/ ١٩٨، وقال الترمذي: "حسن غريب"، وللحديث شواهد، راجع التلخيص الحبير:٣/ ٢١٠.

(المعجم ٩، ١٠) - باب نَسْخِ الْمُرَاجَعَةِ بَعْدَ التَّطْلِيقَاتِ الثَّلاثِ (التحفة ١٠)

باب:٩'١٠-تین طلاقوں کے بعد بیوی سے رجوع کرنا منسوخ ہے

٢١٩٥- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ مُحمَّدٍ المَرْوَزِيُّ: حَدَّثَني عَلِيُّ بنُ حُسَينِ بنِ وَاقِدٍ عَنْ أبيهِ، عن يَزِيدَ النَّحْوِيِّ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: ﴿وَٱلْمُطَلَّقَٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ ثَلَٰثَةَ قُرُوٓءٍ ۚ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ أَن يَكْتُمْنَ مَا خَلَقَ ٱللَّهُ فِىٓ أَرْحَامِهِنَّ﴾ الآية. وَذٰلِكَ أَنَّ الرَّجُلَ كَانَ إذَا طَلَّقَ امْرَأَتَهُ فَهُوَ أَحَقُّ بِرَجْعَتِهَا، وَإِنْ طَلَّقَهَا ثَلاثًا. فَنَسَخَ ذٰلِكَ فقالَ: ﴿ٱلطَّلَٰقُ مَرَّتَانِ﴾ الآية [البقرة: ٢٢٩].

٢١٩٥- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آیت کریمہ: ﴿وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْءٍ وَّلَا يَحِلُّ لَهُنَّ أَنْ يَّكْتُمْنَ مَاخَلَقَ اللّٰهُ فِيْ أَرْحَامِهِنَّ﴾ ”طلاق والی عورتیں اپنے آپ کو تین حیض تک روکے رکھیں اور انہیں حلال نہیں کہ وہ وہ چیز چھپالیں جو اللہ نے ان کے رحموں میں پیدا کی ہے۔“ اس کی تفسیر میں بیان کیا کہ آدمی جب اپنی بیوی کو طلاق دیتا تھا تو وہی اس کی طرف رجوع کرنے کا زیادہ حق دار سمجھا جاتا تھا' خواہ تین طلاقیں ہی دے چکا ہوتا۔ اس کو منسوخ کردیا گیا اور فرمایا: ﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ﴾ ”(قابل رجوع) طلاق دوبار ہے۔“

فائدہ: طلاق کے سلسلے میں ہدایات کے نزول سے پہلے لوگ طلاق دیتے اور رجوع کرتے رہتے تھے اور طلاقوں کی کوئی حد اور تعداد نہ تھی۔ قرآن مجید نے انہیں صرف تین تک محدود کردیا ہے' دو قابل رجوع ہیں اور تیسری پر رجوع نہیں ہوسکتا۔

٢١٩٦- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: حَدَّثَنا ابنُ جُرَيْجٍ: أخبرني بَعْضُ بَني أبي رَافِعٍ مَوْلَى النَّبيِّ ﷺ عن عِكْرِمَةَ مَوْلَى ابنِ عَبَّاسٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: طَلَّقَ عَبْدُ يَزِيدَ - أَبُو رُكَانَةَ

٢١٩٦- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عبد یزید...... جو رکانہ اور اس کے بھائیوں کا والد تھا...... اس نے ام رکانہ کو طلاق دے دی اور قبیلہ مزینہ کی ایک عورت سے نکاح کرلیا۔ پھر یہ (مزنی عورت) نبی ﷺ کے پاس آئی اور کہا: یہ میرے کام کا نہیں' جیسے یہ بال' اور

٢١٩٥- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الطلاق، باب نسخ المراجعة بعد التطليقات الثلاث، ح: ٣٥٨٤ من حديث علي بن حسين به.

٢١٩٦- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٧/ ٣٣٩ من حديث أبي داود به، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ٣٣٤ * بعض بني رافع مجهول.

وإخْوتِهِ - أُمَّ رُكَانَةَ وَنكَحَ امْرَأَةً مِنْ مُزَيْنَةَ، فَجَاءَتِ النَّبيَّ ﷺ فقالتْ: ما يُغْنِي عَنِّي إلَّا كَمَا تُغْنِي هٰذِهِ الشَّعْرَةُ لِشَعْرَةٍ أَخَذَتْهَا من رَأْسِها فَفَرِّقْ بَيْنِي وَبَيْنَهُ، فَأَخَذَتِ النَّبيَّ ﷺ حَمِيَّةٌ فَدَعَا بِرُكَانَةَ وَإِخْوَتِهِ ثُمَّ قال لِجُلَسَائِهِ: «أَتُرَوْنَ فُلَانًا يُشْبِهُ مِنْهُ كَذَا وكَذَا» مِنْ عَبْدِ يَزِيدَ، «وَفُلَانًا يُشْبِهُ منْهُ كَذَا وكَذَا؟» قالُوا: نَعَمْ، قال النَّبيُّ ﷺ لِعَبْدِ يَزِيدَ: «طَلِّقْهَا»، فَفَعَلَ، قال: «رَاجِع امْرَأَتَكَ أُمَّ رُكَانَةَ وَإِخْوَتِهِ» فقال: إنِّي طَلَّقْتُهَا ثَلَاثًا يَارَسُولَ الله! قال: «قَدْ عَلِمْتُ رَاجِعْها» وَتَلَا ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ ٱلنِّسَآءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ﴾ [الطلاق: ١].

اس نے اپنے سر سے بال پکڑ کر اشارہ کیا (یعنی نامرد ہے)' آپ میرے اور اس کے درمیان علیحدگی کرا دیں۔ اس پر نبی ﷺ کو غصہ آیا اور پھر رکانہ اور اس کے بھائیوں کو بلوایا' اور حاضرین سے کہا: ''کیا دیکھتے ہو کہ فلاں بچہ اس سے کس قدر مشابہ ہے۔'' یعنی عبد یزید کے ساتھ ''اور فلاں اس سے کتنا مشابہ ہے؟'' سب نے کہا کہ جی ہاں (یعنی جب پہلے اس کی اولاد موجود ہے تو اس عورت کا دعویٰ کس طرح صحیح ہو سکتا ہے) تو نبی ﷺ نے عبد یزید سے فرمایا: ''اس کو طلاق دے دو۔'' چنانچہ اس نے (طلاق) دے دی۔ اور فرمایا: ''اپنی (پہلی) بیوی سے جو رکانہ اور اس کے بھائیوں کی ماں ہے' رجوع کر لو۔'' وہ کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! میں نے اسے تین طلاقیں دی ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''مجھے معلوم ہے' اس سے رجوع کر لو۔'' اور یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿يٰأَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ﴾ ''اے نبی! جب تم عورتوں کو طلاق دینا چاہو تو عدت کے وقت طلاق دیا کرو۔''

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَحَدِيثُ نافِع بنِ عُجَيْرٍ وعَبْدِ الله بنِ عَلِيِّ بنِ يَزِيدَ بنِ رُكانَةَ عن أبِيهِ، عن جَدِّهِ أَنَّ رُكَانَةَ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ الْبَتَّةَ فَرَدَّهَا إِلَيْهِ النَّبيُّ ﷺ: أَصَحُّ، لأنَّهُمْ وَلَدُ الرَّجُلِ وَأَهْلُهُ أَعْلَمُ بِهِ إنَّ رُكَانَةَ إنَّمَا طَلَّقَ امْرَأَتَهُ الْبَتَّةَ فَجَعَلَهَا النَّبيُّ ﷺ وَاحِدَةً.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نافع بن عجیر اور عبداللہ بن علی بن یزید بن رکانہ کی روایت ہے کہ رکانہ نے اپنی بیوی کو طلاق بتہ دی تھی تو نبی ﷺ نے اس کی بیوی کو اس پر لوٹا دیا تھا' یہ روایت زیادہ صحیح ہے' کیونکہ یہ اس آدمی کی اولاد ہیں اور گھر والے اس کے متعلق زیادہ باخبر ہو سکتے ہیں' یعنی رکانہ نے اپنی بیوی کو بتہ طلاق دی اور رسول اللہ ﷺ نے اس کو ایک بنا دیا۔

فوائد ومسائل: ① یہ حدیث ضعیف ہے۔ تاہم بعض محققین کے نزدیک یہ حسن درجہ کی ہے۔ (اس کی بحث کے لیے دیکھیے ارواء الغلیل ۷/۱۴۴ وما قبلہ) اور محولہ احادیث آگے آ رہی ہیں۔ ۲۲۰۶-۲۲۰۸) ② طلاق بتہ: یعنی ایسی طلاق جس میں رجوع کا حق کٹ جائے۔ بتَّ یَبُتُّ بتًّا یعنی کاٹ دینا' ٹکڑے ٹکڑے کر دینا۔ ③ عہد رسالت میں طلاقِ بتہ کا لفظ ایک ہی مرتبہ تین طلاقیں دینے کے مفہوم میں استعمال ہوتا تھا۔ اس اعتبار سے بیک وقت تین طلاقیں یا طلاقِ بتہ' دونوں کا مطلب ایک ہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس حدیث میں صراحت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس (طلاقِ بتہ) کو ایک بنا دیا۔ ورنہ بعد میں طلاقِ بتہ کا جو مفہوم رائج ہوا' اس کی رُو سے تو اسے کسی صورت بھی ایک طلاق نہیں بنایا جا سکتا تھا۔

۲۱۹۷- حَدَّثَنا حُمَيْدُ بنُ مَسْعَدَةَ: حَدَّثَنا إِسْمَاعِيلُ: أخبرنا أَيُّوبُ عن عَبْدِ الله بنِ كَثِيرٍ، عن مُجَاهِدٍ قال: كُنْتُ عِنْدَ ابن عَبَّاسٍ فَجَاءَهُ رَجُلٌ فقال: إِنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا، قال: فَسَكَتَ حتى ظَنَنْتُ أَنَّهُ رَادُّهَا إِلَيْهِ، ثُمَّ قال: يَنْطَلِقُ أَحَدُكُم فَيَرْكَبُ الْحُمُوقَةَ ثُمَّ يقُولُ: ياابنَ عَبَّاسٍ! ياابنَ عَبَّاسٍ! وَإِنَّ الله قال: ﴿وَمَن يَتَّقِ ٱللَّهَ يَجْعَل لَّهُۥ مَخْرَجًا﴾ [الطلاق: ٢] وَإِنَّكَ لم تَتَّقِ الله فَلَا أَجِدُ لَكَ مَخْرَجًا، عَصَيْتَ رَبَّكَ وَبَانَتْ مِنْكَ امْرَأَتُكَ، وَإِنَّ الله قال: (يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ فِي قُبُلِ عِدَّتِهِنَّ).

۲۱۹۷- مجاہد کہتے ہیں کہ میں حضرت ابن عباس ؓ کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک شخص ان کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی ہیں۔ چنانچہ وہ خاموش ہو رہے حتی کہ مجھے گمان ہوا کہ وہ اس عورت کو اس پر واپس کر دیں گے۔ (رجوع کرنے کا فتویٰ دے دیں گے۔) پھر بولے: تم میں ایک اٹھتا ہے اور حماقت کا ارتکاب کرتا ہے' پھر کہتا ہے: ابن عباس! ابن عباس! تحقیق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَ مَن يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجعَل لَّهٗ مَخرَجًا﴾ ''جو اللہ کا تقویٰ اختیار کرے اللہ اس کے لیے نکلنے کی راہ بھی پیدا فرما دیتا ہے۔'' تو نے اللہ کا تقویٰ اختیار نہیں کیا' لہٰذا میں تیرے لیے کوئی راہ نہیں پاتا۔ تو نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور بیوی تجھ سے جدا ہو گئی۔ اور اللہ عزوجل نے فرمایا ہے: [يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ



---

**۲۱۹۷ـ تخريج: [إسناده صحيح]** أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ١١٦٠٢، والطبري في تفسيره: ٢٨/ ٨٤، والطبراني في الكبير: ١١/ ٨٨، ٨٩، ح: ١١١٣٩ من حديث إسماعيل به، وصححه ابن حجر في الفتح: ٩/ ٣٦٢، وتواتر عن ابن عباس أنه أفتى بوقوع الثلاث في المدخولة وأما غير المدخولة فكان يراها واحدة، وقوله: "في قبل عدتهن" تفسير من ابن عباس، وكان يقرأ "لعدتهن" كما في المعجم الكبير للطبراني: ١١/ ٩٥، ح: ١١١٥٧، وحديث أبي داود عن حماد بن زيد لم أجده موصولاً، وهذا لغير المدخولة إن صح.

فِيْ قُبُلِ عِدَّتِهِنَّ] ''اے نبی! جب تم عورتوں کو طلاق دینا چاہو تو انہیں ان کی عدت کے شروع میں طلاق دو۔''

قالَ أبُو دَاوُدَ: رَوَى هٰذَا الحدِيثَ حُمَيْدٌ الأَعْرَجُ وَغَيْرُهُ عن مُجَاهِدٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ. وَرَوَاهُ شُعْبَةُ عن عَمْرِو بنِ مُرَّةَ، عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ. وأيوبُ وَابنُ جُرَيْجٍ جَمِيعًا عن عِكْرِمَةَ بنِ خَالِدٍ، عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ، وَابْنُ جُرَيجٍ عن عَبْدِ الْحَمِيدِ بنِ رافِعٍ، عن عَطَاءٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ. وَرَوَاهُ الْأَعْمَشُ عن مَالِك بنِ الحارث، عن ابنِ عَبَّاسٍ. وَابنُ جُرَيجٍ عن عَمْرِو بنِ دِينَارٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ؛ كُلُّهُمْ قالُوا في الطَّلَاقِ الثَّلَاثِ أَنَّهُ أجَازَهَا، قال: وَبَانَتْ مِنْكَ نَحْوَ حَدِيثِ إِسْمَاعِيلَ عن أَيُّوبَ، عن عَبْدِ الله بنِ كَثِيرٍ.

(اس سند کی متابعات کا بیان) (۱) امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کو (الف) حمید اعرج وغیرہ نے بواسطہ مجاہد' ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے۔ (ب) شعبہ نے عمرو بن مرہ سے بواسطہ سعید بن جبیر' ابن عباس روایت کیا ہے۔ (ج) ایوب اور ابن جریج نے عکرمہ بن خالد سے بواسطہ سعید بن جبیر' ابن عباس روایت کیا ہے۔ (د) ابن جریج نے عبدالحمید بن رافع سے بواسطہ عطاء' ابن عباس روایت کیا ہے۔ (ھ) اعمش نے بواسطہ مالک بن حارث' ابن عباس روایت کیا ہے۔ (و) ابن جریج نے بواسطہ عمرو بن دینار' ابن عباس روایت کیا ہے۔ یہ سب روایت کرتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے تین طلاق کو نافذ کیا اور کہا عورت تجھ سے (بائنہ) جدا ہوگئی جیسے کہ اسماعیل عن ایوب عن عبداللہ بن کثیر کی سند میں آیا ہے۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَى حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ عن أَيُّوبَ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ: إذَا قال: أَنْتِ طَالِقٌ ثَلَاثًا - بِفَمٍ وَاحِدٍ: فَهِيَ وَاحِدَةٌ - وَرَوَاهُ إِسْمَاعِيلُ بنُ إبراهِيمَ عن أَيُّوبَ، عن عِكْرِمَةَ هٰذَا قَوْلَهُ وَلم يَذْكُرِ ابنَ عَبَّاسٍ وَجعَلَهُ قَوْلَ عِكْرِمَةَ.

(۲) امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا کہ حماد بن زید' ایوب سے بواسطہ عکرمہ' ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ جب کہنے والے نے ایک ہی مرتبہ کہا کہ ''تجھے تین طلاق ہے'' تو یہ ایک طلاق ہے۔ اور اسماعیل بن ابراہیم نے ایوب سے بواسطہ عکرمہ اسے نقل کیا تو ابن عباس کا نام نہیں لیا بلکہ اس کو عکرمہ کا قول بنایا ہے۔

٢١٩٨ - قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَصَارَ قَوْلُ ابْنِ عَبَّاسٍ فِيمَا حدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ وَمُحمَّدُ بنُ يَحْيَى - وَهٰذَا حَدِيثُ أَحْمَدَ - قالَا: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عن مَعْمَرٍ، عن الزُّهْرِيِّ، عن أبي سَلَمَةَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ عَوْفٍ، وَمُحمَّدُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ ثَوْبَانَ عن مُحمَّدِ بنِ إيَاسٍ أنَّ ابنَ عَبَّاسٍ وَأَبَا هُرَيْرَةَ وَعَبْدَ الله بنَ عَمْرِو بنِ الْعَاصِ سُئِلُوا عن الْبِكْرِ يُطَلِّقُهَا زَوْجُهَا ثلاثا؟ فكُلُّهُمْ قال: لا تَحِلُّ لَهُ حتى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ.

٢١٩٨- امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس ؓ کا یہ فتو بدل گیا تھا جیسے کہ ہمیں احمد بن صالح اور محمد بن یحییٰ نے بیان کیا......اور یہ روایت احمد بن صالح کی ہے......اور ان دونوں کی سند یوں ہے: حدثنا عبدالرزاق عن معمر عن الزهری عن ابی سلمة بن عبدالرحمن بن عوف (دوسری سند) محمد بن عبدالرحمٰن بن ثوبان' محمد بن ایاس سے بیان کرتے ہیں کہ حضرات ابن عباس' ابو ہریرہ اور عبداللہ بن عمرو بن العاص ؓ سے سوال کیا گیا کہ کنواری لڑکی کو اگر اس کا شوہر تین طلاقیں دے دے (قبل از مباشرت) تو؟ سب نے کہا کہ یہ شوہر کے لیے حلال نہیں حتی کہ کسی اور سے نکاح کرے۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَى مَالِكٌ عن يَحْيَى بنِ سَعِيدٍ، عن بُكَيرِ بنِ الأَشَجِّ، عن مُعَاوِيَةَ بنِ أبي عَيَّاشٍ أَنَّهُ شَهِدَ هٰذِهِ الْقِصَّةَ حِينَ جَاءَ مُحمَّدُ بنُ إيَاسِ بن الْبُكَيْرِ إلى ابن الزُّبَيْرِ وَعَاصِمِ بن عُمَرَ فَسَأَلَهُما عن ذٰلِكَ فقالَا: اذْهَبْ إلى ابنِ عَبَّاسٍ وَأَبي هُرَيْرَةَ فإِنِّي تَرَكْتُهُمَا عِنْدَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، ثُمَّ سَاقَ هٰذَا الْخَبرَ.

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ امام مالک ؒ نے یہ سند یحیی بن سعید عن بکیر بن الأشج عن معاوية بن أبی عیاش روایت کیا (معاویہ نے کہا) کہ میں اس قصے کا گواہ ہوں' محمد بن ایاس بن بکیر' ابن الزبیر اور عاصم بن عمر کے پاس آیا اور ان دونوں سے اس بارے میں سوال کیا تو انہوں نے کہا کہ ابن عباس اور ابو ہریرہ ؓ کے پاس چلے جاؤ' میں نے ان کو عائشہ ؓ کے ہاں چھوڑا ہے۔ پھر یہ قصہ بیان کیا۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَقَوْلُ ابنِ عَبَّاسٍ - هُوَ أَنَّ الطَّلَاقَ الثَّلَاثَ تَبِينُ مِنْ زَوْجِهَا

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ ابن عباس ؓ کا یہ قول کہ عورت تین طلاق سے اپنے شوہر سے بائنہ (جدا)

٢١٩٨ـ تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي: ٧/ ٣٥٤ من حديث أبي داود به، وحديث مالك في الموطأ (يحيى): ٢/ ٥٧٠.

مَدْخُولًا بِهَا أَوْ غَيْرَ مَدْخُولٍ بِهَا -: لا تَحِلُّ لَهُ حتى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ، هٰذَا مِثْلُ خَبَرِهِ الآخر، في الصَّرْفِ قال فِيهِ، ثُمَّ إِنَّهُ رَجَعَ عَنْهُ. يَعني ابنَ عَبَّاسٍ.

ہوجاتی ہے' خواہ شوہر نے اس سے مباشرت کی ہو یا نہ کی ہو' وہ اس کے لیے حلال نہیں رہتی جب تک کہ کسی اور سے نکاح نہ کرلے۔ ان کا یہ فتو ایسے ہی ہے جیسے کہ انہوں نے بیع صرف (سونے چاندی کی بیع) کے بارے میں فتوی دیا تھا' پھر ابن عباس نے اپنے اس فتوے سے رجوع کرلیا تھا۔

توضیح: حضرت ابن عباس ؓ سے تین طلاق کے مسئلے میں دوقول وارد ہیں جیسے کہ بیع صَرف (سونے چاندی کی بیع) میں پہلے وہ ایک درہم کے بدلے دو درہم اور ایک دینار کے بدلے دو دینار لینا دینا (نقد میں) جائز سمجھتے تھے' پھر جب انہیں اس بیع کی نہی کی موثوق خبر مل گئی تو انہوں نے اپنا فتو بدل لیا اور اس کے ناجائز ہونے کا فتو دینے لگے۔ اسی طرح اس مسئلہ طلاق میں بھی ان کے دو قول ہیں: ایک یہ کہ تین طلاق کے لفظ سے طلاق ہو جاتی ہے (یعنی تین) اور اکثر روایات اسی طرح ہیں اور دوسرا یہ کہ واقع نہیں ہوتی (بلکہ ایک ہوتی ہے) جیسے کہ عکرمہ نے ان سے روایت کیا ہے۔ اور یہی صحیح ہے' باوجودیکہ اس کے برعکس کی اسانید زیادہ ہیں۔ طاؤس کی ان سے مرفوع روایت اسی کی مؤید ہے اور اسی کو اختیار کرنا ہمارے نزدیک واجب ہے کیونکہ یہ صحیح حدیث کئی ایک اسانید سے ان سے ثابت ہے۔ امام ابن تیمیہ اور ان کے تلمیذ رشید ابن قیم ؒ اور بعض دیگر علماء اسی کے قائل ہیں۔ (ماخوذ از' ارواء الغلیل: ۷/۱۲۲)

۲۱۹۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ عَبْدِ المَلِكِ ابنِ مَرْوَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ عن أَيُّوبَ، عن غَيْرِ وَاحِدٍ، عن طَاوُسٍ: أَنَّ رَجُلًا يُقَالُ لَهُ أَبُو الصَّهْبَاءِ كَانَ كَثِيرَ السُّؤَالِ لابن عَبَّاسٍ قال: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الرَّجُلَ كَانَ إِذَا طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا جَعَلُوهَا وَاحِدَةً عَلَى عَهْدِ رَسُولِ الله ﷺ وَأَبي بَكْرٍ وَصَدْرًا مِنْ إِمَارَةِ عُمَرَ؟. قال ابنُ عَبَّاسٍ:

۲۱۹۹- طاؤس کہتے ہیں کہ ابوالصہباء نامی ایک شخص حضرت ابن عباس ؓ سے بہت زیادہ سوال کیا کرتا تھا۔ اس نے کہا: کیا آپ کو علم ہے کہ جب کوئی آدمی اپنی بیوی کو مباشرت سے پہلے تین طلاقیں دے دیتا تھا تو ایسی طلاق کو رسول اللہ ﷺ' ابوبکر ؓ اور اوائل دور عمر ؓ میں ایک ہی بنایا (شمار) کرتے تھے؟ ابن عباس ؓ نے کہا: ہاں! آدمی جب اپنی بیوی کو مباشرت سے پہلے تین طلاقیں دے دیتا تھا تو عہد رسالت' عہد ابی بکر اور ابتدائے عہد عمر میں اس کو ایک ہی بنا دیتے تھے۔ عمر

۲۱۹۹ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي في دلائل النبوة: ۷/ ۳۳۸ من حديث أبي داود به، ووقع في المطبوع تصحيف * غير واحد لم أعرفهم، وقول ابن عباس يؤيد هذا الحديث.

بَلَى كَانَ الرَّجُلُ إِذَا طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا جَعَلُوهَا وَاحِدَةً عَلَى عَهْدِ رَسُولِ الله ﷺ وأبي بَكْرٍ وَصَدْرًا من إمَارَةِ عُمَرَ، فَلمَّا [أن] رَأَى النَّاسَ قَدْ تَتَابَعُوا فيهَا قال: أَجِيزُوهُنَّ عَلَيْهِمْ.

نے جب دیکھا کہ لوگ مسلسل طلاقیں دینے لگے ہیں تو انہوں نے کہا: انہیں ان پر نافذ کردو۔

ملحوظہ: اس روایت میں [قَبلَ أَنْ يَّدخُلَ بِهَا] ''قبل از مباشرت'' کا اضافہ منکر ہے۔ تفصیلی بحث کے لیے دیکھیے (سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ' ج:۳/۱۱۳۴) صحیح مسلم کی روایت کے الفاظ انتہائی صریح اور صاف ہیں [كَانَ الطَّلَاقُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَ اَبِي بَكْرٍ وَ سَنَتَيْنِ مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ طَلَاقُ الثَّلَاثِ وَاحِدَةً فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ : اِنَّ النَّاسَ قَدِ اسْتَعْجَلُوا فِي اَمْرٍ قَدْ كَانَتْ لَهُمْ فِيهِ اَنَاةٌ فَلَوْ اَمْضَيْنَاهُ عَلَيْهِمْ فَأَمْضَاهُ عَلَيْهِمْ] (صحيح مسلم' الطلاق' حديث:۱۴۷۲) ''رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں' عہد ابی بکر ؓ اور خلافت عمر کے ابتدائی دو سالوں میں تین طلاقیں ایک ہی ہوا کرتی تھیں' تو عمر بن خطاب ؓ نے کہا: لوگ اس معاملہ (طلاق) میں جس میں انہیں مہلت حاصل تھی' جلدی کرنے لگے ہیں۔ اگر ہم (ان کی تین طلاقوں کو' تین طلاقیں ہی) ان پر نافذ کردیں (تو بہتر رہے) چنانچہ انہوں نے اس کو نافذ کردیا۔'' علامہ البانی ؒ لکھتے ہیں: اس حدیث میں مدخولہ اور غیر مدخولہ کی کوئی قید نہیں۔ یہ نص ناقابل انکار ہے' انتہائی محکم اور ثابت ہے' منسوخ نہیں ہے' کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے بعد خلافت صدیق ؓ اور اوائل دور عمر ؓ میں اسی پر عمل ہوتا رہا ہے اور حضرت عمر ؓ نے اس کی مخالفت اس کے بالمقابل کسی نص سے نہیں' بلکہ اپنے اجتہاد سے کی تھی اور یہی وجہ تھی کہ قبل از نفاذ انہیں تردد و اضطراب رہا تھا۔ اور مصر اور شام وغیرہ میں جب اس حکم کو قانون کا حصہ بنایا گیا ہے تو اتباع سنت اور احیائے سنت کی غرض سے نہیں بلکہ بربنائے مصلحت اور ابن تیمیہ کی تقلید میں ایسا کیا گیا ہے۔ کاش کہ یہ لوگ اپنی عبادات و معاملات میں سنت کی اتباع کو پیش نظر رکھیں۔ (ملخصہ) مترجم عرض کرتا ہے کہ برصغیر میں بھی یہی صورت حال ہے کہ لوگ اپنی ذاتی مصالح کے پیش نظر ان احادیث کے مطابق فتوی حاصل کرنے کے لیے کوشاں ہوتے ہیں' نہ کہ اتباع سنت کی غرض سے۔ فَإِلَى اللّٰهِ الْمُشْتَكٰى.

۲۲۰۰- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: أخبرنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا ابنُ جُرَيجٍ: أخبرني ابنُ طَاوُسٍ عن أَبِيهِ أَنَّ أَبا

۲۲۰۰- ابن طاؤس اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ ابوالصہباء نے حضرت ابن عباس ؓ سے کہا: کیا آپ جانتے ہیں کہ نبی ﷺ کے زمانے میں' ابوبکر ؓ

۲۲۰۰ـ تخريج: أخرجه مسلم، الطلاق، باب طلاق الثلاث، ح:۱٤۷۲ من حديث عبدالرزاق به، وهو في مصنفه، ح:۱۱۳۳۷.

الصَّهْبَاءِ قال لابنِ عَبَّاسٍ: أَتَعْلَمُ أَنَّما كَانَتِ الثَّلَاثُ تُجْعَلُ وَاحِدَةً عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ وَأبي بَكْرٍ وَثَلَاثًا مِنْ إمَارَةِ عُمَرَ؟. قال ابنُ عَبَّاسٍ: نَعَمْ.

کے عہد اور عمر ؓ کی امارت کے ابتدائی تین سال تک تین طلاقوں کو ایک بنایا (شمار کیا) جاتا تھا؟ تو ابن عباس ؓ نے کہا: ہاں!

فوائد ومسائل: ① امت کے لیے حجت شرعیہ صرف اور صرف نبی ﷺ کا دور ہے۔ جب کہ شریعت نازل ہوئی اور مکمل ہوگئی۔ اور امام مالک ؒ کا یہ قول قول فیصل ہے۔ [لَنْ يَّصْلُحَ آخِرُهٰذِهِ الْاُمَّةِ اِلَّا مَا صَلُحَ بِهٖ اَوَّلُهَا] ''اس امت کا آخری دور اسی سے اصلاح پذیر ہوگا جس کے ذریعے سے اس کے اول کی اصلاح ہوئی تھی۔'' ② اس حدیث سے واضح ہے کہ عہد رسالت' عہد ابی بکر اور حضرت عمر ؓ کے ابتدائی دور میں ایک مجلس کی تین طلاقوں کو ایک ہی طلاق شمار کیا جاتا تھا۔ اس لیے یہی مسلک صحیح ہے۔ علاوہ ازیں عوام کی جہالت کا حل بھی یہی ہے' وہ طلاق کے صحیح طریقے سے بے خبر ہونے کی وجہ سے بیک وقت تین طلاقیں دے دیتے ہیں (حالانکہ ایسا کرنا سخت منع ہے) پھر پچھتاتے ہیں۔ اس کا حل یہی ہے کہ اسے ایک طلاق شمار کیا جائے اور اسے رجوع کا حق دیا جائے۔ آج کل کے متعدد علمائے احناف نے بھی اس موقف کی تائید کی ہے۔ جس کی تفصیل ''ایک مجلس کی تین طلاقیں'' نامی کتاب میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔ اسی طرح یہ مبحث ''عورتوں کے امتیازی مسائل وقوانین'' تالیف: حافظ صلاح الدین یوسف' مطبوعہ دارالسلام میں بھی ضروری حد تک موجود ہے۔

## (المعجم ١٠، ١١) - بَابٌ: فِي مَا عُنِيَ بِهِ الطَّلَاقُ وَالنِّيَّاتُ (التحفة ١١)

## باب: ١٠، ١١- ایسے کلمات جو طلاق کے محتمل ہوں' اور نیتوں کی اہمیت

٢٢٠١- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنا سُفْيَانُ: حَدَّثَني يَحْيَى بنُ سَعِيدٍ عن مُحمَّدِ بنِ إبراهِيمَ التَّيْمِيِّ، عن عَلْقَمَةَ ابنِ وَقَّاصٍ اللَّيْثِيِّ قال: سَمِعْتُ عُمَرَ بنَ الْخَطَّابِ يقُولُ: قال رَسُولُ الله ﷺ: «إنَّمَا الأعمَالُ بالنِّيَّةِ وَإنَّمَا لامْرِىءٍ ما نَوَى، فَمنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إلى الله وَرَسُولِهِ

٢٢٠١- حضرت عمر بن خطاب ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔ انسان کے لیے وہی ہے جو اس نے نیت کی ہو۔ سو جس نے ہجرت کی اللہ اور اس کے رسول کی طرف تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہے اور جس نے دنیا حاصل کرنے کے لیے ہجرت کی یا کسی عورت کے لیے کہ اس سے شادی کرلے تو اس کی ہجرت اسی کی

---

٢٢٠١- تخريج: أخرجه البخاري، بدء الوحي، باب: كيف كان بدء الوحي إلى رسول الله ﷺ . . . الخ، ح:١، ومسلم، الإمارة، باب قوله ﷺ "إنما الأعمال بالنية . . . الخ"، ح:١٩٠٧ من حديث سفيان بن عيينة به.

فَهِجْرَتُهُ إلى الله وَرَسُولِهِ، وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ لِدُنْيَا يُصِيبُهَا أو امْرَأةٍ يَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهُ إلى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ».

طرف ہے جس کی طرف اس نے ہجرت کی ہے۔''

فائدہ: کلمات کنایہ سے طلاق ہو جاتی ہے بشرطیکہ طلاق کی نیت ہو اگر یہ نیت نہ ہو تو نہیں ہوتی۔

۲۲۰۲- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ عَمْرِو بنِ السَّرْحِ وَسُلَيْمانُ بنُ داوُدَ قالَا: أخبرنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني يُونُسُ عن ابنِ شِهَابٍ قال: أخبرني عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ عَبْدِ الله ابنِ كَعْبِ بنِ مَالِكٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بنَ كَعْبٍ - وكَان قَائِدَ كَعْبٍ من بَنِيهِ حِينَ عَمِيَ - قال: سَمِعْتُ كَعْبَ بنَ مَالِكٍ، فَسَاقَ قِصَّتَهُ في تَبُوكَ قال: حَتَّى إذَا مضَتْ أَرْبَعُونَ مِنَ الْخَمْسِينَ إذَا رسولُ رَسُولِ الله ﷺ يَأْتِي فقال: إنَّ رَسُولَ الله ﷺ يَأْمُرُكَ أَنْ تَعْتَزِلَ امْرَأَتَكَ، قال: فَقُلْتُ: أُطَلِّقُهَا أَمْ مَاذَا أَفْعَلُ؟ قال: لَا، بَلِ اعْتَزِلْهَا، فلَا تَقْرَبَنَّهَا. فَقُلْتُ لامْرَأَتِي: الْحَقِي بِأَهْلِكِ فكُونِي عِنْدَهُمْ حَتَّى يَقْضِيَ الله تَعَالَى في هٰذَا الأمْرِ.

۲۲۰۲- جناب عبداللہ بن کعب اپنے والد کعب بن مالک ؓ کے قائد تھے جبکہ وہ نابینا ہو چکے تھے۔ کہتے ہیں کہ میں نے کعب بن مالک ؓ سے سنا اور تبوک والا واقعہ بیان کیا۔ بیان کیا کہ جب پچاس میں سے چالیس دن گزر گئے تو اچانک رسول اللہ ﷺ کا پیغام بر آیا اور کہا: رسول اللہ ﷺ تمہیں حکم دیتے ہیں کہ اپنی بیوی سے علیحدہ ہو جاؤ۔ میں نے پوچھا: اسے طلاق دے دوں یا کیا کروں؟ کہا: نہیں، بلکہ اس سے علیحدہ رہو، اس کے قریب مت ہونا۔ چنانچہ میں نے اپنی بیوی سے کہا: اپنے گھر والوں کے پاس چلی جاؤ اور انہی کے پاس رہو، تا آنکہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس معاملے میں کوئی فیصلہ فرما دے۔

فوائد ومسائل: ① اگر شوہر بیوی کو یوں کہہ دے کہ ''اپنے گھر والوں کے پاس چلی جا'' اور طلاق کی نیت کی ہو تو طلاق ہو جائے گی ورنہ نہیں۔ ② حضرت کعب بن مالک ؓ کا واقعہ ایک عظیم تاریخی واقعہ ہے۔ تفسیر ابن کثیر میں سورۂ توبہ کی آیت کریمہ: ﴿وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِينَ خُلِّفُوا......﴾ (التوبة :۱۱۸) کے ضمن میں دیکھ لیا جائے۔

۲۲۰۲ـ تخريج: أخرجه مسلم، التوبة، باب حديث توبة كعب بن مالك وصاحبيه، ح: ۲۷٦۹ عن أحمد بن عمرو ابن السرح، والبخاري، الوصايا، باب: إذا تصدق أو وقف بعض ماله أو بعض رقيقه أو دوابه فهو جائز، ح: ۲۷۵۷ من حديث ابن شهاب الزهري به.

(المعجم ١١، ١٢) - **بَابٌ: فِي الْخِيَارِ** (التحفة ١٢)

باب:۱۱'۱۲-بیوی کواختیار دینے کا مسئلہ

**٢٢٠٣- حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا أَبُو عَوانَةَ عن الأَعمَشِ، عن أبي الضُّحَى، عن مَسْرُوقٍ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: خَيَّرَنَا رَسُولُ الله ﷺ فاخْتَرْنَاهُ، فلَمْ يَعُدَّ ذٰلِكَ شَيْئًا.

۲۲۰۳-حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کواختیار دیا تو ہم نے آپ ہی کواختیار کیا تھا' چنانچہ اس کو کچھ بھی شمار نہ کیا گیا۔

**فوائد ومسائل:** ① اگر شوہر بیوی سے کہے ''مجھے اختیار کرلو یا اپنے آپ کو' یا تمہیں اختیار ہے' وغیرہ۔'' اور نیت طلاق کی ہو...... پھر اگر بیوی نے اپنے آپ کو اختیار کرلیا تو طلاق ہو جائے گی۔ اور اگر شوہر کو اختیار کرلے تو نہیں ہوگی۔ ② فتوحات کے نتیجے میں جب مسلمانوں کی مالی حالت پہلے کی نسبت کچھ بہتر ہوگئی تو انصار ومہاجرین کی عورتوں کو دیکھ کر ازواج مطہرات نے بھی نان ونفقہ میں اضافے کا مطالبہ کر دیا۔ نبی ﷺ چونکہ نہایت سادگی پسند تھے اس لیے ازواج مطہرات کے اس مطالبے پر سخت کبیدہ خاطر ہوئے اور بیویوں سے علیحدگی اختیار کرلی جو ایک مہینے تک جاری رہی۔ بالآخر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ قُل لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا وَ زِیْنَتَهَا فَتَعَالَیْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَ اُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِیْلًا ۝ وَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِیْمًا﴾ (الاحزاب:۲۸،۲۹) اس کے بعد نبی ﷺ نے سب سے پہلے حضرت عائشہ ؓ کو یہ آیت سنا کر انہیں اختیار دیا' تاہم انہیں کہا کہ اپنے طور پر فیصلہ کرنے کی بجائے اپنے والدین سے مشورے کے بعد کوئی اقدام کرنا۔ حضرت عائشہ نے کہا: یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ میں آپ کے بارے میں مشورہ کروں۔ بلکہ میں اللہ اور اس کے رسول کو اختیار کرتی ہوں۔ یہی بات دیگر ازواج مطہرات نے بھی کہی اور کسی نے بھی رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر دنیا کے عیش وآرام کو ترجیح نہیں دی۔ (صحیح بخاری' تفسیر سورۃ الاحزاب – ماخوذ از تفسیر احسن البیان)

(المعجم ١٢، ١٣) - **بَابٌ فِي: أَمْرُكِ بِيَدِكِ** (التحفة ١٣)

باب:۱۲'۱۳-شوہر اگر یوں کہے ''تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے تو؟''

**٢٢٠٤- حَدَّثَنا** الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ:

۲۲۰۴-حماد بن زید نے بیان کیا کہ میں نے ایوب

٢٢٠٣ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الطلاق، باب من خير أزواجه . . . الخ، ح: ٥٢٦٢، ومسلم، الطلاق، باب بيان أن تخييره امرأته لا يكون طلاقًا إلا بالنية، ح: ١٤٧٧/ ٢٨ من حديث الأعمش به.

٢٢٠٤ـ **تخريج**: **[إسناده ضعيف]** أخرجه الترمذي، الطلاق، باب ماجاء في: أمرك بيدك، ح: ١١٧٨، ◀◀

حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ حَرْبٍ عن حَمَّادِ بنِ زَيْدٍ قال: قُلْتُ لِأَيُّوبَ: هَلْ تَعْلَمُ أَحَدًا، قال [بقولِ] الْحَسَنِ في: أَمْرُكِ بِيَدِكِ؟ قال: لَا إِلَّا شَيْءٌ حَدَّثَنَاهُ قَتَادَةُ عن كَثِيرٍ مَوْلَى ابنِ سَمُرَةَ، عن أبي سَلَمَةَ، عن أبي هُرَيْرَةَ عن النَّبيِّ ﷺ بِنَحْوِهِ. قال أَيُّوبُ: فَقَدِمَ عَلَيْنَا كَثِيرٌ فَسَأَلْتُهُ؟ فقال: ما حَدَّثْتُ بِهٰذَا قَطُّ. فَذَكَرْتُهُ لِقَتَادَةَ فقال: بَلَى وَلٰكِنَّهُ نَسِيَ.

سے پوچھا: آپ کو کسی کا علم ہے جو [أَمْرُكِ بِيَدِكِ] ''تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے'' کی تفصیل میں حسن (بصری) کی طرح کہتا ہو؟ (ان کا بیان اگلی روایت میں آ رہا ہے۔) ایوب نے کہا: نہیں مگر وہی جو ہم کو قتادہ نے بہ سند کثیر مولیٰ ابن سمرہ سے' ابوسلمہ سے' انہوں نے حضرت ابوہریرہ سے' انہوں نے نبی ﷺ سے اس کی مانند بیان کیا۔ ایوب نے کہا: پھر کثیر مولیٰ ابن سمرہ ہمارے پاس آئے تو میں نے ان سے (اس روایت کے متعلق) پوچھا۔ تو انہوں نے کہا: ''میں نے یہ کبھی بیان نہیں کیا۔'' پھر میں نے ان کی یہ بات قتادہ سے کہی تو انہوں نے کہا کہ بیان تو کیا ہے مگر بھول گئے ہیں۔

٢٢٠٥- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إبراهِيمَ: حَدَّثَنا هِشَامٌ عن قَتَادَةَ، عن الْحَسَنِ في: أَمْرُكِ بِيَدِكِ قال: ثَلَاثٌ.

۲۲۰۵- قتادہ...... جناب حسن بصری رحمہ اللہ سے بیان کرتے ہیں کہ [أَمْرُكِ بِيَدِكِ] ''تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے۔'' یہ تین طلاقیں ہوتی ہیں۔

فائدہ: یہ تابعی کا قول ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان نہیں ہے علاوہ ازیں مذکورہ دونوں روایات سنداً ضعیف ہیں۔ بہرحال اگر شوہر نے اس جملے سے طلاق مراد لی ہو تو طلاق ہو جائے گی مگر ایک طلاق ہوگی۔

## (المعجم ١٣، ١٤) - بَابٌ: فِي الْبَتَّةِ (التحفة ١٤)

## باب: ۱۳، ۱۴- طلاق بتہ کا بیان

٢٢٠٦- حَدَّثَنا ابنُ السَّرحِ وَإِبْرَاهِيمُ ابنُ خَالِدٍ الْكَلْبِيُّ أَبُو ثَوْرٍ في آخَرِينَ قالُوا:

۲۲۰۶- نافع بن عجیر بن عبد یزید بن رکانہ سے مروی ہے کہ رکانہ بن عبد یزید نے اپنی بیوی سہیمہ کو بتہ

◀◀ والنسائي، ح: ٣٤٤٩ من حديث سليمان بن حرب به، وقال الترمذي: "غريب"، وقال النسائي: "منكر" ※ قتادة مدلس وعنعن، وكثير أنكر المروي المنسوب إليه.

٢٢٠٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] ※ قتادة عنعن.

٢٢٠٦ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الدارقطني: ٤/ ٣٣، ح: ٣٩٣٣ من حديث الشافعي به، وهو في الأم: ٥/ ١١٨، ١٣٧، ٢٦٠ و٧/ ٣٥، ومسند الشافعي، ص: ٢٦٨، ونقل الدارقطني بسند صحيح عن أبي داود قال: "وهذا حديث صحيح" وأعل بما لا يقدح.

حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ إدْرِيسَ الشَّافِعيُّ: حَدَّثَني عَمِّي مُحمَّدُ بنُ عَلِيِّ بنِ شَافِعٍ عن [عبدِالله] بنِ عَلِيِّ بنِ السَّائِبِ، عن نَافِعِ ابنِ عُجَيْرِ بنِ عَبْدِ يَزِيدَ بنِ رُكَانَةَ: أَنَّ رُكَانَةَ ابنَ عَبْدِ يَزِيدَ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ سُهَيْمَةَ الْبَتَّةَ فَأَخْبَرَ النَّبيَّ ﷺ بِذٰلِكَ وَقال: وَالله! ما أَرَدْتُ [بها] إلَّا وَاحِدَةً. فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «وَالله! ما أَرَدْتَ إلَّا وَاحِدَةً؟» فقالَ رُكَانَةُ: وَالله! ما أَرَدْتُ إلَّا وَاحِدَةً، فَرَدَّهَا إلَيْهِ رَسُولُ الله ﷺ، فَطَلَّقَها الثَّانِيَةَ في زَمَانِ عُمَرَ وَالثَّالِثَةَ في زَمَانِ عُثْمانَ.

طلاق دے دی۔ پھر نبی ﷺ کو اس کی خبر دی اور کہا: قسم اللہ کی! میں نے اس سے ایک ہی کا ارادہ کیا تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’قسم سے! تو نے صرف ایک ہی کا ارادہ کیا تھا؟‘‘ رکانہ نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے صرف ایک ہی کا ارادہ کیا تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس کی بیوی کو اس پر لوٹا دیا۔ چنانچہ اس نے اس کو دوسری طلاق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں اور تیسری طلاق حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں دی۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: أَوَّلُهُ لَفْظُ إبراهِيمَ وآخِرُهُ لَفْظُ ابنِ السَّرْحِ.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس روایت کا ابتدائی حصہ ابراہیم بن خالد کلبی کے الفاظ ہیں اور آخری ابن السرح کے۔

فائدہ: ”بتّہ“ بمعنی قطع (کاٹنا) ہے۔ یعنی طلاق دینے والا کہے کہ میں تجھے بتہ طلاق دیتا ہوں۔ یعنی ایسی طلاق جس میں رجوع نہیں اور اپنا تعلق پوری طرح کاٹتا ہوں۔ اور اس کی مراد تین طلاق ہو۔

۲۲۰۷- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ يُونُسَ النَّسَائِيُّ أَنَّ عَبْدَ الله بنَ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُمْ عن مُحمَّدِ بنِ إدْرِيسَ: حَدَّثَني عَمِّي مُحمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ عن ابنِ السَّائِبِ، عن نَافِعِ بنِ عُجَيْرٍ، عن رُكَانَةَ بنِ عَبْدِ يَزِيدَ عن النَّبيِّ ﷺ بِهذَا الْحَدِيثِ.

۲۲۰۷- محمد بن یونس نسائی اپنی سند سے نافع بن عجیر سے وہ رکانہ بن عبدیزید سے وہ نبی ﷺ سے یہی حدیث بیان کرتے ہیں۔

---

۲۲۰۷ـ تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق، وأخرجه الدارقطني: ٤/ ٣٣، والبيهقي: ٧/ ٣٤٢ من حديث أبي داود به.

٢٢٠٨- حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ دَاوُدَ الْعَتَكِيُّ: حَدَّثَنا جَرِيرُ بنُ حَازِمٍ عن الزُّبَيْرِ ابنِ سَعِيدٍ، عن عَبْدِ الله بنِ عَلِيِّ بنِ يَزِيدَ ابنِ رُكَانَةَ، عن أبِيهِ، عن جَدِّهِ: أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ الْبَتَّةَ، فَأَتَى رَسُولَ الله ﷺ فَقَالَ: «ما أَرَدْتَ؟» قال: وَاحِدَةً، قال: «آلله؟» قال آلله! قال: «هُوَ عَلَى مَا أَرَدْتَ».

۲۲۰۸-عبداللہ بن علی بن یزید بن رکانہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنی بیوی کو بتّہ طلاق دے دی تھی۔ پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو آپ نے پوچھا: ”تم نے کیا ارادہ کیا تھا؟“ اس نے کہا: ایک کا۔ آپ نے کہا: ”اللہ کی قسم سے کہتے ہو؟“ کہا: اللہ کی قسم سے کہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”یہ وہی ہے جو تم نے ارادہ کیا۔“

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهٰذَا أَصَحُّ من حَدِيثِ ابنِ جُرَيْجٍ: أَنَّ رُكَانَةَ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا لأَنَّهُمْ أَهْلُ بَيْتِهِ وَهُمْ أَعْلَمُ بِهِ. وَحَدِيثُ ابْنِ جُرَيْجٍ رَوَاهُ عن بَعْضِ بَنِي أبي رَافِعٍ عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ.

امام ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ روایت ابن جریج کی (گزشتہ) روایت (۲۱۹۶) سے صحیح تر ہے کہ رکانہ نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی تھیں کیونکہ یہ لوگ اس کے اپنے گھر والے ہیں' اور یہ اس کے متعلق بہتر جانتے ہیں۔ اور ابن جریج کی روایت ابورافع کے کسی بیٹے نے عکرمہ سے اور اس نے ابن عباس سے روایت کی ہے۔



ملحوظہ: اس روایت کی صحت میں اختلاف ہے۔ ہمارے فاضل محقق شیخ زبیر علی زئی اور بعض محققین کے نزدیک ضعیف ہے۔ ابوداود رحمہ اللہ کا یہ کہنا کہ ”یہ حدیث ابن جریج کی حدیث سے صحیح تر ہے“ کا معنی یہ نہیں کہ یہ فی الواقع اصطلاحی تعریف کے مطابق صحیح ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ یہ سند دوسری کے مقابلے میں قدرے بہتر ہے۔ مگر حقیقتاً دونوں ہی میں ضعف ہے۔ (دیکھیے ارواء الغلیل: ۷/۱۴۳)

(المعجم ١٤، ١٥) - **بَابٌ: فِي الْوَسْوَسَةِ بِالطَّلَاقِ** (التحفة ١٥)

باب:۱۴'۱۵- دل میں طلاق کا خیال آئے تو......؟

٢٢٠٩- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إبراهِيمَ:

۲۲۰۹- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان

٢٢٠٨ـ **تخريج**: [**إسناده ضعيف**] أخرجه الترمذي، الطلاق واللعان، باب ماجاء في الرجل يطلق امرأته البتة، ح: ١١٧٧، وابن ماجه، ح: ٢٠٥١ من حديث جرير بن حازم به * الزبير بن سعيد لين الحديث، والحديث السابق يغني عنه.

٢٢٠٩ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، العتق، باب الخطأ والنسيان في العتاقة والطلاق ونحوه ... الخ، ح: ٢٥٢٨، ومسلم، الإيمان، باب تجاوز الله عن حديث النفس والخواطر بالقلب إذا لم تستقر، ح: ١٢٧ من حديث قتادة به.

حَدَّثَنا هِشَامٌ عن قَتَادَةَ، عن زُرَارَةَ بنِ أوْفَى، عن أَبي هُرَيْرَةَ عن النَّبيِّ ﷺ قال: «إنَّ الله تَجَاوَزَ لِأُمَّتِي عَمَّا لَمْ تَتكلَّمْ بِهِ أوْ تَعْمَلْ بِهِ وَبِمَا حَدَّثَتْ بِهِ أَنْفُسُها».

کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”بلاشبہ اللہ عزوجل نے میری امت سے وہ امور معاف فرما دیے ہیں جن کے متعلق انہوں نے گفتگو نہ کی ہو یا عمل نہ کیا ہو' اور وہ جس کے متعلق محض دل میں خیال آیا ہو۔“

فائدہ: محض خیال کرنے سے یا دل میں پیچ وتاب کھاتے ہوئے طلاق دینا جبکہ زبان سے کچھ نہ بولا ہو' طلاق نہیں ہوتی۔ لیکن اپنے ان جذبات وخیالات کو کسی واضح تحریر میں نقل کر دیا ہو تو طلاق ہو جائے گی کیونکہ ہاتھ کا لکھنا عمل ہے۔ خواہ بیوی کو وہ تحریر دے یا دیے بغیر ہی ضائع کر دے تو طلاق ہو جائے گی۔

## (المعجم ١٥، ١٦) - بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يَقُولُ لِامْرَأَتِهِ يَاأُخْتِي (التحفة ١٦)

## باب:۱۵'۱۶-شوہر اپنی بیوی کو بہن کہہ دے تو؟

٢٢١٠- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ؛ ح: وحَدَّثَنا أبُو كامِلٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَاحِدِ وَخَالِدٌ الطَّحَّانُ المَعْنَى كلُّهُمْ عن خَالِدٍ، عن أبي تَمِيمَةَ الْهُجَيْمِيِّ: أنَّ رَجُلًا قالَ لامْرَأَتِهِ يَاأُخَيَّةُ! فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «أُخْتُكَ هِيَ؟!» فكَرِهَ ذَلِكَ وَنَهَى عَنْهُ.

۲۲۱۰- ابوتمیمہ ھُجَیمی سے روایت ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو کہا: اے بہن! تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا یہ تیری بہن ہے؟“ پس آپ نے اس اندازِ گفتگو کو ناپسند کیا اور اس سے منع فرمایا۔

٢٢١١- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ إبراهِيمَ الْبَزَّازُ: حَدَّثَنا أَبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ السَّلَامِ يَعني ابنَ حَرْبٍ عن خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عن أبي تَمِيمَةَ، عن رَجُلٍ مِنْ قَوْمِهِ: أَنَّهُ سَمِعَ النَّبيَّ ﷺ، سَمِعَ رَجُلًا يقُولُ لامْرَأَتِهِ: يَاأُخَيَّةُ! فَنَهَاهُ.

۲۲۱۱- ابوتمیمہ نے اپنی قوم کے ایک شخص سے روایت کیا کہ اس نے نبی ﷺ سے سنا۔ جب کہ نبی ﷺ نے ایک شخص کو سنا کہ وہ اپنی بیوی کو کہہ رہا ہے: اے بہن! تو آپ نے اس کو اس سے منع فرما دیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ عَبْدُ الْعَزِيزِ بنُ

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں (کہ اس حدیث کی دو

٢٢١٠_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٧/ ٣٦٦ من حديث أبي داود به، والسند مرسل.

٢٢١١_ تخريج: [إسناده ضعيف] * خالد الحذاء لم يسمعه من أبي تميمة، بينهما رجل، وهو مجهول.

الْمُخْتَارِ عن خَالِدٍ، عن أبي عُثْمانَ، عن أبي تَمِيمَةَ عن النَّبيِّ ﷺ. وَرَوَاهُ شُعْبَةُ عن خَالِدٍ، عن رَجُلٍ، عن أبي تَمِيمَةَ عن النَّبيِّ ﷺ.

سندیں اور بھی ہیں) (ا) عبدالعزیز بن مختار خالد سے‘ وہ ابوعثمان سے‘ وہ ابوتمیمہ سے‘ وہ نبی ﷺ سے۔ (ب) شعبہ خالد سے‘ وہ ایک شخص سے‘ وہ ابوتمیمہ سے‘ وہ نبی ﷺ سے۔

٢٢١٢- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَهَّابِ: حَدَّثَنا هِشَامٌ عن مُحمَّدٍ، عن أَبي هُرَيْرَةَ عن النَّبيِّ ﷺ: «أَنَّ إِبراهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لم يَكْذِبْ قَطُّ إِلَّا ثَلَاثًا: ثِنْتَانِ في ذَاتِ الله قَوْلُهُ: ﴿إِنِّي سَقِيمٌ﴾ [الصافات: ٨٩] وَقَوْلُهُ: ﴿بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هَذَا﴾ [الأنبياء: ٦٣] وَبَيْنَمَا هُوَ يَسِيرُ في أَرْضِ جَبَّارٍ مِنَ الْجَبَابِرَةِ إِذْ نَزَلَ مَنْزِلًا، فَأُتِيَ الْجَبَّارُ فَقِيلَ لَهُ: إِنَّهُ نَزَلَ هٰهُنَا رَجُلٌ مَعَهُ امْرَأَةٌ هِيَ أَحْسَنُ النَّاسِ، قال: فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ فَسَأَلَهُ عَنْهَا، فقال: إِنَّهَا أُخْتِي، فَلَمَّا رَجَعَ إِلَيْهَا قال: إِنَّ هٰذَا سَأَلَنِي عَنْكِ فَأَنْبَأْتُهُ أَنَّكِ أُخْتِي وَإِنَّهُ لَيْسَ الْيَوْمَ مُسْلِمٌ غَيْرِي وَغَيْرُكِ وَإِنَّكِ أُخْتِي في كِتَابِ الله فَلَا تُكَذِّبِينِي عِنْدَهُ». وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

٢٢١٢- حضرت ابوہریرہ ؓ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ ”بلاشبہ ابراہیم ؑ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا مگر تین مواقع پر۔ دو بار اللہ عزوجل کے بارے میں۔ جبکہ آپ نے (قوم سے) کہا تھا ﴿إِنِّي سَقِيمٌ﴾ ”میں بیمار ہوں‘ یا میری طبیعت ناساز ہے۔“ دوسری بار آپ نے کہا تھا: ﴿بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هٰذَا﴾ ”یہ تو ان کے اس بڑے نے کیا ہے۔“ اور تیسری بار جب کہ وہ ایک جابر بادشاہ کے علاقے میں سے جا رہے تھے کہ ایک جگہ پڑاؤ کیا تو اس ظالم بادشاہ کو خبر دی گئی اور کہا گیا کہ یہاں ایک شخص اترا ہے اور اس کے ساتھ ایک عورت ہے انتہائی حسین وجمیل! تو اس نے حضرت ابراہیم ؑ کو بلا بھیجا اور خاتون کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا: ”یہ میری بہن ہے۔ اور جب وہ اپنی اہلیہ کے پاس لوٹے تو اسے بتایا کہ اس نے مجھ سے تمہارے متعلق پوچھا ہے اور میں نے اس کو بتایا ہے کہ تُو میری بہن ہے اور حقیقت یہ ہے کہ آج تیرے اور میرے علاوہ کوئی مسلمان نہیں ہے اور اللہ کی کتاب میں تو میری بہن ہے تو مجھے اس کے ہاں مت جھٹلانا۔“ اور حدیث بیان کی۔



---

**٢٢١٢ـ تخريج: [صحيح]** أخرجه النسائي في السنن الكبرٰى، ح: ٨٣٧٤ من حديث هشام به، ورواه البخاري، ح: ٥٠٨٤، ومسلم، ح: ٢٣٧١ من حديث أيوب عن محمد بن سيرين به، حديث شعيب بن أبي حمزة رواه البخاري، ح: ٢٢١٧.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى هٰذَا الْخَبَرَ شُعَيْبُ بنُ أبي حَمْزَةَ عن أبي الزِّنَادِ، عن الْأَعْرَجِ، عن أَبي هُرَيْرَةَ عن النَّبيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

امام ابو داود رشاللہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کو شعیب بن ابی حمزہ نے ابو الزناد سے' انہوں نے اعرج سے' انہوں نے حضرت ابو ہریرہ سے' انہوں نے نبی ﷺ سے اسی کی مانند روایت کیا ہے۔

**فوائد ومسائل:** ① بیوی کو عادتاً یا محبت واکرام میں ''بہن'' کہنا کسی طرح روا نہیں' لیکن کہیں کسی واقعی شرعی ضرورت سے توریہ کے طور پر کہے تو مباح ہے۔ جیسے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے معروف قصے میں وارد ہوا ہے۔ ② حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق اس حدیث کو بعض متجددنا قابل تسلیم کہتے ہیں۔ بلکہ تمام ذخیرۂ احادیث کو مشکوک' عجمی سازش اور نہ معلوم کس کس لقب سے یاد کرتے ہیں۔ ان کا انداز تحریر و گفتگو کچھ یوں ہوتا ہے کہ قرآن مجید کے مقابلے میں احادیث کے ان راویوں کو جھٹلا دینا اور ضعیف کہنا زیادہ بہتر اور آسان ہے کجا یہ کہ قرآن کریم کی تغلیط کی جائے۔ قرآن مجید نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں بصراحت کہا ہے کہ ﴿اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا﴾ (مریم: ۴۱) ''بلاشبہ وہ انتہائی سچے نبی تھے۔'' اس فکر کے حامل لوگوں کو ذرا غور کرنا چاہیے کہ قرآن مجید بھی تو ہمارے پاس انہی راویوں کے ذریعے سے پہنچا ہے جن کے ذریعے سے احادیث پہنچی ہیں۔ حق وصداقت اور دیانت کے اعلیٰ ترین معیار کے عدیم المثال اصول قرآن مجید اور احادیث نبویہ کی نقل و روایت کے سلسلے میں ایک ہی ہیں۔ جہاں جو فرق ہے وہ بابصیرت اہل علم سے مخفی نہیں اور اس وجہ سے احادیث کو کئی درجات میں تقسیم کر کے ان کے حکم بھی الگ الگ بتائے گئے ہیں۔

اس حدیث کو قرآن مجید کے واقعتاً خلاف کہنا دیانت علمی کے خلاف ہے۔ تفسیر احسن البیان (از حافظ صلاح الدین یوسف ﷾) میں سے درج ذیل اقتباس پیش کر دینا مناسب ہے۔ حافظ صاحب موصوف سورۃ الانبیاء کی آیت: ۶۳ ﴿قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا فَسْئَلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ﴾ کے ذیل میں لکھتے ہیں: ''(حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ان اقوال کو) یقیناً حقیقت کے اعتبار سے جھوٹ نہیں کہا جا سکتا۔ لیکن ظاہری شکل کے لحاظ سے ان کو کذب سے خارج بھی نہیں کیا جا سکتا۔ گو یہ کذب اللہ کے ہاں قابل مواخذہ نہیں ہے کیونکہ وہ اللہ ہی کے لیے بولے گئے ہیں۔ درآں حالیکہ کوئی گناہ کا کام اللہ کے لیے نہیں ہو سکتا۔ اور یہ تب ہی ہو سکتا ہے کہ ظاہری طور پر کذب ہونے کے باوجود وہ حقیقتاً کذب نہ ہو۔ لیکن (چونکہ ان کا صدور ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام جیسے جلیل القدر پیغمبر اور عظیم انسان سے ہوا' لہٰذا) انہیں کذب سے تعبیر کر دیا گیا ہے جیسے حضرت آدم علیہ السلام کے لیے عصٰی اور غوٰی کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ حالانکہ خود قرآن ہی میں ان کے فعل اکل شجر کو نسیان اور ارادے کی کمزوری کا نتیجہ بھی بتلایا گیا ہے۔ جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ کسی کام کے دو پہلو بھی ہو سکتے ہیں۔ من وجہ اس میں استحسان اور من وجہ ظاہری قباحت کا پہلو ہو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ قول اس پہلو سے ظاہری طور پر کذب ہی ہے کہ واقعے کے خلاف تھا۔ بتوں کو انہوں نے

خود توڑا تھا۔لیکن ان کا انتساب بڑے بت کی طرف کیا۔لیکن چونکہ مقصد ان کا تعریض اور اثباتِ توحید تھا' اس لیے حقیقت کے اعتبار سے ہم اسے جھوٹ کی بجائے اتمام حجت کا ایک طریق اور مشرکین کی بے عقلی کے اثبات واظہار کا ایک انداز کہیں گے۔علاوہ ازیں حدیث میں ان کذبات کا ذکر جس ضمن میں آیا ہے وہ بھی قابل غور ہے اور وہ ہے میدان حشر میں اللہ کے روبرو جا کر سفارش کرنے سے' اس لیے گریز کرنا کہ ان سے دنیا میں تین موقعوں پر لغزش کا صدور ہوا ہے۔درآں حالیکہ وہ لغزشیں نہیں ہیں' یعنی حقیقت اور مقصد کے اعتبار سے وہ جھوٹ نہیں ہیں۔مگر وہ اللہ کی عظمت وجلال کی وجہ سے اتنے خوف زدہ ہوں گے کہ یہ باتیں جھوٹ کے ساتھ ظاہری مماثلت کی وجہ سے قابل گرفت نظر آئیں گی۔گویا حدیث کا مقصد حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جھوٹا ثابت کرنا ہرگز نہیں ہے بلکہ اس کیفیت کا اظہار ہے جو قیامت والے دن خشیت الٰہی کی وجہ سے ان پر طاری ہوگی۔''

پھر لطف یہ ہے کہ ان تین باتوں میں سے دو تو خود قرآن میں مذکور ہیں' حدیث میں تو صرف ان کا حوالہ ہے۔تیسری بات البتہ صرف حدیث میں مذکور ہے مگر جن حالات میں وہ بات کہی گئی ہے ان حالات میں خود قرآن نے اظہار کفر تک کی اجازت دی ہے۔پس اگر حدیث پر عتاب اتارنا ہے تو پہلے یہ حضرات قرآن پر عتاب اتاریں۔اور اس سے اپنی براءت کا اظہار کریں۔



## (المعجم ۱۶، ۱۷) - بَابٌ: فِي الظِّهَارِ (التحفة ۱۷)

## باب:۱۶'۱۷-ظِہار کے احکام ومسائل

۲۲۱۳- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ المعنى قالَا: حَدَّثَنا ابنُ إدْرِيسَ عن مُحَمَّدِ بنِ إسْحَاقَ، عن مُحمَّدِ بنِ عَمْرِو بنِ عَطَاءِ قال ابنُ الْعَلَاءِ: ابْنِ عَلْقَمَةَ - بنِ عَيَّاشٍ عن سُلَيْمانَ بنِ يَسَارٍ، عن سَلَمَةَ بنِ صَخْرٍ - قال ابنُ الْعَلَاءِ: الْبَيَاضِيِّ، قال: كُنْتُ امْرَءًا أُصِيبُ

۲۲۱۳-''حضرت سلمہ بن صخر بیاضی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ایسا شخص تھا جو عورتوں کو اس قدر آتا تھا کہ کوئی اور کیا آتا ہوگا۔(بڑی جنسی قوت والا تھا۔) جب رمضان کا مہینہ آیا تو مجھے اندیشہ ہوا کہ بیوی کے ساتھ کچھ کر نہ بیٹھوں کہ صبح تک الگ ہی نہ ہوسکوں۔سو میں نے اس سے ظہار کر لیا حتی کہ رمضان گزر جائے۔اتفاق سے ایک رات وہ میری خدمت کر رہی تھی کہ اس کے جسم

۲۲۱۳ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الطلاق واللعان، باب ماجاء في المظاهر يواقع قبل أن يكفر، ح:۱۱۹۸، وابن ماجه، ح:۲۰٦۲ من حديث محمد بن إسحاق بن يسار به، ولم أجد تصريح سماعه * وسليمان لم يسمعه من سلمة، ومع ذلك حسنه الترمذي، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ۲۰۳/۲، ووافقه الذهبي، والسند ضعيف، وله شواهد ضعيفة.

مِنَ النِّسَاءِ ما لا يُصِيبُ غَيْرِي فَلَمَّا دَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ خِفْتُ أَنْ أُصِيبَ مِنِ امْرَأَتِي شَيْئًا يُتَّايَعُ بِي حَتَّى أُصْبِحَ، فَظَاهَرْتُ مِنْهَا حَتَّى يَنْسَلِخَ شَهْرُ رَمَضَانَ، فَبَيْنَا هِيَ تَخْدُمُنِي ذَاتَ لَيْلَةٍ إِذْ تَكَشَّفَ لِي مِنْهَا شَيْءٌ فَلَمْ أَلْبَثْ أَنْ نَزَوْتُ عَلَيْهَا، فَلَمَّا أَصْبَحْتُ خَرَجْتُ إِلى قَوْمِي فَأَخْبَرْتُهُمُ الْخَبَرَ وَقُلْتُ: امْشُوا مَعِي إِلى رَسُولِ الله ﷺ، قَالُوا: لَا وَالله! فَانْطَلَقْتُ إِلى النَّبِيِّ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ، فقال: «أَنْتَ بِذَاكَ يَاسَلَمَةُ!؟» قُلْتُ: أَنَا بِذَاكَ يَارَسُولَ الله! مَرَّتَيْنِ وَأَنَا صَابِرٌ لأَمْرِ الله عَزَّوَجَلَّ، فاحْكُمْ فِيَّ مَا أَرَاكَ الله. قال: «حَرِّرْ رَقَبَةً». قُلْتُ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بالْحَقِّ! مَا أَمْلِكُ رَقَبَةً غَيْرَهَا وَضَرَبْتُ صَفْحَةَ رَقَبَتِي. قال: «فَصُمْ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ». قال: وَهَلْ أَصَبْتُ الَّذِي أَصَبْتُ إِلَّا مِنَ الصِّيَامِ؟!. قال: «فَأَطْعِمْ وَسَقًا مِنْ تَمْرٍ بَيْنَ سِتِّينَ مِسْكِينًا». قال: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَقَدْ بِتْنَا وَحْشَيْنِ ما لَنَا طَعَامٌ. قالَ: «فانْطَلِقْ إِلى صَاحِبِ صَدَقَةِ بَنِي زُرَيْقٍ فَلْيَدْفَعْهَا إِلَيْكَ فأطْعِمْ سِتِّينَ مِسْكِينًا وَسَقًا مِنْ تمْرٍ وَكُلْ أَنْتَ وعِيَالُكَ بَقِيَّتَهَا». فَرَجَعْتُ إِلى قَوْمِي فَقُلْتُ: وَجَدْتُ عِنْدَكُمُ الضِّيقَ وَسُوءَ الرَّأْيِ وَوَجَدْتُ عند النَّبِيِّ ﷺ السَّعَةَ وَحُسْنَ الرَّأْيِ وَقَدْ أَمَرَ لِي أَوْ أَمَرَنِي

کا کچھ حصہ میرے سامنے ظاہر ہوا تو میں ضبط نہ کر سکا اور اس کے اوپر چڑھ گیا۔ جب صبح ہوئی تو میں اپنی قوم کے پاس گیا اور انہیں اپنا قصہ بتایا اور انہیں کہا: میرے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس چلو۔ وہ کہنے لگے: نہیں، قسم اللہ کی! (ہم تو نہیں جاتے) تو میں خود ہی نبی ﷺ کے پاس حاضر ہو گیا اور آپ کو خبر دی۔ آپ نے کہا: ”سلمہ! ارے تو نے؟“ میں نے عرض کیا: ہاں اے اللہ کے رسول! میں نے...... دوبار کہا اور میں اللہ کے حکم پر صابر (راضی) ہوں، میرے بارے میں جو اللہ آپ کو سجھائے فیصلہ فرما دیجیے۔ آپ نے فرمایا: ”ایک گردن آزاد کر دو۔“ میں نے کہا: قسم اللہ کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے! میں تو بس اسی کا مالک ہوں اور میں نے اپنی گردن کی ایک جانب پر ہاتھ مارا۔ آپ نے فرمایا: ”تو پھر دو مہینے متواتر روزے رکھو۔“ میں نے کہا کہ اور یہ جو کچھ میرے ساتھ ہوا ہے، روزوں ہی کی وجہ سے تو ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”تو ایک وسق (ساٹھ صاع) کھجور ساٹھ مسکینوں میں تقسیم کر دو۔“ میں نے کہا: قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے! ہم نے تو بھوکے پیٹوں رات گزاری ہے، ہمارے پاس کھانے کو کچھ نہ تھا۔ آپ نے فرمایا: ”تو بنی زریق کے صدقہ کرنے والے کے پاس چلے جاؤ، وہ تمہیں کچھ دے گا۔ تو اس میں سے ایک وسق کھجور ساٹھ مسکینوں کو کھلا دینا اور باقی تم اور تمہارا عیال کھا لے۔“ چنانچہ میں اپنی قوم کے پاس واپس آیا اور انہیں کہا کہ میں نے تمہارے پاس تنگی اور بری رائے پائی، جبکہ نبی

بِصَدَقَتِكُمْ.

ﷺ کے پاس سے وسعت اور بہترین رائے ملی ہے۔ آپ نے مجھے تمہارے صدقے (لینے) کا حکم فرمایا ہے۔

زَادَ ابنُ الْعَلَاءِ: قال ابنُ إدْرِيسَ: وَبَيَاضَةُ بَطْنٌ مِنْ بَنِي زُرَيْقٍ.

ابن العلاء نے کہا: ابن ادریس نے وضاحت کی کہ بیاضہ بنی زریق کی ایک برادری کا نام ہے۔

**فوائد ومسائل:** ① ایمان جب دل میں جاگزیں ہو جاتا ہے تو مومن اللہ کی نافرمانی سے خائف رہتا ہے۔ اور اگر کوئی خطا ہو جائے تو فوراً اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اور یہی تفسیر ہے اس قول کی کہ ''ایمان خوف اور رجا (امید) کے درمیان ہے۔'' اور یہ واقعہ اس کی شاندار مثال ہے۔ ② ایک وسق میں ساٹھ صاع ہوتے ہیں اور ایک صاع میں چار مد اس حساب سے ایک صاع کا وزن تقریباً ڈھائی کلو اور ایک وسق کا وزن تین من اور تیس کلو اور بعض علماء کے نزدیک تین من اور چھ کلو ہوگا۔

**٢٢١٤- حَدَّثَنَا** الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بنُ آدَمَ: حَدَّثَنَا ابنُ إدْرِيسَ عن مُحمَّدِ بنِ إسْحَاقَ، عن مَعْمَرِ بنِ عَبْدِ الله بنِ حَنْظَلَةَ، عن يُوسُفَ بنِ عَبْدِ الله بنِ سَلَامٍ، عن خُوَيْلَةَ بِنْتِ مَالِكِ ابنِ ثَعْلَبَةَ قالَتْ: ظَاهَرَ مِنِّي زَوْجِي أَوْسُ ابنُ الصَّامِتِ، فَجِئْتُ رَسُولَ الله ﷺ أَشْكُو إلَيْهِ وَرَسُولُ الله ﷺ يُجَادِلُنِي فِيهِ وَيَقُولُ: «اتَّقِي الله فإنَّهُ ابنُ عَمِّكِ»، فَمَا بَرِحْتُ حتى نَزَلَ الْقُرْآنُ: ﴿قَدْ سَمِعَ ٱللَّهُ قَوْلَ ٱلَّتِي تُجَٰدِلُكَ فِى زَوْجِهَا﴾ [المجادلة: ١] إلى الْفَرْضِ فقال: «يَعْتِقُ رَقَبَةً»، قالَتْ: لا يَجِدُ، قال: «فَيَصُومُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ»، قالَتْ: يَارَسُولَ الله! إنَّهُ شَيْخٌ

۲۲۱۴-حضرت خویلہ بنت مالک بن ثعلبہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ میرے شوہر اوس بن صامت ؓ نے مجھ سے ظہار کر لیا تو میں شکایت لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ مجھ سے اس مسئلے میں بحث فرمانے لگے۔ آپ کہتے تھے: ''اللہ سے ڈرو' وہ تمہارا چچازاد ہے۔ میں وہاں سے نہ ہٹی تھی کہ قرآن نازل ہو گیا: ﴿قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِی تُجَادِلُكَ فِی زَوْجِهَا......﴾ بیانِ کفارہ تک ...... آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ گردن آزاد کرے۔'' اس نے کہا: اس کے پاس نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا: ''وہ دو مہینے متواتر روزے رکھے۔'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ بہت بوڑھا ہے' روزے کہاں رکھ سکتا ہے؟ فرمایا: ''تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔'' اس نے کہا: اس کے پاس کچھ نہیں ہے کہ صدقہ کرے۔ بیان کرتی

**٢٢١٤ـ تخريج:** [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٦/ ٤١٠ من حديث محمد بن إسحاق به، وصرح بالسماع * معمر بن عبدالله لم يوثقه غير ابن حبان.

كَبِيرٌ مَا بِهِ مِنْ صِيَامٍ، قال: «فَلْيُطْعِمْ سِتِّينَ مِسْكِينًا» قالَتْ: ما عِنْدَهُ مِنْ شَيْءٍ يَتَصَدَّقُ بِهِ، قالَتْ: فَأُتِيَ سَاعَتَئِذٍ بِعَرَقٍ مِنْ تَمْرٍ، قُلْتُ: يَارَسُولَ الله! فَإِنِّي أُعِينُهُ بِعَرَقٍ آخَرَ، قال: «قَدْ أَحْسَنْتِ، اذْهَبِي فأَطْعِمِي بِهَا عَنْهُ سِتِّينَ مِسْكِينًا، وارْجِعِي إلى ابنِ عَمِّكِ».

ہیں کہ اسی وقت آپ کے پاس ایک ٹوکرا کھجور کا آ گیا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں ایک اور ٹوکرے (کھجور) سے اس کی مدد کر سکتی ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''بہت بہتر ہے۔ جاؤ اور اس کی طرف سے یہ ساٹھ مسکینوں کو کھلا دو اور اپنے چچا زاد کی طرف لوٹ جاؤ۔''

قال: وَالْعَرَقُ سِتُّونَ صَاعًا.

(یحییٰ بن آدم نے) کہا کہ العَرَق (ٹوکرے) میں ساٹھ صاع کھجور آتی ہے۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ في هَذَا: إِنَّمَا كَفَّرَتْ عَنْهُ مِنْ غَيْرِ أَنْ تَسْتَأْمِرَهُ. قالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا أَخُو عُبَادَةَ بنِ الصَّامِتِ.

امام ابوداود ؒ نے اس روایت میں کہا کہ اس (خاتون) نے اپنے شوہر کی طرف سے اس کے مشورے کے بغیر ہی کفارہ ادا کر دیا تھا۔ اور کہا کہ یہ (اوس بن صامت) عبادہ بن صامت ؓ کے بھائی ہیں۔



**فوائد ومسائل:** ① سورۂ مجادلہ اور آیات کفارۂ ظہار کا شان نزول یہی واقعہ ہے۔ ② رسول اللہ ﷺ اپنی مرضی سے کوئی شرعی امر نہیں فرماتے بلکہ سب اللہ عزوجل کی طرف سے وحی ہوتا ہے: ﴿وَ مَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوٰى ○ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْىٌ يُّوحٰى﴾ (النجم:۳،۴) ③ کسی مسلمان کی طرف سے مالی کفارہ ادا کر دیا جائے تو جائز ہے اور باعث اجر بھی۔ ④ بیوی اپنے شوہر کو جو مالی طور پر مسکین ہو صدقہ اور زکوٰۃ دے دے تو جائز ہے مگر شوہر بیوی کو نہیں دے سکتا۔

٢٢١٥- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بنُ يَحْيَى أَبُو الْأَصبَغِ الحرَّانِيُّ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ سَلَمَةَ عن ابنِ إسْحَاقَ بِهذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ إلَّا أَنَّهُ قال: وَالْعَرَقُ مِكْتَلٌ يَسَعُ ثَلَاثِينَ صَاعًا.

۲۲۱۵-ابن اسحاق نے اسی سند سے مذکورہ روایت کی مانند روایت کیا مگر کہا کہ ''العرق'' وہ ٹوکرا ہوتا ہے جس میں تیس صاع کھجور آتی ہے۔

٢٢١٥ـ تخريج: [ضعيف] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ٧/ ٣٩٢ من حديث أبي داود به.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهٰذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ آدَمَ.

امام ابوداود فرماتے ہیں: یہ روایت' یحییٰ بن آدم کی (مذکورہ بالا) روایت سے زیادہ صحیح ہے۔

ملحوظہ: [العَرَق] ''ٹوکرے'' کی مقدار ان روایات میں ساٹھ صاع یا تیس صاع راجح نہیں ہے۔ جیسے کہ علامہ البانی رحمہ اللہ نے لکھا ہے۔ صحیح مقدار اگلی روایت میں مذکور ہے' یعنی پندرہ صاع۔ اسی طرح حدیث: ۲۳۹۳ میں بھی مروی ہے۔

۲۲۱۶- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا أَبَانُ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن أَبِي سَلَمَةَ ابنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قال: يَعْنِي الْعَرَقَ: زَنْبِيلًا يَأْخُذُ خَمْسَةَ عَشَرَ صَاعًا.

۲۲۱۶- ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے کہا: "العرق" سے مراد ایسا ٹوکرا ہوتا ہے جس میں پندرہ صاع کھجور آتی ہے۔

۲۲۱۷- حَدَّثَنا ابنُ السَّرْحِ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني ابنُ لَهِيعَةَ وَعَمْرُو بنُ الحارِثِ عن بُكَيْرِ بنِ الأَشَجِّ، عن سُلَيْمانَ بنِ يَسَارٍ بِهذَا الْخَبَرِ قال: فَأُتِيَ رَسُولُ الله ﷺ بِتَمْرٍ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ وَهُوَ قَرِيبٌ من خَمْسَةَ عَشَرَ صَاعًا. قالَ: «تَصَدَّقْ بِهذَا». فقالَ: يَارَسُولَ الله! عَلَى أَفْقَرَ مِنِّي وَمِنْ أَهْلِي؟ فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «كُلْهُ أَنْتَ وَأَهْلُكَ».

۲۲۱۷- سلیمان بن یسار نے یہ خبر بیان کی اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کھجور لائی گئی' آپ نے یہ اسے دے دی جو پندرہ صاع کے قریب تھی اور فرمایا: ''اسے صدقہ کر دو۔'' تو اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا اپنے اور اپنے گھر والوں سے زیادہ فقیر لوگوں پر صدقہ کروں؟ آپ نے فرمایا: ''تم کھالو اور تمہارے گھر والے۔''

فائدہ: ان کا یہ مطلب تھا کہ غربت کے لحاظ سے ہم سے زیادہ اس صدقے کا مستحق اور کوئی نہیں۔

۲۲۱۸- قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَرَأْتُ عَلَى مُحَمَّدِ بنِ وَزِيرٍ المِصْرِيِّ قُلْتُ لَهُ: حَدَّثَكُمْ

۲۲۱۸- جناب عطاء حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے بھائی اوس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ

۲۲۱٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٧/ ٣٩٠ من حديث أبي داود به ❊ أبان هو ابن يزيد العطار، و يحيى هو ابن أبي كثير، وهو مدلس وعنعن.

۲۲۱۷ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٧/ ٣٩١ من حديث أبي داود به، وانظر، ح: ٢٢١٣، والسند مرسل.

۲۲۱۸ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٧/ ٣٩٢ من حديث أبي داود به، والسند مرسل.

بِشْرُ بنُ بَكْرٍ: حَدَّثَنا الْأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنا عَطَاءٌ عن أَوْسٍ أَخِي عُبَادَةَ بنِ الصَّامِتِ: أَنَّ النَّبيَّ ﷺ أَعطَاهُ خَمْسَةَ عَشَرَ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ إطْعَامَ سِتِّينَ مِسْكِينًا.

نے ان کو پندرہ صاع جَو عنایت کیے تھے' یعنی ساٹھ مسکینوں کا کھانا۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَعَطَاءٌ لم يُدْرِكْ أوْسًا وَهُوَ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ قَدِيمُ المَوْتِ، والحَديثُ مُرْسَلٌ وَإِنَّمَا رَوَوْهُ: عن الْأَوْزَاعِيِّ، عن عَطَاءٍ أَنَّ أَوْسًا.

امام ابوداود بیان کرتے ہیں کہ عطاء کی اوس سے ملاقات نہیں ہے۔ اور یہ (اوس) اہل بدر میں سے تھے' ان کی وفات بہت پہلے ہوگئی تھی۔ اور یہ حدیث مرسل ہے۔ محدثین اسے اوزاعی سے بواسطہ عطاء اور وہ اوس سے روایت کرتے ہیں۔

فائدہ: گویا یہ روایت' جس میں جَو کا ذکر ہے' صحیح نہیں ہے بلکہ منقطع ہے۔ محدثین کے نزدیک مرسل اور منقطع ہم معنی ہیں۔ (عون المعبود)



۲۲۱۹- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ أَنَّ جَمِيلَةَ كانَتْ تَحْتَ أَوْسِ بنِ الصَّامِتِ وَكَانَ رَجُلًا بِهِ لَمَمٌ، فَكَانَ إذَا اشْتَدَّ لَمَمُهُ ظَاهَرَ مِنِ امْرَأَتِهِ، فَأَنْزَلَ الله عَزَّ وَجَلَّ فِيهِ كَفَّارَةَ الظِّهَارِ.

۲۲۱۹- ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ جمیلہ حضرت اوس بن صامت کی زوجیت میں تھی اور اوس میں جنسی شہوت کا مادہ زیادہ تھا' جب ان پر اس کا غلبہ ہوتا تو وہ اپنی بیوی سے ظِہار کر لیا کرتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے مسئلے میں ظِہار کے کفارہ کا حکم نازل فرمایا تھا۔

فائدہ: یہ جمیلہ وہی خاتون ہیں جن کا ذکر پہلے خویلہ کے نام سے آیا ہے۔ یا تو ان کے نام ہی دو تھے یا جمیلہ انہیں ان کی خوب صورتی کی وجہ سے کہا گیا ہے۔ (عون المعبود) واللہ اعلم ☆

۲۲۲۰- حَدَّثَنا هَارُونُ بنُ عَبْدِ الله: حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ الْفَضْلِ: حَدَّثَنا حَمَّادُ بنُ سَلَمَةَ عن هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ رَضِيَ الله عَنْهَا مِثْلَهُ.

۲۲۲۰- حماد بن سلمہ نے ہشام بن عروہ سے' انہوں نے عروہ سے' انہوں نے حضرت عائشہ ؓ سے۔ اسی کے مثل روایت کی ہے۔

---

۲۲۱۹_ تخريج: [صحيح] انظر الحديث الآتي.

۲۲۲۰_ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الحاكم: ۲/ ٤٨١ من حديث محمد بن الفضل عارم به، وصححه على شرط مسلم، ووافقه الذهبي.

٢٢٢١- حَدَّثَنا إسْحَاقُ بنُ إسْمَاعِيلَ الطَّالَقَانِيُّ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ: حَدَّثَنا الْحَكَمُ ابنُ أبَانَ عن عِكْرِمَةَ: أنَّ رَجُلًا ظَاهَرَ مِنَ امْرَأتِهِ ثُمَّ وَاقَعَهَا قَبْلَ أنْ يُكَفِّرَ، فَأتَى النَّبيَّ ﷺ، فَأخْبَرَهُ، فقالَ: «مَا حَمَلَكَ عَلَى ما صَنَعْتَ؟» قالَ: رَأيْتُ بَيَاضَ سَاقَيْهَا في الْقَمَرِ، قالَ: «فاعْتَزِلْهَا حَتَّى تُكَفِّرَ عَنْكَ».

۲۲۲۱- جناب عکرمہ (مولیٰ ابن عباس ؓ) سے منقول ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے ظہار کر لیا' پھر کفارہ ادا کرنے سے پہلے اس کے ساتھ ہمبستر بھی ہو گیا' اس کے بعد نبی ﷺ کے پاس آیا اور اپنا واقعہ بیان کیا۔ آپ نے پوچھا: ''تو نے ایسا کیوں کیا؟'' کہنے لگا: میں نے چاندنی میں اس کی پنڈلیوں کی سفیدی دیکھ لی تھی۔ آپ نے فرمایا: ''تو پھر اب اس سے دور رہنا حتی کہ اپنا کفارہ دے لے۔''

فائدہ: ظہار میں کفارہ ادا کرنے سے پہلے قربت جائز نہیں ہے۔

٢٢٢٢- حَدَّثَنا الزَّعْفَرَانِيُّ: حدثنا سُفْيَانُ بنُ عُيَيْنَةَ عن الْحَكَمِ بنِ أبَانَ، عن عِكْرِمَةَ: أنَّ رَجُلًا ظَاهَرَ مِنِ امْرَأتِهِ، فَرَأى بَرِيقَ سَاقِهَا في الْقَمَرِ فَوَقَعَ عَلَيْهَا، فَأتَى النَّبيَّ ﷺ فَأمَرَهُ أنْ يُكَفِّرَ.

۲۲۲۲- جناب عکرمہ ؒ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے ظہار کر لیا' پھر چاند کی چاندنی میں اس کی پنڈلی کی سفیدی دیکھی تو اس سے مجامعت کر بیٹھا' تب نبی ﷺ کی خدمت میں آیا' تو آپ نے اس کو کفارہ ادا کرنے کا حکم دیا۔

٢٢٢٣- حَدَّثَنا زِيَادُ بنُ أيُّوبَ: حَدَّثَنا إسْمَاعِيلُ: حَدَّثَنا الْحَكَمُ بنُ أبَانَ عن عِكْرِمَةَ، عن ابن عَبَّاسٍ عن النَّبيِّ ﷺ نَحْوَهُ، وَلَمْ يَذْكُرِ: السَّاقَ.

۲۲۲۳- جناب عکرمہ ؒ حضرت ابن عباس ؓ سے' وہ نبی ﷺ سے' اسی کی مثل بیان کرتے ہیں' مگر اس میں (اسماعیل راوی نے) ''پنڈلی'' کا ذکر نہیں کیا۔

٢٢٢٤- حَدَّثَنا أبُو كَامِلٍ أنَّ عَبْدَ الْعَزِيزِ بنَ الْمُخْتَارِ حدَّثَهُمْ: حَدَّثَنا خَالِدٌ:

۲۲۲۴- جناب عکرمہ ؒ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں جیسے کہ سفیان (بن عیینہ) کی روایت میں ذکر ہوا

٢٢٢١- تخريج: **[إسناده ضعيف]** أخرجه البيهقي: ٧/ ٣٨٦ من حديث أبي داود به، وللحديث شواهد، والسند مرسل.

٢٢٢٢- تخريج: **[إسناده ضعيف]** انظر الحديث السابق.

٢٢٢٣- تخريج: **[إسناده حسن]** أخرجه النسائي، الطلاق، باب الظهار، ح: ٣٤٨٧، والترمذي، ح: ١١٩٩، وابن ماجه، ح: ٢٠٦٥ من حديث الحكم بن أبان به، وقال الترمذي: "حسن صحيح غريب".

٢٢٢٤- تخريج: **[إسناده ضعيف]** انظر الحديث السابق * محدث مجهول، والسند مرسل.

حدثني مُحَدِّثٌ عن عِكْرِمَةَ عن النَّبيِّ ﷺ نَحْوَ حَدِيثِ سُفْيَانَ.

ہے۔(۲۲۲۱-۲۲۲۲)

**٢٢٢٥** - قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بنَ عِيسَى يُحَدِّثُ بِهِ: أخبرنا مُعْتَمِرٌ قال: سَمِعْتُ الحَكَم بنَ أَبَانَ يُحَدِّثُ بِهٰذَا الْحَدِيثِ. وَلَمْ يَذْكُر ابنَ عَبَّاسٍ.

۲۲۲۵-امام ابوداود فرماتے ہیں کہ میں نے محمد بن عیسیٰ کو یہ روایت بیان کرتے سنا' وہ اسے بواسطہ معتمر حَکَم بن ابان سے روایت کرتے تھے اور اس میں ابن عباس ؓ کا ذکر نہیں کیا۔ (بلکہ عکرمہ سے روایت کی ہے' یعنی سند مرسل ہے۔)

قالَ أَبُو دَاوُدَ: كَتَبَ إلَيَّ الْحُسَيْنُ بنُ حُرَيْثٍ قال: أخبرنا الْفَضْلُ بنُ مُوسَى عن مَعْمَرٍ، عن الحَكَمِ بنِ أبَانَ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابن عَبَّاسٍ بِمَعْنَاهُ عن النَّبيِّ ﷺ.

امام ابوداود فرماتے ہیں حسین بن حریث نے مجھے اس روایت کی یہ سند لکھ بھیجی (جو کہ مُسند ہے) ہمیں فضل بن موسیٰ نے خبر دی معمر سے' وہ حَکَم بن ابان سے' وہ عکرمہ سے' وہ ابن عباس ؓ سے۔ انہوں نے (مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی) نبی ﷺ سے بیان کیا۔



فوائد ومسائل: ① ظہار کی صورت میں مباشرت سے پہلے کفارہ ادا کرنا ضروری ہے۔ جیسے کہ سورۂ مجادلہ کی آیات میں پہلے ذکر کیا جا چکا ہے۔ لیکن اگر کوئی قبل از کفارہ مباشرت کر بیٹھے تو بھی وہی کفارہ ادا کرنا ہوگا' البتہ اس صورت میں وہ حکم الٰہی کی مخالفت کا مرتکب متصور ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے ظہار کے کفارے کی بابت فرمایا ہے کہ ایک گردن آزاد کرے اگر یہ نہ ہو سکے تو دو ماہ کے لگاتار روزے رکھے' اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ اس آیت میں مطلق کھانا کھلانے کا حکم ہے' مقدار کا بیان نہیں۔ البتہ احادیث میں مقدار کی بابت مختلف اوزان بتائے گئے ہیں' مثلاً نبی کریم ﷺ نے حضرت سلمہ بن صخر بیاضی ؓ کو حکم دیا کہ ایک وسق (ساٹھ صاع) کھجور ساٹھ مسکینوں میں تقسیم کر دو۔ یہ روایت محققین کے نزدیک حسن درجے کی ہے اور دوسری روایت میں اوس بن صامت کی بابت آتا ہے کہ ان کی طرف سے ایک ٹوکرا کھجور بطور کفارۂ ظہار دیا گیا۔ اس ٹوکرے کے وزن کے بارے میں بھی اختلاف ہے۔ بعض روایات میں اس کے وزن کی مقدار ساٹھ صاع بتائی گئی ہے اور بعض میں تیس صاع اور بعض روایات میں پندرہ صاع۔ لیکن شیخ البانی ؒ نے پندرہ صاع والی روایت کو راجح قرار دیا ہے۔ انہوں نے اس ٹوکرے کے وزن میں ساٹھ اور تیس صاع والے الفاظ کو غیر صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھیے صحیح سنن ابی داود' حدیث: ۲۲۱۴' ۲۲۱۵- لہٰذا اس بحث سے معلوم ہوا کہ اوّل الذکر روایت کی رو سے ایک وسق اور دوسری روایت کی رو سے

---

**٢٢٢٥_ تخريج:** [حسن] انظر الحديث السابق، ح: ٢٢٢٣.

پندرہ صاع کھانا مسکینوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ان دونوں روایات میں تطبیق اس طرح ہے کہ اگر کوئی فقر اور تنگ دستی میں زندگی بسر کر رہا ہو تو وہ کم از کم پندرہ صاع کفارہ ادا کرے اور اگر اللہ تعالیٰ نے کسی کو مال و دولت میں فراوانی عطا کر رکھی ہو تو وہ ایک وسق (ساٹھ صاع) کفارۂ ظہار ادا کرے۔واللہ اعلم.

## (المعجم ١٧، ١٨) - بَابٌ: فِي الْخُلْعِ (التحفة ١٨)

## باب:۱۷، ۱۸-خُلع کے احکام ومسائل

٢٢٢٦- حَدَّثَنَا سُلَيْمانُ بنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن أَيُّوبَ، عن أَبِي قِلَابَةَ، عن أبي أَسْمَاءَ، عنْ ثَوْبَانَ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «أَيُّمَا امْرَأَةٍ سأَلَتْ زَوْجَهَا طَلَاقًا في غَيْرِ مَا بَأْسٍ فَحَرَامٌ عَلَيْهَا رَائِحَةُ الْجَنَّةِ».

۲۲۲۶-حضرت ثوبان ؓ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''جو عورت بغیر کسی وجہ کے اپنے شوہر سے طلاق مانگتی ہے اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے۔''

فائدہ: اگر زوجین میں ہم آہنگی نہ رہے اور شوہر اپنی بیوی کو طلاق دینے پر راضی نہ ہو' جب کہ عورت اس کے پاس رہنے کے لیے تیار نہ ہو بلکہ علیحدگی پر مصر ہو تو وہ اپنا معاملہ قاضی کے سامنے پیش کرے۔ وہ احوال واقعی کے پیش نظر عورت کے مطالبۂ علیحدگی کی بنا پر' عورت سے کہے کہ اپنا حق مہر واپس کرے اور پھر وہ ان کے مابین عقد نکاح کو فسخ کر دے۔ تو علیحدگی کی اس کیفیت کو خلع کہتے ہیں۔ طلاق شوہر کی طرف سے ہوتی ہے اور خلع میں مطالبہ عورت کی طرف سے ہوتا ہے۔ اور قاضی اپنے فیصلۂ تنسیخ کی تنفیذ کراتا ہے۔ خلع میں عدت صرف ایک حیض ہے۔ کیونکہ یہ فسخ نکاح ہے۔

٢٢٢٧- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن يَحْيَى بنِ سَعِيدٍ، عن عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بن سَعْدِ بْنِ زُرَارَةَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ عن حَبِيبَةَ بِنْتِ سَهْلٍ الْأَنْصَارِيَّةِ:

۲۲۲۷-عمرہ بنت عبدالرحمٰن' حبیبہ بنت سہل انصاریہ ؓ کے متعلق بیان کرتی ہیں کہ یہ حضرت ثابت بن قیس بن شماس ؓ کی زوجیت میں تھی۔ رسول اللہ ﷺ فجر کی نماز کے لیے جانے لگے تو آپ نے حبیبہ بنت سہل کو

---

٢٢٢٦ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الطلاق، باب كراهية الخلع للمرأة، ح:٢٠٥٥ من حديث حماد بن زيد به، وحسنه الترمذي، ح:١١٨٧، وصححه ابن حبان (موارد)، ح:١٣٢٠، والحاكم على شرط الشيخين:٢/ ٢٠٠، ووافقه الذهبي.

٢٢٢٧ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الطلاق، باب ماجاء في الخلع، ح:٣٤٩٢ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى):٢/ ٥٦٤، وصححه ابن حبان (موارد)، ح:١٣٢٦.

أَنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ ثَابِتِ بن قَيْسِ بن شَمَّاسٍ وَأَنَّ رَسُولَ الله ﷺ خَرَجَ إِلَى الصُّبْحِ فَوَجَدَ حَبِيبَةَ بِنْتَ سَهْلٍ عِنْدَ بَابِهِ في الْغَلَسِ، فَقالَ رَسُولَ الله ﷺ: «مَنْ هٰذِهِ؟» قالَتْ: أَنَا حَبِيبَةُ بِنْتُ سَهْلٍ قالَ: «مَا شَأْنُكِ؟» قالَتْ: لَا أَنَا وَلَا ثَابِتُ بنُ قَيْسٍ - لِزَوْجِهَا - فَلَمَّا جَاءَ ثَابِتُ بنُ قَيْس قالَ لَهُ رَسُولُ الله ﷺ: «هٰذِهِ حَبِيبَةُ بِنْتُ سهلٍ» فَذَكَرَتْ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ تَذْكُرَ. وَقالَتْ حَبِيبَةُ: يَارَسُولَ الله! كلُّ مَا أَعطَانِي عِنْدِي، فَقال رَسُولُ الله ﷺ لِثَابِتِ بن قَيْسٍ: «خُذْ مِنْهَا» فَأَخَذَ مِنها وَجَلَسَتْ في أهْلِها.

اندھیرے میں اپنے دروازے کے پاس کھڑے پایا۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ''یہ کون ہے؟'' اس نے کہا: میں حبیبہ بنت سہل ہوں۔ آپ نے پوچھا: ''کیا بات ہے؟'' کہنے لگی: میں نہیں اور ثابت بن قیس نہیں! یعنی اپنے شوہر کے متعلق کہا۔ (مطلب یہ تھا کہ ہم دونوں کا اکٹھا رہنا ممکن نہیں) پھر جب حضرت ثابت بن قیس آئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے کہا: ''حبیبہ بنت سہل آئی ہے اور اللہ تعالیٰ کو جو کچھ منظور تھا اس نے مجھ سے بیان کیا۔'' حبیبہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! جو کچھ انہوں نے مجھے دیا ہے وہ سب میرے پاس ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ثابت بن قیس سے فرمایا: ''اس سے وصول کرلو۔'' چنانچہ انہوں نے مال لے لیا اور پھر وہ اپنے گھر والوں کے ہاں بیٹھ رہی۔

٢٢٢٨- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ مَعْمَرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عامِرٍ عَبْدُ الْمَلِكِ بن عَمْرٍو: حَدَّثَنا أَبُو عَمْرٍو السَّدُوسيُّ الْمَدِينيُّ عن عَبْدِ الله بن أبي بَكْرِ بنِ مُحمَّدِ بنِ عَمْرِو ابنِ حَزْمٍ، عن عَمْرَةَ، عن عَائِشَةَ: أَنَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ سَهْلٍ كانَتْ عِنْدَ ثابِتِ بن قَيْسِ ابن شَمَّاسٍ فَضَرَبَها فَكَسَرَ بَعْضَها فأَتَتِ النَّبيَّ ﷺ بَعْدَ الصُّبْحِ فاشْتَكَتْهُ إِلَيْهِ فَدَعا النَّبيُّ ﷺ ثَابِتًا فَقالَ: «خُذْ بَعْضَ مالِها وَفارِقْها»، فَقالَ: وَيَصْلُحُ ذٰلِكَ يَارَسُولَ

۲۲۲۸- حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ حبیبہ بنت سہل، حضرت ثابت بن قیس بن شماس کی زوجیت میں تھی تو ثابت نے اس کو مارا اور اس کا کچھ توڑ بھی دیا، تب وہ فجر کے بعد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئی اور شوہر کی شکایت کی۔ پس نبی ﷺ نے ثابت کو بلایا اور فرمایا: ''اس سے کچھ مال لے لو اور اس کو علیحدہ کر دو۔'' انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا یہ صحیح ہے؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں۔'' انہوں نے کہا: میں نے اس کو مہر میں دو باغ دیے ہیں اور وہ اسی کے قبضے میں ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''وہ دونوں لے لو اور اسے علیحدہ کر دو۔''



---

**٢٢٢٨ـ تخريج: [إسناده حسن]** أخرجه البيهقي: ٧/ ٣١٥ من حديث أبي عمرو سعد بن سلمة بن أبي الحسام السدوسي به.

اللہ؟ قالَ: «نَعَمْ» قالَ: فإنِّي أَصْدَقْتُها حَدِيقَتَيْنِ وَهُما بِيَدِهَا فقالَ النَّبيُّ ﷺ: «خُذْهُما فَفَارِقْها» فَفَعَلَ.

چنانچہ انہوں نے ایسے ہی کیا۔

**٢٢٢٩- حَدَّثَنا** مُحمَّدُ بنُ عَبْدِ الرَّحِيم الْبَزَّازُ: حَدَّثَنا عَلِيُّ بنُ بَحْرٍ الْقَطَّانُ: حَدَّثَنا هِشَامُ بنُ يُوسُفَ عنْ مَعْمَرٍ، عن عَمْرِو بن مُسْلِمٍ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابن عَبَّاسٍ: أَنَّ امْرَأَةَ ثَابِتِ بن قَيْسٍ اخْتَلَعَتْ مِنْهُ، فَجَعَلَ النَّبيُّ ﷺ عِدَّتَها حَيْضَةً.

**٢٢٢٩-** حضرت ابن عباس ؓ کا بیان ہے کہ ثابت بن قیس ؓ کی بیوی نے ان سے خلع لیا تو نبی ﷺ نے اس کی عدت ایک حیض مقرر فرمائی تھی۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهٰذَا الْحَدِيثُ رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ عنْ مَعْمَرٍ، عن عَمْرِو بن مُسْلِمٍ، عن عِكْرِمَةَ عن النَّبيِّ ﷺ

امام ابوداود کہتے ہیں کہ اس حدیث کو عبدالرزاق نے معمر سے انہوں نے عمرو بن مسلم سے انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے نبی ﷺ سے مرسل بیان کیا ہے۔

**٢٢٣٠- حَدَّثَنا** الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن نَافِعٍ، عن ابن عُمَرَ قالَ: عِدَّةُ الْمُخْتَلَعَةِ حَيْضَةٌ.

**٢٢٣٠-** حضرت ابن عمر ؓ سے مروی ہے کہ خلع والی عورت کی عدت ایک حیض ہے۔

## (المعجم ١٨، ١٩) - بَابٌ: فِي الْمَمْلُوكَةِ تُعْتَقُ وَهِيَ تَحْتَ حُرٍّ أَوْ عَبْدٍ (التحفة ١٩)

## باب:١٨، ١٩-لونڈی جسے آزاد کر دیا جائے جبکہ وہ کسی آزاد یا غلام کی زوجیت میں ہو

**٢٢٣١- حَدَّثَنا** مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابن عَبَّاسٍ: أَنَّ مُغِيثًا كَانَ

**٢٢٣١-** حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ مغیث غلام تھے۔ کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! میرے بارے میں اس کو سفارش فرما دیجیے تو رسول اللہ

**٢٢٢٩ـ تخريج:** [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الطلاق واللعان، باب ماجاء في الخلع، ح:١١٨٥م عن محمد بن عبدالرحيم به، وقال: "حسن غريب"، حديث عبدالرزاق في المصنف، ح:١١٨٥٨.

**٢٢٣٠ـ تخريج:** [إسناده صحيح] وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٥٦٥.

**٢٢٣١ـ تخريج:** أخرجه البخاري، الطلاق، باب شفاعة النبي ﷺ في زوج بريرة، ح:٥٢٨٣ من حديث خالد الحذاء به.

عَبْدًا فَقَالَ: يَارَسُولَ الله! اشْفَعْ لِي إِلَيْهَا قال رَسُولُ الله ﷺ: «يَابَرِيرَةُ! اتَّقِي الله فَإِنَّهُ زَوْجُكِ وَأَبُو وَلَدِكِ»، فَقالَتْ: يَارَسُولَ الله! أَتَأْمُرُنِي بِذَاكَ؟ قالَ: «لَا إِنَّمَا أَنَا شَافِعٌ»، فَكَانَ دُمُوعُهُ تَسِيلُ عَلَى خَدِّهِ، فقال رَسُولُ الله ﷺ لِلْعَبَّاسِ: «أَلَا تَعْجَبُ مِنْ حُبِّ مُغِيثٍ بَرِيرَةَ وَبُغْضِهَا إِيَّاهُ؟!».

ﷺ نے فرمایا: ”اے بریرہ! اللہ سے ڈر‘ بلاشبہ وہ تیرا شوہر ہے اور تیرے بچے کا باپ بھی ہے۔“ وہ کہنے لگی: اے اللہ کے رسول! کیا آپ اس کے بارے میں مجھے حکماً ارشاد فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”نہیں‘ میں صرف سفارشی ہوں۔“ چنانچہ اس (مغیث) کے آنسو اس کے رخساروں پر بہتے تھے۔ (وہ روتا پھرتا تھا۔) تو رسول اللہ ﷺ نے عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”کس قدر تعجب کی بات ہے کہ مغیث کو بریرہ سے کتنی محبت ہے اور اس کو اس سے کتنا بغض ہے۔“

**فوائد و مسائل:** ① غلام اور لونڈی اگر عقد زوجیت میں منسلک ہوں‘ لیکن لونڈی کو پہلے آزادی مل جائے تو اسے اپنے (غلام) شوہر کی زوجیت میں رہنے یا نہ رہنے کا اختیار حاصل ہے۔ اگر شوہر پہلے آزاد ہو جائے تو بیوی کو کوئی اختیار نہیں ہوتا۔ درج ذیل احادیث میں مذکورہ واقعہ بریرہ (لونڈی) اور اس کے شوہر مغیث (غلام) کا ہے۔ بریرہ رضی اللہ عنہا کو عائشہ رضی اللہ عنہا نے پہلے آزاد کیا تھا جبکہ مغیث رضی اللہ عنہ غلام ہی رہے تھے۔ ② بریرہ رضی اللہ عنہا جیسی عورت‘ جسے ایک صحیح حدیث میں ناقص العقل کہا گیا ہے‘ دین کے معاملے میں کس قدر دانا تھیں۔ وہ جانتی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ کا حکم ٹال دینا دین و دنیا کا خسارا ہے مگر جب آپ ﷺ نے وضاحت فرمائی کہ میری یہ بات حکم نہیں محض سفارش ہے تو انہوں نے شرعاً حاصل شدہ اختیار کو ترجیح دی۔ اس واقعہ میں حریت فکر کا درس ہے اور یہ بھی کہ یہ آزادی اللہ کے دین اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت سے مشروط ہے کیونکہ اللہ انسان کا خالق ہے اور رسول ﷺ اللہ کے پیامبر ہیں۔

**۲۲۳۲- حَدَّثَنا** عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حدثنا عَفَّانُ: حدثنا هَمَّامٌ عن قَتَادَةَ، عنْ عِكْرِمَةَ، عن ابن عَبَّاسٍ: أَنَّ زَوْجَ بَرِيرَةَ كانَ عَبْدًا أَسْوَدَ يُسَمَّى مُغِيثًا فَخَيَّرَهَا يَعْني النَّبِيَّ ﷺ وَأَمَرَهَا أَنْ تَعْتَدَّ.

۲۲۳۲- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ بریرہ رضی اللہ عنہا کا خاوند کالے رنگ کا غلام تھا‘ جس کا نام مغیث تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے بریرہ کو اختیار دیا تھا۔ (اپنے شوہر کی زوجیت میں رہے یا اس سے آزاد ہو جائے) اور اسے حکم دیا تھا کہ عدت گزارے۔

**فائدہ:** صحیح حدیث میں ہے کہ اسے تین حیض عدت گزارنے کا حکم دیا گیا تھا۔ (سنن ابن ماجه‘ الطلاق‘ حدیث: ۲۰۷۷) کیونکہ وہ آزاد ہو چکی تھی۔

**۲۲۳۲- تخريج:** أخرجه البخاري، الطلاق، باب خيار الأمة تحت العبد، ح: ٥٢٨٠ من حديث همام به.

٢٢٣٣- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا جَرِيرٌ عن هِشَام بن عُرْوَةَ، عن أبِيهِ، عنْ عَائِشَةَ في قِصَّةِ بَرِيرَةَ قَالَتْ: كانَ زَوْجُهَا عَبْدًا، فَخَيَّرَهَا النَّبيُّ ﷺ، فاخْتَارَتْ نَفْسَها، وَلَوْ كَانَ حُرًّا لَمْ يُخَيِّرْهَا.

۲۲۳۳- حضرت عائشہ ؓ بریرہ کے قصے میں بیان کرتی ہیں کہ اس کا شوہر غلام تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے بریرہ کو اختیار دیا تو اس نے اپنے آپ کو اختیار کر لیا۔ اگر شوہر آزاد ہوتا تو اس کو اختیار نہ دیتے۔

**ملحوظہ:** شیخ البانی ؒ کہتے ہیں کہ حدیث میں آخری جملہ: ''اگر شوہر آزاد ہوتا.....'' مدرج ہے جو کہ عروہ کا قول ہے۔(صحيح سنن أبي داود للألباني' حديث: ۲۲۳۳) تاہم مسئلے کی نوعیت یہی ہے کہ اگر شوہر آزاد ہو' تو پھر لونڈی کو اختیار حاصل نہیں ہوگا۔

٢٢٣٤- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا حُسَيْنُ بنُ عَلِيٍّ وَالْوَلِيدُ بنُ عُقْبَةَ عنْ زَائِدَةَ، عن سِمَاكٍ، عنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بن الْقاسِمِ، عن أبِيهِ، عنْ عَائِشَةَ: أنَّ بَرِيرَةَ خَيَّرَهَا النَّبيُّ ﷺ وَكَانَ زَوْجُهَا عَبْدًا.

۲۲۳۴- حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ بریرہ کو رسول اللہ ﷺ نے اختیار دیا تھا' جبکہ اس کا شوہر غلام تھا۔

(المعجم ١٩، ٢٠) - **باب مَنْ قَالَ: كَانَ حُرًّا** (التحفة ٢٠)

باب: ۱۹' ۲۰- ان حضرات کی دلیل جو کہتے ہیں کہ مغیث ؓ آزاد تھے

٢٢٣٥- حَدَّثَنا ابنُ كَثِيرٍ: أخبرنا سُفْيَان عنْ مَنْصُورٍ، عنْ إبراهِيمَ، عن الأسْوَدِ، عنْ عَائِشَةَ: أنَّ زَوْجَ بَرِيرَةَ كَانَ حُرًّا حِينَ أُعْتِقَتْ، وَأنَّهَا خُيِّرَتْ فَقالَتْ:

۲۲۳۵- اسود بن یزید حضرت عائشہ ؓ سے بیان کرتے ہیں کہ بریرہ کو جب آزاد کیا گیا تو اس کا شوہر بھی آزاد تھا۔ اور بریرہ کو اختیار دیا گیا تو وہ کہنے لگی: میں اس کے ساتھ رہنا پسند نہیں کرتی خواہ مجھے اس اس قدر (مال)

---

٢٢٣٣ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، العتق، باب بيان أن الولاء لمن أعتق، ح: ١٥٠٤/ ٩ من حديث جرير، والبخاري، المكاتب، باب استعانة المكاتب وسؤاله الناس، ح: ٢٥٦٣ من حديث هشام بن عروة به مطولاً 'ولو كان حرًا لم يخيرها' مدرج من قول عروة كما بَيَّنَتْه رواية النسائي.

٢٢٣٤ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، ح: ١٥٠٤/ ١١ من حديث الحسين بن علي به، انظر الحديث السابق.

٢٢٣٥ـ **تخريج**: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الرضاع، باب ماجاء في الأمة تعتق ولها زوج، ح: ١١٥٥ من حديث إبراهيم النخعي به، وقال: "حسن صحيح" *إبراهيم النخعي مدلس، ولم أجد تصريح سماعه في هذا الحديث.

مَا أُحِبُّ أَن أَكُونَ مَعَهُ وَأَنَّ لِي كَذَا وَكَذَا.

بھی کیوں نہ دے دیا جائے۔

ملحوظہ: شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک[ کان حُرًّا] ”وہ آزاد تھا“ کا جملہ اسود بن یزید کا کلام ہے اور بقول امام بخاری منقطع ہے' جبکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان کہ ”اس کا شوہر غلام تھا“ صحیح تر ہے۔ دیکھیے (صحیح بخاری' الطلاق' حدیث: ۵۲۸۲)

## (المعجم ٢٠، ٢١) - بَابٌ: حَتَّى مَتَى يَكُونُ لَهَا الْخِيَارُ؟ (التحفة ٢١)

## باب: ۲۰' ۲۱- آزاد کی جانے والی لونڈی کو اپنے غلام شوہر سے کس وقت تک اختیار حاصل ہے؟

**٢٢٣٦- حَدَّثَنا** عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ يَحْيَى الْحَرَّانِيُّ: حدثني مُحمَّدٌ يعني ابنَ سَلَمَةَ عنْ مُحمَّدِ بن إسْحَاقَ، عنْ أبي جَعْفَرٍ وَعنْ أبَانَ بن صَالِحٍ، عن مُجَاهِدٍ. وَعنْ هِشَام بنِ عُرْوَةَ، عن أبِيهِ، عن عَائِشَةَ: أنَّ بَرِيرَةَ أُعْتِقَتْ وَهِيَ عِنْدَ مُغِيثٍ عَبْدٍ لآلِ أبي أحْمَدَ فَخَيَّرَهَا رَسُولُ الله ﷺ وَقَالَ لَهَا: «إنْ قَرِبَكِ فَلَا خِيَارَ لَكِ».

۲۲۳۶- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ بریرہ کو آزاد کیا گیا تو وہ مغیث کی زوجیت میں تھی جو کہ آل ابی احمد کا غلام تھا' تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو اختیار دے دیا اور فرمایا: ”اگر وہ تم سے قریب ہو گیا تو تمہارا اختیار باقی نہیں رہے گا۔“

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے' اس لیے اس سے یہ مسئلہ ثابت نہیں ہوتا کہ آزاد ہونے والی لونڈی نے اگر آزاد ہونے کے بعد اپنے غلام خاوند سے تعلق زوجیت قائم کر لیا تو اس کا اختیار ختم ہو جائے گا۔

## (المعجم ٢١، ٢٢) - بَابٌ: فِي الْمَمْلُوكَيْنِ يُعْتَقَانِ مَعًا هَلْ تُخَيَّرُ امْرَأَتُهُ؟ (التحفة ٢٢)

## ۲۱-۲۲- غلام میاں بیوی کو اکٹھے ہی آزاد کیا جائے تو کیا بیوی کو اختیار ہوگا؟

**٢٢٣٧- حَدَّثَنا** زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَنَصْرُ

۲۲۳۷- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے' انہوں

---

٢٢٣٦ـ **تخريج**: **[إسناده ضعيف]** أخرجه البيهقي: ٧/ ٢٢٥ من حديث أبي داود به * محمد بن إسحاق عنعن، وانظر فتح الباري: ٩/ ٤١٣ لتحقيق المسألة.

٢٢٣٧ـ **تخريج**: **[إسناده حسن]** أخرجه ابن ماجه، العتق، باب من أراد عتق رجل وامرأته فليبدأ بالرجل، ح: ٢٥٣٢ من حديث عبيدالله بن عبدالمجيد به، ورواه النسائي، ح: ٣٤٧٦ من حديث عبيدالله بن عبدالرحمٰن بن موهب به، وهو حسن الحديث، وثقه الجمهور، وقال ابن عدي: "حسن الحديث يكتب حديثه".

ابنُ عَلِيٍّ - قالَ زُهَيْرٌ: حَدَّثَنا - عُبَيْدُالله بنُ عَبْدِ المَجِيدِ: حدثنا عُبَيْدُالله بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بن مَوْهَبٍ عن الْقَاسِمِ، عنْ عَائِشَةَ: أَنَّهَا أَرَادَتْ أَنْ تُعْتِقَ مَمْلُوكَيْنِ لَهَا - زَوْجٌ - قالَ: فَسَأَلَتِ النَّبيَّ ﷺ عنْ ذٰلِكَ؟، فَأَمَرَهَا أنْ تَبْدَأَ بالرَّجُلِ قَبْلَ المَرْأَةِ.

نے اپنے ایک مملوک جوڑے کو آزاد کرنے کا ارادہ کیا تو انہوں نے نبی ﷺ سے اس بارے میں پوچھا' آپ نے حکم دیا: ''عورت سے پہلے مرد کو آزاد کرنے سے ابتدا کرنا۔''

قالَ نَصْرٌ: أخبرني أَبُو عَلِيٍّ الْحَنَفِيُّ عنْ عُبَيْدِالله.

نصر بن علی کی سند اس طرح ہے: أخبرني أبو علي الحنفي عن عبيدالله.

## (المعجم ٢٢، ٢٣) - بَابٌ: إِذَا أَسْلَمَ أَحَدُ الزَّوجَيْنِ؟ (التحفة ٢٣)

## باب: ٢٢' ٢٣- زوجین میں سے جب کوئی ایک مسلمان ہو جائے تو......؟

**٢٢٣٨- حَدَّثَنا** عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا وَكِيعٌ عن إسْرائِيلَ، عن سِمَاكٍ، عنْ عِكْرِمَةَ، عن ابن عَبَّاسٍ: أَنَّ رَجُلًا جَاءَ مُسْلِمًا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ الله ﷺ ثُمَّ جَاءَتِ امْرَأَتُهُ مُسْلِمَةً بَعْدَهُ، فقالَ: يَارَسُولَ الله! إنَّهَا قَدْ كَانَتْ أَسْلَمَتْ مَعِيَ، فَرَدَّهَا عَلَيْهِ.

**٢٢٣٨-** حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں ایک شخص مسلمان ہو کر آیا۔ پھر اس کے بعد اس کی بیوی بھی مسلمان ہو کر آ گئی تو اس شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ عورت بھی میرے ساتھ ہی مسلمان ہوئی ہے۔ تو آپ ﷺ نے اس کو اس (کے شوہر) کی طرف لوٹا دیا۔

**فائدہ:** ایام کفر وشرک کے نکاح بعد از اسلام بھی صحیح سمجھے جاتے ہیں۔ تجدید کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں الا یہ کہ کسی واضح حرمت کا ارتکاب ہوا ہو۔ مثلاً کسی محرم نسبی یا رضاعی سے نکاح کیا ہوا ہو تو فسخ کیا جائے گا ورنہ نہیں۔ جیسے کہ آگے تفصیل آ رہی ہے۔ تاہم باعتبار سند یہ روایت ضعیف ہے۔ (ارواء الغليل' حديث: ١٩١٨)

---

**٢٢٣٨ـ تخريج:** [**إسناده ضعيف**] أخرجه الترمذي، النكاح، باب ماجاء في الزوجين المشركين يسلم أحدهما، ح: ١١٤٤ من حديث وكيع به، وقال: "صحيح"، وصححه الحاكم: ٢/ ٢٠٠، ووافقه الذهبي * سماك عن عكرمة سلسلة ضعيفة، راجع تهذيب التهذيب وغيره.

**٢٢٣٩- حَدَّثَنا** نَصْرُ بنُ عَلِيٍّ: أخبرني أبو أَحْمَدَ عن إسْرَائِيلَ، عنْ سِمَاكٍ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابن عَبَّاسٍ قالَ: أَسْلَمَتِ امْرَأَةٌ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ الله ﷺ فَتَزَوَّجَتْ فَجَاءَ زَوْجُهَا إلَى النَّبيِّ ﷺ فقالَ: يَارَسُولَ الله! إنِّي كُنْتُ قَدْ أَسْلَمْتُ وَعَلِمَتْ بِإسْلَامِي فانْتَزَعَهَا رَسُولُ الله ﷺ مِنْ زَوْجِهَا الآخَرِ وَرَدَّهَا إلَى زَوْجِهَا الأَوَّل.

۲۲۳۹- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک عورت مسلمان ہوگئی اور پھر نکاح کر لیا۔ بعدازاں اس کا شوہر بھی نبی ﷺ کے پاس آ گیا۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں بھی مسلمان ہو چکا تھا اور اسے میرے اسلام قبول کرنے کا علم تھا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو دوسرے شوہر سے چھین کر (اس کا نکاح فسخ کرا کے) پہلے شوہر کی طرف لوٹا دیا۔

**فوائد ومسائل:** ① روایت سنداً ضعیف ہے تاہم مسئلہ یہی ہے کہ زوجین میں سے کسی ایک کے اسلام قبول کر لینے سے ان میں تفریق ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر عدت کے دوران میں شوہر بھی مسلمان ہو جائے تو وہ عورت اسی خاوند کی زوجیت میں رہے گی۔ بعدازاں اگر وہ اپنے سابقہ شوہر کا انتظار نہ کرے تو کسی مسلمان سے نکاح کر لینے میں حق بجانب ہے۔ لیکن اگر وہ انتظار کرے حتی کہ وہ مسلمان ہو جائے خواہ مدت طویل ہی ہو جائے تو کوئی حرج نہیں۔ جیسے کہ درج ذیل باب اور حدیث میں آ رہا ہے۔

(المعجم ٢٣، ٢٤) - **بَابٌ: إلَى مَتَى تُرَدُّ عَلَيْهِ امْرَأَتُهُ إذَا أَسْلَمَ بَعْدَهَا؟** (التحفة ٢٤)

**باب: ۲۳، ۲۴- کتنی مدت بعد تک بیوی کو شوہر پر لوٹایا جا سکتا ہے جبکہ اس نے بیوی کے بعد اسلام قبول کیا ہو؟**

**٢٢٤٠- حَدَّثَنا** عَبْدُ الله بنُ مُحمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ سَلَمَةَ؛ ح: وحدثنا مُحمَّدُ بنُ عَمْرٍو الرَّازِيُّ: حَدَّثَنا سَلَمَةُ يَعْني ابنَ الْفَضْلِ؛ ح: وحَدَّثَنا

۲۲۴۰- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی صاحبزادی زینب کو (ان کے شوہر) ابوالعاص رضی اللہ عنہ پر پہلے نکاح ہی سے لوٹا دیا تھا' اور کوئی نیا (نکاح وغیرہ) نہ کیا تھا۔

**٢٢٣٩ـ تخريج:** [إسناده ضعيف] أخرجه البغوي في شرح السنة، ح: ٢٢٩٠ من حديث أبي داود، وابن ماجه، ح: ٢٠٠٨ من حديث سماك به، وانظر الحديث السابق لعلته.

**٢٢٤٠ـ تخريج:** [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، النكاح، باب ماجاء في الزوجين المشركين يسلم أحدهما، ح: ١١٤٣، وابن ماجه، ح: ٢٠٠٩ من حديث ابن إسحاق به * داود بن حصين ثقة، ولكن قال ابن المديني: "ما روى عن عكرمة فمنكر".

الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ : حَدَّثَنا يَزِيدُ المعنى كُلُّهُمْ عن ابنِ إسْحَاقَ، عن دَاوُدَ بنِ الْحُصَيْنِ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: رَدَّ رَسُولُ الله ﷺ ابْنَتَهُ زَيْنَبَ عَلَى أبي الْعَاصِ بالنِّكَاحِ الْأَوَّلِ، لم يُحْدِثْ شَيْئًا .

قال مُحمَّدُ بنُ عَمْرٍو في حَدِيثِهِ : بَعْدَ سِتِّ سِنِينَ. وَقال الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ : بَعْدَ سَنَتَيْنِ .

محمد بن عمرو نے اپنی روایت میں کہا کہ آپ نے چھ سال بعد (لوٹایا تھا) اور حسن بن علی نے کہا: دو سال بعد۔

**توضیح:** یہ روایت شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک سنین کے ذکر کے بغیر صحیح ہے اور حافظ ابن حجر نے چھ سال یا دو سال کے ذکر کو صحیح سمجھتے ہوئے ان کے درمیان یہ تطبیق لکھی ہے کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی ہجرت اور ابوالعاص رضی اللہ عنہ کے اسلام اور ہجرت میں چھ سال کا وقفہ تھا' مگر آیت کریمہ: ﴿لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ﴾ (الممتحنة:١٠) ''مسلمان عورتیں کافروں کے لیے حلال نہیں۔'' کے نزول اور ابوالعاص کے اسلام و ہجرت کر کے آنے میں دو سال اور کچھ ماہ کا وقفہ تھا۔ (شرح حدیث: ۵۲۸۸) صحیح یہ ہے کہ ابوالعاص نے مذکورہ آیت کے نزول سے پہلے اسلام قبول کیا تھا اور ہجرت کی تھی۔ زادالمعاد میں حافظ ابن القیم رحمہ اللہ رقم طراز ہیں کہ ہمیں کسی شخص کے متعلق معلوم نہیں کہ قبول اسلام کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اس کے نکاح کی تجدید کی ہو۔ اس قسم کی صورت میں دو کیفیتیں ہوتی تھیں۔ یا تو افتراق ہو جاتا تھا اور عورت کسی اور سے نکاح کر لیتی تھی یا سابقہ نکاح قائم رہتا حتی کہ شوہر مسلمان ہو جاتا۔ محض اسلام قبول کر لینے سے کامل تفریق ہونا یا عدت کا اعتبار کرنا کرانا' کسی کے متعلق معلوم نہیں کہ نبی ﷺ نے ایسے کیا ہو' حالانکہ آپ کے زمانے میں ایک کثیر تعداد میں لوگ مسلمان ہوئے تھے۔ (زادالمعاد' جلد چہارم' حکمه ﷺ فی الزوجین یسلم أحدهما قبل الآخر) علاوہ ازیں حضرت زینب اور ان کے خاوند کے بارے میں ایک دوسری روایت نکاح جدید کے ساتھ لوٹانے کی بھی آتی ہے۔ بعض علماء نے ان میں سے پہلی حدیث کو اور دیگر بعض علماء نے دوسری حدیث کو صحیح قرار دیا ہے اور بعض نے ان کے درمیان تطبیق دی ہے۔ (تفصیل کے لیے فتح الباری کا محولہ مقام ملاحظہ فرمایا جائے۔)

(المعجم ٢٤، ٢٥) - **بَابٌ: فِي مَنْ أَسْلَمَ وَعِنْدَهُ نِسَاءٌ أَكْثَرُ مِنْ أَرْبَعٍ أَوْ أُخْتَانِ؟** (التحفة ٢٥)

**باب: ۲۴' ۲۵- اگر کسی کے اسلام قبول کرنے کے وقت اس کی زوجیت میں چار سے زیادہ بیویاں ہوں یا دو بہنیں ہوں تو؟**

٢٢٤١- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا هُشَيمٌ؛ ح: وحَدَّثَنا وَهْبُ بن بَقِيَّةَ: أخبرنا هُشَيْمٌ عن ابنِ أبي لَيْلَى، عن حُمَيْضَةَ بنِ الشَّمَرْدَلِ، عن الحارِثِ بنِ قَيْسٍ - قال مُسَدَّدٌ: ابنِ عُمَيْرَة، وَقال وَهْبٌ: الأسَدِيِّ - قال: أسْلَمْتُ وَعِنْدِي ثَمَانُ نِسْوَةٍ، قالَ: فَذَكَرْتُ ذَلِكَ للنَّبيِّ ﷺ، فقالَ النَّبيُّ ﷺ: «اخْتَرْ مِنْهُنَّ أرْبَعًا».

۲۲۴۱-حضرت حارث بن قیس بن عمیرہ الاسدی ؓ بیان کرتے ہیں کہ جب میں نے اسلام قبول کیا تو میرے ہاں آٹھ عورتیں تھیں۔ میں نے نبی ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: ”ان میں سے چار کو منتخب کرلو۔“

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وحدثنا بِهِ أَحْمَدُ بنُ إبراهِيمَ: حَدَّثَنا هُشَيْمٌ بِهذَا الحدِيثِ فقال: قَيْسِ بنِ الحارِثِ، مكَانَ الحارِثِ بنِ قَيْسٍ. قال أَحْمَدُ بنُ إبراهِيمَ هٰذَا هُوَ الصَّوَابُ يَعْني قَيْسَ بنَ الحارِثِ.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ ہمیں یہ حدیث احمد بن ابراہیم نے ہشیم کے واسطہ سے بیان کی تو (صحابی کا نام) حارث بن قیس کے بجائے قیس بن حارث ذکر کیا۔ احمد بن ابراہیم نے کہا کہ یہی قیس بن حارث ہی صحیح ہے۔

٢٢٤٢- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ إبراهِيمَ: حَدَّثَنا بَكْرُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قاضِي الْكُوفَةِ عن عِيسَى بنِ المُخْتَارِ، عن ابنِ أبي لَيْلَى، عن حُمَيْضَةَ بنِ الشَّمَرْدَلِ، عن قَيْسِ بنِ الحارِثِ بِمَعْناهُ.

۲۲۴۲-احمد بن ابراہیم نے بیان کیا کہ ہم سے بکر بن عبدالرحمٰن، قاضئ کوفہ نے بیان کیا' انہوں نے عیسیٰ بن مختار سے' انہوں نے ابن ابی لیلیٰ سے' انہوں نے حمیضہ بن شمرذل سے' انہوں نے حضرت قیس بن حارث ؓ سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔

فائدہ: یہ سند' مذکورہ بالا قولِ امام ابوداود کی دلیل اور احمد بن ابراہیم کے شیخ ہشیم کی متابع ہے کہ صحابی کا نام قیس

---

٢٢٤١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن عبدالبر في التمهيد: ١٢/٥٦ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث الآتي: ٢٢٤٢ * ابن أبي ليلى ضعيف، تقدم، ح: ١٦٣٧، وحميضة مستور لا يعرف، ولم يوثقه غير ابن حبان، وللحديث شواهد ضعيفة.

٢٢٤٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، النكاح، باب الرجل يسلم وعنده أكثر من أربع نسوة، ح: ١٩٥٢ من حديث محمد بن أبي ليلى به، وللحديث شواهد ضعيفة، وانظر الحديث السابق.

بن حارث ہی ہے۔ (یہ دونوں روایات شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک صحیح ہیں۔)

٢٢٤٣- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ عن أبيهِ قال: سَمِعْتُ يَحْيَى بنَ أيُّوبَ يُحَدِّثُ عن يَزِيدَ ابنِ أبي حَبِيبٍ، عن أبي وَهْبٍ الْجَيْشَانِيِّ، عن الضَّحَّاكِ بنِ فَيْرُوزَ، عن أبيهِ قال: قُلْتُ: يَارَسُولَ الله! إِنِّي أَسْلَمْتُ وَتَحْتِي أُخْتَانِ، قال: «طَلِّقْ أَيَّتَهُمَا شِئْتَ».

۲۲۴۳- حضرت فیروز (دیلمی) رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے اسلام قبول کیا ہے اور میری زوجیت میں دو بہنیں ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان میں سے کسی ایک کو طلاق دے دو۔''

**فوائد ومسائل:** ① اسلام سے پہلے کے نکاح' اسلام میں صحیح تسلیم کیے جاتے ہیں اِلاّ یہ کہ اس میں کوئی اسلامی حرمت موجود ہو۔ مثلاً چار سے زیادہ بیویاں ہوں یا دو بہنیں نکاح میں ہوں۔ ② آخری حدیث کے راوی فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ یمانی صحابی ہیں اور انہوں ہی نے عہد نبوی میں مدعی نبوت اسود کو قتل کیا تھا۔ (تقريب التهذيب) ③ اسلام قبول کرتے ہی انسان پر شرعی احکام نافذ ہو جاتے ہیں اور واجب ہو جاتا ہے کہ کسی پس و پیش کے بغیر بلا تاخیر ان پر عمل کیا جائے' جیسے کہ ان واقعات سے واضح ہے۔

(المعجم ٢٥، ٢٦) - **بَابٌ: إِذَا أَسْلَمَ أَحَدُ الأَبَوَيْنِ لِمَنْ يَكُونُ الْوَلَدُ؟** (التحفة ٢٦)

**باب: ۲۵'۲۶- ماں باپ میں سے کوئی ایک مسلمان ہو جائے تو بچہ کس کے ساتھ ملحق ہوگا؟**

٢٢٤٤- حَدَّثَنَا إبراهِيمُ بنُ مُوسَى الرَّازِيُّ: أخبرنا عِيسَى: حدثنا عَبْدُالْحَمِيدِ بنُ جَعْفَرٍ: أخبرني أبي عن

۲۲۴۴- حضرت رافع بن سنان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اسلام قبول کر لیا مگر ان کی بیوی نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا' (جس کی وجہ سے

---

٢٢٤٣_ تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، النكاح، باب ماجاء في الرجل يسلم وعنده أختان، ح: ١١٢٩، وابن ماجه، ح: ١٩٥١ من حديث أبي وهب به، وقال الترمذي: "حسن غريب"، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ١٢٧٦.

٢٢٤٤_ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٤٤٦ من حديث عيسى، والنسائي في الكبرٰى، ح: ٦٣٨٥ من حديث عبدالحميد بن جعفر به، وصححه الحاكم: ٢/ ٢٠٦، ٢٠٧، ووافقه الذهبي، وانظر سنن ابن ماجه، ح: ٢٣٥٢ (بتحقيقي).

جَدِّي رَافِعِ بنِ سِنانٍ أَنَّهُ أَسْلَمَ وَأَبَتِ امْرَأَتُهُ أَنْ تُسْلِمَ، فَأَتَت النَّبيَّ ﷺ فَقالَتْ: ابْنَتِي وَهِيَ فَطِيمٌ أوْ شَبَهُهُ - وَقال رَافِعٌ: ابْنَتِي - فقال لَهُ النَّبيُّ ﷺ: «اقْعُدْ نَاحِيَةً»، وَقال لَها: «اقْعُدِي نَاحِيَةً»، وَأَقْعَدَ الصَّبِيَّةَ بَيْنَهُمَا، ثُمَّ قال: «ادْعُوَاهَا» فَمَالَتِ الصَّبِيَّةُ إلى أُمِّهَا، فقال النَّبيُّ ﷺ: «اللَّهُمَّ اهْدِهَا»، فَمَالَت الصَّبِيَّةُ إلى أبِيهَا، فَأَخَذَهَا.

ان دونوں کے درمیان علیحدگی ہوگئی) پس وہ نبی ﷺ کے پاس آئی اور کہا: میری بیٹی نے ابھی ابھی دودھ چھوڑا ہے یا چھوڑنے کے قریب ہے۔ رافع نے کہا: بیٹی میری ہے۔ نبی کریم ﷺ نے رافع سے کہا: ''ایک طرف بیٹھ جاؤ'' اور عورت سے کہا: ''دوسری طرف بیٹھ جاؤ۔'' اور بچی کو ان دونوں کے درمیان بٹھا دیا۔ پھر ماں باپ سے کہا: ''تم دونوں اسے بلاؤ۔'' (انہوں نے بلایا) تو بچی اپنی ماں کی طرف جھک گئی۔ پس نبی ﷺ نے کہا: ''اے اللہ! اس بچی کو ہدایت دے۔'' چنانچہ بچی باپ کی طرف مائل ہوگئی تو اسی نے اس کو لے لیا۔

**فائدہ:** ماں باپ میں تفریق ہو جائے اور بچہ یا بچی سمجھدار ہو تو اسے اختیار دیا جائے گا کہ کسی ایک کو منتخب کر لے۔ اور اس صلاحیت سے پہلے کے بارے میں فقہاء کے مختلف اقوال ہیں۔ مثلاً بچہ سات سال تک ماں کی تحویل میں رہے اور بچی نو سال تک' اس کے بعد باپ کو دیا جائے وغیرہ۔ (زادالمعاد' جلد چہارم' حکمہ ﷺ فی الحضانة- نیل الأوطار' کتاب النفقات)

## (المعجم ٢٦، ٢٧) - بَابٌ: فِي اللِّعَانِ (التحفة ٢٧)

## باب:۲۶'۲۷-لعان کے احکام ومسائل

**فائدہ:** [لِعان] (لام کی زیر کے ساتھ) لَعنَةٌ سے ماخوذ ہے۔ اس کے لغوی معنی ہیں ''باہم ایک دوسرے کو لعنت کرنا۔'' جب کوئی شخص کسی عفیفہ (پاک دامن عورت) کو زنا کی تہمت لگا دے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ چار گواہ پیش کرے' ورنہ اس کو اَسّی درے حد لگے گی۔ (سورۃ النور:۴) لیکن شوہر اس عام قاعدے سے مستثنیٰ ہے۔ یعنی اگر وہ اپنی بیوی کی خیانتِ فحش پر مطلع ہو اور چار گواہ نہ ہوں تو وہ قاضی کے روبرو اپنے دعوائے تہمت زنا کے سچ ہونے پر چار قسمیں کھائے۔ اور پانچویں بار اپنے آپ کو لعنت کرے کہ اگر میں اپنی اس بات میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر اللہ کی لعنت ہو۔ پھر جواباً عورت اگر تسلیم نہیں کرتی تو اپنے دفاع میں چار قسمیں کھائے کہ یہ اپنی بات میں جھوٹا ہے اور پانچویں بار یوں کہے کہ اگر یہ سچا ہو تو مجھ پر اللہ کا غضب ہو۔ اس پورے عمل کو ''لِعان'' سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد زوجین (میاں بیوی) میں فوراً ابدی علیحدگی ہو جاتی ہے۔ اور رجوع نہیں ہو سکتا۔ سورۃ النور میں اس کا بیان ان آیات میں آیا ہے: ﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ اَزْوَاجَهُمْ وَ لَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَاءُ اِلَّا اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍ

بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ○ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ○ وَ يَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ○ وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَا اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ﴾[النور: ٦-٩]

**٢٢٤٥- حَدَّثَنا** عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن ابنِ شِهَابٍ: أَنَّ سَهْلَ بنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُوَيْمِرَ ابنَ أَشْقَرَ الْعَجْلَانِيَّ جَاءَ إلى عَاصِمِ بنِ عَدِيٍّ فقال لَهُ: يَاعَاصِمُ! أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيَقْتُلُهُ فَتَقْتُلُونَهُ أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ؟ سَلْ لِي يَاعَاصِمُ! رَسُولَ الله ﷺ عَنْ ذٰلِكَ؟، فَسَأَلَ عَاصِمٌ رَسُولَ الله ﷺ، فَكَرِهَ رَسُولُ الله ﷺ المَسَائِلَ وَعابَهَا حَتَّى كَبُرَ عَلَى عَاصِمٍ ما سَمِعَ مِنْ رَسُولِ الله ﷺ، فَلَمَّا رَجَعَ عَاصِمٌ إلى أَهْلِهِ جَاءَهُ عُوَيْمِرٌ فقال: يَاعَاصِمُ! مَاذَا قال لَكَ رَسُولُ الله ﷺ؟ فقال عَاصِمٌ: لَمْ تَأْتِنِي بِخَيْرٍ، قَدْ كَرِهَ رَسُولُ الله ﷺ المَسْأَلَةَ الَّتي سَأَلْتُهُ عَنْهَا. فقال عُوَيْمِرٌ: وَالله! لا أَنْتَهِي حَتَّى أَسْأَلَهُ عَنْهَا فَأَقْبَلَ عُوَيْمِرٌ حتى أَتَى رَسُولَ الله ﷺ وَهُوَ وَسَطَ النَّاسِ فقال: يَارَسُولَ الله! أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيَقْتُلُهُ فَتَقْتُلُونَهُ أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ؟ فقال رَسُولُ الله ﷺ: «قَدْ أُنْزِلَ فِيكَ وَفي

**۲۲۴۵- حضرت سہل بن سعد ساعدی** رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ عویمر بن اشقر عجلانی رضی اللہ عنہ عاصم بن عدی کے پاس آئے اور کہا: اے عاصم! بتلاؤ! اگر کوئی شخص کسی اجنبی کو اپنی بیوی کے ساتھ پائے تو کیا اسے قتل کر دے؟ پھر تو تم اسے بھی قتل کر دو گے یا کیا کرے؟ عاصم! میرے متعلق اس مسئلے میں رسول اللہ ﷺ سے معلوم کرو۔ چنانچہ عاصم نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا تو آپ نے اس کے سوال کو ناپسند کیا اور اس پر عیب لگایا' حتی کہ عاصم کو جو اس نے رسول اللہ ﷺ سے سنا بہت ہی گراں گزرا۔ عاصم جب گھر لوٹا تو عویمر اس کے پاس آیا اور پوچھا: اے عاصم! رسول اللہ ﷺ نے تمہیں کیا کہا ہے؟ عاصم نے کہا: تم میرے لیے کوئی خیر کا باعث نہیں بنے ہو' رسول اللہ ﷺ نے اس سوال کو جو میں نے آپ سے پوچھا بہت ناپسند کیا ہے۔ عویمر نے کہا: قسم اللہ کی! میں اس سے خاموش نہیں رہ سکتا۔ میں خود آپ سے دریافت کروں گا۔ چنانچہ عویمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ آپ لوگوں میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اس نے کہا اے اللہ کے رسول! فرمائیے کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ کسی اجنبی کو پائے تو کیا اسے قتل کر دے' تب تو آپ اسے بھی قتل کر ڈالیں گے یا کیسے

**٢٢٤٥ـ تخريج:** أخرجه البخاري، الطلاق، باب من جوز الطلاق الثلاث لقول الله تعالٰى: ﴿الطلاق مرتان . . .﴾ الخ، ح: ٥٢٥٩، ومسلم، اللعان، ح: ١٤٩٢ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٥٦٦، ٥٦٧.

صَاحِبَتِكَ قُرْآنٌ فاذْهَبْ فأْتِ بِهَا». قال سَهْلٌ: فَتَلَاعَنا وَأَنَا مَعَ النَّاسِ عِنْدَ رَسُولِ الله ﷺ، فَلَمَّا فَرَغَا قال عُوَيْمِرٌ: كَذَبْتُ عَلَيْهَا يَارَسُولَ الله! إنْ أَمْسَكْتُهَا، فَطَلَّقَهَا عُوَيْمِرٌ ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَأْمُرَهُ النَّبِيُّ ﷺ.

کرے؟ رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا: ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تیرے اور تیری بیوی کے معاملے میں قرآن نازل فرما دیا ہے۔ پس جا اور اسے لے آ۔'' سہل نے بیان کیا: چنانچہ ان دونوں نے لعان کیا تو میں لوگوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے ہاں بیٹھا ہوا تھا۔ جب وہ دونوں فارغ ہو گئے تو عویمر نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر میں اس کو اپنے پاس رکھوں تو (اس کا مطلب ہو گا کہ میں نے) اس کی بابت جھوٹ بولا ہے۔ (میں نے اس پر جھوٹ نہیں بولا ہے)۔ پھر نبی ﷺ کے حکم دینے سے پہلے ہی عویمر رضی اللہ عنہ نے اس کو تین طلاقیں دے دیں۔

قال ابنُ شِهَابٍ: فَكَانَتْ تِلْكَ سُنَّةُ الْمُتَلَاعِنَيْنِ.

ابن شہاب نے کہا: چنانچہ لعان کرنے والوں کا یہی طریقہ ہو گیا۔ (کہ لعان کے ساتھ ہی جدائی ہو جائے گی۔)



فائدہ: حضرت عویمر رضی اللہ عنہ کا طلاق دینا غیرت اور غضب کی بنا پر تھا' نہ کہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان سے۔ (اس مسئلے کی وضاحت آگے حدیث نمبر ۲۲۵۰ کے فائدے میں آ رہی ہے۔)

**٢٢٤٦- حَدَّثَنا** عَبْدُ الْعَزِيزِ بنُ يَحْيَى: حدثنا مُحَمَّدٌ يَعني ابنَ سَلَمَةَ عن مُحَمَّدِ ابنِ إسْحَاقَ: حَدَّثَني عَبَّاسُ بنُ سَهْلٍ عن أبِيهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال لِعَاصِمِ بنِ عَدِيٍّ: «أَمْسِكِ الْمَرْأَةَ عِنْدَكَ حتى تَلِدَ».

۲۲۴۶- حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے عاصم بن عدی سے فرمایا: ''عورت کو اپنے ہاں روکے رکھو حتی کہ بچہ جن لے۔''

فائدہ: معلوم ہوا کہ وہ عورت حاملہ تھی۔ گویا حاملہ کے ساتھ بھی لعان کیا جا سکتا ہے۔

**٢٢٤٧- حَدَّثَنا** أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني يُونُسُ عن ابن

۲۲۴۷- حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ان کے لعان کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے

---

٢٢٤٦_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٣٣٥ من حديث محمد بن إسحاق به.

٢٢٤٧_ تخريج: أخرجه مسلم، اللعان، ح: ١٤٩٢ من حديث عبدالله بن وهب به، انظر الحديث السابق: ٢٢٤٥.

شهاب عن سَهْلِ بنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قال: حَضَرْتُ لِعَانَهُمَا عِنْدَ رَسُولِ الله ﷺ وَأَنَا ابنُ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً، وَسَاقَ الحدِيثَ، قال فِيهِ: ثُمَّ خَرَجَتْ حَامِلًا، فَكَانَ الْوَلَدُ يُدْعَى إلى أُمِّهِ.

ہاں حاضر تھا۔ میری عمر اس وقت پندرہ سال تھی۔ اور حدیث بیان کی۔ اس میں ذکر کیا کہ پھر وہ حاملہ نکلی اور بچہ اپنی ماں کی طرف منسوب کیا جاتا تھا۔

**٢٢٤٨- حَدَّثَنا** مُحمَّدُ بنُ جَعْفَرٍ الْوَرَكَانِيُّ: أخبرنا إبراهِيمُ يَعني ابنَ سَعْدٍ عن الزُّهْرِيِّ، عن سَهْلِ بنِ سَعْدٍ في خَبَرِ الْمُتَلَاعِنَيْنِ، قال: قال النَّبيُّ ﷺ: «أبْصِرُوهَا، فَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أَدْعَجَ الْعَيْنَيْنِ عَظِيمَ الأَلْيَتَيْنِ فَلَا أُرَاهُ إلَّا قَدْ صَدَقَ، وَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أُحَيْمِرَ كَأَنَّهُ وَحَرَةٌ فَلَا أُرَاهُ إلَّا كَاذِبًا» قالَ: فَجَاءَتْ بِهِ عَلَى النَّعْتِ المَكْرُوهِ.

۲۲۴۸- حضرت سہل بن سعد ؓ لعان کرنے والوں کے اس واقعہ میں بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اس عورت کا خیال رکھو' اگر اس نے ایسا بچہ جنا کہ آنکھیں اس کی سیاہ ہوئیں' سرین بھاری ہوئے تو میرا خیال ہے کہ اس (عویمر) نے سچ ہی کہا ہے۔ اور اگر اس نے ایسا بچہ جنا جو گورا ہوا جیسے کہ وَحَرہ ہو (چھپکلی کی طرح کا ایک زہریلا کیڑا' جس کے دائیں بائیں پہلو سرخ دھاریاں ہوتی ہیں' یعنی بامنی) تو میرا خیال ہے کہ اس نے جھوٹ کہا ہے۔'' چنانچہ بچہ پیدا ہوا تو اسی ناپسندیدہ کیفیت والا تھا۔

**٢٢٤٩- حَدَّثَنا** مَحْمُودُ بنُ خَالِدٍ الدِّمَشْقِيُّ: حدثنا الْفِرْيَابيُّ عن الأَوْزَاعِيِّ، عن الزُّهْرِيِّ، عن سَهْلِ بنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ بِهٰذَا الْخَبَرِ قالَ: فَكَانَ يُدْعَى يَعني الْوَلَدَ لِأُمِّهِ.

۲۲۴۹- حضرت سہل بن سعد ساعدی ؓ نے یہ خبر بیان کی تو کہا کہ پس بچے کو اپنی ماں کی طرف نسبت کر کے پکارا جاتا تھا۔

فائدہ: ولدالزنا کی نسبت ان کی ماؤں کی طرف ہوتی ہے' تاہم ان کی تربیت صحیح اسلامی انداز میں کی جانی چاہیے

**٢٢٤٨ـ تخريج:** [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الطلاق، باب اللعان، ح: ٢٠٦٦ من حديث إبراهيم بن سعد به، وانظر الحديث السابق.

**٢٢٤٩ـ تخريج:** أخرجه البخاري، التفسير، سورة النور، باب قوله عزوجل: ﴿والذين يرمون أزواجهم ولم يكن لهم شهداء﴾، ح: ٤٧٤٥ من حديث الفريابي به.

تاکہ باوقار اسلامی زندگی گزاریں۔

٢٢٥٠- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ عَمْرِو بن السَّرْحِ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ عن عِيَاضِ بن عَبْدِ الله الْفِهْرِيِّ وَغَيْرِهِ، عَنِ ابنِ شِهَابٍ، عنْ سَهْلِ بن سَعْدٍ في هٰذَا الْخَبَرِ قال: فَطَلَّقَهَا ثَلَاثَ تَطْلِيقَاتٍ عِنْدَ رَسُولِ الله ﷺ، فَأَنْفَذَهُ رَسُولُ الله ﷺ وَكَانَ مَا صُنِعَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ سُنَّةً. قالَ سَهْلٌ: حَضَرْتُ هٰذَا عِنْدَ رَسُولِ الله ﷺ فَمَضَتِ السُّنَّةُ بَعْدُ في الْمُتَلَاعِنَيْنِ أَنْ يُفَرَّقَ بَيْنَهُمَا ثُمَّ لَا يَجْتَمِعَانِ أَبَدًا.

۲۲۵۰-حضرت سہل بن سعد ؓ نے اس واقعہ میں بیان کیا کہ اس (عویمر ؓ) نے عورت کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے ہی تین طلاقیں دے دیں۔ اور رسول اللہ ﷺ نے اس کو نافذ کر دیا اور جو کچھ نبی ﷺ کے ہاں کیا گیا سنت بن گیا۔ سہل کہتے ہیں کہ میں اس واقعہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہاں حاضر تھا۔ چنانچہ بعد میں لعان کرنے والوں کے مابین یہی طریقہ جاری رہا کہ ان میں علیحدگی کرا دی جاتی تھی اور وہ پھر کبھی اکٹھے نہیں ہو سکتے تھے۔



فائدہ: لعان کرنے والوں میں ہمیشہ کے لیے علیحدگی ہو جاتی ہے اور پھر کبھی رجوع نہیں کر سکتے اور نیا عقد بھی نہیں ہو سکتا۔ لیکن یہ علیحدگی کس طرح ہوگی؟ نفس لعان سے' یا خاوند کے طلاق دینے سے' یا حاکم کی ان کے درمیان تفریق کرانے سے؟ ائمہ کے درمیان اس کی بابت اختلاف ہے۔ اور تینوں ہی مسلک الگ الگ ائمہ نے اختیار کیے ہیں۔ لیکن راجح مسلک پہلا ہے' کیونکہ لعان کرنے کے بعد نہ خاوند کو طلاق دینے کی ضرورت رہتی ہے اور نہ حاکم کو تفریق کرانے کی۔ اور یہ جو بعض روایات میں آتا ہے کہ خاوند نے لعان کے بعد تین طلاقیں دے دیں تو اس کی وجہ خاوند کا یہ سمجھنا تھا کہ جب تک میں طلاق نہیں دوں گا' وہ میری بیوی ہی رہے گی۔ حالانکہ ایسا نہیں تھا' لیکن اپنی سمجھ کی وجہ سے اس نے فوراً تین طلاقیں دے دیں۔ اور بعض میں جو آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے درمیان تفریق کرا دی' حالانکہ ان کے درمیان تفریق کرانے کی بھی ضرورت نہیں تھی۔ راوی کا یہ بیان کرنے سے مقصود بھی یہ تھا کہ اس عمل لعان کا حکم اور نتیجہ یہ ہے کہ ان کے درمیان ہمیشہ کے لیے تفریق ہو گئی۔ اس توجیہ سے بیانِ واقعہ کی تعبیر میں جو اختلاف ہے' ان کے درمیان بھی تطبیق ہو جاتی ہے۔

٢٢٥١- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ وَوَهْبُ بنُ بَيَانٍ

۲۲۵۱-حضرت سہل بن سعد ؓ نے بیان کیا کہ

---

٢٢٥٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] * عياض روى عنه ابن وهب أحاديث، فيها نظر، قاله الساجي، وأما قوله: "وغيره" فمجهول.

٢٢٥١ـ تخريج: أخرجه البخاري، الحدود، باب من أظهر الفاحشة واللطخ والتهمة بغير بينة، ح:٦٨٥٤ من حديث سفيان بن عيينة به.

وَأَحْمَدُ بنُ عَمْرِو بن السَّرْحِ وَعَمْرِو بنِ عُثْمانَ قالُوا: حَدثنا سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ، عنْ سَهْلِ بن سَعْدٍ قالَ مُسَدَّدٌ قال: شَهِدْتُ الْمُتَلَاعِنَيْنِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ الله ﷺ وَأَنَا ابْنُ خَمْسَ عَشْرَةَ [سَنَةً]، فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا رَسُولُ الله ﷺ حِينَ تَلَاعَنَا وَتَمَّ حَدِيثُ مُسَدَّدٍ، وَقالَ الآخَرُونَ: إنَّهُ شَهِدَ النَّبيَّ ﷺ فَرَّقَ بَيْنَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ فَقالَ الرَّجُلُ: كَذَبْتُ عَلَيْهَا يَارَسُولَ الله! إنْ أَمْسَكْتُهَا.

میں رسول اللہ ﷺ کے دور میں اس وقت حاضر تھا جب دونوں میاں بیوی نے لعان کیا تھا' میری عمر اس وقت پندرہ سال تھی۔ جب انہوں نے لعان کیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان میں تفریق کرا دی۔ یہاں تک مسدد کی روایت مکمل ہوگئی۔ مگر دوسروں (وہب بن بیان' احمد بن عمرو بن سَرح اور عمرو بن عثمان) نے کہا کہ وہ نبی ﷺ کے پاس حاضر تھا اور آپ نے لعان کرنے والے میاں بیوی کے درمیان تفریق کرا دی تو شوہر نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر میں اسے اپنے پاس رکھوں تو (گویا) میں نے اس پر جھوٹ بولا ہے۔

716

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَبَعْضُهُمْ لَمْ يَقُلْ عَلَيْهَا.

امام ابوداود نے کہا: کچھ راویوں نے [عَلَيْهَا] کا لفظ ذکر نہیں کیا۔ (صرف [كَذَبْتُ] کہا)

قالَ أَبُو دَاوُدَ: لَمْ يُتَابِعِ ابْنَ عُيَيْنَةَ أَحَدٌ عَلَى أَنَّهُ فَرَّقَ بَيْنَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ.

امام ابو داود کہتے ہیں کہ ''لعان کرنے والوں میں تفریق'' کے بیان میں سفیان بن عیینہ کا کوئی متابع (مؤید) نہیں ہے۔

فائدہ: ان زوجین میں تفریق فسخ کی بنا پر تھی نہ کہ طلاق کی بنا پر' کیونکہ یہ طلاق رسول اللہ ﷺ کے فرمان سے نہ تھی جیسے کہ پیچھے گزرا ہے۔ اور تفریق کا مطلب یہاں یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لعان کا یہ حکم بیان کیا کہ اس کے بعد دونوں میاں بیوی اکٹھے نہیں رہ سکتے۔ ان کے درمیان ہمیشہ کے لیے جدائی (تفریق) ہوگئی ہے۔

۲۲۵۲- حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ دَاوُدَ الْعَتَكِيُّ: حَدَّثَنا فُلَيْحٌ عن الزُّهْرِيِّ، عنْ سَهْلِ بنِ سَعْدٍ في هٰذَا الْحَدِيثِ: وَكَانَتْ حَامِلًا فَأَنْكَرَ حَمْلَهَا فَكَانَ ابْنُهَا يُدْعَى

۲۲۵۲- حضرت سہل بن سعد ؓ اس حدیث میں بیان کرتے ہیں کہ وہ عورت حاملہ تھی تو شوہر نے اس کے حمل کا انکار کیا۔ چنانچہ لڑکے کو ماں کی نسبت سے پکارا جاتا تھا۔ اور پھر وراثت میں بھی یہی طریقہ چل پڑا کہ

۲۲۵۲ـ تخريج: أخرجه البخاري، التفسير، سورة النور، باب: ﴿والخامسة أن لعنة الله عليه إن كان من الكاذبين﴾، ح: ٤٧٤٦ عن سليمان بن داود العتكي به.

إِلَيْهَا ثُمَّ جَرَتِ السُّنَّةُ في المِيرَاثِ أَنْ يَرِثَهَا وَتَرِثَ مِنْهُ مَا فَرَضَ الله عَزَّوَجَلَّ لَهَا .

بچہ اپنی ماں کا وارث بنتا اور ماں اپنے بچے کی وارث بنتی جتنا کہ اللہ عزوجل نے اس کا حصہ مقرر کیا ہے۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ اگر کوئی شوہر اپنی بیوی کے حمل کا انکار کر دے تو قاضی ان کے مابین لعان کرا دے اور بچہ اپنی ماں کی طرف منسوب ہوگا۔

**۲۲۵۳- حَدَّثَنا** عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا جَرِيرٌ عن الأعْمَشِ، عن إبراهِيمَ، عن عَلْقَمَةَ، عنْ عَبْدِ الله [بْنِ مسعودٍ] قالَ: إنَّا لَلَيْلَةَ جُمُعَةٍ في المَسْجِدِ، إذْ دَخَلَ رَجُلٌ مِنَ الأنْصَارِ في المَسْجِدِ، فَقالَ: لَوْ أنَّ رَجُلًا وَجدَ مَعَ امْرَأتِهِ رَجُلًا فَتكَلَّمَ بِهِ جَلَدْتُمُوهُ، أوْ قَتَلَ قَتَلْتُمُوهُ، فَإنْ سَكَتَ سَكَتَ عَلَى غَيْظٍ! وَالله! لأَسْأَلَنَّ عَنْهُ رَسُولَ الله ﷺ، فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ أَتَى رَسُولَ الله ﷺ، فَسَأَلَهُ، فَقَالَ: لَوْ أَنَّ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا فَتكَلَّمَ بِهِ جَلَدْتُمُوهُ أوْ قَتَلَ قَتَلْتُمُوهُ أوْ سَكَتَ سَكَتَ عَلَى غَيْظٍ، فَقَالَ: «اللَّهُمَّ! افْتَحْ» وَجَعَلَ يَدْعُو، فَنَزَلَتْ آيَةُ اللِّعَانِ: ﴿وَٱلَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَٰجَهُمْ وَلَمْ يَكُن لَّهُمْ شُهَدَآءُ﴾ [النور: ٦] هٰذِهِ الآيَة، فَابْتُلِيَ بِهِ ذٰلِكَ الرَّجُلُ مِنْ بَيْنِ النَّاسِ، فَجَاءَ هُوَ وَامْرَأَتُهُ إِلَى رَسُولِ الله ﷺ، فَتَلَاعَنَا، فَشَهِدَ الرَّجُلُ أَرْبَعَ شَهادَاتٍ بالله إنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ ثُمَّ لَعَنَ الْخَامِسَةَ عَلَيْهِ إنْ كانَ مِنَ الْكَاذِبِينَ. قالَ

۲۲۵۳۔ حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ ایک جمعے کی رات ہم مسجد میں تھے کہ ایک انصاری شخص مسجد میں داخل ہوا اور کہنے لگا: اگر کوئی اپنی بیوی کے ساتھ کسی اجنبی کو پائے اور اس کا اظہار کرے اور بولے تو تم لوگ (تہمت کی وجہ سے) اس کو کوڑے مارو گے یا اگر قتل کر دے تو تم اس کو بھی قتل کر ڈالو گے (قصاص میں) اور اگر وہ خاموش رہے تو انتہائی غیظ وغضب کی بات پر خاموش رہتا ہے۔ قسم اللہ کی! میں اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے ضرور دریافت کروں گا۔ چنانچہ اگلا دن ہوا تو وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے پوچھا اور کہنے لگا: اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ کسی اجنبی کو پائے اور پھر بولے تو آپ اسے کوڑے ماریں گے (تہمت کی وجہ سے) یا اگر قتل کر دے تو آپ اسے کوڑے ماریں گے (قصاص میں) اور اگر خاموش رہے تو انتہائی غیظ وغضب کی بات پر خاموش رہتا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے اللہ! معاملہ واضح فرما دے۔“ اور دعا کرنے لگے حتی کہ لعان کی آیت نازل ہوئی: ﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَاءُ﴾ اور جو لوگ اپنی بیویوں کو الزام لگائیں اور ان



**۲۲۵۳۔ تخريج:** أخرجه مسلم، اللعان، ح: ١٤٩٥ من حديث جرير بن عبدالحميد به.

فَذَهَبَتْ لِتَلْتَعِنَ فَقالَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ: «مَهْ»، فَأَبَتْ فَفَعَلَتْ، فَلَمَّا أَدْبَرَا قَالَ: «لَعَلَّهَا أَنْ تَجِيءَ بِهِ أَسْوَدَ جَعْدًا»، فَجَاءَتْ بِهِ أَسْوَدَ جَعْدًا.

کے پاس اپنے سوا اور کوئی گواہ نہ ہوں۔'' چنانچہ یہی آدمی اس آفت میں مبتلا کر دیا گیا' پھر وہ اور اس کی بیوی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے' دونوں نے لعان کیا۔ مرد نے چار شہادتیں دیں کہ اللہ کی قسم! میں سچا ہوں اور پانچویں بار کہا: اگر میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر اللہ کی لعنت ہو۔ پھر جب وہ عورت بھی اسی طرح لعنت کے لیے تیار ہوئی تو نبی ﷺ نے اس سے فرمایا: ''رک جاؤ (خیال کرو۔) مگر اس نے انکار کر دیا اور لعنت کی بددعا کر دی۔ جب وہ دونوں چلے گئے تو آپ نے فرمایا: ''شاید یہ بچہ جنے گی جو کالے رنگ اور گھنگریالے بالوں والا ہوگا۔'' چنانچہ وہ پیدا ہوا تو کالے رنگ اور گھنگریالے بالوں والا ہی تھا۔



٢٢٥٤- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنا ابنُ أبي عَدِيٍّ: أنبأنا هِشَامُ بنُ حَسَّانَ: حَدَّثَني عِكْرِمَةُ عن ابن عَبَّاسٍ: أَنَّ هِلَالَ بنَ أُمَيَّةَ قَذَفَ امْرَأَتَهُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ بِشَرِيكِ بن سَحْماءَ، فَقالَ النَّبِيُّ ﷺ: «الْبَيِّنَةَ أَوْ حَدٌّ في ظَهْرِكَ»، فَقالَ: يَارَسُولَ الله! إذَا رَأَى أَحَدُنَا رَجُلًا عَلَى امْرَأَتِهِ يَلْتَمِسُ الْبَيِّنَةَ؟! فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ: «الْبَيِّنَةَ وَإِلَّا فَحَدٌّ في ظَهْرِكَ»، فَقالَ هِلَالٌ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بالْحَقِّ نَبِيًّا! إِنِّي لَصَادِقٌ وَلَيُنْزِلَنَّ الله في أَمْرِي مَا يُبَرِّئُ بِهِ ظَهْرِي مِنَ الْحَدِّ، فَنَزَلَتْ: ﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ

٢٢٥٤- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ ہلال بن امیہ ؓ نے اپنی بیوی کو شریک بن سحماء کے ساتھ مُتّہم کیا۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''گواہ لاؤ' ورنہ تمہاری کمر پر حد ہے۔'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! جب ہم میں سے کوئی شخص کسی کو اپنی بیوی پر دیکھے تو بھلا وہ گواہ ڈھونڈنے جائے گا؟ مگر نبی ﷺ فرماتے رہے: ''گواہ لاؤ' ورنہ تمہاری کمر پر حد ہے۔'' تو ہلال کہنے لگا: قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ نبی مبعوث فرمایا ہے! میں یقیناً سچا ہوں اور اللہ عزوجل بالضرور میرے بارے میں کچھ نازل فرمائے گا جو میری کمر کو حد سے بری کر دے گا۔ چنانچہ یہ آیات نازل ہوئیں: ﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَ لَمْ يَكُنْ لَّهُمْ

---

٢٢٥٤_ تخريج: أخرجه البخاري، الشهادات، باب: إذا ادعى أو قذف فله أن يلتمس البينة ... الخ، ح: ٢٦٧١، والترمذي، ح: ٣١٧٩، وابن ماجه، ح: ٢٠٦٧ ثلاثتهم عن محمد بن بشار به.

أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُن لَّهُمْ شُهَدَآءُ إِلَّآ أَنفُسُهُمْ﴾ قَرَأَ حَتَّى بَلَغَ مِنَ الصَّادِقِينَ، فَانْصَرَفَ النَّبِيُّ ﷺ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِمَا فَجَاءَا فَقَامَ هِلَالُ بْنُ أُمَيَّةَ فَشَهِدَ وَالنَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ: «الله يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ، فَهَلْ مِنْكُمَا مِنْ تَائِبٍ؟» ثُمَّ قَامَتْ فَشَهِدَتْ، فَلَمَّا [كَانَتْ] عِنْدَ الْخَامِسَةِ أَنَّ غَضَبَ الله عَلَيْهَا إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ، وَقَالُوا لَهَا: إِنَّهَا مُوجِبَةٌ قَالَ ابنُ عَبَّاسٍ: فَتَلَكَّأَتْ وَنَكَصَتْ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهَا سَتَرْجِعُ، فَقَالَتْ لَا أَفْضَحُ قَوْمِي سَائِرَ الْيَوْمِ، فَمَضَتْ، فقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَبْصِرُوها فَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أَكْحَلَ الْعَيْنَيْنِ سَابِغَ الأَلْيَتَيْنِ خَدَلَّجَ السَّاقَيْنِ فَهُوَ لِشَرِيكِ ابنِ سَحْمَاءَ»، فَجَاءَتْ بِهِ كَذٰلِكَ، فقالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَوْلَا مَا مَضَى مِنْ كِتَابِ الله لَكَانَ لِي وَلَهَا شَأْنٌ».

شُهَدَاءُ إِلَّا أَنفُسُهُمْ﴾ حتی کہ ﴿مِنَ الصَّادِقِينَ﴾ تک پہنچے۔ پھر نبی ﷺ چلے گئے اور ان دونوں کو بلا بھیجا اور وہ دونوں آ گئے۔ ہلال بن امیہ کھڑے ہوئے اور گواہی دی اور نبی ﷺ فرما رہے تھے: ”اللہ جانتا ہے کہ تم میں سے ایک جھوٹا ہے‘ تو کیا تم میں سے کوئی توبہ کرتا ہے؟“ پھر وہ عورت کھڑی ہوئی اور گواہی دی اور جب پانچویں بار کہنے لگی: ”مجھ پر اللہ کا غضب ہو اگر یہ سچا ہے۔“ تو لوگوں نے اس سے کہا: یہ قسم (اللہ کی لعنت اور غضب کو) واجب اور لازم کر دینے والی ہے۔ ابن عباس ؓ نے کہا: عورت قدرے ٹھٹکی (بولنے میں جھجکی) اور پیچھے ہٹی‘ ہم سمجھے کہ شاید رجوع کر لے گی مگر اس نے کہا: میں اپنی قوم کو ہمیشہ کے لیے رسوا نہیں کر سکتی۔ اور پانچویں قسم کے الفاظ کہہ ڈالے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اسے دیکھنا‘ اگر اس نے بچہ جنا سرمگیں آنکھوں والا‘ بھری بھری سرینوں اور موٹی موٹی پنڈلیوں والا‘ تو یہ شریک بن سحماء کا ہوگا (جس کے ساتھ اس کو متہم کیا گیا ہے۔“) چنانچہ اس نے اسی طرح کا بچہ جنا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اگر کتاب اللہ کا فیصلہ نہ ہوتا تو میں اسے نشان عبرت بنا ڈالتا (اس پر حد جاری کرتا۔“)

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهٰذَا مِمَّا تَفَرَّدَ بِهِ أَهْلُ الْمَدِينَةِ حَدِيثُ ابنِ بَشَّارٍ حَدِيثُ هِلَالٍ.

امام ابوداود فرماتے ہیں کہ محمد بن بشار کی یہ روایت یعنی حدیث ہلال بیان کرنے میں اہل مدینہ متفرد ہیں۔

**فائدہ:** انسان کتنا ظاہر بین ہے کہ آخرت کے معاملے کو بعید اور پوشیدہ سمجھتا ہے‘ لیکن نور ایمان ہی سے یہ فاصلے پاٹے جاتے ہیں۔

**٢٢٥٥- حَدَّثَنَا** مَخْلَدُ بْنُ خَالِدٍ

٢٢٥٥-حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ

---

**٢٢٥٥ـ تخريج:** [صحيح] أخرجه النسائي، الطلاق، باب الأمر بوضع اليد على في المتلاعنين عند الخامسة،

الشَّعِيرِيُّ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن عَاصِمِ بنِ كُلَيْبٍ، عنْ أبِيهِ، عنِ ابنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ رَجُلًا حِينَ أَمَرَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ أَنْ يَتَلاعَنَا أَنْ يَضَعَ يَدَهُ عَلَى فِيهِ عِنْدَ الْخَامِسَةِ يَقُولُ: إِنَّهَا مُوجِبَةٌ.

نبی ﷺ نے جب لعان کرنے والوں سے قسمیں کھانے کو کہا تو پانچویں قسم کے وقت آپ نے ایک شخص سے فرمایا: ''اس مرد کے منہ پر ہاتھ رکھو۔ اسے کہو یہ واجب کرنے والی ہے (اللہ کے غضب' لعنت اور عذاب کو۔)

فائدہ: قاضی کو چاہیے کہ موقع بموقع فریقین کو قسم کے اقدام سے باز رہنے کی تلقین کرے' کیونکہ دنیا کی عار اور یہاں کی سزا تو عارضی ہے مگر اللہ کی لعنت اور غضب دائمی ہے۔ ولا حول ولاقوة الابالله.

٢٢٥٦- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ هارُونَ: أخبرنا عَبَّادُ بنُ مَنْصُورٍ عن عِكْرِمَةَ، عن ابن عَبَّاسٍ قالَ: جَاءَ هِلَالُ بنُ أُمَيَّةَ وَهُوَ أَحَدُ الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ تَابَ الله عَلَيْهِمْ فَجَاءَ مِنْ أَرْضِهِ عِشَاءً فَوَجَدَ عِنْدَ أَهْلِهِ رَجُلًا، فَرَأَى بِعَيْنَيْهِ وَسَمِعَ بِأُذُنَيْهِ فَلَمْ يَهِجْهُ حَتَّى أَصْبَحَ، ثُمَّ غَدَا عَلَى رَسُولِ الله ﷺ، فقالَ: يَارَسُولَ الله! إِنِّي جِئْتُ أَهْلِي عِشَاءً، فَوَجَدْتُ عِنْدَهُمْ رَجُلًا، فَرَأَيْتُ بِعَيْنَيَّ وَسَمِعْتُ بِأُذُنَيَّ، فَكَرِهَ رَسُولُ الله ﷺ مَا جَاءَ بِهِ وَاشْتَدَّ عَلَيْهِ، فَنَزَلَتْ: ﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُن لَّهُمْ شُهَدَآءُ إِلَّآ أَنفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ أَحَدِهِمْ﴾ [النور: ٦، ٧] الآيَتَيْنِ كِلْتَيْهِمَا، فَسُرِّيَ عَنْ رَسُولِ الله ﷺ: فَقَالَ: «أَبْشِرْ يَاهِلَالُ! قَدْ

٢٢٥٦- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ ہلال بن امیہ ؓ (اپنے گھر میں) آئے اور یہ ان افراد میں سے ایک ہیں (جو جنگ تبوک میں پیچھے رہ گئے تھے اور) جن کی توبہ اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی تھی۔ یہ اپنی زمین پر سے رات کو گھر آئے تو اپنی اہلیہ کے پاس ایک آدمی کو پایا۔ اس کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اپنے کانوں سے سنا مگر اس کو دوڑایا نہیں حتی کہ صبح ہوگئی۔ پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں عشاء کے وقت اپنے گھر والوں کے پاس آیا تو میں نے ان کے پاس ایک آدمی کو پایا۔ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اپنے کانوں سے سنا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس خبر کو ناپسند کیا اور آپ پر یہ بہت گراں گزری۔ پھر یہ آیتیں نازل ہوئیں: ﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَ لَمْ يَكُن لَّهُمْ شُهَدَاءُ إِلَّا أَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ أَحَدِهِمْ...﴾ آپ سے وحی کی کیفیت دور



---

ح: ٣٥٠٢ من حديث سفيان به، ولأصل الحديث شواهد.

**٢٢٥٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف]** أخرجه أحمد: ١/ ٢٣٨ عن يزيد بن هارون به * عباد بن منصور تقدم حاله، ح: ١٣٣.

جَعَلَ الله [عز وجل] لَكَ فَرَجًا وَمَخْرَجًا». قَالَ هِلَالٌ: قَدْ كُنْتُ أَرْجُو ذَاكَ مِنْ رَبِّي، فَقَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «أَرْسِلُوا إِلَيْهَا»، فَجَاءَتْ فَتَلَا عَلَيْهِمَا رَسُولُ الله ﷺ وَذَكَّرَهُمَا، وَأَخْبَرَهُمَا أَنَّ عَذَابَ الآخِرَةِ أَشَدُّ مِنْ عَذَابِ الدُّنْيَا. فَقَالَ هِلَالٌ: وَالله! لَقَدْ صَدَقْتُ عَلَيْهَا، فَقَالَتْ: قَدْ كَذَبَ، فَقَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لاعِنُوا بَيْنَهُمَا»، فَقِيلَ لِهِلَالٍ: اشْهَدْ، فَشَهِدَ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِالله إِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ، فَلَمَّا كَانَتِ الْخَامِسَةُ قِيلَ لَهُ: يَاهِلَالُ! اتَّقِ الله فَإِنَّ عَذَابَ الدُّنْيَا أَهْوَنُ مِنْ عَذَابِ الآخِرَةِ، وَإِنَّ هٰذِهِ الْمُوجِبَةُ الَّتِي تُوجِبُ عَلَيْكَ الْعَذَابَ، فَقَالَ: والله! لَا يُعَذِّبُنِي الله عَلَيْهَا كما لَمْ يَجْلِدْنِي عَلَيْهَا، فَشَهِدَ الْخَامِسَةَ أَنَّ لَعْنَةَ الله عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِينَ، ثُمَّ قِيلَ لَهَا: اشْهَدِي فَشَهِدَتْ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بالله إِنَّهُ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ، فَلَمَّا كَانَتِ الْخَامِسَةُ قِيلَ لَهَا: اتَّقِي الله فَإِنَّ عَذَابَ الدُّنْيَا أَهْوَنُ مِنْ عَذَابِ الآخِرَةِ، وَإِنَّ هٰذِهِ الْمُوجِبَةُ الَّتِي تُوجِبُ عَلَيْكِ الْعَذَابَ، فَتَلَكَّأَتْ سَاعَةً، ثُمَّ قَالَتْ: وَالله! لَا أَفْضَحُ قَوْمِي فَشَهِدَتِ الْخَامِسَةَ أَنَّ غَضَبَ الله عَلَيْهَا إِنْ كانَ مِنَ الصَّادِقِينَ. فَفَرَّقَ رَسُولُ الله ﷺ بَيْنَهُمَا، وَقَضَى أَنْ لَا يُدْعَى وَلَدُهَا لأَبٍ، وَلَا تُرْمَى وَلَا يُرْمَى وَلَدُهَا، وَمَنْ رَمَاهَا أَوْ

ہوئی تو آپ نے فرمایا: ہلال خوش ہو جاؤ! اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے آسانی فرما دی ہے اور اس الجھن سے نکلنے کی سبیل پیدا کر دی ہے۔'' ہلال کہنے لگے: تحقیق مجھے اپنے رب سے اسی کی امید تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عورت کو بلواؤ۔'' وہ آ گئی تو آپ نے ان دونوں پر یہ آیتیں تلاوت فرمائیں' آپ نے ان دونوں کو نصیحت فرمائی اور انہیں بتایا کہ آخرت کا عذاب دنیا کے عذاب کے مقابلے میں انتہائی سخت ہے۔ ہلال نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے اس کے بارے میں سچ کہا ہے۔ وہ کہنے لگی: یقیناً جھوٹ کہتا ہے۔ تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ان کے مابین لعان کراؤ۔'' تو ہلال سے کہا گیا: شہادت دو تو اس نے چار دفعہ کہا: اللہ کی قسم! میں البتہ سچا ہوں۔ جب پانچویں قسم کی باری آئی تو اسے کہا گیا: اے ہلال! اللہ سے ڈر' بلاشبہ دنیا کی سزا آخرت کے مقابلے میں بہت ہلکی ہے۔ اور یہ (پانچویں) قسم تجھ پر اللہ کے عذاب کو واجب کر دینے والی ہے۔ اس نے کہا: اللہ کی قسم! اللہ مجھے اس پر عذاب نہیں دے گا جیسے کہ اس نے مجھے اس پر (جھٹلایا نہیں اور) کوئی سزا نہیں دی ہے۔ چنانچہ اس نے پانچویں قسم اٹھائی اور کہا: مجھ پر اللہ کی لعنت ہو اگر میں جھوٹا ہوں۔ پھر عورت سے کہا گیا کہ قسمیں اٹھاؤ تو اس نے چار قسمیں اٹھائیں کہ اللہ کی قسم! یہ آدمی یقیناً جھوٹا ہے۔ جب پانچویں کی باری آئی تو اسے کہا گیا: اللہ سے ڈر جا۔ بلاشبہ دنیا کی سزا آخرت کے مقابلے میں بہت ہلکی ہے۔ اور یہ (پانچویں) قسم واجب کرنے والی ہے جو تجھ پر عذاب کو لازم کر دے

رَمَى وَلَدَهَا فَعَلَيْهِ الْحَدُّ. وَقَضَى أنْ لَا بَيْتَ لَهَا عَلَيْهِ وَلَا قُوتَ مِنْ أَجْلِ أَنَّهُمَا يَتَفَرَّقَانِ مِنْ غَيْرِ طَلَاقٍ وَلَا مُتَوَفَّى عَنْهَا، وَقالَ: «إنْ جَاءَتْ بِهِ أُصَيْهِبَ أُرَيْصِحَ أُثَيْبِجَ حَمْشَ السَّاقَيْنِ فَهُوَ لِهِلَالٍ، وَإنْ جَاءَتْ بِهِ أوْرَقَ جَعْدًا جُمَالِيًّا خَدَلَّجَ السَّاقَيْنِ سَابِغَ الأَلْيَتَيْنِ فَهُوَ لِلَّذِي رُمِيَتْ بِهِ»، فَجَاءَتْ بِهِ أوْرَقَ جَعْدًا جُمَالِيًّا خَدَلَّجَ السَّاقَيْنِ سَابِغَ الأَلْيَتَيْنِ، فقال رَسُولُ الله ﷺ: «لَوْلَا الْأيْمَانُ لَكَانَ لِي وَلَها شَأْنٌ».

گی۔تو وہ ایک لمحے کے لیے ٹھٹکی اور توقف کیا' پھر بولی: اللہ کی قسم! میں اپنی قوم کو رسوانہیں کر سکتی اور پانچویں قسم بھی اٹھا گئی کہ اللہ کا غضب ہو مجھ پر اگر یہ شخص سچا ہو۔ تب رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں کے درمیان تفریق کرا دی اور فیصلہ فرما دیا کہ بچہ باپ کی طرف منسوب نہیں ہوگا' نہ اس عورت کو تہمت لگائی جائے اور نہ اس کے بچے کو کوئی طعنہ دیا جائے۔جس کسی نے اس عورت کو تہمت لگائی یا بچے کو طعنہ دیا تو اس پر حد ہے۔آپ نے فیصلہ فرمایا کہ اس عورت کے لیے خاوند پر نہ سکنی (رہائش) لازم ہے نہ نفقہ (خرچہ)' کیونکہ یہ دونوں طلاق کے بغیر علیحدہ ہو رہے تھے اور نہ خاوند فوت ہوا تھا۔آپ نے فرمایا: ''اگر اس کا بچہ قدرے سرخ بالوں والا' ہلکے سرینوں والا' ابھری کمر والا اور باریک پنڈلیوں والا ہوا تو یہ ہلال کا ہوگا۔اور اگر وہ گندم گوں' گھنگھریالے بالوں والا' کھلے اور بڑے اعضا والا' بھاری پنڈلیوں اور سرینوں والا ہوا تو یہ اس کا ہوگا جس کے ساتھ اس پر الزام لگایا گیا ہے۔'' چنانچہ اس نے بچہ جنا تو وہ گندمی رنگ' گھنگھریالے بالوں والا' کھلے اور بڑے اعضا والا اور بھاری پنڈلیوں اور سرینوں والا تھا۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر قسمیں نہ اٹھائی گئی ہوتیں تو میں اسے حد لگاتا۔(یا نشان عبرت بنا دیتا۔'')



قال عِكْرِمَةُ: فَكَانَ بَعْدَ ذَلِكَ أمِيرًا عَلَى [مِصْرَ] وَمَا يُدْعَى لِأَبٍ.

عکرمہ نے کہا: یہ بچہ بعد میں قبیلۂ مضر کا سردار بنا تھا مگر باپ کی طرف نسبت نہ کیا جاتا تھا۔

**فوائد ومسائل:** ① یہ روایت ضعیف ہے۔مِصْر (جو ہمارے نسخے میں ہے) صاحب عون اور صاحب بذل نے اسے مُضَر قرار دے کر اس سے قبیلۂ مُضَر مراد لیا ہے۔ترجمے میں اسی مفہوم کو اختیار کیا گیا ہے۔لیکن ابوداود کے

بعض نسخوں میں یہ مِصْرٍ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ بچہ بڑا ہو کر کسی شہر کا حاکم بنا۔ دیکھیے: (سنن ابی داود، بتحقیق محمد عوامه: ۱۰۰/۳، دارالقبلة لثقافة الإسلامية، جدہ) ② آیت لعان کی بابت اختلاف ہے کہ یہ آیت ہلال بن امیہ کے لیے اتری یا عویمر عجلانی کے لیے، جمہور علماء کے نزدیک یہ آیت ہلال بن امیہ کے لیے نازل ہوئی کیونکہ ہلال بن امیہ کا لعان اسلام میں سب سے پہلے ہوا، جبکہ بعض علماء نے کہا کہ شاید دونوں کے حق میں نازل ہوئی ہو وہ اس طرح کہ دونوں ہی اس مسئلہ کو پوچھ چکے ہوں، پھر یہ آیت نازل ہوئی ہو۔ واللہ اعلم.

**٢٢٥٧- حَدَّثَنا** أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ بنُ عُيَيْنَةَ قال: سَمِعَ عَمْرٌو سَعِيدَ بنَ جُبَيْرٍ يقُولُ: سَمِعْتُ ابنَ عُمَرَ يقُولُ: قال رَسُولُ الله ﷺ لِلْمُتَلَاعِنَيْنِ: «حِسَابُكُمَا عَلَى الله، أَحَدُكُمَا كَاذِبٌ لا سَبِيلَ لَكَ عَلَيْهَا». قالَ: يَارَسُولَ الله! مَالِي. قالَ: «لا مَالَ لَكَ، إنْ كُنْتَ صَدَقْتَ عَلَيْهَا فَهُوَ بِمَا اسْتَحْلَلْتَ مِنْ فَرْجِهَا، وَإِنْ كُنْتَ كَذَبْتَ عَلَيْهَا فَذَاكَ أَبْعَدُ لَكَ».

۲۲۵۷-حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے لعان کرنے والوں کو کہا: ”تمہارا حساب اللہ کے پاس ہے۔ تم دونوں میں سے ایک تو جھوٹا ہے۔ اور (شوہر سے کہا کہ) تجھے اس پر کوئی حق حاصل نہیں رہا۔“ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرا مال؟ آپ نے فرمایا: ”تیرے لیے کوئی مال نہیں۔ اگر تو سچا ہے تو وہ اس کا بدل ہے جو تو نے اس کی عصمت کو حلال کیا۔ اور اگر اس پر جھوٹ بولا ہے تو وہ تیرے لیے اور بھی بعید تر ہے۔“ (ایک طرف تہمت لگائے اور اس پر مزید یہ کہ مال بھی مانگے۔)

فائدہ: لعان کی صورت میں شوہر کو حق مہر سے کچھ نہیں ملے گا۔

**٢٢٥٨- حَدَّثَنَا** أَحْمَدُ بنُ مُحمَّدِ بنِ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا إسْمَاعِيلُ: حَدَّثَنا أَيُّوبُ عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ قال: قُلْتُ لابنِ عُمَرَ: رَجُلٌ قَذَفَ امْرَأَتَهُ قال: فَرَّقَ رَسُولُ الله ﷺ بَيْنَ أَخَوَيْ بَنِي الْعَجْلَانِ وَقال: «الله

۲۲۵۸- جناب سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے پوچھا کہ کوئی شخص اپنی بیوی کو تہمت لگائے تو......؟ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے بنی عجلان کے ایک جوڑے میں تفریق کرا دی تھی (عویمر اور اس کی بیوی میں) اور فرمایا تھا: ”اللہ ہی

---

**٢٢٥٧ـ تخريج:** أخرجه البخاري، الطلاق، باب قول الإمام للمتلاعنين: إن أحدكما كاذب فهل منكما من تائب؟، ح: ٥٣١٢، ومسلم، اللعان، ح: ١٤٩٣/ ٥ من حديث سفيان بن عيينة به.

**٢٢٥٨ـ تخريج:** أخرجه البخاري، الطلاق، باب صداق الملاعنة، ح: ٥٣١١ من حديث إسماعيل ابن علية، ومسلم، اللعان، ح: ١٤٩٣/ ٦ من حديث أيوب السختياني به.

يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ، فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ»، يُرَدِّدُهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فأَبَيَا، فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا.

خوب جانتا ہے تم دونوں میں سے ایک جھوٹا ہے تو کیا تم میں سے کوئی توبہ کر رہا ہے؟'' آپ نے اپنی یہ بات تین بار دہرائی مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ چنانچہ آپ نے ان میں تفریق کرادی۔

**۲۲۵۹- حَدَّثَنا** الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ: أَنَّ رَجُلًا لَاعَنَ امْرَأَتَهُ فِي زَمَانِ رَسُولِ الله ﷺ وَانْتَفَى مِنْ وَلَدِهَا، فَفَرَّقَ رَسُولُ الله ﷺ بَيْنَهُمَا وَأَلْحَقَ الْوَلَدَ بالمَرْأَةِ.

۲۲۵۹- حضرت ابن عمر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک شخص نے اپنی بیوی سے لعان کیا اور بچے کا انکار کیا تو آپ نے ان کے مابین علیحدگی کرادی اور بچے کو عورت کی طرف منسوب کر دیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: الَّذِي تَفَرَّدَ بِهِ مَالِكٌ قَوْلُهُ: وَأَلْحَقَ الْوَلَدَ بالمَرْأَةِ وَقال يُونُسُ عن الزُّهْرِيِّ، عن سَهْلِ بنِ سَعْدٍ في حَدِيثِ اللِّعَانِ: وَأَنْكَرَ حَمْلَهَا فكَانَ ابْنُهَا يُدْعَى إلَيْهَا.

امام ابوداود فرماتے ہیں کہ امام مالک ؒ یہ جملہ روایت کرنے میں متفرد ہیں یعنی [وَأَلْحَقَ الْوَلَدَ بِالْمَرْأَةِ] اور یونس بواسطہ زہری' سہل بن سعد سے روایت کرتے ہیں کہ شوہر نے اس کے حمل کا انکار کر دیا تو بچے کو عورت کی طرف منسوب کیا جاتا تھا۔

## (المعجم ۲۷، ۲۸) - بَابٌ: إِذَا شَكَّ فِي الْوَلَدِ (التحفة ۲۸)

## باب: ۲۷'۲۸- باپ جب بچے کے بارے میں شک وشبہ کا اظہار کرے تو......؟

**۲۲۶۰- حَدَّثَنا** ابنُ أبي خَلَفٍ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ، عن سَعِيدٍ، عن أَبي هُرَيْرَةَ قال: جَاءَ رَجُلٌ إلى النَّبِيِّ ﷺ مِنْ بَنِي فَزَارَةَ فقال: إنَّ امْرَأَتي جاءَتْ بِوَلَدٍ أَسْوَدَ، فقال: «هَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ؟» قَالَ: نَعَمْ، قالَ: «مَا أَلْوانُهَا؟» قالَ:

۲۲۶۰- حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ بنوفزارہ کا ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا کہ میری بیوی نے بچے کو جنم دیا ہے جو کالے رنگ کا ہے تو آپ نے فرمایا: ''کیا تیرے پاس اونٹ ہیں؟'' کہا: ہاں۔ آپ نے پوچھا: ''ان کے رنگ کیسے

**۲۲۵۹ـ تخريج:** أخرجه البخاري، الطلاق، باب: يلحق الولد بالملاعنة، ح:۵۳۱۵، ومسلم، اللعان، ح:۱۴۹۴ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۲/ ۵۶۷.

**۲۲۶۰ـ تخريج:** أخرجه مسلم، اللعان، ح:۱۵۰۰ من حديث سفيان بن عيينة به.

حُمْرٌ، قالَ: «فَهَلْ فِيهَا مِنْ أَوْرَقَ؟» قال: إنَّ فِيهَا لَوُرْقًا، قال: «فَأَنّٰى تُرَاهُ؟» قال: عَسَى أَنْ يَكُونَ نَزَعَهُ عِرْقٌ قال: «وَهٰذَا عَسَى أَنْ يَكُونَ نَزَعَهُ عِرْقٌ».

ہیں؟'' کہا: سرخ ہیں۔ آپ نے پوچھا: ''کیا ان میں کوئی گندم گوں (یا سیاہی مائل) بھی ہے؟'' اس نے کہا: ہاں' ان میں سیاہی مائل بھی ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''تیرا کیا خیال ہے...... وہ کہاں سے آئے؟'' اس نے کہا: شاید ان کو کسی رگ نے کھینچا ہو۔ آپ نے فرمایا: ''اس بچے کو بھی شاید کسی رگ نے کھینچا ہو۔''

**فوائد ومسائل:** ① محض رنگ وروپ کی بنا پر اپنے بچے سے انکار کر دینا حرام ہے۔ ہاں کوئی اور واضح دلیل ہو تو اور بات ہے۔ مثلاً شوہر کے غائب رہنے کی صورت میں حمل اور ولادت ہو یا بعد از نکاح چھ ماہ سے کم میں ولادت ہو وغیرہ۔ اس حدیث میں مذکورہ شخص کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ اس کا نام ضمضم بن قتادہ تھا۔ (کتاب الغوامض عبدالغنی بن سعید) ② قاضی' مفتی اور داعی حضرات کو چاہیے کہ شرعی مسائل حکمت سے اور حسب ضرورت واقعاتی مثالوں سے واضح فرمایا کریں۔

٢٢٦١- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا مَعْمرٌ عن الزُّهْرِيِّ بإسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ، قال: وَهُوَ حِينَئِذٍ يُعَرِّضُ بأنْ يَنْفِيَهُ.

٢٢٦١- زہری نے اپنی سند سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کیا اور کہا کہ وہ شخص اپنی بات کہتے ہوئے بچے سے انکار کا اشارہ کر رہا تھا۔

٢٢٦٢- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني يُونُسُ عن ابنِ شِهَابٍ، عن أبي سَلَمَةَ، عن أبي هُرَيْرَةَ: أَنَّ أَعْرَابِيًّا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ، فقالَ: إنَّ امْرَأتي وَلَدَتْ غُلَامًا أَسْوَدَ وَإِنِّي أُنْكِرُهُ. فَذَكَرَ مَعْنَاهُ.

٢٢٦٢- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ ایک اعرابی نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا: میری بیوی نے بچے کو جنم دیا ہے جو کالے رنگ کا ہے اور مجھے اس پر تعجب ہے۔ اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔

**فائدہ:** اس روایت میں [أُنكِرُه] کے معنی [أَستَنكِرُه] ہیں۔ یعنی میرا دل نہیں مانتا۔ اس میں گمان کی بات ہے' یقین کی نہیں۔

---

**٢٢٦١ـ تخريج:** أخرجه مسلم، اللعان، ح: ١٥٠٠ من حديث عبدالرزاق به، انظر الحديث السابق.

**٢٢٦٢ـ تخريج:** أخرجه البخاري، الاعتصام بالكتاب والسنة، باب من شبه أصلاً معلومًا بأصل مبين . . . الخ، ح: ٧٣١٤، ومسلم، اللعان، باب١، ح: ١٥٠٠/ ٢٠ من حديث عبدالله بن وهب به.

(المعجم ٢٨، ٢٩) - **باب التَّغْلِيظِ فِي الانْتِفَاءِ** (التحفة ٢٩)

باب:۲۸، ۲۹- بچے کا انکار کر دینا انتہائی برا عمل ہے

**٢٢٦٣- حَدَّثَنا** أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني عَمْرٌو يَعني ابنَ الْحَارِثِ عن ابنِ الْهادِ، عن عَبْدِ الله بنِ يُونُسَ، عن سَعِيدٍ المَقْبُرِيِّ، عن أَبي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ الله ﷺ يقُولُ حِينَ نَزَلَتْ آيَةُ المُتَلاعِنَيْنِ: «أَيُّما امْرَأَةٍ أدْخَلَتْ عَلَى قَوْمٍ مَنْ لَيْسَ مِنْهُمْ، فَلَيْسَتْ مِنَ الله في شَيْءٍ، وَلَنْ يُدْخِلَهَا اللهُ جَنَّتَهُ. وَأَيُّمَا رَجُلٍ جَحَدَ وَلَدَهُ وَهُوَ يَنْظُرُ إلَيْهِ احْتَجَبَ الله تَعَالَى مِنْهُ وَفَضَحَهُ عَلَى رُؤُوسِ الأَوَّلِينَ وَالآخِرِينَ».

۲۲۶۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب لعان کے متعلق آیت اتری تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”جو عورت کسی قوم میں کسی غیر کو داخل کر دے‘ جو ان میں سے نہ ہو تو وہ اللہ کے ہاں کوئی مقام نہیں رکھتی‘ اور اللہ تعالیٰ اسے اپنی جنت میں ہرگز داخل نہیں کرے گا۔ اور جس شخص نے اپنے بچے کا انکار کیا جبکہ بچہ اس کی طرف دیکھ رہا ہو‘ تو اللہ تعالیٰ اس سے حجاب فرما لے گا اور اوّلین و آخرین کے روبرو اسے رسوا کرے گا۔“

فائدہ: کوئی عورت کہیں بدکاری کرے اور حاملہ ہو جائے اور پھر بچے کو شوہر اور اس کی قوم سے ملا دے یا کوئی باپ بلاوجہ معقول ومشروع بچے سے انکار کر دے تو یہ انتہائی مکروہ اور غلیظ کام ہے۔ اور یہ دونوں عمل کبائر میں سے ہیں۔

(المعجم ٢٩، ٣٠) - **بَابٌ: فِي ادِّعَاءِ وَلَدِ الزِّنَا** (التحفة ٣٠)

باب:۲۹، ۳۰- ولد الزنا بچے کی ملکیت کے احکام ومسائل

**٢٢٦٤- حَدَّثَنا** يَعْقُوبُ بنُ إبراهِيمَ: حَدَّثَنا مُعْتَمِرٌ عن سَلْمٍ يَعْني ابنَ أَبي الذَّيَّالِ: حدثني بَعْضُ أَصْحَابِنَا عن سَعِيدِ

۲۲۶۴- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اسلام میں زنا کاری کا کوئی تصور اور مقام نہیں‘ جس کسی نے ایام جاہلیت میں یہ عمل

---

**٢٢٦٣ـ تخريج:** [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الطلاق، باب التغليظ في الانتفاء من الولد، ح:٣٥١١ من حديث يزيد بن عبدالله بن الهاد به، ورواه ابن ماجه، ح:٢٧٤٣ من حديث سعيد المقبري به، وصححه ابن حبان (موارد)، ح:١٣٣٥، والحاكم على شرط مسلم:٢/ ٢٠٢، ٢٠٣، ووافقه الذهبي * عبدالله بن يونس حسن الحديث على الراجح.

**٢٢٦٤ـ تخريج:** [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد:١/ ٣٦٢ من حديث معتمر به * بعض أصحابنا لم أعرفه.

ابنِ جُبَيْرٍ، عن ابن عَبَّاسٍ أَنَّهُ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «لَا مُسَاعَاةَ في الْإِسلَامِ مَنْ سَاعَى في الْجَاهِلِيَّةِ فَقَدْ لَحِقَ بِعصَبَتِهِ، وَمَنِ ادَّعَى وَلَدًا مِنْ غَيْرِ رِشْدَةٍ فَلَا يَرِثُ وَلَا يُورَثُ».

بدکیا ہوتو بچہ اس کے عصبہ ہی سے ملحق ہوگا۔ اور جو کوئی نکاح صحیح کے بغیر کسی بچے کا دعویٰ کرے (زنا کی وجہ سے) تو نہ وہ باپ اس بچے کا وارث ہوگا اور نہ وہ بیٹا اس باپ کا۔''

٢٢٦٥- حَدَّثَنا شَيْبَانُ بنُ فَرُّوخَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ رَاشِدٍ؛ ح: وَحَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ هَارُونَ: أخبرنا مُحَمَّدُ بنُ رَاشِدٍ وَهُوَ أَشْبَعُ عَنْ سُلَيْمانَ بن مُوسَى، عَنْ عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عن أَبِيهِ، عنْ جَدِّهِ قالَ: إنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَضَى أَنَّ كلَّ مُسْتَلْحَقٍ اسْتُلْحِقَ بَعْدَ أَبِيهِ الَّذِي يُدْعَى لَهُ ادَّعَاهُ وَرَثَتُهُ فَقَضَى أَنَّ كلَّ مَنْ كَانَ مِنْ أَمَةٍ يَمْلِكُهَا يَوْمَ أَصَابَهَا فَقَدْ لَحِقَ بِمَنِ اسْتَلْحَقَهُ وَلَيْسَ لَهُ مِمَّا قُسِمَ قَبْلَهُ مِنَ المِيرَاثِ شَيْءٌ وَمَا أَدْرَكَ مِنْ مِيرَاثٍ لَمْ يُقْسَمْ، فَلَهُ نَصِيبُهُ. وَلَا يَلْحَقُ إذَا كَانَ أَبُوهُ الَّذِي يُدْعَى لَهُ أَنْكَرَهُ. وَإِنْ كَانَ مِنْ أَمَةٍ لَمْ يَمْلِكْهَا أَوْ حُرَّةٍ عَاهَرَ بِهَا، فَإِنَّهُ لَا يَلْحَقُ بِهِ وَلَا يَرِثُ، وَإِنْ كَانَ الَّذِي يُدْعَى لَهُ هُوَ ادَّعَاهُ فَهُوَ وَلَدُ زِنْيَةٍ مِنْ حُرَّةٍ كَانَ أَوْ أَمَةٍ.

٢٢٦٥- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد (شعیب) سے اور وہ اپنے دادا (عبداللہ بن عمرو ؓ) سے روایت کرتے ہیں' انہوں نے کہا: نبی ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ ایسا بچہ جس کے متعلق باپ کی وفات کے بعد دعویٰ کیا گیا ہو جبکہ باپ اپنی زندگی میں اس کا مدعی رہا ہو اور بعد میں اس کے وارثوں نے بھی اس کا دعویٰ کیا ہو تو اگر بچہ ایسی لونڈی کے بطن سے ہو' کہ مباشرت کے روز وہ اس مدعی کی ملکیت میں تھی تو یہ بچہ اس کے ساتھ ملحق ہوگا' جس کے ساتھ الحاق کا دعویٰ کیا گیا ہے۔ اور مال وراثت جو الحاق سے پہلے تقسیم ہو چکا اس میں اس بچے کا حق نہ ہوگا مگر باقی ماندہ میں اپنا حصہ پائے گا۔ لیکن اگر اس باپ نے' جس کی طرف لاحق کیے جانے کا دعویٰ کیا جا رہا ہو' اس کا انکار کیا ہو تو اس کے ساتھ ملحق نہ ہوگا۔ اور اگر بچہ کسی ایسی لونڈی سے ہو جو اس مدعی باپ کی ملکیت نہ تھی یا کسی آزاد عورت سے ہو' جس کے ساتھ اس نے زنا کیا تھا تو بھی اس کے ساتھ اس بچے کو ملحق نہ کیا جائے گا اور نہ وارث ہوگا۔ اگرچہ جس کی طرف اس کی نسبت کی جاتی ہے وہ اس کا مدعی بھی ہو۔ ایسا بچہ ولدالزنا ہوگا' کسی آزاد عورت سے ہو یا لونڈی سے۔

٢٢٦٥_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الفرائض، باب: في ادعاء الولد، ح: ٢٧٤٦ من حديث محمد ابن راشد به، وحسنه البوصيري، ورواه أحمد: ٢/ ١٨١ عن يزيد بن هارون به.

٢٢٦٦- حَدَّثَنا مَحْمُودُ بنُ خالِدٍ: حَدَّثَنا أبي عنْ مُحمَّدِ بن رَاشِدٍ بإسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ. زادَ: وَهُوَ وَلَدُ زِنَا لأَهْلِ أُمِّهِ مَنْ كَانُوا، حُرَّةً أوْ أَمَةً، وَذٰلِكَ فِيمَا اسْتُلْحِقَ في أوَّلِ الإسْلَامِ فَمَا اقْتُسِمَ مِنْ مَالٍ قَبْلَ الإسْلَامِ فَقَدْ مَضَى.

۲۲۶۶-محمد بن راشد نے اپنی سند سے اس مذکور حدیث کے ہم معنی بیان کیا اور مزید کہا: یہ ولدالزنا ہوگا اور اپنی ماں کے اہل کی ملکیت ہوگا خواہ کوئی ہوں' آزاد عورت ہو یا کوئی لونڈی۔ اور یہ فیصلے اسلام کے اوّلین دور میں ہوئے تھے۔ اور جو مال قبل از اسلام تقسیم ہو چکے' وہ ہو چکے۔

توضیح: دور جاہلیت میں لوگوں کے پاس لونڈیاں ہوتی تھیں جو بعض اوقات بدکاری کے عمل سے مال بھی کماتی تھیں اور کئی مالک ان سے مباشرت کرنے سے پرہیز نہ کرتے تھے۔ تو اگر کسی کے ہاں کوئی بچہ پیدا ہوتا تو کبھی وہ زانی اس کی ملکیت کا دعوٰی کرتا اور ساتھ مالک بھی اس کا دعوٰی کر لیتا تھا۔ اسلام میں ان کا فیصلہ یہ ہوا کہ بچہ لونڈی کے مالک کا ہے' نہ کہ زانی کا۔ کیونکہ لونڈی مالک کا بستر ہوتی ہے جیسے کہ آزاد عورت۔ اور اگر یہ صورت ہوئی ہوتی کہ بچے کو زانی کی طرف نسبت کیا گیا' مالک نے حین حیات نہ دعویٰ کیا اور نہ انکار اور پھر مر گیا۔ مگر اس کی موت کے بعد وارثوں نے بچے کے متعلق دعوٰی کیا کہ یہ مرنے والے مالک کا ہے' تو ان کا یہ دعوٰی تسلیم کیا جائے گا۔ اور قبل از الحاق تقسیم شدہ مال وراثت میں اس کا کوئی حق نہ ہوگا۔ مگر باقی ماندہ مال میں اس کا حصہ ہوگا جو اس کا بنتا ہو۔ لیکن اگر لونڈی کے مالک نے حمل کا انکار کیا ہو اور اس بچے کا مدعی نہ رہا ہو تو بچے کو اس کے ساتھ ملحق نہ کیا جائے گا اور نہ وارثوں کو حق ہوگا کہ مالک کی موت کے بعد اس بچے کو اس کی اولاد کے ساتھ لاحق کرنے کا دعوٰی کریں۔ (معالم السنن للخطابی) اس قسم کا ایک واقعہ آگے حدیث (۲۲۷۳) میں آ رہا ہے۔

## (المعجم ٣٠، ٣١) - بَابٌ: فِي القَافَةِ (التحفة ٣١)

## باب: ۳۰'۳۱-عمل قیافہ کا بیان

٢٢٦٧- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ وَعُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ المعنى وَابنُ السَّرْحِ قالُوا: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ، عنْ عُرْوَةَ، عنْ عَائِشَةَ قالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ الله ﷺ - قالَ مُسَدَّدٌ وَابْنُ السَّرْحِ يَوْمًا مَسْرُورًا وَقالَ

۲۲۶۷-حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن بڑے خوش خوش میرے ہاں تشریف لائے..... عثمان بن ابی شیبہ کے الفاظ ہیں..... کہ آپ کے چہرہ کے خطوط چمک رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: ''عائشہ! کیا کچھ معلوم ہوا کہ مجزز مدلجی نے زید اور

٢٢٦٦ـ تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ٦/ ٢٦٠ من حديث أبي داود به.

٢٢٦٧ـ تخريج: أخرجه البخاري، الفرائض، باب القائف، ح: ٦٧٧١، ومسلم، الرضاع، باب العمل بإلحاق القائف الولد، ح: ١٤٥٩ من حديث سفيان بن عيينة به.

عُثْمَانُ: تُعْرَفُ أَسَارِيرُ وَجْهِهِ، فَقالَ: «أَيْ عَائِشَةُ! أَلَمْ تَرَيْ أَنَّ مُجَزِّزًا الْمُدْلِجِيَّ رَأَى زَيْدًا وَأُسَامَةَ قَدْ غَطَّيَا رُؤُوسَهُمَا بِقَطِيفَةٍ وَبَدَتْ أَقْدَامُهُما فَقالَ: إنَّ هٰذِهِ الأَقْدَامَ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ».

اسامہ کو دیکھا جبکہ وہ دونوں ایک چادر سے اپنے سر ڈھانپے (لیٹے) ہوئے تھے اور ان کے پاؤں ننگے تھے تو مجزز نے کہا: بلاشبہ یہ قدم ایک دوسرے سے ہیں۔ (باپ بیٹے کے ہیں)

قالَ أَبُو دَاوُدَ: كانَ أُسَامَةُ أَسْوَدَ وَكانَ زَيْدٌ أَبْيَضَ.

امام ابوداود نے کہا: حضرت اسامہ سیاہ رنگ کے تھے اور حضرت زید سفید رنگ کے۔

فائدہ: انسان کے اعضا اور شکل وشباہت دیکھ کر اس کے نسب اور اخلاق وعادات کا اندازہ لگانا ''قیافہ'' کہلاتا ہے۔(ابجدالعلوم)

**٢٢٦٨- حَدَّثَنا** قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنا اللَّيْثُ عن ابن شِهَابٍ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ قال: قالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ مَسْرُورًا تَبْرُقُ أَسَارِيرُ وَجْهِه.

۲۲۶۸-ابن شہاب نے اپنی سند سے مذکورہ بالا کے ہم معنی بیان کیا۔ حضرت عائشہ نے کہا: آپ ﷺ بڑے خوش خوش میرے پاس تشریف لائے۔ آپ کے چہرے کی دھاریاں چمک رہی تھیں۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكانَ أُسَامَةُ أَسْوَدَ وَكانَ زَيْدٌ أَبْيَضَ.

امام ابوداود فرماتے ہیں کہ اسامہ سیاہ اور زید ؓ سفید رنگ کے تھے۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَأَسَارِيرُ وَجْهِهِ لَمْ يَحْفَظْهُ ابنُ عُيَيْنَةَ.

امام ابوداود فرماتے ہیں: [أَسَارِيرُ وَجْهِهِ] کا لفظ ابن عیینہ نے یاد نہیں رکھا۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: أَسَارِيرُ وَجْهِهِ هُوَ تَدْلِيسٌ مِنِ ابنِ عُيَيْنَةَ لَمْ يَسْمَعْهُ مِنَ الزُّهْرِيِّ إِنَّمَا سَمِعَ الأَسَارِيرَ مِنْ غَيْرِ الزُّهْرِيِّ. قال: وَالأَسَارِيرُ في حَدِيثِ اللَّيْثِ وَغَيْرِهِ.

امام ابوداود فرماتے ہیں: [أَسَارِيرُ وَجْهِهِ] کے الفاظ ابن عیینہ کی تدلیس ہے' جو کہ انہوں نے زہری سے نہیں سنے بلکہ کسی اور سے سنے ہیں۔ یہ الفاظ لیث وغیرہ کی روایت میں آئے ہیں۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَسَمِعْتُ أَحْمَدَ بنَ

امام ابوداود نے کہا: احمد بن صالح کہا کرتے تھے کہ

---

**٢٢٦٨ـ تخريج:** متفق عليه عن قتيبة بن سعيد به، انظر الحديث السابق.

صَالِحٍ يَقُولُ: كَانَ أُسَامَةُ شَدِيدَ السَّوَادِ مِثْلَ الْقَارِ وَكَانَ زَيْدٌ أَبْيَضَ مِثْلَ الْقُطْنِ.

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ انتہائی کالے رنگ کے تھے جیسے کہ تارکول ہو اور زید رضی اللہ عنہ سفید رنگ کے تھے جیسے کہ روئی۔

توضیح: حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے مولیٰ (آزاد کردہ غلام) تھے اور شروع ایام اسلام میں آپ کے متبنیٰ (لے پالک) بھی کہلاتے رہے تھے۔ ان کے صاحبزادے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کو انتہائی محبوب تھے۔ ان کا لقب ہی "حِبُّ رَسُوْلِ اللّٰہ" (رسول اللہ ﷺ کے لاڈلے اور چہیتے) پڑ گیا تھا۔ باپ بیٹے میں رنگ کا فرق تھا کیونکہ اسامہ کی ماں ام ایمن تھیں جو حبشن تھیں۔ انہیں کے رنگ پر ان کا رنگ آیا تو کئی جاہل ان کے نسب پر طعن کرتے تھے جو کہ رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کے لیے اذیت کا باعث تھا۔ مجزز مدلجی قبیلہ بنو اسد کا معروف قیافہ شناس تھا اور مشرکین اس کی بات قبول کرتے تھے۔ کہیں گزرتے ہوئے اس نے ان دونوں باپ بیٹے کو دیکھ لیا' جبکہ ان کے چہرے ڈھنپے ہوئے تھے اور پاؤں ننگے تھے۔ تو اس نے غالباً اپنے علمی رعب کا اظہار کرنے کے لیے یہ جملہ کہہ دیا کہ "یہ پاؤں باپ بیٹے کے پاؤں ہیں۔" یہ جملہ مسلمانوں کے لیے حق کی تائید وتقویت اور شبہات کے ازالے کا باعث ثابت ہوا۔ اس سے رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کو خوشی ہوئی کہ کفار کا معتمد ان کے اپنے طعن کی تردید کر رہا ہے...... اس واقعہ میں فقہی استدلال یہ ہے کہ اگر کہیں کسی بچے کے بارے میں کئی لوگ مدعی ہوں یا کسی عورت سے کسی شبہے کی وجہ سے دو تین افراد نے مباشرت کر لی ہو اور بچے کے بارے میں واضح نہ ہو کہ کس کا ہے؟ تو کسی ماہر اور عادل قیافہ شناس کی رائے سے فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔ اگر یہ علم سراسر باطل ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اس کے قول پر خوشی کا اظہار نہ فرماتے۔ گزشتہ حدیث لعان (حدیث:۲۲۵۶) میں رسول اللہ ﷺ کا بیان گزرا ہے کہ "بچہ اگر اس اس طرح کا ہوا تو یہ فلاں کا ہوگا اور اگر اس طرح کا ہوا تو فلاں کا ہوگا۔" اس میں علم قیافہ کی اصلیت کی دلیل ہے۔ نیز حدیث ام سلیم رضی اللہ عنہا میں آتا ہے کہ اگر عورت کو احتلام نہیں ہوتا تو بچے کی اس کے ساتھ مشابہت کیونکر ہوتی ہے؟ (صحیح بخاری' العلم' حدیث:۱۳۰' و صحیح مسلم' الحیض' حدیث:۳۱۳)

(المعجم ۳۱، ۳۲) - **بَابُ مَنْ قَالَ بِالْقُرْعَةِ إِذَا تَنَازَعُوا فِي الْوَلَدِ** (التحفة ۳۲)

باب:۳۱' ۳۲- ان حضرات کی دلیل جو بچے کے متعلق تنازع میں قرعہ سے فیصلے کے قائل ہیں

۲۲۶۹- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حدثنا يَحْيَى عن الأَجْلَحِ، عن الشَّعْبِيِّ، عن عَبْدِ الله ابن الْخَلِيلِ، عن زَيْدِ بن أَرْقَمَ قَالَ: كُنْتُ

۲۲۶۹- حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نبی ﷺ کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ یمن کا ایک آدمی آیا اور اس نے بتایا کہ تین یمنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے

۲۲۶۹- **تخريج**: [**إسناده ضعيف**] أخرجه النسائي، الطلاق، باب القرعة في الولد إذا تنازعوا فيه ... الخ، ح:۳۵۱۹ من حديث الأجلح به، وصححه الحاكم: ۳/ ۱۳۵، ۱۳۶ من حديث عبدالرزاق * الثوري مدلس وعنعن، وللحديث شواهد ضعيفة.

جالِسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَجاءَ رَجُلٌ مِنَ الْيَمَنِ فقالَ: إنَّ ثَلاثَةَ نَفَرٍ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ أتَوْا عَلِيًّا يَخْتَصِمُونَ إلَيْهِ في وَلَدٍ، وَقَدْ وَقَعُوا عَلَى امْرَأَةٍ في طُهْرٍ وَاحِدٍ، فَقالَ لِاثْنَيْنِ: طِيبا بالْوَلَدِ لِهٰذَا فَغَلَيا، ثُمَّ قالَ لِاثْنَيْنِ: طِيبا بِالْوَلَدِ لِهٰذَا فَغَلَيَا، ثمَّ قالَ لِاثْنَيْنِ: طِيبا بالْوَلَدِ لِهٰذا فَغَلَيا فقالَ: أنْتُمْ شُرَكَاءُ مُتَشَاكِسُونَ إني مُقْرِعٌ بَيْنَكُمْ، فَمَنْ قَرَعَ فَلَهُ الْوَلَدُ، وَعَلَيْهِ لِصاحِبَيْهِ ثُلُثَا الدِّيَةِ، فَأَقْرَعَ بَيْنَهُمْ، فَجَعَلَهُ لِمَنْ قَرَعَ، فَضَحِكَ رَسُولُ الله ﷺ حَتَّى بَدَتْ أَضْرَاسُهُ أَوْ نَوَاجِذُهُ.

پاس آئے۔ان کا ایک بچے کے بارے میں تنازع تھا۔ وہ تینوں کسی عورت پر ایک ہی طہر میں واقع ہوئے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان میں سے دو کو کہا: اپنی خوشی سے اس تیسرے کے حق میں دست بردار ہو جاؤ‘ تو وہ دونوں چیخ پڑے (اور راضی نہ ہوئے۔) پھر انہوں نے دوسرے دو آدمیوں سے کہا: اپنی خوشی سے اس تیسرے کے حق میں دست بردار ہو جاؤ۔تو وہ راضی نہ ہوئے۔ پھر انہوں نے دوسرے دو آدمیوں سے کہا کہ اپنی خوشی سے اس تیسرے کے حق میں دست بردار ہو جاؤ‘ تو انہوں نے بھی انکار کر دیا تو حضرت علی نے کہا: تم باہم ضد رکھنے والے شریک ہو۔ میں تمہارے درمیان قرعہ ڈالتا ہوں‘ جس کے نام کا قرعہ نکل آیا بچہ اسی کا ہوگا اور اس پر واجب ہوگا کہ اپنے دوسرے ساتھیوں کو دیت کا تیسرا تیسرا حصہ ادا کرے۔ چنانچہ انہوں نے ان میں قرعہ ڈالا اور بچہ اس کو دے دیا جس کے نام کا قرعہ نکلا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ (بہت) ہنسے حتی کہ آپ کی داڑھیں نمایاں ہو گئیں۔

فائدہ: کسی شکل کے حروف لکھ کر ان سے کسی مطلوبہ امر کے ہونے نہ ہونے پر استدلال کرنا‘ قرعہ کہلاتا ہے۔(ابجد العلوم)

۲۲۷۰- حَدَّثَنا خُشَيْشُ بنُ أَصْرَمَ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا الثَّوْرِيُّ عن صَالِحٍ الهَمْدَانيِّ، عن الشَّعْبيِّ، عن عَبْدِ خَيْرٍ، عن زَيْدِ بن أَرْقَمَ قالَ: أُتِيَ عَلِيٌّ

۲۲۷۰-حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس تین آدمیوں کا معاملہ لایا گیا جبکہ وہ یمن میں عامل تھے‘ وہ تینوں ایک عورت پر ایک طہر میں واقع ہوئے تھے۔انہوں نے دو سے پوچھا: کیا

۲۲۷۰ـ تخريج: [حسن] أخرجه النسائي، الطلاق، باب القرعة في الولد إذا تنازعوا فيه . . . الخ، ح: ۳۵۱۸ عن خشيش بن أصرم به، ورواه ابن ماجه، ح: ۲۳۴۸ من حديث عبدالرزاق، وللحديث طرق كثيرة عند الحميدي، ح: ۷۸۶ وغيره.

رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بِثَلَاثَةٍ وَهُوَ بِالْيَمَنِ وَقَعُوا عَلَى امْرَأَةٍ فِي طُهْرٍ وَاحِدٍ، . فَسَأَلَ اثْنَيْنِ: أَتُقِرَّانِ لِهٰذَا بِالْوَلَدِ؟ قَالَا: لَا، حَتَّى سَأَلَهُمْ جَمِيعًا، فَجَعَلَ كُلَّمَا سَأَلَ اثْنَيْنِ قَالَا: لَا، فَأَقْرَعَ بَيْنَهُمْ، فَأَلْحَقَ الْوَلَدَ بِالَّذِي صَارَتْ عَلَيْهِ الْقُرْعَةُ، وَجَعَلَ عَلَيْهِ ثُلُثَيِ الدِّيَةِ. قَالَ: فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَضَحِكَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ.

تم اس تیسرے کے لیے بچے کا اقرار کرتے ہو؟ انہوں نے کہا: نہیں! حتی کہ انہوں نے سب سے پوچھا۔ جب بھی دو سے پوچھتے' وہ نفی میں جواب دیتے تو انہوں نے ان میں قرعہ ڈالا اور بچہ اس کو دے دیا جس کے نام کا قرعہ نکلا اور اس پر دو تہائی دیت بھی لازم کر دی۔ چنانچہ یہ واقعہ نبی ﷺ کے سامنے ذکر کیا گیا تو آپ اس پر ہنسے حتی کہ آپ کی داڑھیں نظر آنے لگیں۔

فائدہ: جہاں کہیں کسی معاملے کے دو پہلو برابر ہوں اور کوئی جانب واضح طور پر راجح معلوم نہ ہوتی ہو تو قرعہ سے فیصلہ کر لینا جائز ہے جیسے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کیا یا جیسے کہ رسول اللہ ﷺ سفر میں رفاقت کے لیے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں قرعہ ڈال لیا کرتے تھے۔



٢٢٧١- **حَدَّثَنَا** عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن سَلَمَةَ سَمِعَ الشَّعْبِيَّ، عن الْخَلِيلِ أَوِ ابْنِ الْخَلِيلِ قَالَ: أُتِيَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رضي الله عنه فِي امْرَأَةٍ وَلَدَتْ مِنْ ثَلَاثَةٍ نَحْوَهُ، لَمْ يَذْكُرِ: الْيَمَنَ وَلَا النَّبِيَّ ﷺ وَلَا قَوْلَهُ: طِيبا بِالْوَلَدِ.

٢٢٧١-خلیل یا ابن خلیل سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس عورت کے بارے میں پوچھا گیا جس نے تین مردوں سے بچہ جنم دیا۔ (تینوں نے اس سے صحبت کی تھی) اور مذکورہ بالا کی مانند بیان کیا۔ اس روایت میں یمن کا یا نبی ﷺ کا ذکر نہیں اور نہ یہ ہے کہ خوشی خوشی بچے سے دست بردار ہو جاؤ۔

## (المعجم ٣٢، ٣٣) - **بَابٌ: فِي وُجُوهِ النِّكَاحِ الَّتِي كَانَ يَتَنَاكَحُ بِهَا أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ** (التحفة ٣٣)

## باب: ٣٢'٣٣-دورِ جاہلیت کے نکاحوں کی اقسام کا بیان

٢٢٧٢- **حَدَّثَنَا** أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنِي يُونُسُ بْنُ

٢٢٧٢-عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس (عروہ) کو خبر دی کہ جاہلیت

---

٢٢٧١_ **تخريج**: [**ضعيف**] انظر الحديث السابق.

٢٢٧٢_ **تخريج**: أخرجه البخاري، النكاح، باب من قال: لا نكاح إلا بولي . . . الخ، ح: ٥١٢٧ عن أحمد بن صالح به.

يَزِيدَ قالَ: قال مُحَمَّدُ بنُ مُسْلِمِ بن شِهَابٍ: أخبرني عُرْوَةُ بنُ الزُّبَيْرِ: أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ الله عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ النِّكَاحَ كانَ في الْجَاهِلِيَّةِ عَلَى أَرْبَعَةِ أَنْحَاءٍ، فَنِكَاحٌ مِنْهَا نِكَاحُ النَّاسِ الْيَوْمَ، يَخْطُبُ الرَّجُلُ إلَى الرَّجُلِ وَلِيَّتَهُ فَيُصْدِقُها ثُمَّ يُنْكِحُهَا، وَنِكَاحٌ آخَرُ: كَانَ الرَّجُلُ يَقُولُ لِامْرَأَتِهِ إِذَا طَهُرَتْ مِنْ طَمْثِهَا أَرْسِلِي إِلَى فُلَانٍ فاسْتَبْضِعِي مِنْهُ، وَيَعْتَزِلُهَا زَوْجُهَا وَلَا يَمَسُّهَا أَبَدًا حَتَّى يَتَبَيَّنَ حَمْلُهَا مِنْ ذٰلِكَ الرَّجُلِ الَّذِي تَسْتَبْضِعُ مِنْهُ، فَإِذَا تَبَيَّنَ حَمْلُهَا أَصَابَهَا زَوْجُهَا إِنْ أَحَبَّ، وَإِنَّمَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ رَغْبَةً في نَجَابَةِ الْوَلَدِ، فَكَانَ هٰذَا النِّكَاحُ يُسَمَّى نِكَاحُ الاسْتِبْضَاعِ، وَنِكَاحٌ آخَرُ: يَجْتَمِعُ الرَّهْطُ دُونَ الْعَشَرَةِ فَيَدْخُلُونَ عَلَى الْمَرْأَةِ كُلُّهُمْ يُصِيبُهَا، فَإِذَا حَمَلَتْ وَوَضَعَتْ، وَمَرَّ لَيَالٍ بَعْدَ أَنْ تَضَعَ حَمْلَهَا أَرْسَلَتْ إِلَيْهِمْ فَلَمْ يَسْتَطِعْ رَجُلٌ مِنْهُمْ أَنْ يَمْتَنِعَ حَتَّى يَجْتَمِعُوا عِنْدَهَا فَتَقُولُ لَهُمْ: قَدْ عَرَفْتُمُ الَّذِي كَانَ مِنْ أَمْرِكُمْ وَقَدْ وَلَدْتُ وَهُوَ ابْنُكَ يَافُلَانُ! فَتُسَمِّي مَنْ أَحَبَّتْ مِنْهُمْ باسْمِهِ فَيُلْحَقُ بِهِ وَلَدُهَا، وَنِكَاحٌ رَابِعٌ يَجْتَمِعُ النَّاسُ الْكَثِيرُ فَيَدْخُلُونَ عَلَى الْمَرْأَةِ لَا تَمْتَنِعُ مِمَّنْ جَاءَهَا وَهُنَّ الْبَغَايَا

میں چار طرح کے نکاح ہوتے تھے۔ ایک یہی جو آج (اہل اسلام میں) معروف ہے کہ ایک انسان دوسرے کو اس کی زیر تولیت لڑکی کے لیے پیغام بھیجتا ہے' اسے حق مہر ادا کرتا اور پھر اس سے نکاح کر لیتا ہے۔ دوسری قسم یہ تھی کہ آدمی اپنی بیوی سے کہتا' جبکہ وہ حیض سے پاک ہوتی کہ فلاں کو پیغام بھیج دو اور اس سے جا کر ہمبستر ہو۔ پھر اس کا شوہر اس سے علیحدہ رہتا اور اسے ہاتھ نہ لگاتا حتی کہ اس کا حمل ظاہر ہو جاتا جس سے جا کر یہ عورت ہمبستر ہوئی ہوتی۔ جب حمل نمایاں ہو جاتا تو پھر شوہر بھی اگر چاہتا تو اس سے مباشرت کر لیتا۔ اور یہ اس لیے کیا جاتا تھا کہ بچہ شجاع' زکی اور ہونہار پیدا ہو۔ اس نکاح کو "نِكَاحُ الْإِسْتِبْضَاع" کہا جاتا تھا۔ تیسری قسم یہ تھی کہ ایک جماعت...... دس افراد سے کم...... اکٹھے ہوتے اور ایک عورت کے پاس جاتے' ہر ایک اس سے صحبت کرتا' جب وہ حاملہ ہو جاتی اور بچہ جنتی اور بچہ جننے کے بعد چند راتیں گزر جاتیں تو وہ ان سب کو بلواتی' اور ان میں سے کوئی بھی آنے سے انکار نہ کر سکتا تھا۔ جب وہ اس کے پاس جمع ہو جاتے تو وہ کہتی: تمہیں اپنے معاملے کا علم ہی ہے اور میں نے بچے کو جنم دیا ہے تو یہ بچہ اے فلاں! تیرا ہے۔ وہ ان میں سے جس کا چاہتی نام لے دیتی اور پھر بچہ اس مرد کے ساتھ منسوب ہو جاتا۔ چوتھی قسم یہ تھی کہ بہت سے لوگ اکٹھے ہوتے اور عورت پر داخل ہوتے' وہ کسی کو بھی انکار نہ کرتی اور یہ طوائفیں ہوتی تھیں' انہوں نے اپنے خواہش مندوں کے لیے بطور علامت اپنے دروازوں پر جھنڈے لگائے ہوتے تھے جو بھی ان کا

كُنَّ يَنْصِبْنَ عَلَى أَبْوابِهِنَّ رَايَاتٍ تَكُنْ عَلَمًا لِمَنْ أَرَادَهُنَّ دَخَلَ عَلَيْهِنَّ، فَإِذَا حَمَلَتْ فَوَضَعَتْ حَمْلَهَا جُمِعُوا لَهَا وَدَعَوْا لَهُمُ الْقَافَةَ، ثُمَّ أَلْحَقُوا وَلَدَها بِالَّذِي يَرَوْنَ، فَالْتَاطَهُ وَدُعِيَ ابْنَهُ لَا يَمْتَنِعُ مِنْ ذٰلِكَ. فَلَمَّا بَعَثَ الله مُحَمَّدًا ﷺ، هَدَمَ نِكَاحَ أَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ كُلَّهُ إِلَّا نِكَاحَ أَهْلِ الإسْلَامِ الْيَوْمَ.

خواہش مند ہوتا ان کے پاس چلا جاتا تھا' جب کوئی حاملہ ہوتی اور بچہ جنتی تو ان لوگوں کو اکٹھا کیا جاتا اور وہ لوگ اپنے لیے کسی قیافہ شناس کو طلب کرتے' پھر وہ اس بچے کو جس کے (مشابہ) دیکھتا ملحق کر دیتا اور وہ اس کے ساتھ منسوب و ملحق ہو جاتا اور اس کا بیٹا پکارا جاتا' وہ اس کا انکار نہ کر سکتا تھا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا تو اہل جاہلیت کے تمام نکاحوں کو باطل کر دیا' صرف اہل اسلام کا موجودہ انداز نکاح باقی رکھا۔

فائدہ: اہل اسلام کے معروف نکاح اور ملک یمین کے علاوہ (متعہ وغیرہ) جتنے بھی انداز ہیں' سب حرام ہیں' نیز ولی کے بغیر کسی عورت کا نکاح جائز نہیں۔

## (المعجم ٣٣، ٣٤) - بَابٌ: الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ (التحفة ٣٤)

## باب: ۳۳'۳۴- بچہ بستر والے کا ہے

٢٢٧٣- حَدَّثَنا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَمُسَدَّدٌ قالَا: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ، عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ: اخْتَصَمَ سَعْدُ بْنُ أَبي وَقَّاصٍ وَعَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ إِلَى رَسُولِ الله ﷺ في ابْنِ أَمَةِ زَمْعَةَ، فقال سَعْدٌ: أَوْصَانِي أَخِي عُتْبَةُ إِذَا قَدِمْتُ مَكَّةَ أَنِ انْظُرْ إِلى ابْنِ أَمَةِ زَمْعَةَ فَاقْبِضْهُ فَإِنَّهُ ابْنُهُ، وَقالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ: أَخِي، ابنُ أَمَةِ أَبي، وُلِدَ عَلَى فِرَاشِ أَبِي، فَرَأَى رَسُولُ الله ﷺ شَبَهًا بَيِّنًا بِعُتْبَةَ، فقالَ: «الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ وَاحْتَجِبِي مِنْهُ يا سَوْدَةُ».

۲۲۷۳- حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص اور عبد بن زمعہ (یہ ام المومنین سودہ ؓ کا بھائی ہے) اپنا ایک تنازعہ رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر آئے جو کہ زمعہ کی لونڈی کے بیٹے (کی تولیت) سے متعلق تھا۔ سعد نے کہا: میرے بھائی عتبہ نے مجھے وصیت کی تھی کہ میں (سعد) جب مکے جاؤں تو زمعہ کی لونڈی کے بیٹے کو دیکھوں اور اسے اپنی تولیت میں لے لوں' بلاشبہ وہ میرا ہی بیٹا ہے۔ جبکہ عبد بن زمعہ نے کہا: وہ میرا بھائی ہے' میرے باپ کی لونڈی کا بیٹا ہے' میرے باپ کے بستر پر پیدا ہوا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے دیکھا کہ بچے اور عتبہ کے مابین واضح مشابہت

---

٢٢٧٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، الخصومات، باب دعوى الوصي للميت، ح: ٢٤٢١، ومسلم، الرضاع، باب الولد للفراش وتوقي الشبهات، ح: ١٤٥٧ من حديث سفيان بن عيينة به.

زادَ مُسَدَّدٌ في حَدِيثِهِ فقال: «هُوَ أَخُوكَ يَا عَبْدُ».

ہے مگر آپ نے فرمایا: ''بچہ بستر والے کا ہے' اور زانی کے لیے پتھر ہیں اور اے سودہ! (ام المومنین ؓ) اس سے پردہ کر۔'' مسدد نے اپنی روایت میں کہا: ''اے عبد! یہ تیرا ہی بھائی ہے۔''

توضیح: ① چونکہ یہ معاملات جاہلیت کے تھے اور وہ لوگ اس انداز کے اعمال میں ملوث تھے تو ان بچوں سے بھی کوئی عار نہ سمجھتے تھے مگر اسلام نے یہ قاعدہ قانون دیا ہے کہ بچہ بستر والے کا ہوتا ہے۔ مذکورہ واقعہ میں بچے کی شکل سے نمایاں تھا کہ یہ ولدالزنا ہے اور عتبہ کا لڑکا ہے مگر قاعدہ اور اصول کو ترجیح دی گئی اور اسے صاحب فراش کے ساتھ ملحق کر دیا گیا۔ قانونی اعتبار سے یہ اگرچہ حضرت سودہ ؓ کا بھائی بنا مگر دعو اور شکل وصورت زانی کے ساتھ ملتی تھی اس لیے اس کا نسب مشتبہ ٹھہرا۔ تو نبی ﷺ نے حضرت سودہ ؓ کو پردے کا حکم دیا کیونکہ اس کا بھائی ہونا مشکوک تھا۔ اگرچہ قاعدے کی رو سے ان کے خاندان کا فرد بنا دیا گیا تھا۔ ② [وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ] کا ایک ترجمہ ''زانی کے لیے محرومی ہے۔'' اس صورت میں جیم پر زبر کی بجائے سکون یعنی جزم آئے گی۔ مطلب دونوں صورتوں میں یہی ہوگا کہ اولاد کا مستحق زانی نہیں ہوگا' بلکہ اس کے حصے میں تو سزا آئے گی۔ حدِ رجم یا سو کوڑے اور بچے سے وہ محروم ہی رہے گا۔



٢٢٧٤- حَدَّثَنا زُهَيْرُ بنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بنُ هَارُون: أخبرنا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ عَنْ عَمْرِو بن شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قال: قامَ رَجُلٌ فقالَ: يَارَسُولَ الله! إنَّ فُلَانًا ابْنِي عَاهَرْتُ بِأُمِّهِ في الْجَاهِلِيَّةِ. فقال رَسُولُ الله ﷺ: «لا دِعْوَةَ في الْإِسلَام، ذَهَبَ أَمْرُ الْجَاهلِيَّةِ، الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ».

۲۲۷۴-عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ اے اللہ کے رسول! فلاں بچہ میرا بیٹا ہے۔ میں نے جاہلیت میں اس کی ماں سے بدکاری کی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسلام میں اس قسم کا کوئی دعوی نہیں چلتا۔ جاہلیت کے امور سب ختم ہیں۔ بچہ بستر والے کا ہے اور زانی کے لیے پتھر ہیں۔ (یا محرومی ہے۔)''

٢٢٧٥- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بنُ مَيْمُونٍ أَبُو يَحْيَى: حَدَّثَنا

۲۲۷۵-رباح کا بیان ہے کہ میرے گھر والوں نے اپنی ایک رومی لونڈی سے میری شادی کر دی۔ میں اس

---

٢٢٧٤_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٠٧ عن يزيد بن هارون به.

٢٢٧٥_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ٥٩، ٦٩ عن مهدي بن ميمون به * رباح مجهول، ذكره ابن حبان في الثقات: ٤/ ٢٣٨، وقال: "لا أدري من هو ولا ابن من هو؟".

مُحمَّدُ بنُ عَبْدِ الله بْنِ أبي يَعْقُوبَ عن الْحَسنِ بنِ سَعْدٍ مَوْلَى الْحَسَنِ بنِ عَلِيِّ بنِ أبي طَالِبٍ، عنْ رَباحٍ قال: زَوَّجَنِي أهْلِي أَمَةً لَهُمْ رُومِيَّةً، فَوَقَعْتُ عليْهَا، فَوَلَدَتْ غُلَامًا أسْوَدَ مِثْلِي، فَسَمَّيْتُهُ عَبْدَ الله، ثُمَّ وَقَعْتُ عَلَيْهَا فَوَلَدَتْ غُلَامًا أسْوَدَ مِثْلِي فَسَمَّيْتُهُ عُبَيْدَالله، ثُمَّ طَبِنَ لَها غُلَامٌ لِأَهْلِي رُومِيٌّ يُقالُ لَهُ يُوحَنَّهْ، فَراطَنَها بِلِسَانِهِ فَوَلَدَتْ غُلَامًا كَأَنَّهُ وَزَغَةٌ مِنَ الْوَزَغَاتِ، فقُلْتُ لَها: ما هٰذَا؟ قالتْ: هٰذا لِيُوحَنَّةَ، فَرُفِعْنَا إلى عُثْمانَ - أحْسِبُهُ قال مَهْدِيٌّ: قالَ: فَسَأَلَهُمَا، فَاعْتَرَفَا - فقالَ لَهُمَا أترْضَيَانِ أنْ أقْضِيَ بَيْنَكُمَا بِقَضَاءِ رَسُولِ الله ﷺ، إنَّ رَسُولَ الله ﷺ قَضَى أنَّ الْوَلَدَ لِلْفِرَاشِ، وَأحْسِبُهُ قال: فَجَلَدَهَا وَجَلَدَهُ وكانَا مَمْلُوكَيْنِ.

سے ہمبستر ہوا تو اس نے بچہ جنا' سیاہ رنگ کا' میری طرح۔ میں نے اس کا نام عبداللہ رکھا۔ میں پھر اس کے ساتھ ہمبستر ہوا تو اس نے کالے رنگ کا بچہ جنم دیا' جیسے کہ میں ہوں۔ میں نے اس کا نام عبیداللہ رکھا۔ پھر میرے گھر والوں کے ایک غلام یوحنہ نامی نے اس کے ساتھ خرابی کی' اس کے ساتھ اپنی رومی زبان میں باتیں کیں۔ چنانچہ اس نے بچہ جنا جیسے کہ کوئی سام ابرص (گرگٹ) ہو میں نے لونڈی سے پوچھا: یہ کیا ہے؟ اس نے کہا: یہ یوحنہ سے ہے۔ ہم نے اس کا مقدمہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا۔ انہوں نے ان دونوں سے پوچھا تو انہوں نے اعتراف کرلیا۔ انہوں نے کہا: کیا تم راضی ہو کہ میں تم میں رسول اللہ ﷺ والا فیصلہ کروں؟ رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا ہے کہ بچہ بستر والے کا ہے۔ راوی نے کہا میرا خیال ہے پھر آپ نے ان دونوں کو درے لگائے اور وہ دونوں مملوک اور غلام تھے۔

## (المعجم ٣٤، ٣٥) - باب مَنْ أَحَقُّ بِالْوَلَدِ (التحفة ٣٥)

## باب: ۳۴'۳۵- (ماں باپ میں علیحدگی ہو جائے تو) بچے (کی نگہداشت اور تربیت) کا کون زیادہ حق دار ہے؟

٢٢٧٦- حَدَّثَنا مَحْمُودُ بنُ خَالِدٍ السُّلَمِيُّ: حَدَّثَنا الْوَلِيدُ عن أبي عَمْرٍو يَعني الأَوْزَاعِيَّ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بنُ شُعَيْبٍ عن أبِيهِ، عن جَدِّهِ عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو: أَنَّ

۲۲۷۶- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرا یہ بیٹا' میرا پیٹ اس کے لیے برتن' میرا سینہ اس کے لیے مشکیزہ اور میرا دامن اس کے لیے پناہ گاہ رہا ہے۔ اس

٢٢٧٦ـ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ١٨٢، ٢٠٣ من حديث عمرو بن شعيب به، وصححه الحاكم: ٢٠٧/٢، ووافقه الذهبي * الوليد بن مسلم صرح بالسماع.

امْرَأَةً قالَتْ: يَارَسُولَ اللهِ! إنَّ ابْنِي هٰذَا كَانَ بَطْنِي لَهُ وِعَاءً، وَثَدْيِي لَهُ سِقَاءً، وَحِجْرِي لَهُ حِوَاءً، وَإِنَّ أَبَاهُ طَلَّقَنِي وَأَرَادَ أَنْ يَنْتَزِعَهُ مِنِّي، فقالَ لَها رَسُولُ الله ﷺ: «أَنْتِ أَحَقُّ بِهِ مَا لَمْ تَنْكِحِي».

کے باپ نے مجھے طلاق دے دی ہے اور چاہتا ہے کہ اس کو مجھ سے چھین لے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''تو اس کی زیادہ حق دار ہے جب تک کہ نکاح نہ کرے۔''

فائدہ: یہ صحیح حدیث دلیل ہے کہ ماں جب تک نکاح نہ کرے وہ باپ کی نسبت بچے کی زیادہ حقدار ہے اور بعد از نکاح بھی اگر شوہر راضی ہو تو اپنے پاس رکھ سکتی ہے۔ لیکن اگر وہ راضی نہ ہو تو باپ کو دیا جائے گا۔

۲۲۷۷- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ الْحُلْوانِيُّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَأَبُو عَاصِمٍ عن ابنِ جُرَيْجٍ: أخبرني زِيَادٌ عن هِلَالِ ابنِ أُسَامَةَ، أَنَّ أَبَا مَيْمُونَةَ سَلْمَى مَوْلًى مِنْ أَهْلِ المَدِينَةِ رَجُلَ صِدْقٍ قال: بَيْنَمَا أَنَا جَالِسٌ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ جَاءَتْهُ امْرَأَةٌ فَارِسِيَّةٌ مَعَهَا ابنٌ لَها فَادَّعَيَاهُ وَقَدْ طَلَّقَهَا زَوْجُهَا، فَقَالَتْ: يَاأَبَا هُرَيْرَةَ - رَطَنَتْ لَهُ بِالْفَارِسِيَّةِ - زَوْجِي يُرِيدُ أن يَذْهَبَ بِابْنِي، فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: اسْتَهِمَا عَلَيْهِ، وَرَطَنَ لَهَا بِذَلِكَ، فَجَاءَ زَوْجُهَا فقال: مَنْ يُحَاقُّنِي فِي وَلَدِي؟ فقال أَبُو هُرَيْرَةَ: اللَّهُمَّ! إِنِّي لا أَقُولُ هٰذَا إِلَّا أَنِّي سَمِعْتُ امْرَأَةً جَاءَتْ إِلى رَسُولِ الله ﷺ وَأَنَا قَاعِدٌ عِنْدَهُ فَقَالَتْ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّ زَوْجِي يُرِيدُ أَنْ يَذْهَبَ بِابْنِي وَقَدْ سَقَانِي مِنْ بِئْرِ أَبِي عِنَبَةَ

۲۲۷۷- ابو میمونہ سلمیٰ' اہل مدینہ میں سے کسی کا مولیٰ تھا اور وہ سچا آدمی تھا۔ اس کا بیان ہے کہ میں حضرت ابو ہریرہ ؓ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ان کے پاس ایک فارسی عورت آئی' اس کے ساتھ اس کا بیٹا بھی تھا۔ شوہر اور بیوی دونوں اس بچے کے دعویدار تھے' اور شوہر نے عورت کو طلاق دے دی تھی۔ عورت نے کہا اور فارسی زبان میں بولی: اے ابو ہریرہ! میرا شوہر میرے بیٹے کو مجھ سے لے لینا چاہتا ہے۔ ابو ہریرہ ؓ نے کہا: اس پر قرعہ ڈال لو' اور اس کو یہ فارسی میں کہا۔ پھر اس کا شوہر آیا تو اس نے کہا: کون ہے جو مجھ سے میرا بیٹا چھینے؟ ابو ہریرہ ؓ نے کہا: [اَللّٰهُمَّ] (یہ لفظ بطور تبرک بولا جاتا تھا) میرا یہ کہنا اس بنا پر ہے کہ میں نے ایک عورت کو سنا تھا جو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئی تھی اور میں بھی آپ کے پاس بیٹھا ہوا تھا' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرا شوہر میرے بچے کو لے لینا چاہتا ہے۔ حالانکہ یہ مجھے ابو عِنَبہ کے کنویں سے پانی لا کے دیتا ہے



۲۲۷۷- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الأحكام، باب تخيير الصبي بين أبويه، ح: ۲۳۵۱ من حديث زياد بن سعد به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، ح: ۱۳۵۷.

وَقَدْ نَفَعَنِي، فقال رَسُولُ الله ﷺ: «اسْتَهِمَا عَلَيْهِ» فقال زَوْجُهَا: مَنْ يُحَاقُّنِي في وَلَدِي؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «هٰذَا أَبُوكَ، وَهٰذِه أُمُّكَ، فَخُذْ بِيَدِ أَيِّهِما شِئْتَ»، فَأَخَذَ بِيَدِ أُمِّهِ، فانْطَلَقَتْ بِهِ.

اور میری خدمت کرتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس پر قرعہ ڈال لو۔ تو شوہر نے کہا: مجھ سے میرا بیٹا کون چھین سکتا ہے؟ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''(لڑکے!) یہ تیرا باپ ہے اور یہ تیری ماں ہے' جس کا چاہے ہاتھ پکڑ لے۔'' چنانچہ اس نے اپنی ماں کا ہاتھ پکڑ لیا' اور وہ اسے لے کر چل دی۔

فائدہ: بچہ بچی جب خوب سمجھدار ہوں تو مذکورہ بالا احوال میں انہیں اختیار دیا جا سکتا ہے۔

٢٢٧٨- حَدَّثَنا الْعَبَّاسُ بنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ: حَدَّثَنا عَبْدُ المَلِكِ بنُ عَمْرٍو: حَدَّثَنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بنُ مُحمَّدٍ عن يَزِيدَ بنِ الْهَادِ، عن مُحمَّدِ بنِ إبراهِيمَ، عن نَافِعِ ابنِ عُجَيْرٍ، عن أَبِيهِ، عن عَلِيٍّ رضي الله عنه قَالَ: خَرَجَ زَيْدُ بنُ حارِثَةَ إلى مَكَّةَ فَقَدِمَ بابْنَةِ حَمْزَةَ، فقال جَعْفَرٌ: أَنَا آخُذُهَا، أنا أَحَقُّ بِها، ابْنَةُ عَمِّي وَعِنْدِي خَالَتُهَا وَإِنَّمَا الْخَالَةُ أُمٌّ، فقال عَلِيٌّ: أنا أَحَقُّ بِهَا، ابْنَةُ عَمِّي، وَعِنْدِي ابْنَةُ رَسُولِ الله ﷺ وَهِيَ أَحَقُّ بِها، فقال زَيْدٌ: أنا أَحَقُّ بِها، أنا خَرَجْتُ إِلَيْهَا وَسَافَرْتُ وَقَدِمْتُ بِها، فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ، فَذَكَرَ حَدِيثًا قال: «وَأَمَّا الْجَارِيَةُ فَأَقْضِي بِها لِجَعْفَرٍ تَكُونُ مَعَ خَالَتِهَا وَإِنَّمَا الْخَالَةُ أُمٌّ».

٢٢٧٨- حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت زید بن حارثہ مکہ آئے اور حمزہ کی بیٹی کو ساتھ لے آئے۔ تو جعفر نے کہا: میں اسے (اپنی تولیت میں) لیتا ہوں' میں اس کا زیادہ حقدار ہوں۔ یہ میرے چچا کی بیٹی ہے اور اس کی خالہ میری زوجیت میں ہے' اور خالہ بمنزلہ ماں کے ہوتی ہے۔ اور علی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اس کا زیادہ حقدار ہوں۔ یہ میرے چچا کی بیٹی ہے اور میرے گھر میں رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی ہے اور وہ اس کی زیادہ حقدار ہے۔ اور زید نے کہا: میں اس کا زیادہ حقدار ہوں۔ میں ہی اس کے پاس گیا' سفر کیا اور اس کو لے کر آیا ہوں۔ پھر نبی ﷺ تشریف لائے اور بات کی اور فرمایا: ''لڑکی کا فیصلہ میں جعفر کے حق میں کرتا ہوں کہ اپنی خالہ کے پاس رہے گی اور خالہ بمنزلہ ماں کے ہوتی ہے۔''

فائدہ: بچے کی نگہداشت اور تربیت میں اَولویت و اوّلیت ماں کو حاصل ہے جیسے کہ اوپر کی پہلی حدیث میں گزرا

738

---

٢٢٧٨- تخريج: [حسن] أخرجه البزار في البحر الزخار: ٣/ ١٠٥، ١٠٦، ح: ٨٩١ من حديث عبدالملك بن عمرو أبي عامر به مطولاً، وله طريق آخر عند البيهقي: ٨/ ٦.

ہے'اس کے بعد خالہ ہے' پھر باپ کی جانب کے رشتہ دار ہیں (عصبات۔) امام ابن تیمیہ اور ابن قیم ؒ فرماتے ہیں کہ اس تقدیم وترتیب میں بچے کے حال اور مستقبل کی مصلحت کا خیال رکھنا انتہائی ضروری ہے۔ اگر اس میں کسی واضح فتنے کا اندیشہ ہو تو ترتیب کو بدلنا لازمی ہوگا' کیونکہ مثلاً بچے کو اختیار دینے کی صورت میں عین ممکن ہے کہ ناقص العقل ہونے کی وجہ سے صحیح فیصلہ نہ کر سکے۔ اور یہ حق' حق میراث کی مانند نہیں کہ اس میں محض قرابت داری ہی بنیاد ہو' بلکہ یہ حق ولایت ہے جیسے کہ نکاح اور مالی معاملات میں ہوتا ہے اور ان میں مصالح کو ترجیح دی جاتی ہے نہ کہ محض قرابت داری کو۔ اسی طرح بچے کی نگہداشت وتربیت میں ایک جانب واضح ظلم ہو' اس کے عقیدے' تعلیم و تربیت اور اخلاق وعمل کی حفاظت کا اہتمام نہ ہو اور دوسری جانب ان امور کا اہتمام ہو تو دوسری جانب کو ترجیح ہوگی۔

(تیسیرالعلام' شرح عمدة الأحكام' جلد دوم' حدیث :۳۳۲- نیل الأوطار' جلد ششم' باب من أحق بكفالة الطفل)

**٢٢٧٩- حَدَّثَنا** مُحمَّدُ بنُ عِيسَى: حَدَّثَنا سُفْيانُ عن أبي فَرْوَةَ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ أبي لَيْلَى بِهذا الْخَبرِ وَلَيْسَ بِتَمَامِهِ قال: وَقَضَى بِها لِجَعْفَرٍ لِأَنَّ خالَتَها عِنْدَهُ.

۲۲۷۹-عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے یہ روایت بیان کی مگر کامل بیان نہیں کی اور کہا: آپ نے بچی جعفر کو دے دی کیونکہ اس کی خالہ اس کے ہاں ہے۔

**٢٢٨٠- حَدَّثَنا** عَبَّادُ بنُ مُوسَى أنَّ إسْمَاعِيلَ بنَ جَعْفَرٍ حَدَّثَهُمْ عن إسْرَائِيلَ، عن أبي إسْحَاقَ، عن هَانِئٍ وَهُبَيْرَةَ، عن عَلِيٍّ قال: لَمَّا خَرَجْنَا مِنْ مَكَّةَ تَبِعَتْنَا بِنْتُ حَمْزَةَ تُنادِي: ياعَمِّ! ياعَمِّ! فَتَنَاوَلَها عَلِيٌّ فَأَخَذَ بِيَدِهَا وَقَالَ: دُونَكِ بِنْتَ عَمِّكِ، فَحَمَلَتْهَا، فَقَصَّ الْخبرَ، قال: وَقال جَعْفَرٌ: ابْنَةُ عَمِّي وَخالَتُهَا تَحْتِي، فَقَضَى بِها النَّبيُّ ﷺ لِخالَتِها وَقال: «الْخَالَةُ بِمَنْزِلَةِ الْأُمِّ».

۲۲۸۰-حضرت علی ؓ سے مروی ہے کہ جب ہم مکہ سے نکلے تو حمزہ کی بیٹی ہمارے پیچھے آ گئی' وہ چچا چچا پکار رہی تھی۔ پس حضرت علی ؓ نے اس کو لیا اور اس کا ہاتھ پکڑا اور (حضرت فاطمہ ؓ سے) کہا: اپنی چچازاد کو لے لو۔ چنانچہ حضرت فاطمہ ؓ نے اس کو اٹھالیا۔ اور خبر بیان کی۔ حضرت جعفر ؓ نے کہا: یہ میرے چچا کی بیٹی ہے اور اس کی خالہ میری زوجیت میں ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس کا فیصلہ خالہ کے حق میں کر دیا اور فرمایا: ''خالہ ماں کی طرح ہوتی ہے۔''



**٢٢٧٩ـ تخريج:** [حسن] انظر الحديث السابق، وللحديث شواهد.

**٢٢٨٠ـ تخريج:** [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ٩٨، ١١٥ من حديث إسرائيل به، وصححه الحاكم: ٣/ ١٢، ووافقه الذهبي، وسنده ضعيف * أبوإسحاق مدلس وعنعن.

(المعجم ٣٥، ٣٦) - بَابٌ: فِي عِدَّةِ الْمُطَلَّقَةِ (التحفة ٣٦)

باب:٣٦،٣٥-طلاق یافتہ عورت کے لیے عدت کے احکام ومسائل

٢٢٨١- حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ بنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ الْبَهْرَانِيُّ: حدثنا يَحْيَى بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا إِسْمَاعِيلُ بنُ عَيَّاشٍ: حدَّثني عَمْرُو ابنُ مُهَاجِرٍ عن أبيهِ، عن أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ ابنِ السَّكَنِ الْأَنْصَارِيَّةِ: أَنَّهَا طُلِّقَتْ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ الله ﷺ وَلم يَكُنْ لِلمُطَلَّقةِ عِدَّةٌ، فَأَنْزَلَ الله عَزَّوَجَلَّ حِينَ طُلِّقَتْ أَسْمَاءُ بالْعِدَّةِ لِلطَّلَاقِ، فَكانَتْ أَوَّلَ مَنْ أُنْزِلَتْ فِيهَا الْعِدَّةُ لِلْمُطَلَّقَاتِ.

٢٢٨١-حضرت اسماء بنت یزید بن سکن انصاریہ ؓ سے مروی ہے کہ انہیں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں طلاق ہوگئی۔ اور (اس سے پہلے) مطلقہ کے لیے کوئی عدت نہ ہوتی تھی (یعنی ایام انتظار) تو اللہ تعالیٰ نے اس اسماء کی طلاق کے موقع پر عدت کا حکم نازل فرمایا۔ اور یہ پہلی عورت تھی جس کے سلسلے میں طلاق یافتہ عورت کی عدت کا حکم اترا۔

فائدہ: حضرت اسماء بنت یزید ؓ کے متعلق آتا ہے کہ یہ حضرت معاذ بن جبل ؓ کی پھوپھی زاد تھیں۔ رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی۔ عورتوں کی طرف سے رسول اللہ ﷺ کے ہاں پیغام بھی لے جایا کرتی تھیں۔ انہوں نے غزوۂ یرموک کے موقع پر اپنے خیمے کے بانس سے نو عدد رومیوں کو قتل کیا تھا۔ (افادات از: علامہ احمد محمد شاکر)

(المعجم ٣٧) - بَابٌ: فِي نَسْخِ مَا اسْتُثْنِيَ بِهِ مِنْ عِدَّةِ الْمُطَلَّقَاتِ (التحفة ٣٧)

باب:٣٧-عام مطلقات میں سے جن کی عدت منسوخ ہے

٢٢٨٢- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ مُحَمَّدِ بنِ ثَابِتٍ المروَزِيُّ: حَدَّثَني عَلِيُّ بنُ حُسَيْنٍ عن أَبِيهِ، عن يَزِيدَ النَّحْوِيِّ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: «﴿وَٱلْمُطَلَّقَٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ ثَلَٰثَةَ قُرُوٓءٍ﴾

٢٢٨٢-حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ (اللہ کا جو فرمان ہے) ”طلاق والی عورتیں تین حیض انتظار کریں۔“ (تو اس سے وہ عورتیں نکال دی گئیں جو حیض سے مایوس ہو جائیں) اور ان کیلئے کہا کہ ”تمہاری جو عورتیں حیض سے مایوس ہوں، اگر تمہیں کوئی شبہ ہو تو ان

٢٢٨١ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن أبي حاتم في تفسيره: ٢/ ٤١٤، ح: ٢١٨٦ من حديث إسماعيل بن عياش به، ورواه البيهقي: ٧/ ٤٢٤ من حديث أبي داود به.

٢٢٨٢ـ تخريج: [حسن] أخرجه النسائي، الطلاق، باب نسخ المراجعة بعد التطليقات الثلاث، ح: ٣٥٨٤ من حديث علي بن حسين بن واقد به، وانظر، ح: ٢١٩٥.

[البقرة:٢٢٨] قال: ﴿وَٱلَّٰٓـِٔي يَئِسْنَ مِنَ ٱلْمَحِيضِ مِن نِّسَآئِكُمْ إِنِ ٱرْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَٰثَةُ أَشْهُرٍ﴾ [الطلاق:٤] فَنُسِخَ مِنْ ذٰلِكَ وَقال: (وَإِنْ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِن قَبْلِ أَنْ تَمَسُّوهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّونَهَا).

کی عدت تین ماہ ہے۔'' پھر ان میں سے مزید یہ استثنا فرمایا: ''اگر تم انہیں مساس سے قبل ہی طلاق دے دو تو ان پر کوئی عدت نہیں۔'' (الاحزاب:۴۹)

**فائدہ:** حضرت ابن عباس نے اسے نسخ یا استثنا سے تعبیر فرمایا ہے' لیکن یہ دراصل مختلف صورتوں کے مختلف احکام ہیں۔ عام مطلقہ عورت کی عدت تین حیض (یا تین طُہر) ہیں۔ لیکن جس عورت کو حیض آنا بند ہو گیا ہو' یا جسے حیض آنا شروع ہی نہیں ہوا' تو ان کی عدت تین مہینے ہوگی۔ اور جس عورت کو خلوت اور مساس سے پہلے ہی طلاق دے دی جائے تو اس کے لیے کوئی عدت ہی نہیں ہے۔ اسی طرح جو عورت حاملہ ہو' اسے طلاق مل جائے یا اس کا خاوند فوت ہو جائے تو اس کی عدّت وضع حمل ہے۔ جب کہ بیوہ عورت کی عِدّت چار مہینے ۱۰ دن ہیں۔

(المعجم ٣٦، ٣٨) - **بَابٌ: فِي الْمُرَاجَعَةِ** (التحفة ٣٨)

باب:۳۶' ۳۸- (طلاق کے بعد) رجوع کے احکام ومسائل

٢٢٨٣- **حَدَّثَنَا** سَهْلُ بْنُ مُحَمَّدِ بنِ الزُّبَيْرِ الْعَسْكَرِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا ابنِ أَبِي زَائِدَةَ عن صَالِحِ بنِ صَالِحٍ، عن سَلَمَةَ بنِ كُهَيْلٍ، عن سَعِيدِ بن جُبَيْرٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ، عن عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ طَلَّقَ حَفْصَةَ ثُمَّ رَاجَعَهَا.

۲۲۸۳- حضرت عمر ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت حفصہ ؓ کو طلاق دے دی' مگر پھر آپ نے ان سے رجوع کر لیا۔

**فوائد ومسائل:** ① پہلی اور دوسری طلاق کے بعد عدت کے دوران میں رجوع کیا جا سکتا ہے اور چاہیے کہ دو گواہ ضرور بنائے جائیں۔ (الطلاق:۲) ② حضرت حفصہ ؓ سے رجوع کے بارے میں جناب قیس بن زید (تابعی صغیر) کی مرسل روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جبرئیل میرے پاس آئے اور کہا کہ حفصہ سے

---

٢٢٨٣- **تخريج:** [**إسناده صحيح**] أخرجه النسائي، الطلاق، باب الرجعة، ح: ٣٥٩٠ من حديث سهل بن محمد به، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ١٣٢٤، والحاكم على شرط الشيخين: ٢/ ١٩٧، ووافقه الذهبي، وللحديث علة غير قادحة.

رجوع فرمالیں۔ یہ بہت روزے رکھنے والی اور بہت قیام کرنے والی خاتون ہیں اور جنت میں آپ کی بیوی ہیں۔''
(ارواء الغلیل' حدیث:۲۰۷۷)

(المعجم ٣٧، ٣٩) - **بَابٌ: فِي نَفَقَةِ الْمَبْتُوتَةِ** (التحفة ٣٩)

**باب:۳۷'۳۹-تین طلاق یافتہ (طلاق بتہ والی) کے خرچ کے احکام ومسائل**

٢٢٨٤- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن عَبْدِ الله بنِ يَزِيدَ مَوْلَى الأَسْوَدِ بنِ سُفْيَانَ، عن أبي سَلَمَةَ بن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن فاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ: أَنَّ أَبَا عَمْرِو بنَ حَفْصٍ طَلَّقَهَا الْبَتَّةَ وَهُوَ غَائِبٌ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا وَكِيلُهُ بِشَعِيرٍ فَتَسَخَّطَتْهُ، فقال: وَالله! مَالَكِ عَلَيْنَا مِنْ شَيْءٍ، فَجَاءَتْ رَسُولَ الله ﷺ فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لَهُ، فقال لَها: «لَيْسَ لَكِ عَلَيْهِ نَفَقَةٌ»، وَأَمَرَهَا أَنْ تَعْتَدَّ في بَيْتِ أُمِّ شَرِيكٍ، ثُمَّ قال: «إِنَّ تِلْكَ امْرَأَةٌ يَغْشَاهَا أَصْحَابِي، اعْتَدِّي في بَيْتِ ابنِ أُمِّ مَكْتُومٍ فإِنَّهُ رَجُلٌ أَعْمَى تَضَعِينَ ثِيَابَكِ، وَإِذَا حَلَلْتِ فآذِنِينِي». قالَتْ: فلَمَّا حَلَلْتُ ذَكَرْتُ لَهُ أَنَّ مُعَاوِيَةَ ابنَ أبي سُفْيَانَ وَأَبَا جَهْمٍ خَطَبَانِي، فقال رَسُولُ الله ﷺ: «أَمَّا أَبُو جَهْمٍ فَلَا يَضَعُ عَصَاهُ عن عَاتِقِهِ، وَأَمَّا مُعَاوِيَةُ فَصُعْلُوكٌ لا مَالَ لَهُ، انْكِحِي أُسَامَةَ بنَ زَيْدٍ». قالَتْ: فكَرِهْتُهُ، ثُمَّ قال: «انْكِحِي أُسَامَةَ

۲۲۸۴-حضرت فاطمہ بنت قیس ؓ سے مروی ہے کہ (ان کے شوہر) ابوعمرو بن حفص نے ان کو طلاق بتہ دے دی تھی (مختلف اوقات میں تین طلاقیں) اور وہ خود (گھر میں) موجود نہیں تھے۔تو ان کے وکیل نے فاطمہ کی طرف کچھ جو بھیجے تو انہوں نے ان کو کم سمجھا اور اس پر راضی نہ ہوئیں۔تو وکیل نے کہا: قسم اللہ کی! (اخراجات کے سلسلے میں) تیرے لیے ہم پر کوئی چیز واجب ہی نہیں ہے۔تو وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور آپ سے اس کا ذکر کیا' آپ نے اس سے فرمایا: ''اس کے ذمے تمہارا کوئی خرچ نہیں ہے۔'' اور اسے حکم دیا کہ ام شریک کے گھر میں عدت گزارے۔پھر فرمایا: ''اس عورت کے ہاں میرے صحابہ آتے رہتے ہیں' تو ابن ام مکتوم کے گھر میں عدت گزارو۔وہ نابینا آدمی ہے' تمہیں اپنے کپڑے اتارنے میں بھی آسانی رہے گی اور جب تم حلال ہو جاؤ (تمہارے ایام عدت گزر جائیں) تو مجھے اطلاع دینا۔'' کہتی ہیں کہ جب میں حلال ہو گئی تو میں نے آپ ﷺ کو بتایا کہ معاویہ بن ابی سفیان اور ابوجہم نے مجھے نکاح کا پیغام بھیجا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابوجہم تو اپنے کندھے سے لٹھ ہی نہیں اتارتا ہے۔اور معاویہ' تو وہ

---

٢٢٨٤ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، الطلاق، باب المطلقة البائن لا نفقة لها، ح: ١٤٨٠ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٥٨٠، ٥٨١.

ابنَ زَيْدٍ»، فَنَكَحْتُهُ فَجَعَلَ الله تَعَالَى فِيهِ خَيْرًا وَاغْتَبَطْتُ بِهِ.

فقیر آدمی ہے اس کے پاس کوئی مال نہیں ہے۔ تم اسامہ بن زید سے نکاح کرلو۔" کہتی ہیں کہ میں نے اس کو ناپسند کیا۔ آپ نے پھر فرمایا: "اسامہ بن زید سے نکاح کرلو" چنانچہ میں نے ان سے نکاح کرلیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں بہت خیر (اور برکت) فرمائی اور اس وجہ سے مجھ پر رشک کیا جاتا تھا۔

فائدہ: شوہر جب اپنی بیوی کو مختلف اوقات میں تین طلاقیں دے دے تو اسے رجوع کا حق حاصل نہیں رہتا۔ ایسی طلاق کو "بَتَّہ" کہتے ہیں۔ لغت میں "بَتّ" کے معنی ہیں "کاٹ دینا' کسی امر کو نافذ کردینا۔" اردو میں مستعمل لفظ "البتہ" بمعنی یقین کا ماخذ بھی یہی ہے۔

۲۲۸۵- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا أَبَانُ بنُ يَزِيدَ الْعَطَّارُ: حدثنا يَحْيَى ابنُ أبي كَثِيرٍ: حَدَّثَني أَبُو سَلَمَةَ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ قَيْسٍ حَدَّثَتْهُ أَنَّ أَبَا حَفْصِ بنَ الْمُغِيرَةِ طَلَّقَها ثَلَاثًا، وَسَاقَ الْحَدِيثَ فيه: وَأَنَّ خَالِدَ بنَ الْوَلِيدِ وَنَفَرًا مِنْ بَنِي مَخْزُومٍ أَتَوُا النَّبيَّ ﷺ فقالُوا: يانَبِيَّ الله! إِنَّ أَبَا حَفْصِ بنَ الْمُغِيرَةِ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا وَإِنَّهُ تَرَكَ لَها نَفَقَةً يَسِيرَةً فقال: «لا نَفَقَةَ لَها» وَسَاقَ الحديثَ. وَحَدِيثُ مَالِكٍ أَتَمُّ.

۲۲۸۵- حضرت فاطمہ بنت قیس ؓ نے بیان کیا کہ ابوحفص بن مغیرہ نے مجھے تین طلاقیں دیں۔ اور پوری حدیث بیان کی' اس میں ہے کہ خالد بن ولید اور بنومخزوم کے اور بھی لوگ نبئ کریم ﷺ کی خدمت میں آئے اور کہا یارسول اللہ ابوحفص بن مغیرہ نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی ہیں اور بہت تھوڑا سا خرچ اس کے لیے چھوڑ گیا ہے۔ تو آپ (ﷺ) نے فرمایا: "اس کے لیے کوئی خرچہ نہیں ہے۔" اور حدیث بیان کی۔ اور مالک کی (مذکورہ بالا) روایت اس سے زیادہ کامل ہے۔

فوائد ومسائل: ① حضرت فاطمہ کو یہ طلاقیں وقفے وقفے سے دی گئی تھیں نہ کہ اکٹھی جیسے کہ اگلی حدیث: ۲۲۸۹ میں آرہا ہے۔ ② مطلقہ کو ہدیہ وتحفہ دینا ایک مستحب کام ہے۔ جس کی تاکید آئی ہے۔ (الاحزاب: ۴۹) اور تین طلاق والی کے لیے کوئی نفقہ وسکنی واجب نہیں ہے الا یہ کہ حاملہ ہو۔ ③ عورت کے لیے مرد کو دیکھنا ممنوع نہیں ہے (بشرطیکہ شہوت سے نہ ہو) اسی لیے نبی ﷺ نے حضرت فاطمہ کو ابن ام مکتوم کے پاس عدت گزارنے کا حکم دیا' تاکہ وہ

۲۲۸۵- تخريج: [صحيح] أخرجه ابن عبدالبر في التمهيد: ۱۹/ ۱۳۷ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق.

مردوں کی نظروں سے محفوظ رہے' کیونکہ مردوں کے لیے عورت کو دیکھنا ممنوع ہے' اور ابن ام مکتوم بینائی ہی سے محروم تھے۔ ④ نکاح کا پیغام دینے والے کے دینی' دنیاوی اور اخلاقی احوال کا جائزہ لے کر ہی اسے قبول کیا جانا چاہیے۔ ⑤ شرعی ضرورت سے کسی کا عیب بیان کرنا ایسی غیبت نہیں جو حرام ہو۔ ⑥ دین دار رشتوں میں اللہ کی طرف سے بہت برکت ہوتی ہے۔

٢٢٨٦- حَدَّثَنا مَحْمُودُ بنُ خالِدٍ: حَدَّثَنا الْوَلِيدُ: حَدَّثَنا أَبُو عَمْرٍو عن يَحْيَى: حَدَّثَني أبُو سَلَمَةَ: حَدَّثَتْني فَاطِمَةُ بِنْتُ قَيْسٍ أَنَّ أَبَا عَمْرِو بنَ حَفْصٍ المَخْزُومِيَّ طَلَّقَهَا ثَلَاثًا. وَسَاقَ الحدِيثَ وَخَبَرَ خَالِدِ بنِ الْوَلِيدِ قال: فقال النَّبِيُّ ﷺ: «لَيْسَتْ لَها نَفَقَةٌ وَلا مَسْكَنٌ»، قال فيه: وَأَرْسَلَ إلَيْهَا رَسُولُ الله ﷺ «أَنْ لا تَسْبِقِيني بِنَفْسِكِ».

۲۲۸۶- حضرت فاطمہ بنت قیس ؓ نے بیان کیا کہ ابو عمرو بن حفص مخزومی نے اس کو تین طلاقیں دے دیں۔ اور حدیث بیان کی اور خالد بن ولید کی بات بھی۔ کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اس کے لیے خرچہ نہیں ہے اور نہ کوئی سکنی ہے۔'' (شوہر کے ذمے نہیں ہے۔) اس روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فاطمہ کی طرف پیغام بھیجا کہ اپنے بارے میں میرے مشورے کے بغیر جلدی میں کوئی فیصلہ نہ کر لینا۔

**فوائد ومسائل:** ① نکاح اور دیگر اہم معاملات میں صالح اور مخلص اہل نظر سے مشورہ ضرور کر لینا چاہیے۔ ایسے ہی استخارہ بھی لازماً کرنا چاہیے۔ ② فاطمہ بنت قیس ؓ کے شوہر کا نام اکثر روایات میں ابو حفص بن مغیرہ آیا ہے اور کچھ میں ابو عمرو بن حفص بن مغیرہ۔

٢٢٨٧- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: أَنَّ مُحمَّدَ بنَ جَعْفَرٍ حدَّثَهُمْ: حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ عَمْرٍو عن يَحْيَى، عن أبي سَلَمَةَ، عن فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ قالَتْ: كُنْتُ عِنْدَ رَجُلٍ مِنْ بَني مَخْزُوم فَطَلَّقَني الْبَتَّةَ، ثُمَّ سَاقَ نَحْوَ حَدِيثِ مَالِكٍ قال فيه: «وَلا تُفَوِّتِيني بِنَفْسِكِ».

۲۲۸۷- حضرت فاطمہ بنت قیس ؓ نے بیان کیا کہ میں بنی مخزوم کے ایک شخص کی زوجیت میں تھی تو اس نے مجھے طلاق بتہ دے دی (تین طلاقیں۔) اور (اس باب کی پہلی حدیث) مالک کی روایت کی مانند بیان کیا۔ اس روایت میں کہا کہ مجھے بتائے بغیر اپنے بارے میں کوئی فیصلہ نہ کر لینا۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وكَذٰلِكَ رَوَاهُ الشَّعْبِيُّ

امام ابوداود فرماتے ہیں کہ شعبی' بہی اور عطاء نے

٢٢٨٦_ تخريج: [صحيح] أخرجه ابن عبدالبر في التمهيد: ١٩/ ١٣٨ من حديث أبي داود به *أبو عمرو هو الأوزاعي.

٢٢٨٧_ تخريج: [صحيح] انظر، ح: ٢٢٨٤.

وَالْبَهِيُّ وَعَطَاءٌ عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بن عَاصِمٍ وَأَبُو بَكْرِ بنُ أبي الْجَهْمِ، كُلُّهُمْ عن فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ: أَنَّ زَوْجَهَا طَلَّقَهَا ثَلاثًا.

بواسطہ عبدالرحمٰن بن عاصم اور اسی طرح ابوبکر بن ابی جہم ان سب نے فاطمہ بنت قیس سے روایت کی ہے کہ اس کے شوہر نے اس کو تین طلاقیں دی تھیں۔(ان حضرات کی روایت میں ''بتہ'' کا ذکر نہیں ہے۔)

**۲۲۸۸- حَدَّثَنا** مُحمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنا سُفْيَانُ: حَدَّثَنا سَلَمَةُ بنُ كُهَيْلٍ عن الشَّعْبيِّ، عن فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ: أَنَّ زَوْجَهَا طَلَّقَهَا ثلاثًا، فلَمْ يَجْعَلْ لَها النَّبيُّ ﷺ نَفَقَةً وَلا سُكْنَى.

۲۲۸۸-شعبی حضرت فاطمہ بنت قیس ؓ سے بیان کرتے ہیں کہ ان کے شوہر نے ان کو تین طلاقیں دی تھیں تو نبی ﷺ نے اس کے لیے کوئی خرچہ اور رہائش (شوہر پر) لازم نہیں کی تھی۔

**۲۲۸۹- حَدَّثَنا** يَزِيدُ بنُ خَالِدٍ الرَّمْلِيُّ: حَدَّثَنا اللَّيْثُ عن عُقَيْلٍ، عن ابن شِهَابٍ، عن أبي سَلَمَةَ، عن فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ: أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا كَانَتْ عِنْدَ أبي حَفْصِ بنِ الْمُغِيرَةِ وَأَنَّ أبَا حَفْصِ بْنَ الْمُغِيرَةِ طَلَّقَهَا آخِرَ ثلاثِ تَطْلِيقَاتٍ، فَزَعَمَتْ أَنَّهَا جَاءَتْ رَسُولَ الله ﷺ فاسْتَفْتَتْهُ في خُرُوجِهَا مِنْ بَيْتِهَا، فأَمَرَهَا أَنْ تَنْتَقِلَ إلى ابنِ أُمِّ مَكْتُومِ الْأَعْمَى، فأَبَى مَرْوَانُ أَنْ يُصَدِّقَ حَدِيثَ فَاطِمَةَ في خُرُوجِ الْمُطَلَّقَةِ مِنْ بَيْتِهَا.

۲۲۸۹-حضرت فاطمہ بنت قیس ؓ نے خبر دی کہ وہ ابوحفص بن مغیرہ کی زوجیت میں تھی تو اس نے اسے آخری تیسری طلاق دے دی۔ پھر وہ کہتی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور آپ سے پوچھا کہ کیا وہ اپنے گھر سے چلی جائے (شوہر کے گھر سے) تو آپ نے حکم دیا کہ ابن ام مکتوم نابینا کے گھر منتقل ہو جائے۔مگر مروان نے فاطمہ کی اس بات کی' کہ مطلقہ اپنے گھر سے نکل سکتی ہے' تصدیق کرنے سے انکار کیا ہے۔

قال عُرْوَةُ: وَأَنْكَرَتْ عَائِشَةُ عَلَى فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ.

عروہ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ ؓ نے بھی فاطمہ بنت قیس پر انکار کیا ہے۔



---

**۲۲۸۸ـ تخريج:** أخرجه مسلم، الطلاق، باب المطلقة البائن لا نفقة لها، ح: ۱٤۸۰/ ٤٤ من حديث سفيان الثوري به، وانظر الحديث السابق: ۲۲۸٤.

**۲۲۸۹ـ تخريج:** [**صحيح**] انظر، ح: ۲۲۸٤.

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وكَذَلِكَ رَوَاهُ صَالِحُ ابنُ كَيْسَانَ وَابنُ جُرَيْجٍ وَشُعَيْبُ بنُ أَبي حَمْزَةَ كُلُّهُمْ عنِ الزُّهْرِيِّ.

امام ابوداود نے کہا: صالح بن کیسان' ابن جریج اور شعیب بن ابی حمزہ سب زہری سے اسی طرح روایت کرتے ہیں (جیسے عقیل نے کی ہے۔)

قالَ أَبُو دَاوُدَ: شُعَيْبُ بنُ أَبي حَمْزَةَ، وَاسْمُ أَبي حَمْزَةَ دِينَارٌ، وَهُوَ مَوْلَى زِيادٍ.

امام ابوداود نے کہا: شعیب کے والد ابوحمزہ کا نام دینار ہے جو زیاد کا مولیٰ تھا۔

فائدہ: اس روایت میں اختصار ہے جبکہ آگے آنے والی روایت میں وضاحت ہے۔ مروان نے قبیصہ بن ذویب کو بھیج کر یہ تفصیل معلوم کی تھی۔

**۲۲۹۰- حَدَّثَنا** مَخْلَدُ بنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عن مَعْمَرٍ، عن الزُّهْرِيِّ، عن عُبَيْدِالله قال: أَرْسَلَ مَرْوَانُ إلى فَاطِمَةَ فَسَأَلَها؟ فَأَخْبَرَتْهُ أنَّهَا كَانَتْ عِنْدَ أبي حَفْصٍ، وكَانَ النَّبيُّ ﷺ أَمَّرَ عَليَّ ابنَ أَبي طَالِبٍ يَعني عَلَى بَعْضِ الْيَمَنِ فَخَرَجَ مَعَهُ زَوْجُها فَبَعَثَ إلَيْهَا بِتَطْلِيقَةٍ كَانَتْ بَقِيَتْ لَها، وَأَمَرَ عَيَّاشَ بنَ أَبي رَبِيعَةَ وَالْحَارِثَ بنَ هِشَامٍ أنْ يُنْفِقَا عَلَيْهَا، فَقالا: والله! ما لَها نفَقَةٌ إلَّا أنْ تَكُونَ حَامِلًا، فأَتَتِ النَّبيَّ ﷺ فقال: «لا نَفَقَةَ لَكِ إلَّا أنْ تَكُونِي حامِلًا»، وَاسْتَأْذَنَتْهُ في الانْتِقَالِ، فأَذِنَ لَها، فقالَتْ: أيْنَ أَنْتَقِلُ يَارَسُولَ الله؟ فقال رَسُولُ الله ﷺ: «عِنْدَ ابنِ أُمِّ مَكْتُومٍ» - وكَانَ أعمَى - تَضَعُ

۲۲۹۰- عبیداللہ (بن عبداللہ بن عتبہ) سے مروی ہے کہ مروان نے فاطمہ (بنت قیس) کو پیغام بھیجا اور ان سے پچھوایا' تو اس نے بتایا کہ وہ ابوحفص کی زوجیت میں تھی اور نبی ﷺ نے حضرت علی ؓ کو یمن کے کچھ حصے کا عامل بنایا' تو اس کا شوہر بھی ان کے ساتھ روانہ ہو گیا اور اس کو طلاق کا پیغام دے گیا' وہ طلاق جو اس کی باقی تھی (تیسری طلاق) اور عیاش بن ابی ربیعہ اور حارث بن ہشام کو کہہ گیا کہ اس کو خرچ دینا' تو ان دونوں نے کہا: اللہ کی قسم! اس کے لیے کوئی خرچہ نہیں الا یہ کہ حاملہ ہو۔ تو یہ نبی ﷺ کے پاس چلی آئی' تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیرے لیے کوئی خرچہ نہیں الا یہ کہ تو حاملہ ہو۔'' پھر اس نے اجازت چاہی کہ (اس گھر سے) منتقل ہو جائے تو آپ نے اس کو اجازت دے دی۔ کہنے لگی: اے اللہ کے رسول! میں کہاں رہوں؟ آپ نے فرمایا: ''ابن ام مکتوم کے ہاں۔'' اور وہ نابینا تھے' (کسی وقت)



**۲۲۹۰ـ تخريج**: أخرجه مسلم، الطلاق، باب المطلقة البائن لا نفقة لها، ح: ۱۴۸۰/ ۴۱ من حديث عبدالرزاق به، وهو في المصنف له، ح: ۱۲۰۲۵ بطوله.

ثِيَابَها عِنْدَهُ وَلا يُبْصِرُها، فَلَمْ تَزَلْ هُناكَ حَتَّى مَضَتْ عِدَّتُهَا، فأَنْكَحَهَا النَّبيُّ ﷺ أُسَامَةَ، فَرَجَعَ قَبِيصَةُ إلى مَرْوَانَ فأَخْبَرَهُ ذٰلِكَ، فقال مَرْوَانُ: لَم نَسْمَعْ هٰذَا الْحَدِيثَ إلَّا من امْرَأةٍ فَسَنَأْخُذُ بالْعِصْمَةِ الَّتي وَجَدْنا النَّاسَ عَلَيْهَا، فقالَتْ فَاطِمَةُ حِينَ بَلَغَهَا ذٰلِكَ: بَيْني وَبَيْنَكُمْ كِتَابُ الله، قال الله: ﴿ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ ﴾ [الطلاق:١] حَتَّى ﴿ لَا تَدْرِى لَعَلَّ ٱللَّهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذَٰلِكَ أَمْرًا ﴾ [الطلاق: ١].

قالتْ: فَأَيُّ أَمْرٍ يَحْدُثُ بَعْدَ الثَّلَاثِ.

یہ اپنے کپڑے اتار بھی دیتی تو دیکھ نہ سکتے تھے۔ پھر وہ ان کے ہاں رہی حتی کہ اس کی عدت پوری ہوگئی۔ تب نبی ﷺ نے اسامہ رضی اللہ عنہ سے اس کا نکاح کر دیا۔ قبیصہ مروان کے پاس واپس آیا اور یہ ساری خبر بتائی۔ تو مروان نے کہا: ہم ایک عورت سے یہ حدیث سن رہے ہیں اور ہم وہی محفوظ اور قابل اعتماد بات قبول کریں گے جس پر لوگوں کا عمل ہے۔ فاطمہ کو جب یہ بات پہنچی تو اس نے کہا: میرے اور تمہارے درمیان کتاب اللہ فیصل ہے: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ ...... لَا تَدْرِیْ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذَٰلِكَ أَمْرًا﴾ فاطمہ نے کہا: بھلا تیسری طلاق کے بعد کون سا نیا معاملہ ہوگا؟ (رجوع کا موقع ہی نہیں رہا تو نیا معاملہ کیسے ہوسکتا ہے۔)

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وكَذَلِكَ رَوَاهُ يُونُسُ عن الزُّهْرِيِّ، وَأَمَّا الزُّبَيْدِيُّ فَرَوَى الْحَدِيثَيْنِ جمِيعًا، حَدِيثَ عُبَيْدِالله بمَعْنَى مَعْمَرٍ، وَحَدِيثَ أبي سَلَمَةَ بمَعْنَى عُقَيْلٍ.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ یہ روایت یونس نے بھی زہری سے اسی طرح بیان کی ہے۔ اور (محمد بن ولید) زبیدی نے دونوں روایتیں بیان کی ہیں۔ عبیداللہ کی روایت معمر کے ہم معنی اور ابوسلمہ کی عقیل کے ہم معنی۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ مُحمَّدُ بنُ إسْحَاقَ عن الزُّهْرِيِّ أَنَّ قَبِيصَةَ بنَ ذُوَيْبٍ حَدَّثَهُ بمَعْنَى دَلَّ عَلَى خَبَرِ عُبَيْدِالله بنِ عَبْدِ الله حِينَ قال: فَرَجَعَ قَبِيصَةُ إلى مَرْوَانَ فأَخْبَرَهُ بِذٰلِكَ.

امام ابوداود نے کہا: محمد بن اسحاق نے زہری سے روایت کی ہے مگر اس میں قبیصہ بن ذویب نے اس کو بالمعنی نقل کیا ہے۔ اس کی دلیل عبیداللہ بن عبداللہ کی روایت ہے جس میں ہے کہ ''پھر قبیصہ مروان کے پاس واپس آیا اور یہ ساری خبر بتائی۔''

**فوائد ومسائل:** ① اس حدیث کا پس منظر آئندہ حدیث: ۲۲۹۵ میں آرہا ہے۔ ② حضرت مروان بن حکم کا' جو اس دور میں حاکم مدینہ تھے' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور ایسے ہی عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا موقف یہ تھا کہ مطلقہ کے لیے ایام عدت میں سکنیٰ شوہر کے ذمے ہے۔ (اور بعض لوگ اب بھی اسی کے قائل ہیں۔) ان حضرات کا استدلال سورۂ

طلاق کی آیات سے ہے۔اس میں ہے:﴿لَا تُخۡرِجُوهُنَّ مِنۢ بُيُوتِهِنَّ وَ لَا يَخۡرُجۡنَ﴾ (الطلاق: ۱) ''تم انہیں ان کے گھروں سے مت نکالو اور نہ وہ از خود نکلیں۔'' ایک اور آیت میں ہے:﴿اَسۡكِنُوهُنَّ مِنۡ حَيۡثُ سَكَنۡتُمۡ مِّنۡ وُّجۡدِكُمۡ﴾ (الطلاق:٦) ''اپنی حیثیت کے مطابق انہیں سکونت مہیا کرو۔'' مگر اس مناقشے میں حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کی بات واضح اور راجح ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تین طلاق والی کے لیے کوئی نفقہ وسکنی نہیں فرمایا۔اور چونکہ یہ خود صاحب واقعہ ہیں تو انہی کی بات قابل قبول ہوگی۔قرآن مجید کی مذکورہ آیات کا مفہوم ان عورتوں کے متعلق ہے جنہیں رجعی طلاق ہوئی ہو۔ ③ حضرت مروان نے جو یہ کہا کہ ''ہم ایک عورت سے یہ حدیث سن رہے ہیں'' تو یہ جرح قابل سماع نہیں ہے۔امام ابن قیم رحمہ اللہ نے زاد المعاد میں اور علامہ شوکانی رحمہ اللہ نے کیا خوب لکھا ہے کہ ''یہ جرح باجماع مسلمین باطل ہے' کیونکہ کسی بھی عالم سے یہ منقول نہیں کہ کوئی حدیث کسی عورت کی روایت ہونے کی بنا پر مردود قرار پاتی ہے۔کتنی ہی مقبول ومعمول سنتیں ہیں جن کی راوی صحابیات ہیں اور وہ ان کی روایت میں اکیلی ہیں۔علم حدیث سے ادنیٰ واقفیت رکھنے والا یہ انکار نہیں کر سکتا۔اور مسلمانوں میں سے کسی نے بھی کوئی حدیث محض اس بنا پر رد نہیں کی کہ ''ممکن ہے اس کا راوی بھول گیا ہو۔'' اگر یہ نقد قابل اعتنا سمجھا جائے تو احادیث نبویہ میں سے کوئی حدیث بھی مقبول نہ رہے گی' کیونکہ ''بھول سکنے'' سے کون سا انسان مبرا ہے۔اس طرح تو تمام سنن نبویہ کو سرے سے معطل قرار دینا پڑے گا۔اور زیر بحث حدیث کی راویہ حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا ان جلیل القدر صحابیات میں سے ہیں جنہوں نے ابتدا ہی میں ہجرت کر لی تھی اور وہ اپنے حفظ و دانش میں مشہور تھیں۔دجال کے متعلق طویل حدیث ان ہی کی روایت کردہ ہے جو انہوں نے رسول اللہ سے اثنائے خطبہ میں ایک ہی بار سنی اور یاد کر لی تھی۔اور کس طرح باور کیا جا سکتا ہے کہ طلاق اور نان ونفقہ اور سکنی جیسا مسئلہ جو ان کی زندگی کا اپنا اہم واقعہ تھا وہ بھول گئی ہوں۔بھول جانے کا اعتراض خود اعتراض کرنے والے پر بھی وارد کیا جا سکتا ہے......الخ (نیل الاوطار:٦/٣٤١) نیز (زاد المعاد' جلد چہارم [بحث حكمه ﷺ في أنه لا نفقة ولا سكنى للمبتوتة]) ④ اور یہ جو بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا تھا کہ ''عورت مطلقہ کے لیے سکنی اور نفقہ ہے'' یہ حدیث قطعاً باطل اور غیر صحیح ہے۔(زاد المعاد) ⑤ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پر ''زبان کی تیز'' ہونے کا جو عیب لگایا جاتا ہے۔(جیسے کہ اگلے باب میں آ رہا ہے) وہ بھی محل نظر ہے۔ایک طرف تو نبی ﷺ نفقہ وسکنی کے بارے میں حکم ربانی بتا رہے ہیں' مگر اسے زبان پر کنٹرول کرنے کی نصیحت نہیں فرماتے جس کا تعلق اس کے اپنے دین واخلاق کے ساتھ ساتھ تکمیل عدت میں بھی معاون ہے۔ذخیرۂ احادیث میں اس قسم کی کوئی بات ثابت نہیں۔

## (المعجم ٣٨، ٤٠) - **باب مَنْ أَنْكَرَ ذَلِكَ عَلَى فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ** (التحفة ٤٠)

## باب:۳۸'۴۰-فاطمہ بنت قیس کی روایت کا انکار کرنے والوں کا بیان

**۲۲۹۱- حَدَّثَنا** نَصْرُ بنُ عَلِيٍّ: أخبرني أَبُو أَحْمَدَ: حَدَّثَنا عَمَّارُ بنُ رُزَيْقٍ عن أبي إسْحَاقَ قال: كُنْتُ في المَسْجِدِ الْجَامِعِ مع الأَسْوَدِ فقال: أَتَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ قَيْسٍ عُمَرَ بنَ الْخَطَّابِ رضي الله عنه فقال: ما كُنَّا لِنَدَعَ كِتَابَ رَبِّنَا وَسُنَّةَ نَبِيِّنَا ﷺ لِقَوْلِ امْرَأَةٍ لا نَدْرِي أَحَفِظَتْ ذٰلِكَ أَمْ لَا؟.

۲۲۹۱-ابواسحاق کہتے ہیں کہ میں اسود بن یزید کے ساتھ (کوفہ کی) جامع مسجد میں بیٹھا ہوا تھا انہوں نے بیان کیا کہ فاطمہ بنت قیس حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آئی تو حضرت عمر نے کہا: ”ہم اپنے رب کی کتاب اور اپنے نبی ﷺ کی سنت کو ایک عورت کے بیان پر نہیں چھوڑ سکتے' نہ معلوم اس نے یاد بھی رکھا ہے یا نہیں۔“

فائدہ: اس کی تفصیل مذکورہ بالا فائدہ میں گزر چکی ہے۔

**۲۲۹۲- حَدَّثَنا** سُلَيْمَانُ بنُ دَاوُدَ: أخبرنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابنُ أبي الزِّنَادِ عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عن أَبِيهِ قال: لَقَدْ عَابَتْ ذٰلِكَ عَائِشَةُ رضي الله عنها أَشَدَّ الْعَيْبِ يَعْنِي حَدِيثَ فاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ وَقالَتْ: إنَّ فاطِمَةَ كَانَتْ في مَكَانٍ وَحْشٍ فَخِيفَ عَلَى نَاحِيَتِهَا فَلِذٰلِكَ رَخَّصَ لَها رَسُولُ الله ﷺ.

۲۲۹۲-ہشام بن عروہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس روایت پر بہت سخت عیب لگایا ہے (انکار کیا ہے) یعنی فاطمہ بنت قیس کی حدیث پر۔ اور کہا کہ فاطمہ بنت قیس ایک خالی مکان میں رہائش پذیر تھی اور اس طرف سے کوئی خطرہ سا بھی تھا اس لیے رسول اللہ ﷺ نے اس کو (گھر تبدیل کرنے کی) رخصت عنایت فرمائی تھی۔



**۲۲۹۳- حَدَّثَنا** مُحمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنا سُفْيَانُ عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ الْقَاسِمِ، عن أَبِيهِ، عن عُرْوَةَ بنِ الزُّبَيْرِ: أَنَّهُ قِيلَ لِعَائِشَةَ: أَلَمْ تَرَيْ إلى قَوْلِ فَاطِمَةَ: قالَتْ: أَمَا إنَّهُ لا خَيْرَ لَها في ذِكْرِ ذٰلِكَ.

۲۲۹۳-عروہ بن زبیر سے مروی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا گیا کہ کیا آپ کو فاطمہ کی بات معلوم نہیں ہوئی؟ تو انہوں نے کہا: اس بات کو ذکر کرنے میں اس کے لیے خیر نہیں ہے۔

---

**۲۲۹۱ـ تخريج:** أخرجه مسلم، الطلاق، باب المطلقة البائن لا نفقة لها، ح:۱٤۸۰/٤٦ من حديث أبي أحمد الزبيري به.

**۲۲۹۲ـ تخريج:** **[إسناده حسن]** أخرجه ابن ماجه، الطلاق، باب هل تخرج المرأة في عدتها، ح:۲۰۳۲ من حديث عبدالرحمٰن بن أبي الزناد به، وعلقه البخاري في صحيحه، ح:٥۳۲٦.

**۲۲۹۳ـ تخريج:** أخرجه البخاري، ح:٥۳۲٥، ٥۳۲٦، ومسلم، ح:۱٤۸۱ من حديث سفيان الثوري به مطولاً.

**٢٢٩٤- حَدَّثَنا** هَارُونُ بنُ زَيْدٍ: حَدَّثَنا أبي عن سُفْيَانَ، عن يَحْيَى بنِ سَعِيدٍ، عن سُلَيْمَانَ بنِ يَسَارٍ في خُرُوجِ فَاطِمَةَ قال: إنَّمَا كَانَ ذٰلِكَ مِنْ سُوءِ الْخُلُقِ.

**۲۲۹۴- فاطمہ** بنت قیس ؓ کے گھر تبدیل کرنے کے سلسلے میں سلیمان بن یسار سے مروی ہے کہ "یہ اس کی بدخلقی کی وجہ سے تھا۔" (زبان کی تیز تھیں)



فائدہ: یہ قول ضعیف ہے۔ اس کی تفصیل گزشتہ باب کے فائدہ میں گزر چکی ہے۔ مکمل بحث زاد المعاد جلد چہارم میں ملاحظہ فرمالی جائے۔ (بحث: حكمه ﷺ في انه لا نفقة ولا سكنى للمبتوتة)

**٢٢٩٥- حَدَّثَنا** الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن يَحْيَى بنِ سَعِيدٍ، عن الْقَاسِمِ بنِ مُحَمَّدٍ وَسُلَيْمَانَ بنِ يَسَارٍ أنَّهُ سَمِعَهُمَا يَذْكُرَانِ أنَّ يَحْيَى بنَ سَعِيدِ بنِ الْعَاصِ طَلَّقَ بِنْتَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ الْحَكَمِ الْبَتَّةَ، فَانْتَقَلَهَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ، فَأرْسَلَتْ عَائِشَةُ رضي الله عنها إلى مَرْوَانَ بنِ الْحَكَمِ وَهُوَ أمِيرُ الْمَدِينَةِ، فقالتْ لَهُ: اتَّقِ الله وَارْدُدِ الْمَرْأةَ إلى بَيْتِها، فقال مَرْوَانُ: - في حَدِيثِ سُلَيْمَانَ - إنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ غَلَبَنِي. وَقال مَرْوَانُ: - في حَدِيثِ الْقَاسِمِ - أوَ مَا بَلَغَكِ شَأْنُ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ؟، فقالَتْ عَائِشَةُ: لا يَضُرُّكَ أنْ لا تَذْكُرَ حَدِيثَ فاطِمَةَ، فقال مَرْوَانُ: إنْ كَانَ بِكِ الشَّرُّ فَحَسْبُكِ ما كَانَ بَيْنَ هٰذَيْنِ مِنَ الشَّرِّ.

**۲۲۹۵- قاسم** بن محمد اور سلیمان بن یسار کا بیان ہے کہ یحییٰ بن سعید بن العاص نے (اپنی بیوی عمرہ) بنت عبدالرحمٰن بن حکم کو طلاق دے دی' طلاق بتہ (تین طلاقیں)' تو عبدالرحمٰن نے اپنی بیٹی کو (اپنے گھر) منتقل کر لیا۔ حضرت عائشہ ؓ نے مروان بن حکم کو پیغام بھیجا اور وہ ان دنوں مدینہ کا حاکم تھا' کہ اللہ سے ڈرو اور عورت کو اس کے (خاوند کے) گھر لوٹا دو۔ مروان نے کہا: (بالفاظ سلیمان) عبدالرحمٰن مجھ پر غالب آ گیا ہے۔ اور (بالفاظ قاسم) مروان نے کہا: کیا آپ کو فاطمہ بنت قیس کا احوال نہیں پہنچا؟ حضرت عائشہ ؓ نے کہا: اگر آپ فاطمہ کی حدیث بیان نہ کریں تو آپ کو کوئی نقصان نہ ہو گا۔ (اس کو ایک خاص وجہ سے اجازت دی گئی تھی)' مروان نے کہا: اگر آپ ایک شر کو انتقال کی وجہ جواز سمجھتی ہیں تو ان زوجین کے درمیان موجود شر بھی اس کی وجہ جواز ہے۔

**٢٢٩٤- تخريج:** [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٧/ ٤٣٣ من حديث أبي داود به * سفيان الثوري عنعن.

**٢٢٩٥- تخريج:** أخرجه البخاري، الطلاق، باب قصة فاطمة بنت قيس . . . الخ، ح: ٥٣٢١، ٥٣٢٢ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٥٧٩.

٢٢٩٦- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ: حَدَّثَنا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنا جَعْفَرُ بنُ بُرْقَانَ: حَدَّثَنا مَيْمُونُ بنُ مِهْرَانَ قال: قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَدُفِعْتُ إلى سَعِيدِ بنِ الْمُسَيَّبِ فَقُلْتُ: فَاطِمَةُ بِنْتُ قَيْسٍ طُلِّقَتْ فَخَرَجَتْ مِنْ بَيْتِهَا، فقال سَعِيدٌ: تِلْكَ امْرَأَةٌ فَتَنَتِ النَّاسَ، إنَّهَا كَانَتْ لَسِنَةً فَوُضِعَتْ عَلَى يَدَي ابنِ أُمِّ مَكْتُومٍ الْأَعْمٰى.

٢٢٩٦-میمون بن مہران کہتے ہیں کہ میں مدینہ آیا تو سعید بن مسیّب کے ہاں پہنچا میں نے کہا: فاطمہ بنت قیس کو طلاق ہوئی تو وہ اپنے گھر سے منتقل ہو گئی تھی، تو سعید نے کہا: اس عورت نے لوگوں کو فتنے میں ڈالا ہوا تھا، بہت زبان دراز تھی تو اسے ابن مکتوم نابینا رضی اللہ عنہ کے ہاں رہائش دی گئی۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے۔ گویا اس میں ابن ام مکتوم کے گھر منتقل ہونے کی جو وجہ بیان کی گئی ہے، وہ صحیح نہیں ہے۔ اس کی وجہ وہی ہے جو صحیح احادیث میں بیان ہوئی ہے کہ ابن ام مکتوم بصارت سے محروم تھے تو وہاں اس کے لیے پردے کی پابندی ضروری نہیں تھی۔

## (المعجم ٣٩، ٤١) - بَابٌ: فِي الْمَبْتُوتَةِ تَخْرُجُ بِالنَّهَارِ (التحفة ٤١)

## باب:٣٩، ٤١-بتہ طلاق والی دن کو گھر سے نکل سکتی ہے

٢٢٩٧- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ سَعِيدٍ عن ابنِ جُرَيْجٍ: أخبرني أَبُو الزُّبَيْرِ عن جَابِرٍ قال: طُلِّقَتْ خَالَتِي ثَلَاثًا فَخَرَجَتْ تَجُدُّ نَخْلًا لَها، فَلَقِيَهَا رَجُلٌ فَنَهَاهَا، فأَتَتِ النَّبيَّ ﷺ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهُ، فقال لَها: «اخْرُجِي فَجُدِّي نَخْلَكِ، لَعَلَّكِ أَنْ تَصَدَّقِي مِنْهُ، أَوْ تَفْعَلِي خَيْرًا»

٢٢٩٧-حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میری خالہ کو تین طلاقیں دے دی گئیں تو وہ اپنی کھجوریں کاٹنے کے لیے نکل گئیں تو اسے ایک آدمی ملا جس نے اس کو منع کیا۔ تو وہ نبی ﷺ کے پاس آئی اور آپ کو یہ بات بتلائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”چلی جایا کرو اور اپنی کھجوریں کاٹا کرو، تم اس سے صدقہ یا کوئی خیر کا کام ہی کرو گی۔“

فائدہ: مطلقہ عورت اپنے ایام عدت میں کسی لازمی اور مناسب کام کے لیے گھر سے باہر جا سکتی ہے مگر ضروری ہے کہ رات کو اپنے گھر واپس آ جائے۔

---

٢٢٩٦ـ تخريج: [ضعيف] السند حسن إلى سعيد بن المسيب، ولكنه لم يذكر من حدثه بهذا، فقوله مردود.
٢٢٩٧ـ تخريج: أخرجه مسلم، الطلاق، باب جواز خروج المعتدة البائن . . . الخ، ح: ١٤٨٣ من حديث يحيى ابن سعيد القطان به.

(المعجم ٤٠، ٤٢) - **باب نَسْخِ مَتَاعِ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا بِمَا فُرِضَ لَهَا مِنَ الْمِيرَاثِ** (التحفة ٤٢)

**٢٢٩٨- حَدَّثَنا** أَحْمَدُ بنُ مُحمَّدٍ المَرْوَزِيُّ: حَدَّثَني عَلِيُّ بنُ الْحُسَيْنِ بن وَاقِدٍ عن أبيهِ، عن يَزِيدَ النَّحْوِيِّ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ ﴿وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا وَصِيَّةً لِأَزْوَاجِهِم مَّتَاعًا إِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ إِخْرَاجٍ﴾ [البقرة: ٢٤٠] فَنَسَخَ ذٰلِكَ بآيَةِ المِيرَاثِ بما فَرَضَ لَهُنَّ مِنَ الرُّبُعِ وَالثُّمُنِ، وَنَسَخَ أَجَلَ الْحَوْلِ بِأَنْ جَعَلَ أَجَلَهَا أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا.

**باب:۴۰، ۴۲-جس کا شوہر فوت ہو جائے اس کو ایک سال تک کا خرچ دینا منسوخ ہے**

۲۲۹۸-آیت کریمہ: ﴿وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجاً وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ اِخْرَاجٍ﴾ ”اور تم میں سے جو لوگ فوت ہو جائیں اور اپنے پیچھے اپنی بیویاں چھوڑ جائیں تو (انہیں چاہیے کہ) اپنی بیویوں کے لیے وصیت کر جائیں کہ ایک سال تک انہیں خرچ دینا ہے اور گھر سے نہیں نکالنا ہے۔“ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ یہ حکم آیت میراث سے منسوخ ہے اور انہیں چوتھایا آٹھواں حصہ ملے گا۔ اور ایک سال کی مدت بھی منسوخ ہے اور اب اس کی مدت (عدت صرف) چار ماہ دس دن ہے۔

فائدہ: خاوند کی اگر اولاد ہو تو بیوی کو آٹھواں حصہ ملتا ہے ورنہ چوتھا۔

(المعجم ٤١، ٤٣) - **باب إحْدَادِ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا** (التحفة ٤٣)

**٢٢٩٩- حَدَّثَنا** الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن عَبْدِ الله بنِ أبي بَكْرٍ، عن حُمَيْدِ بن نَافِعٍ، عن زَيْنَبَ بِنْتِ أبي سَلَمَةَ أَنَّهَا

**باب:۴۱، ۴۳-شوہر فوت ہو جائے تو اس کی عورت کتنے دن سوگ منائے؟**

۲۲۹۹-حضرت زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہما (یہ رسول اللہ ﷺ کی ربیبہ تھیں) نے یہ درج ذیل تین حدیثیں بیان کیں۔ (پہلی حدیث): زینب کہتی ہیں کہ میں

---

**٢٢٩٨ـ تخريج:** [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الطلاق، باب نسخ متاع المتوفى عنها بما فرض لها من الميراث، ح: ٣٥٧٣ من حديث علي بن الحسين بن واقد به.

**٢٢٩٩ـ تخريج:** أخرجه البخاري، الجنائز، باب إحداد المرأة على غير زوجها، ح: ١٢٨١، ١٢٨٢، ومسلم، الطلاق، باب وجوب الإحداد في عدة الوفاة . . . الخ، ح: ١٤٨٦ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/٥٩٦، ٥٩٧.

أَخْبَرَتْهُ بِهٰذِهِ الأَحَادِيثِ الثَّلَاثَةِ. قالَتْ زَيْنَبُ: دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ حَبِيبَةَ حِينَ تُوُفِّيَ أَبُوهَا أَبُو سُفْيَانَ فَدَعَتْ بِطِيبٍ فِيهِ صُفْرَةٌ خَلُوقٌ أَوْ غَيْرُهُ، فَدَهَنَتْ مِنْهُ جَارِيَةً ثُمَّ مَسَّتْ بِعَارِضَيْهَا ثُمَّ قالَتْ: وَالله! ما لِي بالطِّيبِ من حَاجَةٍ غَيْرَ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا يَحِلُّ لامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بالله وَالْيَوْمِ الآخِرِ أَنْ تُحِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَة أَشْهُرٍ وَعَشْرًا».

ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے ہاں گئی جبکہ ان کے والد ابوسفیان کی وفات ہوگئی تھی تو انہوں نے خوشبو منگوائی جس میں زردی تھی وہ خلوق تھی یا کوئی اور انہوں نے یہ لونڈی کو لگائی پھر اپنے ہاتھوں کو اپنے رخساروں پر مل لیا اور کہا: قسم اللہ کی! مجھے خوشبو کی کوئی طلب اور ضرورت نہیں ہے مگر میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے فرماتے تھے: ’’کسی خاتون کے لیے حلال نہیں جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتی ہو کہ وہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کا اظہار کرے (اور زیب و زینت چھوڑے رہے) سوائے شوہر کے (کہ اس کے لیے) چار مہینے اور دس دن ہیں۔‘‘

قالَتْ زَيْنَبُ: وَدَخَلْتُ عَلَى زينبَ بِنْتِ جَحْشٍ حِينَ تُوُفِّيَ أَخُوهَا، فَدَعَتْ بِطِيبٍ فَمَسَّتْ مِنْهُ، ثُمَّ قالَتْ: وَالله! مَالِي بالطِّيبِ مِنْ حَاجَةٍ غَيْرَ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ وَهُوَ عَلَى المِنْبَرِ: «لَا يَحِلُّ لامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بالله وَالْيَوْمِ الآخِرِ أَنْ تُحِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا».

(دوسری حدیث): زینب رضی اللہ عنہا نے کہا: میں ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے پاس آئی جبکہ ان کا بھائی فوت ہوگیا تھا۔ تو انہوں نے خوشبو منگوا کر لگائی اور پھر کہا: قسم اللہ کی! مجھے خوشبو کی کوئی طلب اور ضرورت نہیں مگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ منبر پر کھڑے فرما رہے تھے: ’’کسی عورت کے لیے حلال نہیں جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتی ہو کہ وہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے الا یہ کہ شوہر ہو تو اس کے لیے (سوگ کے) چار ماہ دس دن ہیں۔

قالَتْ زَيْنَبُ: وَسَمِعْتُ أُمِّي أُمَّ سَلَمَةَ تَقُولُ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ الله ﷺ فَقَالَتْ: يَارَسُولَ الله! إِنَّ ابْنَتِي تُوُفِّيَ زَوْجُهَا عَنْهَا، وَقَدِ اشْتَكَتْ عَيْنُهَا فَنَكْحَلُها؟ فَقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لَا»،

(تیسری حدیث): زینب رضی اللہ عنہا نے کہا: میں نے اپنی والدہ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو سنا بیان کرتی تھی کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئی اور کہا: اے اللہ کے رسول! میری بیٹی کا شوہر فوت ہوگیا ہے اور اب اس کی آنکھ خراب ہے کیا ہم اس کو سرمہ لگا

مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، كلُّ ذٰلِكَ يَقُولُ: «لَا»، ثُمَّ قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إنَّما هِيَ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا. وَقَدْ كَانَتْ إحْدَاكُنَّ في الْجاهِلِيَّةِ تَرْمِي بالْبَعْرَةِ عَلَى رَأْسِ الْحَوْلِ».

دیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں۔'' اس نے یہ دو یا تین مرتبہ پوچھا۔ آپ نے ہر بار فرمایا: ''نہیں۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تو صرف چار ماہ دس دن ہیں جب کہ جاہلیت میں عورت ایک سال گزرنے کے بعد مینگنی پھینکا کرتی تھی۔''

قالَ حُمَيْدٌ: فَقُلْتُ لزَيْنَبَ: وَما تَرْمِي بالْبَعْرَةِ عَلَى رَأْسِ الْحَوْلِ؟ فقالتْ زَيْنَبُ: كَانَتِ المَرْأَةُ إذَا تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا دَخَلَتْ حِفْشًا وَلَبِسَتْ شَرَّ ثِيابِهَا وَلَمْ تَمَسَّ طِيبًا وَلَا شَيْئًا حَتَّى تَمُرَّ بها سَنَةٌ ثُمَّ تُؤتَى بِدَابةٍ حِمَارٍ أَوْ شَاةٍ أَوْ طَائِرٍ فَتَفْتَضُّ بِهِ فَقَلَّمَا تَفْتَضُّ بِشَيْءٍ إلَّا ماتَ، ثُمَّ تخْرُجُ فَتُعْطَى بَعْرَةً فَتَرْمِي بِهَا ثُمَّ تُرَاجِعُ بَعْدُ ما شَاءَتْ منْ طِيبٍ أوْ غَيْرِهِ.

حُمید نے کہا: میں نے زینب ؓ سے پوچھا: مینگنی پھینکنے سے کیا مراد ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ جب کسی عورت کا شوہر فوت ہو جاتا تھا تو وہ ایک چھوٹے سے گھروندے میں رہتی، بہت ہی خراب کپڑے پہنتی اور خوشبو تو کیا کسی چیز کو بھی ہاتھ نہ لگاتی تھی (طہارت کے لیے) حتی کہ اس کیفیت میں سال گزر جاتا، پھر کوئی جانور لایا جاتا گدھا، بکری یا کوئی اور پرندہ تو وہ اسے اپنی شرمگاہ کے ساتھ مس کرتی اور پھر اکثر ایسے ہوتا کہ وہ جس چیز کو بھی شرمگاہ کے ساتھ مس کرتی تو وہ مر جاتی۔ پھر وہ باہر نکلتی اور اسے مینگنی دی جاتی تو وہ اسے پھینکتی تھی۔ اس کے بعد جو وہ چاہتی، خوشبو وغیرہ استعمال کرتی۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: الْحِفْشُ بَيْتٌ صَغِيرٌ.

ابوداود نے کہا کہ ''حِفْش'' کا معنی گھروندا ہے۔

**فائدہ:** ①[إحْداد] کے لغوی معنی ہیں ''زیب وزینت چھوڑ دینا'' اسی کو سوگ منانا کہا جاتا ہے۔② جاہل لوگ اپنے کفر وشرک کی ریتوں پر سختی سے عمل کرتے ہیں، لہٰذا مسلمان کو چاہیے کہ وہ اپنے رب کی شریعت کی رضا و رغبت سے پابندی کریں۔

## (المعجم ٤٢، ٤٤) - بَابٌ: فِي الْمُتَوَفَّى عَنْهَا تُنْتَقَلُ (التحفة ٤٤)

## باب: ۴۲، ۴۴- جس عورت کا شوہر فوت ہو جائے، تو وہ اپنے ایام عدت گزارنے کے لیے دوسرے گھر میں منتقل ہو یا نہ؟

۲۳۰۰- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ

۲۳۰۰- حضرت فُریعہ بنت مالک بن سنان ؓ

۲۳۰۰- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الطلاق واللعان، باب ماجاء أين تعتد المتوفى عنها زوجها، ◄◄

الْقَعْنَبِيُّ عنْ مَالِكٍ، عنْ سَعْدِ بنِ إسْحَاقَ ابنِ كَعْبِ بنِ عُجْرَةَ، عن عَمَّتِهِ زَيْنَبَ بِنْتِ كَعْبِ بن عُجْرَةَ: أنَّ الْفُرَيْعَةَ بِنْتَ مَالِكِ ابْنِ سِنَانٍ وَهِيَ أُخْتُ أبي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَخْبَرَتْهَا أنَّهَا جَاءَتْ إلَى رَسُولِ الله ﷺ تَسَألُهُ أنْ تَرْجِعَ إلَى أهْلِهَا في بَنِي خُدْرَةَ، فَإنَّ زَوْجَهَا خَرَجَ في طَلَبِ أعْبُدٍ لَهُ أَبَقُوا حَتَّى إذَا كَانُوا بِطَرَفِ الْقَدُوم لَحِقَهُمْ فَقَتَلُوهُ، فَسَألْتُ رَسُولَ الله ﷺ أنْ أرْجِعَ إلَى أهْلِي فَإنِّي لم يَتْرُكْنِي في مَسْكَنٍ يَمْلِكُهُ وَلَا نَفَقَةٍ. قالَتْ: فَقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «نَعَمْ». قالَتْ: فَخَرَجْتُ حتى إذَا كُنْتُ في الْحُجْرَةِ أوْ في المَسْجِدِ دَعَانِي أوْ أمَرَنِي فَدُعِيتُ لَهُ، فَقالَ: «كَيْفَ قُلْتِ؟» فَرَدَدْتُ عَلَيْهِ الْقِصَّةَ الَّتي ذَكَرْتُ مِنْ شَأْنِ زَوْجِي، قالَتْ: فَقالَ: «امْكُثِي في بَيْتِكِ حتى يَبْلُغَ الْكِتَابُ أجَلَهُ». قالَتْ: فاعْتَدَدْتُ فِيهِ أرْبَعَةَ أشْهُرٍ وعَشْرًا. قالَتْ: فَلَمَّا كَانَ عُثْمانُ بنُ عَفَّانَ أرْسَلَ إلَيَّ فَسَألَني عنْ ذٰلِكَ فَأَخْبَرْتُهُ فاتَّبَعَهُ وَقَضَى بِهِ.

سے مروی ہے اور یہ حضرت ابوسعید خدری ؓ کی بہن ہیں' بیان کرتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی کہ آپ سے اجازت لے کر اپنے خاندان بنی خُدرہ میں چلی جاؤں کیونکہ میرا شوہر اپنے ان غلاموں کی تلاش میں گیا تھا جو بھاگ گئے تھے۔ وہ مقام قدوم کے اطراف میں تھے کہ میرے شوہر نے ان کو جالیا مگر انہوں نے اس کو قتل کر ڈالا' چنانچہ میں رسول اللہ ﷺ سے اجازت لینے کے لیے آئی تھی کہ مجھے اپنے اہل میں لوٹ جانے کی اجازت دیں۔ کیونکہ اس نے مجھے اپنے مملوکہ مکان میں نہیں چھوڑا تھا اور نہ کوئی خرچ ہی بچا گیا تھا۔ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سن کر (پہلے تو) اجازت دے دی۔ پس میں آپ کے پاس سے نکلی حتی کہ جب میں حجرے یا مسجد نبوی میں تھی' آپ نے مجھے بلایا یا بلوایا اور فرمایا: ''تُو نے کیسے کہا ہے؟'' تو میں نے اپنا قصہ یعنی شوہر کا واقعہ دوبارہ دوہرایا' تو آپ نے فرمایا: ''اپنے (شوہر کے) مکان میں اقامت رکھ' حتی کہ کتاب اللہ کی (بیان کی ہوئی) مدت پوری ہو جائے۔'' کہتی ہیں: پھر میں نے اسی مکان میں اپنی عدت پوری کی' یعنی چار ماہ دس دن۔ بیان کرتی ہیں کہ جب حضرت عثمان بن عفان ؓ کا دور خلافت آیا تو انہوں نے میری طرف پیغام بھیجا اور مجھ سے اس مسئلہ کی تفصیل دریافت کی اور میں نے انہیں (تفصیل سے) خبر دی۔ چنانچہ انہوں نے اسی پر عمل کیا اور اسی کے مطابق فیصلہ کیا۔



ح: ١٢٠٤ من حديث مالك به، وقال: "حسن صحيح" وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٥٩١، وصححه الحاكم: ٢/ ٢٠٨، ووافقه الذهبي، ورواه النسائي، ح: ٣٥٦٢، وابن ماجه، ح: ٢٠٣١.

فائدہ: واجب ہے کہ عورت اپنی عدت اسی مکان میں گزارے جہاں شوہر کی وفات ہوئی ہو الا یہ کہ کوئی انتہائی اضطراری صورت مانع ہو' مثلاً اس مکان میں رہنا ممکن نہ ہو۔

(المعجم ٤٣، ٤٥) - **باب مَنْ رَأَى التَّحَوُّلَ** (التحفة ٤٥)

باب:۴۳'۴۵-ان حضرات کی دلیل جو عورت کے منتقل ہونے کو جائز سمجھتے ہیں

٢٣٠١- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ مُحَمَّدٍ المَرْوَزِيُّ: حَدَّثَنا مُوسَى بنُ مَسْعُودٍ: حَدَّثَنا شِبْلٌ عن ابن أبي نَجِيحٍ قالَ: قالَ عَطَاءٌ: قالَ ابنُ عَبَّاسٍ: نَسَخَتْ هٰذِهِ الآيَةُ عِدَّتَها عِنْدَ أَهْلِها فَتَعْتَدُّ حَيْثُ شَاءَتْ وَهُوَ قَوْلُ الله عَزَّ وَجَلَّ: ﴿غَيْرَ إِخْرَاجٍ﴾ [البقرة: ٢٤٠] قالَ عَطَاءٌ: إنْ شَاءَتْ اعْتَدَّتْ عِنْدَ أَهْلِهِ وَسَكَنَتْ في وَصِيَّتِها، وَإِنْ شَاءَتْ خَرَجَتْ لِقَوْلِ الله عَزَّ وَجَلَّ: ﴿فَإِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِي مَا فَعَلْنَ﴾ [البقرة: ٢٤٠] قالَ عَطَاءٌ: ثُمَّ جَاءَ المِيرَاثُ فَنَسَخَ السُّكْنَى تَعْتَدُّ حَيْثُ شَاءَتْ.

۲۳۰۱-جناب عطاء بن ابی رباح بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس ؓ نے فرمایا: ''آیت کریمہ ﴿غَيْرَ إِخْرَاجٍ﴾ نے عورت کیلئے شوہر کے اہل میں عدت گزارنے کو منسوخ کر دیا ہے۔ سو جہاں چاہے عدت گزارے۔'' عطاء نے (اس قول کی وضاحت میں) کہا: چاہے تو شوہر کے اہل میں عدت گزارے جیسے کہ اس کے لیے وصیت ہے اور چاہے تو وہاں سے رخصت ہو جائے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿فَإِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ﴾ عطاء کہتے ہیں کہ پھر آیت میراث نازل ہوئی' پس وہ سکنی منسوخ ہو گیا تو جہاں چاہے عدت گزارے۔

فائدہ: خاوند کی وفات پر عورت کے لیے عدت کا مسئلہ سورۂ بقرہ کی دو آیات میں ذکر ہوا ہے۔ پہلی آیت: ۲۳۴ میں ہے: ﴿وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَ يَذَرُوْنَ أَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّ عَشْرًا﴾ ''اور جو لوگ تم میں سے فوت ہو جائیں اور چھوڑ جائیں اپنی بیویاں' تو چاہیے کہ وہ عورتیں اپنے آپ کو چار ماہ دس دن تک روکے رکھیں۔'' اور اس کے بعد آیت: ۲۴۰ میں ہے: ﴿وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَ يَذَرُوْنَ أَزْوَاجًا وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا إِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ إِخْرَاجٍ ' فَإِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِي مَا فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ مِن مَّعْرُوْفٍ﴾ ''اور جو لوگ تم میں سے فوت ہو جائیں اور چھوڑ جائیں اپنی بیویاں' تو ان پر ہے کہ اپنی بیویوں کے لیے وصیت کر جائیں کہ انہیں ایک سال تک خرچ دینا ہے اور گھر سے نکالنا بھی نہیں اگر وہ از خود نکل جائیں اور اپنے

---

٢٣٠١ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الطلاق، باب: ﴿والذين يتوفون منكم ويذرون أزواجًا﴾ الخ، ح: ٥٣٤٤ و ح: ٤٥٣١ من حديث شبل به.

حق میں جو بھلی بات کریں تو اس کا تم پر کوئی گناہ نہیں ہے۔'' ان دونوں آیات کی تفسیر میں اصحاب ابن عباس ؓ کا اختلاف ہے۔ جمہور کہتے ہیں کہ ایک سال تک نفقہ وسکنی کا حکم پہلے کا ہے۔ پھر اسے منسوخ کر کے چار ماہ دس دن کر دیا گیا۔ لیکن مجاہد اور عطاء حضرت ابن عباس ؓ سے بیان کرتے ہیں کہ چار ماہ دس دن عدت کا حکم شروع ہی سے تھا۔ اسے منسوخ کر کے ایک سال تک بڑھا دیا گیا۔ اب عورت پر لازم نہیں ہے کہ شوہر کے اہل میں عدت گزارے جیسے کہ ﴿فَاِنْ خَرَجْنَ﴾ سے معلوم ہو رہا ہے۔ ایسے ہی شوہر کے وارثوں پر جو پابندی تھی کہ ایک سال تک خرچ دیں اور سکنی بھی' تو وراثت کے احکام نازل ہونے پر یہ بھی منسوخ ہے۔ امام ابوداود ؒ نے یہ باب ذکر کر کے ان حضرات کا موقف بیان کیا ہے۔ مگر یہ موقف گزشتہ حدیث فُریعہ بنت مالک کی روشنی میں راجح نہیں ہے الا یہ کہ یہ سمجھا جائے کہ چار ماہ دس دن کی عدت اور ان دنوں میں شوہر کے اہل میں رہنا واجب ہے۔ بعدازاں سات ماہ بیس دن میں عورت کو منتقل ہو جانے کی رخصت ہے۔ درج ذیل حدیث اسی تفصیل کی روشنی میں پڑھی جائے۔ (مسئلہ کی پوری توضیح کے لیے دیکھیے: زادالمعاد' حكمه ﷺ باعتداد المتوفى عنها في منزلها' و نيل الأوطار' باب: اين تعتد المتوفى عنها' و تفسير ابن كثير' سورة البقرة:۲۴۰)



## (المعجم ٤٤، ٤٦) - بَابٌ: فِيمَا تَجْتَنِبُ الْمُعْتَدَّةُ فِي عِدَّتِهَا (التحفة ٤٦)

## باب:۴۴'۴۶- عدت والی اپنے ایام عدت میں کن امور سے اجتناب کرے

٢٣٠٢- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بنُ إبراهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ أبي بُكَيْرٍ: حَدَّثَنا إبراهِيمُ بنُ طَهْمانَ: حَدَّثَني هِشَامُ ابنُ حَسَّانَ؛ ح: وحَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ الْجَرَّاحِ الْقُهُسْتَانيُّ عن عَبْدِ الله يَعْني ابنَ بَكْرٍ السَّهْمِيِّ، عنْ هِشَامٍ - وَهٰذَا لَفْظُ ابنِ الْجَرَّاحِ - ، عن حَفْصَةَ، عنْ أُمِّ عَطِيَّةَ أنَّ النَّبيَّ ﷺ قال: «لَا تُحِدُّ الْمَرْأَةُ فَوْقَ ثَلَاثٍ إلَّا عَلَى زَوْجٍ فَإنَّهَا تُحِدُّ عَلَيْهِ أرْبَعَةَ أشْهُرٍ وَعَشْرًا، وَلَا تَلْبَسُ ثَوْبًا مَصْبُوغًا إلَّا

۲۳۰۲- حضرت ام عطیہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''عورت کسی (میت) پر تین دن سے زیادہ سوگ نہ کرے' سوائے شوہر کے۔ اس کے لیے چار ماہ دس دن سوگ کرے' کوئی رنگین کپڑا نہ پہنے مگر وہ کپڑا جس کی بنائی ہی رنگین دھاگوں سے ہو (یمنی دھاری دار چادر وغیرہ) نہ سرمہ لگائے نہ خوشبو استعمال کرے مگر حیض سے طہارت کے وقت معمولی قسط یا اظفار کی خوشبو استعمال کر سکتی ہے۔''

---

٢٣٠٢- تخريج: أخرجه البخاري، الطلاق، باب: تلبس الحادة ثياب العصب، ح: ٥٣٤٢، ٥٣٤٣، ومسلم، الطلاق، باب وجوب الإحداد في عدة الوفاة ... الخ، ح: ٩٣٨/ ٦٦ بعد حديث: ١٤٩١ من حديث هشام بن حسان به.

ثَوْبَ عَصْبٍ وَلَا تَكْتَحِلُ وَلَا تَمَسُّ طِيبًا إِلَّا أَدْنَى طُهْرَتِهَا إِذَا طَهُرَتْ مِنْ مَحِيضِهَا بِنُبْذَةٍ مِنْ قُسْطٍ أَوْ أَظْفَارٍ».

قَالَ يَعْقُوبُ: مَكَانَ عَصْبٍ: إِلَّا مَغْسُولًا. وَزَادَ يَعْقُوبُ: «وَلَا تَخْتَضِبُ».

یعقوب نے [عَصْب] کی بجائے [مَغْسُولًا] کا لفظ استعمال کیا اور [وَلا تَخْتَضِبُ] کا اضافہ بھی کیا۔ (مہندی نہ لگائے۔)

**فائدہ:** عورت خواہ مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ' چھوٹی ہو یا بڑی' شوہر کی وفات پر اس کے لیے واجب ہے کہ چار ماہ دس دن تک مذکورہ امور کی پابندی کرے اور ہر طرح سے سادگی اپنائے۔

**٢٣٠٣- حَدَّثَنا** هارُونُ بنُ عَبْدِ الله وَمالِكُ بنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ المِسْمَعِيُّ قالا: حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ هارُونَ عنْ هِشَامٍ، عنْ حَفْصَةَ، عنْ أُمِّ عَطِيَّةَ عن النَّبيِّ ﷺ بِهٰذَا الْحَدِيثِ، ولَيْسَ في تَمَامِ حَدِيثِهِمَا. قالَ المِسْمَعِيُّ: قالَ يَزِيدُ وَلَا أَعْلَمُهُ إِلَّا فِيهِ «وَلا تَخْتَضِبُ». وَزَادَ فِيهِ هَارُونُ: «وَلا تَلْبَسُ ثَوْبًا مَصْبُوغًا إِلَّا ثَوْبَ عَصْبٍ».

۲۳۰۳- حضرت ام عطیہ ؓ نبی ﷺ سے یہی (مذکورہ بالا) حدیث بیان کرتی ہیں مگر یہ روایت پوری طرح مذکورہ بالا رواۃ کی روایت کی مانند نہیں ہے (ابراہیم بن طہمان اور عبداللہ سہمی کی روایت کی طرح) مسمعی نے کہا: یزید نے بیان کیا کہ میرا خیال ہے کہ اس میں [وَلَا تَخْتَضِبُ] بھی ہے (مہندی نہ لگائے۔) جبکہ ہارون نے اضافہ کیا کہ ''رنگین کپڑا نہ پہنے الا یہ کہ اس کی بنائی ہی رنگین دھاگوں سے ہو۔'' (جیسے کہ یمنی دھاری دار چادریں ہوتی تھیں۔)

**٢٣٠٤- حَدَّثَنا** زُهَيْرُ بنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ أبي بُكَيْرٍ: حَدَّثَنا إِبراهِيمُ ابنُ طَهْمَانَ: حَدَّثَنِي بُدَيْلٌ عَنِ الْحَسَنِ بنِ مُسْلِمٍ، عنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ، عنْ أُمِّ سَلَمَةَ

۲۳۰۴- ام المومنین حضرت ام سلمہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس عورت کا شوہر فوت ہو جائے' وہ عصفر (زعفران) یا گیرو رنگ کے کپڑے نہ پہنے۔ نہ زیور استعمال کرے' نہ مہندی لگائے اور

---

**٢٣٠٣ـ تخريج:** متفق عليه، انظر الحديث السابق: ٢٣٠٢.

**٢٣٠٤ـ تخريج:** [**إسناده حسن**] أخرجه النسائي، الطلاق، باب ما تجتنب الحادة من الثياب المصبغة، ح: ٣٥٦٥ من حديث يحيى بن أبي بكير به، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ١٣٢٨، وحسنه ابن الملقن في تحفة المحتاج، ح: ١٥٠٤.

زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ عن النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قال: «المُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا لَا تَلْبَسُ المُعَصْفَرَ مِنَ الثِّيَابِ، وَلَا المُمَشَّقَةَ، وَلَا الْحُلِيَّ وَلَا تَخْتَضِبُ وَلَا تَكْتَحِلُ».

نہ سرمہ۔‘‘

فائدہ: یہ امور زینت کا حصہ ہیں‘ اس لیے ایام عدت میں ان سے بچنا واجب ہے۔

٢٣٠٥- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني مَخْرَمَةُ عن أَبِيهِ قالَ: سَمِعْتُ المُغِيرَةَ بْنَ الضَّحَّاكِ يَقُولُ: أَخْبَرَتْنِي أُمُّ حَكِيمٍ بِنْتُ أَسِيدٍ عَنْ أُمِّهَا: أَنَّ زَوْجَها تُوُفِّيَ، وَكَانَتْ تَشْتَكِي عَيْنَيْها فَتَكْتَحِلُ بِالْجِلَاءِ - قالَ أَحْمَدُ: الصَّوَابُ بِكُحْلِ الْجِلَاءِ - فَأَرْسَلَتْ مَوْلَاةً لَهَا إلى أُمِّ سَلَمَةَ فَسَأَلَتْهَا عن كُحْلِ الْجِلَاءِ؟ فَقالَتْ: لَا تَكْتَحِلِي بِهِ إِلَّا مِنْ أَمْرٍ لا بُدَّ مِنْهُ يَشْتَدُّ عَلَيْكِ، فَتَكْتَحِلِينَ بِاللَّيْلِ وَتَمْسَحِينَهُ بِالنَّهَارِ ثُمَّ قالتْ عِنْدَ ذٰلِكَ أُمُّ سَلَمَةَ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ الله ﷺ حِينَ تُوُفِّيَ أَبُو سَلَمَةَ وَقَدْ جَعَلْتُ عَلَى عَيْنِي صَبْرًا فقالَ: «مَا هٰذَا يَاأُمَّ سَلَمَةَ!؟» فَقُلْتُ: إِنَّمَا هُوَ صَبْرٌ يَارَسُولَ الله! لَيْسَ فِيهِ طِيبٌ. قالَ: «إِنَّهُ يَشُبُّ الْوَجْهَ فَلَا تَجْعَلِيهِ إِلَّا بِاللَّيْلِ وَتَنْزِعِيهِ بِالنَّهَارِ، وَلَا

٢٣٠٥- ام حکیم بنت اَسید اپنی والدہ سے روایت کرتی ہے کہ اس کا شوہر فوت ہو گیا اور اس کی آنکھیں خراب رہتی تھیں اور اس نے (جِلاء) سرمہ استعمال کرنا چاہا۔ احمد بن صالح نے کہا: صحیح روایت [کُحلُ الجِلاء] ہے۔ تو اس نے اپنی خادمہ کو حضرت ام سلمہ ؓ کے پاس بھیجا اور [کُحل الجلاء] ’’روشنی دینے والا سرمہ‘‘ استعمال کرنے کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے کہا: استعمال نہ کرے اِلّا یہ کہ انتہائی مجبوری ہو تو رات کو استعمال کرے اور دن میں صاف کر دے۔ یہ خبر بتاتے ہوئے پھر حضرت ام سلمہ ؓ نے کہا: ابوسلمہ کی وفات کے موقع پر رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف لائے اور میں نے اپنی آنکھ پر ایلوا لگا رکھا تھا۔ آپ نے کہا: ’’ام سلمہ! یہ کیا ہے؟‘‘ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ ایلوا ہے اور اس میں کوئی خوشبو نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا: ’’بے شک یہ چہرے کو مزین کر دیتا ہے‘ لہٰذا صرف رات کو استعمال کرو اور دن میں اسے صاف کر دیا کرو۔ اور کسی خوشبو والی چیز کے ساتھ اور مہندی کے ساتھ کنگھی نہ کرو (سر نہ



٢٣٠٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الطلاق، باب الرخصة للحادة أن تمتشط بالسدر، ح: ٣٥٦٧ من حديث عبدالله بن وهب به، ورواه مالك في الموطأ: ٢/ ٦٠٠، ح: ١٣١١ بلاغًا بتحقيقي * مغيرة بن الضحاك مستور، وأم حكيم بنت أسيد لا يعرف حالها (تقريب).

تَمْتَشِطِي بِالطِّيبِ وَلا بِالحِنَّاءِ فَإِنَّهُ خِضَابٌ». قَالَتْ: قُلْتُ: بِأَيِّ شَيْءٍ أَمْتَشِطُ يَارَسُولَ اللهِ! قَالَ: «بِالسِّدْرِ تَغْلِفِينَ بِهِ رَأْسَكِ».

دھو) کیونکہ یہ خضاب ہے۔'' میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! تو پھر کس چیز سے میں کنگھی کیا کروں؟ آپ نے فرمایا: ''بیری (کے پتوں) سے اسے اپنے سر پر چپڑ لیا کرو (بعد میں دھوڈالا کرو۔'')

## (المعجم ٤٥، ٤٧) - بَابٌ: فِي عِدَّةِ الْحَامِلِ (التحفة ٤٧)

## باب: ۴۵، ۴۷- حاملہ کی عدت کے احکام ومسائل

٢٣٠٦- حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ دَاوُدَ المَهْرِيُّ: أخبرنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني يُونُسُ عن ابن شِهَابٍ: حَدَّثَني عُبَيْدُالله بنُ عَبْدِ الله بنِ عُتْبَةَ: أَنَّ أَبَاهُ كَتَبَ إِلَى عُمَرَ ابنِ عَبْدِ الله بنِ الأَرْقَمِ الزُّهْرِيِّ يَأْمُرُهُ أَنْ يَدْخُلَ عَلَى سُبَيْعَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ الأَسْلَمِيَّةِ فَيَسْأَلَهَا عنْ حَدِيثِهَا، وَعَمَّا قالَ لَهَا رَسُولُ الله ﷺ حينَ اسْتَفْتَتْهُ؟، فَكَتَبَ عُمَرُ ابنُ عَبْدِ الله إلَى عَبْدِ الله بنِ عُتْبَةَ يُخْبِرُهُ، أَنَّ سُبَيْعَةَ أَخْبَرَتْهُ، أَنَّهَا كانتْ تَحْتَ سَعْدِ ابنِ خَوْلَةَ وَهُوَ مِنْ بَنِي عَامِرِ بن لُؤَيٍّ وَهُوَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا، فَتُوُفِّيَ عَنْهَا في حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَهِيَ حَامِلٌ فَلَمْ تَنْشَبْ أَنْ وَضَعَتْ حَمْلَهَا بَعْدَ وَفَاتِهِ، فَلَمَّا تَعَلَّتْ مِنْ نِفَاسِهَا تَجَمَّلَتْ لِلْخُطَّابِ، فَدَخَلَ عَلَيْهَا أَبُو السَّنَابِلِ بنُ بَعْكَكَ - رَجُلٌ مِنْ بَنِي عَبْدِ الدَّارِ - فقالَ لَهَا: مَا لِي أَرَاكِ مُتَجَمِّلَةً،

۲۳۰۶- عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ کا بیان ہے کہ اس کے والد نے عمر بن عبداللہ بن ارقم زہری کو خط لکھا اور اسے حکم دیا کہ سُبیعہ بنت حارث اسلمیہ ؓ کے پاس جائے اور اس سے اس کا قصہ دریافت کرے اور یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے کیا فرمایا تھا' جب اس نے رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ پوچھا تھا؟ چنانچہ عمر بن عبداللہ نے' عبداللہ بن عتبہ کو لکھ بھیجا کہ سُبیعہ نے بتایا کہ وہ سعد بن خولہ کی زوجیت میں تھی جو کہ قبیلہ بنی عامر بن لوی میں سے تھے۔ غزوۂ بدر میں شریک ہوئے تھے اور حجۃ الوداع کے موقع پر ان کی وفات ہوئی تھی اور ان دنوں وہ حمل سے تھی۔ ان کی وفات کے بعد چند ہی روز گزرے تھے کہ بچے کی ولادت ہوگئی۔ جب ایام نفاس سے پاک ہوئی تو نکاح کا پیغام لانے والوں کے لیے انہوں نے زیب وزینت شروع کر دی۔ چنانچہ بنو عبدالدار کا ایک شخص ابوسنابل بن بعکک اس کے پاس آیا اور اس سے کہا: کیا وجہ ہے تو نے زیب وزینت کر رکھی ہے' شاید تو نکاح کرنا چاہتی ہے؟ اللہ کی قسم! تو اس وقت تک نکاح

---

٢٣٠٦ـ تخريج: أخرجه مسلم، الطلاق، باب انقضاء عدة المتوفى عنها وغيرها بوضع الحمل، ح: ١٤٨٤ من حديث ابن وهب، والبخاري، المغازي، باب: ١٠، ح: ٣٩٩١ من حديث يونس بن يزيد به.

لَعَلَّكِ تَرْتَجِينَ النِّكَاحَ؟ إنَّكِ وَالله! ما أَنْتِ بِنَاكِحٍ حَتَّى تَمُرَّ عَلَيْكِ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا قالَتْ سُبَيْعَةُ: فلمَّا قالَ لِي ذٰلِكَ جَمَعْتُ عَلَيَّ ثِيَابِي حِينَ أمْسَيْتُ، فأَتَيْتُ رَسُولَ الله ﷺ فَسَأَلْتُهُ عن ذٰلِكَ فَأَفْتَانِي بأنْ قَدْ حَلَلْتُ حِينَ وَضَعْتُ حَمْلِي، وَأَمَرَني بالتَّزْوِيجِ إنْ بَدَا لِي.

نہیں کر سکتی جب تک چار ماہ دس دن نہ گزر جائیں۔ سبیعہ نے کہا: جب اس نے مجھے یہ کہا تو شام کو میں نے اپنے کپڑے لپیٹے اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوگئی اور آپ سے اس بارے میں دریافت کیا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا: ''جب ولادت ہوگئی ہے تو تُو حلال ہے۔'' اور آپ نے مجھ سے فرمایا: ''اگر میں چاہوں تو نکاح کر سکتی ہوں۔''

قال ابنُ شِهَابٍ: وَلا أرَى بَأْسًا أنْ تَتَزَوَّجَ حِينَ وَضَعَتْ وَإنْ كَانَتْ في دَمِهَا، غَيْرَ أنَّهُ لا يَقْرَبُهَا زَوْجُهَا حَتَّى تَطْهُرَ.

ابن شہاب زہری کہتے ہیں: ''وضع حمل کے بعد میں ایسی عورت کے نکاح میں کوئی حرج نہیں سمجھتا ہوں خواہ خون کے ایام ہی ہوں' الّا یہ کہ شوہر طہارت سے پہلے اس کے قریب نہ ہو۔

**۲۳۰۷- حَدَّثَنا** عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ؛ ح: وحدثنا مُحمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ - قالَ عُثْمانُ: حدثنا وَقَالَ ابنُ الْعَلَاءِ: أخبرنا - أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنا الأعمَشُ عن مُسْلِمٍ، عن مَسْرُوقٍ، عن عَبْدِ الله قالَ: مَنْ شَاءَ لَاعَنْتُهُ لَأُنْزِلَتْ سُورَةُ النِّسَاءِ الْقُصْرَى بَعْدَ الأَرْبَعَةِ الأَشْهُرِ وَعَشْرًا.

۲۳۰۷- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ فرماتے ہیں کہ جو چاہے میں اس سے مباہلہ کر سکتا ہوں کہ چھوٹی سورۂ نساء (سورۂ طلاق) چار ماہ دس دن (کے سابقہ حکم) کے بعد ہی نازل ہوئی تھی۔ (یہ حکم سورۂ بقرہ کی آیت:۲۳۴ میں وارد ہوا ہے۔)

**فوائد و مسائل:** ① سورۃ الطلاق میں ہے کہ ﴿وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾ (الطلاق:۴) ''اور حاملہ عورتوں کی عدت یہ ہے کہ وضع حمل ہو جائے۔'' اور اس سورت کو ''سورۃ النساء القصر ٰ'' (چھوٹی سورۂ نساء) اس لیے کہا کہ جہاں معروف بڑی سورۂ نساء میں عورتوں کے احکام و مسائل بیان ہوئے ہیں وہاں اس سورت میں بھی انہی کے مسائل ذکر کیے گئے ہیں۔ ② حضرت عبداللہ ؓ کا یہ قول معروف فقہی اصول کی

**۲۳۰۷ـ تخريج: [إسناده ضعيف]** أخرجه ابن ماجه، الطلاق، باب الحامل المتوفى عنها زوجها ... الخ، ح:۲۰۳۰ من حديث أبي معاوية الضرير به * الأعمش مدلس وعنعن، وللحديث شواهد ضعيفة، وحديث البخاري، ح:٤٥٣٢ يغني عنه.

اساس ہے کہ کسی مسئلے میں جہاں کہیں دو ہدایات وارد ہوں ان میں سے قابل عمل وہی ہوتی ہے جو بعد میں نازل ہوئی ہو۔ ③ سورۂ بقرہ کی آیت کریمہ: ﴿وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَ يَذَرُوْنَ أَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَّ عَشْرًا﴾ (البقرة: ٢٣٤) اور سورۃ الطلاق کی آیت میں تعارض نہیں ہے بلکہ چار ماہ دس دن کی عدت ایسی عورتوں کے لیے ہے جو حمل سے نہ ہوں۔ اور اگر حمل ہو تو اس کی عدت وضع حمل ہے۔

(المعجم ٤٦، ٤٨) - **بَابٌ: فِي عِدَّةِ أُمِّ الْوَلَدِ** (التحفة ٤٨)

**باب: ۴۶، ۴۸ - اُمِ وَلَد کی عدت کا بیان**

٢٣٠٨- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ أَنَّ مُحَمَّدَ بنَ جَعْفَرٍ حَدَّثَهُمْ؛ ح: وَحَدَّثَنَا ابنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى عن سَعِيدٍ، عن مَطَرٍ، عن رَجَاءِ بنِ حَيْوَةَ، عن قَبِيصَةَ ابنِ ذُؤَيْبٍ، عن عَمْرِو بنِ الْعَاصِ قال: لا تُلَبِّسُوا عَلَيْنَا سُنَّتَهُ - قال ابنُ الْمُثَنَّى: سُنَّةَ نَبِيِّنَا - ﷺ، عِدَّةُ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا يَعني أُمَّ الْوَلَدِ.

۲۳۰۸- حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم پر آپ ﷺ کی سنت کو خلط ملط مت کرو۔ ابن مثنی نے کہا: ہمارے نبی ﷺ کی سنت کو..... جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے اس کی عدت چار ماہ دس دن ہے۔ یعنی ام ولد (ان کی مراد یہ تھی کہ عورت خواہ آزاد ہو یا ام ولد سب کے لیے حکم ایک ہی ہے۔)

فائدہ: ① وہ لونڈی جس سے اس کے مالک کی اولاد بھی ہو "ام ولد" کہلاتی ہے۔ ② ام ولد جس کا آقا فوت ہو جائے اس کی عدت میں اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک اس کی عدت تین حیض اور بعض کے نزدیک ایک حیض ہے۔ لیکن جن کے نزدیک یہ روایت صحیح ہے ان کے نزدیک اس کی عدت بھی ۴ مہینے ۱۰ دن ہی ہے۔ واللہ اعلم.

(المعجم ٤٧، ٤٩) - **باب الْمَبْتُوتَةِ لَا يَرْجِعُ إِلَيْهَا زَوْجُهَا حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ** (التحفة ٤٩)

**باب: ۴۷، ۴۹ - تین طلاق والی سے اس کا پہلا خاوند دوبارہ نکاح نہیں کر سکتا جب تک کہ وہ عورت کسی اور سے نکاح نہ کرے**

٢٣٠٩- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا أَبُو

۲۳۰۹- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ

٢٣٠٨- **تخريج**: [**إسناده ضعيف**] أخرجه ابن ماجه، الطلاق، باب عدة أم الولد، ح: ٢٠٨٣ من حديث سعيد بن أبي عروبة به وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ١٣٣٣، والحاكم على شرط الشيخين: ٢/ ٢٠٩، ووافقه الذهبي، وقال الدارقطني: "هو مرسل، لأن قبيصة لم يسمع من عمرو": ٤/ ٣١٠.

٢٣٠٩- **تخريج**: [**إسناده ضعيف**] أخرجه النسائي، الطلاق، باب الطلاق للتي تنكح زوجًا ثم لا يدخل بها، ◄◄

مُعَاوِيَةَ عن الأعمَشِ، عن إبراهِيمَ، عن الأسْوَدِ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: سُئِلَ رَسُولُ الله ﷺ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ يَعني ثلاثًا فَتَزَوَّجَتْ زَوْجًا غَيْرَهُ فَدَخَلَ بِهَا ثُمَّ طَلَّقَهَا قَبْلَ أَنْ يُوَاقِعَهَا، أَتَحِلُّ لِزَوْجِهَا الأَوَّلِ؟ قالَتْ: قال النَّبيُّ ﷺ: «لا تَحِلُّ لِلْأَوَّلِ حتَّى تَذُوقَ عُسَيْلَةَ الآخَرِ وَيَذُوقَ عُسَيْلَتَهَا».

ﷺ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی یعنی تین طلاقیں۔ پھر اس عورت نے کسی اور شخص سے نکاح کر لیا' وہ اس پر داخل ہوا مگر مباشرت سے قبل ہی اس کو طلاق دے دی' تو کیا یہ پہلے شوہر کے لیے حلال ہے؟ کہتی ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''یہ عورت پہلے کے لیے حلال نہیں حتی کہ (عورت) کسی دوسرے (مرد) کی مٹھاس چکھ لے اور وہ مرد اس (عورت) کی مٹھاس چکھ لے۔''

**فوائد و مسائل:** ① سورۂ بقرہ میں آیت: ۲۲۸ اور مابعد میں طلاق کے احکام بیان ہوئے ہیں۔ آیت: ۲۳۰ میں ہے کہ ﴿فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا اَنْ يَّتَرَاجَعَا اِنْ ظَنَّا اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَاللّٰهِ﴾ ''پھر اگر (تیسری بار) طلاق دی تو اب وہ اس کے لیے حلال نہیں ہے جب تک کہ کسی اور خاوند سے نکاح نہ کر لے' پھر اگر وہ طلاق دے دے تو ان دونوں پر کوئی گناہ نہیں کہ پھر باہم مل جائیں بشرطیکہ انہیں یقین ہو کہ وہ دونوں اللہ کی حدود کو قائم رکھیں گے۔'' ② یہ روایت بعض محققین کے نزدیک صحیح ہے۔ اس لیے کہ اس میں بیان کردہ بات صحیح روایات میں بھی بیان ہوئی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ دوسری جگہ محض نکاح کر لینا ہی کافی نہیں ہے بلکہ دوسرے خاوند سے اس کا زن و شوہر والا تعلق قائم ہونا بھی ضروری ہے۔ اگر اس تعلق زوجیت کے بغیر ہی دوسرا خاوند طلاق دے دے گا تو یہ عورت اپنے پہلے خاوند کے لیے حلال نہیں ہو گی۔ اسی طرح جو لوگ چند روز کے لیے اس نیت سے نکاح کرتے ہیں تاکہ وہ عورت پہلے خاوند کے لیے حلال ہو جائے تو یہ مشروط نکاح' نکاح نہیں بلکہ بدکاری ہے۔ بنابریں حلالہ کے نام سے محض رسمی عقد کر لینا اور اسی طرح عارضی طور پر عورت کو کسی مرد کے حوالے کر دینا تاکہ عورت پہلے شوہر کے لیے حلال ہو جائے' حرام ہے۔ ایسا نکاح صحیح ہے نہ رجوع۔ اس غرض سے نکاح کرنے والے کے لیے ایک بہت بری مثال دی گئی ہے کہ ایسا تو گویا [اَلتَّيْسُ الْمُسْتَعَارُ] ''مانگے کا سانڈ'' ہے۔ (سنن ابن ماجه' النكاح' حديث:۱۹۳۶)

## (المعجم ٤٨، ٥٠) - بَابٌ: فِي تَعْظِيمِ الزِّنَا (التحفة ٥٠)

## باب:۴۸'۵۰- زنا کی برائی کا بیان

◀◀ ح: ٣٤٣٦ من حديث أبي معاوية الضرير به، وللحديث شواهد كثيرة ❊ الأعمش وإبراهيم مدلسان وعنعنا، وحديث البخاري، ح: ٥٢٦١، ومسلم، ح: ١٤٣٣ يغني عنه.

٢٣١٠- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنا سُفْيَانُ عن مَنْصُورٍ، عن أبي وَائِلٍ، عن عَمْرِو بن شُرَحْبِيلَ، عن عَبْدِ الله قالَ: قُلْتُ: يارَسُولَ اللهِ! أيُّ الذَّنْبِ أعْظَمُ؟ قال: «أنْ تَجْعَلَ لله نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ». قال: قُلْتُ: ثُمَّ أيٌّ؟ قال: «أنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ خَشْيَةَ أنْ يَأْكُلَ مَعَكَ». قال: ثُمَّ أيٌّ؟ قال: «أنْ تُزَانِيَ حَلِيلَةَ جَارِكَ». قال: وَأُنْزِلَ تَصْدِيقُ قَوْلِ النَّبيِّ ﷺ: ﴿وَٱلَّذِينَ لَا يَدۡعُونَ مَعَ ٱللَّهِ إِلَٰهًا ءَاخَرَ وَلَا يَقۡتُلُونَ ٱلنَّفۡسَ ٱلَّتِي حَرَّمَ ٱللَّهُ إِلَّا بِٱلۡحَقِّ وَلَا يَزۡنُونَ﴾ الآية [الفرقان: ٦٨].

۲۳۱۰-حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کون سا گناہ سب سے بڑا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”یہ کہ تو اللہ کے ساتھ اس کا شریک بنائے حالانکہ اس نے تجھے پیدا کیا ہے۔“ کہتے ہیں: میں نے کہا: پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا: ”یہ کہ تو اپنے بچے کو اس ڈر سے قتل کر دے کہ وہ تیرے ساتھ مل کر کھائے گا۔“ کہتے ہیں: (میں نے کہا:) پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا: ”یہ کہ تو اپنے ہمسائے کی بیوی سے بدکاری کرے۔“ کہتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے نبی ﷺ کے فرمان کی تصدیق میں یہ آیت نازل فرمائی: ﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ وَ لَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِىْ حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ﴾ ”(رحمٰن کے بندے وہی ہیں) جو اللہ کے ساتھ کسی اور کو نہیں پکارتے اور نہ اللہ کی حرام کردہ کسی جان کو قتل کرتے ہیں مگر حق کے ساتھ اور نہ بدکاری کرتے ہیں۔“

**فوائد ومسائل:** ① سورۃ الاسراء میں ہے: ﴿وَ لَا تَقْرَبُوا الزِّنٰى إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَّ سَآءَ سَبِيْلًا﴾ (بنی اسرائیل: ۳۲) ”زنا کے قریب بھی نہ جاؤ۔ بلاشبہ یہ بے حیائی کا کام ہے اور بہت برا راستہ ہے۔“ ② لفظ ”تُزَانِیَ“ میں ساز باز اور رضامندی کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ جب رضامندی سے اس عمل کی برائی اور بے حیائی ثابت ہے تو جبر و اکراہ سے یہ کام اور بھی زیادہ بدترین ہوگا۔ شادی شدہ کے لیے اس کی حد رجم (سنگساری) اور غیر شادی شدہ کے لیے سو دُرّے اور ایک سال کے لیے دیس نکالا (جلاوطن) ہے۔

٢٣١١- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ إبراهِيمَ عن

۲۳۱۱-حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ

٢٣١٠ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأدب، باب قتل الولد خشية أن يأكل معه، ح: ٦٠٠١ عن محمد بن كثير، ومسلم، الإيمان، باب بيان كون الشرك أقبح الذنوب وبيان أعظمها بعده، ح: ٨٦/ ١٤١ من حديث منصور به.

٢٣١١ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ١١٣٦٥ من حديث حجاج بن محمد به.

حَجَّاجٍ ، عن ابن جُرَيْجٍ قال: وَأخبرني أَبُو الزُّبَيْرِ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بنَ عَبْدِ الله يقُولُ: جَاءَتْ مُسَيْكَةُ لِبَعْضِ الْأَنْصَارِ فقالَتْ: إن سَيِّدِي يُكْرِهُنِي عَلَى الْبِغَاءِ، فَنَزَلَ في ذٰلِكَ: ﴿وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ﴾.

مُسَیکہ ایک انصاری کی لونڈی تھی‘ وہ آئی اور کہا: میرا مالک مجھے بدکاری کے لیے مجبور کرتا ہے۔ چنانچہ اس سلسلے میں یہ آیت اتری: ﴿وَ لَا تُکرِھُوا فَتَیٰتِکُم عَلَی البِغآءِ﴾ ”اور اپنی لونڈیوں کو بدکاری کے لیے مجبور مت کرو۔“

**۲۳۱۲- حَدَّثَنا** عُبَيْدُ الله بنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنا مُعْتَمِرٌ عن أبِيهِ: ﴿وَمَن يُكْرِههُّنَّ فَإِنَّ اللَّهَ مِنْ بَعْدِ إِكْرَاهِهِنَّ غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾ [النور: ٣٣] قال: قال سَعِيدُ بنُ أبي الْحَسَنِ: غَفُورٌ: لَهُنَّ، الْمُكْرَهاتِ.

۲۳۱۲-معتمر اپنے والد (سلیمان تیمی) سے بیان کرتے ہیں کہ آیت کریمہ: ﴿وَ مَن یُّکرِھھُّنَّ فَإِنَّ اللّٰہَ مِن بَعدِ إِکرَاھِھِنَّ غَفُورٌ رَّحِیمٌ﴾ کی تفسیر میں سعید بن ابی الحسن کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ”مجبور کردہ لونڈیوں کے لیے غفور رحیم ہے۔“

فائدہ: یہ ایک تابعی کا قول ہے۔ عبداللہ بن اُبی رئیس المنافقین کے پاس کئی لونڈیاں تھیں۔ ان میں سے ایک کا نام مُسَیکَہ تھا۔ وہ ان سے بدکاری کرا کے آمدنی حاصل کرتا تھا۔ ان لونڈیوں نے اسلام قبول کر لیا تو اس عمل شنیع سے انکار کرنے لگیں مگر وہ ان پر جبر کرتا تھا۔ تو اسی سلسلہ میں یہ آیت نازل ہوئی۔ یعنی زنا ویسے ہی انتہائی قبیح اور بے حیائی کا کام ہے تو اس کام کے لیے کسی کو مجبور کرنا اور بھی برا ہے۔ البتہ جس پر زبردستی کی گئی ہو اس کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے معافی ہے مگر جبر کرنے والا اپنے آپ کو کیسے بچا سکے گا؟

**۲۳۱۲ـ تخريج: [إسناده ضعيف]** * كان سليمان التيمي يدلس، تاريخ ابن معين، ح: ٣٦٠٠، وعنعن.

# روزوں کی اہمیت وفضیلت اور احکام ومسائل

صوم یا صیام (مصدر) کے لغوی معنی امساک' یعنی کسی چیز سے رکنے کے ہیں۔ اور شرعی اصطلاح میں یہ اللہ تعالیٰ کی ایک عبادت ہے جس میں ایک مسلمان اللہ تعالیٰ کے حکم سے تمام مفطرات (روزہ توڑنے والی چیزوں' مثلاً کھانا' پینا اور بیوی سے مباشرت کرنا) سے طلوع فجر سے غروب آفتاب تک رکا رہتا ہے' یہ ساری چیزیں اگرچہ حلال ہیں' لیکن روزے کی حالت میں یہ چیزیں ممنوع ہیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اللہ تعالیٰ کے حکم پر فجر سے لے کر سورج غروب ہونے تک' ان تمام چیزوں سے بچ کر رہنے کا نام روزہ ہے۔

مقصد: روزہ رکھنے کا مقصد حصول تقویٰ ہے جیسا کہ ﴿لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾ ''تاکہ تم متقی بن جاؤ۔'' سے ثابت ہوتا ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ کے احکام کے لیے ہمیشہ تیار رہنے اور منہیات سے باز رہنے کی یہ ایک عملی تربیت ہے۔

**اہمیت و فرضیت:** روزہ اسلام کے ارکان خمسہ میں سے ایک اہم رکن ہے۔قرآن مجید میں ہے: ''اے ایمان والو!تم پر روزہ رکھنا فرض قرار دیا گیا ہے جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض تھا۔'' حدیث میں ہے:''اسلام کی بنیادیں پانچ ہیں: اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ نماز قائم کرنا' زکوٰۃ ادا کرنا' رمضان کے روزے رکھنا اور بیت اللہ کا حج کرنا۔'' (صحیح البخاری' حدیث:٨ و صحیح مسلم' حدیث:١٦) سورۂ بقرہ میں آیت:١٨٣ سے:١٨٧ تک روزوں کی فرضیت اور دیگر مسائل بیان کیے گئے ہیں۔رمضان المبارک کے روزوں کی بابت نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا:''جس نے رمضان کے روزے رکھے' ایمان کی حالت میں اور ثواب کی نیت سے تو اس کے گزشتہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔''(صحیح البخاری' الصوم' حدیث:١٩٠١) ایک اور حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پانچوں نمازیں' جمعہ دوسرے جمعے تک اور رمضان دوسرے رمضان تک' ان گناہوں کا کفارہ ہیں جو ان کے درمیان ہوں' بشرطیکہ کبیرہ گناہوں سے اجتناب کیا جائے۔'' (صحیح مسلم' الطھارۃ' حدیث:٢٣٣) حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور ایک روایت میں آتا ہے کہ آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں' جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین قید کر دیے جاتے ہیں۔ (صحیح البخاری' الصوم' حدیث:١٨٩٩' و بدء الخلق' حدیث:٣٢٧٧) روزے کے اجر کی بابت نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: آدمی کے ہر عمل کا ثواب دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک بڑھا کر دیا جاتا ہے لیکن روزے کے اجر وثواب کی بابت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا کیونکہ روزہ دار نے اپنی ساری خواہشات اور کھانا پینا صرف میری خاطر چھوڑا ہے۔ مزید آپ نے فرمایا روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کو مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ پسند ہے۔'' (صحیح البخاری' الصوم' حدیث:١٩٠٤) فرض روزوں کے لیے رات کو طلوع فجر سے قبل روزے کی نیت کرنا ضروری ہے جیسا کہ نبیٔ کریم ﷺ کا فرمان ہے:''جس نے فجر سے پہلے رات کو روزے کی نیت نہ کی اس کا روزہ نہیں۔'' (سنن ابی داود' الصیام' حدیث:٢٤٥٤) رمضان المبارک میں رات کو ہر مسلمان

کی نیت ہوتی ہے کہ اس نے صبح روزہ رکھنا ہے' رات کو تراویح (قیام اللیل) کا اہتمام کرتا ہے اور سحری وغیرہ کا انتظام بھی کرتا ہے اس اعتبار سے نیت تو بہرحال ہوتی ہی ہے کیونکہ نیت کا محل دل ہے نہ کہ زبان۔ یہی وجہ ہے کہ روزہ رکھنے کی نیت کے کوئی الفاظ نبیٔ کریم ﷺ سے ثابت نہیں ہیں اور یہ جو عام کیلنڈروں میں الفاظ لکھے ہوتے ہیں: [وَبِصَوْمِ غَدٍ نَوَيْتُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ] اس کی کوئی سند نہیں ہے' بالکل بے اصل ہے۔ یہ دعا معنی اور مفہوم کے اعتبار سے بھی درست نہیں ہے۔

روزے کا وقت طلوع فجر سے غروب شمس تک ہے۔ صبح صادق سے پہلے سحری کھالی جائے اور پھر سورج غروب ہونے تک تمام مفطرات سے اجتناب کیا جائے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ سحری کھانا ضروری نہیں اور وہ رات ہی کو کھا پی کر سو جاتے ہیں یا آدھی رات کو کھا لیتے ہیں یہ دونوں باتیں ہی سنت رسول سے ثابت نہیں ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: ''ہمارے اور اہل کتاب کے روزے کے درمیان فرق کرنے والی چیز سحری کا کھانا ہے۔'' (صحیح مسلم' الصیام' حدیث: ۱۰۹۶) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اہل کتاب سحری نہیں کھاتے اور مسلمان سحری کھا کر روزہ رکھتے ہیں۔ اس لیے سحری ضرور کھانی چاہیے' چاہے ایک دو لقمے ہی کیوں نہ ہوں اس میں برکت بھی ہے اور جسمانی قوت کا ذریعہ بھی اور یہ دونوں چیزیں روزہ نبھانے کے لیے ضروری ہیں۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ کا معمول یہ تھا کہ سحری فجر سے تھوڑی دیر پہلے یعنی بالکل آخری وقت میں کھایا کرتے تھے۔ لہٰذا ہمیں بھی اس طریق نبوی کو اپنانا چاہیے یقیناً ہمارے لیے اس میں بڑے فائدے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری صراط مستقیم کی طرف رہنمائی فرمائے۔ آمین.

ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ اپنے روزے کو ان اقوال واعمال سے بچائے جنھیں اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے' کیونکہ روزے سے مقصود یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور بندگی کی جائے' اس کی محرمات کی تعظیم بجالائی جائے' نفس کے خلاف جہاد کیا جائے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے مقابلے میں اس نفس کی خواہش کی مخالفت کی جائے' اللہ تعالیٰ نے جن باتوں کو حرام قرار دیا ہے ان پر صبر کا نفس کو عادی بنایا جائے کیونکہ روزے سے محض یہ مقصود نہیں ہے کہ کھانا پینا اور دیگر مفطرات کو ترک کر دیا جائے یہی وجہ ہے کہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''روزہ ڈھال ہے جب تم میں سے کسی نے روزہ رکھا ہو تو وہ نہ فحش باتیں کرے اور نہ شور وغوغا کرے' اگر اسے کوئی گالی دے یا لڑائی جھگڑا کرے تو اس سے کہہ دے کہ میں روزہ دار ہوں۔'' (صحیح البخاری' الصوم' حدیث :١٩٠٤) اسی طرح آپ ﷺ سے یہ بھی مروی ہے کہ جو شخص جھوٹی بات' اس کے مطابق عمل اور جہالت کو ترک نہ کرے تو اللہ تعالیٰ کو اس بات کی کوئی ضرورت نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا ترک کرے۔ (صحیح البخاری' الصوم' حدیث :١٩٠٣) مذکورہ بالا اور دیگر نصوص سے یہ معلوم ہوا کہ روزے دار پر واجب ہے کہ وہ ہر اس چیز سے اجتناب کرے جسے اللہ تعالیٰ نے اس پر واجب قرار دیا ہے کیونکہ اسی عمل ہی سے مغفرت' جہنم سے آزادی اور صیام وقیام کی قبولیت کی اُمید کی جا سکے گی۔ (روزہ سے متعلق احکام ومسائل کے لیے دیکھیے کتاب ''رمضان المبارک' فضائل' فوائد وثمرات'' از حافظ صلاح الدین یوسف' مطبوعہ دارالسلام)

(المعجم ١٤) - **كِتَابُ الصِّيَامِ** (التحفة ٨)

# روزوں کے احکام ومسائل

(المعجم ١) - **باب مَبْدَإِ فَرْضِ الصِّيَامِ** (التحفة ١)

**٢٣١٣- حَدَّثَنا** أَحْمَدُ بنُ مُحمَّدِ بنِ شَبُّويَه: حَدَّثَني عَلِيُّ بنُ حُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ عن أبيهِ، عن يَزِيدَ النَّحْوِيِّ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ كُتِبَ عَلَيْكُمُ ٱلصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى ٱلَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ﴾ [البقرة:١٨٣] فَكَانَ النَّاسُ عَلَى عَهْدِ النَّبيِّ ﷺ إذَا صَلَّوا الْعَتَمَةَ حَرُمَ عَلَيْهِمُ الطَّعَامُ وَالشَّرَابُ وَالنِّسَاءُ وَصَامُوا إلى الْقَابِلَةِ، فَاخْتَانَ رَجُلٌ نَفْسَهُ فَجَامَعَ امْرَأَتَهُ وَقَدْ صَلَّى الْعِشَاءَ وَلم يُفْطِرْ، فَأَرَادَ الله عَزَّوَجَلَّ أَنْ يَجْعَلَ ذٰلِكَ يُسْرًا لِمَنْ بَقِيَ وَرُخْصَةً وَمَنْفَعَةً، فقال سُبْحانَهُ: ﴿عَلِمَ ٱللَّهُ أَنَّكُمْ كُنتُمْ تَخْتَانُونَ أَنفُسَكُمْ﴾ الآية [البقرة:١٨٧]. وكَانَ هٰذَا مِمَّا نَفَعَ

### باب:۱-روزوں کے فرض ہونے کی ابتدا کا بیان

**۲۳۱۳- آیت کریمہ:** ﴿يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ﴾ ''اے ایمان والو! تم پر روزہ رکھنا فرض کیا گیا ہے جیسے کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا۔'' کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کے دور میں لوگ جب عشاء کی نماز پڑھ لیتے تو ان پر کھانا' پینا اور بیویاں حرام ہو جاتی تھیں اور وہ اگلی شام تک کے لیے روزہ دار ہو جاتے تھے۔ پھر (ایسے ہوا کہ) ایک آدمی اپنے نفس کی خیانت کر بیٹھا' یعنی اس نے اپنی بیوی سے ہمبستری کر لی جبکہ وہ عشاء کی نماز پڑھ چکا تھا' اور (سیر ہو کر) کھانا بھی نہیں کھایا تھا' تو اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ اس عمل میں باقی لوگوں کے لیے آسانی' رخصت اور نفع پیدا فرما دے' تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿عَلِمَ اللّٰهُ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُونَ أَنْفُسَكُمْ......﴾



---

**٢٣١٣ـ تخريج:** [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٢٠١/٤ من حديث أبي داود به.

اللهُ بِهِ النَّاسَ وَرَخَّصَ لَهُمْ وَيَسَّرَ.

''اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ تم اپنے نفسوں کے ساتھ خیانت کرتے ہو۔'' چنانچہ یہ فرمان اسی سلسلے میں ہے جس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو نفع دیا ہے اور ان کیلئے رخصت اور آسانی فرمادی ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی رُو سے پہلے یہ مسئلہ تھا کہ عشاء کی نماز کے بعد کھانا پینا اور بیوی سے مباشرت کرنا ممنوع تھا' لیکن ایک صحابی سے عشاء کی نماز پڑھ لینے کے بعد یہ کوتاہی ہوگئی کہ وہ بیوی کے ساتھ ہم بستری کر بیٹھا تو اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے رخصت عنایت فرمادی۔ (مزید تفصیل اگلی حدیث کے فوائد میں دیکھیں۔)

٢٣١٤- حَدَّثَنا نَصْرُ بنُ عَلِيِّ بنِ نَصْرٍ الْجَهْضَمِيُّ: أخبرنا أبُو أحْمَدَ: أخبرنا إسْرَائِيلُ عن أبي إسْحَاقَ، عن الْبَرَاءِ قال: كَانَ الرَّجلُ إذا صَامَ فَنَامَ لم يَأْكُلْ إلى مِثْلِهَا، وَإِنَّ صِرْمَةَ بنَ قَيْسٍ الْأَنْصَارِيَّ أتَى امْرَأَتَهُ وكَانَ صَائِمًا فقال: عِنْدَكِ شَيْءٌ؟ قالَتْ: لَا لَعَلِّي أذْهَبُ فأطْلُبَ لَكَ شَيْئًا، فَذَهَبَتْ وَغَلَبَتْهُ عَيْنُهُ فَجَاءَتْ فقالَتْ خَيْبَةً لَكَ، فلَمْ يَنْتَصِف النَّهارُ حتَّى غُشِيَ عَلَيْهِ، وكَان يَعْمَلُ يَوْمَهُ في أرْضِهِ، فَذُكِرَ ذٰلِكَ للنَّبِيِّ ﷺ فَنَزَلَتْ: ﴿أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ ٱلصِّيَامِ ٱلرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَآئِكُمْ﴾ - قَرَأ إلَى قَوْلِهِ - ﴿مِنَ ٱلْفَجْرِ﴾.

۲۳۱۴- حضرت براء ؓ بیان کرتے ہیں کہ آدمی جب روزہ رکھنا چاہتا اور سو جاتا تو پھر وہ اگلی شام تک کچھ نہ کھا سکتا تھا۔ حضرت صِرمہ بن قیس انصاری ؓ اپنی زوجہ کے پاس آئے جبکہ انہوں نے روزہ رکھا ہوا تھا اور اس سے کہا: کیا تیرے پاس (کھانے کی) کوئی چیز ہے؟ اس نے کہا: نہیں مگر میں جاتی ہوں اور آپ کے لیے کچھ تلاش کر لاتی ہوں۔ وہ چلی گئی اور اس اثنا میں صرمہ کی آنکھ لگ گئی۔ جب وہ آئی (اور ان کو سوتے ہوئے پایا) تو کہنے لگی: افسوس آپ کے خسارے پر! چنانچہ دوپہر نہ ہوئی کہ انہیں غشی آ گئی' اور وہ دن کو اپنی زمین میں کام کیا کرتے تھے۔ تو نبی ﷺ کو یہ واقعہ بتایا گیا' اس کے بعد یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: ﴿أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَى نِسَآئِكُم﴾... آپ نے ﴿مِنَ الْفَجْرِ﴾ تک قراءت کی۔ ''روزے کی رات میں تمہارے لیے اپنی بیویوں سے مباشرت حلال کی گئی ہے' وہ تمہارا لباس ہیں اور تم ان کا لباس ہو۔ اللہ کو معلوم ہے کہ تم اپنے

٢٣١٤ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الصوم، باب قول الله جل ذكره: ﴿أحل لكم ليلة الصيام الرفث إلى نسائكم ...﴾ الخ، ح: ١٩١٥ من حديث إسرائيل به.

نفسوں کے ساتھ خیانت کر بیٹھتے ہو سو اس نے تم پر رجوع فرمایا اور تمھیں معاف کر دیا ہے۔ تم اب اپنی عورتوں سے مباشرت کر سکتے ہو اور طلب کرو وہ جو اللہ نے تمہارے لیے مقدر فرمایا ہے۔ اور کھاؤ پیو حتی کہ فجر کے وقت صبح کی سفید دھاری سیاہ دھاری سے جدا نظر آنے لگے۔"

**توضیح وفوائد:** ① اس حدیث سے مذکورہ حدیث کے برعکس یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ پہلے مسئلہ یہ تھا کہ سو جانے کے بعد رات کو کھانا پینا اور بیوی سے ہم بستری کرنا ممنوع تھا۔ شارحین نے ان کے درمیان یہ تطبیق دی ہے کہ ان دونوں میں سے جو کام بھی ہو جاتا تھا اس کے بعد اگلی رات تک اس کے لیے مذکورہ کام ممنوع ہو جاتے تھے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے غروب شمس سے لے کر صبح صادق تک مذکورہ کاموں کی اجازت دے دی جس سے مسلمانوں کو بڑی رخصت اور سہولت حاصل ہو گئی۔ ② امام ابوداود اس امر کے قائل ہیں کہ رمضان کے روزے براہ راست فرض کیے گئے تھے ان سے پہلے عاشورہ وغیرہ کے روزے فرض نہ تھے۔ واللہ اعلم.

(المعجم ٢) - **باب نَسْخِ قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ﴾** (التحفة ٢)

**باب:٢- آیت کریمہ ﴿وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ﴾ کے منسوخ ہونے کا بیان**

**٢٣١٥- حَدَّثَنا** قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا بَكْرٌ يَعني ابن مُضَرَ عنْ عَمْرِو بن الْحَارِثِ، عنْ بُكَيْرٍ، عنْ يَزِيدَ مَوْلَى سَلَمَةَ، عن سَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ قالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ: ﴿وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ﴾ [البقرة: ١٨٤] كانَ مَنْ أَرَادَ مِنَّا أَنْ يُفْطِرَ وَيَفْتَدِيَ فَعَلَ حَتَّى نَزَلَتِ الآيَةُ الَّتِي بَعْدَهَا فَنَسَخَتْهَا.

٢٣١٥- حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: "اور جو روزہ رکھنے کی طاقت رکھتے ہوں وہ ایک مسکین کے کھانے کا فدیہ دیں۔" تو ہم میں سے جو چاہتا روزہ چھوڑ دیتا اور فدیہ دینا چاہتا تو فدیہ دے دیا کرتا تھا حتی کہ اس کے بعد والی آیت اتری جس نے اس (رخصت) کو منسوخ کر دیا۔

---

**٢٣١٥ـ تخريج:** أخرجه البخاري، التفسير، سورة البقرة، باب: ﴿فمن شهد منكم الشهر فليصمه﴾، ح: ٤٥٠٧، ومسلم، الصيام، باب بيان نسخ قول الله تعالى: ﴿وعلى الذين يطيقونه فدية ..﴾ الخ"، ح: ١١٤٥، كلاهما عن قتيبة به.

فائدہ: بعد والی آیت سے مراد ہے: ﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾ (البقرة:١٨٥) ''یعنی جو اس مہینے میں حاضر ہو وہ اس کے روزے رکھے۔''

٢٣١٦- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ مُحمَّدٍ: حَدَّثَنا عَلِيُّ بنُ حُسَيْنٍ عنْ أبِيهِ، عنْ يَزِيدَ النَّحْوِيِّ، عنْ عِكْرِمَةَ، عن ابن عَبَّاسٍ ﴿وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ﴾ فَكَانَ مَنْ شَاءَ مِنْهُمْ أنْ يَفْتَدِيَ بِطَعَامِ مِسْكِينٍ افْتَدَى وَتَمَّ لَهُ صَوْمُهُ، فَقال عَزَّ وَجَلَّ: ﴿فَمَن تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهُۥ وَأَن تَصُومُواْ خَيْرٌ لَّكُمْ﴾ وَقال: ﴿فَمَن شَهِدَ مِنكُمُ ٱلشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَن كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ﴾ [البقرة: ١٨٤، ١٨٥].

٢٣١٦-عکرمہ سے منقول ہے کہ حضرت ابن عباس ؓ آیت کریمہ: ﴿وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ﴾ کے سلسلے میں فرماتے ہیں کہ جو کوئی ایک مسکین کا فدیہ دینا چاہتا' دے دیتا تھا اور اس کا روزہ پورا اور کامل سمجھا جاتا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهُ وَأَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَّكُمْ﴾ ''جو خوشی سے بھلائی کرے (مسکین کو کھانا کھلائے) تو یہ اس کے لیے بہتر ہے اور روزہ رکھنا تمہارے لیے بہتر ہے۔'' اور فرمایا: ﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْعَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ﴾ ''جو شخص اس مہینے میں حاضر ہو تو اسے چاہیے کہ اس کے روزے رکھے۔ اور جو مریض ہو یا سفر پر ہو تو وہ دوسرے دنوں میں ان کی گنتی پوری کرے۔''

(المعجم ٣) - **باب** مَنْ قَالَ: هِيَ مُثْبَتَةٌ لِلشَّيْخِ وَالْحُبْلَى (التحفة ٣)

باب:٣-مذکورہ بالا آیت بڑے بوڑھے اور حاملہ کے حق میں ثابت ہے

٢٣١٧- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيل: حَدَّثَنا أبَانُ: حَدَّثَنا قَتَادَةُ أنَّ عِكْرِمَةَ حَدَّثَهُ أنَّ ابنَ عَبَّاسٍ قال: أُثْبِتَتْ لِلْحُبْلَى وَالْمُرْضِعِ.

٢٣١٧-عکرمہ نے بیان کیا کہ حضرت ابن عباس ؓ فرماتے ہیں: آیت کریمہ: ﴿وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ﴾ حاملہ اور دودھ پلانے والی کے حق میں محکم ہے۔ (منسوخ نہیں ہے۔)

٢٣١٨- حَدَّثَنا ابنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنا

٢٣١٨-حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ

٢٣١٦ـ تخريج: [إسناده حسن] انفرد به أبوداود.
٢٣١٧ـ تخريج: [إسناده صحيح] انفرد به أبوداود.
٢٣١٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٤/ ٢٣٠ من حديث أبي داود به * قتادة عنعن.

ابنُ أبي عَدِيٍّ عنْ سَعِيدٍ، عنْ قَتَادَةَ، عن [عَزْرَةَ]، عنْ سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن ابن عَبَّاسٍ ﴿وَعَلَى ٱلَّذِينَ يُطِيقُونَهُۥ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ﴾ قالَ: كَانَتْ رُخْصَةً لِلشَّيْخِ الْكَبِيرِ وَالْمَرْأَةِ الْكَبِيرَةِ وَهُما يُطِيقَانِ الصِّيَامَ أنْ يُفْطِرا وَيُطْعِمَا مَكانَ كلِّ يَوْمٍ مِسْكِينًا وَالْحُبْلَى وَالمُرْضِعِ إذَا خَافَتَا.

آیت کریمہ: ﴿وَ عَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ﴾ کی تفسیر میں انہوں نے کہا کہ بڑی عمر کے بوڑھے مرد اور عورت کے لیے رخصت ہے کہ باوجود روزے کی طاقت کے افطار کر سکتے ہیں۔ وہ ہر دن کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلا دیا کریں۔ اسی طرح حاملہ اور دودھ پلانے والی عورتوں کو جب اندیشہ ہو۔ (تو وہ بھی افطار کر سکتی ہیں۔)

قالَ أَبُو دَاوُدَ: يَعني عَلَى أوْلَادِهِما أفْطَرَتَا وَأطْعَمَتَا.

امام ابوداود فرماتے ہیں: مقصد یہ ہے کہ جب انہیں اپنے بچے کے بارے میں (بیماری یا کمزوری وغیرہ کا) اندیشہ ہو تو افطار کر سکتی ہیں اور اس کے بدلے کھانا کھلا دیا کریں۔



**توضیح وفوائد:** حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ روایت' جس طرح یہاں ابوداود میں آئی ہے' شاذ ہے' اسی لیے ہمارے فاضل محقق الشیخ زبیر علی زئی حفظہ اللہ نے بھی اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ لیکن حضرت ابن عباس وغیرہ کی دیگر صحیح روایات سے یہ مسئلہ ثابت ہے جو اس میں بیان ہوا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آیت مذکورہ بالا عام لوگوں کے حق میں منسوخ ہے اور ان پر روزہ رکھنا فرض ہے۔ مگر بعض بوڑھے جو روزہ رکھنے کو تو رکھ لیں مگر اس کے اثرات مابعد کے متحمل نہ ہو سکتے ہوں اور انہیں از حد مشقت ہوتی ہو تو ان کے لیے فدیہ دے کر روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے۔ اور ایسے ہی حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت کا مسئلہ ہے کہ اگر ان کے روزہ رکھنے سے رحم میں زیر پرورش یا دودھ پیتے بچے کی بابت اندیشہ ہو' تو ان کے لیے بھی فدیے کی رخصت ہے۔ گویا زیادہ بوڑھے مرد وعورت کو ان کی اپنی ذاتی کمزوری کی بنا پر رخصت دی گئی ہے اور حاملہ و مُرضِعَہ کو رخصت بچوں کے اندیشے کے پیش نظر دی گئی ہے۔ تاہم حاملہ اور مُرضِعَہ بعد میں قضا دیں یا نہ دیں؟ اس کی بابت اختلاف ہے۔ ایک رائے تو یہ ہے کہ ان کے لیے فدیہ ہی کافی ہے' بعد میں قضا نہیں۔ دوسرا موقف حافظ ابن حزم کا ہے جو انہوں نے ''المحلّٰی'' (مسئلہ نمبر ٧٧٠) میں بیان کیا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ان پر قضا ہے نہ فدیہ۔ تیسری رائے یہ ہے کہ فدیۂ طعام کے علاوہ بعد میں وہ قضا بھی دیں۔ چوتھی رائے ہے کہ وہ مریض کے حکم میں ہیں' وہ روزہ چھوڑ دیں' انہیں فدیہ دینے کی ضرورت نہیں' اور بعد میں قضا دیں۔ فضیلۃ الشیخ مولانا محمد علی جانباز حفظہ اللہ نے اسی رائے کو ترجیح دی ہے۔ (انجاز الحاجة شرح سنن ابن ماجه: ٥/ ٥٦٦) اور سعودی علماء کی بھی یہی رائے ہے۔ (فتاویٰ اسلامیہ اُردو: ٢/ ٣ ٢٠-٢٠٥) حضرت ابن عباس کی اس موقوف روایت کی اسنادی بحث کے لیے دیکھیے۔ (ارواء الغلیل' حدیث: ٩١٢)

(المعجم ٤) - **باب الشَّهْرِ يَكُونُ تِسْعًا وَعِشْرِينَ** (التحفة ٤)

باب:۴-مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے

**٢٣١٩- حَدَّثَنا** سُلَيْمانُ بنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن الأَسْوَدِ بنِ قَيْسٍ، عن سَعِيدِ بن عَمْرٍو يَعْني ابنَ سَعيدِ بن الْعَاصِ، عن ابن عُمَرَ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «إنَّا أُمَّةٌ أُمِّيَّةٌ لَا نَكْتُبُ وَلَا نَحْسُبُ. الشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا» وَخَنَسَ سُلَيْمانُ إصْبَعَهُ في الثَّالِثَةِ يَعْني تِسْعًا وَعِشْرِينَ وَثَلَاثِينَ.

**۲۳۱۹-** حضرت ابن عمر ؓ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہم اُمّی امت ہیں' ہم لکھنا نہیں جانتے اور نہ (دقیق) حساب کر سکتے ہیں۔ (آپ نے دونوں ہاتھوں کی دسوں انگلیاں پھیلا کر اشارے سے فرمایا) مہینہ ایسے ہوتا ہے اور ایسے ہوتا ہے اور ایسے ہوتا ہے۔'' اور تیسری بار میں سلیمان بن حرب نے اپنی ایک انگلی بند کر لی۔ یعنی انتیس دن اور تیس دن۔



**فوائد ومسائل:** ① [أُمَّةٌ أُمّية] ''اُمّی امت'' اس کلمہ کی توجیہات میں سے ایک توجیہ یہ ہے کہ یہ [أُمّ] ''ماں'' کی طرف منسوب ہے اور مراد ہے ایسے لوگ جو علم ومعرفت کے مسائل میں مادری صفات پر قائم ہوں جسے ہم ''علم سے کورے'' سے تعبیر کر سکتے ہیں۔ اور عرب میں تعلیم وتعلم اسلام کی برکت ہی سے آیا ہے' اس سے پہلے ان میں یہ فنون گنتی کے لوگ جانتے تھے۔ اسی لیے اس کا ترجمہ ''ان پڑھ'' کر دیا جاتا ہے۔ ② قمری مہینے کبھی انتیس دن کے ہوتے ہیں اور کبھی تیس دن کے۔ اٹھائیس یا اکتیس کے نہیں ہو سکتے۔ ③ ابوداود کی اس روایت میں اختصار ہے۔ دوسری روایات میں ہے کہ دوسری مرتبہ آپ نے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کے ساتھ تین مرتبہ اشارہ کیا۔ یعنی مہینہ کبھی ۲۹ دن کا اور کبھی ۳۰ دن کا ہوتا ہے۔

**٢٣٢٠- حَدَّثَنا** سُلَيْمانُ بنُ دَاوُدَ الْعَتَكِيُّ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ: حَدَّثَنا أَيُّوبُ عن نَافِعٍ، عن ابن عُمَرَ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «الشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ فَلَا تَصُومُوا

**۲۳۲۰-** حضرت ابن عمر ؓ کا بیان ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مہینہ انتیس دن کا (بھی) ہوتا ہے۔ سو چاند دیکھے بغیر نہ روزے شروع کرو اور نہ دیکھے بغیر ختم کرو۔ اگر بادل کے باعث نظر نہ آئے تو اس مہینے کے

---

**٢٣١٩ـ تخريج:** أخرجه البخاري، الصوم، باب قول النبي ﷺ: "لا نكتب ولا نحسب"، ح:١٩١٣، ومسلم، الصيام، باب وجوب صوم رمضان لرؤية الهلال . . . الخ، ح:١٠٨٠/ ١٥ من حديث شعبة به.

**٢٣٢٠ـ تخريج:** أخرجه مسلم، الصيام، باب وجوب صوم رمضان لرؤية الهلال . . . الخ، ح:١٠٨٠/٦ من حديث أيوب السختياني به، وسنده صحيح.

حَتَّى تَرَوْهُ وَلَا تُفْطِرُوا حَتَّى تَرَوْهُ. فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدُرُوا لَهُ ثَلَاثِينَ». قالَ: فَكَانَ ابنُ عُمَرَ إذَا كان شَعْبَانُ تِسْعًا وَعِشْرِينَ نُظِرَ لَهُ فَإِن رُئِيَ فَذَاكَ وَإِن لَمْ يُرَ وَلَمْ يَحُلْ دُونَ مَنْظَرِهِ سَحَابٌ وَلَا قَتَرَةٌ أَصْبَحَ مُفْطِرًا، فَإِنْ حَالَ دُونَ مَنْظَرِهِ سَحَابٌ أَوْ قَتَرَةٌ أَصْبَحَ صَائِمًا. قال: وَكَانَ ابنُ عُمَرَ يُفْطِرُ مَعَ النَّاسِ وَلَا يَأْخُذُ بِهٰذَا الحِسَابِ.

تیس دن کا اندازہ لگا لو۔'' چنانچہ جب شعبان کی انتیسویں تاریخ ہوتی تو حضرت عبداللہ بن عمر کے لیے چاند دیکھا جاتا۔ اگر نظر آ جاتا تو بہتر اور اگر دکھائی نہ دیتا اور نظر نہ آنے میں کوئی بادل یا غبار بھی حائل نہ ہوتا تو وہ روزہ نہ رکھتے۔ لیکن اگر فضا میں کوئی بادل یا غبار حائل ہوتا تو وہ روزہ رکھ لیتے۔ راوی نے بیان کیا کہ ابن عمر ؓ لوگوں کے ساتھ ہی روزہ چھوڑتے اور حساب کے درپے نہ ہوتے۔

فائدہ: حضرت ابن عمر ؓ بادل اور غبار وغیرہ جیسی رکاوٹ کے باعث چاند نظر نہ آنے پر روزہ رکھ لیا کرتے تھے ممکن ہے کہ اگلا دن رمضان کا ہو۔ اور وہ اس کو شک کا دن نہ سمجھتے تھے۔ وہ شدت احتیاط کے تحت ایسا کرتے اور اس میں وہ منفرد بھی ہیں اس لیے راجح یہی ہے کہ ابر یا غبار کے باعث چاند نظر نہ آئے تو شعبان کے تیس دن پورے کیے جائیں گے۔ اس دن کا روزہ ''شک'' کا روزہ ہوگا جو کہ ممنوع ہے۔ علامہ البانی ؒ نے حضرت ابن عمر کا یہ عمل ضعیف لکھا ہے۔

٢٣٢١- حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بنُ مَسْعَدَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ: حَدَّثَنِي أَيُّوبُ قالَ: كَتَبَ عُمَرُ بنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ إِلَى أَهْلِ الْبَصْرَةِ: بَلَغَنَا عنْ رَسُولِ الله ﷺ نَحْوَ حَدِيثِ ابنِ عُمَرَ عن النَّبِيِّ ﷺ زَادَ «وإِنَّ أَحْسَنَ ما يُقْدَرُ لَهُ أَنَّا إذَا رَأَيْنَا هِلَالَ شَعْبَانَ لِكَذَا وَكَذَا فالصَّوْمُ إِنْ شَاءَ الله لِكَذَا وَكَذَا إِلَّا أَنْ يَرَوُا الهِلَالَ قَبْلَ ذٰلِكَ».

٢٣٢١- حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اہل بصرہ کی طرف لکھا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ سے یہ حدیث پہنچی ہے جیسے کہ مذکورہ بالا ابن عمر ؓ کی حدیث ہے۔ اس میں یہ اضافہ ہے: ''بہترین اندازہ یہ ہے کہ اگر ہم نے شعبان کا چاند فلاں فلاں دن دیکھا تو روزہ ان شاء اللہ فلاں دن کا ہوگا الا یہ کہ لوگ اس سے پہلے ہی چاند دیکھ لیں۔''

فائدہ: اصل اعتبار اور اہمیت چاند دیکھنے کی ہے محض حساب کی نہیں۔

٢٣٢٢- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ مَنِيعٍ عن

٢٣٢٢- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت

٢٣٢١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٤/ ٢٠٥ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق: ٢٣٢٠، الحديث مرسل، ولم يخبر الإمام عمر بن عبدالعزيز بمن بلغه به.

٢٣٢٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ماجاء أن الشهر يكون تسعًا وعشرين، ح: ٦٨٩ عن أحمد بن منيع به * يحيى بن زكريا بن أبي زائدة صرح بالسماع.

ابن أبي زَائِدَةَ، عنْ عِيسَى بن دِينَارٍ، عنْ أَبِيهِ، عنْ عَمْرِو بنِ الحَارِثِ بن أبي ضِرَارٍ، عن ابن مَسْعُودٍ قالَ: لَمَا صُمْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ تِسْعًا وَعِشْرِينَ أَكْثَرُ مِمَّا صُمْنَا مَعَهُ ثَلَاثِينَ.

ہے انہوں نے کہا: ہم نے نبی ﷺ کے ساتھ (رمضان میں) انتیس انتیس روزے بہت زیادہ رکھے ہیں اور تیس تیس کم۔

**فوائد ومسائل:** ① انتیس روزے مجموعی لحاظ سے اجر میں تیس ہی کی طرح ہوتے ہیں کیونکہ اس عمل کی بنیاد اخلاص اور اطاعت پر ہے۔ ② [لَمَا صُمْنا] میں ''مــا'' موصولہ یا مصدریہ ہے۔ (عون المعبود)

**۲۳۲۳- حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ أَنَّ يَزِيدَ بنَ زُرَيْعٍ حَدَّثَهُمْ: حَدَّثَنا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بن أبي بَكْرَةَ، عن أبِيهِ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «شَهْرَا عِيدٍ لَا يَنْقُصَانِ رَمَضَانُ وَذُو الْحِجَّةِ».

۲۳۲۳- جناب عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ اپنے والد سے وہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''عید کے دونوں مہینے یعنی رمضان اور ذوالحجہ کم نہیں ہوتے ہیں۔''

**توضیح:** اس حدیث کی شرح میں کئی اقوال ہیں۔ افادات حافظ ابن قیم رحمہ اللہ کا حاصل درج ذیل ہے۔ ① یہ دونوں مہینے ایک ہی سال میں انتیس انتیس دن کے نہیں ہوتے۔ امام احمد کی رائے بھی یہی ہے۔ ② یہ بات تغلیبی ہے یعنی بالعموم نقص میں جمع نہیں ہوتے۔ اگر کبھی ہو بھی جائیں تو وہ شاذ ہے۔ ③ علماء کی ایک جماعت کا خیال ہے کہ نبی علیہ السلام کا یہ فرمان اسی سال کے لیے تھا۔ ④ یہ دونوں مہینے اجر وثواب میں کم نہیں ہوتے خواہ گنتی میں انتیس دن ہی کے ہوں۔ اللہ کے ہاں اجر وثواب پورا ہوتا ہے۔ ⑤ اس قول سے مراد عشرۂ ذی الحجہ کی فضیلت کا بیان ہے کہ ان دنوں کے اعمال کا ثواب رمضان کے برابر ہوتا ہے۔ البتہ ان دونوں میں تقابلی طور پر یوں کہا جاتا ہے کہ آخری عشرۂ رمضان اور اول عشرۂ ذی الحجہ میں عشرۂ رمضان کی راتوں کو فضیلت ہے کیونکہ ان میں لیلۃ القدر ہے۔ اور نبی ﷺ ان راتوں میں عبادت کا جو اہتمام فرماتے تھے دیگر زمانے میں ایسے نہ ہوتا تھا۔ اور دنوں کے اعتبار سے عشرۂ ذی الحجہ کے دن افضل ہیں کیونکہ حدیث میں قربانی والے دن کو ''اعظم الایام'' فرمایا گیا ہے۔ اور یوم عرفہ کی فضیلت بھی معلوم و معروف ہے۔ ⑥ چونکہ یہ مہینے اور دن اللہ کے محبوب ترین ایام ہیں اور ان میں کیے جانے والے اعمال بہت مبارک ہوتے ہیں۔ لہٰذا بطور ترغیب فرمایا گیا ہے کہ ان کی کمی بیشی کا خیال مت کرو بلکہ اعمال خیر میں مسابقت کی کوشش کرو۔ اجر وثواب میں ان دونوں مہینوں میں کوئی کمی نہیں ہوتی۔

---

**۲۳۲۳ـ تخريج:** أخرجه مسلم، الصيام، باب بيان معنى قوله ﷺ: "شهرا عيد لا ينقصان"، ح: ۱۰۸۹ من حديث يزيد بن زريع، والبخاري، الصوم، باب: شهرا عيد لا ينقصان، ح: ۱۹۱۲ من حديث خالد الحذاء به.

## (المعجم ٥) - بَابٌ: إِذَا أَخْطَأَ الْقَوْمُ الْهِلَالَ (التحفة ٥)

## باب:۵- جب چاند دیکھنے میں لوگوں سے غلطی ہو جائے

٢٣٢٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ في حديثِ أيُّوبَ عن مُحَمَّدِ ابن المُنْكَدِرِ، عنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ذَكَرَ النَّبيَّ ﷺ فيهِ قالَ: «وَفِطْرُكُمْ يَوْمَ تُفْطِرُونَ وَأَضْحَاكُمْ يَوْمَ تُضَحُّونَ وَكُلُّ عَرَفَةَ مَوْقِفٌ وَكُلُّ مِنًى مَنْحَرٌ، وَكُلُّ فِجَاجِ مَكَّةَ مَنْحَرٌ وَكُلُّ جَمْعٍ مَوْقِفٌ».

۲۳۲۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے (یہ طویل حدیث کا ایک حصہ ہے) کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”عید فطر اسی دن ہے جب تم افطار کرو اور عید قربان اسی دن ہے جب تم قربانی کرو۔ سارا میدانِ عرفات وقوف کی جگہ ہے اور سارا منیٰ جائے قربانی ہے، مکہ کے تمام راستے قربانی کی جگہ ہیں اور سارا مزدلفہ وقوف کی جگہ ہے۔“

فائدہ: اجتہادی امور میں خطا معاف ہے۔ عید یا حج کے موقع پر چاند نظر نہ آیا ہو اور لوگ مہینے کے تیس دن پورے کرلیں اور بعد میں پتہ چلے کہ چاند تو انتیس کا تھا تو ان پر روزے اور وقوف عرفات وقربانی کا کوئی عیب نہیں۔ ایسے ہی اگر کئی فساق اکٹھے ہو کر انتیس ہی کو چاند ہونے کا مشہور کر دیں اور مسلمان ان کے بھرّے میں آ کر افطار کرلیں یا وقوف عرفات وقربانی ہو جائے تو اس میں عامۃ المسلمین پر کوئی عیب نہیں۔ ہمارے علم میں یہ بات آئی ہے کہ بعض بے دینوں نے توبہ کرنے کے بعد اظہار کیا کہ ہم چند لوگ مل کر چاند ہونے کا دعویٰ کر دیتے تھے، شہادتیں اور قسمیں بھی کھا لیتے تھے اور عید کروا دیتے تھے۔ العیاذ باللہ۔ ایسی صورت میں کہ ازالہ ناممکن ہو تو خطا معاف ہے۔



## (المعجم ٦) - بَابٌ: إِذَا أُغْمِيَ الشَّهْرُ (التحفة ٦)

## باب:۶- جب مطلع ابر آلود ہو (اور چاند نظر نہ آسکے)

٢٣٢٥- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حدثني عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ مَهْدِيٍّ: حدثني مُعَاوِيَةُ بنُ صَالِحٍ عنْ عَبْدِ الله بن أبي قَيْسٍ

۲۳۲۵- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ شعبان کی تاریخوں کی اتنی نگہداشت رکھتے تھے کہ دوسرے مہینوں میں اتنی

---

٢٣٢٤- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الدارقطني: ٢/ ١٦٤، والبيهقي: ٣/ ٣١٧ من حديث أبي داود به، ورواه ابن ماجه، ح: ١٦٦٠ بسند آخر به مختصرًا.

٢٣٢٥- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن عبدالبر في التمهيد: ١٤/ ٣٥٣ من حديث أبي داود به، وهو في مسند الإمام أحمد: ٦/ ١٤٩، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٩١٠، وابن حبان، ح: ٨٦٩، والحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٤٢٣، ووافقه الذهبي.

قالَ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ رضي الله عنها تقُولُ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَتَحَفَّظُ مِنْ شَعْبَانَ ما لَا يَتَحَفَّظُ مِنْ غَيْرِهِ، ثُمَّ يَصُومُ لِرُؤْيَةِ رَمَضَانَ، فَإِنْ غُمَّ عَلَيْهِ عَدَّ ثَلَاثِينَ يَوْمًا ثُمَّ صام.

نگہداشت نہ رکھتے تھے۔ پھر چاند دیکھ کر رمضان کے روزے رکھنے شروع کرتے اگر کبھی (شعبان کی انتیس تاریخ کو) مطلع ابر آلود ہوتا' تو تیس دن پورے کرتے اور پھر روزے رکھنا شروع کرتے۔

فائدہ: غیر یقینی صورت میں روزہ رکھنا روا نہیں ہے۔ یہ شک کا دن شمار ہوگا' نیز استقبال کی نیت سے روزہ نہیں رکھنا چاہیے کیونکہ یہ ممنوع ہے۔

٢٣٢٦- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّازُ: حَدَّثَنَا جَرِيرُ بنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ الضَّبِّيُّ عنْ مَنْصُورِ بن الْمُعْتَمِرِ، عن رِبْعِيِّ ابن حِرَاشٍ، عن حُذَيْفَةَ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «لَا تَقَدَّمُوا الشَّهْرَ حتى تَرَوُا الهِلَالَ أوْ تُكْمِلُوا الْعِدَّةَ ثُمَّ صُومُوا حتى تَرَوُا الهِلَالَ أوْ تُكَمِّلُوا الْعِدَّةَ».

٢٣٢٦- حضرت حذیفہ ؓ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مہینہ شروع ہونے سے پہلے روزے مت رکھو حتی کہ چاند دیکھ لو یا (تیس کی) گنتی پوری کر لو' پھر روزے رکھتے جاؤ حتی کہ چاند دیکھ لو یا (تیس کی) گنتی پوری کر لو۔''

قالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ سُفْيَانُ وَغَيْرُهُ عن مَنْصُورٍ، عن رِبْعِيٍّ، عن رَجُلٍ من أصحابِ النَّبيِّ ﷺ لَمْ يُسَمِّ حُذَيْفَةَ.

امام ابوداود فرماتے ہیں کہ اس روایت کو سفیان وغیرہ نے منصور سے' انہوں نے ربعی سے' انہوں نے ایک صحابی سے بیان کیا ہے اور اس سند میں (صحابی کے نام) حذیفہ کی صراحت نہیں ہے۔

## (المعجم ٧) - باب مَنْ قَالَ فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَصُومُوا ثَلَاثِينَ (التحفة ٧)

## باب:٧- اگر رمضان کی انتیسویں کو ابر ہو (اور چاند دکھائی نہ دے) تو تیس روزے پورے کرو

٢٣٢٧- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ:

٢٣٢٧- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں'



٢٣٢٦ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الصيام، باب ذكر الاختلاف على منصور في حديث ربعي فيه، ح: ٢١٢٨ من حديث جرير به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٩١١، وابن حبان، ح: ٨٧٥.

٢٣٢٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ماجاء أن الصوم لرؤية الهلال والإفطار له، ح: ٦٨٨، والنسائي، ح: ٢١٣١ من حديث سماك بن حرب به، وقال الترمذي: "حسن صحيح" قلت: سنده ضعيف * سلسلة سماك عن عكرمة سلسلة ضعيفة.

حَدَّثَنا حُسَيْنٌ عن زَائِدَةَ، عن سِمَاكٍ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابن عَبَّاسٍ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «لَا تَقَدَّمُوا الشَّهْرَ بِصِيَامِ يَوْمٍ وَلَا يَوْمَيْنِ إلَّا أن يَكُونَ شَيْءٌ يَصُومُهُ أحَدُكُمْ، وَلا تَصُومُوا حتى تَرَوْهُ ثُمَّ صُومُوا حتَّى تَرَوْهُ، فَإنْ حَالَ دُونَهُ غَمَامَةٌ فَأَتِمُّوا الْعِدَّةَ ثَلاثِينَ. ثُمَّ أفْطِرُوا وَالشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مہینہ (رمضان) شروع ہونے سے پہلے ایک دو دن کے روزے مت رکھو (استقبالی روزے مت رکھو) الا یہ کہ کوئی شخص اس دن کا روزہ رکھا کرتا ہو۔ چاند دیکھ کر روزے شروع کرو' پھر رکھتے جاؤ حتی کہ (شوال کا) چاند دیکھ لو۔ اگر اس کے دکھائی دینے میں کوئی بادل (وغیرہ) حائل ہو تو تیس کی گنتی پوری کر لو اور پھر روزے موقوف کر دو۔ اور مہینہ انتیس دن کا (بھی) ہوتا ہے۔''

قالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ حاتِمُ بنُ أبي صَغِيرَةَ وَشُعْبَةُ وَالْحَسَنُ بنُ صالِحٍ عن سِمَاكٍ بِمَعْنَاهُ، لَمْ يَقُولوا: «ثُمَّ أفْطِرُوا».

امام ابوداود نے کہا: اس روایت کو حاتم بن ابی صغیرہ' شعبہ اور حسن بن صالح نے سماک سے اسی (مذکورہ بالا) روایت کے ہم معنی بیان کیا ہے مگر ''روزے موقوف کر دو'' کا جملہ ان کی روایت میں نہیں ہے۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهُو حاتِمُ بنُ مُسْلِمِ ابنِ أبِي صَغِيرَةَ وَأبُو صَغِيرَةَ: زَوْجُ أُمِّهِ.

ابوداود نے کہا: ''حاتم بن ابی صغیرہ'' کا نسب یوں ہے: ''حاتم بن مسلم بن ابی صغیرہ'' اور ''ابوصغیرہ'' حاتم کا سوتیلا باپ تھا۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے لیکن بعض کے نزدیک صحیح ہے' کیونکہ یہ باتیں صحیح روایات میں بیان ہوئی ہیں۔ رمضان شروع ہونے سے ایک دو دن پہلے اگر کوئی قضا یا نذر کا روزہ پورا کرنا چاہتا ہو یا اس کی عادت ہو کہ سوموار اور جمعرات کے روزے رکھتا ہو تو رکھ سکتا ہے' یہ استقبالی روزے شمار نہ ہوں گے' کیونکہ یہ اس کے دائمی اور مسلسل عمل کا حصہ ہیں۔

## (المعجم ٨) - بَابٌ: فِي التَّقَدُّمِ (التحفة ٨)

## باب:٨-استقبالِ رمضان کا مسئلہ

٢٣٢٨- حَدَّثَنا موسى بنُ إسْمَاعِيلَ:

٢٣٢٨-حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے مروی ہے

٢٣٢٨ـ تخريج: أخرجه مسلم، الصوم، باب صوم سرر شعبان، ح: ١١٦١ب/ ١٩٩ من حديث حماد بن سلمة، والبخاري، الصوم، باب الصوم من آخر الشهر، ح: ١٩٨٣ من حديث مطرف به.

حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن ثَابِتٍ، عن مُطَرِّفٍ، عن عِمْرَانَ بنِ حُصَيْنٍ وَسَعِيدِ الْجُرَيْرِيِّ، عن أبِي الْعَلَاءِ، عنْ مُطَرِّفٍ، عن عِمْرَانَ بنِ حُصَيْنٍ: أنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ لِرَجُلٍ: «هَلْ صُمْتَ من سَرَرِ شَعْبَانَ شَيْئًا؟» قالَ: لَا، قال: «فَإذَا أفْطَرْتَ فَصُمْ يَوْمًا»، وَقالَ أحَدُهُمَا: «يَوْمَيْنِ».

کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص سے پوچھا: ''کیا تو نے شعبان کے آخر میں کوئی روزہ رکھا ہے؟'' اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''جب (رمضان کے) روزے پورے کرلو تو ایک دن روزہ رکھ لینا۔'' (ثابت یا سعید جُریری دونوں میں سے کسی) ایک نے بیان کیا کہ ''دو دن۔''

**فوائد ومسائل:** ① یہ حدیث بظاہر گزشتہ حدیث سے متعارض ہے جس میں ہے کہ ''رمضان شروع ہونے سے پہلے ایک دو دن کے روزے مت رکھو۔'' مگر ان میں جمع کی صورت یہ ہے کہ یہ رخصت اور تاکید اس شخص کے لیے ہے جس نے کسی روزے کی نذر مانی ہو یا وہ پہلے سے خاص دن کے روزے رکھنے کا عادی ہو تو اسے چاہیے کہ حسب معمول اپنے روزے رکھے۔ مگر کوئی اپنی سابقہ عادت یا نذر کے بغیر بطور نفل کے استقبالی روزہ رکھنا چاہے تو اجازت نہیں ہے۔ ② نبی ﷺ نے جس شخص کو رمضان کے بعد ایک یا دو روزے رکھنے کی تاکید فرمائی' وہ شخص مہینے کے آخر میں روزے رکھا کرتا تھا' لیکن اس نے شعبان کے آخر میں اس لیے روزے چھوڑ دیے تھے کہ یہ کہیں استقبالِ رمضان کے ذیل میں نہ آ جائیں جو ممنوع ہیں۔ ③ لفظ [سَرَر] کے مختلف معانی مندرجہ ذیل روایت کے بعد مذکور ہیں۔

٢٣٢٩- حَدَّثَنا إبْرَاهِيمُ بنُ الْعَلَاءِ الزُّبَيْدِيُّ من كِتَابِهِ: حَدَّثَنا الْوَلِيدُ بنُ مُسلم: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ الْعَلَاءِ عن أَبِي الأَزْهَرِ الْمُغِيرةِ بنِ فَرْوَةَ قال: قَامَ مُعَاوِيَةُ فِي النَّاسِ بِدَيْرِ مِسْحَلٍ الَّذِي عَلَى بَابِ حِمْصَ فَقَالَ: يَأَيُّهَا النَّاسُ! إنَّا قَدْ رَأَيْنَا الْهِلَالَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا، وَأَنَا مُتَقَدِّمٌ بِالصِّيَامِ، فَمَنْ أحَبَّ أنْ يَفْعَلَهُ فَلْيَفْعَلْهُ قَالَ: فَقَامَ إلَيْهِ مَالِكُ بنُ هُبَيْرَةَ السَّبَئِيُّ،

٢٣٢٩- ابوازہر مغیرہ بن فروہ سے روایت ہے کہ حضرت معاویہ ؓ دَیرِ مِسْحَل میں لوگوں کو خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے جو کہ بابِ حمص کے پاس ہے۔ انہوں نے کہا: لوگو! ہم نے (شعبان کا) چاند فلاں فلاں دن دیکھا تھا' میں (چاند ہونے سے) پہلے روزے شروع کر رہا ہوں' جو ایسا کرنا چاہے کر لے۔ پھر مالک بن ہبیرہ السبئی ان کے سامنے کھڑا ہوا اور کہا: اے معاویہ! اس سلسلے میں آپ نے رسول اللہ ﷺ سے کچھ سنا ہے یا یہ آپ کی اپنی رائے ہے؟ کہا: میں نے رسول

**٢٣٢٩ـ تخريج:** [إسناده حسن] أخرجه الطبراني في الكبير: ١٩/ ٣٨٤، ح: ٩٠١، ومسند الشاميين: ١/ ٤٥١، ح: ٧٩٥ من حديث الوليد بن مسلم به، وصرح بالسماع المسلسل، والحمد لله.

فقال: يَامُعَاوِيَةُ! أَشَيْءٌ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ الله ﷺ أَمْ شَيْءٌ مِنْ رَأْيِكَ؟ قَال: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يقُولُ: «صُومُوا الشَّهْرَ وَسِرَّهُ».

اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''مہینے میں روزے رکھا کرو اور اس کے آخر میں بھی۔'' (دوسرا ترجمہ: رمضان کے روزے رکھو اور اس کے اوّل میں بھی۔ یعنی آخر شعبان میں۔)

**۲۳۳۰- حَدَّثَنا** سُلَيْمانُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدِّمَشْقِيُّ في هذَا الْحَدِيثِ قال: قال الْوَلِيدُ: سَمِعْتُ أبَا عَمْرٍو يَعني الأَوْزَاعِيَّ يقُولُ: سِرُّهُ: أوَّلُهُ.

۲۳۳۰- جناب ابوعمرو اوزاعی بیان کرتے ہیں کہ [سِرُّهٗ] کے معنی ''ابتدائے مہینہ'' ہیں۔

**۲۳۳۱- حَدَّثَنا** أَحْمَدُ بنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ: حَدَّثَنا أَبُو مُسْهِرٍ قال: كَانَ سَعِيدٌ يَعني ابنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ يقُولُ: سِرُّهُ: أَوَّلُهُ.

۲۳۳۱- جناب سعید بن عبدالعزیز بیان کرتے ہیں کہ [سِرّہ] کے معنی ''ابتدائے مہینہ'' ہیں۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَقال بَعْضُهُمْ: سِرُّهُ وَسَطُهُ، وَقالُوا: آخِرُهُ.

امام ابوداود نے کہا: کچھ اہل لغت اس کا ترجمہ ''وسط'' اور کئی ''آخر مہینہ'' بھی کرتے ہیں۔

**ملحوظہ:** امام اوزاعی اور ابن عبدالعزیز کے اقوال شاذ ہیں۔ (ضعیف سنن ابی داود) گویا سَرَر یا سِرٌّ کے معنی وسط یا آخر ہی صحیح ہیں اور آخر سب سے زیادہ صحیح ہے۔ کیونکہ اس کے معنی پوشیدگی کے ہیں۔ اور چاند مہینے کے آخر میں ایک یا دو دن غائب (پوشیدہ) رہتا ہے۔ اس اعتبار سے اس کے معنی ''آخر'' راجح ہیں۔

## (المعجم ۹) - بَابٌ: إِذَا رُؤِيَ الْهِلَالُ فِي بَلَدٍ قَبْلَ الآخَرِينَ بِلَيْلَةٍ (التحفة ۹)

## باب:۹- چاند جب ایک شہر (علاقے) میں دوسروں سے ایک رات پہلے نظر آجائے

**۲۳۳۲- حَدَّثَنا** مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ:

۲۳۳۲- جناب کریب کہتے ہیں کہ (حضرت ابن

---

۲۳۳۰ـ **تخريج:** [**إسناده حسن**] أخرجه البيهقي: ٤/ ٢١١ من حديث أبي داود به، وقال بعض العلماء: الصحيح أن سره آخره.

۲۳۳۱ـ **تخريج:** [**إسناده صحيح**] أخرجه البيهقي: ٤/ ٢١١ من حديث أبي داود به.

۲۳۳۲ـ **تخريج:** أخرجه مسلم، الصيام، باب بيان أن لكل بلد رؤيتهم ... الخ، ح: ١٠٨٧ من حديث إسماعيل ابن جعفر به.

حَدَّثَنا إسْمَاعِيلُ يَعني ابنَ جَعْفَرٍ: أخبرني مُحَمَّدُ بنُ أبي حَرْمَلَةَ: أخبرني كُرَيْبٌ: أنَّ أُمَّ الْفَضْلِ ابْنَةَ الْحَارِثِ بَعَثَتْهُ إلى مُعَاوِيَةَ بالشَّام، قال: فَقَدِمْتُ الشَّامَ فَقَضَيْتُ حَاجَتَهَا، فَاسْتُهِلَّ عَلَيْهِ رَمَضَانُ وَأَنَا بالشَّامِ فَرَأَيْنَا الْهِلَالَ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ، ثُمَّ قَدِمْتُ المَدِينَةَ في آخِرِ الشَّهْرِ، فَسأَلَنِي ابنُ عَبَّاسٍ؟، ثُمَّ ذَكَرَ الْهِلَالَ فقال: مَتَى رَأَيْتُمُ الْهِلَالَ؟ قُلْتُ: رَأَيْتُهُ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ. قال: أنْتَ رَأَيْتَهُ؟ قُلْتُ: نَعَمْ وَرآهُ النَّاسُ، وَصَامُوا وَصَامَ مُعَاوِيَةُ، قال: لَكِنَّا رَأَيْنَاهُ لَيْلَةَ السَّبْتِ، فلا نَزَالُ نَصُومُهُ حتَّى نُكْمِلَ الثَّلَاثِينَ أوْ نَرَاهُ، فَقُلْتُ: أفَلَا تَكْتَفِي بِرُؤْيَةِ مُعَاوِيَةَ وَصِيَامِهِ؟ قال: لَا، هٰكَذَا أمَرَنَا رَسُولُ الله ﷺ.

عباس ؓ کی والدہ) ام الفضل بنت حارث ؓ نے مجھے شام میں حضرت معاویہ ؓ کے پاس بھیجا۔ چنانچہ میں شام آیا اور وہاں ان کا کام مکمل کیا' اور رمضان کا چاند نظر آ گیا جبکہ میں ابھی شام ہی میں تھا۔ ہم نے جمعہ کی رات کو چاند دیکھا۔ پھر مہینے کے آخر میں میں مدینے واپس پہنچا تو حضرت ابن عباس ؓ نے مجھ سے حال احوال پوچھے اور چاند کا ذکر کیا کہ تم نے اسے کب دیکھا تھا؟ میں نے کہا: میں نے اسے جمعہ کی رات کو دیکھا تھا؟ انہوں نے کہا: کیا تم نے خود دیکھا تھا؟ میں نے کہا: ہاں' اور دوسرے لوگوں نے بھی دیکھا تھا اور پھر سب نے روزے رکھے اور معاویہ ؓ نے بھی روزہ رکھا۔ انہوں نے کہا مگر ہم نے اسے ہفتے کی رات کو دیکھا تھا اور ہم روزے رکھیں گے اور پورے تیس کریں گے (اپنی رؤیت کے مطابق) یا چاند دیکھ لیں۔ میں نے کہا: کیا آپ معاویہ ؓ کے چاند دیکھنے اور روزے رکھنے پر کفایت نہیں کریں گے؟ انہوں کہا: نہیں' رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایسے ہی حکم دیا ہے۔



**فائدہ:** حضرت ابن عباس ؓ کا مقصد یہ ہے کہ ہر علاقے والوں کے لیے ان کی اپنی رؤیت کا اعتبار ہے۔ امام شافعی ؒ اس میں مزید یوں فرماتے ہیں کہ اگر مختلف علاقوں کا مطلع ایک ہو تو ایک دوسرے کی رؤیت ان کے لیے معتبر ہو گی ورنہ نہیں۔ امام ابن تیمیہ ؒ کا بھی یہی مذہب ہے۔

**٢٣٣٣- حَدَّثَنا** عُبَيْدُ الله بنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَني أبي: حَدَّثَنا الأَشْعَثُ عن الْحَسَنِ: في رَجُلٍ كَانَ بِمِصْرٍ مِنَ

٢٣٣٣- حسن (بصری) سے مروی ہے کہ ایک شخص جو کسی شہر میں ہو اور اس نے سوموار کا روزہ رکھا ہو' پھر دو آدمی گواہی دیں کہ انہوں نے اتوار کی رات (ہفتے

---

**٢٣٣٣ـ تخريج: [إسناده صحيح]** أخرجه أبوبكر الجصاص في أحكام القرآن: ١/ ٢٧٦ من حديث أبي داود به * الأشعث هو ابن عبدالله بن جابر.

الأَمْصَارِ فَصَامَ يَوْمَ الاثْنَيْنِ، وَشَهِدَ رَجُلَانِ أَنَّهُمَا رَأَيَا الْهِلَالَ لَيْلَةَ الأَحَدِ، فقال: لا يَقْضِي ذٰلِكَ الْيَوْمَ الرَّجُلُ وَلا أَهْلُ مِصْرِه إِلَّا أَنْ يَعْلَمُوا أَنَّ أَهْلَ مِصْرٍ مِنْ أَمْصَارِ الْمُسْلِمِينَ قَدْ صَامُوا يَوْمَ الأَحَدِ فَيَقْضُونَهُ.

کی شام) کو چاند دیکھا ہے۔ تو حسن نے کہا: یہ آدمی اور اس کے شہر والے اس دن کا روزہ قضا نہ کریں الاّ یہ کہ انہیں بخوبی علم ہو کہ مسلمانوں کے شہروں میں سے کسی شہر والوں نے اتوار کا روزہ رکھا ہے، تب یہ اس کی قضا کریں۔

فائدہ: سنن ابوداود کے بعض نسخوں میں حسن بصری کا یہ اثر نہیں ہے۔

## (المعجم ١٠) - باب كَرَاهِيَةِ صَوْمِ يَوْمِ الشَّكِّ (التحفة ١٠)

## باب:١٠- شک کے دن کا روزہ رکھنا مکروہ (حرام) ہے

٢٣٣٤- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ عَبْدِ الله بنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنا أبُو خَالِدٍ الأَحْمَرُ عن عَمْرِو ابنِ قَيْسٍ، عن أبي إسْحَاقَ، عن صِلَةَ قال: كُنَّا عِنْدَ عَمَّارٍ في الْيَوْمِ الَّذِي يُشَكُّ فِيهِ، فَأُتِيَ بِشَاةٍ، فَتَنَحَّى بَعْضُ الْقَوْمِ، فقال عَمَّارٌ: مَنْ صَامَ هٰذَا الْيَوْمَ فَقَدْ عَصَى أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ.

٢٣٣٤- جناب صلہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھے اور وہ دن مشکوک تھا (چاند ہونے کی خبر واضح نہ ہوئی تھی) تو بکری کا گوشت پیش کیا گیا۔ پس مجلس میں سے کچھ لوگ ایک طرف ہو گئے۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے کہا: جس نے اس دن کا روزہ رکھا ہے اس نے ابوالقاسم ﷺ کی نافرمانی کی ہے۔



فوائد ومسائل: ① ”شک کے دن“ سے مراد یہ ہے کہ نہ معلوم آج چاند ہوا ہے یا نہیں؟ ② اس روایت کا مفہوم صحیح روایات سے ثابت ہے، اسی لیے بعض حضرات نے اس روایت کو صحیح کہا ہے۔

## (المعجم ١١) - بَابٌ: فِيمَنْ يَصِلُ شَعْبَانَ بِرَمَضَانَ (التحفة ١١)

## باب:١١- جو کوئی شعبان کو رمضان کے ساتھ ملا دے

---

٢٣٣٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ماجاء في كراهية صوم يوم الشك، ح:٦٨٦، والنسائي، ح:٢١٩٠، وابن ماجه، ح:١٦٤٥ من حديث أبي خالد الأحمر به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وعلقه البخاري، ح:١٩٠٦، وصححه الحاكم على شرط الشيخين:١/ ٤٢٤، ووافقه الذهبي * أبوإسحاق عنعن، وللحديث شواهد ضعيفة.

٢٣٣٥- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إبراهِيمَ: حَدَّثَنا هِشَامٌ عن يَحْيَى بنِ أبي كَثِيرٍ، عَنْ أبي سَلَمَةَ، عنْ أَبي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبيِّ ﷺ قال: «لا تَقَدَّمُوا صَوْمَ رَمَضَانَ بِيَوْمٍ وَلا يَوْمَيْنِ إلَّا أنْ يَكُونَ صَوْمٌ يَصُومُهُ رَجُلٌ فَلْيَصُمْ ذٰلِكَ الصَّوْمَ.

۲۳۳۵- حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''رمضان سے ایک دو دن پہلے روزے مت رکھو مگر جو کوئی شخص کسی دن کا روزہ رکھتا رہا ہو تو وہ رکھ لے۔''

فائدہ: ① شعبان کو رمضان کے ساتھ ملانے کا مفہوم یہ ہے کہ شعبان میں روزے رکھے حتی کہ رمضان شروع ہو جائے۔ ② شریعت کی حکمت یہ معلوم ہوتی ہے کہ عبادت اور عادت میں فرق کیا جانا چاہیے' اس لیے کہ اگر کسی نے یہ عادت بنائی ہو کہ وہ سوموار اور جمعرات کو مسنون روزے رکھتا ہو یا اتفاقاً کوئی نذر مان لی یا کوئی قضا کا روزہ باقی ہو تو اس کے لیے رخصت ہے کہ رمضان شروع ہونے سے ایک دو دن پہلے روزہ رکھ لے۔

٢٣٣٦- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن تَوْبَةَ الْعَنْبَرِيِّ، عن مُحمَّدِ بنِ إبراهِيمَ، عن أبي سَلَمَةَ، عن أُمِّ سَلَمَةَ عن النَّبيِّ ﷺ: أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ يَصُومُ مِنَ السَّنَةِ شَهْرًا تَامًّا إلَّا شَعْبَانَ يَصِلُهُ بِرَمَضَانَ.

۲۳۳۶- ام المومنین حضرت ام سلمہ ؓ نبی ﷺ کے متعلق بیان کرتی ہیں کہ آپ سال میں کسی مہینے کے پورے روزے نہ رکھتے تھے مگر شعبان میں' کہ اسے رمضان کے ساتھ ملا دیتے تھے۔



توضیح: حضرت ام سلمہ ؓ کا یہ بیان بطور مجاز ہے۔ جس کا مطلب کثرت ہے۔ جیسا کہ دیگر احادیث میں ہے کہ نبی ﷺ شعبان میں کثرت سے روزے رکھتے تھے۔ صحیح مسلم میں حضرت عائشہ ؓ کی روایت ہے: [كَانَ يَصُومُ شَعْبَانَ إلَّا قَلِيلًا] (صحيح مسلم' الصيام' حديث:١١٥٦)

## (المعجم ١٢) - بَابٌ: فِي كَرَاهِيَةِ ذَلِكَ (التحفة ١٢)

## باب:۱۲- نصف شعبان کے بعد روزے رکھنے کی کراہت

٢٣٣٧- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ:

۲۳۳۷- عباد بن کثیر مدینے آئے اور جناب علاء

---

٢٣٣٥ـ تخريج: أخرجه البخاري، الصوم، باب: لا يتقدم رمضان بصوم يوم ولا يومين، ح:١٩١٤، ومسلم، الصيام، باب: لا تقدموا رمضان بصوم يوم ولا يومين، ح:١٠٨٢ من حديث هشام به.

٢٣٣٦ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الصيام، باب صوم النبي ﷺ بأبي هو وأمي وذكر اختلاف الناقلين للخبر في ذلك، ح:٢٣٥٥ من حديث محمد بن جعفر به، وهو في مسند أحمد:٦/ ٣١١.

حَدَّثَنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بنُ مُحمَّدٍ قال: قَدِمَ عَبَّادُ بنُ كَثِيرٍ المَدِينَةَ فمَالَ إلى مَجْلِسِ الْعَلَاءِ فأخَذَ بِيَدِهِ فأَقَامَهُ ثُم قال: اللَّهُمَّ! إنَّ هٰذَا يُحَدِّثُ عن أبِيهِ، عن أَبي هُرَيْرَةَ أنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «إذَا انْتَصَفَ شَعْبَانُ فَلَا تَصُومُوا»، فقال الْعَلَاءُ: اللَّهُمَّ! إنَّ أبِي حَدَّثَني عن أبِي هُرَيْرَةَ عن النَّبيِّ ﷺ بِذٰلِكَ.

بن عبدالرحمٰن کی مجلس میں آ گئے۔ پس عباد نے علاء کا ہاتھ پکڑ کر انہیں کھڑا کر دیا پھر کہا: اے اللہ! یہ شخص اپنے باپ سے وہ حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب شعبان آدھا گزر جائے تو روزہ نہ رکھو۔'' پھر علاء نے کہا: یا اللہ! میرے والد (عبدالرحمٰن) نے مجھے حضرت ابوہریرہ ؓ سے انہوں نے نبی ﷺ سے یہی حدیث بیان کی۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ الثَّوْرِيُّ وَشِبْلُ ابنُ الْعَلَاءِ وَأَبُو عُمَيْسٍ وَزُهَيْرُ بنُ مُحمَّدٍ عن الْعَلَاءِ.

امام ابوداود فرماتے ہیں کہ اس روایت کو ثوری، شبل بن علاء، ابوعمیس اور زہیر بن محمد بھی علاء سے بیان کرتے ہیں۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وكَانَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ لا يُحَدِّثُ بِهِ. قُلْتُ لِأَحْمَدَ: لِمَ؟ قال: لِأَنَّهُ كَانَ عِنْدَهُ أنَّ النَّبيَّ ﷺ كَانَ يَصِلُ شَعْبَانَ بِرَمَضَانَ، وَقال عن النَّبيِّ ﷺ خِلَافَهُ؟.

امام ابوداود کہتے ہیں: عبدالرحمٰن (بن مہدی) یہ روایت بیان نہیں کیا کرتے تھے، میں نے امام احمد سے پوچھا کیوں؟ تو انہوں نے کہا: کیونکہ ان کے پاس یہ حدیث تھی کہ ''نبی ﷺ شعبان کو رمضان کے ساتھ ملا دیتے تھے۔'' اور اس روایت میں اس کے خلاف مروی ہے۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَلَيْسَ هٰذَا عِنْدِي خِلَافَهُ وَلَم يَجِيءْ بِهِ غَيْرُ الْعَلَاءِ عن أَبِيهِ.

امام ابوداود فرماتے ہیں: میرے نزدیک اس میں کوئی مخالفت نہیں ہے۔ علاء کے علاوہ اسے اور کوئی روایت نہیں کرتا اور وہ بھی اپنے باپ سے روایت کرتا ہے۔

**فائدہ:** نصف شعبان کے بعد روزوں کی کراہت ایسے لوگوں کے لیے ہے جو ان دنوں کے روزوں کے عادی نہ ہوں۔ اگر عادت ہو تو رکھ لینے میں حرج نہیں، نیز نہی سے مقصد یہ ہے کہ رمضان میں کمزوری کا احساس نہ ہو۔

## (المعجم ١٣) - باب شَهَادَةِ رَجُلَيْنِ عَلَى رُؤْيَةِ هِلَالِ شَوَّالٍ (التحفة ١٣)

## باب:١٣-شوال کا چاند دیکھنے میں دو آدمیوں کی شہادت ہونی چاہیے

**٢٣٣٧ـ تخريج:** [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ماجاء في كراهية الصوم في النصف الثاني من شعبان لحال رمضان، ح: ٧٣٨ عن قتيبة به، وقال: "حسن صحيح".

٢٣٣٨- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عَبْدِ الرَّحِيم أَبُو يَحْيَى الْبَزَّازُ: أخبرنا سَعِيدُ بنُ سُلَيْمانَ: حَدَّثَنا عَبَّادٌ عن أبي مَالِكٍ الأَشْجَعِيِّ: حَدَّثَنا حُسَيْنُ بنُ الحارِثِ الْجَدَلِيُّ - مِنْ جَدِيلَةِ قَيْسٍ -: أنَّ أَمِيرَ مَكَّةَ خَطَبَ ثُمَّ قال: عَهِدَ إِلَيْنا رَسُولُ الله ﷺ أنْ نَنْسُكَ لِلرُّؤْيَةِ، فإنْ لم نَرَهُ وَشَهِدَ شَاهِدَا عَدْلٍ نَسَكْنَا بِشَهَادَتِهِمَا. فَسَأَلْتُ الْحُسَيْنَ بنَ الْحَارِثِ؟: مَنْ أَمِيرُ مَكَّةَ؟ فقال: لا أدْرِي، ثُمَّ لَقِيَنِي بَعْدُ فقال: هُوَ الحارِثُ بنُ حَاطِبٍ أخُو مُحمَّدِ بنِ حَاطِبٍ، ثُمَّ قال الأَمِيرُ: إنَّ فِيكُمْ مَنْ هُوَ أَعْلَمُ بالله وَرَسُولِهِ مِنِّي، وَشَهِدَ هٰذَا مِنْ رَسُولِ الله ﷺ، وَأوْمأَ بِيَدِهِ إلى رَجُلٍ. قال الْحُسَيْنُ: فَقُلْتُ لِشَيْخٍ إلى جَنْبِي: مَنْ هٰذَا الَّذِي أوْمأَ إلَيْهِ الأَمِيرُ؟ قال: هٰذَا عَبْدُ الله بنُ عُمَرَ، وَصَدَقَ كَانَ أَعْلَمَ بالله مِنْهُ، فقال: بِذٰلِكَ أَمَرَنَا رَسُولُ الله ﷺ.

٢٣٣٨-حسین بن حارث جدلی......قیس کے قبیلہ جدیلہ سے ہیں...... بیان کرتے ہیں کہ امیر مکہ نے خطبہ دیا اور کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہم سے عہد لیا کہ ہم چاند دیکھ کر حج کے ارکان ادا کریں۔ اگر ہم خود نہ دیکھ سکیں اور دو عادل گواہ گواہی دے دیں تو ہم ان کی گواہی پر حج کر لیں۔ (ابو مالک کہتے ہیں:) میں نے حسین بن حارث سے پوچھا: امیر مکہ کون تھا؟ اس نے کہا: مجھے معلوم نہیں۔ بعد میں وہ مجھے دوبارہ ملا تو بتایا کہ وہ (امیر) حارث بن حاطب تھے یعنی محمد بن حاطب کے بھائی۔ پھر امیر نے کہا: بلاشبہ تم میں وہ شخصیت موجود ہے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے متعلق مجھ سے زیادہ باخبر ہے اس بات کی شہادت اسی نے رسول اللہ ﷺ سے دی ہے اور اپنے ہاتھ سے ایک آدمی کی طرف اشارہ کیا۔ حسین نے بتایا...... میں نے اپنے پہلو میں بیٹھے ہوئے ایک شخص سے پوچھا: یہ آدمی کون ہے جس کی طرف امیر نے اشارہ کیا ہے؟ تو اس نے کہا: یہ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ ہیں اور اس نے سچ کہا کہ یہ اللہ کے متعلق اس سے زیادہ جانتے تھے (احکام شریعت) تو حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اسی بات کا حکم دیا ہے۔

٢٣٣٩- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ وَخَلَفُ بنُ هِشَامٍ الْمُقْرِىءُ قالَا: حَدَّثَنا أبُو عَوانَةَ

٢٣٣٩-ربعی بن حراش اصحاب نبی ﷺ میں سے کسی سے روایت کرتے ہیں کہ رمضان کے آخری دن

٢٣٣٨_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الدارقطني: ٢/ ١٦٧، ح: ٢١٧٢ من حديث سعيد بن سليمان به، وقال: "هذا إسناد متصل صحيح".

٢٣٣٩_ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٣١٤ من حديث منصور به، وقال الدارقطني: ٢/ ١٦٩، ح: ٢١٨٢: "هذا إسناد حسن ثابت".

عن مَنْصُورٍ، عن رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ، عن رَجُلٍ من أصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قال: اخْتَلَفَ النَّاسُ في آخِرِ يَوْمٍ مِنْ رَمَضَانَ، فَقَدِمَ أعْرَابِيَّانِ فَشَهِدَا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ بِاللَّهِ لأَهَلَّا الهِلَالَ أمْسِ، عَشِيَّةً، فأمَرَ رَسُولُ الله ﷺ النَّاسَ أن يُفْطِرُوا. زَادَ خَلَفٌ في حَدِيثِهِ: وَأنْ يَغْدُوا إلى مُصَلَّاهُمْ.

کے متعلق لوگوں کا اختلاف ہوگیا۔ تو دو اعرابی آئے اور انہوں نے نبی ﷺ کے سامنے اللہ کی گواہی دی (قسمیں اٹھائیں) کہ انہوں نے کل شام کو چاند دیکھا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو حکم دیا کہ روزہ افطار کرلیں۔ اور خلف بن ہشام کی روایت میں مزید یہ ہے کہ آپ نے فرمایا: ''اگلے دن صبح کو (عید پڑھنے کے لیے) عیدگاہ جائیں۔''

فائدہ: رمضان المبارک کا چاند ہو جانے کا یقین یا تو شعبان کے تیس دن پورے ہو جانے پر ہے یا لوگوں کی گواہی پر کہ انہوں نے چاند دیکھا ہے' خواہ کوئی ایک عادل مسلمان ہی ہو' جیسے کہ اگلے باب کی احادیث میں آ رہا ہے۔ اسی طرح انتہائے رمضان کے موقع پر بھی۔ تاہم عام فقہا دو عادل مسلمانوں کی رؤیت کو ضروری سمجھتے ہیں جبکہ ابوثور' ابوبکر بن منذر' اہل ظاہر اور امام حسن کی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے ایک روایت میں ایک مسلمان کی رؤیت کو بھی حجت سمجھا گیا ہے۔ علامہ شوکانی رحمہ اللہ کی ترجیح بھی یہی معلوم ہوتی ہے کہ روزے چھوڑنے کے موقع پر دو آدمیوں کی گواہی کسی معیاری دلیل سے ثابت نہیں۔ مالی معاملات ہی ایسے ہیں جہاں دو گواہ لازم ہوتے ہیں۔ مگر روزوں کے متعلق صریح حکم ہے کہ چاند دیکھ کر رکھو اور چاند دیکھ کر افطار کرو۔ اور عبادات میں خبر واحد معتبر ہوتی ہے۔ (فقه السنة للسيد سابق: بم يثبت الشهر' و نيل الاوطار' باب مايثبت به الصوم والفطر من الشهور) نیز عید کا چاند ہونے کی خبر اگر دیر سے ملے اور عید کے لیے جمع ہونا ممکن نہ ہو تو اگلے دن عید کی نماز پڑھ لی جائے۔

## (المعجم ١٤) - بَابٌ: فِي شَهَادَةِ الوَاحِدِ عَلَى رُؤْيَةِ هِلَالِ رَمَضَانَ (التحفة ١٤)

## باب:۱۴- رمضان کے چاند میں ایک آدمی کی گواہی بھی کافی ہے

٢٣٤٠- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ بَكَّارِ بن الرَّيَّان: حَدَّثَنا الْوَلِيدُ يَعني ابنَ أبي ثَوْرٍ؛ ح: وَحدثنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا الْحُسَيْنُ يَعني الْجُعْفِيَّ عنْ زَائِدَةَ المَعْنى،

۲۳۴۰- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک اعرابی نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا: میں نے چاند دیکھا ہے۔ حسن بن علی نے اپنی حدیث میں صراحت کرتے ہوئے کہا کہ مراد ہے رمضان کا چاند۔

---

٢٣٤٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ماجاء في الصوم بالشهادة، ح:٦٩١ من حديث الوليد بن أبي ثور، والنسائي، ح:٢١١٥ من حديث الحسين الجعفي، وابن ماجه، ح:١٦٥٢ من حديث زائدة به * سلسلة سماك عن عكرمة سلسلة ضعيفة كما تقدم مرارا، انظر، ح:٢٢٣٨.

عن سِمَاكٍ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابن عَبَّاسٍ قال: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقالَ: إِنِّي رَأَيْتُ الهِلَالَ قال الْحَسَنُ في حَدِيثِهِ: يعني رَمَضَانَ، فَقالَ: «أَتَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ؟» قال: نَعَمْ. قالَ: «أَتَشْهَدُ أَنَّ مُحمَّدًا رَسُولُ اللهِ؟» قال: نَعَمْ. قالَ: «يَابِلَالُ! أَذِّنْ في النَّاسِ فَلْيَصُوموا غَدًا».

نبی ﷺ نے فرمایا: ”کیا تو لَاالٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی گواہی دیتا ہے؟“ اس نے کہا: ہاں۔ آپ نے پوچھا: کیا تو گواہی دیتا ہے کہ محمد اللہ کے رسول ہیں، اس نے کہا: ہاں آپ ﷺ نے فرمایا: ”بلال! لوگوں میں اعلان کر دو کہ صبح روزہ رکھیں۔“

۲۳۴۱- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عَنْ سِمَاكِ بن حَرْبٍ، عن عِكْرِمَةَ: أَنَّهُمْ شَكُّوا في هِلَالِ رَمَضَانَ مَرَّةً، فَأَرَادُوا أَنْ لَا يَقُومُوا وَلَا يَصُومُوا، فَجَاءَ أَعْرَابِيٌّ مِنَ الْحَرَّةِ فَشَهِدَ أَنَّهُ رَأَى الهِلَال فَأُتِيَ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ، فقَالَ: «أَتَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللهِ؟» قالَ: نَعَمْ وَشَهِدَ أَنَّهُ رَأَى الهِلَالَ، فَأَمَرَ بِلَالًا فَنَادَى في النَّاسِ أَنْ يَقُومُوا وَأَنْ يَصُومُوا.

۲۳۴۱- عکرمہ بیان کرتے ہیں کہ صحابۂ کرام ؓ کو ایک بار رمضان کے چاند میں شک ہو گیا۔ پس انہوں نے ارادہ کیا کہ نہ قیام کریں اور نہ روزہ رکھیں۔ تو حرہ کی طرف سے ایک اعرابی آیا۔ اس نے گواہی دی کہ اس نے چاند دیکھا ہے۔ اسے نبی ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا آپ نے فرمایا: ”کیا تو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی گواہی دیتا ہے؟“ اس نے کہا: ہاں اور شہادت دی کہ اس نے چاند دیکھا ہے۔ تب آپ ﷺ نے بلال کو حکم دیا کہ لوگوں میں اعلان کر دو کہ رات کو قیام کریں اور (صبح کو) روزہ رکھیں۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ جَمَاعَةٌ عن سِمَاكٍ، عنْ عِكْرِمَةَ مُرْسَلًا، وَلَمْ يَذْكُرِ الْقِيَامَ أَحَدٌ إِلَّا حَمَّادُ بنُ سَلَمَةَ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو ایک جماعت نے بواسطہ سماک، عکرمہ سے مرسل روایت کیا ہے۔ اور قیام کا ذکر حماد بن سلمہ کے علاوہ کسی نے نہیں کیا۔

۲۳۴۲- حَدَّثَنا مَحْمُودُ بنُ خَالِدٍ وَعَبْدُ

۲۳۴۲- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کا بیان ہے کہ

۲۳۴۱ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الصيام، باب قبول شهادة الرجل الواحد على هلال شهر رمضان . . . الخ، ح: ۲۱۱۶ من حديث سماك به، وقال: "مرسل"، وانظر الحديث السابق: ۲۳۴۰.

۲۳۴۲ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الدارقطني: ۲/ ۱۵۶ من حديث أبي داود به، وهو في سنن الإمام الدارمي عبدالله بن عبدالرحمٰن السمرقندي، ح: ۱۶۹۸، وصححه ابن حبان، ح: ۸۷۱، والحاكم: ۱/ ۴۲۳.

اللهِ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السَّمَرْقَنْدِيُّ وَإِنَّا لِحَدِيثِهِ أَتْقَنُ قالَا: حَدَّثَنا مَرْوَانُ هُوَ ابنُ مُحمَّدٍ عنْ عَبْدِ الله بن وَهْبٍ، عن يَحْيَى ابنِ عَبْدِ اللهِ بنِ سَالِمٍ، عن أبي بَكْرِ بن نَافِعٍ، عنْ أبِيهِ، عن ابن عُمَرَ قال: تَرَاءَى النَّاسُ الهِلَالَ فَأَخْبَرْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ أنِّي رَأَيْتُهُ، فَصَامَ وَأَمَرَ النَّاسَ بِصِيَامِهِ.

لوگوں نے چاند دیکھنے کی کوشش کی۔ پس میں نے رسول اللہ ﷺ کو خبر دی کہ میں نے دیکھ لیا ہے۔ تو آپ ﷺ نے روزہ رکھا اور لوگوں کو روزہ رکھنے کا حکم فرمایا۔

فائدہ: جب کسی مسلمان پر کوئی واضح جرح ثابت نہ ہو تو اسے عادل شمار کیا جائے گا۔ اور رمضان کا چاند ہونے کے سلسلے میں کئی فقہا ایک عادل مسلمان کی گواہی کو کافی سمجھتے ہیں۔ اس حدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ مذکورہ دونوں حدیثیں (۲۳۴۰-۲۳۴۱) سنداً ضعیف ہیں۔ تاہم اس صحیح حدیث میں بھی یہی بات بیان کی گئی ہے۔

## (المعجم ١٥) - بَابٌ: فِي تَوْكِيدِ السُّحُورِ (التحفة ١٥)

## باب:۱۵-سحری کھانے کی تاکید

٢٣٤٣- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ ابنُ المُبَارَكِ عنْ مُوسَى بنِ عُلَيِّ بنِ رَبَاحٍ، عنْ أبِيهِ، عنْ أبي قَيْسٍ مَوْلَى عَمْرِو بن الْعَاصِ، عنْ عَمْرِو بن الْعَاصِ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «إنَّ فَصْلَ مَا بَيْنَ صِيَامِنَا وَصِيَامِ أهْلِ الْكِتَابِ أَكْلَةُ السَّحَرِ».

۲۳۴۳- حضرت عمرو بن العاص ؓ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہمارے اور اہل کتاب کے روزے میں فرق' سحری کے کھانے کا ہے۔''

فائدہ: مسلمان کی زندگی کے تمام امور..... عبادات ومعاملات..... نیت صالحہ پر مبنی ہونے چاہئیں۔ روزے میں صبح کا کھانا محض اس فکر سے نہیں کھانا چاہیے کہ سارا دن بھوک اور پیاس برداشت کرنی ہے۔ بلکہ اس نیت سے کھانا چاہیے کہ اللہ کی اطاعت اور رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے' نیز اہل کتاب سے امتیاز بھی ہے۔ اور یہی شرح ہے اس معروف حدیث کی یعنی [إنَّمَا الأعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ] نیت صالحہ وطیبہ سے عمل کے اجر میں بہت اضافہ ہو جاتا ہے۔ اور شریعت کا اہم مطالبہ بھی ہے کہ مسلمان ملی طور پر دوسری امتوں سے اپنی عبادات میں بھی منفرد ہوں اور عادات میں بھی۔

---

٢٣٤٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، الصيام، باب فضل السحور وتأكيد استحبابه . . . الخ، ح: ١٠٩٦ من حديث موسى بن عُلَيّ به.

(المعجم ١٦) - **باب مَنْ سَمَّى السَّحُورَ الْغَدَاءَ** (التحفة ١٦)

**باب:١٦-سحری کو غَدَاء (یعنی صبح کا کھانا) کہنا جائز ہے**

٢٣٤٤- **حَدَّثَنا** عَمْرُو بنُ مُحَمَّدٍ النَّاقِدُ: حدثنا حَمَّادُ بنُ خَالِدٍ الْخَيَّاطُ: حَدَّثَنا مُعَاوِيَةُ بنُ صَالِحٍ عَنْ يُونُسَ بنِ سَيْفٍ، عن الْحَارِثِ بنِ زِيَادٍ، عن أبي رُهْمٍ، عن الْعِرْبَاضِ بن سَارِيَةَ قال: دَعَانِي رَسُولُ الله ﷺ إلَى السَّحُورِ في رَمَضَانَ فقالَ: «هَلُمَّ إلَى الْغَدَاءِ الْمُبَارَكِ».

۲۳۴۴-حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے رمضان میں سحری کے لیے بلایا اور فرمایا: ''آؤ! مبارک کھانا (غَدَاء) کھالو۔''

**فائدہ:** ''کھانا'' انسانی فطرت کا ایک لازمہ ہے مگر شریعت کی اتباع میں سحری کا کھانا ''مبارک کھانا'' ہوتا ہے۔ چونکہ نبی علیہ السلام ناطق وحی ہیں' اپنی مرضی سے کچھ نہیں کہتے' اس لیے اگر کسی کی طبیعت میں سحری کے لیے چاہت نہ بھی ہوتو ایک دو لقمے یا کھجور یا کسی مشروب کے چند گھونٹ ضرور لے لینے چاہئیں تا کہ اس برکت سے حصہ مل جائے۔



٢٣٤٥- **حَدَّثَنا** أبُو دَاوُدَ قال: حدثنا عُمَرُ بنُ الْحَسَنِ بنِ إبراهِيمَ قال: حدثنا مُحمَّدُ بنُ الْوَزِيرِ أبُو الْمُطَرِّفِ قالَ: حدثنا مُحمَّدُ بنُ مُوسَى عن سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبي هُرَيْرَةَ عنِ النَّبيِّ ﷺ قال: «نِعْمَ سَحُورُ الْمُؤْمِنِ التَّمْرُ».

۲۳۴۵-حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا: ''کھجور مومن کی بہترین سحری ہے۔''

**فائدہ:** کھجور سرتاپا ایک مبارک درخت ہے۔ اور اس کا پھل سحری اور افطاری میں استعمال کرنا مستحب ہے۔

(المعجم ١٧) - **باب وَقْتِ السُّحُورِ** (التحفة ١٧)

**باب:١٧-سحری کے وقت کا بیان**

---

٢٣٤٤_ **تخريج:** [**حسن**] أخرجه النسائي، الصيام، باب دعوة السحور، ح: ٢١٦٥ من حديث معاوية بن صالح به * الحارث بن زياد حسن الحديث على الراجح، وللحديث شواهد عند ابن حبان، ح: ٨٨١ وغيره.

٢٣٤٥_ **تخريج:** [**إسناده صحيح**] أخرجه البيهقي: ٤/ ٢٣٦، ٢٣٧ من حديث محمد بن موسٰى به، وصححه ابن حبان، ح: ٨٨٣.

٢٣٤٦- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا حَمَّادُ ابنُ زَيْدٍ عنْ عَبْدِ الله بنِ سَوَادَةَ الْقُشَيْرِيِّ، عنْ أبِيهِ قال: سَمِعْتُ سَمُرَةَ بنَ جُنْدُبٍ يَخْطُبُ وَهُوَ يَقُولُ: قال رَسُولُ الله ﷺ: «لا يَمْنَعَنَّ مِنْ سَحُورِكُمْ أذَانُ بِلاَلٍ وَلَا بَيَاضُ الْأُفُقِ الَّذِي هٰكَذَا حتى يَسْتَطِيرَ».

۲۳۴۶- حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا اور بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بلال کی اذان تمہیں تمہاری سحری سے ہرگز نہ روکے اور نہ افق کی سفیدی (جو کہ سیدھی اوپر کو چڑھتی ہے) حتی کہ اطراف میں پھیلنے لگے۔“

فائدہ: فجر کی دو قسمیں ہیں: فجر کاذب اور فجر صادق۔ فجر کاذب میں سحری کھائی جاتی ہے اور فجر صادق شروع ہوتے ہی سحری کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ فجر کاذب میں لوگوں کو متنبہ کرنے کے لیے اذان دیا کرتے تھے۔ فجر کاذب میں پہلے سفیدی (روشنی) سیدھی آسمان کو اٹھتی ہے' پھر جلد ہی دوبارہ سفیدی نکل کر اطراف افق میں پھیل جاتی ہے اور یہی فجر صادق ہوتی ہے۔

٢٣٤٧- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن التَّيْمِيِّ؛ ح: وحَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ: حَدَّثَنا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنا سُلَيْمانُ التَّيْمِيُّ عن أبي عُثْمانَ، عنْ عَبْدِ الله بنِ مَسْعُودٍ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لَا يَمْنَعَنَّ أحَدَكُمْ أذَانُ بِلَالٍ مِنْ سَحُورِهِ فَإنَّهُ يُؤَذِّنُ - أوْ قَالَ: - يُنَادِي لِيَرْجِعَ قَائِمُكُم وَيَنْتَبِهَ نَائِمُكُم، وَلَيْسَ الْفَجْرُ أنْ يَقُولَ هٰكَذَا». قالَ مُسَدَّدٌ: وَجَمَعَ يَحْيَى كَفَّهُ «حَتَّى يَقُولَ هٰكَذَا»، وَمَدَّ يَحْيَى بإصْبَعَيْهِ السَّبَّابَتَيْنِ.

۲۳۴۷- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بلال کی اذان تم میں سے کسی کو سحری کھانے سے ہرگز نہ روکے۔ بلاشبہ وہ اذان کہتا ہے...... یا کہا' ندا دیتا ہے...... تاکہ تمہارا نماز پڑھنے والا رک جائے (تہجد سے) اور سونے والا جاگ جائے۔ اور فجر (فجر صادق) وہ نہیں جو اس طرح سے ظاہر ہو...... مسدد نے کہا: راوی حدیث یحییٰ نے اپنی دونوں ہتھیلیاں ملا کر ان کو اونچا کر کے دکھلایا (جو اونچی اور لمبی روشنی اوّل وقت ہوتی ہے وہ صبح نہیں) آپ نے فرمایا: ”جب تک اس طرح ظاہر نہ ہو۔“ اور یحییٰ نے اپنی شہادت کی دونوں انگلیاں اطراف میں پھیلا کر اشارے سے سمجھایا۔



---

٢٣٤٦ـ تخريج: أخرجه مسلم، الصيام، باب بيان أن الدخول في الصوم يحصل بطلوع الفجر . . . الخ، ح: ١٠٩٤ من حديث عبدالله بن سوادة به.

٢٣٤٧ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب الأذان قبل الفجر، ح: ٦٢١ عن أحمد بن يونس، ومسلم، الصيام، باب بيان أن الدخول في الصوم يحصل بطلوع الفجر . . . الخ، ح: ١٠٩٣ من حديث سليمان التيمي به.

٢٣٤٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيَسى: حَدَّثَنَا مُلَازِمُ بنُ عَمْرٍو عن عَبْدِ الله بنِ النُّعْمَانِ: حدثني قَيْسُ بْنُ طَلْقٍ عنْ أبِيهِ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «كُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا يَهِيدَنَّكُم السَّاطِعُ المُصْعِدُ، فَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَعْتَرِضَ لَكُمُ الأَحْمَرُ».

۲۳۴۸- قیس بن طلق اپنے والد سے بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(رات کو) کھاؤ اور پیؤ اوپر چڑھنے والی سفیدی تمہیں اس سے نہ روکے' حتی کہ افق کے اطراف میں سرخی پھیلنی شروع ہو جائے۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هٰذَا مِمَّا تَفَرَّدَ بِهِ أَهْلُ الْيَمَامَةِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اس روایت میں اہل یمامہ منفرد ہیں۔''

فائدہ: صحیح بات یہ ہے کہ اطراف میں سفیدی پھیلنے لگے۔ تاہم بعض دفعہ موسم ابر آلود ہو' تو پھر سرخی سی بھی پھیلتی ہوئی نظر آتی ہے' لیکن عام حالات میں سفیدی ہی پھیلتی ہے' نہ کہ سرخی۔

٢٣٤٩- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا حُصَيْنُ ابنُ نُمَيْرٍ؛ ح: وحَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا ابنُ إدْرِيسَ المَعْنَى عن حُصَيْنٍ، عن الشَّعْبِيِّ، عن عَدِيِّ بنِ حَاتِمٍ قال: لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ ﴿حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ ٱلْخَيْطُ ٱلْأَبْيَضُ مِنَ ٱلْخَيْطِ ٱلْأَسْوَدِ﴾ [البقرة:١٨٧] قال أخَذْتُ عِقَالًا أبْيَضَ وَعِقَالًا أسْوَدَ، فَوَضَعْتُهُمَا تَحْتَ وِسَادَتِي، فَنَظَرْتُ فَلَمْ أتبيَّنْ، فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُولِ الله ﷺ فَضَحِكَ فقالَ: «إنَّ

۲۳۴۹- حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: ﴿حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ﴾ ''(تم کھاتے پیتے رہو) یہاں تک کہ صبح کا سفید دھاگہ سیاہ دھاگے سے نمایاں ہو جائے۔'' تو میں نے دو رسیاں لے لیں' ایک سفید اور دوسری سیاہ اور انہیں اپنے تکیے کے نیچے رکھ لیا۔ میں انہیں دیکھتا رہا مگر وہ میرے لیے نمایاں اور واضح نہ ہوئیں۔ میں نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے ذکر کی تو آپ ہنسے اور فرمایا: ''تیرا تکیہ تو بہت لمبا چوڑا ہے۔ اس سے مراد تو رات اور دن ہے۔'' عثمان



٢٣٤٨ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ماجاء في بيان الفجر، ح: ٧٠٥ من حديث ملازم ابن عمرو به، وقال: "حسن غريب".

٢٣٤٩ـ تخريج: أخرجه مسلم، الصيام، باب بيان أن الدخول في الصوم يحصل بطلوع الفجر ... الخ، ح: ١٠٩٠ من حديث عبدالله بن إدريس، والبخاري، الصوم، باب قول الله تعالى: "وكلوا واشربوا حتى يتبين لكم الخيط الأسود ... الخ"، ح: ١٩١٦ من حديث حصين بن عبدالرحمٰن به.

وِسَادَكَ إِذًا لَطَوِيلٌ عَرِيضٌ إِنَّمَا هُوَ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ». وَقَالَ عُثْمانُ: «إِنَّمَا هُوَ سَوَادُ اللَّيْلِ وَبَيَاضُ النَّهَارِ».

کے الفاظ یہ ہیں: ''اس سے مراد تو رات کی سیاہی اور دن کی سفیدی ہے۔''

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ فہم قرآن کے لیے محض الفاظ کا ترجمہ یا لغوی مفہوم کافی نہیں بلکہ عربی ادب کی فصاحت و بلاغت کے ساتھ ساتھ شارع علیہ السلام کی تشریحات (احادیث) کو مدنظر رکھنا بھی ضروری ہے۔

(المعجم ١٨) - **باب: الرَّجُلُ يَسْمَعُ النِّدَاءَ وَالْإِنَاءُ عَلَى يَدِهِ** (التحفة ١٨)

باب: ۱۸- آدمی فجر کی اذان سنے اور برتن اس کے ہاتھ میں ہو

٢٣٥٠- **حَدَّثَنا** عَبْدُ الأَعْلَى بنُ حَمَّادٍ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن مُحمَّدِ بن عَمْرٍو، عنْ أبي سَلَمَةَ، عن أَبي هُرَيْرَةَ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «إذَا سَمِعَ أَحَدُكُمُ النِّدَاءَ والْإِنَاءُ عَلَى يَدِهِ فَلَا يَضَعْهُ حَتَّى يَقْضِيَ حَاجَتَهُ مِنْهُ».

۲۳۵۰- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے جب کوئی اذان (فجر) سنے اور برتن اس کے ہاتھ میں ہو تو اسے رکھے نہیں بلکہ اپنی ضرورت پوری کر لے۔''

فائدہ: سحری کا وقت تنگ ہو رہا ہو اور اذان فجر اپنے وقت صبح پر شروع ہو جائے تو اجازت ہے کہ انسان پانی پی لے اور دو چار لقمے لے لے مگر چائے کی طرح کے مشروب کی چسکیاں لینا درست نہیں ہوگا۔

(المعجم ١٩) - **باب وَقْتِ فِطْرِ الصَّائِمِ** (التحفة ١٩)

باب: ۱۹- روزہ افطار کرنے کا وقت

٢٣٥١- **حَدَّثَنا** أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا وَكِيعٌ: حَدَّثَنا هِشَامٌ؛ ح: وحَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بْنُ دَاوُدَ عن هِشَامٍ المعنى قال هِشَامُ بنُ عُرْوَةَ عن أَبِيهِ، عنْ

۲۳۵۱- جناب عاصم اپنے والد حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب ادھر سے رات آ جائے (مشرق کی جانب سے) اور ادھر سے دن چلا جائے (مغرب سے۔'') مسدد نے مزید کہا: ''اور



٢٣٥٠ـ **تخريج**: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٥١٠ من حديث حماد بن سلمة به، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ١/ ٢٠٣، ووافقه الذهبي.

٢٣٥١ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الصوم، باب: متى يحل فطر الصائم؟، ح: ١٩٥٤، ومسلم، الصيام، باب بيان وقت انقضاء الصوم وخروج النهار، ح: ١١٠٠ من حديث هشام به، وهو في مسند أحمد: ١/ ٢٨، ٥٤.

عَاصِمِ بنِ عُمَرَ، عن أبيهِ قال: قال النَّبيُّ ﷺ: «إذَا جَاءَ اللَّيْلُ مِنْ هٰهُنَا، وَذَهَبَ النَّهارُ مِنْ هٰهُنَا». زَادَ مُسَدَّدٌ: «وَغَابَتِ الشَّمْسُ، فَقَدْ أفْطَرَ الصَّائِمُ».

سورج غروب ہو جائے تو روزے دار کے لیے افطار کا وقت ہو گیا۔"

**٢٣٥٢- حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَاحِدِ: حَدَّثَنا سُلَيْمانُ الشَّيْبَانِيُّ: سَمِعْتُ عَبْدَ الله بنَ أبي أوْفَى يقُولُ: سِرْنَا مَعَ رَسُولِ الله ﷺ وَهُوَ صَائِمٌ، فَلَمَّا غَرَبَتِ الشَّمْسُ قال: «يَابِلَالُ! انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا». قال: يَارَسُولَ الله! لَوْ أمْسَيْتَ. قال: «انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا». قال: يَارَسُولَ الله! إنَّ عَلَيْكَ نَهَارًا. قال: «انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا». فَنَزَلَ فَجَدَحَ، فَشَرِبَ رَسُولُ الله ﷺ ثُمَّ قال: «إذَا رَأَيْتُمُ اللَّيْلَ قَدْ أقْبَلَ مِنْ هٰهُنَا فَقَدْ أفْطَرَ الصَّائِمُ»، وَأشَارَ بِإصْبَعِهِ قِبَلَ المَشْرِقِ.

**۲۳۵۲-** حضرت عبداللہ بن ابی اوفی ؓ بیان کرتے ہیں کہ (ایک سفر میں) ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گئے جبکہ آپ روزے سے تھے۔ جب سورج غروب ہو گیا تو آپ نے فرمایا: "اے بلال! اترو اور ہمارے لیے ستو گھولو۔" انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ذرا شام ہو لینے دیجیے۔ آپ نے فرمایا: "اترو اور ہمارے لیے ستو گھولو۔" انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ابھی تو دن ہے۔ آپ نے فرمایا: "اترو اور ہمارے لیے ستو گھولو۔" چنانچہ بلال اترے' ستو گھولا اور پھر آپ نے نوش کیا اور فرمایا: "جب دیکھو کہ ادھر سے رات ہو گئی ہے تو بلاشبہ روزے دار کے لیے افطار کا وقت ہو گیا۔" اور آپ ﷺ نے اپنی انگلی سے مشرق کی طرف اشارہ فرمایا۔



**فوائد ومسائل:** ① سورج غروب ہوتے ہی افطار کا وقت ہو جاتا ہے۔ بعد از غروب انتظار یا احتیاط کے کوئی معنی نہیں۔ حضرت بلال ؓ کا تعمیل ارشاد نبوی میں تردد فضا میں سفیدی وغیرہ کی وجہ سے تھا اور وہ سمجھ رہے تھے کہ سورج شاید کسی پہاڑ وغیرہ کی اوٹ میں ہے۔ حالانکہ فی الواقع سورج غروب ہو چکا تھا جیسا کہ راوی حدیث نے بیان کیا۔ ② اس حدیث سے یہ استدلال بھی کیا گیا ہے کہ بعض اوقات ظاہر امور کی وضاحت کروا لینے میں کوئی حرج نہیں ہوتا' تاکہ امکانی شبہے کا ازالہ ہو جائے۔ ③ نیز صاحب علم کو یاد دلانا کوئی معیوب بات نہیں نہ یہ سوء ادبی ہے۔

## (المعجم ٢٠) - **باب مَا يُسْتَحَبُّ مِنْ تَعْجِيلِ الْفِطْرِ** (التحفة ٢٠)

## باب: ۲۰- (بعد از غروب) جلدی افطار کرنا مستحب ہے

**٢٣٥٢ـ تخريج:** أخرجه البخاري، الصوم، باب: متى يحل فطر الصائم؟، ح: ١٩٥٥، ومسلم، الصيام، باب بيان وقت انقضاء الصوم وخروج النهار، ح: ١١٠١ من حديث أبي إسحاق سليمان الشيباني به.

٢٣٥٣- حَدَّثَنَا وَهْبُ بنُ بَقِيَّةَ عن خَالِدٍ، عن مُحَمَّدٍ يَعني ابنَ عَمْرٍو، عن أبي سَلَمَةَ، عن أَبي هُرَيْرَةَ عن النَّبيِّ ﷺ قال: «لَا يَزَالُ الدِّينُ ظَاهِرًا ما عَجَّلَ النَّاسُ الْفِطْرَ لِأَنَّ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى يُؤَخِّرُونَ».

۲۳۵۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے نقل کرتے ہیں' آپ نے فرمایا: ''دین اس وقت تک غالب رہے گا جب تک لوگ افطار کرنے میں جلدی کرتے رہیں گے کیونکہ یہود ونصاریٰ تاخیر سے افطار کرتے ہیں۔''

**فوائد ومسائل:** ① اس فرمان میں افطار کے لیے کھانے پینے کی حرص کا بیان نہیں بلکہ یہ ترغیب وتشویق ہے کہ اللہ کے حکم کی تعمیل اور سنت رسول ﷺ پر عمل میں سبقت کی جائے۔ اور یہی بات دین کے غالب ہونے کی علامت ہے کہ مخالفین اسلام اور دین بیزار لوگوں کے مقابلے میں دین کے چھوٹے بڑے تمام احکام پر من وعن عمل کر کے اپنے آپ کو نمایاں رکھا جائے۔ ② افطار اور نماز مغرب میں تاخیر کرنا اور خواہ مخواہ وہم میں مبتلا ہونا کہ سورج شاید ابھی غروب نہیں ہوا' ابھی غروب نہیں ہوا' مکروہ ہے۔

٢٣٥٤- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا أَبُو مُعَاوِيَةَ عن الأَعمَشِ، عن عُمَارَةَ بنِ عُمَيْرٍ، عن أَبي عَطِيَّةَ قال: دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ أَنَا وَمَسْرُوقٌ فَقُلْنَا: يا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ! رَجُلَانِ مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ، أَحَدُهُمَا يُعَجِّلُ الإِفْطَارَ وَيُعَجِّلُ الصَّلَاةَ، وَالآخَرُ يُؤَخِّرُ الْإِفْطَارَ وَيُؤَخِّرُ الصَّلَاةَ؟. قالَتْ: أَيُّهُمَا يُعَجِّلُ الإفْطَارَ وَيُعَجِّلُ الصَّلَاةَ؟ قُلْنَا: عَبْدُ الله، قالَتْ: كَذٰلِكَ كَانَ يَصْنَعُ رَسُولُ الله ﷺ.

۲۳۵۴- جناب ابو عطیہ (مالک بن عامر) سے مروی ہے' کہتے ہیں کہ میں اور مسروق ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہم نے کہا: اے ام المومنین! رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے دو حضرات کا عمل کچھ اس طرح ہے کہ ان میں سے ایک افطار کرنے اور نماز (مغرب) پڑھنے میں جلدی کرتا ہے اور دوسرا افطار اور نماز میں (قدرے) تاخیر کرتا ہے۔ انہوں نے پوچھا: افطار اور نماز میں جلدی کون کرتا ہے؟ ہم نے کہا: وہ عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ ہیں۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ بھی ایسے ہی کیا کرتے تھے۔

**فوائد ومسائل:** ① خیر القرون میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل کو بھی رسول اللہ ﷺ کے قول وفعل کی کسوٹی پر جانچا



---

**٢٣٥٣ـ تخريج:** [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الصيام، باب ماجاء في تعجيل الإفطار، ح: ١٦٩٨ من حديث محمد بن عمرو الليثي به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٠٦٠، وابن حبان، ح: ٨٨٩، والحاكم على شرط مسلم: ١/ ٤٣١، ووافقه الذهبي.

**٢٣٥٤ـ تخريج:** أخرجه مسلم، الصيام، باب فضل السحور وتأكيد استحبابه . . . الخ، ح: ١٠٩٩ من حديث أبي معاوية الضرير به.

جاتا تھا' کیونکہ حجت مطلقہ رسول اللہ ﷺ کی ذات مبارکہ ہے۔ ② افطار اور نماز مغرب کی ادائیگی اول وقت میں کرنا مشروع ومسنون ہے۔ ③ قدرے تاخیر کرنے والے صحابی حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ شاید احتیاط کے خیال سے تاخیر کرتے تھے' لیکن اب اوقات کے کیلنڈروں کے بعد احتیاط کے طور پر تاخیر کا کوئی جواز نہیں ہے۔

## (المعجم ٢١) - باب مَا يُفْطَرُ عَلَيْهِ (التحفة ٢١)

## باب:۲۱-کس چیز سے افطار کیا جائے؟

٢٣٥٥- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَاحِدِ بنُ زِيَادٍ عن عَاصِمٍ الأَحْوَلِ، عن حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ، عن الرَّبَابِ، عن سَلْمَانَ بنِ عَامِرٍ عَمِّهَا قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «إذَا كَانَ أَحَدُكُم صَائِمًا فَلْيُفْطِرْ عَلَى التَّمْرِ، فإنْ لم يَجِدِ التَّمْرَ فَعَلَى الْمَاءِ فإنَّ الْمَاءَ طَهُورٌ».

۲۳۵۵-جناب سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ (یہ رباب کے چچا ہیں) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی نے روزہ رکھا ہو تو چاہیے کہ کھجور سے افطار کرے۔ اگر کھجور نہ پائے تو پانی سے افطار کرے' بلاشبہ پانی پاک کرنے والا ہے۔''



**فوائد ومسائل:** ① یہ امر ارشاد وترغیب ہے نہ کہ امر وجوب۔ اس لیے کسی بھی طعام ومشروب سے روزہ افطار کیا جاسکتا ہے۔ ② مسلمانوں کو چاہیے کہ کھجور جیسے مبارک پھل کو اپنے دسترخوان کا جزو بنانے کا اہتمام کریں۔ یہ نعمت لذت وشیرینی آمیز پھل ہی نہیں' بلکہ طعام کا قائم مقام بھی ہے۔ تہذیب مغرب نے سیب کو بہت شہرت دی ہے جو یقیناً اللہ کی عظیم پاکیزہ نعمت ہے مگر رسول اللہ ﷺ نے کھجور کو جو فضیلت دی ہے وہ کسی اور پھل کو حاصل نہیں' اسی لیے چاہیے کہ اس کی کاشت بھی بڑھائی جائے۔ ③ مسلمان جہاں کھانے پینے اور پہننے کی ظاہری سنتوں کا اہتمام کرتے ہیں' وہاں انہیں چاہیے کہ عقیدہ وعمل کے معنوی امور کا اس سے بڑھ کر اہتمام کریں۔ ④ اس حدیث کی اسنادی مباحث کے لیے دیکھئے' ارواء الغلیل' حدیث:۹۲۲-

٢٣٥٦- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: حَدَّثَنا جَعْفَرُ بنُ

۲۳۵۶-حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز سے پہلے تازہ کھجوروں سے روزہ

---

٢٣٥٥_ **تخريج: [إسناده صحيح]** أخرجه الترمذي، الصوم، باب ماجاء ما يستحب عليه الإفطار، ح:٦٩٥، وابن ماجه، ح:١٦٩٩ من حديث عاصم الأحول به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح:٢٠٦٧، وابن حبان، ح:٨٩٢، والحاكم على شرط البخاري:١/ ٤٣١، ووافقه الذهبي * الرباب ثقة، وثقها البخاري، وأبوحاتم الرازي، وابن خزيمة بتصحيح حديثها، وأخطأ من زعم خلافه.

٢٣٥٦_ **تخريج: [إسناده حسن]** أخرجه الترمذي، الصوم، باب ماجاء ما يستحب عليه الإفطار، ح:٦٩٦ من ◄◄

سُلَيْمانَ: أخبرنا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بنَ مَالِكٍ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يُفْطِرُ عَلَى رُطَبَاتٍ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ، فإِنْ لَمْ تَكُنْ رُطَبَاتٌ فَعَلَى تَمَرَاتٍ، فإِنْ لَمْ تَكُنْ حَسَا حَسَواتٍ مِنْ مَاءٍ.

افطار فرماتے' اگر تازہ کھجوریں نہ ہوتیں' تو خشک کھجور تناول فرمالیتے' یہ بھی نہ ہوتیں' تو پانی کے چند گھونٹ پی لیا کرتے تھے۔

(المعجم ٢٢) - **باب الْقَوْلِ عِنْدَ الْإِفْطَارِ** (التحفة ٢٢)

باب:٢٢- روزہ افطار کرنے کے وقت کی دعا

**٢٣٥٧- حَدَّثَنا** عَبْدُ الله بنُ مُحمَّدِ بنِ يَحْيَى أَبُو مُحمَّدٍ: حَدَّثَنا عَلِيُّ بنُ الْحَسَنِ: أخبرنا الْحُسَيْنُ بنُ وَاقِدٍ: حَدَّثَنا مَرْوَانُ - يَعنى ابنَ سَالِمٍ الْمُقَفَّعَ - قال: رَأَيْتُ ابنَ عُمَرَ يَقْبِضُ عَلَى لِحْيَتِهِ فَيَقْطَعُ ما زَادَتْ عَلَى الْكَفِّ، وَقال: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَفْطَرَ قال: «ذَهَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوقُ وَثَبَتَ الْأَجْرُ إِنْ شَاءَ اللهُ».

٢٣٥٧- مروان بن سالم مقفع کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ وہ داڑھی کو اپنی مٹھی میں لیتے اور اس سے جو بڑھی ہوئی ہوتی اسے کاٹ ڈالتے۔ اور بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب روزہ افطار کرتے تو یہ دعا پڑھتے تھے: [ذَهَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوقُ وَ ثَبَتَ الْاَجْرُ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ] ''پیاس بجھ گئی' رگیں تر ہو گئیں اور اللہ نے چاہا تو اجر بھی ثابت ہو گیا۔''

**فوائد ومسائل:** ① رسول اللہ ﷺ کے عمل مبارک سے انسان کی زندگی کے تمام چھوٹے بڑے امور میں اللہ کا ذکر اور دعائیں منقول ہیں۔ ان کو اپنے عمل کا حصہ بنا لینے سے بندہ ﴿اُذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا﴾ (الاحزاب:٤١) ''اللہ کا بہت زیادہ ذکر کیا کرو'' کا مصداق بن جاتا ہے' لہٰذا خود ساختہ دعاؤں سے بچنا چاہیے۔ روزہ افطار کرنے کی دعائیں اس باب میں آ گئی ہیں۔ قبولیت کے اس وقت میں انسان اپنی تمام طرح کی حاجات اللہ کے حضور پیش کرے تو سعادت ہے۔ ② حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا قبضہ (مٹھی بھر) سے زائد داڑھی کا کاٹنا' رسول اللہ ﷺ کے قول وفعل سے مؤید نہیں۔ یہ ان کا اپنا ذاتی فعل ہے جو حدیث رسول کے مقابلے میں حجت نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے صرف [إعفاء اللحية] کا حکم نہیں دیا بلکہ اس کے ساتھ مخالفت مجوس کا حکم بھی دیا تھا۔ جبکہ اس وقت کے مجوسی

---

◀◀ حديث عبدالرزاق به، وقال: "حسن غريب"، وهو في مسند أحمد: ٣/ ١٦٤، وصححه الدارقطني: ٢/ ١٨٥، والحاكم على شرط مسلم: ١/ ٤٣٢، ووافقه الذهبي.

**٢٣٥٧- تخريج:** [**إسناده حسن**] أخرجه النسائي في عمل اليوم والليلة، ح: ٢٩٩، والكبرٰى، ح: ١٠١٣١ من حديث علي بن الحسن بن شقيق به، وحسنه الدارقطني: ٢/ ١٨٢، وصححه الحاكم: ١/ ٤٢٢، ووافقه الذهبي.

داڑھیاں چھوٹی کراتے تھے ان میں منڈوانے کا رواج عام نہ تھا' جیسا کہ اس بات کو اکثر محدثین نے بیان کیا ہے۔ صاحب تحفۃ الاحوذی اس مسئلہ کی بابت لکھتے ہیں کہ بعض لوگ ابن عمر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم کے آثار سے استدلال کرتے ہیں کہ قبضہ سے اوپر زائد داڑھی کاٹ دینی چاہیے یہ استدلال ضعیف اور کمزور ہے چونکہ رسول اللہ ﷺ سے نقل شدہ مرفوع احادیث ان کی نفی کرتی ہیں۔ ان میں مطلق چھوڑنے کا حکم ہے۔ پس صریح اور مرفوع احادیث کے مقابلے میں ان آثار اور اقوال سے دلیل اخذ کرنا صحیح نہیں۔ پس سلامتی والا طریقہ انہی لوگوں کا ہے جو کہتے ہیں کہ ظاہر احادیث پر عمل کرتے ہوئے داڑھی کو بالکل چھوڑ دینا چاہیے اور اس کے طول وعرض سے کچھ بال لینا برا فعل ہے۔ (تحفۃ الاحوذی: ۱۱/۴) ③ اس میں روزہ افطار کرنے کی جو دعا منقول ہے' وہ صحیح ہے۔ اس کے مقابلے میں مشہور دعا [اللهم لك صمت......] سنداً ضعیف ہے' جیسا کہ آگے آرہا ہے۔

٢٣٥٨- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا هُشَيْمٌ عن حُصَيْنٍ، عن مُعَاذِ بنِ زُهْرَةَ: أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ النَّبيَّ ﷺ كَانَ إذَا أفْطَرَ قال: «اللَّهُمَّ! لَكَ صُمْتُ وَعَلَى رِزْقِكَ أفْطَرْتُ».

۲۳۵۸- جناب معاذ بن زُہرہ (تابعی) سے مروی ہے کہ نبی ﷺ افطار کے وقت یہ دعا پڑھتے تھے: [اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَ عَلَى رِزْقِكَ أَفْطَرْتُ] ''اے اللہ! میں نے تیرے لیے روزہ رکھا اور تیرے ہی رزق پر کھول رہا ہوں۔''

فائدہ: یہ حدیث ضعیف ہے۔ اس لیے افطار کے وقت پہلی دعا [ذَهَبَ الظَّمَأُ......] پڑھی جائے۔

## (المعجم ٢٣) - باب الْفِطْرِ قَبْلَ غُرُوبِ الشَّمْسِ (التحفة ٢٣)

## باب: ۲۳- اگر غروب آفتاب سے پہلے افطار کر لے؟

٢٣٥٩- حَدَّثَنا هَارُونُ بنُ عَبْدِ الله وَمُحَمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ، الْمَعْنَى، قالَا: حَدَّثَنا أَبُو أُسَامَةَ: حَدَّثَنا هِشَامُ بنُ عُرْوَةَ، عن فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ، عنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أبي بَكْرٍ قالَتْ: أفْطَرْنَا يَوْمًا

۲۳۵۹- حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں رمضان میں ہم نے ایک دن بادل کی وجہ سے روزہ کھول لیا' پھر سورج نکل آیا۔ ابو اسامہ کہتے ہیں کہ میں نے ہشام سے پوچھا: تو کیا انہیں قضا دینے کا حکم دیا گیا تھا؟ کہا: بھلا اس سے

٢٣٥٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البغوي في شرح السنة: ٦/ ٢٦٥، ح: ١٧٤١ من حديث حصين به، وهو في مراسيل أبي داود، ح: ٩٩، ورواه البيهقي: ٤/ ٢٣٥ من حديث أبي داود به، والسند مرسل.

٢٣٥٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، الصوم، باب: إذا أفطر في رمضان ثم طلعت الشمس، ح: ١٩٥٩ من حديث أبي أسامة به.

فِي رَمَضَانَ فِي غَيْمٍ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ ثُمَّ طَلَعَتِ الشَّمْسُ. قَالَ أَبُو أُسَامَةَ: قُلْتُ لِهِشَامٍ: أُمِرُوا بِالْقَضَاءِ؟ قَالَ: وَبُدٌّ مِنْ ذٰلِكَ؟.

کوئی چارہ بھی ہے؟

فائدہ: ایسے روزے کی قضاء کی بابت علماء میں اختلاف ہے' تاہم جمہور علماء کے نزدیک ایسی صورت میں افطار کیے ہوئے روزے کی قضاء واجب ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: فتح الباری: ۴/ ۲۵۵)

## (المعجم ۲٤) - بَابٌ: فِي الْوِصَالِ (التحفة ۲٤)

## باب: ۲۴- افطار کیے بغیر مسلسل روزے رکھے جانے کا بیان

۲۳۶۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنِ الْوِصَالِ قَالُوا: فَإِنَّكَ تُوَاصِلُ يَارَسُولَ اللهِ!؟ قَالَ: «إِنِّي لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ إِنِّي أُطْعَمُ وَأُسْقَى».

۲۳۶۰- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے روزوں میں وصال کرنے سے منع فرمایا۔ صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ تو وصال کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''میں تمہاری طرح نہیں ہوں۔ بے شک مجھے کھلایا پلایا جاتا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① بغیر افطار کیے کئی کئی روز مسلسل روزے رکھنا ''وصال'' کہلاتا ہے جو رسول اللہ ﷺ کی خصوصیت تھی' نبی ﷺ نے اپنی امت کو اس طرح روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ ② نبی علیہ السلام نے اپنی جو خصوصیت بیان فرمائی ہے اس میں امت میں سے کوئی بھی آپ کا شریک و سہیم نہیں ہے۔ جو زاہد اور صوفیا قسم کے لوگ بغیر افطار مسلسل روزے رکھتے ہیں' ان کا عمل رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے سراسر خلاف ہے۔

۲۳۶۱- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ أَنَّ بَكْرَ ابْنَ مُضَرَ حَدَّثَهُمْ عَنِ ابْنِ الْهَادِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ خَبَّابٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا تُوَاصِلُوا فَأَيُّكُم أَرَادَ أَنْ يُوَاصِلَ

۲۳۶۱- حضرت ابوسعید خدری ؓ سے منقول ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم لوگ (روزوں میں) وصال مت کرو' اور جو کوئی وصال کرنا چاہے' تو سحر تک کر لے۔'' صحابہ نے کہا: آپ تو وصال کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''میں تمہاری طرح نہیں ہوں' بلاشبہ ایک

---

۲۳۶۰ـ تخريج: أخرجه البخاري، الصوم، باب الوصال، ح: ۱۹۶۲، ومسلم، الصيام، باب النهي عن الوصال، ح: ۱۱۰۲ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱/ ۳۰۰.

۲۳۶۱ـ تخريج: أخرجه البخاري، الصوم، باب الوصال، ح: ۱۹۶۳ من حديث يزيد بن عبدالله بن الهاد به.

فَلْيُوَاصِلْ حَتَّى السَّحَرِ» قالُوا: فَإِنَّكَ تُوَاصِلُ، قالَ: «إنِّي لَسْتُ كَهَيْئَتِكُم، إنَّ لِي مُطْعِمًا يُطْعِمُني وَسَاقِيًا يَسْقِينِي».

کھلانے والا ہے جو مجھے کھلاتا ہے اور پلانے والا ہے جو مجھے پلاتا ہے۔"

فائدہ: بلاشبہ نبی ﷺ کو اللہ تعالیٰ ہی کھلانے پلانے والا ہے۔ اور وہ غذا یقیناً روحانی ہوگی۔ اگر کوئی امتی وصال کرنا چاہتا ہے، تو سحر تک کرلے۔

## (المعجم ٢٥) - باب الْغِيبَةِ لِلصَّائِمِ (التحفة ٢٥)

## باب:۲۵- روزہ دار ہو کر غیبت کرنا

٢٣٦٢- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ: حدثنا ابنُ أبي ذِئْبٍ عن المَقْبُرِيِّ، عن أبيهِ، عن أَبي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّورِ وَالْعَمَلَ بِهِ، فَلَيْسَ لله حَاجَةٌ أنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ» قَالَ أَحْمَدُ: فَهِمْتُ إسْنَادَهُ مِن ابنِ أبي ذِئْبٍ وَأَفْهَمَني الحَدِيثَ رَجُلٌ إلَى جَنْبِهِ أُرَاهُ ابنَ أَخِيهِ.

۲۳۶۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص جھوٹ اور بے ہودہ بولنا اور جھوٹ پر عمل کرنا نہ چھوڑے' تو اللہ تعالیٰ کو اس کے کھانے پینے کے چھوڑ دینے کی ضرورت نہیں ہے۔" احمد بن یونس نے کہا: مجھے اس کی سند ابن ابی ذئب نے اور یہ حدیث اس آدمی نے سمجھائی جو اس کے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا' جو غالباً اس کا بھائی تھا۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ کو بنی آدم کے کسی عمل کی کوئی حاجت نہیں۔ اس کی اپنی احتیاج کے تحت ہی اسے شرعی امور کا پابند کیا گیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ انسان اپنی تمام تر گفتگو اور تمام کاموں میں اپنے آپ کو تمام محرمات سے دور رکھے۔ غیبت نہ کرے' جھوٹ نہ بولے' چغلی نہ کھائے' حرام چیزوں کو فروخت نہ کرے' جب پورا مہینہ آدمی ان چیزوں سے دور رہے تو امید ہے کہ اس کا نفس سال کے بقیہ مہینوں میں بھی ان چیزوں سے اللہ کے فضل وکرم سے محفوظ رہے گا۔ لیکن انتہائی افسوسناک امر یہ ہے کہ بہت سارے روزہ دار' رمضان اور غیر رمضان میں کوئی فرق نہیں کرتے' وہی جھوٹ' بے ہودہ گفتگو' دھوکہ وغیرہ اپنی عادت کے مطابق جاری رہتا ہے۔ ان کے اوپر رمضان المبارک کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ بلاشبہ حدیث میں مذکور اعمال روزے کو نہیں توڑتے مگر اس کے اجر وثواب میں کمی ضرور آجاتی ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ جب کثرت سے ان اعمال کی پروا نہ کی جائے تو روزے کا اجر ہی ضائع ہوجائے۔



---

٢٣٦٢- تخريج: أخرجه البخاري، الصوم، باب من لم يدع قول الزور والعمل به في الصوم، ح:١٩٠٣ من حديث محمد بن عبدالرحمٰن بن أبي ذئب به.

٢٣٦٣- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن أبي الزِّنَادِ، عن الأَعْرَجِ، عن أَبي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبيَّ ﷺ قالَ: «إذَا كانَ أَحَدُكُمْ صَائِمًا فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَجْهَلْ، فَإِنِ امْرُؤٌ قَاتَلَهُ أَوْ شَاتَمَهُ فَلْيَقُلْ: إنِّي صَائِمٌ، إنِّي صَائِمٌ».

۲۳۶۳-حضرت ابو ہریرہ ؓ کا بیان ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی روزے سے ہو تو کسی قسم کی فحش بات یا جہالت کا کام نہ کرے۔ اگر کوئی دوسرا اس سے جھگڑے یا گالی گلوچ دے تو اسے چاہیے کہ کہہ دے میں روزے سے ہوں میں نے روزہ رکھا ہوا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① فحش گوئی اور اعمال جہالت سے مسلمان کو ہر حال میں بچنا چاہیے مگر روزہ دار کو ان سے پرہیز کی بہت زیادہ تاکید ہے۔ چنانچہ زبانی طور پر اپنے مقابل کو بتا دے کہ میں روزے سے ہوں اور غلط طرز عمل کو مزید بڑھنے بڑھانے سے باز رہے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ وہ یہ بات اپنے دل میں کہے اور اپنے عمل سے ثابت کرے کہ وہ روزے سے ہے۔ لیکن یہ موقف ظاہر نص کے خلاف ہے۔ ② اور روزے کی حالت میں اس ہدایت پر عمل کرنے ہی سے ''روزہ ڈھال'' ہو سکتا ہے۔

## (المعجم ٢٦) - باب السِّوَاكِ لِلصَّائِمِ (التحفة ٢٦)

## باب: ۲۶-روزے دار کا مسواک کرنا

٢٣٦٤- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنا شَرِيكٌ؛ ح: وحَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن سُفْيَانَ، عَنْ عَاصِمِ بن عُبَيْدِالله، عن عُبَيْدِالله بن عامِرِ بن رَبِيعَةَ، عن أبيهِ قالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَسْتَاكُ وَهُوَ صائِمٌ. زَادَ مُسَدَّدٌ: مَالَا أَعُدُّ وَلَا أُحْصِي.

۲۳۶۴- جناب عبیداللہ بن عامر بن ربیعہ اپنے والد (عامر بن ربیعہ) سے روایت کرتے ہیں ان کا کہنا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو مسواک کرتے ہوئے دیکھا حالانکہ آپ روزے سے تھے۔ مسدد نے مزید یوں کہا: میں نے آپ کو بے شمار دفعہ (مسواک کرتے) دیکھا۔

فوائد ومسائل: ① روزہ رکھ کر مسواک کر لینے میں کوئی حرج نہیں۔ مسواک خواہ تازہ ہو یا خشک ہر طرح سے جائز ہے۔ اور ظاہر ہے کہ تازہ مسواک کی رطوبت کو تھوکنا لازمی ہوگا جب کہ اس کے ذائقہ کا منہ میں باقی رہ جانا معاف

---

**٢٣٦٣ـ تخريج**: أخرجه البخاري، الصوم، باب فضل الصوم، ح: ١٨٩٤ عن القعنبي به مطولاً، وهو في الموطأ (يحيى): ١/٣١٠، ورواه مسلم، ح: ١١٥١ من طريق آخر عن أبي الزناد به.

**٢٣٦٤ـ تخريج**: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ماجاء في السواك للصائم، ح: ٧٢٥ من حديث سفيان الثوري به، وقال: "حسن" * عاصم بن عبيدالله ضعيف.

ہے۔ جہاں تک ٹوتھ پیسٹ کے استعمال کا سوال ہے' تو بعض علماء اسے روزے کی حالت میں مکروہ قرار دیتے ہیں۔ لیکن ایسا سمجھنا صحیح نہیں ہے' اس کا حکم بھی مسواک سے مختلف نہیں ہے۔ اگر برش کے استعمال کے دوران میں' مسواک کرتے ہوئے یا وضو کرتے ہوئے دانتوں سے معمولی مقدار میں خون نکل آئے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے (باب سواك الرطب واليابس للصائم) کا عنوان قائم کر کے مندرجہ بالا روایت کو تعلیقاً بیان فرمایا ہے۔ ② دوسری حدیث جس میں ہے کہ روزے دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے ہاں کستوری کی خوشبو سے بھی طیب ہوتی ہے۔ (صحیح البخاری' الصوم' حدیث: ۱۸۹۴' وصحیح مسلم' الصیام' حدیث:۱۱۵۱) تو اس کا مفہوم منہ کو گندہ رکھنا نہیں بلکہ اس میں روزے دار کا اللہ کے ہاں محبوب ہونا بیان ہوا ہے اور یہ کہ اس کے معدہ کے خالی ہونے کی وجہ سے اس کے منہ میں جو نامناسب سی بو پیدا ہو جاتی ہے' وہ بھی اللہ کے ہاں پسندیدہ ہے۔ اور ہر حال اور کیفیت میں منہ کو صاف ستھرا رکھنا مطلوب ہے اور روزہ دار ہر حال میں اللہ کا محبوب ہے۔ ③ اس حدیث کی اسنادی بحث کے لیے دیکھیے: ارواء الغلیل' حدیث: ۶۸-

## (المعجم ٢٧) - باب الصَّائِمِ يَصُبُّ عَلَيهِ الْمَاءَ مِنَ الْعَطَشِ وَيُبَالِغُ فِي الاستِنْشَاقِ (التحفة ٢٧)

## باب: ۲۷- روزے دار پیاس کی وجہ سے اپنے اوپر پانی ڈالے تو کوئی حرج نہیں مگر ناک میں پانی ڈالنے میں احتیاط کرے اور مبالغہ نہ کرے

٢٣٦٥- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِي بَكْرِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن أبي بَكْرِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قال: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ النَّاسَ في سَفَرِهِ عَامَ الْفَتْحِ بالْفِطْرِ وَقال: «تَقَوَّوْا لِعَدُوِّكُمْ»، وَصامَ رَسُولُ الله ﷺ. قال أبُو بَكْرٍ: قالَ الَّذِي حَدَّثَني: لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ الله ﷺ بالْعَرْجِ يَصُبُّ عَلَى رَأْسِهِ الْمَآءَ وَهُوَ صَائِمٌ مِنَ الْعَطَشِ أَوْ مِنِ الْحَرِّ.

۲۳۶۵- جناب ابوبکر بن عبدالرحمٰن کسی صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا' رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے سال اپنے سفر میں صحابہ کو روزہ افطار کرنے کا حکم دیا اور فرمایا: ''دشمن کے مقابلے کے لیے قوت حاصل کرو۔'' اور آپ ﷺ نے خود روزہ رکھا۔ ابوبکر نے کہا: مجھے حدیث بیان کرنے والے نے بتایا: تحقیق میں نے رسول اللہ ﷺ کو مقام عرج میں دیکھا آپ روزے سے تھے اور پیاس یا گرمی کی وجہ سے اپنے سر پر پانی ڈال رہے تھے۔



---

٢٣٦٥- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٧٥ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٢٩٤، ولبعض الحديث شاهد عند مسلم، ح: ١١١٤.

فوائد و مسائل: ① سفر یا جہاد میں روزہ افطار کرنا افضل ہے۔ ② دوران سفر میں روزہ رکھا بھی جا سکتا ہے۔ ③ گرمی یا پیاس کی بے چینی میں اپنے سر یا جسم پر پانی ڈالنا' غسل کرنا یا گیلا کپڑا اوڑھنا مباح ہے۔ اور ایسے ہی ایرکنڈیشن سے فائدہ حاصل کرنا بھی جائز ہے۔

**٢٣٦٦- حَدَّثَنا** قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ سُلَيْمٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بنِ كَثِيرٍ، عن عَاصِمِ بن لَقِيطِ بنِ صَبْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ لَقِيطِ بنِ صَبْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «بَالِغْ في الاسْتِنْشَاقِ إلَّا أَنْ تَكُونَ صَائِمًا».

٢٣٦٦- حضرت لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(وضو کرتے ہوئے) ناک میں خوب پانی چڑھاؤ' سوائے اس کے کہ روزے سے ہو۔''

فائدہ: روزے کی حالت میں ناک میں دوائی نہیں ڈالی جا سکتی لیکن گرد و غبار یا آٹے وغیرہ کی دھول کا اندر چلے جانا معاف ہے۔ خوشبو سونگھنے میں بھی کوئی حرج نہیں۔ آنکھ اور کان میں دوا ڈالنا جائز ہے۔

(المعجم ٢٨) - **بَابٌ: فِي الصَّائِمِ يَحْتَجِمُ** (التحفة ٢٨)

باب: ٢٨- روزے دار سینگی لگوائے تو.....؟

**٢٣٦٧- حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن هِشَامٍ؛ ح: وحَدَّثَنا أَحْمَدُ بن حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا حَسَنُ بنُ مُوسَى: حَدَّثَنا شَيْبَانُ جَمِيعًا عن يَحْيَى، عن أبي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ يَعْني الرَّحَبِيَّ، عَنْ ثَوْبَان عن النَّبيِّ ﷺ قال: «أَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالمَحْجُومُ».

٢٣٦٧- حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں' آپ نے فرمایا: ''سینگی لگانے اور لگوانے والا روزہ کھولنے والا ہوگیا۔''



---

**٢٣٦٦ـ تخريج:** [**إسناده صحيح**] تقدم، ح: ١٤٢، وأخرجه الترمذي، الصوم، باب ماجاء في كراهية مبالغة الاستنشاق للصائم، ح: ٧٨٨، وابن ماجه، ح: ٤٠٧ من حديث يحيى بن سليم به، ورواه النسائي، ح: ٨٧.

**٢٣٦٧ـ تخريج:** [**إسناده صحيح**] أخرجه ابن ماجه، الصيام، باب ماجاء في الحجامة للصائم، ح: ١٦٨٠ من حديث شيبان به، وهو في مسند أحمد: ١/ ٦٥٧، وأطراف المسند: ٥/ ٢٨٣، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٩٦٢، ١٩٦٣، وابن حبان، ح: ٨٩٩، والحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٤٢٧، ووافقه الذهبي.

قال شَيْبَانُ في حَدِيثِهِ: قالَ: أخبرني أَبُو قِلَابَةَ أَنَّ أبا أَسْمَاءَ الرَّحَبِيَّ حدَّثَهُ أَنَّ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ الله ﷺ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ.

شیبان نے اپنی حدیث میں کہا: مجھے ابوقلابہ نے خبر دی' اس کو ابواسماء الرحبی نے حدیث بیان کی کہ ثوبان مولیٰ رسول اللہ ﷺ نے اس کو خبر دی کہ اس نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا۔

فوائد ومسائل: ① اس باب کی احادیث کو اگلے باب کی احادیث کے ساتھ ملا کر پڑھا جائے تو مسئلہ واضح ہو جاتا ہے کہ اس باب کی احادیث یا تو منسوخ ہیں یا کراہت پر محمول ہیں۔ ② شیبان کی سند میں اخبار وتحدیث کی صراحت ہے جبکہ ہشام کی سند میں عَنعَنہ ہے۔

٢٣٦٨- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا حَسَنُ بنُ مُوسَى: حَدَّثَنا شَيْبَانُ عن يَحْيَى: حدثني أَبُو قِلَابَةَ الْجَرْمِيُّ، أَنَّهُ أَخْبَرَهُ، أَنَّ شَدَّادَ بنَ أَوْسٍ بَيْنَمَا هُوَ يَمْشِي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

٢٣٦٨- حضرت شداد بن اوس ؓ کا کہنا ہے کہ ایک بار میں نبی ﷺ کے ساتھ جا رہا تھا اور مذکورہ بالا کی مانند ذکر کیا۔



٢٣٦٩- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا وُهَيْبٌ: حَدَّثَنا أَيُّوبُ عن أَبِي قِلَابَةَ، عن أَبِي الأَشْعَثِ، عن شَدَّادِ بنِ أَوْسٍ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ أَتَى عَلَى رَجُلٍ بِالْبَقِيعِ وَهُوَ يَحْتَجِمُ وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِي لِثَمَانِ عَشْرَةَ خَلَتْ مِنْ رَمَضَانَ، فقال: «أَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُومُ».

٢٣٦٩- حضرت شداد بن اوس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بقیع کے قریب ایک آدمی کے پاس سے گزرے اور وہ سینگی لگوا رہا تھا' جبکہ نبی ﷺ میرا ہاتھ تھامے ہوئے تھے اور رمضان کی اٹھارہ تاریخ تھی' آپ نے فرمایا: ''سینگی لگانے اور لگوانے والا (دونوں) روزہ کھولنے والے ہو گئے۔''

قالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى خالِدٌ الْحَذَّاءُ عن أبي قِلَابَةَ بإِسْنَادِ أَيُّوبَ مِثْلَهُ.

امام ابوداود نے کہا: خالد الحذاء نے (بھی) ابوقلابہ سے بسند ایوب روایت کیا ہے۔

---

**٢٣٦٨ـ تخريج:** [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الصيام، باب ماجاء في الحجامة للصائم، ح: ١٦٨١ من حديث أبي قلابة به، وهو في مسند أحمد: ٥/ ٢٨٣.

**٢٣٦٩ـ تخريج:** [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ١٢٤، والنسائي في الكبرٰى، ح: ٣١٤١ من حديث أيوب به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٩٦٤، وابن حبان، ح: ١٩٠١.

**٢٣٧٠- حَدَّثَنا** أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ بَكْرٍ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ؛ ح: وحَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا إِسْمَاعِيلُ يَعني ابنَ إبراهِيمَ عن ابنِ جُرَيْجٍ: أخبرني مَكْحُولٌ أنَّ شَيْخًا مِنَ الْحَيِّ، قال عُثْمانُ في حَدِيثِهِ: [مُصَدَّقًا] أَخْبَرَهُ، أنَّ ثَوْبَانَ مَوْلَى النَّبيِّ ﷺ أخْبَرَهُ، أنَّ نَبِيَّ الله ﷺ قال: «أَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالمَحْجُومُ».

٢٣٧٠-حضرت ثوبان ؓ مولیٰ نبی ﷺ نے خبر دی کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''سینگی لگانے والا اور لگوانے والا (دونوں) مُفطِر (روزہ کھولنے والے) ہو گئے۔''

**٢٣٧١- حَدَّثَنا** محمُودُ بنُ خالِدٍ: حَدَّثَنا مَرْوَانُ: حَدَّثَنا الْهَيْثَمُ بنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنا الْعَلاءُ بْنُ الْحَارِثِ عن مَكْحُولٍ، عن أبي أسْمَاءَ الرَّحَبِيِّ، عن ثَوْبَانَ عن النَّبيِّ ﷺ قال: «أَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُومُ».

٢٣٧١-حضرت ثوبان ؓ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں آپ نے فرمایا: ''سینگی لگانے والا اور لگوانے والا مُفطِر (روزہ کھولنے والے) ہو گئے۔''



قالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ ابنُ ثَوْبَانَ عن أبيهِ، عن مَكْحُولٍ مِثْلَهُ بإسْنَادِهِ.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ ابن ثوبان نے بھی اپنے والد سے بسند مکحول اس کی مانند روایت کیا ہے۔

**فائدہ:** [اَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُوْمُ] کے معنی میں امام احمد اور اسحاق بن راھویہ نے ظاہری معنی مراد لیے ہیں کہ ان کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اور کچھ دوسرے اہل علم یہ معنی کرتے ہیں کہ ان کا روزہ ٹوٹنے کے قریب ہو گیا۔ گویا اس میں زجر اور کراہت کا مفہوم ہے۔ واللہ اعلم. اس دوسرے معنی کی رُو سے اس باب کی روایات اور اگلے باب کی روایات' جن میں اس کا جواز ہے' کے درمیان تطبیق ہو جاتی ہے۔

---

**٢٣٧٠ـ تخريج:** [صحيح] أخرجه البيهقي: ٤/ ٢٦٦ من حديث أبي داود، والنسائي في الكبرٰى، ح: ٣١٣٤ من حديث ابن جريج به، وهو في مسند أحمد: ٥/ ٢٨٢، ومصنف عبدالرزاق، ح: ٧٥٢٥.

**٢٣٧١ـ تخريج:** [صحيح] انظر الحديث السابق: ٢٣٧٠، وأخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ٣١٣٥ عن محمد بن خالد به.

(المعجم ٢٩) - **بَابٌ: فِي الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ** (التحفة ٢٩)

**باب:۲۹- روزے کی حالت میں سینگی لگوانے کی رخصت کا بیان**

**٢٣٧٢- حَدَّثَنا** أبُو مَعْمَرٍ عَبْدُ الله بنُ عَمْرٍو: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَارِثِ عن أيُّوبَ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ: أنَّ رَسُولَ الله ﷺ احْتَجَمَ وَهُوَ صَائِمٌ.

۲۳۷۲- عکرمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے روزے کی حالت میں سینگی لگوائی۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ وُهَيْبُ بنُ خَالِدٍ عَنْ أيُّوبَ بإسْنَادِهِ مِثْلَهُ وَجَعْفَرُ بنُ رَبِيعَةَ وَهِشَامٌ يَعني ابنَ حَسَّانَ عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاس مِثْلَهُ.

امام ابوداود نے کہا: اس روایت کو وہیب بن خالد نے ایوب سے اپنی سند سے اسی کے مثل روایت کیا ہے، نیز جعفر بن ربیعہ اور ہشام بن حسان، عکرمہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی کے مثل روایت کرتے ہیں۔

**٢٣٧٣- حَدَّثَنا** حَفْصُ بنُ عُمَرَ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن يَزِيدَ بنِ أبي زِيَادٍ، عن مِقْسَمٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ: أنَّ رَسُولَ الله ﷺ احْتَجَمَ وَهُوَ صَائِمٌ مُحْرِمٌ.

۲۳۷۳- مقسم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے روزے اور احرام کی حالت میں سینگی لگوائی ہے۔

**ملحوظہ:** الفاظ حدیث محل نظر ہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ارواء الغلیل حدیث: ۹۳۲)

**٢٣٧٤- حَدَّثَنا** أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ مَهْدِيٍّ عن سُفْيَانَ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَابِسٍ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ أبي لَيْلَى: حَدَّثَني رَجُلٌ مِنْ أصْحَابِ النَّبيِّ ﷺ: أنَّ رَسُولَ

۲۳۷۴- جناب عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کہتے ہیں کہ مجھ سے ایک صحابی نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ پر شفقت فرماتے ہوئے انہیں سینگی لگوانے اور روزوں میں وصال کرنے سے منع کیا مگر آپ نے ان دونوں کو حرام نہیں کیا۔ آپ علیہ الصلاۃ والسلام سے کہا گیا: اے اللہ

---

**٢٣٧٢ـ تخريج**: أخرجه البخاري، الطب، باب: أية ساعة يحتجم، ح: ٥٦٩٤ عن أبي معمر به.

**٢٣٧٣ـ تخريج**: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ماجاء من الرخصة في ذلك، ح: ٧٧٧ من حديث يزيد بن أبي زياد به، وقال: "حسن صحيح" وسنده ضعيف، انظر: ١٤٧٤، ١٨٩٨، وللحديث شواهد عند البخاري، ح: ١٨٣٥ وغيره * يزيد ضعيف، والحديث السابق: ٢٣٧٢ يغني عنه.

**٢٣٧٤ـ تخريج**: [إسناده ضعيف] وهو في مسند أحمد: ٤/ ٣١٤، وللحديث شواهد كثيرة * سفيان الثوري عنعن.

الله ﷺ نَهَى عن الحِجَامَةِ وَالمُوَاصَلَةِ وَلم يُحَرِّمْهُمَا إبْقَاءً عَلَى أصْحَابِهِ، فَقِيلَ لَهُ: يَارَسُولَ الله! إنَّكَ تُوَاصِلُ إلَى السَّحَرِ، فقال: «إنِّي أوَاصِلُ إلى السَّحَرِ وَرَبِّي يُطْعِمُني وَيَسْقِيني».

کے رسول! آپ تو سحر تک وصال کرتے ہیں' آپ نے فرمایا: ''میں سحر تک وصال کرتا ہوں اور میرا رب مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔''

فائدہ: غالباً شواہد ہی کی بنیاد پر بعض حضرات نے اس حدیث کو صحیح بھی کہا ہے۔

**٢٣٧٥- حَدَّثَنا** عبدُ اللهِ بنُ مَسْلَمَةَ: حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ يعني ابْنَ الْمُغِيرَةِ عَنْ ثابِتٍ قال: قال أنس: مَا كُنَّا نَدَعُ الحِجَامَةَ لِلصَّائِمِ إلَّا كَرَاهِيَةَ الْجَهْدِ.

۲۳۷۵- حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم روزے دار کو سینگی اس لیے نہیں لگوانے دیتے تھے کہ کہیں اسے مشقت نہ ہو۔

فائدہ: یعنی سینگی لگوانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا' صرف اندیشہ ہوتا ہے کہ ضعف کی بنا پر اسے پریشانی ہوگی۔ لہٰذا کمزوری کا اندیشہ نہ ہو تو جائز ہے۔

## (المعجم ٣٠) - **بَابٌ: فِي الصَّائِمِ يَحْتَلِمُ نَهَارًا فِي رَمَضَانَ** (التحفة ٣٠)

## باب: ۳۰- روزے دار کو رمضان میں دن کے وقت احتلام ہو جائے تو......؟

**٢٣٧٦- حَدَّثَنا** مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنَا سُفْيَانُ عن زَيْدِ بنِ أسْلَمَ، عن رَجُلٍ مِنْ أصْحَابِهِ، عن رَجُلٍ مِنْ أصْحَابِ النَّبيِّ ﷺ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «لا يُفْطِرُ مَنْ قَاءَ وَلَا مَنِ احْتَلَمَ وَلَا مَنِ احْتَجَمَ».

۲۳۷۶- ایک صحابی سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جسے قے آ جائے یا (نیند میں) احتلام ہو جائے یا جو سینگی لگوائے' تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹتا۔''

فائدہ: یہ روایت معنًی صحیح ہے' یعنی صحیح روایات سے اس میں بیان کردہ باتیں ثابت ہیں۔ تاہم قصداً قے کرنے

---

**٢٣٧٥ـ تخريج:** [إسناده صحيح] رواه البخاري، ح: ١٩٤٠ من حديث ثابت به بغير هذا اللفظ.

**٢٣٧٦ـ تخريج:** [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٤/ ٢٢٠ من حديث أبي داود به * رجل من أصحاب زيد بن أسلم لم أعرفه، وله شواهد ضعيفة عند الدارقطني: ١/ ١٨٣، ح: ٢٢٣٧.

سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اگر بغیر قصد کے قے آ جائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا' اسی طرح جاگتے ہوئے منی کا انزال ہو جائے خواہ مشت زنی سے ہو یا بیوی سے جماع کرنے سے یا اس سے لپٹنے یا بوسہ لینے کی وجہ سے تو بھی روزہ ٹوٹ جائے گا۔

(المعجم ٣١) - **بَابٌ: فِي الْكُحْلِ عِنْدَ النَّوْمِ لِلصَّائِمِ** (التحفة ٣١)

**باب:٣١-روزے دار سوتے وقت سرمہ استعمال کرے تو......؟**

٢٣٧٧- **حَدَّثَنا** النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا عَلِيُّ ابنُ ثَابِتٍ: حدَّثَني عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ النُّعْمَانِ بنِ مَعْبَدِ بنِ هَوْذَةَ عن أبيهِ، عن جَدِّهِ عن النَّبيِّ ﷺ: أَنَّهُ أَمَرَ بالإِثْمِدِ الْمُرَوَّحِ عِنْدَ النَّوْمِ وَقال: «لِيَتَّقِهِ الصَّائِمُ».

٢٣٧٧-عبدالرحمٰن بن نعمان اپنے والد سے' وہ دادا سے' وہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں' آپ نے حکم دیا کہ سوتے وقت کستوری ملا سرمہ استعمال کیا جائے اور فرمایا:''روزہ دار اس سے پرہیز کرے۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قال لِي يَحْيَى بنُ مَعِين: هُوَ حَدِيثٌ مُنْكَرٌ يَعني حَدِيثَ الْكُحْلِ.

امام ابوداود فرماتے ہیں کہ مجھے امام یحییٰ بن معین نے کہا یہ سرمے والی حدیث منکر ہے۔



٢٣٧٨- **حَدَّثَنا** وَهْبُ بنُ بَقِيَّةَ: أخبرنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عن عُتْبَةَ أبي مُعَاذٍ، عن عُبَيْدِالله بنِ أبي بَكْرِ بنِ أَنسٍ، عن أَنسِ بنِ مَالِكٍ: أَنَّهُ كَانَ يَكْتَحِلُ وَهُوَ صَائِمٌ.

٢٣٧٨-حضرت انس بن مالک ؓ کے متعلق روایت ہے کہ وہ روزے کی حالت میں سرمہ لگایا کرتے تھے۔

٢٣٧٩- **حَدَّثَنا** مُحَمَّدُ بنُ عَبْدِ الله الْمُخَرِّمِيُّ وَيَحْيَى بنُ مُوسَى الْبَلْخِيُّ قالا: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ عِيسَى عن الأعمَشِ قال: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا من أصحَابِنَا يَكْرَهُ الْكُحْلَ

٢٣٧٩-جناب اعمش کہتے ہیں (یہ صغار تابعین میں سے ہیں) میں نے اپنے اہل علم دوستوں (فقہا و محدثین) میں سے کسی کو نہیں پایا کہ روزے دار کے لیے سرمے کو مکروہ سمجھتے ہوں۔ اور ابراہیم نخعی اجازت دیتے

---

**٢٣٧٧ـ تخريج:** [**إسناده ضعيف**] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٩٩ عن علي بن ثابت به * النعمان بن معبد مجهول الحال، لم يوثقه غير ابن حبان.

**٢٣٧٨ـ تخريج:** [**إسناده ضعيف**] أخرجه ابن أبي شيبة: ٣/ ٤٧، ح: ٩٢٧٢ عن أبي معاوية الضرير به، وهو مدلس ولم يذكر في هذه الرواية سماعًا.

**٢٣٧٩ـ تخريج:** [**إسناده حسن**] السند حسن إلى الأعمش وضعيف إلى إبراهيم، لأن الأعمش لم يصرح بالسماع.

لِلصَّائِمِ وَكَانَ إِبْرَاهِيمُ يُرَخِّصُ أَنْ يَكْتَحِلَ الصَّائِمُ بِالصَّبِرِ.

تھے کہ روزے دار ایلوا کو بطور سرمہ استعمال کرے۔

فائدہ: روزے کی حالت میں آنکھ میں سرمہ لگانا یا دوا ڈال لینا جائز ہے۔

## (المعجم ٣٢) - باب الصَّائِمِ يَسْتَقِيءُ عَامِدًا (التحفة ٣٢)

## باب:٣٢-روزے دار جان بوجھ کر قے کرے تو؟

٢٣٨٠- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا عِيسَى ابنُ يُونُسَ: حَدَّثَنا هِشَامُ بنُ حَسَّانَ عن مُحَمَّدِ بنِ سِيرِينَ، عن أبي هُرَيْرَةَ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ ذَرَعَهُ قَيْءٌ وَهُوَ صَائِمٌ فَلَيْسَ عَلَيْهِ قَضَاءٌ، وَإِنِ اسْتَقَاءَ فَلْيَقْضِ».

٢٣٨٠- حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''جس کسی کو قے آ جائے جبکہ وہ روزے سے ہو تو اس پر کوئی قضا نہیں ہے' لیکن اگر وہ قصداً قے کرے تو قضا دے۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ أَيْضًا حَفْصُ بنُ غِيَاثٍ عن هِشَامٍ مِثْلَهُ.

امام ابوداود فرماتے ہیں کہ اس روایت کو حفص بن غیاث نے بھی ہشام سے اسی کے مثل روایت کیا ہے۔

فائدہ: یہ روایت معنیً صحیح ہے' اسی لیے بعض حضرات نے اسے صحیح کہا ہے۔

٢٣٨١- حَدَّثَنا أَبُو مَعْمَرٍ عَبْدُ الله بنُ عَمْرٍو: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَارِثِ: حَدَّثَنا الْحُسَيْنُ عن يَحْيَى: حدَّثني عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابنُ عَمْرٍو الأَوْزَاعِيُّ عن يَعِيشَ بنِ الْوَلِيدِ

٢٣٨١- حضرت ابودرداء ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے قے کی اور روزہ توڑ ڈالا۔ (معدان کہتے ہیں کہ) پھر حضرت ثوبان مولیٰ رسول اللہ ﷺ سے دمشق کی مسجد میں میری ملاقات ہوئی تو میں نے ان



٢٣٨٠_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ماجاء فيمن استقاء عمدًا، ح:٧٢٠، وابن ماجه، ح:١٦٧٦ من حديث عيسى بن يونس به، وصححه ابن خزيمة، ح:١٩٦٠، ١٩٦١، وابن حبان، ح:٩٠٧، والحاكم: ١/ ٤٢٦، ٤٢٧ علی شرط الشيخين، ووافقه الذهبي * هشام بن حسان مدلس وعنعن، وللحديث طرق ضعيفة، وروى البيهقي: ٤/ ٢١٩، وابن أبي شيبة: ٣/ ٣٨، ح:٩١٨٨ بأسانيد صحيحة عن ابن عمر قال: "من ذرعه القيء فلا قضاء عليه ومن استقاء فعليه القضاء".

٢٣٨١_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، أبواب الطهارة، باب ماجاء في الوضوء من القيء والرعاف، ح:٨٧ من حديث عبدالوارث به، وذكر كلامًا، وصححه الحاكم علٰی شرط الشيخين: ١/ ٤٢٦، ووافقه الذهبي.

ابنِ هِشَامٍ أنَّ أبَاهُ حَدَّثَهُ: حدَّثني مَعْدَانُ ابنُ طَلْحَةَ، أنَّ أبَا الدَّرْدَاءِ حَدَّثَهُ: أنَّ رَسُولَ الله ﷺ قَاءَ فأفْطَرَ فَلَقِيتُ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ الله ﷺ في مَسْجِدِ دِمَشْقَ فَقُلْتُ: إنَّ أبَا الدَّرْدَاءِ حدَّثني: أنَّ رَسُولَ الله ﷺ قَاءَ فأفْطَرَ. قال: صَدَقَ، وَأنَا صَبَبْتُ لَهُ وَضُوءَهُ.

سے کہا: حضرت ابوالدرداء ؓ نے مجھے بتایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قے کی اور روزہ توڑ ڈالا تھا۔ کہا کہ انہوں نے صحیح کہا ہے اور میں نے ہی آپ ﷺ کے لیے وضو کا پانی انڈیلا تھا۔

فائدہ: عمداً قے کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور قضا لازم آتی ہے بخلاف اس کے کہ از خود قے آئے۔ خود بخود قے آنے سے نہ روزہ ٹوٹتا ہے اور نہ قضا لازم آتی ہے۔

## (المعجم ٣٣) - باب القُبْلَةِ لِلصَّائِمِ (التحفة ٣٣)

## باب:٣٣-روزے کی حالت میں بوسہ لینا

٢٣٨٢- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا أبُو مُعَاوِيَةَ عن الأعمَشِ، عن إبْرَاهِيمَ، عن الأسْوَدِ وَعَلْقَمَةَ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يُقَبِّلُ وَهُوَ صَائِمٌ وَيُبَاشِرُ وَهُوَ صَائِمٌ، وَلَكِنَّهُ كَانَ أمْلَكَ لِأرَبِهِ.

٢٣٨٢-حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ روزے کی حالت میں بوسہ لے لیا کرتے تھے اور روزے کی حالت میں بیوی کے ساتھ لیٹ بھی جاتے تھے لیکن آپ اپنے جذبات پر خوب ضبط رکھنے والے تھے۔

٢٣٨٣- حَدَّثَنا أبُو تَوْبَةَ الرَّبِيعُ بنُ نَافِعٍ: حدثنا أبُو الأحْوَصِ عن زِيَادِ بنِ عِلَاقَةَ، عن عَمْرِو بنِ مَيْمُونٍ، عن عَائِشَةَ رضي الله عَنها قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُقَبِّلُ في شَهْرِ الصَّوْمِ.

٢٣٨٣-حضرت عائشہ ؓ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ ماہ رمضان میں (بیویوں کا) بوسہ لے لیا کرتے تھے۔



---

٢٣٨٢ـ تخريج: أخرجه مسلم، الصيام، باب بيان أن القبلة في الصوم ليست محرمة على من لم تحرك شهوته، ح:١١٠٦/ ٦٥ من حديث أبي معاوية الضرير، والبخاري، الصوم، باب المباشرة للصائم، ح:١٩٢٧ من حديث إبراهيم النخعي به.

٢٣٨٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، الصوم، باب بيان أن القبلة في الصوم ليست محرمة . . . الخ، ح:١١٠٦/ ٧٠ من حديث أبي الأحوص به.

٢٣٨٤- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنَا سُفْيَانُ عن سَعْدِ بنِ إبْرَاهِيمَ، عن طَلْحَةَ بنِ عَبْدِ الله يَعني ابنَ عُثْمَانَ الْقُرَشِيِّ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يُقَبِّلُنِي وَهُوَ صَائِمٌ وَأنَا صَائِمَةٌ.

۲۳۸۴- حضرت عائشہ ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ میرا بوسہ لیا کرتے تھے جبکہ آپ روزے سے ہوتے اور میں بھی۔

**فوائد ومسائل:** ① حضرت عائشہ ؓ کی یہ بات صحیح احادیث میں بھی بیان ہوئی ہے اسی لیے شیخ البانی ؒ نے اسے صحیح کہا ہے۔ میاں بیوی کے لیے روزے کی حالت میں بوس وکنار جائز ہے مگر لازمی ہے کہ اپنے جذبات پر ضبط رکھنے والے ہوں۔ اگر حد سے بڑھنے کا اندیشہ ہو تو اس عمل سے بچنا لازمی ہے۔ ② حضرت عائشہ ؓ کا اپنے ان مخفی امور کو ذکر کرنا شرعی ضرورت کی بنا پر ہے۔ اور نبی ﷺ کے کثرت ازدواج کی ایک حکمت یہ بھی رہی ہے کہ زوجین اور اندرون خانہ کی شرعی زندگی امت کے سامنے آئے اور ان کیلئے ہدایت اور اسوہ ثابت ہو۔ اگر یہ حقائق بیان نہ ہوتے تو دین کا بڑا حصہ ہم سے اوجھل رہتا اور بڑی آزمائش ہوتی۔

٢٣٨٥- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ: حدثنا اللَّيْثُ؛ ح: وحدثنا عِيسَى بنُ حَمَّادٍ: أخبرنَا اللَّيْثُ بنُ سَعْدٍ عن بُكَيْرِ بنِ عَبْدِ الله، عن عبدِ المَلِكِ بنِ سَعِيدٍ، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله قالَ: قالَ عُمَرُ بنُ الْخَطَّابِ: هَشِشْتُ فَقَبَّلْتُ وَأنَا صَائِمٌ، فَقُلْتُ: يارَسُولَ الله! صَنَعْتُ الْيَوْمَ أمْرًا عَظِيمًا، قَبَّلْتُ وَأنَا صَائِمٌ. قال: «أرَأيْتَ لَوْ مَضْمَضْتَ مِنَ الْمَاءِ وَأنْتَ صَائِمٌ؟». قال عِيسَى بنُ حَمَّادٍ في حَدِيثِهِ قُلْتُ: لا

۲۳۸۵- حضرت عمر بن خطاب ؓ نے بیان کیا کہ میں نے خوشی میں آ کر (بیوی کا) بوسہ لے لیا جبکہ میں روزے سے تھا۔ پھر میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: اے اللہ کے رسول! میں آج ایک بہت بڑا کام کر بیٹھا ہوں کہ روزے کی حالت میں بوسہ لے لیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”بھلا اگر تم روزے کی حالت میں کلی کر لو تو؟“ عیسیٰ بن حماد کی روایت میں ہے۔ میں نے کہا: کوئی حرج نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں۔“

٢٣٨٤ـ **تخريج:** [**إسناده ضعيف**] أخرجه أحمد: ٦/ ١٧٩ من حديث سفيان الثوري، والنسائي في الكبرٰى، ح: ٣٠٥٠ من حديث سعد بن إبراهيم به * الثوري عنعن، وحديث النسائي في الكبرٰى: ٣٠٧٤، ٣٠٧٥ يغني عنه.

٢٣٨٥ـ **تخريج:** [**إسناده صحيح**] أخرجه أحمد: ١/ ٢١، والنسائي في الكبرٰى، ح: ٣٠٤٨ من حديث الليث بن سعد به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٩٩٩، وابن حبان، ح: ٩٠٥، والحاكم: ١/ ٤٣١ على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي.

بَأْسَ بِهِ، ثُمَّ اتَّفَقَا، قال: «فَمَهْ».

(المعجم ٣٤) - **باب الصَّائِمِ يَبْلَعُ الرِّيقَ** (التحفة ٣٤)

**باب:۳۴-روزہ دار لعاب نگل جائے**

٢٣٨٦- **حَدَّثَنا** مُحَمَّدُ بنُ عِيسَى: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ دِينَارٍ: حَدَّثَنا سَعْدُ بنُ أوْسٍ الْعَبْدِيُّ عن مِصْدَعٍ أبي يَحْيَى، عن عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُقَبِّلُهَا وَهُوَ صَائِمٌ وَيَمُصُّ لِسَانَهَا.

۲۳۸۶-حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ ان کا بوسہ لے لیتے جبکہ وہ روزے سے ہوتے اور ان کی زبان چوستے۔

[قال ابنُ الأَعْرَابِيِّ: بَلَغَنِي عن أبي داوُدَ أَنَّهُ قال: هٰذا الإسْنَادُ لَيْسَ بِصَحِيحٍ]

ابن الاعرابی کہتے ہیں کہ مجھے امام ابوداود سے یہ بات پہنچی ہے کہ یہ سند صحیح نہیں ہے۔

**فائدہ:** یہ حدیث ضعیف ہے' اس لیے اس میں بیان کردہ بات (زبان کا چوسنا) صحیح نہیں ہے۔ البتہ روزے کی حالت میں بوسہ لینا ثابت ہے۔ روزہ دار اگر کسی غیر کا لعاب چوسے اور نگل لے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

(المعجم ٣٥) - **باب كَرَاهِيَتِهِ لِلشَّابِّ** (التحفة ٣٥)

**باب:۳۵-جوان آدمی کے لیے بیوی سے بوس وکنار مکروہ ہے**

٢٣٨٧- **حَدَّثَنا** نَصْرُ بنُ عَلِيٍّ: أخبرنَا أبُو أحْمَدَ يَعْني الزُّبَيْرِيَّ: أخبرنَا إسْرَائِيلُ عن أبي الْعَنْبَسِ، عن الأغَرِّ، عن أبي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عن الْمُبَاشَرَةِ لِلصَّائِمِ؟، فَرَخَّصَ لَهُ، وَأَتَاهُ آخَرُ فَسَأَلَهُ فَنَهَاهُ، فإذَا الذي رَخَّصَ لَهُ شَيْخٌ، وَالَّذِي نَهَاهُ شَابٌّ.

۲۳۸۷-حضرت ابو ہریرہ ؓ سے منقول ہے کہ ایک شخص نے نبی ﷺ سے مسئلہ پوچھا کہ روزہ دار شخص بیوی کے ساتھ لیٹے یا نہ؟ آپ نے اس کو اجازت دی۔ پھر دوسرا آیا اور اس نے بھی آپ سے یہی مسئلہ پوچھا۔ آپ نے اس کو منع فرما دیا۔ دراصل آپ ﷺ نے جس کو اجازت دی' وہ بوڑھا تھا اور جس کو منع فرمایا' وہ جوان تھا۔

---

٢٣٨٦_ **تخريج: [إسناده ضعيف]** أخرجه أحمد: ٦/١٢٣، وابن خزيمة في صحيحه، ح: ٢٠٠٣ من حديث محمد بن دينار به، وهو صدوق لكنه اختلط في آخر عمره، وباقي السند حسن.

٢٣٨٧_ **تخريج: [حسن]** أخرجه البيهقي: ٤/٢٣١، ٢٣٢ من حديث أبي داود به ❊ الأغر هو أبومسلم الكوفي، وللحديث شاهد عند البيهقي.

فائدہ: بوڑھے کے جذبات چونکہ قابل ضبط ہوتے ہیں اس لیے اس کو اجازت دے دی گئی مگر جوان کے لیے ضبط مشکل ہوتا ہے' اس لیے اس کو اجازت نہیں دی۔ لہٰذا اگر کسی کو اندیشہ ہو کہ بوس وکنار سے بات جماع تک پہنچ جائے گی یا انزال ہو جائے گا تو دور رہے۔ اور اگر انزال ہو جائے تو قضا واجب ہوگی۔

(المعجم ٣٦) - **باب مَنْ أَصْبَحَ جُنُبًا فِي شَهْرِ رَمَضَانَ** (التحفة ٣٦)

باب:٣٦-جو کوئی رمضان میں صبح کو جنبی ہو کر اٹھے

٢٣٨٨- **حَدَّثَنا** الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ؛ ح: وَحَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مُحَمَّدِ بنِ إسْحَاقَ الأذْرَمِيُّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ مَهْدِيٍّ عن مَالِكٍ، عن عَبْدِ رَبِّهِ بنِ سَعِيدٍ، عنْ أبي بَكْرِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ الْحَارِثِ بنِ هِشَامٍ، عنْ عَائِشَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ زَوْجَيِ النَّبِيِّ ﷺ أنَّهُمَا قالَتَا: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يُصْبِحُ جُنُبًا - قال عَبْدُ الله الأذْرَمِيُّ في حَدِيثِهِ: في رَمَضَانَ - مِنْ جِمَاعٍ غَيْرِ احْتِلَامٍ ثُمَّ يَصُومُ.

٢٣٨٨- امہات المومنین حضرت عائشہ اور ام سلمہ ؓ سے مروی ہے' وہ بیان کرتی ہیں: رسول اللہ ﷺ صبح کو جنبی ہو کر اٹھتے ..... عبداللہ اذرمی نے اپنی روایت میں کہا کہ رمضان میں ..... جماع کی بنا پر نہ کہ احتلام سے اور پھر روزہ رکھ لیتے۔

قَالَ أبُو دَاوُدَ: مَا أَقَلَّ مَنْ يَقُولُ هَذِهِ الْكَلِمَةَ يَعْني يُصْبِحُ جُنُبًا في رَمَضَانَ وَإنَّمَا الحدِيثُ: أنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصْبِحُ جُنُبًا وَهُوَ صَائِمٌ.

امام ابوداود ؓ کہتے ہیں کہ [يُصْبِحُ جُنُبًا فِي رَمَضَانَ] کا لفظ بہت کم راوی ذکر کرتے ہیں۔ (صحیح) حدیث کے لفظ یہ ہیں: [أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم كَانَ يُصْبِحُ جُنُبًا وَهُوَ صَائِم] ''نبی ﷺ جنابت کی حالت میں صبح کرتے اور آپ روزہ رکھے ہوئے ہوتے۔''

فائدہ: فجر صادق کی ابتدائی ساعات میں انسان اگر جنابت کی حالت میں روزے کی ابتدا کرے تو کوئی حرج کی بات نہیں ہے کہ بروقت غسل کر کے نماز میں شریک ہو جائے مگر بلا عذر شرعی اپنی اس کیفیت کو طول دینا ناجائز اور روزے میں عیب ہے۔ مرد اور عورت دونوں کے لیے یہی مسئلہ ہے۔

---

٢٣٨٨_ **تخريج**: أخرجه مسلم، الصيام، باب صحة صوم من طلع عليه الفجر وهو جنب، ح:١١٠٩/٧٨ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٢٨٩، ٢٩٠، وللحديث لون آخر عند البخاري، ح: ١٩٢٥، ١٩٢٦.

**٢٣٨٩- حَدَّثَنا** عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ يَعْني الْقَعْنَبِيَّ عن مَالِكٍ، عن عَبْدِ الله بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بن مَعْمَرٍ الأَنْصَارِيِّ، عن أبي يُونُسَ مَوْلَى عَائِشَةَ رَضيَ الله عنها، عنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ: أنَّ رَجُلًا قالَ لِرَسُولِ الله ﷺ وَهُوَ وَاقِفٌ عَلَى الْبَابِ: يَارَسُولَ الله! إنِّي أُصْبِحُ جُنُبًا وَأنَا أُرِيدُ الصِّيَامَ، فقال رَسُولُ الله ﷺ: «وَأنَا أُصْبِحُ جُنُبًا وَأنَا أُرِيدُ الصِّيَامَ فَأغْتَسِلُ وَأَصُومُ»، فقال الرَّجُلُ: يَارَسُولَ الله! إنَّكَ لَسْتَ مِثْلَنَا، قَدْ غَفَرَ الله لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأخَّرَ، فَغَضِبَ رَسُولُ الله ﷺ وَقال: «وَالله! إنِّي لأَرْجُو أنْ أكُونَ أخْشَاكُمْ لله وَأعْلَمَكُم بِمَا أتَّبِعُ».

**٢٣٨٩- ام المومنین حضرت عائشہ** ؓ **سے مروی** ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ پوچھا جبکہ آپ دروازے پر کھڑے تھے: اے اللہ کے رسول! میں بحالت جنابت صبح کرتا ہوں اور روزہ بھی رکھنا چاہتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں بھی (بعض اوقات) صبح کو جنابت کی حالت میں اٹھتا ہوں اور روزے کا ارادہ ہوتا ہے تو غسل کر لیتا ہوں اور روزہ رکھتا ہوں۔“ وہ آدمی کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! آپ تو ہماری مانند نہیں ہیں۔ اللہ عزوجل نے آپ کی اگلی پچھلی تمام تقصیرات معاف فرمائی ہوئی ہیں۔ اس پر آپ غضبناک ہو گئے اور فرمایا: ”قسم اللہ کی! میں یقیناً تم میں سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں اور اتباع کے لائق اعمال سے بہت زیادہ آگاہ ہوں۔“

**فائدہ:** اللہ کی انتہائی خشیت اور اس کے دین کی معرفت کا تقاضا بھرپور عمل اور کامل احتیاط ہے۔ پھر نبی ﷺ سے زیادہ احتیاط کون کر سکتا ہے؟ لہٰذا اعمال میں آپ ہی کی اقتدا واجب ہے۔ اور آپ ہی امت کے لیے نمونہ ہیں۔ سوائے ان امور کے جن میں آپ کا استثنا ثابت ہے۔

## (المعجم ٣٧) - **باب كَفَّارَةِ مَنْ أَتَى أَهْلَهُ فِي رَمَضَانَ** (التحفة ٣٧)

## باب:٣٧- جو شخص رمضان میں بیوی سے جماع کر بیٹھے تو اس کا کفارہ؟

**٢٣٩٠- حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ وَمُحَمَّدُ بنُ عِيسَى المعنى قالَا: حَدَّثَنا سُفْيَانُ قال

**٢٣٩٠- حضرت ابو ہریرہ** ؓ **سے روایت ہے کہ** ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا: میں تو مارا

---

**٢٣٨٩ـ تخريج:** [إسناده صحيح] أخرجه مسلم، الصيام، باب صحة صوم من طلع عليه الفجر وهو جنب، ح: ١١١٠ من حديث عبدالله بن عبدالرحمٰن به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٢٨٩.

**٢٣٩٠ـ تخريج:** أخرجه البخاري، كفارات الأيمان، باب: يعطي في الكفارة عشرة مساكين قريبًا كان أو بعيدًا، ح: ٦٧١١، ومسلم، الصيام، باب تغليظ تحريم الجماع في نهار رمضان على الصائم، ح: ١١١١ من حديث سفيان ابن عيينة به.

مُسَدَّدٌ: قال: حَدَّثَنا الزُّهْرِيُّ عن حُمَيْدِ ابنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن أبي هُرَيْرَةَ قال: أَتَى رَجُلٌ النَّبِيَّ ﷺ فقالَ: هَلَكْتُ، قال: «مَا شَأْنُكَ؟» قال: وَقَعْتُ عَلَى امْرَأَتِي في رَمَضَانَ، قال: «فَهَلْ تَجِدُ مَا تُعْتِقُ رَقَبَةً؟» قال: لَا، قال: «فَهَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تَصُومَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ؟» قال: لَا، قال: «فَهَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تُطْعِمَ سِتِّينَ مِسْكِينًا؟» قال: لَا، قال: «اجْلِسْ»، فأُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِعَرَقٍ فِيهِ تَمْرٌ فقال: «تَصَدَّقْ بِهِ»، فقال: يارَسُولَ الله! مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا أَهْلُ بَيْتٍ أَفْقَرُ مِنَّا، قال: فَضَحِكَ رَسُولُ الله ﷺ حَتَّى بَدَتْ ثَنَايَاهُ، قال: «فأَطْعِمْهُ إِيَّاهُمْ»، وَقال مُسَدَّدٌ في مَوْضِعٍ آخَرَ: أَنْيَابُهُ.

گیا۔ آپ نے پوچھا: ''کیا ہوا؟'' اس نے کہا: میں رمضان میں اپنی بیوی سے ہمبستر ہو بیٹھا ہوں...... آپ نے پوچھا: ''کیا تو طاقت رکھتا ہے کہ ایک گردن آزاد کر سکے؟'' اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''کیا تو ہمت رکھتا ہے کہ دو ماہ متواتر روزے رکھے؟'' اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''کیا تجھے طاقت ہے کہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکے؟'' اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''بیٹھ جاؤ۔'' چنانچہ نبی ﷺ کے پاس ایک ٹوکرا لایا گیا' اس میں کھجوریں تھیں۔ آپ نے اس سے فرمایا: ''ان کو صدقہ کر دو۔'' وہ کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! مدینے کی دونوں پتھریلی زمینوں کے مابین ہم سے زیادہ اور کوئی فقیر نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے حتی کہ آپ کے اگلے دانت دکھائی دینے لگے۔ آپ نے فرمایا: ''گھر والوں ہی کو کھلا دو۔''

مسدد نے اپنی روایت میں کہا کہ آپ کے نوکیلے دانت نظر آنے لگے۔

**٢٣٩١- حَدَّثَنا** الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنَا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ بِهَذا الْحَدِيثِ بِمَعْنَاهُ. زَادَ الزُّهْرِيُّ وَإِنَّمَا كَانَ هَذا رُخْصَةً لَهُ خَاصَّةً فَلَوْ أَنَّ رَجُلًا فَعَلَ ذَلِكَ الْيَوْمَ، لَمْ يَكُنْ لَهُ بُدٌّ مِنَ التَّكْفِيرِ.

٢٣٩١- جناب زہری نے یہ حدیث اسی مذکورہ معنی میں بیان کی اور مزید کہا: یہ اسی آدمی کے لیے رخصت تھی آج اگر کوئی یہ کام کر بیٹھے تو کفارے سے چارہ نہیں۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ اللَّيْثُ بنُ سَعْدٍ

امام ابوداود نے کہا: اس روایت کو لیث بن سعد



**٢٣٩١ـ تخريج:** آخرجه البخاري، كفارات الأيمان، باب من أعان المعسر في الكفارة، ح: ٦٧١٠ من حديث معمر به، ومسلم، انظر الحديث السابق، من حديث عبدالرزاق به، وهو في المصنف له، ح: ٧٤٥٧.

وَالأَوْزَاعِيُّ وَمَنْصُورُ بنُ الْمُعْتَمِرِ وَعِرَاكُ ابنُ مَالِكٍ، عَلَى مَعْنى ابنِ عُيَيْنَةَ. زَادَ فِيهِ الأَوْزَاعِيُّ: «وَاسْتَغْفِر الله».

اوزاعی' منصور بن معتمر اور عراک بن مالک نے سفیان بن عیینہ کی مانند بیان کیا۔ اوزاعی نے اپنی روایت میں یہ زیادہ کیا: ''اور اللہ سے استغفار بھی کر۔''

**٢٣٩٢- حَدَّثَنا** عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ عن مَالِكٍ، عَنِ ابنِ شِهَابٍ، عن حُمَيْدِ ابنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عنْ أبي هُرَيْرَةَ: أنَّ رَجُلًا أفطَرَ في رَمَضَانَ فأمَرَهُ رَسُولُ الله ﷺ أنْ يُعْتِقَ رَقَبَةً أوْ يَصُومَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ أوْ يُطْعِمَ سِتِّينَ مِسْكِينًا. قالَ لَا أجِدُ. فقال لَهُ رَسُولُ الله ﷺ: «اجْلِسْ»، فَأُتِيَ رَسُولُ الله ﷺ بِعَرَقٍ فِيهِ تَمْرٌ فقال: «خُذْ هَذا فَتَصَدَّقْ بِهِ». فقال: يَارَسُولَ الله! مَا أحَدٌ أحْوَجَ مِنِّي - فَضَحِكَ رَسُولُ الله ﷺ حَتى بَدَتْ أنْيَابُهُ، وَقالَ لَهُ: «كُلْهُ».

**٢٣٩٢-** حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے رمضان میں روزہ توڑ لیا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے حکم دیا کہ ایک گردن آزاد کرے یا دو ماہ متواتر روزے رکھے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ اس نے کہا: میں (کسی کی بھی) طاقت نہیں رکھتا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''بیٹھ جاؤ۔'' پھر آپ کے پاس ایک ٹوکرا لایا گیا' اس میں کھجوریں تھیں' آپ نے فرمایا: ''یہ لے جاؤ اور صدقہ کرو۔'' وہ کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! مجھ سے بڑھ کر اور کوئی محتاج نہیں ہے۔ تو آپ ہنس پڑے حتی کہ آپ کے نوکیلے دانت نظر آنے لگے اور اس سے فرمایا: ''جاؤ کھالو۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ ابنُ جُرَيْجٍ عن الزُّهْرِيِّ عَلَى لَفْظِ مَالِكٍ: أنَّ رَجُلًا أفْطَرَ، وَقالَ فِيهِ: أوْ تُعْتِقُ رَقَبَةً، أوْ تَصُومُ شَهْرَيْنِ أوْ تُطْعِمُ سِتِّينَ مِسْكِينًا.

امام ابوداود فرماتے ہیں کہ ابن جریج نے زہری سے بالفاظ امام مالک روایت کیا اور کہا کہ ''ایک آدمی نے روزہ توڑ لیا۔'' اور آپ نے اس سے فرمایا: ''یا تو ایک گردن آزاد کرو یا دو ماہ روزے رکھو یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ۔''

**فوائد ومسائل:** ① رمضان کے دن میں جماع کرنے سے مندرجہ بالا تین کفارات میں سے ترتیب وار ایک لازم آتا ہے۔ یعنی اولاً گردن آزاد کرنا' یہ نہ ہو سکے تو دو ماہ کے متواتر روزے رکھنا اور یہ بھی نہ ہو سکے تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا۔ اور استغفار سے کسی صورت غافل نہ ہو۔ اور جمہور علماء کا کہنا ہے کہ یہ کفارہ صرف جماع کی بنا پر آتا ہے نہ کہ کسی اور صورت میں روزہ توڑنے پر۔ جبکہ امام مالک اور امام ابوحنیفہ ؒ اور ان کے اصحاب کسی بھی صورت میں

---

**٢٣٩٢- تخريج:** أخرجه مسلم، ح: ١١١١ من حديث مالك به، انظر، ح: ٢٣٩٠، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٢٩٦، ٢٩٧.

روزہ توڑنے پر مذکورہ کفارہ واجب کرتے ہیں۔ ② یہ کفارہ ادا کرنے میں ترتیب کا لحاظ رکھا جائے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے پہلے کے عذر پر دوسرا اور پھر تیسرا کفارہ بتایا ہے۔ ③ مساکین کو کھانا کھلانے کی صورت میں ساٹھ کا عدد پورا کیا جائے' نہ کہ چند مساکین کو مختلف اوقات میں کھلا کر عدد پورا کرے۔ ④ اس واقعہ میں علماء کا اختلاف ہے۔ایک جماعت کا رجحان ہے کہ مذکورہ صحابی کو فقر کی بنا پر کفارہ معاف فرما دیا تھا جبکہ دیگر کہتے ہیں کہ کفارہ کو وسعت پانے تک مؤخر کیا گیا تھا' بالکل معاف نہیں فرمایا تھا۔ واللہ اعلم۔

٢٣٩٣- حَدَّثَنا جَعْفَرُ بنُ مُسَافِرٍ: حَدَّثَنا ابنُ أَبي فُدَيْكٍ: حَدَّثَنا هِشَامُ بنُ سَعْدٍ عن ابنِ شِهَابٍ، عنْ أَبي سَلَمَةَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ قالَ: جَاءَ رَجُلٌ إلَى النَّبيِّ ﷺ أَفْطَرَ في رَمَضَانَ بِهَذَا الْحَدِيثِ قالَ: فَأُتِيَ بِعَرَقٍ فِيهِ تَمْرٌ قَدْرَ خَمْسَةَ عَشَرَ صَاعًا وَقالَ فِيهِ: «كُلْهُ أَنْتَ وَأَهْلُ بَيْتِكَ وَصُمْ يَوْمًا وَاسْتَغْفِرِ الله».

٢٣٩٣- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں آیا جس نے رمضان کے دن میں روزہ توڑ لیا تھا' اور مذکورہ بالا حدیث بیان کی۔ راوی نے کہا: پھر آپ کے پاس ایک ٹوکرا لایا گیا' اس میں کھجور تھی تقریباً پندرہ صاع...... اس روایت میں ہے...... آپ نے اس سے فرمایا: ''تو اور تیرے گھر والے یہ کھالیں اور تو ایک دن کا روزہ رکھ اور اللہ سے استغفار کر۔''

**فوائد ومسائل:** روزہ توڑنے پر قضا ادا کرنا واجب ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کا ایک قول ہے کہ اگر دو ماہ روزے رکھے تو قضا ادا کرنا نہیں ہے' لیکن گردن آزاد کرانے یا مساکین کو کھانا کھلانے کی صورت میں قضا ادا کرنا واجب ہے۔

٢٣٩٤- حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ بنُ دَاوُدَ المَهْرِيُّ: أخبرنَا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني عَمْرُو بنُ الْحَارِثِ، أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بنَ الْقَاسِمِ حَدَّثَهُ، أَنَّ مُحَمَّدَ بنَ جَعْفَرِ بنِ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ، أَنَّ عَبَّادَ بنَ عَبْدِ الله بنِ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ، أَنَّهُ سَمِعَ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبيِّ

٢٣٩٤- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رمضان میں ایک شخص نبی ﷺ کے پاس مسجد میں آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں تو جل گیا' نبی ﷺ نے اس سے پوچھا: ''کیا ہوا؟'' اس نے کہا: میں نے اپنی بیوی سے جماع کر لیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''صدقہ کرو۔'' کہنے لگا: اللہ کی قسم! میرے پاس کوئی چیز نہیں اور

---

٢٣٩٣- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الدارقطني: ٢/ ١٩٠ من حديث أبي داود به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٩٥٤، وللحديث شواهد كثيرة جدًا * الزهري عنعن.

٢٣٩٤- تخريج: أخرجه مسلم، الصيام، باب تغليظ تحريم الجماع في نهار رمضان على الصائم ... الخ، ح: ١١١٢ من حديث عبدالله بن وهب به، وعلقه البخاري، الحدود، باب من أصاب ذنبًا دون الحد ... الخ، ح: ٦٨٢٢ من حديث عمرو بن الحارث به.

ﷺ تَقُولُ: أَتَى رَجُلٌ النَّبِيَّ ﷺ في المَسْجِدِ في رَمَضَانَ فَقالَ: يَارَسُولَ الله! احْتَرَقْتُ فَسَأَلَهُ النَّبِيُّ ﷺ «مَا شَأْنُهُ؟» فَقالَ: أَصَبْتُ أَهْلِي؟ قال: «تَصَدَّقْ» قال: وَالله! مَا لي شَيْءٌ وَلَا أَقْدِرُ عَلَيْهِ، قال: «اجْلِسْ» فَجَلَسَ، فَبَيْنَمَا هُوَ عَلَى ذَٰلِكَ أَقْبَلَ رَجُلٌ يَسُوقُ حِمَارًا عَلَيْهِ طَعَامٌ فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «أَيْنَ الْمُحْتَرِقُ آنِفًا؟» فقامَ الرَّجُلُ، فَقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «تَصَدَّقْ بِهَذَا»، فقال: يارَسُولَ الله! أَعَلَى غَيْرِنَا؟ فَوَالله! إِنَّا لَجِيَاعٌ مَا لَنَا شَيْءٌ؟ قال: «كُلُوهُ».

نہ میری یہ ہمت ہے۔ آپ نے فرمایا: ''بیٹھ جاؤ۔'' وہ بیٹھ گیا۔ وہ اسی حالت میں تھا کہ ایک آدمی اپنا گدھا چلاتے ہوئے آیا' اس پر طعام تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کہاں ہے وہ جو ابھی کہہ رہا تھا میں جل گیا؟'' وہ کھڑا ہو گیا۔ آپ نے فرمایا: ''یہ صدقہ کر دو۔'' کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! کیا (اپنے علاوہ) دوسروں پر؟ قسم اللہ کی! ہم بھوکے ہیں' ہمارے پاس کچھ نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا: ''(جاؤ) کھالو۔''



فائدہ: یہ دین وتقویٰ اور خشیت کا اثر تھا کہ یہ صحابی اس گناہ کو اپنے لئے جل جانے یا ہلاک ہونے سے تعبیر کر رہا تھا۔

٢٣٩٥- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عَوْفٍ: حَدَّثَنا سَعِيدُ بنُ أَبِي مَرْيَمَ: حدثنا ابنُ أبي الزِّنَادِ عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ الْحَارِثِ، عن مُحَمَّدِ بن جَعْفَرِ بنِ الزُّبَيْرِ، عن عَبَّادِ ابنِ عَبْدِ الله، عن عَائِشَةَ بِهَذِهِ الْقِصَّةِ قال: فَأُتِيَ بِعَرَقٍ فِيهِ عِشْرُونَ صَاعًا.

٢٣٩٥- عباد بن عبداللہ حضرت عائشہ ؓ سے اس قصے میں بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کے پاس ایک ٹوکرا لایا گیا اس میں بیس صاع (کھجور) تھی۔

فائدہ: گزشتہ حدیث: ٢٣٩٣ میں بیان کردہ مقدار پندرہ صاع ہی صحیح ہے۔

## (المعجم ٣٨) - باب التَّغْلِيظِ فِيمَنْ أَفْطَرَ عَمْدًا (التحفة ٣٨)

## باب: ٣٨- عمداً روزہ توڑ دینے کی برائی

٢٣٩٦- حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ بنُ حَرْبٍ

٢٣٩٦- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے' رسول

٢٣٩٥_ تخريج: [إسناده حسن] انظر الحديث السابق؟

٢٣٩٦_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ما جاء في الإفطار متعمدًا، ح: ٧٢٣ من حديث ◄◄

قال: حَدَّثَنا شُعْبَةُ؛ ح: وَحدثنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنَا شُعْبَةُ عن حَبِيبِ بنِ أبي ثَابِتٍ، عنْ عُمَارَةَ بنِ عُمَيْرٍ، عن ابنِ مُطَوِّسٍ، عنْ أبِيهِ - قالَ ابنُ كَثِيرٍ: عنْ أبي المُطَوِّسِ - عن أبِيهِ، عن أبي هُرَيْرَةَ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ أفْطَرَ يَومًا مِنْ رَمَضَانَ في غَيْرِ رُخْصَةٍ رَخَّصَهَا الله لَهُ لَمْ يَقْضِ عَنْهُ صِيَامُ الدَّهْرِ».

اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص رمضان میں روزہ توڑ دے بغیر کسی رخصت کے جو اللہ نے دی ہے تو زمانہ بھر کے روزے بھی اس کی تلافی نہیں کر سکیں گے۔“

٢٣٩٧- **حَدَّثَنا** أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حدَّثَني يَحْيَى بنُ سَعِيدٍ عنْ سُفْيَانَ: حدَّثَني حَبِيبٌ عن عُمَارَةَ، عن ابنِ المُطَوِّسِ قالَ: فَلَقِيتُ ابنَ المُطَوِّسِ فَحَدَّثَني عن أبِيهِ، عن أبي هُرَيْرَةَ قال: قال النَّبِيُّ ﷺ مِثْلَ حَدِيثِ ابنِ كَثِيرٍ وَسُلَيْمَانَ.

٢٣٩٧-عمارہ بن عمیر نے ابن مطوس سے روایت کیا اور کہا: میں ابن مطوس سے ملا تو اس نے مجھے اپنے والد سے اس نے حضرت ابوہریرہ ؓ سے انہوں نے نبی ﷺ سے حدیث بیان کی جیسے کہ ابن کثیر اور سلیمان کی روایت (اوپر مذکور ہوئی) ہے۔

قَالَ أبُو دَاوُدَ: اخْتُلِفَ عَلَى سُفْيَانَ وَشُعْبَةَ عَنْهُمَا ابنُ المُطَوِّسِ وَأبُو المُطَوِّسِ.

امام ابوداود فرماتے ہیں کہ سفیان اور شعبہ کے شاگرد ان سے بیان کرنے میں مختلف ہیں۔ کچھ ”ابن مطوس“ کہتے ہیں اور کچھ ”ابومطوس۔“

**فائدہ:** یہ روایت ضعیف ہے۔ اور اوپر حدیث: ٢٣٩٢ کے فائدہ میں گزرا ہے کہ امام مالک اور امام ابوحنیفہ ؒ اور ان کے اصحاب کسی بھی صورت میں روزہ توڑ دینے پر کفارہ لازم گردانتے ہیں اور ان کا مستدل گزشتہ باب کی حدیث ہے جبکہ دیگر ائمہ مذکورہ کفارہ کو صرف جماع سے خاص گردانتے ہیں۔ اور اصحاب الحدیث (محدثین) کا بھی یہی فتویٰ ہے۔

821

---

◄◄ حبيب بن أبي ثابت به، وذكر كلامًا * أبوالمطوس لين الحديث، وأبوه مجهول (تقريب).

٢٣٩٧_ **تخريج:** [**إسناده ضعيف**] انظر الحديث السابق: ٢٣٩٦، وهو في مسند أحمد: ٢/ ٤٧٠.

(المعجم ٣٩) - **باب مَنْ أَكَلَ نَاسِيًا** (التحفة ٣٩)

باب:٣٩-جو کوئی بھول کر کھا پی لے

٢٣٩٨- **حَدَّثَنا** مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن أَيُّوبَ وَحَبِيبٍ وَهِشَامٍ، عن مُحَمَّدِ بن سِيرِينَ، عن أبي هُرَيْرَةَ قال: جَاءَ رَجُلٌ إلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقالَ: يَارَسُولَ الله! إنِّي أَكَلْتُ وَشَرِبْتُ نَاسِيًا وَأَنَا صَائِمٌ، فقال: «أَطْعَمَكَ الله وَسَقَاكَ».

٢٣٩٨-حضرت ابو ہریرہ ؓ سے منقول ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے روزہ رکھا ہوا تھا اور بھول کر کھا پی بیٹھا ہوں۔آپ نے فرمایا:''اللہ نے تمہیں کھلایا اور پلایا ہے۔''

**فائدہ:** بھول کر کھا پی لے تو معاف ہے۔روزے میں کوئی فرق نہیں پڑتا' بغیر کسی شک وشبہ کے روزہ پورا کرنا چاہیے۔اور یہ اللہ کا فضل وکرم ہے کہ اس کیفیت کو یوں تعبیر فرمایا کہ''اللہ نے تمہیں کھلایا اور پلایا ہے۔''

(المعجم ٤٠) - **باب تَأْخِيرِ قَضَاءِ رَمَضَانَ** (التحفة ٤٠)

باب:٤٠-رمضان کی قضا کرنے میں تاخیر کرنا

٢٣٩٩- **حَدَّثَنا** عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن يَحْيَى بنِ سَعِيدٍ، عنْ أبي سَلَمَةَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُ سَمِعَ عَائِشَةَ تَقُولُ: إنْ كَانَ لَيَكُونُ عَلَيَّ الصَّوْمُ مِنْ رَمَضَانَ، فَمَا أَسْتَطِيعُ أنْ أَقْضِيَهُ حَتَّى يَأْتِيَ شَعْبَانُ.

٢٣٩٩-حضرت عائشہ صدیقہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ مجھ پر رمضان کے روزے باقی ہوتے اور میں ان کی قضا نہ کر پاتی تھی کہ شعبان آ جاتا۔

**فوائد ومسائل:** ① رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مشغولیت کے باعث انہیں موقع نہیں ملتا تھا کہ روزے رکھ

---

٢٣٩٨ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الصوم، باب الصائم إذا أكل أو شرب ناسيًا، ح:١٩٣٣، ومسلم، الصيام، باب أكل الناسي وشربه وجماعه لا يفطر، ح:١١٥٥ من حديث هشام به مختصرًا دون قصة الرجل.

٢٣٩٩ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الصوم، باب متى يقضى قضاء رمضان؟، ح:١٩٥٠، ومسلم، الصيام، باب جواز تأخير قضاء رمضان مالم يجيء رمضان آخر . . . الخ، ح:١١٤٦ من حديث يحيى بن سعيد الأنصاري به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/٣٠٨.

سکیں حتی کہ شعبان آ جاتا اور اس میں رسول اللہ ﷺ کثرت سے روزے رکھتے تھے تو انہیں بھی قضا کرنے کا موقع مل جاتا تھا۔ ② اس یقین پر کہ روزے کی قضا کرنے کا موقع مل جائے گا' تاخیر کرنا مباح ہے۔ ③ شوہر کی خدمت کا اہتمام کرنا بیوی کے فرائض میں شامل ہے۔ ④ اگر رمضان آ جائے اور قضا نہ کر سکے تو رمضان کے بعد قضا کرے۔ اس صورت میں کچھ صحابہ وتابعین وغیرہم کا قول ہے کہ قضا کرنے کے ساتھ ساتھ ہر دن کے بدلے ایک مسکین کو کھانا بھی کھلائے اور کچھ کہتے ہیں کہ سوائے قضا کرنے کے اور کچھ لازم نہیں ہے۔

(المعجم ٤١) - **بَابٌ: فِيمَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ** (التحفة ٤١)

باب:٤١- جو کوئی فوت ہو جائے اور اس کے ذمے روزے باقی ہوں

٢٤٠٠- **حَدَّثَنا** أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أخبرني عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عن عُبَيْدِ اللهِ بنِ أبي جَعْفَرٍ، عن مُحَمَّدِ بنِ جَعْفَرِ بنِ الزُّبَيْرِ، عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قالَ: «مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهُ».

٢٤٠٠- حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے مروی ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو کوئی فوت ہو جائے اور اس کے ذمے روزے رہتے ہوں تو اس کا ولی اس کی طرف سے روزے رکھے۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا فِي النَّذْرِ وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ بنِ حَنْبَلٍ.

امام ابوداود نے کہا: یہ مسئلہ نذر کی صورت میں ہے اور امام احمد بن حنبل کا بھی یہی قول ہے۔

٢٤٠١- **حَدَّثَنا** مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عن أبي حَصِينٍ، عن سَعِيدِ ابنِ جُبَيْرٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: إِذَا مَرِضَ الرَّجُلُ فِي رَمَضَانَ ثُمَّ مَاتَ وَلَمْ يَصِحَّ أُطْعِمَ عَنْهُ وَلَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ قَضَاءٌ، وَإِنْ نَذَرَ قَضَى عَنْهُ وَلِيُّهُ.

٢٤٠١- حضرت ابن عباس ؓ کا قول ہے کہ جب کوئی شخص رمضان میں بیمار ہوا اور پھر فوت ہو گیا اور روزے نہ رکھ سکا ہو تو اس کی طرف سے کھانا کھلا دیا جائے' اس پر قضا نہیں ہے۔ اگر اس نے نذر مانی تھی تو اس کا ولی قضا دے۔



---

٢٤٠٠ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، الصيام، باب قضاء الصوم عن الميت، ح: ١١٤٧ من حديث ابن وهب، والبخاري، الصوم، باب من مات وعليه صوم، ح: ١٩٥٢ من حديث عمرو بن الحارث به.

٢٤٠١ـ **تخريج**: [**إسناده ضعيف**] أخرجه عبدالرزاق في المصنف، ح: ٧٦٣٠ عن سفيان الثوري به، ولم أجد تصريح سماعه.

فوائد ومسائل: ① عام اصحاب الحدیث اس بات کے قائل ہیں کہ میت پر روزے باقی ہوں تو اس کا ولی روزے رکھے۔ ② حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور بعض دیگر حضرات کا کہنا ہے کہ فرائض میں کوئی کسی کا نائب نہیں ہو سکتا۔ مریض نے اگر عمداً تقصیر نہیں کی اور وہ فوت ہو گیا ہو تو ولی پر کچھ لازم نہیں' صرف کھانا کھلا دے۔ لیکن ''نذر'' کا معاملہ اس لیے سخت ہے کہ اسے انسان نے ازخود اپنے اوپر لازم کیا ہوتا ہے' اسی وجہ سے اسے ''اللہ کے قرض'' سے بھی تعبیر کیا گیا ہے۔

## (المعجم ٤٢) - باب الصَّوْمِ فِي السَّفَرِ (التحفة ٤٢)

## باب:۴۲-سفر میں روزہ رکھنے کے احکام ومسائل

٢٤٠٢- حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ بنُ حَرْبٍ وَمُسَدَّدٌ قالَا: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عنْ هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عن أبِيهِ، عن عَائِشَةَ: أنَّ حَمْزَةَ الأسْلَمِيَّ سَأَلَ النَّبيَّ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُولَ الله! إنِّي رَجُلٌ أسْرُدُ الصَّوْمَ أفَأصُومُ في السَّفَرِ؟ قال: «صُمْ إنْ شِئْتَ وَأفْطِرْ إنْ شِئْتَ».

۲۴۰۲-حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت حمزہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے سوال کیا: اے اللہ کے رسول! میں تسلسل سے روزے رکھا کرتا ہوں' تو کیا سفر میں روزہ رکھا کروں؟ آپ نے فرمایا: ''چاہو تو رکھ لو اور اگر چاہو تو افطار کر لو۔''



فائدہ: جس سفر میں نماز قصر کرنا جائز ہے۔ اس میں مسافر کے لیے روزہ چھوڑنا بھی جائز ہے' خواہ سفر پیدل ہو یا سواری پر' اور سواری خواہ گاڑی ہو یا ہوائی جہاز وغیرہ' اور خواہ تھکاوٹ لاحق ہوتی ہو جس میں روزہ مشکل ہو یا تھکاوٹ لاحق نہ ہوتی ہو' خواہ سفر میں بھوک پیاس لگتی ہو یا نہ لگتی ہو۔ کیونکہ شریعت نے اس سفر میں نماز قصر کرنے اور روزہ چھوڑنے کی مطلقاً اجازت دی ہے اور اس میں سواری کی نوعیت یا تھکاوٹ اور بھوک پیاس وغیرہ کی کوئی قید نہیں لگائی۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے رمضان میں جہاد کے سلسلہ میں آپ کے ساتھ سفر کیا تو بعض نے روزہ رکھا اور بعض نے روزہ نہیں رکھا تھا۔ اور اس کے بارے میں کسی نے بھی دوسرے پر کوئی اعتراض نہیں کیا تھا' البتہ اگر گرمی کی شدت' راستہ کی دشواری' دوری اور مسلسل سفر کی وجہ سے روزہ میں تکلیف ہو تو پھر مسافر کے لیے تاکید کے ساتھ حکم یہ ہے کہ وہ روزہ نہ رکھے' جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے' ہم میں سے بعض لوگوں نے روزہ رکھا اور بعض نے روزہ نہیں رکھا' روزہ نہ رکھنے والے ہشاش بشاش تھے اور انہوں نے کام کیا جب کہ روزہ رکھنے والے کمزور ہو گئے تھے اور وہ بعض کام نہ کر سکے' تو نبیٔ کریم ﷺ نے فرمایا: ''آج تو روزہ نہ رکھنے والوں نے اجر وثواب حاصل کر لیا۔'' (صحيح البخاري' الجهاد' حديث :٢٨٩٠' وصحيح مسلم' الصيام'

---

٢٤٠٢ـ تخريج: أخرجه مسلم، الصيام، باب التخيير في الصوم والفطر في السفر، ح: ١١٢١ من حديث حماد بن زيد به.

حدیث:۱۱۱۹) کبھی کسی ہنگامی حالت کی وجہ سے یہ واجب بھی ہو جاتا ہے کہ سفر میں روزہ نہ رکھا جائے جیسا کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ کی طرف سفر کیا اور جب ایک جگہ پڑاؤ ڈالا تو آپ نے فرمایا: ''تم اپنے دشمن کے بہت قریب ہو گئے ہو اور روزہ چھوڑ دینا تمہارے لیے باعث تقویت ہو گا۔'' یہ ایک رخصت تھی اس لیے ہم میں سے کچھ لوگوں نے روزہ رکھا اور کچھ نے نہ رکھا' پھر ہم نے جب ایک دوسری منزل پر پڑاؤ ڈالا تو آپ نے فرمایا: ''تمہاری دشمن سے مڈبھیڑ ہونے والی ہے' روزہ نہ رکھنا تمہارے لیے باعث تقویت ہو گا۔ لہٰذا چھوڑ دو۔'' (صحیح مسلم' الصیام' حدیث:۱۱۲۰) چونکہ آپ کی طرف سے یہ ایک تاکیدی حکم تھا اس لیے ہم سب نے روزہ چھوڑ دیا' راویٔ حدیث کا بیان ہے کہ اس کے بعد ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں روزے رکھے بھی تھے۔ اسی طرح حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک سفر میں ایک آدمی کو دیکھا جس پر لوگ جمع ہوئے تھے اور اس پر سایہ کیا گیا تھا تو آپ نے فرمایا' کیا ماجرا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ ایک روزے دار ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کوئی نیکی نہیں ہے کہ تم سفر میں روزہ رکھو۔'' (صحیح مسلم' الصیام' حدیث :۱۱۱۵) نیز آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس کی عطا کردہ رخصتوں کو قبول کر لیا جائے جس طرح وہ اس بات کو ناپسند کرتا ہے کہ اس کی معصیت و نافرمانی کا ارتکاب کیا جائے۔ (مسند احمد:۱۰۸/۳) اگر روزہ رکھنے میں کوئی تکلیف نہ ہو اور کوئی روزہ رکھ لے تو اس میں کوئی حرج نہیں اور اگر تکلیف ہو تو پھر روزہ رکھنا مکروہ ہے۔

(المعجم . . .) [بَابُ التَّاجِرِ يُفْطِرُ]
(التحفة . . .)

باب:...... تاجر روزہ چھوڑ سکتا ہے

٢٤٠٣- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ المَدَنِيُّ قال: سَمِعْتُ حَمْزَةَ بنَ مُحَمَّدِ بنِ حَمْزَةَ الأسْلَمِيَّ يَذْكُرُ: أنَّ أبَاهُ أخْبَرَهُ عنْ جَدِّهِ قال: قُلْتُ: يَارَسُولَ الله! إنِّي صَاحِبُ ظَهْرٍ أُعَالِجُهُ أُسَافِرُ عَلَيْهِ وَأُكْرِيهِ، وَإنَّهُ رُبَّمَا صَادَفَنِي هَذَا الشَّهْرُ يَعْني رَمَضَانَ، وَأنَا أجِدُ الْقُوَّةَ، وَأنَا شَابٌّ، فأجِدُ بأنْ أصُومَ يَارَسُولَ الله! أهْوَنَ عَلَيَّ

۲۴۰۳- جناب حمزہ بن محمد بن حمزہ اسلمی بیان کرتے ہیں کہ اس کے والد نے اس کے دادا سے بیان کیا (کہ حمزہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے) کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے سواری کے جانور رکھے ہوئے ہیں۔ میرا کام انہی سے متعلق ہے' سفر میں رہتا ہوں' جانور کرائے پر چلاتا ہوں اور بسا اوقات یہ رمضان کا مہینہ بھی آ جاتا ہے اور میں اپنے اندر طاقت پاتا ہوں اور جوان ہوں۔ اے اللہ کے رسول! میں روزے مؤخر کرنے کی بجائے رکھ لینا زیادہ آسان سمجھتا ہوں' ورنہ میرے ذمے رہ جائیں گے تو اے اللہ کے

---

٢٤٠٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٤/ ٢٤١ من حديث أبي داود به ٭ محمد بن عبدالمجيد وحمزة ابن محمد ومحمد بن حمزة مستورون.

مِنْ أَنْ أُؤَخِّرَهُ فَيَكُونَ دَيْنًا أَفَأَصُومُ يَارَسُولَ اللهِ! أَعْظَمُ لأَجْرِي أَوْ أُفْطِرُ؟ قَالَ: «أَيَّ ذَلِكَ شِئْتَ يَاحَمْزَةُ».

رسول! مجھے روزہ رکھنے میں زیادہ اجر ہے یا افطار کرنے میں؟ آپ نے فرمایا: ”حمزہ! جو چاہو کر سکتے ہو۔“

فوائد ومسائل: ① یہ باب اور عنوان ابوداود کے اکثر نسخوں میں نہیں ہے۔ بہرحال اس کا مطلب بھی گزشتہ باب والا ہی ہے، یعنی وہ تاجر، جو اکثر سفر پر رہتا ہے، روزہ چھوڑ سکتا ہے، بعد میں ان کی قضا کر لے۔ ② مسئلہ اسی طرح ہے جیسے کہ دیگر صحیح احادیث سے ثابت ہے۔

**٢٤٠٤- حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عن مَنْصُورٍ، عن مُجَاهِدٍ، عن طَاوُسٍ، عن ابن عَبَّاسٍ قَالَ: خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى مَكَّةَ حَتَّى بَلَغَ عُسْفَانَ ثُمَّ دَعَا بِإِنَاءٍ فَرَفَعَهُ إِلَى فِيهِ لِيُرِيَهُ النَّاسَ، وَذَلِكَ فِي رَمَضَانَ، فَكَانَ ابنُ عَبَّاسٍ يَقُولُ: قَدْ صَامَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَفْطَرَ، فَمَنْ شَاءَ صَامَ وَمَنْ شَاءَ أَفْطَرَ.

۲۴۰۴- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ مدینے سے مکہ کی طرف روانہ ہوئے حتی کہ مقام عُسفان پر پہنچ گئے، پھر آپ نے برتن منگوایا اور اسے اپنے منہ کی طرف بلند کیا تا کہ لوگ آپ کو دیکھ لیں (کہ آپ افطار کر رہے ہیں) اور یہ رمضان کا واقعہ ہے۔ چنانچہ ابن عباس ؓ فرمایا کرتے تھے کہ بلاشبہ نبی ﷺ نے روزہ رکھا ہے اور چھوڑا بھی، سو جو چاہے رکھ لے اور جو چاہے افطار کر لے۔

فوائد ومسائل: ① یہ واقعہ فتح مکہ کے سفر کا ہے۔ ② اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس شخص نے سفر میں صبح کو روزے کی نیت کی ہو تو شرعی عذر سے کسی وقت اگر وہ افطار کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔

**٢٤٠٥- حَدَّثَنَا** أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عن حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ، عنْ أَنَسٍ قَالَ: سَافَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي رَمَضَانَ، فَصَامَ بَعْضُنَا، وَأَفْطَرَ بَعْضُنَا،

۲۴۰۵- حضرت انس ؓ سے منقول ہے، انہوں نے کہا: ہم نے رمضان میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر کیا تو ہم میں سے کچھ نے روزہ رکھا اور کچھ نے نہ رکھا۔ چنانچہ روزے داروں نے چھوڑنے والوں پر یا

---

**٢٤٠٤ـ تخريج**: أخرجه البخاري، الصوم، باب من أفطر في السفر ليراه الناس، ح:١٩٤٨ من حديث أبي عوانة الوضاح، ومسلم، الصيام، باب جواز الصوم والفطر في شهر رمضان للمسافر في غير معصية . . . الخ، ح:١١١٣ من حديث منصور به.

**٢٤٠٥ـ تخريج**: أخرجه البخاري، الصوم، باب: لم يعب أصحاب النبي ﷺ بعضهم بعضًا في الصوم والإفطار، ح:١٩٤٧، ومسلم، الصيام، باب جواز الصوم والفطر في شهر رمضان للمسافر في غير معصية . . . الخ، ح:١١١٨ من حديث حميد الطويل به.

فَلَمْ يَعِبِ الصَّائِمُ عَلَى الْمُفْطِرِ، وَلَا الْمُفْطِرُ عَلَى الصَّائِمِ.

چھوڑنے والوں نے روزے داروں پر کوئی عیب نہ لگایا۔

٢٤٠٦- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ وَوَهْبُ بنُ بَيَانٍ المعنى قالَا: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ: حدَّثني مُعَاوِيَةُ عن رَبِيعَةَ بنِ يَزِيدَ، أَنَّهُ حَدَّثَهُ، عن قَزَعَةَ قال: أَتَيْتُ أبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ وَهُوَ يُفْتِي النَّاسَ وَهُمْ مُكِبُّونَ عَلَيْهِ فَانْتَظَرْتُ خَلْوَتَهُ، فَلَمَّا خَلَا سَأَلْتُهُ عن صِيَامِ رَمَضَانَ في السَّفَرِ؟ فقال: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ في رَمَضَانَ عَامَ الْفَتْحِ، فَكَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَصُومُ وَنَصُومُ حَتَّى بَلَغَ مَنْزِلًا مِنَ المَنَازِلِ فقال: «إِنَّكُمْ قَدْ دَنَوْتُمْ مِنْ عَدُوِّكُمْ وَالْفِطْرُ أَقْوَى لَكُمْ»، فأَصْبَحْنَا، مِنَّا الصَّائِمُ، وَمِنَّا الْمُفْطِرُ. قال: ثُمَّ سِرْنَا فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا، فقال: «إِنَّكُمْ تُصَبِّحُونَ عَدُوَّكُمْ، وَالْفِطْرُ أَقْوَى لَكُمْ فأَفْطِرُوا» فَكَانَتْ عَزِيمَةً مِنْ رَسُولِ الله ﷺ.

۲۴۰۶-قزعہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابوسعید خدری ؓ کی خدمت میں حاضر ہوا جب کہ وہ لوگوں کے سوالوں کے جواب دے رہے تھے اور لوگ ان پر جھکے ہوئے تھے۔ میں نے بھیڑ کے چھٹ جانے کا انتظار کیا۔ جب وہ اکیلے ہو گئے تو میں نے ان سے سفر میں رمضان کے روزوں کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ فتح مکہ کے سال ہم نبی ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ آپ نے روزے رکھے، تو ہم بھی رکھتے رہے حتی کہ ایک منزل پر پہنچے تو آپ نے فرمایا: ”تم لوگ اب اپنے دشمن کے قریب آ گئے ہو اور افطار کرنا تمہارے لیے زیادہ قوت کا باعث ہے۔“ تو ہم میں سے کچھ نے روزہ رکھا اور کچھ نے افطار کر لیا۔ پھر ہم چلے اور ایک منزل پر پڑاؤ کیا تو آپ نے فرمایا: ”تم لوگ صبح کو اپنے دشمن کے مقابل آنے والے ہو اور افطار کرنا تمہارے لیے زیادہ قوت کا باعث ہے، سو افطار کر لو۔“ چنانچہ یہ حکم رسول اللہ ﷺ کی طرف سے تاکیدی تھا۔

قال أَبُو سَعِيدٍ: ثُمَّ لَقَدْ رَأَيْتُنِي أَصُومُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ قَبْلَ ذٰلِكَ وَبَعْدَ ذٰلِكَ.

ابوسعید ؓ نے کہا: مجھے یاد ہے کہ میں نے نبی ﷺ کے ساتھ اس سے پہلے روزے رکھے ہیں اور بعد میں بھی۔

**فوائد ومسائل:** ① سفر میں روزے رکھنا یا نہ رکھنا ہر شخص کے احوال اور اس کی اپنی ترجیح پر مبنی ہے۔ ② صحابۂ کرام نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے ارشادات کی حقیقت کو خوب سمجھتے تھے کہ کون سا ارشاد ترغیب محض ہے اور کون سا عزیمت۔ امر عزیمت میں نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی مخالفت کسی بھی طرح روا نہیں۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ استنباط واجتہاد علمائے راسخین کا کام

---

**٢٤٠٦ـ تخريج:** أخرجه مسلم، الصيام، باب أجر المفطر في السفر إذا تولى العمل، ح: ١١٢٠ من حديث معاوية ابن صالح به.

ہے۔فتاویٰ کے لیے انہی کی طرف رجوع کرنا چاہیے جو فہم قرآن وسنت کا کامل ملکہ رکھتے ہوں۔

## (المعجم ٤٣) - باب اخْتِيَارِ الْفِطْرِ (التحفة ٤٣)

## باب:۴۳-سفر میں افطار کو ترجیح دینا

٢٤٠٧- حَدَّثَنا أبُو الوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن مُحَمَّدِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يَعْنِي ابنَ سَعْدِ بنِ زُرَارَةَ، عن مُحَمَّدِ بنِ عَمْرِو بنِ حَسَنٍ، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله: أنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأى رَجُلًا يُظَلَّلُ عَلَيْهِ وَالزِّحَامُ عَلَيْهِ، فقال: «لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصِّيَامُ في السَّفَرِ».

۲۴۰۷-حضرت جابر بن عبداللہ ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دیکھا ایک شخص کو سایہ کیا جا رہا ہے اور لوگ اس پر ازدحام کیے ہوئے ہیں۔(روزے اور گرمی کے باعث وہ غش کھا گیا تھا) تو آپ ﷺ نے فرمایا:''سفر میں روزہ رکھنا کوئی نیکی کا کام نہیں ہے۔''

فائدہ: جو شخص سفر میں روزے کی مشقت کا متحمل نہ ہو اور اسے روزے سے اذیت ہوتی ہو تو اس کے لیے افطار کرنا راجح اور افضل ہے۔ورنہ خود نبی ﷺ اور صحابۂ کرام ؓ سے روزہ رکھنا بھی ثابت ہے۔



٢٤٠٨- حَدَّثَنا شَيْبَانُ بنُ فَرُّوخَ: حَدَّثَنا أبُو هِلَالٍ الرَّاسِبِيُّ: حَدَّثَنا ابنُ سَوَادَةَ الْقُشَيْرِيُّ عن أنَسِ بنِ مَالِكٍ رَجُلٍ مِنْ بَنِي عَبْدِ الله بنِ كَعْبٍ إخْوَةِ بَنِي قُشَيْرٍ: أغَارَتْ عَلَيْنَا خَيْلٌ لِرَسُولِ الله ﷺ فانْتَهَيْتُ، أوْ قال: فَانْطَلَقْتُ إلى رَسُولِ الله ﷺ وَهُوَ يَأْكُلُ فقال: «اجْلِسْ فَأَصِبْ مِنْ طَعَامِنَا هَذَا»، فَقُلْتُ: إنِّي صَائِمٌ،

۲۴۰۸-حضرت انس بن مالک (کعبی) سے روایت ہے اور یہ بنی عبداللہ بن کعب کے خاندان سے ہیں جو کہ بنی قشیر کے بھائی تھے......(انس بن مالک جو نبی ﷺ کے خادم تھے وہ خزرجی انصاری ہیں......)(کہا) کہ رسول اللہ ﷺ کے سواروں نے ہم پر حملہ کر دیا تو میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچا اور (دیکھا کہ) آپ کچھ تناول فرما رہے ہیں۔آپ نے فرمایا:''آؤ! بیٹھو اور ہمارے اس طعام میں سے کچھ کھا لو۔''میں نے عرض کیا:

---

٢٤٠٧ـ تخريج: أخرجه البخاري، الصوم، باب قول النبي ﷺ لمن ظلل عليه واشتد الحر. . .، ح:١٩٤٦، ومسلم، الصيام، باب جواز الصوم والفطر في شهر رمضان للمسافر في غير معصية . . . الخ، ح:١١١٥ من حديث شعبة به.

٢٤٠٨ـ تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ماجاء في الرخصة في الإفطار للحبلى والمرضع، ح:٧١٥ من حديث أبي هلال الراسبي به وقال: "حسن"، وصححه ابن خزيمة، ح:٢٠٤٤ * ورواه وهيب بن خالد وغيره عن ابن سوادة به.

قالَ: «اجْلِسْ أُحَدِّثْكَ عن الصَّلَاةِ وَعن الصِّيَامِ، إنَّ الله وَضَعَ شَطْرَ الصَّلَاةِ، أوْ نِصْفَ الصَّلَاةِ، وَالصَّوْمَ عن المُسَافِرِ، وَعن المُرْضِعِ أو الْحُبْلَى» وَالله! لَقَدْ قَالَهُمَا جَمِيعًا أوْ أحَدَهُمَا. قال: فَتَلَهَّفَتْ نَفْسِي أنْ لَا أكُونَ أكَلْتُ مِنْ طَعَامِ رَسُولِ الله ﷺ.

میں روزے سے ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''بیٹھ جاؤ میں تمھیں نماز اور روزے کے متعلق بتاتا ہوں۔ اللہ نے مسافر سے آدھی نماز اور روزہ معاف فرما دیا ہے اور دودھ پلانے والی اور حاملہ عورت سے بھی روزہ معاف کر دیا ہے۔'' قسم اللہ کی! آپ نے ان دونوں کا ذکر فرمایا تھا یا کسی ایک کا۔ بیان کرتے ہیں کہ مجھے (بعد میں) بہت افسوس ہوا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے کھانے میں سے کیوں نہ کھایا۔ (کیونکہ آپ کے ساتھ مل کر کھانا سعادت اور باعث برکت تھا اور روزہ نفل محض۔)

**فوائد ومسائل:** مسافر، بچے کو دودھ پلانے والی اور حاملہ کے لیے رعایت ایک ہی سیاق میں ذکر ہوئی ہے مگر تفصیل میں فرق ہے کہ مسافر کو روزہ معاف ہے مگر قضا کرنا واجب ہے۔ اور مُرضِعَہ (دودھ پلانے والی) اور حاملہ کی بابت علماء کی چار آراء ہیں، جس کی مختصر تفصیل حدیث نمبر: ۲۳۱۸ کے فوائد میں گزری ہے۔ تاہم ان عورتوں کو ایام اقامت میں پوری نماز پڑھنی ہوتی ہے۔ شرعی عذر (حیض ونفاس) میں نماز بالکل معاف ہے اور اس کی کوئی قضا نہیں۔

## (المعجم ٤٤) - باب مَنِ اخْتَارَ الصِّيَامَ (التحفة ٤٤)

## باب: ۴۴- بعض حضرات سفر میں روزہ رکھنے کو ترجیح دیتے ہیں

**٢٤٠٩- حَدَّثَنا** مُؤَمَّلُ بْنُ الْفَضْلِ: حَدَّثَنا الْوَلِيدُ: حَدَّثَنا سَعِيدُ بنُ عَبْدِ العَزِيزِ: حدَّثَني إسْمَاعِيلُ بنُ عُبَيْدِالله: حَدَّثَتْني أُمُّ الدَّرْدَاءِ عن أبي الدَّرْدَاءِ قال: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ الله ﷺ في بَعْضِ غَزَوَاتِهِ في حَرٍّ شَدِيدٍ حَتَّى إنَّ أحَدَنَا لَيَضَعُ يَدَهُ عَلَى رَأْسِهِ أوْ كَفَّهُ عَلَى رَأْسِهِ مِنْ شِدَّةِ الْحَرِّ مَا فِينَا صَائِمٌ إلَّا

۲۴۰۹- حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم ایک بار سخت گرمی میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کسی غزوے کے لیے روانہ ہوئے۔ گرمی اتنی تھی کہ ہر ایک اپنا ہاتھ یا اپنی ہتھیلی اپنے سر پر رکھے ہوئے تھا۔ اور ہم میں سے رسول اللہ ﷺ اور عبداللہ بن رواحہ کے سوا اور کوئی روزے دار نہ تھا۔

**٢٤٠٩ـ تخريج:** أخرجه مسلم، الصيام، باب التخيير في الصوم والفطر في السفر، ح: ١١٢٢ من حديث الوليد ابن مسلم، والبخاري، الصوم، باب: ٣٥ بعد باب: إذا صام أيامًا من رمضان ثم سافر، ح: ١٩٤٥ من حديث إسماعيل بن عبيدالله به.

رَسُولُ الله ﷺ وَعَبْدُ الله بنُ رَوَاحَةَ.

٢٤١٠- حَدَّثَنا حَامِدُ بنُ يَحْيَى: حَدَّثَنا هَاشِمُ بنُ الْقَاسِمِ؛ ح: وحَدَّثَنا عُقْبَةُ بنُ مُكْرَمٍ: حَدَّثَنا أَبُو قُتَيْبَةَ المعنى قالا: حَدَّثَنا عَبْدُ الصَّمَدِ بنُ حَبِيبِ بنِ عَبْدِ الله الْأَزْدِيُّ، قال: حدَّثَني حَبِيبُ ابنُ عَبْدِ الله، قال: سَمِعْتُ سِنَانَ بنَ سَلَمَةَ بنِ الْمُحَبَّقِ الْهُذَلِيَّ يُحَدِّثُ عن أبِيهِ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ كَانَتْ لَهُ حَمُولَةٌ تَأْوِي إلى شِبَعٍ فَلْيَصُمْ رَمَضَانَ حَيْثُ أَدْرَكَهُ».

۲۴۱۰-جناب سنان بن سلمہ بن محبق ہذلی اپنے والد سے بیان کرتے ہیں' انہوں نے کہا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس کے پاس سواری ہو کہ (اسے آرام سے منزل پر پہنچا دے اور) پیٹ بھر کر کھانا وغیرہ مل جائے تو اسے چاہیے کہ رمضان کے روزے رکھے' جہاں بھی آ جائے۔"

٢٤١١- حَدَّثَنا نَصْرُ بنُ الْمُهَاجِرِ: حَدَّثَنا عَبْدُ الصَّمَدِ يَعْنِي ابنَ عَبْدِ الوَارِثِ: حَدَّثَنا عَبْدُ الصَّمَدِ بنُ حَبِيبٍ: حدَّثني أبي عن سِنَانِ بنِ سَلَمَةَ، عن سَلَمَةَ بنِ الْمُحَبَّقِ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ أَدْرَكَهُ رَمَضَانُ في السَّفَرِ» فَذَكَرَ مَعْنَاهُ.

۲۴۱۱-حضرت سلمہ بن محبق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جسے رمضان آ پہنچے اور وہ سفر میں ہو تو......" اور مذکورہ بالا کے ہم معنی حدیث بیان کی۔



**ملحوظہ:** مذکورہ دونوں حدیثیں ضعیف ہیں۔قرآن مجید میں صراحت ہے کہ سفر کے دوران میں روزہ نہ رکھنے کی رخصت ہے' بعد میں قضا دے۔

## (المعجم ٤٥) - بَابٌ: مَتَى يُفْطِرُ الْمُسَافِرُ إِذَا خَرَجَ؟ (التحفة ٤٥)

## باب:۴۵-مسافر جب سفر کے لیے نکلے تو کس وقت افطار کرے؟

٢٤١٢- حَدَّثَنا عُبَيْدُالله بنُ عُمَرَ:

۲۴۱۲-عبید بن جبر کہتے ہیں کہ میں صحابی رسول

٢٤١٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٧٦ عن هاشم بن القاسم أبي النضر به * عبدالصمد بن حبيب ضعيف، ضعفه الجمهور، وحبيب بن عبدالله مجهول.

٢٤١١ـ تخريج: [ضعيف] أخرجه أحمد: ٥/ ٧ عن عبدالصمد بن عبدالوارث به، وانظر الحديث السابق: ٢٤١٠.

٢٤١٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٦/ ٣٩٨ من حديث سعيد بن أبي أيوب به، وأعله ابن خزيمة، ح: ٢٠٤٠ * كليب مستور، لم يوثقه غير ابن حبان، وقال ابن خزيمة لا أعرفه بعدالة.

حدَّثني عَبْدُ الله بنُ يَزِيدَ؛ ح: وحَدَّثَنا جَعْفَرُ بنُ مُسَافِرٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ يَحْيَى المعنى: حدَّثني سَعِيدٌ يعْني ابنَ أبي أيُّوبَ - زَادَ جَعْفَرٌ وَاللَّيْثُ - قال: حدَّثني يَزِيدُ بنُ أبي حَبِيبٍ أنَّ كُلَيْبَ بنَ ذُهْلٍ الْحَضْرَمِيَّ أخْبَرَهُ عن عُبَيْدٍ، - قال جَعْفَرٌ: ابنُ جَبْرٍ - قال: كُنْتُ مَعَ أبي بَصْرَةَ الْغِفَارِيِّ صَاحِبِ رَسُولِ الله ﷺ في سَفِينَةٍ مِنَ الْفُسْطَاطِ في رَمَضَانَ، فَرُفِعَ ثُمَّ قُرِّبَ غَدَاؤُهُ قال جَعْفَرٌ في حَدِيثِهِ فَلَمْ يُجَاوِزِ الْبُيُوتَ حَتَّى دَعَا بالسُّفْرَةِ، قال: اقْتَرِبْ، قُلْتُ: ألَسْتَ تَرَى الْبُيُوتَ؟ قال أبُو بَصْرَةَ: أتَرْغَبُ عن سُنَّةِ رَسُولِ الله ﷺ؟ قال جَعْفَرٌ في حَدِيثِهِ فأكَلَ.

حضرت ابوبصرہ غفاری ؓ کے ہمراہ تھا۔ ہم ماہ رمضان میں فسطاط سے کشتی میں سوار ہوئے۔ جب لنگر اٹھالیا گیا تو انہیں ان کا صبح کا کھانا پیش کیا گیا۔ جعفر بن مسافر نے اپنی روایت میں کہا۔ ابھی گھروں سے دور بھی نہ ہوئے تھے کہ انہوں نے اپنا دسترخوان طلب کیا اور کہا کہ قریب ہو جاؤ۔ میں (عبید) نے کہا: کیا آپ گھروں کو نہیں دیکھ رہے؟ جناب ابوبصرہ نے کہا: کیا تم سنت رسول اللہ ﷺ سے اعراض کرنا چاہتے ہو؟ جعفر نے بیان کیا' چنانچہ انہوں نے کھانا کھایا۔

فائدہ: سفر شروع ہوتے ہی افطار کر لینا جائز ہے۔ گھروں سے دور ہونا کوئی ضروری نہیں۔ حسن بصری ؒ کہتے ہیں کہ گھر ہی میں افطار کر سکتا ہے۔ اسحٰق بن راہویہ ؒ کہتے ہیں جب اپنا پاؤں رکاب میں رکھے تو افطار کر لے۔

## (المعجم ٤٦) - باب قَدْرِ مَسِيرَةِ مَا يُفْطِرُ فِيهِ (التحفة ٤٦)

## باب:۴۶- کتنی مسافت کے سفر میں افطار کر سکتا ہے؟

**٢٤١٣- حَدَّثَنا** عِيسَى بنُ حَمَّادٍ: أخبرَنَا اللَّيْثُ يَعْني ابنَ سَعْدٍ عن يَزِيدَ بنِ أبي حَبِيبٍ، عن أبي الخَيْرِ، عن مَنْصُورٍ الكَلْبِيِّ: أنَّ دِحْيَةَ بنَ خَلِيفَةَ خَرَجَ مِنْ قَرْيَةٍ مِنْ دِمَشْقَ مَرَّةً إلى قَدْرِ قَرْيَةِ عَقَبَةَ مِنَ

۲۴۱۳- منصور کلبی بیان کرتے ہیں کہ حضرت دحیہ بن خلیفہ کلبی ؓ ایک بار رمضان میں دمشق کی ایک بستی سے روانہ ہوئے اور اس قدر فاصلے پر گئے جو عقبہ سے فسطاط تک کے مابین ہے اور ان میں تین میل کا فاصلہ ہے۔ پھر انہوں نے افطار کر لیا اور ان کے ساتھ لوگوں

---

**٢٤١٣ـ تخريج**: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٣٩٨/٦ من حديث الليث بن سعد به، وشك فيه ابن خزيمة، ح: ٢٠٤١ * منصور الكلبي وثقه العجلي وابن حبان: ٤٢٩/٥.

الْفُسْطَاطِ، وذٰلك ثَلَاثَةُ أمْيَالٍ، في رَمَضَانَ، ثُمَّ إنَّهُ أفطَرَ وَأفطَرَ مَعَهُ نَاسٌ، وَكَرِهَ آخَرُونَ أنْ يُفْطِرُوا، فَلَمَّا رَجَعَ إلى قَرْيَتِهِ قال: وَالله! لَقَدْ رَأيْتُ الْيَوْمَ أمْرًا ما كُنْتُ أظُنُّ أنِّي أراهُ: أنَّ قَوْمًا رَغِبُوا عن هَدْيِ رَسُولِ الله ﷺ وَأصْحَابِهِ يَقُولُ ذٰلِكَ لِلَّذِينَ صَامُوا، ثُمَّ قالَ عِنْدَ ذَلِكَ: اللّٰهُمَّ! اقْبِضْني إلَيكَ.

نے بھی کر لیا جبکہ کچھ دوسروں نے افطار کرنے کو ناپسند کیا۔ پھر جب اپنی بستی میں واپس آئے تو کہا: قسم اللہ کی! میں نے آج ایک ایسی بات دیکھی ہے جس کا مجھے گمان بھی نہیں تھا کہ ایک قوم رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب کی سنت سے اعراض کرے گی۔ وہ یہ بات ان لوگوں کے بارے میں کہہ رہے تھے جو روزے سے رہے (اور افطار نہ کیا) پھر اس موقع پر (دعا کرتے ہوئے) کہا: اے اللہ! مجھے اپنی طرف اٹھا لے۔

٢٤١٤- **حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ: حدثنا الْمُعْتَمِرُ عن عُبَيْدِالله، عن نَافِعٍ: أنَّ ابنَ عُمَرَ كَانَ يَخْرُجُ إلَى الْغَابَةِ فَلَا يُفْطِرُ وَلَا يَقْصُرُ.

۲۴۱۴- جناب نافع رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما غابہ کی طرف تشریف لے جاتے تو اس سفر میں نہ افطار کرتے اور نہ قصر۔



فائدہ: [غابہ] مدینے سے شام کی طرف بالائی جانب ایک جگہ کا نام ہے جو تقریباً ایک برید (چار فرسخ / تقریباً ۲۲ کلومیٹر) دور ہے۔ اتنی مسافت پر قصر بھی جائز ہے اور افطار بھی۔ علامہ شوکانی نیل الاوطار میں فرماتے ہیں کہ اس مسئلے میں جس مسافت پر قصر جائز ہے اس پر افطار بھی جائز ہے لیکن اگر کوئی شخص قصر کرتا ہے نہ افطار تو یہ بھی جائز ہے کیونکہ قصر و افطار فرض نہیں ہے بلکہ ایک رخصت ہے جس سے فائدہ اٹھانا افضل ہے لیکن فرض و واجب بہر حال نہیں ہے۔

## (المعجم ٤٧) - **باب** مَنْ يَقُولُ صُمْتُ رَمَضَانَ كُلَّهُ (التحفة ٤٧)

## باب: ۴۷- جو کوئی یہ کہے کہ میں نے سارا رمضان روزے رکھے

٢٤١٥- **حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن الْمُهَلَّبِ بن أبي حَبِيبَةَ: حَدَّثَنا الْحَسَنُ عَنْ أبي بَكْرَةَ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «لَا يَقُولَنَّ أحَدُكُمْ إنِّي صُمْتُ رَمَضَانَ كُلَّهُ

۲۴۱۵- حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی شخص ہرگز یوں نہ کہے کہ میں نے سارا رمضان روزے رکھے اور میں نے سارے رمضان کا قیام کیا۔“ کہتے ہیں مجھے

---

**٢٤١٤ـ تخريج:** [**إسناده صحيح**] أخرجه البيهقي: ٤/ ٢٤١ من حديث أبي داود به.

**٢٤١٥ـ تخريج:** [**إسناده ضعيف**] أخرجه النسائي، الصيام، باب الرخصة في أن يقال لشهر رمضان، رمضان، ح: ٢١١١ من حديث□□ القطان به، وصححه ابن حبان، ح: ٩١٥ ※ الحسن البصري عنعن.

وَقُمْتُهُ كُلَّهُ» فَلَا أَدْرِي أَكَرِهَ التَّزْكِيَةَ أَوْ قَالَ: لَا بُدَّ مِنْ نَوْمَةٍ أَوْ رَقْدَةٍ؟.

معلوم نہیں آپ نے نیکی کونمایاں کرنا مکروہ جانا یا یہ بتانا چاہا کہ بندہ اس دوران میں لازمی طور پر سوتا بھی رہا ہے۔ (تو سارا رمضان صیام وقیام کیونکر ہوگیا؟)

فائدہ: قرآن مجید میں ہے:﴿فَلَا تُزَكُّوا أَنْفُسَكُمْ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقَى﴾(النجم :٣٢)''اپنی نیکیاں اور خوبیاں مت بیان کرو وہ (اللہ تعالیٰ) تقویٰ والوں کوخوب جانتا ہے۔'' یہ حدیث ضعیف ہے۔اس لیے اگر مقصود اپنی بڑائی کا اظہار اور اپنی پاکیزگی کا اعلان نہ ہوتو حکایت کے طور پر اس کا بیان جائز ہے۔

## (المعجم ٤٨) - بَابٌ: فِي صَوْمِ الْعِيدَيْنِ (التحفة ٤٨)

## باب:۴۸- عید کے دنوں میں روزہ رکھنا

٢٤١٦- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ وَزُهَيْرُ ابنُ حَرْبٍ وَهَذَا حَدِيثُهُ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ، عن أبي عُبَيْدٍ قال: شَهِدْتُ الْعِيدَ مَعَ عُمَرَ، فَبَدَأَ بالصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ قال: إنَّ رَسُولَ الله ﷺ نَهَى عَنْ صِيَامِ هٰذَيْنِ الْيَوْمَيْنِ: أَمَّا يَوْمُ الأَضْحَى، فَتَأْكُلُونَ مِنْ لَحْمِ نُسُكِكُمْ وَأَمَّا يَوْمُ الْفِطْرِ فَفِطْرُكُمْ مِنْ صِيَامِكُم.

۲۴۱۶- ابوعبید کہتے ہیں کہ میں عید کے روز حضرت عمر ؓ کے ہاں حاضر تھا۔آپ نے پہلے نماز پڑھائی پھر خطبہ دیا اور کہا: رسول اللہ ﷺ نے (عید کے) ان دو دنوں میں روزے سے منع فرمایا ہے۔قربانی کے دن میں تم اپنی قربانیوں کے گوشت کھاتے ہو اور عیدِ فطر میں تم روزوں سے فارغ ہوتے ہو۔

٢٤١٧- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ: حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ، عن أبي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ قالَ: نَهَى رَسُولُ الله ﷺ عَنْ صِيَامِ يَوْمَيْنِ: يَوْمِ الْفِطْرِ وَيَوْمِ الأَضْحَى، وَعَنْ لِبْسَتَيْنِ:

۲۴۱۷- حضرت ابوسعید خدری ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دو دنوں کے روزوں سے منع فرمایا ہے یعنی عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دنوں میں۔اور دو طرح سے کپڑے لپیٹنے سے روکا ہے: ایک یوں کہ کوئی پوری طرح سے کپڑے میں ایسے لپٹ جائے کہ کوئی عضو

٢٤١٦ـ تخريج: أخرجه مسلم، الصيام، باب تحريم صوم يومي العيدين، ح:١١٣٧، والبخاري، الصوم، باب صوم يوم الفطر، ح:١٩٩٠ من حديث الزهري به.

٢٤١٧ـ تخريج: أخرجه البخاري، الصوم، باب صوم يوم الفطر، ح:١٩٩١، ١٩٩٢ من حديث وهيب، ومسلم، الصيام، باب تحريم صوم يومي العيدين، ح:٨٢٧/ ١٤٠ بعد، حديث: ١١٣٨ من حديث عمرو بن يحيى به.

الصَّمَّاءِ وَأَنْ يَحْتَبِيَ الرَّجُلُ في الثَّوْبِ الْوَاحِدِ، وَعَنِ الصَّلَاةِ في سَاعَتَيْنِ: بَعْدَ الصُّبْحِ وَبَعْدَ الْعَصْرِ.

بھی اس سے باہر نہ رہے۔ اور دوسری صورت یوں کہ اپنے اوپر کپڑا لپیٹ کر اس طرح بیٹھے کہ ایک جانب سے شرمگاہ کو ننگا کر دے۔ اور دو وقت میں نماز پڑھنے سے بھی منع فرمایا ہے یعنی نماز فجر اور نماز عصر کے بعد۔

فوائد ومسائل: ① عید کے دنوں میں روزہ رکھنا حرام ہے۔ ② نماز فجر اور عصر کے بعد نوافل پڑھنا ناجائز ہے لیکن کوئی قضا نماز پڑھنی ہو یا کوئی سببی نماز ہو تو بعض کے نزدیک مباح ہے بشرطیکہ سورج نکلنے یا غروب ہونے والا نہ ہو۔

## (المعجم ٤٩) - باب صِيَامِ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ (التحفة ٤٩)

## باب: ۴۹- ایام تشریق میں روزے رکھنا

٢٤١٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن يَزِيدَ بنِ الهَادِ، عنْ أبي مُرَّةَ مَوْلَى أُمِّ هَانِيءٍ: أَنَّهُ دَخَلَ مَعَ عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو عَلَى أَبِيهِ عَمْرِو بنِ الْعَاصِ، فَقَرَّبَ إلَيْهِمَا طَعَامًا فقَالَ: كُلْ قال: إنِّي صَائِمٌ، فقال عَمْرٌو: كُلْ فَهٰذِهِ الأَيَّامُ الَّتي كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَأْمُرُنَا بِإفْطَارِهَا وَيَنْهَى عنْ صِيَامِهَا.

۲۴۱۸- ابومُرّہ مولیٰ ام ہانی سے روایت ہے کہ وہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کے والد حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے ہاں گئے تو انہوں نے دونوں کو کھانا پیش کیا اور کہا کہ کھاؤ۔ عبداللہ نے کہا: میں روزے سے ہوں۔ تو عمرو نے کہا: کھاؤ' ان دنوں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ ہمیں افطار کا حکم دیا کرتے تھے اور روزوں سے منع فرماتے تھے۔

قال مَالِكٌ: وَهِيَ أَيَّامُ التَّشْرِيقِ.

جناب مالک نے کہا: اس سے مراد ایام تشریق ہیں۔

فوائد ومسائل: ① ماہ ذوالحج کی دسویں تاریخ کے بعد گیارہ' بارہ اور تیرہ تاریخ کے دنوں کو ایام تشریق اور ایام منٰی کہا جاتا ہے۔ اور یہی [اَلْاَيَّامُ الْمَعْدُوْدَات] ہیں۔ تشریق کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ لوگ ان دنوں میں گوشت کے ٹکڑے کرتے اور دھوپ میں بکھیر کر سکھاتے تھے۔

---

٢٤١٨ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ١٩٧ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٣٧٦، ٣٧٧ (أبومصعب، ح: ١٣٦٩)، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢١٤٩، والحاكم: ١/ ٤٣٥، ووافقه الذهبي.

٢٤١٩- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا وَهْبٌ: حَدَّثَنا مُوسَى بنُ عُلَيٍّ؛ ح: وَحَدَّثَنا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا وَكِيعٌ عن مُوسَى بنِ عُلَيٍّ وَالإخْبَارُ في حَدِيثِ وَهْبٍ، قال: سَمِعْتُ أبي: أنَّهُ سَمِعَ عُقْبَةَ بنَ عَامِرٍ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «يَوْمُ عَرَفَةَ وَيَوْمُ النَّحْرِ وَأيَّامُ التَّشْرِيقِ عِيدُنَا أهْلَ الإسْلَامِ وَهِيَ أيَّامُ أكْلٍ وَشُرْبٍ».

۲۴۱۹-حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یوم عرفہ (نویں ذوالحجہ) یوم نحر (دسویں ذوالحجہ' قربانی کا دن) اور ایام تشریق ہم اہل اسلام کے عید کے ایام ہیں۔ یہ کھانے اور پینے کے دن ہیں۔''

فائدہ: ایام تشریق اصلاً عید ہی کے ایام ہیں۔ ان میں عام نفلی روزہ رکھنا جائز نہیں۔ البتہ حج تمتع والا اگر قربانی کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو اس پر دس روزے لازم آتے ہیں۔ تین دن ایام حج میں اور سات گھر واپس آ کر۔ چنانچہ اس کو رخصت ہے کہ ایام تشریق میں یہ روزے رکھ لے۔ سورۂ بقرہ میں ہے: ﴿فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِى الْحَجِّ وَ سَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ﴾ (البقرة :١٩٦) البتہ اس میں یوم عرفہ کا جو ذکر ہے کہ اس دن بھی روزہ رکھنا صحیح نہیں ہے' تو یہ بات حاجیوں کے لیے ہے۔ ان کے لیے روزہ نہ رکھنا بہتر ہے' تاکہ وہ عرفات میں وقوف کی عبادت صحیح طریقے سے کر سکیں۔ لیکن غیر حاجیوں کیلئے یوم عرفہ (۹ ذوالحجہ) کے روزے کی یہی فضیلت ہے کہ ان کیلئے یہ دو سال کے گناہوں کا کفارہ ہے۔

## (المعجم ٥٠) - باب النَّهْيِ أنْ يُخَصَّ يَوْمُ الْجُمُعَةِ بِصَوْمٍ (التحفة ٥٠)

## باب: ۵۰- جمعے کا دن خاص کر کے روزہ رکھنا منع ہے

٢٤٢٠- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا أبُو مُعَاوِيَةَ عن الأعْمَشِ، عن أبي صَالِحٍ، عَنْ أبي هُرَيْرَةَ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ:

۲۴۲۰-حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص جمعے کا روزہ نہ رکھے مگر یہ کہ اس سے پہلے ایک دن روزہ رکھے یا ایک

٢٤١٩ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ماجاء في كراهية صوم أيام التشريق، ح: ٧٧٣ من حديث وكيع به، وقال: "حسن صحيح"، ورواه النسائي، ح: ٣٠٠٧.

٢٤٢٠ـ تخريج: أخرجه مسلم، الصيام، باب كراهة إفراد يوم الجمعة بصوم لا يوافق عادته، ح: ١١٤٤ من حديث أبي معاوية الضرير، والبخاري، الصوم، باب صوم يوم الجمعة . . . الخ، ح: ١٩٨٥ من حديث الأعمش به.

«لَا يَصُمْ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِلَّا أَنْ يَصُومَ قَبْلَهُ بِيَوْمٍ أَوْ بَعْدَهُ» .

دن بعد۔“

فائدہ: روزے کے لیے صرف جمعہ کے دن کو خاص کر لینا یا رات کے قیام ونوافل کے لیے جمعہ کی رات کو خاص اہتمام کرنا جائز نہیں۔ اس منع کی علت رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں۔ سوائے اس کے کہ جمعہ کے دن کو عید کا دن کہا گیا ہے اور یہ خاص ذکر وعبادت کا دن ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں اور پھر علامہ شوکانی رحمہ اللہ نے نیل الاوطار (۲۸۱/۴) میں ان علل کا ذکر کیا ہے اور اشکالات بھی وارد کیے ہیں۔ کچھ لوگ جمعہ کی رات کو صلاۃ الرغائب پڑھتے ہیں جو صوفیوں کی ایجاد کردہ بدعت ہے۔ بعض اوقات جمعرات اور جمعہ یا ان راتوں کو درس وتبلیغ کا اہتمام کیا جاتا ہے تو اس میں ان شاء اللہ کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ یہ مجالس معروف عبادت نہیں۔ یہ اعمال انتظام وسہولت کے پیش نظر ہوتے ہیں' جمعے کی خصوصیت سے نہیں۔ واللہ اعلم.

## (المعجم ٥١) - باب النَّهْيِ أَنْ يُخَصَّ يَوْمُ السَّبْتِ بِصَوْمٍ (التحفة ٥١)

## باب:۵۱- ہفتے کے دن کو بطور خاص روزہ رکھنا منع ہے

٢٤٢١- حَدَّثَنا حُمَيْدُ بنُ مَسْعَدَةَ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ بنُ حَبِيبٍ؛ ح: وحدثنا يَزِيدُ ابنُ قُبَيْسٍ مِنْ أَهْلِ جَبَلَةَ: حَدَّثَنا الْوَلِيدُ جَمِيعًا عَنْ ثَوْرِ بنِ يَزِيدَ، عَنْ خَالِدِ بنِ مَعْدَانَ، عَنْ عَبْدِ الله بن بُسْرٍ السُّلَمِيِّ، عنْ أُخْتِهِ - وَقال يَزِيدُ: الصَّمَّاءِ - أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «لَا تَصُوموا يَوْمَ السَّبْتِ إِلَّا فِيمَا افْتُرِضَ عَلَيْكُم وَإِنْ لَمْ يَجِدْ أَحَدُكُمْ إِلَّا لِحَاءَ عِنَبٍ أَوْ عُودَ شَجَرَةٍ فَلْيَمْضَغْهُ» .

۲۴۲۱- جناب عبداللہ بن بُسر سُلمی کی ہمشیرہ صماء ؓ سے مروی ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ”ہفتے کے دن کا روزہ نہ رکھو' سوائے ان ایام کے جن میں تم پر یہ فرض ہوں۔ ہفتے کے دن اگر تمہیں انگور کی شاخ کا چھلکا میسر آئے یا کسی درخت کی لکڑی تو اسے ہی چبالو۔“ (اپنے آپ کو بے روزہ بنالو۔)

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هذا الحَدِيثُ مَنْسُوخٌ.

امام ابوداود نے کہا: یہ حدیث منسوخ ہے۔

---

٢٤٢١ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ماجاء في صوم يوم السبت، ح:٧٤٤، وابن ماجه، ح:١٧٢٦ عن حميد بن مسعدة به، وقال الترمذي: "حسن".

[قَالَ أَبُو دَاوُدَ: عَبدُاللهِ بْنُ بُسْرٍ حِمْصِيٌّ] وَهَذَا الحَدِيثُ مَنْسُوخٌ، نَسَخَهُ حَدِيثُ جُوَيْرِيَةَ.

امام ابوداود نے کہا: عبداللہ بن بُسر حمصی ہیں اور یہ حدیث منسوخ ہے۔ اس کو حضرت جویریہ کی حدیث نے (جو آگے آرہی ہے) منسوخ کر دیا ہے۔

**فوائد ومسائل:** ہفتے کا دن یہودیوں کی عبادت کا دن ہے اور ہمیں ان کی مخالفت کا حکم ہے لہٰذا آگے پیچھے کے دن ساتھ مل جائیں یا ملا لیے جائیں تو کوئی حرج نہیں' مثلاً ایام بیض' ایام عاشورا وغیرہ لیکن اگر قضا یا نذر کا روزہ ہو یا یوم عرفہ ہفتے کے دن میں پڑ رہا ہو یا کوئی صوم داود کا عامل ہو تو ہفتے کے دن کا روزہ مباح ہوگا۔ کیونکہ یہ تخصیص نہیں۔ امام ابوداود کا اس حدیث کو منسوخ کہنے سے مراد بقول علامہ البانی رحمہ اللہ' شاید ابن حبان اور حاکم کی یہ روایت ہو ''جناب کریب مولیٰ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ مجھ کو حضرت ابن عباس اور چند دیگر اصحاب رسول ﷺ نے ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بھیجا کہ ان سے پوچھ کر آؤں کہ رسول اللہ ﷺ زیادہ تر کن دنوں میں روزے رکھتے تھے۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہفتے اور اتوار کو۔ میں یہ جواب لے کر ان حضرات کی خدمت میں پہنچا اور انہیں بتایا تو انہوں نے اس پر (تعجب آمیز) انکار کیا۔ اور پھر وہ سبھی ام المومنین کی خدمت میں چلے گئے اور ان سے کہا: ہم نے آپ سے یہ یہ پچھوایا تھا اور آپ نے یوں یوں جواب دیا ہے تو انہوں نے کہا کہ اس نے سچ کہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ ہفتے اور اتوار کے دنوں میں اکثر روزہ رکھا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ یہ مشرکین کے عید کے دن ہیں اور میں ان کی مخالفت کرنا چاہتا ہوں۔'' امام حاکم نے اس کی سند کو صحیح کہا ہے اور ذہبی نے بھی ان کی موافقت کی ہے مگر علامہ عبدالحق الاشبیلی رحمہ اللہ نے ''الاحکام الوسطیٰ'' میں اس کی سند کو ضعیف کہا ہے اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے بھی اسے ہی ترجیح دی ہے۔ (ارواء الغلیل' حدیث: ۹۶۰) الغرض حدیث صحیح اور محکم ہے منسوخ نہیں اور عنوان باب ہی سے سب اشکالات ختم ہو جاتے ہیں' یعنی اس دن کو خاص کرنا جائز نہیں' جمعے یا اتوار کا دن ساتھ ملا لینا ضروری ہے۔

## (المعجم ٥٢) - بَاب الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ (التحفة ٥٢)

## ہفتے کے دن روزہ رکھنے کی رخصت

٢٤٢٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنَا هَمَّامٌ عن قَتَادَةَ؛ ح: وحدثنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ: حَدَّثَنا هَمَّامٌ: حدثنا قَتَادَةُ عنْ أبي أيُّوبَ - قال حَفْصٌ الْعَتَكِيُّ -، عن جُوَيْرِيَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ:

۲۴۲۲- حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ (ایک بار) نبی ﷺ جمعہ کے دن ان کے ہاں تشریف لائے جبکہ یہ روزہ سے تھیں۔ آپ نے دریافت فرمایا: ''کیا تم نے کل (جمعرات کو) روزہ رکھا تھا؟'' کہنے لگیں کہ نہیں۔ فرمایا: ''کیا کل (ہفتے) کو روزہ رکھو

---

٢٤٢٢ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الصوم، باب صوم يوم الجمعة وإذا أصبح صائمًا . . . الخ، ح: ١٩٨٦ من حديث قتادة به.

أنَّ النَّبيَّ ﷺ دَخلَ عَلَيْهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَهِيَ صَائِمَةٌ. قال: «أَصُمْتِ أَمْسِ؟» قالَتْ: لَا، قال: «تُرِيدِينَ أنْ تَصُومي غَدًا؟» قالَتْ: لَا، قالَ: «فَأَفْطِرِي».

گی؟'' کہنے لگیں کہ نہیں۔فرمایا:''تو افطار کر دو۔''

فائدہ: ہفتے کے دن کا روزہ رکھا جا سکتا ہے مگر آگے پیچھے کا کوئی ایک دن ساتھ ملا کر۔ایسے ہی جمعے کے متعلق گزر چکا ہے۔

**٢٤٢٣- حَدَّثنا** عَبْدُ المَلِكِ بنُ شُعَيْبٍ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ قال: سَمِعْتُ اللَّيْثَ يُحَدِّثُ عن ابنِ شِهَابٍ: أَنَّهُ كَانَ إذَا ذُكِرَ لَهُ أَنَّهُ نُهِيَ عن صِيَامِ يَوْمِ السَّبْتِ. يقُولُ ابنُ شِهَابٍ: هٰذَا حَدِيثٌ حِمْصِيٌّ.

۲۴۲۳-امام ابن شہاب زہری کے متعلق آتا ہے کہ ان سے جب یہ ذکر کیا جاتا کہ ہفتے کے دن کا روزہ رکھنے سے منع کیا گیا ہے تو وہ کہتے: یہ حدیث حمصی ہے۔

فوائد ومسائل: مذکورہ بالا (حدیث:۲۴۲۱) عبداللہ بن بسر کی سند میں ثور بن یزید اور خالد بن معدان اہل حمص سے ہیں۔اور اس جملے میں اس کے ضعف کی طرف اشارہ ہے' مگر علامہ البانی رحمہ اللہ کی تحقیق قابل داد ہے' ارواء الغلیل (ج۴'ص:۱۲۴'حدیث:۹۶۰) میں فرماتے ہیں: اس حدیث کی تین سندیں ہیں اور تینوں صحیح ہیں۔ان کی روشنی میں اس پر یہ طعن ''اسراف'' ہے۔ایسے ہی امام مالک کا (درج ذیل) قول کہ یہ ''جھوٹ ہے'' بعید از صواب ہے۔

**٢٤٢٤- حَدَّثَنا** مُحَمَّدُ بنُ الصَّبَّاحِ بنِ سُفْيَانَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عنِ الأَوْزَاعِيِّ قال: مَا زِلْتُ لَهُ كَاتِمًا حَتَّى رَأَيْتُهُ انْتَشَرَ يَعني حَدِيثَ ابْنِ بُسْرٍ هٰذَا في صَوْمِ يَوْمِ السَّبْتِ.

۲۴۲۴-امام اوزاعی نے کہا: میں ایک مدت تک اس روایت کو چھپائے رہا۔یعنی مذکورہ بالا حدیث عبداللہ بن بسر جو کہ ہفتے کے دن روزہ رکھنے کے بارے میں ہے حتی کہ میں نے دیکھا کہ مشہور ہو گئی ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قال مَالِكٌ: هٰذا كَذِبٌ.

امام ابوداود نے کہا: امام مالک نے اس کو ''جھوٹ'' کہا ہے۔



---

**٢٤٢٣ـ تخريج: [إسناده صحيح]** تقدم تخريجه، وانظر الحديث السابق: ٢٤٢١.

**٢٤٢٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف]** * الوليد بن مسلم عنعن، وقول مالك لم يثبت عنه لانقطاعه، أبوداود لم يدرك مالكًا.

فائدہ: مذکورہ تفصیل سے واضح ہے کہ جمعے کے دن کی طرح صرف ہفتے کے دن بھی روزہ رکھنا ممنوع ہے۔ مگر یہ کہ اس کے ساتھ اتوار کا یا جمعہ کا روزہ ملا لیا جائے' پھر جمعے اور ہفتے کا روزہ جائز ہوگا۔ اسی طرح ان دونوں دنوں (جمعہ اور ہفتہ) میں فرضی روزہ' نذر کا روزہ' فوت شدہ روزوں کی قضا کا روزہ' کفارے کا روزہ' اس دن عرفہ یا عاشورا آ جائے تو ان کا روزہ' یہ سارے روزے رکھنے جائز ہوں گے۔

(المعجم ٥٣) - بَابٌ: فِي صَوْمِ الدَّهْرِ تَطَوُّعًا (التحفة ٥٣)

باب:٥٣-سدا نفلی روزے سے رہنا

٢٤٢٥- حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ بنُ حَرْبٍ وَمُسَدَّدٌ قالَا: حَدَّثَنا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ عن غَيْلَانَ بنِ جَرِيرٍ، عن عَبْدِ الله بنِ مَعْبَدٍ الزِّمَّانِيِّ، عن أبي قَتَادَةَ: أنَّ رَجُلًا أتَى النَّبيَّ ﷺ فقال: يَارَسُولَ الله! كَيْفَ تَصُومُ؟ فَغَضِبَ رَسُولُ الله ﷺ مِنْ قَوْلِهِ، فَلَمَّا رَأى ذٰلِكَ عُمَرُ قال: رَضِينَا بالله رَبًّا وَبالإسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا، نَعُوذُ بالله مِنْ غَضَبِ الله وَغَضَبِ رَسُولِهِ، فَلَمْ يَزَلْ عُمَرُ يُرَدِّدُهَا حَتَّى سَكَنَ غَضَبُ النَّبيِّ ﷺ، فقالَ: يَارَسُولَ الله! كَيْفَ بِمَنْ يَصُومُ الدَّهْرَ كُلَّهُ؟ قال: «لَا صَامَ وَلا أفْطَرَ». قال مُسَدَّدٌ: «لم يَصُمْ وَلم يُفْطِرْ - أوْ - مَا صَامَ وَلا أفْطَرَ» - شَكَّ غَيْلَانُ - قال: يارَسُولَ الله! كَيْفَ بِمَنْ يَصُومُ يَوْمَيْنِ وَيُفْطِرُ يومًا؟ قال: «أوَ يُطِيقُ ذٰلِكَ أحَدٌ؟» قالَ: يارَسُولَ الله! فَكَيْفَ بِمَنْ يَصُومُ يَوْمًا

٢٤٢٥-حضرت ابوقتادہ ؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! آپ روزے کس طرح رکھتے ہیں؟ تو رسول اللہ ﷺ اس کی بات سے ناراض ہو گئے۔ جب حضرت عمر ؓ نے یہ صورت حال دیکھی تو بولے: ہم اللہ تعالیٰ کے رب ہونے' اسلام کے دین ہونے اور محمد ﷺ کے نبی ہونے پر راضی ہیں' ہم اللہ کی پناہ چاہتے ہیں کہ وہ ہم پر ناراض ہو یا اس کا رسول۔ اور حضرت عمر ؓ اپنی یہ بات مسلسل دہراتے رہے حتی کہ نبی ﷺ کا غصہ زائل ہو گیا۔ پھر (حضرت عمر ؓ نے) کہا: اے اللہ کے رسول! وہ آدمی کیسا ہے جو ہمیشہ ہی روزے سے رہتا ہو؟ آپ نے فرمایا: ''اس نے روزہ رکھا نہ افطار کیا۔'' مسدد کے الفاظ تھے: [لَمْ يَصُمْ وَلَمْ يُفْطِرْ ...... يا مَا صَامَ وَلَا أَفْطَرَ] یہ شک غیلان کو ہوا ہے۔ (حضرت عمر ؓ نے) کہا: اے اللہ کے رسول! وہ آدمی کیسا ہے جو دو دن روزہ رکھے اور ایک دن افطار کرے؟ آپ نے فرمایا: ''کیا بھلا کسی کو اس کی طاقت بھی ہے؟'' حضرت عمر ؓ نے



٢٤٢٥ـ تخريج: أخرجه مسلم، الصيام، باب استحباب صيام ثلاثة أيام من كل شهر . . . الخ، ح: ١١٦٢ من حديث غيلان بن جرير به.

وَيُفْطِرُ يَوْمًا؟ قال: «ذَاكَ صَوْمُ دَاوُدَ». قال: يارَسُولَ الله! فكَيْفَ بِمَنْ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمَيْنِ؟ قال: «وَدِدْتُ أَنِّي طُوِّقْتُ ذٰلِكَ»، ثُمَّ قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «ثَلَاثٌ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَرَمَضَانُ إلى رَمَضَانَ، فَهٰذَا صِيَامُ الدَّهْرِ كُلِّهِ. وَصِيَامُ عَرَفَةَ إنِّي أَحْتَسِبُ عَلَى الله أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي قَبْلَهُ وَالسَّنَةَ الَّتِي بَعْدَهُ، وَصَوْمُ يَوْمِ عَاشُورَاءَ، إنِّي أَحْتَسِبُ عَلَى الله أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي قَبْلَهُ».

کہا: اے اللہ کے رسول! اور وہ آدمی کیسا ہے جو ایک دن روزہ رکھے اور ایک دن افطار کرے؟ آپ نے فرمایا: ”یہ حضرت داود علیہ السلام کا روزہ ہے۔“ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اور وہ آدمی کیسا ہے جو ایک دن روزہ رکھے اور دو دن افطار کرے؟ آپ نے فرمایا: ”میرا جی چاہتا ہے کہ مجھے اس کی طاقت دی جاتی۔“ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تین دن ہر مہینے میں اور رمضان سے رمضان تک (ہر رمضان میں پورے روزے رکھنا) یہی صیام الدھر ہے۔ (سدا روزے سے رہنا ہے) اور عرفہ کا روزہ۔ میں اللہ سے امید رکھتا ہوں کہ وہ اسے ایک سال گزشتہ اور ایک سال آئندہ کا کفارہ بنا دے گا...... اور عاشورۂ محرم کا روزہ...... میں اللہ سے امید رکھتا ہوں کہ وہ اسے گزشتہ ایک سال کا کفارہ بنا دے گا۔“



**فوائد ومسائل:** ① رسول اللہ ﷺ کا ناراض ہونا اس بنا پر تھا کہ اس نے اپنی ہمت اور طاقت سے زیادہ کا سوال کیا تھا۔ جبکہ اس سلسلے میں کوئی شخص آپ ﷺ کے ہم پلہ نہیں ہو سکتا۔ ② صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم مزاج شناس رسول تھے‘ بالخصوص حضرت عمر رضی اللہ عنہ‘ وہ جانتے تھے کہ آپ کا غصہ کس طرح سے دور ہو سکتا ہے اور وہ تھا...... ایک اللہ کی ربوبیت‘ محمد ﷺ کی رسالت ونبوت اور اسلام کے دین ہونے کا اقرار‘ بلکہ اس کے لیے دلی طور پر رضا مندی کا اظہار کرنا۔ ③ بغیر کسی انقطاع کے مسلسل روزے رکھنے پر نبی ﷺ نے بطور وعید فرمایا کہ ایسے شخص کو نہ روزوں کا ثواب ملا اور نہ اس نے افطار کا لطف پایا‘ یعنی جائز نہیں ہے۔ دوسری صورت کہ دو دن روزہ رکھنا اور ایک دن افطار کرنا‘ یہ بھی ایک بھاری اور مشکل عمل ہے‘ تیسری صورت میں بھی مشقت ہے مگر اس سے بھی آسان ترین اور اجر میں کامل ہر مہینے میں تین روزے رکھنا مرغوب ومطلوب ہے۔ ④ عاشورا اگرچہ دسویں محرم کو کہتے ہیں مگر اس کے لیے بھی ایک دن پہلے یا بعد میں روزہ رکھنا چاہیے۔ (مزید تفصیل آگے احادیث: ۲۴۴۲ و مابعد میں آ رہی ہے۔) ⑤ گزشتہ سال کا کفارہ اس معنی میں ہے کہ اس کی تقصیرات معاف کر دی جاتی ہیں اور آئندہ سال کا کفارہ اس معنی میں ہے کہ اللہ اسے گناہوں سے محفوظ رکھے گا یا اگر ہو جائیں تو معاف فرما دے گا۔ خیال رہے کہ اس قسم کی تمام ترغیبی وتشویقی احادیث اس امر سے مشروط ہیں کہ یہ اعمال صالحہ اللہ تعالیٰ کے ہاں شرف قبولیت پا لیں‘ تبھی یہ اجر مرتب ہوگا...... اور کسے خبر کہ اس کا عمل فی الواقع قبول ہو گیا ہے۔ اس لیے مومن اعمال خیر کر کے کسی دھوکے میں نہیں آ سکتا۔ بلکہ قبولیت کی امید پر

مزید اعمال صالحہ کے لیے محنت کرتا اور فکرمند رہتا ہے کہ کہیں اس کے اعمال رد ہی نہ کر دیے جائیں۔

**٢٤٢٦- حَدَّثَنا** مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حدثنا مَهْدِيٌّ: حَدَّثَنا غَيْلَانُ عن عَبْدِ الله ابنِ مَعْبَدٍ الزِّمَّانِيِّ، عن أبي قَتَادَةَ بِهٰذَا الحَدِيثِ. زَادَ: قال: يارَسُولَ الله! أرَأَيْتَ صَوْمَ يَوْمِ الاثْنَيْنِ وَيَوْمِ الْخَمِيسِ؟ قال: «فِيهِ وُلِدْتُ وَفِيهِ أُنْزِلَ عَلَيَّ الْقُرْآنُ».

۲۴۲۶- حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے اس روایت میں مروی ہے (موسیٰ بن اسماعیل نے) مزید کہا: اے اللہ کے رسول! سوموار اور جمعرات کے روزے کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''اس روز میری ولادت ہوئی اور اسی میں مجھ پر قرآن نازل کیا گیا۔'' (سوموار کے دن۔)

**فائدہ:** رسول اللہ ﷺ رحمۃ للعالمین ہیں' آپ کی ولادت باسعادت کا دن مبارک اور خوشی کا دن ہے مگر اس خوشی کے اظہار اور اللہ عزوجل کے شکر ادا کرنے کا مشروع ومسنون طریقہ یہی ہے کہ اس دن روزہ رکھا جائے...... کجا یہ مبارک سنت اور کہاں اہل بدعت کی وہ مذموم بدعت کہ جس کا سال بعد نہایت مسرفانہ انداز میں اہتمام کیا جاتا ہے۔
[اَللّٰهُمَّ أَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنَا اتِّبَاعَهٗ وَأَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَّارْزُقْنَا اجْتِنَابَهٗ]

**٢٤٢٧- حَدَّثَنا** الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنَا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن ابنِ المُسَيَّبِ وَأبي سَلَمَةَ، عن عَبْدِ الله بنِ عَمْرِو بنِ الْعَاصِ قال: لَقِيَنِي رَسُولُ الله ﷺ فقال: «أَلَمْ أُحَدَّثْ أنَّكَ تَقُولُ: لأَقُومَنَّ اللَّيْلَ وَلأَصُومَنَّ النَّهَارَ؟» قال: أحْسِبُهُ قال: نَعَمْ يارَسُولَ الله! قَدْ قُلْتُ ذَاكَ قال: «قُمْ وَنَمْ وَصُمْ وَأَفْطِرْ وَصُمْ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أيَّامٍ وَذَاكَ مِثْلُ صِيَامِ الدَّهْرِ»، قال: قُلْتُ:

۲۴۲۷- حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ مجھ سے ملے اور فرمایا: ''مجھے بتایا گیا ہے کہ تم کہتے ہو: میں رات بھر قیام اور دن کو روزہ ہی رکھا کروں گا؟'' میں نے کہا: ہاں اے اللہ کے رسول! میں نے ایسا کہا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''(رات کو) قیام کرو اور آرام بھی کرو' روزے رکھو اور افطار بھی کرو (بلکہ) ہر مہینے میں تین روزے رکھا کرو' یہ صیام دہر کی مانند ہوں گے۔'' (گویا زمانہ بھر روزے رکھے)۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''ایک دن روزہ رکھ

---

**٢٤٢٦ـ تخريج:** [صحيح] أخرجه البيهقي في شعب الإيمان، ح: ٣٨٤٥ من حديث أبي داود به.

**٢٤٢٧ـ تخريج:** أخرجه البخاري، الصوم، باب صوم الدهر، ح: ١٩٧٦، ومسلم، الصيام، باب النهي عن صوم الدهر لمن تضرر به . . . الخ، ح: ١١٥٩ من حديث الزهري به، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ٧٨٦٢

يَارَسُولَ الله! إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ. قال: «فَصُمْ يَوْمًا وَأَفْطِرْ يَوْمَيْنِ». قال: فَقُلْتُ: إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ. قال: «فَصُمْ يَوْمًا وَأَفْطِرْ يَوْمًا، وَهُوَ أَعْدَلُ الصِّيَامِ وَهُوَ صِيَامُ دَاوُدَ». قُلْتُ: إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ، فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لا أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ».

کر دو دن افطار کر لیا کرو۔'' میں نے کہا: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ فرمایا: ''تو ایک دن روزہ رکھا کرو اور ایک دن افطار کر لیا کرو' یہ روزے رکھنے کی معتدل صورت ہے اور یہ صیام داود ہے۔'' میں نے کہا: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''اس سے بڑھ کر کچھ افضل نہیں۔''

فائدہ: رسول اللہ ﷺ کی تعلیم وتلقین عمل میں انتہائی خفیف اور اجر میں بہت عظیم ہے مگر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی طبیعت زیادہ کی حریص تھی اس لیے زیادہ کی اجازت طلب کرتے رہے مگر جب بڑھاپے میں کمزور ہو گئے تو کہا کرتے تھے: ''کاش میں نے رسول اللہ ﷺ کے فرمائے ہوئے تین دن قبول کر لیے ہوتے' وہ مجھے میرے اہل اور مال سے زیادہ محبوب تھے۔'' (صحیح مسلم' الصیام' حدیث: ۱۱۵۹)



## (المعجم ٥٤) - بَابٌ: فِي صَوْمِ أَشْهُرِ الْحُرُمِ (التحفة ٥٤)

## باب: ۵۴-حرمت والے مہینوں میں روزہ رکھنے کے احکام ومسائل

٢٤٢٨- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن سَعِيدٍ الْجُرَيْرِيِّ، عن أبي السَّلِيلِ، عن مُجِيبَةَ الْبَاهِلِيَّةِ، عن أَبِيهَا أَوْ عَمِّهَا: أَنَّهُ أتى رَسُولَ الله ﷺ، ثُمَّ انْطَلَقَ فَأَتَاهُ بَعْدَ سَنَةٍ وَقَدْ تَغَيَّرَتْ حَالُهُ وَهَيْئَتُهُ، فقال: يَارَسُولَ الله! أَمَا تَعْرِفُنِي؟ قال: «وَمَنْ أَنْتَ؟» قال: أنَا الْبَاهِلِيُّ الَّذي جِئْتُكَ عَامَ الأَوَّلِ، قال: «فَمَا غَيَّرَكَ وَقَدْ كُنْتَ حَسَنَ الْهَيْئَةِ؟» قُلْتُ: مَا أَكَلْتُ طَعَامًا مُنْذُ فَارَقْتُكَ إِلَّا بِلَيْلٍ، فقال رَسُولُ

۲۴۲۸- حضرت مجیبہ الباہلیہ رضی اللہ عنہا اپنے والد یا چچا سے روایت کرتی ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا۔ پھر ایک سال کے بعد (دوبارہ) آیا تو اس کی حالت وکیفیت بدلی ہوئی تھی۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ نے مجھے پہچانا نہیں؟ آپ نے فرمایا: ''تم کون ہو؟'' اس نے کہا: میں وہی باہلی ہوں جو پچھلے سال آیا تھا۔ آپ نے پوچھا: ''تمہاری حالت اس طرح غیر کیوں ہو رہی ہے' حالانکہ تم اچھے بھلے تھے؟'' کہنے لگا: جب سے میں آپ کے پاس سے گیا ہوں میں نے یہ معمول بنا لیا ہے کہ بس رات ہی کو کھانا کھاتا

٢٤٢٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الصيام، باب صيام أشهر الحرم، ح: ١٧٤١ من حديث سعيد الجريري به * ينظر في حال مجيبة.

الله ﷺ: «لِمَ عَذَّبْتَ نَفْسَكَ؟»، ثُمَّ قال: «صُمْ شَهْرَ الصَّبْرِ وَيَوْمًا مِنْ كُلِّ شَهْرٍ»، قال: «زِدْني فإنَّ بِي قُوَّةً»، قال: «صُمْ يَوْمَيْنِ»، قال: زِدْنِي، قال: «صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّام»، قال: زِدْنِي، قال: «صُمْ مِنَ الْحُرُمِ وَاتْرُكْ، صُمْ مِنَ الْحُرُمِ وَاتْرُكْ، صُمْ مِنَ الْحُرُمِ وَاتْرُكْ»، وَقال بِأَصَابِعِهِ الثَّلَاثَةِ فَضَمَّهَا ثُمَّ أَرْسَلَهَا.

ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے اپنے آپ کو عذاب میں کیوں ڈال رکھا ہے؟'' پھر فرمایا: ''ماہ صبر (رمضان) کے روزے رکھا کرو اور پھر ہر مہینے ایک روزہ۔'' اس نے کہا: مجھے مزید کی اجازت دیجیے' یقیناً میں طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''دو دن روزے رکھو۔'' اس نے کہا: مجھے زیادہ کی اجازت دیجیے' آپ نے فرمایا: ''تین دن رکھ لیا کرو۔'' اس نے کہا: میرے لیے زیادہ کیجیے۔ آپ نے فرمایا: ''حرمت کے مہینوں میں روزے رکھو اور چھوڑ دو' حرمت کے مہینوں میں روزے رکھو اور چھوڑ دو' حرمت کے مہینوں میں روزے رکھو اور چھوڑ دو۔'' اور آپ ﷺ نے تین انگلیوں سے اشارہ فرمایا۔ پہلے ان کو بند کیا پھر کھول دیا۔



فائدہ: سال میں چار مہینے حرمت والے ہیں: ذوالقعدہ' ذوالحجہ' محرم اور رجب۔ قرآن مجید میں ہے: ﴿إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِندَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ﴾ (التوبة:٣٦) ''اللہ عزوجل کے ہاں مہینوں کی گنتی بارہ مہینے ہے اللہ کی کتاب میں' جب سے اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے۔ ان میں سے چار حرمت والے ہیں۔''

## (المعجم ٥٥) - بَابٌ: فِي صَوْمِ الْمُحَرَّمِ (التحفة ٥٥)

## باب:۵۵- ماہ محرم میں روزے کا بیان

**٢٤٢٩- حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ وَقُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ قالَا: حَدَّثَنا أَبُو عَوَانَةَ عن أبي بِشْرٍ، عن حُمَيْدِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عن أبي هُرَيْرَةَ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «أَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ شَهْرِ رَمَضَانَ شَهْرُ الله الْمُحَرَّمُ، وَإِنَّ أَفْضَلَ الصَّلَاةِ بَعْدَ

۲۴۲۹- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سب سے افضل روزے ماہ رمضان کے بعد' اللہ کے مہینے محرم کے روزے ہیں' اور سب سے افضل نماز فرضوں کے بعد رات کی نماز ہے۔'' قتیبہ بن سعید نے [شَهر] کا لفظ استعمال نہیں کیا' بلکہ صرف [رمضان] کہا۔

---

**٢٤٢٩- تخريج:** أخرجه مسلم، الصيام، باب فضل صوم المحرم، ح: ١١٦٣ عن قتيبة به.

الْمَفْرُوضَةِ صَلَاةٌ مِنَ اللَّيْلِ»، لَمْ يَقُلْ قُتَيْبَةُ: «شَهْرِ» قال: «رَمضانَ».

فائدہ: محرم کے مہینے میں نفلی روزوں کی بڑی فضیلت ہے۔ علاوہ ازیں عاشورۂ محرم اور اس کے ساتھ ایک دن اور ملا کر روزہ رکھنے کا مسئلہ ہے جس کی تفصیل آگے آ رہی ہے۔

٢٤٣٠- حَدَّثَنا إِبْرَاهِيمُ بنُ مُوسَى: أخبرنَا عِيسَى: حَدَّثَنا عُثْمَانُ يَعْنِي ابنَ حَكِيمٍ قال: سَأَلْتُ سَعِيدَ بنَ جُبَيْرٍ عن صِيَامِ رَجَبٍ، فقال: أخبرني ابنُ عَبَّاسٍ: أنَّ رَسُولَ الله ﷺ كَانَ يَصُومُ حَتَّى نَقُولَ: لَا يُفْطِرُ، وَيُفْطِرُ حتى نَقُولَ: لَا يَصُومُ.

۲۴۳۰- عثمان بن حکیم کہتے ہیں کہ میں نے سعید بن جبیر سے رجب کے روزے کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے کہا: مجھے ابن عباس ؓ نے خبر دی ہے کہ رسول اللہ ﷺ روزے رکھا کرتے تو ہم کہتے: اب نہیں چھوڑیں گے اور کبھی چھوڑ دیتے تو ہم کہتے: اب نہیں رکھیں گے۔

توضیح: رجب' حرمت والے مہینوں میں سے ہے۔ اور اس حدیث کی روشنی میں کہا جا سکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس مہینے میں خوب روزے رکھتے تھے۔ یا یہ مراد ہے کہ دیگر مہینوں کی طرح کبھی رکھتے اور کبھی نہ رکھتے تھے۔ اس کا کوئی خاص حکم نہیں ہے۔ واللہ اعلم.

(المعجم ٥٦) - بَابٌ: فِي صَوْمِ شَعْبَانَ (التحفة ٥٦)

باب:۵۶- ماہ شعبان میں روزے رکھنے کا بیان

٢٤٣١- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بنُ مَهْدِيٍّ عنْ مُعَاوِيَةَ ابنِ صَالِحٍ، عن عَبْدِ الله بنِ أَبِي قَيْسٍ: سَمِعَ عَائِشَةَ [رضي الله عنها] تَقُولُ: كَانَ أَحَبُّ الشُّهُورِ إِلَى رَسُولِ الله ﷺ أَنْ يَصُومَهُ شَعْبَانُ ثُمَّ يَصِلَهُ بِرَمَضَانَ.

۲۴۳۱- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ روزے رکھنے کے لیے رسول اللہ ﷺ کو شعبان کا مہینہ سب سے زیادہ پسند تھا پھر آپ اسے (گویا) رمضان ہی سے ملا دیتے تھے۔



---

٢٤٣٠ـ تخريج: أخرجه مسلم، الصيام، باب صيام النبي ﷺ في غير رمضان . . . الخ، ح: ١١٥٧ عن إبراهيم بن موسى به، واختصره البخاري، ح: ١٩٧١ من حديث سعيد بن جبير به.

٢٤٣١ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الصيام، باب صوم النبي ﷺ بأبي هو وأمي، وذكر اختلاف ◄◄

**توضیح:** مختلف روایات کی روشنی میں حضرت عائشہ ؓ کا یہ بیان یا تو مبالغہ پر مبنی ہے' یا یہ مقصد ہے کہ آپ ﷺ بعض اوقات روزے ابتدائے مہینہ میں رکھتے' کبھی درمیان مہینہ میں اور کبھی آخر مہینہ میں' یا یہ مقصد ہے کہ خال خال ہی کسی دن ناغہ کرتے تھے ورنہ عام ایام میں روزے ہی رکھتے تھے۔ ماہِ شعبان فضیلت والا مہینہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ اس مہینے میں کثرت سے روزے رکھا کرتے تھے اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس مہینے میں بندوں کے اعمال اللہ تعالیٰ کے ہاں پیش کیے جاتے ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ جب میرے اعمال پیش کیے جائیں تو میں روزے سے ہوں۔ (سنن النسائی' الصیام' حدیث:۲۳۵۹) اسی طرح شعبان کی پندرھویں رات کی فضیلت کی بابت ایک حدیث سنداً صحیح ہے اس میں آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس رات شرک کرنے اور بغض و کینہ رکھنے والے کے سوا تمام لوگوں کی مغفرت فرما دیتا ہے۔ (مجمع الزوائد' ۶۵/۸ وابن حبان' حدیث:۵۶۶۵ والصحیحۃ' حدیث:۱۱۴۴) روزے کی بابت آپ سے مروی ہے آپ شعبان کے مہینے کے کسی دن کو روزے کے ساتھ خاص نہیں کرتے تھے بلکہ اس ماہ میں اکثر روزے رکھا کرتے تھے' دوسری بات کہ پندرھویں رات کو اگر کوئی اس نیت سے عبادت کرتا ہے کہ اس رات اللہ تعالیٰ بندوں کی مغفرت فرماتا ہے' تو وہ ممکن حد تک ہر کسی کے حقوق کا لحاظ رکھتے ہوئے عبادت کرسکتا ہے لیکن اس رات میں چراغاں کرنا یا موم بتیاں جلانا یا اگلے دن کا روزہ رکھنا جائز نہیں ہے۔ واللہ اعلم.

## (المعجم ٥٧) - بَابٌ: فِي صَوْمِ شَوَّالٍ (التحفة ٥٧)

## باب:۵۷- ماہ شوال میں روزوں کا بیان

٢٤٣٢- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عُثْمَانَ العِجْلِيُّ: حَدَّثَنا عُبَيْدُالله يَعْني ابنَ مُوسَى، عنْ هَارُونَ بنِ سَلْمَانَ، عنْ عُبَيْدِالله بن مُسْلِمٍ الْقُرَشِيِّ، عنْ أَبِيهِ قالَ: سَأَلْتُ أَوْ سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عن صِيَامِ الدَّهْرِ؟ فقال: «إنَّ لِأَهْلِكَ عَلَيْكَ حَقًّا صُمْ رَمَضَانَ وَالَّذِي يَلِيهِ وَكُلَّ أَرْبِعَاءَ وَخَمِيسٍ، فإذًا أَنْتَ قَدْ صُمْتَ الدَّهْرَ».

۲۴۳۲- عبیداللہ بن مسلم قرشی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں' کہتے ہیں کہ صیام دہر (ہمیشہ روزے رکھنے) کے متعلق میں نے نبی ﷺ سے سوال کیا یا کسی اور نے پوچھا تو آپ نے فرمایا: ''بلاشبہ تمہارے گھر والوں کا تم پر حق ہے' رمضان میں روزے رکھو اور اس کے ساتھ والے مہینے میں (شوال میں) اور ہر بدھ اور جمعرات کو (بھی) تو اس طرح تم زمانہ بھر روزے رکھنے والے ہو گے۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَافَقَهُ زَيْدٌ الْعُكَلِيُّ،

امام ابوداود نے کہا: (راویٔ حدیث عبیداللہ بن مسلم

---

◀◀ الناقلين للخبر في ذلك، ح: ٢٣٥٢ من حديث معاوية بن صالح به، وهو في مسند أحمد: ٦/ ١٨٨ .

**٢٤٣٢ـ تخريج:** [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ماجاء في صوم الأربعاء والخميس، ح: ٧٤٨ من حديث عبيدالله بن موسٰى به، وقال: "غريب" * عبيدالله بن مسلم لم أجد من وثقه .

وَخَالَفَهُ أَبُو نَعِيمٍ قَالَ: مُسْلِمُ بنُ عُبَيْدِالله.

کے نام میں) زید بن حباب عکلی نے عبیداللہ بن موسیٰ کی تائید کی ہے اور ابونعیم نے مخالفت کی ہے۔ (بعض مسلم بن عبیداللہ کہتے ہیں اور کچھ نے مسلم بن عبداللہ کہا ہے۔)

(المعجم ٥٨) - **بَابٌ: فِي صَوْمِ سِتَّةِ أَيَّامٍ مِنْ شَوَّالٍ** (التحفة ٥٨)

**باب:٥٨-شوال میں چھ روزے رکھنے کی فضیلت**

٢٤٣٣- **حَدَّثَنَا** النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ العَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ صَفْوَانَ بنِ سُلَيْمٍ وَسَعْدِ بنِ سَعِيدٍ، عن عُمَرَ بنِ ثَابِتٍ الأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ صَاحِبِ النَّبِيِّ ﷺ عن النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ أَتْبَعَهُ بِسِتٍّ مِنْ شَوَّالٍ فَكَأَنَّمَا صَامَ الدَّهْرَ».

۲۴۳۳- نبی ﷺ کے صحابی حضرت ابو ایوب ؓ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں' آپ نے فرمایا: "جس نے رمضان کے روزے رکھے' پھر اس کے بعد شوال میں چھ روزے رکھے تو اس نے گویا زمانہ بھر روزے رکھے۔"



**فوائد ومسائل:** ① اس حدیث میں شش عیدی روزوں کی فضیلت واستحباب کا بیان ہے۔ اور جائز ہے کہ یہ عید کے بعد فوراً مسلسل رکھ لیے جائیں یا اس مہینے میں متفرق طور پر رکھے جائیں۔ ② "زمانہ بھر" یعنی سال بھر کے روزوں کا ثواب اس طرح واضح کیا جاتا ہے کہ حسب قاعدہ ﴿ مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا ﴾ (الانعام:١٦٠) رمضان کے تیس اور شوال کے چھ دن کل چھتیس دن ہوئے اور دس گنا ثواب سے تین سو ساٹھ ہو گئے اور تقریباً یہی تعداد سال کے دنوں کی ہوتی ہے۔ واللہ اعلم.

(المعجم ٥٩) - **بَابٌ: كَيْفَ كَانَ يَصُومُ النَّبِيُّ ﷺ؟** (التحفة ٥٩)

**باب:٥٩-نبی ﷺ کے روزے رکھنے کی کیفیت**

٢٤٣٤- **حَدَّثَنَا** عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ عنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بنِ

۲۴۳۴- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ روزے رکھنا شروع کر دیتے تو ہم

٢٤٣٣ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، الصيام، باب استحباب صوم ستة أيام من شوال اتباعًا لرمضان، ح: ١١٦٤ من حديث سعد بن سعيد به.

٢٤٣٤ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الصوم، باب صوم شعبان، ح: ١٩٦٩، ومسلم، الصيام، باب صيام النبي ﷺ في غير رمضان . . . الخ، ح: ١١٥٦ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٣٠٩.

عُبَيْدِالله، عنْ أبي سَلَمَةَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبيِّ ﷺ أنَّها قالَتْ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَصُومُ حَتى نَقُولَ: لَا يُفْطِرُ، وَيُفْطِرُ حَتى نَقُولَ: لَا يَصُومُ وَمَا رَأيْتُ رَسُولَ الله ﷺ اسْتَكْمَلَ صِيَامَ شَهْرٍ قَطُّ إلَّا رَمَضَانَ وَمَا رأيْتُهُ في شَهْرٍ أكْثَرَ صِيَامًا مِنْهُ في شَعْبَانَ.

سمجھتے کہ اب نہیں چھوڑیں گے اور جب چھوڑ دیتے تو ہم سمجھتے کہ اب نہیں رکھیں گے۔ میں نے نہیں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان کے علاوہ کسی مہینے کے پورے روزے رکھے ہوں اور آپ شعبان کے علاوہ کسی اور مہینے میں زیادہ روزے نہ رکھتے تھے۔

فائدہ: نبی علیہ السلام نے روزے رکھنے کے لیے کوئی ایام یا تواریخ مخصوص نہیں کی تھیں' بلکہ حسب رغبت رکھتے تھے۔ تاہم سوموار اور جمعرات کے روزوں کا آپ خاص طور پر اہتمام فرماتے تھے' جیسا کہ اگلے باب میں آ رہا ہے۔

٢٤٣٥- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن مُحَمَّدِ بنِ عَمْرٍو، عن أبي سَلَمَةَ، عنْ أبي هُرَيْرَةَ عن النَّبيِّ ﷺ بِمَعْنَاهُ. زَادَ: كَانَ يَصُومُهُ إلَّا قَلِيلًا، بَلْ كَانَ يَصُومُهُ كُلَّهُ.

۲۴۳۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے متعلق بیان کرتے ہیں جیسے کہ مذکورہ بالا حدیث عائشہ میں گزرا ہے۔ اور اس میں اس قدر زیادہ ہے کہ آپ (ﷺ) شعبان میں بہت کم ناغہ فرماتے تھے بلکہ (گویا) سارا شعبان ہی روزے رکھتے تھے۔

847

## (المعجم ٦٠) - بَابٌ: فِي صَوْمِ الْإثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ (التحفة ٦٠)

## باب: ۶۰- سوموار اور جمعرات کے دن روزے کی فضیلت

٢٤٣٦- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا أبانُ: حَدَّثَنا يَحْيَى عنْ عُمَرَ بنِ أبِي الْحَكَمِ بنِ ثَوْبَانَ، عنْ مَوْلَى قُدَامَةَ بنِ مَظْعُونٍ، عنْ مَوْلَى أُسَامَةَ بنِ زَيْدٍ: أنَّهُ انْطَلَقَ مَعَ أُسَامَةَ إلَى وَادِي الْقُرَى في

۲۴۳۶- حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے غلام نے بیان کیا کہ وہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کا مال لینے کے لیے وادئ قریٰ کی طرف گیا۔ اسامہ رضی اللہ عنہ سوموار اور جمعرات کا روزہ رکھا کرتے تھے۔ غلام نے ان سے پوچھا: آپ سوموار اور جمعرات کا روزہ کیوں رکھتے ہیں'

---

**٢٤٣٥ـ تخريج:** [إسناده حسن] * حماد هو ابن سلمة.

**٢٤٣٦ـ تخريج:** [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٤/ ٢١٠ من حديث أبي داود به * مولى قدامة ومولى أسامة مستوران، وحديث الترمذي، ح: ٧٤٥ يغني عنه.

طَلَبِ مالٍ لَهُ، فَكَانَ يَصُومُ يَوْمَ الإِثْنَيْنِ وَيَوْمَ الْخَمِيسِ فَقال لَهُ مَوْلَاهُ: لِمَ تَصُومُ يَوْمَ الإِثْنَيْنِ وَيَوْمَ الخَمِيسِ وَأَنْتَ شَيْخٌ كَبِيرٌ؟، فقال: إنَّ نَبيَّ الله ﷺ كَانَ يَصُومُ يَوْمَ الإِثْنَيْنِ وَيَوْمَ الْخَمِيسِ، وَسُئِلَ عَنْ ذٰلِكَ، فقال: «إنَّ أعْمَالَ الْعِبَادِ تُعْرَضُ يَوْمَ الإِثْنَيْنِ وَيَوْمَ الْخَمِيسِ».

حالانکہ آپ بڑی عمر کے بوڑھے ہو گئے ہیں؟ تو انہوں نے کہا: نبی ﷺ سوموار اور جمعرات کا روزہ رکھا کرتے تھے۔ آپ ﷺ سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ''سوموار اور جمعرات کو بندوں کے اعمال (اللہ کے حضور) پیش کیے جاتے ہیں۔''

قَالَ أبُو دَاوُدَ: كَذَا قالَ هِشَامٌ الدَّسْتَوَائِيُّ عَنْ يَحْيَى عَنْ عُمَرَ بنِ أبي الْحَكَمِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہشام دستوائی نے یحییٰ سے اور اس نے عمر بن ابی حکم سے اسی طرح روایت کیا ہے۔



فائدہ: اس کے علاوہ صحیح مسلم وغیرہ کی ایک حدیث میں یوں ہے کہ ''رات کے عمل دن ہونے سے پہلے پہلے اور دن کے عمل رات ہونے سے پہلے پہلے اس کی طرف اٹھائے جاتے ہیں۔'' (یا اس کے حضور پیش کیے جاتے ہیں۔) (صحیح مسلم' الإیمان' حدیث:١٧٩) الغرض ان احادیث میں رفع اعمال کے نظام کا بیان ہے جو بلاتاخیر وتعطل اللہ عزوجل تک پہنچ رہے ہیں اور ان پیشیوں میں نوعیت کا فرق ہو سکتا ہے' ایک روزانہ کی ہے اور دوسری ہفتہ وار جو سوموار اور جمعرات کو ہوتی ہے اور اسی طرح شعبان کے متعلق بھی آتا ہے' تو وہ پیشی سالانہ ہو سکتی ہے۔ واللہ اعلم.

## (المعجم ٦١) - بَابٌ: فِي صَوْمِ الْعَشْرِ (التحفة ٦١)

## باب:٦١- عشرۂ ذی الحجہ میں روزوں کا بیان

٢٤٣٧- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا أبُو عَوَانَةَ عن الْحُرِّ بنِ [الصَّيَّاحِ]، عَنْ هُنَيْدَةَ ابنِ خَالِدٍ، عن امْرَأتِهِ، عَنْ بَعْضِ أزْوَاجِ النَّبيِّ ﷺ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَصُومُ تِسْعَ ذِي الحِجَّةِ، وَيَوْمَ عَاشُورَاءَ،

٢٤٣٧- امہات المومنین میں سے ایک کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ ذوالحجہ کے (پہلے) نو دن' عاشورۂ محرم' ہر مہینے میں تین دن اور ہر مہینے کے پہلے سوموار اور جمعرات کو روزہ رکھا کرتے تھے۔

---

٢٤٣٧- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الصيام، باب صوم النبي ﷺ بأبي هو وأمي، وذكر اختلاف الناقلين للخبر في ذلك، ح: ٢٣٧٤ من حديث أبي عوانة به * هنيدة صحابي، وامرأته صحابية.

وَثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ أَوَّلَ اثْنَيْنِ مِنَ الشَّهْرِ وَالْخَمِيسِ.

٢٤٣٨- حَدَّثَنا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا وَكِيعٌ: حَدَّثَنا الأعْمَشُ عنْ أبي صَالِحٍ وَمُجَاهِدٍ وَمُسْلِمٍ الْبَطِينِ، عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «مَا مِنْ أيَّامٍ الْعَمَلُ الصَّالِحُ فيهَا أحَبُّ إلَى الله مِنْ هٰذِهِ الأيَّامِ» يَعْنِي أيَّامَ الْعَشْرِ قالُوا: يَارَسُولَ الله! وَلَا الْجِهَادُ في سَبِيلِ الله؟ قالَ: «وَلَا الْجِهَادُ في سَبِيلِ الله» قالَ: «إلَّا رَجُلٌ خَرَجَ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فَلَمْ يَرْجِعْ مِنْ ذٰلِكَ بِشَيْءٍ».

۲۴۳۸- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کو کوئی نیک عمل کسی دن میں اس قدر پسندیدہ نہیں ہے جتنا کہ ان دنوں میں پسندیدہ اور محبوب ہوتا ہے۔'' یعنی ذوالحجہ کے پہلے عشرہ میں۔ صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں' جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں مگر جو کوئی شخص اپنی جان و مال لے کر نکلا ہو اور پھر کچھ واپس نہ لایا ہو۔''



فائدہ: یہ احادیث دلیل ہیں کہ ذوالحجہ کے پہلے نو دنوں میں روزے رکھنے اور دیگر اعمال صالحہ کی انتہائی فضیلت ہے۔ رمضان کے آخری عشرہ اور عشرۂ ذی الحجہ میں تقابلی طور پر علماء اس طرح بیان کرتے ہیں عشرۂ رمضان کی راتیں افضل ہیں کیونکہ ان میں لیلۃ القدر آتی ہے اور عشرۂ ذی الحجہ کے دن افضل ہیں۔

## (المعجم ٦٢) - بَابٌ: فِي فِطْرِ الْعَشْرِ (التحفة ٦٢)

## باب:۶۲- عشرۂ ذی الحجہ میں روزے چھوڑ دینے کا بیان

٢٤٣٩- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا أبُو عَوَانَةَ عن الأعمَشِ، عنْ إبْرَاهِيمَ، عن الأسْوَدِ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: مَا رَأيْتُ رَسُولَ الله ﷺ صَائِمًا الْعَشْرَ قَطُّ.

۲۴۳۹- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو عشرۂ ذی الحجہ میں کبھی بھی روزے سے نہیں دیکھا۔

---

٢٤٣٨_ تخريج: أخرجه البخاري، العيدين، باب فضل العمل في أيام التشريق، ح: ٩٦٩ من حديث سليمان الأعمش به.

٢٤٣٩_ تخريج: أخرجه مسلم، الاعتكاف، باب صوم عشر ذي الحجة، ح: ١١٧٦/ ٩ من حديث الأعمش به.

فائدہ: عشرۂ ذی الحجہ سے مراد ذوالحجہ کے پہلے نو دن ہیں۔ ان دنوں میں روزہ رکھنا بہت ہی مستحب ہے جیسے کہ اوپر کی احادیث میں آیا ہے اور حدیث: ۲۴۳۷ میں آپ ﷺ کا عمل مذکور ہوا ہے اور حضرت عائشہ ؓ کے اس بیان کا مفہوم یوں ہے کہ یا تو نبی علیہ السلام بعض عوارض کی بنا پر روزے نہیں رکھ سکے یا حضرت عائشہ ؓ کو اتفاق نہیں ہوا کہ انہیں روزے سے دیکھیں۔

(المعجم ٦٣) - **بَابٌ: فِي صَوْمِ [يَوْمِ] عَرَفَةَ بِعَرَفَةَ** (التحفة ٦٣)

**باب: ۶۳- میدان عرفات میں عرفہ کا روزہ رکھنا**

٢٤٤٠- **حَدَّثَنا** سُلَيْمَانُ بنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنا حَوْشَبُ بنُ عَقِيلٍ عن مَهْدِيٍّ الهَجَرِيِّ: حَدَّثَنا عِكْرِمَةُ قال: كُنَّا عِنْدَ أبي هُرَيْرَةَ في بَيْتِهِ فَحَدَّثَنا: أنَّ رَسُولَ الله ﷺ نَهَى عنْ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ بِعَرَفَةَ.

۲۴۴۰- حضرت ابو ہریرہ ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ عرفہ کے روز عرفات میں روزہ رکھا جائے۔



فوائد ومسائل: ① ذوالحجہ کی نویں تاریخ کو جس دن وقوف عرفات ہوتا ہے یوم عرفہ کہتے ہیں۔ ② یہ حدیث ضعیف ہے۔ اس لیے اس سے ممانعت ثابت نہیں ہوتی۔ البتہ چونکہ حجاج کو عرفات کا وقوف اور اس اثنا میں دعا و مناجات میں مشغول رہنا ہوتا ہے اس لیے ان کے لیے یہ عمل روزے کی نسبت اولیٰ ہے۔ غیر حاجی کے لیے اس روزے کی فضیلت ثابت ہے جو پیچھے بیان ہو چکی ہے۔ (حدیث: ۲۴۲۵)

٢٤٤١- **حَدَّثَنا** الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن أبي النَّضْرِ، عنْ عُمَيْرٍ مَوْلَى عَبْدِ الله ابنِ عَبَّاسٍ، عن أُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ: أنَّ نَاسًا تَمَارَوْا عِنْدَهَا يَوْمَ عَرَفَةَ في صَوْمِ رَسُولِ الله ﷺ فَقال بَعْضُهُمْ: هُوَ صَائِمٌ، وَقالَ بَعْضُهُمْ: لَيْسَ بِصَائِمٍ، فَأَرْسَلْتُ

۲۴۴۱- حضرت ام فضل بنت حارث ؓ سے مروی ہے کہ عرفہ کے روز ان کے ہاں کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے روزے کے بارے میں اختلاف کیا کچھ نے کہا: آپ روزے سے ہیں اور کچھ نے کہا آپ روزے سے نہیں ہیں۔ چنانچہ میں نے آپ کی خدمت میں دودھ کا ایک پیالہ بھیج دیا جب کہ آپ عرفہ کے میدان

---

٢٤٤٠ـ **تخريج**: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الصيام، باب صيام يوم عرفة، ح: ١٧٣٢ من حديث حوشب ابن عقيل به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢١٠١، والحاكم: ١/ ٤٣٤، ولم أر لمضعفه حجة.

٢٤٤١ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الصوم، باب صوم يوم عرفة، ح: ١٩٨٨، ومسلم، الصيام، باب استحباب الفطر للحاج بعرفات يوم عرفة، ح: ١١٢٣ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٣٧٥.

إِلَيْهِ بِقَدَحِ لَبَنٍ، وَهُوَ وَاقِفٌ عَلَى بَعِيرِهِ بِعَرَفَةَ فَشَرِبَ.

میں اپنے اونٹ پر سوار وقوف فرمائے ہوئے تھے، تو آپ نے وہ نوش فرما لیا۔ (اور اس طرح معلوم ہو گیا کہ آپ نے روزہ نہیں رکھا ہے۔)

## (المعجم ٦٤) - بَابٌ: فِي صَوْمِ يَوْمِ عَاشُورَاءَ (التحفة ٦٤)

## باب:٦٤- یوم عاشورا کے روزے کا بیان

**٢٤٤٢- حَدَّثَنا** عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ عن مَالِكٍ، عن هِشَامِ بن عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عنْ عَائِشَةَ قالَتْ: كَانَ يَوْمُ عَاشُورَاءَ يَوْمًا تَصُومُهُ قُرَيْشٌ في الْجَاهِلِيَّةِ، وَكَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَصُومُهُ في الْجَاهِلِيَّةِ، فَلَمَّا قَدِمَ رَسُولُ الله ﷺ المَدِينَةَ صَامَهُ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ، فَلَمَّا فُرِضَ رَمَضَانُ كَانَ هُوَ الْفَرِيضَةَ وَتُرِكَ عَاشُوراءُ، فَمَنْ شَاءَ صَامَهُ وَمَنْ شَاءَ تَرَكَهُ.

٢٤٤٢- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ عاشورا (دسویں محرم) کا دن ایسا تھا کہ اہل قریش اسلام سے پہلے اس کا روزہ رکھا کرتے تھے اور رسول اللہ ﷺ بھی نبوت سے پہلے یہ روزہ رکھتے تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ نے اس دن کا روزہ رکھا اور مسلمانوں کو بھی اس کا حکم دیا۔ پس جب رمضان فرض ہوا تو وہی فریضہ ہو گیا اور عاشورا چھوڑ دیا گیا، جو چاہتا رکھ لیتا اور جو چاہتا نہ رکھتا۔

**٢٤٤٣- حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن عُبَيْدِالله: أخبرني نَافِعٌ عن ابنِ عُمَرَ قال: كَانَ عَاشُوراءُ يَوْمًا نَصُومُهُ في الْجَاهِلِيَّةِ، فَلَمَّا نَزَلَ رَمَضَانُ قال رَسُولُ الله ﷺ: «هٰذَا يَوْمٌ منْ أَيَّامِ الله فَمَنْ شَاءَ صَامَهُ وَمَنْ شَاءَ تَرَكَهُ».

٢٤٤٣- حضرت ابن عمر ؓ کا بیان ہے کہ اسلام سے پہلے ہم دسویں محرم کو روزہ رکھا کرتے تھے۔ جب رمضان کا حکم نازل ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ اللہ کے دنوں میں سے ایک دن ہے جو چاہے اس کا روزہ رکھ لے اور جو چاہے چھوڑ دے۔“

**فائدہ:** دن تو سارے ہی اللہ کے ہیں، مگر جن ایام میں کوئی خاص واقعہ پیش آیا ہو اور دینی و شرعی اعتبار سے ان کی اہمیت ہو، تو انہیں [أَيَّامُ اللّٰه] کہا گیا ہے۔



**٢٤٤٢ـ تخريج:** أخرجه البخاري، الصوم، باب صوم يوم عاشوراء، ح: ٢٠٠٢ عن عبدالله بن مسلمة القعنبي، ومسلم الصيام، باب صوم يوم عاشوراء، ح: ١١٢٥ من حديث هشام بن عروة به، وهو في الموطأ(يحيى ): ١/ ٢٩٩.

**٢٤٤٣ـ تخريج:** أخرجه البخاري، التفسير، سورة البقرة، باب: ﴿ يأيها الذين آمنوا كتب عليكم الصيام ...﴾ الخ، ح: ٤٥٠١ عن مسدد، ومسلم، ح: ١١٢٦، انظر الحديث السابق من حديث يحيى القطان به.

**٢٤٤٤- حَدَّثَنا** زِيَادُ بنُ أيُّوبَ : حَدَّثَنا هُشَيْمٌ: أخبرنَا أبُو بِشْرٍ عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ المَدِينَةَ وَجَدَ الْيَهُودَ يَصُومُونَ عَاشُوراءَ، فَسُئِلُوا عنْ ذٰلِكَ فَقَالُوا: هُوَ الْيَوْمُ الَّذِي أظْهَرَ الله فِيهِ مُوسَى عَلَى فِرْعَوْنَ، وَنَحْنُ نَصُومُهُ تَعْظِيمًا لَهُ، فَقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «نَحْنُ أوْلَى بِمُوسَى مِنْكُم» وَأمَرَ بِصِيَامِهِ.

۲۴۴۴- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو دیکھا کہ یہود عاشورا کا روزہ رکھتے ہیں۔ ان سے اس کے بارے میں پوچھا گیا' تو انہوں نے کہا: یہ دن وہ ہے کہ جس میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو فرعون پر غالب فرمایا تھا' اور ہم اس کی تعظیم میں روزہ رکھتے ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہم تمہاری نسبت موسیٰ علیہ السلام سے زیادہ قریب ہیں'' اور اس دن کے روزے کا حکم ارشاد فرمایا۔

## (المعجم ٦٥) - باب مَا رُوِيَ أَنَّ عَاشُورَاءَ الْيَوْمُ التَّاسِعُ (التحفة ٦٥)

## باب: ۶۵- یہ روایت کہ عاشورا نویں محرم ہے

**٢٤٤٥- حَدَّثَنا** سُلَيْمَانُ بنُ دَاوُدَ المَهْرِيُّ: أخبرنَا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني يَحْيَى بنُ أيُّوبَ أنَّ إسْمَاعِيلَ بنَ أُمَيَّةَ الْقُرَشِيَّ حَدَّثه، أنَّه سَمِعَ أبا غَطَفَانَ يَقُولُ: سَمِعْتُ عَبْدَ الله بنَ عَبَّاسٍ يَقولُ: حِينَ صَامَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ عَاشُوراءَ وَأمَرَنَا بِصِيَامِهِ قالُوا: يَارَسُولَ الله! إنَّهُ يَوْمٌ تُعَظِّمُهُ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى، فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «فإذَا كَانَ الْعَامُ المُقْبِلُ صُمْنا يَوْمَ التَّاسِعِ»، فَلَمْ يَأْتِ الْعامُ المُقْبِلُ حَتَّى تُوفِّيَ رَسُولُ الله ﷺ.

۲۴۴۵- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب نبی ﷺ نے عاشورا کا روزہ رکھا اور ہمیں بھی اس کا حکم دیا' تو صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس دن کی یہود ونصاریٰ تعظیم کرتے ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب اگلا سال آئے گا تو ہم نویں تاریخ کا (بھی) روزہ رکھیں گے۔'' مگر اگلا سال نہ آیا کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی۔



---

٢٤٤٤ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، مناقب الأنصار، باب إتيان اليهود النبي ﷺ حين قدم المدينة، ح: ٣٩٤٣ عن زياد بن أيوب، ومسلم، الصيام، باب صوم يوم عاشوراء، ح: ١١٣٠ من حديث هشيم به.

٢٤٤٥ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، الصيام، باب: أي يوم يصام في عاشوراء؟ ح: ١١٣٤ من حديث يحيى بن أيوب به.

فوائد و مسائل: ① سلف و خلف کے جمہور علماء اس بات کے قائل ہیں کہ عاشورا سے مراد محرم کی دسویں تاریخ ہے، مگر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اس سے مراد ''نویں محرم'' ہے۔ اور اس کی توجیہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ اہل عرب کا ایک انداز یہ تھا کہ اونٹوں کو چراگاہ میں چرانے کے بعد پانی پلانے کے لیے لاتے تو جب انہوں نے ایک دن پانی پلانے کے بعد دو دن چرایا ہوتا اور اگلے دن آتے تو کہتے [وَرَدْنَا اَرْبعاً] ''ہم چوتھے دن آئے یا چوتھے دن پانی پلایا'' حالانکہ درحقیقت وہ تیسرا دن ہوتا۔ اسی طرح تین دن چرانے کے بعد اگلے دن لوٹتے تو کہتے [وَرَدْنَا خَمْساً] ''ہم پانچویں دن آئے یا پانچویں دن پانی پلایا'' حالانکہ درحقیقت وہ چوتھا دن ہوتا۔ اسی انداز پر حضرت ابن عباس عاشورا کو نویں تاریخ بتاتے ہیں۔ (خطابی) مگر یہ توجیہ مرجوح ہے، راجح مفہوم آگے آ رہا ہے۔ ② اس فرمان مبارک کا یہ مفہوم ہے کہ ہم نویں تاریخ کا بھی روزہ رکھیں گے۔ دیگر روایات کی روشنی میں یہی معنی درست ہے۔ مسند احمد میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً وارد ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''یہودیوں کی مخالفت کرو، ان سے ایک دن پہلے یا ایک دن بعد روزہ رکھو۔'' (مسند احمد :۲۴۱/۱) جناب عطاء حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ''نویں اور دسویں کا روزہ رکھو اور یہود کی مخالفت کرو۔'' (البیهقي: ۲۸۷/۴) ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ (پیش آمدہ روایت: ۲۴۴۶ میں) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ کہنا کہ ''جب تم محرم کا چاند دیکھو تو شمار کرو جب نویں تاریخ آئے تو روزہ رکھو'' اس سے مراد یہ نہیں کہ عاشورا نویں تاریخ کو کہتے ہیں، بلکہ ان کی مراد یہ ہے کہ دسویں سے پہلے نویں تاریخ کا روزہ بھی رکھو۔ (افادات امام ابن القیم رحمہ اللہ)



٢٤٤٦- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى يَعْني ابنَ سَعِيدٍ عنْ مُعَاوِيَةَ بنِ غَلَابٍ؛ ح: وحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا إسْمَاعِيلُ: أخبرني حَاجِبُ بنُ عُمَرَ جَمِيعًا المَعْنى، عن الحَكَمِ بنِ الأعْرَجِ قال: أتَيْتُ ابنَ عَبَّاسٍ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ رِدَاءَهُ في المَسْجِدِ الْحَرَامِ، فَسَألْتُهُ عنْ صَوْمِ يَوْمِ عَاشُورَاء فقالَ: إذَا رَأيْتَ هِلَالَ المُحَرَّمِ فَاعْدُدْ، فإذَا كَانَ يَوْمُ التَّاسِعِ فَأَصْبِحْ صَائِمًا، فَقُلْتُ: كَذَا كَانَ مُحَمَّدٌ ﷺ يَصُومُ؟ قالَ: كَذٰلِكَ كَانَ مُحَمَّدٌ ﷺ يَصُومُ.

۲۴۴۶- حکم بن اعرج بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ مسجد حرام میں اپنی چادر کا تکیہ بنائے ہوئے تھے۔ میں نے ان سے عاشورائے محرم کے روزے کے متعلق پوچھا۔ آپ نے فرمایا: ''جب تم محرم کا چاند دیکھو تو شمار کرو، جب نویں تاریخ ہو تو روزہ رکھو۔'' میں نے کہا: کیا محمد ﷺ ایسے ہی روزہ رکھا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: محمد ﷺ ایسے ہی روزہ رکھا کرتے تھے۔

---

٢٤٤٦_ تخريج: أخرجه مسلم، الصيام، باب: أي يوم يصام في عاشوراء؟ ح: ١١٣٣ من حديث يحيى القطان به.

فائدہ: رسول اللہ ﷺ نے عملاً تو نویں تاریخ کا روزہ نہیں رکھا مگر آپ کا عزم یہی تھا۔ اسی پر حضرت ابن عباس ؓ نے کہہ دیا کہ محمد ﷺ ایسے ہی کیا کرتے تھے۔ اور مطلب بھی یہی ہے کہ نویں دسویں یا دسویں گیارھویں کا روزہ رکھا جائے۔

## (المعجم ٦٦) - بَابٌ: فِي فَضْلِ صَوْمِهِ (التحفة ٦٦)

## باب:٦٦-صوم عاشورا کی فضیلت

٢٤٤٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمِنْهَالِ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ مَسْلَمَةَ، عن عَمِّهِ: أَنَّ أَسْلَمَ أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ، فقالَ: «صُمْتُمْ يَوْمَكُمْ هٰذَا؟» قالُوا: لَا. قالَ: «فأتِمُّوا بَقِيَّةَ يَوْمِكُمْ وَاقْضُوهُ».

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: يَعْنِي يَوْمَ عَاشُورَاءَ.

۲۴۴۷-عبدالرحمٰن بن مسلمہ اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ قبیلۂ اسلم کے لوگ نبی ﷺ کی خدمت میں پہنچے تو آپ نے ان سے پوچھا: ”کیا تم نے آج کا روزہ رکھا ہے؟“ انہوں نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”تو بقیہ دن کو بطور روزہ کے پورا کرو اور اس کی قضا کرنا۔“

امام ابوداود نے کہا: اس سے مراد عاشورا کا دن تھا۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے۔ صحیح مسلم میں اس معنی کی حدیث موجود ہے مگر اس میں قضا کرنے کا ذکر نہیں ہے۔ (صحیح مسلم، الصیام، حدیث:۱۱۳۵، ۱۱۳۶) اس لیے قضا کرنے والی بات صحیح نہیں۔

## (المعجم ٦٧) - بَابٌ: فِي صَوْمِ يَوْمٍ وَفِطْرِ يَوْمٍ (التحفة ٦٧)

## باب:٦٧-ایک دن روزہ رکھنے اور ایک دن افطار کرنے کی فضیلت

٢٤٤٨- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى وَمُسَدَّدٌ - وَالإِخْبَارُ فِي حَدِيثِ أَحْمَدَ - قالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قال: سَمِعْتُ عَمْرًا قال: أخبرني عَمْرُو ابنُ أَوْسٍ: سَمِعَهُ مِنْ عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو

۲۴۴۸-حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ روزے حضرت داود علیہ السلام کے ہیں، اور سب سے پسندیدہ نماز، اللہ تعالیٰ کے ہاں داود علیہ السلام کی نماز ہے، وہ آدھی رات سوتے، پھر تہائی رات قیام

---

٢٤٤٧_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٥/ ٤٠٩، والنسائي في الكبرٰى، ح: ٢٨٥١، ٢٨٥٢ من حديث سعيد بن أبي عروبة به * عبدالرحمٰن بن مسلمة مستور، لم يوثقه غير ابن حبان، وجهله ابن القطان.

٢٤٤٨_ تخريج: أخرجه البخاري، التهجد، باب من نام عند السحر، ح: ١١٣١، ومسلم، الصيام، باب النهي عن صوم الدهر لمن تضرر به . . . الخ، ح: ١١٥٩/ ١٨٩ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في مسند أحمد: ٢/ ١٦٠.

قالَ: قالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَحَبُّ الصِّيَامِ إلى اللهِ صِيَامُ دَاوُدَ، وَأَحَبُّ الصَّلَاةِ إلى اللهِ صَلَاةُ دَاوُدَ، كَانَ يَنَامُ نِصْفَهُ، وَيَقُومُ ثُلُثَهُ، وَيَنَامُ سُدُسَهُ، وَكَانَ يُفْطِرُ يَوْمًا، وَيَصُومُ يَوْمًا».

کرتے اور پھر اس کا چھٹا حصہ سوتے تھے، اور وہ ایک دن افطار اور ایک دن روزہ رکھا کرتے تھے۔''

فائدہ: رات کی نماز کی یہ کیفیت انتہائی مناسب ہے۔اس میں اللہ کے حق کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ حق نفس کا بھی لحاظ ہے۔مثلاً اگر رات کو آٹھ گھنٹے کی سمجھا جائے تو پہلے چار گھنٹے نیند ہوئی، پھر دو گھنٹے چالیس منٹ تہجد۔ بعدازاں پھر ایک گھنٹہ بیس منٹ کے لیے نیند اور راحت ہے۔ایسے ہی روزے میں ہے۔اس فضیلت کے ساتھ ساتھ محمد رسول اللہ ﷺ کی تلقین وتوجیہ افضل واعلیٰ ہے۔

(المعجم ٦٨) - **بَابٌ: فِي صَوْمِ الثَّلَاثِ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ** (التحفة ٦٨)

## باب:٦٨-ہر مہینے میں تین روزے رکھنے کی ترغیب وفضیلت

**٢٤٤٩- حَدَّثَنا** مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنَا هَمَّامٌ عن أَنَسٍ أَخِي مُحَمَّدٍ، عن ابنِ مِلْحَانَ الْقَيْسِيِّ، عن أَبِيهِ قال: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَأْمُرُنَا أَنْ نَصُومَ الْبِيضَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَأَرْبَعَ عَشْرَةَ وَخَمْسَ عَشْرَةَ. قال: وَقال: «هُنَّ كَهَيْئَةِ الدَّهْرِ».

۲۴۴۹- ابن ملحان قیسی (عبدالملک بن قتادہ) اپنے والد (قتادہ بن ملحان ؓ) سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہم سے فرمایا کرتے تھے کہ ہم ایام بیض یعنی تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ کے روزے رکھا کریں۔آپ ﷺ نے فرمایا:''یہ روزے ایسے ہیں گویا سارے زمانے کے روزے۔''

فائدہ: تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ کے ایام کو ایامِ بِیض (سفید راتوں کے دن) اس لحاظ سے کہا جاتا ہے کہ ان راتوں میں چاند تقریباً ساری رات چمکتا ہے۔ان دنوں کے روزوں میں تفاؤل یہ ہے کہ جس طرح ان راتوں کا اندھیرا اجالے سے بدلا ہوا ہوتا ہے ایسے ہی اللہ عزوجل روزے دار کی سیاہ کاریوں کو سفیدی اور چمک سے بدل دے گا۔اور نبی ﷺ کا یہ حکم ترغیب وتشویق کے معنیٰ میں ہے۔

---

**٢٤٤٩ـ تخريج**: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الصيام، باب ذكر الاختلاف على موسى بن طلحة في الخبر في صيام ثلاثة أيام من الشهر، ح: ٢٤٣٤، وابن سعد في الطبقات: ٧/ ٤٣ من حديث همام به، ورواه ابن ماجه، ح: ١٧٠٧، وصححه ابن حبان، ح: ١٩٤٦ * عبدالملك بن قتادة بن ملحان مستور، ولم يوثقه غير ابن حبان.

٢٤٥٠- حَدَّثَنا أَبُو كَامِلٍ: حَدَّثَنا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنا شَيْبَانُ عن عَاصِمٍ، عن زِرٍّ، عن عَبْدِ اللهِ قال: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَصُومُ - يَعْنِي مِنْ غُرَّةِ كُلِّ شَهْرٍ - ثَلاثَةَ أَيَّامٍ.

۲۴۵۰- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہر مہینے کی ابتدا میں تین دن روزے رکھا کرتے تھے۔

فائدہ: ایام بیض کی فضیلت ثابت ہے۔ اور نبی ﷺ بعض اوقات بلاتعیین و تخصیص تین روزے رکھا کرتے تھے تاکہ وجوب نہ سمجھا جائے۔ اس طرح بعض دفعہ آپ مہینے کی ابتدا میں تین روزے رکھتے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے علم میں آپ کے یہی ابتدائی دن آئے، چنانچہ انہوں نے اس کے مطابق بیان کر دیا۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے علم میں آپ کے ایام بیض کے روزے تھے جو آپ اکثر رکھا کرتے تھے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کے مطابق بیان کر دیا۔ اس لیے ان دونوں کے درمیان کوئی منافات نہیں ہے۔

## (المعجم ٦٩) - باب مَنْ قَالَ الاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسَ (التحفة ٦٩)

## باب: ٦٩ - سوموار اور جمعرات کے دن روزے کا بیان

٢٤٥١- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن عَاصِمِ بنِ بَهْدَلَةَ، عن سواءٍ الْخُزَاعِيِّ، عن حَفْصَةَ قالَتْ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَصُومُ ثَلاثَةَ أَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ، الإثْنَيْنِ وَالْخَمِيسَ وَالإثْنَيْنِ مِنَ الْجُمُعَةِ الأُخْرَى.

۲۴۵۱- ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مہینے میں تین روزے رکھا کرتے تھے۔ (پہلے) سوموار اور جمعرات کو اور اگلے ہفتے میں (دوسرے) سوموار کو۔" (اس طرح کل تین روزے ہو جاتے ہیں۔)

٢٤٥٢- حَدَّثَنا زُهَيْرُ بنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ فُضَيْلٍ: حَدَّثَنا الْحَسَنُ

۲۴۵۲- ہنیدہ خزاعی اپنی والدہ سے بیان کرتے ہیں، ان کا کہنا ہے کہ میں ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا



---

٢٤٥٠ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ماجاء في صوم يوم الجمعة، ح: ٧٤٢ من حديث شيبان به وقال: "حسن غريب".

٢٤٥١ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الصيام، باب صوم النبي ﷺ بأبي هو وأمي، وذكر الاختلاف الناقلين للخبر في ذلك، ح: ٢٣٦٨ من حديث حماد بن سلمة به * سواء الخزاعي وثقه ابن حبان، وابن خزيمة بتصحيح حديثه، فهو حسن الحديث.

٢٤٥٢ـ تخريج: [صحيح] انظر، ح: ٢٤٣٧، وأخرجه أحمد: ٦/ ٢٨٩ عن محمد بن فضيل بن غزوان به، ورواه النسائي، الصيام، باب: كيف يصوم ثلاثة أيام من كل شهر ... الخ، ح: ٢٤٢١.

ابنُ عُبَيْدِالله عن هُنَيْدَةَ الْخُزَاعِيِّ، عن أُمِّهِ قالَتْ: دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ فَسَأَلْتُهَا عن الصِّيَامِ فَقَالَتْ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَأْمُرُني أَنْ أَصُومَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ، أَوَّلُهَا الإِثْنَيْنِ والْخَمِيسَ.

کی خدمت میں حاضر ہوئی اور ان سے روزوں کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ مجھے ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ میں ہر مہینے میں تین روزے رکھ لیا کروں۔ان میں پہلا سوموار کا ہو اور (دوسرا) جمعرات کا۔

(المعجم ٧٠) - **باب مَنْ قَالَ: لَا يُبَالِي مِنْ أَيِّ الشَّهْرِ** (التحفة ٧٠)

باب:٧٠-مہینے میں کسی بھی وقت روزہ رکھ لینے کی رخصت ہے

**٢٤٥٣- حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا عَبْدُ الوَارِثِ عن يَزِيدَ الرِّشْكِ، عن مُعَاذَةَ قالَتْ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ: أَكَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَصُومُ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، قُلْتُ: مِنْ أَيِّ شَهْرٍ كَانَ يَصُومُ؟ قالَتْ: ما كَانَ يُبَالِي مِنْ أَيِّ أَيَّامِ الشَّهْرِ كَانَ يَصُومُ.

۲۴۵۳-معاذہ (العدویہ) کہتی ہیں کہ میں نے ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ ہر مہینے میں تین روزے رکھا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ میں نے کہا: مہینے کی کن تاریخوں یا دنوں میں روزے رکھا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: آپ علیہ السلام تاریخوں یا دنوں کی پروا نہ کرتے تھے۔(کوئی خاص ایام مقرر نہ تھے جب چاہتے روزہ رکھ لیا کرتے۔)

**فائدہ:** گزشتہ ابواب میں اکیلے جمعے یا ہفتے کے دن کی تخصیص کی ممانعت کا بیان گزر چکا ہے' لہٰذا ان کا خیال رکھنا ہوگا۔

(المعجم ٧١) - **باب النِّيَّةِ فِي الصَّوْمِ** (التحفة ٧١)

باب:٧١-روزے کے لیے نیت کا بیان

**٢٤٥٤- حَدَّثَنا** أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ وَهْبٍ: حدَّثني ابنُ

۲۴۵۴-ام المومنین حضرت حفصہ ؓ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے فجر سے

---

**٢٤٥٣ـ تخريج:** أخرجه مسلم، الصيام، باب استحباب صيام ثلاثة أيام من كل شهر . . . الخ، ح: ١١٦٠ من حديث عبدالوارث به.

**٢٤٥٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف]** أخرجه الترمذي، الصوم، باب ماجاء لا صيام لمن لم يعزم من الليل، ح: ٧٣٠، والنسائي، ح: ٢٣٣٣ من حديث يحيى بن أيوب، وابن ماجه، ح: ١٧٠٠ من حديث عبدالله بن أبي بكر به، وقال الترمذي: "غريب" * الزهري عنعن.

لَهِيعَةَ وَيَحْيَى بنُ أيُّوبَ عن عَبْدِ الله بنِ أبي بَكْرِ بنِ حَزْمٍ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن سَالِمِ ابنِ عَبْدِ الله، عن أبِيهِ، عن حَفْصَةَ زَوْجِ النَّبيِّ ﷺ أنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «مَنْ لَمْ يُجْمِعِ الصِّيَامَ قَبْلَ الْفَجْرِ فَلَا صِيَامَ لَهُ».

پہلے روزے کی نیت نہ کی تو اس کا روزہ درست نہ ہوگا۔

قَالَ أبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ اللَّيْثُ وَإسْحَاقُ ابنُ حَازِمٍ أيْضًا جَمِيعًا عن عَبْدِ الله بنِ أبي بَكْرٍ مِثْلَهُ، وَأوْقَفَهُ عَلَى حَفْصَةَ مَعْمَرٌ وَالزُّبَيْدِيُّ وَابنُ عُيَيْنَةَ وَيُونُسُ الأيْلِيُّ كُلُّهُمْ عن الزُّهْرِيِّ.

امام ابوداود فرماتے ہیں کہ یہ روایت امام لیث اور اسحاق بن حازم نے بھی عبداللہ بن ابی بکر سے اسی کے مثل مرفوعاً روایت کی ہے اور معمر' زبیدی' ابن عیینہ اور یونس الایلی بواسطہ زہری حضرت حفصہ ؓ سے موقوفاً روایت کرتے ہیں۔

فائدہ: فرض روزوں میں فجر سے پہلے نیت کر لینا ضروری ہے اور افضل یہ ہے کہ ہر ہر روزے کی نیت علیحدہ سے کی جائے مگر خیال رہے کہ ''نیت دل کے عزم وارادہ'' کا نام ہے۔ ان عبادات میں نبی ﷺ سے یا ان کے بعد صحابۂ کرام ؓ سے لفظی نیت کا کوئی ثبوت نہیں ہے' لفظی نیت کا اہتمام بدعت ہے۔



## (المعجم ٧٢) - بَابٌ: فِي الرُّخْصَةِ فِيهِ (التحفة ٧٢)

## باب:٧٢- نفلی روزے میں نیت میں تاخیر مباح ہے

٢٤٥٥- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنَا سُفْيَانُ؛ ح: وحَدَّثَنا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا وَكِيعٌ جَمِيعًا عن طَلْحَةَ بنِ يَحْيَى، عن عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ، عن عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: كَانَ النَّبيُّ ﷺ إذَا دَخَلَ عَلَيَّ قال: «هَلْ عِنْدَكُم طَعَامٌ؟» فإذَا قُلْنَا لَا، قال: «إنِّي صَائِمٌ». زَادَ وَكِيعٌ: فَدَخَلَ عَلَيْنَا يَوْمًا آخَرَ، فَقُلْنَا: يَارَسُولَ

٢٤٥٥-ام المومنین حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب میرے ہاں تشریف لاتے تو دریافت فرماتے: ''کیا تمہارے ہاں کوئی کھانا ہے؟'' جب ہم کہتے کہ نہیں ہے' تو آپ فرماتے: ''میں روزہ رکھ لیتا ہوں۔'' وکیع نے مزید بیان کیا کہ آپ ﷺ ایک دوسرے موقع پر ہمارے پاس تشریف لائے۔ ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہمیں حَیس (ایک خاص عربی طعام) کا ہدیہ بھیجا گیا ہے جو ہم نے آپ کے لیے

٢٤٥٥ـ تخريج: أخرجه مسلم، الصيام، باب جواز صوم النافلة بنية من النهار قبل الزوال . . . الخ، ح: ١١٥٤ من حديث وكيع به.

الله! أُهْدِيَ لَنَا حَيْسٌ فَحَبَسْنَاهُ لَكَ، فقال: «أَدْنِيهِ» [قَالَ طَلْحَةُ:] فأصْبَحَ صَائِمًا وَأفْطَرَ.

سنبھال رکھا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''ادھر لے آؤ۔'' طلحہ نے وضاحت کی کہ آپ نے صبح کو روزے کی نیت کی تھی مگر افطار کر لیا۔

فائدہ: نفلی روزے میں یہ رخصت ہے کہ اس کی نیت بعد از فجر بقول بعض زوال سے پہلے تک ہو سکتی ہے۔ ایسے ہی اگر کسی نے نفلی روزے کی نیت کر رکھی ہو تو کسی معقول عذر کی بنا پر افطار کر سکتا ہے۔ اس کی قضا کرنا ضروری نہیں۔

**٢٤٥٦- حَدَّثَنَا** عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرُ بنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ عن يَزِيدَ بنِ أبي زِيَادٍ، عن عَبْدِ الله بنِ الْحَارِثِ، عن أُمِّ هَانِىءٍ قالَتْ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ الْفَتْحِ - فَتْحِ مَكَّةَ - جَاءَتْ فَاطِمَةُ فَجَلَسَتْ عن يَسَارِ رَسُولِ الله ﷺ وَأُمُّ هَانِىءٍ عن يَمِينِهِ، قَالَتْ: فَجَاءَتِ الْوَلِيدَةُ بإنَاءٍ فِيهِ شَرَابٌ، فَنَاوَلَتْهُ فَشَرِبَ مِنْهُ، ثُمَّ نَاوَلَهُ أُمَّ هَانِىءٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ، فَقالَتْ: يَارَسُولَ الله! لَقَدْ أفْطَرْتُ وَكُنْتُ صَائِمَةً، فقالَ لَهَا: «أكُنْتِ تَقْضِينَ شَيْئًا؟» قالَتْ: لَا، قالَ: فَلَا يَضُرُّكِ إنْ كَانَ تَطَوُّعًا.

٢٤٥٦- حضرت ام ہانی ؓ بیان کرتی ہیں کہ فتح مکہ کے دن حضرت فاطمہ ؓ تشریف لائیں اور رسول اللہ ﷺ کی بائیں طرف بیٹھ گئیں اور ام ہانی ؓ آپ کی دائیں طرف تھیں۔ بیان کرتی ہیں کہ خادمہ ایک برتن لے کر آئی' اس میں مشروب تھا' اس نے وہ نبی ﷺ کو دیا تو آپ نے اس میں سے نوش فرمایا اور پھر ام ہانی کو دے دیا تو انہوں نے بھی اس سے پی لیا اور بولیں: اے اللہ کے رسول! میں نے روزہ رکھا ہوا تھا اور توڑ لیا ہے۔ آپ علیہ السلام نے پوچھا: ''کیا یہ قضا کا روزہ تھا؟'' انہوں نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''اگر یہ نفلی تھا تو کوئی حرج نہیں۔''

## (المعجم ٧٣) - باب مَنْ رَأَى عَلَيْهِ الْقَضَاءَ (التحفة ٧٣)

## باب:٧٣- نفلی روزہ توڑ لیا ہو تو اس کی قضا کا مسئلہ

**٢٤٥٧- حَدَّثَنَا** أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ وَهْبٍ: أخبرني حَيْوَةُ ابنُ شُرَيْحٍ عن ابنِ الْهَادِ، عن زُمَيْلٍ مَوْلَى

٢٤٥٧- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' وہ بیان کرتی ہیں کہ مجھے اور حفصہ کو کوئی کھانا ہدیہ بھیجا گیا جبکہ ہم نے روزہ رکھا ہوا تھا' پس ہم نے روزہ توڑ لیا۔



---

**٢٤٥٦ـ تخريج:** [إسناده ضعيف] أخرجه الدارمي، ح: ١٧٤٣ عن عثمان بن أبي شيبة به * يزيد بن أبي زياد ضعيف، وله شواهد ضعيفة عند الترمذي: ٧٣١، ٧٣٢ وغيره.

**٢٤٥٧ـ تخريج:** [إسناده ضعيف] أخرجه ابن عبدالبر في التمهيد: ١٢/ ٧١ من حديث أبي داود به * زميل مجهول ◀◀

عُرْوَةَ، عَنْ عُرْوَةَ بنِ الزُّبَيْرِ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: أُهْدِيَ لِي وَلِحَفْصَةَ طَعَامٌ وَكُنَّا صَائِمَتَيْنِ فأفْطَرْنا، ثُمَّ دَخَلَ رَسُولُ الله ﷺ فَقُلْنَا لَهُ: يارَسُولَ الله! إنَّا أُهْدِيَتْ لَنَا هَدِيَّةٌ فَاشْتَهَيْنَاهَا فأَفْطَرْنَا، فقال رَسُولُ الله ﷺ: «لَا عَلَيْكُمَا، صُومَا مَكَانَهُ يَوْمًا آخَرَ».

رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور ہم نے ان سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہمیں ہدیہ دیا گیا تھا اور ہمارا کھانے کو دل چاہا تو ہم نے روزہ افطار کر لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی حرج نہیں' اس کی بجائے ایک روزہ رکھ لینا۔''

[قَالَ أَبُو سَعِيدِ بنُ الأعرابيِّ: هٰذا الْحدِيثُ لايَثْبُتُ].

ابوسعید بن الاعرابی کہتے ہیں کہ یہ روایت ثابت نہیں ہے۔

فائدہ: نفلی روزے کی قضا واجب نہیں ہے اگر رکھے تو مستحب ہے۔ تاہم اس طرح کے عمل کو اپنی عادت نہیں بنانا چاہیے۔ مذکورہ روایت ضعیف ہے۔

## (المعجم ٧٤) - باب الْمَرْأَةِ تَصُومُ بِغَيْرِ إِذْنِ زَوْجِهَا (التحفة ٧٤)

## باب:۷۴-عورت کو روا نہیں کہ شوہر کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ رکھے

٢٤٥٨- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنَا مَعْمَرٌ عن هَمَّام بنِ مُنَبِّهٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يقُولُ: قال رَسُولُ الله ﷺ: «لَا تَصُومُ امْرأَةٌ وَبَعْلُهَا شَاهِدٌ إلَّا بإذْنِهِ غَيْرَ رَمَضَانَ، وَلا تَأْذَنُ في بَيْتِهِ وَهُوَ شَاهِدٌ إلَّا بِإذْنِهِ».

۲۴۵۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عورت کو روا نہیں کہ شوہر موجود ہو تو اس کی اجازت کے بغیر روزہ رکھے مگر یہ کہ رمضان کے روزے ہوں۔ اور ایسے ہی روا نہیں کہ شوہر موجود ہو تو اس کی اجازت کے بغیر کسی کو گھر میں آنے دے۔''

فائدہ: روزے کی حالت میں زوجین کے مابین تعلقات زن و شو قائم نہیں ہو سکتے۔ علاوہ ازیں بھوک پیاس کی وجہ سے طبیعت میں گرانی سی بھی آ جاتی ہے اور عین فطری بات ہے کہ شوہر بالعموم ایسی کیفیت گوارا نہیں کرتے اور اس کے نتائج نامناسب ہو سکتے ہیں۔ اس لیے شریعت نے ان کے تعلقات میں معمولی رخنہ آنے کی بھی اجازت نہیں دی

◀◀ (تقريب)، وفيه علة أخرى، وللحديث طرق أخرى كلها ضعيفة.

٢٤٥٨ـ تخريج: أخرجه مسلم، الزكوة، باب ما أنفق العبد من مال مولاه، ح:١٠٢٦ من حديث عبدالرزاق، والبخاري، النكاح، باب صوم المرأة بإذن زوجها تطوعًا، ح:٥١٩٢ من حديث معمر به، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح:٧٨٨٦، وصحيفة همام بن منبه، ح:٧٦.

اور عورت کو پابند کیا ہے کہ نفلی روزے کے لیے شوہر کی اجازت حاصل کرے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بیوی کو شوہر کی تسکین کے لیے انتہائی حساس اور ذمہ دار ہونا چاہیے' یہ علائق محض نفسیاتی نہیں بلکہ شرعی بھی ہیں۔

٢٤٥٩- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا جَرِيرٌ عن الأعمَشِ، عن أبي صَالحٍ، عن أبي سَعِيدٍ قال: جَاءَتِ امْرَأَةٌ إلى النَّبيِّ ﷺ وَنَحْنُ عِنْدَهُ فقالَتْ: يَارَسُولَ الله! إنَّ زَوْجِي صَفْوَانَ بنَ المُعَطَّلِ يَضْرِبُنِي إذَا صَلَّيْتُ وَيُفَطِّرُنِي إذَا صُمْتُ، وَلَا يُصَلِّي صَلَاةَ الْفَجْرِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ. قال: وَصَفْوَانُ عِنْدَهُ، قال: فَسَألَهُ عمَّا قالَتْ؟، فقال: يَارَسُولَ الله! أمَّا قَوْلُهَا يَضْرِبُنِي إذَا صَلَّيْتُ فإنَّهَا تَقْرَأُ بِسُورَتَيْنِ وَقَدْ نَهَيْتُهَا. قال: فقالَ: «لَوْ كَانَتْ سُورَةً وَاحِدَةً لَكَفَتِ النَّاسَ». وَأمَّا قَوْلُهَا: يُفَطِّرُنِي فإنَّهَا تَنْطَلِقُ فَتَصُومُ وَأنَا رَجُلٌ شَابٌّ فَلَا أصْبِرُ. فقالَ رَسُولُ الله ﷺ يَوْمَئِذٍ: «لا تَصُومُ امْرَأةٌ إلَّا بِإذْنِ زَوْجِهَا». وَأمَّا قَوْلُهَا: إنِّي لا أُصَلِّي حتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ فإنَّا أهْلُ بَيْتٍ قَدْ عُرِفَ لَنَا ذَاكَ، لا نَكَادُ نَسْتَيْقِظُ حتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ. قال: «فإذَا اسْتَيْقَظْتَ فَصَلِّ».

٢٤٥٩- حضرت ابوسعید ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک خاتون نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی جبکہ ہم بھی آپ کے پاس ہی تھے۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرا شوہر صفوان بن معطل جب میں نماز پڑھتی ہوں تو مجھے مارتا ہے اور جب روزہ رکھتی ہوں تو تڑوا دیتا ہے اور خود فجر کی نماز سورج چڑھے پڑھتا ہے۔ صفوان بھی وہیں تھے۔ چنانچہ آپ نے ان سے جو کچھ عورت نے کہا تھا اس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس کا یہ کہنا کہ جب میں نماز پڑھتی ہوں تو یہ مارتا ہے۔ یہ دراصل دو دو سورتیں پڑھتی ہے اور میں نے اس کو اس (لمبی) قراءت سے روکا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر ایک سورت کی قراءت ہو تو بھی لوگوں کو کافی ہے۔'' اور اس کا یہ کہنا کہ یہ میرا روزہ تڑوا دیتا ہے تو اس کی حالت یہ ہے کہ یہ روزے ہی رکھے جاتی ہے اور میں جوان آدمی ہوں' صبر نہیں کر سکتا تو رسول اللہ ﷺ نے اس روز فرمایا: ''کوئی عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر روزہ نہ رکھے۔'' اور اس کا یہ کہنا کہ میں سورج چڑھے نماز پڑھتا ہوں' تو حقیقت یہ ہے کہ ہمارا گھرانا اس بات میں معروف ہے اور ہم لوگ سورج نکلنے سے پہلے اٹھ ہی نہیں سکتے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب جاگا کرو تو نماز پڑھ لیا کرو۔''

٢٤٥٩_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٨٠ عن عثمان بن أبي شيبة به، ورواه ابن ماجه، ح: ١٧٦٢ من حديث الأعمش، وصححه ابن حبان، ح: ٩٥٦، والحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٤٣٦، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد * الأعمش عنعن.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ حَمَّادٌ - يَعني ابنَ سَلَمَةَ- عن حُمَيْدٍ أوْ ثَابِتٍ، عن أبي الْمُتَوَكِّلِ.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ اس روایت کو حماد بن سلمہ نے حمید یا ثابت سے انہوں نے ابی المتوکل سے بیان کیا ہے۔

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ کی تربیت وتزکیہ سے مردوں کے علاوہ خواتین بھی بہرہ ور تھیں اور ان میں آخرت کی رغبت اس قدر بڑھ گئی تھی کہ اس طرح کی شکایت سامنے آئی جو اس حدیث میں بیان ہوئی ہے۔ حیف ہے ان لوگوں پر جو اس طرح کی مقدس ہستیوں کے ایمان کو مشکوک گردانتے ہیں۔ ② شوہر کو حق ہے کہ بلاتخصیص وقت اپنی بیوی سے تمتع کرے، گویا حقوق تمتع اس کی ملک ہیں' بیوی کسی طرح انکار نہیں کر سکتی الا یہ کہ عذر شرعی اور معقول ہو' بلکہ انکار پر مناسب سزا بھی مباح ہے۔ ③ بعد از فاتحہ مختصر قراءت سے بھی نماز کامل ہوتی ہے۔ ④ عورت کو اس قدر لمبی نماز نہیں پڑھنی چاہیے کہ شوہر اس کے انتظار میں پیچ وتاب کھاتا رہے۔ ⑤ بیوی کو نفلی روزے شوہر کی اجازت کے بغیر نہیں رکھنے چاہئیں۔ بعض اوقات یہ اجازت میلان طبع سے بھی سمجھی جا سکتی ہے۔ ⑥ جناب صفوان بن معطل ؓ جلیل القدر صحابہ میں سے تھے۔ ان کا ذکر حضرت عائشہ ؓ کے متعلق واقعۂ افک میں بھی آتا ہے۔ ان کا سورج چڑھے نماز پڑھنا تو واقعتاً بعد از طلوع ہوتا تھا یا مراد ہے کہ بالکل آخری وقت میں پڑھتے تھے کہ سورج نکلنے والا ہوتا۔ اور اس کا سبب انہوں نے بیان کیا ہے کہ یہ گویا خاندانی عادت سی تھی کہ یہ لوگ نیند کے متوالے تھے اگر کوئی جگانے والا نہ ہوتا تو از خود جاگ نہ سکتے تھے۔ ایک عذر یہ بھی بیان ہوا کہ یہ لوگ رات کو دیر تک پانی ڈھوتے تھے اور دیر سے سونے کی وجہ سے صبح بروقت جاگ نہ سکتے تھے۔ بہرحال اگر عذر معقول ہو تو شرعاً قبول ہے کہ سونے والے پر مواخذہ نہیں' ایسی صورت میں جب جاگ آئے فوراً نماز پڑھ لے۔ اس سے صبح دیر سے اٹھ کر نماز پڑھنے کے معمول کو جواز بنانے پر استدلال نہیں کیا جا سکتا' اس لیے حضرت صفوان ؓ کو یہ اجازت تو نبی ﷺ نے دی تھی' جن کو اس قسم کی صورت حال میں بذریعۂ وحی مطلع کر دیا جاتا تھا۔ اس لیے حضرت صفوان کا عذر تو معقول سمجھ لیا گیا' لیکن ہم اپنے تساہل کو بھی اسی طرح کا ''معقول عذر'' سمجھ لیں' تو اس میں کوئی معقولیت نہیں ہوگی۔



## (المعجم ٧٥) - بَابٌ: فِي الصَّائِمِ يُدْعَى إِلَى وَلِيمَةٍ (التحفة ٧٥)

## باب:۷۵- روزے دار کو اگر ولیمے کی دعوت ملے تو......؟

٢٤٦٠- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا أَبُو خَالِدٍ عن هِشَامٍ، عن ابنِ

۲۴۶۰- حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کو کھانے

٢٤٦٠ـ تخريج: أخرجه مسلم، النكاح، باب الأمر بإجابة الداعي إلى دعوة، ح: ١٤٣١ من حديث حفص بن غياث عن هشام بن عروة به.

سِيرِينَ، عن أبي هُرَيْرَةَ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «إذَا دُعِيَ أحَدُكُم فَلْيُجِبْ، فإنْ كَانَ مُفْطِرًا فَلْيَطْعَمْ، وَإنْ كَانَ صَائِمًا فَلْيُصَلِّ»

کی دعوت ملے تو چاہیے کہ قبول کرلے اگر روزے سے نہ ہو تو کھانا کھالے اور اگر روزہ رکھا ہوا ہو تو (مجلس میں حاضر ہو اور صاحب طعام کے لیے) دعا کرے۔"

قال هِشَامٌ: وَالصَّلَاةُ الدُّعَاءُ.

ہشام بن حسان نے وضاحت کی کہ اس حدیث میں "صلاۃ" کے معنی دعا کرنا ہیں۔

قَالَ أبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ حَفْصُ بنُ غِيَاثٍ أيضًا عن هِشَامٍ.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ اس حدیث کو حفص بن غیاث نے بھی ہشام سے روایت کیا ہے۔

فائدہ: مسلمانوں کو موقع بموقع آپس میں دعوتوں کا اہتمام کرتے رہنا چاہیے اس سے آپس کے تعلقات مضبوط ہوتے اور محبتیں بڑھتی ہیں۔ روزے دار بھی دعوت میں شریک ہو اور ان کے لیے دعا کرے۔ اگر روزہ نفلی ہو تو توڑنا بھی جائز ہے۔



## (المعجم ٧٦) - باب مَا يَقُولُ الصَّائِمُ إذَا دُعِيَ إلَى الطَّعَامِ (التحفة ٧٦)

## باب:٧٦- روزے دار کھانے کی دعوت میں کیا کہے؟

٢٤٦١- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن أبي الزِّنَادِ، عن الأعْرَجِ، عن أبي هُرَيْرَةَ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «إذَا دُعِيَ أحَدُكُم إلى طَعَامٍ وَهُوَ صَائِمٌ فَلْيَقُلْ: إنِّي صَائِمٌ».

۲۴۶۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کسی کو کھانے میں بلایا جائے اور اس نے روزہ رکھا ہوا ہو تو کہہ دے کہ میں روزے سے ہوں۔"

فائدہ: کھانے کی دعوت میں شریک ہونا افضل ہے۔ تاہم اگر عذر کرے اور بتادے کہ میں روزے سے ہوں تو بھی جائز ہے۔ یا یہ مفہوم بھی ہے کہ اہل مجلس کو اپنے روزے کی خبر دے تو کوئی عیب کی بات نہیں۔

## (المعجم ٧٧) - باب الاعْتِكَافِ (التحفة ٧٧)

## باب:٧٧- اعتکاف کے احکام ومسائل

---

٢٤٦١- تخريج: أخرجه مسلم، الصيام، باب ندب الصائم إذا دعي إلى الطعام ... الخ، ح: ١١٥٠ من حديث سفيان بن عيينة به.

٢٤٦٢- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا اللَّيْثُ عن عُقَيْلٍ، عن الزُّهْرِيِّ، عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَعْتَكِفُ العَشْرَ الأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حتَّى قَبَضَهُ الله، ثُمَّ اعْتَكَفَ أَزْوَاجُهُ مِنْ بَعْدِهِ.

۲۴۶۲- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ رمضان المبارک کے آخری دہے میں اعتکاف کیا کرتے تھے' آخر حیات تک آپ کا یہ معمول رہا' آپ کے بعد پھر آپ کی ازواج مطہرات بھی اعتکاف بیٹھا کرتی تھیں۔

فوائد ومسائل: ① اعتکاف کے لغوی معنی ہیں: ''کسی چیز کے ساتھ پابند ہو جانا یا کہیں بند رہنا۔'' اور شرعی اصطلاح میں: رب ذوالجلال کی عبادت کے لیے انسان کا اپنے آپ کو کسی مسجد میں پابند کر لینا' اعتکاف کہلاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے عمل سے اس کا مشروع' مسنون اور مستحب ہونا ثابت ہے۔ قرآن مجید میں بھی اس کا ذکر آیا ہے: ﴿وَعَهِدْنَا إِلَى إِبْرٰهِمَ وَ إِسْمٰعِيلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِينَ وَالْعٰكِفِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ﴾ (البقرة:١٢٥) ''ہم نے ابراہیم اور اسماعیل ؑ کو حکم دیا کہ میرے گھر کو طواف کرنے والوں' اعتکاف کرنے والوں اور رکوع وسجدہ کرنے والوں کے لیے پاک رکھو۔'' دوسری آیت میں فرمایا: ﴿وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَ اَنْتُمْ عٰكِفُونَ فِي الْمَسٰجِدِ﴾ (البقرہ:١٨٧) ''اور جب تک تم مساجد میں اعتکاف کیے ہوئے ہو' عورتوں سے ملاپ نہ کرو۔'' بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ بستی والوں میں سے کوئی نہ کوئی ضرور اعتکاف بیٹھے' یہ محض وہم ہے۔ اس کی کوئی شرعی اصلیت نہیں ہے۔ جب تک کوئی اپنے اوپر لازم نہ کرلے یہ واجب نہیں ہوتا۔ ② خواتین بھی اعتکاف کر سکتی ہیں بشرطیکہ شوہر اجازت دے۔ اور عورت کے لیے بھی اعتکاف کی جگہ مسجد ہی ہے' نہ کہ گھر۔ تاہم یہ ضروری ہے کہ عورتوں کے لیے مسجد میں پردے اور حفاظت کا خاطر خواہ انتظام ہو۔ جس مسجد میں ایسا انتظام نہ ہو' وہاں عورتوں کا اعتکاف بیٹھنا بھی صحیح نہیں ہے۔ اسی طرح گھروں میں اعتکاف بیٹھنا بھی غیر صحیح ہے۔

٢٤٦٣- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ: أخبرنَا ثَابِتٌ عن أبي رَافِعٍ، عن أُبَيِّ بنِ كَعْبٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ، فَلَمْ يَعْتَكِفْ عَامًا، فَلَمَّا كَانَ في الْعَامِ الْمُقْبِلِ

۲۴۶۳- حضرت ابی بن کعب ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ رمضان کا آخری عشرہ اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔ ایک سال آپ اعتکاف نہ بیٹھ سکے تو اگلے سال آپ نے بیس رات تک اعتکاف فرمایا۔

---

٢٤٦٢ـ تخريج: أخرجه مسلم، الاعتكاف، باب اعتكاف العشر الأواخر من رمضان، ح:١١٧٢ عن قتيبة، والبخاري، الاعتكاف، باب الاعتكاف في العشر الأواخر، ح:٢٠٢٦ من حديث الليث بن سعد به.

٢٤٦٣ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الصوم، باب ماجاء في الاعتكاف، ح:١٧٧٠ من حديث حماد بن سلمة به، وصححه ابن خزيمة، ح:٢٢٢٥، وابن حبان، ح:٩١٧، والحاكم:١/ ٤٣٩، ووافقه الذهبي.

اعْتَكَفَ عِشْرِينَ لَيْلَةً.

فائدہ: نفل اعمال کی قضا واجب تو نہیں ہے مگر قضا ادا کرنے میں بہت اجر وفضیلت ہے۔ بالخصوص نبی ﷺ اس کا اہتمام فرمایا کرتے تھے۔

٢٤٦٤- حَدَّثَنا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ وَيَعْلَى بنُ عُبَيْدٍ عن يَحْيَى بنِ سَعِيد، عن عَمْرَةَ، عن عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ إذَا أَرَادَ أَنْ يَعْتَكِفَ صَلَّى الْفَجْرَ ثُمَّ دَخَلَ مُعْتَكَفَهُ، قَالَتْ: وَإِنَّهُ أَرَادَ مَرَّةً أَنْ يَعْتَكِفَ في الْعَشْرِ الأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ، قَالَتْ: فأَمَرَ بِبِنَائِهِ فَضُرِبَ، فَلَمَّا رَأَيْتُ ذٰلِكَ أَمَرْتُ بِبِنَائِي فَضُرِبَ، قَالَتْ: وَأَمَرَ غَيْرِي مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ بِبِنَائِهِ فَضُرِبَ فَلَمَّا صَلَّى الْفَجْرَ نَظَرَ إِلَى الأَبْنِيَةِ فَقَالَ: «مَا هٰذِهِ؟ آلبِرَّ تُرِدْنَ؟» قالتْ: فأَمَرَ بِبِنَائِهِ فَقُوِّضَ وَأَمَرَ أَزْوَاجُهُ بِأَبْنِيَتِهِنَّ فَقُوِّضَتْ ثُمَّ أَخَّرَ الاعْتِكَافَ إِلَى الْعَشْرِ الأُوَلِ [تَعْني] مِنْ شَوَّالٍ.

۲۴۶۴-ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اعتکاف کا ارادہ فرماتے تو فجر کی نماز پڑھ کر اپنے حجرۂ اعتکاف میں داخل ہو جاتے۔ ایک بار آپ نے رمضان کے آخری دہے میں اعتکاف کا ارادہ فرمایا اور حجرہ بنانے کا حکم دیا تو وہ بنا دیا گیا جب میں نے یہ دیکھا تو میں نے کہہ دیا کہ میرا خیمہ بھی لگا دیا جائے۔ چنانچہ وہ لگا دیا گیا اور پھر دیگر ازواج نبی ﷺ نے بھی (دیکھا دیکھی) خیمے لگانے کو کہا۔ چنانچہ وہ لگا دیے گئے۔ آپ نے نماز فجر کے بعد خیموں کو دیکھا تو فرمایا: ''یہ کیا ہے؟ بھلا یہ نیکی کا قصد کر رہی ہیں؟'' چنانچہ آپ نے اپنے حجرے کے متعلق فرمایا اور اسے کھول دیا گیا' اس پر ازواج محترمات نے بھی اپنے اپنے خیمے کھلوا لیے۔ پھر آپ ﷺ نے اپنا یہ اعتکاف شوال کے پہلے عشرہ تک مؤخر فرما دیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ ابنُ إسْحَاقَ وَالأَوْزَاعِيُّ عن يَحْيَى بنِ سَعِيدٍ نَحْوَهُ، وَرَوَاهُ مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بنِ سَعِيدٍ قالَ: اعْتَكَفَ عِشْرِينَ مِنْ شَوَّالٍ.

امام ابوداود نے کہا: اس حدیث کو ابن اسحاق اور اوزاعی نے یحییٰ بن سعید سے اسی طرح روایت کیا ہے جب کہ امام مالک ؒ نے یحییٰ بن سعید سے روایت کیا تو کہا: آپ ﷺ نے شوال کے بیس دن اعتکاف کیا۔

فوائد ومسائل: ① اعتکاف کے لیے حجرہ بنانا اس لیے مستحب ہے کہ معتکف اس جگہ میں دیگر لوگوں سے علیحدہ ہو

---

٢٤٦٤ـ تخريج: أخرجه مسلم، الاعتكاف، باب: متى يدخل من أراد الاعتكاف في معتكفه، ح: ١١٧٣ من حديث أبي معاوية الضرير، والبخاري، الاعتكاف، باب اعتكاف النساء، ح: ٢٠٣٣ من حديث يحيى بن سعيد الأنصاري به.

کر نوافل' تلاوت قرآن کریم اور اذکار وغیرہ میں مشغول رہے۔ یہ لوگوں کے ساتھ بلاضرورت اختلاط کرے' نہ دوسرے ہی اس کو مشغول کریں۔ ② خواتین کو بھی مساجد میں اعتکاف کرنا چاہیے۔ گھروں میں اعتکاف کرنا خیر القرون سے ثابت نہیں ہے۔ گھر میں مقام عبادت کو اصطلاحاً مسجد نہیں کہا جا سکتا اور نہ اس پر معروف مسجد والے احکام ہی منطبق ہوتے ہیں۔ ③ اعمال خیر میں بنیادی طور پر اخلاص اور اللہ تعالیٰ ہی کی رضا مقصود ہونی چاہیے۔ ازواج مطہرات کے مذکورہ بالا عمل میں رشک کا پہلو غالب تھا جو اگرچہ عام افراد امت کے لیے تو محمود ہے مگر ازواج نبی ﷺ کا مقام ان سے بالاتر ہے۔ اس لیے نبی ﷺ نے پسند نہیں فرمایا اور یہی معنی ہیں اس معروف قول کے کہ [حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَيِّئَاتُ الْمُقَرَّبِيْنَ] یعنی عام صالحین کے عام صالح اعمال بعض اوقات مقرب لوگوں کے حق میں عیب اور تقصیر شمار کیے جاتے ہیں۔ ④ شوہر اگر راضی نہ ہو تو عورت کو اپنا اعتکاف ختم کر دینا چاہیے۔ ⑤ فوت شدہ یا توڑے گئے اعتکاف کی قضا دینا مستحب ہے' واجب نہیں۔ جیسے کہ ازواج مطہرات کے متعلق اس قسم کا کوئی بیان نہیں ہے کہ ان سے اس اعتکاف کی قضا کروائی گئی تھی۔ ⑥ غیر رمضان میں اعتکاف کے دوران میں روزہ شرط نہیں ہے۔ ⑦ اعتکاف کا آغاز کب سے کرنا ہے؟ احادیث میں اس کی صراحت نہیں ہے۔ اس حدیث میں صرف یہ ہے کہ نبی ﷺ فجر کی نماز پڑھ کر حجرۂ اعتکاف میں داخل ہوتے۔ دوسری روایات میں ہے کہ آپ رمضان کا آخری عشرہ اعتکاف فرماتے تھے۔ اس اعتبار سے اکثر علماء یہ کہتے ہیں کہ معتکف ۲۰ رمضان کو مغرب سے پہلے پہلے مسجد میں آ جائے' رات مسجد میں گزارے اور فجر کی نماز پڑھ کر حجرۂ اعتکاف میں داخل ہو جائے۔ اس طرح کرنے سے اس کا رمضان کا آخری عشرہ اعتکاف کے ساتھ گزرے گا اور مذکورہ دونوں روایتوں پر عمل ہو جائے گا۔ اس کے برعکس بعض لوگ کہتے ہیں کہ بیسویں رمضان کو فجر کی نماز کے بعد اعتکاف کا آغاز کیا جائے' کیونکہ حدیث میں آپ کے نمازِ فجر کے بعد حجرۂ اعتکاف میں داخل ہونے کی صراحت ہے۔ لیکن اس طرح ۳۰ رمضان ہونے کی صورت میں اعتکاف کے ۱۱ دن بن جاتے ہیں جسے عشرہ قرار نہیں دیا جا سکتا' جب کہ نبی ﷺ کا عمل' عشرۂ اخیر کے اعتکاف کا منقول ہے' اس لیے پہلی رائے ہی راجح اور صحیح ہے۔ واللہ اعلم۔

## (المعجم ٧٨) - بَابٌ: أَيْنَ يَكُونُ الْاعْتِكَافُ؟ (التحفة ٧٨)

## باب:۷۸-اعتکاف کہاں ہونا چاہیے؟

٢٤٦٥- حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ بنُ دَاوُدَ المَهْرِيُّ: أَخبرنَا ابنُ وَهْبٍ عن يُونُسَ، أنَّ نَافِعًا أَخْبَرَهُ عن ابنِ عُمَرَ: أنَّ النَّبيَّ ﷺ كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الأَوَاخِرَ مِنْ

۲۴۶۵- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ رمضان کا آخری عشرہ اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔ نافع کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ نے مجھے مسجد نبوی میں وہ جگہ دکھلائی جہاں رسول اللہ ﷺ اعتکاف فرمایا

٢٤٦٥ـ تخريج: أخرجه البخاري، الاعتكاف، باب الاعتكاف في العشر الأواخر، ح: ٢٠٢٥، ومسلم، الاعتكاف، باب اعتكاف العشر الأواخر من رمضان، ح: ١١٧١/ ٢ من حديث عبدالله بن وهب به.

رَمَضَانَ. قال نَافِعٌ: وَقَدْ أَرَانِي عَبْدُ الله الْمَكَانَ الَّذِي كَانَ يَعْتَكِفُ فِيهِ رَسُولُ الله ﷺ مِنَ الْمَسْجِدِ.

کرتے تھے۔

فائدہ: اعتکاف کیلئے مسجد ہی مشروع ومسنون مقام ہے جیسے کہ قرآن مجید نے ذکر کیا ہے: ﴿وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنْتُمْ عٰكِفُونَ فِي الْمَسٰجِدِ﴾ (البقرة:١٨٧) ”اور جب تک تم مساجد میں اعتکاف کیے ہوئے ہو تو عورتوں سے ملاپ نہ کرو۔“

٢٤٦٦- حَدَّثَنَا هَنَّادٌ عَنْ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِي حَصِينٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قال: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَعْتَكِفُ كُلَّ رَمَضَانَ عَشْرَةَ أَيَّامٍ، فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ اعْتَكَفَ عِشْرِينَ يَوْمًا.

٢٤٦٦-حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ ہر رمضان کے آخری دس دن اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ جس سال آپ کا وصال ہوا آپ نے بیس دن اعتکاف فرمایا۔



فائدہ: معلوم ہوا کہ وسط رمضان میں بھی اعتکاف ہوسکتا ہے۔ شاید نبی ﷺ کو قربِ اجل کا علم ہوگیا تھا اس لیے آپ عبادت میں بہت حریص ہوگئے تھے۔ اس رمضان میں جبرئیل امین علیہ السلام نے بھی آپ کے ساتھ قرآن مجید کا دو بار دَور کیا تھا۔

## (المعجم ٧٩) - باب الْمُعْتَكِفِ يَدْخُلُ الْبَيْتَ لِحَاجَتِهِ (التحفة ٧٩)

## باب:٧٩-معتکف اپنی ضروری حاجت کے لیے گھر جاسکتا ہے

٢٤٦٧- حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ، عن ابنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بنِ الزُّبَيْرِ، عن عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَائِشَةَ قالَتْ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ إذَا اعْتَكَفَ يُدْنِي إِلَيَّ رَأْسَهُ فَأُرَجِّلُهُ، وَكَانَ لَا يَدْخُلُ الْبَيْتَ إِلَّا لِحَاجَةِ الإنْسَانِ.

٢٤٦٧-حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اعتکاف کے دوران میں اپنا سر مبارک میری طرف جھکا دیتے اور میں اس میں کنگھی کر دیتی اور آپ قضائے حاجت کے لیے ہی گھر میں تشریف لایا کرتے تھے۔

---

٢٤٦٦_ تخريج: أخرجه البخاري، الاعتكاف، باب الاعتكاف في العشر الأوسط من رمضان، ح:٢٠٤٤ من حديث أبي بكر بن عياش به.

٢٤٦٧_ تخريج: أخرجه مسلم، الحيض، باب جواز غسل الحائض رأس زوجها وترجيله وطهارة سؤرها . . . الخ، ح:٢٩٧ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى):١/ ٣١٢، (والقعنبي، ص: ٢٣١)، وانظر الحديث الآتي.

**فوائد ومسائل:** ① اثنائے اعتکاف میں بیوی اپنے شوہر کی خدمت کرسکتی ہے خواہ حائضہ بھی ہو۔ (صحیح البخاری، الاعتکاف، حدیث:۲۰۳۱) مگر عمر کے لحاظ سے احتیاط لازم ہے۔ ② روزے اور اعتکاف میں جسم و لباس کی نظافت کا اہتمام رکھنا چاہیے۔ ③ قضائے حاجت کے لیے انسان اپنے معتکف اور مسجد سے باہر یا اپنے گھر بھی جا سکتا ہے۔ ایسے ہی اگر کوئی خادم میسر نہ ہو تو کھانا کھانے کے لیے جانا بھی مباح ہوگا۔ ④ اس حدیث کی سند میں عن عروہ کے بعد عن عمرة بنت عبدالرحمن "المزید فی متصل الاسانید" کی قسم سے ہے۔ (بذل المجهود)

٢٤٦٨- **حَدَّثَنا** قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ وَعَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ قالَا: حَدَّثَنا اللَّيْثُ عن ابنِ شِهَابٍ، عنْ عُرْوَةَ وَعَمْرَةَ، عنْ عَائِشَةَ عن النَّبيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

۲۴۶۸- ابن شہاب زہری بواسطہ عروہ اور عمرہ حضرت عائشہ ؓ سے اور وہ نبی ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث کی مانند روایت کرتی ہیں۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذٰلِكَ رَوَاهُ يُونُسُ عن الزُّهْرِيِّ وَلَمْ يُتَابِعْ أَحَدٌ مَالِكًا عَلَى عُرْوَةَ عنْ عَمْرَةَ وَرَوَاهُ مَعْمَرٌ وَزِيَادُ بنُ سَعْدٍ وَغَيْرُهُمَا عنِ الزُّهْرِيِّ، عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ.

امام ابوداود فرماتے ہیں اور ایسے ہی یونس نے بھی زہری سے روایت کیا ہے۔ اور کسی نے بھی عروہ عن عمرہ کی سند میں مالک کی متابعت نہیں کی ہے۔ معمر اور زیاد بن سعد وغیرہ زہری عن عروہ عن عائشہ کی سند سے روایت کرتے ہیں۔

٢٤٦٩- **حَدَّثَنا** سُلَيْمَانُ بنُ حَرْبٍ وَمُسَدَّدٌ قالَا: حَدَّثَنا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ عنْ هِشَامِ بن عُرْوَةَ، عن أَبِيهِ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَكُونُ مُعْتَكِفًا في المَسْجِدِ، فَيُنَاوِلُنِي رَأْسَهُ مِنْ خَلَلِ الْحُجْرَةِ فَأَغْسِلُ رَأْسَهُ.

۲۴۶۹- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں اعتکاف میں ہوتے، آپ حجرے میں سے اپنا سر میری طرف کر دیتے اور میں آپ کا سر دھو دیتی۔

وَقالَ مُسَدَّدٌ: فَأُرَجِّلُهُ وَأَنَا حَائِضٌ.

مسدد کے الفاظ ہیں: میں آپ کی کنگھی کر دیتی



---

**٢٤٦٨ـ تخريج:** أخرجه البخاري، أبواب الاعتكاف، باب: لا يدخل البيت إلا لحاجة، ح: ٢٠٢٩ عن قتيبة به.

**٢٤٦٩ـ تخريج:** أخرجه البخاري، الحيض، باب غسل الحائض رأس زوجها وترجيله، ح: ٢٩٥، ٢٠٣٠، ٥٩٢٥، ومسلم، ح: ٢٩٧ من حديث هشام بن عروة به.

جبکہ میں حائضہ ہوتی۔

٢٤٧٠- **حَدَّثَنا** أَحْمَدُ بنُ مُحَمَّدِ بن شَبُّويَه المَرْوَزِيُّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنَا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن عَلِيِّ بن حُسَيْنٍ، عنْ صَفِيَّةَ قالَتْ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ مُعْتَكِفًا فَأَتَيْتُهُ أَزُورُهُ لَيْلًا فَحَدَّثْتُهُ ثُمَّ قُمْتُ فَانْقَلَبْتُ، فَقَامَ مَعِي لِيَقْلِبَنِي، وَكَانَ مَسْكَنُهَا في دَارِ أُسَامَةَ بنِ زَيْدٍ فَمَرَّ رَجُلَانِ مِنَ الأنْصَارِ، فَلَمَّا رَأَيَا النَّبيَّ ﷺ أَسْرَعَا، فقالَ النَّبيُّ ﷺ: «عَلَى رِسْلِكُمَا إنَّهَا صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ» قالَا: سُبْحَانَ الله! يارَسُولَ الله! قال: «إنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنَ الإنْسَانِ مَجْرَى الدَّمِ فَخَشِيتُ أَنْ يَقْذِفَ في قُلُوبِكُمَا شَيْئًا» أوْ قالَ: «شَرًّا».

۲۴۷۰- ام المومنین حضرت صفیہ ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ اعتکاف میں تھے اور میں رات کے وقت آپ کی زیارت کے لیے حاضر ہوئی۔ میں آپ سے باتیں کرتی رہی' پھر میں واپس آنے کے لیے اٹھی تو آپ بھی مجھے واپس چھوڑنے کے لیے کھڑے ہو گئے جبکہ میری رہائش حضرت اسامہ بن زید ؓ کے احاطے میں تھی۔ تو (ہمارے پاس سے) دو انصاری گزرے' جب انہوں نے نبی ﷺ کو دیکھا تو وہ جلدی جلدی چلنے لگے' نبی ﷺ نے انہیں فرمایا:''رک جاؤ! یہ میرے ساتھ (میری اہلیہ) صفیہ بنت حُیَیّ ہے۔'' ان دونوں نے کہا: سبحان اللہ' اے اللہ کے رسول! (آپ کو کسی قسم کی وضاحت کرنے کی ضرورت ہی نہیں) آپ نے فرمایا: ''بلاشبہ شیطان انسان کے جسم میں ایسے چلتا ہے جیسے خون' مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں وہ تمہارے دلوں میں کچھ ڈال نہ دے۔'' یا فرمایا:''برائی نہ ڈال دے۔''

٢٤٧١- **حَدَّثَنا** مُحَمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فَارِسٍ: حَدَّثَنا أَبُو الْيَمَانِ: حَدَّثَنا شُعَيْبٌ عن الزُّهْرِيِّ بِإسْنَادِهِ بِهٰذَا قالَتْ: حَتَّى إذَا كَانَ عِنْدَ بَابِ المَسْجِدِ الَّذِي عِنْدَ بَابِ أُمِّ سَلَمَةَ مَرَّ بِهِمَا رَجُلَانِ وَسَاقَ مَعْنَاهُ.

۲۴۷۱- شعیب' زہری سے ان کی سند سے یہ روایت بیان کرتے ہیں...... (حضرت صفیہ بیان کرتی ہیں کہ) جب آپ مسجد کے دروازے کے قریب پہنچے جو کہ حضرت ام سلمہ ؓ کے گھر کے دروازے کے پاس تھا تو آپ کے پاس سے دو آدمی گزرے۔ اور مذکورہ بالا (حدیث) کے ہم معنی بیان کیا۔

---

**٢٤٧٠ـ تخريج**: أخرجه البخاري، بدء الخلق، باب صفة إبليس وجنوده، ح: ٣٢٨١، ومسلم، السلام، باب بيان أنه يستحب لمن رؤي خاليًا بامرأة . . . الخ، ح: ٢١٧٥ من حديث عبدالرزاق به.

**٢٤٧١ـ تخريج**: أخرجه البخاري، الاعتكاف، باب: هل يخرج المعتكف لحوائجه إلى باب المسجد؟ ح: ٢٠٣٥ عن أبي اليمان به.

**فوائد ومسائل:** ① بیوی اور دیگر تعلق داروں کو معتکف سے ملاقات کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ اور ظاہر ہے کہ یہ ملاقاتیں ایک حد تک ہونی چاہئیں اور اس اثنا میں ضروری گفتگو بھی ہو سکتی ہے۔ ② حضرت صفیہ ؓ کی نبی ﷺ سے حالت اعتکاف میں ملاقات کا یہ واقعہ صحیح بخاری (حدیث:۲۰۳۵) میں بھی ہے۔ اس میں صراحت ہے کہ حضرت صفیہ (زوجۂ مطہرہ) کا گھر مسجد کے دروازے سے متصل ہی تھا، اس لیے رخصت کے وقت نبی ﷺ مسجد کے دروازے تک ان کے ساتھ معتکف سے باہر آئے۔ بنابریں اس واقعے سے یہ استدلال کرنا صحیح نہیں ہے کہ معتکف بیوی کو گھر تک چھوڑنے کے لیے مسجد سے باہر جا سکتا ہے۔ ہاں حوائج ضروریہ کا انتظام مسجد کے اندر نہ ہو تو بات اور ہے۔ ان کے لیے باہر جانا مجبوری کے تحت جائز ہوگا۔ ③ انسان کو بالعموم اور حساس مناصب پر فائز شخصیات کے لیے بالخصوص ضروری ہے کہ اپنے آپ کو ہر طرح کے شبہات سے پاک رکھیں۔ اور کسی متوقع شبہ کا قبل از وقوع ازالہ کر دینا زیادہ بہتر ہوتا ہے۔



(المعجم ٨٠) - **بَابُ الْمُعْتَكِفِ يَعُودُ الْمَرِيضَ** (التحفة ٨٠)

**باب:٨٠- معتکف کسی مریض کی عیادت وغیرہ کے لیے جائے (یا نہیں؟)**

٢٤٧٢- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ وَمُحَمَّدُ بنُ عِيسَى قالا: حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلامِ بنُ حَرْبٍ: أخبرنَا اللَّيْثُ بنُ أبي سُلَيْمٍ عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بن الْقَاسِمِ، عن أبيهِ، عن عَائِشَةَ قال النُّفَيْلِيُّ: قالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَمُرُّ بالمَرِيضِ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فَيَمُرُّ كَمَا هُوَ وَلَا يُعَرِّجُ يَسْأَلُ عَنْهُ. وَقَالَ ابنُ عِيسَى قالَتْ: إنْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَعُودُ المَرِيضَ، وَهُوَ مُعْتَكِفٌ.

۲۴۷۲- حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ ایام اعتکاف میں مریض کے پاس سے گزرتے اور اپنی راہ چلتے جاتے اور اس کا حال احوال پوچھتے مگر اس غرض سے اس کی طرف مڑتے نہ تھے۔ اور ابن عیسیٰ نے کہا کہ عائشہ ؓ نے کہا: نبی ﷺ اعتکاف کی حالت میں مریض کی عیادت کر لیتے تھے۔

٢٤٧٣- حَدَّثَنَا وَهْبُ بنُ بَقِيَّةَ: أخبرنَا خَالِدٌ عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يَعْني ابنَ

۲۴۷۳- حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا: معتکف کے لیے سنت یہ ہے کہ مریض کی عیادت کو نہ جائے' جنازے

٢٤٧٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٤/ ٣٢١ من حديث أبي داود به * ليث بن أبي سليم تقدم، ح: ١٣٢، ١٠٠٦.

٢٤٧٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الدارقطني: ٢/ ٢٠١، ح: ٢٣٣٨ من حديث الزهري به، ولم يذكر فيه سماعًا من عروة، ورواه مالك في الموطأ: ١/ ٣١٢ مختصرًا جدًا.

إسْحَاقَ، عن الزُّهْرِيِّ، عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ أنَّهَا قالَتْ: السُّنَّةُ عَلَى الْمُعْتَكِفِ أنْ لَا يَعُودَ مَرِيضًا، وَلَا يَشْهَدَ جَنَازَةً وَلَا يَمَسَّ امْرَأَةً وَلَا يُبَاشِرَهَا وَلَا يَخْرُجَ لِحَاجَةٍ إلَّا لِمَا لَا بُدَّ مِنْهُ، وَلَا اعْتِكَافَ إلَّا بِصَوْمٍ وَلَا اعْتِكَافَ إلَّا في مَسْجِدٍ جَامِعٍ.

میں شریک نہ ہو عورت سے مس نہ کرے اور نہ اس سے مباشرت (صحبت) کرے اور کسی انتہائی ضروری کام کے بغیر مسجد سے نہ نکلے۔ اور روزے کے بغیر اعتکاف نہیں اور مسجد جامع کے علاوہ کہیں اعتکاف نہیں۔

قَالَ أبُو دَاوُدَ: غَيْرُ عَبْدِ الرَّحْمٰن بنِ إسْحَاقَ لا يَقُولُ فِيهِ: قَالَتْ: السُّنَّةُ. قَالَ أبُو دَاوُدَ: جَعَلَهُ قَوْلَ عَائِشَةَ.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن اسحاق کے علاوہ کسی نے "السُنَّة" کے لفظ نہیں کہے۔ اور انہوں نے اسے حضرت عائشہ ؓ کا قول قرار دیا ہے۔

فائدہ: اس باب کی مذکورہ دونوں روایات ضعیف ہیں۔ اس لیے اس میں بیان کردہ وہی باتیں صحیح ہیں جو دیگر صحیح روایات سے ثابت ہیں اور دیگر باتیں غیر صحیح ہیں۔



**٢٤٧٤- حَدَّثَنا** أحْمَدُ بنُ إبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا أبُو دَاوُدَ: حدثنا عَبْدُ الله بنُ بُدَيْلٍ عنْ عَمْرِو بن دِينَارٍ، عن ابنِ عُمَرَ: أنَّ عُمَرَ رَضِيَ الله عنه جَعَلَ عَلَيْهِ أنْ يَعْتَكِفَ في الْجَاهِلِيَّةِ لَيْلَةً أوْ يَوْمًا عِنْدَ الْكَعْبَةِ، فَسَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ؟ فَقالَ: «اعْتَكِفْ وَصُمْ».

۲۴۷۴- حضرت ابن عمر ؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر ؓ نے ایام جاہلیت میں یہ نذر مانی تھی کہ کعبہ میں ایک رات یا دن کا اعتکاف کروں گا۔ پس انہوں نے اس کے متعلق نبی ﷺ سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: ''اعتکاف کرو اور روزہ (بھی) رکھو۔''

فائدہ: اس روایت میں ''دن'' کا ذکر اور ''روزہ بھی رکھو'' کا بیان صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ یہ روایت صحیح بخاری میں ہے' اس میں دن کا اور روزہ رکھنے کے حکم کا ذکر نہیں ہے۔ (صحيح البخاري' الاعتكاف' حديث: ۲۰۴۳) بہر حال نیکی کے کام کی نذر خواہ جاہلیت کے دور میں مانی گئی ہو' پوری کرنی چاہیے۔

---

**٢٤٧٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف]** أخرجه النسائي في السنن الكبرٰى، ح: ٣٣٥٥ من حديث عبدالله بن بديل به، وقال أبوبكر النيسابوري: "هذا حديث منكر ... وابن بديل ضعيف الحديث "(الدارقطني: ٢/ ٢٠٠، ٢٠١)، والحديث الصحيح ليس فيه "وصم".

۲۴۷۵- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ عُمَرَ بنِ مُحَمَّدِ بنِ أَبَانَ بنِ صَالِحٍ الْقُرَشِيُّ: حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ مُحَمَّدٍ يَعْني الْعَنْقَرِيَّ عن عَبْدِ الله بنِ بُدَيْلٍ بإسْنَادِهِ نَحْوَهُ قالَ: فَبَيْنَما هُوَ مُعْتَكِفٌ إذْ كَبَّرَ النَّاسُ فَقالَ: مَا هٰذَا يَاعَبْدَ الله؟ قالَ: سَبْيُ هَوَازِنَ أعْتَقَهُمْ رَسُولُ الله ﷺ قالَ: وَتِلْكَ الْجَارِيَةَ، فأرْسِلْهَا مَعَهُمْ.

۲۴۷۵-عبداللہ بن بدیل نے (یہی روایت) اپنی سند سے اسی کی مانند روایت کی۔ اس میں اضافہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اعتکاف میں تھے کہ لوگوں نے یکا یک تکبیر بلند کی۔ انہوں نے پوچھا: اے عبداللہ (ابن عمر)! یہ کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ ہوازن کے قیدیوں کو رسول اللہ ﷺ نے آزاد کر دیا ہے۔ انہوں نے کہا: تو اس لونڈی کو بھی (جو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تھی) ان کے ساتھ چھوڑ دو۔

فائدہ: اثنائے اعتکاف میں صدقہ وخیرات اور اس طرح کا مالی تصرف باعث اجر ہے۔

## (المعجم ۸۱) - باب الْمُسْتَحاضَةِ تَعْتَكِفُ (التحفة ۸۱)

## باب:۸۱-استحاضہ والی اعتکاف کرسکتی ہے

۲۴۷۶- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عِيسَى وَقُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ قالا: حَدَّثَنا يَزِيدُ عن خَالِدٍ، عنْ عِكْرِمَةَ، عن عَائِشَةَ قَالَتْ: اعْتَكَفَتْ مَعَ رَسُولِ الله ﷺ امْرَأَةٌ مِنْ أزْوَاجِهِ، فَكَانَتْ تَرَى الصُّفْرَةَ وَالْحُمْرَةَ، فَرُبَّمَا وَضَعْنَا الطَّسْتَ تَحْتَهَا وَهِيَ تُصَلِّي.

۲۴۷۶-حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ کی ازواج سے ایک نے آپ کے ساتھ اعتکاف کیا۔ اسے زردی مائل یا سرخ سا خون آتا تھا۔ (استحاضہ کی وجہ سے) تو ہم کبھی اس کے نیچے لگن بھی رکھ دیا کرتے تھے اور وہ نماز پڑھا کرتی تھیں۔

فوائد ومسائل: ① استحاضہ کے ایام حکماً پاکیزگی کے دن ہوتے ہیں اور ان میں نماز' روزہ اور اعتکاف وغیرہ سب امور صحیح ہیں مگر لازمی ہے کہ مسجد کو آلودہ ہونے سے بچایا جائے۔ ② اس پر قیاس کرتے ہوئے دائم الحدث (جس کا وضو برقرار نہ رہتا ہو) کا بھی یہی حکم ہوگا۔ یعنی حدث کی حالت میں اس کے لیے نماز پڑھنا جائز ہوگا' اور وہ شخص بھی اسی حکم میں ہوگا جس کے زخم سے خون رس رہا ہو۔

---

۲۴۷۵_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الجصاص في أحكام القرآن: ۳۰۶/۱ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق.

۲۴۷۶_ تخريج: أخرجه البخاري، الاعتكاف، باب اعتكاف المستحاضة، ح: ۲۰۳۷ عن قتيبة به.